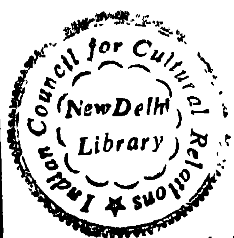
فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقاً علینا نصر المومنین

الحمدللہ کہ رسالہ ہدایت کا مقالہ مولفہ مولوی حافظ محمد صاحب ٹونکی

مسمّٰی بہ

ازالۃ الشین والرین بالرد علما مجتہدین



حسب فرمائش مولف باہتمام مولوی محمد سعید صاحب

در مطبع صدیقی واقع بنارس محلہ دارانگر مطبوع گردید

سنہ ۱۳۰۳ ہجری

رنج و تکلیف دینے مین اور انواع الواع کی طوفان و بہتان اونپر باندھکر حکام جہلہ
وملوک ظلمہ کے ہاتھہ سے ایذا پہنچانے قتل کرانے مین کمال سعی و کوشش بجالاتے ہین
جیسا کہ کتب تواریخ و تراجم آئمہ سے خوب ظاہر ہے لیکن ابتک انکو بڑے دشمن سے کسی نے
بظاہر متبعین سنت کی نسبت تکفیر و تضلیل و اخراج مسجد کا فتوی نہین دیا تھا اور
نہ اون کو ساتھہ عدم مناکحت و مجالست وغیرہ معاملات کرنیکا حکم کیا تھا جب سے کوفۂ
ہند عرف لکھنؤ مین مجتہد مذہب بین بین و مجدد مراسم بدع و شنین مؤلف نصرۃ و ابراز الغی
شیخ عبد الحی عرف شیخ اودہ پسر عبد الحلیم معروف بمیانجی حلیم ظاہر ہوا اور اوسنے
ائمہ اہل سنت و شیوخ ملت مثل امام مالک و امام احمد بن حنبل و شیخ الاسلام ابن
تیمیہ و امام ابن عبد الہادی و حافظ ابن قیم و سید علامہ مجتہد کبیر محمد بن اسمعیل امیر
یمانی و حضرت قاضی القضاۃ محمد بن علی شوکانی وغیرہ ائمہ حدیث و جمیع متبعین قرآن
و سنت و مومنین اہل غربت پر اعتراض و لعن و طعن تبرا و افترا شروع کرکے اپنا ابراز غی کیا
اور ان بیگناہونکی مذمت و غیبت و تحقیر و توہین کا تذکرہ پھیلایا رافض کی مدح مین بسبب ہمنوائی ابائی کے
مبالغہ ظاہر کیا اوسیوقت سے اوسکی تمام اعوانوں انصار و اتباع انفار نے مثل عبد الرحمن جاہل پانی پتی
و عبد القادر سلہٹی و ارشاد حسین رام پوری و عبد الحق کانپوری و عبد الحکیم دہلوی
و رحمۃ اللہ کرانوی و رشید احمد گنگوہی و عبد العلی لدھیانوی وغیرہ جہال اکال بطال نے
حیا او رایمانکو صاف جواب دیکر یہ شیوہ اختیار کیا ہے چنانچہ انہین دنون ان
بدکیشون نا عاقبت اندیشون نے باغوائے اسی شیخ نابالغ ایک رسالہ موسومہ بجامع
الشواہد تکفیر و تضلیل مین متبعین کے طبع کراکر شائع کیا تھا جسمین کذب و افترا کی
قسم سے اپنے اظہار بے ایمانی کیلیے کوئی دقیقہ اونکی نسبت باقی نچھوڑا تھا لیکن انجام کار
جب اس جانب سے چند جوابات دندان شکن یعنی فنوس الکملہ صیانۃ المومنین
و کاشف المکائد و عمارۃ المساجد و کلام الاماجد و ازالۃ المفاسد و جامع الفوائد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی رسولہ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ
واتباعہ اجمعین اما بعد جمیع مسلمین انصاف گزین پر واضح ہو کہ اس زمانہ
آخیر مین کہ غربت اسلام کی نہایت کو پہنچ گئی ہے ہر طرف سے اہل شقاوت و ضلالت کا
زور ہے ہر شہر و قریہ مین بد دینی و بد مذہبی کا شور ہے مسلمانون مین وہ تفرقہ اور
فتنہ و فساد برپا ہو رہا ہے کہ کسی مذہب و ملت مین آنکھ دیکھنے سننے مین نہین آیا
جو بیچارے اقل قلیل اہل قرآن و حدیث ہین اونپر جہلۂ مقلدین اہل رائے نے ہزارہا طرح کی
لعن و افترا و تبرا کرنا شروع کیا ہے اون کے کفر و زندقہ و خارج اہل سنت و جماعت
سے ہونیکا مسجد و نمین نماز کو آنے سے منع کرنیکا حکم دیا ہے فرقہ ضالہ و مضلہ و باطلہ
و اہل ہوا اونکا لقب مقرر کیا ہے اگرچہ جب سے رائے والون نے اس شریعت سہلہ
بیضا نقیہ کے اندر اپنی ٹانگ اڑائی ہے یہ اسیران ربقۂ تقلید و گرفتاران مذہب
جدید ہمیشہ سے اس گروہ حق پژوہ کی دشمن ہوتے چلے آئی ہین اور انکو طرح طرح کی

وارتکاب اعمال خسیسہ مثل تجسیم وتحلیل ازواج فوق اربعہ وتجویز تقیہ وسبّ ائمہ وغیرہ
بہتانات کثیرہ کی ضال مضل زندیق واہل سنت وجماعت سے خارج ہے انکا مساجد مین
آنا درست نہین سب مسلمانونکو ان کے ساتھ نماز ونکاح وذبیحہ مین احتیاط لازم
ہے جیسے روافض کے ساتھ اس مضمون پر اور اس رسالہ کی صحت پر آخر مین اکیستوا
پچاشی نفرون کی تو مہرین ہین نام علحدہ ہین مجتہد بین بین نے بھی بڑی دہوم دہام سے
اپنی مہر ثبت فرمائی ہے فتح المبین کی تالیف تو مجتہد جی نے از روئے تقیہ بنام شخص
مجہول منصور علی کہ جسکا نام ونشان آجتک کسی نے نہین سنا تہا تشہیر فرمائی ہے معلوم
نہین یہ فرضی اسم ہے یا اس نام کا کوئی جاہل آپکا چیلہ موجود بھی ہے رہی تنبیہ الوہابین
کہ جسمین کذب وبہتان وافترا وطوفان کو جمیع مقلدین مبتدعین کا دین وایمان
قرار دیکر اہل قرآن وحدیث کی تکفیر وتضلیل پر تصریح کی ہے اوسمین مؤلف کا نام فرضی
بھی نمادرہے لیکن طرز کلام کذب التیام واختراع طوفان واتہام ومہر ابو الحسنات
بجائے ابو السیآت منادی ہے اسپر کہ یہی مجتہد جی اسکے بھی مؤلف ہین کیونکہ اہل حق
پر افترا سازی وطوفان بندی انہین حضرتکا اجتہاد جدید وتجدید ناسدید ہے سه دیوانگی وستی از کوئی تو
میخیزد ہر فتنہ کہ میخیزد از کوئی تو میخیزد یہی تمام اعتراضات واتہامات انکی اور رسائل رذائل مین صراحۃً وکنایۃً جابجا
موجود ہین اور نفرون کی جو مہرین ہین اونکی طرف اسکی تالیف کا خیال نہین کیا
جاسکتا کیونکہ اس قسم کے طعن افترا وتکفیر اہل حدیث اون کی کسی فتوی یا رسالہ مین
ابتک دیکھنے مین نہین آئے اور نہ اونکو کبھی ایسی جرءت ہو سکی اگر عبد الرحمن جاہل
وغیرہ نے ایسا کیا بھی ہے تو اوسکے کلام وطعن واتہام کا اور ڈہنگ ہے علاوہ اسکے
بزبانی اکثر ثقات کہ جنہون نے بطریق سیاحت یا وعظ گوئی تمام بلاد وقصبات ہند کی
سیر کی ہے اور ہر جگہہ کے ہر کس وناکس کا حال دیکھا جاتا ہے معلوم ہوا کہ اکثر اصحاب
ہند
مواہیر مین ایسی دہنگ گنوار ہین کہ اسلام وکفر مین فرق نہین جانتے ڈاڑھی منڈے لنگوٹی

اس افترا کو بدل و جان منظور کیا ۱۲

رنج وتکلیف دینے مین اور انواع الواع کی طوفان وبہتان اونپر باندھکر حکام جہلہ
وملوک ظالمہ کے ہاتھہ سے ایذا پہنچانے قتل کرانے مین بکمال سعی وکوشش بجالاۓ ہین
جیساکہ کتب تواریخ وتراجم آئمہ سے خوب ظاہر ہے لیکن ابتک انکی بڑے دشمنون سے کسی نے
بظاہر متبعین سنت کی نسبت تکفیر وتضلیل واخراج مسجد کا فتوی نہین دیا تھا اور
نہ اون کی ساتھہ عدم مناکحت ومجالست وغیرہ معاملات کرنیکا حکم کیا تھا جب سے کوفہ
ہند عرف لکھنو مین مجتہد مذہب بین بین ومجدد مراسم بدع وشنیع مؤلف نصرۃ وابراز غی
شیخ عبد الحی عرف شیخ اودہ پسر عبد الحلیم معروف بمیانجی حلیم ظاہر ہوا اور اوسنے
ائمہ اہل سنت وشیوخ ملت مثل امام مالک وامام احمد بن حنبل وشیخ الاسلام ابن
تیمیہ والامام ابن عبد الہادی وحافظ ابن قیم وسید علامہ مجتہد کبیر محمد بن اسمعیل امیر
یمانی وحضرت قاضی القضاۃ محمد بن علی شوکانی وغیرہ ائمہ حدیث وجمیع متبعین قرآن
وسنت ومومنین اہل غربت پر اعتراض ولعن وطعن تبرا وافترا شروع کر دیا اپنا ابراز غی کیا
اور ان بیگناہونکی مذمت وغیبت وتحقیر وتوہین کا تذکرہ پھیلایا رفاض کی مدح مین بسبب ہمکنحواری ابائی کے
مبالغہ ظاہر کیا اوسیوقت سے اوسکے تمام اعوان وانصار واتباع انغاو نے مثل عبد الرحمن جاہل پانی پتی
وعبد القادر سلہٹی وارشاد حسین رامپوری وعبد الحق کانپوری وعبد الحکیم دہلوی
ورحمۃ اللہ کرانوی ورشید احمد گنگوہی وعبد العلی لدہیانوی وغیرہ جہال اکال بطال نے
حیا اور ایمانکو صاف جواب دیکر یہ شیوہ اختیار کیا ہے چنانچہ انہین دنون ان
بدکیشون ناعاقبت اندیشون نے باغوائے اسی شیخ نابالغ ایک رسالہ موسومہ بجامع
الشواہد تکفیر وتضلیل مین متبعین کے طبع کرا کر شائع کیا تھا جسمین کذب وافترا کی
قسم سے اپنے اظہار بے ایمانی کیلیے کوئی دقیقہ اونکی نسبت باقی نچھوڑا تھا لیکن انجام کار
جب اس جانب سے چند جوابات دندان شکن یعنی فتوس الکملہ صیانۃ المومنین
وکاشف المکائد وعمارۃ المساجد وکلام الاماجد وازالۃ المفاسد وجامع الفوائد

اس سے تقوی اور اوسکے دل کا روگ بڑھیگا و اما الذین فی قلوبھم مرض فزادتھم رجساً الی رجسھم الخ ان بدروگونکو متبعین کتاب و سنت کی ضد و عداوت مین کسیطور چین نہین راتدن یہ مکار کذب شعار طرح طرح کے طوفان بہتان گھڑکر منہہ سے نجاست اوگلتے رہتے ہین اور طوفان بہتان بھی کن چیزون کو کہ جنکے یہ خود عامل و مرتکب ہین اور اونکی سب کتب مذہبی مین وہ خرافات جائز لکھی ہے چنانچہ راقم نے جواب جامع الشواہد مین نقل بھی کردیا ہے جہالت ان دشمنان دین کی اپنی کتب مذہبی سے اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ نام تک اون کتب کا صحیح نہین بول سکتے چنانچہ جن لوگون کی اہلحدیث کی تکفیر پر مہرین ہین اونمین اکثر کی زبان سے سنا گیا ہے کہ شرح وقایہ کو سرارکایہ اور کنز کو گنج اور توضیح تلویح کو توجی تلبی کہتے ہین اگر کسیکو اپنے نام کو حروف بنانے بھی آتے ہین تو ترکیب لفظی اوسکی صحیح نہین لکھہ سکتا مجتہد صاحب کی تحریر مین بھی ایسے اغلاط ہین اس قابلیت پر یہ جاہل آپ کو عالم و اہل سنت و جماعت خیال کرتے ہین اہل حدیث کو دین سے خارج و مساجد مین نماز پڑہنی سے منع فرماتے ہین ہندستان مین قبل زمانہ سید احمد بریلوی و مولوی اسمعیل صاحب دہلوی کی جسقدر جہل و فسق و فجور و قبر پرستی وغیرہ انواع انواع کی شرک و بدعات شائع تھین سبکو خوب معلوم ہے او سوقت کے سارے فساق و فجار مشرکین مقلدین آپکو سنت جماعت کہتے تھی شیخ جی کے اباواجداد وغیرہ سکان کوفہ ہند اونہین سنت جماعتون مین تھی اب یہ لوگ اکثر ملک اودہ و حیدرآباد وغیرہ بعض اماکن فسق و فساد مین موجود ہین انکی نزدیک سنت جماعتونکی صفت و علامت یہ ہے کہ قبرین پوجے اونسے مدد چاہے دوردور سے نذر منت مانگرا ونپر چادر وغیرہ چڑہانے جاوے یاعلی یارسول اللہ یاعبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ پڑھی سیندھی بہنگ وغیرہ نشہ کی چیزین پیے پائجامہ ٹخنون سے نیچے رکھی ڈاڑھی منڈاوے یا کتراوے بن نکاحی عورت گھر مین رکھی زنا راگ باجے وغیرہ تماشے مین

دونون دین حق بتاتے ہین یا بازاری دروغ پیشہ حیوان مطلق ہین اولئک کالانعام بل ھم اضل اور بعض مہور چند اطفال نابالغ اہل بریلی وغیرہ کے یا ولیسے ہی جعلی وفرضی ہین اور جن پیران نابالغ کو علوم ضلالت یا کتب رائے مین کسیقدر حرف شناسی کا دعوی ہے جیسیا اہالی رامپور یا کانپور یا دیوبند وسہارنپور وغیرہ اونہون نے محض اپنے مقتدا حضرت مؤلف کی تقلید پلید سے اپنی مہور ثبت کی ہین اونکا اہل بدعت اور پیر پرست ہونا اور جماعۃ اہل حدیث سے کامل درجہ کی ضد و عداوت رکھنا مثل مجتہد صاحب کو تمام نزدیک و دور مشہور ہے مجتہد صاحب اہل حدیث کی تکفیر پر ایسے نفرون کی مہرین نہ کراوین تو پہر اجتہاد بین بین وتجدید بدیع وشنیع کی رونق سفہای اودہ وحیدرآباد مین کیونکر بڑہ سکتی ہے ان مجنونان تقلید اہل مذہب جدید کی دین وایمان کا حصر ومدار صرف اسی پر ٹھہرا ہے کہ اصحاب قرآن وحدیث پر ہزارہا طرح کے طوفان وبہتان باندھکر اونکی تکفیر وتضلیل مین چند گنوار فساق ہنود روافض کی مہرین کراکر رسائل وفتوی طبع کراوین گویا یہ جہول ان تقلید پرستون کے آلہ ہین کہ ان کے مہور حکم وحی آسمانی کا رکھتی ہین پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہین کہ جو شخص کسیکو کافر وگمراہ کہتا ہو اگر وہ ایسا نہین ہے تو یہ کہنے والا ہی کافر ہو جاتا ہے مگر اس قسم کی آیات واحادیث اوس شخص کو تو مفید ہو سکتی ہین کہ جو شخص پیغمبر پر ایمان بھی لایا ہوا ور اونکی حدیث کو مانتا ہو اور جو جاہل یا منافق پیغمبر کا مخالف ہوا پنے آبا واسلاف وائمہ رای وقیاس کو اپنا آلہ اعتقاد کرتا ہوا ونکی تقلید کے طفیل سنت نبویکو مٹانا چاہتا ہو اہل سنت پر طوفان وبہتان باندھکر اونکی تکفیر مین رسالہ لکھے اوسکو ذریعہ اپنے اجتہاد جدید وتجدید ناسدید کی ترویج کا سمجھے اوسکے سامنے آیات واحادیث کا پڑہنا بیکار ہے۔

دعوی تقلید کا سوای حیوان لایعقل کے کسی انسان عاقل بالغ سے ہرگز صادر نہین ہوسکتا
ولنعم ماقیل ؎ ہم سمجھے ہین معنی حقیقی یعنی ✦ حیوان ہین حقیقت مین یہ اہل تقلید ✦ آجتک
کسی عالم کسی مجتہد کسی امام کسی عاقل نے مشرب تقلید کو علم نہین کہا امام ابن عبد البر نے
کتاب العلم مین اور آئمہ نے اپنی کتب مین صاف یہ لکھا ہے کہ اطلاق لفظ علم کا اوپر علم
تقلیدی کے اور اطلاق لفظ عالم کا اوپر مقلد کسی مذہب کے گو وہ کیسا ہی شیخ کبیر ہو باتفاق
علماء سلف وغیرہم صحیح نہین علی ہذا القیاس معقول کے بھی تمام کتب و رسائل حتی کہ قال اقول
تک مین متعدد جگہہ پر تقلید کو جہل کہا ہے پھر جبکہ علم عقلی ونقلی جمیع علماء وعقلاء کے
نزدیک اس فرقہ اہل رای وہوا سے مسلوب ہوا تو سوا ے جہل بسیط یا جہل مرکب کو اور
کیا باقی رہا یون فارسی عربی عبارت کا مطلب سمجھہ لینا یا محاورات ہند یکو عربی مین ترجمہ
کرلینا الفاظ وکلمات بے تک بموقع باہم گانٹھہ دینا اور بات ہے اسکو علم ہرگز نہین کہہ سکتے
یہی جہل تقلید باعث ہوا ان حیوانونکو تحسین شرک و بدعت ولتعریف منکرات وانکار
وتحریف احادیث وآیات واتباع آراء فاسدہ واہوای کاسدہ وایجاد مذہب بین بین
وتجدید اسم بدع وشین کا اسی تقلید شوم نے متبعین کتاب وسنت کی تکفیر وتضلیل
کرائی آئمہ حدیث وشیوخ اسلام کی توہین وتحقیر اودہ وحیدرآباد مین پھیلائی کس منہہ
سے یہ جاہل آپکو اہل سنت وجماعت کہتے ہین سنت وجماعت کے معنی تو آجتک ان حیوانون
نے اعلی سے ادنی تک سمجھے بھی نہین سنت نام صرف حدیث خیر الانام کا نام ہے جماعت
سے مراد گروہ اہل حدیث ہے جسوقت یہ لقب ان لوگونکا مقرر ہوا ہے اوسوقت اس
بدعت تقلید کا نام ونشان بھی عالم مین نتھا پھر یہ بندہ رای وہوا کیونکر اہل سنت وجماعت
ہنگئے یہ لقب ہرگز انپر صادق نہین آسکتا ہینگا وہینگی آپکو اس لقب کا مصداق ٹھہرانا
اور اپنے منہہ سے میان مٹھو بننا اور بات ہے معتزلہ جیسے خودکو اصحاب عدل وتوحید
کہتے ہین اسیطور ان منافقین مبتدعین نے بھی اپنا نام سنت وجماعت رکھا ہی ورنہ تمام

شب و روز مصروف رہے مجلس مولود بڑی دہوم دہام سے کرے نذر غیر اللہ کھائے مشائخون
کی گڑہی ہوئی باتون کو حکم خدا و رسول سے بڑھکر جانے ہر چہار مذہب مستند شمرو ہے
ایک کا مقید و مقلد ہو جہوٹ بولے اہل حدیث پر طوفان و بہتان لگاوے محدثین وائمہ کی
غیبت و مذمت کرے شاہ ولی اللہ صاحب اور اونکی اتباع و تلامذہ کو بہت برا جانے
علماء یمن پر رد و قدح کرے صدقہ و خیرات کھانے مین اوقات بسر کرے روافض
کی مدح کتابون مین لکھی کتب رائے سے فتوی دے فقہ رائے مین رسائل تالیف کرے
اہل سنت کا رد لکھے ائمہ وقت و سادات پر طعن و اعتراض کرنیکو موجب فخر و شہرت کا
سمجھے عامہ اہل حدیث کی تکفیر کرے وغیر ذلک پہر خواہ کسی مین یہ سب وصف ہون یا
انمین سے دس پانچ ہے وہ بلاشبہہ ان جاہلون کے نزدیک اہل سنت جماعت کہلائیگا اور
جو شخص ان تمام باتون مین سے ایک سے بہی نفور ہوگا وہ انکی نزدیک وہابی لامذہب
و سنت جماعت سے خارج ہے چہ جائیکہ جو ان سب باتونکا منکر ہو جیسے یہ جماعت قلیلہ
اہل قرآن و حدیث وہ تو بلاشبہہ ان سنت جماعتون کے نزدیک ضال مضل وملعون ہے
ایسونکی تکفیر پر اکیسو بچاسی ان سنت جماعت نفرون کی مہرین ثبت ہوئی ہین سو ہم
بلاشبہہ ایسے فساق فجار سنت جماعتون مقلدین مبتدعین اہل فتنہ و فساد مین
داخل نہین اور مطابق قول اپنے مقتدا حضرت ابراہیم علیہ الصلواۃ والسلام اور اونکی
اتباع کے انا براء منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم وبدا
بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تومنوا باللہ وحدہ
ان کی مذہب وطریقہ سے منکر و بیزار ہین جب تک یہ لوگ اس شرک تقلید و بدعات مذہب
جدید سے تائب ہو کر اللہ اکیلے ہی کی اطاعت اوسکے رسول کو فرمان کی موافق قبول کرلین
اس تقلید مذہبی کا برا ہو جتنے مفسدہ و خرابیان دین خدا مین واقع ہوئین اسکی
شامت سے ہوئی ہین اہل علم کے نزدیک یہ سب اہل تقلید محض جاہل مطلق مثل بہائم کے ہین

اسکا نتیجہ کیا ہوگا کہا قرآن تو لڑکو نکو پڑہائیگا پھر عنقریب کوئی لڑکا تجھ سے بڑہکر قاری ہو جائیگا تجھ سے زیادہ اوسکی عزت ہونے لگی حدیث مین تو محدث بن کے بیٹھیگا لوگ تجھسے روایت لین گے جب تو بوڑہا ہو جائیگا تیری دماغ مین خلل پیدا ہوگا تو تو متہم و متروک ہوجائیگا مین نے کہا مجکو کچھ حاجت اس علم کی نہین ہے علی ہذا القیاس علم شعر و نجوم وغیرہ مین بھی ایسی ہی ذلت کا نتیجہ بیان کیا پھر کہتے ہین کہ مین نے اون سے فقہ کا نتیجہ پوچھا اونہون نے کہا اسمین تو لوگونکا مقتدا مشہور رہوگا تجھ سے فتوی پوچھین گے تیری پیروی کرین گے تو مین نے فقہ ہی مین محنت کی انتہی حاصلہ یہ دونون قول ابو حنیفہ کے اور اون کے شاگردونکا اقرار اونکی اہل راے ہونیکی اور حدیث سے ناواقف رہنیکی دلیل ہین امام محمد کی پانچ چھ کتابین جو ظاہر روایات مشہور ہین جنکو تمام اہل رای اپنا قران و دین و ایمان سمجھتے ہین اونمین روایت احادیث کی نہین اور جو کہین ہے تو بلا سند یا خلاف قواعد مقررۂ محدثین ہے یہ کتابین محض قانون عقلی و دفتر اجتہادی ہین۔ امام شافعی نے محمد کی کتابونکو دیکھکر کہا کہ اسمین سوا بسم اللہ کے کچھ بھی صحیح نہین پھر آن ظاہر روایات کے بعد فقہ راے کی اور جتنی کتب و فتاوی ہین وہ تو لاکھون کرور دہان واہیات زٹلیات و بے اصل روایات و تحریف احادیث و آیات سے مملو و مشحون ہین انکی مولفین کتب احادیث و ائمہ اہل سنت کے نام تک سے بھی واقف نہین ہوئے معانی حدیث و عمل بالحدیث کو تو کیا جانین اگر دو چار روایت حدیث کی ابو حنیفہ یا اون کے شاگردون سے ایسی بھی ہین کہ جسمین کوئی اور راوی اونکا شریک نہین تو وہ اہل حدیث کے نزدیک بوجہ انکی مجروح و مقدوح ہونیکے متروک و غیر معمول بہا ہین ائمہ جرح و تعدیل نے انپر جسقدر جرح مبہم و مفصل کی ہے وہ کتب رجال مثل تہذیب الکمال و میزان الاعتدال و لسان المیزان وغیرہا مین بتفصیل مذکور ہے من شاء فلیرجع الیہا ابو حنیفہ کو علم لغت و عربیت مین کچھ دخل نتھا جو مثل اور ائمہ کے قرآن و حدیث مین

اسلاف انکی مجتہد فی الرای سے لیکر مجتہد ین بین تک کتاب وسنت سے جا
رہے ہین اور یہی وجہ ہے کہ استدلالات اون کے آیات وحدیث سے اپنے مذہبی م
تائید پر مقام نزاع سے محض اجنبی ہوتے ہین اور لائق اعتماد نہین سمجھے جاتے علما
عالم نے انکو نہ خود اونہون نے آپکو اہل حدیث سے شمار کیا ہے بلکہ اہل حدیث
انکو مرجیہ او رجہمیہ اور زیدیہ لکھا ہے شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے تقلید
حنفیہ کو صاف مرجیہ لکھدیا ہے اِس مذہب مین ولی ہونیکی نفی کی ہے خود
اون کے اہل عصر نے مرجی جہمی زیدی معتزلی کہا ہے کتب رجال وتواریخ
تراجم مین یہ سب موجود ہے ونیز اون کی کتب مذہبی سے یہ بات خوب ثابت
لین صفات باریتعالی کے معنے صریح سے انکار کرنا صوم وصلوۃ کا ایمان سے
فروعات مین معتزلہ وزیدیہ کی پیروی کرنا ابوحنیفہ کا اپنے جان ومال سے
امام زیدیہ کی مدد کرنا اونکو خروج کا فتوا دینا تفضیل علی مین گفتگو کرنا وغیرہ
دلیل ہے اون کے جہمیہ ومرجیہ ومعتزلہ وزیدیہ تفضیلیہ ہونیکی شیخ اکبر نے انہیں
جہلہ حنفیہ کو اکبر اعدائے مہدی علیہ السلام کہا ہے مولوی محمد معین حنفی سندہی نے دراسہ
مین وسید احمد طحطاوی نے بھی حاشیہ درمختار مین یہ قول شیخ کا نقل کیا ہے ان کے
چھوڑو اللہ ورسول کے خائنونکو تو خود انکی کتب مذہبی اہل سنت وجماعت سے خارج
کر رہی ہین یہ نسناس ناحق شناس معنے اتباع سنت کو کیا جانین انکو اتباع سنت کب
نصیب ہوا خود ابوحنیفہ نے اپنا علم اپنی رای کو بتایا ہے علمنا هذا الرای کہا ہے
علمنا ہذا حدیث اور آیۃ کبھی نہین کہا کما نقلہ الشعرانی الحنفی فی المیزان وغیرہ فی غیرہ نیز
انکو شاگردون نے امام شافعی کے روبرو ابوحنیفہ کی حدیث سے ناواقف ہونیکا اقرار
کیا ہے طحطاوی کے دیباچہ مین ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے اونہون نے کہا جب
مین نے علم پڑہنے کا ارادہ کیا تو لوگون نے قرآن حدیث پڑہنے کی صلاح دی مین نے پوچھ

وشیوخ اسلام کی مذمت وطعن مین ابرازغی کیا یا اوسکے اتباع انصار یہ بینیون نے
قریب ساٹھ ستر لفرون کے تکفیر وتضلیل اہل حدیث پر مہرین کرکے جامع شواہد خسران
دنیا وآخرت کے ہوئے یا آسی رسالہ تنبیہ الوہابین پر اکیسو چاسی مہرین کرکے اپنی
ضلالت وسفاہت پر عباد وہاب کریم کو متنبہ کیا یہ ہر ذی عقل وبے عقل پر پوشیدہ
نہین ہے مجتہد بین بین نے اپنے تذکرہ مین علاوہ ذم وتوہین عامہ اہلحدیث کے
خاص ائمہ حدیث کو اسقدر سب وشتم والقاب سو سے یاد کیا ہے کہ محاسب کو
اونکا شمار کرنا دشوار ہے اِن بوم نہاد ون شپرچشمون دنکی اندہونکو اپنا عیب کچھ نہین
سوجہتا ناحق بیگنا ہو نپر افترا کرکے دارین مین اپنی روسیاہی کرتے ہین سب آبا مونکو
گالی دینے کی نسبت کرنا اہلحدیث کیطرف محض ان کیا دونکا حیلہ اور کید ہے غرض انکی
اس سے ایک امام ابو حنیفہ ہین اونکی اور اون کے اتباع کی جو مسائل قیاسیہ مخترعہ
غیر مستند بآیات وحدیث ہین اوسکے خلاف پر عمل کرنیکو ان ناحق شناسون نے امام کا
گالی دینا قرار دیا ہے امام شافعی وغیرہ ائمہ کے مسائل خلافیہ وغیر خلافیہ کا مذہب و بیان
مین آجتک کسی اہل حدیث نے نام بھی نہین لیا نہ اون کے مقلدین اون بلاد مین
موجود ہین جو اون سے کسی مسئلہ خلاف کتاب وسنت پر جمود کرنے مین کچھ نزاع
واقع ہوتا پھر اگر ایسی خلاف کرنیکا نام گالی ہے تو یہ تو اونکی کتب مذہبی مثل ہدایہ
شرح وقایہ کنز قدوری وغیرہ مین بکثرت موجود ہے امام شافعی ومالک وغیرہما
کے ہزارون بلکہ لاکھون مسائل حقہ مدللہ کا ان ہوا پرستون نے صرف جہل سے
خلاف کیا ہے اور اپنی رائے وعقلی دلیلون سے ناحق اونکو باطل کر دیا ہے یہ تو بدرجہ
اولی اون ائمہ کے دشمن او گالی دینے والے ٹھہرے اگر کسی نے ابو حنیفہ کو کسی مسئلہ مین
حدیث کے خلاف کرنیکی نسبت کی ہے تو یہ بھی کوئی نئی بات نہین ہے پہلے بھی جس کسی
نے اونکے مسائل خلاف کتاب وسنت کو کتب رائے سے چنکر علیحدہ کیا ہے ایسا ہی کہا ہے

تدبر و فکر کرتے جیساکہ تاریخ خطیب و ابن خلکان و مرآۃ الجنان وغیرہا مین مسطور ہے
الغرض جہان سے ان مقلدین وحوش سیرت بہائم طینت کے مذہب مستحدث کی اصل ہے
مجتہدین ہین تک یہی برابر جہل قرآن وحدیث سے سینہ بسینہ متوارث ہوتا چلاآیا
ہے پھر کس منہہ سے یہ وحشی اہل علم وعمل با حدیث کو اہل سنت وجماعت سے خارج اونکو
مساجد مین نماز پڑہنے سے منع کا فتوا دیتے ہین متبعین رسول کو مساجد سے روکنے
والون کے حقمین قرآن مجید مین یون فرمایا ہے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان
یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا الی قولہ لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الآخرۃ عذاب
عظیم اس آیہ مین ان دشمنان دین وہینبیان بدآئین کی سزا دنیا کی ذلت اور آخرت
مین عذاب عظیم ہے ذلت دنیا کی تو دیکھ ہی رہے ہین اور خوب دیکہین گے عذاب
آخرت بھی عنقریب درپیش ہے مبارک ہو بڑا افتراان کذابین دجالین کا متبعین
سنت پر یہ ہے کہ یہ لوگ اماموں کو برا کہتے ہین اونکو گالیان دیتے ہین سارے ہندستان
کے سفہا مین ان فتنہ بازون افتراپردازون نے یہی غل غپاڑا جا بجا مچا رکھا ہے
لیکن آجتک کسی مفتری نے کسی اہل حق کی زبان سے اسکی تصدیق نہین پہونچائی
نہ اون کے کسی رسالہ کسی فتوے کسی تحریر سے کوئی گالی کسی امام کی نسبت دکھلائی
ہمارا تو برملا یہ قول ہے کہ سباب المسلم فسوق اماموں کو تو کیا اگر کوئی کسی ادنی درجہ
مسلمانکو بھی گالی دے تو وہ ہمارے نزدیک فاسق وبرا ہے یہ کام تو نہین مقلد کا ہے یہ کام اہین
تقلید پرستون اامون کی بندو نکا ہے کہ کسی امام حدیث کا نام بغیر اوسکی تحقیر وتوہین کئے
زبان سے نہین نکالتے عوام متبعین کا تو کیا ذکر ہے انپر تو ہزار ہا طوفان وبہتان باندھکر
اونکی تکفیر وتضلیل یہ سارے ہوا پرست کر چکے ہین کوئی فتوی کوئی رسالہ انکا اہلحدیث پر
سب وشتم سے خالی نہین ہے عبد الرحمن کذاب نے جیساکچھ ائمہ حدیث کی مذمت وغیبت
اور اونپر طعن واعتراض کرکے تمام عالم مین اپنا کشف حجاب کیا مجتہد اودھ نے اکثر ائمہ کرام

بحر المحیط وغیرہ کتب اصول شافعیہ مین ہے کہ جب جہلہ حنفیہ نے دیکھا کہ سوا ان کے امام کے سب ائمہ کے مسائل فرعیہ فقہیہ مستند بکتاب وسنت ہین بخلاف ان کے مسائل کے کہ اکثر احادیث صحاح ستہ ہی کے خلاف ہین تو اونہون نے صحاح کو رد کرنے کو یہ اصول گڑھا کہ جو حدیث خلاف مذہب دیکھی اوسکی سند مین فقہ راوی کی نفی کرکے اوسکو رد کردیا چونکہ صحاح مین اکثر احادیث صحیحہ اون کے مذہب کے خلاف ابوہریرہ وانس وجابر وغیرہم سے مروی ہین جنکے علم وفقاہت کی شہرت تمام مہاجرین وانصار مین تھی اور حضرت عباس جیسے مجتہد انسے فتوی پوچھتے تھے انہین صحابیونکو ان سفیہون نے نام لے لیکر غیر فقیہ قرار دیا کافی نور الانوار حسامی والشاسی وغیرہا اسکے سوا اور سب قواعد ایسے ہی ہین جنسے ابطال احادیث صحاح کا کیا ہے یہ موقع اوسکے ذکر کا نہین ہے جبکہ ان اعدای دین وسفہاے منافقین نے حدیث پیغمبر کو مردود کہا اصول بنانیکے حیلہ سے مسائل منصوصہ کا رد کیا تو پھر یہ سنت وجماعت کیسی یہ تو دائرہ اسلام ہی سے بالکل خارج ہوگئے ان کے پاس تو کوئی بھی دلیل صحت اسلام کی باقی نہین رہی ناحق یہ حیوان آپکو مسلمان کہتے ہین احادیث کا مردود کہنا کفار کا کام ہے نہ مسلمانکا شیخ اودہ اور اوسکے اتباع انفار پہلے اپنا اسلام ثابت کر دکھائین پھر اہل سنت سے گفتگو کرین یہ دلیل ان کے مسلمانی کی ہرگز نہین ہوسکتی کہ انکے آبا اجداد ہند مین پشتون سے متسم باسلام تھے گو کیسے ہی بد مذہب تھے جب یہ اون کے گھر مین پیدا ہوئے تو خوامخواہ مسلمان کہلائے جیسے کہ تمام بلاد راجپوتانہ کے گنوار مثل قاضی اندور وحی لوگ جنہون نے تکفیر اہل حدیث پر بہ تقلید شیخ اودہ مہرین کردین ہین آپکو مسلمان کہتے ہین اور نیز یہ بھی دلیل اسلام کی نہین ہوسکتی کہ اونہون نے علوم جاہلیت کو پڑہا اور حواشی لکھی یا کتب راے کو پڑھکر تقلید مذہبی اختیار کی اوسمین رسائل تالیف کئی کیونکہ علوم جاہلیت مثل منطق فوق از ضرورت وفلسفہ ونجوم شوم وغیرہ علوم جہلہ یونانکو

امام ابن ابی شیبہ نے جو اپنی مسند کے آخر مین کتاب الرد علی ابیحنیفہ لکھی ہے اوسکا شروع اسطرح کیا ہے هذا ما خالف ابو حنیفة الاحادیث الصحیحة الخ اسیطرح امام جوزی نے منتظم مین اور پھر کتب رائے مین بھی تو بہت جگہہ اون کے مؤلفون نے امام شافعی وغیرہ ائمہ کو حسب زعم خود مسائل مخترعہ مین حدیث کا خلاف کرنے کی نسبت کی ہے خود شول لین بعض جہلہ حنفیہ نے تو امام شافعی کی ایسی مذمت کی ہے کہ اونکو اضر من الابلیس کہدیا ہے اب بھی اگر کوئی حنفی امام شافعی و مالک و احمد حنبل وغیرہم کو برملا کھہ گالیان دے تو یہ دشمنان ائمہ کبھی اوس بد دین کو لامذہب و خارج از اہل سنت و جماعت نہ کہین گے شیخ اور دوسرے ائمہ کو سب و شتم کرنے مین کیا کچھہ کمی کی ہے اوسکو تو ان جاہلون نے ابو حنیفہ و قت جان رکھا ہے یہ دعوی اور حکم تو اونکا خاص اوسی شخص پر ہے جو ابو حنیفہ کا کسی مسئلہ مین خلاف کرے خدا جانے ان جاہلون کو امام شافعی وغیرہ ائمہ اصحاب مذہب سے کسقدر عداوت ہے کہ بارہ سو برس سے تمام اہل رای اونپر رد و قدح کرتے چلے آئے ہین پھر یہ اونکو ساب ائمہ نہین کہتے اہلحدیث کو صرف ابو حنیفہ کا خلاف کرنے سے سب ائمہ کی تہمت کرتے ہین اسکا جواب جو کچھہ یہ اونکی طرف سے دینگے وہی اونکی طرف سے بھی سمجھہ لین اگر گالی دینا اماموں کا اسکو قرار دیا ہے کہ یہ لوگ ابو حنیفہ کے مسائل اجتہادیہ خلاف قرآن و حدیث کو مردود کہتے ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ ابو حنیفہ کے قول و فعل خلاف کو تو کیا اگر غیر خلاف کو بھی کوئی شخص مردود کہے تو بھی اوسکے اہل سنت و جماعت سے خارج ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے تمنے تو احادیث صحیحہ مثل حدیث مصراۃ اور حدیث قضی بالشاہد والیمین وغیرہ احادیث کو اپنے کتب اصول مین خلاف قیاس کہکر صاف مردود لکھدیا ہے اور اسپر کیا سارا اصول ہی تمنے اپنا احادیث صحاح کے رد کرنیکو گڑھا ہے کوئی قاعدہ اوسمین ایسا نہین معلوم ہوتا کہ جس سے کوئی حدیث صحیح رد نہوتی ہو

دیکھنا سفر السعادت اور اوسکی شرح مین کیا گیا ہے ۱۲

وضالالت سنت و ہدایت ہوگئی جو سنت و ہدایت تھی وہ بدعت وضلالت ٹھہری
ہزارہا سنتین معدوم ومردود ہوگئین کروڑہا بدعتین رواج پاگئین مخترعات اہل
رای کا نام دین ٹھہرا جو دین حق تھا وہ باطل سمجھا گیا فقہ رای مین حواشی وشروح
و رسائل لکھے جانے لگے بیچارے اہلحدیث پر چار ونطرفسے لے دے ہونے لگی یہان
تک نوبت پہنچی کہ اونکو زندیق وملعون وضال ومضل خارج از اہل سنت وجماعت
کردیا جب کتب رای کا یہ حال ومآل ظاہر ہوا تو پھر انپر شرح وحواشی لکھنے والے کو اونکو
رواج دینے والیکو کیونکر کوئی عاقل داخل اسلام مین کہہ سکتا ہے اوسکو تو اسلام واہل
اسلام کا دشمن کہنا چاہیئے باقی رہی تقلید مذہبی تو یہ ظاہر ہے کہ اس سے بڑھکر کوئی
فتنہ باعث بربادی دینکا آجتک نہین دیکھا گیا سارے علم کی برکت اسی تقلید شوم مذموم
کی بدولت عالم سے اوٹھ گئی سب سے زیادہ تر تباہی اسلام مین یہ ہوئی کہ شریعت
مین مذاہب مروجہ نکلے ہر مذہب والا التعصب سے اپنے مذہب کو حق دوسرے کے مذہب کو
باطل جاننے لگا خصوصًا جہلہ حنفیہ نے تو عمومًا دوسرے مذہب والون کی عقائد حقہ و
اعمال صالحہ کو برملا خطا او باطل کہدیا اشباہ نظائر و دُرمختار مین دیکھ لو جبکہ اللہ ایک
رسول ایک قرآن پاک ایک دین اسلام ایک اصول دین کے یہی اللہ ورسول کا
فرمان پھر الگ الگ ان چار مذہبون کے نکالنے کی کیا ضرورت آس احداث سے اسلام
مین نہایت ضعف آگیا مسلمان بیچارے غریب ہوگئے جمعیت مین بیحد تفرقہ پڑگیا بہت
دین رونق شریعت بالکل جاتی رہی اس بدعت نے یہانتک زور پکڑا کہ مکہ معظمہ مین بھی
چار مصلے قائم ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون علماء اسلام ہمیشہ سے تقلید کو شرک
مقلد کو مشرک لکھتے چلے آئے ہین خود ائمہ اربعہ نے اپنی ہی تقلید سے نہی شدید
کی ہے کوئی دلیل عقلی ونقلی اسکے جواز پر آجتک کسیکو نہین ملی سارا قرآن پاک
اسکی مذمت سے بھرا ہوا ہے جتنے انبیا ورسل خدا سے کفار سے مقابلہ کرکے اونکو

علماء اسلام نے ضلالت فرمایا ہے خصوصاً ائمہ اربعہ ہی نے اول اوسکی تحریم کا فتوی دیا ہے ہمپر کوئی جاہل اسکے پڑہنے پڑہانیکا اعتراض نہین کرسکتا کیونکہ ہمنے صیانۃ للدین اسکے رد وابطال کیواسطے اسکو پڑہا ہے نہ واسطے شرح وحواشی و توضیح و تشریح کرنیکے کو جاہلون کو ان فنون سے فخر ہو اور آپکو بڑا عالم وعاقل سمجہین لیکن علماء اہل سنت کی نظر و نمین وہ جاہل و سفیہ حیوان ہی دکھلائی دینگے ؎ آنچہ فخر تست آن ننگ من ست * باقی رہین کتب رای تو یہ نحو علوم دینیہ اسلامیہ مین داخل نہین مثل قانون کے ہین کہ اجتماع اہواء و آراء سے جمع کرلیا جاتا ہے علم دین عبارت ہے قال اللہ و قال الرسول و اقوال و افعال صحابہ سے ان کتب مین کوئی مسئلہ بصراحت کتاب و سنت و فتاوی صحابہ کی طرف مستند بسند صحیح نہین ہے یہی زید و عمرو کی قیل و قال و تجویزات سے پر ہین اگر کسی جگہہ کسی مسئلہ مین مطابقت بھی ہوگئی ہے تو یہ امر اتفاقی ہے کیونکہ جو شخص سو دو سو باتین اپنی راے و اجتہاد سے نکالیگا اوسمین خوامخواہ دس پانچ باتین موافق کتاب و سنت کے بھی پڑھی جائینگی اس سے یہ ثابت نہوگا کہ اس شخص کو علم کتاب و سنت بھی ہے مؤلفین کتب رای کو علم کتاب و سنت مطلقاً نہ تھا وہ تو صرف اپنے بڑون کے اقوال پر تفریعین و تخریجین گھڑا کرتے تھے یہی اونکا علم تھا جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے انکی بارہ مین ازالۃ الخفا مین یون تحریر فرمایا ہے کہ علم ایشان تخریج بر تخریج و تفریع بر تفریع و دولت ایشان مثل دولت مجوس الا آنکہ نماز میگزارند و تکلم بکلمہ شہادت میشدند و ما مردمان درہمین تغیر زمان پیدا شدہ ایم نمیدانیم کہ خدای تعالی بعد ازین چہ خواستہ ست انتہی یہی باعث بربادی دین کا اور زیادہ ہوا کہ مقلدین مبتدعین نے انہین تخریجات و تفریعات کو اپنا دین و ایمان یقین کرلیا کتاب و سنت سے جاہل و غافل ہوگئے اگر برائے نام کسیقدر پڑہا بھی تو تبرکاً پڑھ لیا جب سے ان تخریجاتکا شیوع و رواج ہوا عدت

نے رد کیا یہ جگہہ عجیب خاصیت رکھتی ہے جب سے یہان آبادی ہوئی ہے والی و رئیس یہان کے ہمیشہ پادشاہ ہند سے سخت باغی ونمکحرام رہے ہین اونہون نے فسق وفجور کو یہان ایسا زور دیا کہ طبقہ زمین پر کہین دیکھا سنا نہین گیا یہان کے حنفیون کو اہل سنت واصحاب حدیث سے اسقدر بغض و عداوت ہے کہ کسی کافر یا رافضی یا نیچری سے بھی نہین یہ شہر **کوفہ ہند** مشہور ہے لکھنو اور کوفہ کے عدد بھی ایک ہین اِس کوفہ کو کوفہ عراق سے غلو رفض وکثرت تشیع وبدعت تقلید وتعصب مذہبی وبطر حق وغرور علم واتباع عقل بر نقل وعدم وفاداری وحدوث انواع فتن وفساد وغیرہ امور مین کمال درجہ کی مناسبت ومشابہت بہت ہے وہان والون نے جسطور حضرت امام ہمام جناب امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بدعہدی کرکے اونکو اور اون کے اہل بیت کو دشت کرب وبلا مین بھوکا پیاسا رکھکر قتل کیا اسجگہہ والون نے بھی وہی معاملہ مولوی سید امیر علی شہید کے اور اون کے اتباع کے ساتھ اوسیطور جنگل مین کیا یہ معرکہ سب نزدیک و دور مین مشہور ہے معرکہ کربلا سے کچھ کم نتھا یہان جو لوگ عالم مشہور ہوئے ہین وہ سب علوم اسلامیہ وکتب دینیہ سے بالکل بے بہرہ وجاہل محض تھے بلکہ ان علوم سے عار رکھتے تھے اونکا علم یہی کتب جاہلیت وفنون ضلالت یا کسیقدر کتب رای کی درس و تدریس تھی فی الحال یہ بھی وہان نہین ہے عوام الناس ہوتی اسجگہہ کے بالکل وحوش سیرت ناپاک طینت ہین یہان جو سنی کہلاتے ہین وہ عمل اور عقیدہ مین اور جگہہ کے رافضیون سے بدتر ہین آن سنیون نے اپنی وضع وشکل ایسی بنا رکھی ہے کہ کفار مین اونمین کوئی تمیز نہین کرسکتا۔ **مذہب بلین بلین** کا حدوث اِنہین سنیونمین ہوا ہے تکفیر اہل قرآن و حدیث کی اِنہین سنیون نے کی ہے یہان کے باشندون مین خدا تعالےٰ نے

ایذائین دین قتل کیا اسی تقلید آبا اسلاف کو حجت ٹھہرا کر کیا و کذلک ما ارسلنا
فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوھا انا وجدنا اباءنا علی امۃ و انا علی اثارھم
مقتدون ازالۃ الخفا مین لکھا ہے کہ اس امت مین دو فتنہ بہت بڑے واقع
ہوئے ایک قتل حضرت عثمان کا کہ اوسکے بعد سے اسلام مین خانہ جنگی خونریزی شروع
ہوئی دوسرے حدوث تقلید مذہبی کا یہ فتنہ پہلے سے بہت بڑھکر ہوا کیونکہ اس سے
دین مین تفرقہ پڑ گیا جدی جدی مذہب مقرر ہو گئے کتابین ہر ہر مذہب کی مدون
ہو گئین تقلید دلونمین ایسی گھس گئی کہ ہر مذہب والا التعصب سے دوسرے مذہب کو
ناحق و باطل جانکر اوسکا رد کرنے لگا انتہی ملخصاً اس زمانہ کے جو تمام جہلہ حنفیہ واسطے
تائید رسومات شرک و بدعات کے سب ملکر اپنا پیٹ مار رہے ہین اور اہل قرآن و
حدیث کی تکفیر کرتے ہین اسکا باعث یہی تقلید مذہب بین بین ہے قبل اختیار مذہب
مذکور کے کبھی ان بدلوگون نے تکفیر اہل سنت کی نہین کی نہ اسقدر اضلال سفہا
عوام و تفرقہ اسلام مین کوشش کی الغرض جیسا فتنہ او تفرقہ مسلمان ہند مین اس
تقلید مذہبی سے واقع ہوا ہے ابتداء اسلام سے کسی جگہہ کبھی مذہب مین سننے
دیکھنے مین نہین آیا جب اس تقلید کا یہ نتیجہ ہے تو پھر مقلد کے پاس اپنے صحت اسلام
کی کیا دلیل ہے اصل بنیاد اس فتنہ و فساد تقلیدی کی بلاد ہند مین جب سے پڑی
ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب حرمین سے حدیث پڑھکر دہلی مین آئے اونکے اعمال و
اشتغال حدیثیہ کو بیان کے جو فاسق فاجر مشرک مقلدین آنکو اہل اسلام و سنت و
جماعت خیال کرتے تھے تقلید اہل رای دہوا اونکا دین و ملت تھا اپنے مذہب کے
خلاف دیکھکر شاہصاحب کے دشمن ہو گئے شہر سے اخراج کرایا تو انہون نے ان
مقلدین اور اون کے برادران دین روافض کا خوب رد لکھا اون کے بعد اونکی
اولاد نے بھی یہی کیا انکی بڑے سخت دشمن لکھنؤ کے سنی و رافضی ہوئے انکا اونہون

جس سے سب ہند کے پڑھے بے پڑھے لوگ خوب واقف ہین جب اسکے ان حرکات بیجا و
ہفوات ناسزا پر چار و نظر فسے مار دہاڑ شروع ہوئی اور بفحواے لکل فرعون موسیٰ
وکل دجال عیسیٰ کے مولوی محمد صالح و مولوی احمد علی مرحوم وغیرہ علماء نے نسبت
عدم فہمی کلام شاہصاحب و تہمت انکار معجزہ مذکور وغیرہ امور کی علماء عرب و عجم کے
فتاوے منگوا کر اس حاسد اہل حق کی خوب تبکیت و توبیخ کی تو اس صدمہ سے
یہ جانبر نہو سکا اور بہت جلد قفس جسم کو طائر روح سے خالی کر دیا وللہ الحمد
اسکے بعد اسکا پوت کپوت عبد الحی باپ کی جگہہ خلیفہ ہوا اسکا حسد و بغض
اہل قرآن و حدیث سے عموماً و خاندان شاہصاحب سے خصوصاً باپ سے بڑھکر
نکلا روافض سے بہت اخلاص و اتحاد پیدا کیا اونکی مدح و تعریف اللہ رسول کی
حمد و نعت کے برابر مین اپنے رسائل مین بہت کی اون کے گھر سے خیرات و زکوٰۃ
مین اسکا وظیفہ مقرر ہو گیا اسی پر اوسکی معاش ہے اس لئے مذہب حنفی مین ایک
شاخ مذہب بین بین نکالی سواد اور حیدر آباد مین اپنے مجدد و مجتہد
ہونیکا دعوی ظاہر کیا بغیر تحصیل و تکمیل علوم عربیت مثل صرف و نحو و معانی بیان و
ادب کے عربی عبارت مین رسائل لکھنا شروع کیا ترکیب عبارت و صلات افعال
مین ہزارہا غلطیان کین جملہ سب بے معنی بنائے فقرہ تمام ہمیوزون گھڑی کہین
کوئی شعر نقل کیا تو اوسکو بگاڑ کر نثر سے بھی بدتر کر دیا اگر کسی نے اسپر کچھ اعتراض
کیا تو اوسکو بے گنتی سنائین جب شرم و حیا کو چھوڑا تو جاہا کیا باپ کی بڑی لڑکی
اول جناب شاہصاحب پر اوسی معجزہ کے انکار کی تہمت مین رسالہ لکھا اپنے
خیالات فاسدہ و اوہام کاسدہ مین اس کذب بحت و افترائی محض کو اونکی نسبت
خوب مضبوط کیا آپنے وکیل مجتہد دروغ سے بھی اسمین رسالہ لکھوایا مولوی محمد بشیر
صاحب سہسوانی وغیرہ علماء اہل حق کا مسئلہ سفر زیارت قبور مین رد کیا اونپر صدہا

قبول ہدایت کا مادہ نہین رکھا الغرض شاہ عبدالعزیز صاحب مجدد مائۃ اثنا عشر او اونکے
تلامذہ نے یہان کے جاہلون کی خوب ہی سرکوبی کی جب مولوی اسمعیل شہید و سید احمد کا
زمانہ آیا تو اونسے اکثر بلاد ہند کے لوگون کو ہدایت ہوئی بہت سے مشرکین مقلدین
فساق فجار مبتدعین نے اونکے ہاتھ پر توبہ کی راہ حق مین اونکا ساتھ دیا آس کوفہ
مین بھی وہ پہنچے ہرچند وعظ و تذکیر کی لیکن کچھ نفع نہ ہوا جسقدر اونسے خلق اللہ مین
ہدایت پھیلتی گئی اوسیقدر یہان کے جاہلونکو اونکی عداوت مین ضلالت بڑھتی گئی
جب ہی سے یہ سفہا جناب شاہصاحب اور اون کے اتباع پر بہ تبعیت روافض اراذل
بہت لعن طعن کرتے رہے کچھ نہ کچھ تہمت اون بیگناہون کی نسبت گڑھا کئے لیکن یہ
سب واویلا ان کوفیونکا صرف زبانی ہی تھا تحریرًا کسی نے اونپر طعن و اعتراض و تہمت
نہین کی تھی یہانتک کہ جب شیخ حلیم پیدا ہوا اور اوسکے دلمین بطر حق اور تعصب اہل
حق نے کمال درجہ کا غلو کیا یہ رسم بد اہل حدیث پر طعن و اعتراض کرنے کی اونپر تہمت
و افترا باندہنی کی تحریرًا اوس نے جاری کی اور حدیث من سن سنۃ سیئۃ
فی الاسلام کان علیہ وزرہا و وزر من عمل بہا من بعدہ الخ رواہ مسلم کا مصداق
ٹھہرا اسکو خاندان جناب شاہصاحب سے جسقدر حسد و عداوت اور اونپر تہمت و
افترا باندہنے مین جرءت ہوئی اس سے پہلے کسی اہل باطل کو کسی اہل حق پر نہوئی تھی
تفہیمات الٰہیہ مین شاہصاحب کی عبارت کو بغیر سمجھے ہوئے و فور حسد سے انکار
معجزہ شق القمر کی تہمت اونپر جڑدی اسمین رسالہ لکھکر اپنا جہل و حمق خوب ظاہر کیا
اور ائمہ اہل حق پر بھی کچھ کچھ طعن و اعتراض شروع کئے فقہ رائی مین بھی ایک آدہ
رسالہ اردو مین لکھا اسکا جہل بسیط یہانتک بڑھا ہوا تھا کہ پرندون کے انڈا دینے کا حال
بھی نہین جان سکتا تھا چنانچہ اپنی غایہ مین لکھ گیا ہے کہ مرغی بچہ دیتی ہے اس قسم
کے مضحکات طفلانی و مجازفات نسوانی اسکے رسائل و فتاوی مین بیحساب ہین

کے اپنے محسن کے احسانکا یہ شکرادا کیا کہ اپنے حواشی مین اونپر طعن واعتراض متفرق لکھنا
شروع کیا رسائل مین اونکی ذم وتوہین لکھکر چھپوائی جناب ممدوح کو اگرچہ اسپر اطلاع
ہوگئی کہ یہ دشمن اہل حق اس غرض سے کتب طلب کرتا ہے کہ اونپر طعن واعتراض کرے ائمہ
اہل حق کی تحقیر وتوہین لکھے لیکن بفحوائے واما السائل فلا تنہر کچھہ سرزنش وتوبیخ
اوسکو نہ کی بلکہ پھر بھی بمقتضائے الکریم یحسن الی من اساء کے جب اوسنے کتب کا
سوال کیا ارسال فرماتین لیکن جب یہ دیکھا کہ اسکا بطرح حق حد سے گزرنے لگا اور ائمہ
اہل سنت وشیوخ اسلام کی غیبت ومذمت برملا کرنے لگا اونپر طعن واعتراض
گڑھنے شروع کئے اوسوقت سے جناب ممدوح نے اوسکے عرائض کے جواب لکھنا
وارسال کتب کرنا بالکل موقوف کردیا اوسکے بعد مین اسنے بیحیائی سے متعدد
عرضیان لکھین اوسطرف سے کچھہ التفات نہوا جب اسنے یہ دیکھا تو خوب ہی ابراز غی
کیا اور پورا پورا اپنا حسد وحقد اونسے سب پر ظاہر کردیا لعن وطعن واعتراضات
مین رسالہ مستقل لکھکر بے انتظار جواب کے بے اطلاع اون کے احباب کے چوریسے
اطراف وجوانب مین بہیجنا شروع کیا علماء عرب وعجم اوسکی یہ شرارتین دیکھکر اسکی
سرکوبی کو مستعد ہوئے مولوی عبدالنصیر صاحب مدنی نے اسکا اہل حق سے حاسد
باغض ہونا خوب معلوم کرکے اسکے سب کید کو دفع کیا سب مطاعن واعتراضاتکا
جواب حق حق لکھا لیکن چونکہ یہ جواب جناب ممدوح کیطرف سے نہ تھا اسلئے اس حاسد
کی ضد وعداوت نے اور بہت جوش کیا اور حسد وبغض کے تنورکو خوب بھڑکایا کیونکہ
غرض تو اسکی یہ تھی کہ جناب ممدوح مجکو جواب مین مخاطب فرماوینگے تو یہ موجب میرے
کمال شہرت وفخر کا ہوگا حالانکہ اونہون نے آجتک نہ کبھی کسی جاہل حاسد کا رسالہ رذالہ
دیکھا نہ کسی عاند کے مطاعن واعتراضات پر کچھہ خیال فرمایا اونکو تو احباب ومخلصین
متبعین کی شان اس سے اعلی ہے کہ ہرکسی ناعق وناحق کیطرف التفات فرماوین

تہمتین کین ہزار ہا گالیا لکہین اور بہت علماء پر اپنے حواشی و رسائل مین عبارات رکیکہ مین طعن واعتراض کیئے منقول مین مولوی عبدالحق صاحب خیرابادی خلف مولوی فضل حق مرحوم پر جو اسوقت مین اپنے فن کے امام ہین رد و قدح کیا انکے سوا اور جن اعلام پر طعن واعتراض کیا ہے سب کے نام رسالہ تبصرۃ الناقدین مین لکہدئے گئے ہین اِدھر سے بھی اس عاند حاسد اہل حق کے سب مطاعن واعتراضات کے جواب پے در پے لکھے گئے اس سے اسکا حسد اور بغض اور زیادہ بڑہا جواب مین گالی دینا افترا باندہنا شروع کیا سلف وخلف پر سب وشتم ولعن طعن کرنا اپنا وظیفہ شب وروز کا مقرر کرلیا اسی اثنا مین بمقتضائے کمال حسد و وفور جہل کے اسکے دلمین یہ داعیہ پیدا ہوا کہ جناب امام زمان وردمند اہل ایمان قدوۃ محققین اسوۂ محدثین فخر اہل اتباع وتوحید محسود ارباب بدع وتقلید نواب والاجاہ امیرالملک سید محمد صدیق الحسن خانصاحب بہادر کے خدام سے مخاطب ہو کر اونکی تالیفات ہدایت آیات مین کچھ طعن واعتراض کر کے اس ذریعہ سے تمام بلاد ہند وغیرہ مین اپنی شہرت پھیلائے جیسا اوسکے باپ نے شاہصاحب پر طعن واعتراض کر کے عرب وعجم مین خود کو مشہور کیا کیونکہ جب تک کوئی نا اہل کسی بہت بڑے ذیعلم وفضل پر لعن وطعن نہ لکھیگا کیونکر شہرت اوسکو عوام کالانعام مین حاصل ہو سکتی ہے غرض اس حیلہ سے اس شقی نے جناب ممدوح کی خدمت مین ہزار عجز ونیاز عرائض بھیجکر اول اون کے خدام سے اپنا اخلاص واتحاد ظاہر کیا اگرچہ جناب ممدوح سے اسکو کچھ معرفت سابقہ یا ذریعہ لاحقہ ملاقات کا نہ تھا لیکن مخلصین کے پیرایہ مین اونکو دہوکا دیکر اونکی تالیفات سے استفادہ کا شوق ظاہر کر کے اونکا سائل ہوا بعد حصول مقصود واستفادہ عدیم الوجود کے کتب مذکورہ سے بمقتضائے النفس الخبیثۃ لاتخرج من الدنیا حتی تسیئ الی من احسن الیہا

عقائد و اعمال کی تہمت کرکے احادیث ذم خوارج وغیرہ فرق ضالہ کا مصداق انکو ٹھہراکر ہزار ہا ارح کے طوفان و بہتان ان غربا مظلومین کے ذمہ باندھکر اونکی تکفیر و تضلیل و خارج از اہل سنت وجماعت ہونے مین اپنے وکلا و شاگردون کے نام رسائل لکھنا شروع کیا اور اسپر اپنے اور اپنے اتباع انفار کی مہرین و دستخطین کراکر سواد الوجہ فی الدارین ہونا اپنا پسند کیا یہ فتح المبین جو بنام نہاد جواب ظفر المبین شخص مجہول منصور علی کے نام طبع کرائی ہے اسکی تمام خرافات و ہذیانات کا جواب متعدد رسائل مین مکرر سہ کرر پہلے ہوچکا ہی لیکن جبکہ سفہاے عوام کے دہوکا دینے کو اسکو کتاب جدید اہل حق کے رد مین قرار دی ہے تو اسکا بھی جواب انشاء اللہ تعالی ضرور ہو جائیگا فی الحال مجکو اونہین اعتراضات و مطاعن کا رد کرنا منظور ہے جنمین حضرت امیر المومنین اسوۃ المتبعین مفخر اعلام مرجع آنام مسبوق المدح کی نسبت گستاخی کی ہے حاسد مذکور نے انہین اعتراضات و مطاعن مختر عہ کو ادنی تغیر دیکر دس دس مرتبہ اپنے رسائل رذائل مین اعادہ کیا ہے جواب سے سب مفروغ عنہا ہین لیکن چونکہ یہان کتاب جدید مین اونکو پھر نقل کرکے سفہاء ناظرین کی نظرون مین جدید ٹھہرایا ہے اسلئے اوسکا جواب بھی مستقل رسالہ مین لکھنا ضرور ہوا اگرچہ مجکو قطع نظر اسکے کہ کثرت درس وتدریس وغیرہ اشغال علمی سے فرصت حاصل نہین ایسے جاہل عاندلعان فحاش مکفر اہل حدیث سے خطاب کرنے مین عار آتی ہے لیکن بحکم حدیث کہ مومن کیطرف سے ذب کرنا اوسکی غیبت مین بہت بڑا اجر رکھتا ہے حرص اجر آخرت نے مجکو اس کار خیر پر مجبور کیا فاقول و باللہ اصول و اجول **قال الشیخ عبد الحی ابن میاںجی حلیم** ہداہ اللہ الی صراط مستقیم فی ص۱۴۲ اگر ضرورت پڑے تو مسک الختام وغیرہ کتابین امیر بھوپال کی اور نیل الاوطار وغیرہ تصانیف قاضی شوکانی زیدی کی جو مخالف مسلک جمہور علمائے سنت کی ہے دیکھ لین اور جب کسی خاص مسئلے کی ضرورت پڑے

اور ہر کاذب و مفتری کے جواب لکھنے مین اوقات عزیز ضایع کرین ان مقلدین بلبید
ذہنو نمین بلاد ہند سے آج وہ کون شخص فاضل کامل و عالم جامع جناب ممدوح کا ہمپلہ
نظر آتا ہے جو نزدیک اہل نظر کے آپکا مخاطب صحیح خیال کیا جاوے اور قابل التفات
ومناظرہ ٹھہرے لیکن ان ہیہنیون کے بیہودہ لاف وگذاف کا کچھ ذکر نہین یہ جو چاہین
مثل مجانین اہل ہذیان کے بڑ مارا کرین آن حاسدان عنید مجنونان تقلید اہل مذہب
جدید کو نہ جھوٹ بکنے سے کچھ شرم ہو اور نہ افترا بندی سے کچھ حیا الحاصل جبکہ یہ حاسد اہل
حق اپنی مراد سے خائب و خاسر رہا اور جناب ممدوح کے خدام کی طرف سے مخاطب نہ کیا گیا
تو وفور جہل سے کبھی اوس جواب کو تالیف کی تہمت اپنے محسن کو کبھی مولوی محمد بشیر
کو کبھی اور کسیکو اتبک اوسمین مثل شاۃ عائرہ کے سرگردان ہے آسکے جواب مین اپنے
محسن کو مخاطب کرکے اتنی گالیان اونکو اور مجیب کو اور اونکی ضد سے شیخ الاسلام
ابن تیمیہ حرانی اور امام مجتہد مطلق محمد بن علی شوکانی وغیرہما کو لکھین کہ اون کے
جمع کرنیکو ایک کتاب کفایت نہین کرسکتی ؎ گر آن جملہ را سعدی املا کند ٭ مگر دفتر
دیگر انشا کند ٭ اس رسالہ رذالہ کی گالیون سے قطع نظر کرکے اصل باتون کا ایکدو
جواب تو ہو چکے ہین اور کچھ اور بھی ہونیوالے ہین انشاء اللہ تعالی اگرچہ جناب معترض
علیہ اس عاند کا جواب لکھنے سے نہایت ناراض و مانع ہین اور بمقتضائے حکم فذرھم
و ما یفترون کے اوسکے جواب کو منتقم حقیقی کے روبرو یوم الجزا پر مفوض رکھا ہے
؎ کے کند بیہودگی دریا سخن جاہل عقیل ٭ تو میالا کام و دندان گرچہ سگ پایت
گزید ٭ لیکن پھر بھی جو اہل حق ہین اور اونکو حمیت حق و غیرت ایمانی خاموش نہین
رہنے دیتی ہے وہ کہین نہ کہین سے جناب ممدوح سے مخفی عاند مذکور کی سرکوبی
کر ہی دیتے ہین اب اس حاسد کا عناد اہل حق سے مولوی عبد النصیر صاحب مدنی
سے عاجز آنے کی وجہ سے اسدرجہ بڑہا کہ جمیع اہل قرآن و اصحاب حدیث کو برے برے

دونون کتابین رد زیدیہ کے ساتھ خاص ہین اول مین اصول کا رد ہے دوسری مین
فروع کا ہر دو کتاب واسطے تسوید وجہ مفتری کے کافی ہین علاوہ اسکے غالب مولفات
شوکانی مین زیدیہ پر رد وتعقب ہے اگر کسیکو انکا مطالعہ نصیب نہو تو صرف نیل الاوطار
ہی کو دیکھ لے کہ اوسمین جابجا مذہب زیدیہ کو نقل کرکے رد کیا ہے یون کسی کے
ہیئ پھوٹ گئی ہون یا خون نزلہ حسد وعداوت اہلحدیث کا آنکھونمین اتر آیا ہو تو
اور بات ہے شیخ جی اجتہاد وتجدید کا دعوی تو کر بیٹھے لیکن میان کو اتنی بھی خبر نہین
کہ زیدیہ فروع مین حنفیہ ہین اور اصول مین معتزلہ پس اگر شوکانی زیدی ٹھہرینگے
تو غایت مافی الباب یہ کہ فروع مین حنفی ہوئے اور اصول مین محدث تو یہ طعن بھی
آپکا بیکار رہوا بلکہ خود اپنے مذہب پر اعتراض ٹھہرا حنفیہ کو تو اکثر اہل علم واصحاب
تواریخ نے زیدیہ لکھا ہے ابو حنیفہ کا اپنے جان ومال سے امام زیدیہ کی مدد
وموافقت کرنے سے اونکو خروج کا فتوی دینے سے زیدی ہونا خوب ظاہر ہے
علامہ جار اللہ زمخشری اپنی تفسیر مین تحت آیۃ لا ینال عہدی الظالمین کے لکھتے
ہین کان ابو حنیفۃ یفتی سرا بوجوب نصرۃ زید بن علی وحمل المال الیہ
والخروج معہ انتہی مؤلف نامہ دانشوران ناصری لکھتے ہین ابو حنیفہ در اصول
عقاید سلسلہ زیدیہ را پیروی داشتہ محمد شہرستانی در ذیل مقالات جارودیہ
کہ از فرق زیدیہ می باشند گوید کہ ابو حنیفہ بآن فرقہ ہم عقیدت بودہ با محمد بن
عبد اللہ محض معروف بنفس زکیہ و امام ششم زیدیہ ست عقد بیعت داشت
وہم با برادرش ابراہیم کہ نیز از ائمہ آن گروہ ست و امام ہفتم زیدیہ با قدمی استوار دست
بیعت دادہ وہنگامیکہ بر منصور خروج کردہ بود در پنہان مردم را باعانت وی ترغیب
می نمود ولی خود در ان جنگ ہمراہ نشد انتہی پس احق اس لقب کے حنفیہ ہین نہ
ائمہ یمانیہ رادّ زیدیہ یہ عجیب بات ہے کہ زیدی دشمن زیدیکو زیدی کہے امام ہونیکا

تو انہین کتابون سے اجتہاد بھی کر لے انتہی **اقول** مسک الختام وغیرہ تالیفات
جناب امیر دام فیضہم وتصانیف امام شوکانی کو مخالف مسلک جمہور علماء سنت کہنا محض
دعوی بلادلیل ہے ہرگز یہ کتابین مسلک علماء سنت کے خلاف نہین اگر مراد شیخ جی
کی جمہور علماء سنت سے مقلدۂ اہل رای ہین تو یہ مراد مردود ہے کیونکہ آجتک کسی
عالم محقق نے علماء اہل رای کو علماے سنت سے نہین گنا سنت سے ان لوگونکو کیا
علاقہ یہ تو اپنے مخترعات وتخریجات کے پابند ہین اور جو مراد اصحاب حدیث ہین تو
کتب مذکورہ کو اونکی مسلک کے خلاف کہنا کذب بہت وافتراے محض ہی اہل حدیث کا
مسلک اتباع دلیل ہے اور جناب امیر وحضرت شوکانی نے کوئی مسئلہ اپنی کسی کتاب
مین بلادلیل نہین لکہا ومن ادعی فعلیہ البیان رہی یہ بات کہ ہر عالم مجتہد متبع دلیل کو
ہر امر مین جمہور کی موافقت کرنا بھی ضرور ہے تو یہ بھی محتاج اقامت دلیل ہے
جناب امیر شوکانی کے نزدیک موافقت جمہور کی امر ضروری نہین ہے اونکو دلیل
سے بحث ہے جسجگہہ مخالفت کی ہے وہ مخالفت ہمراہ دلیل قوی کے ہے پس
ہرگز یہ بات موجب تشنیع نہین ہوسکتی ہان اگر ان کی دلائل فرقہ مبتدعہ یمنیہ کے
خلاف ہون تو اور بات ہے اور امام شوکانی کو زیدی کہنا ایسا ہے جیسا کوئی
حنفیونکو برابہہ وثنیہ کہدے کیونکہ امام شوکانی تو تمام عالم مین سواے فرنگی محل کے
رادّ زیدیہ کے مشہور ہین شفاء الاوام جو اصول مذہب زیدیہ او راعظم کتب
حدیثیہ اونکی ہے اوسکو وبل الغمام مین ادلہ ساطعہ کتاب وسنت وبراہین قاطعہ
قرآن وحدیث کے ساتھہ خوب رد کیا ہے اور سارا اصول اونکا جڑسے اوکھاڑ دیا
ہے اسیطرح حدائق الازہار کو کہ فروع زیدیہ مین بڑی معتبر کتاب ہے جیسے نزدیک
حنفیہ کے ہدایہ ودرمختار وغیرہ اوسکی شرح السیل الجرار المتدفق علی حدائق الازہار
مین رد کیا ہے جتنے فروع اونکے خلاف مذہب اہل سنت تھے سب کو باطل کردیا یہ

کسی کتاب کسی فتوی کسی رسالہ سے یہ تو دکھا دو کہ کسی شخص نے کسی حدیث صحیح کو جناب ممدوح کے مقابلہ مین باطل کیا ہے اور قواعد مقررہ محدثین سے قطع نظر کی ہے یہ کام تو ازل سے تمہارے ہی حصہ مین آیا ہے کہ دن رات واسطے تائید مذہب تقلید کے اہل رای کے اقوال سے احادیث صحاح کے رد و باطل کرنے مین ایسے سرگرم و مدہوش ہو رہے ہو کہ موت کو قبر کو حشر و نشر کو بالکل فراموش کر دیا ہے گویا ایمان ہی نہین لاتے خود یہ فتح المبین ہی تمہارے اس امر کی شاہد ہے کہ احادیث بخاری و مسلم کو اقوال مؤلف تبیین الحقائق و ابن ہمام و عینی و شیخ عبد الحق وغیرہ اہل رای سے کہ جنھون نے تائید مذہبی مین احادیث صحیحہ کے تاویل و تحریف کرنیکا ٹھیکا لے رکھا ہے رد کر دیا ہے گویا یہ لوگ تقلیدیون کے الہ ہین کہ انکی بات کے سامنے حدیث پیغمبر ؑ کچھ چیز ہی نہین سمجھتے معلوم نہین علمائے شافعیہ و مالکیہ و حنابلہ سے شیخ جی کی جناب مین کیا قصور ہوا ہے کہ اونکے کوئی قول نقل کرکے نہین نہ اونکی کتاب سے جواب دیتے ہین جب کسی حدیث کا رد کرنا چاہتے ہین تو انہین اہل رای کے حوالہ پر ٹالدیتے ہین ہمارے نزدیک تو نہ یہ لوگ اہل حدیث سے ہین نہ انکی کتب موافق قواعد مقررہ محدثین ہین انکے اقوال احادیث صحیحہ صریحہ کے مقابلہ نقل کرنا علامت سواد الوجہ فی الدارین ہو لن ناقل کی ہے ؎ کہان قول نبی حکم الٰہی ✤ کہان زید و عمر کا قول واہی ✤ **قولہ** ص گر مخالفت نوابصاحب کی اپنے حق مین سم قاتل تصور کرتے ہین مبادا اونکی مخالفت سے دال مین کالا ہو تو سلسلہ آمدنی پلاؤ و قورمہ کا تہ و بالا ہو

اقول لعنۃ اللہ علی الکاذبین مولوی سید نذیر حسین صاحب کے بہت سے معتقدین و تلامذہ متبعین غیر مقلدین نے جناب نوابصاحب بہادر کا کتنے ایسے مسائل مین کہ جنکو جناب ممدوح نے بہت مبرہن و محقق اپنی تالیفات مین لکھا ہے خلاف کیا ہے اور تمہاری موافقت کی ہے جیسے مسئلہ زکوۃ اموال تجارت و زیور و ذبیحہ غیر اہل کتاب وغیرہ مسائل مین پس جمیع متبعین کو عدم مخالفت کی تہمت کرنا دلیل جہل کی ہے رسائل اہل حدیث سے

زیدی کہنا یہ ایسی تہمت ہے جیسے شیخ جی نے جناب علامۂ کبیر سید محمد بن اسمعیل امیر کو
اپنے تذکرہ مین رفض کی تہمت کی ہے حالانکہ وہ روافض کے ایسے دشمن ورادّ ہین
کہ اونپر نصب کی تہمت لگگئی تھی الحاصل امام شوکانی کو زیدی کہنا یا سید امیر پر رفض
کی تہمت کرنا دلیل جہل مرکب کی ہے اپنے مذہب سے اور مذہب زیدیہ اور کتب شوکانی
و تالیفات امیر سے اللہم اہدایۃ لمن اضللتہ یہی اعتراض شیخ جی نے جناب نواب صاحب
و شوکانی پر رسالہ النصرۃ المجتہدین مین بھی کیا ہے اور رد اوسکا تفصیل کے ساتھ فؤس الکملہ
علی رؤس الجہلہ مین ہوچکا ہے **قولہ** فی صـ۵ اور ردالمعقول علی النہج المقبول مین
لکھا ہے الخ **اقول** یہ ردالمعقول خاتمہ تبصرۃ الناقدین مین مردود ہوچکا مردود رسالہ کا
حوالہ دینا سراسر فریب دہی عوام ہے **قولہ** صـ۵ باقی رہا قول صاحب فتح البیان
جو ہمعصر اور مرزلی آپ کے ہین الخ **اقول** صاحب فتح کو مؤلف ظفر کے مزلی ہونے کی
تہمت کرنا محض ہذیان بے پایان ہے اسکے ثبوت کی دلیل درکار ہے وہ کون ثقات
ہین جن سے آپ نے یہ سنا ہی ذرا اونکے نام سے اطلاع دیجیے تاکہ دروغگو کو اوسکے
گھر تک پہونچا دیا جاوے ہان صاحب فتح ہزارہا حنفیون کے مزلی بلاشبہہ ہین یہ امر سارے
اہل ہند پر ظاہر ہے **قولہ** صـ۵۶ تقلید نواب صاحب امیر بھوپال سے باز نہین آتے
اونکی تقلید کو ایسا واجب جانتے ہین کہ صحیح صحیح حدیثون کو اونکے مقابلہ مین باطل کرنے پر
آمادہ ہوجاتے ہین الخ **اقول** ابھی شیخ جی آجتک تو کسی موحد متبع سنت نے جناب
نواب صاحب بہادر امیر بھوپال کی تقلید کا دعوی نہین کیا بلکہ سارے متبعین کا اسپر اتفاق
ہے کہ تقلید شرک و حرام ہے اسی تقلید کے رد کرنے پر تو تمہارا اہل اتباع سے نزاع
ہی ہے اونکو کافر و خارج اہل سنت ——— بنا رہے ہو رادّ تقلید کو مقلد کہنا یہ ویسا
ہی ہذیان ہے جیسا کہ رادّ زیدیہ امام شوکانی کو زیدی کہدیا ہے تمکو ہم خدا واحد
القہار کی قسم دیکر پوچھتے ہین اگر کچھ حیا ہے اور اسلام کا دعوی سچا ہے تو ہم لوگون کی

سترہ حدیثین اگرچہ مقدمہ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہین اور صاحب حطہ یعنی نواب
صاحب امیر بھوپال نے کلام اوسکا بتمامہ اخذ کیا ہے اور کل نقل کر دیا ہے لیکن یہ قول
مردود ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قول ابن خلدونکا نہین بلکہ لکھنے والون کی غلطی کی ہے
اسیواسطے اوس نسخہ کے مصحح نے جو مصر مین اسی صدی کے ۱۲۷۴ سنہ چوہتر مین چھپا ہے
تنبیہ کر دی **اقول** کیون **شیخ جی اسکی** کیا دلیل ہے کہ یہ قول ابن خلدونکا نہین
لکھنے والوکی غلطی ہے مصحح کی تقلید تو اس قول کو مردود نہین کر سکتی یہ تو وہی وکیل
کیسی بات ہوئی کہ **غنیۃ الطالبین** مین حنفیہ کو مرجیہ لکھا دیکھکر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ
کی تالیف ہونیسے اوسکا انکار کر بیٹھا اگر اسیکا نام جواب ہے تو ساری اہل بدعت پر
آپنے بڑی آسانی کر دی اب تو جو **بینبینی** کسی محقق کی کتاب مین کوئی بات اپنی
بدعت کے خلاف دیکھیگا جھٹ پٹ اوسکو کہدیگا کہ یہ مولف کا قول نہین لکھنے والے کی غلطی
ہے شاباش یہ جواب بھی قابل تعریف ہے سوا آپ کے اور آپکے وکیل کے کسیکو نسوجھا
ہوگا **قولہ** فی ص۳۵۵ غیر مقلد گر مقلد نواب صاحب امیر بھوپال الخ **اقول** یہ وہی کذب
بحت وافترائے محض ہے جب تک کسی اہل حق کے قول سے اس تقلید کا ثبوت نددیجے
مجانین کی سی بڑ سمجھی جائیگی **قولہ** ص۳۶۳ اول تو یہ سنئے کہ فقط پانچ آیتین منسوخ
کہنی صریح غلطی ہے اسلیئے کہ نسخ مین اختلاف ہے الی قولہ پس معترض صاحبکا یہ کہنا
کہ آیتین منسوخ پانچ سے زیادہ نہین خلاف جمہور محققین ہے اور نہ کوئی اسپر دلیل ہے
اقول شیخ جی آپ تو مقلد ہین آپکو دعوا محض علم تقلید کیا ہے سوایسا علم باتفاق
جمیع علمائے وعقلا جہل مرکب ہے آپکو کتب محققین سے کیا خبر اور اقوال قدما پر کب اطلاع
اہل تحقیق کے نزدیک یہی پانچ آیتین منسوخ ہین جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ
وحضرت شاہ ولی اللہ وجناب نواب صاحب بہادر دام فیضہم نے مدلل تحریر فرمایا ہے
ان پانچ آیتون کے سوا کوئی آیت باتفاق جمیع محققین منسوخ نہین ہے اگر بعض

اگر سلسلہ آمدنی پلاؤ و قورمہ موجب عدم مخالفت ہے تو اسوقت تو جناب ممدوح
کے در دولت سے ہزارہا حنفیون کی پرورش ہو رہی ہے اور تمام ریاست مین
یہی لوگ بہت ہین پھر کیون تمھاری طرح اپنے محسن کا کفران نعمت کرتے ہین انپر تو واجب
ہے کہ اپنی بدعت تقلید کو چھوڑ کر اونکی موافقت سے اتباع سنت اختیار کر لین آخر
رافضیون کے گھر کے پلاؤ قورمہ کھانے کی آرزو مین اونکی مدح و موافقت کرنے سے
تو یہ برا نہین ہے تمہارا تو کوئی بھی رسالہ ایسا نہو گا جسکے دیباچہ مین حمد و نعت کیساتھ
مختار الملک رافضی کی مدح و ثنا نہ لکھی ہوگی اور بطمع اوسکے گھر کے صدقہ و خیرات کے
اہل سنت کی برائی نہ کی ہوگی جناب نواب صاحب بہادر کی مدح تو اسطور کسی نے بھی نہین ہی
کی ہان چونکہ جناب ممدوح اہلبیت نبوت سے ہین اور اوسکے علاوہ اون کے علم سے
خلق اللہ کو عام فائدہ دین کا پہنچ رہا ہے سب ریاستہ اتباع کتاب و سنت کا بہت سہل
و آسان ہو گیا ہے اسواسطے سارے اہل اسلام سوائے اہل بدعت و تقلید و اتباع
یزید پلید کے اونکو چاہتے ہین اور اونسے محبت رکھنے کو اونکے احسان کی شکر گذاری کو
موجب فلاح دارین سمجھتے ہین اس سے اہل بدعت جلتے ہین تو جلا کرین آخرت مین
اور زیادہ جلین گے اور **شیخ جی** یہ تو کہئے کہ اسوقت سے جو بیس پچیس برس
پہلے اہل حق نے میانجی حلیم وغیرہ مبتدعین کی سرکوبی کی ہے اور اونکی تحریر و تقریر
بالکل جناب نواب صاحب بہادر کے موافق ہے یا جو لوگ مولوی اسمعیل شہید و مولوی
سید نذیر حسین صاحب کیطرفسے تیس چالیس برس سے ذب کر رہے ہین اونھون نے
کسکا پلاؤ قورمہ کھایا ہے اور کسکے پیسے روپیہ کی طمع سے یہ کام کیا ہے سچے ہو تو
اوسکو بھی ثابت کرو یہ عجب جنون و مالیخولیا ان بینبینیونکو ہو گیا ہے کہ جو اونکی
بدعت کا رد لکھے اوسکو نواب صاحب بہادر کے پلاؤ قورمہ کھانے کی تہمت کرتے ہین
جو آپ نہین آتا تو اسی حیلہ سے سفہائی عوام کو دہوکا دیتے ہین **قولہ** فی صفحہ ۲۸۹

نزدیک کلب صید وکلب غنم اوس سے مخصوص ہین مخصص کو مخصص منہ کا ناسخ سمجھنا محض اجتہاد ہین. مین ہے یہ اجتہاد سوائے کوفہ ہند کے اور جگہہ جاری نہین ہوسکتا باقی رہین احادیث مرفوعہ صحیح متواترہ رفعیدین کی انکو بہ تقلید طحاوی وعینی ابن عباس وابن زبیر کی حدیث ضعیف متفق علیہ سے منسوخ کہدینا دلیل کمال جہل وسوء فہم مقلد ومقلد کی ہے اسکا جواب صرف تنویرالعینین ہی مین دیکھ لیجئے یہ بیچارے عینی وطحاوی نہ ائمہ تحقیق سے ہین نہ اونکا کلام موافق قواعد مقررہ محدثین کے ہے. بلکہ آپ کی طرح اپنے مذہب کی تائید کیواسطے احادیث صحاح کو بگاڑنے مٹانیوالے ہین جبکہ ساری امت کے علماء احادیث صحیحہ رفعیدین کی معمول بہا ہونے کے قائل ہین تو دو چار اہل رائے ہواکے منسوخ کہنے کو کون سنتا ہے پھر اون کے جواب بھی اہل تحقیق نے ایسے لکھی ہین کہ سارے جہان کے حنفیونکو دانت کھٹے کردیئے ہین مجتہد صاحبکو جب اہل تحقیق کی بات کا جواب نہین آتا تو کسی سڑے ہوئے حنفی کا مردود قول حدیث صحیح کے مقابلہ مین نقل کردیتے ہین اوسکو مذہب جمہور قرار دیتے ہین طرفہ یہ ہے کہ پہلے تو آپ بتقلید بعض حنفیہ رفعیدین کے جواز کے قائل تھے اب معترض علیہ کی ضد وعداوت سے اوسکے بالکل منکر ہوگئے اپنے قول کا بھی خیال نہ کیا مثل مشہور ہے کہ پرای شگون کیواسطے اپنی ناک کاٹ ڈالی **قولہ ص۳۷** سب لوگ جان گئے کہ کتابین اونکی بوجہ مسائل مردودہ اور کثرت اغلاط کے پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگئین خصوصًا جب سے کہ جناب علامہ جلیل فہامہ نبیل مولانا محمد عبدالحی صاحب لکھنوی دام فیضہ الصوری والمعنوی نے اونکا اغلاط فاحشہ اور مسائل مردودہ کا ابراز الغی مین اعلان کردیا ہے الی قولہ الکل مبطل محق **اقول** سب لوگون سے مراد اگر سفہائے فرنگی محل یا اور آپ ہی کے دو چار وکیل والنصار واتباع انفار ہون تو ممکن ہے ورنہ جناب نوابصاحب بہادر کی کتب نے تو اعتبار وقبولیت کا تمام عرب وعجم مین ڈنکا بجا رکھا ہے

کسی نے کسی آیۃ کو منسوخ کہا ہے تو کسی دوسری آیت کو نظاہرا وسکے معارض سمجھکر محض ظن وتخمین سے یا آپ کیطرح کسیکی تقلید سے منسوخ کہدیا ہے ورنہ جسطور آپکو دلیل بیان کرنے پر قدرت نہین ہے اسیطور وہ بھی نہین بیان کرسکا جن آیات کو اہل تقلید نے اپنے مذہب کی تائید کیواسطے صرف راے سے منسوخ کہدیا ہے اونسے ابتک ائمہ محققین ومفسرین استنباط احکام کا کرتے آئے ہین جو شخص تفاسیر علام ونخارج احکام سے آپکیطرح جاہل ہوگا وہی ایسی بات کہیگا کہ پانچ آیت کے سوا اور بہت آیات بہی منسوخہ ہین ورنہ کسی ذی علم اہل تحقیق کے نزدیک کسی آیت کا کسی آیت سے بالکلیہ منسوخ ہونا مثل ان پانچ آیت منسوخہ کے ہرگز نہین ثابت ہوتا ومن ادعی فعلیہ البیان **قولہ** صہ ایضًا اب حدیثونکو سنئے کہ دس حدیث کو فقط منسوخ کہدینا بھی جمہور کے خلاف ہے اور نہ اسپر کوئی دلیل پائی جاتی ہے بجز اسکے کہ معترض صاحب نے الیٰ آخر قولہ اب منسوخات سنئے بخاری شریف مین ہے قال الحمیدی قولہ واذا صلی جالسًا الخ **اقول** فقط دس حدیث کے منسوخ ہونے کو بے دلیل کہنا دلیل جہل کی ہے کتب حدیث اور اونکی شروح وحواشی وتحقیق وتعلیق محققین سے کچھ ابن جوزی ہی صرف دس حدیث کے منسوخ ہونے کے قائل نہین ہین بلکہ ہر محقق کا یہی قول ہے ان دس حدیث منسوخ کے سوا کسی اور حدیث کے بالکلیہ منسوخ ہونے پر آجتک کسی نے کوئی دلیل قائم نہین کی نہ اتفاق علماء اسلام ثابت کیا اب اگر کسیکو دعوی ہے تو بیان کرے آپ کی آنکھونپر تو تقلید کی چربی ایسی چھاگئی ہے کہ کچھ علاج ہی اوسکا نہین ہے یہ دو حدیثین جو آپنے بڑی شیخی سے اپنے زعم مین منسوخ سمجھکر نقل کی ہین دونون کتنے ائمہ کے نزدیک منسوخ نہین معمول بہا ہین حدیث اذا صلی جالسًا فصلوا جلوسًا الخ کی تحقیق صرف ترمذی ونیل الاوطار ہی سے کرلیجئے اور حدیث قتل کلاب کا حکم وقت کثرت کلاب کے ویسا ہی باقی ہے سب ائمہ کے

وتقاریظ بابت تلقی وطلب وقبول وایصال کتب مذکورہ ارسال کئے ہیں اور کریہہ ہیں
اور رسالہ علم الخفاق وقرۃ الاعیان مطبوعہ استنبول ہیں اونکی خطوط وتقاریظ وغیرہ
موجود ہیں الشیخ احمد الشرقی النجدی الشیخ العلامۃ عبد اللہ ابن
راشد النجدی الشیخ عبد اللہ الصوفی المہاجر نزیل مکۃ علامۃ
یوسف بن المبارک الشافعی الاشعری العرشی الیمانی السید ابوبکر المطوف
المکی الشیخ العلامۃ محمد بن عبد اللہ حمید مفتی السادات الحنابلۃ بمکۃ
الشیخ الادیب الکامل امین الحلوانی المدنی نزیل مصر الشیخ عبد اللطیف
البصری ٭ الشیخ محمد صورتی نزیل مکۃ الشیخ محمد مفتی المکی الشیخ
احمد فارس نزیل قسطنطینیہ القاضی العلامۃ یوسف عرشی الشیخ
محمد بن اہدل السید علی ہارون رئیس الحدیدۃ الشیخ العلامۃ
محمد بن عبد اللہ الزواک العلامۃ داؤد بن عبد الرحمن الشیخ
العلامۃ امین بن عبد القادر بن علی البحر صاحب بلدۃ بیت الفقیہ الشیخ
العلامۃ سلیمان بن محمد بن عبد الرحمن الاہدل الشیخ العلامۃ احمد
بن ابراہیم بن عیسے الشرقی الشیخ العلامۃ سید محمد بن احمد بن عبد الباری
الشیخ العلامۃ محمد بن سالم عالیش الشیخ العارف محمد بن علی الشیخ
العلامۃ سلیمان محمود الشیخ الادیب محمد سعید الدین الانصاری الیمانی
الشیخ العلامۃ سید محمد الکتبی المکی الشیخ العلامۃ ابراہیم افندی الاحدب
الشیخ یوسف افندی الاسیر الشیخ الفاضل سید خلیل الافندے
البربیر الشیخ العلامۃ محمود افندی مفتی الشام السید محمد اسحق
افندی الادہمی السید عبد الغنی الافندی الشیخ الادیب
حسین افندی منقارہ الشیخ الادیب عبد الغفار الدسوقی المدرس

ہندسے روم شام مصر عراق تک دہوم دہام حق بینی وحق پرستی کی ڈالدی ہے صدہا
علما حرمین ویمن واستنبول ومصر ونجد وبیروت وبلغار وغیرہ بلاد عرب وعجم نے
آپ کی تالیفات بکمال شوق وتمنا عرایض وخطوط بھیجکر منگوائی ہین اور اونسے مستفید
ومستفیض ہونے کے شکرگذار ہین اہل مطابع مصر واستنبول نہایت شوق وآرزو سے
آپکی کتب طبع کرنے کی ہمیشہ درخواست کرتے رہتے ہین وہان کے علما اونپر تقاریظ
تحریر فرماتے ہین کسی نے آجتک کسی مسئلہ وغیرہ پر نام اعتراض یہ ہذیان نہین بکا جو
شیخ جی نے ظاہر کیا ہے حالانکہ اون اعلام کے علم وفضل کے عشر عشیر کو بلکہ ہزارمین
سے ایک حصہ کو بھی کسی مقلد ہندی اجتہاد وتجدید کے دعوی کرنیوالیکا علم نہین پہنچ سکتا
یون مجتہد صاحب کسی مقبول بات کوا پنے مذہب بین بین وتجدید رین وشین کی
خلاف دیکھکر مردود سمجھین یا اپنی کجفہمی وبلادت ذہنی سے صحیح بات کو غلط خیال کرین
تو اسمین جناب مؤلف کا کیا قصور ہے ؎ اراچہ باک گرکس صاحب نظر نباشد؛
نشناختن گہر النقص گہر نباشد؛ اور مثال لکل مبطل محق توالحدیث کی طرف سے آپ
اپنے ہی حقمین سمجھئے کیونکہ ان لوگون نے فرقہ بیننبینیہ مبتدعہ کا جیسا کچھ رد
وابطال قرآن وحدیث سے کیا ہے اور کر رہے ہین وہ سب پر اظہر من الشمس ہے
ابرازغی جوآپ نے کیا تھا اوسکا رد تو بخوبی علامہ ملی نے تبصرة الناقدین کردیا
اوسکے جواب مین جو کچھ آپنے اپنی دل حسد منزل کے بخارات نکالی اور علامہ ممدوح
وحضرت مجاب عنہ ودیگر ائمہ کبار کی نسبت ہذیان سرائی کرکے اپنا روسیاہ کیا ہے
بھی آپ کی سرکوبی رسالہ آخر الدواء الکی مین خوب ہوچکی ہے اب اون مردود ولایل
رذایل کا نام لیکر گائی جانا مالیخولیا وترک حیا نہین تو کیا ہے اسجگہہ مین واسطے تکذیب علیہ وتسوید وجہ مجتہد صاحب
کی جو جناب نوابصاحب بہادر کی تالیفات کو غیر معتبر بتاتے ہین بعض اون علماء
اعلام وفقہائے کرام کے نام نامی ذکر کرتا ہون کہ جنھون نے بلاد عرب وغیرہ سے علی العصر

تو اگر بالفرض جہان بھی اونکی حسد و عداوت کے پردہ مین بینبینیونکی طرح کتاب و
سنت ہی کا منکر ہو جاوے تو اللہ کے دین مین کیا نقصان آسکتا ہے وقال موسی
ان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی عن العالمین **قولہ** صــ۴۲
کتاب انتقاد الرجیح مطبوع مطبع علوی کی صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت صدیق اکبرؓ و
دیگر صحابہ کو خاطی لکہا ہے اور حضرت ابوبکر کا کینہ حضرت فاطمہ کے ساتھ اور حضرت عمرؓ کا
بغض حضرت علی کے ساتھ ثابت کیا ہے اور حضرت عمر فاروق کو مخترع بدعت ضلالت کا
ٹھہرایا ہے معاذ اللہ منہا آپ اس سے بڑھکر برا کہنے والے اگلے بزرگان دین کو اور
کیا ہونگے کہ صحابہ کرام کو بھی نہ چھوڑا **اقول** کتاب انتقاد رجیح کر ان صفحات
مین اور نیز ساری کتاب مین اول سے آخر تک کوئی کلمہ ایسا نہین ہے کہ جس سے
حضرت ابوبکر کا خاطی ہونا یا جناب فاطمہ سے اونکا کینہ و بغض رکھنا یا حضرت عمرؓ کا حضرت
علی سے بغض رکھنا اور مخترع بدعت ضلالت کا ہونا ثابت ہو **مفتری** نے اسقدر افترا
بندی محض اپنی بے ایمانی ظاہر کرنے کو اور اپنے اتباع انفار و کلائے بدعت شعار
کے دہوکا دینے کو کی ہے ورنہ نقل عبارت رسالہ مذکورہ سے کسی نے اس کذاب ضلالت کا
آب کا ہاتھ پکڑا تھا خلفائے راشدین کو تو خاطی سمجھنا انہین جہلہ مقلدین و بینبینیہ مبتدعین
کا کام ہے کہ اون اعلی حضرات کو چھوڑکر ادنی لوگونکی تقلید ناسدید پر اڑے ہوئے ہین
اگر ان دشمنان دین و مفتریان بدآئین کو خلفاء راشدین و جملہ صحابہ مہتدین سے دلمین
کینہ و بغض نہوتا تو کیون اونکو چھوڑکر کرخی و حیرخی کے ہفوات و مخترعات کو اپنا دین و
ایمان ٹھہراتے اور اہلحدیث پر طعن و افترا باندہتے مجکو اگر خدا تعالی نے فرصت بخشی تو انشاء اللہ
تعالی کتب رائے سے تمام خلافیات خلفاء راشدین وغیرہ صحابہ کے علیحدہ کرکے ایک
کتاب ضخیم جمع کرونگا اور ان اعدائے خلفا کا کینہ اور بغض اونسے رکھنا سب پر ظاہر کردونگا
شیخ جی کچھ تو اللہ سے اور اوسکی خلق سے حیا کرو آخر اکدن مرنا بھی ضروری اوس

بجامع الأزهر السيد محمد صالح تقی الدین المقدسی السید عبد القادر الحسینی الجزائری الشیخ العلامۃ علی بن عبد اللہ الشامی الشیخ یحیی بن محمد المفتی بجدیدۃ الشیخ العلامۃ امین بن الحسن الحلوانی المدنی المدرس بالروضۃ المطہرۃ الشیخ محمد قاسم الشیخ محمد صالح المکی الشیخ الادیب سید حسن تاجی المدنی الامام فی المسجد النبوی الشیخ العلامۃ السید نعمان افندی البغدادی الشیخ الفاضل یوسف النبہانی مصحح مطبعۃ الجوائب۔ ان اعلام نے اور ان کے ماسوا اور ہزارہا علماء کرام نے اکناف عالم مین جناب ممدوح کی تالیفات کو بہت معتبر و مستند جانکر اپنے بلاد مین اونکی ترویج و تدریس جاری کی ہے اور ایک خلق اللہ نے اونکی برکت سے تقلید کی عادت کو چھوڑ کر اتباع سنت کو اختیار کیا ہے مولوی سید علی بن مرتضی الکتنی یا بلی الحسن سلمہ اللہ تعالی کہ چند سال تک بلاد یمن مین رہے ہین مجھسے کہتے تھے کہ مین نے حضر موت و زبید مین دیکھا کہ وہان کے علماء کتاب حصول المامول و انتقاد الرجیح و روضۃ الندیہ وغیرہ کتب کی درس و تدریس کرتے ہین اور ان کتابون کی نہایت معتقد و جناب مؤلف کے بڑے مدح خوان ہین الحاصل جبکہ بلاد عرب یمن وغیرہا مین کہ ابتدائے اسلام سے ابتک دار العلم ہین جناب ممدوح کی تالیفات کی ایسی قبولیت و اعتبار ہے کہ وہان کے علماء انہین کتب کی درس و تدریس و ترویج مین مصروف ہین اور دوسرے تمام اللہ کے بلاد مین وہ معتبر و معمول بہا ہین تو اگر چند سفہاء او وہ حیدر آباد کے بینبینیون کے نزدیک غیر معتبر ہون تو ہوا کرین ؎ اذا رضیت عنی کرام عشیرتی ÷ فلازال غضبان علی لئامہا ÷ اور بحمد اللہ جناب ممدوح کا مسلک اپنی تمام تالیف مین صرف اتباع دلیل ہے نہ اہل راے کی سی بیہودہ قال و قیل اور غایۃ الامر اوسکے موافقت سنت مطہرہ و کتاب عزیز کی ہے نہ التفات طرف شور و شغب ہر جاہل بے تمیز کے

وکتاب امام ذہبی وجامع ترمذی وکتاب حادی الارواح وسیف السنۃ الرفیعہ علی رقاب الجہمیۃ والشیعہ وغنیۃ الطالبین وکتاب البہجہ وارشاد التحف ورسالہ نجاتیہ ورسالہ الذب عن ابن تیمیہ وغیرہ کتب محققین سے مذہب جملہ سلف صالحین وائمہ محدثین وفقہاے مجتہدین کا نقل کیا ہے جناب باریتعالی کے واسطے جہت ومکان واستوا ووجہ وید وکف واصابع وساق وقدم وغیرہ صفات جن آیات صریحہ واحادیث صحیحہ منقولہ جناب نوابصاحب بہادر سے ثابت ہین آجتک کسی محقق نے ان آیات واحادیث کے معنونکو مجہول ومتشابہ نہین لکھا بلکہ کیفیتکو متشابہ کہا ہے الاستواء معلوم والکیف مجہول سبکا قول ہے اسیطرح تمام صفات کے معنے کو معلوم کیفیت کو مجہول بتایا ہے یہی مذہب ابو حنیفہ وشافعی ومالک واحمد کا ہے امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین ابو حنیفہ سے بسند صحیح نقل کیا ہے کہ من انکر کونہ تعالی علی العرش فقد کفر پس امام ابوحنیفہ کے قول سے یہ سارے مقلدین نابلد کافر ٹھہرتے ہین جو عقیدہ ائمہ اربعہ وجملہ سلف صالحین کا ہے اوسکے موافق جناب نوابصاحب بہادر وجمیع متبعین سنت کا ہے جو آیات واحادیث صفات باری مین جسطور وارد ہین اونکو ظاہر معنی کی تحریف وتاویل سوائے چند متاخرین اہل رائے کے کسی عالم نے نہین کی ظاہر معنی کے صحیح رکھنے سے تجسیم وتشبیہ ہرگز لازم نہین آتی کج فہمی وبلادت ذہنی اور چیز ہے یہ جتنے ائمہ ومحققین آیات واحادیث مذکورہ کے معلوم المعنی مجہول الکیفیہ ہونیکے قائل ہین انہین نے مجسمہ ومشبہہ کا رد بھی بخوبی کیا ہے کتب مذکورہ مین سے جس شخص کی ایک کتاب پر بھی نظر ہوگی وہ کبھی ایسے جاہلانہ اعتراض کسی محقق پر نہ کریگا اہل بدعت اپنی بلادت ذہنی سے صفات قدیمہ باریتعالی کو مثل اپنے صفات حادثہ کی سمجھے ہین اسلئے اوسکے ظاہر معنی کی تحریف کرتے ہین حالانکہ صفات باری او

احکم الحاکمین کے سامنے ان افتراؤنکا کیا جواب دوگے یہ طعن وافترا تو تمھارے اہل حق کی نسبت بیہودے سے بھی بڑھ گئے ہین ۵ سخن چین را تو انم چارۂ کرد * کہ تا من خود نگویم او چہ چیند * ولی از مفتری نتوان برآمد * کہ او از خود سخن می آفریند * **قولہ** ص ۳۴ رسالۃ الاحتواء علی مسئلۃ الاستواء تصنیف نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال مطبوعہ گلشن اودھ لکھنؤ مین لکھا ہے کہ خدا تعالی عرش پر بیٹھا ہے اور عرش اوسکا مکان ہے اور دونون قدم اپنے کرسی پر رکھے ہین اور کرسی اوسکے قدم کے رکھنے کی جگہہ ہے اور ذات خدا کی جہت فوق وجہت علو مین ہے اور اوسکو فوقیت جہت کی ہے نہ فوقیت رتبہ کی اور وہ عرش پر رہتا ہے اور اترتا ہے ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے اور اوسکے لئے داہنا بایان ہاتھ اور قدم اور ہتیلی اور انگلیان اور دو آنکہین اور منہہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزین بلاکیف ثابت ہین الی قولہ نواب صاحب کے عقائد کا ردبجولی کیا ہے کہ وہ حق تعالی کی صفات واردۂ فی الشرع پر ہرگز ایمان نہین لائے ہین بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی رائے اور تاویل اور تفسیر کے موافق ایمان لائے ہین اور اس سے مصداق زائغین اور مفتن فی الدین کے بنگئے ہین —

اقول قطع نظر رکاکت عبارت کے یہان تو **شیخ جی** نے جملہ صحابہ وتابعین و تبع تابعین ونیز ابوحنیفہ کو زائغین اور مفتن فی الدین قرار دیا ہے اور حق تعالے کے صفات واردۂ فی الشرع سے منکر اور اوسکے معانی سے ناسمجھہ ٹھہرایا ہے اس سے بڑھکر اور کیا بلاہت و نادانی وضلالت وبے ایمانی ہوگی کہ تمام سلف پر صفات باری کے معنی نہ سمجھنے کی اور اوس سے منکر ہونے کی تہمت کر بیٹھے جناب نواب صاحب بہادر نے رسالہ مذکورہ مین جو صفت باری تعالی کی استوا وجہت وعلو ونزول وغیرہ بیان فرمائی ہے اوسکے ساتھہ ہی آیت وحدیث بھی نقل کی ہے کوئی بات اپنی طرف سے ہرگز نہین لکھی کتاب النزول شیخ الاسلام ابن تیمیۃ وکتاب امام ابن قتیبہ

مبتدعین صفات باری کے انکار سے توبہ کرکے مطابق عقائد سلف کے اوسپر ایمان نہ لاوینگے اہل سنت کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج سمجھے جاوینگے اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون **قولہ ص۳۹** نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے کتاب الانتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت عمر کو نہایت بے باکی سے صاف خاطی اور بدعت ضلالت کا مخترع لکھا ہے کہ عبارت عربی اوسکی یہ ہے واما قولہ نعم البدعۃ ہذہ فلیس فی البدعۃ ما یمدح بل کل بدعۃ ضلالۃ ولیس المراد بسنۃ الخلفا الراشدین الا طریقتہم الموافقۃ لطریقتہ من جہاد الاعداء وتقویۃ شعار الدین الخ **اقول** اس عبارت مین **شیخ جی** نے موافق عادت رذیلہ اپنی کے جسقدر سرقہ وتحریف کرکے اپنی جعلسازی ظاہر کی ہے ناظرین رسالہ انتقاد کے مقابلہ کرنے سے خوب معلوم کرسکتے ہین یہ عبارت اصل مین علامہ کبیر مجتہد یمانی سید محمد بن اسمعیل امیر کی ہے مولف رسالہ نے سبل السلام شرح بلوغ المرام سے بصراحت اوسکا حوالہ دیکر نقل کی ہے حیث قال وفی سبل السلام ان من اثبت صلوۃ التراویح وجعلھا سنۃ الی قولہ انتہی کلام السبل دو ورق مین یہ تمام عبارت ہے جسمین سے سرقہ وحذف کرکے **شیخ جی** نے چار سطرین نقل فرمائی ہین اور نام منقول عنہ کا یا تو بسبب اعمی البصر والبصیرۃ ہونیکے آپکو نہ سوجھا یا بوجہ وفور حسد کے جناب مولف کو اوسکا قائل ٹھہرایا رہا یہ کہ اس عبارت مین حضرت عمر رض کو نہایت بے باکی سے صاف خاطی اور بدعت ضلالت کا مخترع لکھا ہی محض کذب واتہام ہے معترض یا تو اسکو ثابت کرے ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین کا مصداق تو ہو ہی چکا ہے تراویح مروجہ کی بدعت ٹھہرنے سے گو آپ کی مذہب مین کہنڈت پڑتی ہو مگر جبکہ خود حضرت عمر نے اسکو بدعت فرمایا سنت نہ کہا تو یہ کہنا کہ اسکو سنت موکدہ قرار دینے والا اور اوسمین رسالہ لکھنے والا حضرت عمر کا باغض ودشمن نہوا تو کون ہوا آپ تو اپنے رسالہ رذالہ

خلق مین سواے مشارکت اسمی کے اورکسیطرح کی مناسبت ومشابہت ہرگز نہین ہے
لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر اگر یہ بلید الذہن بدعت پرست رسالہ الانتہا
کو بھی کسی ذی علم سے سمجھہ کر پڑھ لیتے تو ظاہر معنی صفات مذکورہ کے منکر نہوتے خداتعالی
کیواسطے بھی مطابق اوسکے فرمانے کے استوا وجہت ومکان ثابت ہے اور خلق کے
واسطے بھی لیکن اوسکی کیفیت غیر معلوم وسکے ظاہر اوسکے واسطے بھی منہہ ہاتھہ پانون
ہتیلی اونگلیان وغیرہ ثابت ہین خلق کے لیئے بھی مگر اوسکے معنے معلوم کیفیت مجہول
ہے اسکے معنی وکیفیت دونون معلوم اسمین تمام قدما سے ایک شخص کا بھی خلاف نہین ہے
ان **بینبینیون** وغیرہ ملاحدہ کو ظاہر معنی صفات کی نفی کرنے کی حیلہ سے خاص ذات
باریتعالی کا انکار کرنا مقصود ہے کیونکہ جب اوسکے وجہ وسمع وبصر وید وکف و
اصابع وساق وقدم وغیرہ صفات لازمہ ظاہر المعنی کا انکار کیا تو پھر جناب باری
کیا چیز ہوا اور جب اوسکے واسطے مکان وجہت نہوئی تو پھر کسجگہہ ٹھہرا غرض یہ
کہ جناب باری انکی نزدیک کچھہ چیز نہین اسیواسطے ان اشقیا ازلی کے منہہ سے
یہ نہین نکل سکتا کہ جملہ صفات باریتعالی کے معلوم المعنی مجہول الکیفیہ ہین شیخ جی
اہل حدیث کو تو ضال ومضل وخارج اہل سنت فرماتے ہین مگر یہان تو خود بھی بے ایمان
ومنکر خدایتعالی کے ہوگئے جب اونکو خداتعالی کی صفات کا انکار رہے تو پھر ایمان
کس پر لائے ہین کسکو خدا قرار دیا ہے اللھم الا ان یقال انہ ممن اتخذ الٰہہ
ھواہ اسجگہہ ابوحنیفہ کی تقلید کو بھی جواب دیدیا استوا کے جواب مین جو کچھہ رسالہ
رد الاستیلا وضوء الایمان مین اپنی جہل ونادانی وکفر وبے ایمانی کا اظہار کیا ہے
سبکا مضمون یہی انکار صفات تحریف معانی احادیث وآیات وتضلیل ائمہ محققین
وسلف صالحین ہے اہل ایمان کی نزدیک دونون رسالہ مذکورہ مردود ہین الانتہا
فی الاستوا وغیرہ رسائل مین خوب انکار رد ہوچکا ہے جب تک یہ ملاحدہ بیدین وجہلہ

کیونکہ یہ صفات لوازم ذات اوسکی ہین اور وجود ذات کا بدون لوازم

العاب اور لینڈ کتے کا اور خون حیض ونفاس کا اور گوشت سور کا یہ سات چیزین نجس
اور پلید ہین الی قولہ اوسی کتاب طریقۂ محمدیہ کو صفحہ ۷ اور فتح المغیث کے صفحہ ۵ مین یہ
عبارت بجنسہٖ لکھی ہے **اقول** اسکا جواب قوس الکملہ کے صفحہ ۶ مین ہوچکا ہے **قولہ**
اور بھی کتاب نہج المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ ۲ نواب بھوپال الخ
الخ **اقول** یہ اعتراض بھی قوس الکملہ کے صفحہ ۵۹ مین مردود ہوچکا ہے **قولہ** سوم اوسی
طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۱۷ و ۱۸ مین اور فتح المغیث کو صفحہ ۱۴ و ۱۵ مین لکھا ہے کہ واجب نہین
زکوۃ مگر اونٹ گائی بکری مین اور اموال تجارت مین بھی زکوۃ نہین ہے الخ **اقول**
یہ اعتراض بھی قوس الکملہ کے صفحہ ۲۳ و صفحہ ۲۴ و صفحہ ۱۱۲ مین مدفوع ہے **قولہ** چہارم
ایک طلاق سے زائد دو طلاقین دی ہون یا تین الی قولہ طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۲۶ مین اور
اسیطرح صفحہ ۲ فتح المغیث مین لکھا ہے کہ حلالہ کرنا حرام ہے **اقول** اسکا جواب
قوس الکملہ کے صفحہ ۱۱۲ وغیرہ صفحہ مین ہوچکا ہے اور اس مسئلے کے مطلب و معنی مین
جو کچھ معترض نے تحریف کی ہے اوسکا بیان وجواب رسالہ عمارۃ المساجد کے صفحہ ۱۷
مین موجود ہے **قولہ** پنجم مرد پر سونے کا زیور حرام ہے نہ اور چیزونکا چنانچہ یہ عبارت
طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۳۸ و فتح المغیث کے صفحہ ۳۵ مین واقع ہے **اقول** اس اعتراض کا
رد بھی قوس الکملہ کے صفحہ ۶ و صفحہ ۱۱۳ مین بخوبی ہوچکا ہے **قولہ** صفحہ ششم اوسی
کتاب فتح المغیث کے صفحہ ۶ مین لکھا ہے ۔ اور کافی ہے مسح کرنا بعض سر کا اور مسح کرنا
پگڑی عمامہ پر انتہی جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض سر کا مسح نہ کرے تو پگڑی عمامہ پر مسح کرنا
کافی ہے حالانکہ یہ خلاف نص قرآن کے ہے **اقول** یہ مطلب تم کہان سے سمجھے عبارت
مذکورہ کا تو یہ نہ مفہوم مخالف ہے نہ اور کسیطور سے اوس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے اور مسح
بعض سر اور عمامہ کی دلیل حدیث صحیح مسلم موجود ہے کہ انہ صلعم توضأ فمسح بناصیتہ
و علی العمامۃ اسکا ترجمہ مولف کتاب نے کر دیا ہے اسکا یہ مطلب سمجھنا کہ بعض سر کا

مین حضرت عمر رضؓ کو پورا پورا خاطی ٹھہرا چکے ہین اور جملہ نعم البدعۃ ہذہ کے معنی مین خوب
تحریف کی ہی بیان تو خود آپ ہی کی خباثت قلبی و نجاست مذہبی سب پر ظاہر ہو گئی۔
۵ مین الزام اونکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا **قولہ** صفحہ ۴۴ اول یہ کہ پانی اگرچہ
نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہین ہوتا جب تک رنگ اور بو اور مزہ اوسکا
نہ بدلے اور پانی پاک ہی اور پاک کرنیوالا چنانچہ یہ مضمون طریقہ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ مصنفہ
قاضی شوکانی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۷ مین نواب صدیق حسن خان
امیر بھوپال نے لکھدیا ہے الخ **اقول** یہ اعتراض اور اسکے مابعد کے سب اعتراضات
وہی ہین جو ملاحدہ بینبینیہ نے جامع الشواہد مین لکھی ہین رد اسکا رسالہ قوس الکلہ
وکاشف المکائد و عمارۃ المساجد وغیرہ اجوبہ جامع الشواہد مین خوب ہو چکا ہی حاصل
جواب اعتراض مذکور کا یہ ہے کہ طریقہ محمدیہ جناب نواب صاحب بہادر نے اپنے کسی رسالہ کا
نام نہین رکھا عبد اللہ سواتی جو ایک جاہل مشہور ہے اوس نے اصل ترجمہ درر بہیہ کو مسخ
و تحریف کر کے دہلی مین چھپوا کر یہ نام رکھا تھا جناب ممدوح نے وہ دیکھا تو از سر نو ترجمہ
کر کے فتح المغیث اوسکا نام رکھا اور دیباچہ مین لکھدیا کہ اب پہلی رسالہ کا کوئی اعتبار نکرے
اوسمین لفظ نہایت ہی قلیل کا ہرگز نہین ہے یہ شیخ جی کا افترا ہی اور مطلق پانی کا پاک ہونا
مذہب امام مالک و جمہور محدثین و ائمہ شافعیہ بلکہ ابو حنیفہ و محمد کا بھی ہے دہ در دہ
وغیرہ کی قید کو درمختار مین رد کر دیا ہے مدار طہارت و نجاست پانی کا بموجب مسالک
محدثین کے تغیر احد اوصاف ثلثہ پر ہے وجوداً و عدماً جس شخص کو فتح المغیث مین کسی جگہہ
شبہہ واقع ہو تو اوسکی شروح عربی و فارسی وارد و ہر جگہہ دستیاب ہو سکتی ہین
اوسمین ہر مسئلے کی دلیل آیت یا حدیث موجود ہے اگر سمجھنے کا مادہ رکھتا ہو تو اونمین دیکھلے
ورنہ کسی عالم بالحدیث سے پوچھکر اپنا شک دفع کر لے بے سمجھے بوجھے کسی محقق پر اعتراض
کر بیٹھنا اپنی جہالت و حماقت کا اقرار کرنا ہے **قولہ** صفحہ ۴۴ دوم گوہ اور موت آدمی کا

مین منحصر سمجھہ رکھا ہی ابھی تک حضرت کو یہ خبر بھی نہین ہے کہ حکم انتقاض تیمم کا پانی پر
قدرت پانے سے یا خروج وقت سے یا حکم وجوب اعادہ کا سب بلادلیل ہے حق یہی
عدم انتقاض و عدم اعادہ ہے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر معید کو وقت
وجود آب کے اصاب السنۃ فرمایا ہے اور تمام حق یہی اصابت سنت ہے اسکے سوا
سب بدعت اہل حدیث کے نزدیک پانی پر قدرت پانا موجب نقض تیمم کا نہین ہے ہان اتنا
ہے کہ جب پانی ملگیا تو اب آقتصار اوس تیمم پر خوب نہین شیخ جی کو لازم ہی کہ جب
اہل حدیث پر کسی مسئلہ مین اعتراض گھڑنا چاہا تو فقہ حدیث کی کتابون مین اول اونکے
دلائل کا مطالعہ کر لیا کرین اگر قدما کی کوئی کتاب میسر نہین ہے تو صرف روضۃ ندیہ
ونیل الاوطار والسیل الجرار انکو دیکھ لیا کرین یونہین بے سمجھے بوجھے جہل سے اعتراض
نہ جڑدیا کرین مخفی نہ رہے کہ پانی پر قدرت پانے سے اگرچہ جمہور علماء کے نزدیک تیمم ٹوٹ
جاتا ہے لیکن صاحب دررہبیہ جسکا ترجمہ فتح المغیث ہے مقلد جمہور کا نہین ہے اور نہ
تقلید جمہور اوسپر واجب وہ تو خود مجتہد ہے اوسکا کام اتباع دلیل ہے دلیل مشہور
اس باب مین حدیث ابوذر ہے ان رسول اللہ صلعم قال ان الصعید الطیب
طہور المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین فاذا وجد الماء فلیمسہ بشرتہ فان ذلک
خیر رواہ الترمذی اس حدیث مین کلام ہے بچند وجوہ اول یہ کہ اسکی سند مین
عمرو بن بجدان واقع ہے اور وہ مجہول ہے تقریب مین مرقوم ہے عمرو بن بجدان
تفرد عنہ ابو قلابۃ لا یعرف حالہ میزان مین ہے حسنہ الترمذی ولم یرقہ الی الصحۃ
بجہالۃ بجال عمرو روی عنہ ابو قلابۃ وما قال سمعت وقد وثق عمرو مع جہالۃ دوم
یہ کہ اسکی سند مین عبداللہ بن زید بن عمرو الجرمی ابو قلابۃ البصری واقع ہے اور
وہ کثیر الارسال و مدلس ہے تقریب مین ہے ثقۃ فاضل کثیر الارسال قال العجلی
فیہ نصب یسیر انتہی میزان مین ہے ثقۃ فی نفسہ الا انہ یدلس عمن لحقہم و عمن لم یلحقہم

مسح نہ کرے تو پگڑی عمامہ پر ہی کر لینا کافی ہے دلیل بلادت فہم و قبح اجتہاد مجتہد بین بین کی ہے مجتہدان کو فہ ہند کا عجیب اجتہاد ہوتا ہے کہ خصم کا کلام اگرچہ کیسا ہی صحیح ہو لیکن بمقتضائے خبث طینت و کجی طبیعت کے بیحیائی سے غلط سلط اوسکا مطلب گڑھ کر اعتراض جڑ دیتے ہین گو اوس سے اپنی تمام جہالت و حماقت شب کھل ہی جاوے مگر برائے شگون کیواسطے اپنی ناک کاٹ ڈالنا ضرور ہے ع بیحیا باش و ہرچہ خواہی کن + **قولہ** ۴۹ اوسی فتح المغیث کے صـ مین لکھا ہے کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹتا ہے انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نیند کو کچھ دخل نہین **اقول** لعن اللہ علیک ایہا الکاذب فتح المغیث کے صفحہ مذکور مین عبارت یون ہے لوٹ جاتا ہے وضو اوس چیز سے جو نکلے دونون راہ سے عین ہو یا ریح اور اوس چیز سے جو غسل کو واجب کرے اور لیٹے کی نیند سے انتہی اس عبارت سے ایک تو لفظ نیند کا سرقہ کیا ہے اور دوسرے لفظ لیٹے کو تحریف کر کے لیٹنے بزیادہ نون بنایا ہے فتح المغیث کی عبارت کچھ عربی نہیں ہے جو سفہائے عوام اس تحریف و سرقہ سے دہوکا کھا جاوین یا وہ رسالہ ایسا نایاب نہین کہ ہر شخص اوسکو دیکھکر آپکا کذب و افترا معلوم نہ کرسکے اب تو شیخ جی نے ایسی بے حیائی پر کمر باندھی ہے کہ اہل سنت کی تکفیر کے بہانہ سے اپنا ہی الحاد و کفر سب پر صاف صاف ظاہر کرنے لگے صدق اللہ تعالیٰ من یضلل اللہ فلا ہادی لہ ویذرہم فی طغیانہم یعمہون **قولہ** صـ ہشتم اوسی کتاب کے صـ مین مرقوم ہے کہ توڑنیوالی تیمم کی وہی چیزین ہین توڑنے والی وضو کی انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اوسپر قدرت پانے سے وضو نہین ٹوٹتا حالانکہ یہ غلط ہے **اقول** اس اعتراض کا مقتضی جہل ہے شروح فتح المغیث وجملہ کتب فقہ سنت سے معترض صاحب جو بات اہل سنت کی اپنے مذہب کے خلاف دیکھتے ہین اوسی پر بلا تامل اعتراض جڑ دیتے ہین گویا سارا دین حق اپنے ہی مذہب بین بین

کہا جائیگا کہ اجماع غیر مسلم ہے دیکھو ابو سلمۃ بن عبد الرحمن تابعی اور داؤد ظاہری کا
یہی مذہب ہے علاوہ اسکے اجماع کی حجت مین بھی کلام ہے **قولہ** ستہم اوسکی کتاب
کے صنا مین لکھا ہے کہ اگر خلل پڑے نماز مین امام کے تو وہ خلل امام پر ہے نہ مقتدیون پر
انتہی پس اس سے ظاہر ہوا کہ اگر امام اجنبی ہووے یا اوس سے کوئی فرض ترک
ہووے یا اوسکا کپڑا نجس ہووے یا اوس نے وضو نہ کیا ہو یا وضو اوسکا لوٹ گیا ہو
تو فقط امام کی نماز فاسد ہوگی اور مقتدیون کی نماز مین کچھ نقصان نہ آویگا حالانکہ یہ
باطل ہے **اقول** اس عبارت مین بھی تحریف ہے اصل یون ہے اور جب خلل پڑے
نماز امام مین تو وہ خلل امام پر ہے نہ مقتدیون پر اور یہ اعتراض بھی مبنی ہے اوپر مخالفت
مسئلہ معترض فیہا کے مذہب تقلید سے ورنہ جمہور محققین کے نزدیک منع امامت
ناقص الطہارۃ کسی دلیل سے ثابت نہین اور اصل صحت ہے حضرت عمر رض سے یہ بات
ثابت ہے کہ اونہون نے حالت جنابت مین نادانستہ نماز پڑھا دی تھی پھر اپنی ہی نماز
اعادہ کرلی مقتدیون نے نہ کی اسیطور حضرت عثمان رض اور حضرت علی رض سے
مروی ہے اور اثرم نے حدیث ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اونہون نے
ایک جماعت صحابہ مین جسمین عمار بن یاسر بھی تھے نماز پڑھائی بعد فراغ کے ہنسی اور کہا
کہ مین کنیزک رومیہ کے پاس گیا تھا جنبی تھا یہ کہکر تیمم کرلیا اور امام بخاری وغیرہ ائمہ
حدیث ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول صلعم نے یصلون لکم فان اصابوا
فلکم وان اخطاؤا فلکم وعلیہم یہ خود دلیل صریح ہے اسپر کہ فساد نماز امام سے
مقتدیونکی نماز فاسد نہین ہوتی اور نہ اونپر اعادہ اوس نماز کا ضرور ہے اور یہی
حق ہے ہکذا فی ملخص السبیل والتفصیل فی الاصل وشروح الدرر البہیہ وغیرہا من کتب
فقہ السنۃ اب تو شیخ جی اہل سنت پر نئے نئے اعتراض گڑھ کے سفہا ربنینیہ مین
خود ہی اپنا اعتبار کھونے لگے اور اپنا جہل فقہ سنت سے آپ ہی ظاہر کرنے لگے ہملو

لہ اس جواب مین معترض کی خوب ہی سرکوبی کیگئی ہے کیونکہ وہ اپنے زعم مین افعال صحابہ کو حجت قاطعہ سمجھا ہوا ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲

وکان لہ صحف یحدث فیہا و یدلس انتہی سوم یہ کہ راوی اسمین خالد حذاء ہے اور وہ مرسل ہے اور حفظ اوسکا شام سے آنے کے بعد متغیر ہوگیا تھا تقریب مین ہے خالد الحذاء ثقۃ یرسل و قد اشار حماد بن زید الی ان حفظہ تغیر لما قدم من الشام انتہی قال ابو حاتم لا یحتج بہ اور اوردہ العقیلی نے کتابہ و قال احمد قیل لابن علیۃ فی ہذا الحدیث فقال کان خالد یرویہ فلم نلتفت الیہ ضعف ابن علیۃ امر خالد و قال معتمر بن سلیمان سمعت ابی ذکر خالد الحذاء فقال ما علیہ لو صنع کما صنع طاوس کان یجلس فان الی لبشی اخذہ والا سکت کذا فی المیزان چہارم یہ کہ راوی اسمین سفیان ثوری ہے اور وہ مدلس ہے اور عنعنہ مدلس کا مقبول نہین ہے قال فی المیزان سفیان بن سعید الحجۃ الثبت متفق علیہ مع انہ کان یدلس عن الضعفاء انتہی قال الحافظ فی التقریب ثقۃ حافظ فقیہ عابد امام حجۃ من رؤس الطبقۃ السابعۃ وکان ربما دلس انتہی پنجم راوی سفیان سے ابواحمد زبیری ہے اور وہ حدیث ثوری مین بہت خطا کرتا ہے قال الحافظ فی التقریب محمد بن عبداللہ بن زبیر بن عمر بن درہم الاسدی ابواحمد الزبیری الکوفی ثقۃ ثبت الا انہ قد یخطی فی حدیث الثوری انتہی قال ابو حاتم حافظ للحدیث عاقل مجتہد لہ اوہام کذا فی الخلاصۃ قال العجلی کوفی ثقۃ یتشیع وقال احمد کثیر الخطاء فی حدیث سفیان کذا فی المیزان ششم محل استدلال اس حدیث مین یہ لفظ ہے فاذا وجد الماء فلیمسہ بشرتہ اور یہ لفظ نص مطلوب مین نہین ہے کیونکہ محتمل ہے کہ مراد یہ ہو کہ جب پانی پاوے تو آیندہ کیلئے وضو یا غسل کرے نہ یہ کہ جو تیمم پانی پر نہ قدرت رکھنے کی حالت مین کیا ہے وہ ٹوٹ گیا اب بجاے اوسکے وضو یا غسل کرے فلا بد لنفی ہذا الاحتمال من دلیل ہفتم یہ کہ قول آنحضرت صلعم کا فان ذلک خیر دال نقیض مطلوب پر ہے کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ استعمال پانی کا افضل ہے نہ یہ کہ واجب ہے اگر کہا جاوے کہ پانی پر قدرت پانے کو ناقض وضو نہ کہنا خلاف اجماع ہے

جائز کہتے ہین آپ کے مذہب مین تو مان بہن سے نکاح صحیح تھا اون سے زنا کرنیوالے پر
حد کو ساقط کرنے مین رسالہ لکھ چکے ہو اب جو اسلام کو آپ نے صاف جواب ہی دیدیا تو
وہ حیلہ نکاح کا بھی جاتا رہا کھلم کھلا مان بہن کے ساتھ جسطور چاہو شہوت رانی کرو
کون مانع ہے وہذا اخر ما اردنا من دفع مطاعن المجتہد العاند المردود قبل ذلک
مرارًا واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **تنبیہ** مین نے اس رسالہ
مین صرف جواب اصل مطاعن واتہامات مجتہد صاحب کا لکھا ہے اور جناب معترض
علیہ کی نسبت جو کچھ ہفوات وہذیانات وغیبت ومذمت سے مجتہد صاحب نے
اپنا نامہ سیاہ کیا ہے یا اور جمیع اہل حدیث پر لعن وطعن وتبرا وافترا سے کاغذ تباہ
کیا ہے اوسکا انتقام منتقم حقیقی پر چھوڑا ہے وہ ہماری اس صبر وتاذی سے
اور انکی ظلم وفساد سے خوب آگاہ ہے فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم

مجتہد بین بین نے اپنی اس کتاب مردود مین کوئی بات بھی نئی نہین لکھی ہے
اونہین پرانے مطاعن بیہودہ واتہامات مزولہ کا اعادہ کیا ہے کہ جنکا رد مکرر سہ کرر
رسائل متعددہ مین اہل حق کیطرف سے ہو چکا ہے ہان اپنے دلکی بخارات نکالنے کو حملہ اہل
حق کے حق مین ہرزہ درائی وہذیان سرائی بہت کی ہے اور اونکی ضد وعداوت
مین مخالفت شریعت حقہ کی اپنی اور اپنی ذریات کیطرف سے خوب مضبوط کر دی ہے
ہر صاحب نظر کتاب مذکور مردود کو سمجھ سے دیکھکر کہہ سکتا ہے کہ فرقہ مبتدعہ
بیبینیہ اور اوسکے اسلاف کو جسقدر کتاب وسنت سے جہالت ومخالفت
ہے کسی گمراہ کو ایسی نہوگی پہلے ہمکو یہ خیال تھا کہ شاید ان مبتدعین بے دین کو
اہل حق کے جوابات دندان شکن سے کسیقدر تنبیہ یا ہدایت ہو جائیگی اور اس
ہرزہ درائی سے باز آکر پھر شریعت حقہ مین کچھ طعن وقدح نہ کرینگے مگران شقاوت
شعاروں نے تو پہلے سے زیادہ بیحیائی پر کمر باندھی اور انتصار باطل پر خوب ہی کھل کھیلے

چندان حاجت آپ کے جہل کے ظاہر کرنے کی نہ رہی وللہ الحمد **قولہ** صٓ دہم اوسی کتاب کے صٓ مین لکھا ہے کہ حرام ہے زکوۃ بنی ہاشم اور اون کے غلامون پر اور آسودہ اور تندرست کا انتہی اسکا یہ مطلب ہوا کہ مصرف زکوۃ کے واسطے بیماری لازم ہے اور اگر فقیر تندرست ہوگا تو اوسکو زکوۃ لینی حرام ہوگی **اقول** اس عبارت مین بھی تحریف کی ہے صحیح یون ہے تندرست کمانے والے پر جاہلون کی اصطلاح مین تندرست اوسکو کہتے ہین جو بیمار نہو **شیخ جی** بھی اپنے کمال بلادت ذہنی سے یہی معنی اسکے سمجھے ہین حالانکہ تندرست کے معنی قوت وار صحیح الاعضا کے ہین حدیث کا لفظ لا لذی مرۃ سوی ہے ذی مرۃ کے معنے قوی سوی کے معنے صحیح الاعضا سب شروح وحواشی مین لکھے ہین اسیکا ترجمہ مؤلف نے تندرست کمانیوالا لکھا ہے جہالت و کج فہمی سے یا عداوت وحسد سے اولٹے معنی بنا دینا اور بات ہے عیب کرنیکو بھی ہنر چاہیے **قولہ** صٓ یازدہم اوسی کتاب کے صٓ مین مرقوم ہے کہ جائز ہے دودہ پلانا بڑے عمر والیکا اگرچہ داڑھی رکھتا ہو واسطے جائز ہونے نظر کے انتہی یہ بات تو موافق مطلب بعض یارون کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت مرضعہ پہ عاشق ہو تو وہ اس دودہ پینے کے بہانے سے اوس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور اوسکی چھاتیان پکڑے پس جس عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پردہ چہ معنی دارد **اقول** کیون **شیخ جی** یہ طعن آپکا متبعین سنت پر ہے یا پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام پر اگر متبعین پر ہے تو انکا کیا قصور حدیث صحیح مسلم مین موجود ہے کہ آپنے امرءۃ ابو حذیفہ کو سالم کے دودہ پلانے کیواسطے یون فرمایا ارضعیہ حتی یدخل علیک اور جو یہ طعن پیغمبر پر ہے تو انا للہ آپکا یہ زبانی دعوی اسلام کا بھی جھوٹا ہوگیا متبعین سنت تو آپ کے نزدیک اہل سنت سے خارج ہی تھے یہان تو خود آپ ہی کا کفر وبے ایمانی سارے جہان پر کھل گئی اہل حدیث تو بموجب حدیث مذکور کے رضیع جوانکو مرضعہ کیطرف صرف نظر ہی کرنا

ثبت کرائی ہین بڑے منافق اور مفسد فی الدین ہین انکو اطاعت اللہ و رسول سے
نہایت عار ہے اتباع سنت سے انکو ایسا احتراز و انکار ہے جیسا ہندو نکو گائی ذبح کرنے سے
یہ بدنہاد بانی فتنہ و فساد محمدیت کے نام سے ایسے جلتے اور چڑتے ہین کہ یہود بھی
زمانہ پیغمبر علیہ السلام مین آمین بالجہر و سلام مسنون الاسلام سے نہین چڑتے تھے انکو
پاس اپنے اسلام کے ثبوت کی کوئی بھی دلیل نہین ہے جہوٹا دعوی اسلام کا کرتے ہین
بعض کو تو انمین سے دعوی بھی اسلام کا نہین ہے چند سفہا اونکو مسلمان خیال
کرتے ہین ان سب کا دین و مذہب پیر پرستی و بدعت پرستی ہے یا قرآن و حدیث کا
رد و ابطال ایکمدت سے ان منافقین نے یہ شیوہ اختیار کر رکھا ہے کہ مسائل
دینیہ اہل حق کو بہ تحریف و تغییر مطلب مضحکہ مین ڈالکر دین رسول مقبول علیہ السلام سے
استہزا کر رہے ہین اور جسقدر اہل حق کی طرف سے انکو جواب دیا جاتا ہے
اوسیقدر انکا فتنہ و ضلالت بڑھتی جاتی ہے فی طغیانہم یعمھون کے پورے
پورے مصداق بن چکے ہین ایسے مفسدین بے دین کی مہر و نکا کیا اعتبار ہے
ہم اگر ان مسخرون کے مذہب سے استہزا کرنا چاہین تو انکی رای کی پوتھیونمین ہزارون
بلکہ لاکھون بلکہ کروڑون بلکہ بے شمار ایسے مسائل مخترعہ مستہجنہ مخالف کتاب و سنت
کے موجود ہین کہ جو فی الواقع لائق استہزا و تمسخر کے ہین مگر ہمنے موافق حکم
فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ کر اس سے سکوت و درگذر اختیار کی ہے
اور ان کے اس فعل بد کی سزا او سی احکم الحاکمین سے چاہتے ہین وھو حسبی
ونعم الوکیل اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین۔

خاتمہ

در ذکر قابلیت ملا عبد الحی مولف تنبیہ الوہابین المعروف بہ
مجتہد بین بین و مجدد مراسم بدع و شین ہداہ اللہ تعالی۔

جہانتک ہو سکا اپنی جہل و نادانی ولعنت و بے ایمانی کے ظاہر کرنے مین کمال سعی و جانفشانی کی صدق اللہ تعالی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ لطف تو یہ ہے کہ مجتہد صاحب تو اس کتاب مین اجتہاد بین بین کا اور ہی باجا بجا رہے ہین اور اون کے ذریات اصحاب سوا ہیر اور ہی کچھ گا رہے ہین نہ تو مجتہد صاحب اونکو بیانکو سمجھ سکے اور نہ وہ مجتہد صاحب کی ہذیان کو ۔ اولفکری عجبی من بخیال عجبی ۔ مجتہد صاحب کے اور اون کے دین و مذہب مین بھی بڑا اختلاف و فساد ہے جسنے اونکے رسائل دیکھے ہین وہ خوب اسکو واقف ہے لیکن چونکہ اہل حدیث سے ضد و عداوت رکھنے مین یہ ساری بے دین متفق ہین اسوجہ سے مجتہد صاحب نے واسطے تصدیق و تقویت اپنے مخترعات و اتہامات کے انکی مہرین ثبت کرائی ہین جملہ مقلدین مفسدین کا بہت بڑا کید یہی ہے کہ اہل حق کی نسبت چند افترا و بہتان گڑھکر اونکو مزین بمواہیر سفہا کرایا کرتے ہین وجہ اسکی صرف یہی ہے کہ یہ دشمنان دین کتاب و سنت سے تو جاہل محض ہین کوئی دلیل اوسمین سے اپنے بڑون کے مخترعات و اہیات پر لا نہین سکتے ناچار مجبور ہو کر کبھی اپنے مذہب کی تصدیق **فریدکوٹ** کی ٹھاکرون کافرونسے کراتے ہین اور کبھی اوحید رآباد کے رافضیون نیچر یونسے اور کبھی چند اعدائے دین سفہاے مقلدین مفسدین کی مواہیر سے اہل حق کو ملعون و ضال و خارج از اہل سنت بناتے ہین حالانکہ ہم علیم غربا کتاب و سنت کے پیرو ہین ہمارے مقابلہ و مناظرہ مین نہ کسی ٹھاکر کافر رافضی نیچری کا قول حجت ہو سکتا ہے نہ کسی مفسد کی مہر و دستخط صرف اکید و آیت و حدیث بیان کر دینا کافی ہے اسی پر ان جاہلونکو قدرت نہین ہے **اب مین** ہر کہ و مہ پر یہ بات ظاہر کئے دیتا ہون کہ پیارے اہالیان دہلی و لکھنو و رامپور و دیوبند و سہارنپور وغیرہ انفار جنکی مہرین مجتہد فرنگی محل نے اہل حق کی تکفیر و تضلیل پر اپنی کتاب ضلالت انتساب مین

کر کے گالیان سنانا شروع کر دین اور سفہائی عوام کے دہوکا دینے کو اس ہذیان کا
نام جواب قرار دین اسکو لیے کوئی عاقل جواب کہہ سکتا ہے یہ تو دلیل صریح آپ کے اعمی بصر
والبصیرۃ ہونے کی ہے یہ ہمکو یقین ہے کہ رسالہ ہذا کے جواب مین بھی مجتہد صاحب
مجیب بجد لعن وطعن تبرا افترا الکھکر پرچہ اخبار وغیرہ مین ضرور چھپوائین گے مگر ہمکو اسکی
کچھ پروا نہین جب ہمسے اعلی وافضل لوگ اونکی لعن وطعن وایذا وتکالیف پر صبر فرما رہے
ہین تو ہمکو بھی اسمین اونہین کا اتباع ضرور ہے بد زبانونکی بدگوئی سے آج تک
کون بچ سکا ہے خدا یا رسول یا صحابہ یا تابعین محدثین مجتہدین جو ہم طمع کرین کہ ہمکو
کوئی برا نہ کہے اس خیال محال پر حق گوئی سے کیونکر اپنی زبان بند کرلین **میانجی حلیم**
نے شاہ ولی اللہ صاحب اور انکے اتباع وغیرہ اکابر پر طعن وافترا کرنے مین کیا کچھ کمی کی
ہے جو اونکی پوت صاحب ہم لوگونکو چھوڑ دین گے **فرنگی محل** کے تو تمام ملا کہ علوم اسلامیہ
سے جاہل ونابلد تھے اور تمام عمر اپنی خدمت فنون کفار یونان مین گذار دی بوجہ سبا کنت
ومصاحبت روافض کے ہمیشہ اہل سنت کے دشمن رہے اب مجتہد صاحب نے اونکی تقلید سے
اہل علم واصحاب سنت کی دیکھا دیکھی صرف دو چار کتابین فقہ رای کی پڑھکر عربی عبارات
مین رسالہ وحواشی لکھنا شروع کیا ہے اور بغیر تحصیل علوم ادبیہ محاورات ہندی کو
عربی مین ترجمہ کر کے اپنی اظہار قابلیت کیواسطے بہت سے الفاظ وکلمات بے مناسب
بے وزن **فقرات** بے معنی مین جوڑ گانٹھ کر آپ کو مولوی مشہور کیا اہل حدیث و
ائمہ سنت پر لعن وطعن اعتراض اتہام کرنیکو موجب فخر وشہرت کا سمجھا غربا اہل سنت کی
تکفیر وتضلیل کو ایک بڑا النشان نام آوری کا اپنے حقمین ٹھہرایا ہمکو یہان اس سے چندان
بحث نہین ہی اس جگہہ صرف چند جملہ وفقرۃ آپ کی عبارات رکیکہ ومحاورات سخیفہ کے بیان
کرنا ضرور ہین **کیونکہ** خود مجتہد صاحب نے اس بات کی منادی کر دی کہ میرا پیشہ و
صفت محض اکتساب سیئات وصرف ارتکاب خطئیات ہے چنانچہ تذکرہ کو شروع مین

میرا ارادہ مدت سے یہ تھا کہ مجتہد صاحب کے علم و فضل کی حقیقت مفصل طور پر ایک رسالہ مستقل مین لکھون اور جسقدر اونہون نے اپنے حواشی و رسائل معقول مین علماء فن کے کلام مین تحریف و تغییر و حذف و سرقہ کرکے اونکی محنت کو تباہ کیا ہے یا اونکا نام اونکی رسائل و حواشی سے مٹا کر اپنے نام سے اونکو طبع کرایا ہے یا کتب رامی کے حواشی وغیرہ مین جو کچھ بددیانتی و خیانت کرکے علماء رامی کے کلام کو خراب و برباد کیا ہے سب پر مصرح کردون اسکے ساتھ آپ کے اغلاط عربیہ و محاورات ہندیہ و سخافت فقرات و تحریفات صلات وغیرہ کہ بیجد و بے شمار ہین جسقدر ہو سکے موقع بموقع لکھتا جاؤن لیکن یہ کام حسب دلخواہ ابتک بوجہ عدم فرصتی و اشغال علمی کے ہو نہ سکا فرصت پر موقوف فی الحال کسیقدر حال مجتہد صاحب کا بطور نمونہ از خروار و اندک از بسیار کے لاحق رسالہ کرنا مناسب جانتا ہون اگرچہ طلبہ ذی استعداد تو مجتہد صاحب کی تمام قابلیت و حقیقت عربیت سے کماحقہ واقف ہین مگر میری غرض یہ ہے کہ کم استعداد لوگ بھی آپ کے علم و فضل سے واقف ہو کر خوب جان لین کہ یہ حضرت اس مایہ پر اہل حق سے اڑتے آتے ہین اور اونکی کتب و رسائل و تحقیق و دلائل پر ناحق طعن و تبرا فرماتے ہین مجتہد صاحب نے جب سے فوس الکمال طبع ہوئی ہے اب یہ شیوہ اختیار کیا ہے کہ جو شخص اہل حق سے اونکی مطاعن و اتہامات کا رد لکھتا ہے اوس بیگناہ کی مذمت و غیبت بیجد و نہایت لکھکر سرپیہ اخبارات مین چھپوا دیتے ہین رسالہ کسکا ہوتا ہے اوسکی تالیف کی تہمت کسیکو کرتے ہین اس جہالت و سفاہت کا بھلا کیا ٹھکانا ہے یہ بھی اپنے اوپر قیاس کیا ہے کہ نصرۃ المجتہدین و فتح المبین لکھی تو آپنے تقیہ کرکے اور بنام وکیل مجتہد دروغ یا منصور علی جاہل بیفروغ کے مشہور کردی اگر کچھ شرم و حیا کا دعوا ہے تو اوسکا جواب باصواب لکھین یا انچہ طعن و اتہام سنے تو بہ کرین نہ یہ کہ اٹکل پچو بلا دلیل اوسکی تالیف کی تہمت دوسرے کو

زیادہ تخریب کلام کی ہوئی اور انکار رد مین اپنے آپکو کاذب ٹھہرایا اس جملہ کے بعد یہ
جملہ فرماتے ہین بل حسبما یراہ بعض العلماء بعضاً حسبما بالجیم لفظ مہمل ہے اور بعضاً غلط ہے
یہان علی البعض چاہیئے پھر ارشاد ہوتا ہے ھذہ الامور مفسدۃ لخلق اللہ
اسکے بعد یہ جملہ ہے بل توجہ الی الاصرار بما فیھا پھر لکھتے ہین غیر لائق لان یخاطبہ
ارباب العلوم اسکے بعد ہے انہ یقلد تقلیدا جامدا لابن تیمیۃ پھر لکھتے ہین
مثل ھذا الکثیر یابی عنہ العقل السلیم پھر کہتے ہین حرام علی حملۃ الشریعۃ ان
یذکر وا رایہ فی ھذا الباب الالدۃ پھر یہ مصرع نقل کیا ہے ولن یصلح العطار
ما افسدہ الدھر پھر فرمایا ہے واحسن احسانا عظیما علی ارباب التجارۃ
پھر لکھا ہے تبع فیھا ابن تیمیۃ والشوکانی مع ضعف اقوالھم فیھا ان جملون مین
علاوہ رکاکت عبارت وآمیزش ہندیت کے اغلاط صلات کو اور وضع کلمات کو
غیر موضع مین اور زیادتی ضمیر کو اور اتیان ضمیر کا خلاف اوسکے مرجع کے مجتہد صاحب
کی قابلیت کا حقہ ظاہر کر رہے ہین ہر صاحب علم اسکو دیکھکر کہتا ہے کہ **شیخ جی** کا
کلام کیا ہی عجب ایک بانگ بے ہنگام ہے کہ صوت حیوانات سے بھی گیا گذرا ہوا ہے
کتب معانی وبلاغت مین لکھا ہے کہ کلام جب ادنی درجہ بلاغت سے نازل ہوتا ہے
تو وہ صوت حیوانات کے ساتھ ملحق ہو جاتا ہے مجتہد صاحبکا کلام صوت حیوانات
سے اسلیئے بدتر ٹھہرا کہ وہ محض ہذیان ہی ہوتا ہے کچھ مفاد اوسکا ظاہر نہین ہو سکتا
بخلاف صوت حیوانات کے کہ اوس سے جانور کی غرض کچھ تو متعلق ہوتی ہے مجتہد صاحب
کیطرح بیفائدہ بڑ نہین مارتا چنانچہ **میانجی حلیم** کے مرنے کے مرثیہ مین یون واویلا
کیا ہے فیا رحالہ وقعت الظلمۃ فی دار الدنیا وظہرت النجوم علی سماء الدنیا
یہ اخیر فقرہ عجیب ہذیان ہی کہ اسکا معنی ومفاد کوئی معلوم نہین کر سکتا نہ اس قسم کی
نعی وصوت کسی موت پر سوا مجتہد صاحب کے کسی حیوان ناطق وغیر ناطق سے سن سکتا ہی

فرماتے ہین الذی لاحرفة لہ الا اکتساب السیئات ولا صفة لہ الا ارتکاب الخطیئات آخر۔ روافض کی صحبت مین رہنے کا اونکے گھر کے صدقہ وخیرات کھانیکا اونکی مدح وثنا لکھنے کا اور کیا نتیجہ ہوگا اپنے تمام اقوال وافعال کو صرف برائیون اور گناہون مین حصر کرکے ساری خلق اللہ کو اوسپر شاہد کردیا اب کسی شخص کو آپکے حال وصفت دریافت کرنیکی حاجت نہین ہے ہر کہ وہ آپ ہی کے اقرار سے یہ بات ثابت کرسکتا ہے کہ مجتہد صاحب اس درجے کے بداور اشر خلق اللہ ہین کہ سوا سیئات اور خطیات کے اونسے کچھ صادر ہی نہین ہوسکتا مجتہد صاحب کے اس اقرار سے یہ بھی بخوبی ثابت ہوگیا کہ پہلے جو کچھ آپنے طعن واعتراضات صاحب اتحاف پر لکھے تھے یہ بہت بڑے گناہ وخطا کا کام کیا تھا سبحان اللہ اہل حق کی بھی کیا برکت ہے کہ خود دشمن حق نے اپنی زبان سے اونپر طعن واعتراض افترا کرنے مین اپنے گنہگار وخطاکار ہونیکا اقرار کرلیا وللہ الحمد اب آپکی عربیت کا حال سنئے ابراز الغی کے صفحہ اول مین فرماتے ہین وقد کنت اوردت علیہ فی تصانیفی ما صدر منہ فی تصانیفہ خدا جانے یہ کیا ہذیان بکا ہے کہ نہ تو اوسکے معنی مفہوم کا پتہ لگ سکتا ہے اور نہ کچھ غرض وفائدہ اوسکا معلوم ہوتا ہے ایراد ما صدر منہ علیہ کا مجتہد صاحب نے اپنے بطن ہی مین کچھ امکا مطلب چھپا یا ہوگا اس سے بدتر متصل ہے یہ جملہ ما کان ردی ھی لہ بغضاً وعناداً اسمین چند غلطیان ہین اول تو کلمہ ہی غلط ہے دوسرے رد بمعنی تخطیہ کا صلہ علی آنا چاہیئے تیسرے اگر کان تامہ ہے بمعنی وجد وحصل کے تو یہ مجتہد صاحب کا کذب تمام ظاہر کررہا ہے مع ہذا بغضاً وعناداً لغو ہے اور جو ناقصہ ہے تو یہ آپ کی نقصان فہم و بلادت ذہن کی خبر دے رہی خبر اوسکی معدوم ہے ظرف کو خبر ٹھہرانے سے کلام مہمل ہوتا ہے بغضاً وعناداً کو خبر کہا جاوے تو حمل بالمواطاۃ لازم آتا ہے مجتہد صاحب نے تذکرہ مین اس جملہ کی تصحیح کرنیکو کان تامہ بنانے مین بہت اپنا پیٹ مارا ہے لیکن بن نہ سکا تصحیح کی عوض اور

جیسے جملہ اورد ت علیہ فی تصانیفی ما صدر منہ فی تصانیفہ اگر معنی کو کسیطور صحیح بنایا جاوے
تو محاورہ بالکل غلط ٹھہرتا ہے الغرض عبارت کیا ہے ایک قباحت ہے اور مجتہد صاحب
کی جہالت وسفاہت کی پوری علامت ہے مہتتم کے لفظ کو غلط لکھتے ہوئی ساری عمر
گذر گئی باوجود بار بار تنبیہ کئے جانیکے دو ہی میم سے لکھے جاتے ہین جملہ یقضی منہ
العجب بالقاف کو ہمیشہ بفا مہملہ اور متعدی بمن یا متعدی بنفسہ لکھتے ہین اور پھر
اس غلطی صریح پر اسقدر اصرار ہے کہ اسکو آپ صحیح بتاتے ہین آسکے سوا اور بہت اغلاط
فاحشہ کی اصلاح مین بھی خواہمخواہ اپنا پیٹ مارتے ہین اور اپنے منہہ سے اپنی تکذیب
بھی کرتے جاتے ہین چنانچہ ابراز مین فرماتے ہین ولست ممن یصلح کلامہ وان
کان خطأ فاحشا و یرید رفع الایراد عن نفسہ وان لم یکن مرفوعا اغلاط صلات کو نہ پوچھو
اسمین اسقدر تغییر و تحریف و مخالفت اہل عرب و کلام رب کی کی ہے کہ ساری عبارتکو
مہمل و بیمعنی کر ڈالا ہے اور اسپر یہ قہر الٰہی ہے کہ آپ فرماتے ہین کہ میرا کلام موافق
قرآن مجید کے ہے حالانکہ قرآن مجید سے آپکو اسقدر جہل ہے کہ اندر مین بت پرستکو
بھی نتھا چنانچہ اسکی شہادت و تصدیق آپ ہی کے کلام سے ثابت کئے دیتا ہون
قرآن مجید مین فعل اصرار کا صلہ علی آیا ہے حیث قال وکانوا یصرون علی الحنث
العظیم اور ولم یصروا علی ما فعلوا وغیر ذلک من الامثلۃ الکثیرۃ اور آپنے اسکا
خلاف کیا ہے اپنے کلام مین الی صلہ لائی ہین کما تقدم اور نیز قرآن مین قیام کا صلہ
بے کے ساتھ ہے قال تعالی واولوا العلم قائما بالقسط وقال لیقوم الناس بالقسط
حدیث مین ہے قام فینا رسول اللہ صلعم بخمس الخ اور آپنے اسکا صلہ ایسے مقام مین
الی فرمایا ہے کما قال ولئن قام ہو او واحد من ناصریہ الی الجواب الخ اور احسانکا
صلہ آپ کے کلام مین علی آیا ہے حیث قلت واحسن احسانا عظیما علی ارباب
التجارۃ اور خدا تعالی فرماتا ہے وبالوالدین احسانا اور احسن کما احسن اللہ الیک

اور کچھ اسی پر نہین اپنی تمام تالیفات مین صدہا جگہہ اسی قسم کی بہت سی بولیان بولی ہین
کہ صوت حیوانات اوس سے بہتر ہے سارا تذکرۃ الراشد وابراز غی انہین اصوات
بدتر از حیوانات سے مملو ہے پھر اسپر غضب یہ ہے کہ بڑی دہوم دہام سے آپ نچز
منہہ سے علم وفضل کا دعوا کرتے ہین تذکرہ کے دیباچہ مین خدا تعالی کو مخاطب کرکے بطور
شکر کے فرماتے ہین جعلتنی من العلماء الممتزین والفضلا المعززین علاوہ اسکے
کذب ہونیکے لفظ ممیز یہان صحیح نہین ہوسکتا اگر صیغہ فاعل ہے تو قافیہ غلط ہے اور
جو مفعول ہے تو محض بمعنی ہے اسکے سوا یہ محاورہ عربی نہین توصیف فاعل باعزاز احتیاج
جدید و تجدید ناسدید ہے پس جس کلام مین آپنے دعوی اپنے فضل وکمال کا ظاہر
کیا ہے وہ کلام آپکو حیوان مطلق کے درجہ سے بھی گرا رہا ہے اور جھوٹ بولنا تو
قدیم سے آپکا پیشۂ آبائی ہے اس سے بڑھکر یہ جھوٹ سنئے کہ نہ زمین مین سما سکتا ہے
نہ آسمانون مین آسکتا ہے اوسی تذکرہ مین فرماتے ہین کہ مجہہ سے اسکو لکھنے کی افاضل
ثقلین نے درخواست کی ہے اور فرماتے ہین کہ میری تصانیف سارے عالم مین مشہور
ہورہی ہین وغیرہ ذلک من الکذبات التی لانہایۃ لہا انہین کذبات بعید و نہایت کی
وجہ سے آپنے اپنا نام مسیلمۂ کذاب وقت مشہور کرایا ہے اب فقرات کا حال سنئے
مُنیَہ بالضم اور حِطّہ بالکسر کا قافیہ باندہا ہے رسالہ کا نام ظفر المنیہ بذکر اغلاط
صاحب الحطہ رکہا ہے دوسری جگہہ حِطّہ کا قافیہ خُبرہ فرمایا ہے ضلالہ کا غواۃ
مختفی کا غفولی نیشاپوری کا ماضی وغیرہ خرافات ساری کتاب ایسی قوافی
لایعنی وفقرات بمعنی سے بھری ہوئی ہے کوئی جملہ کوئی فقرہ صحیح اللفظ والمعنی آپ کی
تالیفات واہیات مین پایا نہین جاتا اگر کوئی لفظ صحیح بھی ہے تو اوسپر بیجا نقطہ لگاکر
غلط کردیا ہے نقطہ کہین صحیح ہی تو اعراب غلط لگا کر اوسکو بگاڑ دیا ہے اعراب کہین
صحیح ہوگا تو ترکیب مین وہ ٹھیک نہین بیٹھتا ترکیب اگر درست بنائی جاوے تو معنی کا پتا نہین لگ سکتا

ان نامہ اغلاط فاحش سکی صحت نامہ مین بھی اصلاح نہین ہین کیگئی ہے جو کہ کتنے ہی صاحب کی نسبت تحریر ہین سہو و خطا واقع ہوئی خیال ہوتا بلکہ آپ ہی تالیفات مین صحت نامہ جابجا ہوتا ہی علاوہ اسکے اغلاط کو صحیح بتا دعوی کرتے ہین اور اعتراض کرنیوالے کو بے گنتی گالیان سناتے ہین ؛

خراب کردتے ہین صاحب تبصرہ نے مجتہد صاحب کے اغلاط صلات صرف ایک رسالہ
ابراز الغی کے قریب دو سو کے نقل کرکے مخالف ہونا آپ کے کلام کا کلام رب وکلام
عرب سے خوب ثابت کردیا ہے اور بسبب اسقدر جہل کے کلام اللہ سے مجتہد صاحبکو
اتخذوا ھذا القرآن مھجورا کا پورا پورا مصداق بنادیا ہے اوسکے جواب مین
آپنے تذکرہ مین کمال بیحیائی اور غایت بیشرمی سے یہ فرمایا ہے کہ میرا کلام تو قرآن
ہی کے موافق ہے اور حالانکہ ایک نظیر بھی آپ کسی فعل متغیر الصلۃ کی کلام الٰہی
یا کلام عربی سے نہ لا سکے ہین ناظرین تذکرہ پر خوب واضح ہوگا کہ یہ دعوی مجتہد صاحبکا
بعینہ مسیلمہ کذاب کا سا ہذیان ہے کہ وہ کافر بھی ایسی عبارات رکیکہ وفقرات
سخیفہ گڑھتا تھا اور قرآن سے برابری اوسکی کرتا تھا اگر مجتہد صاحب کو اسقدر اغلاط
مین ابو حنیفہ کے مقلد ہونیکا عذر ہے کہ اونکو بھی اچھی طرح عربیت مین دخل نتھا چنانچہ
صاحب تبصرہ نے بھی آپ کی طرف سے یہ عذر بیان کیا ہے حیث قال و لعل العذر
من ذلک ان امامہ الاعظم رح ایضا کان قلیل المعرفۃ بعلم النحو کثیر المحاورۃ
بالعجمۃ الخ تو یہ زعم آپکا خلاف واقع ہے امام ابو حنیفہ کا کلام عربی اگرچہ بسبب اونکی
قلیل العربیت اور عجمی ہونے کی غلط ہوتا ہے لیکن حاشا للہ ایسا غلط بمعنی کہ صوت
حیوانات سے بھی بدتر ہو جاوے ہرگز نہین ہوتا مجتہد صاحب کی کلام مین ضمائر کی
غلطیان ایسی بے ٹھکانے ہین کہ کہین مرجع مفرد ہے تو ضمیر تثنیہ وجمع ہے اور رجوع
ضمیر مفرد ہے تو مرجع اوسکے خلاف ہے یا مرجع مذکر ہے تو عائد مونث ہے یا اوسکے
بالعکس ہے چنانچہ اسکا ذکر تبصرہ اور اوسکے جواب الجواب مین ہو چکا ہے اسیطور
اعداد کی غلطیونکا انتہا نہین کہین سبعماتہ کی جگہہ خمس ہی لکھدیا ہے کہین ثمانمائۃ
کی جگہہ سبعۃ وعشرین فرمایا ہے کہین تقدیرا عدا و حساب مین کچھ ہذیان بکا ہے
کما فی الابراز وغیرہ اسیطرح مواضع حروف وکلمات مین اغلاط بے شمار ہین کہین

وغیر ذلک اور آپ لکھتے ہین و یجتنبه من امثال هذه المغالطات حالانکه قرآن مین
جنب متعدی بنفسه ہے قال تعالی واجنبنی و بنی ان نعبد الاصنام وفی الحدیث
اللهم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان مارزقتنا آپکا ہذیان یون ہے هذا
الامر یضحک علیه الطلبة اور قرآن مین ضحک کا صله من آیا ہے ان الذین اجرموا
کانوا من الذین اٰمنوا یضحکون اور فالیوم الذین اٰمنوا من الکفار یضحکون
قرآن مین یون فرمایا ہے وناديناه ان یا ابراهیم اور اذ نادی ربه اور آپنے
ندا کو علی کے ساتھ متعدی کیا ہے حیث قال ظاهر کلامه ینادی علی انه یذکر
الاختلاف قرآن مین فر کا صله من ہے قال تعالی ففررت منکم وقال فرت من
قسورة حدیث مین ہے فرّ من المجذوم کما تفر من الاسد آپ لکھتے فر عن
المطر وقام تحت المیزاب قرآن مین تقشعر منه جلود الذین ہے آپکا کلام ہے
تقشعر بالاطلاع علیها قرآن مجید مین فعل انکار متعدی بنفسه ہے قال تعالی
ثم ینکرونها آپکا ہذیان ہے قلت ینکرون عن هذا الرای قرآن مین فرمایا ہے
فاذا بلغ الاطفال منکم الحلم اور حتی یبلغ الکتاب اجله آپنے بلغ کو متعدی الی
کے ساتھ کیا ہے کما قال ومن بلغ الی هذه المرتبة من الغفلة اور کہا ہے
وبلوغی الی بحث شد الرحال آپ فعل خطاب کا صله بے کے ساتھ لکھتے ہین
کما قال وخاطبته فی حلة المباحث بالسید المنصور اور خدا تعالی فرماتا ہے
واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما اور ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا
الخ فعل رد کا صله کلام عرب مین علی کے ساتھ مشہور ومعروف ہے آپنے اپنی تمام
تالیفات مین رد ه لکہا ہے فعل اشاره کا صله الی کے ساتھ آتا ہے اور آپ
اشار بقوة خلافهما لکھتے ہین اسیطرح کلام عرب مین فعل تاریخ مفعول ثانی
کو طرف متعدی بے کے ساتھ ہوتا ہے آپنے ہر جگہہ اوسکو متعدی بنفسه کرکے معنی

ذکر وبیان کسی کتاب مین نہین ہوتا ہے اوسکا حوالہ اوسی کتاب پر دیکر اپنا جہل و
کذب ظاہر فرماتے ہین جیسے بیان رفع جہالت ابی عمر انکا حوالہ طبقات مالکیہ پر دیا ہے
یا کہین کچھ بیان سیوطی کا ہے اوسکو کفوی کا کہدیا ہے یا جیسے ذکر ابو حنیفہ کا ابجد
علوم مین علمائے محاضرہ مین ہے اوسکا حوالہ آپنے علماء انشا وادب مین دیا ہے
کما فی الابرازہ اس قسم کے اغلاط بھی مجتہد صاحب کی تمام تالیفات مین بیشمار رہین-
علاوہ اسکے اگر آپ اپنی تالیفات مین کسی کتاب سے کوئی روایت یا عبارت اپنے
مفید مطلب بیموقع محل نقل فرماتے ہین تو اسمین اسقدر سرقہ وتحریف وحذف وتغییر
وتقدیم وتاخیر کرتے ہین کہ وہ سارا کلام بالکل مسخ ومردود ہوجاتا ہے جیسے حاشیہ
موطا محمد وتراجم حنفیہ وغیرہا مین کیا ہے فقہ راے مین یا فقہ حدیث مین اگر کہین
اہل علم کی دیکھا دیکھی دخل دیا ہے تو بباعث جہل کے استدلالات محققین واستنباطات
محدثین سے وعدم فہمی مطالب کتاب ومقاصد اولوالالباب کے صدہا جگہہ معروف کو
منکر منکر کو معروف ضعیف کو قوی قوی کو ضعیف صحیح کو غلط غلط کو صحیح سمجھکر استدلالات
محدثین پر بیہودہ اعتراض جڑدیا ہے یا اونپر کچھ طعن وافترا کیا ہے جیسا کہ رسالہ
تراویح وقول جازم وحاشیہ موطا محمد وغیرہ ایسی ہی خرافات سے مملو ومشحون ہین
اور جہان کہین آپنے خوبی فہم سے اقوال محققین یا احادیث سید المرسلین مین تعارض
خلاف واقع سمجھا ہے وہان تو خدا جانے کیا ہذیان بکا ہے کہ سوا آپ ہی جیسے مخبط
المزاج مفقود الحواس کے اوسکو کوئی سمجھہ نہین سکتا کہانتک آپ کی کوئی جہل
وبلاہت وکذب وحماقت کا حال تحریر کرے سب سے بڑی آفت تو یہ ہے کہ جن
علوم وفنون سے آپکو مطلقاً کچھہ مس ولگاو نہین ہے نام ہی شاید اونکا سنا ہو
جیسے حدیث فقہ حدیث اصول حدیث تفسیر فقہ تفسیر اصول تفسیر رجال تاریخ
عقاید فرایض حساب وغیرہ مین خواہ مخواہ دخل دیکر کاغذ بگناہ کو اپنے اعمال نامہ

فی کی جگھہ واو ہے کہین واو کی جگھہ ثم ہے کہین انّ کی خبر منصوب اسم مرفوع ہے
کہین مبتدا کی خبر منصوب ہے جہان شرط کی جزا مین ف چاہیئے وہان فی نہین جہان
نہین چاہیئے وہان فی یا واو موجود ہے وغیر ذلک من الاغلاط التی لاتحصی اگر تمام
عمر مین دو چار مصراع یا شعر کسی جگھہ نقل فرمائے ہین تو معاذ اللہ منہا اونکو تحریف کر کے
ایسا ستیاناس کیا ہے کہ وہ کلام نظم معلوم ہوتا ہے نہ نثر نہ کچھ معنی مطلب اوسکا
مفہوم ہوتا ہے اونکو بھی صوت حیوانات کیطرح کر دیا ہے بھلا ایسے اغلاط معاذ اللہ منہا
امام ابو حنیفہ سے کب صادر ہوئے ہین جو ہم مجتہد صاحب کو عربیت مین اونکا مقلد سمجھین اس
قسم کے اغلاط تو کسی طفل ابجد خوان کو مُنہہ سے بھی نہین نکلتین جو اس پیرنا بالغ مدعی
علم و فضل سے وقوع مین آتی ہین ائمہ اعلام کے جو مشہور و معروف نام ہین اونمین
مجتہد صاحب نے ایسی غلطی کی ہین کہ کوئی جنگلی گنوار بھی نہ کریگا چنانچہ تذکرہ مین مسدد
بن مسرھد کو مساھد بلا میم لکھا ہے اور محمد طاہر صاحب مجمع البحار کو طاہر
تحریر فرمایا ہے وغیر ذلک اسیطرح کتب مشہورہ کے نام لکھنے مین غلطی فاحش کی ہے بھجۃ
الاریب کو ابراز الغی مین بھجۃ الاعاریب لکھا ہے دراسات اللبیب فی الاسوۃ
الحسنۃ بالحبیب کو بالحلیب تذکرہ مین تحریر فرمایا ہے فتح المبین مین کشف الالتباس
مولفہ قدیم جناب نواب صاحب بہادر کو کشف الاساس لکھا ہے اس سے بدتر یہ
اغلاط ہین کہ کتاب تو تالیف کسی کی تھی اور باوجود اوسکے مؤلف کے مشہور ہونیکے
لگا دی ہے کسی اور کے نام چنانچہ تفسیر روح البیان کو جو مشہور تالیف شیخ اسمعیل
افندی کی ہے ابراز مین تالیف سید محمود الوسی زادہ مفتی بغداد کی لکھی ہے اسیطرح
خیرات الحسان مولفہ ابن حجر مکی ہیتمی کو رسالہ صیانۃ الایمان مین جو وکیل کے
نام سے تالیف کیا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی کی تالیف کہا ہے ایسی غلطین اور بھی
بہت جگھہ آپ کی تالیفات مین ہین اور اس سے بھی بڑھکر یہ آپکی غلطی ہے کہ جس امر کا

یہ اغلاط اوس قسم کے ہین جو پیرنا بالغ رامپوری سے انتصار الحق مین صادر ہوئے ہین کہ بلوغ المرام کو تصنیف شاہ ولی اللہ بتلاتا ہے اور اوسکا تقلیدی بھائی مرتضی خان اپنے دافع الفساد مین مجمع البحار کو تالیف جلال الدین سیوطی کی

سنیے کہ پیر ... حالانکہ بیہ واقف ہین اس سے حافظ ابن حجر بلوغ المرام کی تالیف ہے عسقلانی کی ... اور مجمع البحار محمد طاہر ... فتنی کی ہے ... ان جاہلون کی ... اور بعض دوسرون ... اس ...

یہ حضرت تو بباعث اجتہاد انہین تجاسات بدمشربی وتجدید مراسم شرک و بدعات
مذہبی کے **مجتہد بین بین ومجدد مراسم بدع وشنیع عالم مین مشہور**
ہوئے ہین حضرت مرزا جانجانان صاحب معمولات مین انہین مجتہد کی اتباع جیسے نفرونکی
حقمین یہ فرماتے ہین وفرقۂ ثالثہ بین بین این ہر دو فرقہ در تردد و تذبذب اند لا الی ہولاء
ولا الی ہولاء مذبذبین بین ذلک خسر الدنیا والآخرۃ اشارہ بحال الیشان ست کہ نیم ملا خطرۂ ایمان ست
انتہی عبارت عربی للکہنو کی تجدید مین جو مجتہد صاحب نے نیا اجتہاد فرمایا ہے اس
سبب سے جملۂ طلبۂ علم کی زبان پر اپنا نام **مجدد اغلاط کلمات ومحاورات ومجتہد**
تخریب صلات وفقرات مشہور کیا ہے اور جسطرح آپ کی عربیت کا حال اہل
علم پر روشن ہے اوسیطرح اُردو فارسی مین بھی آپ کی مہارت سے ہر کہ ومہ خوب
واقف ہے ایک صاحب علم نے میرے نزدیک آپ کی تالیفات تینون زبان مین دیکھکر
فرمایا ویل لھذا العاند لا یعرف لسان العرب ولا لسان الفرس ولا لسان اٰبائہ بل ولا لسان
بیلدہ مجتہد صاحب کے مذہب واعتقاد کی حقیقت تو اہل حق کے بہت رسائل سے جو اونکی
تقلید بدعت وتحریف کتاب وسنت کے رد مین تالیف ہو چکی ہین اور ہو رہی ہین بخوبی
معلوم ہو سکتی ہے اور اغلاط عربیت کی قلعی کسیقدر تبصرۃ الناقد سے کھل سکتی ہے اوسی سے
آپ کی تمام عربیت کا حال معلوم ہو سکتا ہے اُس کتاب کی ایکبات ایک اعتراض کا جواب بھی
مجتہد صاحب سے نہ بن سکا اگرچہ دو تین برس تک برابر راتونکو جاگ جاگ کر بڑی محنت
ومشقت سے اوسکے رد مین اپنا پیٹ مارا کیے اگر کسی بات کا جواب اوٹ پٹانگ
لکھا بھی تو اوسکی وہ مثل ہے کہ چوتڑ دبنے کان کاٹے ہین بہت سے مقامات اہم
جو اوسمین تھے وہ تو مطلقاً آپکی سمجھہ ہی مین نہین آئے اور کیونکر سمجھہ سکتے کچھ وہ کلام آپکی
عبارت کیطرح عجمی عربی نما تو تھا ہی نہین نہ ماوراء النہریون فقہاء کے کیسے ٹوٹی پھوٹی
عربی مین جو عجمی سے بھی بدتر ہے لکھا گیا تھا بلکہ وہ تو ایک صاحب لسان عالم متبحر خالص

کیطرح سیاہ کر ڈالا ہے اور پھر اس حال پر اختلال پر آپ کی جرٔت تو دیکھیے کہ مخاطب کو
اپنے جواب لکھنے کی نسبت بطور تہدید و تنبیہ کے فرماتے ہین کن علی حذر من جوابی
وافعل کذا وکذا والا فانی ثم اعود للرد علیک بما یکون معک فی القبر
والحشر یعنی خبردار میرا جواب لکھنے سے ڈر اور ایسا ایسا کر نہین تو مین تیری طرف
لوٹونگا پھر تیرا ایسا رد کرونگا کہ قبر اور حشر تک پیچھا نہ چھوڑونگا انتہی اس بلاہت و
حماقت پر دشمنون کو بھی رونا آتا ہے سفہا تک سنکر ہنستے ہین افسوس ہے کہ
مجتہد صاحبکو ان باتون کے لکھنے سے کچھ بھی حیا نہین آتی اور شرم وغیرت اونکا دامن
نہین پکڑ لتی بھلا جس شخص کی بیحیائی وحمق و ہذیان وخبط اس درجہ کو پہنچا ہوا ہو
وہ اہل علم عقل سے کیا مناظرہ کریگا اور متبعین کتاب وسنت پر رد و قدح وطعن و
افترا کرکے کیا نتیجہ حاصل کریگا سوا اسکے کہ وہ آپکو مجتہد بین بین قرار دے نعوذ باللہ
منہا یہ وہی بین بین ہے جو زمانہ رسول مقبول صلعم مین کفار ومنافقین کا بین بین تھا
قال تعالی ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین
اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان
یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ہم الکافرون حقا جہلہ بینبینیہ کا
صریح آیات واحادیث مخالفۂ مذہب جدید سے کفر وانکار کرنا اور اللہ ورسول کے
کلام کو باہم متعارض سمجھکر اوسمین تفریق وتحریف کرنا اور اپنی رائے کے موافق جو حق ہو
اوسکو ماننا مخالف سے انکار کرنا ایسا ظاہر ہے کہ سوای دل اور آنکھون کے اندھی کانون کے
بہرے زبان کے گونگے کے کوئی انکار نہین کرسکتا مجتہد صاحب جو ایکمدت سے اہل
حدیث کی ضد وعداوت مین بدعات قبرپرستی وغیرہ کے ترویج مین سعی وجانفشانی
فرما رہے ہین اور اہل حدیث کے رد وقدح مین رسائل لکھکر تفریق بین المسلمین و
تکفیر متبعین کر رہے ہین یہ تقلید اونہین کفار ومنافقین بینبینیہ کی نہین ہے تو پھر کیا ہے

اس سے بڑھکر ویطعون ... ان جاہلون ... فتنی

تاریخ ختم تالیف رسالہ

ہوا جب بفضلِ شہِ نشاتین
رسالہ یہ طیار با زیب و زین

زبون ہو گئی بینبینی تمام
مسائل مجتہد جی کا سب شور و شین

ہوا اونکو حاصل نہایت سرور
جو ہین اہلِ حق طالبِ حسنیین

کتاب اور سنت پہ ہین جان نثار
کہ ہین دین حق یہی نیّرین

مقلد لگی نا حق ہمین گالیان
سنائین نہ کچھ اوسکا ہمپر تھا دین

لگانے مین طوفان و تہمت ہمین
نہین اہلِ بدعت کو ایک لحظہ چین

یہ ضد اوس سی رکھتی ہین کمبخت کیون
جو کرتا ہی آمین و رفع الیدین

برا لگتا ہی انکو دین رسولؐ
یہ اسواسطی ہین ہنر بین بین

حدیث اور قرآن کی منکر یہ ہین
یہ ہین مثل کفار اہلِ حُنین

مگر رو بھی ایسا ہوا انکا خوب
کہ سب کھل گیا مذہبِ شوم و رین

عربی کا ایسا فصیح وبلیغ کلام ہے جو عرب العرباء کی عربیت سے مقابلہ کر رہا ہی مجتہد صاحب جب اوسکو سمجھ نہ سکے اور جواب سے نہایت عاجز آئی تو بیچنبیچنیو نین اپنی آبرو رکھنے کو سفہائی عوام کے دہوکا دینے کو بنام جواب ایک پوٹ کی پوٹ کاغذ کی مجیب ومجاب عنہ کی غیبت ومذمت وتحقیر وتوہین سے سیاہ کر ڈالی اور اونکی ضد وعداوت سے اور بہت ائمہ حدیث کا براسلام پر رد وقدح ولعن وطعن لکھ ڈالا بیچنبیچنیون نے غل مچادیا کہ تبصرۃ الناقد کا جواب ہوگیا ہمارے شیخ جی نے اہل حدیث کا خوب رد کیا اور جو تقلید پیشہ بداندیشہ لوگ تھے اونکو اس سے اسقدر جرئت ہوئی کہ جملہ غربا اہل سنت کی بتقلید شیخ جی تکفیر وتضلیل کرنے لگے اون بیچارون پر ہزارہا طرح کی بہتان وطوفان باندھکر مساجد مین نماز پڑھنے سے برملا منع کرنے لگے ایک ایک متبع کے پیچھے سو سو مقلد کتی کیطرح بھونکنے لگے و الی المشتکی و ھو المستعان اب ہم غربا کو اللہ ہی کی نصرت کا انتظار ہے اور اوسکے وعدہ کے آنے پر آنکھین چار ہو رہی ہین وہو واقع لامحالہ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ چونکہ رسالہ ہٰذا مین مجتہدین ہند کے معائب ومطاعن کا رد اور اونکی علم وفضل کی حقیقت لکھی گئی ہے اسلئے اسکو ختم بھی مجتہدین ہند مین مجتہد صاحب کے اوس کلام پر کرتا ہون جو ابرار غیر شعوری اونکی زبان سے اپنی نسبت حق حق جاری ہوا ہی فرماتے ہین لکنی ان شاء اللہ منی بریئ اس اقرار سے معلوم ہوا کہ مجتہد صاحب اپنی جان سے نہایت درجہ تنگ وبیزار ہین حق ہے اگر اپنی جان سے اسقدر بیزار نہوتے تو اہل حق کے مقابلہ مین کیون اسقدر ہرزہ درائی وہذیان سرائی فرماتی اور ناحق اون بیگناہون کی تکفیر وتضلیل کرکے دارین مین اپنا روسیاہ کرتے اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جملہ مذکورہ مین ظرف شاء کا متعلق نہین ہوسکتا بریئ کا متعلق ہے علاوہ اسکے کہ ان شاء اللہ منی نہ کوئی عرب کا محاورہ ہے اور نہ کسی ذی علم صاحب ہوش کی زبان سے ایسا کلام نکل سکتا ہی وہذا

آخر ما اردناہ من اتمام الرسالۃ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تمت

صحت نامہ رسالہ ازالۃ الشین والرین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۳	آخیر	اخیر
۵	۱۳	کوئی تو	بوئی تو
۷	۳	گڑھ کر	گھڑ کر
〃	۵	اونکی	انکی
〃	۱۹	وغیر	وغیرہ
۸	۲	گڑہی	گھڑی
〃	۱۶	انا ابیراء	انا بُرآء
۹	۱۱	ہوائے	ہوا ہے
۱۰	۲	اونکی	انکی
〃	۱۲	ہونیکی	ہونیکی ہے
۱۴	۳	امام جوزی	ابن جوزی
〃	۲۰	گڑہا	گھڑا
۱۸	۱	ما ارسلنا	ما ارسلنا من قبلك
〃	۲	مستن فوہا	مستن فوقها
۲۰	۸	گڑہا کیئے	گھڑا کیئے
۲۱	۱۷	تو چاہا	تو جو چاہا
۲۳	۸	گڑہینے	گھڑنے
۲۶	۷	بہت	بحث
۳۳	۸	امس کے	امت کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰	۱	مناہمت	مساہمت
〃	〃	خلق	صفات خلق
〃	۵	اوسکی ظاہر	اسکی ظاہر
۴۲	۲۰	عالم بالحدیث	عالم حدیث
۴۴	۴	گڑھ کر	گھڑ کر
〃	۱۱	بزمادو	بزیادت
۴۵	۷	چاہا	چاہین
۴۷	۲۰	گڑھ سکے	گھڑ سکے
۵۰	۱۰	گڑھ کر	گھڑ کر
۵۲	۹	موقوف	موقوف ہے
۵۳	۲	اعمی بصر	اعمی البصر
۵۴	۱۵	یہ حملہ	یہ حملہ ہے
۵۹	۹	گڑھتا تھا	گھڑتا تھا
۶۴	۴	کابر	اکابر
۶۵	۵	دین حق	دین حق کی
تاریخ ختم ۶۶	۶	۱۳۰۳	۱۳۰۲

صحت نامہ حاشیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱	زیر مسئلہ	اپنے مسئلہ

ہوا اسکی تاریخ کا جب کہ فکر	کیا دلمین ہاتف نے کہہ دیہ بین

کہ ظاہر ہی سال اسکا کہدی یہی
ہی مردودِ حق مذہب بین بین
۱۳۰۴

تمت

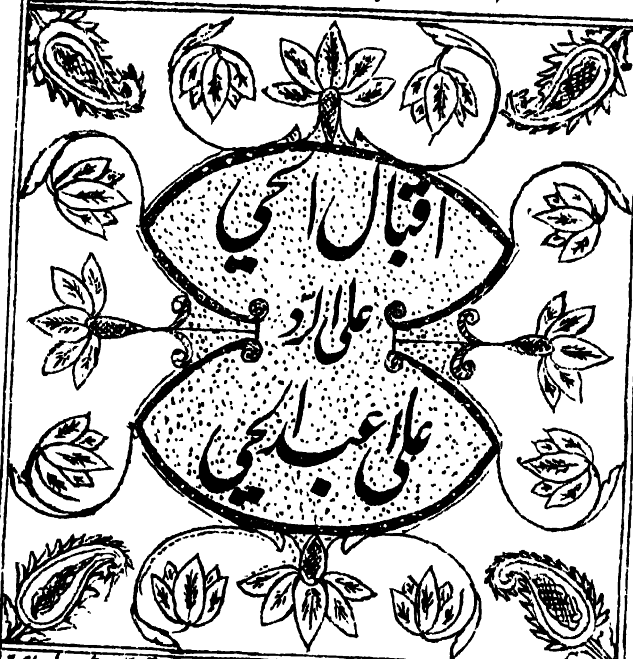
اشتہار

الحمد للہ کہ پرچہ **نصرة السنہ** بجواب الدلیل القوی وفتح المبین کی جاری ہوگیا یہ پرچہ انشاء اللہ مقلدین کے ردمین ہمیشہ جاری رہیگا کوئی کتاب مقلدین کی باقی نچہوڑیگا کہ جسکا جواب نہ دیگا نہایت تہذیب سے یہ پرچہ نکلتا ہی اہلحدیث ودیگر مباحثین کو اسکی خریداری مین جلدی کرنا چاہئے — عام قیمت ۲ روپیہ سالانہ غریب لوگونسے للعۃ رعایتی قیمت جو بذریعہ خطوط کے مقرر ہوتی ہی روپیہ سے کم نہین ہوسکتی **واضح ہو** کہ اخبار شحنۂ ہند بھی اہلحدیث کی تائید مین ہفتہ وار میرٹھ سے شائع ہوتا ہی اسمین بھی مضامین توحید واتباع سنت کے ہوتے ہین شرک وبدعت وغیرہ کا رد — اسکا خریدنا بھی اہلحدیث کو ضروریات سے ہی — یہ اخبار میرٹھ مین مولوی سید احمد حسن صاحب اڈیٹر اخبار کے پاس درخواست روانہ کرنے سے مل سکتا ہی فقط **ہمارے** پاس اہل بدعت کے ردمین یہ کتب موجود ہین جن صاحبونکو منگانا ہو قیمت ارسال کرکے منگالین ہدایت المرتاب قاری عبدالرحمن پانی پتی کے رسالہ کشف الحجاب کا جواب + اقبال الحی + التشنیع والری یہ ہردو رسالہ مولوی عبدالحی صاحب کے ردمین ہین + طریق النجاح یہ رسالہ درباب اخراج النساء الی العیدین مین بے نظیر ہے + ہدایت القلوب القاسیہ مولوی عبدالرب کے جواب مین + کیفیت مناظرہ مرزاپور + کشف الستور عن کیفیت مرزاپور + تحفۃ الاحباب + صمصام التحقیق + شریعت کا درہ + رسالہ بے نمازان + (یہ تین رسالے فقط محصول روانہ کرکے بہ آسکتے ہین — آخر الدواء الکی + الاحتوا علی مسئلۃ الاحتوا + التامین لاہل التامین یہ رسالہ آمین بالجہر مین نہایت عمدہ ہے فقط

المشتہر
محمد سعید مہتمم مدرسہ اسلامیہ ومالک مطبع صدیقی از بنارس محلہ دارانگر ماہ صفر سنہ ۱۳۰۴ھ

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

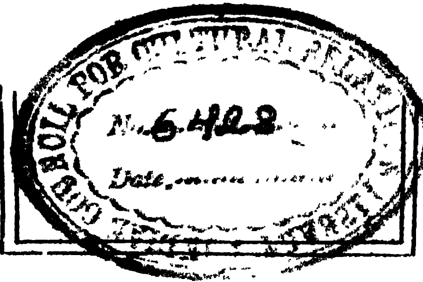
الحمد للہ الذی یخرج المیت من الحی کہ رسالہ عجیبہ غریبہ در جواب
رسالہ رد خاتمہ ہدایت المرتاب مسمی بہ



از تازہ افاضات جامع معقول ومنقول مولانا مولوی محمد سعید صاحب مہتمم ومدرس مدرسہ اسلامیہ
ومالک مطبع صدیقی واقع شہر بنارس + حسب فرمایش مؤلف بانصرام وتصحیح مولوی سید عبد الکبیر صاحب بہاری تلمیذ مؤلف

در مطبع صدیقی واقع شہر بنارس محلہ دارانگر طبع گردید

آپ نے سیکھا ہی کہ ظاہر مین تو جناب موصوف سے راہ ورسم اتحاد کا پیدا کیا اور باطن مین اس کید کو نہان رکھا کہ آپ کی تالیفات شریفہ پر شبہات رکیکہ کرنے شروع کئے وجہ اسکی سوائے حسد اور بغض کے اور کچھ معلوم نہین ہوتی کیا انکی اعتراضات واہیہ سے کتب نوابصاحب بہادر کی قدر ومنزلت کم ہوگئی لاحول ولاقوۃ الا باللہ بلکہ دن بدن آپ کے تالیفات کی وہ قدر ومنزلت بڑھتی جاتی ہے کہ ہر ہر ملک سے شایق عریضہ پر عریضہ ارسال کرتے ہین اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہین ہزارہا علماء عرب وروم ومصر وایران وغیرہم نے انپر تقاریظ لکھین جیسا کہ ناظر کتب پر مخفی نہین اس عاجز نے جو ابراز وغیرہ کتب مولوی عبدالحی مین تعقبات نوابصاحب بہادر کو دیکھا اور انپر غور کیا تو یہ تعقبات محض واہیہ خیال مین آئے کیونکہ تعقبات مولویصاحب کے درباب چند امور تاریخیہ کے تھے نہ امور دین مین مع اس کے ایسی لچر کہ ایک طفل مکتب بھی انکا جواب لکھ سکے الحمدللہ کہ صاحب تبصرہ نے وہ ان کے جواب دئے کہ مولویصاحب سے بجز سب وشتم وتنگدی کے کچھ جواب نہین بن پڑا اس کمترین کے دل مین ایکدن یہ بات سمائی کہ مولوی عبدالحی صاحب کی تالیفات کو تو دیکھون کہ انکا کیا حال ہے شاید وہ نہایت ہی منقح ہونگی اگر منقح ہوتین تو مولویصاحب دوسرونپر کیون معترض ہوتے مین نے جو انکی کتب کو سرسری ہی نظر سے دیکھا تو انمین صدہا تعارضات وتناقضات نظر جلی مین ہی نظر مین آئے طرفہ ماجرا یہ کہ امور تاریخیہ تو یکطرف مولویصاحب نے مسایل دینیہ مین بہت خبط کیا ہے حاشیہ ہدایہ مین کچھ تعلیق الممجد مین دوسری طرح عمدۃ الرعایہ مین تیسرا ڈھنگ اور امور تاریخیہ کے تعارضات کا تو حساب ہی نہین نیز جس جس کتاب سے مولویصاحب نے کسی عبارت کو نقل کیا ہے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد فقیر راجی الی رحمۃ اللہ المجید محمد سعید بخدمت صاحبان ذی انصاف و عاقلان دور از اعتساف کے گذارش کرتا ہے کہ اس زمانہ مین کہ ہمدوش ساعت کبری ہے اہل بدعت نے عاملان سنت کے رد مین عجب عجب طرح کا ڈھنگ نکالا ہے کسی نے محض افترا بندی کو ہتہ کھنڈا بنایا۔ کسی نے سب وشتم لکھکر اہل حدیث کا دل دکھایا خصوصاً شیخ عبدالحی صاحب لکھنوی نے اسمین خوب ملکہ بہم پہونچایا کیون نہو کچھ بھلا شہر کا بھی تو اثر چاہیے جنکو میرے کلام مین شک ہو تو تذکرۃ الراشد کہ اصل مین تذکرۃ الکاسد ہے ملاحظہ کرے کہ شیخ جی نے مولف اتحاف دام مجدہ و مولوی محمد بشیر صاحب کے حق مین کیا کیا فحش کلامی کی ہے کہین مولویصاحب کی کنیت ام الفرج وام الہرج لکھی ہے کہین تبصرہ کو کافرہ فاجرہ بنایا ہے اسکی تفصیل جواب مین تذکرہ کے انشاء اللہ کیجاویگی مولوی عبدالحی صاحب نے معلوم نہین یہ شیوہ کہان سے

ہوجانیکی انشاء اللہ تعالی لکھا جاوے گا مخاطب اس تحریر کا مولوی عبدالحی صاحب کو کیا جاتا ہے
مخاطب مولوی صاحب کا کئی وجہ سے ہے وجہ اول یہ کہ جسکے نام سے رسالہ شائع ہوگا یعنے
عبدالوہاب وہ میرا بھی تلمیذ ہے کچھ ابن ماجہ و مختصر المعانی اسنے مجھ سے پڑھی ہے اور نحو مین بہت
استفادہ کیا ہے نیز یہ شخص میرے یہانکا نمک خوار اور احسان مند ہے لہذا مخاطب اسکو بنانا مناسب
نہین وجہ دوم ابھی اس شخص نے فقط چند رسالے معقول کے پڑھے ہین دینیات سے
محض بے بہرہ ہے ہان کچھ ابن ماجہ جو یہان سے پڑھ چکا تھا سو وہ بھی بباعث عاق ہونیکے
استاد سے کالعدم ہوا مناظرہ کیلیے مساوات شرط ہے مفصل حال اس شخص کا جواب مین لکھا جاویگا
وجہ سوم مخاطب سابق کے ہمارے مولوی صاحب ہین نہ وہ طالب العلم عبدالوہاب وجہ چہارم اس رسالے
کو طالب العلم نے مولوی صاحب کی اجازت سے لکھا اور مولوی صاحب نے اسپر اصلاح دی
تو گویا مؤلف اس کے خود مولوی صاحب ہی ہوئے اسی قاعدہ سے ابراز مین مولوی صاحب نے
ہمارے حضرت نواب عالیجاہ بہادر کو مخاطب بنایا ہے لہذا مخاطب ہمارے ان وجوہ مذکورہ سے
مولوی صاحب ہین نہ وہ طالب العلم اب بحول اللہ اصل مقصود کو شروع کیا جاتا ہے **تنبیہ** مین نے
مضمون رسالے مولوی صاحب کو اپنی عبارت مین لکھا ہے گو عنوان علیحدہ ہے مگر معنو نمین ایک
ہی ہے اسلیے مضمون مولوی صاحب کو خلاصہ مضمون مولوی صاحب سے تعبیر کیا جاویگا اور جواب کو اقول
سے (خلاصہ مضمون مولوی عبدالحی) مولوی عبدالحی نے جو اعتراض نواب صاحب بہادر پر
کیے تو ایسے تھی جیسے بعض علماء سابقین بعض پر کرتے ہین (**اقول**) ہرگز نہین بلکہ محض
حسد و بغض سے جیسا کہ تبصرۃ الناقد مین ثابت کیا گیا ہے چنانچہ آپنے بھی تذکرہ مین اسکو

اسمین عجب قطع و برید و تحریف کو راہ دیا ہے ان حالات کا معاینہ کرتے ہی حدیث صحیح مسلم وغیرہ کی
الدین النصیحۃ کا مضمون دل مین گذرا اور شعر شاعر کا یاد آیا شعر اگر بینم کہ نابینا و چاہ ست
و گر خاموش بنشینم گناہ ست + اسیوقت سے اس عاجز نے نیزہ قلم کا ہاتھ مین لیا اور مختصر
حال تالیفات حضرت لکھنویکا قلمبند کرکے ہدایۃ المرتاب کے خاتمہ مین لگایا یہ رسالہ ماہ شعبان
سے طیار تھا چند وجہ سے اسکی شیوع مین تاخیر ہوئی آخر عشرہ رمضان مین اس رسالے کا
شیوع ہوا اکثر بلاد ہند جیسے کلکتہ عظیم آباد آرہ مظفرپور علاقہ بہار جبلپور بمبئی مدراس
بنگلور ناگپور الہ آباد مرزاپور فرخ آباد دہلی بریلی لاہور انبالہ مین یہ رسالہ پہونچا نیز لکھنؤ
مین بھی بنام مولوی عبدالحی صاحب و وکیل احمد و محمد عثمان کے روانہ کیا گیا لکھنؤ مین
اور لوگون نے بھی اس رسالے کو طلب کیا الحمد للہ کہ اکثر علماء ہند نے اس رسالے کو بہت
پسند کیا مولوی عبدالحی صاحب نے جب اس رسالے کو دیکھا تو مثل سیاہ مار کے عجب پیچ و تاب
کھائے اور بزبان قال و حال کے انصار کو پکارا کہ یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ
اعینونی غرض کسی نے جواب نہ دیا مگر ایک شخص نے جو مصداق الکبائر ثلاثۃ الاشراک
باللہ و عقوق الوالدین کا ہی اسنے کہا کہ مین اسکے جواب کا مشتغل ہوتا ہون بارہ ورق
مین اوس شخص نے ایک جواب جو محض ایک مضحکہ اہل خرد کا ہے بروز پنجشنبہ تاریخ ۲۰ ذیقعدہ کو
مولویصاحب کو لکھکر دیا کہ آپ اس کی اصلاح کر دیوین مولویصاحب ابھی تک اسکی اصلاح
کر رہے ہین اس جواب کا کچھہ مضمون میرے احباب نے اس رسالے سے دیکھکر مجھکو لکھہ بھیجا
لہذا قبل طبع اس جواب کے رد اسکا مختصراً ہدیۂ ناظرین ہوتا ہی اور مفصل جواب بعد طبع

مفصل جواب مین ہوگی (قول) مولوی عبد الحی قال ناصرک المسلم الجدید (اقول) نواب
صاحب بہادر کی نصرت میرے پر کیا بلکہ ہر اہل اسلام پر واجب ہے کئی وجہ سے وجہ اول یہ ہی کہ
نوابصاحب بہادر گروہ اہل سنت کے اسوقت مین مقتدی و اولی الامر و امام ہین اولی الامر کی
اطاعت کا حکم خود قرآن سے ہی ثابت ہے ایسے ہی حدیث صحاح سے خیر خواہی و نصرت
بھی آئمہ مسلمانون کی لازم ہے وجہ دوم ذب کرنا مسلمان سے حدیث شریف مین آیا ہی چونکہ
آپنے محض بہتان نوابصاحب بہادر پر لگائے ہین اسلیئے کل اہل اسلام پر لازم ہوا کہ نواب
صاحب بہادر سے ذب کرین وجہ سوم نوابصاحب بہادر کی تصنیفات سے حدیث کا شیوع ہے
اگر انپر کوئی بہتان لگاویگا تو شیوع حدیث مین کمی آجاوے گی اور حدیث کا شیوع مسلمانونپر فرض و
واجب ہے اسلیئے نوابصاحب بہادر کی تالیفات سے بہتانکا دفع کرنا واجب ہی وجہ تو بہت سے
ہین مفصل بحث اسکی جواب مفصل مین کیجاویگی آپنے جو مجھکو خطاب ناصر نوابصاحب بہادر کا دیا ہے
اسمین ترجیح بلامرجح ہے بلکہ اگر انصاف سے خیال کرین تو اصل ناصر تو مین آپکا ہون ترمذی
مین ہے عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انصر اخاک ظالما او مظلوما
قیل یا رسول اللہ نصرتہ مظلوما فکیف انصرہ ظالما قال تکفہ عن الظلم فذاک نصرک ایاہ
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نصرۃ جیسے مظلوم کی ہوتی ہے ایسے ہی ظالم کی بھی ہوتی ہے تو
بموجب اس حدیث کے مین آپکا بھی ناصر ہوا اب آپکو لازم ہی کہ لکھین قال ناصری یہ جو آپنے
لکھا ہے المسلم الجدید اس کے لکھنے کی کیا ضرورت ہے مین جانتا ہون اصل مقصود آپکا یہ ہی
کہ لوگ اس لفظ کو دیکھکر میری حقارت کرین کہ یہ تو تھوڑے عرصہ سے مسلمان ہوئے ہین ہم قدیمی مسلمان

تسلیم کرلیا ہے جواب اسکا کچھ نہین دیا اگر آپ کے یہ تعقبات حسد سے نہوتے تو آپ نواب صاحب بہادر
کو قبل طبع ہونے کی بذریعہ خط کے مطلع کرتے کہ مجھکو ان مقامات مین خدشہ ہے اگر جناب نواب صاحب
بہادر اسکا کچھ جواب نہ عنایت فرماتے تو آپ طبع کراتے دیکھیے حدیث مین آیا ہے کہ اگر کسیکو
نصیحت کرو تو تنہائی مین کرو حضرت صلعم کسیکو خاص مخاطب کر کے کچھ نہ فرماتے بلکہ یہ فرماتے
ما بال اقوام لیفعلون کذا آپکو بھی اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلعم کی لازم تھی جب آپنے اس
اسوہ کو نہ اختیار کیا تو بیشک ہم یقین کرتے ہین کہ آپکے یہ تعقبات واہیہ از راہ حسد و عناد
کئے ہین نہ مثل علماء سابقین کے (**خلاصہ مضمون مولوی عبدالحی**) جب تذکرہ طبع ہوا
تو جسنے دیکھا پسند کیا الخ (**اقول**) تذکرہ بھی کوئی کتاب ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ
محض تکبندی خلاف محاورہ سے پر ہے جسمین سوا سب و شتم کے کوئی مضمون نہین انشاء اللہ
عنقریب مین اسکا ڈھیچر کھولا جاتا ہے متعدد جواب لکھی جاتی ہین (**خلاصہ مضمون مولوی عبدالحی**
بعد تذکرہ کے مولوی محمد سعید نے یہ رسالہ لکھا (**اقول**) محض بہتان ہے تذکرہ میرے
پاس یہی عبدالوہاب مضامین لائے اور ہدایۃ المرتاب مضامین طبع ہو چکی تھی اگر شک ہو تو
صاحب مطبع پبلک اوپینین سے دریافت کرلین (**خلاصہ مضمون مولوی عبدالحی**)
قصہ عبدالرحمن ولایتی کا سب غلط ہے ہمکو یسین سے معلوم ہوا کہ آپنے شیخ احمد اللہ کو
خط لکھکر انکو نوکری سے برطرف کرایا (**اقول**) محض بہتان سبحانک ھذا بھتان
عظیم جو ہمنے لکھا ہے نہایت ٹھیک ہے شیخ احمد اللہ صاحب کے خط میرے پاس موجود ہین
نقل انکی مفصل جواب مین کیجاوے گی اور یسین پر بھی افترا ہے خط یسین کا آچکا ہے اسکی بھی نقل

علی ما کان علیہ قبل ان یقول ھـذہ الکلمۃ انتھی مسئلہ فی فرزال الابلہ اس سے معلوم ہوا
کہ ہر پرانے مسلمانکو بھی ہمیشہ یہ کلمہ کہکر نو مسلم بنا چاہیئے اسمین بھی کچھ شک نہین یہ تجدید اسلام
اوس تجدید اجتہاد سے بہتر ہے جسکے بعض لوگ مدعی ہین جانا چاہیئے کہ مین نے چند فصلون
مین تحریف وقطع برید مولوی عبد الحی کی ثابت کی تھی اور یہ بھی گذارش کیا تھا کہ یہ قطع برید
و تحریف یا تو عمداً ہے یا سہواً اگر عمداً ہے تو پھر اور لوگو نپر اعتراض کرنیکی کیا وجہ کہ تمنے فلان لفظ
چھوڑ دیا فلان کتاب مین قطع برید کیا اگر سہواً ہے تو نواب صاحب بہادر دام مجدہ پر کیون اعتراض
جیسا سہوا آپ اپنے حقمین جائز رکھتے ہین ایسے ہی دوسرون کے حقمین بھی جائز رکھین
اس کے جواب مین فرماتے ہین کہ اگر بعض کلام نقل کیا اور بعض چھوڑ دیا تو کیا حرج ہے
ہمنے اختصار کے واسطے ایسا کیا ہے اور بالمعنی نقل کیا اگر یہ نہین جائز ہے تو روایت بالمعنی
کب جائز ہوگی انتہی ملخصاً مین کہتا ہون کہ بعض کلام کی نقل اور بعض کی ترک پر تو آپ نے
متعدد اعتراض کلام مبرور وسعی مشکور و تذکرہ مین کئے ہین جیسا کہ اونکی نقل جواب مفصل
مین کیجاویگی بالفعل ایک نظیر پیش کرتا ہون امام الکلام کے صفحہ ۱۷۶ مین آپ نے امام الائمہ شیخنا
قاضی شوکانی پر بوجہ پورا نہ نقل کرنے ان کے کلام ابن حجر کو اعتراض کیا ہے عبارت آپکی یہ ہے
قولہ قال الحافظ ابن حجر الخ مفض الی العجب حیث اقتصر من کلام ابن حجر ما یفید مطلوبہ
وحذف قدرا منہ یدل علی ردہ الخ **اقول** یا ایھا الذین امنوا لم تقولون ما
لاتفعلون قد ارتکبت بھذہ الصنیع فی مواضع شتّٰی کما نقلت عبارتک فی خاتمۃ
ھدایۃ المرتاب فقط کیا یہی انصاف ہے کہ دوسرون پر اقتصار مین اعتراض کیا جاوے

جناب من آپ تو اسکو عیب سمجہتے ہین میری نزدیک بلکہ ہر مسلم ذوی عقل کے نزدیک یہ بات فخر کی ہے نہ عیب کی شعر چشم بداندیش کہ برکندہ باد * عیب نماید ہنرش درنظر * کیا حضرت ابوبکر صدیق رض تو مسلم نہ تھے یا حضرت عمر رض و عثمان رض و علی رض نہ تھے بلکہ جملہ صحابہ تو مسلم نہ تھے تو اور کون تھے اور انکو جانے دیجئے آپ کے امام ابوحنیفہ صاحب بھی تو تیسری ہی پشت سے مسلمان ہین وہ بھی تو نو مسلمون مین ہی داخل ہین مین نے تو الحمدللہ جملہ علوم کی تحصیل تمام کی ہے اور صحاح ستہ کو مکرر سہ کرر پڑہا پڑہایا امام ابوحنیفہ رح کو تو یہ بھی نصیب نہین ہوا روایت انکی بطور ثقات کی جاری نہین ہوئی حدیث مین ضعیف ہین امام بخاری و ابوداؤد وغیرہ محدثین نے انکو ضعیف لکھا ہے حدیث الغاشیہ کو ملاحظہ فرمائے ان صاحبون کا بیسون جگہہ آپ نے ذکر کیا ہے اور بعض کے اقوال بھی نقل کئے ہین آپنے یہ کہین نہین لکھا کہ یہ نو مسلم کا قول ہے یا قال المسلم الجدید میرے حقمین یہ قول لکھنا اور صحابہ اور آئمہ نو مسلمون کے حقمین نہ لکھنا ترجیح بلا مرجح ہی سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے جددوا ایمانکم قالوا وکیف نجدد ایماننا یا رسول اللہ صلعم قال اکثروا من قول لا الہ الا اللہ اخرجہ احمد والطبرانی فی الکبیر قال المنذری و اسناد احمد حسن و قال الہیثمی رجال احمد ثقات تحفۃ الذاکرین مین نیچے اس حدیث کے لکھا ہے وفی الحدیث دلیل علی ان ہذہ الکلمۃ الشریفۃ کما کانت محصلۃ للاسلام ابتداء تکون مجددۃ لہ اذا قالہا القائل من المسلمین المؤمنین فمن قال لا الہ الا اللہ فقد جدد ایمانہ الحاصل لہ من قبل و من معلوم ان ذلک یقتضی قوۃ الایمان و زیادتہ

دھوکھا دینا یہ جرح ہی یا نہین جو اللہ پر دھوکھا دینا جائز رکھے وہ خدا جانے حدیث مین کیا

کچھ دھوکھا نہ دیوے گا ہرگز کلام امام غزالی مین تعارض نہین ہے تعارض کیواسطے کچھ شروط

بھی ہین یا نہین یہ جرح دوسری بات مین ہے تعریف اور امر مین تعریف تو فقط زہد مین

ہے نہ روایت حدیث مین مفصل بحث اسکی اصل رسالے کی جواب مین لکھی جاوے گی

ابھی اسیقدر گذارش کیا جاتا ہے کہ ذرا منخول کا ملاحظہ فرمائیے کہ منخول مین امام غزالی نے

امام کے حقمین کیا کچھ لکھا ہے منخول کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ امام غزالی کی نزدیک

امام ابو حنیفہ ضعیف ہین اسکو جرح مبہم کہنا معترض کاہی کام ہی اسمین تو صاف تصریح

ہی کہ امام صاحب نے دھوکہ دینے کو جائز رکھا ہے دھوکھا دینا جائز بتانا یہ جرح مفسر نہین تو

کیا ہی باقی رہا جرح مبہم کا اعتبار ہی یا نہین جناب مولوی محمد بشیر صاحب نے جواب مین

سعی مشکور کے خوب ثابت کر دیا ہے کہ جرح مبہم کا اعتبار ہی من شاء فلیرجع الیہ اور یہ کہنا

کہ یہ جرح ایک خاص امر مین ہے نہ جمیع امور مین عین دلیل جہالت معترض کی کتب اصول

سے ہی محدثین کا یہ کہنا کہ فلان کاذب ہے یا حافظہ کا ردی ہے یا اوس سے اکثر غلطیان

ہوتی ہین کیا یہ جرح جمیع امور مین ہے یہ بھی تو ایک ہی امر کی جرح ہی جیسے یہ جرح

مقبول ہے اسیطرح وہ بھی فقط خاتمہ ہدایۃ المرتاب مین مولویصاحب کے تعارضات

وتناقضات امور تاریخیہ ومسائل دینیہ کے لکھے گئے تھے اوسکے جواب مین مولویصاحب

فرماتے ہین کہ یہ کچھ تعارض نہین تعلیق الممجد مین تحقیق ہے اور حاشیہ ہدایہ مین محض نقل

اسمین ابن الہمام وغیرہ کا قول نقل کیا گیا ہے الخ مین کہتا ہون کہ اس جواب سے بالکل تذکرہ کا

اور خود ایسی فعل سے پرہیز نہ کرین یہ آپ جیسے شیر بہادرونکا کام ہے یہ جو آپ فرماتی
ہین کہ ہمنے نقل بالمعنی کی ہے اور حدیث کی روایت بھی بالمعنی درست ہی آپنے نقل بالمعنی کا
مطلب نہین سمجھا جناب من نقل بالمعنی مین یہ ہوتا ہے کہ عنوانکا فقط فرق ہوتا ہی معنون تو
ایک ہی رہتا ہے اصل مطلب نہین خبط ہونے پاتا یہانپر تو آپ نے سرے سی معنونکو
ہی اوڑا دیا اور مطلب کو خبط کردیا امام محمد کا ترجمہ بلاحظہ فرمائے لسان مین جسقدر جروح
اون کے حقمین لکھی گئے ہین سبکو آپنے بالکلیہ ترک فرمایا اس صورت سے کہ بعض کلام کو ابتدا
و آخر سے تو نقل کردیا ہے اور درمیان کے کلام کو ترک کیا ہے آپ ذرا ہوش و حواس
کی باتین کرین دن ہوتے تو ڈاکہ نہ ڈالین تفصیل اسکی مفصل جواب مین مع عبارات کتب
قوم کے کیجاویگی فقط تعلیق الممجد مین مولوی صاحب نے فرمایا تھا کہ غزالی نے امام صاحب کی
تعریف احیاء العلوم مین کی ہے فصل سوم مین مینے اسکی جواب مین یہ گذارش کیا تھا کہ
مولویصاحب نے احیاء العلوم کے حوالہ مین عجب دھوکھا دیا ہے حالانکہ امام غزالی نے امام صاحب
کی جرح کا بھی احیاء مین اشارہ کیا ہے اسکے جواب مین فرماتے ہین کہ یہ جرح نہین اگر
اس کلام امام غزالی کو محمول جرح پر کیا جاوے تو کلام امام غزالی مین تعارض لازم آتا ہی اگر مان
بھی لیوین کہ یہ جرح ہے تو بھی جرح مبہم ہوگی اور جرح مبہم کا اعتبار نہین اگر جرح مبہم کا
اعتبار کیا جاوے تو معیار بالکل غلط ٹھہریگی یہ جرح بھی ہوگی تو خاص ایک بات یعنی فقہ مین
ہوگی نہ جمیع امور مین ۔ مین کہتا ہون کہ اس کلام کو جرح نہ سمجھنا عجب سمجھ ہے جرح کی تعریف
ارشاد ہو کہ جرح کسکو کہتی ہین اور اوس کے کتنے قسم ہین ذرا اصول حدیث کا ملاحظہ فرمادین

اعتراض کیا تھا اسکو وہ رد کیا گیا کہ ہر منصف نے اسکو تسلیم کیا مولویصاحب نے تذکرہ
مین اسکا تذکرہ تک نہین لکھا اور نہ اوسکے تسلیم کرنیکا اقرار کیا ایسی ہی مؤطا امام محمد کی تبصرہ
مین وہ دہجیان اوڑائی گئی تھین کہ کیا کہنا ہے مولویصاحب سے اسکا تذکرہ مین کچھ جواب
نہ بن پڑا چند کلمات لکھکر دفع الوقتی کردی مولویصاحب کی معقول دانی پر چند اعتراض کئے گئے تھے
مولویصاحب نے اسکا کچھ جواب تذکرہ مین نہ لکھا غرض جو مباحث تھے سب سے تذکرہ
مین اعراض کیا پھر باوجود اس کے جاہلون مین مشہور کیا کہ ہمنے تو جواب تبصرہ کا چند ماہ
مین لکھدیا ہے کیا مولویصاحب دیانت اسکو کہتے ہین کہ فقہ مین شاید اسکا بھی
کوئی حیلہ ہو آپ کے پیشوا نے اللہ کو دھوکھا دینا جائز رکھا آپنے لوگونکو دھوکھا دیا
پورے پورے مقلد آپ ہی ہین اگرچہ تذکرہ کا جواب تو یہی تھا کہ جواب جاہلان باشد
خموشی ٭ مگر بفحوائے دروغ گو را بخانہ باید رسانید کے اسکے متعدد جواب لکھی جاتی
ہین خاطر جمع رکھین ہان اسقدر فرق ہے کہ آپ بے سوچے سمجھے جو جی مین آیا لکھکر طبع
کرادیتے ہین یہان غور و تامل سے جواب لکھا جاتا ہی انتہی ۔ واضح ہو کہ مولویصاحب نے
اس رسالے مین بہت جگہہ سخت کلامی بھی کی ہے جیسا کہ صرف و نحو مین جب انکو کوئی
بات سمجھ مین نہین آتی تھی تو حافظ عبد اللہ سے خط لکھکر دریافت کرتے تھے جاہل ہین
کچھ نہین جانتے وغیرہ وغیرہ مَین کہتا ہون ان سب واہیات خرافات کا ہم کیا جواب لکھین
ہان اسقدر کہدیتے ہین کہ اگر کچھ آپکو دعوی حدیث دانی کا ہے تو کسیکو منصف مقرر کرکے
ہمسے آپ مباحثہ کرلیوین پھر میری حدیث دانی وغیرہ علوم کا حال آپکو معلوم ہو جائے گا

ستیاناس ہوا الحمد للہ کہ جو اعتراض تذکرہ مین کئے تھے وہ خود ہی حضرت پر لوٹ آئی ہمارے
حضرت امیر الملک نواب صاحب بہادر پر تو بباعث نقل کلام ابن خلدون و کشف الظنون کے
یہ بوچھاڑ آجی حضرت کچھ تو اللہ کا خوف کرین شاید مشرب بین بین مین یہ بھی درست ہو کہ
خود تو ناقل محض بنجاوین اگر دوسرا کوئی کہی کہ ہم ناقل ہین اسپر سینہ زوری کرین آپنی تو متعدد جا
لکھا ہے کہ عالم متبحر کو حرام ہی کہ بات بے تحقیق لکھی مگر رد کے لئے اب تذکرہ کی جواب کی ہم لوگونکو
حاجت نہ رہی آپ نے ہی سکو رد کر دیا فقط ہمکو معلوم ہوا کہ اس رسالے مین مولویصاحب نے ہمارے کل اعتراضونکا
جواب نہین دیا بلکہ بعض بعض جگہہ کا جواب دیا ہے ہدایۃ المرتاب مین بہت سی جگہہ مولویصاحب پر اعتراض
کیا گیا اور خاتمہ مین بھی کئی فصلین لکھی گئی ہین اُن سبکا مولویصاحب نے کچھ جواب نہین دیا مولویصاحب
کو مناسب ہے یا تو انکو تسلیم کرین یا انکا جواب عنایت ہو چند بار تو انکا جواب نکما دیکر جاہلونمین مشہور کرنا
کہ ہمنے فلانکا جواب لکھدیا ہی یہ کچھ دین کی بات نہین مولویصاحب کیا کرین انکا قدیم سے یہی شیوہ ہی
امام الکلام مین مولویصاحب نے درباب مدرک فی الرکوع کی عدم اعتداد رکعت مین قاضی شوکانی پر
سخت کلامی کی اور نیل کی عبارت کو رد کیا شفاء العی مین اسکا رد و بسط سے کیا گیا اور بخوبی یہ ثابت کیا گیا کہ رکوع کے ملنے سے
رکعت نہین ہوتی ابراز مین مولویصاحب سے اسکا کچھ جواب نہو سکا ایسی ہی شیخ ابن الہمام کا کلام
جو درباب ترجیح غیر صحیحین کے صحیحین پر تھا بخوبی رد کیا گیا اسکا بھی مولویصاحب سے کچھ جواب نہو سکا
چند افترا ابراز مین لکھکر مشہور کیا کہ ہمنے جواب شفاء العی کا لکھدیا پھر بھی متبعین سنت نے تبصرہ مین اون
سب کبید ونکو اُٹھا دیا اور مولویصاحب کے اعتراضات واہیہ کا وہ جواب لکھا کہ قابل دید ہر محقق کی ہی خصوصاً
مولویصاحب نے جو درباب عدم وجوب زکوۃ مال تجارت و نہ آنے قضا نماز ترک عمدی سے جو نواب صاحب بہادر پر

اس مقدمہ کے ثبوت مین صاحب تبصرہ نے ایکسو چودہ ۱۱۴ مثالین لکھی تھین اسکے جواب مین مولوی صاحب فرماتے ہین کہ یہ مقدمہ جو اصلاح کے لئے ممہد کیا گیا ہے کسی شی کا اصلاح سے فائدہ نہین دیتا اور مثل دیوار بڑہیا کے ہے وغیرہ سخت الفاظ لکھکر ٹالدیا ظاہرا یہ نہ کہا کہ یہ مقدمہ ٹھیک ہے طرفہ یہ کہ اس مقدمہ کا مطلب تک مولویصاحب نے نہین سمجھا کیونکہ مطلب تو فقط اس مقدمہ سے یہی ہے کہ فن تاریخ مین جب کثرت سے اختلاف و اختلاط ہوتا ہے تو صاحب استحاف نے اگر ایک قول لکھدیا تو اسمین کیا خرابی ہے باقی یہ بات کہ شاید اسمین کوئی دوسرا قول بھی ہو ہمارے منافی نہین کیونکہ تاریخ مین تو اختلاط ہوتاہی ہے مولویصاحب نے یہ مطلب تو سمجھا نہین چند ورق اس مضمون کے سیاہ کردئے کہ جو بصیرت والا ہے وہ فکر کرتا ہے اور ایک قول کو ترجیح دیتا ہے حالانکہ اس مقدمہ سے اسکو کچھ علاقہ نہین اسکا رد دوسرے مقدمہ مین موجود ہے مقدمہ دوسرا صاحب تبصرہ کا یہ تھا کہ حکم اختلاف کا جو تاریخ مین واقع ہے ایسا ہے جیسا تمام حوادث مین جیسا کہ تمام حوادث کا نقل کرنا بلا ترجیح کے درست ہے ایسا ہی تاریخ کا بھی اس مقدمہ کو صاحب تبصرہ نے قرآن و اقوال علماء محدثین و مورخین سے خوب ہی ثابت کیا ہے مولوی عبدالحی صاحب نے ایک استدلال کا جواب جو اس مقدمہ کے ثبوت کے لیے لکھی گئی تھی نہین دیا فقط یہی لکھکر ٹالدیا کہ قول واحد کا نقل کرنا اسوقت درست ہے جبتک بطلان اوسکا ظاہر نہو اس دعوے کی ثبوت مین مولوی صاحب نے کسی محقق مورخ کا قول نہ پیش کیا حالانکہ صاحب تبصرہ نے ابن خلکان وغیرہ مورخین سے بہت سے امثلہ لکھے ہین کہ دیکھو ان سب نے فقط ایک ہی قول کے ذکر پر اکتفا کیا ہے باوجودیکہ

یون تو آپنے محلہ مین کتا بھی شیر ہوتا ہے آپ کی حدیث دانی ہمکو خوب معلوم ہے مولوی علی بخش
صاحب فرماتے تھے کہ مین مولوی صاحب کے یہان گیا آپ ابوداؤد پڑہا رہے تھے حدیث ام حبیبہ رضی کی
جب آئی اسمین یہ مضمون آیا کہ قالت عائشۃ رایت مرکنہا ملان ایک طالب العلم نے سوال کیا
کہ مولوی صاحب مرکن کیسے یہ ہوجاتا تھا آپ نے اس کا جواب وہ بیچ پوچ
دیا کہ مجھکو نہایت ہی تعجب ہوا مولوی مولا بخش صاحب فرماتے تھے کہ
اس جواب کو سنکر مجھکو بے اختیار ہنسی آئی جناب آپ کی حدیث دانی کا تو یہ حال ہے اور
آپ کے شاگرد رشید جسکے نام سے یہ رسالہ لکھا گیا ہے انکا حال یہان کے طلبہ سے دریافت
کیجیے کہ احمد بنگالی نے کافیہ مین کیا پڑھا اونکو شرمندہ نہین کیا مفصل حال انکا اصل جواب مین
لکھا جاویگا آپ سخت الفاظ نکو اب بھی نکالڈالین ہم بھی آپ کے پورے حالات سے
واقف ہین پھر ہم بھی کل حالات کو لکھین گے اور بفحوائی الوزر علی البادی کے کچھ ہم پر
مواخذہ بھی نہوگا ما علینا الا البلاغ حال مجمل تذکرۃ الراشد کہ اصل مین
تذکرۃ الکاسد بلکہ تذکرۃ الحاسد ہے تذکرۃ الراشد کو جو مین نے بغور تام دیکھا تو
محض بیچ پوچ پایا کیونکہ صفحہ ۸ تک سوای سخت کلمات کے کوئی بات نہین ہے اور
صفحہ ۸ سے صفحہ ۴۵ تک پھر وہی اعتراضات ابراز کے مردودہ کا اعادہ ہے اور
باب ثانی مین جو آپ نے مقدمات مین کلام کیا ہے بالکل لغو ہے کسی مقدمہ کا جواب نہین دیا
بے سمجھی بوجھی مین آیا لکھدیا یہان ہم بطور نمونہ کے کچھ عرض کرتے ہین پہلا مقدمہ صاحب
تبصرہ کا یہ تھا کہ تاریخ کا فن ایسے فنون سے ہے کہ جسمین اکثر اختلاف و وہم و اختلاط ہوتا ہے

اکثر صاحب تصانیف کثیرہ سے ہوجاتی ہے نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اپنے لئے تو ایسے
اغلاط کا ہونا جائز رکھین اور دوسرونپر نقل امور تاریخیہ مین معترض ہون انشاء اللہ تعالی
ان امور کی مفصل بحث جواب مین تذکرہ کے کیجاویگی بالفعل مجھکو یہ بات ثابت کرنا اسجگہہ
ضروری ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب نے تذکرہ مین جوکچھہ لکھا ہے یا جس کتاب کا حوالہ
دیا ہے کسی مسلمانکو اسکا اعتبار کرنا لائق نہین ہے ثبوت اسکا موقوف ہے ایک
ایسے قیاس پر جو بدیہی الانتاج ہے وہ یہ ہے کہ مولویصاحب جھوٹے ہین اور ہر جھوٹے
کی بات کا کسی دیندار کے نزدیک اعتبار نہین تو نتیجہ یہ نکلا کہ مولویصاحب کی بات کا
بھی اعتبار نہین ثبوت صغری قیاس کا یہ ہے کہ مولویصاحب نے شروع خاتمہ تذکرۃ
الراشد مین فرمایا ہے کہ یہ خاتمہ ذکر مین بعض ان مسامحات صاحب اتحاف اور حطہ کے
ہے جنکا ذکر ابراز الغی مین نہین کیا گیا عبارت تذکرہ کی یہ ہے الخاتمۃ فی ذکر بعض
مسامحات صاحب الاتحاف والحطۃ مما لم یذکر فی ابراز الغی الواقع فی شفاء العی ترجمہ
خاتمہ ذکر مین بعض ان مسامحات صاحب اتحاف اور حطہ کے ہے جو ابراز الغی مین نہین
ذکر کیے گئے یعنے یہ مسامحات جدیدہ ہین مین کہتا ہون یہ آپکا محض کذب صریح ہے
آپکو یہ لکھتے ہوئے اللہ تعالی کا کچھہ خوف نہ ہوا یہان تو عوام کو آپنے دکھلا دیا مگر کل کو
احکم الحاکمین کے سامنے اسکا کیا جواب ہوگا مین ناظرین منصفین سے گذارش کرتا ہون
کہ اسی پہ باقی تذکرہ کو خیال فرماوین باقی رہا ثبوت اس امر کا کہ یہ کیسی کذب صریح ہے
کہانسے معلوم ہوا کہ مولویصاحب نے یہ مسامحات جدیدہ نہین لکھے سو اسکا ثبوت
بحول اللہ وقوتہ کے وہ دیا جاتا ہے کہ غالبًا مولویصاحب بھی دیکھکر تسلیم کرینگے اور
اپنی ندامت کا اظہار کرینگے یہانپر پہلے اُن مسامحات کو لکھا جاتا ہے جنکو مولویصاحب نے

اور لوگون نے انکا خلاف بیان کیا ہے ایسے ہی مقدمہ ثالثہ کا کچھ جواب نہین دیا ہے اور
نہ مقدمہ رابعہ کا مقدمہ خامسہ مین یہ بات ثابت کی گئی تھی کہ ما خذ اتحاف کا کشف الظنون ہے
اور کشف کو آج تک کسی نے محققین سے غیر معتبر نہین لکھا بلکہ خود مولوی عبدالحی نے اپنی تالیفات
مین بہت سی جگہہ اس سے استدلال کیا ہے اسکے جواب مین مولویصاحب لکھتے ہین کہ اگرچہ
سابقین مین سے کسی نے اسکے غیر معتبر ہونے پر تصریح نہین کی لیکن مین کہتا ہون
کہ یہ کتاب غیر معتبر ہے مین کہتا ہون کوئی حضرت معترض سے پوچھے کہ آپ کون نہ تیرہ
مین نہ تین مین بھلا آپ کے غیر معتبر ٹھہرانے سے کوئی چیز غیر معتبر ہو سکتی ہے یون تو
شیخ ابن الہمام نے اپنے والنست مین غیر صحیحین کو صحیحین کے مساوی ٹھہرایا کیا انکے
مساوات ٹھہرانے سے انکا درجہ مساوی کا ہوگیا نیز آپکا تو یہ حال ہے کہ کسی شخص نے
پرائی بدشگونی پر اپنی ناک کٹوا ڈالی تھی کیونکہ خود ہی تو تعلیقات سنیہ کے صفحہ ۱۰۱ مین
اسکی ایسی تعریف کر چکے ہین کہ اسکو بے مثل ٹھہرا چکے ہین یعنے باب تاریخ مین اسکے مثل
کوئی کتاب تالیف ہی نہین ہوئی اب یہان مقابلہ مین اسکو بے اعتبار ٹھہراتے ہین غرض
مولویصاحب سے کسی مقدمہ کا جواب نہین بن پڑا جب مقدمات کے جواب مین جو موقوف علیہ
جوابات امور تاریخیہ کے تھے مولویصاحب عاجز ہوئے تو موقوف مین عجز تو بدرجہ اولی ہوا
باقی اعتراضات صاحب تبصرہ کا مولویصاحب نے کچھ جواب نہین دیا بحث قضا صلوۃ و زکوۃ تجارت کہ
جسمین عمدہ مباحث تھی بالکل اوڑا دیا ایسی ہی انکی صریح غلطیان جو معقول وغیرہ کی تمیز
انکا ذکر تک نہین لکھا اور غلطی صلات وغیرہ کا یہ جواب دیا کہ یہ غلطی فلان سے ہوئی فلان سے ہوئی

مات سنة احدی وخمسین و ذکر فی الاکسیر فی اصول التفسیر وفاتہ سنة اربع وخمسین ھذہ اقوال یتناقض بعضھا بعضا ابراز کے صفحہ ۲۴ مین بھی بعینہ یہی اعتراض ہے حیث قال الثالث و الاربعون ذکر حادی الارواح الی بلاد الافراح لابن القیم و ارخ وفاتہ سنة اثنتین وخمسین وسبع مائة وھو مخالف لما ارخہ عند ذکر جلاء الافہام فی الصلوة علی خیر الانام لہ انہ مات سنة احدی وخمسین یہانپر مولویصاحب کے کلام مین بھی تعارض ہے ابراز مین توحادی الارواح کتاب کا نام لکھا ہے اور تذکرہ مین حادی الافراح سیح ہے من حضر بیہ الاخیہ فقد وقع فیہ نمبر (۵) تذکرہ کے صفحہ ۲۰۴ مین ہے الثالث عشر ذکر فی المقصد الثانی من اتحافہ فی ترجمة ابن ابی شیبة وفاتہ سنة خمس وثلاثین ومائتین و ذکر فی المقصد الاول منہ عند ذکر مسندہ انہ مات سنة خمس وثلاثین وثلاث مائة ابراز کے صفحہ ۲۸ مین ہے بعینہ یہی اعتراض موجود ہے حیث قال ذکر مسند ابن ابی شیبة وارخ وفاتہ سنة خمس وثلاثین وثلاث مائة و ھذا خطا فاحش فان وفاتہ سنة خمس وثلاثین ومائتین کما ذکرہ الیافعی اور اسی صفحہ مین مسند کا بھی ذکر ہے نمبر (۶) تذکرہ کے اوسی صفحہ مین ہے الرابع عشر انہ ذکر وفات ابن الجوزی فی ترجمتہ فی ثانی مقصد یہ سنة سبع وتسعین وخمس مائة وذکر فی اول مقصد یہ عند ذکر تحقیقہ انہ مات سنة تسع وتسعین یہی اعتراض ابراز کے صفحہ ۲۰ مین ہے حیث قال الثلثون ذکر التحقیق فی احادیث الخلاف لابی الفرج عبد الرحمن بن علی بن الجوزی وارخ وفاتہ سنة تسع وتسعین وخمس مائة و ھذا مخالف لما ارخہ الذھبی والیافعی وغیرھما من انہ توفی سنة سبع وتسعین وخمس مائة

نمبر وار لکھا ہے پھر ابراز کے صفحہ کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ بعینہ اس مسامح کا اعتراض ابراز
کے فلان صفحہ مین موجود ہے نمبر (اول) تذکرۃ الراشد کے صفحہ ۱۴ مین ہے (الاول انہ کتب فی
وفات القضاعی عند ذکر امالیہ فی اتحاف توفی سنۃ ثمان وخمسین و ثلاث مائۃ وهو
خطأ فاحش فان وفاتہ سنۃ اربع وخمسین واربع مائۃ کما نص علیہ الیافعی فی مرأۃ الجنان
والذهبی فی تذکرۃ الحفاظ والسمعانی فی کتاب الانساب وغیرهم ابراز کے صفحہ ۱۶ مین بعینہ
یہی اعتراض کیا ہے عبارت ابراز کی یہ ہے قال عند ذکر امالی القضاعی فی الحدیث
هو ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکمون بن ابراهیم بن محمد بن
مسلم الفقیہ الشافعی المتوفی سنۃ ثمان وخمسین وثلاث مائۃ الخ ماقال نمبر (۲)
تذکرۃ الراشد کے صفحہ ۱۸ مین ہے السادس انہ ارخ وفات ابی نعیم فی المقصد الاول
من اتحاف عند ذکر دلائل النبوۃ والحلیۃ بسنۃ ثلاثین بعد اربع مائۃ وهو مناقض
لما فی المقصد الثانی من اتحاف انہ مات سنۃ ثلاث بعد اربع مائۃ ابراز کے صفحہ
۴۵ مین بھی ابی نعیم کا اعتراض موجود ہے نمبر (۳) تذکرہ کے صفحہ ۱۹ مین ہے العاشر
انہ ذکر فی المقصد الاول من اتحاف عند ذکر شراح المصابیح شمس الدین محمد الجزری
مولف الحصن الحصین وارخ وفاتہ بسنۃ ثلاث وثلاثین وثمان مائۃ وهو وان کان
صحیحا فی نفسہ کما ذکرتہ فی ابراز الغی لکنہ مناقض لما ذکرہ عند ذکر حصنہ انہ
توفی سنۃ اربع وثلاثین وسبع مائۃ ابراز کے صفحہ ۴۲ مین بعینہ یہی اعتراض موجود ہے
لیکن کچھ عبارت کو مقدم موخر کر دیا ہے نمبر (۴) تذکرہ کے اوسی صفحہ مین ہے الحادی
عشر انہ ارخ فی المقصد الاول من اتحاف وفات ابن القیم بسنۃ اثنتین وخمسین
وسبع مائۃ عند ذکر حادی الافراح وذکر فی المقصد الثانی منہ عند ترجمتہ انہ

قال رسول اللہ صلعم لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب رواہ البخاری

الحمد للہ والمنہ کہ رسالہ عجیبہ غریبہ در جواب رسالہ الدلیل القوی
مولفہ مولوی احمد علی صاحب مرحوم سہارنپوری۔ مسمی بہ

البرہان الجلی فی رد الدلیل القوی

تصنیف شریف شیخ احمد اللہ

[illegible]

از تازہ افاضات محدث اکمل و فقیہ بے بدل جامع المنقول والمعقول مولانا مولوی محمد سعید
صاحب مدرس و مہتمم مدرسہ اسلامیہ قرآن و حدیث و مالک مطبع صدیقی واقع بنارس
محلہ دارانگر بالنظر و تصحیح مالک الکلام مولوی سید عبد الکبیر صاحب بہاری تلمیذ مولف

در مطبع صدیقی واقع بنارس محلہ دارانگر طبع گردید

نمبر (۷) تذکرہ کے اوسی صفحہ مین ہے الخامس عشر ذکر ھناک فی ترجمۃ الباجی سلیمان المالکی وفاتہ سنۃ اربع وسبعین واربع مائۃ وذکر فی اول مقدمہ موتہ سنۃ اربع وسبعین وسبع مائۃ ابراز کے صفحہ ۲۲ مین ہے، السابع والثلثون ذکر من شراحہ القاضی ابا الولید سلیمان الباجی وارخ وفاتہ سنۃ اربع وسبعین واربع مائۃ وھذا مناقض لما ذکرہ سابقا انہ مات سنۃ اربع وسبعین وسبع مائۃ نمبر (۸) تذکرہ کے اسی صفحہ مین ہے السادس عشر ذکر فی ثانی مقصد یہ عند ترجمۃ القسطلانی موتہ سنۃ ثلاث وعشرین وتسع مائۃ وذکر فی اولھما عند ذکر ارشاد الساری موتہ سنۃ عشرین وتسع مائۃ ابراز کے صفحہ ۱۲ مین یہی قسطلانی کی نسبت یہی اعتراض ہے نمبر (۹) تذکرہ کے اسی صفحہ مین ہے السابع عشر انہ ذکر ھناک فی ترجمۃ قطب الدین عبد الکریم الحلبی موتہ سنۃ خمس وثلاثین وسبع مائۃ وذکر فی اول مقصد یہ عند ذکر شروح صحیح البخاری موتہ سنۃ خمس واربعین وسبع مائۃ ابراز کے صفحہ ۲۲ مین یہی اعتراض موجود ہے، نمبر (۱۰) تذکرہ کے اوسی صفحہ مین ہے الثامن عشر انہ ذکر فی المقصد الثانی فی ترجمۃ علی بن عساکر بعینہ یہ اعتراض ابراز صفحہ ۱۲ مین ہے فقط اتنے انہیں مثالون پر اکتفا کیجاتی ہے تفصیل اسکی انشاء اللہ جواب مین تذکرہ کی ہوگی۔ باقی رہا ثبوت کبری کا سو جس شخص کو ادنیٰ المام علم اصول حدیث سے ہوا ہے ثبوت اسکا پوشیدہ نہین کیونکہ راوی کذاب کا اعتبار بالکل محدثین کے نزدیک نہین ہوتا۔ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کی کتاب کا کچھ اعتبار نہین ہے مولوی عبد الحی صاحب کے جسقدر اعتراض ہین سب کا مبنی حسد وعداوت ہے کیونکہ بہت سی جگہہ عبارت تفسیر کا ایک ٹکڑا نقل کرکے اسپر اعتراض کیا ہے حالانکہ جواب اسکا وہین موجود ہے یہ جواب بطور اجمال کے ہدیۂ ناظرین ہوا تفصیل اسکی جواب تذکرہ مین کیجاویگی ھذا آخر ما اردناہ والحمد للہ علی اتمامہ

تنبیہ مولویصاحب کو لازم ہے کہ مجھکو طبع ہوجانے جواب خاتمہ کے ہمارے پاس دو تین نسخے روانہ کرین بعد اوس کے جواب اسکا انشاء اللہ تعالیٰ جلد دیا جائیگا فقط

کرتے ہین کہ کسی سے اسکا جواب ممکن نہین طرفہ ماجرایہ ہوا کہ اسی فخر مین لبغض متعصبین اسکا ترجمہ کرکے جابجا اسکو شایع کیا مین نے جب دیکھا کہ بہت سے لوگ جادہ مستقیم سے منحرف ہوتے جاتے ہین اور مقلدین متعصبین طعنہ زنی سے باز نہین آتے کوئی کہتا ہے کہ جو امام کے پیچھے الحمد پڑہتا ہے اُسکے مُنہہ مین کنکر پتھر بھرنے چاہئے کوئی نماز کی بطلانکا حکم لگاتا ہے کوئی دانتون کے توڑنیکا فتوی سناتا ہے معاذاللہ یہ لوگ نہین ڈرتے کہ پڑہنا الحمد کا بلکہ حکم دینا قراۃ خلف امام کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت عمر وعلی وعایشہ وابوہریرہ ومعاذ بن جبل وغیرہم رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے یہ طعن کہانتک پہنچتا ہے عاملین حدیث کو تو سخت گوئی سے بدنام کرتے ہین کہ یہ لوگ آئمہ کو برا کہتے ہین اور آپ رافضیون کے بھی اُستاذ انا للہ وانا الیہ راجعون تو بموجب حدیث الدین النصیحۃ کے قصد جواب کا کیا لیکن فکر طبع کا لاحق ہوا کہ جواب تو لکھون مگر شایع کرنے کی کیا تجویز ہو اسی اثنا مین جناب مولانا واستاذنا فخر المحدثین پیشوائے مومنین طالب حسنین جناب مولانا وشیخنا سید نذیر حسین مد اللہ ایامہ علی راس المسترشدین مع جناب مولوی محمد حسین صاحب لاہوری ومولوی تلطف حسین صاحب کے تشریف فرما ہوئے چونکہ اس نیازمند سے جناب میانصاحب محبت مثل فرزندون کے رکھتے ہین لہذا مجھکو طلب کیا یہ عاجز مع مولوی ابراہیم صاحب آروی کے خدمت مین مولانا کے پہنچا عجب جلسہ قابل دید تھا پھر یہ سب مجمع حسب الطلب قامع اساس مبتدعین پیرو سنت سید المرسلین حامی دین متین جناب شیخ احمد اللہ وقی اللہ من شر المبتدعین الحاسدین کے موضع رحیم آباد مین پہنچا چونکہ راتدن اس جلسہ مین تحقیق مسائل کا ذکر رہتا تھا کچھ ذکر الدلیل القوی بھی درمیان مین آیا مولوی تلطف حسین صاحب نے فرمایا کہ دلیل قوی نے ایک عالم کو ورطۂ ہلاکت مین ڈال رکھا ہے ضلع اعظم گڈھ کا تو بالکل غارت ہوا چلا جاتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی ارسلہ بشیرا ونذیرا وصلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا **امابعد** راجی الی اللہ المجید **محمد سعید** کنجاہی مولدا وبنارسی نزولا خدمت مین مومنین مسلمین کے گذارش کرتا ہے کہ ایک رسالہ مسمی بالدلیل القوی بفحوائے برعکس نہند نام زنگی کافور مولفہ مولوی احمد علیصاحب کا میری نظر سے گذرا مین نے ابتدا سے انتہاتک بغور تام نظر غائر سے اوسکو دیکھا تو محض ملمع پایا کہ ظاہر مین تو احادیث وآثار سے مملو لیکن دراصل ایک بھی صحیح نہین کچھ موضوعہ کچھ ضعیفہ محققین محدثین پر تو حال رسالہ کا کھل گیا لیکن عوام کالانعام کا فکر ہوا کہ وہ اس رسالہ کو دیکھکر ضرور ورطۂ ہلاکت مین پڑینگے عوام تو درکنار بہت سے علماء مقلدین کہ جنکو کچھ تحقیق سے فراغ ہے اور اکثر شاگرد مولانا کے اس رسالہ پر فخر

امت کا اتفاق ہے کہ اول درجہ صحیح کا متفق علیہ یعنی جسپر بخاری و مسلم نے اتفاق کیا ہو پھر جسکو بخاری نے تخریج کیا ہو پھر جسکو مسلم نے تخریج کیا ہو پھر جو بخاری مسلم کی شرط پر ہو پھر جو بخاری کی شرط پر ہو پھر جو مسلم کی شرط پر ہو بعد اس کے جو کسی امام نے آئمہ حدیث مین سے اسکی تصحیح کی ہو اس اجماعی بات کو شیخ ابن الہمام نے مذہب حنفی کی تائید کیلئے توڑا ہے چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح سفر السعادت مطبوعہ کلکتہ کے صفحہ ۸ مین اس امر کی تصریح کی ہے فرماتے ہین حاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید آئمہ مجتہدین واکابر سلف ست وچون ایشان حدیثی را تلقی بقبول کردہ و عمل بدان نمودہ انکار واعتراض بر ایشان بتقلید علماء محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد التزام الشان بحکم این جماعۃ تحکم و مکابرہ ست واین کلام درمقام معارضہ و مصادمہ فقہاست با محدثین قرار داد محدثین ہمانست کہ اولاً مذکور شد لیکن فقہا را دران مجال مقال وسیع ست باین وجہ کہ مذکور شد واین سخن نافع و مفید ست درغرض از شرح این کتاب کہ اثبات وتائید مذاہب آئمہ مجتہدین ست خصوصاً مذہب حنفی وغرض شیخ ابن الہمام نیز ہمین ست انتہی۔ اول اُن اقوال کو بغرض بیانمین لایا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ اُمت نے اتفاق کیا ہے کہ اول درجہ صحیحین کی حدیث کا ہے بعدازان بخاری کا الی آخر الترتیب پھر عبارت ابن الہمام کو نقل کرکے حرف بحرف رد کیا جاویگا جس سے جمیع کاسہ لیسون شیخ ابن الہمام کا قول جو تائید مذہب کے لئے بولا کرتے ہین از انجملہ ہمارے مخاطب مولانا مردود ہوگا حافظ ابن حجر نے نزہۃ النظر مین فرمایا ہی ویلتحق بھذا التفاصیل ما اتفق الشیخان علی تخریجہ بالنسبۃ الی ما انفرد بہ احدھما و ما انفرد بہ البخاری بالنسبۃ الی ما انفرد بہ مسلم لاتفاق العلماء بعدھما علی تلقی کتابیھما بالقبول ترجمہ لاحق ہوگی اس تفصیل کو جسکی تخریج پر دو شیخون نے اتفاق کیا ہے بہ نسبت اسکے جو منفرد ہوا ہے ایک انکا ساتھ اسکے اور

اِس فقیر نے کہا کہ مجھکو تو بہت دنوں سے خیال ہے اور قصد جواب کا مصمم ہے لیکن فکر طبع کا دامنگیر ہے کہ صورت شایع کی کیا ہوگی جب اسبات کو شیخصاحب نے سنا تو اسیوقت فرمایا کہ آپ بہت جلد جواب لکھین ہین طبع کرا کر شایع کرونگا مین نے سنکر جزاک اللہ خیرا کہا مین امید کرتا ہون کہ شاید شیخصاحب کا کفارۂ گناہ یہی حمیت دین ہو تو کیا عجب ہے اللہ تعالی انکو اسکے عوض فردوس اعلی عنایت فرماوے کیونکہ باعث اس تحریر کے وہی ہین میرا قصد تھا کہ جواب فارسی مین لکھون مگر جناب فضیلت مآب مولانا مولوی محمد حسین صاحب لاہوری نے فرمایا کہ غرض آپ کی جواب سے تفہیم عوام ہے نہ اظہار علم عوام زبان اُردو سلیس بخوبی سمجھینگے آپ اُردو مین لکھین یہ راے آپ کی سبکو پسند آئی لہذا جواب اُردو مین دیا گیا۔ و ما توفیقی الا باللہ ھو حسبی و نعم الوکیل **قولہ** پس نزد علماء حکم بصحت حدیث وضعف آن باعتبار احوال رجال سند ست فقط و حکم بصحت بخاری و مسلم بتمامہا رجوع باین اصل میکند انتہی اور اوس کے حاشیہ پر لکھا ہے ازینجا باید دانست کہ اگرچہ بخاری عند الجمہور اصح الکتب بعد کتاب اللہ ست و عند البعض اصح الکتب بعد کتاب اللہ مسلم ست لکن اگر حدیثی در غیر این ہر دو کتاب یافتہ میشود و سند وی بروایت ثقات مثل راویان الیشان گردد پس آنحدیث ہم کحدیث بخاری و مسلم خواہد بود ہکذا مذہب المحققین **اقول** و باللہ التوفیق و منہ الوصول الی التحقیق یہ قول مولویحنفی کا ماحصل کلام کلام شیخ ابن الہمام کا ہے یہ قول محدث اونہون نے ہی تائید مذہب حنفی کے لئے نکالا ہے وجہ نکالنے کی یہ ہے کہ جب شیخ نے حدیثین صحیحین کو اکثر خلاف مذہب حنفی کے پایا تو اس قاعدہ کو ایجاد کیا کہ جب کسی غیر کتاب کی حدیث مخالف حدیث صحیحین کے ہو اور اسمین وہ شروط جو صحیحین مین ہین پائی جاوین تو اس حدیث سے حدیث صحیحین کا معارضہ کرسکتے ہین یہ قاعدہ بالکل خلاف امت کے ہے کیونکہ

اسکے کیا معنے ہین ہر عاقل درمیان فاضل مفضول کے تمیز کرسکتا ہے باوجود اقرار فضلیت کے پھر ترجیح مین کلام سوائے تعصب مذہبی کے اور کیا کہین جبکہ اقرار مخاطب سے مدعا ہمارا ثابت ہوچکا تو پھر اور کتابون کے نقول کی حاجت نہ تھی مگر واسطے اطمینان شایقین کے کچھ اور نقول بھی پیش کی جاتی ہین شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین فرمایا ہے چنانچہ مطبوعہ مطبع صدیقی کے صفحہ ۱۳۴ مین ہے اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وانہما متواتران الی مصنفیہما وانہ کل من یہون امرہما فہو مبتدع متبع غیر سبیل المومنین وان شئت الحق الصراح فقسہما بکتاب ابن ابی شیبۃ وکتاب الطحاوی ومسند الخوارزمی وغیرہا تجد بینہا وبینہما بعد المشرقین ترجمہ لیکن بخاری اور مسلم پس محدثین نے اتفاق کیا ہے اسبات پر کہ جو کچھ ان دونون مین مرفوع متصل ہے صحیح ہے بالیقین اور وہ دونون متواتر ہین مصنفون اپنے کی طرف تحقیق جو شخص اونکی شان مین اہانت کرے وہ بدعتی ہے ڈھونڈنیوالا غیر رستہ مومنین کا اگر تو حق صاف چاہتا ہے پس ملا دونونکو ساتھ کتاب ابن ابی شیبہ اور کتاب طحاوی اور مسند خوارزمی وغیرہ کے پاویگا تو درمیان اونکو اور ان دونون کے دوری دو مشرقونکی۔ اور طیبی نے خلاصہ مین لکھا ہے واول من صنف فی الصحیح المجرد الامام البخاری ثم مسلم وکتاباہما اصح الکتب بعد کتاب اللہ العزیز ترجمہ جس شخص نے پہلے صحیح مجرد تصنیف کی ہے امام بخاری ہے پھر مسلم اور کتاب ان دونون کی زیادہ صحیح کتابونکی ہے بعد قرآن عزیز کے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے اعلی اقسام الصحیح ما اتفقا علیہ ثم ما انفرد بہ البخاری ثم ما انفرد بہ المسلم ثم ما ہو علی شرطہما الخ ترجمہ اعلی قسم صحیح کا وہ ہے جسپر دونون نے اتفاق کیا ہے پھر وہ حدیث

لاحق ہوگی وہ چیز جیسے بخاری منفرد ہوا ہے بہ نسبت اسکے جسمین مسلم منفرد ہوا ہے بباعث اتفاق علماء کے بعد ان کے انکی کتابونکو قبول سے ملنے پر اور اوسی کتاب کے صفحہ ۱۴ مین ہے قدم صحیح البخاری علی غیرہ من الکتب المصنفۃ فی الحدیث ثم صحیح مسلم لمشارکتہ للبخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی کتابہ بالقبول ایضا سوی ما علل ثم یقدم فی الارجحیۃ من حیث الاصحیۃ ما وافقہ شرطھما ترجمہ مقدم کی گئی ہے صحیح بخاری ماسوائے کتابون مصنفہ فی الحدیث پر پھر صحیح مسلم واسطے مشارکت اسکے کے بخاری کو بیچ اتفاق علماء کے ملنے کتاب اسکی کو ساتھ قبول کے بھی سوائے معلل حدیثون کے پھر مقدم کیجاویگی ارجحیۃ مین جہت صحیح ہونے سے وہ چیز جو موافق ہے شرطان دونون کے اس عبارت مذکورہ بالا سے کئی امر معلوم ہوئے اول قبول کرنا علماء امت کا بخاری مسلم کی اصحیت کو دوم مقدم ہونا بخاری کا جمیع کتب مصنفہ حدیث پر سوم تیسرے درجہ پر ہونا اس حدیث کا جو ان دونون کی شرط پر ہو امام نووی نے شرح مسلم کے مقدمہ مین فرمایا ہے اتفق العلماء رحمھم اللہ تعالی علی ان اصح الکتب بعد القرآن العزیز الصحیحان البخاری ومسلم وتلقتھما الامۃ بالقبول ترجمہ علماء رحمہم اللہ نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ سب کتابون سے زیادہ صحیح بعد قرآن عزیز کے دو صحیح کتابین ہین بخاری اور مسلم ملی ہے امت ان دونونکو ساتھ قبول کے الحمد للہ کہ خود مولوی احمد علیصاحب نے مقدمہ بخاری مین اس امر کا اقرار کیا ہے چنانچہ صفحہ ۹ مین فرماتے ہین اتفق العلماء علی ان اصح الکتب المصنفۃ صحیحا البخاری ومسلم ترجمہ اتفاق کیا ہے علما نے اسپر کہ زیادہ صحیح کتابون مصنفہ کی دو صحیح کتابین صحیح بخاری ومسلم ہین فقط جب یہ ہر دو کتب خود باقرار مولانا صاحب کے جمیع کتب مصنفہ سے صحت مین بڑھی ہوئی ہین پھر اونکی حدیث جمیع کتب کی حدیث سے نہ مقدم ہو

افلا یکون الحکم بالصحیۃ مافی الکتابین عاین التحکم ترجمہ قول اوس شخص کا جسنے کہا ہے کہ زیادہ صحیح احادیث کی وہ حدیث ہے جو صحیحین یعنی بخاری و مسلم مین ہے پھر وہ حدیث جو منفرد بخاری کی ہے پھر وہ حدیث جو منفرد مسلم کی ہے پھر وہ حدیث جو شامل ہو شروط دونو نپر تحکم ہے (یعنے قول ساتھ اس ترکیب کہ اول درجہ متفق علیہ کا پھر بخاری کا پھر مسلم کا الخ) نہین جائز ہے اسمین تقلید اسواسطے کہ زیادتی صحت کی نہین ہے مگر واسطے شامل ہونے راویون ان دونو کے ان شرطونپر جو دونون نے انکو اعتبار کیا ہے پس جب فرض کیجا وین یہ شروط کسی روایت حدیث مین بیچ غیر ان دونون کتابون کے پس کیونکر نہین ہوگا حکم کرنا ساتھ زیادتی صحت اس حدیث کے جو صحیحین مین ہے عین تحکم آقول یہ کلام شنیع شیخ کا نہایت تعصب مذہبی سے صادر ہوا ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق کے کلام سے گذرا چونکہ اکثر احادیث صحیحین کے مخالف مذہب حنفی کے تھین اور شیخ نے ثبوت مذہب حنفی مین مثل وکلاء کے مضبوط کمر باندھی ہوئی تھی مقابلہ صحیحین سے شیخ کو بہت حیرانی حاصل ہوئی ناچار خرق اجماع کو کیا اور غیر سبیل المومنین کا ہرگز خیال نہ لائے یہ قاعدہ محدثہ جاری کیا پہلے یہ لوگ کیا کچھ نہین کرچکے یہ انکی شان سے بعید نہین ابوہریرہ کیسی صحابی جلیل القدر اور حضرت انس خادم رسول اللہ صلعم اور ان دونون کے حقمین رسول اللہ صلعم نے دعا فرمائی تھی لہذا یہ دونون بہت بڑے حافظ حدیث تھے اور اکثر صحیحین مین انھین کی روایت سے حدیثین ہین ان دونون صحابہ پر طعن غیر فقیہ کا کرکے اونکی حدیث کو کہ اکثر مخالف مذہب کے تھی اُڑا دیا اور صاحب ہدایہ نے حضرت معاویہ کو ظالم بنایا ان لوگونکو طعن صحابہ مین کہ خیر الامت ہین کچھ بھی باک نہین یہ سب خرابی تقلید مذہب معین سے ہے جیسا کہ آجکل کے حنفیونکو تقلید مین غلو ہے کسی اہل مذہب کو

جو منفرد ہوا ہے ساتھ اسکے بخاری پھر وہ حدیث جو منفرد ہوا ہے ساتھ اوسکے مسلم
پھر وہ حدیث جو ان دونون کی شرط پر ہے حافظ ابن صلاح نے مقدمہ مین فرمایا ہے
وکتاباهما اصح الکتب بعد کتاب الله العزیز ترجمہ کتابین ان دونون کی (یعنی بخاری
ومسلم) زیادہ صحیح کتابون کے بعد کتاب اللہ غالب کے ہین دوسری جگہ مقدمہ مین فرمائے
ہین فاولها صحیح اخرجه البخاری ومسلم جمیعا الثانی صحیح انفرد به البخاری
عن مسلم الثالث صحیح انفرد به مسلم ای عن البخاری الرابع صحیح علی شرطهما
ولم یخرجاه الخ ترجمہ پس اول قسم صحیح کی وہ ہے جسکو بخاری اور مسلم دونون
نے ملکر تخریج کیا ہے دوسری قسم صحیح کی وہ ہے جو بخاری منفرد ہوا ہے مسلم سے
تیسری قسم صحیح کی وہ ہے جو منفرد ہوا ہے مسلم بخاری سے چوتھی قسم صحیح کی وہ ہے
جو دونون کی شرط پر ہوا اور دونون نے نہ تخریج کیا ہو ایسا ہی علامہ جلال الدین
نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی مین فرمایا ہے ان نقول بالا سے معلوم ہوا
کہ سب سے زیادہ صحیح بعد کتاب اللہ کے جمیع علما کے نزدیک یہ دو کتاب ہین
ان دونونکا صحیح ہونا کیا معنی یعنی ان دونون کی احادیث سب کتاب مصنفہ سے
زیادہ صحیح ہین جب انکی احادیث سب سے زیادہ صحیح ٹھہرین تو لامحالہ سب سے
صحت مین مقدم ہونگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اول درجہ متفق علیہ کا دوسرا انفراد
بخاریکا تیسرا انفراد مسلم کا چوتھا جو ان دونون کی شرط پر ہو جب یہ امر بخوبی معلوم
ہوچکا تو اب شیخ ابن الہمام کی عبارت کو رد کیا جاتا ہے فتح القدیر مین بحث اداکرنے
دو سنتون قبل مغرب مین کہا ہے قوله وقول من قال اصح الاحادیث ما فی الصحیحین
ثم ما انفرد به البخاری ثم ما انفرد به مسلم ثم ما اشتمل علی شرطهما تحکم
لا یجوز التقلید فیه اذ الاصحیة لیس الا لاشتمال رواتهما علی الشروط
التی اعتبراها فاذا فرض وجود تلک الشروط فی رواة حدیث فی غیر الکتابین

قاصرہ کے تواتر سے مگر تحقیق یہ تلقی خاص ہے ساتھ ان حدیثون کے کہ نہین پرکھا
اونکو کسی نے حفاظ مین سے یہان کسی کو یہ شبہہ ہو کہ خدا جانے وہ کسقدر احادیث
ہین جسپر حفاظ نے کلام کیا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ کل دوسو بتیس ۲۳۲ احادیث
بخاری و مسلم مین لوگون نے کلام کیا ہے جنمین سے تبیس ۳۲ مین دونون مشترک ہین
اور اٹھتر ۷۸ مین بخاری منفرد ہے باقی مسلم مین یہ کلام ان لوگونکا ٹھیک نہین ہے
جیساکہ عنقریب اسکا جواب آویگا لیکن بفرض محال یہ احادیث ان کتابون سے منہا کرو
باقی تو درباب تلقی کے قطعی ہون گی تم تو جمیع بخاری و مسلم پر غیر کو ترجیح دیتے ہو
نہ ان احادیث پر یہان سے دفع ہوا کلام تلمیذ ابن الہمام کا کہ یہ تلقی جمیع کتاب مین نہین
کیونکہ جسمین تلقی نہین وہ بہت اقل قلیل ہین اب کلام تلمیذ سے یہ معلوم ہوا کہ تلقی تو ہے
مگر جمیع مین نہین خیر جسمین تلقی نہین اسمین آپ معارضہ کرین نہ کل مین یہ کیسا تعصب
مذہبی ہے کہ باوجود اقرار کے پھر بھی ہٹ دھرمی نہین چھوڑتے جسمین تلقی نہین
اسکا جواب انشاء اللہ تعالی عنقریب جواب کلام شیخ مین آویگا جب یہ بات ثابت
ہوئی کہ یہ تلقی صحیحین مین ہے اور سوائے صحیحین کے اور کسی مین نہین پائی جاتی
تو لامحالہ جسمین یہ تلقی ہوگی مرجح ہوگی غیر سے جسمین تلقی نہین ہے وجہ ثانی یہ ہے
کہ ہم تسلیم نہین کرتے کہ یہ زیادتی صحت کے ساتھ مجرد اشتمال شروط کی ہے بلکہ یہ زیادتی
صحت کی بباعث ہونے مولفون انکے دونون کے جلیل القدر امام المحدثین اس فن مین
ہے کیونکہ جیسے ان دولونکو حذاقت اور معرفت علل حدیث مین تھی ایسے آجتک
کسیکے نصیب نہین ہوئی دیکھیے علی بن المدینی جو اعلم تھے علل حدیث مین اور بخاری
نے ان سے علم علل کا حاصل کیا باوجود اسکے مقر تھا کہ بخاری نے اپنے مثل کسیکو
نہین دیکھا یعنے اوسکا ثانی کوئی نہین امام مسلم صاحب صحیح جب امام بخاری سے
ملتے تو کہتے کہ اے استاذ المحدثین طبیب حدیث مجکو چھوڑ کہ تیرے قدم چومون مجکو نہین

نہین مثل رافضیون کے جھوٹی جھوٹی تعریفین بناکر اپنے امام کو غیرونپر ترجیح دیتے ہین
کہین حضرت خضر کو کہ جسکی شانمین اللہ پاک نے فرمایا ہے علمناہ من لدنا علما امام
صاحبکا شاگرد بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ پچیس برس حضرت خضر نے امام صاحب سے
پڑہا دیکہیئے کہ آجکل کے غبی طلبہ آٹھ برس مین تحصیل علوم سے فارغ ہوجاوین حضرت
خضر ایسے غبی ہوئے کہ پچیس برس مین علم پڑہا کہین امام مہدی کو انکا مقلد بتاتے
ہین کہین سراج امتی حدیث پڑھ سناتے ہین نہ اللہ کا خوف نہ اہل تحقیق
سے شرم وحیا اہل تحقیق ہمیشہ بھی سے ان کے مزعومات کو رد کرتے چلے آئے ہین اور
ان کے آساس کی بیخ کنی مگر پھر بھی یہ لوگ باز نہین آتے حضرت ابوہریرہ کی فقاہت کو
جناب نوابصاحب بہادر مدظلہ نے بہت زور شور سے ثابت کیا ہے ایساہی اور
افترا ؤنکو رد کیا ہے اب قول ابن الہمام کا بحول اللہ وقوتہ ایسا جواب دیتا ہون کہ
جس سے روح انکی اور انکی مقلدین کی کہ ازانجملہ ہمارے مخاطب بھی ہین توبہ کرے اور
پھر کوئی اس کلام کا نام نہ لیوے مگر جاہل بے حیا جواب اس کلام کا بہت سی وجہ سے
ہے وجہ اول یہ ہے کہ ہم نہین تسلیم کرتے کہ زیادتی صحت کی موقوف ہے شمول شروط پہ
بلکہ زیادتی صحت کی جہت تلقی امت کے ہر دو کتاب کو ہے جیساکہ اوپر گذرا عبارت شرح
نخبہ وغیرہ سے کہ زیادہ صحیح کتابون مصنفہ کی بخاری اور مسلم ہین واسطے تلقی امت کی
ان دونونکو دیکھیئے سب محققین نے زیادتی صحت کی علت تلقی امت ٹھہرایا ہے نہ اشتمال
شروط کو اور یہ تلقی امت متواتر چلی آتی ہے کسی نے سوائے شیخ کے اسمین خلاف
نہین کیا اور یہ تلقی وحدہ کافی ہے مجرد طرق متعددہ سے جیساکہ فرمایا ہے حافظ
ابن حجر نے شرح نخبہ مین وھذا التلقی وحدہ اقوی فی افادۃ العلم من مجرد
کثرۃ الطرق القاصرۃ عن التواتر الا ان ھذا یختص بمالم ینتقدہ احد من
الحفاظ ترجمہ اور یہ تلقی تنہا زیادہ قوی ہے بیچ حاصل ہونے علم کے مجرد کثرت طرق

ترجیح دینا گویا شک کو یقین پر ترجیح دینا ہے اور یہ بدیہی البطلان ہے وجہ پنجم یہ ہے کہ شیخین فقط رجال پر صحت حدیث مین اکتفا نہین کرتے کہ یہ عادل ہے یا غیر عادل بلکہ دیکھتے ہین کہ اس شخص کو اپنے شیخ سے ممارست ہے یا نہین اور شیخ کی صحبت مین کم رہا یا زیادہ رہا یہ اوسکے شہر کا ہے یا غیر جگہ کا ہر امر کا لحاظ کرتے ہین بخلاف غیر کے کہ اسکو یہ لحاظ نہین وجہ ششم یہ ہے کہ شیخین مجرد ثقہ کی ثقہ سے روایت نہین لاتے بلکہ تفحص کرتے ہین حال راوی اور مروی عنہ کا کہ یہ راوی ثقہ بہ نسبت اپنے شیخ مروی عنہ کے ثقہ ہے یا ضعیف اگر ضعیف ہے تو اس مروی عنہ سے اوسکی روایت نہین لاتے بلکہ غیر سے جسکے نسبت ثقہ ہے اوس سے لاتے ہین مثلاً ہشیم یہ راوی ثقہ ہے لیکن بہ نسبت زہری کے ضعیف ہے وجہ اوس کے ضعف کی جیسا کہ تہذیب التہذیب وغیرہ اسماء الرجال کی کتب مین موجود ہے وہ یہ ہے کہ ہشیم نے زہری سے بیس حدیثین اخذ کین ایک پرچہ پر اونکو ضبط کیا یہ اوس ورق کو لیکر جاتا تھا کہ ناگاہ ہوا تند چلی وہ ورق اوسکے ہاتھ سے اڑگیا پھر یہ زہری سے باعتماد اپنی یاد کے روایت کرنے لگا حالانکہ وہ اسکو یاد نہ تھین یہ وجہ اوسکی زہری سے ضعیف ہونے کی ہے یہ دونون راوی بخاری مسلم مین موجود ہین مگر اسطور سے کہین نہین هشیم عن الزهری یا قال هشیم حدثنا الزهری ایسا ہی ہمام ابن جریج کی نسبت ضعیف ہے شیخین کبھی ہمام کی روایت ابن جریج سے نہین لاتے بلکہ غیر سے لاتے ہین بخلاف اور شخص کے کہ جب دیکھا کہ دونون آدمی صحیحین مین ہین جھٹ حکم علی شرط الشیخین کا لگا دیا اسیواسطے شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین حاکم کی نسبت فرمایا ہے چنانچہ عبارت اونکی صفحہ ۱۳۹ مین یون ہے وقد استدرک الحاکم علیهما احادیث هی علی شرطهما و لم یذکراها و قد تتبعت ما استدرکه فوجدته قد اصاب

دوست رکھیگا مگر مومن اور نہین دشمن جانیگا مگر منافق کذا نقلہ القسطلانی والحافظ ابن حجر والمولوی احمد علی وغیرہم اور ظاہر ہے کہ جو اس فن مین زیادہ ناقد و اعلم ہوگا بیشک اوسکی پرکھی ہوئی حدیث مقدم ہوگی غیر سے وجہ ثالث یہ ہے کہ مجرد اشتمال شروط کا جو ان دونون نے اعتبار کئے ہین اس سے زیادتی صحت کی تو درکنار حدیث کا صحیح ہونا بھی لازم نہین آتا کیونکہ غایت مافی الباب یہ ہوگا کہ وہ حدیث صحیح السند ہوگی اور صحیح السند سے صحیح ہونا ضرور نہین ہے امام سیوطی نے تدریب الراوی مین فرمایا ہے وقولهم ای الحفاظ حدیث حسن الاسناد او صحیحه دون قولهم حدیث صحیح او حسن لانه قد یصح او یحسن الاسناد لثقة رجاله دون المتن لشذوذ او علة ترجمہ قول اونکا یعنے حفاظ حدیث کا یہ حدیث حسن الاسناد ہے یا صحیح الاسناد ہے کم ہے ان کے قول سے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن ہے اسواسطے کہ تحقیق کبھی صحیح یا حسن ہوتی ہے سند واسطے ثقات رجال کے نہ متن واسطے شاذ ہونے متن کے یا اسمین کوئی علت ہو ایسا ہی امام الفن ابن صلاح نے اپنے مقدمہ مین فرمایا ہے مین کہتا ہون صحیح کی تعریف مین خود ماخوذ ہے کہ راوی بھی ثقہ ہون اور وہ روایت خالی ہو شذوذ او علت سے جبتک شذوذ او علت سے خالی نہوگی صحیح نہوگی وجہ چہارم یہ ہے کہ ہم نہین تسلیم کرتے کہ ان کے شروط کسی دوسرے مین پائے جاتے ہین بلکہ ممکن نہین کیونکہ ان دونون نے اپنی شروط کی کسیجگہہ تصریح نہین کی کہ ہماری فلان فلان شرط ہے جس کسی نے کہا ہے کہ یہ صحیحین کی شرط یہ ہے فقط اپنی تخمین پر کہا ہے اپنے انداز مین اوسنے اونکی کتاب سے انتزاع شروط کا کیا ہے ہوسکتا ہے کہ جسکو اوسنے شرط سمجھا ہو وہ اونکی شرط نہو یا کوئی شرط یا زیادہ شرطین اونکی چھوڑ گیا ہو بخلاف حدیث صحیحین کے اسمین انکی شروط بالیقین موجود ہین اور غیر مین شک ان کے شروط کا ہے تو غیر کو

بہ نسبت سند راوی ثقہ کے تو اس سند متنازل پر اعتماد کرکے سند عالی کو کہ اسمین کسی طور کا ضعف ہے لے آتے ہین چنانچہ مسلم اپنی کتاب مین بہت جگہہ اسیطرح لایا ہے اب اوس راوی پر حکم علی شرط مسلم یا صحیحین کا لگانا ہرگز درست نہوگا مین اس قول کو بہت سی وجہ سے رد کر سکتا تھا لیکن بباعث طوالت کے اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اب رد ہوا قول مولوی احمد علیصاحب کا جسکو انھون نے مذہب محققین لکھا تھا **قولہ** ثم حکمهما او احدهما بان الراوی یجمع تلک الشروط مما لا نقطع فیہ بمطابقۃ الواقع فیجوز کون الواقع خلافہ ترجمہ پھر حکم کرنا ایک ان دولونکا یا ایک کا باینطور کہ یہ راوی جامع جمیع شروط کا ہے یہ ایسی چیز ہے کہ ہم اسمین نہین یقین کرسکتے کہ یہ مطابق واقع کے ہے پس جائز ہے ہونا واقع کا خلاف اسکے **اقول** یہ قول محض لغو ہے کیونکہ ہمکو مطابقت و عدم مطابقت سے کچھ بحث نہین بنا اسکی فقط غلبہ ظن پر ہے کیونکہ احکام شرع کے ظاہر پر ہین جب ہمکو ایک شخص ثقہ نے خبر دی کہ فلان بہت دیندار متقی ہے ہمکو اس خبر کی صحت مین غلبہ ظن کا ہوجاویگا گو واقع اوسکے خلاف ہو واقع مین تو کیسیکے اسلام کا حکم بھی نہین کرسکتے حافظ ابن حجر نے شرح نخبہ مین کہا ہے الا یلزم من نفی القطع نفی الحکم لان الحکم یقع بالظن الغالب ترجمہ نہین لازم آتا نفی یقین سے نفی مطلق حکم کی اسواسطے کہ تحقیق حکم واقع ہوتا ہے ساتھ ظن غالب کے شیخین کا کسی شخص کے حقمین گواہی دینا کہ یہ ثقہ ہے اس سے بڑھکر غلبہ ظن مین اور کیا ہوگا **قولہ** قد اخرج مسلم عن کثیر فی کتابہ ممن لم یسلم من غوائل الجرح وکذا فی البخاری جماعۃ تکلم فیہ ترجمہ تحقیق نکالا ہے مسلم نے اپنی کتاب مین بہت سے اون لوگون سے جو نہین بچے ہوئے آفت جرح سے اور ایسا ہی بخاری مین ایک جماعت نے کلام کیا ہے **اقول** جاننا چاہیئے کہ بخاری کے اسّی آدمیون اور مسلم کے ایکسو ساٹھ ۱۶۰ آدمیونپر لوگون نے کلام کیا ہے لیکن یہ کلام

من وجه ولم یصب من وجہ و ذلک لانہ وجد احادیث مرویۃ عن رجال الشیخین بشرطہما فی الصحۃ والاتصال فاتجہ استدراکہ علیہما من ھذا الوجہ ولکن الشیخین لا یذکران الاحادیثا قد تناظر فیہ مشایخہما واجمعوا علی القول بہ والتصحیح لہ کما اشارمسلم ترجمہ تحقیق استدراک کیا ہے حاکم نے شیخین پر ایسے حدیثونکا کہ وہ ان دونون کی شرط پر ہین اوران دونون نے انکو ذکر نہین کیا اورتحقیق مین نے تلاش کیا اوسکے استدراک کو پس مین نے پایا اسکو تحقیق من وجہ پہونچا ہے (یعنے ایک طرح سے استدراک ٹھیک ہے) اور من وجہ نہین پہونچا یہ اسواسطے کہ تحقیق اوس حاکم نے پایا احادیث کو کہ مروی ہین رجال شیخین سے انکی شرط پر صحت اور اتصال مین پس ٹھیک ہوا استدراک اسکا اسوجہ سے لیکن شیخین نہین ذکر کرتے مگر ایسی حدیث کو کہ اون کے مشایخون نے اوسمین مناظرہ کیا ہے اور اجماع کیا ہے قول سے اسپر اور اوسکی صحت پر جیسا کہ مسلم نے اشارہ کیا ہے وجہ ہفتم یہ ہے کہ بعض راوی بخاری ومسلم مین اس قسم کے ہین کہ آخر عمر مین اونکے حافظہ مین فتور آگیا اسوجہ سے انکی حدیث مین خلط واقع ہوا اور شیخین نے اون سے قبل اختلاط کے اخذ کیا اب وہ شخص ہرگز شرط شیخین پر نہوگا وجہ ہشتم بخاری ومسلم مین بعض راوی مدلس ہین شیخین اونکی روایت نہین لاتے مگر لفظ حدثنا یا اخبرنا سے پس غیر نے جب دیکھا کہ یہ راوی بخاری مسلم مین ہے فوراً اوسپر شرط شیخین کا حکم لگایا حالانکہ وہ درحقیقت ایک کی شرط پر بھی نہین وجہ نہم یہ ہے کہ بعض راوی ایسے ہین کہ اونکی سب طرح کی احادیث ہین یعنے اونکو خلط ہوگیا ہے لیکن شیخین بباعث مہارت تام کے پہچانتے ہین کہ فلان روایت اسکی صحیح ہے فلان غیر صحیح اب دوسرے کو ہرگز نہین پہنچتا کہ اس راوی پر حکم شرط شیخین کا کرے وجہ دہم یہ ہے کہ بعض حدیثین انکو رجال ضعیف سے بھی ملین اور ثقہ سے بھی ملین لیکن سند ضعیف کی عالی ہے

اس آدمی کی جو نہوے بلانیوالا اپنی بدعت کی طرف اسلیئے کہ تحقیق آراستہ کرنا
اپنی بدعت کا کبھی برانگیختہ کرتا ہے اوسکو روایتونکی تحریف اور برابری پر جسطرحپر
کہ اسکا مذہب مقتضی ہو اور یہ صحیح مذہب ہے قول غریب ہے ابن حبانکا جو دعوی
کیا ہے اتفاق کا قبول روایت غیر داعیہ پر بغیر تفصیل کے ہان اکثر علماء قبول کرنے
غیر داعیہ پر ہین فقط اسیطرح پر سخاوی نے الفیہ اور اوسکی شرح مین کہا ہے مسلم
وتلویح وغیرہ کتب اصول احناف مین اس مسئلہ کو خوب مفصل بیان کیا ہے من شاء
فلیرجع الیہا جواب ثانی کا یہ ہے کہ جس مخالفت سے حدیث مین ضعف آتا ہے وہ
مخالفت بحمد اللہ پائی نہین جاتی چنانچہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری
کے مقدمہ مین فرمایا ہے واما المخالفۃ ینشاء عنہا الشذوذ والنکارۃ فاذا
روی الضابط اوالصدوق شیئا فرواہ من ہو احفظ منہ او اکثر عددا
بخلاف ما روی بحیث یتعذر الجمع علی قولہ عند المحدثین فہذا
شاذ وقد یشتد المخالفۃ او یضعف الحفظ فیحکم علی ما یخالف فیہ بکونہ
منکرا وہذا لیس فی الصحیح سوی نزر یسیر ترجمہ لیکن مخالفت پس پیدا
ہوتی ہے اوس سے شذوذ اور نکارۃ جبکہ روایت کیا ضابط یا صدوق نے
کسی حدیث کو پس روایت کیا ایک شخص نے جو اس سے زیادہ یاد رکھنے والا تھا
یا بہت لوگون نے بخلاف اس حدیث کے جسکو اوس نے روایت کیا تھا اسطرحپر کہ
دشوار ہے ان دونون کے درمیان موافقت قاعدے محدثین پر پس یہ شاذ ہوگی
اور کبھی سخت ہوتی ہے مخالفت یا ضعیف ہوتا ہے حافظہ پس حکم کیا جاتا ہے اس
حدیث پر جو خلاف کرتا ہے کہ وہ منکر ہے شکر ہے اللہ کا کہ نہین ہے صحیح یعنے
(صحیح بخاری ومسلم مین) سوائے حرف یسیر کے جواب سوم کا یہ ہے کہ جو غلطی
معتبر جرح مین ہے یعنے کثیر الغلط ہونا راویکا سو بحمد اللہ صحیحین مین یہ جرح پائی

انکا مردود مطرود ہے بخاری کے رجال کا جواب حافظ ابن حجر نے طول بسط سے
مقدمہ فتح الباری مین دیا ہے ایسا ہی مسلم کے رجال کا جواب امام نووی نے شرح
مسلم مین دیا ہے جلال الدین سیوطی نے تدریب الراوی مین ایک عمدہ جواب دیا ہم
مختصر طور پہ ہم بھی کئی جواب دیتے ہین جواب اول وجوہ بالا سے معلوم ہوچکا کہ اس
فن مین امام بخاری و مسلم سے آجتک کوئی بعد ان کے ان جیسا نہین ہوا جب ان
دونون نے یہ کہا کہ ہم اپنی کتابونمین وہ احادیث لائے ہین جو صحیح ہین اور بہت
سے صحاح کو ترک کیا ہے اب دوسرے شخص کا کلام کہ انسے کم ہے اس حدیث میز
جسکو انھون نے صحیح کہا ہے کیونکر مقبول ہوگا جواب ثانی جن راویونپر لوگون نے
کلام کیا ہے وہ کلام پانچ طرح پر ہے اول بدعتی ہونے راوی سے کہ فلان قدریہ ہے
مرجیہ ہے دوم مخالفت ارجح سے سوم جہت غلط سے چہارم جہالت حال راوی سے
پنجم دعوی انقطاع سے جواب اول کا یہ ہے کہ روایت بدعتی کی جب تک اپنی
بدعت کو شایع نہ کرے نزدیک جمہور محدثین و فقہا اصولین کے معتبر ہے حافظ ابن
صلاح نے مقدمہ کے نوع تیئیسوین کی نوین تفریع مین فرمایا ہے قال - قوم تقبل
روایتہ اذا لم یکن داعیۃ و لا تقبل اذا کان داعیۃ الی بدعتہ و ھذا
مذھب الکثیر ترجمہ کہا قوم نے قبول کیجاوے گی روایت اسکی جب نہ ہو بلانیوالا
اور نہین قبول کیجاوے گی جسوقت ہو بلانیوالا بدعت کیطرف اور یہ مذہب اکثر کا
ہے حافظ ابن حجر نے نخبہ اور اوسکی شرح مین فرمایا ہے مطبع فاروقی کے صفحہ
۵۰ مین ہے یقبل مالم یکن داعیۃ الی بدعتہ لان تزئین بدعتہ قد یحملہ
علی تحریف الروایات و تسویتہا علی ما یقتضیہ مذھبہ و ھذا فی
الاصح و اغرب ابن حبان فادعی الاتفاق علی قبول غیر الداعیۃ من غیر
تفصیل نعم الاکثر علی قبول غیر الداعیۃ ترجمہ قبول کیجاوے گی روایت

حالانکہ وہ جرح بھی غیر مبین ہے فقط یہ بحث بہت طول بسط سے مطولات مین ہے جسکا دل چاہے اونکی طرف رجوع کرے یہان سے جواب کلام ابن الہمام اور اون کے تلمیذ کا جو درباب صحیحین کے تھا احسن وجہ سے مدفوع ہوا جسکے ضمن مین جواب کلام مولوی احمد علی کا کہ ماخوذ کلام شیخ سے تھا ختم کو پہنچا وما توفیقی الا باللہ **قولہ** کتب دیگر ہم سوائے صحاح ستہ معتبر اند کہ دران بسیارے از احادیث صحیحہ واجب العمل مستند وبعضی از ایشان در صحاح ستہ نیست **اقول** بیشک بعض دوسرے کتب سوائے صحاح ستہ کے معتبر ہین اور احادیث اون کے جو بشروط محدثین کے صحیح یا حسن ہین قابل عمل کے ہین لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ یہ کتب درجہ اور مرتبہ مین صحاح ستہ سے بڑھی ہوئی ہون اور درجہ ان کتب کا صحاح ستہ سے فایق ہو جس عجالہ نافعہ سے آپ نے موطا امام مالک کا حال نقل کیا ہے اسی رسالہ مین سوائے صحاح ستہ کے جو کتب ہین سبکا درجہ اور حال مفصل لکھا ہے واسطے شائقین کی کچھہ مین یہی لکھدیتا ہون اور جن جن کتابونکا آپنے ذکر فرمایا ہے مثلاً مستدرک حاکم وصحیح ابن حبان وصحیح ابن خزیمہ وغیرہ کا حال بھی اسی عجالہ نافعہ سے واضح کرے دیتا ہون عجالہ نافعہ مطبوعہ مطبع محمدی واقعہ لاہور کے صفحہ ۸ مین ہے طبقہ ثالثہ احادیثیکہ جماعت از علمائے متقدمین برزمان بخاری ومسلم یا معاصرین آنہا یا لاحقین بانہا در تصانیف خود روایت کردہ اند والتزام صحت نمودہ وکتب آنہا شہرت وقبول در مرتبہ طبقہ اولی وثانیہ نرسیدہ ہرچند مصنفین آن کتب موصوف بودند بہ تبحر در علوم حدیث و وثوق و عدالت وضبط واحادیث صحیح وحسن وضعیف بلکہ متہم بالوضع نیز دران کتب یافتہ می شود ورجال آن کتب بعضی موصوف بعدالت اند وبعضی مستور وبعضی مجہول واکثر آن احادیث معمول بہ نزد فقہا نشدہ اند بلکہ اجماع برخلاف آنہا منعقد گشتہ و درین کتب ہم تفاضل وتفاوت ہست بعضہا اقوی من بعض اسامی آن کتب اینست مسند شافعی

نہین جانی چنانچہ حافظ ابن حجر نے مقدمہ مین فرمایا ہے و اما الغلط فتارۃ یکثر من الراوی و تارۃ یقل الی ان قال و لیس فی الصحیح بحمد اللہ من ذلک شیٔ ترجمہ لیکن غلط پس کبھی زیادہ ہوتا ہے راوی سے اور کبھی کم یہانتک کہ فرمایا نہین ہر بحمد اللہ صحیح (یعنے صحیح بخاری ومسلم) مین اس سے کچھ شی جواب چہارم کا حافظ ابن حجر نے مقدمہ مین یون دیا ہے فمن زعم ان احدا منھم مجھول العدالۃ فکانہ نازع المصنف فی دعواہ انہ معروف و لاشک ان المدعی لمعرفتہ مقدم علی من یدعی عدم معرفتہ لما مع المثبت من زیادۃ العلم و مع ذلک فلا تجد فی رجال الصحیح احدا ممن یسوغ اطلاق اسم الجھالۃ علیہ اصلا ترجمہ جس کسی نے گمان کیا کہ بیشک کوئی راویون سے مجہول العدالت ہے پس گویا اوسنے مصنف کے دعوی سے کہ وہ دعوا معروف کا ہے جھگڑا کیا اور نہین شک ہر کہ مدعی معرفت اسکے کا بیشک مقدم ہے مدعی عدم معرفت اسکے پر کیونکہ مثبت کے ساتھ زیادتی علم کی ہے اور باوجود اسکے پس نہ پاویگا تو رجال صحیح بخاری مین کسیکو ان لوگون سے جنپر اطلاق اسم جہالت کا جائز ہو اور جواب پنجم کا حافظ ابن حجر نے یہ دیا ہے - اما دعوی الانقطاع فمدفوعۃ عمن اخرج لھم البخاری لما علم من شرطہ ترجمہ لیکن دعوی انقطاع کا پس مدفوع ہے ان لوگون سے جنکی حدیث بخاری لایا ہے بباعث اسکے کہ جانی گئی ہے شرط اسکی سے مترجم کہتا ہر بخاری کی ایک یہ شرط ہے کہ جبتک نیچے کے راوی کی اعلی سے ملاقات نہین ہوتی تو اوسکی حدیث اپنی کتاب مین نہین لاتا پس اب انقطاع کو کیا دخل ہے فقط جواب سوم یہ ہر کہ یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے کہ امام بخاری ومسلم سے اوس زمانے مین کوئی جرح تعدیل مین بڑا ہوا تھا اور نہ اون کے بعد کوئی اون جیسا ہوا ہے جبکہ اُنھون نے ایک راوی کی توثیق کی تو پھر دوسرے کی جرح اسپر کسطرح سے سنی جاویگی

فضیلت صحت مین لازم نہین آتی اور جواب اسکا (یعنے اس اشکال کا یہ ہے) کہ تحقیق
فضیلت حمل کی گئی ہے شرائط صحت پر پس امام مالک انقطاع کو اسناد مین قادح
نہین دیکھتے پس اسیواسطے اپنی کتاب کے اصل وضع مین مراسیل ومنقطعات
وبلاغات کو لائے ہین اور بخاری انقطاع کو بیشک علت گمان کرتا ہے پس نہین نکالتا
اس حدیث کو یہ جبکا رستہ ہے مگر اپنی کتاب کے اصل وضع کے غیر مین مثل تعلیقات
وتراجم کے اور اسمین شک نہین کہ تحقیق منقطع اگرچہ ایک قوم کے نزدیک ان
حدیثو نمین سے ہے جو ایک قوم کے نزدیک حجبت ہین پس متصل زیادہ قوی ہوگی
اس سے جبوقت کہ مشترک ہون دونون کے راوی عدالت اور حفظ مین پس ظاہر
ہوئی اس تقریر سے فضیلت صحیح بخاری کی فقط تیز حافظ الحدیث ابن حزم نے بھی
موطا کا درجہ بہت کم درجے پر رکھا ہے جیسا کہ نقل کیا امام ذہبی نے سیر النبلاء مین
اور شاہ ولی اللہ صاحب نے شرح موطا مین تصریح کی ہے کہ موطا مین جو کچھ ہے
نزد امام مالک پر سب صحیح ہے نہ راسے غیر پر حیث قال حافظ ابن حجر کتاب مالک
صحیح عندہ وعند من یقلدہ علی ما اقتضاہ نظرہ من الاحتجاج بالمرسل
والمنقطع وغیرھما ترجمہ فرمایا حافظ ابن حجر نے کتاب مالک کی صحیح ہے نزدیک مالک
اور اوس شخص کے کہ جو اسکا مقلد ہے جیسا کہ تقاضا کرتی ہے نظر اوسکی حجت پکڑنے
سے ساتھ مرسل اور منقطع اور سوائے ان دونون کے اس تحقیق سے رد ہوا قول
مولویصاحب کا جو انھون نے عجالہ نافعہ سے اپنے مدعا کی تائید کے لئے نقل کیا تھا
قولہ وقطع نظر ازین اگر حدیثی معمول امام اعظم رح باشد ودر صحاح وغیرہ آن را
ضعیف منسوب کردہ باشند تضعیف ایشان بہ نسبت امام اعظم رح قابل حجت نیست
زیرا کہ ممکن ست کہ تا رسیدن این محدثین رحمہم اللہ ملحوق واسطہ ضعیف آن حدیث
ضعف قبول کردہ باشد وابو حنیفہ رح کہ متقدم ست اورا این واسطہ ضعیف نیفتادہ باشد

سنن ابن ماجہ مسند دارمی مسند ابو یعلی موصلی مصنف عبد الرزاق مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ مسند عبد بن حمید مسند ابی داؤد طیالسی وسنن دارقطنی صحیح ابن حبان و مستدرک حاکم کتب بیہقی کتب طحاوی وتصانیف طبرانی انتہی اس عبارت منقولہ عجالہ نافعہ سے حال ان کتب کا مفصل معلوم ہوا ایسا ہی فرمایا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین یہ جو آپ عجالہ نافعہ سے نقل فرماتے ہین کہ موطا امام مالک کی ام صحیحین ہے گویا آپکا مطلب یہ ہے کہ موطا کا درجہ صحیحین کے درجہ سے زاید ہے یا مساوی اگرچہ شاہ عبد العزیز صاحب نے اور اون کے والد ماجد نے بہت کچھ تعریف موطا کی کی ہے لیکن محققین کے نزدیک درجہ موطا امام مالک کا صحیحین کے درجہ سے بہت کم ہے کیونکہ موطا مین بہت سی حدیثین منقطع ومرسل و بلاغات ہین بخلاف صحیحین کے کہ اسمین اصل وضع کتاب مین یہ کچھ بھی نہین چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مقدمہ فتح الباری مین فرمایا ہے قد استشکل بعض الائمۃ اطلاق تفضیل البخاری علی کتاب مالک مع اشتراکھما فی اشتراط الصحۃ والتثبت والمبالغۃ فی التحری وکون البخاری اکثر حدیثا لایلزم منہ افضلیۃ الصحۃ والجواب عن ذلک ان ذلک محمول علی شرائط الصحۃ فمالک لایری الانقطاع فی الاسناد قادحا فلذلک یخرج المراسیل والمنقطعات والبلاغات فی اصل موضوع کتابہ والبخاری یری ان الانقطاع علۃ فلا یخرج ماھذا سبیلہ الا فی غیر اصل موضوع کتابہ کالتعلیقات والتراجم ولاشک ان المنقطع وان کان عند قوم مما یحتج بہ فالمتصل اقوی منہ اذا اشترک رواتھما فی العدالۃ والحفظ فبان بذلک فضیلۃ صحیح البخاری ترجمہ بیشک مشکل سمجھا ہے بعض ائمہ نے بولنے تفضیل بخاری کو مالک کی کتاب پر (یعنے موطا پر) باوجود شریک ہونے دونون کتابون کے شرطون صحت اور ثبوت اور مبالغہ کرنے کوشش مین اور بخاری مین اکثر حدیث ہونے سے

ابن حجر نے نخبۃ الفکر مین فرمایا ہے وان عورض بمثلہ فان امکن الجمع فھو مختلف الحدیث او لا و ثبت المتاخر فھو الناسخ و الآخر المنسوخ و الا فالترجیح ثم التوقف ترجمہ اور اگر معارضہ کیا جاوے ساتھ مثل اوسکے کے پس اگر جمع ممکن ہو پس وہ مختلف الحدیث ہے یا نہ ممکن ہو اور متاخر ہونا ایک کا ثابت ہو پس وہ ناسخ ہے اور دوسری منسوخ اور اگر تقدم تاخیر نہ ثابت ہو پس ترجیح ہے پھر توقف۔ ایسا ہی الفیہ اور اوسکی شروح مین ہے۔ وجہ دوم اگر ہم اس قاعدہ کو تسلیم بھی کرین تو بھی بحمد اللہ اس سے کچھ خرابی ہمارے مدعا مین نہین آتی کیونکہ اکثر صحابہ قراۃ خلف امام کے قائل ہین جیسا کہ عنقریب آویگا وجہ سوم یہ کہنا کہ رجوع کیا جاویگا طرف فقہاے صحابہ خصوصًا خلفاے راشدین کے آجتک محققین سے اسکا کوئی قائل نہین ہوا نہ یہ قاعدہ اصول حدیث کا ہے نہ اصول فقہ کا اصول حدیث کا قاعدہ تو اوپر مذکور ہوا اصول فقہ کا یہ ہے مسلم الثبوت اور اوسکی شرح بحر العلوم مین ہے ان لم یمکن الجمع تساقطا الی مادونھما مرتبا فاذا کان التعارض بین الآیتین فالمصیر الی خبر الواحد واذا کان بین الخبرین فالمصیر الی اقوال الصحابۃ او القیاس ترجمہ اگر جمع ممکن نہو تو رجوع کیا جاویگا طرف نیچے مرتبہ کو پس جب ہو تعارض درمیان دو آیتون کے پس رجوع کرنا ہے طرف خبر واحد کے اور جب ہو تعارض درمیان دو حدیثون کے پس رجوع ہے طرف اقوال صحابہ کے یا قیاس کے ایسا ہی نور الانوار مطبوعہ مطبع نظامی کے صفحہ ۱۶۴ مین ہے اور اسیطرح توضیح وغیرہ کتب اصول مین ہے تو اب ان کتب اصول کی عبارات کو دیکھو کہ رجوع اقوال صحابہ کی طرف اسمین ہے گو فقیہ ہو یا غیر فقیہ نہ فقط فقیہ کی غرض مقدمہ مولویصاحب کا دھوکھی کی ٹٹی ہے جب مقدمہ کا فیصلہ ہوا تو اب اصل مطلب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے **قولہ** در سند این روایت عند الترمذی والی داؤد محمد بن اسحاق واقع ست قال الشیخ ابن حجر فی التقریب محمد بن اسحاق

بلکہ بطریق دیگر معتبر رسیدہ باشد الی قولہ مراد شارع **اقول** یہ فقط آپکا حسن ظن
اور گمان ہے کہ امام اعظم رح کو شاید وہ حدیث ضعیف دوسرے واسطے قوی سے پہنچی ہو
یہ حسن ظن آپکا آپ کے مخالف پر کچھ حجت نہین ان احتمالون سے شرع مین کام نہین
چلتا ہان اگر دوسرا قوی طریق اس حدیث ضعیف کا جسپر امام اعظم رح نے عمل کیا ہے
آپ امام صاحب سے ہی تا رسول اللہ صلعم پہنچا دیوین تو بیشک وہ حدیث قابل حجت
کے شمار کیجاوے گی اور آپکا قول چونکہ محدثین امام اعظم رح سے موخر ہوئے ہین
اسلیے ہو سکتا ہے کہ شاید یہ واسطہ ضعیف بعد امام صاحب کے لاحق ہوا ہو رست
ہوگا والا ہر کس اپنے معتقد علیہ کی نسبت یہی قول پیش کر سکتا ہے مثلاً کوئی مالکی کہہ سکتا ہے
کہ شاید امام مالک کو ارسال کی حدیث قوی طریق سے ملی ہو جو اوروں ائمہ کو نہین ملی
یا واسطہ ضعیف سے ملی علی ہذا القیاس ہر فرقہ ضالہ بھی اس آپ کے قاعدہ سے اپنے
مذہب کو بخوبی ثابت کر سکتا ہے جو جواب آپ انکو دیوین گے وہی ہمارا تصوفر مائین

قولہ از نیجا ست کہ در اصول گفتہ حکم المعارضۃ بین السنتین المصیر الی اقوال
الصحابۃ رض خصوصاً فقہائے ایشان مثل خلفائے راشدین وعبادلہ ثلثہ وزید
بن ثابت ونحوہم حجتی ست قوی گویا ائینہ ہست برای توضیح مراد شارع الی قولہ چون
ممہد شد این مقدمہ **اقول** خلاصہ مقدمہ مولویصاحب کا یہ ہے کہ جب دو
سنتو نمین تعارض واقع ہو تو رجوع بجانب اقوال صحابہ کے کیا جاویگا جواب اسکا
چند وجہ سے ہے وجہ اول ہم اس قاعدہ کو نہین تسلیم کرتے وجہ عدم تسلیم کی یہ ہے
کہ یہان گفتگو حدیث مین ہے تو قاعدہ اصول حدیث کا ایسے مقام مین معتبر ہوگا
نہ قاعدہ اصول فقہ کا قاعدہ اصول حدیث کا یہ ہے کہ جب درمیان دو حدیثون
کے تعارض واقع ہوا اور تاریخ تقدم تاخیر کی بھی معلوم نہوا ورنہ جمع ممکن ہو اور
نہ کوئی صورت ترجیح کی پائی جاوے تو وہان توقف کیا جاوے گا چنانچہ حافظ

حافظ ابن صلاح مقدمہ مین فرماتے ہین وما رواہ بلفظ مبین الاتصال نحو سمعت وحدثنا واخبرنا واشباھھا فھو مقبول محتج بہ ترجمہ اور جو اوس نے لفظ اتصال کے بیان کرنیوالے سے روایت کیا ہے مثل سمعت (مینے سنا) اور اخبرنا (ہمکو خبر دیا) اور مثل اسکے پس وہ روایت مقبول ہے لایق حجت کے ہے حافظ ابن حجر نخبہ اور اوسکی شرح مین فرماتے ہین وحکم من ثبت عنہ التدلیس اذا کان عدلا ان لایقبل منہ الا ما صرح فیہ بالتحدیث علی الاصح اور حکم اوس شخص کا جس سے تدلیس ثابت ہو جبکہ عدل ہو یہ ہے کہ نہ قبول کی جاوے اوس سے مگر وہ حدیث کہ جسمین تصریح کرے تحدیث کی موافق مذہب صحیح کے عراقی الفیہ مین فرماتے ہین والاکثرون قبلوا ما صرحا ثقاتھم بوصلہ وصححا ترجمہ - اکثر اہل علم نے قبول کیا ہے جس حدیث کی تصریح کی ہے ثقات مدلسین نے ساتھ وصل کے اور یہی قول صحیح کہا گیا ہے - افضل المحققین مولانا صدیق حسن خانصاحب نے اپنی کتاب منہج الوصول مین فرمایا ہے وہرچہ را بلفظ مبین الاتصال ومصرح السماع آورد مثل سمعت واخبرنا وحدثنا واشباہ ان پس آن مقبول محتج بہ است کذا فی المنہل والخلاصہ والمختصر - ترجمہ راوی مدلس جسکو لفظ بیان کرنیوالے اتصال تصریح کرنیوالی سماع سے لایا ہے مثل سمعت واخبرنا وحدثنا اور مثل اسکے پس وہ مقبول لایق حجت کے ہے ایسا ہی ہے منہل اور خلاصہ اور مختصر مین امام محی الدین نووی مقدمہ صحیح مسلم مین فرماتے ہین والصحیح ما قالہ الجماھیر من الطوایف ان ما رواہ بلفظ محتمل لم یبین فیہ السماع فھو مرسل

صدوق یدلس و رمی بالتشیع و القدر **اقول** محمد بن اسحاق پر جو آپ نے
یہ جرح نقل کی ہے اور اوسی جرح سے حدیث ترمذی و ابو داؤد کو جسمین محمد بن اسحاق
واقع ہے آپ نے ضعیف ٹھہرایا ہے حالانکہ یہ جرح بالکل مجروح ہے کیونکہ آپ کے
قول کے موافق اس راوی پر دو جرح ہوئین ایک تدلیس کی دوم رمی بالتشیع والقدر کی
جواب جرح اول کا دو طور پر ہے اول قواعد حنفیہ سے دوم قواعد محدثین سے
تقریر اوس جواب کی جو قواعد حنفیہ سے ہو اسطور پر ہو کہ تدلیس حنفیہ کے یہان جرح
ہی نہین مسلم الثبوت اور اوسکی شرح مین ہو ولا جرح ایضًا بالتدلیس بایہام الروایۃ
عن المعاصر الاعلی و ہو یروی عن الادنی الخ ترجمہ اور نہین ہو جرح بھی ساتھ
تدلیس کے بباعث وہم مین ڈالنے کے روایت کو معاصر اعلی سے حالانکہ وہ
روایت کرتا ہے اوسکو ادنی سے اسیطرح سے اور جمیع کتب اصول حنفیہ مین ہو
جب حنفیہ کے نزدیک تدلیس سرے سے جرح ہی نہ ٹھہری تو پھر حنفیونکو ہرگز لائق
نہین ہے کہ اس جرح سے اعتراض محمد بن اسحاق پر کرکے اوسکی حدیث کو بباعث
اس جرح کے مجروح سمجھین مجھکو مولوی احمد علیصاحب پر نہایت ہی افسوس
ہے کہ باوجود حنفی ہونے کے مولویصاحب نے اس جرح سے تعرض کیا اور
اوسکو جرح سمجھا ناظرین خیال کرین کہ مولویصاحب کی کیسی ناانصافی ہے فقط
اگر کہا جاوے کہ محدثین کے نزدیک تو یہ جرح ہو گو حنفیہ کے نزدیک نہو بطور
قواعد محدثین کے تو حدیث محمد بن اسحاق کی ضعیف ہوگی مین کہتا ہون بیشک
محدثین کے قواعد کے نزدیک تدلیس جرح ہو مگر جواب اسکا جواب ثانی مین دیاجاتا ہے
(تقریر جواب ثانی بطور قواعد محدثین) محدثین کے نزدیک مطلق تدلیس جرح نہین ہو
بلکہ وہ تدلیس جرح ہے جسمین راوی بطور معنعنہ کے روایت کرے اگر اوس راوی
مدلس نے کسی حدیث کو حدثنا یا اخبرنا سے روایت کیا تو وہ حدیث اوسکی حجت ہوگی

قف
صرح بالتحديث فذهبت مظنة تدليسه وتابعه من تقدم
ترجمہ محمد بن اسحٰق نے بیشک تصریح کی ہے لفظ حدثنا کے ساتھ پس گمان
اسکی تدلیس کا جاتا رہا اور تابع ہوا اسکا وہ شخص جو پہلے مذکور ہوا اثنا الیقین
تحقیق کیلئے اب وہ روایات لکھی جاتی ہین جنمین محمد بن اسحٰق نے لفظ حدثنا
یا اخبرنا کا ذکر کیا ہے امام الائمہ امام بیہقی سنن کبریٰ مین بعد تخریج روایت
محمد بن اسحٰق کے فرماتے ہین وکذلک رواہ اسمعیل بن علیۃ ویزید
بن ہارون وجماعۃ عن محمد بن اسحٰق بن یسار ورواہ ابراھیم
بن سعد عن محمد بن اسحٰق وذکر فیہ سماع ابن اسحٰق عن مکحول اخبرنا
ابو بکر بن احمد بن محمد بن الحارث الفقیہ انبانا علی بن عمر الحافظ
ثنا ابن صاعد ثنا عبید اللہ بن سعد ثنا عمی ثنا ابی عن ابن اسحٰق
ثنی مکحول بھذا وقال فیہ فانی لاراکم تقرؤن خلف امامکم اذا جہر
قلنا اجل واللہ یارسول اللہ ھذًّا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن فانہ
لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا قال علی بن عمر ھذا اسناد حسن ترجمہ
ایسی ہی روایت کیا ہے اسکو اسمعیل بیٹے علیہ اور یزید بیٹے ہارون اور
ایک جماعت نے محمد بن اسحٰق بن یسار سے اور روایت کیا اس حدیث کو ابراہیم
بیٹے سعد نے محمد بن اسحٰق سے اور ذکر کیا اس روایت مین سماع ابن اسحٰق کو
مکحول سے (فرمایا مولف نے) ہمکو خبر دیا ابو بکر بیٹے احمد بیٹے محمد بیٹے
حارث فقیہ نے کہا ہمکو خبر دیا علی بیٹے عمر حافظ نے کہا ہمسے حدیث کیا
ابن صاعد نے کہا ہمسے حدیث کیا عبید اللہ بیٹے سعد نے کہا ہمین حدیث

و ما بینہ فیہ کسمعت و حدثنا و اخبرنا و شبہہا فہو صحیح مقبول یحتج بہ اور صحیح وہ ہی جسکو بہت نے گروہ محدثین سے فرمایا ہی کہ جسمین لفظ محتمل السماع سے روایت کیا ہو سماع کو اوسمین نہ بیان کیا ہو پس وہ مرسل ہے اور جسمین سماع کو بیان کیا ہو مثل سنا مین نے اور حدیث کیا ہمکو اور خبر دیا ہمکو اور مثل اسکے پس وہ روایت صحیح لائق حجت کے ہی مقدمہ مشکوۃ مین ہے وذهب الجمهور الی قبول تدلیس من عرف انہ لا یدلس الا عن ثقۃ کابن عیینۃ والی رد من کان یدلس عن الضعفاء وغیرهم حتی ینص علی سماعہ بقولہ سمعت و حدثنا او اخبرنا ترجمہ گئے ہین بہت لوگ طرف قبول کرنے روایت اوس شخص کے جو نہین تدلیس کرتا مگر ثقہ سے مثل ابن عیینہ کے اور طرف رد کرنے روایت اوس شخص کے جو تدلیس کرتا ہے ضعفاء وغیرہ سے یہانتک کہ تصریح کرے اپنے سماع پر اپنے قول (سمعت، مین نے سنا (یا حدثنا) ہمکو حدیث کیا۔ یا (اخبرنا) ہمکو خبر کیا سے فقط ان عبارات مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ مدلس کی روایت مطلقاً نہین رد کیجاتی بلکہ اوس صورت مین کہ لفظ محتمل السماع مثل (عن) و (قال) سے بیان کرے بعد اسکے اب دیکھنا چاہئے کہ محمد بن اسحق نے تصریح سماع کی لفظ حدثنا یا اخبرنا سے کسی روایت مین کی ہی یا نہین کتب احادیث کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن اسحق نے تصریح لفظ حدثنا سے کی ہے امام الائمہ امام شوکانی نیل الاوطار مین فرماتے ہین چنانچہ نیل الاوطار جلد ثانی کے صفحہ ۱۰۱ مین ہے و محمد بن اسحق

لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بھا ترجمہ ہمین خبر دیا ابن صاعد نے کہا ہمین حدیث بیان کیا عبید اللہ بن سعد نے کہا ہمسے حدیث بیان کیا میرے چچا نے کہا حدیث کیا ہمسے میرے باپ نے ابن اسحٰق سے کہا ہمین حدیث بیان کیا مکحول نے ساتھ اسی حدیث کے اور کہا اسمین بیشک مین تمکو گمان کرتا ہون کہ تم پڑہاتے ہو اپنے امام کے پیچھے جب زور سے پڑہتا ہے ہمنے کہا ہان اے رسول اللہ کے جلدی کرتے ہین ہم جلدی کرنا فرمایا مت پڑہو تم مگر سورۂ فاتحہ پس بیشک نہین ہوتی نماز اوس آدمی کی جو اسکو نہین پڑہتا۔ **فائدہ** ناظرین خیال کرین کہ روایت بیہقی اور دارقطنی کو مین نے کس محنت سے سعی کر کے بہم پہنچایا ہے اسکے مقابلہ مین صد ہا روپیہ ہیچ ہین بعض ہمارے احباب تھوڑے روپیہ سالانہ کو بھی قیمت اس پرچہ کی گران تصور کرتے ہین انتہی **حاصل کلام** سابق کا یہ ہے کہ جرح تدلیس کی ہر طرح سے مجروح ہوئی قواعد حنفیہ سے بھی کیونکہ اون کے نزدیک تو یہ جرح جرح ہی نہین اور قواعد محدثین سے بباعث موجود ہونے صراحت حدثنا کے **شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی** نے بھی مکحول کو شیخ ابن اسحٰق کا لکھا ہے سماع ابن اسحٰق کا مکحول سے ثابت فرمایا ہے تہذیب التہذیب مین فرماتے ہین محمد بن اسحٰق بن یسار بن خیار ویقال کوتان المدینی ابو بکر و یقال ابو عبد اللہ المطلبی مولاہم رای انسا و ابن المسیب و ابا سلمۃ بن عبد الرحمن و روی عن ابیہ وعمیہ وعبد الرحمن و موسیٰ و الاعرج و عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر و معبد بن کعب بن مالک و محمد

بیان کیا میرے چچا نے کہا ہمسے حدیث بیان کیا میرے باپ نے ابن اسحق سے کہا ہمین حدیث کیا مکحول نے ساتھ اس روایت کے اور کہا اُس روایت مین لیس بیشک مین تمکو گمان کرتا ہون کہ پڑہتے ہوا پنے امام کے پیچھے جب نہ ور سے پڑہتا ہے ہمنے کہا ہان قسم ہے اللہ کی اے رسول اللہ کے جلدی کرتے ہین جلدی کرنا آپنے فرمایا پس مت پڑہو مگر سورہ فاتحہ کو پس بیشک نہین ہے نماز اُس آدمی کی جو نہین پڑہتا ہے سورہ فاتحہ یعنے پیچھے امام کے کہا امام علی بن عمر نے اس روایت کی سند بہت اچھی ہے **فائدہ** محدثین کی اصطلاح مین حسن اوس حدیث کو کہتے ہین جسکے راویونمین کسی پر تہمت جھوٹھ کی نہو لی ہو نہ شاذ ہو اور وہی الفاظ حدیث کے دوسری طرح سے بھی مروی ہون اسکا رتبہ صحیح کے رتبہ سے کچھ کم ہے صحیح کی اور حسن کی شرطین متحد ہین مگر ضبط اور اتقان کا فرق ہے صحیح مین ضبط اور اتقان زائد ہوتا ہے حسن مین کم عمل مین دونوںکا ایک ہی درجہ ہے جیسے صحیح پر عمل کرنا واجب ہے ایسے ہی حسن پر فقط۔ امام الایمہ علی بن عمر دارقطنی جنکا جرح تعدیل مین بہت کچھ اعتماد ہے مولوی عبدالحی صاحب نے بھی اپنے رسالہ الرفع والتکمیل مین امام دارقطنی کو متوسطین معادلین مین سے لکھا ہے اپنی سنن مین بعد تخریج روایت محمد بن اسحق کے چند طرق سے فرماتے ہین اخبرنا ابن صاعد ثنا عبید اللہ بن سعد ثنا عمی ثنا ابی عن ابن اسحق حدثنی مکحول بھذا وقال فیہ انی لاراکم تقرؤن خلف امامکم اذا جہر قلنا اجل واللہ یارسول اللہ ھذا قال لا تفعلوا الا بام القرآن فانہ

عند الجماهير على ما بينا اور لاً ترجمہ مجہول کی چند قسمین ہین ایک مجہول العدالت ہے ظاہر اور باطن تمام سے روایت ایسے شخص کی غیر مقبول ہے جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہے اس عبارت امام ابن صلاح سے معلوم ہوا کہ روایت مجہول کی معتبر نہین ہوتی جبکہ مجہول کی روایت تک معتبر نہین ہوتی تو بھلا جرح اوسکی کیسے معتبر ہوگی حافظ ابن حجر شرح نخبہ مین فرماتے ہین وینبغی ان لا یقبل الجرح والتعدیل الا من عدل متیقظ فلا یقبل جرح من افرط فیہ فجرح بما لا یقتضی رد الحدیث المحدث کما لا یقبل تزکیۃ من اخذ بمجرد الظاہر واطلق التزکیۃ وقال الذہبی وہو من اہل الاستقراء التام فی نقد الرجال لم یجتمع اثنان من علماء ہذا الشان قط علی توثیق ضعیف ولا علی تضعیف ثقۃ انتہی ولہذا کان مذہب النسائی ان لا یترک حدیث الرجل حتی یجتمع الجمیع علی ترکہ ولیحذر المتکلم فی ہذا الفن من التساہل فی الجرح والتعدیل فانہ ان عدل بغیر تثبت کان کالمثبت حکما لیس بثابت فیخشی علیہ ان یدخل فی زمرۃ من روی حدیثا وہو یظن انہ کذب وان جرح بغیر تحرز اقدم علی الطعن فی مسلم بریٔ من ذلک ووسمہ بمیسم سوء یبقی علیہ عارہ ابدا والآفۃ تدخل فی ہذا تارۃ من الہوی والغرض الفاسد وکلام المتقدمین سالم من ہذا غالبا وتارۃ من المخالفۃ فی العقائد وہو موجود کثیرا قدیما وحدیثا ولا ینبغی اطلاق الجرح بذلک فقد قدمنا تحقیق الحال فی العمل بروایۃ المبتدع ترجمہ اور لائق ہے

بن ابراھیم بن الحارث التیمی و القاسم بن محمد بن ابی بکر و محمد بن
جعفر بن الزبیر و عاصم بن عمر بن قتادہ و عباس بن سہل بن سعد
و الزھری و ابن المنکدر و مکحول الخ ترجمہ محمد بیٹے اسحق بیٹے یسار
بیٹے خیار کے اور کہا جاتا ہے کوتان مدینے کے رہنیوالے ابوبکر اور کہا جاتا ہے
ابو عبد اللہ مطلبی مولی انکا دیکھا حضرت انس رض و ابن المسیب اور اباسلمہ
بیٹے عبد الرحمن کو اور روایت کیا اپنے باپ سے اور دونوں چچا سے اور
عبد الرحمن اور موسی اور اعرج اور عبید اللہ بیٹے عبد اللہ بیٹے عمر اور معبد
بیٹے کعب بیٹے مالک اور محمد بیٹے ابراہیم بیٹے حارث تیمی اور قاسم بیٹے
محمد بیٹے ابوبکر اور محمد بیٹے جعفر بیٹے زبیر اور عاصم بیٹے عمر بیٹے قتادہ
اور عباس بیٹے سہل بیٹے سعد اور زہری اور ابن منکدر اور مکحول سے
آخر تک اس سے معلوم ہوا کہ مکحول محمد بن اسحق کے شیخ ہین سماع انکو مکحول سے
حاصل ہے اس سے جواب تدلیس کا تمام ہوا وللہ الحمد رہی دوسری
جرح یعنی رمی بالتشیع والقدر کی سو اسکا جواب دو وجہ سے
وجہ اول رمی بالتشیع والقدر صیغہ مجہول کا ہے فاعل اسکا مجہول نامعلوم
ہے جرح مجہول کی معتبر نہین ہے جارح کا معلوم ہونا ضروریات سے ہے
تو کہ معلوم ہو کہ جارح جرح کرنیکی لائق ہے یا نہین اگر جرح کرنیکے لائق
ہے تو یہ جرح اوسکی تعصب سے ہے یا بغیر تعصب کے حافظ ابن صلاح
اپنے مقدمہ مین بہ نسبت مجہول کے فرماتے ہین المجہول اقسام احدھا
مجہول العدالۃ من حیث الظاہر و الباطن جمیعًا و روایتہ غیر مقبولۃ

فاقتمنا من الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المؤمنین

الحمد للہ والمنہ کہ رسالہ عجیبہ غریبہ رد مین خاتمۃ الطبع میزان الاعتدال و رسالہ الرفع والتکمیل
جسکو مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے تالیف کیا اور خاتمۃ الطبع میزان کو محمد عثمان کے نام سے شایع کیا مسمی بہ



از تازہ افاضات جامع منقول ومعقول مولانا مولوی محمد سعید صاحب مدرس و مہتمم مدرسہ قرآن وحدیث
ومالک مطبع صدیقی واقع شہر بنارس + حسب فرمائش مؤلف بانصرام وتصحیح مولوی سید عبدالکبیر صاحب بہاری تلمیذ مؤلف

در مطبع صدیقی واقع شہر بنارس محلہ دارانگر طبع گردید

کہ نہ قبول کیجاوے جرح اور تعدیل مگر عادل بیدار مغز سے پس نہین قبول کیجاویگی جرح اوس آدمی کی جسمین زیادتی ہو پس جرح کرے ایسی جرح سے کہ مقتضی رد حدیث محدث کو ہو جیساکہ نہین قبول کیجاتی صدنمائی اوس آدمی کی جو ظاہر حال پر صفائی کردیوے امام ذہبی نے فرمایا حالانکہ وہ پوری کھوج کرنے والون سے ہے پرکھنے رجال مین نہین جمع ہوئے کبھی دو علماء اہل جرح کے ضعیف کے ثقہ کہنے پر اور ثقہ کے ضعیف ٹھہرانے پر اسیواسطے مذہب امام نسائی کا یہ تھا کہ نہین ترک کرتے حدیث کسی آدمیکو جب تک اسکے ترک پر سبکا اتفاق نہوتا اور چاہئیے کہ ڈرے اس فن مین کلام کرنیوالا جرح تعدیل مین سستی کرنے سے پس بیشک اگر اوسنے صفائی کی کسی آدمیکی بغیر بوجھے کے ہوگا مثل ثابت کرنیوالے ایک حکم کو کہ وہ ثابت نہین ہے پس اسپر خوف ہے کہ داخل ہو جاوے جماعت مین ان لوگون کے کہ حدیث کو روایت کیا اور وہ جانتاہے کہ جھوٹھی ہے اور اگر جرح کیا بغیر سمجھہ کے اقدام کیا مسلمان کی طعن کہ وہ اوس سے بری تھا اور عیب لگایا اوسکو عیب برے سے کہ باقی رہیگی عار اوسکی اسپر ہمیشہ آفت اس جرح کی کبھی تو خواہش نفسانی غرض بری ہوتی ہے حالانکہ کلام پہلے لوگونکا اکثر سالم ہے اس سے اور کبھی آفت آجاتی ہے عقائد کی مخالفت سے حالانکہ یہ بہت موجود ہے پہلے پچھلے لوگونمین اور نہین لایق ہے اطلاق جرح کا اس سے پس بیشک ہمنے پہلے بیان کیاہے تحقیق کو عمل کرنے بدعتی کی روایت پر فقط اس تحقیق انیق سے معلوم ہوا کہ جارح کا عادل ضابط غیر متعصب ہونا چاہیے مجہول نہ ہونا چاہیے مجہول کی تروا کا اعتبار نہین ہے

مقدمہ ہدایۃ

چند نسخہ صحیحہ اس فقیر کی نظر سے بھی گذرے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ وغیرہ بلاد مین دیکھے گئے
سبکی متن مین ترجمہ امام ابوحنیفہ کا موجود ہے خدا جانے مولویصاحب نے کونسا ایسا
نسخہ دیکھا ہے کہ جسمین یہ ترجمہ نتھا ظاہر تو یہی ہے کہ یہ مولویصاحب کا فقط تعصب مذہبی
ہے یا ہوسکتا ہے کہ وہ نسخہ کسی متعصب حنفی کا لکھا ہوا اُسنے امام کا ترجمہ دیدہ و دانستہ نکالڈالا
ہو لکھنؤ کے آنیوالون اور خاتمہ میزان سے یہ امر معلوم ہوا کہ وقت طبع اس کتاب کے
مولویصاحب کے پاس کل دو نسخے تھے ایک سید حامد حسین صاحب شیعی مذہبکا دوسرا معلوم
نہین کس صاحبکا تھا اصل اعتماد نسخہ سید حامد حسین صاحب پر تھا دوسرا نسخہ محض نکما و غلط
تھا حالانکہ سید حامد حسین صاحب کے نسخے کے متن مین ترجمہ امام صاحبکا موجود ہے ہند مین
اصل وہی نسخہ ہے باقی اُسی نسخے کی نقلین بعض جگہہ ہین پھر معلوم نہین مولویصاحب
کیسے لکھتے ہین کہ بعض نسخون مین یہ ترجمہ نھین تھا اس تحریف کا حال قیامت مین معلوم ہوگا
اگر مولویصاحب اپنے دعوی مین سچے ہین تو ملک عرب سے دو تین نسخے صحیحہ منگا دکھلاوین
یہ تو انشاءاللہ مولویصاحب سے ہرگز نہوگا ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا جب حال تحریف
معلوم صاحبکا معلوم ہوا تو اب حال مضامین حسد و بغض کا سننا چاہیے میزان کے
آخر مین مولویصاحب نے ایک خاتمۃ الطبع محمد عثمان نامی سے لکھایا ہے اسمین جناب
نوابصاحب بہادر دام مجدہ پر کئی جگہہ طعن کئے ہین بھلا یہ کون موقع طعن کا تھا
سواے حسد اور عناد کے اور کیا کہا جاوے طرفہ ماجرا یہ ہے کہ کوئی نیا طعن نہین ہے
وہی پُرانے ابراز کے مردود طعن ہر کتاب مین درج کئے جاتے ہین اور ایسے ایسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی **امابعد** علمائے والاشان
وناقدین ذی العرفان پر **واضح ہو** کہ ایک مدت سے یہ غلغلہ ہو رہا تھا کہ میزان الاعتدال
للذہبی کو مولوی عبدالحی صاحب کمال عرق ریزی سے طبع کراتے ہین شایقان منتظر
تھے کہ کب یہ کتاب نایاب حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر میدان شیوع مین جلوہ گر ہوتی ہے
خدا خدا کرتے وہ دن ہوا کہ اوسکا جمال باکمال نظر آیا جیسے نقاب کو اُٹھا کر چہرہ کا ملاحظہ کیا
دل پژمردہ ہوا اللہ کی قدرت ایسی عمدہ کتابون مین بھی بباعث تعصب مذہبی کے
تحریف ہونے لگی حسد وبغض کے مضامین درج ہونے لگے تفصیل اس اجمال کی
یہ ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب نے میزان کے متن سے ترجمہ امام ابوحنیفہ صاحبکو
نکالکر حاشیہ پر درج کر دیا اور یہ عذر لکھدیا کہ بعض نسخون مین یہ ترجمہ نہین تھا اور بعض
مین تھا اسلئے حاشیہ پر لکھا گیا حالانکہ یہ عذر محض نکما مولویصاحب کی خانہ ساز بات ہے

ہوسکتا ہے کہ مولویصاحب نے خود لکھکر نام سے محمد عثمان کے شایع کیا ہو قرینہ اسپر یہ ہے کہ اسی خاتمہ کے ساتھ اپنا رسالہ بھی لگا دیا ہے وجہ دوم اسمین تو کچھ شک ہی نہین ہے کہ یہ عبارت مولویصاحب کی اصلاح دی ہوئی ہے اسپر تمام طلبہ لکھنؤ کے شاہد ہین نیز مولویصاحب کا یہ قاعدہ ہے کہ اگرچہ کوئی انکا شاگرد کچھ بھی لکھے بغیر اصلاح دئے ہوئے نہین طبع کراتے جب مولویصاحب کی اصلاح پائی گئی تو بموجب قاعدہ تقریر کے یہ انھین کی غلطیان ہوئین وجہ سوم فرض کرو کہ مولویصاحب نے نہ اسکو بنایا اور نہ اصلاح دی مگر اسپر رضامندی مولویصاحب کی تو ہے کیونکہ اگر رضامندی نہوتی تو طبع ہی کیون کراتے پس اب بحکم قاعدہ مسلمہ مولویصاحب کی ابراز مین یہ انھین کی غلطیان ہوئین بعد معلوم کرلینے غلطیون کے اب تعارضات مولویصاحبکو معلوم کرلینا چاہئے کہ اس ایک صفحہ مین کیا کیا حضرت مولوی عبدالحی صاحب سے تعارضات نقل مین عبارت فوات الوفیات کے واقع ہوئی ہین (نمبر اول) خاتمۃ الطبع میزان کے سطر ۱ مین ہے و نظم عالۃ ابراز کے صفحہ ۷۱ مین ہے نظم علالۃ معلوم نہین کہ مولویصاحب کے نزدیک یہ صحیح ہے یا وہ (نمبر ۲) خاتمۃ الطبع کے سطر ایضاً مین ہے و ایان الایہام ابراز کے صفحہ ۷۱ مین ہے و ایان الایہام (نمبر ۳) خاتمۃ الطبع میزان مین ہے (وجمع الکثیر) ابراز کے صفحہ ۷۱ مین جمع الکثیر بغیر واو کے ہے (نمبر ۴) خاتمۃ الطبع میزان مین ہے ومن تصانیفہ کتاب تاریخ الاسلام ابراز کے صفحہ ۷۱ مین ہے و من تصانیفہ تاریخ الاسلام یہانپر کتاب کا لفظ نداردہے

شخصون کے نام سے طعن ہوتے ہین کہ خبلو عبارت لکھنے کا سلیقہ نہین ہے یہ خاتمۃ الطبع
میزان کا ایک صفحہ ہے پہلا اسکی غلطیان واضح سننا چاہیئے اور اسپر حضرت معترض کی
عبارت عربیت کا حال معلوم کرلینا چاہیئے غلطیان نمبروار نقل کیجاتی ہین (نمبر اول)
خاتمۃ الطبع میزان کے سطر ۴ مین ہے والحافظ بن حجر چاہیئے والحافظ ابن حجر کیونکہ الف
ساقط ہونیکا کوئی موقع نہین ہے ایسے ہی (ومنھم لم لقید) مین من نہین ہے چاہیئے
ومنھم من لم لقید۔ (نمبر دوم) سطر ۷ (فمنہم من افراد الثقات) چاہیئے۔
فمنہم من افراد الثقات کیونکہ من افراد الثقات ترکیب مہمل ہے (نمبر سوم) (ومنھم
افراد الضعفاء چاہیئے منھم من افراد الضعفاء جیسا کہ معطوف علیہ مین ہو
ورنہ معطوف علیہ ومعطوف کا ایک حکم نہوگا (نمبر چہارم) سطر ۴ فی مناقب ابو بکر چاہیئے فی
مناقب ابی بکر کیونکہ اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب حالت جر مین یا کے ساتھ آتا ہے (نمبر پنجم)
سطر ۲۵ عن النشر الفسق چاہیئے عن شر الفسق کیونکہ شر مضاف ہے فسق کی طرف
مراد یہ ہے کہ اللہ اوسکو فسوق کے شر سے بچاوے ایک صفحہ کی عبارت مین تو یہ جلی غلطیان
ہین باقی غلطیان صلات وغیرہ کا شمار نہین ناظرین معلوم کرسکتے ہین کوئی یہ نہ سمجھے
کہ یہ غلطیان محمد عثمان کی فقط ہین نہ مولوی عبدالحی کی بلکہ ہر کسیکو معلوم کرنا چاہیئے
کہ یہ غلطیان مولوی عبدالحی صاحب کی ہین تین وجہ سے وجہ اول یہ ہے کہ اکثر شیخ
عبدالحی صاحب کی عادت ہے کہ بہت باتین خود لکھکر دوسرون کے نام سے شایع
کردیتے ہین جیسا کہ ناظرین رسائل زیارت پر پوشیدہ نہین ہے اسیطرح سے

چونکہ یہ عربی حضرت معترض کی بد تر از دو سے ہے کما وضحنا سابقاً لہذا اردو مین
برائے افہام ہر خاص و عام کے جواب دیا جاتا ہے **قولہ** و لاتلتفت الی ما یوجد
فی بعض تالیفات امیر بھوپال النواب السید صدیق حسن خان ابن السید
اولاد حسن بن سید اولاد علی القنوجی من ان وفاتہ کانت سنۃ ست
و اربعین **اقول** یہ اعتراض معترض کا ابراز کے صفحہ امین موجود ہے کوئی نیا
اعتراض نہین ہے جواب اسکا دو وجہ سے دیا جاتا ہے وجہ اول یہ ہے کہ جناب
نواب صاحب بہادر نے اسکو کشف الظنون مطبوعہ مصر سے نقل کیا ہے اور اوسمین
اسیطرح ہے ناقل پر کچھ جگہ اعتراض کی نہین پھر اسپر کیا دلیل ہے کہ یہ قول غلط
ہے اور دوسرے مورخونکا قول صحیح ہے اسپر ابتک آپنے کوئی دلیل بیان نہین کی۔
وجہ دوم یہ کہ ذہبی کے مولد مین خود آپ سے بھی تعارض واقع ہوا ہے چنانچہ
ابراز کے صفحہ امین ہے وکان مولدہ فی الربیع الاول اور التعلیقات السنیہ
کے صفحہ امین ولد فی الربیع الاخر آپ اپنے اس تناقض کا جو آپ جواب دیونگے
وہی جناب نواب صاحب بہادر کا سمجھین **قولہ** وکذا ما یوجد فی بعض تالیفاتہ ان من
جملۃ تصانیف الذہبی تہذیب التہذیب **اقول** پہلے تو ناظرین لطف
عبارت کا خیال کرین کہ فقط کذا کا یہان کونسا موقعہ ہے مناسب یہ تھا کہ یون لکھتے
وکذا الی ما یوجد الخ اس اعتراض کو معترض نے تذکرہ کے صفحہ ۲۲۴ مین بھی لکھا ہے
جواب اسکا یہ ہے کہ قطعاً سہو ناسخ ہے کیونکہ جناب نواب صاحب بہادر نے چند کتب مین

نمبر ۵) خاتمۃ الطبع میزان مین ہے (و میزان الاعتدال والمثبت فی الاسماء والانساب مجلد) ابراز کے صفحہ ۱ مین ہے و میزان الاعتدال ثلاث مجلدات خاتمۃ الطبع مین میزان کو ایک مجلد لکھا ہے اور ابراز مین تین مجلد (نمبر ٦) میزان کو مثبت کے ساتھ ملاکر خاتمۃ الطبع مین ایک مجلد لکھا ہے اور ابراز مین مثبت کو علیحدہ فقط ایک مجلد لکھا ہے (نمبر ۷) خاتمۃ الطبع مین و نبا الرجال مجلد ابراز کے صفحہ ۱ مین نبا الرجال بغیر واو کے ہی معلوم نہین یہ صحیح یا وہ (نمبر ۸) ایسی ہی تہذیب التہذیب کو خاتمۃ الطبع مین واو سے لکھا ہے اور ابراز مین نہین (نمبر ۹) میزان کے خاتمۃ الطبع مین ہے وتنقیح احادیث التعلیق لابن الجوزی والمستملی الخ ابراز کے صفحہ ۱ مین ہے تنقیح احادیث التعلیق لابن الجوزی المستملی الخ ابراز مین ابن الجوزی المستملی بغیر حرف عطف کے ہے اور خاتمۃ الطبع میزان مین مع حرف عطف کے (نمبر ۱۰) خاتمۃ الطبع میزان مین ہے و لغم السمر فی سیرۃ عمر ابراز کے صفحہ ۱ مین ہے نعم السمر فی معرفۃ عمر (نمبر ۱۱) خاتمۃ الطبع میزان مین ہے واختصار کتاب الجهاد لابن عساکر ابراز مین ہے اختصار کتاب الجهاد ابن عساکر (نمبر ۱۲) خاتمۃ الطبع میزان مین ہے ہالۃ البدر فی عداد اهل بدر ابراز کے صفحہ ۱ مین ہے هالۃ البدر فی عدد اهل بدر انھین بارہ تعارضات پر اکتفا کیا جاتا ہے جب مولویصاحب سے ایک دس سطرون کی عبارت کی نقل مین اسقدر تعارضات فاحشہ ہوتے ہین تو باقی الیفات جناب کا خدا حافظ اب جو کچھ جنابنے خاتمہ مین بیہودہ گوئی کی ہے اوسکو قولاً قولاً کرکے رد کیا جاتا ہے

اور محققین کو یہ کہتے ہوئے شرم نہین آتی اگر انصار نے اقرار کیا ہے کہ جناب نواب صاحب
بہادر غیر ملتزم الصحۃ ہین تو ایک خاص بات یعنے تاریخ مین کیا ہے نہ کل باتونمین بخلاف
جناب کے آپ تو مسائل دینیہ مین غیر ملتزم الصحۃ ہین جسنے آپ کی تالیفات کو بغور تمام دیکھا ہے
اوسپر یہ امر پوشیدہ نہین ہے الحمد للہ کہ خاتمۃ الطبع میزان مین جو آپ نے بیہودہ
گوئی کی تھی اُسکا جواب تمام ہوا اب جو کچھ آپ نے الرفع والتکمیل مین بحق جناب
نوابصاحب بہادر کے لکھا ہے اوسکا جواب لکھا جاتا ہے ہمکو جواب کے یہ بات معلوم کرلینا چاہیے
کہ مولویصاحب کی یہ عادت رذیلہ ایسی ہے کہ ہر رسالہ مین اہل حدیث پر طعن کرتے ہین
کہ اہل حدیث اصطلاحات ائمہ جرح وتعدیل سے واقف نہین ہین حالانکہ یہ مولوی
صاحب کا محض افترا ہے کیونکہ جیسا اہل حدیث فن جرح وتعدیل سے واقف ہین اہل رائے
کو تو اُسکا عشر عشیر بھی نصیب نہین ہے انصاف سے پوچھیے تو آپ ہی اس فن سے
محض کورے ہین اگر کچھ جانتے بھی ہین تو اُسپر آپکا عمل نہین ہے آپکو اللہ تعالی کا
کچھ خوف کرنا چاہیئے اور طعن سے باز آنا چاہیئے انانیت اچھی نہین ہوتی الکبریائی کو
خیال کرین ورنہ آپ جانتے ہین کہ ہملوگ بھی زبان رکھتے ہین مناسب سمجھکر سمجھایا گیا آئندہ
آپکو اختیار ہے **قولہ** ہو الحافظ محمد بن عبد الرحمن شمس الدین السخاوی نسبتہ الی سخا
من اعمال مصر المتوفی سنہ ۹۰۲ اثنتین وتسعمائۃ لا سنہ ۸۶۰ ستین بعد ثمان مائۃ کما ذکرہ بعض
غیر ملتزم الصحۃ من افاضل عصرنا الخ **اقول** ہذا الاعتراض لیس بجدید فقد ذکر السید
ہذا الاعتراض بعینہ فی ابرازہ فی صفحۃ ۱۱ وجوابہ من وجہین الاول ان صاحب الاتحاف

تصریح فرمائی ہے کہ تہذیب التہذیب تصنیف سے حافظ ابن حجر کے ہے واسطے تصدیق
دعوی کے عبارت مسک الختام کی نقل کرتا ہون صفحہ ۳ مین ہے از تصانیف اوست۔
اصابہ فی معرفۃ الصحابہ واتحاف المہرہ باطراف العشرہ ولسان المیزان وتعجیل المنفعہ
فی رجال الاربعہ وہدایۃ الرواۃ فی تخریج احادیث المصابیح والمشکوۃ وانباء الغمر
بانباء الغمر والدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ وتلخیص الحبیر فی تخریج اخبار الرافعی الکبیر
واحتفال ببیان احوال الرجال وتہذیب التہذیب ومختصرش مسمی بہ تقریب الخ
اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ سہو کاتب ہے اگر سہو کاتب جائز نہین ہی تو آپ
نے چند جگہہ غلطی کی ہے صفحہ ۹ تذکرہ مین ہے اذا انسدت قسدت الاسکان چاہئے
اذا فسد اور اسی صفحہ مین ہے بین النزت چاہئے بین الرفات جو کچھ آپ ان اغلاط کا
جواب دلوین گے وہی جناب نوابصاحب بہادر کا تصور کرین **قولہ** کیف لاوقد
اقرھو علی لسان الضارہ بانہ ناقل غیر ملتزم الصحۃ وحاطب اللیل وجامع
کل یابسۃ ورطبۃ **اقول** اس بیہودہ گوئی کا اگر ترکی بترکی جواب لکہون تو تہذیب
کے زمرہ سے دور پڑتا ہون مگر اسقدر کہدیتا ہون کہ سچ فرمائے حاطب اللیل جناب
نوابصاحب بہادر ہین یا حاسد باغض جناب نوابصاحب بہادر کے تصانیف تو
مسائل حقہ سے پر ہین ہر ہر مسئلہ پر براہین کتاب وسنت کی موجود ہین بخلاف آپ کے
کہ اہل رائے کے اقوال کو جمع کردیا ہے جسکو شک ہو حاشیہ ہدایہ وعمدۃ الرعایہ کا
مطالعہ کرے جسجگہہ آپ سے کچھ بن نہین پڑتا وہان بین بین کی چال اختیار کرتے ہین

الخ **اقول** ہذا ایضاً مذکور فی الابرازبصفحہ ۱۵ جوابہ ان صاحب الاتحاف دام مجدہ
نقل من الکشف المطبوع بمصر ولا اعتراض علی الناقل کما فی کتب المناظرۃ وانک
قد نقلت فی حاشیۃ الہدایۃ من قرأ الفاتحۃ خلف الامام یستحب ان یکسر اسنانہ
و قد اثبت قراءۃ خلف الامام فما ہو جوابک فہو جواب صاحب الاتحاف دام مجدہ
قولہ ہو مولف المرقاۃ شرح المشکوۃ وغیرہ ہو علی بن سلطان محمد وقیل محمد بن سلطان
الہروی المتوفی بمکۃ ۱۰۵۴ھ لا ۱۰۱۴ھ **اقول** ہذہ جرءۃ عظیمۃ وجسارۃ فخیمۃ لقد غلط
المعترض غلطاً بیناً واخطأ خطأ جلیاً فانہ مامات القاری ۱۰۵۴ھ بل مات ۱۰۱۴ھ کما فی خلاصۃ
الاثر وایضاً ہذا مخالف لما ارخ فی ابرازہ سبحان اللّٰہ کیف یجتری المعترض علی اعتراض
السادۃ الکبار الذین ہم بمنزلۃ ابیہ ولیغلط ہو بنفسہ اذا لم تستحی فاصنع ماشئت **قولہ**
ہو قاسم بن قطلوبغا زین الدین صاحب التصانیف الکثیرۃ فی الفقہ والحدیث قد بسط
فی ترجمتہ تلمیذہ السخاوی فی الضوء اللامع وذکر ان وفاتہ ۸۷۹ھ وانا لتقت الی ماوقع
فی تصانیف غیر ملتزم الصحۃ من افاضل عصرنا انہ مات ۸۹۹ھ **اقول** قد ذکر المعترض
ہذا الاعتراض ایضاً فی ابرازہ بصفحہ ۱۸ وقد اجاب عنہ صاحب التبصرۃ بانہ سہو من
الناسخ قال العبد الضعیف لیس ہذا بمستبعد فقد اقر المعترض بسہو الناسخ فی مواضع
شتی کما لا یخفی علی من طالع الابانۃ **قولہ** ہو الشیخ الاسلام زکریا بن محمد الانصاری
المصری من تلامذۃ ابن حجر وابن الہمام المتوفی ۹۲۶ھ لا ۹۲۵ھ کما یوجد فی الاتحاف
من تالیفات غیر ملتزم الصحۃ من افاضل عصرنا **اقول** ہذا افتراء علی صاحب الاتحاف

دام مجدہ ناقل من کشف الظنون المطبوع بمصر والی راجعۃ فوجدتہ کما نقل والناقل لیس علیہ الا تصحیح النقل الثانی ان الاعتراض علی الناقل لیس سنۃ المحصلین بل سنۃ الجاہلین الحاسدین کما اثبت صاحب التبصرۃ فی مقدماتہ و لم یستطع المعترض رد المقدمات بل ما بلغ فہم مرامہا کما وضحنا سابقاً فتذکر **قولہ** ہو شیخ الاسلام ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ ثمان واربعین بعد سبعمائۃ لا ۷۴۶ھ ست واربعین کما ذکرہ بعض غیر ملتزم الصحۃ من افاضل عصرنا الخ **اقول** قد ذکر الحاسد ہذا الاعتراض بعینہ فی ابرازہ فی صفحۃ ۱۷ اعرضی انہ لیس بجدید و قد مر جوابہ مفصلا حیث بحثنا علی خاتمۃ المیزان و اثبتنا بحجۃ واضحۃ تعارض المعترض فی مولد الذہبی فلا حاجۃ لنا باعادتہ **قولہ** ہو الشیخ احمد بن علی المصری مولف فتح الباری وتقریب التہذیب وتہذیب التہذیب ولسان المیزان وغیرہا المتوفی ۸۵۲ھ لا ۸۵۰ھ کما ذکرہ غیر ملتزم الصحۃ من افاضل عصرنا **اقول** ہذا سہو من الناسخ لان صاحب الابجد دام مجدہ قد ذکر ترجمۃ الحافظ ابن حجر فی المسک و ارخ وفاتہ ۸۵۲ھ و قد صنفہ قبل الابجد عبارتہ کہ ہذا وفاتش در قاہرہ مصر اتفاق افتاد دوم ذی قعدہ او را اسہال در گرفت و مستمر ماند تا آنکہ شب شنبہ بست و ہشتم ذی حجہ سنۃ اثنتین وخمسین وثمان مائۃ بعمر ہفتاد ونہ سال بجوار رحمت الٰہی انتقال فرمود فانظر ہذہ العبارۃ بنظر الانصاف ولبعد نفسک عن طریق الاعتساف کی یتضح لک سواء السبیل **قولہ** ہو الحافظ زین الدین عبد الرحیم بن الحسین ابو الفضل العراقی المصری المتوفی ۸۰۶ھ لا ۸۰۵ھ کما ذکرہ بعض غیر ملتزم الصحۃ

صاحب الاتحاف و ام مجده قد نقل ذلک من الکشف المطبوع بمصر والناقل لا اعتراض علیه کما ثبت فی موضعه ہذا آخر الجواب لما تفوہ بہ المعترض فی الرفع والتکمیل والحمد للہ علی ذلک

غرض مولویصاحب نے دس جگہہ پر نکتہ چینی فرمائی انمین سے کئی جگہہ تو افترا پردازی کی اور بعض جگہہ وہی پُرانے مردود اعتراضات ابرانکو نقل کیا اب مین ایک بحث پر اس خاتمہ کو ختم کرتا ہون وہ یہ ہے کہ مولویصاحب اکثر جگہہ اہل حدیث کی شانمین الفاظ غیر مہذبانہ لکھتے ہین ازانجملہ یہ کہ اہل حدیث اصطلاحات ائمہ جرح وتعدیل سے واقف نہین ہین کتب رجال مثل میزان وتہذیب وغیرہا سے جروح نقل کردیتے ہین حالانکہ اہل حدیث اصول حدیث سے خوب ماہر ہین اس سے اصل مقصود مولویصاحب کا دفع جروح امام صاحبکا ہے کیونکہ مولویصاحب کو بہ نسبت امام صاحب کے پرلے سرکا غلو ہے چنانچہ بخاری کی حدیث یابی اللہ والمومنون الا ابابکر کو تحریف کرکے تذکرہ مین لکھا ہے یابی اللہ والمومنون الا اباحنیفۃ مین چاہتاہون کہ مولویصاحب کے اس غلو کا حال لکھون کہ آیا امام صاحب کے بارہمین یہ مولویصاحبکا غلو صحیح ہے یا نہین اس بحث کو مین انھین قواعد سے لکھتا ہون جنکے بارے مین مولویصاحب اہل حدیث پر طعن کرتے ہین قبل شروع اس بحث کے مین اپنا عقیدہ امام صاحبکی نسبت ظاہر کرتا ہون وہ یہ ہے کہ مین امام صاحب کو بزرگ پرہیزگار جانتا ہون ہان حدیث مین امام صاحب ضعیف تھے بباعث کمی حافظہ کے ونیز بہ نسبت اور ائمہ کے احادیث بھی اونکو کم ملی ہین اسیواسطے مذہب آپکا اکثر رای پر

دام مجده فانی قد راجعت الاتحاف فما وجدت فیه وفاة زکریا ۹۲۶ھ بل فیه انہ مات ۹۲۵ھ وہذا موافق لما فی الکشف وانما علی الناقل تصحیح النقل لا غیر اما قول المعترض انہ توفی ۹۶۶ھ فغلط صریح لانہ قد مات ۹۲۶ھ کما قال السخاوی وغیرہ وقد نقل المعترض نفسہ فی ابراز الغی انہ مات ۹۲۶ھ والی اللہ المشتکی من ہذا التناقض ومن بلغ ہذہ المرتبۃ من الغفلۃ فحرام علیہ اخذ القلم وتسطیر الورقۃ **قولہ** ہو مولف ارشاد الساری شرح صحیح البخاری وغیرہ المتوفی فی اوائل ۹۲۳ھ لا ۹۲۰ھ کما یوجد فی بعض تالیفات غیر ملتزم الصحۃ من افاضل عصرنا **اقول** ہذا ایضاً افتراء علی صاحب الاتحاف فانہ لم یقل صاحب الاتحاف دام مجدہ فی شئی من تالیفاتہ ان صاحب ارشاد الساری مات ۹۲۰ھ والذی نفسی بیدہ کیف یجتری المعترض بمثل ہذا الصنیع القبیح یخترع شیئاً من عند نفسہ فیقول صاحب الاتحاف قال کذا وکتب کذا یا عبد الحی الاتخاف اللہ ولا یوم الحساب اما تدری انک ملاقیہ فما جوابک لمثل ہذا الفعل الشنیع انی واللہ نصحت لک حق النصیحۃ فان لم تفہم بعد ذلک فما علینا من حرج فانما علینا البلاغ **قولہ** ای الحافظ زین الدین عبد الرحمن بن احمد بن رجب الحنبلی المتوفی ۷۹۵ھ لا ۹۹۵ھ کما فی تصانیف غیر ملتزم الصحۃ **اقول** قد ذکرت ہذا ایضاً فی ابرازک بصفحۃ ۱۳ وجوابہ ان صاحب الاتحاف دام مجدہ نقل ذلک من الکشف فالاعتراض علی صاحب الکشف لا علی صاحب الاتحاف **قولہ** الشیخ محمد بن علی افندی الرومی البرکلی المتوفی ۹۸۱ھ لا ۹۶۰ھ کما وقع فی الاتحاف **اقول** ہذا ایضاً مذکور فی الابراز بصفحۃ ۱۲ وجوابہ ان

الاسلام عروۃ عروۃ ماولد فی الاسلام اشام منہ قال ابو حنیفۃ قدمت مکۃ فاخذت
من الحجام ثلاث سنن لما قعدت بین یدیہ قال لی استقبل القبلۃ فبدء لبشق راسی
الایمن وبلغ الی العظمین قال الحمیدی فرجل لیس عندہ سنن من رسول اللہ صلعم
واصحابہ فی المناسک وغیرہا کیف یقلد فی احکام اللہ فی المواریث والفرائض والزکوۃ
والصلوۃ امور الاسلام عبد الرؤف مناوی شرح جامع صغیر میں تحت حدیث اذا طلعت
الثریا ابن الزرع من العاہۃ کے فرماتے ہیں وفیہ شعیب بن ایوب الصیرفی
اوردہ الذہبی فی الضعفا وقال ابو داؤد اخاف اللہ فی الروایۃ عنہ والنعمان
بن ثابت الامام اوردہ الذہبی فی الضعفا وقال ابن عدی عامۃ مایرویہ غلط وتصحیف
وزیادات ولہ احادیث صالحۃ نیز امام ذہبی میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں النعمان
بن ثابت بن زوطی ابو حنیفۃ الکوفی امام اہل الرائی ضعفہ النسائی من جہۃ حفظہ
وابن عدی وآخرون وترجم لہ الخطیب فی فصلین من تاریخہ واستوفی کلام الفریقین
معدلیہ ومضعفیہ ونیز ترجمہ اسمٰعیل میں لکھتے ہیں اسمٰعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت
الکوفی عن ابیہ عن جدہ قال ابن عدی ثلاثتہم ضعفاء امام ابن الجوزی کی کتاب
منتظم سے صاحب توضیح الور نے یوں نقل کیا ہے ذکر صاحب المنتظم باسنادہ المتصل
الی سعید بن ابی مریم انہ قال سئلت یحیی بن معین عن ابی حنیفۃ قال لایکتب حدیثہ والی
عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ المدینی قال سالت ابی عن ابی حنیفۃ فضعفہ جدا وقال روی
خمسین حدیثا اخطا فیہا والی ابی حفص عمرو بن علی قال ابو حنیفۃ لیس بحافظ مضطرب

مبنی ہے حدیث مین ضعیف ہونے سے بچا اون کے تقوی اور بزرگی مین بٹہ نہین لگتا دیکھو امام ذہبی نے بہت راویونکو اولیا اور عابد زاہد بھی لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ غیر صحیح ہین چنانچہ عاصم بن کلیب کے ترجمہ مین لکھتے ہین عاصم بن کلیب الجرمی الکوفی عن ابیہ کلیب بن شہاب والی بردة وجماعة وعنہ شعبة وعلی بن عاصم وطائفة وکان من العباد الاولیاء لکنہ مرجی وثقہ یحیی بن معین وغیرہ قال ابن المدینی لا یحتج بما انفرد بہ وقال ابو حاتم صالح انتہی اور عباد بن عباد الارسوفی الزاہد کے ترجمہ مین لکھتے ہین کان ممن غلب علیہ التقشف والعبادة حتی غفل من الحفظ والاتقان کان یاتی بالشی علی حسب التوہم حتی کثر المناکیر فی روایتہ علی قلتہا فاستحق الترک فقط اور بہت سے راویون کے نسبت امام ذہبی نے ایسا ہی لکھا ہے ان نقول سے معلوم ہوا کہ زاہد پارسا متقی اولیا ہونا اور بات ہے اور حدیث مین قوی ہونا اور بات ہے اب پہلے ان جروح کو جاننا چاہیے جو ائمہ حذاق ومحدثین نقاد سے امام ابو حنیفہ کے حق مین صادر ہوئے ہین صاحب دراسات جسکو مولوی حسن تعلیق الممجد وغیرہ مین محقق لکھ چکے ہین امام بخاری سے نقل کرتے ہین النعمان بن ثابت ابو حنیفة الکوفی مولی بنی تیم اللہ بن ثعلبة روی عنہ عباد بن العوام وابن المبارک وہشیم ووکیع ومسلم بن خالد وابو معاویہ والمقری کان مرجیا سکتوا عن رایہ وعن حدیثہ امام بخاری تاریخ صغیر مین جسکا ایک نسخہ کامل میرے نظر سے گذرا ہے لکھتے ہین حدثنا نعیم بن حماد قال حدثنا الفزاری قال کنت عند سفیان فنعی النعمان فقال الحمد للہ کان ینقض

جس کو معلوم کرنا چاہئے اللہ تعالی کے فضل سے میرے پاس کتب اصول حدیث
بہت ہین مگر چونکہ مقابلہ مولویصاحب سے ہے اسلئے اس بارہ مین کل نقول انھین
کے رسالہ سے لکھے جاتے ہین الرفع والتکمیل مین فرماتے ہین مراتب الفاظ التجریح
علی خمس مراتب وجعلہ ابن ابی حاتم وتبعہ ابن الصلاح اربع مراتب الاولی وہی
اسوءہا ان یقال فلان کذاب اویکذب اویضع الحدیث او وضاع او وضع حدیثا
او دجال وادخل ابن ابی حاتم والخطیب بعض الفاظ المرتبۃ الثانیۃ فی ہذہ قال ابن
ابی حاتم اذا قالوا متروک الحدیث او ذاہب الحدیث او کذاب فہو ساقط لایکتب حدیثہ
المرتبۃ الثانیۃ فلان متہم بالکذب او الوضع و فلان ساقط و فلان ہالک و فلان ذاہب
او ذاہب الحدیث او متروک او متروک الحدیث او ترکوہ او فیہ نظر او سکتوا عنہ
فلان لایعتبر بہ او لایعتبر بحدیثہ او لیس بثقۃ ولا مامون ونحو ذلک المرتبۃ الثالثۃ
فلان رد او رد واحدیثہ او مردود الحدیث و فلان ضعیف جدا و واہ بمرۃ وطرحوا
حدیثہ او مطرح او مطرح الحدیث و فلان ارم بہ ولیس بشئی او لاشئی و فلان لایساوی شیئا
ونحو ذلک وکل من قیل فیہ ذلک من ہذہ المراتب الثلاث لایحتج بہ ولا یستشہد بہ
ولایعتبر بہ المرتبۃ الرابعۃ فلان ضعیف منکر الحدیث او حدیثہ منکر او مضطرب الحدیث
و فلان واہ وضعفوہ و فلان لایحتج بہ المرتبۃ الخامسۃ فلان فیہ مقال فلان ضعیف
او فیہ ضعف او فی حدیثہ ضعف و فلان یعرف وینکر ولیس بذاک او بذاک القوی
ولیس بالمتین ولیس بالقوی ولیس بحجۃ ولیس بعمدۃ ولیس بالمرضی و فلان للضعف

الحديث واہی الحدیث وقال ابوبکر بن ابی داؤد جمیع ما روی ابو حنیفۃ من الحدیث مأتہ وخمسون حدیثاً اخطأ او قال غلط فی نصفہا ونیز امام ابن الجوزی علل متناہیہ مین فرماتے ہین وروی عن ابن شداد عن الولید عن جابر والولید مجہول وسببہ ان یکون ابو حنیفۃ وہم فی قولہ عن جابر فان جماعۃ من الحفاظ رووہ عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد مرسلا عن النبی صلعم امام دارقطنی اپنے سنن مین فرماتے ہین حدثنا علی بن عبد اللہ بن مبشر ثنا محمد بن حرب الواسطی ثنا اسحق الازرق عن ابی حنیفۃ عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراۃ لم یسندہ عن موسی بن ابی عائشۃ غیر ابی حنیفۃ والحسن بن عمارۃ وہما ضعیفان زیلعی نصب الرایہ مین دارقطنی سے نقل کرتے ہین قال الدارقطنی وہم ابو حنیفۃ فیہ علی منصور وانما رواہ منصور عن محمد بن سیرین عن معبد ومعبد ہذا لا صحبۃ لہ ویقال انہ اول من تکلم فی القدر من التابعین حدث بہ عن منصور عن ابن سیرین عن غیلان بن جامع وہشیم بن بشیر وہما احفظ من ابی حنیفۃ للاسناد ثم اخرجہ کذلک وقال ابن عدی لم یقل فی اسنادہ عن معبد الا ابو حنیفۃ واخطأ فیہ الخ واسطے منصفین کے اسیقدر نقول ائمہ اہل شان کے کافی ہین زیادہ شوق جسکو ہو وہ تاریخ خطیب کا ملاحظہ کرے اگر مولویصاحب نے اسکا جواب لکھا تو اس امر کی پھر تفصیل انشاء اللہ خوب بسط سے کیجاویگی اب قواعد اصول سے ان جرحونکا حال سننا چاہیے کہ یہ کیسے جروح ہین اور ایسے شخص کی روایت کا کیا حال ہوتا ہے پہلے مراتب

اپنے کا ملاحظہ کرین **سوال** مولویصاحب نے لکھا ہی کہ جرح مفسر کا اعتبار ہوتا ہے انمین سے جرح مفسر کون کون ہے **جواب** امام نسائی و ابن عدی و علی لمدینی و بخاری و یحیی بن معین کی جرح مفسر ہی نیز خود ہی مولویصاحب نے الفاظ جرح کے نقل کردئے ہین کہ جنکے حقمین یہ جروح لکھی جاوین اونکی روایت معتبر نہین ہوتی تو اب اسی قاعدہ سے امام صاحب کی روایت کیسے معتبر کیجاویگی **سوال** مولویصاحب نے لکھا ہے کہ نسائی مشددین سے ہین جب نسائی مشددین سے ہوئے تو اونکی جرح لغو ہوگی **جواب** اول تو ہم اسکو تسلیم نہین کرتے کہ نسائی مشددین سے ہین فقط مولویصاحب نے ایک جگہہ سے قول حافظ ابن حجر کا نقل کیا ہے اور علماء اوسکے مخالف ہین اگر مان بھی لیوین تو بھی مین کہتا ہون کہ مولویصاحب نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اگر مشدد کی جرح دوسرون کے موافق ہو تو اوسکی جرح کا اعتبار کیا جاوے گا تو اب اسی قاعدہ سے یہ جرح بھی معتبر ٹھہری پھر جروح دارقطنی و ابن عدی و بخاری وغیرہم کی موجود ہین اور دارقطنی و ابن عدی کو مولویصاحب معتدل نقل کرچکے ہین عبارت منقولہ آپ کی یہ ہے وقسم معتدل کاحمد و دارقطنی و ابن عدی ایسے ہی امام بخاری کی تعریف بھی لکھہ چکے ہین بالفعل اس بحث کو ہم اسیقدر لکھکر ختم کرتے ہین اگر مولویصاحب نے اسکا جواب لکھا تو پھر انشاء اللہ مفصل بحث لکھی جاوے گی ✣ ✣ ✣

ما ہو وفیہ خلاف وطعنوا فیہ ومطعون وسیء الحفظ ولین اولین الحدیث او فیہ لین وتکلموا فیہ وکل من ذکر من بعد قولی لایساوی شیئاً فانہ یخرج حدیثہ للاعتبار انتہی اسیطرح میزان کے شروع مین بھی ذہبی سے مراتب جرحکو لکھدیا ہے۔ اب خیال کرنا چاہیئے کہ یہ جروح جو بنسبت امام صاحب کے نقل ہوئین کس درجہ کی ہین اول جرح امام بخاری کی سکتوا عن حدیثہ یہ جرح دوسرے مرتبہ کی ہے جس شخص کے حق مین یہ جرح لکھی گئی ہو اوسکی روایت قابل حجت واعتبار کے نہین ہوتی جیسا کہ ابھی گذرا دوسری جرح ابن عدی کی جسکا مفاد یہ ہے کہ اکثر امام صاحب سے تصحیف وغلطی حدیث مین ہوتی ہے جو مفاد ذاہب الحدیث کا ہے اگر اوسکو مفاد ذاہب الحدیث کا کہین تو یہ جرح مرتبہ ثانیہ کی ہوگی اگر سیء الحفظ کا مفاد کہین تو جرح درجہ پنجم کی تیسری جرح امام نسائی کی سیء الحفظ درجہ پنجم کی ہے چوتھی جرح امام المحدثین یحیی بن معین کی لایکتب حدیثہ درجہ اولی کی ہے یا درجہ ثانیہ کی علی اختلاف القولین پانچوین جرح علی بن مدینی کی ضعیف جدا درجہ ثالثہ کی ہے اور جس شخص کی نسبت یہ جرح اور سابق کی جرح ہوتی ہے اوسکی روایت سے احتجاج نہین کیا جاتا اور نہ استشہاد کیا جاتا ہے چھٹی جرح عمرو بن علی کی ہے لیس بحافظ واہی الحدیث مرتبہ رابعہ کی ہے ساتوین جرح ابوبکر بن ابی داود کی درجہ خامسہ کی ہے آٹھوین جرح امام دارقطنی کی درجہ رابعہ کی ہے فقط۔ اب بخدمت مولویصاحب کے گذارش ہے کہ ان جروح وقواعد اصول منقولہ

صاف تصریح فرمائی ہے کہ اصل تخریج کشاف کی زیلعی کی ہے
حافظ ابن حجر نے اوسکی تلخیص کی ہے عبارت آپ کی یہ ہے
تخریج احادیث الکشاف للامام المحدث جمال الدین عبد اللہ بن یوسف
الزیلعي الحنفي المتوفی سنۃ اثنتین وستین وسبعمائۃ وکتاب اورا حافظ
ابن حجر عسقلانی تلخیص کردہ نامش الکاف الشاف فی تحریر احادیث الکشاف
نہادہ واین در یک مجلد ست ودر مجلد دیگر بران استدراک
نمودہ الخ ان دو وجہوں کا جناب نے ابراز مین بھی کچھ جواب ندیا
غلطی کاتب کی بہت سی جگہہ ہو جاتی ہے پھر مردود اعتراضوں کا
اعادہ کرنا معترض ہی کا کام ہے **قولہ** سمی النواب القنوجي
اسمہ سہوا فال فی کتابہ اتحاف النبلاء عند ذکر تخریج احادیث
الہدایۃ الزیلعي المخرج یوسف بن عبد اللہ وسماہ فی صفحۃ اخری عند
ذکر تخریج احادیث الکشاف لعبد اللہ بن یوسف وہو تعارض مستقبح الخ
اقول یہ نسبت اسکے پہلے بھی جناب صفحہ ۲۰- ابراز مین بیہودہ گوئی
کر چکے ہین جواب اسکا یہ ہے کہ صاحب اتحاف دام مجدہ نے کشف الظنون
سے نقل کیا ہے اور کشف الظنون مین دونون طور سے لکھا ہے ایک جگہہ
عبد اللہ بن یوسف دوسری جگہہ اوسکا عکس وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے
کہ اسمین پہلے سے اختلاف چلا آتا ہے محمود کفوی نے یوسف بن عبد اللہ

ضمیمہ

رد مین اُن اعتراضون کی جنکو مولوی عبد الحی صاحب نے خاتمۃ الطبع زیلعی مین لکھا اور عبد الوہاب طالب العلم کی نام سے اوسکی شہرت دی

چونکہ اس خاتمۃ الطبع کو مولویصاحب نے ایک طالب العلم کے نام سے شایع کیا ہے اور عبارت بھی اوسکی نہایت لچر پوچ ہے اس لایق نہین ہے کہ ایسے کاتب کو عربی مین مخاطب بنایا جاوے لہذا جواب اُردو مین دیا جاتا ہے **قولہ** مایوجد فی الاکسیر فی اصول التفسیر من تالیفات امیر بہوفال النواب السید صدیق حسن خان بہادر القنوجی من ان تخریج احادیث الکشاف للزیلعی ملخص من تخریجہا لابن حجر فہو غلط واضح لاینبغی ان یلتفت الیہ **اقول** یہی اعتراض مولویصاحب نے التعلیقات السنیہ کے صفحہ ۹ مین لکھا ہے کوئی نیا اعتراض نہین پرانی مردود بات کا اعادہ کرنا معلوم نہین کہ کہان سے سیکھا ہے جواب اسکا شفاء العی مین دو وجہ سے دیا گیا ہے اول یہ کہ تقدیم و تاخیر کی غلطی ناسخ سے ہے کیونکہ صاحب اکسیر کو کشف الظنون پر بخوبی نظر ہے دوم یہ کہ صاحب اکسیر نے اتحاف مین

جائز ہی یا نہین اگر جائز ہے تو خیر اور اگر سہو ناسخ جائز نہین ہی تو
اوسکی تصریح فرمائے پھر دیکھئے کیا واقعی آپکی غلطیان لکھی جاتی
ہین کہ آپکو پیچھا چھوڑانا مشکل ہوگا فقط

بخدمت ناظرین رسالہ ہذا کے

گذارش ہی کہ آپ انصاف کرین کہ مولوی عبد الحی صاحب کی یہ
کیا عادت رذیلہ ہے کہ ہر کتاب مین وہی پرانی مردود باتونکو
بار بار لکھتے ہین تو کہ لوگ یہ سمجھین کہ مولویصاحب ہر کتاب مین
نئے نئے اعتراض لکھتے ہین حالانکہ یہ فقط دہوکہ وہی ہے
مولویصاحب کو اللہ کا کچھ خوف نہین کہ اس فریب ودھوکھا کا
کل کو کیا جواب دین گے یہ چالاکی دنیا کی وہان کچھ کام نہ آوے گی
ہذا آخر ما اردناہ والحمد للہ علی ذلک ✤ ✤ ✤

انا المفتقر الی رحمت اللہ المجید محمد سعید مہتمم ومدرس مدرسہ اسلامیہ
قران وحدیث واقع شہر بنارس محلہ دارانگر - ۲۶ صفر سنہ ۱۳۰۲ ہجری

لکھا ہے اور سیوطی وغیرہ نے عبداللہ بن یوسف لہذا صاحب کشف نے
سمجھا کہ اسمین دو قول ہین اسیواسطے دونون جگہہ ہر واحد کو نقل کیا
صاحب اتحاف دام مجدہ نے چونکہ کشف سے نقل کیا ہے اسلئے آپ نے
بھی اسیطرح سے لکھا اور ناقل پر تصحیح نقل ہے نہ ماسوا اسکے علاوہ
اسکے اس جنس کا اختلاف دیگر اسمار مین بھی وارد ہے ازانجملہ حریث بن
قبیصہ ہین کہ انکو قبیصہ ابن حریث بھی کہتے ہین ترمذی باب ما جاء ان
اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ الصلوۃ مین حدیث حریث بن قبیصہ کی روایت
کی ہے اور پھر کہا قال ابو عیسی حدیث ابو ہریرۃ حدیث حسن غریب من ہذا
الوجہ وقد روی ہذا الحدیث من غیر ہذا الوجہ عن ابی ہریرۃ وقد روی
بعض اصحاب الحسن عن الحسن عن قبیصۃ بن حریث غیر ہذا الحدیث والمشہور ہو
قبیصۃ بن حریث انتہی اور ازانجملہ ابراہیم بن اسمعیل الحجازی ہین
کہ انکو اسمعیل بن ابراہیم بھی کہتے ہین اور ابراہیم بن عبد اللہ
بن قارظ ہین کہ انکو عبد اللہ بن ابراہیم بھی کہتے ہین کذا فی التقریب
قولہ وکانت وفاتہ یوم عاشورا ۵ھ وما یوجد فی تالیفات النواب
البھوفال ان وفاتہ ۵ھ فغلط **اقول** یہ اعتراض بھی پہلے
آپ ابراز کے صفحہ ۲۷ مین کر چکے ہین اسکا جواب صاحب تذکرہ نے یہ
دیا ہے کہ یہ سہو ناسخ ہے مین کہتا ہون کہ آپ کے نزدیک سہو ناسخ

مضمون ضمیمۂ قابل ملاحظہ گورنمنٹ

ریاست بھوپال

ریاست بھوپال یہ ایک پورانی ریاست گورنمنٹ کی تہ دل سے خیرخواہ مشہور معروف ہے
ہمیشہ ہوا اس ریاست مین ایسے ایسے کام ہوتے رہے ہین جنکی خیرخواہی کا
اعتراف خود گورنمنٹ نے کیا ہی جیسا کہ تاج الاقبال تاریخ بھوپال کے
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ۱۲۸۵ھ ہجری غرہ شعبانکو نواب شاہجہان بیگم صاحبہ
مسند نشین مسند ریاست کی ہوئین اُسی زمانہ سے انتظام ریاست مین
نہایت سعی فرمائی گورنمنٹ کی خیرخواہی سے ایسا نام پیدا کیا کہ ۱۲۸۹ھ ہجری
چہاردہم رمضانکو تمغہ اسٹار و نشان شاہی مقام بندر بمبئی مین حاصل کیا
جبکہ معرکہ مصر کا درپیش تھا کس زور شور سے امداد دینے پر مستعدی ظاہر کی
کہ خود گورنمنٹ نے اسکا شکریہ کیا حاصل کلام کا یہ ہے کہ نواب شاہجہان بیگم کی
خیرخواہی ایسی ویسی نہین ہے کہ جو قابل سماعت کے نہو بھلا اب انصاف
سے گورنمنٹ کہے کہ ایسی رئیسہ خیرخواہ کا دل دُکھانا کسقدر خلاف عدل ہے
بعد اس تمہید کے اصل مقصد بیان کیا جاتا ہے کہ جب سے جناب بیگم صاحبہ
دام اقبالہا نے حضور مولانا سید محمد صدیق حسن خانصاحب سے نکاح کیا
اور سرکار انگلشیہ سے زوج ممدوحہ کو خطاب نوابی کا عنایت ہوا اسی
زمانہ سے بعض حساد اس فکر مین ہوئے کہ کوئی ایسی تدبیر وحیلہ نکالین
کہ جس سے خطاب نوابی مولانا سید محمد صدیق حسن خانصاحب کا چھین لیا جاوے

تنبیہ

بعد لکھنے ضمیمہ کے یہ خیال آیا کہ اس ضمیمہ کو بھی مولویصاحب کی
ایک تعارض سے مزین کرنا چاہیئے اور مصداق اس شعر کا ہے
اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ * ہو المسک ما کررتہ یتضوع *
چونکہ یہ اعتراضات مولویصاحب نے خاتمۃ الطبع زیلعی مین دربارۂ زیلعی
بحق جناب نوابصاحب بہادر لکھے ہین اسلئے تعارض بھی دربارۂ
زیلعی کے لکھا جاتا ہے تخریج زیلعی کے صفحہ ۱۰۵ جلد اول سے واضح ہے کہ
صاحب فتح القدیر یعنے ابن ہمام محمد بن عبد الواحد خود زیلعی یعنے
یوسف بن عبد اللہ سے متقدم ہے حالانکہ مولوی عبد الحی صاحب
الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ کے صفحہ ۹۵ مین تاریخ وفات زیلعی
سنہ ۷۶۲ لکھتے ہین اور تاریخ ولادت ابن ہمام کی اوسی کتاب کے
صفحہ ۱۸۷ مین ۷۹۰ سنہ اور سیوطی سے سنہ ۷۹۰ نقل کیا ہے آپ یہانپر
تعجب کا مقام ہے کہ زیلعی نے تخریج حیات مین لکھی ہے یا فتح القدیر
کی تالیف ہونے کی بعد قبر سے لکھکر بھیجی ہے اسکا جواب
باصواب مولویصاحب یا اون کے
انصار عنایت کرین فقط *

کچھ نہ پوچھا کہ آیا تمسکتے یہ خرابیان بد انتظامیان وقوع مین آئی ہین یا یون
ہی تمہیرا فترا لگایا جاتا ہے ہماری منصف گورنمنٹ کو مناسب تھا کہ
ایک **کمیشن** جمع کرلی جسمین چند معزز ہندوستانی رئیس ہوتے
چند انگریز وہ لوگ ان خرابیونکی بلا رورعایت جانچ کرتے جنکی تہمت ذمہ جناب مولانا
صاحب کے لگائی جاتی تھی اگر واقعی امر ثابت ہوتا تو سرکار کو بھی ایک
معقول عذر معزولی جناب مولویصاحب موصوف کا ہاتھ لگتا جناب
مولویصاحب کا بھی دل ٹھنڈا ہو جاتا ہر خاص و عام بھی سرکار کے
انصاف کے قائل ہو جاتے اب تو جو سنتا ہے صریح ناانصافی بتاتا ہے ؛
دلیل دوم جناب مولویصاحب اُس رئیسہ کے شوہر ہین کہ جنکی
خیر خواہی وقت نازک مین پائی گئی ہے جبکہ خطاب و سلامی چھین لینے کا
حکم عام دربار مین سنایا گیا تو رئیسہ کا کیسا کچھ دل نہ دُکھا ہوگا رئیسہ مکرمہ
اپنی خیر خواہیونکو یاد کرکے کیا کہتی ہونگی کہ گورنمنٹ سے یادداشت کیا عمدہ ملا
گورنمنٹ کو مناسب ہے کہ جیسے رئیسہ کا دل دکھایا ہے ایسے ہی پھر اُسکو
خوش کرے **دلیل سوم** جناب مولویصاحب چونکہ علم و فضل مین
یکتا روزگار ہین درجہ اجتہاد کا آپکو حاصل ہے آپ کی تالیفات سے
اکثر لوگونکو نفع ہوا اسلیئے کل اہل تحقیق جنکی تعداد ہند مین غالبا ایک دو
لاکھ سے کم نہوگی آپ کو اپنا بزرگ خیال کرتے ہین آپ کے اقوال پر اکثر لوگ
اعتماد کرتے ہین آپ کی تالیفات سے اہل تحقیق تو درکنار اکثر لوگ دل وجان سے
مطیع فرمانبردار سرکار انگلشیہ کے ہوگئے ہین ایسے پیشوا کی توہین کرنا

اُس زمانے سے آجتک ان لوگون نے صدہا عرضیان جھوٹھی جھوٹھی شکایت آمیز کبھی گورنمنٹ مین کبھی رزیڈنٹی مین روانہ کین پہلے کے حکام کہ اکثر بیدار مغز وعقیل تھے اونہون نے اسکا کچھ اعتبار نہ کیا اس سال مین سرلیپل گریفن صاحب نے اُنہین حُسّاد کی عرضیونکو نمک مصالح لگا کر ایک خفیہ رپورٹ جسمین چند بے انتظامی خرابیونکا ذکر تھا گورنمنٹ مین کی وہ رپورٹ بجنسہ بحضور سکرٹری او استیٹ ہند بھیجدی گئی وہان سے قطعی حکم مولٰنا سید محمد صدیق حسن خانصاحب کی خطاب وسلامی چھین لینے کا آگیا۔ اور سرلیپل گریفن صاحب نے دربار عام مین نہایت بے دردی کے ساتھ یہ حکم سنادیا جس سے بیگم صاحبہ و جملہ خیرخواہ رعایا ومنصفین عاقلین کا نہایت ہی دل دکھا ہمارے نزدیک یہ امر نہایت بُرا ہوا ہے اس خطاب وسلامی کا چھین لینا ناانصافی ہے ہم اس ناانصافی کو ایسے چند دلائل سے ثابت کئے دیتے ہین کہ اگر گورنمنٹ انصاف کی نظر ولنسو انکا ملاحظہ فرمائیگی تو ضرور اس مافات کی تلافی کرکے اس خطاب کو پھر جناب مولٰنا سید محمد صدیق حسن خانصاحب کو عطا فرویگی اور اس چھین لینے پر کچھ عذر کریگی وہ دلائل یہ ہین دلیل اول ہمارے اس مُلک مین اگر کوئی ادنی سے ادنی بات بھی وقوع مین آتی ہے تو حکام وقت سے اوسکی چھان بین ہوتی ہے کہ دودھ پانی علیحدہ کیا جاتا ہے مظلوم ظالم جدا جدا واضح دکھلایا جاتا ہے بخلاف اسکے کہ سرکار نے جناب مولٰنا صاحب سے

بھوپال مین گنے چنے آدمی ہین نہ کوئی آپ سے ایسا مذہبی تعصب سے زد ہوا جیسے اور ریاستون ٹونک وجونہ گڈہ مین ہوا ہے نہ کسی مخالف سرکار انگلشیہ سے خط وکتابت مولانا نے کی نہ ارادہ اسکا کیا بلکہ رئیسہ معظمہ سے نے مہم مصر پر امداد دینے کی درخواست کی - یہ سب امور مخالفین کے اتہامات ہین بنا رانکی محض افترا ولتو ہم پر ہے گورنمنٹ کو ایسے امور کا لغیر تحقیق کے ہرگز ہرگز خیال کرنا سزوا نہین اپنی رعیت سے نیک گمان رکھنا چاہیئے خصوصًا اہل تحقیق سے کہ یہ سوا ے عملداری سرکار کے کسیجگہہ اپنا امن نہین سمجہتا اب ہم بحضور جناب بیگم صاحبہ کے گذارش کرتے ہین کہ ضرور بذریعہ بالشٹران نامی کے اسکا مقدمہ ولایت مین کرکے برأت جناب سید صاحب کی ثابت کرین - مین امید رکھتا ہون کہ اسمین ضرور کامیاب ہونگی پوری توقع ہے - نیز بخدمت جناب مولانا سید صاحب کے گذارش ہے کہ جبتک گورنمنٹ سے اسکا تصفیہ نہو جاوے احکام سرکاری کو ظاہرا باطنًا بجا لاوین تو تا کہ سرکار انگلشیہ پر آپ کی پوری خیرخواہی ثابت ہو جاوے فقط

- سورۃ -

شہر سورۃ مین بعض مفسدون نے مولوی محمد صاحب کی نسبت یہ مخبری کی کہ ان کے پاس افضل المحققین سید محمد صدیق حسن کی کتب ہین جن سے بلوہ کا خوف ہے - چنانچہ شیخ غلام نبی فوجدار نے سات کتب جیسے روضۃ ندیہ وترجمان وہابیہ وموا عظۃ الحسنہ مولویصاحب سے منگا کر ضبط کین حالانکہ ان کتب مین سوائے مسائل مذہبی وتاریخ وخیرخواہی سرکار کے کچھ نہین

انکا خطاب چھین لینا گویا کل اہل تحقیق کی اہانت کرنا اون کے دلون کو صدمہ پہنچانا ہے جب سے یہ خبر ہندوستان مین شایع ہوئی ہے اہل تحقیق کو کہ قریب لاکھون آدمی کے ہون گے نہایت ہی صدمہ ہے رعیت کی دلجوئی کرنا یہ عمدہ اصول سلطنت سے گنا جاتا ہے اگر گورنمنٹ کو اسمین شک ہو تو ہم بڑے بڑے بلاد جیسے دہلی - لکھنؤ - بنارس - لاہور - امرتسر - بمبئی - کلکتہ - جبلپور - وغیرہم کے اہل تحقیق کا محضر نامہ منگا کر سرکار مین داخل کر سکتے ہین لہذا ہم محض خیر خواہی کی جہت سے گورنمنٹ کی خدمت مین گذارش کرتے ہین کہ بنظر دلداری رعیت و بیگم صاحبہ کے پھر خطاب نوابی کا مولٰنا سید محمد صدیق حسن خانصاحب کو عنایت کرے **دلیل چہارم**

اگر فرض کرین کہ جناب مولوی سید محمد صدیق حسن خانصاحب کی وجہ سے ریاست مین بد انتظامی پیش آئی تھی تو اول انکو اس امر کی اطلاع کرنا چاہئے تھا اگر پھر بھی کچھ غفلت نظر آتی تو انتظام ریاست سے علیحدہ کئے جاتے خطاب چھین لینے سلامی موقوف کرنے کی کیا وجہ تھی ظاہرا کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی بالفعل ہم انہین وجہ پر کفایت کرتے ہین باقی جو جو اتہامات مخالفین انپر لگاتے ہین انکا مفصل جواب انشاءاللہ تعالی آئندہ پرچہ کے ضمیمہ مین درج کرین گے ابھی مجملاً یہ کہدیتے ہین کہ افضل العلماء مولٰنا سید محمد صدیق حسن کی وجہ سے نہ تو کوئی انتظام ریاست کا خراب ہوا بلکہ وہ انتظام عمدہ ہوا کہ باید و شاید نہ اپنے خویش و اقارب و ہم مذہبون کو عمدہ عہدے دیئے اکثر عمدہ عہدہ و نیز ان کے مخالف مذہب کے آدمی ہین اہل تحقیق

اطلاع ضروری

(۱) شیخ احمد اللہ صاحب زمیندار رحیم آباد کہ جنکی حرارت دینی بہت بڑھی ہوئی ہے اپنی جان و مال کو اللہ کے لیئے وقف کئے ہوئے ہین اونہون نے جواب الدلیل القوی کے شایع کرنے کے لئے مبلغ (عللعہ) روپیہ عنایت کئے اور وعدہ کیا ہے کہ الفتح المبین کے مفصل جواب کیلیئے بھی ہم چالیس پچاس روپیہ سے تائید کرین گے اسلئے لوح پر انہین کی فرمایش کا نام لکھا گیا ہے چند اوراق قبل اشتہار پرچہ کے مطبوع شدہ تھے انکو بھی پرچہ مین شامل کرلیا آیندہ پرچہ مین عبارت عربی پر اعراب بھی لگا دیئے جاوین گے —

(۲) موحدین دہرہ دون نے ہمسے فرمایش کی ہے کہ چند مسئلے مذہب حنفی کے ایسے لکھے جاوین کہ جنمین آیت حدیث تو درکنار کوئی حدیث ضعیف واثر بھی نہو انشاء اللہ ہم آیندہ پرچہ کے ضمیمہ مین اسیطرح اس قسم کے درج کرین گے —

(۳) ناظرین براے عنایت قیمت سالانہ یا ششماہی یا سہ ماہی اول پرچہ کے وصول ہوتے ہی روانہ کرین جنسے سہ ماہی نہو سکے وہ ماہوار ہی دیتے جاوین — جس ماہ کی قیمت نہ پہنچی گی پرچہ اوس ماہ کا نہ روانہ ہوگا بعض ہمارے احباب نے ایکسال ہوا کہ قیمت کتب کی نہین روانہ کی فقط

رسید زر — شیخ گل محمد کمپ مو بابت سال تمام — للعہ

لہذا ہم مجسٹریٹ ضلع سورۃ کی خدمت مین التماس کرتے ہین کہ مولوی صاحب محض مظلوم ہین انکی دادرسی فرماکر کتب اونکو واپس فرماوین اور مفسدون کو اون کے فتنہ کی سزا دیوین یہ کتب آج پندرہ برس سے تمام ممالک ہند۔ سندہ۔ عرب۔ روم۔ شام۔ مین شایع ہین کوئی انپر معترض نہین ہوا یہ اسیکا نتیجہ ہے جو ہماری گورنمنٹ نے خطاب چھین کر مفسدونکو شرارت کرنیکا موقعہ دیا کہ غربا اہل تحقیق کو تنگ کرہی ہین تو لوی محمد صاحب کو چاہیے کہ بحضور مجسٹریٹ سورۃ یا صاحب جج کے اسکا استغاثہ کرین انشاء اللہ اسکا تدارک بخولی ہوگا ؛

اطلاع

بمبئی سے ہمارے پاس ایک کتاب مسمی نبراس پہنچی اوسمین جو نسبت صحیح بخاری کے اعتراضات تھے جواب اسکا اسی پرچہ مین ہے آیندہ بھی حقہ موقعہ اسکے مضامین کا رد ہوگا ــ

ہماری تالیف سے صیانۃ المقتصدین جواب نصرۃ المجتہدین کا دس جز طبع ہوکر لاہور بازار کشمیری دوکان شیخ محی الدین صاحب تاجر سے بقیمت دس آنہ معہ محصول ڈاک دستیاب ہوتا ہے مین نے اس جوابکو نہایت محنت سے لکھا تھا مگر افسوس کہ کارپردازان مطبع نے کم توجہ سے اسکو نہایت غلط طبع کرایا اعراب عبارت عربی پر اپنی طرف سے لگائے جو اکثر جگہہ غلط ہین بعض جگہہ اردو کی عبارت بھی بدل گئی ہے جس سے ہمکو کمال رنج ہے ہمارے مخالفین معترضین اسکی غلطیونکو ہمارے ذمہ نہ لگائین فقط

نصرۃ السنۃ

نمبر ۲) معہ بقیہ مضمون ضمیمہ قابل ملاحظہ گورنمنٹ متعلق ریاست بھوپال (جلد ۱
بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ مطابق ماہ جنوری ۱۸۸۶ عیسوی

اصول و قواعد مع شرح قیمت رسالہ و ضمیمہ

(۱) یہ رسالہ حجم مین دو جز کا ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو شایع ہوا کریگا (۲) ضمیمہ بوقت ضرورت لگایا جاویگا ہمیشہ ضمیمہ رسالہ کے ساتھ نہوگا (۳) رسالہ و ضمیمہ کے مقاصد و اغراض یہ ہین (الف) مقلدین کی کتب کا جواب تہذیب الیسے طور سے کہ ہر منصف مزاج اسکو دیکھکر نفع اوٹھاوے راہ مستقیم پر آجاوے (ب) یہ رسالہ مقلدین کی کوئی کتاب نچھوڑیگا کہ جسکا جواب نہ دیوے پہلی جواب اس رسالہ الدلیل القوی مولفہ مولوی احمد علی صاحب کا ہوگا ۔ پھر الفتح المبین کا بعد اسکے رای ممبرونکی لیجاویگی جسطرف اکثر ممبرونکی رای ہوگی اوسکا جواب شروع کیا جاویگا (ج) ضمیمہ مین نہایت عمدہ مضامین پولٹیکل یا بعض مضامین اخبار متعصبین کا جواب یا کوئی دوسرا مضمون ہوگا (۴) قیمت رسالہ و ضمیمہ کی پیشگی گورنمنٹ و والیان ملک سے (للعہ ۲۴) روپیہ ۔ حکام وقت و رؤساسے (عہ ۱۲) روپیہ متوسطین سے (ے ۶) روپیہ ۔ جنکی آمدنی پندرہ روپیہ سے دس تک ہے اونسے (للعہ) باقی غربا سے (ےلعہ ۳) ۔ مابعد ہر کسی سے ڈیوڑھی قیمت ۔ ان مراتب کا تصفیہ و تقرری خریدارون کے ایمان پر موقوف ہے نمبر اول کے وصول سے قیمت ضرور ارسال کریں (۵) یہ رسالہ بعض صاحبونکی خدمت مین بغیر طلب کے روانہ ہوگا اگر خریدنا نہ منظور ہو تو رسالہ کو واپس فرماوین ورنہ نام درج ہوگا قیمت حسب حیثیت لازم (۶) خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہیے (۷) سبیل ارسال زر بذریعہ منی آرڈر یا نوٹ بصیغہ رجسٹری ہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہوگا ۔

ف ناظرین جواب جرح محمد بن اسحاق کو خوب غور سے ملاحظہ فرماوین خصوصا جرح امام مالک و یحیی قطان کو الفتح المبین مین انحصین سے ہر وجہ جرح استدلال پکڑا ہے ۱۲ منہ

اطلاع ضروری

میرا ارادہ تھا کہ پرچہ یکم محرم سے نکلے مگر بباعث نہ آنے درخواستون کے تاخیر وقوع مین آئی اب تک کل انتی درخواستین میرے پاس پہنچی ہین — شایقین سنت کو چاہیئے کہ اسکی اشاعت مین سعی فرماوین بالفعل جن صاحبون نے ممبر ہونا اس پرچہ کا منظور کیا ہے نام نامی اون کے یہ ہین — حافظ عبد اللہ صاحب تاجر دہرہ دون — مولوی محمد یسین صاحب جبلپوری — مولوی حافظ عبد اللہ صاحب — مولوی عبید اللہ صاحب — مولوی محمد اسمعیل صاحب ناگپوری — مولوی غلام اکبر خانصاحب — ڈاکٹر محمد دلاور خانصاحب — ڈاکٹر سید جمال الدینصاحب — محمد یعقوب صاحب میجر صوبہ دار — حکیم عبد الغفار و عبد الوہاب صاحب جونہ گڈھی — محمد شریف صاحب مہتمم اخبار منشور محمدی

المشتہر

محمد سعید مہتمم مدرسہ اسلامیہ — و پرچۂ نصرۃ السنۃ

و مطبع صدیقی بنارس محلہ دارانگر یکم ربیع الاول

سنہ ۱۳۰۲ ہجری

اس مقام مین محمد بن اسحق پر جرح رمی بالتشیع والقدر کی کرنیوا معلوم نہین
لہذا بموجب قاعدہ مذکورہ کے یہ جرح بھی لغو ہوئی اگر یون ہی یہ جرح بغیر
تحقیق کے قبول ہے تو اسی قسم کی جرح امام اعظم ابوحنیفہ رح کے
استاذ شیخ حماد بن ابی سلیمان کے حقمین بھی تقریب مین لکھی ہے چنانچہ
تقریب التہذیب مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۸۶ مین ہے حماد بن ابی
سلیمان سلم الاشعری مولاہم ابو اسمٰعیل الکوفی فقیہ صدوق
لہ اوہام من الخامسۃ رمی بالارجاء ترجمہ حماد بن ابی سلیمان مسلم
منسوب قبیلہ اشعری کے طرف غلام آزاد کئے ہوئے آنکو ابو اسمعیل رہنے والے
کوفہ کے فقیہ سچے ہین انکو وہم روایت مین ہوجاتا ہے تہمت کئے گئے ہین
مرجیہ ہونیکے ساتھ۔ اب ہم علماء حنفیہ منصفین سے دریافت کرتے ہین
کہ اگر محمد بن اسحاق پر رمی بالتشیع والقدر کی جرح معتبر گنی جاویگی تو
امام صاحب کے استاذ پر رمی بالارجاء یعنی مرجیہ ہونیکی جرحکا اعتبار کرنا
ضرور پڑیگا جس سے سب فقہ حنفی کا غیر معتبر ہونا لازم آویگا اب جوجواب
آپ اس رمی بالارجاء کا) ارشاد فرماوینگے وہی ہماری طرف سے محمد بن اسحاق
کے بارہمین گذارش کیا جاویگا فقط مجھکو (جناب مولوی احمد علیصاحب مرحوم کے
کمال تعجب آتا ہے کہ بغیر دیکھے بھالے کتب اسماء رجال و علم اصول کے
اس جرح کو نقل کر دیا یہ نہ دیکھا کہ کتب اسماء رجال مین تصریح کی ہے کہ
محمد بن اسحاق قدریہ ہونے سے بہت دور تھا امام محمد بن احمد ذہبی
میزان الاعتدال مین فرماتے ہین میزان جلد ثانیکے صفحہ ۳۴۸ مین ہے،

شکریہ

مہتمم تہ دل سے ممنون مشکور اُن علما رنامدار کا ہے جنہون نے نمبر اول پرچہ نصرۃ السنۃ کو پسند فرما کر خرید فرمایا علما رمحدثین سے جن جن صاحبون نے اس پرچہ کو پسند فرمایا بذریعہ تحریر کے مہتمم کو اطلاع دیا نام نامی اونکے یہ ہین مولانا محمد بشیر صاحب۔ جناب قاضی شیخ محمد صاحب جناب مولنا مولوی حافظ عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور مولنا مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی و مولوی محمد ادریس صاحب مولنا مولوی وصیت علی صاحب مولوی الہی بخش صاحب براکری مولوی مولی بخش صاحب براکری مولنا مولوی محمد غضنفر صاحب لودہیانوی مولوی شمس الحق صاحب مولوی محمد اسحق صاحب مولوی محمد اسمعیل صاحب مولوی حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی فقط ماسوا انکے موحدین دیرہ دون و دوسری جگہہ کی عاملان بالحدیث نے بھی اس پرچہ کو پسند فرمایا باوجود اسکے ابھی ہنوز خریدارون کی نوبت کل سوا سو ۱۲۵ تک پہنچی ہے اہلحدیث خصوصاً معاونین نصرۃ السنہ کو لازم ہے کہ اسکی اشاعت مین کہ دراصل اشاعت سنت نبوی کی ہے سعی بلیغ فرما کر ثواب کثیر حاصل کرین ۞

اطلاع

دو رسالے تازہ۔ **ہدایت جلی - ازالۃ الشین والرین۔**
پہلا رسالہ مولفہ مولانا مولوی ولایت علی صاحب مرحوم کا ترغیب عمل حدیث مین ـ دوسرا رسالہ مولوی محمد صاحب ٹونکی کا ضمیمہ الفتح المبین کے ابھی جو ہمارے مطبع مین طبع ہوئے ہین قیمت ہر دو رسالے کی معہ محصولڈاک ۵ ہے جن صاحبونکو خریدنا منظور ہو یا رسال قیمت طلب کرین ؞ المشتہر محمد سعید مہتمم رسالہ نصرۃ السنہ و مدرسہ اسلامیہ و مطبع صدیقی بنارس

۱۳ مولوی احسان الغنی صاحب جلیوری

روایت مبتدع کی جب نہو ان لوگون سے کہ حلال جانتا ہو جھوٹھ بولنے کو نصرت مذہب کیلئے یا اہل مذہب کیلئے خواہ پکارنیوالا ہو طرف بدعت کے یا نہ ہو اور نسبت کیا ہے بعض لوگون نے اسکو طرف امام شافعی کے واسطے قول اسکے کہ قبول کرتا ہون مین گواہی اہل بدعت کو مگر خطابیہ کی جو ایک فرقہ ہے رافضیون سے اسواسطے کہ تحقیق وہ لوگ اعتقاد کرتے ہین گواہی جھوٹھی کو جواز کا اپنے موافقون کے لیئے اور کہا بعض اونکے نے کہ قبول کیجاوے روایت اسکی جسوقت تک نہو پکارنیوالا اور نہ قبول کیجاوے جسوقت ہوئے پکارنیوالا اپنے بدعت کیطرف اور یہ مذہب ہے بہت لوگونکا اور اسپر اکثر علماء ہین نیز حافظ ابن صلاح نے اسی صفحہ مین فرمایا ہے ھذا اعدل الاقوال واولیھا یعنی یہ مذہب سوم بہت اچھا قولونکا ہے اور عمدہ انکا حافظ ابن حجر نے نخبہ اور اوسکی شرح مین فرمایا ہے شرح نخبہ مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۵۰ مین ہے تقبل من لم یکن داعیة الی بدعتہ لان تزیین بدعتہ قد یحملہ علی تحریف الروایات و تسویتھا علی ما یقتضیہ مذھبہ وھذا فی الاصح واغرب ابن حبان فادعی الاتفاق علی قبول غیر الداعیة من غیر تفصیل نعم الاکثر علی قبول غیر الداعیة ترجمہ قبول کیجاوے روایت اس شخص کی جو نہو پکارنیوالا طرف بدعت اپنی کے اسواسطے کہ تحقیق اپنے بدعت کا زینت دینا کبھی اسکو برانگیختہ کرتا ہے بدلنے روایتونپر اور موافق کرنے انکے کے جسپر اسکا مذہب تقاضا کرتا تھا اور یہ قول

وقال محمد بن عبد اللہ بن نمیر رمی بالقدر وکان ابعد الناس منہ ترجمہ فرمایا امام محمد بیٹے عبداللہ بیٹے نمیر نے تہمت کیا گیا ہے محمد بن اسحاق ساتھ قدر کے حالانکہ بہت دور لوگو نکا تھا قدر سے ۔ اس قول سے معلوم ہوا کہ محمد بن اسحاق زیادہ دور قدر سے تھا یونہی اسپر قدر کی تہمت لگائی گئی ہے وجہ اول سے لغو ہونا اس جرحکا بخوبی ثابت ہوا ولله الحمد (وجہ ثانی) اگر تسلیم بھی کرلیا جاوے کہ محمد بن اسحاق معاذاللہ شیعی و قدری ہین تو بھی اونکا شیعہ ہونا قدری ہونا اونکی روایت وشہادت مین کچھ خلل نہین کرتا غایۃ الامر یہ ہوگا کہ وہ اہل بدعت مین شمار ہون گے حالانکہ اہل بدعت کی روایت وشہادت نزدیک جمہور محدثین و آئمہ اربعہ کے معتبر ہے خود حنفیہ نے بھی روایت وشہادت اہل بدعت کو معتبر سمجھا ہے پہلے اقوال محدثین کے بیان کیئے جاتے ہین پھر علماء حنفیہ کے حافظ ابن صلاح نے مقدمہ مین فرمایا ہے ومنهم من قبل روایۃ المبتدع اذا لم یکن ممن یستحل الکذب فی نصرۃ مذهبہ اولاهل مذهبہ سواء کان داعیۃ الی بدعتہ اولم یکن وعزا بعضهم هذا الی الشافعی لقولہ اقبل شهادۃ اهل الاهواء الا الخطابیۃ من الرافضۃ لانهم یرون الشهادۃ بالزور لموافقیهم وقال بعضهم تقبل روایتہ اذا لم یکن داعیۃ ولا تقبل اذا کان داعیۃ الی بدعتہ وهذا مذهب الکثیر وعلیہ الکثر من العلماء ترجمہ بعض نے انمین سے قبول کیا ہے

ای اصحاب بدع لا تکفر کجبر و قدر و رفض و خروج و تشبیہ و تعطیل وکل منہم اثنا عشرۃ فرقۃ فصاروا اثنتین وسبعین الا الخطابیۃ صنف من الروافض یرون الشہادۃ لشیعتہم ولکل من حلف انہ محق فردہم لا لبدعتہم بل لتہمۃ الکذب ترجمہ مقبول ہے گواہی اہل ہوا کی یعنی اہل بدعات کی جو منسوب بکفر نہین چنانچہ جبر وقدر ورفض وخروج اور تشبیہ اور تعطیل اور ہر ایک ان مین سے ہون بارہ فرقے ہین پس اہل بدعات کے بہتر فرقے ہوئے مگر خطابیہ وہ ایک قسم ہین روافض سے جائز جانتے ہین گواہی اپنے شیعون کی واسطے اور اس شخص کے واسطے جو قسم کھاوے کہ مین حق پر ہون تو انکی گواہی کا مردود ہونا انکی بدعت کے سبب سے نہین بلکہ کذب کی تہمت کے سبب سے ۔ درمختار کی عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرات حنفیہ نے بھی درباب قبول شہادت وعدم قبول کے صدق وعدم صدق کو معیار ٹھہرایا ہے نہ بدعتی اور سنی ہونے کو الحمد للہ کہ خود حنفیہ کی کتابون سے مقصود ہمارا ثابت ہوگیا ۔ ہدایہ مطبوعہ مطبع مصطفائیکو جلد ثالث کے صفحہ ۱۴۷ مین ہے وتقبل شہادۃ اھل الاھواء الا الخطابیۃ وقال الشافعی لا تقبل لانہ اغلظ وجوہ الفسق ولنا انہ فسق من حیث الاعتقاد وما اوقعہ فیہ الا تدینہ فیمتنع عن الکذب وصار کمن یشرب المثلث او یاکل متروک التسمیۃ عامدا مستبیحا لذلک بخلاف الفسق من حیث التعاطی اما الخطابیۃ فہم قوم من غلاۃ الروافض

زیادہ صحیح ہے اور نادر فرمایا ابن حبان نے پس دعوی کیا اتفاق کا بیچ قبول پر غیر بلانیوالے کے قبول پر غیر پکارنیوالے کے بغیر تفصیل سکے ہان اکثر محقق زمان عالم اجل فاضل بے بدل جناب مولانا سید محمد صدیق حسن خانصاحب نے منہج الوصول جو خلاصہ کل کتب اصول حدیث کا ہے اوسکے صفحہ ۱۱ مین فرمایا ہے سوم آنکہ اگر داعی لبسوی مذہب خود ست مقبول نیست و رنہ پذیرا ست برین اند اکثر۔ نیز اوسی کتاب مین بہت سے محدثین کی عبارات منقول ہین خلاصہ سبکا یہی ہے کہ روایت مبتدع کی مقبول ہے نزدیک اکثر کے اور نزدیک محققین کے روایت داعی و غیر داعی سبکی معتبر ہے کیونکہ دار مدار روایت کا صدق پر ہی اسیواسطے امام شافعی نے خطابیہ کا استثنا فرمایا ہے اسلیئے کہ وہ جھوٹھ بولنے کو مباح جانتے ہین۔ جبکہ کتب اصول حدیث کی عبارات مذکور ہوچکین تو اب کتب اصول فقہ وفقہ کی عبارات لکھی جاتی ہین جس سے ناظرین کو معلوم ہو جاویگا کہ علمار حنفیہ کے نزدیک بھی روایت شہادت مبتدع کی مقبول ہے مولانا بحرالعلوم لکھنوی شرح مسلم الثبوت مین فرماتے ہین چنانچہ مسلم الثبوت اور اوسکی شرح بحر العلوم مطبوعہ مطبع منشی نولکشور کے صفحہ ۲۰۸ مین قبلت شہادۃ اہل الاہواء مطلقا الا الخطابیۃ ہم من غلاۃ الروافض ترجمہ قبول کیجاوے گواہی اہل بدعت کی مطلق مگر خطابیہ کی وہ لوگ غالی رافضی ہین۔ درمختار کی کتاب الشہادت کے باب القبول وعدمہ مین ہے تقبل من اہل الاہواء

من القرآن اذا جهرت بالقرآن الا بام القرآن رواه الدارقطنی وقال رجاله کلهم ثقات ورا ینجا بعض اہل تعصب بطریق جہد مقل گفته اند که حدیث عباده ضعیف ست زیراکه در سندش محمد بن اسحٰق بن یسار ست وحافظ در تقریب در حق وی گفته صدوق یدلس ورمی بالتشیع والقدر انتهی وجوابش آنست که لفظ صدوق از الفاظ تعدیل ست در رتبه ثانیه از وی نه از الفاظ تجریح کذا فی غایة التوضیح وغیره من کتب اصول الحدیث وحافظ ابن حجر محمد بن اسحٰق را در طبقه خامسه شمرده واہل این طبقه داخل ثقات اند وتدلیس نامقبول تدلیسی ست که معنعن باشد ومحمد بن اسحق تصریح بتحدیث کرده کما علیهم مما سبق شوکانی در نیل الاوطار گفته قد صرح بالتحدیث فذهبت مظنة تدلیسه وتابعه من تقدم انتهی وابن ملقن گفته ان الدارقطنی والبیهقی وابن حبان رووه باسانیدهم عن ابن اسحاق فذکرنا ذلك انتهی سید مرتضی زبیدی در بلغة الغریب در بیان تدلیس نوشته حکمه ان کان ثقة لم یقبل الا ما صرح فیه بالتحدیث دون عن انتهی وشیخ عثمان بن عیسی حنفی در غایة التوضیح للجامع الصحیح گفته فلا یقبل من عرف بذلك الا اذا صرح بالاتصال انتهی واین حدیث از همین قبیل ست وبخاری در صحیح خود اگرچه حدیث عباده را بدون استثنا آورده لیکن در جزء قرأت تصحیح وی کرده کما تقدم وحافظ ابن حجر تحسین شاهد وی نموده کما سبق نووی در

یعتقدون الشہادۃ لکل من حلف عندھم وقیل یرون الشہادۃ لشیعتھم واجبۃ فتمکنت التھمۃ فی شہادتھم لظھور فسقھم

ترجمہ اہل بدعت کی گواہی قبول کیجاوے مگر خطابیہ کی امام شافعی نے فرمایا نہ قبول کیجاوے کیونکہ بیشک یہ بدعت زیادہ سخت فسق ہے ہماری یہ دلیل ہے کہ یہ فسق من حیث الاعتقاد ہے اور بدعتی اس بدعت مین نہین پڑا مگر بباعث دینداری کے پس وہ جھوٹھ بولنے سے باز رہیگا مثل اس آدمیکو جو مثلث[1] پیتا ہے یا جانور بغیر بسم اللہ کے ذبح کئے ہوئے کو مباح جانکر کھاتا ہے بخلاف فسق ظاہری کے لیکن خطابیہ پس وہ ایک قوم ہین کہ غالی رافضیون سے اعتقاد کرتے ہین قبول کرنے گواہی ہر اس آدمی کے جوانکے نزدیک قسم کھاوے اور کہا گیا ہے کہ اپنے ہم مشربون کی گواہی کا قبول کرنا واجب خیال کرتے ہین پس ایک طرحکا شبہہ اونکی گواہی مین آگیا فقط السیوہی اور کتب مین ہے اس سے معلوم ہوا کہ شہادۃ و روایت مین بدعتی ہونا کچھ مضر نہین ہے مولانا مرحوم نے جو یہ دو جرح یعنی اول تدلیس کی دوسری رمی بالتشیع والقدر کی نقل کی تھین دونونکا جواب تمام ہوا ان دونون جرحونکو علامہ زمان فہامہ دوران محقق کامل سید محمد صدیق حسن خانصاحب نے بھی ہدایۃ السائل مین عمدہ طرح سے رد کیا ہے عبارت جناب کی شائقین تحقیق کیلئے نقل کیجاتی ہے ہدایۃ السائل مطبوعہ مطبع شاہجہانی کے صفحہ ۱۹۰ مین ہے وفی لفظ من حدیث عبادۃ ان النبی صلعم قال لا یقرأن احد منکم شیئا

[1] مثلث انگور کا شیرہ کا نام ہے کہ اوسکو پکایا جاتا ہے دو حصے اوسکے جل جاتے ہین ایک باقی رہجاتا ہے۔ ۱۲ منہ

الصحیح منهم مطر الوراق و بقیة بن الولید و محمد بن اسحق بن یسار و اخرج مسلم عنهم فی الشواهد فی اشباه لهم کثیرین انتهی و ترمذی بعد روایت حدیث عباده گفته و فی الباب عن ابی هریرة و عائشة و انس و ابی قتادة و عبد الله بن عمرو قال ابو عیسی حدیث عبادة حدیث حسن و روی هذا الحدیث الزهری عن محمود بن الربیع عن عبادة بن الصامت عن النبی صلعم قال لا صلوٰة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب و هذا اصح انتهی و صنیع ترمذی دلیل ست برانکه مفهوم هردو حدیث واحد ست و اما رمی او بتشیع و قدریت بدعت مرد و د بدعتی ست که صاحب آن بدعت منجمله دعاة باشد و الا مقبول ست حافظ در نخبة الفکر گفته ثم البدعة اما ان یکون بمکفر او بمفسق و الثانی یقبل مالم یکن داعیة فی الاصح و سید مرتضی حسینی در بلغه گفته فالمبتدع ان کفر فی اصح انه لا یقبل و الا قبل و الا لبطل کثیر من الاحکام انتهی و متتبع بصیر می شناسد که این قسم اهل تدلیس و بدعت در رواة و رجال صحیحین موجود اند و این مسئله را لتعلقی بسبب تشیع و قدریه هم نیست که تدلیس راوی در روی منجمله جرح معدود و مشهود و کیف که مظنة تدلیس مذکور بتصریح تحدیث مدفوع گردیده و لهذا جمهور اهل علم غیر اهل کوفه احتجاج کرده اند بحدیث عباده و هیچ یکی لتعرض لضعف وی بمحمد بن اسحق نکرده شوکانی در نیل الاوطار نوشته و الحدیث استدل به من قال بوجوب قراءة الفاتحة خلف الامام و هو الحق

شرح مسلم بذکر تدلیس نوشته ما بینه فیه کسمعت و حدثنا واخبرنا
و شبهها فهو صحیح مقبول یحتج به و فی الصحیحین و غیرهما
من کتب الاصول من هذا الضرب کثیر لا یحصی کقتادة و الا
عمش و السفیانین و هشیم و غیرهم و دلیل هذا ان التدلیس
لیس کذبا و اذا لم یکن کذبا و قال الجمهور انه لیس محرما و الراوی
عدل ضابط و قد بین سماعه وجب الحکم بصحته و اعلم ان ما کان
فی الصحیحین عن المدلسین بعن و نحوها فمحمول علی ثبوت السماع
من جهة اخری و قد جاء کثیر منه فی الصحیح بالطریقین جمیعا
فیذکر روایة المدلس ثم یذکرها بالسماع انتهی و نیز زیادات ثقه
مقبول ست مطلقا نزد جماهیر از اہل حدیث و فقه و اصول قاله النووی
لیس زیادت استثنا درین حدیث عباده نیز مقبول باشد خصوصا نزد وجود
شهادت و متابعت و محمد بن اسحق از رجال مسلم ست در صحیح وی و از
رجال بخاری ست در جزء قرارت لیس جرح بروی و تضعیف حدیث او دلیل
جهل از علم حدیث ست نووی در شرح مسلم گفته و لا یعترض علی هذا
بما قاله ابن سفیان صاحب مسلم ان مسلما اخرج ثلاثة کتب من
المسندات احدها هذا الذی قرأه علی الناس و الثانی یدخل
فیه عکرمة و ابن اسحق صاحب المغازی و امثالهما قال القاضی
عیاض و هذا الذی اختاره ظاهر و قال ایضا و قد اعتذر الحاکم
بالمتابعة و الاستشهاد فی اخراجه عن جماعة لیسوا من شرط

شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیل الاوطار مین فرمایا ہے کہ بیشک محمد بن اسحاق نے لفظ حدثنا کے ساتھ تصریح کی ہے پس گمان تدلیس اوسکے کا جاتا رہا اور اوسکے تابع بھی ہوا ہے جبکا مذکور پہلے ہوا ختم ہوا کلام امام شوکانیکا ابن ملقن نے فرمایا ہے کہ دارقطنی اور بیہقی اور ابن حبان نے محمد بن اسحاق سے لفظ حدثنا سے روایت کیا ہے پس یہ گمان جاتا رہا ختم ہوا کلام ابن ملقن کا سید مرتضی زبیدی نے بلغۃ الغریب مین بیان تدلیس مین فرمایا ہے کہ حکم تدلیس کا یہ ہے کہ اگر مدلس ثقہ ہو تو اوسکی روایت نہین قبول کیجا ویگی مگر جسمین تصریح لفظ حدثنا کی کرے سوا لفظ (عن کے) اور شیخ عثمان بن عیسی حنفی نے (غایۃ التوضیح للجامع الصحیح) مین فرمایا ہے پس قبول کیجاویگی روایت اوس آدمی کی جو تدلیس سے مشہور ہو اگر جسمین اتصال کی تصریح کرے ختم ہوا کلام شیخ عثمان بن عیسی کا اور یہ حدیث بھی اسی قسم سے ہے امام بخاری اپنی جامع صحیح مین اگرچہ حدیث عبادہ کو بغیر اس استثنا (یعنی لاتفعلوا الا بام القرآن) کے لایا ہے لیکن جزء القراۃ مین تصحیح اس استثنا کی کردی ہے جیسا کہ پہلے گذرا اور حافظ ابن حجر نے تحسین اسکے شاہد کی کردی ہے **فائدہ** مترجم کہتا ہے شاہد محدثین کی اصطلاح مین اوس حدیث کو کہتے ہین جو کسی دوسرے صحابی سے وہی روایت ہم لفظ ہم معنی یا فقط ہم معنی مروی ہو) امام نووی نے مسلم کی شرح مین ذکر تدلیس مین فرمایا ہے کہ جبسکو مدلس لفظ سمعت (مین نے سنا) حدثنا (ہمسے حدیث بیان کیا) اخبرنا (ہمکو خبر دیا)

و ظاهر الحدیث الاذن بقراءۃ الفاتحۃ جہرا لانہ استثنی من النہی عن الجہر خلفہ و لکن اخرج ابن حبان من حدیث انس قال قال رسول اللہ صلعم اتقرؤن فی صلوتکم خلف الامام والامام یقرء فلا تفعلوا و لیقرء احدکم بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ واخرجہ ایضا الطبرانی فی الاوسط والبیہقی و اخرجہ عبد الرزاق عن ابی قلابۃ مرسلاً **ترجمہ** حدیث عبادہ کے ایک لفظ مین ہے کہ بیشک نبی صلعم نے فرمایا نہ پڑھے کوئی تمہارا کچھ شئ قرآن سے جبکہ مین زور سے قرآن کو پڑھون مگر سورہ فاتحہ اسکو دارقطنی نے روایت کیا اور فرمایا کہ اسکی سند کے کل راوی ثقہ ہین بعض اہل تعصب نے باعث عدم بے بضاعتی کے کہا ہے کہ حدیث عبادہ کی ضعیف ہے کیونکہ اسکی سند مین محمد بن اسحق بن یسار راوی ہے اور حافظ ابن حجر نے اسکے حق مین تقریب مین یون فرمایا ہے (صدوق) یعنی سچا ہے تدلیس کرتا ہے تہمت کیا گیا شیعہ اور قدریہ ہونے کے ساتھ ختم ہوا قول بعض اہل تعصب کا جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ (صدوق) کا الفاظ تعدیل مرتبہ ثانیہ سے ہے نہ الفاظ جرح کا ایسا ہی ہے نمایۃ التوضیح وغیرہ کتب اصول حدیث مین حافظ ابن حجر نے محمد بن اسحق کو طبقے پانچوین مین شمار کیا ہے حالانکہ ان طبقات کے اہل داخل ثقات مین ہین اور تدلیس نامقبول وہ تدلیس ہے جسکو مدلس لفظ عن سے روایت کرے حالانکہ محمد بن اسحق نے لفظ حدثنا سے تصریح اسکی کی ہے جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے پہلی عبارت سے

کیا جاوے اسپر اس سے جسکو ابن سفیان صاحب مسلم نے کیا ہی کہ بیشک
مسلم نے نکالا تین کتب کو مسندات سے ایک تو یہ ہے کہ جسکو لوگو نیر پڑہا اور
دوسیرا وہ ہے جسمین داخل کرتا ہے عکرمہ اور ابن اسحاق صاحب مغازی اور
امثال ان دونون کے اسکو قاضی عیاض نے کہا ہے یہ جسکو اوس نے
اختیار کیا ہے ظاہر ہے اور یہی کہا ہے کہ بیشک عذر کیا ہے حاکم نے متابعات
اور شواہد سے بباعث نکالنے کے ایسی جماعت سے کہ وہ لوگ شرط صحیح سے
نہین ہین مثل مطروراق اور بقیہ بن ولید اور محمد بن اسحاق بن یسار
اور امام مسلم نے بھی ایسے اور اون کے امثال سے شواہد مین بہت نکالا
ہے ختم ہوا کلام امام نوویکا اور امام ترمذی نے بعد روایت حدیث عبادہ
کے کہا ہے کہ اس باب مین ابوہریرہ و عایشہ و انس و ابی قتادہ و عبد اللہ
بن عمر سے بھی روایت ہے اور کہا ابو عیسی نے حدیث عبادہ کی حدیث
حسن ہے روایت کیا اس حدیث کو زہری نے محمود بن ربیع سے وہ روایت
کرتے ہین عبادہ بن صامت سے وہ آنحضرت صلعم سے فرمایا حضرت نے
نہین نماز اوس آدمی کی جو سورہ فاتحہ کو نہین پڑہتا اور یہ زیادہ صحیح ہے
ختم ہوا کلام امام ترمذیکا - امام ترمذی کے کلام اور فعل سے ثابت ہوا کہ
مطلب دونون حدیثونکا ایک ہے لیکن جرح رمی بالتشیع والقدر کی پس
بدعتون سے وہ بدعت مردود ہے کہ صاحب اسکا اس بدعت کی طرف لوگونکو
پکارنیوالا ہو اگر وہ اس بدعت کیطرف پکارنیوالا نہین ہے تو مقبول ہی حافظ
ابن حجر نے نخبۃ الفکر مین فرمایا ہے کہ پہر بدعت یا تو نسبت کرنی فعل کفر سے

اور مثل اسکے سے روایت کرے پس وہ صحیح لایق قبول کے ہے اسے
حجت پکڑی جاوے بخاری مسلم سوا انکے اور کتب اصول مین اس قسم کے
بہت بے شمار ہین مثل قتادہ اعمش ہر دو سفیان (یعنی سفیان ثوری و سفیان
بن عیینہ) اور ہشیم اور سوا انکے دلیل اسکی یہ ہے کہ تدلیس کذب نہین
ہے جبکہ یہ کذب بھی نہین اور جمہور کا قول ہے کہ تدلیس حرام نہین ہے
اور راوی عادل ضابط بھی ہے اور اوس نے اپنا سماع بھی بیان کر دیا
ہے تو واجب ہوگا حکم اوس حدیث کی صحت کا تو جان کہ صحیح بخاری و مسلم مین
جو روایتین مدلسین کی لفظ عن سے مروی ہین یا مثل اسکے پس وہ
محمول ہین سماع پر دوسری جہت سے اور بیشک صحیح بخاری و مسلم مین
بہت ایسا آیا ہے کہ ایک روایت دو طریق سے وارد ہوئی ہے پس صاحب
صحیح ذکر کرتا ہے روایت مدلس کو پھر ذکر کرتا ہے اوسکے سماع کی روایت
ختم ہوا کلام امام نووی کا اور نزدیک جمہور اہل حدیث و فقہ و اصول کے
یہ بھی ہے کہ زیادتی ثقہ کی مطلقاً مقبول ہے اسکو امام نووی نے کہا ہے
پس زیادتی استثنا کی اس حدیث عبادہ مین بھی مقبول ہوگی خصوصاً
جبکہ اوسکے ساتھ شواہد و متابع بھی ہون اور محمد بن اسحاق رجال
مسلم سے ہے اوسکی صحیح مین یہ راوی موجود ہے اور امام بخاری کے
رجال سے بھی ہے چنانچہ جزء القراۃ مین امام بخاری نے اسنے روایت
کی ہے پس جرح کرنی اسپر اور ضعیف کہنا حدیث اسکی کو دلیل جہالت علم
حدیث کی ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین فرمایا ہے نا عتراض

مرسل ختم ہوا ترجمہ ہدایت السائل کا ــ واہ سبحان اللہ کیا عمدہ وجہ سے مولانا ممدوح نے ان ہر دو جرح کو مجروح فرمایا ہے جو صاحب اس پرچہ کو نظر غور سے ملاحظہ فرماوینگے پھر وہ ان ہر دو جرح کا کبھی نام بھی نہ لیوینگے جبکہ ان جرحونکے جواب سے فراغت حاصل ہوئی تو اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن اسحاق پر اور جو جروح ہمارے مخالفین نے نقل کی ہین سبکا جواب دیا جاوے تو کہ پھر کسی متلاشی حق کو اس راوی کے بارہ مین کسی کتاب کے دیکھنے کی حاجت باقی نہ رہے پوری پوری توثیق محمد بن اسحاق کی اسی پرچہ سے دیکھ لیوے یہانپر کل جروح جو الفتح المبین و عروۃ الوثقی وغیرہ کتب مین متفرقات مذکور ہین ایک جگہہ نمبروار لکھکر سبکا جواب دیا جاتا ہے

پہلی جرح یحیی قطان کی جسکو **الفتح المبین** کے صفحہ ۴۰۵ و ۶ ۴۰ مین نقل کیا ہے عبارت اوسکی یہان بجنسہ نقل کیجاتی ہے (محمد بن اسحاق کی نسبت لکھا ہے **اشہد ان محمد بن اسحق کذّاب** یعنی مین اسبات کی گواہی دیتا ہون کہ محمد بن اسحاق بڑا جھوٹھا ہے اور اسیطرح سلیمان تیمی نے بھی اسکو کذّاب لکھا ہے ــ اور امام مالک نے اسکو دجّال کہا ہے کما فی میزان الاعتدال) **جواب جرح پہلی کا** ــ اصل یہ ہے کہ یحیی قطان نے اس جرح مین تقلید کی ہے وہیب کی اور وہیب نے مالک کی و مالک نے ہشام بن عروہ کی چنانچہ امام ابن سید الناس نے اپنی کتاب **عیون الاثر فی تلخیص المغازی والسیر** مین تحت ترجمہ محمد بن اسحاق کے اس جرح کو یون نقل کیا ہے **وقال یحیی القطان ما ترکت حدیثہ الا للہ**

ہوگی یا نسبت کرنی فعل فسق سے دوسری قسم کی روایت قبول کیجاوے گی
جبکہ وہ راوی اپنی بدعت کیطرف بلانیوالا نہو اور سید مرتضی حسینی نے بلغہ مین
کہا ہے پس مبتدع اگر منسوب بکفر کیا گیا ہے پس ظاہر ہے کہ اسکی روایت
نہین قبول کیجاوے گی ورنہ ضرور قبول کیجاویگی پھر نہین تو بہت سے احکام
باطل ہو جاوینگے ختم ہوا کلام صاحب بلغہ کا کھوج کرنیوالا وانا جانتا ہے کہ اس قسم کے
اہل تدلیس و بدعت رجال صحیحین مین موجود ہین اور اس مسئلہ کو کچھ تعلق شیعہ
و قدریہ سے بھی نہین ہے کہ تدلیس راوی کی اسمین منجملہ جرح کے شمار کیجاوے
کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ گمان تدلیس کا صراحت لفظ حدثنا سے مدفوع ہوگیا
ہے اسیواسطے جمہور اہل علم نے سوائے اہل کوفہ کے حدیث عبادہ سے
استدلال کیا ہے اور کسی نے کچھ تعرض ضعف محمد بن اسحاق سے نہین کیا
امام شوکانی نے نیل الاوطار مین فرمایا ہے اور اس حدیث سے دلیل پکڑا
ہے ہر اوس شخص نے جو وجوب قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا قائل ہوا ہے
اور یہی حق ہے ظاہر حدیث سے اذن سورہ فاتحہ جہر سے پڑہنے کا معلوم
ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلعم نے ممانعت جہر کو اپنے پیچھے سے استثنا فرمایا ہے
لیکن روایت کیا ہے ابن حبان نے حدیث انس سے کہا انس نے فرمایا
رسول خدا صلعم نے کیا تم پڑہتے ہو اپنے امام کے پیچھے اس حال مین کہ
امام پڑہتا ہے پس مت پڑہو اور چاہئیے کہ پڑہے ایک تمھارا سورہ فاتحہ امام کے
پیچھے آہستہ اور طبرانی نے بھی اسکو اپنی معجم اوسط مین روایت کیا ہے
اور امام بیہقی نے بھی اور روایت کیا ہے اسکو عبدالرزاق نے ابی قلابہ سے

حدثت عن امراتی فاطمة بنت المنذر وادخلت علی وھی بنت تسع وما راھا رجل حتی لقیت اللہ تعالی ترجمہ مجھسے ابوداود سلیمان بن داود نے کہا کہ یحیی قطان نے فرمایا کہ مین گواہی دیتاہون کہ بیشک محمد بن اسحاق جھوٹھا ہے مین نے کہا کیسے آپکو معلوم ہوا کہا مجھکو وہیب نے کہا مین نے وہیب سے کہا آپکو کیسے معلوم ہوا کہا مجھکو مالک بن انس نے کہا پس مینے مالک بن انس سے کہا آپکو کیسے معلوم ہوا امام مالک نے کہا کہ مجھکو ہشام بن عروہ نے کہا مین نے ہشام بن عروہ سے کہا کہ آپکو کیسے معلوم ہوا کہا کہ میری عورت فاطمہ بیٹی منذر سے یہ روایت کرتاہے حالانکہ وہ نو برس کی تھی جب میرے گھر مین آئی اسکو کسی آدمی نے نہین دیکھا یہانتک کہ اسکا انتقال ہوگیا فقط ان دونون عبارتون سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ یحیی قطان اس جرح مین مقلد وہیب کے ہین اور وہیب مالک کے اور مالک ہشام کے گویا اصل جرح ہشام کی ہے۔ جرح ہشام کا جواب یہ ہے کہ ہشام کا محمد بن اسحاق کو فقط انکی عورت کے روایت کرنے سے کاذب کہنا اونکی سمجھ کی خوبی ہے اسلیئے اس جرح کو آئمہ متقدمین نے اچھی طرح سے رد کردیا ہے ازانجملہ امام احمد بن محمد بن حنبل ہین امام ابن سید الناس عیون الاثر مین انسے نقل کرتے ہین وروی ابن القطان عن ھشام انہ ذکرہ فقال عدو اللہ الکذاب یروی عن امرأتی این راھا وقال عبد اللہ بن احمد فحدثت ابی بذلک فقال وما ینکر لعلہ جاء فاستاذن علیھا فاذنت لہ احسب قال

اشهد لله انہ کذاب وقال یحیی بن سعید قال لی وھیب بن
خالد انہ کذاب قلت لوھیب ما یدریک قال فقال لی مالک اشھد
انہ کذاب قلت لمالک ما یدریک قال قال لی ھشام بن عروۃ
انہ کذاب قلت لھشام ما یدریک قال حدث عن امراتی فاطمۃ الحدیث
ترجمہ یحیی قطان نے فرمایا کہ مین نے محمد بن اسحاق کی حدیث کو نہین
چھوڑا مگر اللہ کیلئے اللہ کیلئے مین گواہی دیتا ہون کہ بیشک وہ جھوٹھا ہے
یحیی بن سعید نے کہا کہ مجھکو وہیب بیٹے خالد نے کہا ہے کہ محمد بن اسحاق
جھوٹھا ہے مین نے وہیب سے دریافت کیا کہ آپکو کیسے معلوم ہوا کہ وہ
جھوٹھا ہے کہا مجھسے امام مالک نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ محمد ابن اسحاق
کذاب ہے مین نے امام مالک سے کہا کہ آپکو کیسے معلوم ہوا کہ محمد بن اسحاق
جھوٹھا ہے امام مالک نے کہا کہ مجھسے ہشام بیٹے عروہ نے کہا کہ بیشک محمد
بن اسحاق جھوٹھا ہے مین نے ہشام سے پوچھا کہ آپکو کیسے معلوم ہوا کہ وہ جھوٹھا
ہے کہا کہ میری عورت فاطمہ سے یہ حدیث کرتا ہے اور اسکو دیکھا نہین امام
ذہبی نے جرح یحیی القطان کو یون نقل کیا ہے میزان الاعتدال مطبوعہ
مطبع انوار محمدی کے صفحہ ۳۴۵ مین ہے حدثنی ابو داود سلیمان
بن داود قال قال یحیی القطان اشھد ان محمد بن اسحق کذاب
قلت وما یدریک قال قال لی وھیب فقلت لوھیب وما یدریک
قال قال لی مالک بن انس فقلت لمالک وما یدریک قال قال
لی ھشام بن عروۃ قلت لھشام بن عروۃ وما یدریک قال

ہے کہ جائز ہے کہ ہشام کی زوجہ نے محمد بن اسحاق کو لکھہ بھیجا ہو اور بیشک
اہل مدینہ کتاب یعنی روایات لکھکر بھیجدینے کو جائز سمجہتے ہین کیونکہ نبی صلعم نے
چھوٹے لشکر کے ایک امیر کیلیئے ایک کاغذ مین کچہ لکھدیا اور اوسکو حکم کیا کہ
تم اسکو مت پڑہنا جبتک کہ فلان فلان جگہہ نہ پہنچ جاؤ پس جبکہ وہ آنحضرت
صلعم کی جگہہ معین کی ہوئی مین پہونچگیئے آنحضرت صلعم کے نامہ مبارک کو کھولا
اور اپنے ساتھیون لشکر والون کو اسکی خبر دیا اور جسکو آنحضرت صلعم نے لکھا تھا
اوسکا حکم دیا ایسی ہی خلفاء اور امام بعضون کی کتاب پر بعض عمل کرتے رہے
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد بن اسحاق نے اونکی زوجہ سے ایسے سنا ہو کہ انکے
درمیان مین پردہ لٹکا ہو اور ہشام اوسوقت مین موجود نہون ازانجملہ
امام ابن حبان ہین امام ابن سید الناس عیون الاثر مین انسے نقل
کرتے ہین فقال تکلم فیہ رجلان ہشام و مالک فاما ہشام فانکر
سماعہ من فاطمۃ و الذی قال لیس مما یجرح بہ الانسان و ذلک
ان التابعین کالاسود و علقمۃ سمعوا من عائشۃ من غیر ان
ینظر و الیہا بل سمعوا صوتہا و کذلک ابن اسحق سمع من
فاطمۃ والستر بینہما مسبل ترجمہ پس ابن حبان نے فرمایا کہ محمد بن
اسحق مین دو آدمیون نے کلام کیا ہے یعنی ہشام نے اور امام مالک نے
لیکن ہشام نے تو اوسکے سماع کا فاطمہ سے انکار کیا ہے (اوسی سبب سے
اسکو جھوٹھا ٹھہرایا ہے) اور یہ جو ہشام نے کہا ہے یہ ایسا کلام نہین
ہے کہ اس سے کسی پر جرح کیجاوے اسلیئے کہ بیشک تابعین نے مثل اسود و علقمہ کے

ولم یعلم ترجمہ ابن قطان نے ہشام سے روایت کیا کہ انھون نے محمد بن اسحاق کا ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے میری عورت سے روایت کرتا ہے کہان اسکو دیکھا ہے۔ عبد اللہ بیٹے امام احمد نے کہا پس مین اپنے باپ سے یہ قصہ ہشام کا ذکر کیا پس میرے باپ (یعنی امام احمد نے) فرمایا کہ ہشام اسکا کیون انکار کرتے ہین شاید کہ محمد بن اسحاق نے انکی عورت سے اجازت مانگی ہو پس اوسنے اجازت دیدی ہو مین گمان کرتا ہون کہ انھون نے فرمایا اور ہشام اس اجازت سے مطلع نہ ہوے ہون انتہی از انجملہ امام بخاری ہین اپنے رسالہ جزء القرءۃ مین جو اونھون نے خاص مسئلہ فاتحہ خلف امام مین لکھا ہے فرماتے ہین چنانچہ رسالہ مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۱۰ مین ہے وقال بعض اهل المدينة ان الذى يذكر عن هشام بن عروة قال كيف يدخل ابن اسحق على امرائى لو صح عن هشام جائز ان تكتب اليه وان اهل المدينة يرون الكتاب جائز الان النبى صلعم كتب لامير السرية كتابا وقال لا تقرءه حتى تبلغ المكان كذا وكذا فلما بلغ فتح الكتاب واخبرهم بما قال النبى صلعم وحكم بذلك وكذلك الخلفاء والائمة يقضون بكتاب بعضهم الى بعض وجائز ان يكون سمع منها وبينهما حجاب وهشام لم يشهد انتهى ترجمہ بعض اہل مدینہ نے کہا ہے کہ درباب محمد بن اسحاق کے جو جرح ہشام سے ذکر کیجاتی ہے (یعنی وہ کیونکر داخل ہوا میری عورت کے یہان) اگر یہ ہشام سے صحیح بھی ہو تو بھی اسکا جواب

پھر اسی فاطمہ سے محمد بن سوقہ نے روایت کیا ہے **فائدہ** مترجم کہتا ہے
کہ محمد بن سوقہ یہ وہ شخص ہے جنسے جمیع اصحاب ستہ نے روایت کیا ہے تقریب
مین اسکی شان مین لکھا ہے محمد بن سوقۃ بضم المہملۃ الغنوی بفتح المعجمۃ
و النون الخفیفۃ ابو بکر الکوفی العابد ثقۃ مرضی عابد من الخامسۃ
ترجمہ محمد بیٹے سوقہ کے سین کو حرکت پیش کی ہے منسوب طرف قبیلہ غنو کے
جو زبر غین اور نون مخففہ سے ہے کنیت اونکی ابو بکر کوفہ کے رہنے والے پرہیزگار
ثقہ پسندیدہ عابد طبقے پانچوین کے **فائدہ** طبقے پانچوین مین وہ راوی
گنے جاتے ہین جنہون نے ایک دو صحابی کو دیکھا ہو صفی الدین احمد بن
عبداللہ خلاصہ مین فرماتے ہین محمد بن سوقۃ الغنوی بفتح المعجمۃ
ابو بکر الکوفی العابد عن انس و ابی صالح السمان و نافع و طائفۃ
و عنہ مالک بن مغول و سفیانان و آخرون قال ابن المدینی
لہ نحو ثلاثین حدیثا قال النسائی ثقۃ مرضی و قال ابن عیینۃ
کان لا یحسن ان یعصی اللہ تعالی ترجمہ محمد بیٹے سوقہ کے منسوب طرف
قبیلہ غنو کے ساتھ فتح غین کے ابو بکر کوفہ کے رہنے والے عابد روایت کرتے
ہین انس اور ابی صالح سمان اور نافع اور ایک گروہ سے اور اوس سے روایت
کرتے ہین مالک بیٹے مغول کے اور دونون سفیان اور دوسرے لوگ ابن مدینی
نے فرمایا کہ اون کے لئے تیس ۳۰ حدیثین ہین کہا نسائی نے ثقہ پسندیدہ ہے
ابن عیینہ نے کہا کہ محمد بن سوقہ نہین اچھا سمجھتے تھے اللہ کی نافرمانی کرنیکو
بخدمت منصفین ناقدین رواۃ کے گذارش ہے کہ محمد بن اسحاق نے بھی فاطمہ سے

حضرت عائشہ سے بغیر اونکے دیکھے کے روایت کیا ہے بلکہ ونکی آواز کو سنا ہوا
اور ایسے ہی ابن اسحق نے فاطمہ سے سنا حالانکہ دونون کے درمیان پردہ حائل تھا
تمام ہوا کلام ابن حبان کا - ازانجملہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال
مین بعد نقل کرنے جرح یحیی قطان کے جو وہ نقل کرتے ہین وہیب سے
آخر تک جسکا ذکر پہلے گذر چکا ہے یہ جواب دیا ہے **قلت** وما یدری
هشام بن عروة فلعله سمع منها فی المسجد او سمع منها وهو
صبی او دخل علیها فحدثته من وراء حجاب فای شیء فی هذا
وقد کانت امراءة قد کبرت واسنت ترجمہ مین کہتا ہون کیسے
معلوم ہوا ہشام بن عروہ کو کہ محمد بن اسحاق نے اوسکی عورت سے نہین سنا شاید
کہ اوس نے مسجد مین اوس سے سنا ہو یا حالت لڑکپن مین سنا ہو یا اوسکے گھر مین
اوسکی اجازت سے گیا ہو اور دونون کے درمیان پردہ حائل ہو پس فاطمہ نے
پردہ کے پیچھے سے اسکو حدیث سنایا ہو پس اسمین کیا ہے حالانکہ عورت
بوڑھی اور سن رسیدہ ہوگئی تھی - نیز امام ذہبی نے بعد چند سطرون کے
فرمایا ہے **قلت** قد اجبنا عن هذا فما قال انه راها افبمثل هذا
یعتمد علی تکذیب رجل من اهل العلم هذا مردود ثم قد روی
عنها محمد بن سوقة ولها سواینة عن ام سلمة وحدیثها اسماء
ترجمہ مین کہتا ہون پہلے ہمنے اس جرح کا جواب ادا کر دیا ہے پس یہ جو ہشام
نے کہا ہے (کیا اسکو دیکھا ہے یعنی نہین دیکھا ہے) کیا ایسی ایسی باتین
اس لائق ہین کہ انپر اعتماد کرکے کسیکو اہل علم سے جھوٹھا کہا جاوے یہ جرح مردود ہے

بن عروہ نے کہا ہو وہ حجت نہین ہے شاید کہ محمد بن اسحاق اسکی عورت کے
یہان لڑکپن مین گیا ہو اور اوس سے حدیث سنا ہو اور کہا یعقوب نے مین نے
علی بن مدینی سے سنا کہتے تھے کہ بیشک حدیث محمد بن اسحاق مین البتہ سچا پن
ظاہر ہوتا ہے ختم ہوا کلام علی بن مدینی استاذ امام بخاری کا ۔ اس جرح کے
جواب مین ہم کہانتک طول کرین اسیقدر آئمہ کا کلام کافی ہے جو منصف ناقدان
ائمہ کے کلام پر مطلع ہوگا وہ پھر اس جرح یحیی قطان کے کلام کا ذکر تک نہ کریگا
بھلا کیسے کرے کوئی بھی فہمیدہ آدمی ایسے کہیگا کہ محمد بن اسحاق فاطمہ بنت
منذر کی روایت سے جھوٹھا ہو جاوے اگر عورتون سے روایت کرنے مین کوئی
راوی جھوٹھا کہلائی تو اسود علقمہ محمد بن سوقہ وغیرہم جنہون نے حضرت
عائشہ صدیقہ اور اسماء بنت ابوبکر و حمنہ بنت جحش و زینب وغیرہا سے
روایت کی ہے معاذ اللہ سب کے سب جھوٹھے ٹھہر گئے چونکہ ان سبکا جھوٹھا
نہ ہونا مسلمات سے ہوا اسلیئے اسی قاعدہ سے محمد بن اسحق بھی بباعث روایت
کرنے فاطمہ کے جھوٹھا نہین ہوسکتا و باللہ التوفیق. جرح دوسری سلیمان
تیمی کی جسکو الفتح المبین کے صفحہ ۴۰۶ مین نقل کیا ہے ۔ اور محمد شاہ
پنجابی نے بھی متعدد رسائل مین جرح سابق کو اور اس جرح کو ذکر کیا ہے
عبارت الفتح المبین کی یہ ہے (اور اسیطرح سلیمان بن تیمی نے بھی
اسکو کذاب لکھا ہے الخ) جواب پہلے جواب کے یہ بات قابل معلوم
کرنیکے ہے کہ الفتح المبین پر مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ علماء احناف نے
مواہیر ثبت فرمائین مولف نے اس کتاب کو بڑے شد و مد سے لکھا باوجود اسکے

غلطی مولف الفتح المبین اور اوسکے مصدقین کی

روایت کیا اور محمد بن سوقہ نے بھی - ہشام نے محمد بن اسحاق کو تو توجہ روایت کرنے کے جھوٹا ٹھہرا دیا - اور محمد بن سوقہ کے حق مین کچھ نہ کہا بھلا آپ ہی صاحب انصاف سے فرمائین کہ ہشام کی یہ زیادتی نہین تو اور کیا ہے پھر یہ کہنا ہشام کا کہ فاطمہ سے کسی نے روایت نہین کیا محض لغو ہے محمد بن سوقہ وغیرہ نے بھی انسے روایت کیا ہے ختم ہوا فائدہ) - اور فاطمہ کیلئے روایت ہے ام سلمہ او راوسکی وادی اسمار سے ختم ہوا کلام امام ذہبی کا ازانجملہ استاذ المحدثین علی بن مدینی ہین - حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب مین علی بن المدینی سے یون نقل فرماتے ہین عبارت اونکی یہ ہے قال العقوب وسالت ابن المدینی کیف حدیث محمد بن اسحق عندک فقال صحیح قلت لہ فکلام مالک فیہ قال مالک لم یجالسہ ولم یعرفہ ثم قال علی ای شئی حدث بالمدینۃ قلت لہ وہشام بن عروۃ قد تکلم فیہ قال علی الذی قال ہشام لیس بحجۃ لعلہ دخل علی امرأتہ وہو غلام فسمع منہا وقال سمعت علیا یقول ان حدیث ابن اسحق لیتبین فیہ الصدق الخ ترجمہ یعقوب نے کہا مین نے علی بن مدینی سے پوچھا کہ محمد بن اسحاق کی حدیث کس رتبہ کی آپ کے نزدیک ہے پس انھون نے فرمایا کہ صحیح ہے مین نے کہا پس امام مالک کا اسمین طعن فرمایا مالک اسکے ہمنشین نہین ہوا اور نہ اوسنے اسکو پہچانا پھر علی بن مدینی نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق نے مدینہ مین کیا حدیث بیان کیا ہے مین نے کہا ہشام بن عروہ نے بیشک کلام کیا ہے علی بن مدینی نے فرمایا جو ہشام

اہل جرح وتعدیل سے نہین ہین اسلیئے یہ اونکا کلام غیر مقبول ہے حافظ
ابن حجر تہذیب التہذیب مین تحت ترجمہ محمد بن اسحاق کے فرماتے ہین و
اما سلیمان التیمی فلم یتبین لی لای شیء تکلم فیہ والظاہر انہ
لامر کان بینہما لاعن الحدیث ولان سلیمان لیس من اہل الجرح
والتعدیل ترجمہ لیکن سلیمان تیمی پس نہین ظاہر ہوا میرے لیئے کہ کسو
اونہون نے محمد بن اسحاق مین کلام کیا ہے ظاہر یہ ہے کہ واسطے کسی امر کے
تہا جو ان دونون کے درمیان مین تہا نہ جہت حدیث سے اور یہ بھی ہے کہ
بیشک سلیمان تیمی اصحاب جرح واتعدیل سے نہین ہین چونکہ سلیمان اصحاب
جرح وتعدیل سے نہین ہین اسلیئے اونکی جرح بھی لغو ہوئی وللہ الحمد —
جرح تیسری امام مالک کی جسکو الفتح المبین کے صفحہ ۲۰۷ مین باین
الفاظ نقل کیا ہے اور امام مالک نے اسکو دجال لکھا ہے اسی جرحکو مولوی
محمد شاہ وغیرہ علماء احناف نے بھی اپنے اپنے رسائل مین نقل کیا ہے —
جواب جرح تیسری کا - اس جرح کو بھی آئمہ متقدمین نے بوجہ احسن
رد کر دیا ہے جن آئمہ نے اس جرح کو رد کیا ہے - ازانجملہ **علی بن مدینی**
شیخ بخاری کے ہین چنانچہ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین باین
الفاظ نقل کیا ہے قلت لہ فکلام مالک فیہ قال مالک لم یجالسہ ولم
یعرفہ ترجمہ مین نے کہا پس کلام امام مالک کا اسمین فرمایا علی بن
مدینی نے کہ امام مالک نے نہین صحبت رکھا اوس سے اور نہ پہچانا قدر اوسکی
(یعنی چونکہ امام مالک نے محمد بن اسحاق سے مجالست نہین کی اسلیئے وہ

ان کل حضرات کو ہنوز اسکا علم نہوا کہ سلیمان تیمی ہین یا سلیمان بن تیمی ہین واہ
جناب انھین معلومات پر یہ لن ترانیان انشاء اللہ انکی شیخیان ولن ترانیان
کی قلعی اسکے مفصل جواب مین ہم اچھی طرح سے کھولدینگے بالفعل بطرز
تنبیہ کے یہ کلمات درج ہوئے اب توجہ اصل جواب کیطرف کیجاتی ہے
جواب اس جرح کا دو وجہ سے ہے **وجہ اول** عبارت عیون الاثر وغیرہ
سے معلوم ہوا کہ یہ حضرت بھی اس جرح مین ہشام و یحیی قطان وغیرہ کے
مقلد ہین جو جواب انکا ہے وہی انکا ہے **وجہ ثانی** اصول حدیث مین
یہ امر منقح ہوچکا ہے کہ جرح ایسے شخص کی مقبول ہوتی ہے جو اہلیت اوسکی
رکھتا ہو نہ ہر ایرے غیرے کی حافظ ابن حجر نخبہ اور اوسکی شرح مین
فرماتے ہین **والجرح مقدم علی التعدیل واطلق ذلک جماعۃ**
ولکن محلہ ان صدر مبینا من عارف باسبابہ لانہ ان کان غیر
مفسر لم یقدح فی من ثبت عدالتہ وان صدر من غیر عارف
بالاسباب لم یعتبر بہ ایضا الخ ترجمہ اور جرح مقدم ہے تعدیل پر
ایک جماعت نے یہ حکم مطلق لگایا ہے لیکن تفصیل اسکی یہ ہے کہ اگر
جرح عارف اسباب جرح سے مفسر صادر ہو تو قبول کیجاوے گی کیونکہ
اگر وہ غیر مفسر ہوگی تو جسکی عدالت پہلے ثابت ہوچکی ہے اسمین کچھ جرح
نہ کریگی اور اگر وہ جرح صادر ہوگی غیر عارف اسباب جرح سے (یعنی جو
اسکا اہل نہین ہے اوس سے جرح صادر ہوگی) تو بھی وہ اعتبار نہین
کیجاویگی ختم ہوا کلام حافظ ابن حجر کا **مین کہتا ہون سلیمان تیمی**

جانتے ہین اور علماء ذی شان نے ایسی ایسی باتو نمین کچھ توجہ نہین کی
مگر بیان واضح اور دلیل کے ساتھ اور نہین ساقط کیا اونکی عدالت کو
مگر دلیل ثابت اور حجت سے اس بارے مین کلام بہت ہے (یعنی اس
قسم کی جرح کی بابت مین کلام بہت ہے یہ اوسکا خلاصہ ہے) ختم ہوا کلام
امام بخاری کا ازانجملہ ابن حبان ہین چنانچہ حافظ ابن سید الناس نے
عیون الاثر مین انسے یون نقل کیا ہے وقد ذکرہ ابو حاتم بن حبان
فی کتاب الثقات له فاعرب عما فی الضمیر فقال تکلم فیه رجلان
هشام و مالک فاما هشام فانکر سماعه من فاطمة والذی
قاله لیس مما یجرح به الانسان فی الحدیث و ذلک ان التابعین
کالاسود و علقمة سمعوا من عائشة من غیر ان ینظروا
الیها بل سمعوا صوتها وکذلک ابن اسحق کان یسمع
من فاطمة والستر بینهما مسبل قال و اما مالک فانه کان
ذلک منه مرة واحدة ثم عاد له الی ما یحب و ذلک انه لم یکن
بالحجاز احد اعلم بانساب الناس و ایامهم من ابن اسحق
وکان یزعم ان مالکا من موالی ذی اصبح وکان مالک یزعم انه
من انفسها فوقع بینهما لذلک مغاوضة فلما صنف مالک
الموطا قال ابن اسحق ایتونی به فانا بیطاره فنقل ذلک الی
مالک فقال هذا دجال من الدجاجلة یروی عن الیهود
وکان بینهما ما یکون بین الناس حتی عزم ابن اسحق

اسکے حال سے واقف نہین ہین بغیر تحقیق کے اونہون نے اسپر جرح کی
ہے از انجملہ امام الائمہ امام بخاری ہین ۔ رسالہ جزء القراۃ مین
فرماتے ہین چنانچہ رسالہ جزء القراۃ مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ١ مین
ہے ولو صح عن مالك تناوله من ابن اسحق فلربما تكلم الانسان
فيرمى صاحبه بشيء واحد ولا يتهمه فى الامور كلها وقال ابراهيم
بن المنذر عن محمد بن فليح نهانى مالك عن شيخين من قريش
وقد اكثر عنهما فى الموطا وهما ممن يحتج بحديثهما ولم ينج
كثير من الناس فى كلام بعض الناس فيهم نحو ما يذكر عن
ابراهيم من كلامه فى شعبى وكلام الشعبى فى عكرمة وفى من
كان قبلهم وتاويل بعضهم فى العرض والنفس ولم يلتفت
اهل العلم فى هذا النحو الا ببيان وحجة ولم يسقط عدالتهم
الا ببرهان ثابت وحجة والكلام فى هذا كثير ترجمہ اگر امام
مالک کا طعن کرنا ابن اسحاق مین صحیح ہو (تو اسکا جواب یون ہوگا)
کہ بسا اوقات آدمی بولتا ہے پس اپنے ساتھی کو کسی امر کی تہمت دیتا ہے
اور نہین اسکو تہمت دیتا جمیع امور مین ابراہیم بن منذر نے محمد بن
فلیح سے روایت کیا ہے کہ امام مالک نے مجھکو دو شیخون قریش کی روایت
کرنے سے منع کیا حالانکہ خود انسے موطا مین بہت روایت کیا اور وہ اون
لوگون سے ہین کہ جن سے حجت پکڑنا صحیح ہے اور نہین بچے بہت سے لوگ
کلام بعض لوگون سے ۴ جو انسے پہلے ہوتے ہین انپر بھی طعن ہے عزت اور

۴ اونمین بعض ایسا کرتا تھا جیسے کلام ابراہیم کا شعبی مین اور کلام شعبی کا عکرمہ مین اور ایسے اون لوگون مین

اسلئے تھا کہ ملک حجاز مین محمد بن اسحاق سے بڑھکر کوئی انساب کو نہین جانتا تھا
اور نہ اون کے زمانہ سے واقفیت رکھتا تھا محمد بن اسحاق کا یہ مقولہ تھا کہ
امام مالک اصل قبیلہ اصبح سے کہ نام ایک قبیلہ کا ہے نہین ہین بلکہ اونکے موالی
کی اولاد مین ہین اور امام مالک یہ فرماتے تھے کہ مین خاص اس قبیلہ سے ہون
نہ موالی سے پس اسی جہت سے ان دونون کے درمیان عداوت و دشمنی
ہوگئی تھی پس جبکہ امام مالک نے موطا کو جمع کیا تو ابن اسحاق نے کہا کہ تم
اس کتاب کو میرے پاس لے آؤ مین اوسکا پرکھنے والا ہون یہ کلام اونکا امام
مالک کیطرف نقل کیا گیا پس امام مالک نے کہا یہ ایک دجال ہے دجالون سے روایت
کرتا ہے یہود سے تھا ان دونون کے درمیان جو اور لوگون کے درمیان ہوتا ہے
یہانتک کہ محمد بن اسحاق نے جب مدینہ سے عراق کی طرف چلنے کا قصد کیا پس
دونون نے (یعنی امام مالک و محمد بن اسحاق نے صلح کرلی اور امام مالک نے
اونکو چلتے وقت پچاس دینار عنایت کین **فائدہ** دینار ساڑھے چار ماشہ
سونے کی ہوتی ہے عرب مین ایک وزن مشہور ہے) اور نصف پھل کھجور
کے جو اس سال مین ہوئے تھے وہ بھی دیئے امام مالک نے محمد بن اسحاق کی
حدیث کا کبھی انکار نہین کیا - انکار اونکا محمد بن اسحاق پر فقط بسبب تلاش
کرنے اونکے غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاد یہود سے جو مسلمان
ہوئے تھے اور انھون نے خیبر و قریظہ و نظیر و ماسوا انکے غریب غریب قصے
اپنے بزرگون سے یاد کئے تھے تھا ان لوگون سے جو محمد بن اسحاق نے
یہ قصے تلاش کئے تو فقط اپنے جاننے کے لئے تلاش کئے تھے نہ اسلئے

الخروج الى العراق فتصالحا حينئذ و اعطاه عند الوداع خمسين دينارا و نصف ثمرتہ تلك السنة ولم يكن يقدح مالك عليہ من اجل الحديث انما كان ينكر عليہ تتبعہ غزوات النبي صلى الله عليه وسلم من اولاد اليهود الذين اسلموا وحفظوا قصة خيبر و قريظة والنضير وما اشبہ ذلك من الغرائب عن اسلافهم وكان يتتبع هذا منهم ليعلم ذلك من غير ان يحتج بهم وكان مالك لا يرى الرواية الا عن متقن صدوق قلت ليس ابن اسحق ابا عذرة هذا القول في نسب مالك فقد حكى شئ من ذلك عن الزهري و غيره والرجل اعلم بنسبہ وتابى لہ عدالتہ وامامتہ ان يخالف قولہ علمہ ترجمہ

اور بیشک ابو حاتم بن حبان نے اپنی کتاب ثقات مین ذکر کیا ہے پس ظاہر کردیا اوسکو جو اوسکے دلمین تھا پس کہا محمد بن اسحاق مین اور اوسمیں نے کلام کیا ہے ہشام اور مالک نے لیکن ہشام نے تو اوسکے سماع کو فاطمہ سے انکار کیا ہے جو ہشام نے کہا ہے وہ اس لائق نہین ہے کہ اوس سے کسی آدمی پہ جرح کیجاوے اسواسطے کہ بہت سے تابعین نے مثل اسود اور علقمہ کے حضرت عائشہ صدیقہ سے سنا ہے بغیر نظر کے اسکی طرف بلکہ اونکی آواز کو سنا ہے ایسی ہی ابن اسحاق نے بھی فاطمہ سے سنا اور پردہ دونون کے درمیان لٹکا ہوا تھا لیکن مالک یہ طعن انسے ایکدفعہ صادر ہوا ہے پھر رجوع کیا ہے امام مالک نے اچھی چیز کی طرف یہ طعن انکا

یہ طعن اونسے حقمین محمد بن اسحاق کے ایک ہی دفع پھر رجوع کیا اونہون نے اوسکی طرف جو اونپر واجب تھا یعنی محمد بن اسحاق سے صلح کرلی اور اونکو پچاس دینار ہدیہ بھیجا) نہین تھے امام مالک طعن کرتے محمد بن اسحاق پر بباعث حدیث کے امام مالک تو فقط تلاش کرنے غزوات نبی صلعم کو اولاد یہود سے جو مسلمان ہوئے تھے اور قصہ خیبر وغیرہ کو بخوبی یاد رکھا تھا اوسکا انکار کرتے تھے اور محمد بیٹا اسحاق کا اونسے فقط اپنے جاننے کے لیئے تلاش کرتا تھا نہ یہ کہ اونسے حجت اور سند پکڑے امام مالک نہین جائز سمجھتے تھے روایت کرنا مگر متقی پرہیزگار سے جبکہ سوال کیئے گئے ابن مبارک محمد بن اسحاق سے تو تین دفعہ فرمایا کہ ہمنے اسکو سچا پایا ہے ابن حبان نے فرمایا ہے کہ نہین تھا کوئی مدینہ مین کہ محمد بن اسحاق کے علم مین قریب ہو اور نہ اوسکے جوڑ کا کوئی تھا احادیث کے جمع کرنے مین وہ سب لوگون سے اچھا ہے احادیث کے بیان کرنے مین یہانتک فرمایا کہ محمد بن اسحاق تھا لکھتا احادیث کو اعلی اپنے سے اور مساوی اپنے سے اور اپنے کم سے پس اگر وہ جھوٹھ بولنے کو حلال جانتا تو اپنے کم سے کیون روایت کرتا پس یہ دلیل تیرے لیئے اوسکے صدق کیطرف ہدایت کرتی ہے مین نے محمد بیٹے نصر فراء سے سنا کہتے تھے مین نے یحیی بیٹے یحیی سے سنا کہ محمد بن اسحاق کا اوسکے سامنے ذکر ہوا پس اونہون نے اوسکی توثیق کی تمام ہوا کلام ابن حجر کا جسکو اونہون نے ابن حبان سے نقل کیا ہے فقط **مولف** کہتا ہی کہ امام مالک کی جرح کی جواب کیلیئے

کہ انکو حجت ٹھہرایا جاوے اور امام مالک نہین جائز سمجھتے تھے روایت کرنا مگر
متقی سچے سے - مین کہتا ہون کہ ابن اسحاق نے ہی سب سے پہلے
امام مالک کے نسب مین طعن نہین کیا بلکہ بیشک زہری وغیرہ سے بھی اس باب
مین کچھ حکایت کیگئی ہے - حالانکہ آدمی اپنے نسب کو خود خوب جانتا ہے
اونکی عدالت اور امامت کا یہ مقتضی نہین ہے کہ اونکا قول اونکے علم کے
مخالف ہو تمام ہوا کلام ابن سید الناس کا ازانجملہ حافظ ابن حجر نے
تہذیب التہذیب مین تحت ترجمہ محمد بن اسحاق کے فرماتے ہین
و اما مالك فان ذلك كان منه مرة واحدة ثم عاد له الى ما يجب
و لم يكن يقدح فيه من اجل الحديث انما كان ينكر تتبعه
غزوات النبي صلعم من اولاد اليهود الذين اسلموا
و حفظوا قصة خيبر و غيرها و كان ابن اسحق يتتبع
هذا منهم من غير ان يحتج بهم و كان مالك لا يرى الرواية
الا عن متقن و لما سئل ابن المبارك قال انا وجدناه صدوقا
ثلاث مرات قال ابن حبان و لم يكن احد بالمدينة يقارب
ابن اسحق في علمه و لا يوازنه في جمعه و هو من احسن الناس
سياقا للاخبار الى ان قال و كان يكتب عمن فوقه و مثله و دونه
فلو كان ممن يستحل الكذب لم يحتج الى النزول فهذا يدلك
الى صدقه سمعت محمد بن نصر الفراء يقول سمعت يحيى بن يحيى
و ذكر عنده محمد بن اسحق فوثقه ترجمہ لیکن امام مالک سے پہلے

ضمیمہ نمبر ۲ - قابل ملاحظہ گورنمنٹ

- ریاست بھوپال -

ہمنے ضمیمہ نمبر ۱ مین وعدہ کیا تھا کہ جو مخالفین نے مولنا سید محمد صدیق حسن خانصاحب پر اتہام لگائے ہین اونکا جواب مفصل ہم آیندہ کے ضمیمہ مین لکھینگے اب ہم ایفاء وعدہ کرکے اپنی مہربان گورنمنٹ کو اسطرف متوجہ کرتے ہین کہ ہمارے مضامین ملاحظہ فرماکر داد حق دیوے نواب صدیق حسن خانصاحب پر اونکے مخالفون نے بہت اقسام کے اتہامات لگائے ہین طرح طرح کے تو وہ طوفان کے اوٹھائے ہین ان سب افتراؤن سے یہ ایک بہتان عظیم ہے اسلئے ہم اسکی تحقیق کرنا اسجگہہ مناسب سمجھتے ہین اگرچہ اس اتہام کا جواب اور اخبارونمین بھی دیاگیا ہے مگر کامل تحقیق شاید ہی کسی نے کی ہو اسلئے ہمپر فرض ہوا کہ کامل طور سے اس اتہام کا جواب شافی لکھین ہماری اس تحریر سے دو غرض ہین **اول** متوجہ کرنا گورنمنٹ کا **دوم** ظاہر کرنا خام خیالی ان اڈیٹران اخبار کا جنہون نے اس اتہام پر ز دیکر اپنے اخبارونکو سیاہ کیا ہے ہمارے مہذب اڈیٹر اس مضمونکو دیکھکر اپنے اقوال سے رجوع کرین حق پوشی نہ فرماوین **اتہام عظیم** گورنمنٹ کے مقابلہ مین افغانونکی شکست پر ناخوش ہوئے اور مصریونکی فتح پر سجدہ شکر بجالائے - مہدی سوڈان کی مدد دی - اسی اتہام کو اخبار کوہ نور - واشاعۃ السنۃ - و مفید عام وغیرہ مین بھی نقل کرکے

تحقیق ابن حبان وعلی بن المدینی وامام بخاری کی کافی ہے خلاصہ ان
سبکا یہی ہو کہ امام مالک نے یہ جرح محمد بن اسحاق پر بباعث حدیث کے
نہین کی بلکہ دوسری دو وجہ سے اوّل تو یہ کہ امام مالک گمان کرتے تھے
کہ مین قبیلہ اصبح کا ہون اور محمد بن اسحاق کہتے تھے کہ آپ قبیلہ اصبح سے
نہین ہین بلکہ انکے غلام آزاد کئے ہوئے کی اولاد سے ہین جبکہ اونھون نے موطا کو
جمع کیا تو ابن اسحاق نے کہا کہ اسکا پرکھنے والا مین ہون میرے پاس لے آؤ
جب یہ خبر امام مالک کو پہونچی تو اونھون نے فرمایا کہ یہ ایک دجال ہے دوسری
وجہ یہ تھی کہ ابن اسحاق قصہ خیبر ونظیر وقریظہ کا اولاد یہود سے جو مسلمان
ہوگئے تھے دریافت کرتے تھے امام مالک کے نزدیک یہ جائز نہ تھا پس یہی دو وجہ
ہین کہ امام مالک انسے ناراض ہوئے آخرکار انسے صلح کرلی محققین حنفیہ نے
ان وجوہ کا خود اقرار کرلیا ہے امام مالک کی اس جرح کو خود مدفوع کردیا ہے
چنانچہ شیخ ابن الہمام حنفی حاشیہ ہدایہ بحث تعجیل صلوۃ مغرب مین فرماتے
ہین هو ای توثیق محمد بن اسحق هو الحق الابلج وما نقل عن
مالك فيه لا يثبت ولو صح لم يقبله اهل العلم كيف وقد قال شعبة
فيه هو امير المومنين في الحديث وروى عنه مثل الثوری و
ابن ادريس وحماد بن زيد ويزيد بن زريع وابن علية و
عبد الوارث وابن المبارك واحتمله احمد وابن معين وعامة
اهل الحديث غفر الله لهم وقد اطال البخاری فی توثيقه فی كتاب
القراءة خلف الامام له وذكره ابن حبان فی الثقات وان مالكا رجع عن الكلام

دعوی اتباع قرآن و حدیث کا ہو فرض ہے نیز یہ بھی مسلمات سے ہے
کہ ہر ریاست کا سرکار انگلشیہ سے عہد و پیمان نہ کرنے
بغاوت وکرنے خیرخواہی سرکار کا موجود ہے اب کیسے کوئی کہہ سکتا ہی
کہ ایسے عامل بالقران نے قرآن و حدیث کا خلاف کیا - اسی عنوان سے
جناب سید صاحب نے پہلے سے اس اہتمام کو اپنی چند تالیفات مین رد
کر دیا ہے ہم ترجمان وہابیہ - و موا ید العوا ید کی کچھ عبارت اسجگہہ نقل کرنا
مناسب سمجھتے ہین ترجمان وہابیہ مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ کے
صفحہ ۴۳ مین ہے اور مسلم مین جو بڑی معتبر کتاب ہے اسلام کی مروی
ہے کہ آپنے فرمایا کہ ہر عہد شکن کا ایک جھنڈا ہوگا اور وہ اونتا ہی بلند
ہوگا جتنی اوس نے عہد شکنی کی ہوگی غرض عہد کو پورا کرنا اور اقرار کو
وفا کرنا بھی دستور العمل ہے اہل سلام کا خواہ اگلے ہون یا پچھلے اور
اسیوجہہ سے سلاطین اور حکام اہل سلام جو اہل حکومت و دولت ہین
جب معاہدہ اور اقرار صلح کا کسی سے کرتے ہین اوس اقرار و صلح کو
مرتے دم تک پورا کرنے مین بدل ساعی ہوتے ہین اور اوس اقرار اور
صلح کے توڑنیکو خلاف شیوہ اسلام اور مخالف طریقہ ایمان اور بڑا گناہ
اور نہایت برا جانتے ہین اور جو عہد و اقرار کوئی رئیس اسلام کرتا ہی
تو اسکی رعایا اور برایا بھی اوسمین شامل ہوتی ہے اور اوس عہد کے
وفا کو اپنے ذمہ لازم اور واجب جانتی ہے گو بروقت صلح رعیت کا
ذکر نہ آوے اسلیئے کہ حاکم وقت اور رئیس ملک گویا اپنی ساری رعیت کی

اسکا جواب دیا ہے **جواب شافی** مولنا سید محمد صدیق حسن خانصاحب
یہ تو پرلے سرے کا بہتان عظیم ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ ہر خاص و عام
اسکو جانتا ہے کہ عمل سید صاحب کا قرآن و حدیث پر ہے کسی خاص
شخص کی آپ تقلید نہین کرتے قرآن و حدیث مین صاف مذکور ہے
کہ تم اپنے وعدہ و اقرار کو پورا کرو **قرآن** شریف مین اللہ تعالی نے
فرمایا ہے اوفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا یعنی تم اقرار
پورا کرو قیامت کے دن عہد و اقرار پوچھا جاویگا **صحیح بخاری و مسلم**
جو مسلمانون کے اصول کی نہایت عمدہ کتابین ہین انمین علامت منافق
کی عہد و پیمان توڑنے کو بھی لکھا ہے بخاری مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۱
مین ہے عن عبد الله بن عمرو ان النبی صلی الله علیه و سلم
قال اربع من کن فیه کان منافقا خالصا و من کانت فیه
خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعها
اذا اوتمن خان و اذا حدث کذب و اذا عاهد غدر و اذا
خاصم فجر ترجمہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا
جس آدمی مین چار باتین ہونگی وہ پورا منافق ہے جسمین ایک بات ہوگی
اوسمین ایک حصہ نفاق کا ہے جبتک اسکو نہ چھوڑے وہ چار یہ ہین
امانت سے خیانت کرے - بولے تو جھوٹھ بولے - عہد و پیمان کرے تو
اوسکو توڑ ڈالے - جھگڑے تو برا کہے - آیت قرآنی و حدیث نبوی سے
معلوم ہوا کہ پورا کرنا عہد و پیمان کا ہر مسلمان پر خصوصاً اوس شخص پر جسکو

اس ملک سے ضرور ہے کہ جو عہد واقرار حکام انگلشیہ سے باندہے ہین
سو اوسکے خلاف نہ کرین اور عہد شکنی اور بے وفائی کا دہبا اپنے اوپر
لیکر رسوائے دوجہان نہون فقط ــــ موائد العوائد مین بھی آپنے
اسی قسم کا ایک مضمون صفحہ ۳۳ مین تحت حدیث ابی ہریرہ کے رقم فرمایا ہی
چونکہ حاصل دونونکا ایک ہی ہی اسلئے اوسکو نقل نہین کیا گیا۔ اس مضمون
جناب سے بخوبی روشن ہو جاویگا کہ آپ کیسی سرکار انگلشیہ کے وفادار
خیر خواہ ہین خود بدولت لو ورکنار آپ کے کتب مین ان مضامین کو
دیکھکر بہت سے لوگ جنکے دلونمین بغاوت و عہد شکنی کا مرض تھا سرکار
کے سچے فرمانبردار ہوگئے ہین ـ ترجمان وہابیہ یہ ایسی کتاب ہے کہ
رعایا کو سرکار کا خیر خواہ بنا وے گورنمنٹ کو رعایا پر مہربان کرے
یہ جو کچھ بیان ہوا۔ جناب سید صدیق حسن خانصاحب کے تحریری شاہد کا
بیان تھا آپکا فعلی وسندی شاہد یہ ہی کہ نوابصاحب نے جنگ افغانستان
مین سرکار کو فوجی مددوسی ایجنسی مین کنٹجنٹ روانہ کی یہ سب واردات
سرکاری کاغذات مین موجود عام اخبارونمین مشہور ہو چکی ہی
مہم مصر مین بھی جناب بیگم صاحبہ دام اقبالہا نے نہایت خلوص سے
مدد دینے کی درخواست کی جسپر بحضور گورنر جنرل سے شکریہ اسکا آیا
اس مضمون کو بھی جناب نے ترجمان وہابیہ مین تحریر فرمایا ہی ترجمان
وہابیہ کے صفحہ ۶ مین ہے ـ اسلئے کہ بعرحال مصر مین جسطرح ریاست
بھوپال نے آمادگی اپنی واسطے اعانت مالی وجانی سرکار انگریزیہ کی

طرفسے عہد باندہتا ہے اور تمام ماتحتون کے جانب سے اقرار کرتا ہے نہ خاص
اپنی ذات سے غرض یہ کہ اوسکا اقرار کرنا گویا تمام رعیت اور ماتحتونکا
اقرار کرنا ہے ہر شخص اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ غدر کے وقت مین
جب لشکر سرکار انگلشیہ باغی ہوگیا اور ظلم و تعدی جو اونسے بنا سب کچھ کیا
اوسوقت مین روسا رہند جنکو اپنے عہد و اقرار کا خیال تھا وہ اپنے
اقرار پر برقرار رہے اور عہد شکنی اور بیوفائی سے برسرکنار رہے اور
جسنے اونکے برخلاف کیا وہ صرف حاکمون ہی کے نزدیک برا نہین ٹھہرا
بلکہ شیوہ اسلام اور طریقہ اہل ایمان سے دور اور عہد شکن اور بیوفا
اپنے دین مین بھی اور مرتکب بڑے گناہ کا سمجھا گیا اور قیامت کے دن
اوسکا جو حال ہوگا وہ بھی وہان کھل جاویگا غرض کہ وہ شخص دونون
جہان کی زیان اور دونون عالم کے نقصان مین گرفتار ہوا اور جب
پورا کرنا مدت عہد کا اور تمام کرنا اپنے اقرار کا شریعت مین ضرور ہوا تو
ہر رئیس کو کسی ریاست کا رئیس کیون نہو یہ ضرور ہے کہ اپنے عہد و قولکو
اونکی مدتون تک پہونچاوے اور اوسکے ایفا و وفا کا بخوبی خیال رکھے
اور اقرار توڑنیکا دلمین کبھی خیال نہ لاوے اور بخوبی ظاہر ہے
کہ اقرار اور عہد اور قول اکثر روسا ہند کے دولت انگلشیہ کے ساتھ
بقید نسلاً بعد نسلاً اور بطناً بعد بطناً مقرر ہوئے ہین اور مسائل اور
شروط متعددہ کے ساتھ قرار پائے ہین کہ ہر ایک کے عہد نامہ مین
تفصیل اونکی موجود ہے سو ہر ایک کو روسا رہند اور امرا و حکام

ہمارے نزدیک یہ اونکی عقائد باطلہ و گستاخی خدمت آئمہ دین کا سبب
ہے جو انگریزی گورنمنٹ کی جانب سے عتاب اب ہے اگر یہ دل سے
توبہ کرین اور طریق حنفی کو صراط مستقیم سمجھین اور اپنی ہفوات سابقہ کو
محو کردین تو عجب نہین موا خذہ سے بچین جلا وطنی سے محفوظ رہین
جواب اڈیٹر کارنامہ کو ہرگز مناسب نتھا کہ اس غلط خبر ڈیلی نیوز کو
اپنے اخبار مین درج کرتے غلط ہونا اس خبر کا یقینی ہے ہمکو خوب معلوم
ہے کہ حضرت سید صاحب کچھ بھی ریاست کا تذکرہ بیگم صاحبہ سے نہین
کرتے بھلا انکو اپنی تصنیف و تالیف سے کب فرصت ہے کہ اپنی اوقات
عزیز کو لچریات ولغویات مین صرف کرین اڈیٹر ڈیلی نیوز کی عقل پر ہمکو
نہایت تعجب ہے کہ ایسی ایسی مہمل خبرونکو اپنے اخبار مین کیون درج
کرتے ہین ۔ مہمل ہونا اس خبر کا ظاہر ہے کیونکہ جب جناب سید صاحب
و بیگم صاحبہ کی ملاقات ہوتی ہے تو اوسوقت مین وہان کوئی مخبر
نہین ہوتا پھر غیب کا حال کیسے اڈیٹر ڈیلی نیوز نے معلوم کر لیا
ہمکو اڈیٹر ڈیلی نیوز اور اون کے مقلدونپر سخت افسوس و تعجب ہے
ہم ان صاحبون سے امید کرتے ہین کہ ایسی ایسی غلط خبرونکو آیندہ
درج اخبار کرنے سے پرہیز کرین ۔ اڈیٹر کارنامہ نے یہ جو لکھا ہے کہ
(ہمارے نزدیک یہ اونکی عقاید باطلہ و گستاخی خدمت آئمہ دین الخ)
یہ ایک ایسی تحریر ہے کہ اس پر ادنی ادنی طلبہ ہنستے ہین ۔ جناب سید صاحب کا
عقیدہ تو وہی ہے جو عقیدہ صحابہ کرام و آئمہ عظام کا تھا یعنی اتباع

ظاہر کی اور اوسکے جواب مین جناب لارڈ رپن صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے
بتحریر خریطہ خط شکریہ بیگم صاحبہ کا مع اینجانب ظاہر فرمایا۔ فقط یہ شہادت
فعلی بھی اس اتہام کے رفع کرنے پر موجود ہے آپ ہم بحضور گورنمنٹ
کے گذارش کرتے ہین کہ اپنے ایسی خیرخواہ کی دلجوئی کا خیال رکھکر اور
جبر مافات کا کرکے پھر خطاب کو عنایت فرماوے تو کہ ایسے ایسے عمائد کا
اور حوصلہ وفاداری کا زائد ہو — وما علینا الا البلاغ ۔

جواب تحریر کارنامہ لکھنؤ

ایک تحریر اخبار کارنامہ مطبوعہ ۲۸ دسمبر ۱۸۸۵ء کی نظر سے گذری ہمکو اڈیٹر
اخبار کارنامہ پر نہایت افسوس آتا ہے کہ ایسی ایسی فضول باتین اپنے
اخبار مین کیون درج کرتے ہین پہلے ہم اونکی تحریر کو درج کرتے ہین
پھر اوسکا جواب مختصر دیتے ہین اور واضح ہو کہ پہلے اسکا جواب محمد عثمان خان صاحب
اڈیٹر اخبار ترجمان ناگپور نے بھی اپنے پرچہ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۵ء مین دیدیا ہے —
عبارت کارنامہ کی یہ ہے — ریاست بھوپال- انڈین ڈیلی نیوز نے
لکھا ہے کہ سرلیپل گریفن نے جو انڈیا گورنمنٹ کی طرف سے مولوی
صدیق حسن کو سبق پڑہایا تھا وہ بالکل اونھون نے بھولا معاملات
ریاست کی مداخلت سے ہاتھ نہ اوٹھایا۔ سرہنری ڈیلی جسوقت سرلیپل
گریفن کے عہدے پر مقرر تھے اونھون نے گورنمنٹ سے درخواست
کی تھی کہ صدیق حسن خان ریاست سے باہر کردیے جائین اس مرتبہ
اگر یہ اپنی حرکات سے باز نہ رہے تو اونکے ساتھ ایسا ہی سلوک ہوگا

عین بزرگی و ولایت سید صاحب کی دلیل ہے حدیث شریف مین وارد
ہے کہ مصیبتونمین مبتلا و بیدار ہوتے ہین ترمذی اپنی جامع مین
فرماتے ہین حدثنا قتیبۃ نا شریک عن عاصم عن مصعب بن سعد
عن ابیہ قال قلت یا رسول اللہ ای الناس اشد بلاء قال الانبیا
ثم الامثل فالامثل یبتلی الرجل علی حسب دینہ فانکان فی دینہ
صلبا اشتد بلاءہ و انکان فی دینہ رقۃ ابتلی علی قدر دینہ
ترجمہ مصعب بیٹے سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ مین نے
آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ سب سے زیادہ مصیبت مین کون گرفتار
ہوتا ہے آپنے فرمایا انبیا پھر درجہ بدرجہ جانچا جاتا ہے انسان
موافق اپنے دین کے اگر دین اوسکا قوی ہوتا ہے تو اوسکی مصیبت
بھی بڑی ہوتی ہے اگر دین اوسکا نرم ہوتا ہے تو بلا اسکو کم ہوتی ہے
۔ اسکے ساتھ دوسری روایت مین ہے کہ مومن کی جان و مال مین
ہمیشہ بلا رہتی ہے وہ اللہ سے ایسی حالت مین ملتا ہے کہ اسپر کچھ
گناہ نہین ہوتا فقط ۔ اصل وجہ یہی ہے کہ بزرگان دین خصوصًا
اہلبیت ہمیشہ مصائب شدیدہ مین گرفتار رہے امام حسن رض و حسین رض
و زید رض وغیرہم کا حال مخفی نہین ۔ جناب سید صاحب بھی انہین کے
اولاد سے ہین اگر آپ پر بھی کوئی مصیبت دنیوی نازل ہوئی تو
اسمین اسوۂ حسنہ انہین بزرگونکا اور آپکی بزرگی و سنت دینی
کی دلیل ہے فقط ـــــــــ

قران و حدیث آپ کے سب عقائد موافق آئمہ دین و محدثین سابقین کے ہین
ہان اہل رائے کا عقیدہ آپکا نہین ہے ۔ آپ نے کسی آئمہ کے بارے مین کبھی
گستاخی نہین کی جلب المنفعہ وغیرہ کتب مین آئمہ کی وہ تعریف و توصیف
تحریر فرمائی ہے کہ باید شاید ۔ یہ آپکا جملہ (طریق حنفی کو صراط مستقیم سمجھنہین الخ)
یہ تو آپنے عجیب جملہ لکھا ہے کیون جناب اگر طریق حنفی ہی مستقیم سمجھنے سے
جلا وطنی سے انسان بچ سکتا ہے تو سابق والی ملک برہما شاہ تھیبا بھی
حاضر ہین وہ آج طریق حنفی کو مستقیم سمجھتے ہین آپ گورنمنٹ سے تحریر
کرا دین کہ اگر وہ طریق حنفی کو مستقیم سمجھین تو پھر برہما مین واپس
چلے جاوین گے ۔ یہ تو ارشاد ہو کہ نواب محمد علیخان سابق والی ٹونک
آجتک طریق حنفی پر قائم ہین اسکو صراط مستقیم سمجھتے ہین یہ کیون جلا وطن
کیے گئے ۔ شاہ روم تو پکے حنفی ہین روس کے مقابلہ مین کیون پسپا
ہوئے ۔ مولوی عبدالحی صاحب تو حنفیت کو عین دین و ایمان
سمجھتے تھے ورہہنگہ مین بذریعہ وارنٹ کے کیون پکڑ بلوائے گئے ۔
جناب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہ بانی مبانی مذہب حنفی کے ہین
کیون پکڑے گئے قید مین کوڑے کھاتے کھاتے انتقال کیا ۔ بہادر شاہ
شاہ دہلی بھی تو بڑے پکے حنفی تھے وہ کیون جلا وطن کیے گئے ۔ راجہ بڑودہ
نے کس امام کو برا کہا تھا جو جلا وطن کیے گئے ۔ باقی اور راجگان
جو آئمہ کو چھوڑ دین اسلام کے بھی منکر ہین وہ کیون جلا وطن نہین
کیے جاتے ۔ کچھ ہوش و حواس درست کر کے لکھا کیجیے ۔ ہمارے نزدیک تو

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج ولم يزرني فقد جفاني

حمد خدای عز وجل بعده این رساله که عجاله ایست در غایت لطافت مشتمل بر ترجیح جواب سنیت زیارت اعنی

الکلام المبرور فی رد القول المنصور

متضمن بر دفع شبهات مولوی محمد بشیر صاحب سهسوانی مؤلف القول المنصور فی زیارة سید القبور

در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکهنو طبع شد

اعلام ۔ ہمنے جو وعدہ ہتدرہ مسئلے لکھنو کا کیا تھا چونکہ ضمیمہ زائد ہو گیا اسلئے اسدفعہ لکھنا اونکا ملتوی رہا انشاءاللہ آیندہ پرچہ کو ضمیمہ مین ضرور درج کرینگے اعراب بھی بباعث عدم فرصت کے نہ لگائے گئے ۔

اطلاع ضروری ایک شخص دین محمد نومسلم میانہ قد لمبی داڑھی اصل سکونت اوسکی بھوپال کی ہے شیوہ اسکا بہتان بازیکا ہی جس شہر مین جاتا ہے مکر و فریب سے روپیہ قرض لیکر پھر رسید تک نہین دیتا چنانچہ مبلغ بیس ؏ روپیہ مجھہ سے اوڑا لے گیا ہی ۔ ؏ روپیہ مولوی ابراہیم صاحب آروی سے ۔ یہی اسکا کام ہے ۔ ہمنے یہ بھی سنا ہے کہ چند روز ہوئے بہتان بغاوت کا لگاتا تھا اللہ نے اسکو خائب خاسر کیا ایسے شخص سے ہر اہل حدیث کو چاہیئے کہ پرہیز کرین تو کہ اوسکے شر سے محفوظ رہین یہ شخص دو تین برس سے برابر پھر رہا ہے ۔ بنارس مین ۲۶ ذیحجہ ۱۳۰۲ھ کو رنگون سے پھرتا ہوا وارد ہوا تھا مجھسے بیان کیا کہ مین برابر ایکسال سے پھر رہا ہون ۔ فقط

اس مہینا مین ہمکو ایکدن کیلئے آرہ جانیکا اتفاق ہوا مولوی ابراہیم صاحب و مولوی اور رئیس صاحب نہایت اخلاق سے پیش آئے ہر دو صاحبون نے نصرۃ السنہ کی اشاعت کا وعدہ حتمی فرمایا ہم ہر دو صاحبون کے بہت ممنون و مشکور ہین

تفصیل خریداران پرچہ نصرۃ السنۃ

مولوی شیخ محمد صاحب ۔ منشی احمد بخش صاحب ۔ مولوی اسمعیل صاحب ۔ اسمعیل طالب العلم محمد یعقوب صاحب ۔ منشی شیخ احمد صاحب ۔ عبد اللہ خان ۔ جان احمد ۔ محمد یعقوب صاحب نائک ۔ داروغہ محمد اسحاق ۔ شیخ عبد اللہ صوبہ دار ڈاکٹر جمال الدین صاحب شیخ عزیز الحسن صاحب ۔ حافظ عبد اللہ صاحب فرخ آبادی ۔ منشی ظہور الحسن صاحب آروی مولوی عبد اللہ صاحب غازیپوری ۔ مولوی مولی بخش براکری ۔ دو ہمارے ممبر جنکا نام ذکر کرنا مناسب نہین

[illegible]

مطبع صدیقی بنارس مین طبع ہوا

علمائے زمان اپنی تصانیف مین طریق مناظرہ کو چھوڑ کے مسلک جدال و عناد اختیار کرتے ہین
در طریقۂ متوسط سے کنارہ کشی کر کے سبیل فساد پر چلتے ہین ایک دوسرے کو اپنی رسائل مین
شیطان و دجال بناتا ہے جو چاہتا ہی وہ کہ سناتا ہی ہرگاہ علما کی یہ کیفیت ہی جاہلون پر کیا
تشنیع کرین اور جب ارباب فضل کی یہ شان ہی ارباب جہل کو کیا کمین قبل ازین مولوی محمد بشیر صاحب
سہسوانی نے ایک رسالہ مسمی بالقول المحقق المحکم فی زیارۃ قبر الحبیب الاکرم تصنیف کر کے شائع
فرمایا اور اوسمین استحباب زیارت قبر نبوی کو طرف جمہور حنفیہ کے منسوب کیا اور احادیث زیارت
پر حکم غیر معتبر ہونیکا دیا چونکہ یہ تحریر اونکی حیز توسط سے خارج ہو گئی بنظر احقاق حق و ابطال باطل
کی ایک تحریر اونکے جواب مین کی گئی نام اوسکا الکلام المبرم فی نقض القول المحقق المحکم رکھا گیا اور
اوسمین طریقۂ مناظرہ اختیار کیا گیا اب بعد عرصہ دراز کے مولوی صاحب موصوف متوجہ اوسکی
رد کی طرف ہوئے اور ایک رسالہ مسمی بالقول المنصور فی زیارۃ سید القبور تالیف کر کے مطبوع کرایا
اور اوس مین طریقۂ مجادلہ و مکابرہ کو اختیار فرمایا صاحب کلام مبرم کی شان مین کلمات واہیہ شایان
علما سے بعید مین تحریر کیے اور فقہاء کبار اولی الایدی والابصار پر الفاظ طعن کے ثبت کیے
سابقا مسموع ہوتا تہا کہ مولوی صاحب موصوف داب مناظرہ سے بہی خوب واقف ہین اور فن حدیث
و اسماء رجال وغیرہ مین متبحر ہین لیکن اس رسالہ نے اوسکے خلاف ظاہر کیا بچند وجوہ اول اینکہ
سابقا اس امر کے قائل ہوئے تہے کہ بعض فقہاء وجوب کی طرف بہی گئے ہین اور اس رسالہ مین اوس سے
اعراض کر کے استحباب پر اجماع نقل کیا اور اپنے زعم مین اوسکو نہایت صحیح و درست سمجہا اور یہ
خیال نہ فرمایا کہ مراد ندب سے جن کتب مین اوسپر اجماع منقول ہی مطلق طاعت ہی نہ استحباب جو مقابل
وجوب و سنت ہی دوم اینکہ قول سنت سے انکار بحت فرمایا اور یہ تحریر کیا کہ سنت موکدہ ہونے
زیارت کی کسی نے تصریح نہین کی اور شرح مواہب کو بہی جو متداول بین الناس ہی معاینہ نہ کیا
سوم اینکہ باب تاویل کو ایسا مفتوح کیا کہ قول وجوب و سنیت کو بہی اوسی طرف استحباب کے کیا اور یہ خیال نہ کیا کہ اگر
ایسی ہی تاویل مفتوح ہو جاویگا تمام انتظام شریعت تہ و بالا ہو جائیگا چہارم اینکہ متعدی و لازم کے معنی مین فرق نہین کیا
اور جفائی و جو حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی مین وارد ہی شکل جفا کی جو حدیث من جفانی مین وارد ہی تسویہ کیا پنجم اینکہ
عبارات کی نقل مین ایسا باب قصر کو کہولا کہ کسی ذی علم نے اوسکو بہتر نہ جانا جو عبارتین اپنی مدعی کی موافق تہین اونکو نقل کر دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد لمن علمنا ما لم نعلم وصلوٰۃ علی رسولہ المکرم وعلی آلہ وصحبہ ذوی الہمم **اما بعد** کہتا ہی بندۂ گنہگار امیدوار رحمت پروردگار **محمد عبد العزیز** ابن عبد القادر القنوجی کان اللہ لہما تلمیذ مولانا الحاج الحافظ ابو الحسنات **محمد عبد الحی** ادام فیضہ العلی کہ اس زمانے مین شیوع جہل اسقدر ہو گیا کہ تمام اکناف دیار واطراف امصار اصناف جہل سے پر ہو گئے اور فقدان علم اس مرتبہ پونہچا کہ ارباب اذہان واصحاب اعیان مفقود الخبر ہو گئے علی الخصوص فن حدیث کہ عوام وخواص اسکو نہایت آسان سمجہنے لگے اور باطن نظر کو چہوڑ کے ظاہر نظر پر چلنے لگے اور بعضے اس فن کو بیفائدہ جاننے لگے بلکہ اسکی تحصیل کو تضییع عمر سمجہنے لگے کسی کے گمان مین ایسا یہ ہی کہ ہمکو در مختار وعالمگیری کافی ہی وجامع الرموز ورد المختار وافی ہی جو مسئلہ ان کتب مین اور امثال اسکے مین ہی وہی صحیح ہی اگرچہ حدیث صحیح اوسکے خلاف وارد ہی کسی کے اعتقاد مین یہ ہی کہ جو حدیث صحاح ستہ مین ہو وہ مقبول ہی اور جو انمین نہین ہی بلکہ اور جوامع ومسانید مین ہی وہ غیر مقبول ہی کسی کا بوقت مذاکرۂ حدیث یہ کلام ہی کہ ہمکو کتب فقہ سے غرض ہی حدیث سے کیا کام کوئی مدار صحت حدیث صحاح مشہورہ کو سمجہتا ہی اور ماورای کو غیر صحیح جانتا ہی غرض سب آرای جادۂ اعتدال سے متجاوز ہین اور محل توسط وخیریت سے منحرف ہین اللہم نجنا منہا ولا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا عنہا اور اعلی ترین قبائح وشنائع جو اس زمانے مین پراگندہ ہین یہ ہے

اور ابن ہمام اور صاحب منح الغفار اور صاحب سنن الہدی وغیرہ نے اس قول کو نقل کرکے سکوت کیا
چنانچہ عبارات ان سبکی کلام مبرم میں منقول ہیں اور ایک عبارت ابن حجر مکی کی اس مقام پر
جو کلام مبرم میں منقول نہیں ہے لکھی جاتی ہے کہ جس سے صاف ترجیح قول وجوب مفہوم ہوتی ہے علم مما
ان بين ترك الصلوة عليه صلى الله عليه وعلى آله وسلم وترك زيارته مع القدرة عليها تساويا في ان
كلا منهما جفاء له صلى الله عليه وسلم وان جميع هذه الاوصاف القبيحة الشنيعة التي ثبتت لتارك الصلوة عليه
عند سماع ذكره يخشى ان يثبت نظيرها لتارك الزيارة فينبغي عليه ان يكون شقيا ارغم الله انفه مستحقا لدخول
النار بعيدا من الله ورسوله مدعوا عليه من جبرئيل ومن نبينا صلى الله عليه وسلم بذلك بالشقي بخيلا ملعونا
لا دين له لا يرى وجه نبيه فاستحضر ذلك واحفظه واخش من تهاونك في ترك الزيارة مع قدرتك عليها لعله
يكون حاملا لك على التنصل من هذه القبائح والرجوع الى الله تبركة جناب نبيه الذي هو وسيلته ووسيلة سائر الخلق
ولقد شاهدنا كثيرين تركوا الزيارة مع القدرة عليها فاورثهم الله بذلك ظلمة محسوسة على وجوههم وفترة عن الخيرات
قطعتهم عن عبادة الله وشغلتهم بالدنيا الى ان ماتوا وكثيرين غلبت عليهم مظالم الناس الى ان منعوا منها
قهرا ولقد اخبرت عن بعضهم من اهل مكة انه كلما اراد ان يتجهز بها منعه عائق فلا زال الناس يعجبونه بترك
الزيارة الى ان اخذ في اسبابها فتجهز واخذ جميع اهله وقال لهم اخرجوا قبلي الحقكم فلما جهز مركوبه واراد
ان يركبه سلط الله عليه صب الدم بكثرة فاحشة فتخلف وذهب اهله للزيارة وعادوا وقد توفي كمدا
متحسرا الى ان مات من غير زيارة لما انه حقت عليه كلمة الخسران انتهى اور اسکی طرف بحر العلوم ارکان اربعہ میں
اشارہ کرکے لکھتے ہیں ینبغی لمن حج ان یتوجه بعد الفراغ من الحج الی المدینة لیزور قبر المصطفی لئلا یکون ممن حج وجفاه
اور اسی وجہ سے محدثین اون لوگون پر جو زیارت کو نہیں گئے طعن کرتے ہیں چنانچہ ذہبی کتاب العبر باخبار من غبر میں
وقائع سنہ ۷۲۱ میں لکھتے ہیں و مات فيها العارف الكبير نجم الدين عبد الله بن محمد اصبهانی الشافعی تلمیذ الشيخ ابی العباس المرسی
عن ثمان وسبعين سنة جاور بمكة ولم يزر النبي صلى الله عليه وسلم انتهى اور یہ قول اگرچہ بنظر عوام وبعض خواص میں نہایت مستبعد
معلوم ہوتا ہے لیکن بعد قابلیت احتجاج ہونے اوسکی کے یہ استبعاد مرفوع ہو جاتا ہے اور یہ خیال کرنا چاہیے کہ فتوی ہمارا اس
قول کے مخالف ہے فقہا کی کیونکہ ایک طائفہ فقہا مذاہب اربعہ کا اس طرف بھی گیا ہے اور دعوی اس امر کا کرنا کہ جمہور
حنفیہ استحباب کیطرف گئے ہیں مطالب بالدلیل ہے کسی لفظ سے صراحۃ نسبت اس قول کی طرف جمہور کی نہیں معلوم ہوتی ہے
اور دعوی اجماع کا کرنا استحباب پر محض غلط ہے چنانچہ تحقیق ان سب امور کی اور امور ضروریہ متعلقہ کی عنقریب

اور جو عبارتین احقاق حق کی تحسین اونکو چھوڑ دیا ششم اینکہ قول قریب واجب کو جو بابت زیارت
مین بعض فقہاء کے کلام مین وارد ہی سابقا مثل وجوب سمجھا اور اس رسالہ مین جابجا اوسکو استحباب
پر محمول کیا ہفتم اینکہ جرح رواۃ حدیث مین سعی بلیغ فرمائی اور عدم مقبولیت جرح مبہم جو تمام کتب
منقول ہی نظر مین نہ آئی ہشتم اینکہ جرح کے مقدم ہونیکو تعدیل پر اختیار کیا اور جو مذہب جمہور مین
محدثین کا ہی اور کتب اصول حدیث مین مسطور ہی اوسکو چھوڑ دیا نہم اینکہ ہمارا کلام مبرم
نقل عبارات مین بقدر ضرورت اختصار ہوا تھا اوسکو عین تحریف تصور کیا اور تحریف کو صاحب کلام
مبرم کی طرف بیباک ہوکر منسوب کردیا وکم من فرق بینہما دہم اینکہ فقہاء معترضین کو مجہولین اور محدثین
متشددین کو غیر متشددین اور غیر متساہلین کو متساہلین بنایا اور وعید سوء ظن وافترا سے کچھ خطر
نہ فرمایا ان امور سے اور امثال انسے جو ناظر رسالہ پر مخفی نہ رہینگے حال کمال استعداد وفطانت وتبلیغ
علم وذکاوت مولوی صاحب موصوف کا واضح ہوگیا اور چونکہ ایسے امور کے سبب سے عوام فتنہ مین
پڑگئے اور خواص متردد ومتحیر ہوگئے اس سبب سے جواب اوس رسالہ کا تحریر کرنا ضرور ہوا بناء علیہ
ایک رسالہ مسمی **بالکلام المبرور فی رد القول المنصور** ایک مہینے سے کم مین باوجود
اشتغال کثیرہ وعوائق مدیدہ کے تحریر کیا گیا اور اوس مین قول مولوی صاحب ممدوح بلفظ قال
اور جواب اوسکا بلفظ اقول لکھکے احقاق حق کیا گیا اور ترتیب اوسکی ایک مقدمہ و دو باب ہوئی
امید ناظرین با انصاف سے یہ ہی کہ اس رسالہ کو بنظر غائر ملاحظہ کرین اور باطل کو حق سے اور حق کو باطل سے
متمیز کرین وہذا اوان الشروع فی المقصود متوکلا علی واہب الکرم والجود مقدمہ مخفی نہ رہے کہ بابت زیارت
قبر نبوی مین تین اقوال ہین ایک یہ کہ مستحب ہی اور اس قول کو فتاوی عالمگیری وغیرہ مین بلفظ
قال مشایخنا نقل کیا لیکن اوس سے یہ نہین مفہوم ہوتا ہی کہ یہ قول جمہور حنفیہ کا ہی کیونکہ جمع معرف بالاضافۃ
نص عموم مین نہین کما الغیم من المطول وغیرہ دوسرے یہ کہ سنت ہی اور اس قول کو شرح مواہب مین
جمال الدین مالکی سے اور شفاء السقام مین نجم الدین حنبلی سے نقل کیا ہی تیسرے یہ کہ واجب ہی اور جو لوگ
قریب واجب کے کہتے ہین اوسکا مرجع وجوب کیطرف ہی اور اس قول کو ائمہ مالکیہ سے ابو عمران
اور ائمہ شافعیہ سے ابن حجر مکی وقسطلانی نے اور ائمہ حنفیہ سے شارح مختار وصاحب مجمع الانہر
[illegible] اور صاحب خزانۃ المفتین وکرمانی وصاحب لباب المناسک وغیرہ نے اختیار کیا

بلیغ کیا جاتا تو مضائقہ نتھا لیکن باقتضای حدیث لاتکونوا لعانین اعراض مناسب معلوم ہوا **اقال** مجنی
نرہی کہ زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تین اقوال ہین ایک استحباب دوسرے سنت موکدہ
تیسرے وجوب اور جو لوگ کہ قریب بواجب لکھتے ہین تو مرجع اوسکا یا سنت موکدہ کی طرف ہی یا استحباب
کی طرف **اقول** رجوع قول قریب واجب طرف سنت یا استحباب کے مخدوش ہی اسوجہ سے کہ جو شی ایک شی
کے قریب ہوا وسکا حکم اوسی شی کا ہوتا ہی نہ اوسکے ماتحت کا اور کسی فقیہ نے قریب واجب کا اطلاق مستحب پر نہین کیا
بلکہ فقہا نے اطلاق اوسکا البتہ واجب پر کیا ہی کما ستقف عنقریب پس قریب واجب کا مرجع قریب بہ طرف
وجوب ہوگا نہ سنت اور مستحب کی طرف اور خود آپ ل محقق محکم مین تحریر فرما چکے ہین کہ وجوب کہنا اور قریب بوجوب
کہنا دونون قول متقارب ہین اور یہی لکھ چکے ہین کہ منشا ان دونون قول کی دلیل ہی ایک ہی یعنی
یعنی وہ حدیث جسمین نسبت تارکین کے لفظ جفانی آیا ہی اور یہ بھی لکھ چکے ہین کہ ایک کی تضعیف گویا
کہ دوسرے کی تضعیف ہی اور یہ بھی لکھ چکے ہین کہ طحطاوی اور شامی نے جو اقوال اون لوگون کے نقل کیے ہین
کہ قائل بوجوب یا قریب بوجوب کے ہین اس سے مقصود صرف بیان قول مرجوح ہی آپ کی تحریرات سے الا ہوید ہی
کہ آپ کے نزدیک بھی قریب بوجوب بحکم وجوب ہین اب بعد عرصہ دراز کے اوسکو سنت اور مستحب کی طرف
راجع کرنے لگے وہل ہذا الا التعارض بحکم وتناقض بتحکم **قال** بالجملہ اس باب مین تین قول ہین اور راجح اور
لائق فتوی ان مین سے استحباب ہی بچند وجوہ اول یہ کہ یہ مذہب جمہور حنفیہ کا ہی اور اس کا ثبوت کئی
طرح ہی پہلی یہ کہ فتاوی عالمگیری وفتح القدیر اور ارکان اربعہ مین اس قول کی نسبت لفظ مشایخنا کا لکھا ہی
جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ تعالی ان کتب کی عبارات منقول ہونگی اور قاعدہ اصول کا ہی کہ جمع معرف بغیر لام
فائدہ استغراق کا دیتی ہی توضیح مین مرقوم ہی والجمع المعرف لغیر اللام نحو عبیدی احرار عام الضا الصحۃ الاستثناء
پس مراد اس سے سب مشایخ ہونگے سوا اون بعض کے جنکا استثناء کتب فقہ سے ثابت ہوا **اقول** جمع مضاف
فائدہ استغراق کا اوسوقت دیتی ہی جب غرض اضافت سے استغراق ہو نہ مطلقا بدلیل اسکے کہ علمای معانی
وبیان بحث مسند الیہ مین اضافت کی فوائد سوا استغراق کے بھی لکھتے ہین چنانچہ علامہ سعد الدین
تفتازانی مطول مین لکھتے ہین وقد یکون الاضافۃ لاغنائہا عن تفصیل متعذر نحو اتفق اہل الحق علی کذا
او متعسر نحو اہل البلد فعلوا کذا او لانہ یمنع عن التفصیل مانع کتقدیم بعض علی بعض من غیر مرجح نحو حضر الیوم
علماء البلد وکالتصریح بذمہم واہانتہم نحو علماء البلد فعلوا کذا وکسآمۃ السامع او المتکلم نحو حضر اہل السوق

ظاہر ہوتی ہی انشاء اللہ تعالی **باب اول** در رد مین ان اقوال کے جو مولوی محمد بشیر صاحب سے دیباچہ
قول منصور مین اور اوسکی بابت دل مین واقع ہوئے ہین ارباب انصاف کو چاہیے کہ تامل وافر فرما کے
ملاحظہ کرین کہ مولوی صاحب موصوف نے اس باب مین کیا کیا استعداد ظاہر کی ہی اور پہر وہ استعداد
ایک ان مین کسطرح سی مثل غبار منتشر کے ہوگئی **قال** سلمہ اللہ تعالی اما بعد جاننا چاہیے کہ ایک رسالہ
مولفہ مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی کہ محمد عبد الجبار کے نام سے لکہا گیا ہی اور موسوم بالکلام المبرم فی
نقض القول المحقق المحکم ہی نظر سی گذرا کمال تعجب پیدا ہوا کیونکہ پہلی یہ مسموع ہوا تہا کہ مولوی صاحب
موصوف کو نسبت سائر علمای فرنگی محل کے علوم دینیہ کی ساتہہ زیادہ مناسبت ہی اور حلیہ تقوی و دیانت
و تہذیب سے محلی ہین لیکن اس رسالے نے اوسکی خلاف ظاہر کیا ایک نمونہ تقوی یہ ہی کہ رسالا آپ تالیف کر کے
محمد عبد الجبار کی طرف منسوب کیا اور وعید کذب سے کچہہ اندیشہ نہ فرمایا اور شمہ دیانت یہ ہی کہ نقل عبارات
مین تحریف اختیار کی اور تہذیب کی کیفیت کہ اس رسالہ مین ایسے کلمات تحریر فرمائی کہ اشراف اہل علم کی
شان سی ازبس بعید ہین اگر بفحوای آیہ کریمہ ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل جواب ترکی ترکی
دیا جاتا تو مضائقہ نہ تہا لیکن بمقتضای لمن صبر و غفر فان ذلک من عزم الامور صفح جمیل مناسب معلوم ہوا
اقول علمای قدیم و جدید کا شرقا و غربا یہ دستور رہا کہ اپنے تلامذہ کا نام اپنی تصانیف مین درج کرتے ہین اور
بزبان حال تلامذہ خصوصین سی گفتگو کرتے ہین اور سر اس مین یہ ہی کہ حال مثل مقال کے گویا سمجہا جاتا ہی اور امر حالی
مثل مقالی کے تصور کیا جاتا ہی اور ظاہر ہی کہ حال تلمیذ موافقت استاذ ہی پس مقال استاذ بعینہ مقال تلمیذ
ہی بنا بر علیہ ایسی نسبت محل کذب نہین ہو سکتی اور شرعا کوئی قباحت اس مین عائد نہین ہوتی نظیر اسکی بحث
نطقت الحال ہی جو کتب معانی و بیان مین مفصل ہی دواوین شعراء متقدمین و مقامات بلغاء متبحرین کا ملاحظہ کیجئے اور
کذب واقعی کو صدق سے تمیز فرمائیے خود اپنے حال کو اور تقوی یاد کیجیے کہ بمقابلہ مولوی امیر احمد صاحب سہسوانی کی اپنی بعض
تلامذہ کی نام سی آپنے تحریر کی تہی اور بمقابلہ بعض اخیار الہ آباد کے آپنے تلمیذ کی نام سی تحریر کی تہی فیا
ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون اور نسبت تحریف کے اور
کلمات واہیہ کے صاحب کلام مبرم کی طرف بہتان ہی کلام مبرم مین کہین تحریف ہی اور نہ کوئی کلمہ خلاف
شان ہی کما ستتضح عنقریب علی کل لبیب اریب بلکہ یہ امر معکوس آپ ہی پر ہی کہ آپنے اس رسالہ کے مبحث
ملک العلماء کی تقوی پر اعتراض کیا اور وعید سوء ظن سی ہرگز خوف نہ کیا اگر بمقتضای کما تدین تدان تعرض

واجب ہو بنذر مطلق غیر مقید بوقت معین اوسکو ہر وقت اختیار ہی کہ چاہی نفل ادا کری یا نذر ادا کری بلکہ
اگر نذر مقید بوقت موسع ہو مثلا یون کہے للہ علی ان اصلی الیوم اربع رکعات اس صورت مین بہی اوسکو
اختیار ہی چاہی اوس دن اول تطوعات ادا کرے اور چاہے نذر ادا کری ہان اگر نذر مقید بوقت مضیق ہو
مثلا کہے للہ علی ان اصلی فی ہذا الوقت اربع رکعات اس صورت مین البتہ اوسکو تطوع کے مقدم کرنیکا
اختیار نہین ہی تا فوات واجب لازم نہ آوی و برین قیاس بہت مسائل ہین کما لا یخفی علی من تتبع نظره اور
ظاہر ہی کہ زیارت قبر نبوی بر تقدیر وجوب واجب مقید بوقت مضیق نہین ہی بلکہ تمام عمر مین ایک مرتبہ جس زمانہ
مین چاہی اوسکا ادا کرنا لازم ہی پس اس صورت مین بیچ تطوع اور زیارت مین تخییر درست ہی آپکی فہم عالی پر کمال تعجب ہی کہ امر جلی بہی
خیال نکیا الحاصل مسئلہ جمہور حنفیہ کا دونون احتمال پر تقسیم ہوسکتا ہی غایة ما فی الباب یہ ہی کہ بعض حنفیہ نے مثل طحطاوی و شامی اسکو
قول استحباب پر تفریع کیا اس سی یہ نہین لازم ہی کہ زیارت قبر نبوی نزدیک جمہور حنفیہ کے مستحب ہی جاوی
قال و صاحب رد المحتار نے جس مقام پر زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا نساء کی لیے ذکر کیا ہی
وہان قول استحباب ہی کو اختیار کیا ہی اور قول وجوب و سنت موکدہ کو غیر معتمد سمجھکر اوس سی تعرض نہ کیا
عبارت اوسکی یہ ہی بل تستحب زیارة قبره صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم للنساء الصحیح نعم بلا کراہة بشروطها علی ما صرح
بہ بعض العلماء اما علی الاصح من مذہبنا وہو قول الکرخی وغیره من ان الرخصة فی زیارة القبور ثابتة للرجال
والنساء جمیعا فلا اشکال واما علی غیره فکذلک نقول بالاستحباب لاطلاق الاصحاب انتہی **اقول** مستحب اور
مندوب کا اطلاق عرف فقہاء و اصولیین مین سنت موکدہ پر بہی آتا ہی چنانچہ تفتازانی نے تلویح مین اور
ملا خسرو اور چلپی نے حواشی تلویح مین اسکی تصریح کی ہی ان شئت فارجع الیها پس شامی کا قول سنت موکدہ کو
غیر معتمد سمجھنا کہاں سے ثابت ہوا کیونکہ جائز ہی کہ قول اوسکا مستحب اور قول اوسکا بالاستحباب محمول ہو اوپر
معنی عام کے کہ شامل ہو سنت موکدہ او مندوب کو اور بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ استحباب عبارت رد المحتار مین
محمول ہی مقابل واجب و سنت موکدہ پر اختیار صاحب رد المحتار سے قول استحباب کو اختیار جمہور حنفیہ لازم
نہین **قال** اور جذب القلوب مین مرقوم ہی صحیح آنست کہ زیارت آن سرور و صاحبیہ مستحب ست مر رجال
و نساء را عموما **اقول** حکم صحت اس عبارت مین متعلق ہی تعمیم کی ساتھ نہ قول استحباب کے ساتھ **قال**
وجہ دوم وجوه ترجیح سی یہ ہی کہ امام ابو حنیفہ سی بہی روایت نقل ہی تی نے حج کے تخییر در تسویہ منقول ہی رد المحتار
مین لکہا ہی قال فی شرح اللباب قد روی الحسن عن ابی حنیفة انہ اذا کان فرضا فالاحسن ان یبدء بالحج

او لتضمن الاضافة تحريضا على الكرام او لاذلال و نحوهما نحو صديقك وعدوك يا لبابك ولافادة الاضافة
جنسية وتعميما انتهى ملخصا اس سے صاف ظاہر ہی کہ جمع مضاف مطلقا مفید استغراق نہین ہی بلکہ
کبہی اضافت واسطے اختصار اور دفع ترجیح بلا مرجح کی ہوتی ہی جیسے حضر الیوم علماء البلد اور ظاہر یہ ہی کہ
مشائخنا اسی قبیل سے ہی اور اصولین کی مراد بہی یہی ہی کہ جب جمع مضاف باضافت استغراقیہ ہو تو وہ الفاظ
عموم مین معدود ہی نہ مطلق جمع مضاف **قال** دوم یہ کہ رد المحتار مین اس قول کی نسبت لفظ لاطلاق
الاصحاب موجود ہی اور الاصحاب جمع محلی باللام اور وہ فائدہ استغراق کا دیتی ہی توضیح مین لکہا ہی ومنہا الجمع المحلی
باللام اذا لم یکن معہودا **اقول** خود صاحب رد المحتار نے شرح لباب و حواشی منح سے قول وجوب کو اور فتح القدیر
اور شرح مختار سے قول قرب وجوب کو نقل کیا ہی پس اوسکے قول لاطلاق الاصحاب مین استغراق کیونکر مراد ہو سکتی
ہی کیونکہ جمیع اصحاب قائل استحباب نہین ہین بلکہ بعض وجوب کی طرف بہی مائل ہین جیسا کہ خود اوسکی
عبارت سے مفہوم ہی اگر یہ اختلاج ہو کہ جب استغراق جمیع اصحاب مراد نہوا تو ہم اوسکو اکثر اصحاب پر محمول
کرینگے وہو مثبت للمرام تو اوسکو یون دفع کرنا چاہیے کہ جمع محلی باللام جب عہد مراد نہو موضوع ہی واسطے
استغراق جمیع افراد کے اور اکثر افراد اور اقل افراد اوسکے معنی مجازی ہین پس جب معنے حقیقی نہ بن سکی تو سب
مجازات متساویۃ الاقدام ہین بغیر قرینہ کے تعیین ممکن نہین اور ما نحن فیہ مین کوئی قرینہ اکثر پر حمل کرنیکا
موجود نہین علاوہ یہ ہی کہ محلی باللام مفید استغراق اوسوقت ہوتی ہی جب عہد نہ بن سکی جیسا کہ عبارت
توضیح کی مفید ہی اور عبارت رد المحتار مین عہد ممکن ہی اسطور سے کہ مراد اصحاب سے قائلین بالاستحباب
ہون قطع نظر اسکے کہ وہ اکثر ہون یا جمیع یا اقل پس عہد کو چہوڑ کے استغراق پر حمل کرنا خلاف اصول ہی
قال سوم جمہور مشائخ حنفیہ لکہتے ہین کہ اگر حج نفل ہو تو اختیار ہی چاہیے ابتداء ساتہہ حج کی کرے اور چاہے ساتہہ زیارت کے
اور یہ بات متفرع ہی استحباب پر کیونکہ اگر زیارت واجب یا سنت موکدہ ہوتی تو تسویہ تخییر کے کیا معنے بلکہ چاہیے
کہ ابتداء بالزیارت احسن ہوتی پس یہ مسئلہ صریح دلالت کرتا ہی اس پر کہ زیارت قبر نبوی کی نزدیک جمہور حنفیہ کے
مستحب ہی علی الخصوص اصحاب فتاوی عالمگیری اور صاحب فتح القدیر اور صاحب ارکان اربعہ و صاحب در مختار بعد نقل
استحباب کے قول وجوب یا قرب وجوب کو نقل کر کے یہ مسئلہ کہ متفرع ہی استحباب پر بیان کرتے ہین **اقول** تفرع ہونا
اس مسئلہ کا اوپر استحباب زیارت کے ممنوع ہی بلکہ قول وجوب پر بہی یہ مسئلہ مستقیم ہی اسوجہ سے کہ زیارت بر تقدیر وجوب
واجبات مطلقہ سے ہی نہ واجبات مقیدہ سے اور تخییر بین التطوع والواجب المطلق جائز ہی مثلا اگر کسی شخص پر چار رکعت

اپنے قول سے رجوع کیجیے آپ باہم معارضہ بالقلب کرتے ہین اور آپ کی تقریر کو معکوس کر کے کہتے ہین کہ جب نزدیک امام کے موافق عبارت جذب القلوب کے زیارت قبر نبوی واجب ٹھہری اور خلاف اس مسئلہ مین صاحبین کا منقول نہین ہی تو امام کے قول پر فتوی دینا لازم ہوا کیونکہ جسمین امام اور صاحبین کا خلاف ہوا ہو سمین بمقتضائے عبارت درمختار فتوی قول امام پر دینا چاہیے پس جسمین اختلاف صاحبین منقول نہین بالاولی اوسمین امام کے قول پر فتوی دینا چاہیے اور ہم آپکے شکر گذار ہین کہ آپنے باب ترجیح قول وجوب مین ہماری مدد کی کیونکہ سابقا کلام مبرم مین عبارات فقہا در باب وجوب منقول ہوئی تہین مگر اونمین صاف امام اعظم سے تصریح وجوب کی نہتی اور آپنے عبارت جذب القلوب کو پیش کر کے ہماری رای کو موثق فرمادیا فجزاکم اللہ جزاء خیرا

قال وجہ سوم قول استحباب کی دلیل قوی ہی کیونکہ دلیل اوسکی احادیث صحیحہ ہین جو زیارت مطلق قبور پر دلالت کرتی ہین اور دلیل وجوب حدیث جفانی وغیرہ جسکی موضوعیت کی طرف اکثر محدثین محققین گئے ہین اور فتوی اوس قول پر چاہیے جو اقوی ہو از راہ دلیل کے درمختار مین مرقوم ہو وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک

اقول جو احادیث کہ استحباب مطلق زیارت قبور پر دلالت کرتی ہین اونسے کہین نفی وجوب بعض افراد کی نہین مفہوم ہوتی ہی اور حدیث جفانی کہ بنا بر تحقیق طائفہ محدثین قابل احتجاج ہی وجوب پر دلالت کرتی ہی پس اخذ اوسکا ساتھہ الیق ہی علی الخصوص جبکہ روایت وجوب کی امام اعظم سے بھی وارد ہو گئی غنیہ شرح منیہ مین ہی لاینبغی ان یعدل عن الدرایۃ اذا وافقتہا روایۃ انتہی اور دعوی کرنا اس امر کا کہ حدیث جفانی کو اکثر محدثین محققین نے موضوع کہا ہی بلا دلیل ہی لازم ہی آپ پر کہ محققین محدثین کی فہرست مرتب فرمائیے اور ایک عدد متناہی مین اونکو منحصر کیجیے بعد ازان اونمین سے اکثرون کی عبارات سے حکم موضوعیت کا معاینہ کرائیے اور مجرد لیت ولعل قابل سماع نہین لان حبک فی الشیء یعمی ویصم

قال وجہ چہارم قول استحباب ارفق بالناس ہی بہ نسبت قول وجوب کے اور سنت موکدہ کی اور ارفق بالناس لائق فتوی کے ہوتا ہی اقول اگر مراد یہ ہی کہ ہر ارفق بالناس لائق فتوی ہی تو غلط ہے کیونکہ بعض ارفق کی دلیل مقدوح ہوتی ہی فتوی اوس پر کیونکر دے سکتے ہین اور خود آپ سابقا حاوی سے نقل کر چکے ہین کہ فتوی قوۃ المدرک اور قوۃ الدلیل پر دینا چاہیے اور تیسرا موضع جو اون مواضع سے جہان آپسے تعارض واقع ہوا علاوہ ازین لازم آتا ہی کہ ترک جماعت مین قول استحباب پر فتوی دیا جاوے کیونکہ وہی ارفق بالناس ہی بہ نسبت قول سنت موکدہ اور وجوب کے لیس کذلک لما فی البحر الرائق الراجح عند اہل المذہب الوجوب نقلہ فی البدائع عن عامۃ مشائخنا انتہی اور امثال اسکی بہت ہین کہ اونمین ارفق بالناس ضعیف المدرک ہی فتوی دینا اوس پر کیونکر جائز ہی در

ثم تيمنی بالزيارة وان بدر بالزيارة جاز اذ يجوز تقديم النفل على الفرض اذا لم يخش الفوات بالاجماع ورا و سے معلوم ہوا
کہ تسویہ و تخییر متفرع ہی استحباب پر **اقول** یہ آپ ہی کو معلوم ہوا ہوگا ورنہ یہ مسئلہ منقولہ قول وجوب پر بہی
مستقیم ہی جیساکہ سابقاً مذکور ہوا پس انحصار اس مسئلہ کا استحباب پر باطل اور افترا ہی **قال** اور شیخ عبد الحق دہلوی
جذب القلوب میں لکہتے ہیں زیارت آنحضرت نزد ابی حنیفہ از افضل مندوبات واو کد مستحبات ست قریب بدرجہ واجبات
اگر کوئی شبہہ کرے کہ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زیارت آنحضرت امام صاحب کے نزدیک قریب بواجب ہے پس سنت موکدہ ہوئی
تو جواب اوسکا یہ ہی کہ قریب بواجب نص سنت موکدہ ہونے میں نہیں ہی پس امام کے نزدیک زیارت قبر آنحضرت مستحب
ٹہری اور یہ ہوگا جس مسئلہ میں اختلاف صاحبین منقول ہوتا ہی تو فتوی امام کے قول پر دیا جاتا ہی جیساکہ درمختار
میں لکہا ہی پس جس میں اختلاف صاحبین منقول نہیں اوس میں بالاولی امام کے قول پر فتوی
دینا چاہیے **قول** عبارت جذب القلوب کے موافق ہمارے مقصد کے ہی نہ مقصود مولف کے کیونکہ سابقاً محقق
ہو چکا اور مولف بہی قول محقق محکم میں لکہہ چکے کہ واجب اور قریب واجب دونوں قول متقارب ہیں اور
اول دلیل اسپر یہ ہی کہ فقہا بحث جماعت میں جماعت کو سنت موکدہ قریب واجب لکہتے ہیں اور اوسپر احکام
واجب کے متفرع کرتے ہیں مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہی الجماعة سنة موكدة اى قريبة من الواجب حتى لو تركها
اهل مصر يقوتلوا واذا ترك واحد ضرب وحبس ولا يرخص لاحد تركها الا لعذر منه المطر والطين والبرد الشديد
اور فصیح الدین شرح وقایہ میں لکہتے ہیں الجماعة سنة موكدة اى قوية تشبه الواجب لا يرخص تركها الا من
عذر انتہی اور شرنبلالی مراقی الفلاح میں تحریر کرتے ہیں الصلوة بالجماعة سنة موكدة شبيهة بالواجب في القوة
انتہی اور عمر مصری جواہر نفیسہ شرح درہ منیفہ میں تحریر کرتے ہیں الجماعة سنة موكدة اى قوية تشبه الواجب
فی القوة حتی استدل بملازمتها على وجود الايمان انتہی ان عبارات سے صاف ظاہر ہی کہ فقہا کے نزدیک قریب
واجب اور شبیہ واجب حکم واجب میں ہی اور ترک اوسکا بغیر عذر کے جائز نہیں ہی جیساکہ واجب کا ترک بغیر عذر
جائز نہیں ہی اور وجود اوسکا علامات ایمان سے ہی جیساکہ وجود واجب و فرض شعائر ایمان سے ہی پس
قبر نبوی جب امام ابو حنیفہ کے نزدیک بمقتضای عبارت جذب القلوب کے قریب واجب کے ہوئی تو ترک اوسکا بغیر
عذر کے جائز نہوگا اور جو شخص بغیر عذر کے اوسکو ترک کریگا وہ ضرور بالضرور مکتوب اور معذور ہوگا اور یہی حکم
کا ہی اور قریب واجب کو سنت موکدہ پر حمل کرنا یا مستحب سے مراد لینا خلاف معقول و منقول ہی بلکہ
آپکے تحریر قول محقق کے ہی اور سید و سند اسکے موضع ہی اون مواضع میں آپسے تناقض واقع ہوا اسکو یاد رکھیے اور

لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد المسجد الحرام ومسجدی ہذا والمسجد الاقصی دلیل علی غایۃ جہل المستدل فان المعنی لا تشد
الرحال للصلوٰۃ فی مسجد ما سوی ہذہ المساجد انتہی اس سے معلوم ہوا کہ اعظم المندوبات سے مراد اعظم القربات ہے
نہ مندوب جو مقابل سنت و واجب ہے کیونکہ انکار ابن تیمیہ کا جیسا کہ بعض کتب میں منقول ہے متعلق نفس
قربت کے ساتھ ہے نہ مندوب بمعنی اخص کے ساتھ اور دلیل اول اسپر یہ ہے کہ بحر العلوم اعظم المندوبات ہونے پر
اتفاق شافعیہ ومالکیہ نقل کرتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ بعض شافعیہ وبعض مالکیہ وجوب کی طرف گئے ہیں جیسا کہ
مولف کو بھی اقرار ہے البتہ نفس قربت ہونے پر اتفاق شافعیہ ومالکیہ ہے پس لابد ہے کہ اعظم المندوبات سے معنی
عام لیے جاویں نہ معنی خاص اور یہ دوسرا موضع ہے ان مواضع سے جنمیں مولف سے قطع وبرید ہوئی **فائدہ**
مخفی نرہے کہ مشہور یہ ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ منکر نفس قربت ہونے زیارت قبر نبوی کے ہیں لیکن تلامذہ انکے اسکا انکار کرتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ وہ منکر نفس قربت ہونیکے نہیں ہیں بلکہ منکر قربت ہونے سفر کے واسطے زیارت کے بحدیث
نہی شد رحال کے ہیں اور اس مسئلہ میں انکے بعض علماے شافعیہ بھی موافق ہو گئے ہیں اگرچہ جمہور محققین
اس مذہب کو رد کرتے ہیں چوتھی یہ کہ استشہاد مولف کا عبارت سمہودی سے محض غلط ہے اسواسطے کہ سمہودی نے مالکیہ
و حنبلیہ و حنفیہ کی طرف قول قربت وجوب کو منسوب کیا ہے اور قربت بحکم وجوب میں ہی جیسا کہ سابقاً محقق ہو چکا پس اختیار
جماہیر مالکیہ و حنبلیہ اس عبارت سے کہاں ثابت ہوا پانچویں شے یہ کہ عبارت شافعی اور نووی و خطابی سے استحباب ہونے زیارت کا بعد حج کے
ثابت ہوتا ہے اور یہ مسئلہ علیحدہ مختلف فیہا ہے نہ استحباب نفس زیارت پس استشہاد ان عبارات سے بھی درست نہیں ہے
چھٹے یہ کہ عبارت نووی میں جو لفظ ینبغی واقع ہے وہ نص استحباب میں نہیں ہے کیونکہ عرف قدما میں ینبغی کا استعمال
واجب میں آتا ہے جیسا کہ رد المحتار میں کتاب الجہاد میں ہے المشہور عند المتاخرین استعمال ینبغی بمعنی مندوب ولا ینبغی
بمعنی یکرہ تنزیہا وان کان فی عرف المتقدمین استعمالہ فی اعم من ذلک وہو فی القران کثیر کقولہ تعالی ما کان ینبغی لنا
ان نتخذ من دونک من اولیاء وقال فی المصباح وینبغی ان یکون کذا معناہ یجب او یندب بحسب ما فیہ من الطلب انتہی
قال ساتویں یہ کہ کتب علماء میں استحباب پر اجماع منقول ہے حاشیہ شامی میں مندوبہ کی تحت میں مرقوم ہے ای
باجماع المسلمین کما فی اللباب اور جذب القلوب میں لکھا ہے زیارت حضرت سید المرسلین باجماع علماے دین و فقہا از افضل سنن واکد
مستحبات است انتہی اور سنن الہدی میں لکھا ہے اعلم ان زیارۃ النبی العربی القرشی المکی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سنۃ من سنن المسلمین مجمع علیہا
بین علماء الدین اور شفا قاضی عیاض میں ہے زیارۃ قبرہ علیہ السلام سنۃ من سنن المسلمین مجمع علیہا وفضیلۃ مرغب فیہا انتہی **اقول**
یہ مخدوش ہے بچند وجوہ اول یہ نقل اجماع کا استحباب پر جسکا بیان ہوا مقبول نہیں کیونکہ بعض مالکیہ وشافعیہ قائل وجوب کے ہیں اور حنفیہ بھی اسکے

اگر مراد یہ ہی کہ بعض مواضع مین ارفق بالناس فتویٰ دینا چاہیے پس لیل نادرست ہی کیونکہ شکل اول مین کلیت کبری
شرط ہی واذا فات الشرط فات المشروط **قال** رحمۃ پھر یہ جماہیر شافعیہ مالکیہ وحنابلہ کا بھی یہی قول ہی جیسا کہ
ارکان اربعہ سے ظاہر ہوا او سمہودی وفاء الوفا مین لکھتے ہین الحنفیۃ قالوا ان زیارۃ قبر رسول اللہ من
افضل المستحبات بل تقرب من درجۃ الواجبات وکذلک نص علیہ المالکیۃ والحنابلۃ اور اسی جملہ سے کتاب الفوائد
مین لکھا ہی قال الرافعی فی واخر باب الحج ویستحب ان یشرب من ماء زمزم وان یزور بعدہ قبر النبی صلی اللہ تعالی علیہ
وآلہ وسلم وقال فی الروضۃ استحب الغزالی ایضا وقال البغوی فی التہذیب فاذا حضر ملیزوہ ان یصلی تحیۃ المسجد
ساعۃ او یزور قبر النبی علیہ السلام وقال الشیخ محیی الدین فی الاذکار اعلم انہ ینبغی لکل من حج ان یتوجہ الی زیارۃ قبر
علیہ الصلوٰۃ والسلام سواء کان ذلک طریقہ او لم یکن وصرح الشیخ موفق الدین باستحباب زیارۃ قبر النبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام وصاحبیہ وصرح بہ فی کتاب المغنی والکافی وصرح بہ ابو الخطاب فی کتاب الہدایۃ لہ تعالی ویستحب المجاورۃ
بمکۃ واذا فرغ من الحج استحب لہ زیارۃ قبر النبی علیہ السلام وقبر صاحبیہ **قول** یہ کلام محمد شریف کا بھی وجوہ
اول یہ کہ سارا کلام مولف سے عبارت ارکان کی بیان عمل کی ہی الحاصل زیارۃ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم باتفاق مشائخنا الکرام وباتفاق الشافعیۃ والمالکیۃ وجماہیر الحنابلۃ من اعظم المندوبات ومنبع البرکات
وفی شرح المختار انہا قریبۃ من الوجوب لمن لہ سعۃ انتہی اس عبارت مین اتفاق شافعیہ ومالکیہ منقول ہی نہ قول
جماہیر شافعیہ ومالکیہ پس ہمتنا ولفظ امر یہ کہ قول استحباب جمہور مالکیہ وشافعیہ سے ساتھ اس عبارت کے
درست نہین ہی کیونکہ مولف کے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ بعض شافعیہ ومالکیہ قول وجوب کی طرف گئے ہین اور عبارت
ارکان سے اتفاق معلوم ہوتا ہی دوسرے یہ امر کہ دوسرے یہ بحر العلوم قبل اس عبارت کے لکھتے ہین ینبغی لمن حج ان یتوجہ
بعد الفراغ من الحج الی المدینۃ لیزور قبر المصطفی لئلا یکون ممن حج وجفا انتہی اس سے ظاہر ہی کہ بحر العلوم قائل اس کی
ہین کہ جو حج کرے اور زیارت کو نہ جاوے وہ جافی ہو اور یہ خلاف مقصد مولف ہی اسیوجہ سے مولف نے اس سے چشم پوشی کی
اور یہ اول موضع ہو ان مواضع میں جنمین مولف نے تقصیر کی تیسرے یہ کہ بحر العلوم بعد عبارت منقولہ مولف کے لکھتے ہین
ولا یحتاج فی ہذا الحکم الی دلیل زائد بعد التصدیق بانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الرسل ومن انکر ہذا کما نقل عن ابن تیمیۃ
وشیعتہ فقد سفہ نفسہ وانکر الواضحات الاسلامیۃ وجحد طریق الوصول الی البرکات العظیمۃ وبالجملۃ ان انکار
کون زیارۃ قبر الرسول من اعظم مہمات القربات والقول بانہ لا فائدۃ فیہا جہل عظیم وحرمان عن خیر عظیم وقول من
لا اصل لہ ولا ادب لہ وامثال ہذہ الاقاویل لا ینبغی ان یتفوہ بہا فضلا عن ان یظن بہا واستدل الہم بالحدیث الصحیح

مصنف وشرط لها شرط الجمعة وجوباً واداءً کی لکھتے ہیں فادت هذه العبارة ان صلوة العيد واجبة وهو رواية عن
ابی حنیفة وهو الاصح وقيل انها سنة عند علمائنا فان محمدا قال عيدان اجتمعا في يوم واحد فالاول سنة والثاني
فريضة فاجيب بان محمدا انما سماها سنة لان وجوبها بالسنة انتہی کذا فی الهداية وشروحها اور اگر نظر وسیع سے کتب
فقہا میں باب الاذان اور باب الجماعة کو ملاحظہ کیجیے گا صاف واضح ہوگا کہ اطلاق سنت کا وجوب پر عرف فقہا
میں شائع ہے پس لفظ سنت کا جو عبارت متن الہدایہ و شفا میں واقع ہے اگر اس معنی پر محمول ہو کچھ نقصان نہیں
ہے اور حمل کرنا اسکا مستحب پر خلاف سوق عبارات ہے کما لا يخفى على من له ادنى تدبر **قال** اگر کہا جاوے
کہ جیسا اطلاق سنت کا مستحب پر آیا ہے ایسا ہی اطلاق مستحب کا سنت پر بھی آیا ہے پس جن عبارات میں لفظ
استحباب ہے اسکو سنت موکدہ پر کیوں نہیں محمول کیا جاتا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ قول بالسنة الموكدة صراحة
کسی سے منقول نہیں ہے جیسا کہ ابھی اسکا حال منکشف ہوتا ہے بخلاف قول استحباب کے **اقول** انکار تصریح سنت
موکدہ کا کلیۃً غلط اسواسطے کہ بعض نے تصریح سنت موکدہ ہونے کی کی ہے منجملہ انکے نجم الدین حنبلی ہیں کہ جنکا
ترجمہ سیوطی حسن المحاضرة فی اخبار مصر والقاهرة میں لکھتے ہیں نجم الدين ابو عبد الله احمد بن حمدان الحرانی الحنبلی
العلامة الكبير شيخ الفقهاء مصنف الرعاية الكبرى انتهت اليه معرفة المذهب مات بالقاهرة في صفر سنة خمس وتسعين
وستمائة انتهى چنانچہ تقی الدین سبکی شفاء الاسقام کے باب رابع میں لکھتے ہیں قال نجم الدین فی الرعاية الكبرى ويسن لمن فرغ
من نسكه زيارة قبر النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم وقبر صاحبيه وله ذلك بعد فراغ حجه وان شاء قبل فراغه انتهى اور منجملہ انکے فقیہ مالکیہ
القاضي جمال الدين بن عبد الله ہیں جنکی وفات سیوطی نے سنہ ثلاث وعشرين وثمانمائة لکھی ہے چنانچہ محمد بن عبد الباقی زرقانی
شرح مواہب لدنیہ میں تحریر کرتے ہیں قد صرح الجمال الاقفهسي في شرح الرسالة بانها سنة موكدة **قال** اگر کوئی شبہ کرے کہ
اجماع کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ بعض واجب و بعض سنت موکدہ کہتے ہیں تو دفع اسکا اسطور پر ہو کہ سنت موکدہ ہونا تصریحاً
کسی سے منقول نہیں ہے ہاں بعض مالکیہ سے جو قول بالوجوب منقول ہے اسکی دلیل دوسرے مالکیہ نے ساتھ سنت موکدہ
کے کی ہے جیسا کہ ابن حجر مکی ہیتمی درمنظوم میں لکھتے ہیں قال بعض المالكية واجبة وقال غيره منهم يعني من السنن
الواجبة انتهى اور قریب بواجب جو لوگوں نے لکھا ہے وہ بھی کچھ نص سنت موکدہ پر نہیں بلکہ قریب واجب کا
حمل مستحب پر بھی ہو سکتا ہے البتہ وجوب بعض مالکیہ یعنی ابو عمران سے منقول ہے اور ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور
لوگ جو وجوب کے طرف گئے ہیں وہ تقلید ابو عمران کی کئے ہیں لیکن یہ قول رافع اجماع نہیں ہو سکتا کئی
وجوہ **اقول** اس کلام میں چند مناقشات ہیں اول یہ کہ انکار تصریح سنیت قلت تتبع سے ناشی ہے

مصرح ہین انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال دوسرے یہ کہ جس کتاب مین استحباب و ندب پر اجماع
منقول ہی اوس سے مراد وہان ندب بالمعنی الاعم ہی یعنی بمعنی قربت مطلقہ نہ بمعنی ندب مقابل وجوب
وسنت بدلیل اسکے کہ ناقلین اجماع خود ہی قول وجوب کو بہی نقل کرتے ہین چنانچہ صاحب جذب القلوب
نے اجماع اوپر افضل سنن اوراد کے مستحبات ہونے کی نقل کی اور پہر قول قریب اجب کو بہی نقل کیا ہی کما مر
سابقا تیسرے یہ کہ مراد سنت سے جو عبارت سنن الہدی اور شفا مین واقع ہی معنی لغوی ہی یعنی طریقہ
بقرینہ لفظ سنن المسلمین کے یہ مستحب ور اطلاق سنت کا اس معنی پر شائع و ذائع ہی چنانچہ ملا یعقوب بن
سید علی مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام مین لکہتے ہین اعلم ان المصنف یذکر السنۃ تارۃ حیث یقول ومن السنۃ
کذا والامر الفلانی سنۃ او نحو ذلک ویرید بہا سنۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وتارۃ اخری یذکر ویرید بہا
سنۃ اہل السنۃ والجماعۃ وتارۃ یذکرہا ویرید بہا سنۃ السلف الصالحین وتارۃ یذکرہا ویرید بہا سنۃ اہل الاسلام
ودین المسلمین وغیر ذلک فہذہ السنۃ بمعنی الطریقۃ انتہی چوتھے یہ کہ سنن الہدی مین بعد عبارت منقولہ کے لکہا
ہی وقال الکرمانی من اصحابنا الحنفیۃ انہا مندوبۃ قریبۃ الی الواجب فی حق من کان لہ سعۃ علی ما یدل علیہ الاحادیث
انتہی بعد اسکے ابو عمرو سے اور ابن حجر سے بہی قول وجوب کو نقل کیا چنانچہ عبارت اوسکی بتمامہ کلام سبق مین
مرقوم ہی اس عبارت مین جملہ علی ما یدل علیہ الاحادیث سے ظاہر ہی کہ صاحب سنن الہدی بہی مائل الی الوجوب ہی
اور مراد سنت سے اوسکی عبارت سابقہ مین طریقہ ہی نہ مندوب مصطلح اور چونکہ یہ عبارت مخالف مسلک مولف کے
تہی اسوجہ سے عبارت اولی پر اونہون نے اکتفا کیا یہ تیسری جگہہ ہی اون جگہون مین سے جہان مولف نے
قطع و برید فرمائی قال جاننا چاہیے کہ سنت کا اطلاق جو ان عبارات مین زیارت پر کیا گیا وہ منافی
استحباب نہین ہی کیونکہ سنت کا اطلاق مستحب پر آتا ہی رد المحتار مین باب العیدین مین مرقوم ہی قال نوح افندی
وحاصلہ تجویز اطلاق اسم المستحب علی السنۃ وعکسہ انتہی اقول سنت ان دونون عبارتون مین محمول ہی اوپر
طریقہ متعارفہ کے نہ اوپر مستحب کے کما مر علاوہ یہ ہی کہ سنت کا اطلاق وجب پر بہی آتا ہی زاہدی مجتبی شرح مختصر
قدوری مین تحت قول قدوری الجماعۃ سنت موکدۃ کے لکہتے ہین ان اصحابنا فقد اختلفت الروایات عنہم فقیل انہا
واجبۃ وقیل سنۃ موکدۃ غایۃ التاکید قلت الظاہر انہم ارادوا بالتاکید الوجوب انتہی اور بحر رائق مین بہی ذکر
صاحب البدائع وغیرہ ان القائل منہم ان الجماعۃ سنۃ موکدۃ لیس مخالفا فی الحقیقۃ بل فی العبارۃ لان السنۃ الموکدۃ
والواجب سواء خصوصا ما کان من شعائر الاسلام انتہی اور صدر الشریعۃ شرح وقایہ مین باب العیدین مین تحت قول

علم اصول مین ہی اور شروط بشرائط ہی آور شرط مذکور اسی اجماع کی ہی چنانچہ کتب اصول مین مصرح ہی
اور ما نحن فیہ مین صاحب در المختار نے اجماع مسلمین نقل کیا اور صاحب جذب اور سنن الہدی نے
اجماع علماے دین نقل کیا اور کسی نے اجماع مجتہدین کا اطلاق نہین کیا پس خلاف ایک عالم کا بہی اس
اجماع کو باطل کر دیگا بلکہ خلاف ایک عامی جاہل کا بہی منافی اجماع مسلمین ہوگا مولانا ولی اللہ لکھنوی
شرح مسلم الثبوت مین لکھتے ہین لا یخفی علی المتدبر ان الاجماع الذی ہو احد ادلۃ الاحکام لا یتحقق الا باتفاق
المجتہدین فان قول العامی لا مدخل لہ فی ثبوت حکم اصلا واما ان ارید بالعم الکل کالاجماع علی امہات الشرائع
کالصوم والصلوۃ والزکوۃ والحج وغیر ذلک فلا شبہۃ انہ لا یختص بالمجتہدین انتہی اور عبد العزیز بخاری تحقیق
شرح منتخب حسامی مین لکھتے ہین من لیس من اہل الرای الاجتہاد من العلماء لہ حکم العوام حتی لا یعتد بخلافہ کالمتکلم
الذی لا یعرف الا علم الکلام المفسر الذی لا علم لہ بطریق الاجتہاد والمحدث الذی لا بصیرۃ لہ فی وجوہ الرای
وطرق المقائیس والنحوی الذی لا معرفۃ لہ بالادلۃ الشرعیۃ فی الاحکام واما ما لا یحتاج فیہ الی الرای یشترک
فی درکہ الخواص والعوام کالصلوات الخمس ووجوب الصوم والزکوۃ ونحوہا فیشترط فی انعقاد الاجماع فیہ اتفاق الکل
من الخواص والعوام حتی لو فرض خلاف لبعض العوام فیہ لا ینعقد الاجماع انتہی **قال** اگر کہا جاوے کہ جس استحباب
اجماع منقول ہی مراد اوس سے عام ہی جو مستحب و سنت موکدہ و واجب کو شامل ہی تو اوسکا جواب دو وجہ سے ہے
اول یہ کہ یہ تاویل محض لغو ہی کیونکہ مقصود اس مقام پر بیان حکم شرعی ہی اور حکم شرعی استحباب خاص ہی نہ یعنی
مصطلح نہ عام دوسرے قول بالوجوب مین جسکی دلیل ضعیف ہی اور علما نے اوسمین تاویل کی ہی تاویل نہ کرنا اور
قول بالاستحباب مین جسکی دلیل قوی ہی اور کسی نے اوسمین تاویل نہین کی تاویل کرنا محض ترجیح بلا مرجح ہے
اقول جو لوگ کہ استحباب پر اجماع نقل کرتے ہین وہی قول وجوب کو بہی نقل کرتے ہین اس سے صاف ظاہر
ہی کہ مراد استحباب سے انہون نے عام مراد لیا کیونکہ درمیان ذکر اجماع جمیع مسلمین یا جمیع علماے دین اور بیچ استحباب خاص کے
اور درمیان ذکر قول وجوب کے تنافی واضح ہی افلم یکن لہؤلاء الکبار اولی الایدی والابصار العلم بہذا التنافی
الواضح والتناقض اللائح اور آپنے جو دو وجہ جواب مین ذکر کین انمین سے وجہ اول مثل ہباء منثور کے ہے
اسواسطے کہ جسطرح استحباب خاص حکم شرعی ہی اسیطرح اثبات قربت بہی حکم شرعی ہی حموی حاشیہ اشباہ مین لکھتے ہین
ذکر شیخ الاسلام زکریا ان الطاعۃ فعل ما یثاب علیہ توقف علی نیتہ او لا عرف من یفعل لاجلہ او لا والقربۃ فعل ما یثاب
علیہ بعد معرفۃ من یتقرب الیہ ان لم یتوقف علی نیتہ والعبادۃ ما یثاب علی فعلہ ویتوقف علی نیتہ فنحو الصلوات الخمس

کیونکہ سابقا گذر چکا کہ نجم الدین اور جمال الدین نے تصریح سنت ہونے کی کی ہے دوسرے
یہ کہ ابن حجر کی تصنیف کا نام در منظم ہے نہ در منظوم تیسرے یہ کہ حمل کرنا قریب واجب کا
مستحب پر بعید عن الفہم ہے بلکہ قریب واجب حکم واجب میں ہے کما مر غیر مرہ چوتھے یہ کہ ابو عمران
کے جو لوگ سابق ہیں وہ بھی قائل وجوب کے ہیں مثلا امام ابو حنیفہ جیسا کہ عبارت جذب القلوب سے ظاہر ہے
قال وان کہ محتمل ہے کہ یہ قول مأول ہو جیسا کہ قاضی عیاض نے ابی عمر کے قول میں تاویل کی ہے شفاے قاضی
عیاض میں مرقوم ہے قال ابو عمر وانما کرہ مالک ان یقال طواف الزیارۃ وزرنا قبر النبی علیہ السلام لاستعمال
الناس ذلک بینہم لبعضہم لبعض وکرہ تسویۃ النبی علیہ الصلوۃ والسلام مع الناس بہذا اللفظ وایضا قال
الزیارۃ مباحۃ بین الناس وواجب شد الرحال الی قبرہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یرید بالوجوب ہہنا وجوب
ندب وترغیب وتاکید اور جیسا کہ صاحب آلی فاخرہ نے عمر نسفی کے قول میں تاویل کی ہے عبارت اوسکی یہ ہے
ویستحب الزیارۃ فی کل اسبوع وما فی رسالۃ عمر النسفی تجب الزیارۃ علی المومنین فی کل اسبوع فالمراد بہ الحق الثابت
لا الوجوب **اقول** بالفعل جو نسخہ پیش نظر ہے اوسمین لفظ وجوب السنن ہے نہ وجوب ندب اور اگر ایسی باب
تاویل مفتوح کیا جاوے تو خصم بھی کہیگا کہ جن عبارات میں اوکد المستحبات واقع ہے اوس سے مراد بھی واجب ہے کیونکہ
مستحب کا اطلاق مطلق قربت پر بھی وارد ہے اور اوکد القربات واجبات و فرض ہے پس زیارت قبر نبوی بنابر
راے جمیع صحابہ مذاہب اربعہ واجب ہو جاویگی اور منکر وجوب کو نہایت دقت پڑ جاویگی **قال** دوم خلاف
جو مانع اجماع ہے وہ وہ ہے کہ جو عصر انعقاد اجماع میں ہوا اور یہ امر محل نزاع میں ممنوع ہے **اقول** یہ اجماع اصطلاحی
میں شرط ہے اور اس مسئلہ میں جو رد المحتار اور جذب القلوب و سنن الہدی سے اجماع نقل کیا گیا ہے وہ
اجماع جملہ اہل اسلام و اہل علم ہے نہ اجماع اصطلاحی جو کتب اصول میں مذکور ہے اور اس اجماع میں ایک شخص
مسلم اور عالم کا انکار بھی مبطل اجماع ہوگا علاوہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں بعض مجتہدین نے مثل امام ابو حنیفہ کے
باقتضاے عبارت جذب القلوب وجوب کا مثل واجب ہے حکم دیا پس اجماع استحباب پر کہاں سے منعقد ہوا
اور اگر کہیے کہ اجماع استحباب قبل عصر امام اعظم کے منعقد ہو گیا تو اسکو ثابت کیجیے **قال** سوم علاوہ اون (؟)
لوگون کا مانع ہے کہ جنکی خلاف یا وفاق کا اجماع میں اعتبار ہے اور مخالفین استحباب کا اوس سے ہونا غیر مسلم
ہے **اقول** یہ بھی شرائط اجماع اصطلاحی سے ہے نہ اجماع متنازع کی شرائط سے کیونکہ اجماع لغۃ بمعنی عزم اور اتفاق
کے ہے اور اصطلاح اعبارت ہے اتفاق جملہ مجتہدین ایک زمانہ سے اوپر ایک حکم شرعی کے اور یہی اجماع مبحوث عنہ

مواظبت نبویہ بھی کرتے ہین اور مواظبت خلفاء کو داخل سنت موکدہ کرتے ہین چنانچہ عبارت ابن سبکی
تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار مین منقول ہو چکے ہین یہ کہ اگرچہ مواظبت خلفاء صراحۃً کسی نص
سے ثابت نہین ہوتی ہے لیکن معاینہ چند احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زیارت قبر نبوی زمانہ خلفاء راشدین
مین شائع تھی مواہب لدنیہ مین ہے عن نافع عن ابن عمر انہ کان اذا قدم من سفر دخل المسجد ثم اتی القبر
المقدس فقال السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابابکر السلام علیک یا ابتاہ انتہی اور زرقانی
شرح مواہب مین لکھتے ہین فی الشفاء عن نافع کان ابن عمر یسلم علی القبر ورأیتہ مائۃ مرۃ واکثر یاتی ویقول
السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی فظاہرہ ان ہذا کان فعلہ وان لم یسافر لانہ لم یسافر اکثر
من مائۃ مرۃ فحدث نافع تارۃ عن حالہ اذا قدم من سفر وتارۃ عن حالہ بدون سفر انتہی اور شفاء الاسقام فی
زیارۃ خیر الانام مین باب ثالث مین ہے ممن رسخ شد السفر الی زیارتہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم عنہ بلال بن رباح
موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سافر من الشام الی المدینۃ لزیارۃ قبرہ روینا ذلک باسناد جید
وممن ذکرہ الحافظ ابو القاسم بن عساکر وذکرہ الحافظ ابو محمد عبد الغنی المقدسی فی الکمال فی ترجمۃ بلال
فقال لم یوذن لاحد بعد النبی علیہ السلام فیما روی الا مرۃ واحدۃ فی قدمۃ قدمہا الی المدینۃ لزیارۃ قبر
وقیل انہ اذن لابی بکر فی خلافتہ وممن ذکر ذلک الحافظ ابو الحجاج المزی القاہ اللہ تعالی وہا انا اذکر اسناد
ابن عساکر فی ذلک انبانا عبد المومن بن خلف وعلی بن محمد بن ہارون قالوا اخبرنا القاضی ابو نصر محمد بن ہبۃ اللہ بن
محمد الشیرازی اذنا اخبرنا ابو القاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ بن عساکر الدمشقی قراءۃ علیہ وانا اسمع قال اخبرنا ابو القاسم ابن طاہر
قال اخبرنا ابو سعد محمد بن عبد الرحمن قال اخبرنا ابو احمد محمد بن عبد الرحمن قال اخبرنا ابو احمد محمد اخبرنا ابو الحسن محمد بن الفیض قال
اخبرنا ابو اسحق بن ابراہیم بن محمد بن سلیمان بن بلال بن ابی الدرداء حدثنی محمد بن سلیمان عن ابیہ سلیمان عن
ام الدرداء عن ابی الدرداء قال لما فتح عمر بن الخطاب بیت المقدس سال بلال ان یقرہ بالشام ففعل ذلک ثم ان بلالا رأی
فی منامہ النبی علیہ الصلوۃ والسلام وہو یقول لہ ما ہذہ الجفوۃ یا بلال اما آن لک ان تزورنی یا بلال فانتبہ
حزینا وجلا خائفا فرکب راحلتہ وقصد المدینۃ فاتی قبر النبی علیہ السلام فجعل یبکی عندہ ویمرغ وجہہ علیہ فاقبل
الحسن والحسین فجعل یضمہما ویقبلہما فقالا لہ یا بلال نشتہی ان نسمع اذانک ففعل فعلا سطح المسجد فوقف
موقفہ الذی کان یقف فیہ فلما ان قال اللہ اکبر اللہ اکبر ارتجت المدینۃ فلما ان قال اشہد ان لا الہ الا اللہ
ازدادت رجتہا فلما ان قال اشہد ان محمدا رسول اللہ خرجت العواتق من خدورہن وقالوا ابعث رسول اللہ

والصوم والحج من كل ما يتوقف على النية قربة وطاعة وعبادة وقراءة القرآن والوقف والعتق والصدقة ونحوها

مما لا يتوقف على نية قربة وطاعة وليست بعبادة والنظر المودي الى معرفة الله تعالى طاعة لا قربة ولا عبادة

انتہی و قواعد مذہبنا لا تاباہ انتہی اگر یہ شک واقع ہو کہ مندوب ہونا زیارت نبوی کا بالمعنے الاعم امر ظاہر ہی اوسکو ذکر کرنے کی اور اوسپر اجماع نقل کرنیکی کیا ضرورت تھی تو جواب دیسکا یہ ہی کہ چونکہ بعض سے انکار اسکی قربت ہونے کا منقول ہی اسوجہ سے فقہاء نے اسکی بیان کرنیکو ضروری سمجھا اور آپکے دوسرے وجہ کا جواب یہ ہی کہ بات تاویل بلا ضرورت کو مسدود کرنا ضرور ہی ورنہ جسکو جس مسئلہ کی دلیل نہ ملیگی یا ضعیف معلوم ہوگی وہ اوسکی تاویل کرلیگا اور انتظام شریعت تہ و بالا ہو جائیگا **قال** اگر کسی کو خلجان ہووے کہ ثبوت اجماع موقوف سند متصل پر ہی تو جواب دیسکا یہ ہی کہ یہان اجماع لباب وغیرہ سے نقل کیا ہی اگر تمہارے نزدیک وہ معتبر ہین تو یہی کافی ہی اور اگر نہین تو جتنی عبارات تائید وجوب کے لیے نقل کی گئی ہین اونکو قائل استحباب بھی تسلیم نہین کرسکتا **اقول** یہ تقریر داب مناظرہ سے خارج ہی بلکہ فروع مکابرہ و مجادلہ سے ہی کیونکہ مجیب کو معترض سے یہ کہنا کہ اگر تم ہمارے قول بالنقل کو مسلم نہ کرو گے ہم بھی تمہارے قول و نقل کو نہ مانینگے موافق علم مناظرہ کے جائز نہین کتب مناظرہ کو ملاحظہ فرمائیے بعد اوسکی میدان مناظرہ مین آئیے اور لباب وغیرہ اگرچہ خصم کے نزدیک مقبول ہین لیکن نقل اجماع اوسکا محمول ہی اوپر مطلق ندب کے بالقرائن الجلیۃ کما مر غیر مرۃ علاوہ یہ ہی کہ کسی کتاب کے معتبر ہونے سے یہ نہین لازم کہ جو کچھ اوسمین مرقوم ہو گرچہ خلاف ثقات کے ہو مقبول ہو جاوے اور عبارات تائید وجوب کی تسلیم آپکو لازم ہوگی اسوجہ سے کہ خود آپ اس امر کے قائل ہین کہ بعضون کے نزدیک زیارت واجب ہی **قال** اب سنیے حال سنت موکدہ ہونیکا قطع نظر اسکے کہ کسی سے منقول نہین ہی فی نفسہ محقق نے اصل ہی کیونکہ اکثر فقہاء کے نزدیک سنت موکدہ مین مواظبت نبویہ شرط ہی اور اسکا فقدان محل نزاع مین بدیہی ہی اور موافق بعض کتب کے مواظبت خلفاء راشدین سے بھی سنت موکدہ ہو جاتی ہی لیکن اوسکا تحقق اس مقام پر حیز منع مین ہی **اقول** یہ کلام معاقب ہی ساتھ چند وجوہ کی **اول** یہ کہ قول سنت موکدہ کا بھی منقول ہی کما مر غیر مرۃ پس سلب کلی اس باب مین خطا ہی **دوسرے** یہ کہ لا اصل ہونا اس قول کا غلط ہی بلکہ اصل اوسکی اثر ابن عمر سے ثابت ہی کما سیاتی اور دلیل معقول مقابلہ منقول کا نہین کرسکتے **تیسرے** یہ کہ انتساب اس امر کا کہ سنت موکدہ مین مواظبت نبویہ شرط ہی طرف اکثر فقہاء کی مطالب نقل العبارات ہی کیونکہ جم غفیر فقہاء کا مثل عینی و ابن ہمام و عبد العزیز بخاری صاحب کشف الاسرار و ابن کمال پاشا و ملا خسرو و صاحب نہر و صاحب ایضاح وغیرہم سنت موکدہ کو عام

فقال السلام علیک یا رسول اللہ و فی الموطا من روایۃ یحیی ان ابن عمر کان یقف علی قبر النبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم فیصلی علی النبی وعلی ابی بکر وعمر وروی احمد بن یسن کما رأیتہ بخط الحافظ ابی الفتح المراغی
المدنی قال حدثنا عبد الملک قال حدثنا ابن عمرو قال حدثنا کثیر بن زید عن داود بن صالح قال اقبل
مروان یوما فوجد رجلا واضعا وجہہ علی القبر فاخذ مروان برقبتہ ثم قال ہل تدری ما تصنع فاقبل علیہ
قال نعم انی لم آت الحجر انما جئت رسول اللہ سمعت رسول اللہ یقول لا تبکوا علی الدین اذا ولیہ اہلہ ولکن ابکوا
علی الدین اذا ولیہ غیر اہلہ انتہی اور درمنظم میں ہے ہذا الحدیث اخرجہ احمد والطبرانی والنسائی فیہ من ضعف
النسائی لکن وثقہ آخرون انتہی مخفی نرہے کہ بعض قاصرین نے حدیث سے اور حدیث قصہ بلال اور قصہ زیارت
حضرت فاطمہ سے استناد کرکے کہتے ہیں کہ بوسہ دینا قبر کا اور چھونا واسطے برکت کے اور لپٹنا قبر کے ساتھ خصوصاً قبور
اولیاء اللہ کے ساتھ درست ہے اور یہ استناد انکا غلط ہے کیونکہ ان حضرات سے یہ امور حالت وجد اور بے اختیاری
صادر ہوئی ایسی صورت میں فاعل ان امور کا معذور ہے اس سے جواز ان امور کا حالت اختیار میں نہیں
ثابت ہوتا ہے اور سوا اسکے اور صحابہ سے ایسے امور مروی نہیں ہیں بلکہ حضرت انس وغیرہ سے نہی مروی ہے اور محققین
حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ تصریح کرتے ہیں کہ اس طرح کے امور بدعت ومکروہ ہیں کسی قبر کے ساتھ خواہ
قبر رسول ہو یا قبر ولی ہو یا قبر مرشد ہو یا قبر والدین ہو ہرگز ہرگز نہ چاہیے تفصیل اسکی درمنظم وغیرہ میں بہ بسط
ہے اور بیچ وفاء الوفاء میں ہے قال الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن موسی بن النعمان فی کتابہ مصباح الظلام ان
الحافظ ابا سعید السمعانی ذکر فیما رویناہ عنہ عن علی بن ابی طالب قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثلاثۃ ایام فرمی بنفسہ علی قبر رسول اللہ وحثی من ترابہ علی رأسہ وقال یا رسول اللہ
قلت فسمعنا قولک ووعیت عن اللہ سبحانہ وکان فیما انزل علیک ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ
الآیۃ وقد ظلمت نفسی وجئتک تستغفر لی فنودی من القبر انہ قد غفر لک انتہی اور بیچ وفاء الوفاء میں ہے قال یحیی
فی کتاب اخبار المدینۃ حدثنا ہارون بن موسی قال سمعت جدی علقمۃ یسئل کیف کان الناس یسلمون
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یدخل البیت فی المسجد قال کان یقف الناس علی باب البیت
یسلمون علیہ وکان الباب لیس علیہ غلق حتی ہلکت عائشۃ انتہی ان اخبار وحکایات سے زیارت کرنا
حضرت ابن عمر کا بمرات کثیرہ اور عمر کا اور فاطمہ اور ابو ایوب انصاری اور بلال رضی اللہ عنہم کا اور صحابہ
عظام کا زمانہ خلفاء راشدین میں اور بعد اسکے ثابت ہے اور ایسا ہی اتباع ان سب اخبار ملی اور اخبار دیگر سے

عليه الصلوة والسلام فما رئي يوما اكثر باكيا ولا باكية بالمدينة بعد موت رسول الله من ذلك اليوم
كذا ذكره ابن عساكر في ترجمة بلال انتهى اور يهي شفاء الاسقام ميں هے وقد استفاض عن عمر بن عبد العزيز
انه كان يبرد البريد من الشام يقول سلم لي على رسول الله عليه الصلوة والسلام وممن ذكر ذلك ابن الجوزي نقلته
من خطه في كتاب مثير الغرام الساكن الى زيارة اشرف الاماكن و ذكره ايضا الامام ابو بكر احمد بن عمرو بن ابي عاصم
و وفاته سنة سبع وثمانين ومائتين في مناسك له لطيفة جردها من الاسانيد ملتزما فيها الثبوت فسفر بلال في
زمن صدر الصحابة ورسول عمر بن عبد العزيز في زمن صدر التابعين من الشام الى المدينة لم يكن الا للزيارة
والسلام على النبي صلى الله عليه وآله وسلم ولم يكن الباعث على السفر غير ذلك لا من امر الدنيا ولا من امر الدين
لا من قصد المسجد ولا من غيره انتهى اور يهي شفاء الاسقام ميں هے وفي فتوح الشام انه لما كان ابو عبيدة
نازلا ببيت المقدس ارسل كتابا الى عمر مع ميسرة بن مسروق يستدعيه الحضور فلما قدم ميسرة مدينة رسول الله
صلى الله عليه وعلى آله وسلم دخلها ليلا ودخل المسجد وسلم على قبر رسول الله وعلى قبر ابي بكر الصديق وفيه
ايضا ان عمر لما صالح اهل بيت المقدس وقدم عليه كعب الاحبار واسلم وفرح عمر باسلامه قال له عمر هل لك
ان تسير معي الى المدينة وتزور قبر النبي عليه السلام وتتمتع بزيارته فقال نعم يا امير المومنين انا افعل ذلك ولما
قدم عمر المدينة اول ما بدأ بالمسجد وسلم على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انتهى اور يهي شفاء الاسقام كے باب
سابع ميں هے قد روى ابو الحسن يحيى بن الحسن بن جعفر بن عبيد الله الحسيني في كتاب اخبار المدينة قال حدثني عمر بن
خالد حدثنا يونس بن يحيى عن كثير بن زيد عن عبد المطلب بن عبد الله بن حنطب قال اقبل مروان
فاذا رجل ملتزم القبر فاخذ مروان برقبته وقال هل تدري ما تصنع فاقبل عليه فقال نعم اني لم آت الحجر ولم آت
اللبن وانما جئت رسول الله عليه الصلوة والسلام لا تبكوا على الدين اذا وليه اهله ولكن ابكوا عليه اذا وليه
غير اهله وذلك الرجل ابو ايوب الانصاري قلت يونس ومن فوقه ثقات وعمر بن خالد لم اعرفه انتهى اور شمس الدين
سخاوي صاحب مقاصد حسنه ارتياح الاكباد بارباح فقد الاولاد كے باب ثالث ميں تحرير كرتے هيں قالت
فاطمة حين زارت النبي صلى الله عليه وآله وسلم وقد اخذت قبضة من تراب قبره فوضعته على عينيها وبكت
وانشات تقول شعر ماذا على من شم تربة احمد ان لا يشم مدى الزمان غواليا صبت علي مصائب لو انها
صبت على الايام صرن لياليا انتهى اور نور الدين علي بن احمد السمهودي وفاء الوفا باخبار دار المصطفى ميں
لكهتے هيں روى عبد الرزاق باسناد صحيح ان ابن عمر كان اذا قدم من سفر اتى قبر النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم

وقد تقرر ان قول الصحابی من السنة کذا محمول علی سنته صلی الله علیه وعلی آله وسلم فله حکم المرفوع انتهت باقی رہے
اس مقام پر دو شک کہ مشککین کے اذہان میں بوقت معاینہ تحریر ہذا کے خطور کر سکتے ہیں بناء علیہ ہم اون
دونوں کا جواب بھی دیتے ہیں تا پھر کسی مشکک کو جا چون و چرا کی باقی نہ رہے اور سنیت زیارت بمقتضائے اثر ابن
عمر تسلیم کرنا پڑے شک اول یہ ہے کہ رواۃ اس اثر میں امام ابوحنیفہ کوفی ہیں اور وہ بتصریح دارقطنی اور ابن
عدی اور ابن القطان ضعیف ہیں جواب اس شک کا یہ ہے کہ جرح مبہم امام ابوحنیفہ کی شان میں مقبول نہیں
اور نقاد فن حدیث امام کی توثیق کرتے ہیں اور جرح جارحین کو مردود کرتے ہیں بدر الدین قاضی القضاۃ
محمود العینی بنایہ شرح ہدایہ میں کتاب الکراہیۃ میں بعد ذکر حدیث ان الله حرم مکة فحرم بیع رباعها واثمانها کے لکھتے ہیں
اما قول ابن القطان وعلته ضعف ابی حنیفة فاساءة ادب وقلة حیاء منه فان مثل الامام الثوری وابن المبارک
واضرابهما وثقوه واثنوا علیه خیرا فما مقدار من یضعفه عند هولاء الاعلام وقد اشبعنا الکلام فیه وفی مناقبه
فی تاریخنا الکبیر انتهی اور کتاب الصلوة میں بعد ذکر حدیث من کان له امام فقراءة الامام قراءة له کے لکھتے ہیں
سئل یحیی بن معین عن ابی حنیفة فقال ثقة ما سمعت احدا ضعفه وکان شعبة یقول ثقة من اهل الصدق ولم یتهم بالکذب
وکان مامونا علی دین الله صدوقا فی الحدیث واثنی علیه جماعة من الائمة الکبار مثل ابن المبارک وسفیان
بن عیینة والاعمش وسفیان الثوری وعبد الرزاق وحماد بن زید ووکیع فقد ظهر لنا من هذا تحامل الدارقطنی
علیه وتعصبه الفاسد فمن این له تضعیف ابی حنیفة وهو مستحق التضعیف وقد روی فی مسنده احادیث
سقیمة ومعلولة ومنکرة وغریبة وموضوعة انتهی اور ابو عبد الله ذهبی کاشف میں تحریر کرتے ہیں النعمان بن
ثابت بن زوطا الامام ابو حنیفة فقیه العراق مولی بنی تیم الله بن ثعلبة رای انسا رضی الله عنه وسمع عطاء والاعرج
ونافعا وعکرمة وعنه ابو یوسف ومحمد وابو نعیم افردت سیرته فی جزء انتهی شک دوم یہ ہے کہ حمل کرنا سنت کا اثر ابن
عمر میں سنت نبویہ میں نہیں ممکن ہے اسوجہ سے کہ سنت نبویہ عبارت ہے اوس فعل سے جس پر آنحضرت صلی الله علیه وعلی
آله وسلم سے مواظبت ثابت ہوئی ہو اور زیارت قبر نبوی میں یہ امر مفقود ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ معنی سنت
کے اصطلاح فقہا میں ہیں اور یہ اصطلاح بعد قرن صحابہ کے حادث ہوئی اور ظاہر اقوال وافعال صحابہ سے یہ ہے کہ وہ
جس فعل پر آنحضرت صلی الله علیه وعلی آله وسلم نے ترغیب بلیغ فرمائی اس طرح کی کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ اگر
کوئی مانع نہوتا تو خود آنحضرت اس امر پر مواظبت فرماتے اوسکو بھی سنن نبویہ میں شمار کرتے تھے اور منجملہ
لوازم الاتباع کے اوسکو جانتے تھے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نے اپنی قبر کی زیارت کی طرف ترغیب بلیغ

که وفاء الوفاء وغیرہ مین مبسوط ہین یہ امر ظاہر ہوتا ہی کہ زیارت قبر نبوی زمانہ صحابہ خلفاء وغیر خلفاء مین
اور زمانہ تابعین مین متداول تہی اور اسکی فضیلت و اہمیت اون حضرات کی اذہان مین متقرر تہی بلکہ
بعض اخبار سی سنت ہونا زیارت قبر نبوی کا بقول ابن عمر ثابت ہی اور بظاہر استناد قائلین بالسنۃ کا اسی
اثر کے ساتھ ہی چنانچہ علامہ صدر الدین موسی بن زکریا حصفکی مسند امام اعظم مین لکہتے ہین ابو حنیفۃ
عن نافع عن ابن عمر قال من السنۃ ان تاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبل القبلۃ وتجعل ظہرک الی القبلۃ
وتستقبل القبر بوجہک ثم تقول السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انتہی ملا علی قاری مکی سند الانام
فی شرح مسند الامام مین لکہتے ہین ای سنۃ الصحابۃ ومن تبعہم من الائمۃ انتہی اور موافق قاعدہ اصول حدیث کے
لازم ہی کہ اس اثر کا حکم مرفوع کا ہو کیونکہ قول صحابی من السنۃ نزدیک محدثین کے حکم مرفوع مین ہی حافظ عراقی
شرح الفیہ مین لکہتے ہین قول الصحابی من السنۃ کذا کقول علی من السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوۃ
تحت السرۃ رواہ ابو داؤد فی روایۃ ابن داسۃ وابن الاعرابی قال ابن الصلاح الاصح انہ مسند مرفوع لان
الظاہر انہ لا یرید بہ الا سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وما یجب اتباعہ انتہی اور قاضی بدر الدین ابن جماعۃ
اپنی مختصر مین لکہتے ہین قول الصحابی امرنا بکذا او نہینا عن کذا او امر بلال بکذا او من السنۃ کذا مرفوع عند
اہل الحدیث واکثر اہل العلم لظہور ان النبی علیہ السلام ہو الآمر وانہا سنتہ وقال الاسماعیلی وقوم لیس بمرفوع
والاول الصحیح سواء قال الصحابی ذلک فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم او بعدہ انتہی اور حسن طیبی
شارح مشکوۃ اپنی خلاصہ مین تحریر کرتے ہین قول الصحابی امرنا او نہینا او من السنۃ کذا مرفوع عند اہل الحدیث
واکثر اہل العلم انتہی وہکذا فی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث للسخاوی وفتح الباقی بشرح الفیۃ العراقی للشیخ
زکریا الانصاری ومقدمۃ اصول الحدیث لابن الصلاح وغیر ذلک من کتب الفن پس باقتضای اس قاعدہ
کی قول ابن عمر کا من السنۃ حکم مین مرفوع کے ہوا اور اس سنت سی سنت نبویہ ارادہ کرنا ضرور ہوا اور سنت
نبویہ لازم الاتباع ہی لحدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین پس زیارت قبر نبوی لازم ٹہری اور
سمہودی نے وفاء الوفا مین یہی اثر ابن عمر کو حکم مرفوع مین شمار کیا ہی عبارت اوسکی یہ ہی فی مسند
ابی حنیفۃ عن ابن عمر قال من السنۃ ان تاتی قبر النبی علیہ الصلوۃ والسلام من قبل القبلۃ وتجعل ظہرک
الی القبلۃ وتستقبل القبر بوجہک ثم تقول السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اخرجہ الحافظ طلحۃ بن
محمد فی مسندہ عن صالح بن احمد عن عثمان بن سعید بن ابی عبد الرحمن المقری عن ابی حنیفۃ عن نافع عن ابن عمر

نہ آئیگا ملا خسرو صاحب درر و غرر مرقاۃ الاصول مین لکھتے ہین ہو ان یدل علی خلاف حکم شرعی دلیل شرعی متراخ
محلہ حکم شرعی لم یلحقہ توقیت ولا تابید انتہی اور توقیت حکم کی تین صورتین ہین اول یہ کہ توقیت صریح
بوقت معین ہوا اس طور کہ شارع کہدے کہ یہ حکم فلانے سال تک ہوگا اس صورت مین جب وہ سال آئیگا حکم مرفوع
ہو جائیگا نہ بوجود دلیل شرعی ناسخ بلکہ ببلوغ وقت مقرر اور مثال اس صورت کی احکام شرعیہ مین نادر الوجود
ہے تحقیق شرح منتخب حسامی مین ہے اما الاول فمثل ان یقول الشارع اذنت لکم ان تفعلوا کذا الی سنۃ کذا
او قال احللت الشیٔ الی عشر سنین او مائۃ سنۃ قال القاضی ابو زید لیس لہذا القسم مثال فی المنصوصات
شرعا وذکر فی بعض الحواشی ان مثالہ قولہ تعالی تزرعون سبع سنین دأبا وقولہ جل ذکرہ تمتعوا فی دارکم ثلثۃ ایام
ولیس بسدید لان ذلک لیس من الاحکام الشرعیۃ وکلامنا فیہا انتہی دوسری صورت یہ ہے کہ حکم شرعی
منوط بعلت ظاہرہ ہوا اور توقیت حکم تا وجود علت اوسی نص حکم سے مفہوم ہوتی ہو اس صورت مین جب تک
وہ علت موجود رہیگی حکم ثابت رہیگا اور جب وہ علت مرتفع ہو جائیگی حکم بھی مرتفع ہو جائیگا اور اسکو
اصولیین ساتھ انتہاء الحکم بانتہاء سببہ تعبیر کرتے ہین اور نسخ سے اسکو مفترق سمجھتے ہین مولوی ولی اللہ
شرح مسلم الثبوت مین لکھتے ہین فان قلت الفرق بین انتہاء الحکم بانقطاع موجبہ کانقطاع سہم المولفۃ
قلوبہم مثلا وبین النسخ عسیر جدا فان کل نسخ لابد لہ من انتہاء مصلحۃ منوطۃ بالمنسوخ او علۃ موجبۃ فلتسمیۃ
احدہما النسخ دون الاخر مجرد اصطلاح قلت لا شبہۃ فی کون الحکم منوطا بمصلحۃ موجبۃ لہ ولکن تلک المصلحۃ
قد تکون بحیث یفہم الفاحص ان الحکم منوط بہا من کلام الشارع فیفہم بقاءہ ببقائہا فاذا علم انتفائہا
یحکم بانقطاع الحکم فہذا امر شرعی لا غیر کانقطاع رخصۃ الافطار بالاقامۃ وانقطاع التکالیف تمامہا بالموت
وقد یکون بحیث لا یفہم من الخطاب لعدم ما یعلم بہ الفاحص صریحا فرفعہ کان نسخا انتہی تیسری صورت یہ ہے
کہ توقیت ایک حکم شرعی کے دوسرے نص سے صراحۃ یا دلالۃ معلوم ہو گئی کہ حکم سابق جو نص سابق سے ثابت ہوا
وہ فلانے وقت تک باقی رہیگا اس صورت مین جب وہ وقت جو دوسرے نص سے مفہوم ہوا آئیگا حکم نص سابق
کا ارتفاع بنص توقیت ہو جائیگا مثال اسکی حکم جزیہ ہے کہ احادیث سے تقرر اوسکا اہل ذمہ پر بلا توقیت ثابت
ہوا اور نص آخر نے اوسکو موقت بوقت نزول حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کیا چنانچہ
ابوداؤد وغیرہ حدیث نزول عیسی مین روایت کرتے ہین فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ
مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد مین لکھتے ہین قال النووی یعنی وضع الجزیۃ مع انہا مشروعۃ فی ہذہ الشریعۃ

فرمائی ہے اور راوی حدیث من زار قبری وجبت له شفاعتی وحدیث من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی
فی حیاتی وحدیث من جاءنی زائرا لا تعمله حاجة الا زیارتی کے خود ابن عمر ہین پس اونہون نے بمقتضاے انہین
ترغیبات بلیغہ کے زیارت قبر نبوی پر حکم سنیت کا دیا اور اگر زیادہ تحقیق اس بحث کے منظور ہو تو سعایہ فی کشف
ما فی شرح الوقایہ کو دیکھیے کہ اوسمین تعریفات سنت موکدہ کی جو فقہا سے منقول ہین مقدوح کیے گئے ہین اور
بعد تحقیق و تفصیل بسیار کے یہ رقوم ہے قول النبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم المتضمن للامر بالشیء مثبت للوجوب
علی ما هو حقیقة الامر ما لم یخالف کتابا او قولا علی سنة او اجماعا او ما لم تنضم الیه قرینة تدل علی خلاف ذلک فان کان احد
من هذه الامور کان دلیلا علی عدم الوجوب اما علی الاستحباب او علی الاباحة وان لم یکن الامر صریحا لکنه اشتمل علی الوعید
لتارک او الزجر علی الراغب عنه کان ذلک ایضا امارة للوجوب والترغیب الذی بلغ حد التاکید لم ینضم معه
ما یدل علی الوعید امارة ثبوت السنة الموکدة ومثله التقریر علی فعل والاهتمام بفعله وزیادة الرضاء عن فاعله
وهو الذی سمیناه بالمواظبة التشریعیة فتدبر انتهی **قال** علاوہ اسکے صرف مواظبت خلفاے راشدین کا مفید
سنت ہونا خلاف تحقیق ہے بدو وجہ اول یہ کہ اگر فرض کیجیے کہ ایک فعل ایسا ہے کہ اوسپر آنحضرت صلی الله علیه وعلی
آله وسلم نے مواظبت نہین کی لیکن اوسکی رغبت دلائی ہے پس وہ فعل لا محالہ مستحب ہوگا اور بعد آنحضرت کے
خلفاے راشدین نے اوس مستحب پر بمقتضاے حدیث احب الاعمال الی الله ادومها وان قل مواظبت کی پس اگر خلفا
کے مواظبت سے سنت موکدہ ہو جاوے تو ہم پوچھتے ہین کہ آیا استحباب باقی رہا یا منسوخ ہو جائیگا بر تقدیر
اول اجتماع متنافیین لازم آتا ہے اور بر تقدیر ثانی لازم آئیگا نسخ اور حدوث دلیل شرعی بعد آنحضرت کے
اور یہ دونون غیر متصور ہین توضیح مین لکھا ہے واما الناسخ فهو اما الکتاب او السنة لا القیاس علی ما یاتی ولا الاجماع
اور تلویح مین مسطور ہے والجمهور علی انه لا ینسخ لا ینسخ به لانه لا یکون الا عن دلیل شرعی ولا یتصور حدوثه بعد النبی علیه الصلوة
والسلام اگر کوئی شبہہ کرے کہ صورت مفروضہ مین ناسخ فعل خلفاے راشدین نہین ہے بلکہ حدیث علیکم بسنتی
وسنة الخلفاء الراشدین جو موکدہ ہونے سنت خلفا کی دلیل ہے پس جواب اوسکا یہ ہے کہ اس بنا پر لازم
آتا ہے کہ اجماع کا ناسخ ہونا بھی درست ہو کیونکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ اسوقت ناسخ اجماع نہوگا بلکہ وہ آیات و احادیث
جو حجیت اجماع کی دلیل ہین بلکہ چاہیے کہ قیاس کا ناسخ ہونا بھی درست ہو جاوے **اقول** نسخ عبارت ہے
تبدیل حکم شرعی سے جو موقت اور موبد نہو بدلیل شرعی متراخی پس اگر حکم شرعی موبد ہو تو نسخ اوسکا جائز نہین ہے
اور اگر موقت ہو تو بعد آنے اوسوقت منتہی کو ارتفاع اوس حکم شرعی کا ہو جائیگا اور اس ارتفاع پر اطلاق نسخ کا

وکان ابو حنیفۃ یقول لا ینبغی لاحد ان یقول قولاً حتی یعلم ان شریعۃ رسول اللہ تقبلہ کذا فی المیزان للشعرانی
اور غیر نبی کے فعل و قول و تقریر کی حجت مستقلہ نہونے پر ایک دلیل یہ ہی کہ حاکم شرع میں نہین ہی مگر اللہ تعالی اور
اسکی حکم کو دریافت کرنا غیر نبی کو متصور نہین مگر یا الہام سے یا رای محض سے یا کتاب و سنت یا قیاس سے جو
مستنبط ہو کتاب و سنت سے شقین اولین تو بدیہی البطلان ہین کیونکہ الہام غیر نبی و رای غیر نبی تو حجت
شرعیہ نہین اور بر تقدیر اخیرین دلیل مستقل نہوئی بلکہ مستند ہوئی طرف کتاب و سنت کے پس اگر قول و فعل
و تقریر غیر نبی دلیل ٹھہرائی جاوی تو نہوگی مگر غیر مستقل پس مرجع سکا اسوقت مین کتاب و سنت کی طرف
ہوگا اور کتاب و سنت سے جو حکم صراحۃ یا استنباطا اسکے لیے ثابت ہوگا اوسی کو اوسکا
مصداق ٹھہرایا جائیگا بعد تمہید اس امر کے جاننا چاہیے کہ سوا صحبت خلفا و فعل غیر نبی ہی
اور کوئی فعل غیر نبی دلیل مستقل نہین ہو سکتا اور دلیل غیر مستقل افادہ حکم مین تابع دلیل مستقل
کے ہوتی ہی پس حکم کا افادہ دلیل مستقل متبوع کریگی وہی حکم دلیل غیر مستقل سے بھی ثابت
ہوگا پس اگر دلیل متبوع افادہ وجوب کریگی دلیل تابع بھی افادہ وجوب کریگی اور اگر وہ افادہ سنت
کریگی تو یہ بھی افادہ سنت کریگی اور اگر وہ افادہ استحباب کرے گی تو یہ بھی افادہ استحباب
کریگی نہ یہ کہ خواہ نخواہ افادہ سنت موکدہ کرے اور قطع نظر متبوع سے کسی حکم کا افادہ نہین کر سکتی **اقول**
اس کلام مین چند طرح سے خدشات ہین **اول** یہ کہ دلیل مستقل سے کہ جسکو مولف منحصر کتاب و سنت مین
ٹھہراتے ہین اور اقوال و افعال صحابہ کو اوس سے خارج سمجھتے ہین معلوم نہین کہ کیا مراد لیا ہی اگر مراد یہ ہی کہ دلیل
مستقل وہ دلیل ہی کہ جو غیر کی طرف محتاج نہو اور فی ذاتہ مثبت احکام ہو تو اس معنی سے سنت نبویہ بھی
دلیل مستقل نہین بلکہ فرد اوسکا فقط کتاب اللہ ہی اسواسطے کہ سنت نبویہ بھی محتاج طرف کتاب اللہ کی ہی
کیونکہ اگر کتاب اللہ مین حکم امتثال امر نبوی کا نہوتا کیونکر قول نبی یا فعل مثبت احکام ہوتا پس کتاب اللہ
اصل ہی مطلقا اور باقی سب فروع ہین اور کتاب اللہ تعالی کی طرف محتاج ہین عبد العزیز بخاری کشف الاسرار
شرح اصول بزدوی مین لکھتے ہین قدم المصنف الکتاب لانہ فی الشرع اصل مطلق من کل وجہ و بکل اعتبار
واعقبہ بالسنۃ لان کونہا حجۃ ثابت بالکتاب و اخر الاجماع عنہما لان ثبوتہ موقوف علیہما انتہی اور علامہ
قاسم حنفی شرح مختصر منار مین لکھتے ہین قدم الکتاب لانہ اصل من کل ... و اخر ... عن الکتاب لثبوت
حجیتہا ... و اخر الاجماع ... موقوف حجیتہ ... و اخر القیاس ... الی الادلۃ انتہی اور

ان تشریعها مقیدة بنزول عیسیٰ علیه السلام لما دل علیه هذا الخبر ولیس عیسیٰ بناسخ لحکم الجزیة بل نبینا صلی الله علیه و علی
آله وسلم هو المبین لغایتها بقوله انتهی ہر گاہ یہ تفصیل ذہن نشین ہو گئی پس اب ہم شق ثانی اختیار کرکے کہتے ہین کہ جبتک
صحابہ خلفاء راشدین ایک فعل مستحب پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اوسپر مواظبت کی ہو مواظبت کرین
استحباب اوسکا مرفوع ہوجائیگا اور حکم سنیت کا دیا جاویگا نہ اسوجہ سے کہ مواظبت صحابہ ناسخ استحباب ہوئی تالازم آوے
کہ نسخ حکم شرعی کا بعد رسول اللہ کے ہوئی وہو باطل بلکہ اسوجہ سے کہ حکم استحباب بضم حدیث علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین کے
مقید تا وقت مواظبت خلفاء تہا اور جب مواظبت خلفاء واقع ہوگئی وہ حکم شرعی بدلالت اس حدیث توقیت کے مرفوع ہوگیا
ولا غایة فیه اصلا اور اسی سے اجماع و قیاس کا بہی ناسخ ہونا لازم نہین آتا کیونکہ اجماع اور قیاس قبیل آرای
امت سے ہی اور رای موقت و موید و معرف توقیت حسن نہین ہو سکتی بخلاف حدیث کے کہ ایک حدیث دوسری
حدیث کی موقت ہو سکتی ہی الحاصل ما نحن فیہ مین رفع حکم موقت ببلوغ وقت انتہاء لازم آتا ہی نہ نسخ حکم شرعی
بعد وفات نبوی فاللازم لیس بمحال والمحال لیس بلازم قال دوم یہ کہ غیر نبی کا کوئی فعل یا قول یا تقریر دلیل
مستقل واسطے حکم شرعی کے نہین ہو سکتا بلکہ محتاج اس امر کا ہی کہ اوس فعل یا قول یا تقریر کے سند کتاب
وسنت آنحضرت سے ہو بیان اسکا یہ ہی کہ صحابہ عموما اور خلفاء خصوصا مسائل مین باہم مناظرہ کرتے تہے
اور ہر واقعہ مین تلاش دلیل شرعی کرتے تہے اور ایک دوسرے کے قول کو رد کرتے تہے اور اگر اوسکی سند ظاہر یا خفی
کتاب و سنت سے نہین پاتے تہے تو اوسکو بدعت مین داخل کرتے تہے پس اگر قول و فعل و تقریر خلفاء یا اہلبیت
یا دیگر صحابہ دلیل شرعی مستقل ہوتی تو امر سنہ کو کیون مرفوع مین آتا علاوہ اسکے حدیث من احدث فی امرنا ہذا
مالیس منہ فہو رد بخاری و مسلم مین موجود ہی حواشی مشکوۃ وغیرہ مین لکہا ہی والمعنی ان من احدث فی الاسلام
رایا لم یکن فیہ من الکتاب والسنة سند ظاہر او خفی ملفوظ او مستنبط فہو مردود علیہ اس حدیث سے صاف ظاہر
ہوتا ہی کہ احداث ایسے امر کا کہ جسکی سند کتاب و سنت سے نہو کسیکو جائز نہین نہ اہل بیت کو اور نہ خلفاء راشدین کو
اور نہ سائر صحابہ کو پس اگر فعل خلفاء راشدین دلیل مستقل ہوتا تو چاہیے کہ اونکے لیے احداث فی الدین جائز ہوتا
اور حال آنکہ حدیث سے ہر شخص کے لیے ناجائز معلوم ہوتا ہی کیونکہ کلمہ من کا الفاظ عموم سے ہی اور صحابہ و ائمہ
مجتہدین سے ایسے اقوال منقول ہین جو اسپر دلالت کرتے ہین روی البیہقی عن ابن مسعود انہ کان یقول
لا یقلدن رجل رجلا فی دینه وکان عمر افتی الناس یقول هذا رای عمر فان کان صوابا فمن الله وان کان خطاء
فمن عمر وروی البیہقی عن مجاہد انہما کانا یقولان ما من احد الا ومأخوذ من کلامه ومردود علیه الا رسول الله

یعنی علم حکم اوس سے حاصل ہو خواہ محتاج طرف دوسرے کے ہو یا نہو جیسا کہ تلویح وغیرہ مین مصرح ہی اور مصداق
اسکا باختلاف مستدلین مختلف ہی بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے احکام کا ثبوت دو دلیل سے
ہوتا تہا ایک وحی الٰہی متلو ہو یا غیر متلو دوسرے اجتہاد غیر منصوص مین ابن حاجب مختصر الاصول مین لکہتے ہین انہ
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کان متعبدا بالاجتہاد لنا قولہ عفا اللہ عنک لم اذنت لہم ولو استقبلت من امری
ما استدبرت لما سقت الہدی ولا یستقیم ذلک فیما کان بالوحی قالوا وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی
اذن الظاہر رد قولہم افتراہ ولو سلم فاذا تعبد بالاجتہاد بالوحی لم ینطق الا عن وحی انتہی ملخصا اس سے معلوم ہوا
کہ آنحضرت اون مسائل مین جنمین وحی نازل نہین ہوئی اجتہاد فرماکر حکم دیتے تہے اور جو مسائل کہ اونمین وحی نازل
ہوئی اونمین موافق اوسی وحی کے ارشاد انام فرماتے تہی اور بہ نسبت صحابہ کے زمانہ حیات آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم مین تین چیزین مدار اثبات احکام تہین ایک کتاب اللہ دوسرے سنت نبویہ تیسرے قیاس
چنانچہ ابو داؤد وغیرہ نے روایت کی ہی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اراد ان یبعث معاذا الی الیمن
فقال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد قال فبسنۃ رسولہ قال فان لم تجد
فی سنۃ رسول اللہ ولا فی کتاب اللہ قال اجتہد برائی ولا آلو فضرب رسول اللہ صدرہ فقال الحمد للہ الذی
وفق رسول رسول اللہ لما یرضی رسول اللہ سیوطی تحت اس حدیث کے لکہتے ہین لہ شواہد موقوفۃ عن عمر وابن مسعود
وزید بن ثابت وابن عباس وقد اخرجہا البیہقی فی سننہ عقیب تخریج ہذا الحدیث تقویۃ لہ انتہی اور بعد زمانہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے چوتہی دلیل کا بہی وجود ہوا اور زمانہ نبوی مین اجماع صحابہ کی حاجت نتہی
کما فی حواشی التلویح وغیرہا آئے بہ نسبت تابعین وما بعدہم الی یوم الدین کے چار دلائل احکام کے مقرر رہے
ایک کتاب دوسرے سنت تیسرے اجماع چوتہی قیاس اور تین ان مین مستقل ہین اور قیاس غیر مستقل کما ہو مرقوم
تفصیلہ اور چند احادیث سے مثل اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم واقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر
وعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین وغیرہ سے جو کہ تحفۃ الاخیار مین مبسوط ہین یہ امر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ
اقوال وافعال وتقریرات صحابہ بہی دلائل احکام شرعیہ کے واقع ہو سکتے ہین اور اثبات احکام شرعیہ مین
ساتہہ آثار صحابہ کے استناد کر سکتے ہین اور یہی امر ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین سے بہی منقول ہی میزان
شعرانی مین ہی روی ابو جعفر الشیزاماری بسندہ المتصل الی ابی حنیفۃ انہ کان یقول کذب واللہ وافتری
علینا من یقول عنا اننا نقدم القیاس علی النص وہل یحتاج بعد النص الی قیاس وکان یقول نحن لا نقیس

ماں خسرو حواشی تلویح مین تحریر کرتے ہین قال الآمدی الاصل فیہا الکتاب لانہ راجع الی قول اللہ المشرع للاحکام
والسنۃ مخبرۃ عن قول اللہ وحکمہ ومستند الاجماع راجع الیہما واما القیاس فی الاستدلال ففرع تابع لہما انتہی
وہکذا فی شرح المنار لابن ملک والتحقیق وغیر ذلک اور سر اس مین یہ ہی کہ حاکم نزدیک اہل سنت کی نہین
ہی مگر اللہ جل شانہ اور کوئی بشر خواہ نبی یا غیر نبی طاقت شرع احکام بغیر حکم حق کے نہین رکھتا ہی پس کلام الٰہی
مثبت احکام حقیقۃ و بالذات ہوگا اور کلام بشر خواہ نبی ہو یا مجتہد مثبت فی نفسہ نہین ہوسکتا بلکہ کاشف
حکم الٰہی سے ہوگا پس سنت اور اجماع اور قیاس یہ سب دلیل غیر مستقل ہوئی اور دلیل مستقل بالمعنی المذکور منحصر
فی فرد واحد ہوئی اور اگر مراد دلیل مستقل سے وہ دلیل ہی جو اثبات احکام مین اور استدلال مین سابقہ و اسکی محتاج
طرف غیر کے نہو یا وہ دلیل جسمین اصل قطعیت ہو اگرچہ بسبب کبھی عارض کے ظنی ہوگئی ہو تو یہ معنی کتاب و سنت
واجماع پر صادق آتی ہین کیونکہ ہر ایک ان مین سے مستقل فی الاحتجاج ہی بخلاف قیاس کے پس اس تقدیر پر اجماع
صحابہ قولی ہو یا عملی یا تقریری بہی کہ قول و فعل و تقریر غیر نبی ہی دلیل مستقل ٹہری بلکہ اجماع مطلق مجتہدین کی عصر
صحابہ ہون یا غیر صحابہ بہی داخل ہوئے اور حصر کرنا مولف کا دلیل مستقل کو کتاب و سنت مین اور اخراج کرنا
فعل و قول و تقریر غیر نبی کو مطلقا غلط ہوا تحقیق شرح حسامی مین اور کشف الاسرار مین ہی لکن الثلثۃ مع تفاوت
درجاتہا حجج موجبۃ للاحکام قطعا ولا تتوقف فی اثبات الاحکام علی شئی فقدمت علی القیاس الذی توقف
فی اثبات الحکم علی المقیس علیہ انتہی اور تلویح مین ہی ثم الثلثۃ الاول اصول مطلقۃ لکونہا ادلۃ مستقلۃ مثبتۃ للاحکام
والقیاس اصل من وجہ لاستناد الحکم الیہ دون وجہ لکونہ فرعا للثلثۃ لابتنائہ علی علۃ مستنبطۃ من موارد الکتاب
والسنۃ والاجماع فالحکم بالتحقیق مستند الیہا واثر القیاس فی اظہار الحکم وتغییر وصفہ من الخصوص الی العموم ومن ہہنا
یقال الاصول ثلثۃ والاصل الرابع القیاس المستنبط من ہذہ الثلثۃ انتہی اور شرح منار لابن الملک مین ہی ان قلت
القیاس ان کان اصلا فلم لم یقل اعلم ان اصول الشرع اربعۃ وان لم یکن اصلا فلم قال والاصل الرابع القیاس
قلت الاشارۃ الی الخطاء تنبیہ لان القیاس اصل بالنسبۃ الی حکمہ فرع بالنسبۃ الی الثلثۃ او لانہ لیس بقطعی
بخلاف الثلثۃ فان قلت الآیۃ المأولۃ والعام المخصوص والاجماع المنقول الینا بالآحاد لیس بقطعی والقیاس بعلۃ
منصوصۃ قطعی قلت الاصل فی الثلثۃ الاول القطع وعدمہ بالعارض وامر القیاس بالعکس انتہی ملخصا و دوسرا
خدشہ یہ کہ صحابہ کے باہم مناظرہ کرنے سے اور مسائل کو طرف کتاب و سنت کی راجع کرنے سے یہ نہین لازم ہی کہ غیر صحابہ
کے واسطے انحصار دلیل کا دو فرد مین ہوجاوے توضیح اسکی یہ ہی کہ دلیل حکم عبارت اوس چیز سے ہی جو مثبت حکم ہو

انتہی ملخصاً وہکذا فی شرح البزدوی لالہداد الجونفوری وعبد العزیز البخاری وشروح المنار والتوضیح وحواشیہ وغیرہا ہرگاہ یہ تفصیل وتحقیق ذہن نشین ہوگئی پس اب سمجھنا چاہیے کہ چونکہ صحابہ کیواسطے دلیل مستقل نہ تھی مگر کتاب وسنت اسواسطے وہ لوگ سند ان دونوں سے تلاش کرتے تھے بعد تمام تلاش کے اگر سند نہ ملتی تو اجتہاد فرماتے تھے اور جو لوگ کہ بعد صحابہ کے ہیں اونکے واسطے چند دلیلیں مثبت احکام ہیں کتاب وسنت واجماع وقیاس وآثار صحابہ اور یہ سب سوا قیاس کے دلیلیں مستقل ہیں پس ان لوگوں کا منصب یہ ہے کہ اولاً دلیل مسئلہ کتاب سے تلاش کریں اگر نہ ملے تو سنت سے اگر نہ ملے تو آثار واقوال صحابہ سے کہ یہ بھی راجع طرف سنت کے ہیں خصوصاً فی ما لا یدرک بالرای ہیں اگر نہ ملے تو اجماع سے اگر نہ ملے تو قیاس سے پس آثار واقوال وافعال صحابہ کے حجیت سے انکار کرنا جیسا کہ مولف سے صادر ہوا خلاف معقول ومنقول ہے تیسرا خدشہ یہ ہے کہ انحصار دریافت کرنے غیبی کا حکم کو الہام اور رای محض اور کتاب وسنت اور قیاس میں باطل ہے کیونکہ منجملہ صور دریافت کرنیکی اجماع ہے کہ وہ بھی دلیل قطعی مستقل ہے اور منجملہ اوسکے بہ نسبت قرون متاخرہ کے آثار صحابہ ہیں کہ وہ بھی کاشف عن السنۃ النبویہ ہیں اگر کہیے کہ جب آثار صحابہ کاشف عن قول النبی او فعلہ وتقریرہ ٹھہرے تو پھر دلیل مستقل کہاں باقی ہے تو ہم کہیں گے کہ بہ نسبت ہمارے آثار صحابہ بھی دلیل مستقل ہیں بایں معنی کہ جب کبھی مسئلہ میں ہم حدیث مرفوع بعد تلاش کے نپاوینگے اور اقوال صحابہ یا افعال اوس میں موجود ہونگے تو ہم انہیں آثار سے استناد کرینگے خواہ سند ان آثار کی ہم کتاب اللہ یا سنت سے پاویں یا نپاویں کیونکہ آثار صحابہ کاشف عن آثار الرسول ہیں پس انکے ساتھ استناد کرنا بعینہ استناد ساتھ سنت کے ہے اور یہ گمان نہیں کرسکتے کہ صحابہ بغیر سند اس امر کے قائل یا مرتکب ہوئے اور اگر مجرد کاشف ہونا آثار صحابہ کا مضر استقلال ہے تو سنت نبویہ بھی دلیل مستقل نرہے گی کیونکہ وہ بھی کاشف عن الحکم الالٰہی ہے بلکہ قرآن متلو بھی دلیل مستقل نہ ٹھہریگا کیونکہ وہ بھی کاشف عن الکلام النفسی ہے چوتھا خدشہ یہ ہے کہ دلیل تابع کو یہ لازم نہیں کہ افادہ حکم مثل حکم متبوع کرے ملاحظہ کیجیے اجماع تابع ہے سند کے کہ مستنبط ہو کتاب یا سنت سے اور کبھی سند اجماع مستفاد خبر واحد سے ہوتی ہے اور مفید ظن ہوا کرتی ہے اور اجماع موافق اوس سند کے مفید قطع ہوتی ہے کما ہو مصرح فی کتب الاصول اسیطرح جائز ہے کہ مواظبت صحابہ کہ تابع ہے کسی سند کے مفید سنیت ہو اور وہ سند مفید استحباب ہو پانچواں خدشہ یہ ہے کہ اگر بتبعیت حکم تابع کے واسطے حکم متبوع کی جنس حکم میں تسلیم کر لیجاوے تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ اوس وقت ہے

الا عند الضرورة الشديدة وذلك انا ننظر اولا فی دليل تلك المسئلة من الكتاب والسنة او اقضية الصحابة
فان لم نجد دليلا قسنا وفی رواية اخری عن الامام انا ناخذ اولا بالكتاب ثم بالسنة ثم باقضية الصحابة و
فی رواية اخری انا نعمل اولا بكتاب الله ثم بسنة رسول الله ثم باحاديث ابی بكر وعمر وعثمان وعلی وفی رواية
اخری انه كان يقول ما جاء عن رسول الله فعلی الراس والعين بابی هو وامی وليس لنا مخالفته وما جاء عن
الصحابة تخيرنا وما جاء عن غيرهم فهم رجال ونحن رجال وكان ابو مطيع البلخی يقول كنت يوما عند الامام ابی حنيفة
فی جامع الكوفة فدخل عليه سفيان الثوری ومقاتل بن حيان وحماد بن سلمة وجعفر الصادق وغيرهم
من الفقهاء فكلموه وقالوا قد بلغنا انك تكثر من القياس فی الدين وانا نخاف عليك منه فان اول
من قاس ابليس فناظرهم الامام من بكرة نهار الجمعة الی الزوال وعرض عليهم مذهبه وقال انی اقدم العمل بالكتاب
ثم بالسنة ثم باقضية الصحابة مقدما ما اتفقوا عليه علی ما اختلفوا فيه وحينئذ اقيس فقاموا كلهم وقبلوا
ركبته ويده وقالوا انت سيد العلماء فاعف عنا فی ما مضی منا من وقيعتنا فيك بغير علم فقال غفر الله
لنا ولكم اجمعين انتهی ملخصا اور ائمہ اصول اپنی تصانیف میں ایک باب واسطے احتجاج کے ساتھ آثار صحابہ
معقود کرتے ہیں اور اوسمیں اقوال وافعال وتقریرات صحابہ کو راجع طرف سنت اور قیاس اور اجماع کی کرکے
قابل احتجاج ٹھہراتے ہیں منار الاصول میں ہے تقليد الصحابی واجب لاحتمال السماع من النبی عليه السلام
وقال الكرخی لا يجب تقليده الا فيما لا يدرك بالقياس وقال الشافعی لا يقلد احد منهم وقد اتفق عمل اصحابنا
بالتقليد فيما لا يعقل بالقياس كما فی اقل الحيض وشراء ما باع باقل مما باع قبل نقد الثمن واختلف عملهم فی غيره وهذا
الاختلاف فی كل ما ثبت عنهم من غير خلاف ومن غير ان يثبت ان ذلك بلغ غير قائله فسكت مسلما والا كان
اجماعا انتهی اور شرح مسلم للمولوی ولی الله رح میں ہے قال ابو بكر الرازی والبردعی والبزدوی والسرخسی
وصدر الاسلام ابو اليسر اتباعهم ومالك والشافعی فی القديم واحمد فی رواية قول الصحابی المجتهد فيما يمكن
فيه الرای ای فی حكم يمكن اثباته بالقياس ملحق بالسنة فيقدم علی القياس ويكون حجة علی غيره لكن لا لمثله
من الصحابة بل لمن بعدهم من التابعين وتبعهم ونفی ای لحوق قول الصحابی بالسنة الشافعی فی قوله الجديد
والكرخی من الحنفية وجماعة منهم القاضی ابو زيد ولكن الشافعی نفاه مطلقا سواء كان فيما يدرك
بالقياس او لا وقيل انما يلحق بالسنة قول ابی بكر وعمر فقط وقول الصحابی فيما لا يدرك بالرای فعند
اصحابنا يلحق بالسنة اتفاقا فيجب اتباعه وبه قال الشافعی فی الجديد علی ما حكاه الحلبی عن الدرة لكن فی التقرير

اقول فيه بحث من وجوه اما اولاً فلانا لا نسلم انه على تقدير حمله على المعنى المجازى يلزم الجمع بين الحقيقة والمجاز
لم لا يجوز ان يكون من قبيل عموم المجاز **اقول** قد رد صاحب التحفة الحمل على المعنى المجازى اولاً بانه مما
يأباه الفهم السليم وهذا شامل لعموم المجاز فانه ايضاً معنى مجازى وهو بعيد عن الفهم المستقيم وثانياً بانه يلزم
الجمع بين الحقيقة والمجاز وهذا خاص بما اذا اريد الحقيقة والمجاز كل منهما على حدة فى وقت واحد ولا
يجرى فى عموم المجاز ولم يدع صاحب التحفة ان الجمع بين الحقيقة والمجاز يلزم على جميع تقادير المجاز حتى
يرد ما اوردتم **قال** واما ثانياً فلانا نختار انه محمول على الندب المقابل للوجوب واللزوم وقوله يلزم
ان يكون السنة النبوية ايضاً مندوبة قلت لا ضير فى كون السنة المؤكدة النبوية مندوبة بالمعنى المقابل
للوجوب لانه بهذا المعنى يشمل السنة المؤكدة ايضاً فى التلويح ما ياتى به المكلف ان تساوى تركه وفعله فهو
المباح والا فان كان فعله اولى فمع المنع عن الترك واجب وبدونه مندوب وقال بعيده المراد بالمندوب
ما يشمل السنة والنفل **اقول** كلمة عليكم وامثاله فى كلام العرب موضوع لمعنى اللزوم وعليه جرى كلام المحدثين
وغيرهم فقال عبد الغنى النابلسى فى الحديقة الندية فى شرح حديث فعليكم بسنتى اى الزموا يقال عليك زيداً
اى الزمه انتهى وقال على العزيزى فى السراج المنير شرح الجامع الصغير فى شرح حديث عليك السمع والطاعة فى
عسرك ويسرك الحديث هو اسم فعل بمعنى الزم انتهى وقال فى شرح حديث عليك بالصوم فانه لا مثل له اى الزمه وقال
فى شرح حديث عليك بالسجود الحديث اى الزم كثرة الصلوة وقال فى شرح حديث عليك بتقوى الله والتكبير
على كل شرف اى الزم فعل ما امر به والكف عما نهى عنه وقال فى شرح حديث عليك بحسن الخلق اى الزمه فان احسن الناس
خلقاً احسنهم ديناً وقال فى شرح حديث عليك بركعتى الفجر فان فيهما فضيلة اى الزم فعلهما وقال فى شرح حديث عليك
بكثرة السجود اى الزم الاكثار من صلوة النافلة وقال فى شرح حديث عليكم بالصف الاول اى الزموا الصلوة فيه
واذا تقرر هذا فاعلم ان حمل عليكم فى الحديث المتنازع فيه على اللزوم متعين لا يصار الى الندب لانه معنى
مجازى والمجاز لا يصار اليه الا عند عدم صحة المعنى الحقيقى لما فى حواشى التلويح لملا خسرو المجاز
لا بد له من قرينة تمنع المعنى الحقيقى وترجح المجازى انتهى وفى التلويح ان الحقيقة اذا كانت مهجورة فالعمل بالمجاز
اتفاق والا فان لم يصر المجاز متعارفاً فالعمل بالحقيقة اتفاقاً وان صار متعارفاً فعنده العبرة بالحقيقة
لان الاصل لا يترك الا لضرورة انتهى وفى التحقيق الواضع انما وضع للفظ للمعنى ليكتفى به فى الدلالة عليه
فصار كانه قال اذا سمعتم انى تكلمت بهذا اللفظ فاعلموا انى عنيت به هذا المعنى فمن تكلم بلغته وجب ان يريد

جب کوئی نص دوسرے تابع کے حکم کے باب مین آئی ہو اور اگر کسی نص سے تعیین افادۂ حکم تابع ہوگئی ہو
تو اوسوقت تابع سی موافق اوسی نص کے افادۂ حکم ہوگا اور باب نحن فیہ مین چند احادیث وارد ہین کہ
اوس سے فائدہ دینا مواظبت صحابہ کا سنیت کو معلوم ہوتا ہی پس خواہ نخواہ افادہ سنیت کریگی الحاصل
جب کسی فعل پر خلفاء نے مواظبت کی تو یہ مواظبت مفید سنیت بوجہ دلالت احادیث عدیدہ ہو سکتی ہی
اگرچہ سند اوسکی مفید استحباب ہو **قال** جاننا چاہیے کہ صاحب کلام مبرم نے بزعم خود اپنے رسالہ تحفۃ الاخیار
مین اس مذہب کو قوی کیا کہ مواظبت خلفای راشدین مفید سنت موکدہ ہوتی ہی اور چونکہ یہ بات مخالف
تحقیق مذکور کے ہی اسلیے اوسکا رد لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہی اور چونکہ رسالہ مذکورہ عربی زبان مین ہی اسلیے
اوسکا جواب بھی عربی ہی مین لکھا جاتا ہی حاصل اوسکا چند مواضع مین یہ ہی ان حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
الحدیث یدل صریحا علی لزوم سنۃ الخلفاء کما ہو منطوق کلمۃ علیکم وحملہ علی المعنی المجازی مما یاباہ الفہم السلیم مع انہ
یلزم ح الجمع بین الحقیقۃ والمجاز فان السنۃ النبویۃ لازمۃ بلا ریب والحاصل ان کلمۃ علیکم لا یخلو اما ان یکون
محمولا علی الندب اما ان یکون محمولا علی اللزوم واما ان یکون محمولا علی کلیہما لا سبیل الی الاول لاستلزامہ ان تکون
السنۃ النبویۃ ایضا مندوبۃ ولا سبیل الی الثالث ایضا للزوم الجمع بین الحقیقۃ والمجاز فتعین الاوسط وغیر الامور
اوساطہا ومما یویدہ عطف سنۃ الخلفاء علی سنتی وجمعہما فی نسق واحد وایضا لو کان غرض النبی من ہذا الکلام
ندب سنۃ الخلفاء من غیر لزوم لما کان لتخصیص الخلفاء بالذکر وجہ معتد بہ فان ہذا الامر جار فی اقتداء جمیع الصحابۃ
وحدیث اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر یدل علی خصوص لزوم الاتباع بالشیخین ومواظبۃ النبی
علیہ السلام التی ہی السنۃ تنقسم الی قسمین احدہما المواظبۃ الفعلیۃ وہی ان یواظب رسول اللہ علی
فعل بنفسہ کالسنن الرواتب وغیرہا وثانیہما ان یواظب علی تشریعہ والامر بہ والترغیب الیہ کالاذان
للصلوۃ فانہ سنۃ موکدۃ باتفاق من یعتد بہ من العلماء مع انہ لم یفعلہ النبی علیہ الصلوۃ والسلام بنفسہ مرۃ
ایضا فضلا عن ان یواظب علیہ فوجہ کونہ سنۃ موکدۃ لیس الا المواظبۃ التشریعیۃ وکذلک نقول فی
مواظبۃ الخلفاء وانہا علی قسمین مواظبۃ فعلیۃ ومواظبۃ تشریعیۃ وکل من ہذہ الاربعۃ موجب للسنیۃ یاثم علیہ
بترکہا کما یدل علیہ حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین مع حدیث اقتدوا باللذین
من بعدی وغیر ذلک وہذا التفصیل وان لم یصرح بہ جمہور اصحابنا لکنہ مستفاد من کلماتہم فی مواضع وان
سنۃ الصحابۃ لازم الاتباع وتارکہا آثم وان کان اثمہ دون اثم تارک السنۃ النبویۃ انتہی ملتقطا من مواضع

قالوا بكونه سنة مع عدم المواظبة الفعلية فيه الا اتفاق قد يطلق على قول الاكثر كما ذكره العيني في
شرح الهداية **قال** واما سادسا فلان القول بتقسيم مواظبة الخلفاء الى المواظبة الفعلية والمواظبة
التشريعية قياسا على تقسيم المواظبة النبوتية اليهما انما يصح لو كان التمسك في تقسيم المواظبة النبوتية
حديث عليكم بسنتي وسنة الخلفاء فيقال ح ان لفظ السنة كما وقع بالنسبة الى النبي عم فكذلك
بالنسبة الى الخلفاء فليعم وهو ممنوع لجواز ان يكون المواظبة التشريعية عند قائلها ثابتة بدليل آخر كقوله
تعالى ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوه ونحوه ودلالة حديث عليكم على ان كلا من هذه
الانواع الاربعة موجبة للسنة يأثم تاركها غير مسلمة لم لا يجوز ان يكون كلمة عليكم محمولة على الندب كما عرفت
آنفا **اقول** لا يجوز حملها على الندب كما عرفت سابقا والتقسيم المذكور غير موقوف على كون التمسك في
تقسيم المواظبة النبوتية هذا الحديث بل الغرض ان سنة النبوتية لما كانت منقسمة الى قسمين سواء كان هذا
الحديث او بغير ذلك وقد وردت مساواة السنة النبوتية وسنة الخلفاء في هذا الحديث فلا بد ان تقسم سنة
الخلفاء ايضا الى قسمين ولما كان لفظ عليكم محمولا على اللزوم لعدم صارف يصرفه دل الحديث المذكور على
اثم تارك السنتين باقسامهما **قال** واما سابعا فلان سنة النبي وسنة الخلفاء مندرجة تحت لفظ عليكم فالتفرقة
بينهما مع كونهما مندرجتين للفظ عليكم هل يجوز عندك ام لا على الثاني لا يصح قولك ان كان اثمه دون اثم
تارك السنة النبوتية وعلى الاول لم لا تجوز التفرقة بينهما بان يكون السنة النبوتية موكدة وسنة الخلفاء مستحبة
اقول هذه التفرقة غير جائزة كما مر غير مرة ان الحمل على عموم المجاز من غير ضرورة غير جائز بل وجب ان يحمل
عليكم على اللزوم ويكون كل من السنتين واجب الاخذ وكون احدهما ادون من الآخر في اللزوم لا يقدح في شيء
لانهما مشتركان في اللزوم بهذا الحديث بمعنى انه يؤاخذ تاركهما واما كون اثم تارك احدهما اقل من اثم تارك
الآخر فامر آخر يثبت بالدلائل الأخر ولا يضر ذلك في اشتراكهما في نفس اللزوم **قال** واما ثامنا فلانه لو
مسلم دلالة حديث عليكم بسنتي وحديث اقتدوا باللذين من بعدي على اللزوم فلا تثبت منه السنة
الموكدة بل الثابت انما هو الوجوب كما صرح به البدر العيني في حديث اقتدوا حيث قال فاذا كان الاقتداء
بهما مامورا به يكون واجبا وتاركه او اجب يستحق العقاب وفي التفصيل ان حديث عليكم بسنتي وحديث اقتدوا
لا يدل على كون سنة الخلفاء الراشدين سنة موكدة اصلا لان لفظ عليكم اما ان يكون محمولا على الوجوب
واما ان يكون محمولا على الندب واما ان يكون محمولا على كليهما ولا دلالة له على تقدير على كونها سنة موكدة اما

ذلك المعنى فوجب حمله عند الاطلاق على حقيقته كيف وقد تحقق بالضرورة مبادرة الذهن الى فهم الحقيقة
اقوى من مبادرته الى فهم المجاز انتهى فان قلت المانع عن ارادة المعنى الحقيقي ههنا هو ان سنة الصحابة
ليست بلازمة ولو حمل عليكم على اللزوم لزم ذلك قلت هذا عين المتنازع فيه فانه لم يدل دليل آخر على
عدم لزوم سنة الصحابة وهذا النص قد دل على ذلك بمعناه الحقيقي ولا قرينة تصرفه عن ذلك فاي ضرورة داعية
الى حمله على الندب المقابل للزوم الذي هو معنى مجازي ولو جوز حمل الالفاظ على المعاني المجازية بغير قرينة مانعة
عن ارادة المعاني الحقيقية لفسد انتظام الشرع اذ كل ما ورد فيه من الاوامر والنواهي يسري فيه احتمال المجاز
قال واما ثالثا فلانا نقول معارضة ان كلمة عليكم لا يخلو اما ان يكون محمولا على اللزوم والوجوب
واما ان يكون محمولا على الندب اما ان يكون محمولا على كليهما لا سبيل الى الاول الا لزم ان تكون السنة
النبوية وسنة الخلفاء واجبة ولا سبيل الى الثالث ايضا للزوم الجمع بين الحقيقة والمجاز فتعين الاوسط
وخير الامور اوساطها **اقول** هذا مدفوع بما مر من ان الندب معنى مجازي والمجاز لا يحمل عليه اللفظ الا عند تعذر
الحقيقة واذ ليس فليس معناه الحقيقي هو اللزوم فلزم الحمل عليه لا يقال يلزم منه كون سنة الصحابة واجبة
ولا قائل به لانا نقول اللزوم عبارة عن كون الفعل بحيث يؤاخذ على تركه وهو شامل للفرض والواجب والسنة
المؤكدة فان تارك كل منها مؤاخذ اما تارك الاولين فبالعقاب اما تارك الثالث فبالملامة والعتاب
كما صرح به في البزازية وغاية البيان والعناية وجامع الرموز والتحقيق والتبيين ومرقاة الاصول وغير ذلك
وقد نقلت عباراتهم في تحفة الاخيار ولما ثبت بالدلائل الأخر عدم فرضية سنة الصحابة وعدم وجوبها بل
عدم افتراض سنة النبي عليه السلام وعدم وجوبها بقي اللزوم فيهما بمعنى انه يعاتب تاركهما وهو معنى السنة المؤكدة
ومن ظن ان اللزوم عين الوجوب فارادة اللزوم تستلزم افتراض السنن او وجوبها فقد خالف المعقول
والمنقول **قال** واما رابعا فلانه لو كان غرض النبي عليه الصلوة والسلام من هذا الكلام لزوم سنة الخلفاء
لما كان لتخصيص الشيخين بالذكر في حديث اقتدوا باللذين من بعدي ابي بكر وعمر وجه معتد به فان هذا الامر
جار في جميع الخلفاء الراشدين **اقول** تخصيصهما بالذكر في هذا الحديث وان كان اقتداء جميع الخلفاء لازما
تنبيها على انهما اول من يقتدى به بعد النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم وان الخليفة بعده ابو بكر ثم عمر
قال واما خامسا فلان قوله ان الاذان للصلوة سنة مؤكدة باتفاق من يعتد من العلماء غلط فانه
عند الامام احمد فرض كفاية ولا شك في كونه من الذين يعتد بهم **اقول** هذا غير مخل بالمقصود فان الكثير

كما يشعر عليه قوله عليه السلام ما انا عليه واصحابي فان الاصل في العطف المغايرة كما هو
مذكور في المختصرات فلا يصار الى غيره بلا ضرورة **اقول** اي ضرورة دعتكم
الى ابداع الاحتمال واي امر اضطركم الى هذا الاعتلال اثبت عندكم من دليل آخر عدم لزوم سنة الخلفاء
ام هذا مجرد رايكم وقد حدث في زماننا من ابدع الاحتمالات في الآيات القرآنية والاحاديث النبوية فانكر
الضروريات الدينية والواجبات العينية فيا لله من فتنة الاحتمال لهي فتنة عمياء صماء اعاذنا الله منها
ومن امثالها **قال** اور قول بالوجوب کا یہ حال ہے کہ یہ قول نہ تو مجتہدین فی الشرع سے مانند ائمہ اربعہ کے
منقول ہے اور نہ مجتہدین فی المذہب سے جیسے ابو یوسف و محمد وغیرہما اور نہ مجتہدین فی المسائل سے جیسے
خصاف وطحاوی وکرخی وشمس الائمہ حلوانی وسرخسی وبزدوی وقاضی خان وغیرہم اور نہ اصحاب
تخریج سے جیسے رازی اور نہ اصحاب ترجیح سے جیسے ابو الحسن قدوری وصاحب ہدایہ اور نہ اصحاب متون سے
جیسے صاحب کنز وصاحب مختار وصاحب وقایہ اگر منقول ہے تو انہیں فقہاء سے جو طبقہ سابعہ میں داخل ہیں
کہ غث اور سمین اور رطب ویابس میں فرق نہیں کر سکتے اور اکثر قائلین بالوجوب کا استدلال حدیث
من حج ولم یزرنی فقد جفانی سے ہے اور یہ حدیث قطع نظر اس سے کہ اکثر محدثین اسکو موضوع اور بعض
محدثین ضعیف لکھتے ہیں وجوب پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ لفظ جفا تو حدیث من بدا جفا میں بھی آیا ہے
اسکی نسبت مجمع البحار میں مرقوم ہے ای من خرج الی البادیۃ اوسکن فیہا غلظ طبعہ لقلۃ مخالطۃ الناس
انتہی پس اگر یہ لفظ وجوب پر نص ہو تو چاہیے کہ شہر کا رہنا ہی واجب ہو جاوے اور بادیہ کا رہنا حرام
اور حال آنکہ اسکا کوئی قائل نہیں **اقول** یہ کلام مخدوش ہے ساتھ چند وجوہ کے **اول** یہ کہ سابقا
آپنے جذب القلوب سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ قائل قرب وجوب کے ہیں اور آپ خود قول محقق میں تسلیم
کر چکے کہ قرب وجوب اور وجوب دونوں متقارب ہیں پس انکار کرنا اسکا کہ یہ قول کسی مجتہد سے منقول نہیں
چشم پوشی ہے **دوسری** یہ کہ قول وجوب کو ایک طائفہ فقہاء نے جو کہ معتمد علیہم ومستند الیہم تھے نقل کیا اور
بعضوں نے بطور خود بغیر نقل تحریر کیا جیسا کہ عبارتیں اونکی کلام سابق میں مرقوم ہیں منجملہ اونکے شرنبلالی
ہیں انہی اونکی شان میں خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر میں لکھتے ہیں الشیخ العمدۃ حسن الشرنبلالی
فقیہ الازہر وکوکبہ المنیر لو رآہ صاحب السراج الوہاج لاقتبس من نورہ او صاحب الظہیرۃ لاستغنی عن ظہورہ
او ابو الحسن لکان من الثناء علیہ صاحب التحریرات والرسائل التی فاقت وکان احسن الفقہاء فی زمانہ ما ثبت

على الاول فلان فيه احتمالين الاول ان يراد به وجوب اخذ السنة فحسب لا وجوب السنة الماخوذ بها والثاني ان
يراد به وجوب السنة الماخوذ بها على الاول تبقى السنة الماخوذة اعم من ان يكون فرضا او واجبة او سنة
موكدة او غير موكدة فلا يثبت كونها سنة موكدة وعلى الثاني يلزم وجوب السنة لا كونها سنة موكدة واما
على الثاني فلان المندوب يشمل السنة الموكدة وغيرها واما على الشق الثالث فعدم ثبوت السنة الموكدة ظاهر
اقول عليكم موضوع في اللغة للزوم وهو اعم من الوجوب كما مر لا انه عين الوجوب المصطلح فان هذا الوجوب
المصطلح قد حدث بعد استقراء اللغة بزمان كثير بل بعد زمان النبي عليه الصلوة والسلام ايضا ومن ثم تعقب
من استدل بحديث غسل الجمعة واجب على كل محتلم على وجوب غسل الجمعة بان الوجوب المصطلح لم يكن في الزمن
النبوي بل حدث بعده فلا يمكن ان يراد ذلك في كلامه فاذن يحمل عليكم على اللزوم بمعنى ان يواخذ
تاركه وادناه السنية فيحمل عليه لثبوت ان السنن النبوية ليست بلازمة لزوم الوجوب فضلا عن سنن الخلفاء
وبهذا ظهر ما في التفصيل المذكور فانه قد ذكر شقوقا باطلة واعرض عن ذكر التقدير الصحيح وهو مطلق اللزوم
قال ولعلم ان حمل لفظ عليكم على الوجوب اقرب الى الصواب لانه معنى حقيقي وما امكن المعنى الحقيقي لا يصار
الى المعنى المجازي ومقابلته اياكم ومحدثات الامور ايضا تقتضي حمل عليكم على المعنى الحقيقي كيف واياكم محمول
على المعنى الحقيقي اعني التحريم الذي يشعر عنه قوله عليه السلام وكل ضلالة في النار وقوله عليه السلام تمسكوا
بها وعضوا عليها بالنواجذ ايضا يؤيد المعنى الحقيقي لكن يجب ان يراد به وجوب الاخذ لا وجوب الماخوذ
به فان كان السنة اي الطريقة فرضا فالاخذ على وجه الفرضية وان واجبة فعلى سبيل الوجوب وان سنة موكدة
فعلى طريق السنية وان مستحبا فعلى طريق الاستحباب حتى لا يلزم صريح كون السنة واجبة ولا يلزم من حمله على الوجوب
كونها سنة موكدة كما عرفت **اقول** كون الوجوب المصطلح معنى عليكم الحقيقي ممنوع كما مر غير مرة بل معناه
مطلق اللزوم وما امكن المعنى الحقيقي لا يصار الى المجازي ومقابلته اياكم الدال على التحريم لا يدل على حمل عليكم
على الوجوب المصطلح كما لا يخفى على من تدبر **قال** واما تاسعا فلان لفظ سنتي وسنة الخلفاء اعم من
ان يكون سنة موكدة او غيرها فلو حمل على اللزوم يلزم ان تكون السنة الغير الموكدة ايضا موكدة **اقول**
قد خصصت الغير الموكدة من السنة بدلائل اخر دالة على ان افعال النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم التي فعلها
احيانا غير لازم اخذها وليس هذا تخصيصا بغير مخصص بل بمخصص **قال** واما عاشرا فلانه يحتمل ان يكون
المراد بسنة الخلفاء هو السنة النبوية لا غير فالمعنى الزموا الطريقة التي انا عليها وخلفائي وهذه الطريقة واحدة

الربوتیہ اذا قوبلت بحبنسہا حدث فی زمن معاویۃ وما حدث من الخلفاء الراشدین فسنۃ بلاشک یجب الاخذ
بہا واتباعہا بالنص القاطع انتہی اور قول مذہب جو آپنے اختیار کیا اوسکو قول محقق میں فتاوی عالمگیری
اور رد المحتار اور در مختار سے نقل کیا او مصنفین انکی نہ مجتہدین سے ہین اور نہ اصحاب ترجیح سے اور نہ اصحاب
تخریج سے اور نہ اصحاب متون سے بلکہ فتاوی عالمگیری کے جامعین کا حال مجہول ہے اور رد المحتار کی مصنف
کو عرصہ قلیل ہوا کہ اونہونے انتقال کیا اونکا حال نہین معلوم کہ کیسے تہے اور در مختار کے نسبت ابنہ ایبد
بعلی شرح اشباہ مین لکہتے ہین قال شیخنا صالح لا یجوز الافتاء من الکتب المختصرۃ کالنہر وشرح الکنز للعینی
والدر المختار او لعدم الاطلاع علی حال مصنفیہا کشرح الکنز لملا مسکین وشرح النقایۃ للقہستانی او لنقل الاقوال
الضعیفۃ فیہا کالقنیۃ للزاہدی فلا یجوز الافتاء منہ الا اذا علم المنقول عنہ واخذہ منہ ہکذا سمعتہ منہ وہو
علامۃ فی الفقہ مشہور انتہی اگر کوئی شبہہ کرے کہ عالمگیری وغیرہ مین قول مذہب کو بلفظ قال مشائخنا
ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول قدماء حنفیہ کا ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ مشائخنا کی تعیین کسی کتاب
مین نہین ہے کہ اس سے کون کون مراد ہین اور بغیر تعیین کے کیونکر یہ قول منسوب قدماء ہو سکتا ہے
خلاصہ یہ ہے کہ قول مذکور جو بعض کتب معتبرہ مین مرقوم ہے پس اگر کسی نے موافق اوسکے بعد انضمام حدیث جفانی
کے فتوی دیا تو کیا نقصان واقع ہوا تیسرے یہ کہ حدیث جفانی کو اکثر محدثین کا موضوع کہنا
کہان سے ثابت ہوا قول محقق مین آپنے صغانی اور زرکشی اور ابن جوزی اور ذہبی اور ابن عبد الہادی سے
حکم وضع کا نقل کیا اور کلام مرحوم مین امر محقق کر دیا گیا کہ صغانی اور ابن جوزی مبالغین فی حکم الوضع سے
ہین اونکا اعتبار نہین اور ابن حجر نے لکہدیا کہ ذہبی نے حکم وضع کا بتبعیت ابن جوزی کے دیا باقی رہے
زرکشی اور ابن عبد الہادی پس بعد ثابت ہونے اس امر کے کہ ان دونون نے بتبعیت مبالغین کے حکم نہین دیا
بلکہ خود رواۃ کی تفتیش کرکے حکم دیا ان دو کے حکم سے اکثر کا حکم کہان سے لازم آیا اور اس حدیث کی عدم صحت
کا حال عنقریب واضح ہوگا انشاء اللہ تعالی چوتھے یہ کہ معنی جفا کی لغت مین چند مذکور ہین چنانچہ قاموس
مین ہے جفا جفاء وتجافی لم یلزم مکانہ واستجفاہ عدہ جافیا وجفا علیہ لذ الثقل والجفاء نقیض الصلۃ
ولقیص جفاہ جفوا وجفاء اور جل جاف فی الخلقۃ والخلق لیس غلیظ انتہی اور جزری نہایہ غریب الحدیث مین تحریر
کرتے ہین فی الحدیث اذا سجدت فتجاف وہو من الجفاء البعد عن الشیء یقال جفاہ اذا بعد عنہ واجفاہ
البعدہ والجفاء ایضا ترک الصلۃ والبر ومنہ الحدیث البذاء من الجفاء بالذال المعجمۃ الفحش من القول وفی الحدیث

تسع وستین والف انتہی ملخصا اور منجملہ اونکے کمال الدین ابن الہمام ہین کہ جنکی عادت یہ ہے کہ حسب منشاء کی دلیل ضعیف
یا غیر محتج پاتے ہین اوسکو بلا تردد مجروح کر دیتے ہین اگرچہ جمہور حنفیہ اوسکے قائل ہون ونعمت العادۃ ہے
مگر قول وجوب کو نقل کرکے اونہون نے کچھ تعرض نہ فرمایا سیوطی حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ مین
لکھتے ہین کمال الدین محمد بن عبد الواحد السکندری المعروف بابن الہمام تفقہ علی السراج قاری الہدایۃ و
تقدم علی اقرانہ فی انواع العلوم من الفقہ والاصول والنحو وغیرہا وکان علامۃ جدلیا مات سنۃ احدی وستین
وثمانمائۃ انتہی مخلصا اور طبقات تمیمی مین ہے لہ تصانیف منہا کتاب التحریر الذی لم یؤلف فی الاصول مثلہ
والمسایرۃ فی العقائد وشرح الہدایۃ المسمی بفتح القدیر ولا نظیر لہ اور صاحب بحر رائق نے شرح کتاب القضاء مین
ابن ہمام کو ارباب ترجیح سے معدود کیا ہے عبارت اونکی یہ ہے قد وقع للمحقق ابن الہمام فی مواضع الرد علی المشائخ
فی الافتاء بقولہما بانہ لا یعدل عن قولہ الا بدلیل لکن ہو اہل للنظر ومن لیس باہل فعلیہ الافتاء بقول الامام
والمراد بالاہلیۃ ان یکون عارفا ممیزا بین الاقاویل لہ قدرۃ علی ترجیح بعضہا علی بعض انتہت اور منجملہ اونکے
صاحب منح الغفار ہین محبی اونکے ترجمہ مین تحریر کرتے ہین شمس الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب التمرتاشی الغزی
تفقہ علی صاحب البحر والامام امین الدین بن عبد العال وغیرہما وصار مرجع ارباب الفتاوی والف التالیف
العجیبۃ منہا شرح الکنز وحواشی الدرر وشرح الوقایۃ واحسن تصانیفہ تنویر الابصار وشرحہ منح الغفار توفی
سنۃ اربع والف انتہی ملتقطا اور منجملہ اونکے علامۂ ہند عبد الغنی بن احمد بن عبد القدوس گنگوہی ہین
علمائے زمان سلطان اکبر سے ہین اور حرمین شریفین جا کے کتب حدیث ابن حجر مکی سے حاصل کین ترجمہ اونکا منتخب
التواریخ مین بشرح وبسط مذکور ہے اگر کسی کو شبہہ ہووے کہ جب ابن ہمام ارباب ترجیح سے ہین تو اونکا قول باب
تراویح مین کیون نہین مقبول ہوتا ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ قول اونکا مخالف معنی حقیقی نص صریح کے ہے
اسوجہ سے مقبول نہین ہو سکتا کیونکہ حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین سے صاف لزوم سنۃ
خلفاء ثابت ہے اور حمل کرنا اوسکا ندب پر جیسا کہ ابن ہمام نے کیا بلا وجہ موجہ ہے اور اسیوجہ سے بحر العلوم
نے رسائل الارکان مین اکثر مواضع مین تحقیقات ابن ہمام کو پسند کرتے ہین اس مقام مین تحقیق جمہور کو
پسند کیا عبارت اونکی بحث تراویح مین یہ ہے سنۃ علینا لا شک فیہ لان سنۃ الخلفاء الراشدین سنۃ
صلی اللہ علیہ وسلم فی اللزوم والاساءۃ بالترک فانہ قال علیہ السلام فی موعظتہ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
ومحدثات الامور ما حدث بعد زمان الخلفاء کخطبۃ مروان قبل الصلوۃ للعید وجعل الخطبۃ متقدمۃ فی الاول

وحرمین مین امتیاز نہین فرمایا **اقول** علماء وارباب تدین کی شان سے بعید ہے کہ اسقدر سفر دور ودراز
کرین اور باب مدینہ پر پہونچکر مدینہ مین داخل ہونیکا قصد نہ کرین اور گہر سے یہ ارادہ کرنا کہ ہم فقط مکہ معظمہ
جائینگے مدینہ منورہ سے مشرف نہونگی بڑی بیباکی ہے عوام بہی ایسا کبہی قصد نہین کرتے ہین چہ جاے وہ لوگ
جو فرقہ علماء مین داخل سمجہی جاتے ہون اور چونکہ آپ مشتہر بہ فضل وعلم تہے لہذا صاحب کلام مبرم نے
آپکے حق مین حسن ظن کیا اور یہ سمجہا کہ گہر سے آپ ارادہ حرمین کا کرکے گئے ہونگے مگر وہان جاکر بسبب شبہات
فسخ عزیمت کی لہذا صاحب کلام مبرم نے اولا یہی لکہا کہ حرمین شریفین تشریف لیگئے بعد اوسکی لکہا کہ بعد
فراغ حج کے مراجعت وطن کی کی اور یہ گمان نہین ہوسکتا کہ آپنے گہر سے روانگی کی وقت ہی قصد مدینہ کا نہین کیا
کیونکہ یہ شان جہلا سے بہی بعید ہے چہ جا کہ علماء اور اگر فرمائیے کہ گہر سے قصد زیارت کا نہین درست ہے
جیسا کہ ابن تیمیہ کا مذہب ہے تو قطع نظر اسکے کہ مذہب ابن تیمیہ کا اس مسئلہ مین مردود ہے کہا جائیگا کہ
قصد مسجد نبوی کا اتفاقا درست ہے **افادہ** مخفی نرہے کہ جمہور فقہاء حنفیہ مائل بوجوب ہین **قال** اولا
اس مقام پر صاحب رسالہ نے لفظ مائل بمیم لکہا اور صفحہ ۴ اور صفحہ ۱ مین بالقاف تحریر فرمایا ہے اور یہ خیال
نہ فرمایا کہ محققین حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ اسکے وجوب کے قائل ہین انتہی پس معلوم ہوا کہ صاحب رسالہ کو
قول ومیل مین بہی تمیز نہین **اقول** سبحان اللہ یہ عجب اعتراض عامی ہے کہ جسکے دیکہنے سے طلبہ بہی ہنستے ہین
آپکو جمہور اور محققین کے فرق کی بہی تمیز نہین ہے **قال** ثانیا باب اول مین ثابت ہوا کہ جمہور فقہا
حنفیہ بلکہ شافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ بلکہ کل اہل اسلام معتدبہم قائل استحباب ہین **اقول** یہ کلام مخدوش
ہے بچند وجوہ **اول** یہ کہ آپ نے قول محقق مین قول ندب کو طرف جمہور کے منسوب کیا اور سند
اوسکی عبارت در مختار وعالمگیری ورد المحتار گردانے حالانکہ تینون کتاب مین ایک مسئلہ کے وجود سے
قول جمہور لازم نہین آتا ہے اور اس رسالہ مین بلفظ مشائخنا اور مسئلہ تخییر استناد کرکے قول جمہور ثابت کیا
حالانکہ لفظ مشائخنا نص عموم پر نہین ہے بلکہ وہ قبیل حصر علماء البلد سے ہے اور مسئلہ تخییر وجوب سے بہی
متفرع ہوسکتا ہے پس قول جمہور کہان سے ثابت ہوا **دوسرے** یہ کہ جمہور شافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ کے قول
ندب کو ابدایت سمہودی وبحر العلوم وابن جملہ سے مدلل کیا حالانکہ عبارت بحر العلوم مطلق قربت پر دال ہے اور عبارت
سمہودی مین محتمل قرب وجوب منقول ہے اور وہ باقرار آپ کے متقارب از وجوب ہے اور عبارات منقولہ ابن جملہ
استحباب بعدیت زیارت از حج پر دلالت کرتے ہین نہ استحباب مطلق زیارت پر **تیسرے** یہ کہ استحباب یہ

الآخر من بدا جفا بالدال المهملة اي من سلن في البادية غلظ طبعه لقلة مخالطة الناس والجفاء غلظ الطبع ومن عمل رفق صفة النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم ليس بالجافي انتهى ان عبارات سے ظاہر ہے کہ سب جفا متعدی مفعول کیطرف بلا واسطہ ہوتا ہے معنی اوسکی ضد بر وصلہ کی یا بعد کی ہوتی ہیں اور جو جفا بمعنی غلظ طبع کی ہے وہ لازم ہے پس جفا کہ حدیث جفانی میں جفا متعدی ہیں لابد معنی اوسکی ترک بر وصلہ کے اور ظلم کے ہونگے اسیواسطے قسطلانی نے ارشاد میں لکھتے ہیں الجفا اذی الاذی حرام فتجب لزیارة اذ ازالة الجفا واجبة انتہی اور حدیث من بدا جفا میں چونکہ جفا متعدی مفعول کیطرف نہیں ہے ہو اسواسطے معنی لازم پر محمول ہوا اور اگر جفانی میں کوئی اور معنی لیجاویں تو معنی ہمل ہوجاوینگے فکم من فرق بینهما ومن لم یفرق فقد وقع فی مغلطة عظیمة **قال** یہاں سے مرجوحیت قول بالسنة المؤکدة اور قول وجوب کے ثابت ہوگئی اور قول مرجوح پر فتوی دینا فقہا نے حرام لکھا ہے مفتی کو چاہیے کہ جسکے قول پر فتوی دیتا ہے اوسکی روایت و درایت کا حال تحقیق کرلے اور اس بات کی معرفت حاصل کرے کہ قائل فقہاء کی کون سے طبقہ میں ہے نہ جیسا کہ صاحب کلام مبرم نے کیا کہ وجوب کہ ابو عمران مالکی مجہول الحال اور اوسکی مقلدین کا قول ہے بیباک ہوکر فتوی دیدیا **اقول** اس کلام میں چند تعقبات ہیں **اول** یہ کہ مرجوحیت قول وجوب کے اور قول سنت کی جو وجوہ بیان کئی گئے سب مردود ہوگئے پس ثبوت مرجوحیت زعم باطل ہے **دوم** یہ کہ ابو عمران مالکی کا مجہول الحال ہونا کذب زور ہے طبقات مالکیہ کو ملاحظہ کیجئے بغیر معائنہ کئیے ہوئے کتب طبقات کی کسی کو مجہول کہدینا شان اہل علم سے بعید ہے **سوم** یہ کہ صاحب کلام مبرم نے بمجرد متابعت ابو عمران فتوی نہیں دیا بلکہ بمتابعت یک طائفہ حنفیہ و بعض اہل حدیث جفانی اس قول کو اختیار کیا **چارم** یہ کہ آپنے جو قول مذہب پر فتوی دیا وہ بمتابعت ارباب عالمگیری و رد المحتار و در مختار فتوی دیا اور ان کا حال دریافت نہ کیا کہ کس طبقہ سے یہ لوگ ہیں

باب دوم رد میں ایرادات مولوی محمد بشیر صاحب کے جو صاحب کلام مبرم پر کئے اس باب میں ہم قول صاحب کلام مبرم کو کہ جسپر مولوی صاحب نے ایراد کیا ہے بلفظ افادہ نقل کرتے ہیں بعد اوسکی ایراد کو بلفظ قال نقل کرکے بلفظ اقول دفع کرینگے **افادہ** سال مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی حرمین شریفین تشریف لیگئے اور مشاہد عظام اور مشاعر کرام سے مشرف اندوز ہوئے جب حج سے فراغت کی عزیمت مراجعت وطن کی کی زیارت قبر محترم سید المرسلین شفیع الامم کا ارادہ فرمایا **قال** اس کلام میں صریح منافی ہے کیونکہ حرمین تو بعبارت کہ مکہ مدینہ طیبہ سے ہے غالبا صاحب رسالہ نے اپنی کمال علمی سے مکہ

تاویل ہی بیان کی لیکن اوس عبارت کو صاحب رسالہ نے اپنی دیانت سے حذف کر دیا پوری عبارت شیخ کی یہ ہی اما
زیارت قبر شریف و مسجد منیف از اعظم قربات و اعلی درجات ست بعضے برانند کہ واجبست کر سیکہ وسعت دارد
چنانکہ امام عبد الحق کہ از اعاظم علماء حدیث ست ذکر کردہ و گفتہ اند کہ مراد وی از واجب سنت موکدہ است
کہ در مرتبہ واجب ست و بہ ثبوت پیوستہ کہ آنحضرت فرمودہ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی و مروی ست
کہ من وجد سعۃ ولم یفد الی فقد جفانی صاحب مواہب گفتہ کہ این حدیث ظاہرست در حرمت ترک زیارت
زیرا کہ درین جفا اذی ست و جفا و ایذای آن حضرت حرام ست باجماع پس واجب شد ازالہ جفا و آن
بزیارت خواہد بود پس زیارت واجب شد انتہی یہ اول تحریف ہی کہ صاحب رسالہ اس رسالہ مین مرتکب ہوا
اقول ناظرین فہم و علم شیخ نے اولا حکم اعظم قربات کا و اعلی درجات کا دیا اور یہ عام ہی استحباب و وجوب
و سنیت سی پس اختیار اونکا استحباب کو کس جملہ سی ثابت ہوا اور نسبت تحریف کی طرف صاحب کلام
مبرم کے عجائب روزگار سی ہی کیونکہ تحریف عبارت ہی بگاڑنے سی اور بدلنی سی اور چونکہ تاویل وجوب کی
جو عبارت شیخ مین منقول ہی بعد نقل عبارت شیخ کے صاحب کلام مبرم کو مواہب لدنیہ سی نقل کرنا منظور تھی
لہذا بنظر اختصار کے عبارت تاویل کا تذکرہ نہ کیا اور باقی عبارت پر اقتصار کیا پس یہ اختصار بحذف
مایستغنی عنہ ہوا نہ تحریف شاید آپکے نزدیک تحریف اور اختصار مین اتحاد ہی کہ اختصار پر حکم تحریف کا بیباک
ہو کر دیتی ہین یا وعید افترا و بہتان سی خوف نہین فرماتے ہین **قال** علاوہ اسکی وہ عبارات کہ جسمین
قریب بوجوب ہی اونکا استحباب پر محمول کرنا وجوب پر محمول کرنیسے آسان ہی کیونکہ افضل استحبابات
کو بہی قریب واجب کہنا درست ہی اسلیے کہ قریب تو یک امر اضافی ہی بخلاف واجب کہ اوسپر اطلاق
قریب واجب اوس قبیل سے ہی کہ عقل سلیم اوسکا انکار کرتی ہی اور جن عبارات مین لفظ وجوب ہی اونکو بہی
استحباب پر محمول کرسکتے ہین **اقول** یہ کلام مردود ہی چند وجوہ سی **اول** یہ کہ قول محقق مین آپکی
عقل سلیم نے قریب واجب کو واجب ٹھہرایا اور یہان عقل سلیم اعراض کرنے لگی ان ہذا الشئی عجاب
اور یہ پانچوان موضع ہی اون مواضع سی جہان آپسے تعارض واقع ہوا **دوم** یہ کہ اطلاق قریب واجب کا
واجب پر اطلاق فقہاء مین شایع و ذائع ہی جیساکہ سابقا مذکور ہو چکا اور اطلاق اوسکا مستحب پر ابتداع
جناب کا ہی پس بمقابلہ اطلاق فقہاء کے یہ تجویز آپ کی کب تسلیم کیجاویگی **سوم** یہ کہ قریب کے اضافی
ہونیسے نہین لازم کہ اطلاق قریب واجب کا مستحب پر آوے ورنہ لازم آویگا کہ مباح کو قریب مستحب کہنا

اجماع آپنے رد المحتار وغیرہ سے نقل کیا اور یہ نہ خیال کیا کہ باوجود خلاف اجماع کیونکر صحیح ہوا پس وہ اجماع منقول یا تو مردود یا ماؤل ہے کما مر تفصیل ذلک کلہ فی رد الباب الاول جو تھے یہ کہ لفظ مستدین ہم کس قاعدہ سے صحیح ہے شاید کمال ذکاوت سے غلط کو صحیح کر دیا **قال** ثالثا یہ کہ باب اول مین معلوم ہوا کہ حنفیہ قول استحباب کو نقل کر کے پھر قول بالوجوب بیان کر کے تفریع قول استحباب پر کرتے ہین **اقول** سابقا گذر چکا کہ وہ تفریع وجوب پر بہی درست ہے **قال** ثالثا یہ دعوی کہ جمہور حنفیہ قول وجوب کو نقل کر کے سکوت کرتے ہین اون عبارات سے جو اوسکے ثبوت کے لیے پیش کی گئین ہرگز ثابت نہین ہوتا ہان اون عبارات سے قول قرب وجوب منقول ہے اور وجوب و قرب وجوب مین فرق نہ کرنا ناشی جہل سے ہے **اقول** دروغ گو را حافظہ نباشد ایراد رابع ہے نہ ثالث اور نسبت جہل کے ناشی جہل مرکب سے ہے کیونکہ قرب وجوب حکم وجوب مین ہے جیسا کہ عبارات فقہاء اور دلیل معقول سے سابقا ثابت ہو چکا اور آپ قول محقق مین اس امر کی تصریح کر چکے کہ قول قرب وجوب اور وجوب دونو متقارب ہین اور دونون کی دلیل بہی ایک ہی ہے اور تضعیف ایک کی دوسرے کی تضعیف ہے پس اگر یہ فرق نکرنا جہل ہے تو الزام اسکا آپ کی طرف عائد ہے اور یہ جو تہا موضع ہے اون مواضع سے جنمین آپسے تعارض واقع ہوا **قال** پوشیدہ نرہے کہ عبارات منقولہ سے تو ایک بہی حنفی کا وجوب کو اختیار کرنا ثابت نہین ہان ونسے یہ بات البتہ ثابت ہوتی ہے کہ ابو عمر اور بعض شافعیہ و بعض مالکیہ قائل بوجوب ہین اور یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ قول قرب وجوب کے نقل کرتے ہین نہ یہ کہ جمہور حنفیہ قول وجوب کو نقل کر کے سکوت کرتے ہین **اقول** قرب وجوب اور وجوب مین فرق نکرنا جہل مرکب ہے **قال** اگر کہا جاوے کہ گو کسی حنفیہ کا قول بالوجوب ان عبارات سے ثابت نہین ہوتا لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ عبد النبی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے وجوب کو نقل کر کے سکوت کیا پس حنفی کا قول نقل کر کے سکوت کرنا ثابت ہوا تو جواب اسکا دیا جا سکتا ہے کہ اول تو اس سے جمہور حنفیہ کا وجوب کو نقل کر کے سکوت کرنا ثابت نہین ہوتا دوم عبد النبی نے تو اپنے مسلک مختار کی اول تصریح کی حیث قال علم ان زیارۃ النبی العربی القرشی المکی سنۃ من سنن المسلمین پس یہ سکوت معارض اس تصریح کے کیونکر ہو سکتا ہے **اقول** عبد النبی کی عبارت مین جو سنۃ واقع ہے بقرینہ من سنن المسلمین کے بمعنی طریقہ متداولۃ بین المسلمین کے ہے یعنی قول مطلق قربت پر دلالت کرتا ہے نہ مجرد استحباب پر پس اختیار اوسکا استحباب کو کہان سے ثابت ہوا **قال** اور حضرت شیخ عبد الحق نے اول اپنے قول مختار کی تصریح کی بلکہ وجوب کے

قال اور قسطلانی نے پہلے ہی بنا مختار اس باب مین بیان کر دیا حیث قال اعلم ان زیارۃ قبرہ الشریف
من اعظم القربات وارجی الطاعات والسبیل الی اعلی الدرجات ومن اعتقد غیر ہذا فقد انخلع من ربقۃ الاسلام
پس اس سے ترجیح قول وجوب ثابت نہوئی **اقول** قربت وطاعت عام ہی مستحب و واجب و سنت وغیرہ سے
پس اس سے اختیار مطلق قربت کا ثابت ہوا نہ اختیار استحباب کا اور ترجیح وجوب کی عبارت لاحقہ
جو سابقا مذکور ہو چکی ثابت ہوئی **قال** قطع نظر اس سے قول وجوب جمہور شافعیہ کے مخالف ہی جیسا کہ
باب اول مین ظاہر ہوا اسلیے قابل اعتبار نہین **اقول** باب اول کے رد مین واضح ہو نیگا کہ جو عبارت
آپنے واسطے اثبات قول جمہور شافعیہ کے نقل کین وہ مفید مدعی نہین ہی **قال** اور قسطلانی اور ابن حجر
مکی اون طبقات فقہا مین سے نہین ہین کہ جنکی قول پر فتوی دیا جاوی بلکہ طبقہ سابعہ مین ہین **اقول**
یہ دعوی بلاسند ہی اسکا اثبات کرنا چاہیے شاید اسوجہ سے کہ اون دونون نے آپ کی رای کے خلاف
لکھا طبقہ سابعہ مین داخل ہو گئی **قال** اور باوجود اسکی یہ قول مخالف اجماع ہی **اقول** سابقا مذکور ہو چکا
کہ اجماع استحباب پر کسی کے کلام سے صریح نہین مفہوم ہوتی ہی اور بعد تسلیم کے نقل اجماع مغلطہ ناقلین
ہی اوسپر اعتماد خلاف دأب فاضلین ہی **افادہ** مخفی نرہی کہ قول صاحب مواہب کا حدیث من حج ولم یزرنی
فقد جفانی کے حق مین لفظ لا یصح اوسکی موضوع ہونے پر دلالت نہین کرتا ہی بلکہ اس امر پر کہ سند اوسکی
مرتبہ صحت مصطلحہ اہل حدیث تک نہین پہونچی بلکہ ضعیف ہی نہ یہ کہ مطلقا ثابت نہین ابن طاہر
تذکرۃ الموضوعات مین لکھتے ہین قال السیوطی فی اللآلی قال الزرکشی بین قولنا لم یصح وبین قولنا
موضوع بون کبیر فان الموضوع اثبات الکذب وقولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم وانما ہو اخبار
عن عدم الثبوت وقال ایضا لا یلزم منہ ان یکون موضوعا فان الثابت یشمل الصحیح والضعیف انتہی
قال اولا اس مقام پر صاحب رسالہ نے اس غرض سے کہ حدیث ضعیف کو بھی ثابت کہتے ہین نقل عبارت
تذکرہ مین تحریف کو کام فرمایا پوری عبارت اوسکی یہ ہی فی اللآلی قال الزرکشی بین قولنا لم یصح وقولنا
موضوع بون کبیر فان الوضع اثبات الکذب والاختلاق وقولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم وانما
ہو اخبار عن عدم الثبوت وقال ایضا لا یلزم من جہل الراوی وضع حدیثہ وفی الوجیز فرق بین المنکر
والموضوع وقال اکثر المحدثین من ستۃ مائتین الی الآن اذا ساقوا الحدیث باسنادہ اعتقدوا انہم براء
من عہدتہ وذکر السخاوی عنہ ان لفظ لا یثبت لا یلزم منہ ان یکون موضوعا فان الثابت یشمل

درست ہوجاوے بلکہ مکروہ تنزیہی او تحریمی کو قریب واجب کہدین کیونکہ بہ نسبت حرام وہ بھی قریب ہین
اور التزام اسکا خالی از سخافت نہین ہی چارم یہ کہ جواز اطلاق شی دیگر ہی اور وقوع اطلاق شی
دیگر ہی پس بعد تسلیم جواز کے کہا جاتا ہی کہ کسی فقیہ نے کسی کتاب مین قریب واجب کا اطلاق حقیقۃ
مستحب پر نہین کیا ہی ومن ادعی فعلیہ البیان اور اطلاق اوسکا وجب پر واقع ہوا ہی پس اطلاق واقع
کو چھوڑکر اطلاق ممکن کو لینا عقل سلیم کے نزدیک قبیح ہی ششم یہ کہ وجوب کو استحباب پر حمل کرنا ایسا ہی
ہی جیسا کہ کہا جاوے کہ اوامر جتنی شرع مین وارد ہین وہ سب استحباب پر محمول ہین وہل ہذا الا سفسطۃ
افادات کلام بعض محققین شافعیہ بھی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ جس سے صاف ترجیح قول وجوب کی معلوم
ہوتی ہی قال سمہودی کی عبارت سے تو واجب ہونا ہرگز نہین نکلتا البتہ قریب بواجب ہونا سمجھا
جاتا ہی اور واجب و قریب بواجب مین فرق ہی اقول قریب واجب حکم مین واجب کی ہی جیسا کہ سابقا
گذر چکا اور آپ بھی محل تحقیق مین اقرار کر چکے اب اوس سے فرار فرمانے لگے اور یہ چھٹا موضع ہی اون مواضع
سے جہان آپ سے تخالف واقع ہوا قال وہ قسطلانی اور ابن حجر مکی کے کلام سے اگرچہ وجوب کی طرف
میلان معلوم ہوتا ہی لیکن اون دونون نے بنا اوسکی حدیث جفانی پر کی ہی اور اس حدیث کا
قابل احتجاج ہونا ابھی تک پایہ ثبوت کو نہین پہونچا اقول کلام مبرم مین اس حدیث کے قابل احتجاج
ہونا مذکور ہو چکا اور باقی تفصیل عنقریب پیش کیجاوے گی انشاء اللہ تعالی قال علاوہ یہ ہی کہ قسطلانی
اور ابن حجر مکی نے بعض مالکیہ کا قول وجوب نقل کر کے یہ تاویل بھی نقل کی ہی کہ مراد واجب ہی سنت مؤکدہ
ہی اور اسپر سکوت کیا ہی اور سکوت صاحب رسالہ کے نزدیک دلیل رضا ہی بلکہ ابن حجر نے تو تصریح اس
تاویل کی تائید کی ہی اسطرح پر کہ کہا ویدل لذلک احادیث صحیحۃ صریحۃ لاتشک الامن الطمس نور بصیرتہ
اقول قسطلانی نے بعد نقل تاویل کے حدیث جفانی کو ذکر کیا اور بعد اوسکی کہا فلیتامل قولہ فقد
جفانی فانہ ظاہر فی حرمۃ ترک الزیارۃ چنانچہ تمام عبارت اوسکی کلام مبرم مین منقول ہی اب انصاف
کیجیے کہ اس اختیار قسطلانی کا قول وجوب کو معلوم ہوا یا تاویل کو اور ابن حجر کی عبارت جو کلام مبرم مین
منقول ہی اوس سے ہر ذی علم سمجھہ سکتا ہی کہ اوسکی رای ترجیح وجوب کی طرف ہی اور عبارت ابن حجر
جو لذلک واقع ہی اوسکا اشارہ تاویل کی طرف راجع کرنا کمال استعداد پر دال ہی کیونکہ ذلک موضوع
بعید کیواسطے ہی اور قول تاویل اسکی قریب مذکور ہی اگر تایید تاویل کی منظور ہوتی لہذا کہا جاتا

مفتی صاحب کا چھٹا تخالف

موضع ہفتم ۷

پس حمل کرنا قرب وجوب کا استحباب پر خلاف عقل ونقل کے ہی بلکہ خلاف آپکے اقرار کے ہی
اور یہ ساتوان موضع اون مواضع سے جہان آپ سے تخالف واقع ہوا **افاد** پس اختیار کرنا قول تہدید
کو اور نسبت اوسکی اختیار کے اور ضعف قول وجوب کے طرف جمہور حنفیہ کے کرنا جیسا کہ مؤلف قول محکم نے
کیا ہی باطل و افترا ہی **قال** اور جب ہمنے ثابت کردیا کہ مختار جمہور مشائخ حنفیہ بلکہ شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ
استحباب ہے بلکہ فقہا رنی اوسپر اجماع کا دعوی کیا ہی پس قول صاحب کلام مبرم کا غلط ٹھہرا اور اس مقام سے
مؤلف کلام مبرم کی مبلغ الاستعداد ظاہر ہو گیا کیونکہ بجائی تضعیف کی لفظ ضعف تحریر فرمایا **اقول**
اور جب ہمنے ثابت کردیا کہ جمہور حنفیہ کی طرف نسبت استحباب کی جو وجوہ آپ نے بیان کئی وہ مردود ہین
اور اجماع استحباب پر بر تقدیر تسلیم وجود اوسکی غیر معتبر پس یہ قول غلط یہ غلیط ٹھہرا اور بیان سے مبلغ ذکاوت
و فطانت آپکا ظاہر ہو گیا کہ مثل عوام کی آپ ایرادات مہملات کہتے ہین اور مباحث علمیہ سے کچھ سروکار نہین
رکھتے ہین ایسے تقریرات پر طلبہ علوم تعجب کرتی ہین چہ جائی کہ علماء آپکے خیال مبارک مین یہ نہ آیا کہ نسبت
ضعف قول وجوب کی طرف حنفیہ کے اسکے معنے یہ ہین کہ نسبت کرنا اس امر کی کہ حنفیہ نے ضعیف کہا یا نسبت
کرنا اس امر کی کہ حنفیہ کی کتب مین ضعف مصرح ہے ؎ وکم من عائب قولا صحیحا ✽ وآفته من الفہم السقیم **افاد**
یہ قول متضمن ہے دو افترا پر ایک نسبت کرنا مذہب کی طرف جمہور حنفیہ کی حال آنکہ نہ کتبیا ۔۔ در مختار مین
یہ لفظ ہی اور نہ عبارت عالمگیری مین **قال** مشائخنا کی لفظ سے جب ہم جمہور کا مسلک استحباب ثابت کر دیا
تو یہ کلام غلط ٹھہرا **اقول** سابقا یہ کلام مخدوش ہو چکا **افاد** دوسری نسبت تضعیف قول وجوب کے طرف
صاحب در مختار کی حالانکہ اوسکے کلام مین کہین نشان تضعیف نہین ہی اور لفظ قیل موضوع واسطے تضعیف
کی نہین ہے کہ خوا مخواہ اوس سے تضعیف سمجھی جاوے **قال** ظاہر لفظ قیل سے ضعف ہی جیسا کہ طحطاوی
مین بیان غسل مین در مختار کی اس قول کی تحت مین وقیل المقصود عدم الاسراف مرقوم ہی ظاہرہ ضعفہ اور
در مختار مین باب العیدین مین مرقوم ہی قلت قد راجعت التمرتاشی فرأیته حکاه عن الغیر بصیغة التمریض
طحطاوی اوسکی تحت مین لکھتا ہی الواو للحال فهو ضعیف عنده غیرنا اور صیغہ مجہول صیغہ تمریض ہی شرح
نخبة الفکر مین مرقوم ہی وما اتی فیه بغیر الجزم ای بصیغة التمریض کیذکر ویروی ویقال ونقل وروی نحوها
لقیل ففیه مقال اور شیخ عبد الحق نے مقدمہ مین لکھا ہی وما ذکره بصیغة التمریض والمجهول کقیل ویقال
ذکر ففی صحته عنده کلام الحاصل اگرچہ لفظ قیل کا ہی غیر تضعیف کے لیے بھی آتا ہی لیکن ظاہر تضعیف ہی

الصحیح فقط والضعیف دونہ انتہی ثانیا صاحب رسالہ نے جسطرح تذکرہ کی عبارت نقل کی ہی اوس سے اوسکا مدعی ہرگز ثابت نہین ہوتا یعنی یہ کہ حدیث ضعیف کو بھی ثابت کہتے ہین بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ لفظ لا یصح اسپر دلالت کرتا ہی کہ وہ مطلقا ثابت نہین نہ بطور صحت کے اور نہ بطور ضعف کیونکہ اوسمین لکہا ہی کہ یہ قول اخبار ہی عدم ثبوت سے اور ثابت شامل ہی صحیح وضعیف کو اقول کلام مبرم مین واسطے اختصار کے بقدر ضرورت کہ جس سے عدم دلالت لفظ لا یصح موضوعیت پر کہ اصل مدعی ہی ثابت ہوجائے عبارت تذکرہ کی نقل کی گئی اور اختصار اور تحریف مین فرق بین ہی پس دعوی تحریف کا باطل وافترا ہی اور عبارت تذکرہ سے اس امر کا سمجہنا کہ لفظ لا یصح جو بمعنی لا یثبت کی ہی اسپر دلالت کرتا ہی کہ وہ مطلقا ثابت نہین نہ بطور صحت اور نہ بطور ضعف عجیب ہی کیونکہ لفظ لا یثبت عرف محدثین مین نہ مطلق ثبوت کے نفی کے واسطے آتا ہی بلکہ نفی صحت کیواسطے چنانچہ شمس الدین سخاوی مقاصد حسنہ مین تحت حدیث السخی قریب من اللہ کے لکہتے ہین ونقل ابن الجوزی فی الموضوعات لما ذکر ہذا الحدیث عن الدارقطنی انہ قال لہذا الحدیث طرق ولا یثبت منہا شیء قال شیخنا ولا یلزم من ہذہ العبارۃ ان یکون موضوعا فالثابت یشمل الصحیح والضعیف دونہ وہذا الحدیث ضعیف فالحکم علیہ لیس بجید انتہی افاد خلاصۂ مرام اس مقام مین یہ ہی کہ باب زیارت مین علما کے تین قول ہین بعض علما خلف وسلف تو سنت پر کفایت کرتے ہین اور بعض مالکیہ اور بعض شافعیہ حکم وجوب کا دیتے ہین اور مختار بعض مالکیہ یہ ہی کہ زیارت سنت موکدہ ہی قال اس کلام سے ظاہر ہی کہ بعض مالکیہ جو حکم وجوب کا دیتے ہین وہ اور ہین اور وہ بعض مالکیہ جو سنت کے قائل ہین وہ اور ہین حالانکہ عبارات منقولہ سے یہ کہین ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ یہ سمجہا جاتا ہی کہ بعض مالکیہ جنکی کلام مین وجوب آیا ہی انہین کے کلام مین بعض مالکیہ دوسرے تاویل کرتے ہین ساتہہ سنت موکدہ کے اور بعض مالکیہ وحنابلہ سے قریب بوجوب منقول ہی اور یہ لفظ اگرچہ محتمل سنت موکدہ کا ہی لیکن اس مین نص نہین بلکہ استحباب پر محمول ہوسکتا ہی اقول انکا تصریح سنیت قلت تتبع سے ہی سابقا گذر چکا کہ بعض تصریح سنیت کی کرتے ہین اور معلوم ہوچکا کہ جو بالکلیہ وجوب کے قائل ہین وہ اور ہین اور جو سنت کہتے ہین وہ اور ہین اور قریب واجب کا اطلاق مستحب پر اطلاق فقہا مین شائع نہین ہے بلکہ اطلاق اوسکا واجب پر ذائع ہی جیسا کہ عبارتین مناسب مقام کے سابقا مذکور ہوچکین

التراويح سنة باجماع الصحابة ومن بعدهم من الامة انتهى اور بحر رائق میں ہے صرح المصنف بانها سنة مؤكدة
وصححه صاحب الهداية والظهيرية وذكر في الخلاصة ان المشائخ اختلفوا في كونها سنة وانقطع الاختلاف برواية
الحسن عن ابي حنيفة انها سنة انتهى اور یہی بحر میں ہے قوله عشرون ركعة بيان لكميتها وهو قول الجمهور لما في
الموطا عن يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون في زمن عمر بثلاث وعشرين ركعة وعليه عمل الناس
شرقا وغربا لكن المحقق في فتح القدير ذكر حاصله ان الدليل يقتضي ان يكون السنة من العشرين ما فعله رسول الله
صلى الله عليه وعلى آله وسلم انتهى اور فتح القدير میں ہے ظاہر كلام المشائخ ان السنة عشرون ومقتضى الدليل
ما قلنا انتهى اور غنية المستملي شرح منية المصلي میں ہے اعلم ان هذه المسئلة ان التراويح عشرون ركعة بعشر
تسليمات عندنا وهو مذهب الجمهور وعند مالك ست وثلثون احتجاجا بعمل اهل المدينة وما احتج به ليس
بحجة لانهم يصلون فرادى بين كل ترويحتين اربع ركعات في مقابلة طواف اهل مكة اسبوعا وذلك غير ممنوع
والكلام في ما هو المشروع سنة بالجماعة لا في ما عداه انتهى ملخصا اور مجتبى شرح مختصر قدوری میں ہے اما كونها
سنة فلا خلاف فيه انتهى اور فتاوى تاتارخانیہ میں ہے قال اهل السنة والجماعة التراويح سنة رسول الله
صلى الله عليه وعلى آله وسلم فعلها ليلتين وقالت الروافض انها سنة عمر رض انتهى اور خلاصة الفتاوى
میں ہے اعلم ان المشائخ اختلفوا في كون التراويح سنة وانقطع الاختلاف برواية الحسن انتهى اور صاحب
ہدایہ مختارات النوازل میں لکھتے ہیں التراويح سنة للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف كذا روى
الحسن عن ابي حنيفة لانه واظب عليه الخلفاء الراشدون وقال قوم من الروافض سنة للرجال دون
النساء وقال قوم منهم هي ليست بسنة اصلا وانما احدثه عمر رض ولاهل السنة قوله عليه السلام عليكم بسنتي و
سنة الخلفاء الراشدين وقد اثنى علي على عمر حيث قال نور الله مضجع عمر كما نور مساجدنا انتهى اور نہر فائق
میں ہے عدل عن قول القدوري يستحب ان يجتمع الناس في رمضان فيصلي بهم امامهم خمس ترويحات لما ان
الاصح انها سنة كذا في الهداية قال في العناية وتبعه في البحر فيه نظر اذ المحكوم عليه بالاستحباب انما هو الاجتماع
وليس في كلامه دلالة على ان التراويح مستحبة واجاب عنه في الحواشي السعدية بانه لما سكت عن بيان صفة
التراويح استقلالا وذكر لفظ الاستحباب فالظاهر انسحابه على مجموع الصلوة والاجتماع وانت خبير بان
ما في العناية اولى لانه قد حكى غير واحد الاجماع على سنيتها كما في الخانية نعم كونها عشرين ركعة هو قول الجمهور
اور تعاليق الانوار على الدر المختار میں ہے حكى غير واحد الاجماع على سنيتها وقد سنها رسول الله

اور عدول ظاہر سے بغیر قرینۂ صارفہ کے نہ چاہیے علی الخصوص جبکہ قرینۂ مرجحہ تضعیف موجود ہے وہ یہ کہ صاحب درمختار نے اول قول استحباب کو بیان کیا اوسکے بعد قول وجوب کو نقل کر کے تفریع قول استحباب کی **اقول** کلام فقہاء مین صدہا جگہ صیغۂ مجہول وارد ہے اور اوس سے تضعیف مراد نہین ہے اور اصطلاح اطلاق محدثین سے توافق استعمال فقہاء کا ضرور نہین ہے ہان جس مقام مین سیاق یا سباق مین قرینۂ تضعیف ہو وہان البتہ صیغۂ مجہول کلام فقہاء مین مجہول ضعیف پر کیا جاتا ہے جیسا کہ طحطاوی نے دونو موضع مین جو آپ نے نقل کیے ہین کیا ہے اور مانحن فیہ مین قرینۂ تضعیف مفقود ہے علاوہ ازین سخاوی نے فتح المغیث مین تصریح اس امر کی کی ہے کہ تخصیص استعمال الفاظ تمریض مثل قیل وغیرہ واسطے ضعف کے اکثر فقہاء و محدثین متاخرین کی استعمالات مین باقی نہین ہے عبارت اونکی یہ ہے قد اہمل ذلک کثیر من المصنفین من الفقہاء وغیرہم واشتد انکار البیہقی علی من خالف ذلک وہو تساہل من فاعلہ اذ یقول فی الصحیح بذکر ویروی وفی الضعیف قال وروی انتہی **افاد** ملاحظہ کیجیے کہ ابن ہمام نے کہ صاحب ترجیح اور فقہاء النفس ہین اونکا شمار ہے قول وجوب کو نقل کر کے سکوت کیا **قال** اولا تو ابن ہمام نے قول وجوب کو نقل ہی نہین کیا بلکہ قریب وجوب کو نقل کیا اور قریب وجوب سے وجوب سمجھنا از بس نافہمی ہے ثانیا ابن ہمام نے اول استحباب کو بیان کیا پھر قریب بوجوب کو پھر ایک مسئلہ ایسا بیان کیا کہ متفرع استحباب پر ہے نہ غیر پر **اقول** قریب وجوب کو حکم وجوب مین سمجھنا اگر نافہمی ہے تو آپ سے کیون قول محقق مین واقع ہوا اور یہ آٹھوان موضع ہے اون مواضع سے جہان آپ سے تناقض ہوا اور تفریع مسئلۂ مذکورہ کا فقط استحباب پر سمجھنا از بس نافہمی ہے کما مر ارا **افادہ** یہان ایک امر مولف سے استفسار ہے وہ یہ کہ جمہور فقہاء حنفیہ بلکہ تمام حنفیہ تراویح کو بیس رکعت سنت موکدہ لکھتے ہین **قال** یہ بات صریح غلط ہے کیونکہ فقہاء حنفیہ مختلفا ہین نفس تراویح کی سنت و مستحب ہونے مین ینابیع شرح قدوری مین مرقوم ہے اختلف المشائخ فی التراویح قال بعضہم نفل و قال بعضہم سنۃ اور خلاصہ مین مسطور ہے اعلم ان المشائخ اختلفوا فی کون التراویح سنۃ اور فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے نفس التراویح سنۃ علی الاعیان عندنا کما روی الحسن عن ابی حنیفۃ وقیل مستحب جب تراویح کی سنت و مستحب ہونے مین اختلاف ہے تو بیس کے سنت موکدہ ہونے پر کہان سے اتفاق پیدا ہوا **اقول**
اگر ... مین تراویح کی سنیت کو قول جمہور لکھا ہے بلکہ بعضون نے اجماع نقل کیا ہے اور اسیطرح عدد رکعات
... وہی قول جمہور بلکہ قول جمیع حنفیہ لکھا ہے طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح مین لکھتے ہین

شرح ملتقی الابحر مین ہی وقیل ہی مستحبۃ والاول ہو الصحیح من المذہب یعنی القول بالسنیۃ انتہی اور کافی مین ہے
التراویح سنۃ فی الصحیح من المذہب انتہی اور صحیح سی جانب مقابل کا غلط ہونا ثابت ہوتا ہی اور جب ایک مسئلہ مین
بعض کتب مین اصح واقع ہو اور بعض مین صحیح تو اخذ ساتھہ صحیح کی چاہیئے چنانچہ درمختار مین بعد عبارت منقولہ
جانب الاکی مرقوم ہی واذا ذیلیت بالصحیح او الماخوذ بہ او بہ یفتی او علیہ الفتوی لم یفت بمخالفہ انتہی علاوہ بریں
کہ اصح ہی کبھی بمقابلہ روایت مردودہ کی آتا ہی چنانچہ رد المحتار مین ہے الاصح مقابل للصحیح وہو الصحیح مقابل
للضعیف لکن فی حواشی الاشباہ للبیری ینبغی ان یقید ذلک بالغالب لانا وجدنا مقابل الاصح الروایۃ الشاذۃ
کما فی شرح المجمع انتہی اور ظاہر ہے کہ مانحن فیہ مین جو ہدایہ وغیرہ مین سنیت پر اصح واقع ہی وہ بمقابلہ روایت مسعود
کے ہی تقریر بنا اسکے کہ اور کتب مین لفظ صحیح واقع ہوا ہی پس کسی مفتی کو لایق نہین ہے کہ فتوی استحباب اور صحیح
پر باقتضای روایت شاذہ دلوے بلکہ ہر عالم کو لازم ہی کہ جب اختلافات سنیت مین بیان کریں تو اسکے
ساتھہ تصریح لبطلان قول استحباب کے بھی کردیں نہ جیسا آپنے کیا کہ بنا بر تقلید حنفیہ کے روایت ضعیفہ
باطلہ پر فتوے دینا جائز رکھا اور عبارات حنفیہ سی کنارہ کیا سہ گر ہمین مکتب است ہمین ملا بد کار طفلان
خراب خواہد شد **افادہ** اور آٹہہ پر رکعات زائدہ کو مثل فعل روافض کی سنت عمری ٹہرا دیا **قال** اس قول کو
قول روافض لکہنا غلط ہی جیسا کہ طحطاوی مین نقلا عن المجموعی موجود ہی فیہ نظر فقد صرح فی کثیر من المتداولات
المعتبرۃ بانہ سنۃ عمر لان النبی علیہ السلام لم یصلہا عشرین بل ثمانی ولم یواظب علی ذلک وصلاہا عمر بعد وفقہ
الصحابۃ **اقول** آپکی تعاقب اطلاق لفظ سنت عمری کی سبب نہین کیا گیا نا بعبارت طحطاوی آپکو نجات
حاصل ہوتی ہے بلکہ تعاقب یہ ہو کہ آپنے مثل روافض کی رکعات زائدہ کو ٹہرا دیا کیونکہ آپ آٹہہ رکعت کو بسبب
فعل نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سنت کہتی ہین اور آثار و افعال صحابہ کو جب تک کہ خود سند سنت میں نہ
پاوین قابل احتجاج نہین سمجھتی ہین بلکہ اوسکو بدعات مین شمار کرتے ہین اور چونکہ سند بیس رکعت کی آپکو نہین ملی
اسوجہ سے آپ اور اتباع آپکی اسکو بدعت قرار دینگی پس اعتقاد مثل اعتقاد روافض کے ہوگیا غایۃ الامر یہ ہے
کہ وہ مطلق تراویح کو بدعت سمجھتی ہین اور آپ عدد رکعات کو بدعت سمجہینگے اور اگر آپ آٹہہ سی زائد کو بدعت
نہین سمجھتی ہین اور یہی ظن خیر آپکی ساتھہ ہی کہ آپ فقط آٹہہ کو سنت اور باقی کو مستحب کہتے ہونگی اور بدعت
نہین کرتے ہونگی تو آپکو اصرار آٹہہ کی ادا کرنے پر تا مدت دراز کیون تہا اس اصرار عوام جاہل
و حنفیہ پر زبان درازی کرنی لگی اور کہنے لگے کہ بارہ رکعت تجدید عمری ہی ہم اوسپر عمل نکرینگے

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وندبنا الیہ اقامہا فی بعض اللیالی ثم ترکہا خشیۃ ان تکتب علی امتہ انتہی و فصیح الدین
شرح وقایہ مین لکہتے ہین فی فتاوی الحجۃ التراویح سنۃ مؤکدۃ من انکر کونہا سنۃ فہو مبتدع ضال
غیر مقبول الشہادۃ انتہی آن عبارات کو ملاحظہ کیجیے زاہدی صاحب مجتبی نے سنیت تراویح پر اجماع
ترقیم کیا اور صاحب فتاوی حجۃ اور صاحب مختارات النوازل اور صاحب تاتارخانیہ وغیرہ نے اجماع
اہل سنت سنیت تراویح پر تحریر کیا اور منکر استنان کو مبتدع ضال بنایا اور صاحب نہر و تعالیق
الانوار نے نقل اجماع کو سنیت پر جم غفیر کی طرف منسوب کیا اور طحطاوی نے اجماع صحابہ و من بعدہم
سنیت پر رقم کیا اور عدد بیس کی سنیت کو صاحب غنیہ اور صاحب بحر اور صاحب نہر نے قول جمہور
لکہا اور صاحب فتح القدیر کی عبارت سے بسبب اسکے کہ لفظ المشائخ جمع معرف باللام ہے اور یہ افراد کے
استغراق پر دال ہے اجماع مشائخ حنفیہ اوس سے مفہوم ہوا پس کلام صاحب کلام پر ماقیداً ان عبارات
فقہاء معتمدین کی نہایت صحیح و درست ہوا اور ایراد آپکا اوس سے لغو و باطل ہو گیا اور ہر گاہ قول جمہور اس
مین ثابت ہو گیا آپ کو اوسی کے موافق فتوی دینا لازم ہوا کیونکہ آپ سابقاً لکہہ چکے ہین
کہ فتوی قول جمہور پر چاہیے باقی رہا اختلاف جو آپنے خلاصہ اور عالمگیری وغیرہ سے
نقل کیا اوسکا حال یہی کہ جن فقہاء نے استحباب کا اطلاق کیا اونکو دلیل سنیت نہ پونہچی اور نہ روایت
حسن اونکی گوش گذار ہوئی لیکن بعد معلوم ہونے دلیل کے اور پونہچنے روایت حسن کے اختلاف منقطع
ہو گیا اور مشائخ کا اجماع سنیت پر ہو گیا جیسا کہ عبارت بحر و خلاصہ سے واضح ہوا آپنے نقل عبارت
خلاصہ مین تقصیر فرمائی فقط عبارت اختلاف کو واسطے مغلطہ عوام کے نقل کر دیا اور عبارت مابعد
اختلاف کو منقطع کر دیا یہ چوتہا موضع ہے اون مواضع سے جہان آپسے نقل عبارت مین تقصیر
واقع ہوئی **قال** اگر کہا جاوے کہ سنت کے لیے فقہاء نے لفظ اصح لکہا ہے تو ہم کہین گے کہ اول تو صحیح
سے اتفاق ثابت نہین ثانیاً اصح سے جانب مقابل کا صحیح ہونا ثابت ہوتا ہے در مختار مین ہے ثم رایت
فی رسالۃ آداب المفتی اذا ذیلت روایۃ فی کتاب معتمد بالاولی او الاصح او الاوفق ونحوہا فلہ ان یفتی بہا
وبمخالفہا ایضا ایا شاء انتہی **اقول** ہدایہ وغیرہ مین اگرچہ بہ نسبت سنیت کے کلمہ اصح مرقوم ہے
لیکن بہت کتب معتمدہ مین اوس پر لفظ صحیح کا اطلاق کیا ہے چنانچہ شیخ الاسلام محمد بن احمد بن ابی
صاحب مجمع الفتاوی خزانۃ الفتاوی مین لکہتے ہین التراویح سنۃ ہو الصحیح من المذہب انتہی اور صحیح

وجوب ہی نہ اوسکی تضعیف **قال** قول محقق مین یہ ہرگز نہین کہا گیا کہ مقصود ان تینونکا تضعیف ہے
بلکہ یہ کہا گیا کہ ترجیح مقصود نہین **اقول** اگر یہ مقصود آپکا نہین ہے تو یہ کلام آپکا قول محقق مدارج میں
بعض نے جو واجب یا قریب واجب لکھا ہی تو اوسکا ضعف خود کلام محققین حنفیہ سے سمجھا جاتا ہی الخ
کیونکر درست ہوگا کیونکہ محققین جمع ہی اور اقل جمع تین ہے پس تین محقق سے آپکو ضعف نقل کرنا
لازم تہا اور آپنے کل پانچ عبارتین نقل کین ایک عبارت درمختار دوم عبارت طحطاوی سوم عبارت
شامی چہارم عبارت عالمگیری پنجم عبارت دیگر شامی اونمنجملہ اونکی عبارت عالمگیری و در عبارت دوم شامی
سے تو ضعف قول وجوب کا نہین سمجہا جاتا اور باقرار حال عبارت شامی و طحطاوی سے ضعف معلوم
ہوا پس نہ باقی رہی مگر عبارت درمختار اوس سے ضعف ثابت ہونے سے محققین کی کلام سے ضعف کا سمجہنا
کہان ثابت ہوا **افاد** سبحان اللہ یہ عجیب قیاس ہے زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
بدرجہا زیارت باقی قبور سے موجب رفع درجات و باعث وصول جنات ہے **قال** اقول اولاً اثبات
استحباب بطریق قیاس نہین ہے بلکہ لفظ حدیث سے ثابت ہے کیونکہ لفظ القبور مین قبر سید المرسلین
بدرجہ اولی داخل ہے اور یہ ایسا ہی جیسا کہ جذب القلوب مین نقلاً عن السبکی مرقوم ہے و احادیث
صحیح متفق علیہا کہ در امر زیارت قبور ورود یافتہ در باب ثبوت استحباب زیارت قبر رسول کہ سید القبور است
است کافی است ثانیاً یہ اعتراض مقتدای قائلین وجوب یعنی سبکی پر واقع ہوتا ہی جذب القلوب مین نقلاً
عن السبکی مرقوم ہی ہر گاہ زیارت قبور دیگران مستحب بود زیارت قبر شریف بطریق اولی مندوب و مستحب باشد
اقول مناقشہ اس امر مین نہین ہے کہ احادیث زیارت مطلق قبور استحباب زیارت قبر نبوی پر دلالت
کرتے ہین بلکہ اس امر مین کہ باقتضای احادیث مذکورہ جب زیارت مطلق قبور مین حکم استحباب پر
اقتصار کیا گیا زیارت قبر نبوی مین اس حکم پر اقتصار لازم نہین کیونکہ وہ بدرجہا اولی و افضل ہے پس جائز ہے
کہ زیارت مطلق قبور باحادیث مذکورہ مستحب ہو اور زیارت قبر نبوی بدلیل زائد واجب ہوجاوے
پس قیاس کرنا کہ جب احادیث زیارت مطلق قبور استحباب زیارت قبور پر دلالت کرتے ہین پس جیسا کہ زیارت
قبور غیر نبی مستحب ہی واجب نہو اسیطرح زیارت قبر نبی بہی مستحب ہوگی درست نہوگا اور تقی الدین
سبکی نے شفاء الاسقام مین احادیث زیارت مطلق قبور سند واسطے اثبات قربت ہونے زیارت
نبوی کی بنائین ہین نہ واسطے اثبات استحباب جو کہ مقابل وجوب ہی بلکہ بعض عبارات اونکی اثبات وجوب

وہل ہذا الاحز خرقتہ الروفض ما ذا اللہ اہل السنتہ منہا **افاد** تراویح کی باب مین قول جمہو کہان گیا **قال** حب نفس تراویح کی سنت و مستحب ہونے مین بہی اختلاف مشایخ ثابت کر دیا تو بیس رکعت تراویح کی سنت مؤکدہ ہونیکو قول جمہو کہنا کہان رہا **اقول** مجرد اختلاف مانع اثبات قول جمہو نہین ہے جو استحباب کے قائل ہوئے گئے وہ قبل اطلاع کی روایت حسن پر قائل ہوئے اور بعد ظاہر ہو جانے روایت حسن کے اختلاف منقطع ہوگیا چنانچہ خلاصہ کی عبارت سے واضح ہے **افاد** مگر ہان نفس اماہ کی متابعت سے تراویح مین آٹھ رکعت پر کفایت کی اور باب زیارت مین سند وہیت ثابت کی **قال** ہان شیطان لعین کی متابعت سے بیس رکعت تراویح کی سنت مؤکدہ ہونیکو قول جمہو بلکہ قول تمام حنفیہ قرار دیا اور باب زیارت مین وجوب کو اختیار کیا **اقول** لاحول ولا قوۃ الا باللہ آپکا قلم زور کرنے لگا اور فقہاء کبار اولی الایدی والابصار کو تابع شیطان لعین بتانے لگا صاحب بحر و غنیہ نے تصریح اسکی کی کہ بیس رکعت کی سنیت قول جمہو ہی اور فتح القدیر کی عبارت سے مفہوم ہوا کہ سنیت عدد مذکور قول جمیع مشایخ حنفیہ ہی اور وجوب زیارت کو ائمہ مالکیہ سے ابو عمران نے اور ائمہ شافعیہ سے قسطلانی اور ابن حجر مکی نے اور ائمہ حنفیہ سے شرنبلالی اور غزنوی اور کرمانی اور شارح مختار اور صاحب مجمع الانہر اور صاحب خزانتہ المفتین و صاحب لباب المناسک وغیرہ نے اختیار کیا پس باقتضای تحریر والا یہ لوگ سب تابع شیطان ہو گئے نعوذ باللہ ایسا کلمہ بیہودہ کسی جاہل سے بہی ان حضرات کے حق مین واقع نہوگا چہ جائیکہ عالم اور آپکے رای چہ کلام سرم مین تابع نفس امارہ بنائی گئی وہ بجا ہی خود دلی سو اسطے کہ آپنے استحباب زیارت کیطرف جمہور کے منسوب کیا حال آنکہ کسی کتاب مین اسکی تصریح نہین ہے اور لفظ مشایخنا اور لا اصحاب سے بہی یہ مضمون نہین نکلتا ہی اور باب تراویح مین اگرچہ ابن ہمام نے آٹھ کو سنت اور باقی کو مستحب لکہا مگر کسی نے آٹھ پر کفایت نہین کی آپنے انحصار آٹھ پر کیا اور تا مدت اسپر اصرار رہا فانا للہ وانا الیہ راجعون **افاد** نسبت وضع کی اس حدیث کیطرف غیر مقبول ہی **قال** قول المحقق مین دعوی اس حدیث کی موضوع ہونیکا نہین کیا گیا بلکہ یہ غرض ہے کہ حدیث لایق احتجاج نہین **اقول** قول المحقق کی صفحہ میں آپ لکہتے ہین اور اگر حدیث موضوع اس بات کی ثبوت کی لئی کافی سمجہی جاوے تو یہ حدیث بالعفر سند سے اس لفظ سے مروی ہے الخ سی صاف ظاہر ہوا کہ آپکی رای یہی ہے کہ حدیث جفانی موضوع ہی اور یہ لزوم عدم وضع ہی اور عدم انفع سی جہان آپ سے تناقض واقع ہوا **افاد** یہ امر آپکے نزدیک ظاہر ہی مگر نہ ہر منتہی و غیر منتہی اس امر کو سمجہتا ہی کہ غرض طحطاوی اور شامی و مولفان عالمگیری کے مجرد نقل قائلہ

والقرآن كله والاجماع المعلوم من الدين بالضرورة وسير الصحابة والتابعين وجميع علماء المسلمين السلف
الصالحين على وجوب تعظيم النبي عليه السلام والمبالغة في ذلك انتهى اور بعد چند سطور کے لکھتے ہین
اعلم ان زيارة القبور على اقسام احدها ان يكون لمجرد تذكر الموت والآخرة وهذا يكفي فيه رؤية القبور من
غير معرفة باصحابها ولا قصد امر آخر من الاستغفار لهم ولا من التبرك بهم ولا من اداء حقوقهم وهو مستحب لقوله
عليه الصلوة زوروا القبور فانها تذكركم الآخرة القسم الثاني زيارتها للدعاء لاهلها كما ثبت من زيارة النبي
صلى الله عليه وعلى آله وسلم لاهل البقيع وهذا مستحب في حق كل ميت من المسلمين الثالث التبرك باهلها اذا كانوا
من اهل الصلاح والخير القسم الرابع لاداء حقهم فان من كان له حق على الشخص فينبغي لبره في حياته وبعد موته
والزيارة من جملة البر لما فيها من الاكرام ويشبه ان يكون زيارة النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم قبر امه
من هذا القبيل اذا عرف هذا فنقول زيارة قبر النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم تثبت فيها المعاني الاربعة
اما الاول فظاهر جدا واما الثاني فلانا مامورون بالدعاء له وان كان هو غنيا بفضل الله عن دعائنا
واما الثالث والرابع فانه لا احد من الخلق اعظم بركة منه ولا اوجب حقا علينا منه انتهى ان عبارات سے
صاف واضح ہے کہ سبکی احادیث زیارت قبور کو واسطے اثبات قربت ونفس جواز کے بمقابلہ خصوم کے
سند لاتے ہین اور زیارت قبر نبوی کو افراد اکرام وتعظیم نبوی مین داخل کرتے ہین اور تعظیم نبوی کو
واجب لکھتے ہین پس میلان انکی رای کا بھی وجوب کی طرف معلوم ہوتا ہے لیکن چونکہ غرض انکی مجرد
اثبات زیارت کی جواز کے اور قربت ہونیکی اور جواز سفر زیارت ہے بناء علیہ بحث استحباب ووجوب سے
انہون نے کتاب مذکور مین تصریحا تعرض نہین کیا پس معلوم ہوا کہ اعتراض مذکور جو صاحب کلام مبرم نے
کیا ہے سبکی پر وارد نہین ہو سکتا ہے بلکہ اوس شخص پر جو احادیث زیارت مطلق قبور سے استحباب زیارت
قبر نبوی مثل استحباب زیارت قبور مسلمین مستخرج کرتا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ جسطرح زیارت قبر غیر نبی
بسبب ان احادیث کے مستحب ہوئے نہ واجب اسیطرح زیارت قبر نبوی بھی مستحب ہوگی نہ واجب
افاد ہان اولا اگر کسی دلیل سے استحباب زیارت قبر نبوی ثابت ہو جاوے اور زیارت باقی قبور اوسپر
قیاس کرکے کہا جاوے کہ جب زیارت قبر نبوی مستحب ہوئی تو زیارت مطلق قبرون کی بدرجہ اولی مستحب
ہوگی تو البتہ درست ہوگا **قال** جیسا کلیہ ادنی پر اعلی کا قیاس درست نہین ہے ایسا ہی اعلی کا ادنی
پر قیاس بھی درست نہین **اقول** سچ ہے مگر ادنی کا حکم اعلی سے قوی نہین ہو سکتا ہے اور اعلی کا حکم

دلالت کرتے ہیں کہ استحباب پر چنانچہ باب خامس میں جو واسطے اثبات قربت ہونے زیارت قبر نبوی کے معقود
کیا ہے تحریر کرتے ہیں وذلک ای کونہا قربۃ بالکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس اما الکتاب فقولہ تعالی
ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما واما السنۃ فما ذکرنا
فی الباب الاول والثانی من الاحادیث وہی دالۃ علی زیارۃ قبرہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بخصوصہ وفی السنۃ
الصحیحۃ المتفق علیہا ورد الامر بزیارۃ القبور قال صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور
فزوروہا وقال زوروا القبور فانہا تذکرکم الآخرۃ فقبر النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سید القبور وداخل
فی عموم القبور واما الاجماع فقد حکاہ القاضی عیاض علی ما سبق فی الباب الرابع انتہی ملخصا اور یہی بعد چند
سطور کے لکھتے ہیں انا نقطع ونتحقق من الشریعۃ بجواز زیارۃ القبور للرجال وقبر النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم داخل فی ہذا العموم ولکن مقصودنا اثبات الاستحباب لہ بخصوصہ للادلۃ الخاصۃ بخلاف غیرہ ممن لا تستحب
زیارۃ قبرہ بخصوصہ بل لعموم زیارۃ القبور وبین المعنیین فرق فزیارتہ مطلوبۃ بالعموم والخصوص بل اقول انہ
لو ثبت خلاف فی زیارۃ قبر غیر النبی لم یلزم من ذلک اثبات خلاف فی زیارتہ لان زیارۃ القبر تعظیم للنبی
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وتعظیمہ واجب واما غیرہ فلیس کذلک ولہذا المعنی اقول انہ لا فرق فی زیارتہ
بین الرجال والنساء لعدم المحذور فی خروج النساء الیہ انتہی اور یہی بعد ایک صفحہ کے لکھتے ہیں ومما یدل علی
ذلک القیاس وفی ذلک علی زیارۃ النبی علیہ السلام البقیع وشہداء احد واذا استحب زیارۃ قبر غیرہ فقبرہ اولی
لما لہ من الحق ووجوب التعظیم فان قلت الفرق ان غیرہ یزار للاستغفار لہ لاحتیاجہ الی ذلک کما فعل
النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فی زیارۃ اہل البقیع والنبی علیہ السلام مستغن عن ذلک قلت زیارتہ انما
ہی لتعظیمہ والتبرک لتنالنا الرحمۃ بصلاتنا علیہ کما انا مامورون بالصلوۃ علیہ والتسلیم وسوال الوسیلۃ
وغیر ذلک مما یعلم انہ حاصل لہ بغیر سوالنا فان قلت الفرق ایضا ان غیرہ لا یخشی فیہ محذور وقبرہ یخشی
الافراط فی تعظیمہ ان یعبد قلت ہذا کلام تقشعر منہ الجلود ولو لا خشیۃ اغترار الجہال لما ذکرتہ لان فیہ ترکا
لما دلت علیہ الادلۃ الشرعیۃ بالآراء الفاسدۃ الخیالیۃ وکیف یقدم علی تخصیص قولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم زوروا القبور وعلی ترک قولہ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وعلی مخالفۃ اجماع السلف
والخلف بمثل ہذا الخیال الذی لم یشہد بہ کتاب ولا سنۃ فمن منع من زیارۃ قبرہ فقد شرع فی الدین
ما لم یاذن بہ اللہ وقولہ مردود ولو فتحنا باب ہذا الخیال الفاسد لترکنا کثیرا من السنن بل ومن الواجبات

بلکہ حسن کی تعریف اوسپر صادق آنا چاہیئے کما ابن الصلاح فی انہی رسالہ میں تفصیح ان الحدیث الحسن قسمان
احدہما الحدیث لا یخلو رجال اسنادہ من مستور لم تتحقق اہلیتہ غیر انہ لیس مغفلا کثیر الخطاء فی ما یرویہ ولا ہو متہم
بالکذب فی الحدیث ای لم یظہر منہ تعمد الکذب فی الحدیث ولا سبب مفسق ویکون متن الحدیث مع ذلک
قد عرف بان روی مثلہ او نحوہ من وجہ آخر او اکثر حتے اعتضد بمتابعة من تابع راویہ علی مثلہ او بما لہ من شاہد
وہو ورود حدیث اخر بنحوہ فیخرج بذلک عن ان یکون شاذا او منکرا وکلام الترمذی علی ہذا القسم ینزل القسم الثانی
ان یکون راویہ من المشہورین بالصدق والامانة غیر انہ لم یبلغ درجة رجال الصحیح لکونہ یقصر عنہم فی الحفظ والاتقان
وہو مع ذلک یرتفع عن حال من یعد ما ینفرد بہ من حدیثہ منکرا ویعتبر فی کل ہذا مع سلامة الحدیث من ان
یکون شاذا ومنکر سلامتہ من ان یکون معللا وعلی القسم الثانی ینزل کلام الخطابی انتہی اور صدق ان
دونوں تعریف کا اس مقام پر غیر مسلم ہی اور ذہبی نے حسن ہونیکی تصریح تو کی ہی نہیں کہ خواہمخواہ اوسکا کلام
حسن پر محمول کیا جائے **اقول** کلام سبکی میں دعوی سمجھے جانی حسن کا کلام ذہبی سے نہیں کیا گیا
ہے بلکہ دعوی تقویت کا کیا گیا ہی اور وہ حاصل ہی علاوہ یہ ہی کہ اس حدیث پر تعریف اول
حسن کی صادق آتی ہی کیونکہ اس حدیث کی روات ثقات ہیں سوئے موسی بن ہلال کے اور
وہ متہم و مغفل و کثیر الخطا نہیں ہیں اور نہ اونمیں کوئی سبب مفسق ہی اور متن حدیث وجوہ
آخر سے بھی مروی ہے کلام تقی الدین سبکی کا جو اس حدیث کی تحقیق اسناد او حسن میں بسط
بسیط واقع ہی ملاحظہ کیجیے باب اول میں شفاء الاسقام کی لکھتے ہیں اخبرنا الحافظ ابو محمد عبد المؤمن
الدمیاطی بجمیع سنن الدارقطنی قال اخبرنا الحافظ ابو الحجاج یوسف الدمشقی اخبرنا ابو الفتح اخبرنا
ابو الفتح اسمعیل بن الفضل اخبرنا ابو طاہر محمد بن محمد بن عبد الرحیم اخبرنا ابو الحسن علی الدارقطنی
قال اخبرنا القاضی المحاملی اخبرنا عبید بن محمد الوراق اخبرنا موسی بن ہلال العبدی عن
عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبری وجبت لہ
شفاعتی ہکذا فی عدة نسخ معتمدة من سنن الدارقطنی عبید اللہ مصغرا واتفقت روایتہ علی ذلک فی
السنن فی غیرہ من طریق ابن عبد الرحیم کما ذکرناہ ومن طریق محمد بن عبد الملک ومن طریق ابی النعمان
تراب بن عبید فاما روایة محمد بن عبد الملک بن بشران فاخبرنا بہا عثمان بن محمد فی کتابہ الی من مکہ قال اخبرنا
الحافظ ابو الحسن یحیی القرشی وابو الیمن بن عساکر قالا اخبرنا ابو البرکات الحسین جد ابی الیمن قال اخبرنا عمی ابو

اعلی بہی قوی ہوسکتا ہی مثلاً اگر ایک فعل ادنی مباح ہووے تو یہ نہین کہہ سکتی کہ جب یہ فعل مباح ہوا تو فعل آخر کہ وہ اعلی ہی بہی مباح ہوگا اور اسیطرح اگر ایک فعل مستحب ہو تو اوس سے اعلی کا مستحب ہونا نہین لازم بلکہ ممکن ہی کہ واجب ہو وعلی ہذا القیاس بخلاف اسکے کہ جب ایک فعل اعلی مستحب ہو تو ادنے اس صورت مین واجب نہین ہوسکتا مگر بدلیل زائد بلکہ اگر ہوگا تو مستحب ہوگا یا اوس سے بہی کم پس زیارت قبر غیر نبی کے کہ ادنی ہی استحباب سے یہ نہین لازم کہ زیارت قبر نبی کہ اعلی ہی بہی مستحب ہوجاوے بخلاف اسکے کہ زیارت قبر نبی کہ اعلی ہی اگر استحباب اوسکا اور عدم وجوب اوسکا ثابت ہوجاوے تو اس صورت مین زیارت قبر غیر نبی بدرجہ اولی واجب نہین ہوسکتی بلکہ یا مستحب ہوگی یا مباح اور چونکہ نفس استحباب زیارت قبور پر احادیث دال ہین اس صورت مین بعد ثبوت استحباب زیارت قبر نبی بہی کہا جاویگا کہ جب زیارت قبر نبی مستحب ہوئی تو زیارت قبر غیر نبی بدرجہ اولی مستحب ہوگی یعنی واجب نہوگی وہذا ہو مراد کلام صاحب الکلام المبرم وقد خفی علیک فہمہ فاوردت ما اوردت **افاد** مطلق قبور کے زیارت کی مستحب ہونے سے یہ ضرور نہین کہ زیارت قبر نبوی بہی مستحب ہو **قال** ایسا ہی حضرت کی قبر کی زیارت کی استحباب سے یہ ضرور نہین کہ زیارت اور قبرون کی بہی مستحب ہوجاوے کما قلت بلکہ محتمل ہے کہ زیارت اور قبور کی مباح ہو **اقول** فی ما نحن فیہ مین ضرور ہے کہ زیارت اور قبرون کی مستحب ہوجاوے کیونکہ نفس استحباب زیارت قبور احادیث سے معلوم ہے اور فقدان اباحت مسلم ہے فقط کلام وجوب عدم وجوب مین ہے پس جب زیارت قبر نبوی مستحب ہوگی زیارت اور قبرون کی بدرجہ اولی مستحب ہوگی اور واجب نہوگی **افاد** یہ تحریر آپ کے مثل اسکے ہی کہ لا تقربوا الصلوۃ کو لکہہ کے وانتم سکاری کو چہوڑ دیجیے **قال** اسقدر عبارت چہوڑ دینے کے وجہہ یہ تہی کہ یہ قول ذہبی کا متعلق دوسرے حدیث کے ساتہ ہے یعنی حدیث من زار قبری کان کمن زارنی فی حیاتی اور یہ کلام ہی حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی مین **اقول** کلام ابن حجر اور سمہودی سے جو کلام ہم نے منقول ہی واضح ہوتا ہے کہ قول ذہبی کا متعلق حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی کی متعلق ہی **قال** دوم انکی عبارت متروکہ نہ آپ کی مفید مطلب تہی اور نہ صاحب قول المحقق کی مقصود کی مضر پس اوسکی ترک مین کچہ مضائقہ نہین ثانیاً اوسکا یہ ہی کہ آپ کی مفید اور نہ صاحب قول المحقق کی مضر جب ہوتی کہ اس قول سے ثبوت حسن ونفی ضعف نکلتی ہوتی اور حال آنکہ یہ ممنوع ہی کیونکہ مجرد بعض کا بعض کو تقویت دینا اور اونکے رواۃ مین متہم بالکذب نہونا مثبت حسن نہین

صحته فان الحسن قسمان احدهما ما في اسناده مستور لم تحقق اهليته وليس مغفلا كثير الخطاء ولا ظهر منه
سبب مفسق ويكون الحديث مع ذلك روي مثله او نحوه من وجه آخر واقل درجات موسى ان يكون
بهذه الصفة وحديثه بهذه المثابة والقسم الثاني ان يكون راويه مشهورا بالصدق والامانة ولم يبلغ
درجات رجال الصحيح لقصوره في الحفظ وهو مع ذلك يرتفع عن حال من يعد ما يتفرد به منكرا انتهى
ملخصا اس عبارت سے اور عبارت سابقہ سے تین امر واضح ہوئے ایک یہ کہ راوی اس حدیث کی نافع
سے عبید اللہ بن عمر العمری بالتصغیر ہیں کہ جنکی جلالت و وثاقت کتب رجال میں مصرح ہے دوسرے یہ
کہ موسی بن ہلال عبدی متہم ہیں حدیث اونکی حسن سے نازل نہیں ہوسکتی اور زیادہ تحقیق ان دونوں
امروں کی عنقریب مذکور ہوگی تیسرے یہ کہ یہ حدیث حسن ہے اگر یہ شبہہ ہو کہ موسی کے حق میں کلمات
جرح کے کتب رجال میں موجود ہیں پس حدیث اونکی حسن کیونکر ہوگی تو جواب اوسکا یہ ہے کہ جرح مبہم
راوی حدیث کو حسن سے خارج نہیں کرتے ہیں چنانچہ فاضل اکرم امعان النظر شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں
قال الزركشي وجدت بخط الحافظ ابي الحجاج بن يوسف الحسن من الحديث ما له منزلة بين منزلتي الصحيح
والضعيف ومن طرقه ان يكون احد رواته مختلفا فيه وثقه قوم وضعفه آخرون ولا يكون ما ضعف
به مفسرا فان كان مفسرا قدم على توثيق من وثقه فصار الحديث ضعيفا انتهى اور اگر یہ شبہہ ہو
کہ حدیث کے حسن ہونے میں شرط ہے کہ طریق آخر سے بھی مروی ہوئی ہو اور اس حدیث کی کوئی
طریق موسی سے خالی نہیں ہے پس حسن کیونکر ہوئی تو جواب اوسکا یہ ہے کہ حسن میں یہ شرط نہیں
ہے کہ بعینہ اوسی لفظ کے ساتھ دوسرے طریق سے مروی ہو بلکہ اوسکے متقارب المعنی کا مروی ہونا دوسرے
طریق سے کافی ہے چنانچہ طیبی خلاصہ میں لکھتے ہیں قولنا یروی من غیر وجہ یحتمل وجوها ان یروی الحدیث
بعينه باسناد آخر وان يروى بمعناه باسناد آخر او بهذا الاسناد بلفظ آخر ولا يبعد تسمية القسم الاخير
بالفرد الحسن فهو بالنظر الى اتحاد الاسناد فرد وبالنظر الى تغير اللفظ حسن انتهى اور ما نحن فیہ میں
یہ امر حاصل ہے کما ستطلع علیک قال بلکہ ذہبی نے میزان میں حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی
کو منکر لکھا اقول منکر ہونا منافی حسن کے نہیں ہے بلکہ منکر و شاذ کبھی حسن مقبول ہوتی ہے اور کبھی
غیر مقبول ابن الصلاح اپنے مقدمہ میں بحث شاذ میں لکھتے ہیں اذا انفرد الراوی بشیء نظر فیہ فان کان
مخالفا لما رواه من هو اولى منه بالحفظ لذلك واضبط كان ما انفرد به شاذا مردودا وان لم يكن فيه

الحسين هبة الله بن الحسن الفقيه اخبرنا ابو طاهر عبد الرحمن اخبرنا ابو بكر محمد بن عبد الملك بن بشران
اخبرنا ابو الحسن علي الدارقطني اخبرنا القاضي المحاملي اخبرنا عبيد بن محمد اخبرنا موسى بن هلال العبدي
عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر مرفوعا من زار قبري وجبت له شفاعتي وهكذا اورده ابو اليمن
في كتاب اتحاف الزائر وهو عندي عليه خط مصنفه وكذلك اورده الحافظ ابو الحسين القرشي في كتابه
الدلائل المبينة واما رواية ابي النعمان فذكرها القاضي ابو الحسن علي بن الحسن الخلعي في فوائده اخبرنا به
شيخنا ابن الصواف والشريف ابو الحسن بسنده اليه قال اخبرنا ابو النعمان تراب بن عمر بن عبيد حدثنا
الدارقطني حدثنا ابو عبد الله الحسين بن اسمعيل قال حدثنا عبيد بن محمد الوراق حدثنا موسى بن هلال عن
عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر وممن واما من طريق الخلعي الحافظ ابو القاسم بن عساكر في تاريخه
فقد اتفقت الروايات عن الدارقطني عن المحاملي على عبيد الله مصغرا وكذلك رواه غير الدارقطني عن
غير المحاملي عن عبيد بن محمد اخبرنا بذلك عبد المومن بن خلف عن ابي النصر الشيرازي اخبرنا ابن عساكر
اخبرنا ابو القاسم اخبرنا ابو بكر البيهقي اخبرنا عبد الحافظ اخبرنا ابو الفضل محمد بن ابراهيم حدثنا محمد بن
زنجويه حدثنا عبيد بن محمد بن القاسم بن ابي مريم الوراق حدثنا موسى بن هلال العبدي عن عبيد الله
عن نافع عن ابن عمر فقد ثبت عن عبيد بن محمد رواية على المصغر وعبيد بن محمد ثقة قاله الخطيب
انتهى ملخصا اور بعد ایک ورق کے لکھتے ہیں موسى بن هلال قال ابن عدي ارجو انه لا باس به واما قول
ابي حاتم الرازي فيه انه مجهول فلا يضر فانه اما ان يريد جهالة الوصف او جهالة العين وهو غالب اصطلاح
اهل هذا الشان في هذا الاطلاق فذلك مرتفع عنه لانه قد روى عنه احمد بن حنبل ومحمد بن جابر ومحمد بن اسمعيل
الاحمسي وابو امية محمد بن ابراهيم الطرسوسي وعبيد بن محمد والفضل بن سهل وجعفر بن محمد وبرواية اثنين
ينتفي جهالة العين فكيف برواية سبعة وان اراد جهالة الوصف فرواية احمد عنه ترفع من شانه لا سيما
مع ما قاله ابن عدي فيه وممن ذكره في مشائخ احمد ابو الفرج بن الجوزي وابو اسحق واحمد لم يكن يروي الا
عن ثقة واما قول العقيلي انه لا يتابع عليه وقول البيهقي سواء قال عبيد الله او عبد الله فهو منكر عن
نافع عن ابن عمر فهذا وما في معناه يدل على انه لا علة لهذا الحديث عندهم الا تفرد موسى به ولم يحملوه
لخفاء حاله وكم من ثقة يتفرد باشياء تقبل منه واما البعد فقول ابن عدي فيه قال وجود متابع له فانه يتبين
قبوله وعدم رده لذلك وبذلك يتبين ان اقل درجات هذا الحديث ان يكون حسنا ان نوزع في دعوى

اسماء رجال کے کتب مین منکرات مین معدود ہین اور فی نفسہ حسن یا صحیح ہین پس ما نحن فیہ مین
ذہبی کا حکم نکارت منافی اوسکی حسن کے نہین ہے کیونکہ موسی بن ہلال کہ جسکے تفرد کے سبب سے حکم
نکارت کا دیا گیا ثقہ ہونا اوسکا ثابت ہوگیا پس حدیث اوسکی منکر حسن ہوگی علاوہ یہ ہے کہ حکم نکارت
فی نفسہ مقدوح ہے کیونکہ متابعت موسی کی مسلمہ نے کی ہے سبکی تحریر کرتے ہین حدیث من جاءنی
زائرا لا تعمله الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة رواه الطبرانی فی معجمه الکبیر والدارقطنی
فی امالیه وابو بکر بن المقری فی معجمه وهو من روایة مسلمة بن سالم الجهنی عن عبید الله العمری ففیه متابعة
لموسی بن هلال فی شیخه وبیان انه لم یتفرد بالحدیث انتهی کلامه **قال** صاحب رسالہ کو چاہیے کہ یہ بات
لکھین کہ ذہبی نے یہ کس کتاب مین لکھا ہے **اقول** کچھ ضرورت اس امر کی صاحب رسالہ کو نہین ہے
کیونکہ ذہبی کا قول مقاصد اور وفاء الوفاء اور روض منظم سے منقول کر دیا گیا **قال** قطع نظر اس سے
اس قول کی دلیل مین نظر ہے کیونکہ اس قول سے کہ ما فی رواتها متهم بالکذب کیا مراد ہے اگر یہ مراد
ہے کہ اسکی کسی طریق مین کوئی راوی متہم بالکذب نہین تو صریح غلط ہے کیونکہ بزار کی روایت مین عبد اللہ
بن ابراہیم غفاری واقع ہے اور اوسکو ابن حبان نے منسوب بوضع کیا ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ بعض طرق حدیث کے
ایسے ہین کہ اونمین راوی متہم بالکذب نہین ہے تو مسلم ہے لیکن صرف یہ امر تقویت کے لئے کافی نہین
اقول اگر ایک طریق بھی ایک حدیث کی حسن ہوجاوے اور متہم فی الکذب وجملہ علل قادحہ سے
خالی ہو تو متنا دیکھو اسواسطے کافی ہے کما مر **قال** اور سبکی کا حسن لکھنا اگر معتبر رکھا جاوے تو ابن تیمیہ کا
قول جو مرتبہ اوس سے افضل ہے بدرجہ اولی اس باب مین معتبر سمجھنا چاہیے **اقول** ابن تیمیہ کی
جلالت قدر و رفعت ذکر مین کسیکو شبہہ نہین ہے مگر اس سے یہ نہین لازم کہ جملہ اقوال اونکی معتبر ہوجاوین
اور سبکی نے حکم حسن کا بغیر تفتیش رواۃ کی تخمینا نہین دیا بلکہ بعد جمع اسانید وتحریر احوال رواۃ حکم حسن کا
دیا بخلاف ابن تیمیہ کی کہ اونہون نے بغیر تحقیق درجات رواۃ کی کلیۃ احادیث زیارت کو ضعیف
وموضوع لکھدیا اسوجہ سے قول اونکا غیر معتبر سمجھا جاتا ہے اسیوجہ سے سبکی بعد تحقیق طرق حدیث
من زار قبری وجبت له شفاعتی کی وتفصیل احوال رواۃ کی لکھتے ہین فهذه مباحث فی اسناد هذا
الحدیث اولها انه من روایة عبید الله المصغر والترجیح لذلک علی من رواه عن المکبر ثانیها القول انه عنهما جمیعا
وثالثها علی تقدیر التنزل وتسلیم انه عن المکبر وحده فانه داخل فی قسم الحسن لما ذکرناه ورابعها علی تقدیر

مخالفۃ لما رواہ غیرہ وانما ہو امر رواہ ہو ولم یروہ غیرہ فینظر فی ہذا الراوی فان کان عدلا حافظا
موثوقا باتقانہ وضبطہ قبل ما انفرد بہ ولم یقدح الانفراد فیہ وان لم یکن ممن یوثق بحفظہ واتقانہ
لذلک الذی انفرد بہ کان انفرادہ بہ مزحزحا لہ عن حیز الصحیح ثم ہو بعد ذلک دائر بین مراتب متفاوتۃ
بحسب الحال فیہ فان کان المتفرد بہ غیر بعید من درجۃ الحافظ الضابط المقبول تفردہ استحسنا
حدیثہ ذلک وان کان بعیدا من ذلک رددنا ما انفرد بہ وکان من قبیل الشاذ المنکر انتہی اور بعد اوسکے
بحث منکر مین تحریر کرتے ہین الصواب فیہ التفصیل الذی بیناہ آنفا فی الشاذ انتہی اور ابن جماعہ
اپنے مختصر مین بعد نقل عبارت ابن الصلاح کی تایید کر کے کہتے ہین ہذا التفصیل حسن انتہی اور فاضل اکرم
بن عبد الرحمن امعان النظر شرح نخبۃ الفکر مین لکہتے ہین استقراء موارد استعمالہم المنکر والشاذ یدل علی ان
المنکر والشاذ لا یلزم ان یکون حدیثا مردودا والروایۃ فانہم یحکمون بالمنکر علی حدیث یستبعد من جہۃ العقل
لا وخف ضبطہ بحیث ما یعد ما انفرد بہ حسنا انتہی اور یہی اومین ہے قال السیوطی وقع فی عباراتہم انکر ما رواہ
فلان کذا وان کان لم یکن ذلک الحدیث ضعیفا قال ابن عدی انکر ما روی یزید بن عبد اللہ
اذا اراد اللہ بامۃ خیرا الحدیث وہذا طریق حسن رواتہ ثقات وقد ادخلہ قوم فی صحاحہم والحدیث فی صحیح
مسلم اور عثمان بن سند مالکی اپنے رسالہ نظم انفاس السحر فی اقسام الحدیث والاثر کی شرح مین لکہتے ہین
الصواب فی المنکر التفصیل الذی ذکرہ ابن الصلاح فی الشاذ فراجعہ فی شرح نظمنا للنخبۃ انتہی پس
معلوم ہوا کہ مجرد نکارت کہ عبارت ہی تفرد راوی سے قادح نہین ہے بلکہ اگر وہ متفرد ثقہ عدل ضابط
ہو تو حدیث اوسکی صحیح ہوگی اور اگر رجال صحیح سے درجہ اوسکا کم ہو مگر درجۂ حافظ ضابط سے
بعید نہو تو اوسکی حدیث منکر حسن ہوگی ہان اگر وہ متفرد بعید ہو درجات رجال حسن سے اور
قریب ہو درجات رجال ضعیف کی اس صورت مین وہ منکر مردود ہوگی وعلی ہذا القیاس حدیث
شاذ کبہی شاذ حسن ہوتی ہی اور کبہی شاذ مردود ہوتی ہی اور اسیوجہ سے حدیث ان اللہ خلق سبع
ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم الحدیث کو ذہبی نے حسن لکہا اور حاکم نے مستدرک مین
صحیح کا حکم دیا باوجودیکہ بیہقی نے اوسکو شاذ لکہا چنانچہ تفصیل اسکی رسالہ الآیات البینات
علی وجود الانبیاء فی الطبقات مین کی گئی ہی اور اسیطرح سے ذہبی نے حدیث حفظ قرآن کو جو
جامع ترمذی وغیرہ مین مروی ہی لکہا ہی انکر ما للولید بن مسلم من الاحادیث حدیث حفظ القرآن
حال آنکہ اس حدیث کو ترمذی نے حسن لکہا اور حاکم نے صحیح علی شرط الشیخین کہا اور اسی قسم کی بہت احادیث ہین

جرح کی ترجیح دیتے کچھ مضائقہ تھا دوم یہ کہ جمہور فقہاء حنفیہ و غیر حنفیہ و جمہور محدثین منجملہ آن بخاری و مسلم کا مذہب ہے
جرح مبہم یعنی بے بیان سبب جرح نہو مقبول نہیں اور یہی مذہب صحیح و مختار محققین کے نزدیک ہے ابن الصلاح اپنے
مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں التعدیل مقبول من غیر ذکر سببہ علی المذہب الصحیح لان اسبابہ کثیرۃ یصعب ذکرہا واما الجرح
فلا یقبل الا مفسرا مبین السبب لان الناس یختلفون فی ما یجرح وما لا یجرح فیطلق احدہم الجرح بناء علی امر اعتقدہ
جرحا ولیس بجرح فی نفس الامر فلا بد من بیان سببہ لینظر فیہ اہو جرح ام لا وہذا ظاہر تقرر فی الفقہ واصولہ وذکر الخطیب
الحافظ انہ مذہب الائمۃ من حفاظ الحدیث ونقادہ مثل البخاری ومسلم وغیرہما ولذلک احتج البخاری ومسلم بجماعۃ سبق من
غیرہ الجرح فیہم کعکرمۃ مولی ابن عباس وکاسمعیل بن ابی اویس وعاصم بن علی وعمرو بن مرزوق وغیرہم واحتج مسلم بسوید بن سعید وجماعۃ اشتہر
الطعن فیہم وہکذا فعل ابو داؤد وذلک دال علی انہم ذہبوا الی ان الجرح لا یثبت الا اذا فسر سببہ انتہی وحافظ
زین الدین عراقی شرح الفیہ میں لکھتے ہیں اختلف فی التعدیل والجرح ہل یقبلان او واحد منہما من غیر ذکر
اسبابہما ام لا یقبلان الا مفسرا علی اربعۃ اقوال الاول وہو الصحیح المشہور التفرقۃ بین التعدیل والجرح فیقبل
التعدیل من غیر ذکر سببہ اما الجرح فلا یقبل الا مفسرا مبین السبب لان الجرح یحصل بامر واحد فلا یشق ذکرہ
والقول الثانی عکس القول الاول حکاہ صاحب المحصول وغیرہ ونقلہ امام الحرمین فی البرہان والغزالی
فی المنخول تبعا لہ عن القاضی ابی بکر والقول الثالث انہ لا بد من ذکر سبب العدالۃ والجرح معا حکاہ الخطیب
والاصولیون والقول الرابع عکسہ انہ لا یجب ذکر سبب احد منہما اذا کان الجارح او المعدل عالما بصیرا
وہو اختیار القاضی ابی بکر ونقلہ عنہ الغزالی فی المستصفی خلاف ما حکاہ عنہ فی المنخول وما ذکرہ عنہ
فی المستصفی ہو الذی حکاہ صاحب المحصول والآمدی ہو المعروف عن القاضی کما رواہ الخطیب عنہ فی الکفایۃ
والقول الاول ہو الذی نص علیہ الشافعی وقال الخطیب ہو الصواب عندنا انتہی ملخصا اور مختصر ابن حاجب
میں ہے یقبل التعدیل من غیر ذکر سببہ لا یقبل الجرح الا مفسرا لاختلاف الناس فی موجبہ ہذا ہو الصحیح المختار فیہما
وبہ قال الشافعی انتہی اور کشف الاسرار شرح اصول بزدوی میں ہے اما الطعن من ائمۃ الحدیث فلا یقبل
مجملا ای مبہما بان یقول ہذا الحدیث غیر ثابت او منکر او فلان متروک الحدیث او ذاہب الحدیث
او مجروح او لیس بعدل من غیر ان یذکر سبب الطعن وہو مذہب عامۃ الفقہاء والمحدثین انتہی اور ابن
الہمام تحریر الاصول میں تحریر کرتے ہیں اکثر الفقہاء ومنہم الحنفیۃ والمحدثین لا یقبل الجرح الا مبینا لا التعدیل
وقیل بقلبہ وقیل فیہما وقیل لا فیہما انتہی اور بحر العلوم شرح تحریر میں لکھتے ہیں قائل ملغی الاطلاق

يكون ضعيفا من هذا الطريق وحده وحاشى لله فان اجتماع الاحاديث الضعيفة من هذا النوع
يقويها ويوصلها الى رتبة الحسن هذا بل باقل منه يتبين افتراء من ادعى ان جميع الاحاديث الواردة
فى الزيارة موضوعة فسبحان الله اما استحيى من الله ومن رسوله فى هذه المقالة التى لم يسبقه اليها عالم ولا جاهل
لا من اهل الحديث ولا غيرهم ولا ذكر احد منهم موسى بن هلال ولا غيره من رواة حديثه هذا بالوضع ولا اتهمه
فى ما علمناه فكيف يستجيز مسلم ان يطلق على كل الاحاديث التى هو واحد منها انها موضوعة ولم ينقل ذلك
عن عالم قبله ولا ظهر على هذا الحديث شئ من الاسباب المقتضية للحكم الوضع فمن اين جاء بحكم بالوضع عليه
لو كان ضعيفا فكيف وهو حسن او صحيح انتهى **افاد** كتب رجال مین ان دونو راویون کی توثیق بهی
منقول ہی جرح مبہم کو نقل کرنے اور توثیق سے چشم پوشی کرنیکی کیا وجہ ہی **قال** جرح مبہم بعض نے
اصحاب بصیرت سے نقل کی ہے اور نزدیک محققین کی جرح مبہم اونکی مقبول ہی اور وقت تعارض
جرح وتعدیل ترجیح جرح کو ہوتی ہے اسلئے توثیق کو چهوڑ دیا مسلم مین ہے اذا تعارض الجرح و
التعديل فالتقديم للجرح مطلقا وقيل للتعديل عند زيادة المعدلين انتهى اور مختصر ابن حاجب مین
مسطور ہے الجرح مقدم وقيل الترجيح اور قاضی عضد نے شرح مختصر مین لکها ہے اذا تعارض الجرح
والتعديل فالجرح مقدم وقيل بل التعديل ومختصر الاصول مین لکها ہے فى التحرير المعروف تقديم الجرح
مطلقا ولو كان الجارحون اقل وهو المختار انتهى اور قاضی عضد لکهتے ہین قال القاضى ابو بكر يكفى الاطلاق
فى الجرح والتعديل فلا حاجة الى ذكر السبب وقال قوم لا يكفى الاطلاق بل يجب ذكر السبب قال الشافعى
يكفى فى التعديل دون الجرح وقيل بالعكس قال الامام ان صدر عمن يعلم اسبابهما كفى الاطلاق فيهما والا لم يكف
فيهما انتهى اور تلویح مین ہے الحق ان الجارح ان كان ثقة بصيرا باسباب الجرح ومواقع الخلاف ضابطا
لذلك يقبل جرحه المبهم والا فلا انتهى **اقول** اس کلام مین مناقشات ہین **اول** یہ کہ مجرد جرح کو ذکر
کرنا اور اقوال توثیق کو مطلقا چهوڑ دینا خواہ جرح مقدم ہو یا توثیق قطع نظر اسکی کہ یہ غیبت وہتک
ستر مسلم بلا ضرورت ہے محدثین کے نزدیک معیوب ہے چنانچہ ذہبی میزان الاعتدال مین ترجمہ ابان
بن يزيد العطار مین تحریر کرتے ہین قد اورده ايضا العلامة ابو الفرج ابن الجوزى فى الضعفاء ولم
يذكر فيه اقوال من وثقه وهذا من عيوب كتابه يذكر الجرح ويسكت عن التوثيق انتهى پس الزام چشم پوشی کا
اقوال توثیق سے آپ پر بہر تقدیر عائد ہے ہان اگر اقوال جرح وتوثیق دونو کو ذکر کرتے بعد ازان

مبہم ہو کہ مذہب مختار ہے تعدیل مقدم ہی چنانچہ بحر العلوم شرح تحریر مین تحت قول ابن ہمام کے
اذا تعارض الجرح والتعدیل فالمعروف فیہ مذہبان تقدیم الجرح مطلقا وہو المختار والاخر التفصیل
بین تساوی المعدلین والجارحین وعدمہ لتفاوت فیترجح الاکثر الخ لکھتے ہین اعلم ان الشق الاول
لا ینافی علی مختار الاکثر من عدم قبول الجرح بدون بیان السبب انتہی اور ملا علی قاری شرح نخبۃ
الفکر مین لکھتے ہین محلہ ای محل تقدیم الجرح علی التعدیل اذا صدر ای الجرح مبینا ای مفسرا من عارف
باسبابہ ای الجرح لانہ ان کان غیر مفسر لم یقدح فی من ثبتت عدالتہ انتہی اور فتح المغیث مین تحت قول
عراقی کے وقدموا الجرح الخ ہے ینبغی تقیید الحکم بتقدیم الجرح بما اذا فسر اما اذا تعارضا من غیر تفسیر فانہ
یقدم التعدیل قالہ المزی وغیرہ انتہی اس کلام سے صاف واضح ہوا کہ تقدیم جرح اوسوقت ہی جب
جرح مفسر ہو اور اگر جرح و تعدیل دونو مبہم ہون جرح مردود ہوجاویگی اور تعدیل مقبول کی جاویگی
پس جس قدر جرح مبہمہ جو آپنے قول محقق مین رواۃ کی حق مین نقل کین وہ سب مردود ہین اور تعدیلات
جو کلام مبرم مین مسطور ہین وہ سب مقبول ہین پنجم یہ کہ جو قائل اس امر کا ہی کہ جرح ارباب بصیرت کے
اگرچہ مبہم ہو مقبول ہی وہ اس امر کا بہی قائل ہے کہ تعدیل مبہم بہی ارباب بصیرت کی مقبول
ہے اور یہ ظاہر ہے کہ معدلین کہ جنکے اقوال کلام مبرم مین منقول ہین ارباب بصیرت ہین
جیساکہ جارحین بقول آپکے ارباب بصیرت سے ہین پس اس صورت مین جرح کو مقدم کرنا کس
کتاب مین ہے ہان اگر جرح مبہم ارباب بصیرت کی ہوتی اور تعدیل غیر ارباب بصیرت کی
ہوتی توالبتہ جرح مقبول ہوسکتی تہی **افاد** حافظ ابن حجر لسان المیزان مین بعد نقل کلام
ابو حاتم و عقیلی کی لکھتے ہین **قال** اولا تو جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے پس ابو حاتم و عقیلی کہ
اصحاب بصیرت سے ہین اونکی جرح مقدم ہوگی ثانیا یہ کہ بعد نقل کرنے توثیق کے جو کلام خاص
حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی مین ابن حجر نے نقل کیا اوسکو صاحب رسالہ نے اہل
خیال سے چہوڑ دیا کہ اگر وہ بہی لکہین گے تو اپنے مطلب کے خلاف ہوجائیگا **اقول** جرح کی مقدم ہونیکا
حال بہی منکشف ہوگیا تعجب ہی آپ سے کہ باوجود دعوی مہارت فن حدیث کے جابجا حکم تقدم جرح کا اور
قبول جرح مبہم ارباب بصیرت کا دیتے ہین اور کتب فن کو ملاحظہ نہین فرماتے کہ اونہین کیا لکہا ہی اور
بقیۂ عبارت ابن حجر کے چہوڑ دینے کی وجہ یہ ہی کہ اوسمین تضعیف مبہم عبد اللہ عمری مذکور ہی اور جرح

فی العدالۃ فقط للعلم بمفہوم العدالۃ اتفاقا بخلاف الجرح فان لہ اسبابا بشتی وفیہا خلاف فلا یعتمد علی قدحہ وہذا ہو مذہب الجمہور وہو الاصح عند المصنف وغیرہ انتہی اور ایسا ہی خلاصہ طیبی اور شرح مشکوٰۃ طیبی اور فتح الباقی وغیرہ مین ہے ان عبارات کو ملاحظہ کیجیے اور ذرا انصاف اس امر کا فرمائی کہ عدم قبول جرح مبہم مذہب بخاری ومسلم وابوداود واکثر حفاظ حدیث کا ہے اور یہی مذہب حنفیہ اور محققین شافعیہ کا ہے اور یہی صحیح ومختار ہے اور مذاہب اخر اس باب مین ضعیف وغیر مقبول عند الجمہور ہین بغیر وسعت نظر کی دعویٰ اس امر کا کرنا کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے شان علما سے نہایت مستبعد ہے **سوم** یہ کہ تقدیم جرح مبہم ارباب بصیرت مذہب بعض کا ہے قاضی عضد نے اسکو امام کی طرف منسوب کیا اور ابن ہمام اور زین عراقی وغیرہ نے اسکو قاضی ابوبکر کیطرف منسوب کیا لیکن جمہور محدثین اسکو مختار نہین کرتے ہین اور خلاف صحیح لکھتے ہین جیسا کہ عبارات سابقہ سے واضح ہوا اور شمس الدین سخاوی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین تحریر کرتے ہین قال القاضی الذی یقوی عندنا ترک الکشف عن ذلک اذا کان الجارح عالما کما لا یجب استفسار المعدل عما بہ صار عندہ المزکی عدلا واختارہ الخطیب ایضا وذلک بعد تقریر القول الاول الذی صوبہ وبالجملۃ فہذا خلاف ما اختارہ ابن الصلاح فی کون الجرح المبہم لا یقبل انتہی اور بحر العلوم شرح تحریر مین لکھتے ہین قال یکفی فیہما الاطلاق من الجارح ذی البصیرۃ وہو مذہب القاضی علی ما حقق تنزیلا لعلمہ مقام بیانہ وجوابہ فی الجرح ما تقدم من الاختلاف فی الاسباب فیجوز ان یزعم ما لیس قادحا قادحا لانیا فیہ العلم والعدالۃ فانہ انما یقدح حسب مذہبہ انتہی اب ہم آپ سے استفسار کرتے ہین کہ آپکو موافق جمہور کے فتوی دینی پر اصرار ہے حتی کہ باب زیارت مین قول استحباب کو جمہور کی طرف منسوب کر دیا اور اسپر فتوی دیدیا اور باب جرح مین قول جمہور کو چھوڑ دیا اور مذہب بعض کہ جسکا جمہور جواب دیتے ہین اور مخدوش کرتے ہین اسلیے اصلاح اپنے کلام کے اختیار کر لیا پس باب زیارت مین قول جمہور کہان سے پیدا کیا اور باب جرح مین قول جمہور کسطرف چلا گیا ان ہذا لشئ عجاب **چہارم** یہ کہ تقدیم جرح بوقت تعارض جرح وتعدیل جو آپنے مسلم اور مختصر وغیرہ سے نقل کیا ہے اسمین آپکو بڑا اشتباہ واقع ہوا ہے اسوجہ سے کہ یہ حکم اوس مذہب پر ہے جسمین جرح مبہم مقبول ہوتی ہے نہ جمیع مذاہب پر اور بر تقدیر عوام قبول جرح

ابی عمر والمدنی کے سبب روایت مالک کے کی ہی چنانچہ تہذیب الکمال میں ہی وقال ابن عدی لا باس بہ
لان مالکا روی عنہ ولا یروی مالک الا عن صدوق ثقۃ انتہی اور سخاوی تحت قول عراقی کے ولیس تعدیلا
علی القول الصحیح روایۃ العدل لکھتے ہیں ہذا الذی قالہ اکثر العلماء من المحدثین القول الثانی انہ تعدیل
مطلقا والقول الثالث التفصیل فان علم انہ لا یروی الا عن عدل کانت روایتہ عن الراوی تعدیلا لہ
والا فلا وہذا ہو الصحیح عند الاصولیین کالسیف الآمدی وابن الحاجب وغیرہما بل وذہب الیہ جمع
من المحدثین والیہ میل الشیخین وابن خزیمۃ فی صحاحہم والحاکم فی مستدرکہ انتہی اور یہی لکھتے ہیں ممن کان
لا یروی الا عن ثقۃ الا فی النادر الامام احمد وبقی بن مخلد وسلیمان بن حرب وشعبۃ والشعبی وعبد الرحمن
بن مہدی ومالک ویحیی بن سعید القطان انتہی اور شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ نے بھی تصریح
اس امر کی کی ہی کہ احمد غیر ثقہ سے روایت نہیں کرتے تھے چنانچہ سبکی شفاء الاسقام میں تحریر کرتے
ہیں قد صرح الخصم بذلک فی الکتاب الذی صنفہ فی الرد علی البکری قال ان القائلین بالجرح
والتعدیل من علماء الحدیث نوعان منہم من لم یرو الا عن ثقۃ عندہ کمالک وشعبۃ ویحیی بن سعید
وابن مہدی واحمد بن حنبل وکذلک البخاری وامثالہ وقد کفانا الخصم بہذا الکلام مؤنۃ تبیین ان
احمد لا یروی الا عن ثقۃ وح لا یبقی لہ مطعن فیہ انتہی اور امر ثانی کا جواب یہ ہی کہ روایت حدیث مذکور کو
عبید اللہ عمری سے ہونا یا عبد اللہ عمری سے ہونا مختلف فیہ ہی لیکن سبکی نے روایات بیہقی و دار قطنی
سے یہ ثابت کر دیا کہ یہ روایت عبید اللہ عمری سے ہی جیسا کہ عبارت اونکی سابقا منقول ہو چکی
اور یہی سبکی نے تحریر کیا ہی ورواہ عن موسی بن ہلال غیر عبید جماعۃ منہم جعفر بن محمد قال العقیلی
فی کتابہ حدثنا محمد بن عبد اللہ الحضرمی حدثنا جعفر بن محمد حدثنا موسی بن ہلال عن عبید اللہ
عن نافع عن ابن عمر مرفوعا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ہکذا رایتہ فی النسخۃ عبید اللہ ومنہم
محمد بن اسمعیل بن سمرۃ الاحمسی اختلف علیہ فروی عنہ مصغرا کما رواہ غیرہ وروی عنہ مکبرا وہکذا
قالہ ابن عدی فی الکامل وکذلک کتب الی عثمان بن محمد من مکۃ انہ قرا علی الحافظ یحیی بن علی بن
المفضل قراءۃ علیہ القاضی ابو القاسم حمزۃ المخزومی قال اخبرنا ابو طاہر السلفی انا ابو عاصم عن مکی
عنہ اخبرنا ابو ابراہیم الخلیل اخبرنا ... ایوب اخبرنا احمد بن عبد اللہ اخبرنا عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی
حدثنا محمد بن اسمعیل الاحمسی حدثنا موسی عن عبید اللہ وعرض الحافظ یحیی بن علی القرشی ہذہ الروایۃ

مبہم مقبول نہین اور بہی اسمین حدیث مذکور کو منکر لکہا اور نکارت منافی حسن کے نہین ہی پس
اوس عبارت کے نقل کرنے کی کیا ضرورت تہی **قال** اس عبارت سی چند امور ثابت ہوئے اول یہ
ابن قطان نے کہا کہ حق یہ ہی کہ موسی بن ہلال کی عدالت ثابت نہین ہوئی اور دارقطنی نے کہا
کہ وہ مجہول ہی **دوم** یہ کہ روایت مذکورہ عبد اللہ مکبر سے ہی جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہی
نہ عبید اللہ مصغر سے **سوم** یہ کہ عبد الحق کا تعقب ابن القطان نے کیا ہی **چارم** یہ کہ ابن خزیمہ
اور دولابی نے اس حدیث کو منکر جانا ہی **اقول** اعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال وانظر
الی ما قال ولا تنظر الی من قال ثبت امور جو عبارت ابن حجر سی ثابت ہوئے نہ آپ کو مفید ہین ورنہ ہمارے کلام
کے مضر لیکن امر اول پس اسواسطے کہ یہ ابن القطان جو جارح موسی ہی معلوم نہین کہ کون ہی علاوہ ازین بمقابلہ ایک جماعت
موثقین کی قول ابن القطان کب مسموع ہوگا اور میزان مین ایک ابن قطان کی جو باب جرح مین متشدد ہی تمام کتب جرح
جرحین اکثر معتبر نہین کین ہین پس ابن قطان وغیرہ کا قول بمقابلہ جم غفیر کے کیونکر مقبول ہوگا میزان الاعتدال مین حفص
ابن اسلم مین ہی قال ابن القطان لا یعرف لہ حال قلت لم اذکر ہذا النوع فی کتابی ہذا لان ابن القطان
یتکلم فی کل من لم یقل فیہ امام عاصر ذلک الرجل او اخذ عمن عاصرہ ما یدل علی عدالتہ وفی الصحیحین من
ہذا النمط کثیرون ما ضعفہم احد ولا ہم بمجاہیل انتہی اور یہی ذہبی ترجمہ مالک مصری مین لکہتے ہین
قال ابن القطان ہو ممن لم یثبت عدالتہ یرید انہ ما نص احد علی انہ ثقۃ وفی رواۃ الصحیح عدد کثیر ما
علمنا ان احدا وثقہ انتہی پس معلوم ہوا کہ قول ابن القطان کا موسی کی حق مین لم یثبت عدالتہ کچہ ضرر
نہین کرتا ہی اور دارقطنی کا مجہول کہنا محض غلط ہی اسوجہ سی کہ موسی بن ہلال سے سات نقاد فن کہ منجملہ
انکے امام احمد ہین روایت کرتے ہین اور جہالت دو شخص کی روایت سے مرتفع ہو جاتی ہی جیسا کہ ابن
عبد البر استذکار شرح موطا مین باب ترک الوضوء مما مست النار مین لکہتے ہین زعم قوم ان عبد الرحمن
بن زید الانصاری مجہول وہذا تحامل من قائلہ لان عبد الرحمن ہذا ہو عبد الرحمن بن زید بن عقبۃ بن
کریم الانصاری وقد روی عنہ رجال کبار موسی بن عقبۃ وبکیر بن الاشج وعمرو بن یحیی واسامۃ بن
زید اللیثی ومن روی عنہ ثلاثۃ وقیل اثنان لیس بمجہول انتہی اور واسطے توثیق وتعریف موسی کے
اسیقدر کافی ہی کہ امام احمد نے کہ غیر ثقہ سی روایت نہین کرتے ہین اوسے روایت کی اور ایسی شخص کا
جو غیر ثقہ سے روایت نہ کرتا ہو کسی راوی سے تعدیل اوس راوی پر دال ہی ... ابن عدی ... عدل

موسی بن ہلال سے اخذ کیا ہی **اقول** یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم
جس نسخہ سے صاحب کلام سرم نے نقل کیا اوسمین ویسی عبارت تہی جیسے منقول ہوئی
اگر وہ غلط ہو تو کچہ صاحب سالہ کو ضرر نہین ہی اور غلط ہونا اوسکا ایسا امر نہین ہی کہ اوسمین
بالفرض و التقدیر کہا جاوے **قال** قوله ثم یہ کہ سبکی نے جو عبید اللہ مصغر کو ترجیح دی سو اوسکا
جواب لسان المیزان مین بخوبی ظاہر ہو گیا **اقول** لسان مین ابن خزیمہ سے نقل کیا شبہ
ان یکون ہذا من حدیث عبد اللہ اور دارقطنی اور عقیلی کی روایت سے عبد اللہ نقل کیا
باآنکہ سبکی نے نسخ معتمدہ سے روایت دارقطنی و عقیلی سے عبید اللہ نقل کیا اور اس
امر کا کسیکو انکار نہین کہ بعض طرق اس حدیث مین عبد اللہ واقع ہی گفتگو ترجیح مین ہی **قال**
قوله ثم سبکی جو لکہتا ہی ومنہم محمد بن اسمعیل بن سمرة واختلف علیہ محل کلام ہی کیونکہ اوس سے معلوم
ہوا کہ ابن خزیمہ نے بلا واسطہ محمد بن اسمعیل سے عبید اللہ مکبر روایت کیا ہی اور ایسا ہی ابن
عدی نے بواسطہ محمد بن موسی حلوانی کے پس معلوم نہین کہ سبکی کہان سے ابن سمرہ پر اختلاف
بیان کرتا ہی **اقول** من علم حجة علی من لم یعلم عبارت سبکی یہ ہی ومنہم محمد بن اسمعیل بن سمرة الاحمسی
واختلف علیہ فروی عنہ مصغر کما رواہ غیرہ اخبرنا بذلک عبد المؤمن وغیرہ اذنا عن ابی نصر اخبرنا
علی بن الحسن الحافظ اخبرنا اسمعیل بن محمد بن الفضل الحافظ اخبرنا احمد بن علی بن خلف اخبرنا
ابو القاسم بن حبیب اخبرنا ابو بکر احمد بن نصر بن بکار النجاری اخبرنا ابو عبید الرحمن عبد اللہ
بن عبید اللہ حدثنا محمد بن اسمعیل الاحمسی عن موسی بن ہلال عن عبید اللہ وروی عنہ مکبرا **قال**
قوله ثم سبکی نے جو یہ کہا ویحتمل ان موسی سمع من عبید اللہ تارة وعبد اللہ جمیعا ابن حجر نے کہا
احتمال کو بعد نقل کے رد کیا ہی حیث قال فیحتمل ح ان یقال انہ کان عند موسی عن الاخوین عبد اللہ
وعبید اللہ وقد یمیل بعض الفقہاء الی ترجیح مثل ذلک وقد یقال انما یفعل مثل ذلک فی المشہورین
بالحفظ والاتقان فاما مثل موسی بن ہلال فیتوقف فی ذلک انما قواہ ہہنا ما حصل لہ
من متابعة مسلم بن سالم والظاہر الذی یقوی فی النفس انہ عندہ عن عبد اللہ **اقول**
سبکی اس امر کا جزما مدعی نہین ہی کہ موسی نے دونون سے روایت کی بلکہ احتمالا بیان کرتا ہی
اور یہ احتمال کلام ابن حجر سے مرفوع نہین کما ہو ظاہر لمن لہ ادنی تدبر **قال** قوله ثم سبکی نے

وذكر ان الصواب عبيد الله ورأيت في تاريخ ابن عساكر بخط ابي عبد الله المحفوظ عن ابن حمزة عبيد الله
وقال ابن عدي في الكامل في ما انبأنا جماعة بالاسناد المتقدم اليه عبد الله اصح وفي ما قاله نظر والذي
يترجح ان يكون عبيد الله لتظافر روايات محمد بن محمد كلها وبعض روايات ابن حمزة ولما سنذكره
من متابعة مسلمة الجهني لموسى بن هلال انتهى ملخصا اور بر تقدير تسليم اس امر کے کہ روایت حدیث مذکور
عبد اللہ سے ہی بھی کچھ ضرر نہیں اسواسطے کہ ایک طائفہ نقادفن نے توثیق اوسکی کی ہی پس جرح بہم
دوسرے طائفہ کی مقبول نہو گی چنانچہ سبکی تحریر کرتے ہین علی ان عبد الله المكبر روى له مسلم مقرونا
بغيره وقال احمد صالح وابو حاتم رأيت احمد بن حنبل يحسن الثناء عليه وقال يحيى بن معين ليس به بأس يكتب
حديثه وقال نهى في نافع صالح وقال ابن عدي لا بأس به صدوق وقال ابن حبان كان ممن غلب عليه الصلاح
حتى غلب عن ضبط الاخبار وجودة حفظ الآثار تقع المناكير في روايته فلما فحش خطاؤه استحق الترك
وهذا الكلام من ابن حبان يعرفك انه لم يتكلم فيه بجرح في نفسه وانما هو لكثرة غلطه واما حكمه باستحقاق الترك
فمخالف لاخراج مسلم له في المتابعات وليس هذا الحديث في مظنة ان يحصل فيه التباس على عبد الله
لا في سنده ولا في متنه فانه في نافع كما سبق ومتن الحديث في غاية القصر والوضوح فاحتمال خطاء
فيه بعيد والرواة جميعهم الى موسى بن هلال ثقات انتهى اور امر ثالث کا جواب یہ ہی کہ تعاقب ابن
قطان کا عبد الحق کے سکوت کا اسوجہ سے ہی کہ اونکے زعم مین موسی بن ہلال ضعیف ہی پس جب موسی
کی توثیق بعبارات سابقہ ثابت ہوئی اونکا تعاقب کیا ضرر کریگا اور امر رابع کا جواب یہ ہی کہ محرر
تکارت قادح نہین کما مر تفصیلا **افادہ** در وفاء الوفا باخبار دار المصطفی ہی الخ **قال** اس مقام
پر کلام ہی بچند وجوہ **اول** یہ کہ یہان پر صاحب رسالہ نے بظن غالب تنبیہ کی ہی اس نظر سے
کہ ظاہر ہو کہ یہ اسناد موسی بن ہلال سے خالی ہی لکھتا ہی ورواہ جماعة عن موسی بن ہلال منہم
جعفر بن محمد حدثنا محمد بن ہلال البصري عن عبيد الله مصغرا اور حال آنکہ اصل عبارت یون
ہو گی ورواہ جماعة غيره عن موسى بن هلال البصري عن عبيد الله مصغرا منهم جعفر بن محمد المروزي
حدثنا موسى بن هلال عن عبيد الله مصغرا اگر کوئی کہے کہ شاید اوس نسخہ مین جس سے صاحب رسالہ
ناقل ہی یہ عبارت اوسی طور پر ہو جواب اوسکا یہ ہی کہ اگر بالفرض اوس نسخہ مین ایسا ہو تو وہ نسخہ
محض غلط ہی کیونکہ عبارت لسان ہی صراحۃ ثابت ہوا کہ جعفر بن محمد و محمد بن اسمعیل نے اپنے شیخ کو

بغیر بیان سبب مردود ہی **قال** اور متابعت سے ظاہر ہے متابعت مسلم بن سالم جہنی کی مراد معلوم ہوتی ہے پس جب تک مسلم کا اون لوگون مین سے ہونا ثابت نہ ہو جائے جنکی متابعت معتبر ہوتی ہے تب تک یہ متابعت مفید نہین ہو سکتی کیونکہ ابن صلاح اصول حدیث مین لکھتا ہی کہ ہر شخص لائق اسکے نہین ہے کہ اوسکی متابعت معتبر ہو **اقول** متابعت مانحن فیہ مین فقط نکارت اور تفرد موسی کی دفع کیواسطے معتبر کی جاتی ہے نہ واسطے توثیق حدیث کی کیونکہ موسی خود ثقہ ہی اور حدیث اوسکی صحیح یا حسن ہے اور متابع کو مطلقا ثقہ ہونا ضرور نہین بلکہ جو راوی کہ متہم بالکذب ہو اوسکے متابع کو قوی ہونا ضرور ہے اور جو راوی کہ متہم بالکذب نہ ہو بلکہ مجروح بضعف حفظ یا اضطراب وغیرہ ہووے اوسکا متابع بھی اگر مثل اوسکے ہوگا اوسکی متابعت واسطے تقویت حدیث کے کافی سمجھی جاتی ہے سخاوی فتح المغیث مین لکھتے ہین تقدم فی تقریر الحسن لغیرہ ان الضعیف الذی ضعفہ من جہۃ قلۃ حفظ راویہ وکثرۃ غلط لا من جہۃ اتہامہ بالکذب اذا روی مثلہ بسند آخر نظیرہ فی الروایۃ ارتقی الی درجۃ الحسن لانہ یزول عنہ حینئذ ما یخاف من سوء حفظ الراوی ویعتضد کل منہما بالآخر انتہی یا جو راوی ہو کہ جن لوگون نے مجروح کیا ہے انہون نے بسبب سوء حفظ و اضطراب اسناد و عدم متابعت وغیرہ کی مجروح کیا اور کسی نے اوسکو متہم بالکذب نہین بنایا پس متابع اوسکا اگر درجات صحیح تک نہ پہونچا ہو بلکہ مثل اوسکی سوء حفظ وغیرہ مین ہو اوسکی متابعت بھی مقوی حدیث ہوگی علاوہ یہ ہے کہ مسلمہ کے حق مین ابن المدینی نے لیس بہ بأس لکھا ہے اور ابن معین نے لیس بہ بأس ثقۃ لکھا ہی اور ابن حبان نے اوسکو کتاب الثقات مین داخل کیا پس مسلمہ کے حق مین جرح مبہم و تعدیل متعارض ہوئین فیقدم التعدیل علی الجرح لما سابقا **افاد** اور یہی شفاء الوفا مین ہے

روی البزار من طریق عبد اللہ بن ابراہیم الغفاری حدثنا عبد الرحمن عن ابیہ عن ابن عمر مرفوعا

قال اولا عبد اللہ بن ابراہیم اور عبد الرحمن کا ضعف لسان سے واضح ہو گیا ثانیا تنزیہ الشریعۃ مین مرقوم ہی عبد اللہ بن ابراہیم نسبہ ابن حبان الی وضع الحدیث اور میزان مین ہی نسبہ ابن حبان الی انہ یضع الحدیث وقال ابن عدی عامۃ ما یرویہ لا یتابع علیہ الخ اور عبد الرحمن بن زید کی بہ نسبت تنزیہ الشریعۃ مین لکھا ہی قال الحاکم روی عن ابیہ احادیث موضوعۃ الخ **اقول** سبکی نے شفاء مین لکھا ہے عبد اللہ بن ابراہیم ہو الغفاری روی لہ ابو داؤد والترمذی وقال ابو داؤد منکر الحدیث وقال ابن عدی عامۃ ما یرویہ لا یتابعہ علیہ الثقات وقال البزار

جو یہ کہا ہے اسنے قال احمد صالح الخ جواب اسکا یہ ہی کہ تہذیب الکمال وغیرہ مین لکھا ہی قال احمد کان یزید
فی الاسانید و یخالف وکان یحیی بن سعید یضعفہ الخ **اقول** حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین
عبید اللہ کی توثیق کی بہی بہت اقوال نقل کیے ہین قال ابو طلحۃ عن احمد لا باس بہ قد روی عنہ ولکن
لیس مثل اخیہ عبید اللہ وقال ابو حاتم رایت احمد بن حنبل یحسن الثناء علیہ وقال عثمان الدارمی عن
ابن معین صویلح وقال ابن ابی مریم عن ابن معین لیس بہ باس یکتب حدیثہ وقال یعقوب بن شیبۃ ثقۃ صدوق
فی حدیثہ اضطراب وقال ابن عدی لا باس بہ فی روایاتہ صدوق وقال العجلی لا باس بہ وقال ابن عمار
الموصلی لم یترکہ احد الا یحیی بن سعید و زعموا انہ اخذ کتب اخیہ عبید اللہ فرواہا و اورد لہ یعقوب بن شیبۃ
فی مسندہ حدیثا فقال ہذا حدیث حسن الاسناد وقال فی موضع آخر ہو رجل صالح مذکور بالعلم والصلاح
وقول ابن معین فیہ انہ صویلح انما حکاہ عنہ اسحق واما الدارمی فقال عن ابن معین صالح ثقۃ انتہی ملخصا
پس یہ سب اقوال تعدیل کے جو ارباب بصیرت سے منقول ہین جرح مبہم پر مقدم ہونگے کما مر تفصیلہ اور اگر
ایسی جرح مبہم مقدم ہوا کرے تو بہت مسائل شرعیہ مین خلل واقع ہوجائیگا ملاحظہ کیجیے کہ حدیث
قلتین کہ محققین اوسکو صحیح لکھتے ہین اور حدیث لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب کہ محدثین اوسکو معتبر سمجھتے
ہین ان دونون کی سندون مین محمد بن اسحق واقع ہی اور اوسکی شان مین کتب رجال مین کیا کیا نہین
وارد ہی مگر چونکہ اقوال توثیق اوسکی حق مین واقع ہین اور اقوال جرح مبہمہ غیر موجبہ ہین اسوجہ سے جرح
کا اعتبار نہین کیا گیا اور حدیث الماء طہور لا ینجسہ شیء الا ما غیر لونہ او طعمہ او ریحہ ارباب تحقیق کے نزدیک
حسن ہی حالانکہ اسکی سند مین متکلم فیہ واقع ہی وعلی ہذا القیاس بہت احادیث کہ صحاح ستہ مین بلکہ
صحیحین مین مروی ہین اور مستدل ائمہ کبار ہین اونکی سندون مین مجروح واقع ہین بلکہ اگر ایسی ہی
اعتبار جرح مقدم ہوجاوے تو خود امام المحدثین بخاری پر جروح واقع ہوگئین پس جرح کو مقدم کرنا لازم
پڑیگا اور دین مین فساد واقع ہوجائے گا **قال** ششم یہ کہ سبکی نے جو یہ کہا واما بعد قول ابن
عدی فی ہدی و وجود متابع فانہ یتعین قبولہ جواب اسکا یہ ہی کہ قول ابن عدی معارض ہی ساتہ
قول ابو حاتم و عقیلی و دارقطنی و ابن قطان کے علاوہ اسکے جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہی **اقول**
یہ جرح مبہم غیر مفسر ہی اکثر فقہاء و محدثین کے نزدیک مردود ہوتے اور تعدیل اوس پر مقدم ہوتی ہی پس ہدی کے
حق مین قول معدلین کا مثل ابن عدی وغیرہ کے مقبول ہی اور قول جارحین کا اگرچہ عدد کثیر ہون

الشیخ ابو محمد فی کتابہ عن ابن عیینۃ انہ قال ہو مالک بن انس وعن عبد الرزاق انہ قال ہو العمری الزاہد وہو عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر وقال المظہر اراد بالعمری عمر بن عبد العزیز والصحیح ما رواہ الترمذی وذکر فی المتن ولان عمر بن عبد العزیز من اہل الشام انتہی اور ملا علی قاری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں تحت وبشلہ عن عبد الرزاق کے لکھتے ہیں قال الطیبی ہذا مخالف لما فی شرح الشیخ التوربشتی کما سیاتی وان ارید مطابقتہ ایاہ فقولہ وبشلہ تتمۃ للکلام السابق وابتداء لقولہ عن عبد الرزاق تامل قلت ویمکن ان یکون عنہ قولان ایضا انتہی اور بعد ایک سطر کے لکھتے ہیں قال التوربشتی ذکر الشیخ ابو محمد فی کتابہ عن ابن عیینۃ انہ مالک وعن عبد الرزاق انہ قال ہو العمری الزاہد وہو عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر وقال المظہر اراد بالعمری عمر بن عبد العزیز والصحیح ما رواہ الترمذی انتہی قال الطیبی وقال ابن ملک اراد بہ عمر بن عبد العزیز الخلیفۃ قیل لہ العمری نسبۃ الی عمر بن الخطاب لانہ من ابن ابنتہ وقیل ہو عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر کان من العلماء الاخیار انتہی ان عبارات سے واضح ہوا کہ بعض نے عمری کو جسکو عبد الرزاق اور سفیان نے مصداق حدیث اور شک لناس لکھ بنایا ہے مراد عبد اللہ بن عمر العمری جو راوی حدیث من زار قبری جبت لہ شفاعتی ہے لیا ہے اور بعض نے عبد العزیز عمری کو تجویز کیا اور بعض نے عمر بن عبد العزیز کو لیکن پس ثقہ اولی کے قول توثیق عبد اللہ عمری کے ثابت ہوئی **افاد** عبد اللہ بن عمر العمری کے توثیق سابق میزان اور کاشف اور وفاء الوفا سے منقول ہو چکی **قال** تقریب وجامع ترمذی او کلام امام احمد و یحیی بن سعید اور علی بن المدینی اور یعقوب بن شیبہ و نسائی سے ضعف اسکا ابھی ثابت ہوا اور جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے **اقول** توثیق اسکے کلام امام احمد و یحیی بن معین و ابو حاتم اور ابن عدی اور دارمی اور یعقوب بن شیبہ اور عجلی اور ابن عمار وغیرہ ابھی معلوم ہو چکی اور تعدیل جرح مبہم پر مقدم ہوتی ہے **قال** مخفی نہ رہے کہ اس مقام پر صاحب رسالہ نے مسلم بن سالم جہنی کی توثیق مطلق نہیں کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا غیر ثقہ ہونا تسلیم کر لیا **اقول** چونکہ حاجت توثیق مسلمہ کی نہ تھی جیسا کہ سابقا گذر چکا لہذا کلام مبرم میں توثیق کو ذکر نہ کیا اور اس سے تسلیم کر لینا لازم نہیں آتا **افاد** اور اس حدیث کی حسن میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے **قال** اس حدیث کی رواۃ میں مسلمہ بن سالم جہنی موجود ہے اور اوسکا ضعف صاحب رسالہ نے بھی تسلیم کر لیا پھر اس حدیث کو

عقب و کره هذا الحدیث عبد الله حدث باحادیث لم یتابع علیها وانما یکتب من حدیثه ما لا یحفظ الا منه

وعبد الرحمن بن زید بن اسلم روی له الترمذی وابن ماجه وضعفه جماعة وقال ابن عدی ان له احادیث

حسان وانه ممن احتمله الناس وصدقه بعضهم وانه ممن یکتب حدیثه وصحح الحاکم حدیثا من جهته سند لره

فی التوسل بالنبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم واذا کان المقصود من هذا الحدیث تقویة الاول وشهادة

لم یضر ما قیل فی هذین الرجلین لانه لیس راجعا الی تهمة کذب او فسق ومثل هذا یحتمل فی المتابعات والشواهد

انتهی اور اگر متابعت عبد الله بن ابراهیم کی اسبب سے که اوسکو بعض نے متهم بالکذب کیا ہے

معتبر نہو تو کچه حرج نہیں کیونکه اسناد سابق حسن ہے حاجت اوسکی تقویت کی نہیں ہے اسکے سے نے

تبرعا تقویت کی **قال** اور عبد الله بکر کی توثیق کی روایات جو نبراس الکاشف سے منقول

ہوئیں انکا جواب یہ ہے که اول یه روایات معارض ہیں ان روایات کے ساته جو ہمنے اوپر نقل

کیں دوم جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے **اقول** جرح مبہم مقبول نہیں اور روایات توثیق مقبول ہیں اور

معارضه مقبول و غیر مقبول کا عجاب ہی **قال** اور وفاء الوفا میں جو لکھا ہے قال التوربشتی فی شرح المصابیح

یعنی عبد الله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر محل بحث ہے کیونکه مشکوة المصابیح میں لکھا ہے قال

اسحق بن موسی سمعت ابن عیینة انه قال هو العمری الزاهد واسمه عبد العزیز ابن عبد الله پس معلوم

ہوا که ابن عیینه نے جس عمری کو مصداق حدیث یوشک الناس ان یضربوا اکباد الابل فلا یجدوا

عالما اعلم من المدینة کا ٹهرایا ہے وه عبد العزیز بن عبد الله ہے نه عبد الله بن عمر بن حفص **اقول**

آپ نے حواشی مشکوة کو ملاحظه نہیں کیا ورنه ایسا کلام نه لکهتے کیونکه اونمیں تین قول اس باب میں مذکور

ہیں منجمله انکے ایک قول وه ہے جو وفاء الوفا سے نقل کیا گیا ہے طیبی اپنی حاشیه میں که جسکا نام

الکاشف عن حقایق السنن ہے لکھتے ہیں قال التوربشتی عن عبد الرزاق انه قال هو العمری الزاهد هو

عبد الله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب انتهی اور مختصر حواشی طیبی میں جو سید شریف

کی طرف منسوب ہے تحت قول صاحب مشکوة کی قال ابن عیینة انه مالک بن انس ومثله عن عبد الرزاق

مرقوم ہے ای مثل قول ابن عیینة عن عبد الرزاق وابن عیینة اسمه سفیان واما عبد الرزاق فاحد المکثرین من

الروایة روی عنه احمد بن حنبل ویحیی بن معین وغیرهما وهذا مخالف لما فی شرح الشیخ التوربشتی وان

ارید مطابقته ایاه فزید فی وشله تتمة للکلام السابق وابتداء لقوله عن عبد الرزاق وقال التوربشتی ذکر

انتهی لیکن ملا علی قاری شرح مشکوة میں بعد نقل عبارت جمال الدین ... خلاصه حاشیه الطیبی من المحقق الشریف ... علی المشکوة ... بین ان من ... والا فانه غیر مذکور فی ... کیف یختصر کلام الطیبی ... ۱۲ منه سلمه

بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی اور سند طبرانی یہ ہے حدثنا الحسین بن اسحق التستری حدثنا ابو الربیع
حدثنا حفص بن ابی داؤد عن لیث الخ اور سند ابو یعلی یہ ہے حدثنا ابو الربیع حدثنا حفص بن ابی
داؤد الخ اور سند ابو احمد بن عدی صاحب کامل یہ ہے اخبرنا الحسن بن سفیان حدثنا علی بن حجر
وحدثنا عبد اللہ بن محمد البغوی حدثنا ابو الربیع الزہرانی قال علی حدثنا حفص بن سلیمان و قال
ابو الربیع حدثنا حفص بن ابی داؤد قالا عن لیث الخ اور سند ابن عساکر یہ ہے اخبرنا الخلال اخبرنا
ابراہیم بن منصور السلمی اخبرنا ابو بکر المقری اخبرنا ابو سعید المفضل بن محمد بن ابراہیم الجندی حدثنا
سلمۃ حدثنا عبد الرزاق حدثنا ابو عمر حفص بن سلیمان الخ اور دوسری سند ابن عساکر کی یہ ہے اخبرنا
ابو القاسم السمرقندی اخبرنا ابو القاسم اسمعیل بن مسعدۃ اخبرنا حمزۃ بن یوسف السہمی اخبرنا ابو احمد بن
عدی اخبرنا الحسن بن سفیان حدثنا علی بن حجر حدثنا حفص الخ اور تیسری سند ابن عساکر یہ ہے
اخبرنا ابو القاسم اخبرنا ابو بکر البیہقی اخبرنا علی بن احمد بن عبدان حدثنا احمد بن عبید حدثنی محمد
بن اسحق حدثنا بکار حدثنا حفص بن سلیمان عن لیث الخ اور سند بیہقی یہ ہے حدثنا عبد اللہ
بن یوسف اخبرنا محمد بن نافع الخزاعی حدثنا المفضل الجندی حدثنا سلمۃ حدثنا عبد الرزاق حدثنا
حفص الخ اور سند ابن نجار صاحب الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ یہ ہے انبانا عبد الرحمن بن علی
اخبرنا ابو الفضل الحافظ عن ابی علی الفقیہ انبانا ابو القاسم الازہری اخبرنا القاسم بن الحسن حدثنا الحسن
بن الطیب حدثنا علی بن حجر حدثنا حفص بن سلیمان عن لیث الخ اور سند ابن جوزی مثیر الغرام الساکن
الی اشرف الاماکن میں یہ ہے حدثنا ابو الفضل عن ابی علی انبانا ابو القاسم اخبرنا القاسم بن حسن حدثنا
الحسن بن الطیب الخ اور ابو یعلی کی سند یہ ہے حدثنا یحیی بن ایوب حدثنا حسان بن ابراہیم حدثنا حفص
بن سلیمان عن کثیر بن شنظیر عن لیث بن ابی سلیم عن مجاہد الخ اور تقی الدین سبکی نے بعد ذکر
کرنے اپنے اسانید کی طرف ان محدثین مذکورین کی حفص کے توثیق کی تحقیق بلیغ کی ہے
عبارت اونکی یہ ہے اما کون حفص بن سلیمان القاری العامری ہو حفص بن ابی داؤد فکذلک
قال البخاری و ابن ابی حاتم و ابن عدی و غیرہم و اما کونہ ہو الراوی لہذا الحدیث فکذلک قال ابن
عدی و ابن عساکر و اشار الیہ البیہقی بقولہ السابق الی الذہبی لکن ابن حبان فی کتاب الثقات ذکر
ما یقتضی التوقف فی ذلک فانہ قال حفص بن سلیمان البصری المقری یروی عن الحسن مات سنۃ

حسن بلکہ صحیح کہنا کمال مقام تعجب ہے **اقول** یہ حکم قطعی اختراعی ہے کس جملہ سے صاحب کلام مبرم کی تسلیم
معلوم ہوتی ہے اور سکوت توثیق مسلمہ نہیں بوجہ موجہ واقع ہو جیسا کہ ابھی گذر چکا اور حدیث کی
مطلق حسن ہونے میں ثقہ ہونا راوی کا شرط نہیں ہے چنانچہ زین عراقی شرح الفیہ میں لکھتے ہیں
تقدم ان الحسن لا یشترط فیہ ثقۃ رجالہ بل اذا کان فیہم من لم یتہم بالکذب وروی من وجہ آخر کان حسنا
علی الشروط المتقدمۃ وغیر المتہم اعم من ان یکون ثقۃ او مستورا انتہی اور فتح المغیث میں ہے اما مطلق الحسن
فہو الذی اتصل سندہ بالصدوق الضابط المتقن غیر تامہما او بالضعیف بما عدا الکذب اذا اعتضد مع خلوہما
عن الشذوذ والعلۃ انتہی پس اگر عدم ثقہ ہونا مسلمہ کا مسلم بھی ہو حدیث کی حسن ہونے میں کچھ قدح نہ
ہوگی جب تک کہ اوسکا متہم بالکذب ہونا نہ ثابت ہو اور اس حدیث کی مثل جسکو مسلمہ نے
روایت کیا ہے دوسرے طریق سے بھی مروی ہے اور اسمیں سوای ابہام ایک راوی کی کوئی خلل
نہیں ہے چنانچہ سبکی لکھتے ہیں قال یحیی الحسینی فی اخبار المدینۃ حدثنا محمد بن یعقوب حدثنا عبد اللہ بن وہب
عن رجل عن بکر بن عبد اللہ عن النبی صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم قال من اتی المدینۃ زائرا لی وجبت لہ
شفاعتی یوم القیامۃ ومن مات فی احد الحرمین بعث آمنا انتہی اور سمہودی لکھتے ہیں محمد بن یعقوب ہو
ابو عمر الزبیری المدنی صدوق وعبد اللہ بن وہب ثقۃ وبکر بن عبد اللہ ان کان المزنی فہو تابعی
جلیل فیکون مرسلا وان کان بکر بن عبد اللہ بن الربیع الانصاری فہو صحابی انتہی **افاد** عبارت
میزان میں یہ ہے قال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ انہ متروک الحدیث فہذہ روایۃ ابن ابی حاتم واما
روایۃ ابی علی الصواف عن عبد اللہ عن ابیہ انہ قال صالح الخ **قال** اس مقام پر عبارت میزان
بلفظہ نقل کرنا مقصود نہیں بلکہ مقصود نقل روایات جرح ہے اور روایت توثیق اسلیے
منقول نہیں ہوئی کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے **اقول** فقط روایات جرح نقل کرنا معیوب ہے شرعا
وعرفا اور جرح کو مقدم کرنا خلاف جمہور محدثین ہے جیسا کہ تفصیل اسکی گذر چکی **قال** اور حفص
بن سلیمان کی نسبت میزان الاعتدال میں لکھا ہے وکان واہیا فی الحدیث الخ **اقول** حدیث
من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی کو اجلہ محدثین نے باسانید متعددہ سے روایت کیا
دار قطنی اپنی سنن میں لکھتے ہیں حدثنا عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز حدثنا ابو الربیع الزہرانی حدثنا
حفص بن ابی داؤد عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر عن النبی صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من حج فزار قبری

مین لکھا ہی قال ابوزرعۃ لین وقال احمد بن صالح ضعیف وقال یحیی بن معین لیس لشئی الخ
اقول ان جروح مبہمہ کے معارض اقوال تعدیل موجود ہین میزان الاعتدال مین ہی قال
احمد صالح الحدیث وروی عثمان بن سعید عن یحیی قال ثقۃ وقال ابن عدی احادیثہ ارجو ان
تکون مستقیمۃ انتہی اور کاشف مین ہی کثیر بن شنظیر الازدی البصری عن مجاہد وطائفۃ
وعنہ عبدالوارث وطائفۃ قال ابوزرعۃ لین وقال احمد وغیرہ صالح الحدیث انتہی قال اور
طبرانی نے کبیر اور اوسط مین اس اسناد سے روایت کیا ہی احمد بن رشدین عن ابیہ
عن اللیث بن بنت اللیث بن ابی سلیم قال حدثتنی جدتی عائشۃ بنت یونس امرأۃ اللیث
عن لیث بن ابی سلیم عن مجاہد عن ابن عمر اس اسناد مین احمد بن رشدین ہی اوسکی نسبت
میزان مین لکھا ہی قال ابن عدی کذبوہ الخ اور یہی امین رشدین ہی اوسکی ترجمہ مین تہذیب الکمال
مین کہا قال ابن معین لیس لشئی الخ اقول تہذیب الکمال مین بہ نسبت رشدین کے
یہی لکھا ہی قال المیمونی سمعت اباعبداللہ یقول رشدین بن سعد لیس یبالی عمن یروی
عنہ لکنہ رجل صالح قال و ثقہ الہیثم بن خارجۃ وکان فی المجلس فتبسم ابوعبداللہ وقال لیس
بہ باس فی احادیث الرقاق وقال البغوی سئل احمد عنہ فقال ارجو انہ صالح الحدیث اور حافظ
عبدالعظیم المنذری کتاب الترغیب والترہیب مین لکھتے ہین رشدین بن سعد قال احمد ارجو انہ
صالح الحدیث وحسن لہ الترمذی انتہی قال اور راویون مین راوی لیث بن ابی سلیم ہی اوسکی
بہ نسبت تہذیب مین مرقوم ہی قال النسائی ضعیف الخ اقول ضعف لیث کا یسیر ہے
انجبار اوسکا بسبب متابعات کے ہوسکتا ہی اور اقوال تعدیل بہی اسکی حق مین موجود ہین کاشف
مین ہی لیث بن ابی سلیم فیہ ضعف یسیر من سوء حفظہ وکان ذا صلوۃ وصیام وعلم کثیر انتہی
اور کتاب الترغیب والترہیب مین ہی لیث بن ابی سلیم فیہ خلاف وقد حدث عنہ الناس وقال
الدارقطنی کان صاحب سنۃ انما انکروا علیہ الجمع بین عطاء وطاؤس ومجاہد ووثقہ ابن معین
فی روایۃ انتہی افاد توفیق اس حدیث کی کہ معنی متحد ہی سابقہ حدیث من حج ولم یزرنی فقد
جفانی سے الخ قال اولا متحد المعنی ہونا ان دونون حدیثون کا غیر مسلم ہی کیونکہ ایک مین
لفظ سعۃ موجود ہی اور دوسرے مین یہ لفظ نہین اقول یہ ظاہر ہی کہ جسمین لفظ سعۃ نہین ہے

ثلاثين ومائة وليس هذا بحفص بن سليمان البزار ابي عمر القاري ذلك ضعيف وهذا ثبت ثم قال في الطبقة
التي بعدها حفص بن ابي داؤد يروي عن ابن حبيب روى عنه ابو الربيع الزهراني هذا كلام ابن
حبان ومقتضاه ان حفص بن ابي داؤد المذكور في الطبقة الاخيرة ثقة وانه غير القاري الضعيف
المذكور في الطبقة التي قبله على سبيل التمييز بينه وبين البصري وقد ذكر ابن حبان حفص بن سليمان
البصري في كتاب المجروحين وذكر ضعفه وقال انه ابن ابي داؤد وبعد القول بانه اشتبه عليه وجعلهما
اثنين احدهما ثقة والآخر ضعيف على ان هذا مقابل بان ابن عدي ذكر في ترجمة حفص القاري
من حديث ابي الربيع الزهراني عن حفص عن الهيثم بن حبيب عن عون بن ابي جحيفة عن ابيه قال
مر النبي صلى الله عليه وآله وسلم برجل يصلي قد سدل ثوبه فعطفه عليه وبعد ايضا ان يكونا اثنين ويشتبه
على ابن عدي فيجعلهما واحدا والموضع موضع نظر فان صح مقتضى كلام ابن حبان زال الضعف
فيه ولا ينافي هذا كونه جاء مسمى في رواية هذا الحديث لجواز ان يكون قد وافق حفصا القاري في
اسم ابيه وكنيته وان كان هو القاري كما حكم به ابن عدي وغيره وهو ابن امرأة عاصم فقد اكثر
الناس الكلام فيه وبالغوا في تضعيفه حتى قيل عن عبد الرحمن بن يوسف انه كذاب متروك
يضع الحديث وعندي ان هذا القول سرف فان هذا الرجل امام قرأة وكيف يعتقد انه تقدم
على وضع الحديث والكذب ويتفق الناس على الاخذ بقرآنه وانما غايته انه ليس من اهل الحديث
فلذلك وقعت المنكرات والغلط الكثير في روايته وقد قال عبد الله بن احمد بن حنبل سألته
يعني اباه عن حفص بن سليمان المقرئ فقال هو صالح وروى عثمان بن احمد الدقاق عن حنبل بن
اسحق قال قال ابو عبد الله ما كان بحفص بن سليمان المقرئ باس وحسبك بهذين القولين عن
احمد وبما قدمنا ان على من روى عن احمد خلاف ذلك وان ثبت ضعفه فانه لم يتفرد بهذا الحديث
وقول البيهقي انه انفرد بحسب ما اطلع عليه وقد جاء في معجمي الطبراني الكبير والاوسط متابعته
انتهى اور تہذيب الكمال ميں ہے حفص بن سليمان الاسدي قال ابو علي الصواف عن عبد الله بن
احمد عن ابيه صالح وقال حنبل بن اسحق عن احمد ما به باس انتهى ملخصا قال اور ابو يعلي کی روايت
ميں اگرچہ حسن بن الطيب نہيں ہيں ليکن حفص بن سليمان اور کثير بن شنظير اور ليث بن ابي سليم واقع ہيں اور يہ تينوں ضعيف ہيں حفص بن
سليمان کا ضعف تو ثابت ہوا اور ليث کا عنقريب ثابت ہوگا آپ کثير بن شنظير کا حال ملاحظہ فرمائیے تہذيب الكمال اور ميزان الاعتدال

من حج ولم يزر فى فقد جفانى انما هو لبيان الاولى لان ترك الزيارة ممن حج وقد قرب من المدينة اليسير الفقه

اقبح من تركها ممن لم يحج وما ذكر لبيان الاولى لا مفهوم له وح فيكون المعنى من لم يزرنى فقد جفانى

واذا تقرر ان هذا معناه فلا يفهم منه ان من زاره ثم حج ولم يزره مرة اخرى بعد حجه انه جفاه نعم يوخذ

من قولهم الآتى اول الفصل الرابع اذا انصرف الحجاج الخ انه ليس لكل حاج اذا انصرف من حجه ملكيا

او غيره ان يزور عقب كل حج وان الزيارة تتاكد ولا ينافى هذا ما قدمته اولا بل يحمل هذا على الافضل

وتركه لا جفاء فيه بخلاف ترك السنة التى هى الزيارة مثلا من اصلها فانه جفاء اى جفاء انتهى اس عبارت

سے اور عبارات سابقۂ ابن حجر سے صاف ترجیح قول حوب زیارت ظاہر ہے کمالا تفصیله **قال**

ثانیا اگر متحد المعنی ہونا تسلیم بھی کیا جاوے تو بھی ایک کی توثیق سے دوسرے کی توثیق لازم نہین آتی

مگر جبکہ اوسکی اور اوسکی سب راوی متحد ہوں **اقول** یہ قاعدہ کس کتاب مین ہے کتب اصول مین اسکی

خلاف مصرح ہے **افاد** محدثین چند فرقہ پر متفرق ہین الخ **قال** ابن جوزی اور صغانی کو اگرچہ بعض

محدثین نے مبالغین مین معدود کیا ہے لیکن اوس سے یہ لازم نہین آتا کہ جس حدیث کو ابن جوزی نے

موضوع کہا اور اوسکی متابعت اوروں نے بھی کی ہے اوسکا بھی موضوع ہونا مسلم رکھا جاویگا اور اس

حدیث مین اور محدثین نے بھی متابعت ابن جوزی کی کی ہے جیسے زرکشی و ذہبی و محمد بن عبد الہادی

وشیخ الاسلام ابن تیمیہ و شوکانی اور انمین سے تین اول کا مبالغین مین سے ہونا تو صاحب رسالہ نے

اصلا مذکور نہین کیا **اقول** جب مبالغ ہونا ابن جوزی اور صغانی کا اس باب مین ثابت ہو گیا

پس بعد اونکے جو محدثین آئے اونہون نے اگر متابعت انہی دونون کی بمجرد تحریر انہی دونو کے کی اس

صورت مین ہرگز اونکا کلام مقبول نہوگا اور اگر خود اونہون نے تحقیق رواۃ کر کے حکم وضع کا دیا

بعد معاینہ اونکی تحقیق کی حکم اونکا مسلم رکھا جاویگا اور ذہبی نے جو اس حدیث جفانی پہ حکم وضع کا

دیا بمتابعت ابن جوزی کے دیا چنانچہ ابن حجر نے لسان مین تصریح اسکی کی پس کلام اونکا مقبول

نہوگا باقی رہی زرکشی اور ابن عبد الہادی اونکی عبارت معائنہ کرانا چاہیے اور ثابت کرنا چاہیے

کہ اونہون نے مجرد متابعت مبالغین سے حکم وضع کا نہین دیا **قال** اور ابن تیمیہ کے مبالغین مین سے

ہونیکے لیے اگرچہ عبارت لسان کی پیش کی لیکن اوسمین تحریف کو کام فرمایا پوری عبارت یہ ہے

طالعت الرد المذکور فوجدته کما قال السبکی فی الاستیفاء لکن وجدته کثیر التحامل الی الغایة فی رد الاحادیث

اوسمین وہ مراد ہی بس معنی دونو حدیثین متحد ہوئین اور اگر یہ شبہ ہووے کہ من حج ولم یزرنی فقد جفانی
مین لفظ حج ہی اور اس حدیث یعنی من وجد سعۃ فلم یزرنی فقد جفانی مین یہ لفظ نہین تو جواب اسکا
یہ ہی کہ جسمین لفظ حج ہی وہ اتفاقا وارد ہی قید احترازی نہین ہی پس یہ زیادت اتحاد معنی مین مخل
نہوگی اور وجہ اسکی کہ یہ قید اتفاقی ہی یہ ہی کہ اس حدیث کے دوسرے طریقون مین یہ لفظ نہین
ہی سبکی شفاء الاسقام مین لکھتے ہین قال ابو الحسن بن الحسن بن جعفر الحسینی فی کتاب اخبار المدینۃ
حدثنا محمد بن اسمعیل حدثنی ابو احمد الہمدانی حدثنا النعمان بن شبل حدثنا محمد بن الفضل عن جابر عن
محمد بن علی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من زار قبری بعد موتی فکانما
زارنی فی حیاتی ومن لم یزرنی فقد جفانی وقال الحافظ ابو عبد اللہ بن النجار فی الدرۃ الثمینۃ روی
عن علی انہ قال قال رسول اللہ من لم یزر قبری فقد جفانی وقال ابو سعید عبد الملک بن محمد بن
ابراہیم النیسابوری الواعظ فی کتاب شرف المصطفی روی عن علی مرفوعا من زار قبری بعد موتی
فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی وہذا الکتاب فی ثمان مجلدات ومصنفہ عبد الملک
صنف فی علوم الشریعۃ کتبا توفی سنۃ ست واربعمائۃ بنیسابور وقبرہ بہا مشہور یزار ویتبرک بہ
وقد روی حدیث علی من طریق آخر لیس فیہ تصریح بالرفع ذکرہ ابن عساکر انبانا عبد الملک وآخرون
عن ابن الشیرازی اخبرنا ابن عساکر اخبرنا ابو العز احمد بن عبید اللہ اخبرنا ابو محمد الجوہری اخبرنا علی بن
محمد بن احمد حدثنا محمد بن ابراہیم حدثنا منصور بن قدامۃ الواسطی حدثنا الضیاء بن ابی الحا
حدثنا عبد الملک بن ہارون عن ابیہ عن جدہ عن علی قال من سال لرسول اللہ الدرجۃ الرفیعۃ
حلت لہ شفاعتہ یوم القیامۃ ومن زار قبر رسول اللہ کان فی جوار رسول اللہ وعبد الملک فیہ کلام
کثیر انتہی اور سمہودی بغرض توثیق روایت ابو الحسن الحسینی لکھتے ہین النعمان بن شبل تقدم الکلام
علیہ فی الحدیث الخامس ومحمد بن الفضل قال انہ مدنی فہو غیر محمد بن الفضل بن عطیۃ الذی کذبوہ
خلاف قول ابن عبد الہادی انہ ہو لان ذاک کوفی ویقال مروزی نزل بخارا وجابر ان کان الجعفی ثم
قال ابن عبد الہادی فہو ضعیف فیہ کلام کثیر ووثقہ شعبۃ والثوری ومحمد بن علی ان کان ابا جعفر الباقر
فالسند منقطع لانہ لم یدرک جدہ علی بن ابی طالب وان کان ابن الحنفیۃ فقد ادرک اباہ علیہ
انتہی اور ابن حجر مکی نے تصریح اتفاقی ہونے قید حج کے کی ہی عبارت انکی یہ ہی مراد ذکر الحج فی خبر

عن ابن مسعود والاولان فقط عن ابی سعید والثانی فقط فی الشعب عن جابر وابی ہریرۃ وقال ابن تیمیۃ
کلہا ضعیفۃ لکن اذا ضم بعضہا الی بعض افاد قوۃ بل قال العراقی فی امالیہ لحدیث ابی ہریرۃ طرق صحح
بعضہا ابن ناصر الحافظ واوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات من طریق سلیمان بن ابی عبد اللہ
وقال سلیمان مجہول وسلیمان قد ذکرہ ابن حبان فی الثقات فالحدیث حسن علی رایٔہ وقال ولہ
طرق عن جابر علی شرط مسلم اخرجہا ابن عبد البر فی الاستذکار من روایۃ ابی الزبیر عنہ وہی اصح
طرقہ عنہ انتہی اور ایک مقام میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں حدیث الطیر لم یروہ واحد من اصحاب
الصحیح ولا صححہ ائمۃ الحدیث ولکن ہو مما رواہ بعض الناس کما رواہ امثالہ فی فضل غیر علی وقد
الطائر من المکذوبات الموضوعات عند اہل العلم بحقائق النقل انتہی اس سلب کلی اور حکم جزمی
کو دیکھئے حالانکہ حدیث طیر کو ترمذی وغیرہ اجلۂ محدثین نے روایت کیا ہی اور اکثر نے اوسپر
حکم ضعف کا دیا ہی ذہبی سیر اعلام النبلاء میں ترجمۂ ابوبکر سجستانی میں لکھتے ہیں وحدیث الطیر
علی ضعفہ فلہ طرق جمۃ وقد افردتہا فی جزء ولا انا بالمعتقد بطلانہ انتہی اور ایک مقام میں تحریر
کرتے ہیں اما حدیث صلوۃ التسبیح فان فیہا قولین لہم واظہر القولین انہا کذب وان کان قد
اعتقد صدقہا طائفۃ من اہل العلم ولہذا لم یاخذ بہا احد من ائمۃ المسلمین انتہی اس عبارت کو دیکھیے
کہ قول اخفی کو اظہر بنا دیا اور اس حدیث کے اعتبار کا ائمۂ مسلمین سے سلب کلی کیا حالانکہ یہ
حدیث اجلۂ نقاد کے نزدیک صحیح ہی سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داود میں لکھتے ہیں
افرط ابن الجوزی فاورد ہذا الحدیث فی الموضوعات واعلہ بموسی بن عبد العزیز وقال انہ مجہول
وقال الحافظ ابن حجر فی کتاب الخصال المکفرۃ للذنوب المقدمۃ والموخرۃ اساء ابن الجوزی بذکر
ہذا الحدیث فی الموضوعات وقولہ ان موسی مجہول لم یصب فیہ فان ابن معین والنسائی وثقاہ
وقال فی امالی الاذکار ہذا الحدیث اخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ خلف الامام وابو داود وابن ماجہ
وابن خزیمۃ فی صحیحہ والحاکم فی مستدرکہ وصححہ والبیہقی وممن صحح ہذا الحدیث او حسنہ غیر من تقدم
ابن مندۃ والف کتابا والآجری والخطیب وابو سعد السمعانی وابو موسی المدینی والمنذری و
ابن الصلاح والنووی فی تہذیب الاسماء وآخرون انتہی ایسے ہی ابن تیمیۃ جابجا منہاج السنۃ
میں اور تصانیف دیگر میں احادیث معتمدہ کو کہ اجلۂ محدثین انکی تحسین وتصحیح کرتے ہیں بدعت بتاتے

التي يوردها ابن المطهر الحلي وان كان معظم ذلك من الموضوعات والواهيات لكن في رده كثير من الاحاديث
الجياد التي لم يستحضر حالة تصنيفه مخارجها لانه كان لاتساعه في الحفظ ان اتكل على ما في صدره والانسان
عائد للنسيان انتہی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ابن تیمیہ اون لوگون سے نہین ہے جنکی عادت یہہ ہے
کہ ازروی مبالغہ حدیث صحیح کو رد کردیتے ہین ورنہ جو عذر صاحب لسان نے بیان کیا اوسکی کیا حاجت
تہی **اقول** کیا آپکا فہم عالی ہے کہ تحریف اور اختصار مین فرق نہین سمجھتے ہین اور اختصار پر جابجا
حکم تحریف کا دیتے ہین اور جو عذر صاحب لسان نے بیان کیا وہ آپکے مضر ہے کیونکہ اوس سے صاف
واضح ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ بوقت تصنیف مجرد اپنے حفظ کے اعتماد پر احادیث کو مقدوح کرتے
تہے اور رجوع طرف مظان اون احادیث کے اور مواقع احوال رواۃ کے نہین فرماتے تہے اور یہی
معنی مبالغہ کے ہین کہ بغیر تامل و فکر ایک حدیث صحیح کو موضوع اور واہی بنا دینا اور اوسپر اتفاق
اہل علم نقل کرنا اور ابن جوزی و صغانی کیطرف جو مبالغہ منسوب کیا گیا اوسکے یہ معنی نہین ہین
کہ یہ دونو غلبہ ہوسات نفسانیہ سے یا جہل و عناد سے احادیث صحیحہ کو موضوع بناتے کیونکہ
ایسا خیال فاسد ایسے اجلہ محدثین کیطرف کہ جنکی تصانیف تمام اکناف و اطراف مین ائر و سائر
ہین اور اونکی جلالت قدر پر دال ہین کوئی نہین کرسکتا بلکہ غرض یہ ہے کہ یہ دونو بعض تامل وافر
و فکر متکاثر و بغیر رجوع طرف مواقع احادیث کے حکم وضع کا دیتے تہے اور یہی مضمون ابن تیمیہ مین
بہی حسب تصریح ابن حجر پایا گیا اور اونکی مبالغین ہونے مین کیا شک ہے منہاج السنۃ تصنیف
ابن تیمیہ کے ملاحظہ کیجیے اوس سے کیفیت مبالغہ کی منکشف ہوجائیگی بطور نمونہ چند مواضع
اوسمین سے تحریر ہوتے ہین ایک مقام پر لکہتے ہین ما یذکرون في فضائل عاشوراء وما ورد
من التوسعة على العيال وفضائل المصافحة والحناء والخضاب والاغتسال ونحو ذلك ويذكرون فيها انها
كلام كله كذب على رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم لم يصح في عاشوراء الا فضل صيامه انتہی
اس مبالغہ کو دیکہیے کہ جملہ ان اخبار پر سوا خبر صیام عاشوراء کے کذب کا حکم دیتے ہین حالانکہ
اگرچہ احادیث فضل حنا و خضاب وغیرہ باطل ہین لیکن حدیث توسعۃ علی العیال نزدیک محققین
محدثین کے حسن بلکہ صحیح ہے سخاوی مقاصد حسنہ مین لکہتے ہین حدیث من وسع على عياله في
يوم عاشوراء وسع الله عليه السنة كلها الطبراني والبيهقي في الشعب وفضائل الاوقات وابو الشيخ

رکن الشریعۃ ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن تیمیۃ الحرانی الحنبلی انتہی **قال** اور اگر رد کرنا کسی
حدیث کا کہ دوسرے کے نزدیک جید ہو موجب شمار کا گروہ مبالغین سے ہو تو کوئی شخص
اہل فن سے اس مبالغہ سے بری نہین ہو سکتا علاوہ اسکے چاہیے کہ اس قیاس پر قبول کرنا اوس
حدیث کا جسکو دوسرے نے رد کیا ہی موجب ہو شمار کا اوس فرقہ سے کہ احادیث کے لکھنے مین
نہایت تساہل کرتے ہین اور سبکی اس صفت کے ساتھہ متصف ہین پس چاہیے کہ فرقہ اولی مین
داخل ہون **اقول** رد کرنا اوس حدیث کا جو جمہور نقاد کے نزدیک مقبول ہو بلا وجہ موجہ
موجب دخول فرقہ مبالغین مین ہی اور یہ صفت شیخ الاسلام ابن تیمیہ مین موجود ہی جیسا کہ محقق
ہو چکا اور سبکی کی صفت تساہل بغیر ثابت کرنے کی اونکی تصانیف سے مسموع نہین ہی ہا
اگر سبکی اوس حدیث کو جسکو جمہور نقاد فن غیر مبالغین موضوع و باطل لکھتے ہون صحیح
لکھتے ہون البتہ وہ فرقۂ متساہلین مین معدود ہونگی ولیس کذلک آب قدرے جلالت
قدر سبکی بھی بیان کی جاتی ہی تا اشتباہ تساہل کا اونسے مرفوع ہو جاوے سیوطی حسن المحاضرۃ
فی اخبار مصر والقاہرۃ مین لکھتے ہین العلامۃ تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی بن
تمام بن حماد الانصاری السبکی قال ولدہ فی الطبقات الامام الفقیہ المحدث الحافظ المفسر
الاصولی المتکلم النحوی اللغوی الادیب الجدلی الخلافی النظار شیخ الاسلام بقیۃ المجتہدین
المجتہد المطلق ولد بسبک من اعمال المنوفیۃ فی صفر سنۃ ثلاث وثمانین وستمائۃ وانتہت الیہ
ریاستہ فی العلم بمصر قال الاسنوی کان انظر من رأیناہ من اہل العلم ومن اجمعہم للعلوم واحسنہم کلاما
فی الاشیاء الدقیقۃ واجلدہم علی ذلک وقال الصلاح الصفدی الناس یقولون ما جاء بعد الغزالی
مثلہ وعندی انہم لظلمونہ بہذا وما ہو عندی الا مثل سفیان الثوری وقال ابنہ فی الترشیح قال شہاب الدین
بن النقیب صاحب مختصر الکفایۃ وغیرہا جلست بمکۃ بین طائفۃ من العلماء وقعدنا نقول لو قدر اللہ
احد الائمۃ الاربعۃ فی ہذا الزمان مجتہدا عارفا بمذاہبہم اجمعین یرکب لنفسہ مذہبا من المذاہب
الاربعۃ بعد اعتبار ہذہ المذاہب المختلفۃ کلہا لازدان الزمان بہ وانقاد الناس لہ فاتفق رأینا
علی ان ہذہ المرتبۃ لا تعدو الشیخ تقی الدین السبکی ولہ من المصنفات الجلیلۃ الفائقۃ التی حقہا
ان تکتب بماء الذہب لما فیہا من النفائس البدیعۃ والتدقیقات النفیسۃ منہا الدر النظیم

ابن جوزی و دیگر متشددین کے بسبب اعتماد و سعت حفظ کے حکم وضع اور کذب کا دیتے ہین اور الفاظ قدح
اہل علم سے اوسکو نزین کرتے ہین کما لا یخفی علی من طالعہا پس معلوم ہوا کہ کلام انکا ایسے
مواقع مین بغیر تطبیق دوسرے محدثین کے کلام کے مسلم نہ کہا جاویگا اور غرض اس بیان سے
تحقیر ابن تیمیہ نہین ہے بلکہ غرض اسیقدر ہے کہ اونکا حکم اس باب مین مسلم نہ کہا جاویگا ورنہ فی نفسہ
ابن تیمیہ کی جلالت اور وسعت نظر و حفظ اور مہارت فنون حدیث و تفسیر و فقہ و اصول
وغیرہ مین شبہہ نہین ہے اور بنظر اسکے کہ اکثر قاصرین نظر ابن تیمیہ پر تشنیع بلیغ کرتے ہین اور اونکے
قول کو ہر باب مین لغو سمجھتے ہین چند عبارات اجلہ محدثین کے جو انکی جلالت پر دال ہین نقل
کی جاتے ہین حافظ ابن حجر درر کامنہ مین لکتے ہین قال الذہبی مترجما لابن تیمیۃ فی بعض الاجازات
قرأ القرآن والفقہ وناظر واستدل وہو دون البلوغ ودرس وہو دون العشرین وصنف التصانیف وصار
من کبار العلماء فی حیاۃ شیوخہ وتصانیفہ نحو اربعۃ آلاف کراریس واکثر وقال الذہبی فی موضع
آخر اما نقلہ لمذاہب الصحابۃ والتابعین فضلا عن المذاہب الاربعۃ فلیس لہ فیہ نظیر وقال
فی موضع آخر لہ باع طویل فی معرفۃ اقوال السلف وقل ان یذکر مسئلۃ الا ویذکر فیہا مذہب
الائمۃ وقد کتب الذہبی الی السبکی یعاتبہ بسبب کلام وقع منہ فی ابن تیمیۃ فاجابہ ومن جملۃ جواب
اما قول سیدی فی الشیخ تقی الدین بن تیمیۃ فالمملوک یتحقق کبر قدرہ وزخارۃ بحرہ وتوسعہ
فی العلوم النقلیۃ والعقلیۃ وفرط دیانتہ واجتہادہ والمملوک یقول ذلک دائما وقدرہ فی نفسہ
اکبر من ذلک واجل مع ما جمعہ اللہ من الزہادۃ والورع والدیانۃ ونصرۃ الحق والقیام لہ لا لغرض
وجریہ علی سنن السلف وقرأت بخط الحافظ صلاح الدین العلائی فی ثبت شیخ شیوخنا الحافظ
بہاء الدین عبداللہ بن محمد بن خلیل ما نصہ وسمع بہاء الدین علی شیخنا وسیدنا وامامنا شیخ التحقیق
السالک بمن تبعہ احسن طریق ذی الفضائل المتکاثرۃ والحجج الباہرۃ وہو الشیخ الامام العالم
الربانی والحبر البحر النورانی امام الائمۃ برکۃ الامۃ علامۃ العلماء وارث الانبیاء والمرسلین آخر
المجتہدین اوحد علماء الدین شیخ الاسلام حجۃ الاعلام قدوۃ الانام برہان المتکلمین قامع
المبتدعین سیف المناظرین کنز المستفیدین ترجمان القرآن اعجوبۃ الزمان فرید العصر
والاوان تقی الدین امام المسلمین حجۃ اللہ علی العالمین عمدۃ الحفاظ فارس المعانی والالفاظ

محمد بن النعمان اور نعمان کا متہم بالکذب ہونا ثابت نہین بلکہ میزان مین نعمان کی توثیق مذکور
ہے پس ضعف ایک طریق سے جسمین محمد بن محمد بن النعمان ہے ضعف دوسرے طریق کا لازم نہین آتا
اور آپنے قول محقق ہین ذہبی کی عبارت یون نقل کی قال ابن عدی حدثنا علی بن اسحق
حدثنا محمد بن محمد بن النعمان حدثنی ابی حدثنی مالک الخ یہ تحریف صریح ہے کیونکہ عبارت ذہبی مین
محمد بن النعمان حدثنی ابی ہے نہ محمد بن محمد بن النعمان وکم من فرق بینہما اور سبکی شفاء الاسقام
مین لکھتے ہین ذکر ابن عدی احادیث النعمان ثم قال ہذہ الاحادیث عن نافع عن ابن عمر یحدث
بہا النعمان عن مالک ولا اعلم رواہ عن مالک غیر النعمان ولم ار فی حدیثہ حدیثا غریبا قد جاوز الحد
فاذکرہ وروی فی صدر ترجمتہ عن عمران بن موسی الزجاجی انہ ثقۃ وعن موسی بن ہارون انہ متہم
وہذہ التہمۃ غیر مفسرۃ فالحکم بالتوثیق مقدم علیہا وذکر ابو الحسن الدارقطنی ہذا الحدیث فی احادیث
مالک بن انس الغرائب التی لیست فی الموطا وہو کتاب ضخم قال حدثنا ابو عبید اللہ وعبد الباقی
قالا حدثنا محمد بن محمد بن النعمان حدثنا جدی اخبرنا مالک عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ تعالی
علیہ وعلی آلہ وسلم من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی قال الدارقطنی تفرد بہ ہذا الشیخ وہو منکر
ہذہ عبارۃ الدارقطنی والظاہر ان ہذا الانکار منہ بحسب تفردہ وعدم احتمالہ لہ بالنسبۃ الی الاسناد
المذکور ولا یلزم من ذلک ان یکون المتن فی نفسہ منکرا ولا موضوعا وقد ذکرہ ابن الجوزی فی
الموضوعات وہو سرف منہ ویکفی فی الرد علیہ ما قال ابن عدی وقال ابن الجوزی عن الدارقطنی
ان الحمل فیہ علی محمد بن محمد بن النعمان لا علی جدہ وکلام الدارقطنی الذی ذکرناہ محتمل لذلک ولان
یکون المراد بہ تفرد النعمان کما قالہ ابن عدی واما قول ابن حبان ان النعمان یاتی عن الثقات
بالطامات فہو مثل کلام الدارقطنی الا انہ بالغ فی الانکار وقول ابن الجوزی ان الدارقطنی
طعن فی محمد بن محمد فالذی حکیناہ من کلام الدارقطنی ہو الانکار لا التضعیف تحصل من
ہذا ابطال الحکم علیہ بالوضع لکنہ غریب کما قال الدارقطنی وہو لاجل کلام ابن عدی صالح لان یعتضد بہ غیرہ انتہی
ہذا آخر الکلام فی ہذا المقام وللہ الحمد علی ذلک علی الکمال والتمام وکان ذلک فی لیلۃ یوم الثلثاء السابع و
العشرین من الجمادی الاولی من شہور سنۃ تسعین بعد الالف والمائتین من ہجرۃ رسول الثقلین علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام

في تفسير القرآن العظيم تكملة شرح المهذب للنووي الابتهاج في شرح المنهاج الرقم الابريزي شرح مختصر التبريزي التحقيق في مسئلة التعليق نفع الشقاق في مسئلة الطلاق شفاء الاسقام في زيارة خير الانام السيف المسلول على من سب الرسول توفي سنة ست وخمسين وسبعمائة انتهى ملخصا اور درر كامنه مين بيا ہی قال الاسنوی في الطبقات كان السبكي انظر من رأيناه من اهل العلم ومن اجمعهم للعلوم واحسنهم كلاما في الاشياء الدقيقة وكان في غاية الانصاف والرجوع الى الحق في المباحث ولو على لسان احد من الطلبة مواظبا على وظائف العبادات مراعيا لارباب الفنون انتهى **قال** اور قاضي محمد شوكانی نے مبالغين سے ہونيكا كچھ ثبوت پيش نہين كيا اور كيونكر وه مبالغين سے ہوسكتا ہے حال آنكه خود ايسے لوگون پر طعن كرتا ہے **اقول** اوسكے مبالغ ہونيكی وجه يه ہے كه فوائد مجموعه مين خود ايسے لوگون پر طعن كرتا ہے اور فوائد مجموعه مين اكثر احاديث كی وضع كے حكم كو ابن جوزی اور صغانی اور جوزقانی اور ابن تيميه كے سبب تشدد ين سے ہين نقل كركے سكوت كرتا ہے اور معارض انكی كلام كے جو اجلهٔ محدثين سے كلام واقع ہوا اوسكو ترك كرتا ہے اور حديث من حج ولم يزرنی مين شوكانی نے حكم وضع كا ابن جوزی اور صغانی سے نقل كيا اور يه و نيز محمد بن نعمان سے ہين نقل كيا اور ذہبی كے ميزان جو حكم وضع كا نقل كيا شايد لسان الميزان كو ملاحظه نہين كيا **قال** لسان الميزان سے توثيق نعمان بن شبل كی ثابت ہوتی ہے اور اوسير امر موضوعيت نہين ہے بلكه مدار موضوعيت محمد بن محمد بن النعمان پر ہے جيسا كه حافظ ابو الحسن دارقطنی نے حواشی كتاب ابن حبان مين لكھا ہے الخ **اقول** دارقطنی كی روايت مين محمد بن محمد بن نعمان عن جده واقع ہے جيسا كه لسان الميزان مين ہے محمد بن محمد بن النعمان بن شبل الباهلي المصري عن مالك روى عنه الوراق الهمداني وقد طعن فيه الدارقطني واتهمه وقال حدثنا الدارقطني في غرائب مالك احاديث من طريق ابن شبل محمد بن محمد بن النعمان ابن شبل البصري حدثنا جدي حدثنا مالك مستنكرا ذكرها الدسياني في ترجمة النعمان والذي تحرر من هذا ان النعمان ووالده رويا عن مالك واما محمد بن محمد فلم يدرك مالكا انتهى اور سند ابن عدی مين محمد بن النعمان عن ابيه واقع ہے جيسا كه عبارت ذہبی سے واضح ہے وقال ابن عدی حدثنا علی بن اسحق حدثنا محمد بن النعمان بن شبل حدثنی ابی حدثنی مالك عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله من حج فلم يزرنی فقد جفانی اور اسيطرح برهان الدين حلبی نے كشف حثيث عمن رمی بوضع الحديث مين ذكر كيا ہے اور محمد بن محمد بن النعمان كا اگرچه اتهام بالكذب ميزان اور تنزيه الشريعة مين مذكور ہے ليكن

بعد حذف عبارات فقهیه منقوله شان که نقل آنها بجز تطویل سوی نخواهد کشید ذکر کرده و قدح آنها با وجوه
می سازم و غرض ازان بجز احقاق حق امری دیگر ندارم تقریره بخصوص مسئله از امام ابوحنیفه چیزی منقول نیست
و فقهاء حنفیه مختلف اند بر سه قول اول اینکه لبن زنا مثل لبن حلال ست و بر کسانیکه مرضعه بلبن حلال حرام می شود
بلبن زنا نیز حرام میشود دوم اینکه رضیعه از لبن زنا بر زانی و اصول و فروع حرام است نه بر غیر شان سوم
اینکه نه بر زانی حرام ست و نه بر اصول و فروع **اقول** وجود قول اول در کتب معتمده نیست البته اینقدر در کتب متداوله
که لبن الحرام کالحلال یافته می شود و هم دران کتب حلت رضیعه از لبن زنا بر عم و خال مذکور ست پس معلوم شد که
تشبیه در عبارت مذکوره در جمله جزئیات نیست و هرگاه یک مسئله در موضعی صراحة مذکور شود و مفتی به باتفاق باشد
و از موضعی خلاف آن مستنبط شود مفتی را لازم که بر مصرح فتوی دهد حموی در حواشی اشباه می نویسد صرح المصنف
نفسه فی الفوائد الزینیة انه لا یحل الافتاء من القواعد الضوابط و انما علی المفتی حکایة النقل الصریح کما صرحوا به انتهی بعد ازین
حالا ملاحظه باید کرد که ازین مذهب کدام راجح ست و کدام مرجوح پس میگوییم که قول اخیر صریح با قول امام ابوحنیفه
مخالفت دارد چه بلا شک نزد او مصاهرت حلال بنت رضاعی زوجه بر زوج حرام میشود چنانچه در رد المحتار و طحطاوی
مذکور ست و مصاهرت زنا نزد امام ابوحنیفه در اثبات حرمت مانند مصاهرت حلال ست چنانکه در کفایه و نور الانوار
موجود ست پس بنت رضاعی موطوءه زنا نزد امام ابوحنیفه بلا شک حرام ست **اقول** درین کلام چند انظار اند
اول اینکه طلب ترجیح آیا از کتب حنفیه درکار ست یا از رای خود اگر از رای خود منظور ست موقوف بر بودن از
از اصحاب ترجیح ست و او لیس فلیس و اگر اول منظور ست پس عبارتی که بر ترجیح مذهب حرمت باشد ضرور بود
و عبارات حنفیه در ترجیح مذهب حلت برای زانی و اصول و فروع غیر الشاذ ایشان ملاحظه شوند در بحر ست المعتمد
فی المذهب ان لبن الفحل الزانی لا تعلق له بالتحریم انتهی و در رد المحتار ست الحاصل کما قال فی البحر ان المعتمد فی المذهب
ان لبن الزانی لا یتعلق به التحریم و ظاهر المعراج و الخانیة ثبوته قلت و ذکر فی شرح المنیة انه لا یعدل عن الدرایة
اذا وافقتها روایة و قد علمت ان الوجه مع عدم التحریم انتهی و در فتح القدیر ست ذکر الوبری ان الحرمة تثبت
من جهة الام خاصة ما لم یثبت النسب فحینئذ یثبت من الاب و کذا ذکر الاسبیجابی و صاحب الینابیع هو الوجه لان
الحرمة من الزانی للبعضیة و ذلک فی الولد لنفسه لانه مخلوق من مائه دون اللبن اذ لیس اللبن کائنا من منیه لانه
فرع التغذی بخلاف الولد و التغذی لا یقع الا بما یدخل من اعالی المعدة لا من اسفل البدن فلا اثبات فلا حرمة
بخلاف ثابت النسب لان النص و هو حدیث یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب اثبت الحرمة انتهی و در در مختار

حامدا و مصليا

اما بعد می گوید راجی رحمت رب قوی ابو الحسنات محمد عبد الحی لکهنوی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی
که عرصهٔ شش ماه می شود که حکیم نور الحسن صاحب از متهرا استفتا باین مضمون ارسال فرمودند که در خانهٔ
زید از عورت غیر منکوحه پسری متولد شده و آن عورت دختر دیگر کسی را شیر داده آیا نکاح برادر زید باین دختر
جائز ست یا نه فقط فقیر در همان ایام جوابش بدین مضمون نوشته که در موجب بودن لبن زنا تحریم را فقهای
را اختلاف ست یک طائفه قائل بعدم تحریم اند مثل صاحب بحر و شارح منیه و یک طائفه قائل بتحریم اند لیکن
ایشان تصریح می سازند که مرضعه از لبن زنا بر زانی و اصول و فروع وی حرام می شود نه بر غیر ایشان پس در صورت
مسئوله نکاح برادر زید بآن دختر جائز ست فقط بعد چندی حکیم صاحب ممدوح رد جواب فقیر تحریری بعض علما
نزدم فرستادند و نام محرر رد تحریر نکردند لیکن ما از عنوان تحریر فهمیدم که تحریر مولوی محمد بشیر صاحب سهسوانی ست
در جواب آن ابسط البسیط ساخته در ماه محرم نزد حکیم صاحب ارسال ساختم خلاصه اش اینکه از عبارت خزانة الفتاوی
و خلاصه و ظهیریه و عنایه و بزازیه و خزانة المفتین وغیره تحریم مرضعه از لبن زنا بر زانی و فروع و اصول و ثابت است نه بر غیر ایشان
و ابن همام از تجنیس از شیخ عبد الله الجرجانی نقل کرده که نکاح آن با عم زانی حلال ست لعدم الجزئیة بینه و بینها
و صاحب بحر حلت رضیعهٔ زنا بر عم زانی و خال زانی اتفاق نقل کرده در رضیعهٔ لبن زنا را مثل او تصور نموده و بر همین اطلاقات
که در برادر و عم فرقی نیست و یک طائفهٔ فقها بر آنند که رضیعه کوره نه بر زانی حرام ست و نه بر اصول و فروع او و همین را
صاحب بحر معتمد گفته و صاحب فتح آنرا از اسبیجابی صاحب ینابیع نقل کرده او جه قرار داده و چنین در تجنیس و در مختار و فصل صاحب
و صاحب نهر این حکم او جه داده پس بنا برین فتوی جواز نکاح آن رضیعه با برادر زانی اظهر ست فقط لیس ان
رد در شان باین وجوه ساختم و بیخ و بنیاد جواب شان کندیدم حالا یک قطعهٔ عنایت نامهٔ شان مورخه ۲۳ جمادی الثانیه
بدین عبارت از فقیر حقیر محمد بشیر تجاوز عنه العلیم الخبیر بخدمت مکرمی معظمی مولوی محمد عبد الحی صاحب بعد
سلام مسنت الاسلام و اشتیاق ملاقات خلوص التیام آنکه فتوی آنحضرت در باب رضاع معاینه نمودم چون مرا
مخالف تصریح امام ابو حنیفه بود جوابش نوشته هدیه خدمت عالی می سازم اگر قبول افتد فهو المطلوب الا باقتضای
عنایت از پاسخش سرفراز فرمایند و حقیر را در بعض مسائل با آنمکرم خلاف و نزاع است اما چون این نزاع محض نظر احقاق
حق ست امیدوارم که موجب ملال نشود فقط رسیده و همراه خود رساله نیز مرقوم رسانیده حالا خلاصه تقریرات ایشان

مدعی آن ست گفته خواهد شد که چون ارباب ترجیح برخلاف آن فتوی داده‌اند اعتبارش درین باب نخواهد شد تصریح فقهای
محققین حنفیه بحرمت بنت رضاعی موطوءه بزنا التصریح نموده‌اند چنانچه در طحطاوی و رد المحتار مرقوم ست **اقول**
این کلام مخدوش ست بچند وجوه **اول** اینکه مجرد بودن حکم حرمت در کتب حنفیه محل تنازع نیست تا نقل عبارات حرمت
فائده دهد بلکه گفتگو در ترجیح ست و از کتب مذهب ترجیح حرمت ثابت نمیشود بلکه ترجیح حلت **دوم** اینکه طحطاوی
و صاحب رد المحتار نه مجتهد فی الشرع ست و نه مجتهد فی المذهب و نه مجتهد فی المسائل و نه از اصحاب ترجیح و نه از اصحاب تخریج
و نه از اصحاب متون بلکه این هردو از نقلهٔ اقوال فقهاء اند و اما قائلین حلت پس از ارباب ترجیح و تحقیق اند مثل
ابن همام که صاحب بحر ایشان را از ارباب ترجیح معدود ساخته چنانچه عبارتش در کلام مسرور نقل کرده شد و صاحب رد المحتار
ایشان را از ارباب اجتهاد شمار کرده و مثل اسبیجابی که حموی در حواشی اشباه در بحث احکام الانثی ایشان را از ارباب
ترجیح ذکر کرده و مثل صاحب بحر و نهر که ایشان را محبی در خلاصة الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر از محققین شمار
کرده پس در مقابله ترجیح ایشان طحطاوی و صاحب رد المحتار را چه مجال که مقابله سازند **سوم** اینکه طحطاوی و
صاحب رد المحتار در بحث رضاع عبارت فتح را که دال بر ترجیح حلت ست نیز نقل ساخته بر آن سکوت کرده‌اند پس این قول
ایشان را گذاشتن و قول سابق را اختیار کردن صریح نا انصافی ست **تقریر** مذهب حلت بر این مبانی و اصول و فروع
صریح مخالف قول امام ابو حنیفه ست پس گو این را بعض فقهاء اوجه و معتمد نوشته‌اند لیکن چون مخالف قول امام ست حنفیه را
بر آن فتوی نشاید **اقول** این کلام منظور فیه ست بدو وجه **اول** اینکه از مخالفت این مذهب قول امام را اگر مراد آن
ست که مخالف قول امام در همین مسئله ست پس غلط ست چه خود مجیب سابقا گفته که از امام در خصوص این مسئله خبری
منقول نیست و اگر مراد این ست که مخالف کلیات مقرره نزد امام ست پس ضرری نیست چه فتوی از کلیات نمیشود
کما مر بلکه از جزئیات **دوم** اینکه بعد تسلیم بودنش مخالف قول امام هرگاه حنفیه محققین برخلاف آن فتوی داده‌اند مفتی را لازم
اتباع شان سازد و فتوی بر قول امام همان وقت داده میشود که ارباب ترجیح برخلاف آن فتوی ندهند در رد المحتار
ست حاصله ان الحکم ان المتفق علیه اصحابنا یفتی به قطعا و الا فاما ان یصحح المشایخ احد القولین او کلا منهما او لا فعلی الثالث
یعتبر الترتیب بان یفتی بقول ابی حنیفة ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد ثم بقول زفر او یعتبر قوة الدلیل و فی الاول
ان کان التصحیح بافعل التفضیل خیر المفتی و الا فلا بل یفتی بالمصحح فقط و فی الثانی اما ان یکون احدهما بافعل التفضیل او لا
ففی الاول قیل یفتی بالاصح و قیل بالصحیح و فی الثانی یتخیر انتهی **تقریر** مذهب سوم نیز مرجوح ست چه علت حرمت
رضاعت نزد حنفیه شبه بعضیت ست و او را بنسبت اصل و فرع اعتبار کردن و بنسبت غیر ایشان اعتبار نکردن

وکذا الزنا والاوجه لا فتح انتهی ودر نهر فائق است قید بالزوج لانه لو زنی بامرأة فولدت فارضعت صبیة
جاز لاصول الزانی وفروعه التزوج بها کذا اختاره الوبری وعلیه جری الاسبیجابی وصاحب الینابیع وجعله فی
المحیط کالاول وجزم به قاضیخان والاول اوجه انتهی پس هرگاه رضیعه مذکوره بر نفس زانی واصول وفروع بنا بر
مذهب مفتی به حلال شد در حلال شدن آن بر برادر زانی چه شک ماند وآنانکه قائل بحرمتش اند تقیید حرمت
باصول وفروع زانی می سازند چنانکه از ملاحظه فتاوی مذکورة الصدر واضح میشود ونیز تصریح می سازند
که بر عم وخال زانی حلال است چنانچه در فتح القدیر است فی التجنیس من علامة الناطفی عن الشیخ ابی عبد الله الجرجانی
انه کان یقول فی الدرس لا یجوز للزانی التزوج بالصبیة المرضعة ولا لآبائه واجداده ولا لاحد من اولاده ویجوز لعم الزانی
التزوج بها کما یجوز بالصبیة التی ولدت من الزانی لانه لم یثبت نسبها من الزانی حتی یظهر فیها حکم القرابة والتحریم
علی آبائه واجداده لاعتبار الجزئیة ولا جزئیة بینها وبین العم انتهی ودر بحر است ظاهر کلامهم ان هذه الصبیة ای المتولدة
من الزنا لا تحرم علی عم الزانی وخاله اتفاقا واذا ثبت هذا فی المتولدة من الزنا فکذلک فی حق المرضعة بلبن الزنا
انتهی پس بنا بر مسلک این طائفه نیز نکاح صبیه مذکوره به برادر زانی جائز خواهد شد **دوم** اینکه مفتی را لازم که
اختیار ترجیح اصحاب مذهب خود سازد ودر تحریر فتوی رای خود را دخل ندهد اگرچه خود هم مجتهد باشد شعرانی
در میزان می نویسد لما ادعی الجلال السیوطی مقام الاجتهاد المطلق المنتسب کان یفتی الناس بالارجح من مذهب
الشافعی فقالوا له لا نفتیهم بالارجح عندک فقال لم یسألونی عن ذلک وانما سألونی عما علیه الامام واصحابه انتهی و
هرگاه در ما نحن فیه ترجیح حلت از ارباب ترجیح ثابت است مفتی را طاقت چون وچرا باقی نماند **سوم** اینکه در در مختار
در فصل محرمات می آرد حرم الکل مما مر تحریمه نسبا ورضاعا ومصاهرة الا ما استثنی فی بابه انتهی ودر فصل رضاع می نویسد
الوطی بشبهة کالحلال قیل وکذا الزنا والاوجه لا فتح انتهی از این دو عبارت معلوم شد که مرضعه از لبن زنا از کلام علما
که در بحث محرمات وغیره مجمل واقع شده مستثنی است علی الرای الارجح **چهارم** اینکه از بودن مصاهرت زنا نزد
امام ابو حنیفه مانند مصاهرت حلال اگر مراد کلیه است یعنی در جمیع جزئیات پس از عبارت کفایه ونور الانوار
ثابت نیست واگر مراد مثلیت در حرمت ولا دزنا بر زانی است پس مسلم است لیکن مفید مدعی نیست **پنجم** اینکه حمو
در حواشی اشباه در کتاب النکاح می نویسد لا عبرة بما فی کتب الاصول اذا خالف ما ذکر فی کتب الفروع انتهی
بنا علیه اگر عبارت نور الانوار یا دیگر کتاب اصول مفید حرمت صراحة هم شد بمقابله ترجیحات کتب فقهیه اعتبار
نخواهد شد **ششم** اینکه بعد ثابت شدن حرمت بنت رضاعی موطوءه زنا نزد امام ابو حنیفه چنانکه مجیب

بر هدایه و حواشی شرح وقایه وغیره **تقریر** اگر شبهه شود که مذهب اول از فقهاء منقول نیست چون اینکه در فتح القدیر
و مجمع الانهر و در مختار موجود است لبن الزنا کالحلال و صاحب محیط نیز همچو نقل کرده و قاضی خان بدان جزم
کرده و ظاهر این کلام نیست مگر اینکه چنانچه لبن حلال موجب حرمت است و خصوصیت با فروع و اصول ندارد همچنان لبن
زنا پس این قول را غیر منقول گفتن صریح بی انصافی است **اقول** سبحان الله انصاف را بی انصافی و بی انصافی را
انصاف نام میدارند آیا نمیدانی که اگرچه لبن الحلال کالحرام در کتب مذکوره مذکور است لیکن از ان تعمیم مستفاد نمیشود چه در تشبیه
اتحاد در جمله امور ضروری نیست چنانچه در شرح عقائد نسفیه وغیر آن مذکور است و صاحب فتح خود علت ضیعه مذکوره بر جوع
از تجنیس نقل کرده پس حمل کردن عبارت مذکوره بر تعمیم و اعتماد کردن بر ان و چشم پوشی از دیگر عبارات صریحه ناانصافی است و قاضیخان
نیز حرمت ضیعه مذکوره بر زانی و اصول و فروع مخصوص کرده می نویسد رجل زنی بامرأة فولدت منه و ارضعت بهذا
اللبن صغیرة لا یجوز لهذا الزانی ولا لاحد من آبائه و اولاده نکاح هذه الصبیة انتهی پس جزم قاضیخان نیز بتعمیم ثابت نشد
و نسبت این قول بطرف صاحب محیط مطالب بنقل العبارت است علاوه معلوم نیست که کدام محیط مراد است اگر محیط برهانی
است پس از ان فتوی دادن درست نیست و اگر محیط رضوی است پس نقل عبارتش ضروری بود و ابن نجیم صاحب بحر در بعض رسائل
خود تعاقب بعض معاصرین خود که در بعض مسائل فتوی مخالف کرده از محیط نقل مسئله کرده بود ساخته می نویسد نقله عن المحیط
البرهانی کذب لان المحیط البرهانی مفقود کما صرح به ابن امیر حاج فی شرح منیة المصلی و علی تقدیر انه ظفر به ومن اهل عصره
لم یجز الافتاء منه ولا النقل عنه کما صرح به فی فتح القدیر من کتاب القضاء انتهی و مظنونم این است که نسبت این قول
بطرف محیط از عبارت نهر که سابقا نقل کردم و در جواب سابق هم نقل کرده بودم ماخوذ شد حال آنکه کلام نهر هم در اصول
و فروع زانی است نه در حواشی پس از ان همین قدر مستفاد شده که صاحب محیط لبن حرام را نیز موجب حرمت اصول
و فروع مثل لبن حلال پنداشته نه اینکه مطلقا لبن حلال را مثل حرام ساخته و اگر تسلیم ساختیم که صاحب محیط و قاضیخان بتصریح
تعمیم کرده باشند یا تعمیم مراد شان باشد پس چگونه هم که بقول شروح که مذهب مقدم اند بر قول فتاوی چنانچه صاحب بحر
در رفع الغشاء عن وقت العصر والعشاء می نویسد کما فی الفتح الرسائل انه العبرة بنقول الفتاوی فما عارضتها نقول
المذهب عملنا بها لیستانس بها فی الفتاوی و اذا لم یوجد ما یخالفها من المذهب **تقریر** از جمله شبهات شبهه معلوم میشود که قرابت حلال چنانکه موجب حرمت
است قرابت زنا نیز موجب حرمت است و بعض اصحاب شرح وقایه و همچو صاحب در مختار و صاحب منح الغفار و صاحب بحر و صاحب فتح و قاضی خان وغیرهم
بتصریح این تعمیم نیز کرده اند **اقول** از شبهه تعمیم مستفاد نیست و نه از شروح و فتاوی مذکوره و نسبت تعمیم بطرف شان افترا است و از
جمله تشبیه تعمیم مستفاد نمیشود بلکه خلاف تعمیم در فتح و بحر مذکور است و بعد تسلیم این که ایشان بتصریح تعمیم کرده اند گفته میشود که چون فتوی شراح مرجحین

مخالف این اصل ست **اقول** لبن زنا را شرعا اعتباری نیست پس در عم و خال و دیگر حواشی شبهه بعضیت درین مقام
منجر بشبهة الشبهة شده و الاعتبار للشبهة لا للنازل منها ازین جهت فقهاء مرضعه از لبن زنا را بر حواشی حلال
می گویند و بر زانی و فروع و اصول بسبب تحقق جزئیت حکم حرمت میدهند **تقریر** علت انقلاب شبهه بشبهة الشبهة اگر
زناست پس آن در اصول و فروع و غیر ایشان مشترک ست اگر امری دیگر ست پس آنرا بیان باید کرد **اقول**
در ولیدهٔ زنا من وجه جزئیت ست بسبب خلق او از نطفه زانی و من وجه جزئیت نیست بسبب آنکه شرع آنرا اعتبار
نساخته پس بجهت اول بر زانی و اصول و فروع حرام ست و بر حواشی مثل عم و خال زانی اتفاقا حرام نیست چنانچه از
بحر منقول شده و همچنین مرضعه از لبن زنا من وجه شبهه جزء ست و من وجه شبهه جزء نیست پس بجهت اولی بر زانی
و اصول و فروع حرام شد و بجهت ثانیه بر حواشی زانی حلال شد این ست سر تفرقه فقهاء در میان زانی و اصول
و فروع و در میان حواشی **تقریر** از کسانیکه این مذهب منقول ست مثل شیخ ابو عبد الله الجرجانی نه مجتهد ست
و نه مجتهد فی المذهب و نه مجتهد فی المسائل و نه از اصحاب تخریج و نه از اصحاب ترجیح و نه از اصحاب متون بلکه محتملست
که از طبقهٔ سابعه باشند پس قول ایشان چگونه قابل سند خواهد شد **اقول** این سنت قدیمه محببست که برجال فقهیه که بر
اثر مطلع نمیشود احتمال دخول آن در فرقهٔ سابعه پیدا می سازد شیخ ابو عبد الله از قدماء فقهاء محققین ست و معتمد ارباب
ترجیح ست صاحب هدایه که از ارباب ترجیح ست و در تجنیس درین مسئله بر قولش اعتماد ساخته و ابن همام آنرا مقرر ساخته
تقریر کسانیکه حرمت رضیعهٔ مذکوره بر زانی و اصول و فروع ذکر می کنند تصریح این امر نمی سازند که بر غیر زانی و اصول
و فروع حلال ست یا حرام **اقول** اگر مراد این ست که کسی ازین طائفه تصریح نکرده پس محض غلط ست چه صاحب
تجنیس از ناطفی نقل کرده که ابو عبد الله می گفت که رضیعهٔ مذکور بر زانی و اصول و فروع حرام ست و بر عم
حلال و صاحب بحر و نهر نیز تصریح این امر ساخته و اگر مراد این ست که بعضی از ایشان تصریح نه ساختند پس بعض
علاوه ازین کسی ازین طائفه تصریح حرمت بر حواشی نساخته بلکه بر زانی و اصول و فروع اقتصار کرده و اقتصار در
عبارت دلیل اول ست بر آنکه بر حواشی نزد ایشان حرام نیست چه مفهوم را در عبارات فقهاء اعتبار ست در اشباه

می آرد لا یجوز الاحتجاج بالمفهوم فی کلام الشارع فی ظاهر المذهب کالادلة واما مفهوم الروایة فحجة کما فی غایة البیان
من الحج انتهی و در جامع الرموز ست مفهوم المخالفة فی الروایة کمفهوم الموافقة معتبر بلا خلاف کما ذکره المصنف
یعنی صدر الشریعة فی کتاب النکاح لکن فی جامع الزاهدی انه غیر معتبر والحق انه معتبر انتهی و صاحب کنز در کافی
می نویسد التخصیص فی الروایات یدل علی النفی عما عداه انتهی و همچنین ست در شرح وقایه و نهایه و حاشیهٔ حمید الدین

وهو الاشبه بهو لا وجه وغیرها انتهی ملخصا ومفتی را برخلاف ترجیح ارباب ترجیح فتوی دادن جائز نیست چنانکه در ردالمحتار مینویسد
قد ذکروا ان المجتهد المطلق قد فقد واما المقید فعلی سبع مراتب مشهورة واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوه وصححوه کما لو افتونا
فی حیاتهم انتهی آری اگر ترجیح فقهاء خلاف نص جلی واقع شود آنوقت آنرا ترک کردن درست لیکن این خاص لفقهاء نیست
بلکه خود اجتهاد مجتهدین اگر خلاف نص قطعی واقع شود بران عمل نخواهد شد کما هو مصرح فی موضعه چون در ما نحن فیه نص صریح
مثبت احد الاقوال نیست لاجرم بر فتوی مرجحین کفایت کرده خواهد شد وفتوی دادن برخلاف مذهب امام ابوحنیفه مستنکر
ومستبعد نیست کتب فقهاء ملاحظه شوند واضح میشود که صدها جا حنفیه بر قول صاحبین یا قول زفر برخلاف امام فتوی داده اند واگر
مطلقا قول امام معتبر شود وفتوی فقهاء که برخلاف آن واقع شده معتبر نشود لازم می آید که کلام فقهاء در ترجیح مثل در وقت ظهر ودر
ترجیح تفسیر شفق بحمرت وترجیح قرات اذکار زائده نماز وامثال آنها که از امام خلاف آنها منقول است معتبر نشود والتزام ذلک
من العجائب **قلت** وبر ظاهر است که درمیان برادر وعم فرقی نیست هرگاه نزد طائفه اولی رضیعه مذکوره بر عم زانی حلال شد
در حلتش بر برادر چه شک ماند **قوله** هرگاه از کلام طائفه اولی حرمت رضیعه مذکوره بر اصول وفروع زانی ثابت شد ودر
اصول وفروع برادر فرقی نیست پس حرمتش بر برادر زانی شکی نماند **اقول** میان این برادر ومیان فروع واصول فرق است
بین بخلاف برادر وعم علاوه ازین لازم می آید که برای عم وخال هم حرام باشد واین خلاف مصرحات قوم است قلت ظاهر
قول المجیب علیه خلاف قولهم **قلت** اگر برین تقریر کفایت نشود وصاف جزئیه طلب شود پس عبارت درمختار که در تحت
قول صاحب درمختار وحرم الکل مما مر تحریمه نسبا ومصاهرة رضاعا واقع است ملاحظه شود وآن این است تقتضی قوله الکل رضاعا
مع قوله فیما قبله ولو من زنا حرمة فرع المزنیة واصلها رضاعا وفی القهستانی عن شرح الطحاوی وعدم الحرمة ثم قال لکن فی النظم
وغیره انه یحرم کل من الزانی والمزنیة علی اصل الآخر وفرعه رضاعا ویقتضی تقییده بالفرع والاصل انه لا خلاف فی عدم الحرمة علی
غیرهما من الحواشی کالاخ والعم انتهی **قوله** در عبارت مذکوره جزئیه مطلوبه هرگز مصرح نیست زیرا که مطلب نظم وغیره این است
که زانی بر اصل وفرع مزنیه حرام است ومزنیه بر اصل وفرع زانی حرام است صاحب ردالمحتار میگوید که مقتضی تقییده بالاصل والفرع
این است که در عدم حرمت بر غیر اصول وفروع اختلافی نیست یعنی بر حواشی زانی مزنیه حرام نیست وبر حواشی مزنیه زانی
حرام نیست ومقصود یعنی عدم حرمت رضیعه بر برادر زانی آنوقت ثابت میشد که درین عبارت تصریح این امر بودی که فرع مزنیه
بر حواشی زانی حرام نیست **اقول** درینمقام حضرت مورد اشتباهی افتاده بغور نشنوند عبارت قهستانی در جامع الرموز بحث
محرمات نزد قول صاحب نقایه وحرم اصلهن ای اصل المزنیة والممسوسة والماسة والمنظور الی الفرج وفرعهن من اینما کانت الکلام
الی انه لو وطی غیر المشتهاة یحرم علیه امها وبنتها لکنها غیر محرم عند الطرفین کما فی حدود النظم والی ان فرع المزنیة واصلها

بر خلاف آن واقع شده اعتبار متون در نیابت نمانده چه گر ارباب متون تصحیح التزامی ست و تصحیح صریحی مقدم ست بر التزامی
ابن عابدین محمد امین صاحب رد المحتار در تنقیح فتاوی حامدیه در کتاب الحجر زیر مسئله حجر می نویسد ما جری علیه اصحاب المتون من
انه لا یحجر علی الحر تصحیح التزامی بمعنی ان اصحاب المتون التزموا ذکر الصحیح وهم فی الغالب یمشون علی قول الامام وقد مشوا فی هذه المسئلة
علی قوله فهو تصحیح له التزاما وما مر عن الخانیة من ان الفتوی علی قولهما تصحیح صریح فیقدم علی الالتزامی انتهی و نیز در کتاب
الفرائض می نویسد اقول قد ذکروا ان ما فی المتون تصحیح التزامی ای التزم اصحاب المتون ان یذکروا فیها الصحیح وان التصحیح
الصریح اقوی من التصحیح الالتزامی انتهی تقریر اذا اصل امام ابو حنیفه نیز همین امر ثابت میشود اقول سابقا از حموی نقل کرده شد
که فتوی بر منقول باید داد نه اصول خصوصا وقتیکه فتوی محققین بر منقول یافته شود تقریر اگر کسی اختلاجان باشد در کلام
بعض فقها ذکر زانی و اصول و فروع واقع شده به خیر شان این دلیل ست برینکه بر غیر ایشان این حلال ست لیکن بعض اینکه
امر غیر مسلم ست چه محتمل ست که تخصیص زانی و اصول و فروع را حالة علی القایسة ذکر نکرده باشند اقول در عبارات فقها تخصیص
شی بذکر دلالت بر نفی ما عدا میسازد کما مر احتمال احاله علی القایسة عجیب ست چه خود مجیب در قول منصور ذکر کرده که قیاس
از نفی اللبن علی الزانی برادر درست نیست و نیز ظاهر که اصول و فروع علی اند و حواشی ادنی اند پس مقایسه چه معنی دارد آری اگر حواشی ذکر
می ساختند و اصول را ترک میکردند البته حکم دخول اصول بطریق دلالة النص امکانی میشد آری این ست آنچه تعقب بر تحقیق مولوی
محمد بشیر صاحب کرده شد بنظر اختصار اکثر تعقبات که بر ایشان وارد میشد ترک کرده شدند و کفایت بر اصل ضروری کرده شد
حال الاجوبة تعقبات شان که بر جواب سابق فقیر کرده اند می نویسم و لا التقریر خود را اجمالا الیس ازان تعقبات ایشان الیس ان ا
جواب ان و می نویسیم قلت فقهاء حنفیه درین مسئله بر دو قول مختلف اند یک طائفه بر آنند که مرضعة اللبن با زانی و اصول
فروع حرام ست و طائفه دیگر بر آنند که رضیعه مذکوره نه بر زانی حرام ست و نه بر اصول و فروع قوله اصلا خلاف در رد علما ست
باآنکه حنفیه را اقوال مختلف اند اقول قول ثالث یعنی لبن حرام مثل لبن حلال ست در جمیع فروع کسی ذکر نه کرده معلوم نیست
که حیثیت کجا نسبت آن بطرف حنفیه کرده تا آنکه لبن الحرام کالحلال می نویسند در جائی دیگر تصریح می سازند که رضیعه
لبن زانی بر حواشی زانی حلال ست و بعضی که صلح نمی نویسند تقیید حرمت بر زانی و اصول و فروع میسازند و آن دلیل
است حلتش بر حواشی چه مفهوم در عبارات فقها معتبر ست و همین ست مفتی به نزد محققین قوله از جمله عبارات مسطوره مطلقی بود
این هیئت ثابت نمیشود آری نسبت این هیئت بعض عبارات لفظ معتمد و در بعض لفظ اوجه موجود ست لیکن گاهی این لفظ
تصحیح امام ست لیکن مقابله امام معتمد یا اوجه کردن دیگران چگونه قابل اعتبار خواهد شد اقول لفظ اوجه معتمد از الفاظ فتوی
ست در جامع المضمرات شرح مختصر قدوری می نویسد اما العلامات المعلمة علی الافتاء فقوله وعلیه الفتوی وبه یعتمد وبه ناخذ وعلیه الاعتماد

وآن موجود است نه حقیقت بعضیت چنانکه متعقب ذکر کرده محض باطل است چه غرض صاحب فتح نیست که موجب بودن بعضیت
حرمت را مقتضای قیاس است عالم ازینکه بعضیت بطور حرام باشد یا حلال موجب بود شبهه آن خلاف قیاس است حدیث
یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب در لبن حلال ثابت کرده و اما در لبن حرام پس نصی وارد نشده و حقیقت بعضیت
یافته نشد پس لاجرم حکم حرمت نداده خواهد شد **قلت** هرگاه فتوی محققین حنفیه مثل صاحب فتح و صاحب بحر و صاحب نهر
وغیره بر قول عدم حرمت موجود است اجای باید و شاید نماند **قوله** هرگاه این فتوی مخالف تصریح امام است پس کی اعتبار شوند
نمی تواند و هرگاه قول محققین حنفیه مثل قاضی خان که از مجتهدین فی المسائل است و صاحب خزانة الفتاوی و صاحب خلاصه
و ظهیریه و عنایه و مجمع الانهر و بزازیه و خزانة المفتین و برجندی و صاحب کفایه و صاحب فتاوی سراج منیر و صاحب معراج و صاحب محیط
تحریم لبن زنا موجود است اطلاق اصحاب متون هم تایید ش بسیار دل پس جای کلام باقی نماند **اقول** اولاً این فتوی مخالف
تصریح امام در خصوص این مسئله نیست بلکه خلاف کلیات امام و آن مضر نیست کما مر سابقا و ثانیا اینکه ادخال صاحب سراج
منیر در محققین از عجائب زمان است حیرت است که مثل ابو عبد الله جرجانی در طبقه سابعه داخل شوند و صاحب سراج منیر که جامع
رطب و یابس است و از درجه محققین اجل و برتر است در محققین داخل شوند ثالثاً اینکه محیط و خلاصه و ظهیریه و بزازیه و خزانة المفتین
و خزانة الفتاوی فتاوی قاضی خان مجال معارضه با ترجیحات شروح مذهب ندارند اگرچه فی نفسها معتمد باشند کما مر رابعاً اینکه
قاضی خان اگرچه مجتهد فی المسائل است لیکن خصوص این مسئله اگر تصحیح میکرد البته تصحیح و مقدم میشد مجرد ذکر او در فتاوی خود
معارض ترجیح ارباب ترجیحات نمی تواند شد خامساً اینکه این جمله فقها حرمت رضیعه مذکوره را بر زانی و اصول و فروع
می نویسند چنانچه عبارات اکثر ایشان در جواب نقل شده اند و مفهوم عبارت معتبر است کما مر سادساً اینکه اطلاق اصحاب متون
چونکه فتوی شراح مخالف آن است اعتقاد معتبر نخواهد شد **قلت** و ظاهر است که لبن الزنا کالحلال اگرچه در بعض متون
و در فتاوی مذکور است لیکن شراح محققین قول عدم حرمت را مفتی به گفته اند **قوله** از عبارات منقوله مجیب سوای لفظ معتمد و اوجه
کذا اعلاست مفتی به یافته نمی شود و بظاهر معلوم میشود که جمله کاتبین این دو لفظ بتقلید صاحب فتح نوشته اند حال دلیل بالا
معلوم شد **اقول** بعض ارباب ترجیح که از ابن همام سابق بودند مثل اسبیجابی و دیگر و طحاوی نیز قائل بعدم حرمت شده اند
و توجیه صاحب فتح بغایت متانت است و تعاقب متعقب در تحت الثری رفت **قلت** صاحب مختار در زیادات
و لو عن زنا که مفید حرمت دختر برادر از زنا است تبعیت صاحب منح کرده اند و او از بحر اخذ کرده و او از فتح گرفته و خود
صاحب فتح و صاحب نهر در کتاب الرضاع لبیده زنا را بر عم زانی و خال زانی حلال نوشته اند و همین را اوجه گفته اند و در عم
و برادر فرقی نیست و سر این مسئله این است که در قرابت برای حرمت حقیقت بعضیت معتبر است و در لبیده زنا شبهه بعضیت یافته

رضاعا لا تحرم كما في رضاع شرح الطحطاوي وسيأتي منه في الرضاع اشارة اليه لكن في النظم وغيره انه يحرم كل من الزاني والمزنية على
اصل الآخر وفرعه رضاعا انتهت پس قهستانی در باب حرمت فرع مزنیه واصل آن رضاعا بر زانی اختلاف نقل ساخته
از شرح طحطاوی وحلت آن نقل کرده واز نظم حرمت ذکر کرده چه از نظم مفهوم شد که زانی بر اصل مزنیه وفرع آن حرام است ومزنیه
بر اصل وفرع زانی حرام است وچون حرمت این امر است متعاکس از عبارتش این هم مفهوم شد که فرع مزنیه واصل آن رضاعا بر زانی
حرام است بر خلاف قول طحطاوی واین هم مفهوم شد مگر فرع زانی واصل آن رضاعا بر مزنیه حرام است وصاحب رد المحتار میگوید که مقتضی
تقیید قهستانی مسئله را باصل وفرع مقتضی این امر است که در عدم حرمت اصل مزنیه وفرع آن رضاعا بر غیر زانی یعنی حواشی او
کالاخ والعم وعدم حرمت اصل زانی وفرع زانی رضاعا بر غیر مزنیه یعنی حواشی او خلاف نیست یعنی قهستانی در حرمت فرع مزنیه
واصل آن رضاعا بر زانی اختلاف نقل کرده از شرح طحطاوی حلت واز نظم حرمت ثابت کرده حرمت فرع زانی واصل آن بر مزنیه
از نظم نقل ساخته ومقتضای تقیید حرمت زانی ومزنیه را بتخصیص حرمت اصل وفرع باین شیئها این است که فرع واصل
هر یک ازین هر دو بر حواشی دیگر اتفاقا حرام نیست پس معلوم شد که ضمیر تقییده در رد المحتار بسوی قهستانی راجع است وضمیر غیرهما بسوی
زانیه ومزنیه هست نه آنچنانکه مجیب تصور کرده که ضمیر تقییده بطرف صاحب نظم است وضمیر غیرهما بسوی اصل وفرع است آنچه که
این مطلب را مدعی ساخت وا ازین است که مقتضای کلام صاحب رد المحتار نیست که مقتضای تقیید نظم اصل وفرع عدم اختلاف در عدم حرمت
بر حواشی است ودر اصل وفرع اختلافی است پر ظاهر است که صاحب نظم هیچ اختلاف نقل نساخته البته قهستانی در حرمت اصول وفروع مزنیه بر
زانی اختلاف نقل ساخته پس لابد ضمیر تقییده بطرف او راجع خواهد شد واگر تسلیم کرده شود که ضمیر تقییده راجع بسوی صاحب نظم
است بر آن تقدیر هم مطلب مستقیم است بدینطور که ضمیر غیرهما راجع بسوی زانی وزانیه است ومعنی این است که مقتضای کلام
نظم که دال بر حرمت هر یک از مزنیه وزانی بر اصول وفروع دیگر وحرمت اصول وفروع هر یک بر دیگر است این است که اصل
هر یک وفرع بر غیر زانی وزانیه حرام نیست کالاخ والعم وشاهد عدل بر مطلب راقم این است که صاحب رد المحتار بعد عبارت مذکوره
عبارت تجنیس نقل ساخته که دال بر حلت فرع مزنیه بر عم زانی است بطور تایید کلام خود آورده است ومطلبی که حضرت مجیب مشفق
بیان ساخته از مقام مناسبتی ندارد والله اعلم بمراد عباده **قلت** سابقا از تعالیق الانوار منقول شده که اوفق
بالدرایة عدم حرمت است **قوله** اگرچه از کلام صاحب فتح وغیره درایتا وجه بودن این قول ثابت میشود لیکن فی الواقع
درایتا هم وجه نیست چه دلیل آن محض لغو است **اقول** حاصل دلیل صاحب فتح این است که حرمت فرع مزنیه بر زانی
بسبب بعضیت است وآن در رضاع نیست در لبن چه لبن فرع تغذی است نه فرع منی بخلاف ثابت النسب چه در ان
حدیث حرمت ثابت گردیده در حرام چه وارد شده وایراد بر آن بدین نمط که در رضاع علت حرمت شبه بعضیت

نصرة السنة ۱۳۰۲

(نمبر ۳) (جلد ۱)

بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۰۲ ہجری مطابق ماہ دسمبر ۱۸۸۴ عیسوی

اصول و قواعد مع شرح قیمت رسالہ و ضمیمہ

(۱) یہ رسالہ حجم مین دو جز کا ہر ماہ مین شائع ہوا کریگا۔

(۲) ضمیمہ بوقت ضرورت لگایا جاویگا۔ ہمیشہ ضمیمہ رسالہ کے ساتھ نہوگا۔

(۳) رسالہ و ضمیمہ کے مقاصد و اغراض یہ ہین (الف) مقلدین کی کتب کا جواب باصواب ایسے طور سے کہ ہر متعصب مزاج اسکو دیکھکر نفع اوٹھاوے راہ مستقیم پر آجاوے۔ (ب) یہ رسالہ مقلدین کی کوئی کتاب نچھوڑیگا جسکا جواب نہ دلیوے۔ پہلے جواب رسالہ الدلیل القوی مولفہ مولوی احمد علی صاحب مرحوم کا ہوگا۔ بعد اسکے ممبرونکی راے لیجاویگی جسطرف اکثر ممبرونکی راے ہوگی اوسکا جواب شروع کیا جاویگا۔ (ج) ضمیمہ مین نہایت مضامین پولٹیکل۔ یا بعض مضامین اخبار متعصبین کا جواب۔ یا کوئی دوسرا مضمون ہوگا۔

(۴) قیمت رسالہ و ضمیمہ کی پیشگی گورنمنٹ و والیان ملک سے (للعہ ۲۴ روپیہ) حکام وقت و رؤسا سے (عہ ۱۲) متوسطین سے (لے ۶) جنکی آمدنی پندرہ ۱۵ روپیہ سے دس تک ہے اولنٹیئر (للعہ) باقی غربا سے تین روپیہ (لے ۳) ماالعبد ہر کسی سے ڈیوڑھی قیمت۔ ان مراتب کا تصفیہ و تقرری خریداروں کے ایمان پر موقوف ہے۔ نمبر اول کے وصول سے قیمت ضرور ارسال کرین۔

(۵) یہ رسالہ بغیر وصول قیمت پیشگی کسی صاحب کے نام نہ جاری ہوگا۔ خریدارونکو درخواست کے ساتھ قیمت روانہ کرنا چاہیئے۔ نمونہ کا پرچہ ۸ سے ملیگا۔

(۶) خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہئے

(۷) سبیل ارسال زر بذریعہ منی آرڈر کے یا نوٹ بصیغہ رجسٹری کے ہو۔ و نیز مہتمم و ذمہ دار ہوگا

اشتہار

رسالہ کشف الارتیاب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے جواب مین۔ در بیان قراءۃ فاتحہ و تقلید کے ہماری تالیف سے قیمت مع محصول ارسال کر کے مشتہر سے طلب کر لیوین۔

المشتہر
محمد سعید مہتمم مطبع و اڈیٹر رسالہ نصرة السنة

محمد سعید مہتمم مدرسہ اسلامیہ و نصرة السنة و مطبع سعید المطابع بنارس

پس حرمت قرابت معتبر نخواهد شد و هرگاه نفس لیدهٔ زنا بر عم و خال حلال شد رضیعهٔ از لبن زنا بدرجهٔ اولی حلال خواهد شد
قوله قول محل ولیدهٔ زنا بر عم و خال زانی صاحب بحر از فتح و صاحب فتح از التجنیس و صاحب تجنیس از جرجانی نقل کرده و
جرجانی از مجتهدین نیست قاضی خان که مجتهد ست بحرمت آن تصریح کرده **اقول** جرجانی از معتبرین ست و قاضی خان این مسئله
تصحیح نساخته و صاحب نهایه ابن ہمام بعد ذکر قول جرجانی سکوت ساخته **قوله** و دلیل جرجانی نیز ضعیف ست
جاز قول و لاجزئیة بینه و بین العم اگر نفی جزئیت باین طور که یکی جزو دیگری باشد مراد است پس انتفاء آن ضرر
نمیرساند و اگر مراد نفی جزئیتی که موجب حرمت باشد ست پس غلط محض ست **اقول** معتبر در حرمت قرابت حقیقت
بعضیت ست مطلقا و چون بعضیت ولیدهٔ زنا من جهة بعضیت ست و من جهة بعضیت نیست زین جهت جرجانی تبرس نفس
زانی و صول و فروع حکم حرمت او ندو بر حواشی حکم حلت باعتبار الشبهین **قلت** هرگاه در عبارات فقهاء تعارض
واقع شود مفتی را لازم که بر فتوی محققین عمل سازد **قوله** هرگاه در عبارت فقهاء تعارض واقع شود مفتی را لازم که بر قولیکه
موافق مذهب امام صاحب باشد عمل سازد **اقول** این قاعده در کدام کتاب از کتب فقهیه ست و اگر ایجاد و الا
آنرا چه اعتبار **قلت** تعارض مفتی به و غیر مفتی به از عجائب روزگار ست **قوله** مفتی به بودن قولیکه مخالف مذهب
صاحب مذهب باشد زیاده تر از عجائب روزگار ست **اقول** این عجب فقط در زعم محجب ست و اما در نظر ماہر فقه پس
هیچ عجب نیست لان العبرة عند المهرة لقوة الدلیل **تنبیه** مولوی محمد بشیر صاحب در رساله مرسله خود یک یک امر از
را برای تطویل رساله بنظر ناظرین بعبارات مختلفه چند چند جا آورده و چون رد هر قول شان موجب تضییع اوقات
بود لهذا تعاقب هر قول نساختم و بنظر اینکه همین قدر برای محو کل رساله کافی ست اختصار ساختم و آخر دعوانا
ان الحمد لله رب العالمین و الصلوة علی رسوله محمد و آله و اصحابه اجمعین و کان اختتام هذا التحریر فی جلسة
واحدة قدر نصف النهار یوم الاثنین الاول من شهر رجب سنة تسعین بعد الالف و المائتین من هجرة
سید الثقلین علیه و علی آله صلوة رب المشرقین ﷺ

واسطے سند اس امر کے کہ یہ کتاب مطبع علوی مقام لکھنؤ کٹرہ
محمد علیخان مین چھاپی گئی مہر مطبع ثبت کیگئی فقط ۹ رجب سنہ ۱۲۹۰ ہجری



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد - اس دور پرفتن مین ایسے فرق ضالہ حادث ہوئے ہین جو لوگونکو دین محمدی وطریقہ احمدی سے پھیرتے ہین قرآن وحدیث کی طرح طرح کی تاویلات رکیکہ کرکے لوگونکو اپنے مذہب بد کیطرف پھیرتے ہین ازانجملہ فرق کے نیچری تو ایسے نکلے کہ اسلام کی ناؤ کو ڈبو دیا وجود فرشتون و جنت و نار سے انکار کرکے لوگونکو ترغیب دنیا ردونکی طرف دیتے ہین بعض اہلحدیث نے بھی یہ حملہ انہین سے اخذ کیا لوگونکو تدابیر حصول دنیا کی بتانے لگے آخرت سے پھسلنے لگے بالفعل انہین مضامین کی نہایت ضرورت ہے کہ جس سے خشیۃ اللہ پیدا ہو آجکل ایک کتاب مسمی بہ **صدق اللجا الی ذکر الخوف والرجا** جو اپنے بابمین بے نظیر ہے تالیفات مبارکہ حامی دین سید المرسلین ماحی رسوم مبتدعین ناصر سنت سنیہ ماہر علوم نبویہ تاج المحدثین فخر المفسرین مولانا نواب سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر سے طبع ہو کر شائع ہوئی ہے چونکہ یہ

اطلاع ضروری

ناظرین نصرۃ السنہ کو چاہیے کہ قیمت سنہ ۱۳۱۵ھ ہجری کی بہت جلد روانہ فرماوین
کیونکہ مطبع اسوقت مقروض ہے۔ حال باقی ضوابط تقسیم کتب
نوابصاحب بہادر نمبر ۴ مین انشاء اللہ مندرج ہونگے۔

ہمارے پاس

یہ کتب مندرجہ ذیل کے رو مین موجود ہین جن صاحبونکو شوق ہو قیمت ارسال
کر کے منگوالین۔ ہدایۃ المرتاب قاری عبد الرحمن پانی پتی کے رسالہ کا جواب
هدایۃ القلوب۔ اقبال الحی۔ الشیع والری۔ طریق النجاح۔ کیفیت مناظرہ
مرزاپور۔ کشف الستور۔ شریعت کاورزہ۔ رسالہ بے نمازان۔
ترجمہ وصیت نامہ۔ ابرار اہل الحدیث والقرآن ممافی جامع الشواہد من التہمۃ
والظن والبہتان۔ یہ رسالہ نہایت عمدہ اپنے باب مین جواب نہین رکھتا۔

ابرار کا پہلا حصہ بھی مسمّی بہ الکلام المنباہ۔ چھپکر تیار ہوگیا ہے قیمت اسکی
مع محصول ۴۰/ + غازیپور مدرسہ چشمہ رحمت مولوی عبد اللہ صاحب سے
مل سکتا ہے + اظہار الصدق یہ کتاب قراۃ فاتحہ خلف امام مین نہایت عمدہ ہے
کتب مندرجہ ذیل فقط محصول روانہ کرنے سے ملسکتی ہین۔
سائق العباد۔ التی والتیا۔ تامین۔ احنوا۔ آخر الدواء الکئی۔

المشتہر
محمد سعید مہتمم مدرسہ اسلامیہ۔ و نصرۃ السنہ۔ از بنارس محلہ دارانگر

—

کو معلوم ہے لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون سو جو کوئی شخص اللہ کو زیادہ
پہچانتا ہے وہی اللہ سے زیادہ ڈرتا ہے اسلیئے حضرتؐ نے فرمایا ہے انا اخوفکم
للہ وکذلک قال تعالی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یہ معرفت
جسقدر زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی احتراق قلب کا زیادہ ہوتا ہے پھر اوسکا
اثر بدن و جوارح و صفات پر ظاہر ہوتا ہے بدن مین لاغری زردی بیہوشی
بکار ظاہر ہوتی ہے یہ مرارت کبھی مفضی الی الموت بھی ہو جاتی ہے یا دماغ
پر چڑھکر عقل کو فاسد کر دیتی ہے اوس سے قنوط و یاس پیدا ہوتا ہے
جوارح مین یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ معاصی سے باز رہکر متقید بطاعات واسطے
تلافی ما فات کے ہو جاتی ہین استعداد واسطے مستقبل کے پیدا ہوتی ہے
اسلیئے یہ بات کہی ہے کہ وہ شخص خائف نہین ہے جو روتا ہے آنسو پوچھتا ہے بلکہ
خائف وہ ہے جو تارک ہے اوس چیز کا جسکے عقاب سے ڈرتا ہے حکیم ابو القاسم
نے کہا ہے من خاف شیئا ھرب منه ومن خاف اللہ ھرب الیه ذی النونؒ
سے پوچھا تھا خائف کون ہوتا ہے کہا اذا انزل نفسه منزلة السقیم الذی
یحتمی طول السقام صفات مین اثر کا ہونا یون ہوتا ہے کہ قمع شہوات کرے
لذات کو مکدر کر دے جو معاصی اسکو محبوب تھے وہ نزدیک اسکے مکروہ ہو جاوین
جوارح متادب ہو کر دلمین ذبول و خشوع و ذلت و استکانت حاصل ہو کبر و حقد
و حسد دور ہو کر نظر خطر عاقبت پر رہے سوا مراقبہ و محاسبہ و مجاہدہ و بخل بالانفاس
واللحظات و سوا خذہ نفس بخطرات و خطوات و کلمات کے کوئی شغل دوسرا نہو
جسطرح کہ کوئی پنجہ مین کسی درندے کے پھنسا ہو اور جانے کہ اگر ذرا غفلت
ہوگی تو وہ اوسکو ہلاک کر ڈالیگا اسلیئے ظاہر باطن مین یہ اوسیطرف مشغول رہتا ہے
کیونکہ بے اسکے چارہ نہین ہے یہ حال اوس شخص کا ہے جسپر خوف غالب ہوتا ہے

کتاب اکثر اہلحدیث کو نہیں ملی اسلیئے چند مضامین متعلقہ خشیۃ اللہ نقل کرنا مناسب خیال کرتا ہون +

باب بیان مین خوف کے

+ خوف کہتے ہین دل کے جلنے اور دردمند ہونے کو بسبب توقع کسی مکروہ کے زمانہ استقبال مین اور جو شخص کہ اللہ تعالی سے مانوس ہے اور حق تعالی اوسکے دل کا مالک ہوگیا ہے اور یہ شخص ابن وقت ہوگیا ہے بہ جمال حق علی الدوام ہے اور اوسکا التفات طرف مستقبل کے باقی نہین رہا ہے ایسے شخص کا حال مرتبہ خوف و رجا سے اعلی ہوتا ہے واسطی نے کہا ہے خوف ایک حجاب ہے درمیان اللہ و بندہ کے انتظام خوف کا تین چیزون سے ہوتا ہے علم و حال و عمل علم اوس سبب کا جو مفضی بمکروہ ہے مثلاً ایک شخص نے بادشاہ کا قصور کیا ہے اور وہ ہاتھ مین بادشاہ کے ہے ڈرتا ہے کہ کہین بادشاہ اوسکو قتل نہ کرڈالے اسلیے کہ بادشاہ فی نفسہ کینہ ور غضبناک منتقم ہے اور یہ شخص بے وسیلہ و حسنہ ما محی شر جنایت سے عاطل ہے سو یہ علم سبب قوت خوف کا ہوتا ہے و دل متالم رہتا ہے پھر اگر یہ اسباب ضعیف ہین تو خوف بھی ضعیف ہوتا ہے دوسری صورت خوف کی یہ ہے کہ لیے کسی جنایت کے خوف دامنگیر حال ہو بسبب صفت مخوف کے جسطرح کہ کوئی شخص جنگل مین کسی درندے کے پنجے پڑجاے کہ یہ خوف بسبب صفت ذات سبع کے ہے کیونکہ حرص اوس درندے کے پھاڑ کھانے پر اسکو معلوم ہے تیسری صورت صفت جنایت خوف مثبت جیسے سیل مین گرنے سے ڈر ڈوب جانے کا آگ مین پڑنے سے ڈر جل جانے کا ہوتا ہے اسیطرح اللہ سے ڈرنا کبھی بسبب معرفت الہی کے ہوتا ہے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ اگر اللہ چاہے تو سارے جہان کو ہلاک کردے کچھ پروا نہ کرے کوئی اوسکا روکنے والا نہین ہے کبھی یہ ڈر بسبب کثرت ذنوب کے ہوتا ہے کبھی ان دونون وجہ سے خائف رہتا ہے کیونکہ شان اوسکی بے نیازی

اَلْبُعدُ الناس عن الخوف یہی لوگ ہین بلکہ وہ لوگ مراد ہین جو عالم باللہ و بایام اللہ
و بافعال اللہ ہین و ذلک مما قد عز وجودہ الآن اسیلئے فضیل بن عیاض رض
کہا ہے کہ اگر کوئی تجہہ سے یہ پوچھے کہ تو اللہ سے ڈرتا ہے تو تو خاموش ہو رہ اسلئے
کہ اگر تو انکار کریگا کافر ہو جائیگا اور اگر اقرار کریگا تو کاذب ٹھہریگا اسمین اشارہ
کیا ہے طرف اس امر کے کہ خوف وہ ہے جو جوارح کو معاصی سے باز رکھکر متقید
بطاعات کردے ورنہ جس خوف کا اثر جوارح مین نہین ہے وہ فقط حدیث نفس
و حرکت خاطر ہے لائق اسکے نہین ہین کہ اوسکا نام خوف رکھین افراط خوف یہ ہے
کہ یاس و قنوط تک پہنچادے یہ مذموم ہے اسلئے کہ اعمال سے مانع ہولتی ہے
پھر کبھی اس افراط خوف سے نوبت مرض و ضعف و ولہ و دہشت و زوال عقل کی
آجاتی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کسی طفل کو اتنا مارے کہ وہ مرجائے
یا دابہ کو اتنے کوڑے لگائے کہ وہ ہلاک ہوجائے یا کوئی عضو اوسکا ٹوٹ جائے
حالانکہ مقصود اس ضرب سے تادیب طفل و دابہ کی تھی نہ اہلاک اونکا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اسباب رجا کو کثرت سے ذکر کیا ہے مراد اوس
سے یہی معالجہ صدمۂ خوف مفرط مفضی الی القنوط کا ہے اسلئے محمود وہی خوف ہوتا ہے
جو مفضی طرف مراد مقصود کے ہو اور جو خوف کہ اس درجہ سے قاصر یا اس تبہ
سے متجاوز ہے وہ مذموم ہے **ف** فوائد خوف کے حذر و ورع تقوی
مجاہدہ عبادت فکر ذکر و سائر اسباب موصلہ الی اللہ ہین یہ سب خواہان
اس امر کے ہین کہ زندگی ہمراہ تندرستی و سلامت عقل کے ہو اور جو کہ قادح
ہے ان اسباب مین وہ مذموم ہے اسلئے افضل سعادات طول عمر ہے طاعت
خدا مین پھر جو چیز کہ عمر یا عقل یا صحت کو باطل کردے وہ خسران و نقصان ہے
جب خوف کا اثر عمل مین ظاہر نہوا تو وجود و عدم اوسکا برابر ہے سہل رضی اللہ عنہ

ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہی حال تھا رہا عمل سو اقل درجات کا خوف یہ ہے
کہ محظورات سے باز رہے اسکو ورع کہتے ہین پھر جس شئے کیطرف امکان
تطرق تحریم کا ہے گو اوسکے تحریم کا یقین نہین ہے اوس سے باز رہنے کو
تقوی کہتے ہین کیونکہ تقوی ترک کرنا ہے اوس شئے کا جو شک مین ڈالے
اور اختیار کرنا ہے اوس شئے کا جو بے شک و شبہ ہو لا باس بہ کو ڈر سے ما بہ
باس کے چھوڑ دے اسکو صدق فی التقوی کہتے ہین پھر جبکہ اسکے ساتھ تجرد
للخدمت بھی ہوگیا تو اب اوسکا نام صدیق ٹھہریگا اب وہ نہ ایسا گھر بنائیگا کہ
جسمین رہے اور نہ ایسی چیز جمع کریگا کہ جسکو نہ کھائے نہ طرف دنیا کے التفات
کریگا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ دنیا مجکو ایکدن چھوڑ دیگی اور کوئی نفس اپنے
انفاس مین سے طرف غیر اللہ کے صرف نہ کریگا ٭ جو مرتبۂ خوف والم جانتے ہین
دنیا کی بقا کو کالعدم جانتے ہین ٭ بے خوف کو خوف کی کہان ہے لذت ٭
جو ذائقہ اسمین ہے وہ ہم جانتے ہین ٭ ف خوف ایک شئے محمود ہے
اللہ کا ایک تازیانہ ہے جس سے اپنے بندونکو طرف مواظبت علم و عمل کے
ہانکتا ہے تاکہ اونکو رتبہ قرب من اللہ کا حاصل ہو لکن محمود خوف مین اعتدال
ہے نہ افراط و قصور قاصر الخوف کی مثال ایسی ہے جیسے عورتین رقت کرتی ہین
کہ ایک آیت قرآن کی سنی رونے لگین یا کوئی شئے ہائل دیکھین ڈر گئین جب
وہ شئے جس سے زائل ہوگئی تو دل پھر بدستور راجع الی الغفلۃ ہوگیا یہ خوف
اس قاصر کا قلیل النفع ہے جسطرح کہ کوئی ایک پتلی کمزور چھڑی سے ایک دابۂ
قوی کو مارے تو اوسکو کچھ الم اس مار کا نہوگا اور وہ طرف مقصد کے نجلیگا
سارے لوگونکا خوف اسیطرح ہوتا ہے مگر عرفاء و علماء کا غزالی کہتے ہین مراد
ہماری علماء سے اسجگہہ علماء رسمی نہین ہین جنکو لوگ عالم مولوی کہتے ہین کیونکہ

مواظبت کرتا ہے اور جسکو خوف اطلاع الٰہی کا اپنی سریرت پر ہوتا ہے وہ تطہیر
قلب کی وساوس سے کرتا ہے یہی حال بقیہ اقسام کا ہے پھر ان سب مخاوف مین
اغلب علی الیقین خوف خاتمہ کا ہے کیونکہ یہ امر زیادہ خطرناک ہے اور اعلیٰ اقسام کمال
معرفت پر خوف سابقہ کا ہے اسلیئے کہ خاتمہ تابع سابقہ ہوتا ہے اور ایک فرع ہے
جو بعد تخلل اسباب کثیرہ کے سابقہ سے متفرع ہوتی ہے جو قضا ام الکتاب مین
سابق ہو چکی ہے یہ خاتمہ اوسکا مظہر ہوتا ہے صالحین کا خوف معصیت سے ہوتا ہے
موحدین و صدیقین کا خوف اللہ سے ہوتا ہے یہ ثمرہ ہے اونکی معرفت کا سو جو شخص
اللہ اور اللہ کی صفات کا عارف ہوگا وہ اللہ سے بغیر جنایت کے ڈریگا بلکہ اگر
عاصی اللہ کو پہچان لے جیسا کہ چاہیئے تو پھر وہ اللہ سے ڈرنے لگے نہ معصیت سے
غزالی رحمۃ نے بعد طول تقریر کے یہ کہا ہے و یکفیک من موجبات الھیبۃ
والخوف المعرفۃ بالاستغناء وعدم المبالاۃ دوسرا طبقہ خائفین کا وہ ہے
کہ اونکے نفوس مین امر مکروہ متمثل ہو جاتا ہے جیسے حال سکرات و شدت نزعات
موت کا یا سوال منکر و نکیر کا یا عذاب قبر کا یا ہول مطلع کا یا ہیبت موقف کے یا حیا
کشف ستر سے یا ڈر سوال کا ہر نقیر و قطمیر سے یا خوف پلصراط و حدت و کیفیت
عبور کا یا خوف نار و اغلال و اہوال جہنم کا یا خوف حرمان کا جنت سے یا نقص
درجات کا یا خوف حجاب کا اللہ پاک سے کہ یہ سلب فی نفسہا مکروہ ہین اسلیئے
لامحالہ مخوف ٹھہرے ہین اسمین احوال خائفین کا مختلف ہے سب سے اعلیٰ رتبہ
خوف فراق و حجاب عن اللہ کا ہے یہ خوف عارفین کا ہوتا ہے اس سے ما قبل کا
خوف عابدین صالحین زاہدین و کافہ عالمین کا خوف تھا پھر جسکی معرفت کامل
نہین ہے اور بصیرت منفتح نہین ہوئی اوسکو کچھ شعور لذت وصال الم البعد و
فراق کا نہین ہے فالی ھذہ الاقسام یرجع خوف الخائفین نسأل اللہ

اپنے مریدوں سے جو ملازم جوع مدت دراز تک رہتے تھے کہتے تھے تم اپنے دلکو محفوظ رکھو کوئی اللہ کا ولی ناقص العقل نہین ہوا ہے ف تحقق خوف کا انتظار مکروہ سے ہوتا ہے مکروہ یا فی ذاتہ مکروہ ہوتا ہے جیسے نار یا اسلئے مکروہ ہوتا ہے کہ مفضی الی المکروہ ہے جیسے معاصی کہ مکروہ آخرت تک پہنچا دیتے ہین اسلئے ہر خائف کو ضرور ہے کہ ایک قسم کے مکروہ کو ان ہر دو قسم سے اپنے نفس مین متمثل کرے اور اوسکے انتظار کو اپنے دلمین قوت بخشے یہانتک کہ دل بسبب استشعار اوس مکروہ کے جلجائے مقامات خائفین کی بابت غلبہ مکروہات مخوفہ کے دلپر مختلف ہین ایک وہ لوگ ہین جنکے دلپر غلبہ مکروہ لغیرہ لا لذاتہ کا ہے جیسے خوف موت کا قبل توبہ کے یا خوف نقض توبہ و نکث عہد کا یا خوف ضعف قوت وفاء تمام حقوق الہی سے یا خوف زوال رقت قلب کا اور مبدل ہونے رقت کا قساوت سے یا خوف میل کا استقامت سے یا خوف استیلاء عادت کا اتباع شہوات مالوفہ مین یا خوف اعتماد کا حسنات پر یا خوف بطر کا کثرت نعم الہی سے یا خوف اشتغال عن اللہ بغیر اللہ کا یا خوف استدراج کا تواتر نعم سے یا خوف انکشاف غوائل طاعات کا بمقتضائے وبدا لہم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون یا خوف تبعات ناس کا بابت غیبت و خیانت و غش و اضمار سوء کے یا خوف حدوث کسی امر کا بقیہ عمر مین یا خوف تعجیل عقوبت کا دنیا مین اور رسوا ہونیکا قبل موت کے یا خوف اغترار کا زخارف دنیا سے یا خوف اطلاع الہی کا سریرت پر حالت غفلت مین یا خوف خاتمہ سوء کا وقت موت کے یا خوف سابقہ ازل کا کہ نہین معلوم کیا بات قسمت مین سابق ہو چکی ہے سو یہ سارے مخاوف عارفین کے ہین اور ہر خائف کیلئے ایک فائدہ خاص ہے وہ فائدہ سلوک سبیل حذر ہے امر مفضی الی المخوف سے سو جسکو خوف استیلاء عادت کا اپنی جان پر ہوتا ہے وہ فطام عن العادۃ

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور اولین آخرین کو وصیت کی ہے تقوی کی
فرمایا ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا
اللہ اور فرمایا وخافون ان کنتم مومنین اس خوف کو اس آیت مین واجب
کیا ہے اور شرط ایمان ٹھیرایا ہے فضیل کہتے ہین جو کوئی اللہ سے ڈریگا وہ
خوف اوسکو ہر خیر کی راہ دکھائیگا شبلی کہتے ہین نہ ڈرا مین کسی دن اللہ
لیکن دیکھا مین نے ایک دروازہ حکمت وعبرت کا جو پہلے اوس سے نہ دیکھا تھا
یحیی بن معاذ نے کہا ہے ما من مومن یفعل سیئۃ الا ویلحقہا
حسنتان خوف العقاب ورجاء العفو کثعلب بین اسدین اسیطرح
اللہ نے ذکر کو مخصوص بخائفین کیا ہے فرمایا سیذکر من یخشی اور فرمایا
واسطے خائف مقام کے دو جنتین ہین حضرت نے فرمایا اللہ تعالی کہتا ہے مجکو
قسم ہے اپنی عزت کی مین جمع نہ کرونگا اپنے بندے پر دو خوف اور نہ دو امن
اگر امن مین رہیگا وہ مجہسے دنیا مین تو ڈراونگا مین اُسے دن قیامت کو
اور اگر ڈرتا رہیگا مجھسے دنیا مین تو امن دونگا مین اُسے دن قیامت کو یہی
فرمایا ہے جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے ڈرتی ہے اوس سے ہر چیز اور جو کوئی ڈرتا
ہے غیر اللہ سے ڈراتا ہے اوسکو اللہ ہر شئے سے یحیی بن معاذ کہتے ہین مسکین
ابن آدم اگر ڈرے آگ سے جیسے کہ فقر سے ڈرتا ہے تو داخل ہو جنت مین
ذوالنون نے کہا ہے جو کوئی ڈریگا اللہ سے اوسکا دل پگھل جائیگا محبت اللہ کی اوسکو
سخت ہو جائیگی اوسکی عقل صحیح رہیگی یہ بھی کہا ہے کہ خوف کا نسبت رجا
کے ابلغ ہونا چاہیئے اسلیئے کہ غلبۂ رجا سے قلب مطمئن ہو جاتا ہے ابوالحسین
ضریر کہتے تھے علامت سعادت کی خوف ہے شقاوت کا کیونکہ خوف ایک زمام
ہے درمیان اللہ و بندے کے جب یہ زمام ٹوٹ جائیگی تو وہ ہمراہ ہالکین کے

حسن التوفیق بکرمہ **ف** فضیلت خوف کی کبھی تامل واعتبار سے پہچانی
جاتی ہے اور کبھی آیات واخبار سے اعتبار کا رستہ یہ ہے کہ فضیلت شئے کی
بقدر اسکے افضاء کیطرف سعادت لقاء اللہ کے آخرت مین ہوتی ہے اسلئے کہ
سوا سعادت کے اور کوئی مقصود نہین ہے اور سعادت نہین ہے مگر لقاء مولی مین یہ خوف ایک آگ ہے
جو شہوات کو جلا دیتی ہے اسکی فضیلت بقدر احراق شہوت کے ہوتی ہے اور
یہ مختلف ہے باختلاف درجات خوف اسی خوف سے عفت و ورع و تقوی و مجاہدہ
اعمال فاضلہ محمودہ مقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے رہا اقتباس آیات واخبار کا
سو غزالی رح نے کہا ہے کہ فضیلت خوف مین جو کچھ آیا ہے وہ حد حصر سے خارج ہے
خوف کی فضیلت اسیقدر کافی ہے کہ اللہ نے ہدی و رحمت و علم و رضوان کو
واسطے خائفین کے جمع کیا ہے یہ اشیاء مجامع مقامات اہل جنان ہین **قال تعالی**
هدى ورحمة للذين هم لربهم يرهبون **وقال تعالى** انما يخشى
الله من عباده العلماء انکو عالم اسلئے کہا کہ یہ لوگ خاشی ہین **وقال عز**
وجل رضي الله عنهم ورضوا عنه ذلك لمن خشي ربه اور جو چیز دلیل
ہے فضیلت علم پر وہ دلیل ہے فضیلت خوف پر کیونکہ خوف ثمرہ ہے علم کا نتیجہ
ورع و تقوی کا اور فضائل ورع و تقوی کے مخفی نہین ہین یہانتک کہ عاقبت
موسوم بالتقوی ہے مخصوص ہے ساتھ اہل تقوی کے جسطرح کہ حمد خاص ہے
ساتھ اللہ کے اور درود ساتھ رسول اللہ کے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ الحمد للہ
رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمعین اللہ نے تقوی کو اپنی طرف اضافت
کیا ہے اس اضافت کو اپنے ساتھ خاص فرمایا ہے **قال** ولکن يناله التقوى
منکم تقوی عبارت ہے باز رہنے سے بمقتضائے خوف کے ولہذا اللہ نے فرمایا ہے

اوسکی یہی تلازم ہے کیونکہ عادت عرب کی تعبیر عن الشئے بملازم الشئے ہے بلکہ جو فضل بکا رمین بخشیت خدا آیا ہے وہ اظہار فضیلت خشیت کا ہے کیونکہ بکا ثمرہ ہے خشیت کا قال تعالی فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا و قال تعالی یبکون ویزیدھم خشوعا و قال عز وجل افمن ھذا الحدیث تعجبون و تضحکون و لا تبکون و انتم سامدون حضرت نے فرمایا ہے جب مومن کا دل خوف خدا سے ڈرجاتا ہے تو اوسکی خطایا اسطرح گرجاتی ہین جسطرح کہ درخت سے پتے جھڑ پڑتے ہین فرمایا نجائیگا نار مین وہ شخص جو رویا ڈر سے اللہ کے یہانتک کہ عود کرے شیر پستان مین عقبہ بن عامر نے پوچھا اے رسول خدا نجات کی کیا صورت ہے فرمایا روک اپنی زبان کو اور گنجایش کرے تجکو گھر تیرا اور رو اپنی خطا پر عائشہ رض نے پوچھا کیا جنت مین کوئی بحساب بھی داخل ہوگا فرمایا ہان جو اپنے گنا ہونکو یاد کر کے رویگا حضرت کی دعا مین آیا ہے اللھم ارزقنی عینین ھطالتین تسقیان بذروف الدمع قبل ان تصیر الدموع دما و الاضراس جمرا ؎ اب وقت عزیز کو تو لوین کھوؤگے ✦ پھر سوچ کے غفلت کے تئین روؤگے ✦ کیا خواب گران پہ میل روز و شب ہے ✦ جاگو ٹک میر پھر بہت سوؤگے ✦ منجملہ ان سات اشخاص کے جنکو دن قیامت کے عرش کا سایہ ملیگا ایک وہ شخص بھی ہے جس نے اللہ کو خلوت مین یاد کیا پھر اوسکی آنکھ سے آنسو بہے ابو بکر صدیق رض نے کہا ہے جو کوئی رو سکے وہ روئے اور جو کوئی نہ رو سکے رونے کا سا منھہ بنائے ؎ می توانی دوزخ خود را بہشتی ساختن ✦ کوثرے نقدے ز چشم اشکبار تر دادہ اند محمد بن منکدر جب روتے تو اپنے آنسو چہرے اور ڈاڑھی پر ملتے اور کہتے مجکو یہ بات پہنچی ہے کہ آگ دوزخکی اوس جگہہ کو نہین کھاتی ہے جسکو آنسوؤن نے

ہلاک ہو جائیگا یحیی بن معاذ سے پوچھا تھا من امن الخلق غدا کہا اشدہم
خوفا الیوم سہل نے کہا ہے تو خوف کو نہ پائیگا جب تک کہ حلال نہ کہائیگا
حسن بصری سے کہا تھا ہم کیا کرین ہم ایسی اقوام کے پاس بیٹھتے ہین جو ہمکو
ڈراتے ہین یہانتک کہ ہمارے دل اوڑے جاتے ہین کہا واللہ اگر تم ایسی قوم
سے مخالط ہوگے جو تمکو ڈراتی ہین یہانتک کہ تمکو امن ملے یہ بہتر ہے واسطے
تمہاری صحبت سے اوس قوم سے جو تمکو امن دلاتی ہین یہانتک کہ تمکو خوف
پالے ابو سلیمان دارانی کہتے ہین جدا نہوا خوف کسی دل سے مگر وہ دل ویران
ہوگیا غزالی کہتے ہین التشدیدات الواردۃ فی الامن من مکر اللہ و
عذابہ لاتنحصر وکل ذلک ثناء علی الخوف کیونکہ مذمت شئے کی ثنا ہوتی ہے
اوسکی ضد پر اور خوف کی ضد امن ہے جسطرح کہ ضد رجا کی یاس ہے اور مذمت
قنوط کی دلیل ہے فضیلت رجا پر اسیطرح مذمت امن کی جو آئی ہے فضیلت خوف پر
بلکہ جو کچھہ فضل رجا مین آیا ہے وہ دلیل ہے فضل خوف پر کیونکہ یہ دونون
باہم متلازم ہین جو کوئی کسی محبوب کا راجی ہوگا ضرور ہے کہ وہ فوت محبوب سے
خائف ہوگا اگر خائف نہین ہے تو پھر وہ محب بھی اوسکا نہین ہے تو اب انتظار
محبوب مین راجی بھی نہوگا انفکاک ایک کا دوسرے سے محال ہے ہان یہ جائز ہے کہ
ایک دوسرے پر غالب ہو اور دونون مجتمع ہون یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اشتغال
دل کا ایک سے ہو اور دوسری طرف فی الحال التفات نہ کرے بسبب غفلت کے
اوس جانب دیگر سے بہرحال خوف و رجا متلازم یکدیگر ہین ولذلک قال تعالی
ویدعوننا رغبا و رہبا وقال تعالی یدعون ربہم خوفا و طمعا
اسلیے عرب خوف سے بلفظ رجا تعبیر کرتے ہین قال تعالی ما لکم لا ترجون
للہ وقارا ای لا تخافون قرآن پاک مین رجا بمعنے خوف بہت آئی ہے وجہ

عنف ہین اوس سے میل محبت کا ویسا نہین ہوتا ہے جیسا کہ رجا سے ہوتا ہے
غرضکہ جو مراد لغیرہ ہے وہان استعمال لفظ اصلح کا چاہئے نہ لفظ افضل کا
ف اب ہم کہتے ہین کہ اکثر خلق کے لئے غلبۂ خوف نسبت رجا کے اصلح ہے کیونکہ معاصی
غالب ہین اور ایسا شخص متقی کہ جس نے ظاہر و باطن اثم اور خفی و جلی عصیان
ترک کر دیا ہو اوسکے لئے اصلح یہ ہے کہ خوف و رجا دونون حد اعتدال پر ہون
اسی لئے یہ بات کہی ہے کہ لو وزن خوف المؤمن و رجاؤہ لاعتدلا
علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے بعض اولاد اپنی سے یہ بات کہی تھی اے فرزند تو اللہ سے ایسا ڈر
کہ اگر تو سارے اہل ارض کے حسنات لیکر آئیگا تو وہ بھی اونکو تجھ سے قبول نہ کریگا
اور ایسی امید رکھ کہ اگر تو سارے اہل زمین کے سیئات لیکر آئیگا تو وہ اونکو
تجھ سے بخشدیگا - عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین اگر یہ ندا ہو کہ سب آدمی نار مین
جائینگے مگر ایک آدمی تو مجکو امید ہوگی کہ وہ ایک آدمی شاید مین ہی ہونگا اور اگر
یہ ندا ہو کہ سارے آدمی جنت مین جائینگے مگر ایک آدمی تو مین ڈرونگا کہ وہ ایک
آدمی مین ہی ہونگا یہ عبارت ہے غایت خوف و رجا و اعتدال سے ہمراہ غلبۂ
و استیلا کے لکن بوجہ تقاوم و تساوی عمر رضی اللہ عنہ سے شخص کو یہی
زیبا ہے کہ خوف و رجا برابر ہو اگر کوئی عاصی یہ گمان کرے کہ وہ امر دخول نار سے
مستثنی ہے تو یہ دلیل ہے اوسکے دھوکا کھانے پر پھر جو شخص کہ عارف حقائق امور
ہے اوسکا دل اگر ضعیف اور وہ فی نفسہ جبان ہے تو اوسکا خوف اوسکی رجا پر
لامحالہ غالب رہیگا جسطرح کہ احوال خائفین کا صحابہ و تابعین مین سے تھا اور اگر
دل اوسکا قوی اور وہ ثابت الجاش تام المعرفۃ ہے تو خوف و رجا اوسکا برابر ہوگا
یہ نہین ہے کہ رجا اوسکی غالب ہو عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے دل کی تفتیش مین
بڑا مبالغہ رہا کرتا تھا یہانتک کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ تم کوئی اثر

چھوا ہے ابن عمر کہتے تھے تم روؤ اگر نہ روؤ تو صورت رونیکی بناؤ قسم ہے اللہ
کی اگر ایک تم مین کا عالم ہو تو اتنا چیخے کہ آواز بیٹھ جاوے اتنی نماز پڑھے کہ کمر ٹوٹ
جائے ابو سلیمان دارانی کہتے ہین نہین ڈبڈباتی ہے کوئی آنکھ اپنے آنسو
سے لیکن دن قیامت مین اوس منہ کو سیاہی و ذلت نہ پکڑیگی پھر اگر وہ آنسو
بہ نکلے تو پہلا قطرہ اونکا آگ کے دریاؤنکو بجھا دیگا ؎ ورگنہ اشک ندامت
ز جگر بر خیزد ✤ این سحابی ست کہ از دامن تر بر خیزد ✤ یکا رخوف سے ہوتا ہے
رجا طرب وشوق سے ہوتی ہے کعب احبار کہتے تھے ایک پہاڑ برابر سونا صدقہ
کرنے سے ایکدم کا رونا خوف خدا سے مجکو زیادہ تر محبوب ہے **ف** غزالیؒ کہتے ہین
یہ قول قائل کا کہ خوف افضل ہے یا رجا سوال فاسد ہے یہ ویسی بات ہے جیسے
کوئی یہ کہے کہ روٹی افضل ہے یا پانی اسکا جواب یہ ہے کہ واسطے بھوکے کے روٹی
افضل ہے اور واسطے پیاسے کے پانی پھر اگر بھوک و پیاس دونون ہون تو نظر طرف
اغلب کے کرینگے اگر جوع غالب ہے تو خبز افضل ہے اور اگر عطش غالب ہے تو
پانی افضل ہے اور جو دونون حال برابر ہین تو پھر یہ دونون بھی برابر ہونگے حاصل
یہ ہے کہ اگر دل پر غلبہ امن کا ہے اللہ کے مکر سے اور اغترار ہے ساتھ امن کے تو خوف
افضل ہے اور اگر غلبہ یاس و قنوط کو ہے رحمت خدا سے تو رجا افضل ہے
اسیطرح اگر بندہ پر معصیت غالب ہے تو خوف افضل ہوگا یہ بھی جائز ہے کہ
خوف کو مطلقاً افضل کہین کیونکہ اغلب خلق پر معاصی و اغترار ہے اور اگر نظر طرف
مطلع خوف و رجا کے کیجائیگی تو رجا افضل ہوگی اسلئے کہ مستقی رجا کا بحر رحمت ہے
اور مستقی خوف کا بحر غضب ہے پھر جو کوئی صفات الٰہی سے ملاحظہ اوس صفت کا
کرتا ہے جو مقتضی لطف و رحمت ہے اوسپر محبت خدا کی غالب ہوتی ہے ولیس
وراء المحبۃ مقام اور خوف کا مستند التفات ہے طرف اون صفات کے جو مقتضی

اسکا نام خوف محمود ہے نہ اوس حدیث نفس کا نام جو کفّ وحث مین موثر
نہین ہوتی ہے اور نہ اوس یاس کا جو کہ موجب قنوط ہو یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے
جس نے عبادت کی اللہ کی محض خوف سے وہ ڈوبا بحار افکار مین اور جس نے
عبادت کی اوسکی محض رجا سے وہ سرگردان ہوا بیابان اغترار مین اور جس نے
پوجا اوسکو خوف و رجا سے وہ مستقیم رہا لجۂ افکار مین مکحول دمشقی کہتے تھے
عابد خدا بالخوف حروری ہے اور عابد خدا بالرجا مرجی ہے اور عابد بالمحبۃ زندیق
ہے اور عابد بخوف و رجا و محبت موحد ہے اسلئے جمع کرنا ان تینوں امور کا ضرور
ہے اور غلبہ خوف اصلح ہے لکن قبل استراف علی الموت کے اور وقت موت کے
اصلح یہ ہے کہ رجا و حسن ظن غالب ہو کیونکہ خوف جاری مجری تازیانہ ہے جو کہ عمل کا
باعث ہوتا ہے اور عمل کا وقت جاتا رہا جو شخص کہ موت کو جھانک رہا ہے وہ
کیا عمل اسوقت کرسکتا ہے اور اوسکو طاقت اسباب خوف کی کب ہے بلکہ یہ
حالت یہ قاطع نیاط قلب و معین ہے تعجیل موت پر رہی رجا سو روح رجا مقوی
قلب ہے اور جس سبب سے یہ شخص رجا رکھتا ہے اوسکو طرف راجی کے محبوب بنا دیتی
ہے کسیکو نہ چاہئے کہ دنیا کو چھوڑے مگر اللہ کا محب ہو اوسکی لقا کو دوست
رکھتا ہو حدیث مین آیا ہے من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ محبت مقرون
رجا ہو جاتی ہے مرتجی کرم خدا محبوب ہو جاتا ہے مقصود سارے علوم و اعمال
سے یہی اللہ کی شناخت ہے ثمرہ اس شناخت کا محبت ہے کیونکہ بازگشت طرف
اللہ ہی کے ہوتی ہے مرکر اوسی کے سامنے جانا پڑتا ہے پھر جو کوئی پاس محبوب
کے آتا ہے اوسکو بقدر محبت کے سرور عظیم حاصل ہوتا ہے جو شخص محبوب سے
جدا رہتا ہے اوسکی محنت شدید ہوتی ہے سو جب وقت موت کے دلپر غلبۂ حب
اہل و ولد و مال و مسکن و عقار و رفقاء و اصحاب کا ہوگا تو اس شخص کی ساری محبوب

آثار نفاق خفی کا تو مجھ مین نہین پاتے ہو یہ اسلیئے کہ حضرت نے اونکو خاص کیا تھا ساتھ علم منافقین کے اب کسکو ایسی قدرت ہے کہ وہ اپنے دل کو خفا یائے نفاق و شرک خفی سے مطہر کرے اور اگر معتقد بھی نفاق قلب کا ہوا تو اللہ کے مکر سے مامون رہنے کی کیا شکل ہے اپنے حال کو کب اللہ پر ملبس کر سکتا ہے او اپنے عیب کو کہان اوس سے مخفی رکھ سکتا ہے اور اگر اسپر بھی وثوق کیا تو اوسکے لقا پر تمام حسن الخاتمہ تک کہا لسے واثق ہو سکتا ہے حالانکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ آدمی عمل اہل بہشت کا سا کرتا ہے یہانتک کہ درمیان اوسکے اور جنت کے ایک بالشت کا فاصلہ رہجاتا ہے دوسری روایت مین لقدر فواق ناقہ کے آیا ہے پس کتاب اوسپر سبقت کرلیتی ہے اوسکا خاتمہ عمل اہل نار پر ہوتا ہے عیاذاً باللہ اب سمجھو کہ قدر فواق ناقہ محتمل عمل جوارح کا نہین ہوتا ہے بلکہ اوسکا مقدار اتنا ہے کہ دلمین کسی خطرہ کا اختلاج ہو یہ مقدار قلیل وقت موت کے مقتضی سوء خاتمہ کو ہے پھر کسطرح پر اوس سے امن حاصل ہو سکتا ہے اس صورت مین اقصی غایات مومن یہی ہے کہ خوف و رجا دونون معتدل ہون کیونکہ غلبہ رجا کا اکثر غالب اشخاص کے مستند اغترار و قلت معرفت و اعتبار ہوتا ہے اسیلئے اللہ نے مقام ثنا مین دونو کو جمع کیا ہے اور فرمایا ہے یدعون ربہم خوفا وطمعا وقال تعالی ویدعوننا رغبا ورھبا اور عمر رضی اللہ عنہ کے سے لوگ اب کہان پیدا ہین جو خلق اس زمانہ مین موجود ہے اون سب کے لیئے یہی غلبہ خوف اصلح ہے لکن اس شرط سے کہ یاس و ترک عمل و قطع طمع مغفرت تک نہ پہنچا ئے اور نہ سبب ہو تکاسل کا عمل سے اور نہ داعی ہو انہماک کو معاصی مین کہ اسکا نام قنوط ہے نہ خوف کیونکہ خوف وہ ہے جو کہ عمل پر آمادہ کرے جمیع شہوات کو مکدر کر دے دل کو جھکنے سے طرف دنیا کے باز رکھے طرف تجافی عن دار الغرور کے بلائے

حب دنیا من القلب سے حاصل ہوتی ہے یہانتک کہ ساری دنیا مثل سجن مانع من المحبوب
کی ہو جائے بعض صالحین نے ابو سلیمان دارانی کو خواب مین دیکھا کہ وہ اوڑتے
ہین کہا الاٰن افلت صبحکو اوٹھکر حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ اُس شب کو
انتقال کر گئے **ف** وہ علاج جس سے حالت خوف کی حاصل ہوتی ہے صبر ہے
کیونکہ صبر نہین ہو سکتا ہے مگر بعد حصول خوف و رجا کے اسلئے کہ اول مقامات
دین مین یقین ہے یقین عبارت ہے قوت ایمان باللہ و بالیوم الآخر و بالجنۃ و بالنار
سے یہ یقین بالضرورت ہیجان خوف واسطے نار کے اور ہیجان رجا واسطے جنت
کے کرتا ہے اور رجا و خوف قوت بخشتے ہین صبر پر کیونکہ جنت محفوف ہے ساتھ
مکارہ کے تحمل مکارہ پر نہین ہو سکتا ہے مگر ساتھ قوت رجا کے نار محفوف ہے ساتھ
شہوات کے صبر قمع شہوات پر نہین ہو سکتا مگر ساتھ قوت خوف کے اسی لئے
علی مرتضیٰ رض نے فرمایا ہے من اشتاق الی الجنۃ سلا عن الشہوات ومن
اشفق من النار رجع عن المحرمات پھر یہ مقام صبر کا جو خوف و رجا سے
مستفاد ہوا ہے مقام دوام مجاہدہ و تجرد لذکر اللہ و فکر فی اللہ تک پہنچا دیتا ہے
دوام ذکر مؤدی بانس ہوتا ہے دوام فکر مؤدی طرف کمال معرفت کے ہوتی
ہے کمال معرفت و انس کا مقام محبت تک پہنچا دیتا ہے اس مقام کے پیچھے مقام رضا
والتوکل و سائر مقامات کا ہے فھذا ھو الترتیب فی سلوک منازل الدین
بعد اصل یقین کے کوئی مقام سوا خوف و رجا کے نہین ہے اور نہ بعد انکے کوئی
مقام سوا صبر کے ہے اسی صبر کی وجہ سے مجاہدہ و تجرد لذکر اللہ ظاہراً و باطناً ہاتھ
آتا ہے مجاہدہ کے بعد واسطے شخص مفتوح الطریق کے کوئی مقام سوا ہدایت
و معرفت کے نہین ہے اور بعد معرفت کے کوئی مقام بجز محبت و انس کے نہین ہے
محبت مین یہ بات ضروری ہے کہ فعل محبوب سے راضی رہے اور اسکی عنایت پر اعتماد کرے

دنیا مین ہوسے دنیا اوسکی جنت تھی کیونکہ جنت عبارت ہے اوس لقعہ سے جوکہ جامع
جمیع محاب ہو اسکا مرنا گویا جنت سے نکلنا ہے اور جس شخص کا محبوب سوی اللہ ذکر
اللہ و معرفۃ اللہ و فکر اللہ کے اور کچھ نہین ہے اور علائق دنیا کے اوسکو
شاغل ہین محبوب سے تو یہ دنیا اوسکے لیے ایک قید خانہ ہے کیونکہ سجن عبارت
ہے لقعہ مانعہ للمحبوس عن الاستروح الی محابہ سے اسکا مرنا قدوم الی المحبوب
اور خلاص پانا ہے سجن سے نسئل اللہ ان یتوفانا مسلمین و یلحقنا بالصالحین
طمع اجابت مین اس سوال کی جب ہی ہو سکتی ہے کہ حب اللہ کا اکتساب کیا جائے
یہ حب جب ہی حاصل ہوتا ہے کہ غیر اللہ کا حب بالکل دل سے باہر نکال دیا جائے اور
جملہ ماسوا اللہ سے قطع علائق کر دیا جائے جاہ ہو یا مال یا وطن اسلئے ہمکو یہ دعا
کرنا جو ہمارے حضرت نے کی تھی اولیٰ تر ہے اللھم ارزقنی حبک وحب
من احبک وحب ما یقربنی الی حبک واجعل حبک احب الی من الماء البارد
غرضکہ غلبہ رجا کا وقت موت کے اصلح ہے اسلئے کہ جالب محبت ہوتا ہے اور غلبہ
خوف کا قبل موت کے اصلح ہے اسلئے کہ احرق ہے واسطے نار شہوات کے اقمع ہے واسطے
محبت دنیا کے ولہذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا یموتن احدکم الا
وھو یحسن الظن بربہ وقال تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی فلیظن
بی ما شاء **حکایت** سلیمان تیمی کو جب وفات آئی اپنے بیٹے سے کہا حدثنی بالرخص
واذکر لی الرجاء حتی القی اللہ علی حسن الظن بہ۔ اسیطرح جب سفیان ثوری
مرنے لگے اور جزع شدید ہوا تو علماء کو گرد اپنے جمع کیا وہ اونکو رجا دلانے لگے
امام احمد رح نے وقت وفات کے اپنے فرزند سے کہا اذکر لی الاخبار التی فیہا
الرجاء حسن الظن مقصود اس سب سے یہ ٹھہرا کہ اللہ کو اپنے نفس کا محبوب
ٹھہرائے کیونکہ غایت سعادت یہ ہے کہ مرتے دم اللہ کا محب مرے یہ محبت معرفت اور اخراج

وہ توضرور یہی اوس درندہ سے ڈریگا خواہ اوسکا جی چاہے یا نچاہے اسیطرح جو
اللہ کا عارف ہے وہ اسبابت کا بھی عارف ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے
اوسکو پروا کسی کی نہین ہے غزالی کہتے ہین مین یہ نہین کہتا کہ مثال خوف
من اللہ کی خوف من السبع ہے بلکہ جب پردہ اوٹھ جائیگا تو معلوم پڑجائیگا
کہ درندہ سے ڈرنا عین اللہ سے ڈرنا تھا اسلیئے کہ مہلک بواسطہ سبع وہی
اللہ ہے سو سباع آخرت مثل سباع دنیا کے ہین اللہ تعالی نے اسباب
ثواب واسباب عقاب کے پیدا کئے ہین اور ہر ایک اسباب کے لئے لوگ بنائے ہین
قضا و قدر انکو طرف اون اسباب کے کھینچے لئے جاتی ہے جنت بنائی جنت کے لئے
اہل بنائے انکو مسخر اسباب جنت کا کیا ہے شاؤا ام ابوا نار پیدا کی نار کے لئے
اہل پیدا کئے اونکو مسخر اسباب نار کا کیا ہے وہ چاہین یا نچاہین سو جو کوئی اپنی
جان کو ملتطم امواج قدر مین پڑا ہوا دیکھیگا اوسپر غلبہ خوف کا بالضرورۃ ہوگا
فہذہ مخاوف العارفین لسر القدر فمن قعد بہ القصور عن الاطلاع
الی مقام الاستبصار فسبیلہ ان یعالج نفسہ بسماع الاخبار و
الآثار فیطالع احوال الخائفین العارفین واقوالہم بھلا سمین شک
نکرے کہ اقتدا کرنا ساتھ انکے اولی ہے اسلیئے کہ یہ انبیاء و اولیاء و علماء ہین رہے
اہل امن سو وہ فراعنۂ جہال و اغنیاء ضلال ہین ہمارے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سید الاولین والآخرین تھے معہذا سب لوگون سے زیادہ تر
تھے خوف من اللہ مین فرماتے تھے مجکو سورہ ہود اور اوسکے اخوات اوس
سورہ واقعہ و سورہ اذا الشمس کورت و عم یتساءلون نے بوڑھا کر دیا ہے۔
علمانے کہا ہے سورہ ہود مین ذکر ابعاد کا ہے **لقولہ تعالی** الا بعدا
لعاد قوم ھود الا بعدا لثمود الا بعدا لمدین کما بعدت ثمود

اسکو توکل کہتے ہین کلام اجمالی دوار خوف مین اسجگہہ یون ہے کہ حصول خوف کا
دو راہ سے ہوتا ہے ہر راہ دوسری راہ سے اعلی ہے ایک خوف اللہ کے عذاب سے ہے
دوسرا خوف اللہ کی ذات پاک سے یہ پہلا خوف علماء وارباب قلوب کا خوف ہے جو
عارف صفات مقتضیہ ہیبت وخوف وحذر ہین اسرار آیات ویحذرکم اللہ نفسہ
وقولہ واتقوا اللہ حق تقاتہ پر مطلع ہین رہا پہلا خوف سو وہ مقام ہے عموم
خلق کا وہ اصل ایمان بالجنۃ والنار سے حاصل ہوتا ہے جاننا ہے کہ یہ دونون
جزا ہین طاعت ومعصیت کی اسکا ضعف بسبب غفلت وضعف ایمان کے ہوتا ہے
یہ غفلت تذکیر ووعظ وملازمت فکر سے احوال یوم القیامۃ واصناف عذاب
آخرت مین زائل ہوتی ہے اور نیز زوال اسکا دیکھنے سے خائفین اور مجالست
اہل خوف ومشاہدۂ احوال خائفین سے ہوتا ہے اگر مشاہدۂ فوت ہو گیا ہے تو
سماع بھی تاثیر سے خالی نہین ہوتا رہا دوسرا خوف سو وہ اعلی تر ہے اسلئے کہ خوف
اسمین ذات خدا ہے ڈر بُعد وحجاب کا اور رجا قرب من اللہ کی لگی ہوئی ہے ذوالنون
نے کہا ہے خوف نار کا سامنے خوف فراق کے مثل ایک قطرہ کے ہے دریائے ژرف
مین یہ خشیت علما کی ہے **کما قال تعالی** انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
عموم مومنین کو بھی اس خشیت سے کسیقدر حظ ہے لکن مجرد براہ تقلید یہ کچھہ مستند
طرف کسی بصیرت کے نہین ہے اسلئے جلد ضعف وزوال اوسکا ہو جاتا ہے عقاید
تقلیدیہ غالبًا ضعیف ہوتے ہین مگر یہ کہ اونکو مشاہدۂ اسباب متوکدہ علی الدوام یا
مواظبت تاثیر طاعات واجتناب معاصی سے تقویت حاصل ہو سو شخص مرتقی بذروۂ
معرفت بالضرورۃ اللہ سے خائف ہوتا ہے اوسکو حاجت علاج جالب خوف کی
نہین ہوتی ہے جسطرح کہ کوئی شخص درندہ کو پہنچاتا ہے پھر اوسکے پنجے مین
پھنس گیا ہے اوسکو کچھہ حاجت علاج جلب خوف کی طرف اپنے دل کی نہین ہے

خلاص من الخسران کی ف انبیا کا خوف با وجود فیض لغم کے اسلیئے تھا کہ وہ اللہ
کے مکر سے امن مین نہ تھے و لا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون ـ
روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام
خوف خدا سے روئے اللہ نے وحی کی کہ تم کیون روتے ہو مین نے تم دونوکو
امن دیا ہے کہا وھو یامن مکرك گویا یہ بات معلوم کی کہ اللہ علام الغیوب ہے
اور ہمکو غایت امور پر وقوف نہین ہے کہین یہ ارشاد کہ ہمنے تمکو امن دیا ہے
بطور ابتلاء و امتحان کے نہو یا ہمارے ساتھ مکر ہو کہ اگر خوف ہمارا ٹھہر جائے
تو ہم مامون ٹھہرین مکر سے جیسطرح کہ ابراہیم علیہ السلام کو جب منجنیق مین
رکھا تو اُنھون نے حسبی اللہ کہا تھا جو کہ یہ قول ایک دعوی عظیم تھا اللہ پاک نے
اونکا امتحان لیا جبرئیل علیہ السلام ہوا مین ظاہر ہوئے کہا تمکو کچھہ حاجت ہے کہا
تمھاری طرف تو کچھہ حاجت نہین ہے یہ جواب گویا پورا کرنا حقیقت قول حسبی
اللہ کا تھا اللہ نے خبر دی و ابراھیم الذی وفی یعنی ابراہیم نے اپنی بات
پوری کر دکھائی اسیطرح اللہ نے حال سے موسی علیہ السلام کے خبر دی ہے
حیث قال انا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی فرمایا لا تخافا اننی
معکما اسمع واری معہذا موسی علیہ السلام القاء سحرہ سے اپنے جی مین ڈرے
فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسی اسلیئے کہ اللہ کے مکر سے امن مین نہ تھے
اور التباس امر ہوا یہانتک کہ اللہ پاک نے تجدید امن کی فرمائی اور کہا لا تخف
انک انت الاعلی اسیطرح دن بدر کے جب شوکت مسلمین مین ضعف آیا
حضرت نے کہا اللھم ان تھلك ھذہ العصابۃ لم یبق علی وجہ
الارض احد یعبدك ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا دع عنك مناشدتك
ربك فانہ واف لك بما وعدك ابوبکرؓ کا مقام اعتماد بوعدہ خدا تھا حضرت کا

حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جانتے تھے کہ اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نکرتے
اور اگر چاہتا تو ہر نفس کو ہدایت دیتا سورہ واقعہ مین فرمایا ہے لیس لوقعتھا
کاذبۃ خافضۃ رافعۃ یعنی قلم لکھہ چکی جو لکھنا ہے سالقہ تمام ہوگیا واقعہ یا تو
اونکو پست کریگا جو دنیا مین بلند تھے یا اونکو بلند کریگا جو دنیا مین پست تھے سورہ
تکویر مین ذکر احوال قیامت کا ہے بیان انکشاف خاتمہ کا فرمایا ہے واذا الجحیم
سعرت و اذا الجنۃ ازلفت علمت نفس ما احضرت۔ سورۂ نباء مین آیا ہے
یوم ینظر المرء ما قدمت یداہ الایۃ وقولہ تعالی لا یتکلمون
الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا بلکہ سارا قرآن از اول تا آخر مخاوف ہے
مگر اوس شخص کے لئے جو تدبر کرتا ہے بلکہ اگر قرآن مین فقط یہی ایک آیت ہوتی
وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اھتدی تو کافی تھی اسلئے ہے کہ
تعلیق مغفرت کی چار شروط پر کی ہے بندہ احاد اون شروط سے عاجز ہے اس
زیادہ سخت دوسری آیت ہے فاما من تاب وآمن وعمل صالحا فعسی ان یکون
من المفلحین وقولہ تعالی لیسئل الصادقین عن صدقھم
وقولہ تعالی سنفرغ لکم ایھا الثقلان وقولہ تعالی
افامنوا مکر اللہ الایۃ وقولہ وکذلک اخذ ربک اذا اخذ
القری وھی ظالمۃ ان اخذہ الیم شدید وقولہ یوم نحشر
المتقین الی الرحمن وفدا وقولہ وان منکم الا واردھا کان
علی ربک حتما مقضیا وقولہ اعملوا ما شئتم وقولہ من کان
یرید حرث الاخرۃ نزد لہ فی حرثہ وقولہ ومن یعمل مثقال ذرۃ
خیرا یرہ الایۃ وقولہ وقدمنا الی ما عملوا من عمل وکذلک
قولہ والعصر ان الانسان لفی خسر الی آخر السورۃ یہ چار شرطین ہین

اوسکے لیے مکشوف ہوچکا ہے کیونکہ کل میسر لما خلق لہ اور اگر ایک شخص کے لیے
سارے خیرات سہل کردیے گئے ہین اور دل اوسکا دنیا سے بالکل منقطع ہے اور
ظاہرا و باطنا وہ متوجہ الی اللہ ہے تو یہ بات اگر دوام کے لیے موثوق بہ ہو تو مقتضی
تخفیف خوف کی ہوسکتی ہے لکن خطر خاتمہ و عسر ثبات کا کیا علاج ہے کہ یہ دونون
خوف کی آگ کو بھڑکاتے ہین اور انطفاء اس آگ کا ممکن نہین ہے اور کسطرح
تغیر حال سے امن مل سکتا ہے حالانکہ دل مومن کا درمیان دو اصابع رحمان کے
ہے اور تقلب قلب کا غلیان قدر سے بھی زیادہ ہے **وقد قال مقلب
القلوب عزوجل** ان عذاب ربہم غیر مامون سو اجہل
خلق وہ شخص ہے جو کہ امن مین ہو بیٹھا ہے حالانکہ اوسکو تحذیر من الامن پکار
پکار کر کیگئی ہے اللہ تعالی اگر قلوب عارفین کی ترویح رجا سے نکرتا اور حال عباد
لطف نہ فرماتا تو دل اونکے نار خوف سے جل جاتے اسلیے اسباب رجا واسطے
خواص عباد اللہ کے رحمت ہین اور اسباب غفلت کے واسطے عوام خلق کے من وجہ
رحمت ہین کیونکہ اگر پردہ اوٹھ جائے تو دل پھٹ جائین جانین نکلجائین بعض
عرفا نے کہا ہے اگر گھر کے دروازے پر شہادت ہو اور باب حجرہ پر بحالت اسلام
موت آئے تو مین موت علی الاسلام ہی کو اختیار کرونگا اسلیے کہ مین نہین جانتا
کہ درمیان باب دار و باب حجرہ کے میرے دل کو کون چیز عارض ہوگی ابو الدردا
قسم کھا کر یہ بات کہتے تھے کہ جسکو اپنے ایمان پر وقت موت کے سلب سے
امن ہوتا ہے اوسکا ایمان سلب کرلیا جاتا ہے سہل کہتے تھے خوف صدیقین کا
سوء خاتمہ سے ہر خطرہ پر اور نزدیک ہر حرکت کے ہوتا ہے انہین کے وصف
مین اللہ نے یہ کہا ہے وقلوبہم وجلہ **حکایت** سفیان ثوری وقت ج۰ ع۱
احتضار کے رونے لگے جزع کیا لوگون نے کہا علیک بالرجا فان عفو اللہ

مقام خوف من مکر اللہ تھا یہ مقام ثانی مقام اول سے اتم تھا اسلئے کہ صدور خوف کا نہین ہوتا ہے مگر کمال معرفت سے ساتھ اسرار الٰہی کے اور کسی بشر کو کنہ صفات خدا پر وقوف نہین ہے جس کسیکو حقیقت معرفت کی اور قصور معرفت کا احاطہ کنہ امور سے حاصل ہوگا لامحالہ اوسکا خوف زیادہ ہوگا مسیح علیہ السلام سے جب کہا گیا ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰهین من دون اللہ تو اُنھون نے کہا ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسك پھر کہا ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم غرضکہ امر کو تفویض بمشیت کیا اور اپنے نفس کو بالکل درمیان مین سے نکال لیا اسلئے کہ وہ اسبات کو جانتے تھے کہ اونکو کچھہ اختیار نہین ہے سب امور مرتبط بمشیت الٰہی ہین یہ ارتباط خارج ہے حد معقولات ومالوفات سے حکم ان امور پر بقیاس وحدس وحسبان نہین ہوسکتا ہے چہ جائے تحقیق واستیقان کی اسی بات نے دل عارفون کے قطع کر رکھے ہین کیونکہ طامۂ کبری یہی ارتباط امر کا ہے ساتھہ مشیت ایسے شخص کے جو لا یبالی ہے اگر وہ ہلاک کرے تو وہ بے گنتی لوگ تجھہ ایسے ہلاک کر چکا ہے اور ہمیشہ دنیا مین اونکو عذاب کیا ہے انواع آلام وامراض سے معذب کیا اونکے دل کفر ونفاق کی بیماری مین گرفتار رہے پھر ابدالآباد تک اونپر عذاب مخلد مقدر کیا پھر یہ خبر دی ولو شئنا لاٰتينا كل نفس هداها ولكن حق القول منى لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين وقال تعالى وتمت كلمة ربك لاملئن جهنم الخ پھر کسطرح خوف نکرے کلمۂ ازل کا اور طمع اوسکے تدارک مین نکیجاوے سو جس کسی شخص کے لیے اسباب شر کے آسان کردیے گئے ہین اور درمیان اوسکے اور اسباب خیر کے حیلولت واقع ہوی ہے اور علاقہ اوسکا دنیا سے محکم ہوگیا ہے گو یا سر سابقۂ شقاوت علی التحقیق

تحریر مولوی عبد الجبار صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

ڈاکٹر فیض محمد خانصاحب کے ریویو کی تردید

مولانا محمد سعید صاحب اڈیٹر نصرۃ السنہ — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
خاکسار نے شحنہ ہند مورخہ ۱۶ نومبر ۱۸۹۸ء مین ایک مضمون بعنوان شیخین کو حضرت علیؓ و دیگر صحابہ پر فضیلت ہے ÷ تحریر کیا تھا منشا اور باعث تحریر مذکور کا بجز اسکے اور کچھ نہ تھا کہ جو اپنے ظن غالب مین امر حق و صواب ہو اوسکو ظاہر و باہر کر دیا جاوے اور جو دوسرے کی لغزش و غلطی معلوم ہووے اوسپر اوسکو متنبہ کیا جاوے جو کہ المسلم مرآۃ المسلم ۔ والنصح لکل مسلم کا مقتضا ہے حاشا و کلا کہ اس تحقیق کا موجب حسد و بداندیشی ہو ناظرین خیال فرماوین کہ مین جوبلی ۔ و وہابیت کے متعلق اڈیٹر اشاعۃ السنہ کی عمدہ الفاظ مین تائید کر چکا ہون چنانچہ میرے دو مضمون اسکے متعلق شحنہ ہند مطبوعہ ماہ ستمبر مین شائع ہو چکے ہین ۔ اور اونمین سے ایک مضمون کا (جو کہ بعنوان مراسلہ ہے) ۔ اڈیٹر اشاعۃ السنہ بھی جلد ۱۹ نمبر ۱ و ۲ مین شکریہ ظاہر فرما چکے ہین ۔ پس اب خاکسار کی نسبت اس قسم کا گمان فاسد وہی شخص کر سکتا ہے کہ جسکی طینت اور طبیعت مین کجی و نفسانیت کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہو ۔ شحنہ ہند مطبوعہ یکم دسمبر مین ڈاکٹر فیض محمد خانصاحب کا ایک مضمون بعنوان ÷ فضیلت صحابہ کی بحث پر ریویو ÷ نظر سے گذرا معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نے خاکسار کو منجملہ حاسدین و باغضین شمار فرمایا اور تحریر متعلق تفضیل کو باعث اختلاف مذموم قرار دیا ۔ چونکہ تحریر ڈاکٹر صاحب کی تعصب خیز تھی اسوجہ سے اوسکا جواب تحریر کرنا بہت مناسب ہوا ۔ اوّلاً ڈاکٹر صاحب کی

اعظم من ذنوبك کہا کیا مین اپنے گناہون پر روتا ہون اگر مجھے یہ بات معلوم
ہو جاوے کہ مین توحید پر مرتا ہون تو کچھ پروا نہ کرون کہ اللہ سے برابر پہاڑون
کے خطا یا لیکر ملون **حکایت** بعض خائفین نے بعض اخوان کو وصیت
کی کہ جب مجکو موت آئے تو میرے سر کے پاس بیٹھنا اگر مین توحید پر مرون تو
کچھ میرا مال ہے اوس سے لوز و شکر خرید کر کے شہر کے بچونکو بانٹ دینا اور کہنا
هذا عرس المنقلب اور اگر غیر توحید پر مرون تو لوگونکو خبلا دینا تاکہ شہر [illegible] جنازہ
دہوکا نکھائین بلکہ جو کوئی میرے جنازہ پر حاضر ہونا چاہتا ہو وہ بصیرت
ہو تاکہ بعد وفات کے مجکو ریا لاحق نہو اوس شخص نے کہا مین اسبات کو کیونکر
معلوم کرونگا اسنے ایک علامت اوسکی بتادی چنانچہ وقت موت کے وہ علامت
توحید اوسنے پائی شکر و لوز خرید کر کے اطفال کو دیا **حکایت** سہل کہتے تھے
مرید کو ڈر معاصی کا ہوتا ہے عارف کو ڈر ابتلا کفر کا ہوتا ہے سو جبکہ عارفین
باوجود اس رسوخ اقدام و قوت ایمان کے سوء خاتمہ سے ڈرتے ہین تو ہمسے
ضعفا کیونکر نہ ڈرینگے۔ فقط **اڈیٹر** سبحان اللہ کیا عمدہ مضمون ہے۔
چونکہ یہ کتب اکثر اہلحدیث کو دستیاب نہین ہوتی ہین **لہذا** مین نے ایک اشتہار
حسب فرمایش بھوپال شائع کیا اکثر شہرونکی فہرستین آچکی ہین بعض کی باقی ہین
جن صاحبون نے اپنے شہر کے اہلحدیث کی فہرست نہ روانہ کی ہو انکو جلدی
کرنا چاہیے۔ باقی قواعد و ضوابط تقسیم کتب کے حسب منظوری حضور
نمبر ۴ نصرۃ السنہ مین انشاء اللہ شائع کئے جاوینگے اور مفصل حال لکھا جاویگا فقط

اور قوت دلائل اوسکے کہ صرف دو چار سطرون مین الی قولہ اچھا نہین کرتا۔
جنابمن مین نے اشاعت السنہ متعلقہ تفضیل بخوبی ملاحظہ کیا ہے معلوم
ہوا کہ اڈیٹر صاحب نے اقوال بزرگان و دلائل قاطعہ سے اپنے دعوی کو ثابت
نہین کیا ہر قول و دلیل مین تاویل کو اختیار فرمایا ہے اور میرے دلائل کو
دعوی سے تعلق آپکو جب معلوم ہوتا جبکہ آپ میرے مضمون پر غور فکر بھی
فرماتے اور سرسری نظر پر اکتفا کرتے اور مین اس امر کا معترف ہون کہ
مین نے اس بحث کو مفصل طور پر بیان نہین کیا لیکن ساتھ اسکے یہ بھی
وعدہ کیا کہ آیندہ مفصل بحث کیجاویگی اگر آپکو جواب دینا منظور تھا تو اوس
مفصل بحث کی بھی تھوڑی دیر انتظار فرمالیتے ۔ مین نے جو تحریر کیا تھا کہ
بعض تشیع کیجانب منسوب کرنے لگے غرض اوس سے یہ تھی کہ اس قسم کی بحث مین
کہ جس سے سلف صالحین بالکل ساکت رہے لوگونکو اس قسم کے ظنون پیدا ہوئے
کیونکہ بظاہر ایک قسم کا شبہ پیدا ہوا یہ غرض نتھی کہ اڈیٹر صاحب اس بحث کیوجہ
سے خالص شیعہ ہنگئے حاشا وکلا جیسا آنجناب نے سمجھا خیال فرمائے کہ جب بقول
آپ کے شیخین اور حضرت علی رض کے فضائل مین عموم خصوص من وجہ کی نسبت
ہوئی تو دونون مساوی ہوئے پھر حضرت ابوبکر رض افضل الناس او خیر الناس بعد النبی
کسطرح ہوونگے اور دیگر صحابہ کا یہ فرمانا کہ لا نعدل بابی بکر احدا کسطرح
صحیح ہوگا کیا وجہ ہے کہ صحابہ رض نے بجز ابوبکر رض اور بعد اونکے عمر رض اور بعد اونکے
عثمان رضی اللہ عنہ کے کسیکے حق مین نفرمایا کہ ہم بعد رسول اللہ کے اون کے
برابر کسیکو نہین سمجھتے بلکہ اکثر روایات مین جو یہ ترتیب مذکور ہے اوسمین حضرت
علی رض کا ذکر بھی نہین ہے کیا وجہ ہے کہ صحابہ نے فضیلت جزئی و کلی کی
تشریح نفرمائی ایک مضمون عنقریب شحنہ ہند مین روانہ کرچکا ہون اوسمین کسیقدر

خدمت مین دو امر گذارش کرتا ہون ۔ اول یہ کہ اڈیٹر صاحب اشاعۃ السنہ کی
نسبت میرا یہ اعتقاد ہے ۔ کہ وہ اس زمانہ مین عمدہ درجہ کے عالم و فاضل ہین
اور اونکا وجود با جود مغتنمات سے ہے لیکن جناب کے مانند یہ یقین نہین
ہے کہ وہ خطا و نسیان سے معصوم ہین اور روے زمین پر اونکا مماثل
و مقابل کوئی نہین ہے ۔ دوسم یہ کہ مہربانی فرما کر آپ علمی مباحث مین مداخلت
نفرمایا کرین ۔ اور دخل در معقولات مین قدم رکھکر پانچون سوارون مین شامل
نہوا کرین ۔ آپ اس قسم کے مسائل کو صاف اور قریب الفہم تحریر فرماتے ہین
اگر مراد اس سے یہ ہے کہ ہر عام و خاص اسمین مساوی ہین تو سراسر غلطی ہے
اور اگر یہ مراد ہے کہ علما و فضلا کے نزدیک صاف صاف ہین تو مسلم ہے لیکن
آپکو مفید نہین ہے ۔ کیونکہ عقول و افہام مختلف ہین بعض کے فہم مین ایک
مسئلہ ایک طور سے صاف اور حق معلوم ہوتا ہے اور بعض آخر کو وہ مسئلہ دوسرے
طور سے صاف اور صواب ظاہر ہوتا ہے ۔
آپ فرماتے ہین کہ اہل حدیث مین ایسا اختلاف کیون پیدا ہوا ۔ مین کہتا ہون
اختلاف امر جدید نہین ہے صحابہ کرام اور آئمہ عظام کے وقت سے جاری ہے
مسائل متفق علیہا بہ نسبت مختلف فیہا کے بہت قلیل ہین اور سب کا ماخذ
قرآن و حدیث ہے ۔ اس امر کی تشریح کی زیادہ ضرورت نہین ہے ۔
البتہ جو اختلاف کہ تعصب و عناد کی وجہ سے پیدا ہووے وہ بیشک مذموم ہے
سوم مین اپنی اس سے برارت ظاہر کرتا ہون وکفی باللہ شہیدا ۔ اور آخر
مضمون مین اڈیٹر صاحب اشاعۃ السنہ کی خدمت مین گذارش کر چکا ہون کہ
اس تحریر پر آشفتہ نہووین اور انصاف کو عمل مین لاوین ۔
آپ صفحہ ۵ ۔ کالم ۱ ۔ سطر ۱۴ مین فرماتے ہین کہ جو شخص بلا ملاحظہ اوس بیان کے

جیسا کہ حضرت عمر رضہ کے حق مین فرمایا لو کان بعدی نبیاً لکان عمر ۔ اور حضرت
ابو بکر رضہ کے حق مین فرمایا لو کنت متخذا خلیلاً غیر ربی لاتخذت ابا بکر
خیال کرنا چاہیئے کہ جب آپ یہ فرماتے ہین کہ اگر مین اللہ کے سوا کسیکو خلیل بنایا چاہتا
تو بجز ابو بکر رضہ کے کسیکو نہ بناتا تو اس سے اسقدر فضیلت ثابت ہوتی ہے
کہ حضرت علی رضہ کے دیگر فضائل پر جو کہ ماسوا فضیلت مذکورہ ہین غالب اور
مقدم ہے اور اس فضیلت خاص سے اگر زائد نہو تو مساوی تو ضرور ہوگی
اس حدیث کے متعلق بحث مضمون سابق مین کر چکا ہون اور حضرت کا یہ فرمانا
کہ مین نے سب کے احسانات کا مکافات کیا لیکن ابو بکر رضہ کے احسانات کا مکافات
مجھ سے نہوسکا ۔ اور یہ فرمانا کہ ابو بکر و عمر سیدا کھول اھل الجنۃ کتنی
بڑی فضیلت ہے جو دیگر صحابہ مین نہین ہے ۔ اور فرمایا ابا بکر انت صاحبی
فی الغار و صاحبی علی الحوض اور فرمایا لاینبغی لقوم فیھم ابو بکر
ان یؤمھم غیرہ ۔ اور عمرو بن العاص کہتے ہین کہ مین نے پیغمبر صاحب سے
پوچھا ای الناس احب الیک قال عائیشۃ قلت من الرجال قال ابوھا
اب خیال فرمائے کہ جب حضرت نے حضرت صدیق رضہ کو امامت مین مقدم فرمایا تو
اس سے بڑھکر اور کیا منقبت ہوگی کیونکہ امامت مین مقدم بجز افضل کے کوئی نہین
ہوسکتا اسلیئے کہ حضرت نے فرمایا ہے یؤم القوم اقرءھم لکتاب اللہ بعد
اقرء کے آپنے اعلم کو مقدم فرمایا ہے ۔ اور حضرت ابو بکر رضہ اقرء و اعلم تھے
جیسا کہ بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کان ابو بکر اعلمنا
لہذا وہ امام قرار دیئے گئے شیخ عبد الحق دہلوی لمعات مین تحت حدیث مذکور یعنی
لاینبغی لقوم الخ کے کہتے ہین فیہ دلیل علی فضلہ فی الدین علی جمیع
الصحابۃ فکان تقدیمہ فی الخلافۃ ایضاً اولی و افضل ولھذا قال

اس امر کی نسبت تحقیق کیگئی ہے اور بزرگون کے اقوال بھی کسیقدر نقل کئے گئے ہیں
اب یہانپر اعادہ نہین کیا جاتا۔ ڈاکٹر صاحب کو امید ہے کہ اوس مضمون
کے ملاحظہ سے کسیقدر جوش کم ہوگا ÷ آپ فرماتے ہین مگر اسمین شک
نہین کہ بہ نسبت حضرت علی فضیلت کلی کو بجمیع صفات تمام اصحاب پر ثابت کرتے
ہین ۔ مین پوچھتا ہون اسکی کیا وجہ ہے کہ ماسوا علی رض کے دیگر صحابہ پر فضیلت
کلی ہے اگر یہ وجہ ہے کہ دیگر صحابہ مین کوئی خصوصیت اس قسم کی نہین ہے
جو شیخین کے اندر موجود نہو تو یہ بالکل غلط ہے حضرت ابوہریرہ رض و عبداللہ بن
مسعود وغیرہ مین بھی بعض خصوصیات احادیث سے اس قسم کی ثابت ہوتی
ہین جو شیخین مین نہین ہین چنانچہ اس امر کی تحقیق بھی مین اوسی مضمون
مین جو عنقریب شحنہ ہند مین شائع ہونیوالا ہے کر چکا ہون - اور آپ بھی کالم ۲
سطر ۱۲ و ۱۳ مین لکھ چکے ہین کہ آپکا یہ فرمانا کہ صحابہ کرام کے مناقب مین جب
غور کیا جاتا ہے تو بعض کو بعض آخر مین وجہ مزیت معلوم ہوتی ہے ÷
میرے نزدیک بالکل مسلم ہے ÷ پھر آپ اس تسلیم کے خلاف کیون فرماتے ہین
اور اگر اس فضیلت کلی کی یہ وجہ ہے کہ دیگر صحابہ مین خصوصیات اس قسم
کے نہین ہین جو فضائل شیخین کا مقابلہ کر سکین بلکہ بمقابلہ اونکے مغلوب ہین
تو یہی وجہ حضرت علی رض کے اندر بھی ہوسکتی ہے کیونکہ حضرت علی رض کے
خصوصیات فضائل شیخین کا مقابلہ نہین کر سکتے علی رض کے حقمین جو آپ نے
فرمایا کہ انتَ مِنّی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ تو اوسکے بعد یہ بھی فرمایا الّا انہ لا نبوّۃ
بعدی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قیاس استثنائی ہے اقترانی نہین
ہے پس معنے حدیث کے یہ ہوئے لو کانت النبوّۃ بعدی لکنتَ مِنّی
بمنزلۃِ ھارونَ من موسیٰ لکن لا نبوّۃ بعدی فلستَ کذلک

جسقدر اقوال و آثار کہ اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے اپنے مدعا کی تائید مین نقل کئے ہین
اونسے اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رض مین بعض صفات اس قسم کے ہین
جو شیخین کے اندر موجود نہین ہے جیسے علم و قرابت و شجاعت لیکن اونسے یہ
ثابت نہین ہوتا کہ یہ خصوصیات اس قسم کی ہین کہ شیخین کے فضائل و مناقب
کے معارض یا مساوی ہوسکین ایک شخص کے اندر ایک فضیلت اس قسم
کی ہوتی ہے کہ دوسرے شخص کے فضائل متعددہ پر غالب اور مقدم ہوتی ہے
شیخین کے اندر اول تو فضائل کثیر ہین اور پھر بعض اونمین سے ایسے ہین کہ
حضرت علی رض کے فضائل متعددہ پر مقدم ہین جیساکہ اول بیان ہوچکا۔
ڈاکٹر صاحب فرماتے ہین آپکا یہ دعوی کہ جسقدر فضائل شیخین کے اندر موجود
ہین دیگر صحابہ کے اندر اوسکا نصف بھی نہین ہے ،، چونکہ محتاج دلیل ہے
لہذا غیر مسلم ہے ،، جنابمن ماسوا علی رض کے دیگر صحابہ پر شیخین کی فضیلت کلی کا
ہونا تو آپ بھی تسلیم کرچکے ہین باقی حضرت علی رض کی نسبت آپ سے دریافت
کرتا ہون کہ جسقدر فضائل شیخین کے اندر موجود ہین حضرت علی رض کے اندر اسیقدر
ہین یا اس سے کم یا زائد بشق اول شیخین اور علی مرتضی مین مساوات کا
درجہ ہوگا پھر احادیث مین جو افضل الناس اور خیر الناس بعد رسول اللہ
ان حضرات کی شان مین وارد ہے بالکل لغو اور مہمل ہوگا اور صحابہ کرام کا یہ فرمانا
کنا لا نعدل بابی بکر احد ا ثم عمر محض جھوٹی ہوگا علاوہ ازین اس
صورت مین مناسب تھا کہ حضرت علی رض کی فضیلت مین بھی اسی قسم کے
الفاظ وارد ہوتے جیسے کہ شیخین کے حق مین وارد ہین وہو غیر ثابت اور
بشق ثانی ہمارا مدعا ثابت ہے کیونکہ علی مرتضی کے فضائل جب بہ نسبت
شیخین کے کم ہوئے اور وہ کم بھی ایسے ہین کہ بمقابلہ فضائل شیخین کے معلوم ہین

سیدنا علی المرتضی قدام رسول اللہ صلعم فی امر دیننا فمن الذی یؤخرک فی دنیانا انتھی اور بخاری و مسلم مین ابوسعید خدری سے روایت ہے فرمایا پیغمبر صاحب نے کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ بہت سے لوگ میرے روبرو پیش ہوتے ہین اور وہ کرتے پہنے ہوئے ہین بعض کا کرتا پستان تک اور بعض کا اس سے زائد ہے اور عمر رض کا کرتہ بہت بڑا ہے کہ نیچے تک لٹکتا ہے لوگون نے پوچھا کہ آپنے اسکی تعبیر کیا فرمائی ہے آپنے فرمایا کہ دین ہے اور فرمایا کہ ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ اور فرمایا اللّٰھم اعز الاسلام بابی جہل بن ہشام او بعمر بن الخطاب شاہ ولی اللہ صاحب قرۃ العینین مین فرماتے ہین خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ حضرت نے علی رض کو مدینۃ العلم کا باب فرمایا۔ اور عمر رض کو متقرر دین ارشاد فرمایا ہے صفت اولی کا متقضی یہ ہے کہ کلام صاحب اس صفت کی دقیق ہو ہر کوئی اوسکو سمجھ نہ سکے اسیوجہ اصحاب علی رض مختلف ہوئے اور صفت ثانیہ کا متقضی یہ ہے کہ کلام صاحب اس صفت کی سلیس ہووے کہ ہر شخص بسہولیت سمجھ سکے اور ظاہر ہے کہ دوسری صفت پہلی صفت سے افضل ہے اسیوجہ سے اصحاب حضرت عمر رض کے متفق رہے اور مختلف نہوئے۔ اور قرابت کے اعتبار سے اگرچہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو خصوصیت و فوقیت ہے لیکن اس خصوصیت کیوجہ سے شیخین پر فضیلت قرار دینا سراسر سوء فہمی ہے کیونکہ شیخین کے اندر فضائل ذاتیہ اسقدر ہین کہ یہ فضیلت غیر ذاتی ہرگز اونپر مقدم نہین ہوسکتی۔ یہ خصوصیت حضرت حسن و حسین و فاطمہ رض ہر اکے اندر بھی موجود ہے بلکہ حضرت فاطمہ رض کیوجہ سے حضرت علی مرتضی رض کو ایک قسم کی فضیلت حاصل ہوئی اب بمقتضائے قول ڈاکٹر صاحب کے انکو بھی شیخین پر فضیلت جزئی ہونی چاہیئے۔

اندر بعض خصوصیات اس قسم کی نہین ہے جو یوسف علیہ السلام کے اندر موجود ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ایک شخص خود تو پیغمبر اور اللہ کا مقرب ہے لیکن اوسکے والدین وغیرہ کافر او مشرک ہین اور دوسرا شخص خود بھی رسول و مقرب ہے اور اوسکے آباؤ اجداد بھی نبی اور اللہ کے مقرب ہین تو وہ دوسرا پہلے پر اسوجہ خاص سے افضل ہوگا۔ لیکن یہ خصوصیت یعنی شرف آبائی ایسی نہین ہے کہ پہلے شخص کے فضائل اور کمالات ذاتیہ پر راجح ہوجاوے۔ جلالین مین فضلنا بعضہم علی بعض کی تفسیر مین لکہا ہے بتخصیصہ بمنقبة لیست لغیرہ اور رفع بعضہم درجات کی تفسیر مین لکہا ہے ای محمدا صلعم علی غیرہ لعموم الدعوة وختم النبوة و تفضیل امته علی سائر الامم والمعجزات المتکاثرة والخصائص العدیدة انتہی پس یہ نہ کہا جاویگا کہ یوسف علیہ السلام کو پیغمبر صاحب پر فضیلت جزئی ہے بلکہ یون کہا جاویگا کہ محمد صاحب کو فضیلت کلی حاصل ہے اسیوجہ سے آپنے فرمایا انا خیر الخلق و انا سید ولد آدم و لا فخر۔ اور فرمایا اللہ تعالی نے اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ اکثر مفسرین نے لکہا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد صلعم انبیاء سابقین کے فضائل کو جامع اور حاوی ہین۔ ایسے ہی شیخین کی بھی کیفیت ہے لیس مع قیاس مع الفارق نہوا بلکہ آپ کے فہم کا فرق ثابت ہوا ذرا غور درکار ہے۔ اور ابو داؤد کی جو روایت نقل کی تھی اوس سے یہ مقصود تھا کہ نبی پر بعض وجوہ سے غیر نبی کو اگر چہ مزیت ہوتی ہے لیکن یہ مزیت اس قسم کی نہین ہے کہ اسکی وجہ سے فضیلت جزئی کا مصداق قرار دیا جاوے کیونکہ نبی کے فضائل اس قسم کے ہین کہ فضیلت مذکورہ دو چند اور دہ چند بمقابلہ اوسکے مرجوح و مغلوب ہے پس نبی کو ہر حال مین فضیلت کلی ثابت ہے ایسے ہی جب ثابت ہوا کہ شیخین کے اندر اس قسم کے فضائل ہین کہ دیگر صحابہ کی خصوصیات بمقابلہ اسکے

جیسا کہ اولاً ثابت ہوا تو فضیلت کلی ثابت ہوئی اور شق ثالث مین بھی وہی خرابی جو کہ شق اول مین ہے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہین ؛؛ اسپر آپ کی یہ دلیل کہ للاکثر حکم الکل کی تفریع غیر مسلم ہے یہ اسلئے کہ کل کے اجزا مین سے ایک جزء بھی اگر کم ہوگا تو جزء ہی کہلائیگا ؛؛ جناب من علمی مسائل مین بغیر سوچے سمجھے دخل دینا اپنی مٹی کو خراب کرنا ہے جب یہ امر ثابت ہوا کہ شیخین کے اندر فضائل کثیر ہین اور علی مرتضی رضہ کے اندر بمقابلہ اونکے قلیل ہین اور وہ قلیل بھی مرجوح ہین اسلئے کہ حضرت علی رضہ کی خصوصیت تین صفتون مین بیان کیجاتی ہے علم و قرابت و شجاعت سو علم و قرابت کا حال تو اول بیان کیا گیا اب رہی شجاعت تو یہ صفت بھی ایسی نہین ہے جو فضائل شیخین پر راجح ہو حضرت عمر رضہ کے حق مین آپ نے فرمایا ہے اِنَّ الشَّیْطَانَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ اب انصاف سے فرمائیے رجحان کسکو ہوا پس فضیلت کلی شیخین کو علی مرتضی رضہ پر بخوبی ثابت ہوئی اور اکثر کو کل کا حکم اسیوجہ سے دیا جاتا ہے کہ اکثر کا مقابل جو کہ اقل ہے بمقابلہ اوسکے کالعدم ہے یہ نہین کہا جاتا کہ اکثر عین کل کا ہے۔ اب آپنے جو منطق کا جواب دیا ہے وہ بھی اس تقریر سے مردود ہوگیا پس فضیلت شیخین کلی مُشَکِّک کا فرد متقدم اور اشد ہوا اور فضیلت علی مرتضی رضہ فرد متاخر اور اضعف ہوا اور اس منطق کا جو آپنے دوسرا جواب دیا ہے اوسپر اہل علم کو ہنسی آتی ہے اور فہم و فراست کی قلعی کھلتی ہے مناسب ہے کہ آپ اس قسم کے مباحث مین دخل نہ دیا کرین۔

متن نے آیۂ کریمہ تلک الرسل الخ اس غرض سے نقل کی تھی کہ اس آیت سے انبیا کو باہم ایک دوسرے پر فضیلت معلوم ہوتی ہے گو بسیط طور سے ہو اور ایک حدیث بھی نقل کی تھی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر محمد صاحب کے

کیفیت مقدمات مسجد ٹیہ تلو والی واقع بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد - ہمارے بھائیون اہلحدیث کا مدت سے دل اسطرف لگا ہوا ہے کہ بنارس مین فیما بین اہل حدیث وحنفیہ کے کیا ہو رہا ہے اونکے کان سننے کو بہت ہی مشتاق پوری پوری کیفیت مقدمات بنارس ہو رہے ہین مین اپنے نزدیک ضروری خیال کرتا ہون کہ اپنے بھائیون کو مفصل حال سے اطلاع دون جس سے اونکی تسلی تشفی ہو انکا ایمان تروتازہ ہو اور خیال کرین کہ اوس اللہ تعالی برتر نے کیلیے احزاب کو شکست دی جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اسکے ارادونکو کوئی روکنے والا نہین یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید اللہ تعالی کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ اپنے بندونکا امتحان کرتا ہے جیسا کہ سورہ عنکبوت مین فرمایا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین ترجمہ کیا لوگون نے گمان کیا ہے کہ زبانی کہین ہم ایمان لائے اور وہ جانچے نہ جائینگے بیشک ہمنے ان لوگونکو بھی جو پہلے انکے تھے جانچا

مرجوح ہین تو شیخین کو فضیلت کلی ثابت ہوگی وہو المطلوب ۔ اسکے بعد ڈاکٹر صاحب نے نصف کالم محض طعن و تشنیع اور مدح سرائی خلاف واقع مین سیاہ کیا ہے اسکے جواب سے بعوامر و اذا مروا باللغو مروا کراما اور گذر کرتا ہون ڈاکٹر صاحب کو نصیحۃ اسقدر کہتا ہون کہ اگرچہ آپ ڈاکٹری کرتے ہین لیکن تاہم اہلحدیث مین شمار کیئے جاتے ہین اسقدر تشدد اور طعن و طنز اہلحدیث سے بہت بعید ہے اور مدح اور ثنا حد سے زیادہ غیر مناسب ہے کیا آپ کو قول پیغمبر احثوا التراب فی وجوہ المداحین یاد نہین ہے مولوی محمد حسین بچارے کیا چیز ہین آئمہ مجتہدین کی نسبت بھی ہم یہی کہتے ہین کہ جو انسے خطا ہوگی رد کیجاویگی اور جو صواب ہوگا وہ مقبول ہوگا ۔ حضرت عمر رض پر ایک بوڑہیا نے اعتراض کیا تھا آپنے اسکو فی الفور منظور کیا اور اپنے قول سے رجوع فرمایا ۔ ڈاکٹر صاحب کی مثل یہ نہ فرمایا کہ اے بوڑہیا تیرا کیا منہہ ہے جو مجہپر تو اعتراض کرتی ہے ۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا ۔ اسکے بعد مین اللہ سے دعا کرتا ہون اے اللہ ہمارے دلون مین خلوص و اتحاد پیدا کر اور نفاق و تعصب سے نجات دے آمین ✦ ✦

حررہ الراجی رحمۃ اللہ رب الغفار ابو الحسن محمد عبد الجبار عمر پوری عفی عنہ

مرقومہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۱۸ ہجری یوم الثلثاء

از عبد الجبار عمر پوری مقیم قناولی ضلع علیگڈہ ۔ مخدومی مولنا محمد سعید صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ نامہ عالی صادر ہوا بجواب اسکے ایک عریضہ روانہ کرتا ہون ۔ آج مضمون بجواب ڈاکٹر فیض محمد خان مرسل خدمت ہے آپکی خدمت مین بکمال اصرار و الحاح ملتمس ہون کہ براہ مہربانی جسطرح ہوسکے ربیع الاول کے نمبر اشاعۃ السنہ مین درج فرمادین ۔ فقط

ازاڈیٹر نصرۃ السنہ ۔ ہماری دانست

باعث عدم واقفیت علوم دینیہ و منطقیہ کے ایسی ایسی باتین بول جاتے ہین جن سے علماء کو تعجب ہوتا ہے ڈاکٹر صاحب ہماری نصیحت پر عمل کرین تو انشاء اللہ

کیونکہ منازعت باطلہ سے بچاوے فقط +

بوقت ۸ بجے کے سب انسپکٹر صاحب تشریف لائے اور بعد مغرب کے کوتوال
صاحب بھی موقعہ پر پہنچے کوتوال صاحب نے اصل کیفیت کو دریافت کیا مین نے
مجملاً کل ماجرا بیان کردیا کہ صف اولی نماز مین بباعث طوالت و بڑے ہونے منبر
سنگی کے نقصان آتا تھا اسکی جگہہ منبر چوبی بنوایا گیا کوتوال صاحب کہ نہایت
لائق فائق آدمی ہین - اونھون نے فرمایا کہ منبر لکڑیکا کسی کتاب مین منع نہین
ہے پچھم مین ہزارہا مساجد مین لکڑیکا ہی منبر ہے اس سے حنفیونکا کوئی
نقصان نہین ہے حنفیون سے کہا کہ اگر تمکو دعوی ہو تو نالش کرو اہلحدیث
سے بھی یہی کہا کہ اگر تمکو دعوی ہو تو تم بھی نالش کرو ۵ فروری کو مسمی عبداللہ
نوریاف نے ایک درخواست عدالت جنٹ مجسٹریٹ مین دیا نقل اوسکی بعینہ لیجاتی ہے
عبداللہ نوریاف ساکن راجہ پورہ بنام دینو و خدابخش و سعید
و یوسف و امان اللہ و کلو و عطاء اللہ عرف ناول و اسمعیل و قاسم نوریاف
مدعا علیہم - جرم دفعہ ۲۹۵ و ۱۴۳ تعزیرات ہند -
بیان دعویکا یہ ہیکہ ایک مسجد تعمیر کردہ مسلمانان حنفیان واقعہ محلہ راجہ پورہ ہے جسمین
ہمیشہ سے مسلمانان حنفی مذہب عبادت کیا کرتے ہین پرسون بتاریخ ۴
فروری ۱۹۰۶ء مدعا علیہم نے جو وہابی مذہب کے ہین براہ ناحق کو منبر مسجد
مذکور مسلمانان حنفی کے دل دکھلانے و تذلیل کی نیت سے کھود ڈالا کل جب
وقت نماز جمعہ مدعی و دیگر مسلمانان حنفی مذہب نے مدعا علیہم سے دریافت کیا
کہ تمنے کیون یہ فعل ناجائز کیا ہم پولیس کو اطلاع دیتے ہین تو جس راہ سے مدعی
اطلاع کے لئے چلا اوس راہ جانے سے مدعیکو روکدیا اور دھمکایا کہ اگر تھانہ
جاؤ گے تو ہاتھ پیر توڑ ڈالینگے - چنانچہ جب یہ خبر پولیس کو دی تو کوتوال صاحب
شہر نے چوکی پہرہ پولیس کا مقرر کردیا ہے کہ نامبردگان فساد نہ کرین امیدہ

یہ جانچ امتحان اسلئے ہے کہ اللہ تعالی ظاہر کر دیوے کہ اس دعوے مین کون سچے ہین
اور کون جھوٹے سورہ بقر مین ارشاد ہوتا ہے ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع
ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین ترجمہ ضرور ہم تمکو
جانچینگے خوف عدو و بھوکھ و قحط سے خوشخبری سنا صبر کرنیوالونکو۔ اللہ تعالی نے اپنی
عادت کی موافق یہانکے اہلحدیث کو بھی جانچا بعض تو ثابت قدم رہے بعض پھسل گئے
مگر پھر اللہ تعالی نے انکی مدد کی کہ سنبھل گئے مفصل حال اسکا یہ ہے کہ محلہ راجہ پورہ
مین ایک مسجد جو بنام مسجد بڑتلے کی مشہور و معروف ہے اسکو راقم نے اکر آباد کیا جب
مین اس شہر مین وارد ہوا اس مسجد مین نماز پڑہتا پڑہاتا رہا۔ اس مسجد کا منبر سنگین
بہت بڑا تھا اسکے باعث سے ہمیشہ صف اولی ناقص رہتی جو اہل علم دور دور از کے
آتے وہ یہی صلاح دیتے کہ یہ منبر بہت بڑا ہے اسکی جگہہ لکڑیکا چھوٹا منبر بنوا دیا جاوے
جس سے نماز بھی بافراغت ہو کام بھی نکل جاوے سنت بھی تازہ قائم ہو۔
ماہ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ مین مسجد کی مرمت شروع ہوئی اس درمیان مین یہ بھی مناسب
معلوم ہوا کہ منبر چھوٹا سا لکڑیکا بنوا دیا جاوے چنانچہ حسب مشورہ اصحاب حدیث
بنارس منبر چھوٹا لکڑیکا بنوا دیا گیا مقلدین جو ہمیشہ سے اس تاک جھانک مین
لگے رہتے تھے کہ کوئی موقعہ ایسا ملے کہ راقم الحروف کو کچہری مین پہنچاوین انکو ایک
موقعہ ملا مسمی عبد اللہ و چند نور بافون نے یوم جمعہ ۴ فروری کو کوتوالی مین
اس مضمونکی اطلاع کی کہ ———— مین آج دس بجے دن کے
جمعہ پڑھنے کو مسجد بڑتلے مین گیا تو دیکھا کہ منبر مسجد کا ٹوٹا ہوا ہے مین نے پوچھا کہ
یہ منبر کس نے توڑا ہے مولوی محمد سعید نے کہا کہ ہمنے توڑا۔ مجکو گالی دیا اور مارنیکو
دوڑایا کوتوال صاحب نے بنام انسپکٹر صاحب جیت پورہ کے رقعہ لکھا کہ اس
مضمونکی اطلاع ہوئی ہے تم خود موقعہ پر جا کر تحقیقات کرو مین بھی آتا ہون

سائل مذکور حسب ذیل عرض کرتا ہے

اول یہ کہ۔ راجہ پورہ تھانہ جیت پورہ شہر بنارس مین تین مسجدین مسلمانان سنی کی ہین او رعرصہ سے بوجہ اختلاف مسائل فروعی ونا اتفاقی با خود یا سائل مع جمیع مسلمانان محمدی ایک مسجد مین جسکا مالک سائل ہے ادائے مراسم مذہبی بلاتعرض وشرکت دیگر چلا آتا ہے اور بقیہ دو مسجدون مین ہمارے دوسرے مسلمان بھائی ادائے مراسم مذہبی کرتے ہین

دوم یہ) عرصہ تخمیناً ماہ کا ہوا کہ بوجہ چندہ بجائے منبر سنگی کاٹ کا ممبر رکھدیا گیا ہے اور ممبر سابق الگ کر دیا گیا ہے۔

سوم یہ کہ۔ ہاشم وغیرہ مدعا علیہم مندرجہ صدر جنکو مسجد سے کوئی علاقہ نہین اور نہ کبھی اس مسجد مین کسی غرض سے آتے ہین رفتہ رفتہ یہ خبر پاکر بوجہ ناواقفیت مسائل شرعی جہالت سے برہم ہو کر اب یہ چاہتے ہین کہ مسجد مین قبضہ کرکین مع اہالیان محمدی کے ساتھ صورت فساد پیدا کرین جسکی مختلف اوقات مین اطلاع روبروئی پولیس مین ہو چکی ہے وچند کنسٹبل بھی متعین ہین۔

چہارم یہ کہ۔ اب یقینی طور سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مدعا علیہم مندرجہ صدر نے جو ذی مقدور و برادری کے سرغنہ ہین کمیٹی کی ہے کہ جمعہ آئندہ تاریخ ۱۱ فروری ہماری مسجد مین آکر اپنی تمام برادری کو جمع کرکے ایک مجمع خلاف قانون کرین وہم لوگونکو ادائے مراسم سے بجبر باز رکھین وسخت ہنگامہ برپا کرین لہذا سائل مستدعی ہے کہ مدعا علیہم کو فہمائش واجبی وانتظام تعیناتی اہالیان پولیس سے انصاف فرمایا جاوے۔ فقط

رپورٹ اسکا حضور مین آگیا ہو عالیجاہا چونکہ ملزمان نے خود ہمواجہ کوتوال شہر یہ بات کہی ہے کہ اگر حنفی مذہب مسلمان لوگ اس مسجد پر نماز پڑہنے آوینگے تو بلوہ ہو جاویگا لہذا درخواست ہذا گذرانکر امیدوار کہ بعد ملاحظہ موقع وتحقیقات مقدمہ تدارک مدعاعلیہم فرمایا جاوے - معروضہ ۵ فروری ۱۸۹۸ء

استفسار

آج عبداللہ جولاہہ حاضر آیا وبحلف بیان کیا کہ کلہ ۱۱ بجے دنکو ہم جمعہ کی نماز پڑہنے گئے مسجد واقعہ راجہ پورہ کے گئے - تو دیکھا کہ ممبر مسجد کی ٹوٹی ہے ہمنے کہا کہ ممبر کسنے توڑا ہے مولوی سعید نے کہا کہ ہم توڑا ہے وگالی دیا اور مارنے کو دوڑایا - ملزم کا مذہب وہابی ہے اور ہمارا مذہب حنفی ہے اور اس مسجد پر محمدی وحنفی دونون نماز پڑہتے ہین - سوال - کیون ممبر توڑا ہے + ملزم کہتا ہے کہ پتھر کا جو ممبر ہے وہ ناجائز ہے اور لکڑیکا جائز ہے سوال کہ سب محمدی کہتے کہ لکڑیکا جائز ہے یا وہی کہتا ہے جواب کہ ہم نہین جانتے اور سب ممبر توڑڈالا + آیسوال عدالت بیان کیا کہ ہم نمازی ہین اور لاٹو ونور محمد نے دیکھا تھا اسپر سیرے نام سمن جاری ہوا اس درمیان مین یہ کارروائی ہوئی کہ تھانہ دار صاحب جیت پورہ وکوتوال صاحب نے حسب ضابطہ نزاع فریقین کے رپورٹ کی انھین دنونمین یہ صدا بھی کانون تک پہنچی کہ حنفیونکا ارادہ ہے کہ اس جمعہ کو کل حنفی جمع ہو کر مسجد اہلحدیث مین جمعہ پڑہین اور مولودکرین اہلحدیث کیطرف سے ایک درخواست اس مضمونکی دیگئی نقل اوسکی یہ ہے -

دین محمد عرف دینو مالک ومتولی مسجد بنام ہاشم ومنگرو وعلی بخش وعبدالرحمن
راجہ پورہ متصل مکان سائل متھو ونوراللہ وچھیتن میان
سرگروہان اقوام جولاہہ

مدعا علیہم نسبت کھودنے ممبر مسجد کے بندگان حضور مین داخل ہو کر ۲۱ فروری
۱۸۸۹ء مقرر ہے چونکہ بذریعہ پنچایت مدعا علیہ نے ممبر بنوا دیا اور اقرار کیا کہ آئندہ
ممبر مذکور نہ کھودینگے ہم مدعی کو دعوی مدعا علیہم سے باقی نہین ہے لہذا بہت ادب سے
بذا گذران کر امیدوار کہ مقدمہ ہم مدعی بلا تحقیقات خارج فرمایا جاوے

عفی

فدوی عبد اللہ ۱۹ فروری ۱۸۸۹ء

آج عبد اللہ بشناخت محمد ایوب مختار کے داخل و تصدیق کیا

حکم ہوا کہ مقدمہ خارج ہو

- بعد داخل کرنے بازدعوی کے اب ہم لوگون نے سمجھا کہ صلح ہو گئی مگر ہاشم جو بانی مبانی سرغنہ اس فساد کا تھا اوسکی یہ رائے ہوئی کہ طلبہ کو ہم مسجد مین رہنے دینگے اور نہ مولوی صاحب کو مسجد مین جانے دینگے یہ شخص بہت متکبر بڑا مفسد بنارس مین مشہور و معروف تھا اور ملجا مفسدوں کا یہی شخص ہے - مگر اللہ تعالی کو اور ہی کچھ کرنا منظور تھا یعنی اسکے تکبر کو دفع کرنا - بعد صلحنامہ کے یعنی ۲۴ فروری کو مین مسجد مین عین مغرب کے وقت وضو کر رہا تھا کہ مخالفین بہت سے جمع ہو کر پہنچے اور کہا کہ ہم آپ کو مسجد مین نماز پڑھنے نہ دیوینگے نہ طلبہ کو مسجد مین رہنے دیوینگے ہر چند اونکو کہا گیا کہ نماز سے تمہارا کیا حرج ہے مگر اونھون نے نہ مانا مستعد بفساد ہوئے ہمارے ساتھی لوگون نے محض پست ہمتی کو راہ دیا کچھ نہین بولے مین نے مغرب کی نماز گھر مین آکر ادا کی دوسرے دن مخالفین نے مسجد کے حجرے سے طلبہ کو جو عرصہ پانچ سات برس سے رہتے تھے زبردستی نکالدیا مجھکو نہایت درجہ کا رنج ہوا اوسیدن ایک اطلاع اسکی تھانہ پولیس و کوتوالی مین کیگئی کوتوال صاحب نے بنام سب انسپکٹر ایک رقعہ

— جب یہ درخواست پڑھی گئی تو اوسکی ہمراہ کوتوال صاحب کی رپورٹ بھی پڑھی گئی حکم صاحب جنٹ مجسٹریٹ کا ہوا کہ تا فیصلہ مسجد بند رہے — اُس طرف کے مختاروں نے عذر کیا کہ مسجد مین طلبہ مسافر رہتے ہین صاحب نے حکم دیا کہ اچھا طلبہ مسجد ہی مین رہین مگر تا فیصلہ کوئی شخص مسجد مین مراسم مذہبی نہ ادا کرے آٹھ تاریخ کو میرے پاس سمن پہنچا باقی سب آدمی جنکا نام مخالفین نے لکھایا تھا مسٹر فریجر صاحب نے انکو بری کر دیا مخالفین کو بہت صدمہ ہوا اور صلاح مشورہ کیا کہ مقدمہ جس دن پیش ہوگا اوسی روز ہمارا دعوی خارج ہو جائیگا کوئی ایسی ترکیب کیجاوے کہ جسمین کسی قسم کا نام رہجاوے مخالفین نے جو کہ کل قوم کے جانگ ہین ایک پنچایت جمع کی باون محلہ کے لوگونکو ایک جگہہ جمع کیا وہین محمد عطاء اللہ و غیرہ ہما اہلحدیث کو جو اونکی برادری کے ہین انکو بھی بُلایا اونسے یہ کہا کہ یا تو پنچونکا کہنا مانو یا ہم تمکو برادری سے خارج کرینگے بعض وہ شخص جو ممبر کے بنوانے مین مشورے مین شامل تھے پھر گئے آخر کار سب بات دین محمدی پر پڑگئی چونکہ یہ قوم اکثر دڑاکل ہوتی ہے ایمان بھی انکے ضعیف برادری کے خوف سے کہ مبادا کہ ہم برادری سے خارج نہ کئے جاوین ہمارا حقہ تمباکو بیاہ شادی نہ بند ہو اقرار کیا کہ اچھا کل ہم پھر سنگین ممبر بنوا دینگے چنانچہ صبح ہوتے ہی بغیر ہمارے مشورہ کے دینو وغیرہ نے سردار یار محمد مبتدع مخالف کو بلا ممبر بنوا دیا جسکی اطلاع ہمیں بعض طلبہ کی طرف سے ہوگئی کہ مسجد ہنوز حکم سرکاری سے بند تھی مخالفین نے آکر زبردستی ممبر بنوالیا اسپر سب انسپکٹر تحقیقات کو آئے مخالفین نے جب دیکھا کہ اسمین تو ہم بے بل پھنسے صبح ہوتے ہی ایک باز دعوی جسکی نقل ذیل مین مندرج ہے داخل کر دیا — نقل باز دعوی —

غریب پرور سلامت — مقدمہ ہم مدعی — بنام دینو و مولوی سعید وغیرہ

کے حکم سے پہلے مسجد بند کرنے آئے تو طلبہ کو حجرہ مین دیکھا تھا یا نہین جواب دیا
کہ ہان - تمھارے سامنے طلبہ نے اسباب اپنا مسجد سے نکالا یا نہین جواب دیا ہان
یہ سنکر صاحب بہادر نے کہا کوئی حنفی یہان ہے - عبداللہ مدعی بولے کہ مین حاضر ہون
صاحب نے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو - کیا مولوی محمد سعید ہی مسجد مین نہ آنے پاوے
یا کوئی اہلحدیث کہا کہ کوئی اہلحدیث پہلے نہ کبھی مسجد مین آیا اور نہ مین چاہتا ہون
کہ اب کوئی آوے - صاحب نے کہا اچھا دو روز مین ہم حکم بھیجیگا - یہ کہکر صاحب
سوار ہوکر چلے گئے وہان جاکر ایک روبکار معہ ثمن کے نو اہلحدیث و گیارہ
حنفیون کے نام بھیجی جسکی نقل بعینہ کیجاتی ہے -

نقل روبکار جنٹ صاحب ۲۶ فروری ۱۸۸۰ء

قیصر ہند

عبداللہ[۱] - ہاشم[۲] - منگر[۳] - علی بخش[۴] - عبدالرحمن[۵] - چھنن[۶] - میان
نار اللہ - وزیر محمد - رزاق - سبحان - یکطرف -

وزیر محمد عرف دینو - خدا بخش - سعید - یوسف - امان اللہ - کلو -
عطاء اللہ عرف ناول - اسمٰعیل - قاسم - یکطرف -

چونکہ واضح ہوا کہ محلہ راجہ پورہ متعلقہ تھانہ جیت پورہ ایک مسجد خرد واقع ہے
اور فی الحال اس مسجد کی بابت تنازعہ مابین دو فرقون کرکے برپا ہے یعنی
ایک فرقہ حنفی و ایک فرقہ وہابی ایسا زبان زد عام ہے جہانتک معلوم ہے
دونون فرقون کے لوگ اس مسجد مین بغرض عبادت فراہم ہوتے ہین ایک
ممبر چوبی بنایا گیا بجائے ممبر سنگی جو سابق مین تھا - اور یہ کام کسی فرقہ وہابیون
سے تھا اس موقع پر اسکی زیادہ تصریح کی ضرورت نہین معلوم ہوتی بلکہ
تصریح تنازعہ روبکار سے بتاریخ ۹ فروری ۱۸۸۰ء مسٹر فریزر صاحب

لکھا کہ موقعہ پر جاکر تحقیقات کرو مخالفین نے سب انسپکٹر محبوب علی کو ملا لیا جب
مین نے انکے رخ کو دوسری طرح دیکھا تو خود کوتوال صاحب سے جاکر کل حال
عرض کیا محمد یوسف صاحب کوتوال جو نہایت منصف مزاج غیر متعصب ہین انہون
نے میری تسلی کی اور سب انسپکٹر کو ایک رقعہ لکھا جسپر سب انسپکٹر نے ایک رپورٹ
—— نہایت تعصب سے بھری ہوئی اور محض خلاف لکھکر کوتوال
صاحب کے پاس روانہ کی کوتوال صاحب نے نہایت دانشمندی سے اپنی رپورٹ
اصل واقعہ کی عدالت مین روانہ کی — **خلاصہ مضمون تحقیقات**
کوتوال صاحب ۔ اہلحدیث کے امام کو مفسد لوگ نماز نہین ادا کرنے دیتے
اور منع کرتے ہین خوف بلوہ کا ہے اسکی تحقیقات پوری ہونی چاہیے —
اسطرف سے بصلاح اہلحدیث ایک عرضی عدالت مین طلبہ کی طرف سے وایک دن محمد
کیجانب سے دی گئی کہ فلان فلان مخالف نے طلبہ کو مسجد سے نکالدیا اور ہمکو نماز
پڑھنے سے ممانعت کرتے ہین ۔ اسپر تحقیقات کا حکم ہوا صاحب جنٹ مجسٹریٹ
نے حکم دیا کہ ہم ۲۶ فروری کو موقعہ پر آکر تحقیقات کرینگے ۔ اور حکم دیا کہ تا فیصلہ
مسجد قرق ہوکر بند رہے ۲۶ تاریخکو جنٹ صاحب مع انسپکٹر صاحب شہر و دو
سب انسپکٹر و چند کنسٹبلان ۷ بجے دنکے مسجد کے معاینہ کے لئے آئے مخالفین
کی طرف سے دو مختار موقعہ پر پہنچے مخالفین کا بھی ہجوم اسطرف کل شہر کے اہلحدیث
بھی جمع تھے ۔ مین بھی صاحب کے سامنے گیا ۔ صاحب نے پوچھا اصل ماجرا کیا ہے
کوتوال صاحب نے فرمایا کہ اصل ماجرا مین بیان کردیتا ہون اس مسجد مین اہلحدیث
و حنفی دونون نماز پڑھتے ہین ۔ اب حنفی کہتے ہین کہ مولوی محمد سعید کو جو
اہلحدیث کے امام ہین مسجد مین آنے نہین دینگے اور نہ حجرہ مین طلبہ کو رہنے دینگے
حالانکہ حجرہ مین برابر طلبہ رہتے ہین کیون سب انسپکٹر صاحب جب آپ مسٹر فرجن صاحب

مگر دو آدمی انمین سے لایق سنگھ ستیو پرشاد و محمد حفیظ احمد۔ مخالفین نے بہت سے مختار کیئے مگر مفت کے مختار کب ہوتے ہین آخر جا پرکس رہگیئے۔ گیارہ مارچ کو مسودہ بیان تحریری کا کیا گیا۔ اور ۱۲ مارچ کو داخل کیا گیا۔ گواہ ثبوت قبضہ کے مخالفین نے ۱۲ لکھائے۔ ہماری طرف سے ۹۔ آدمی لکھے گئے پہلے ہم بیان تحریری کی بعینہ نقل لکھتے ہین۔ **نقل بیان تحریری جواہل حدیث کی طرف سے داخل ہوا**۔

بیان تحریری دین محمد عرف دینو وغیرہ فریق۔ بوجوہ ذیل گذارش ہے

اول یہ کہ راجہ پورہ کی مسجد متنازعہ تعمیر کردہ خاص بزرگان ہم دین محمد کا ہے اور ہمیشہ اوسکی مرمت وغیرہ تصرف خاص ہمارے ہوتی رہی۔ دوسرے فریق کو کسی قسم کا کوئی تعلق وسروکار نہین ہے اور نہ کسی زمانہ مین تھا۔

دوئم یہ کہ علاوہ مسجد متنازعہ محلہ راجہ پورہ مین اور دو مسجدین ہین جسمین فریق ثانی کے طریقہ کے لوگ نماز پڑہتے ہین اور مسجد متنازعہ ہم مسمیان کے مکان سے بہت ہی قریب ہے۔ اور ہمیشہ بلاشرکت دوسرے فریق کے ہم لوگ نماز پڑہتے ہین اور تمامی امور متعلقہ مسجد کنوان وحجرہ مسجد کا انتظام ہم دین محمد عرف دینو بحیثیت متولی ومالک وقابض کے انجام دیتے ہین کسی جہت سے کبھی دوسرے فریق کچھ مداخلت مسجد مذکور مین نہ رکھتے تھے اور نہ اونکو مسجد متنازعہ سے کچھ سروکار تھا۔ سوئم یہ کہ عرصہ تخمیناً ۶ برس کا ہوا کہ اوسوقت سے مولوی محمد سعید صاحب امامت نماز پنجوقتہ مسجد متنازعہ مین کرتے ہین اور حجرہ مسجد مین برابر طالب العلم ہمارے مذہب کے ہماری طرف سے رہتے ہین۔ کہ جس سے مسجد متنازعہ مقبوضہ ہم سائلان کا ہونا ثابت ہے۔

چہارم یہ کہ مسمیان ہاشم ودین محمد وعبداللہ کی سکونت محلہ اودہو پورہ مین

جنٹ مجسٹریٹ بہادر بمراد دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری نسبت ممانعت عبادت
وغیرہ تا حکم ثانی کے حکم صادر فرمایا تھا - عبد اللہ ایک فریق حنفی نے ایک
راضی نامہ بمقدمہ دفعہ ۲۹۵ و ۲۱۴ تعزیرات ہند جاوس نے اوپر نو
نفر وہابیون کے دائر کیا تھا بتاریخ ۵ فروری ۱۸۶۸ء کو داخل کیا مگر وہ
تمام تر مہمل تھا اور اوس سے رفع تکرار نہوا - ہمارے نزدیک کارروائی
حسب دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری ضروری معلوم ہوتی ہے کہ مسمی عبد اللہ
یکے از فرقہ وہابی نے بنام چند اشخاص حنفی اس عدالت مین حسب دفعہ
۵۰۷ و ۳۵۲ تعزیرات ہند ایک دعوی دائر کیا - اینجانب نے آج اوس
مسجد کا ملاحظہ کیا - اور معلوم ہوا کہ حنفی لوگ انکار کرتے ہین کہ کوئی حق مولوی
محمد سعید وہابی یا اور کسی فریق فرقہ وہابی کو اس مسجد مین عبادت کا نہین ہے
و نہ کبھی ہوا - اور اس سے بھی انکار ہے کہ کسی طالب العلم وہابی کو کوئی حجرہ
اس مسجد کا لینے کا حق نہین ہے - اندرین صورت مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ اس معاملہ کی تحقیقات حسب مراد دفعہ ۱۴۷ ضابطہ فوجداری کیجاوے

حکم ہوا کہ

سمن بنام اشخاص ہر دو فرقہ متذکرہ صدر اس مضمون سے جاری کیا جاوے
کہ فریقین متنازعت اصالتاً یا وکالتاً بتاریخ ۱۱ مارچ ۱۸۶۸ء اس عدالت
مین حاضر ہو کر اپنے اپنے دعوے کی بابت نسبت استحقاق و غیر استحقاق و
بہ نسبت پرستش وہابیان مسجد یا رہنے طلبا وہابی حجرہ مسجد مین و بابت
اپنے اپنے قبضہ اصلی و حقیقی نسبت شی متنازعہ کے بیانات تحریری و ثبوت داخل کرو فقط
تاریخ گیارہ مارچ کو ہمنے تین مختار مقرر کئے محمد حفیظ احمد معشوق علی
شمبو منگل پرشاد پہلے صاحب تو عقیدے کے مہدی دوسرے شلیعہ تیسرے ہندو ہین

اوس محلہ مین آکر رہا ہے اوس نے یہ سب خرابیان وفساد پیدا کی ہین -

۵ - مسجد کے صحن مین ایک امام چوک ہے کہ جسپر ایام محرم مین تعزیہ رکھا جاتا ہے اگر یہ مسجد فریق ثانی کی مقبوضہ ہوتی تو امام چوک نہین ہوتا کیونکہ وہابی مذہب والے تعزیہ داری نہین کرتے ہین اور نہ تعزیہ رکھتے ہین -

۶ - قبل اسکے بہ غیبت مجہہ فریق کے وہابی فریق نے ممبر مسجد کا توڑ دیا تھا کہ اوسکے نالش ہم سائلان نے دائر کیا تھا آخر وہابی مدعا علیہم نے ممبر بنوائے معافی مانگا تب ہم سائل نے مقدمہ مین درخواست بیت برداری کی داخل کیا اگر واقعی مسجد وہابیان کی مقبوضہ تھی تو مکرر ممبر بنوانے اور معافی مانگنے کی کیا ضرورت تھی — لہذا بیان تحریری ہذا گذرانکر امید وار کہ قبضہ ہم عبداللہ وغیرہ مدعا علیہم کا بحال رکھا جاوے -

عرضی

فدویان عبداللہ وہاشم ودین محمد ومیان وچھن وعبدالرحمن سبحان ورزاق ومنگر ساکنان محلہ راجہ پورہ علاقہ تھانہ جیت پورہ

مورخہ ۱۴ مارچ ۱۸۸۳ء

- دوسرا شیعہ کی جانب سے اس مضمون کا کہ ہم لوگ شیعہ ہین ہمیشہ مسجد مین تعزیہ بناتے ہین مجلس کراتے ہین حجرہ مین سامان تعزیہ داری کا رکھا جاتا ہے ۲۱ مارچ صاحب کو فرصت نتھی پھر ۲۸ مارچ تاریخ معین ہوئی آخر وقت مقدمہ پیش ہوا مخالفین نے پہلے چار گواہ گذارے پھر دوسری مارچ کی تاریخ معین ہوئی غرض اسیطرح کی دو تین تاریخون مین مخالفین کے ۱۳ گواہ گذر گئے سبکا یہ بیان تھا کہ اس مسجد مین کبھی کوئی اہلحدیث نہین آیا ہمیشہ تعزیہ داری ہوتی آئی ہے مجلس ہوتی ہے حجرہ مین تعزیہ کا سامان رکھا رہتا ہے

سبحان سنگر - ورزاق - کی سکونت محلہ بھوجی کے باغ مین ہے و عبدالرحمن و
وچھتن ومیان وغیرہ محلہ بابو کی گڑہے مین سکونت ہے - اور دروازے پر
یا اونکے مکان کے پاس مسجدین و چوک موجود ہے تو اس صورت مین بیان
اونکا نسبت و جہ مسجد متنازعہ خلاف واقع و غلط ہے - لہذا سائلان مستدعی ہین
کہ باثبات قبضہ دخل سائلان بامتناع مداخلت ومزاحمت فریق ثانی حکم ادائے
مراسم مذہبی بحق سائلان صادر فرمایا جاوے فقط
مخالفین نے یہ چالاکی کیا کہ دو آدمیونکو شیعہ بنادیا اور دو بیان تحریری داخل کئے
اول حنفیون کی طرف سے جسکی نقل ذیل مین درج ہے -

غریب پرور سلامت

بمقدمہ قیصر بلند مدعی - بنام ہم مدعا علیہم بیان تحریری بوجوہ ذیل گذارش ہے
- دفعہ۱ مسجد متنازعہ تعمیر کردہ حنفی ہور ثان ہم عبد اللہ کی ہے اور ہمیشہ سے
ہم عبد اللہ اور دوسرے حنفی مذہب کے لوگ نماز پڑہتے آتے ہین اور اوسکی
مرمت وغیرہ ہم عبد اللہ ہمیشہ سے کراتے آتے ہین اسلئے مسجد متنازعہ مقبوضہ
ہم عبد اللہ کی ہے - فریق ثانیان دوسرے وتا بیان سے اور مسجد متنازعہ
سے کچہہ واسطہ نہین ہے — دفعہ ۲ - مسجد متنازعہ مین ہمیشہ
سے حنفی لوگ نماز پڑہتے آتے ہین اور ابتک بھی پڑہتے ہین کوئی طالب العلم
اوس مسجد مین نہین رہتا تھا — ۳ - مسجد متنازعہ مین جو کہ ابتک
کوٹھری ہے اوسمین سامان تعزیہ داری کا رہتا ہے یہ بیان وتا بیان کا
جو اپنے کو طالب العلم ظاہر کرتے ہین محض جھوٹھ ہے کہ وہ لوگ کوٹھری مسجد
متنازعہ مین رہتے ہین — ۴ — محمد سعید ایک شخص جو کہ
بانی فساد اور خراب کرنیوالا ہمارے دین کا ہے اور سات آٹھ مہینے سے

کہ ایک فرقہ اسلام کو جسکو بالعموم وہابی کہتے ہین لیکن جو خود اہلحدیث کے نام
سے پکارا جانا پسند کرتے ہین (جیسا کہ ایک رسالے سے مجکو معلوم ہوا جسکو
اونمین سے کسی نے یا شاید محمد سعید نے مناسب خیال کیا کہ ماہ گذشتہ مین
بذریعہ ڈاک ہمارے پاس بھیجدیا جسمین دھمکی دیگئی ہے کہ اب سے اگر کوئی
شخص ہمکو وہابی کہکر پکاریگا تو ہم اوسپر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کرینگے)
کیا حق حاصل ہے کہ ایک مسجد واقع محلہ راجہ پورہ شہر ہذا مین نماز ادا کرین —
یہ بیان کرنا غیر ممکن ہے کہ اہلحدیث کے جیسا کہ مین کوشش کرونگا کہ اسی نام سے
اونکو اس حکم مین لکھون کیونکہ مین بالقصد نہین چاہتا کہ اونکے خیالات کو رنج
پہنچاؤن (مین یہان تحریر کرونگا کہ تمام شہادت مین وہ وہابی کے لقب سے
پکارے گئے کیونکہ فریقین کے مختارون نے یہی لفظ اپنے سوالونمین اور
گواہون نے اپنے جوابون مین استعمال کئے ہین) اور حنفیون کے
دلونمین کب سے یہ نزاع قائم ہوئی لیکن پہلا نشان نزاع کا حکام کو اوسوقت
ظاہر ہوا جبکہ حسب دفعہ ۲۹۵ و ۱۴۳ مجموعہ تعزیرات ہند ۵ فروری سنہ ۹۶ع کو
مسٹر فریزر کی اجلاس مین عبد اللہ نوربافٔ ایک حنفی کی جانب سے آٹھہ یا
نو اہلحدیث کے خلاف دعوی دائر کیا گیا —
جس جرم کا الزام لگایا گیا تھا اوسکی نسبت اسطرح سے بیان کیا گیا کہ چند اشخاص
اہلحدیث نے بجائے سنگین ممبر کے جو پہلے سے تھا ایک لکڑیکا ممبر قائم کردیا۔
وسنون ایک اہلحدیث نے ۹ فروری سنہ ۹۶ع کو اوس نالش کے مقابل ایک اور
نالش دائر کی —— مسٹر فریزر نے اوسی تاریخکو حسب دفعہ
۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری مسجد بند کرنے کے لئے ایک حکم صادر کیا —
عبد اللہ حنفی نے ۱۹ فروری کو ایک راضی نامہ داخل کیا جو ہمارے نزدیک

کوئی طلبہ کبھی حجرہ مین نہین رہا سب نے قسم اللہ کی کھا کر ایسا جھوٹ بولا مجکو
تعجب آتا تھا کہ اس جھوٹ پہ انپر بدلی کیون نہین گرتی کچہریکا چھت کیون نہین
ٹوٹ پڑتا اکثر گواہ بے نمازی بعض سزا یافتہ جرح مین سب کے ہوش و حواس
جاتے رہے مختلف البیان ہو گئے۔ اسطرف سے پہلے گواہی مولوی عبد الکبیر
کی ہوئی کہ ہم مسجد کے حجرہ مین عرصہ چار برس سے برابر رہتے ہین اس مسجد
مین سواے اہلحدیث کے کوئی کبھی نہین آیا۔ دوسرے عبد الحمید طالب العلم کی
جسنے اپنے چند خطوط جو اسی مسجد کے پتے سے آئے تھے پیش کئے + تیسرے
سب انسپکٹر تھانہ جسکا یہ بیان تھا کہ مین نے ایکدفعہ قبل نزاع کے اس
مسجد مین نماز پڑھی اہلحدیث کا امام نماز پڑہاتا تھا حنفیونکو وہان نہین دیکھا
۔ چوتھے ہیڈ کنسٹیبل اوسی تھانہ کا جسکا یہ بیان تھا کہ چھ یوم ہماری گارد
مسجد مین معین رہی اہلحدیث ہی اس مسجد مین نماز پڑہتے تھے کسی حنفی کو
مین نے آتے نہین دیکھا۔ پانچوین چٹھی رسان جسکا یہ بیان تھا کہ مین نے
عرصہ چھ سات سال سے برابر طلبہ کو مسجد مین خط دئے ۔ بعد گذرنے
گواہ ہر دو فریق کے اور ہونے بحث مختارون کے ۱۹ اپریل ۱۸۸۶ء کو
جنٹ صاحب بہادر نے فیصلہ سنایا جسکی نقل بعینہ بیان کیجاتی ہے۔

ملکہ قیصر ہند | بنام | ہاشم وغیرہ حنفیان

۲

دینو عرف دین محمد وغیرہ وہابیان

حکم حسب دفعہ ۱۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری

یہ تحقیقات ہمنے حسب دفعہ ۱۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی۔ اسکی ضرورت
اسلئے پڑی کہ اس امر کی نزاع پیدا ہوئی جو محتمل تھی کہ نقض امن کا باعث ہو

نہین آسے صرف اہلحدیث پڑہتے تھے ۔
ایک تیسرے گواہ کاجوڈاکخانہ کاپیون ہے یہ بیان ہے کہ ہمنے طالب العلمون کو مسجد مین خطوط دیئے ہین ۔ انکے دو آخری گواہ سب انسپکٹر تھانہ جسیت پورہ ۔اور ایک عبداللہ خان ہڈکانسٹبل تھانہ مذکور ہین یہ دونون گواہ عقائد کی رو سے حنفی ہین ۔ اسلیئے معقول طور سے خیال کیا جاتا ہے کہ اگر اونکی ہمدردی فریقین سے کسیکے ساتھ ہوگی تو اپنے ہم مذہبون کے ساتھ ہوگی ۔
اول الذکر شخص کا بیان ہے کہ قریب چار مہینے کے گذرے (یعنی کچھ روز پہلے کہ جھگڑیکا حال ظاہر ہوا) ہمنے ایک شام کو اس مسجد مین نماز پڑھی او وقت اہلحدیث سے ایک شخص امام تھا اور تمام نمازی اوسی فرقہ کے تھے ۔کیونکہ اونھون نے آمین بالجہر کہی ۔ اوسکا بیان ہے کہ اس جماعت مین کوئی حنفی نہین تھا ۔ اوسکا یہ ہی بیان ہے کہ جب کوتوال مسجد مین گئے تو دینون نے جو اہلحدیث سے ہے ہمارے سامنے کوتوال سے کہا کہ وہ لوگ یعنی (حنفی) اور ہملوگ (یعنی اہلحدیث) دونون اس مسجد مین اپنے اپنے طریقے سے نماز پڑہتے ہین ہیڈکانسٹبل کا بیان ہے کہ ۲ فروری ۱۸۸۲ء کے بعد چھٹے دن اہلحدیث نے مسجد مین نماز پڑھی اور طالب العلم حجرہ مین رہتے رہے ۔
اس یقین کرنے کی کوئی وجہ نہین ہے کہ سب انسپکٹر کا بیان سچ کے خلاف ہے اس تجویز کرنے مین ہمکو ذرا بھی پس و پیش نہین ہے کہ اشخاص اہلحدیث اس مسجد مین نماز پڑہنے کے ویسے ہی مستحق ہین جیسکہ حنفی مستحق ہین ۔ اور طالب العلم بھی حسب دفعہ ۱۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری حجرہ مین رہنے کے مستحق ہین مین تجویز کرتا ہون کہ اس تحقیقات کے پہلے برابر تین ۳ مہینے تک اہلحدیث اس مسجد مین نماز پڑہتے رہے ہین ۔ اسلیئے مین اہلحدیث کو

بالکل بیہودہ ہے — ویںؔ ایک اہلحدیث نے ۲۵ فروری کو حسب دفعہ ۵۰۶ و ۲۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند چند وہابیون کے خلاف ایک دعوی دائر کیا۔ ۲۶ فروری کو ہمنے خود مسجد کا معاینہ کیا جو حکم کہ حسب دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری ۹ فروری ۱۸۹۶ء کو مسٹر فریذر نے صادر کیا تھا اوسکو اونھون نے منسوخ نہین کیا۔ اور اپنے حکم کی نسبت مین نے ضروری خیال کیا کہ آیندہ تاریخ تک قائم رکھون — سوال قابل فیصلہ یہ ہے کہ آیا اہلحدیث کو اوس مسجد مین نماز پڑہنے کا حق حاصل ہے یا نہین — اور اسی کے بعد یہ سوال قابل فیصلہ پیدا ہوتا ہے کہ اہلحدیث یا دوسرے فرقے کے طالب العلمونکو اوس مسجد کے حجرہ مین رہنے کا حق حاصل ہے یا نہین —

حنفیون نے تیرہ [۱۳] گواہ پیش کیے جو سب حنفی ہین یا شیعہ اور جو نہایت جوش کے ساتھ قسم کھاتے ہین کہ کسی وہابی نے بھی اس مسجد مین نماز پڑھنے کے لئے کبھی قدم نہین رکھا — اور صرف محرم کا سامان رکھنے کے لئے حجرہ کام مین لایا جاتا تھا۔ اور کوئی طالب العلم کبھی اوس حجرہ مین نہین رہا —

دوسری جانب فریق اہلحدیث نے دو طالب العلم پیش کیے ہین جسمین ایک حنفی اور دوسرا اہلحدیث ہے ان دونو نکا بیان ہے کہ ہم حجرہ مین رہتے تھے۔ سابق الذکر کا بیان ہے کہ ہم ڈیڑہ برس تک اوس حجرہ مین رہے ایک سال ہوا کہ اوس حجرہ کو چھوڑا جب تک وہان رہے کسی محلہ کے حنفی کو مسجد مین نماز پڑہتے نہین دیکھا — اگرچہ حنفی طالب العلم نماز پڑہتے تھے — اور برابر نماز پڑہنے والے یہی فرقہ اہلحدیث کے لوگ تھے —

آخر الذکر کا بیان ہے کہ ہم قریب چار برس تک حجرہ مین رہے اور گذشتہ فروری مین جب مسجد بند کی گئی تب نکالے گئے — اوسکا بیان ہے کہ حنفی کبھی نماز پڑھنے

۱۹ تاریخ کو راقم الحروف مع چند احباب کے کچہری گیا یہ فیصلہ سنتے ہی سجدۂ شکر بجالایا۔ یوم چہارشنبہ کو یہ فیصلہ ہوا جمعہ کو حکم لیکر جسکی نقل نمبر ۱ فقرہ ۱ سنہ مین درج ہو چکی ہے۔ سب انسپکٹر مسجد کھولنے آئے مسجد کا دروازہ آکر کھول دیا اور اہلحدیث کو کہا قبضہ دخل تمہارا ہے حجرہ کے قفل کھولنے سے مخالفین نے انکار کیا اور کہا کہ حجرہ کا قفل محرم کو کھلیگا اور نہ حکم نامہ پر مخالفین نے دستخط کیے اور یہ بھی کہا کہ جسوقت اہلحدیث نماز پڑھینگے اوسیوقت ہم بھی پڑھینگے کل امور کی رپورٹ سب انسپکٹر جیت پورہ نے عدالت مین کی۔ اسپر صاحب جنٹ بہادر نے دونون فریق کو پھر طلب کیا اور کہا کہ ہر کوئی وجہ بیان کرے کہ اس سے فی کس محلکہ پچاس روپیہ اور دو ضامن پچاس روپیہ حفظ امن ایک سال کی مدت کے لئے کیون نہ لیے جاوین۔ نقل روبکار آمدہ صاحب بہادر بعینہٖ درج کیجاتی ہے —

نقل روبکار —

حکم حسب دفعہ ۱۰۷ و ۱۱۲ ضابطہ فوجداری اجلاس مسٹر ڈبلو آر پارسٹج صاحب بہادر جنٹ مجسٹریٹ بنارس۔

تاریخ ۲۶ فروری ۱۸۸۴ء کو حسب دفعہ ۱۴۷ ضابطہ فوجداری اس عدالت سے حکم نسبت بڑتلے والی مسجد واقعہ محلہ راجہ پورہ تھانہ جیت پورہ شہر بنارس صادر ہوا تھا چونکہ مابین ہر دو فریق اہل اسلام جو حنفی و وہابی کرکے مشہور ہین حفظ امن مین فتور واقع ہونیکا احتمال ہے بنسبت استحقاق عبادت مسجد منجانب وہابیون کے و رہنے حجرہ مین چند طالب علمون کے۔

بعد تحقیقات قرار واقعی تاریخ ۱۹ ماہ حال کو اس عدالت سے حکم حسب دفعہ ۱۴۷ ضابطہ فوجداری بدین مضمون صادر ہوا کہ اہل حنفی قبضہ مسجد مذکورہ مین اور اوسکے حجرہ مین اسطور پر نہ کرین کہ وہابی لوگ عبادت نہ کرین۔

حکم دیگر مجاز کرتا ہون کہ وہ مسجد مین اوسوقت تک نماز پڑھین - اور طالب العلم حجرو نمین رہین جب تک کہ اشخاص عذرداران عدالت دیوانی مجاز سے اس کارروائی کے روکنے کے لئے مستحق ہونیکا فیصلہ نہ حاصل کرلین -

حکم باضابطہ حسب نقشہ ۴۲ ر خانہ ۵ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء - مطابق دفعہ ۱۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری نافذ کیا جاتا ہے -

چونکہ ایک فرقہ اسلام مشہور بہ اہل حدیث کے ایک مسجد (جو محلہ مین بڑتلے والی مسجد کے نام سے مشہور ہے) واقع محلہ راجہ پورہ تنہا نہ جیت پورہ شہر ہذا مین حق نماز پڑھنے کی نسبت - اور چند طالب العلمون کے حجرہ مسجد مین رہنے کی نسبت نزاع پیدا ہوئی - اور چونکہ یہ مسجد ہمارے حدود اختیار کے اندر واقع تھی جسکے تنہا قبضہ کے لئے فرقہ اسلام مشہور بہ حنفی دعویدار تھے -

اور چونکہ بعد واجبی تحقیقات مجھکو معلوم ہوا کہ مسجد مذکور مین اہلحدیث اور حنفی دونون برابر نماز پڑھتے تھے اور حجرونمین طالب العلم رہتے تھے - اور اس تحقیقات کے پہلے تین مہینے برابر مسجد مین نماز ہوئی - اور حجرونمین طالب العلم رہے - اسلئے - مین حکم دیتا ہون کہ حنفی مذکور یا اونکی طرف سے کوئی مسجد مذکور اور حجرہ پر تنہا نماز پڑھنے کے لئے جب تک کہ وہ عدالت مجاز سے ایسی ڈگری یا حکم نہ حاصل کرلین جو اونکو تنہا قبضہ کرنیکے لئے مستحق کرے مسجد پر قبضہ نہین حاصل کرسکتے -

ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے آج ۱۹ اپریل سنہ ۱۸۸۷ء کو نفاذ پایا -

ڈبلو آر پارٹرج

قائم مقام جنٹ مجسٹریٹ بنارس

۱۹ اپریل سنہ ۱۸۸۷ء

۔ ۶ رمئی تاریخ اسکی معین ہوئی ۔ مین عذرات لکھانے کے لئے محمد حفیظ مختار
کے ڈیرے پر بیٹھا تھا اور اپنے کام مین مشغول تھا کہ مسمی عبد اللہ مدعی و غیرہ نے
پیچھے سے آکر چند ضرب میرے سر پر مارنا شروع کیا مولوی عبد الکبیر میرے پاس
بیٹھے تھے اونھون نے فی الفور عبد اللہ کو پکڑا سپاہی وو ڑپڑے نکسیر ناک سے
پھوٹ گئی خون بہنے لگا اوسوقت یہ کلمات رجز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
یاد آئے ؎ ھل انت الا اصبع دمیت ٭ و فی سبیل اللہ ما لقیت ٭
اوسیوقت اجلاس جنٹ صاحب مین چلا گیا ۔ مقدمہ پیش ہوا ۔ بعد لینے اظہار
گواہان کے دو آدمی عبد اللہ ہاشم کی ۲۰۰ ۲۰۰ روپیہ کی ضمانت ہوئی ۔ عبد اللہ
ہاشم دونون نے مار پیٹ کرنے سے انکار کیا گواہ صفائی لکھائے ۔ ۱۲ رمئی
ہر دو مقدمہ کی تاریخ معین ہوئی ۔ تاریخ ۱۲ کو پھر مقدمہ پیش ہوا اول
مقدمہ مارپیٹ کا پیش ہوا ۔ عبد اللہ نے چار گواہ پیش کئے جو محض جھوٹھے
تھے ایک انمین سے محمدی بن گیا اور کہا کہ مین مولوی محمد سعید کے بہکانے
سے محمدی ہوگیا تھا اب پھر حنفی ہوگیا ہون ۔ عبد اللہ وقت ۱۲ بجے کے
نماز جمعہ مین مصروف تھا ۔ ہاشم کے چند گواہ گذرے چونکہ یہ آدمی مالدار
ہے دیکر چند مختارونکو ملا لیا انسے صفائی دلوائی لہذا وہ تو بری ہوگیا
عبد اللہ کو ایک سال قید سخت کی سزا ہوئی اور بعد رہا ہونے کے سو روپیہ کا
مچلکا اور سو سو روپیہ کے دو ضامن حفظ امن ایکسال کے لئے ۔
تجویز اس مقدمہ کی بعینہ واسطے ملاحظہ ناظرین کے نقل کیجاتی ہے ۔

ترجمہ تجویز جنٹ مجسٹریٹ بہادر

محمد سعید و عبد الکبیر — بنام — عبد اللہ جولاہہ و ہاشم جولاہہ

دفعہ ۳۲۳ مجموعہ تعزیرات ہند

وطالب العلم لوگ حجرہ مین نہ رہ سکین تا وقتیکہ عدالت مجاز سے قبضہ کلیۃً حاصل کرلین
تاریخ ۲۴ اپریل روز جمعہ کو مسجد جو حسب دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری
مقفل تھی پولیس نے کھولدیا ۔
رپورٹ سب انسپکٹر جیت پورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی بخش ۔ عبداللہ
منگرو ۔ لعل محمد ۔ حنفیان نے اوّلاً حکم عدالت ہذا پر دستخط اطلاعیابی کرنے سے
انکار کیا بعد ازان کہا کہ حجرہ مسجد پر جو تالا لگا ہے وہ محرم تک نہ کھولا جائیگا
اور اون لوگون نے یہ بھی کہا کہ جسوقت وہابی لوگ عبادت کرینگے اوسوقت
ہم بھی کرینگے ۔ محمد سعید سرغنہ فریق وہابی نے پولیس مین اطلاع کیا کہ منگرو
وغیرہ نے یہ ارادہ ظاہر کیا ہے کہ راستہ مین تمھارے آدمیون کو مارپیٹ کرینگے
لہذا تعیناتی گارڈ ہونا چاہیئے کہ حفظ امن مین فتور نہ واقع ہو ۔
چنانچہ حالات مذکورہ بالا سے اینجانب کو معلوم ہوتا ہے کہ درمیان دونون
فریق کے وجہ اس اندیشہ کی پائی جاتی ہے کہ حفظ امن مین خلل واقع ہو
یا کوئی ایسا فعل ناجائز وقوع مین آوے جس سے کہ حفظ امن مین خلل پڑے
لہذا مین عبداللہ ۔ ہاشم ۔ منگرو ۔ علی بخش ۔ عبدالرحمن ۔ چھیتن ۔
میان ۔ نار اللہ ۔ دین محمد ۔ رزاق ۔ سبحان ۔ فریق حنفیان سے ۔
ودینو عرف دین محمد ۔ خدابخش ۔ سعید ۔ یوسف ۔ امان اللہ ۔ کلو ۔ عطاء اللہ
اسمعیل ۔ قاسم فریق وہابیان یا اہلحدیثان سے وجہ اس امر کی طلب کرتا ہون
کہ اون لوگون سے فی کس مچلکہ پچاس پچاس روپیہ و فی کس دو دو ضامن
پچیس پچیس روپیہ واسطے حفظ امن میعادی ایک سال بہ تعین تاریخ
۲ مئی ۱۸۸۶ء کیون نہ لیا جاوے ۔ حکم ہوا کہ
ثمن معہ نقل حکم ہذا واسطے کل اشخاص متذکرہ بالا بہ تعین تاریخ ۲ مئی ۱۸۸۶ء اجرا ہو ۔ المرقوم ۲۶ اپریل ۱۸۸۶ء

اوسوقت اوس نے دونون مجرمونکا نام لیا یا نہین مجھے تحقیقی طور سے یاد نہین لیکن
جہانتک مین خیال کرتا ہون اوس نے نام لیتے اور جو کچھ ہوا وس نے صاف
طور سے مجکو باور کرایا کہ فریق مخالف سے کوئی نہ کوئی شخص تھا جس نے اوسکو مارا
اور جو عدالت مین بذریعہ سمن طلب کیا گیا تھا۔

مین نے محمد سعید سے کہا کہ اگرچہ میرے سوال خوانی کا وقت ختم ہوگیا ہے
لیکن اگر تم جا کر درخواست لکھوا کر لے آؤ تو مین اوسے لے لونگا۔ محمد سعید
ڈیڑھ بجے درخواست لایا۔ دونون ملزم عدالت کے باہر اوسوقت
پائے گئے اور ۲ بجے مین نے مقدمہ کی سماعت شروع کی۔

محمد سعید کی شہادت یہ ہے کہ ہم قریب ۱۲ بجے کے مختار خانہ مین ایک مختار کے
بسترہ پر بیٹھے ہوئے ایک مختار نامہ لکھوا رہے تھے کہ یکایک ہمکو معلوم ہوا
کہ پیچھے سے ہمارے سر پر جوتے پڑ رہے ہین اور جب ہمنے گردن پھیری
تو دیکھا کہ یہی دو ملزم ہمکو مار رہے تھے۔ دو ضرب ہمارے ناک پر پڑی تھی
اور ہم چلائے کہ مار لیا اور ہمارے ایک شاگرد عبدالکبیر نامی نے جو قریب کھڑا تھا
ہمارے بچانے کی کوشش کی دونون مجرم اوسپر پلٹ پڑے اور بھاگ گئے
جسکے بعد ہم سیدھے اس عدالت مین چلے آئے۔ امام علی ایک کانسٹبل
جینت پورہ بیان کرتا ہے کہ چار پانچ دن ہوئے قبل ۱۸ مئی ہمنے عبداللہ ملزم
سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ میل کرلو جسپر عبداللہ نے کہا کہ پہلے ہم محمد سعید کو مارینگے
تب میل ہوگا۔ عبدالکبیر شاگرد مولوی سعید اور احمد شیخ دونون
بیان کرتے ہین کہ ہم مدعی کے قریب مختار خانہ مین اوسوقت موجود تھے کہ ملزم
آئے اور محمد سعید کو جوتون سے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے مارا۔ جو محرر مختار کے
مختار نامہ مدعی کی جانب سے لکھتا تھا اور دو تین فٹ کے فاصلہ پر اوس سے بیٹھا تھا

اس مقدمہ مین دو جوالا ہے ایک ہاشم ساکن او دہو لوپرہ دوسرے عبداللہ ساکن محلہ راجہ پورہ ملزم ہین (اودہولوپرہ و راجہ پورہ دونون ملے ہوئے محلے ہین) اوہر ایک ملزم پر حسب دفعہ ۲۲۳ مجموعہ تعزیرات ہند الزام لگایا گیا ہے کہ ۲ مئی ۱۸۸۸ء کو کچہری بنارس کے احاطہ مین بالارادہ محمد سعید کو ضرر پہنچایا دونون اپنا غیر مجرم ہونا بیان کرتے ہین اور گواہ طلب کرتے ہین ۔
گذشتہ فروری سے راجہ پورہ اور قریب کے محلون کے حنفیون اور چند اوسی حصہ کے وہابیون مین ایک مسجد واقع راجہ پورہ مین حق نماز پڑہنے کی نسبت نزاع چلی آتی ہے مین نے حسب دفعہ ۱۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری اس نزاع کے تحقیقات کی اور ۱۹ اپریل کو اوسی دفعہ کے مطابق حکم صادر کیا کہ وہابی اوس مسجد مین اوسوقت تک نماز پڑہنے کے مستحق ہین جب تک کہ حنفی تنہا قبضہ پانیکے لئے ڈگری نہ حاصل کرین ۔
یہ نزاع جاری رہی او حسب دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین مجبور ہوا کہ ۱۱ حنفیون (جسمین بہت بڑے سرغنہ عبداللہ او ہاشم ہین) اور ۹ وہابیون (یا محمدی جیسا کہ وہ پکارا جانا پسند کرتے ہین اور جسمین محمد سعید مدعی سرغنہ ہے) کے طلبی کا حکم صادر کرون کہ ۲ مئی ۱۸۸۸ء کو حاضر آکر اپنی وجہ بیان کرین کہ حفظ امن قائم رکھنے کے لئے اونسے مچلکا کیون نہ لیا جاوے ۔
قبل اسکے کہ اس مقدمہ کے سماعت ہو اوسیدن قریب ۱۲ یا ۱۲ ½ کے محمد سعید ہماری عدالت مین آیا اور خون اوسکے ناک سے جاری تھا اور ضرب کے نشان اوسکے ناک و پیشانی پر ظاہر تھے ۔ اور جو چوٹ لگی تھی اوس سے صاف طور سے معلوم ہوتا تھا کہ صرف چند منٹ ہوئے کہ لگی ہے ۔ اوس نے بیان کیا کہ ہم مختار خانہ مین ایک مختار نامہ لکھوا رہے تھے کہ ہمپر پڑی یہ امر کہ

اور اوسکا بیٹا ٹون ہال (عدالت انریری مجسٹریٹ) مین درخواست التوا
دینے کے لئے ہمارے پاس آئے ۔

(۵) پانچوین تراب علی ہے جو اوس مختار کا محرر ہے جو ہاشم کی جوابدہی
کرتا ہے ۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ہمنے اوس شخص کو جسنے مدعیکو مارا نہین دیکھا
لیکن ہم کچہری مین ایک گھنٹہ بعد آیا ۔ عبد اللہ بھی انکار کرتا ہے کہ ہمنے مدعیکو
نہین مارا ۔ وہ کہتا ہے کہ ہمپر صرف عداوت سے الزام لگایا گیا ہے ۔
ہم اوسدن کچہری ۱۱ بجے آئے اور ۱۱½ بجے ڈبھوری محلہ کی مسجد مین
نماز پڑھنے گئے اور ایک بجے واپس آئے ۔ ۶ مئی کو جمعہ تھا ۔
عبد اللہ نے تین گواہ حنفی طلب کئے ہین جو مظہر ہین کہ اوس خاص جمعہ کو
ہملوگ اوس مسجد مین نماز پڑھنے گئے اور ۱۲ بجے وہان عبد اللہ آیا اور ایک
بجے کے بعد تک وہان رہا ۔

یہ تجویز کرنے مین ہمکو ذرا بھی پس و پیش نہین ہے کہ انکی شہادت
بالکل رد ہے ۔ اور ہم یہ دکھلائینگے کہ یہ بندش کسطور سے کی گئی ۔
۶ مئی سنہ ۹۸ع کو عبد اللہ سے گواہون کے نام پوچھے گئے اور اوسنے
صرف دو مختارون کے نام لئے ۔ ۱۳ مئی کو جمعہ تھا اوس جمعہ کو عبد اللہ مسجد
مین گیا اور اون اشخاص سے اپنی جانب سے بطور ایک فضیحے حنفی وہابیوں کے
خلاف شہادت دینے کی درخواست کی ۔ اونھون نے منظور کیا ۔ دوسرے
دن ۱۴ مئی کو ہمنے ایک اسم نویسی اونکے نامونکی پائی ۔ یہ بندش اسیطور سے ہوئی
۔ ہاشم کی نسبت عبد العزیز مختار (جسپر مین یقین کرسکتا ہون) کی
شہادت سے مین بہت زیادہ مشتبہ ہوگیا ہون کہ آیا واقعی اوسنے
مارا یا نہین ۔ ہاشم گروہ حنفیونکا سرغنہ ہے اسلئے ہوسکتا ہے کہ اسیوجہ سے

جہانکہ وہ مارا گیا وہ بیان کرتا ہے کہ جب ہمنے شور سنا تو بلا پیچھے دیکھے ہوئے کہ
کیا ہو رہا ہے یا کون مارا جا رہا ہے یا کون مار رہا ہے ہم بھاگ گئے اور جب
واپس آئے تب اپنے بستر پر خون دیکھا اور یہ دیکھا کہ محمد سعید کچہری کی طرف
جا رہے ہین ——— ہاشم ملزم کا بیان ہے کہ ہمنے مدعی کو نہین مارا — ہم
نہین جانتے کہ کس نے اوسکو مارا اور ہم ایک یا ڈیڑہ بجے کے پہلے کچہری مین
نہین آئے اور جب آئے تب لوٹن لال سے آئے جہان ہم ایک مقدمہ کے تعلق
جو حسب دفعہ ۲۹۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری ہم پر دایر تھا گئے تھے —
اوسکی جانب سے مندرجہ ذیل گواہ طلب ہوئے ہین —
(۱) ایک تحمل حسین ہے جو بیان کرتا ہے کہ ہمنے مدعی کو جوتون سے مارے
جاتے دیکھا لیکن جس نے مارا وہ ایک لامعلوم جوان سانتیارہ آدمی تھا اور
مارنے والے نہ ہاشم نہ عبد اللہ ملزم ہین — ہم مارنیوالے شخص کا نام نہین
جانتے — ہاشم ایک گھنٹہ کے بعد آیا —
(۲) دوسری عدالت انریری مجسٹریٹ کا پیشکار ہے جو بیان کرتا ہے کہ ۶
مئی کو ۱۱ بجے ہاشم کے بیٹے نے ایک درخواست داخل کی جسمین استدعا تھی
کہ ہاشم کا مقدمہ ملتوی کیا جائے کیونکہ اونکا ایک مقدمہ عدالت ہذا مین پیش ہے —
(۳) تیسرے عبد العزیز ایک مختار ہے جو بیان کرتا ہے کہ ہم دو تین گز کے
فاصلہ پر تھے اور دیکھا کہ ایک شخص مدعی کے سر پر پانچ چھ بار جوتے سے مارا
یہ شخص ہاشم نتھا اور نہ یہ اوسوقت موجود تھا بلکہ قریب ڈیڑہ گھنٹہ کے بعد آیا —
— جواب وسوال جرح مین اوس نے بیان کیا کہ جس شخص نے مدعی کے سر پر
جوتے مارا وہ عبد اللہ ملزم تھا —
۲۰۹ (۴) چوتھے محمد سمیع ایک مختار ہے جو بیان کرتا ہے کہ ۶ مئی کو ۱۱ بجے ہاشم

ایک سال تک حفظ امن قائم رکھنے کے لئے داخل کرنا ہوگا درصورت عدم
تعمیل اوسی مدت کے لئے قید محض مین رہنا ہوگا

ڈبلو آر پار ٹرج قائم مقام جنٹ بنارس

۲۳ مئی ۱۸۸۸ء

بعد اسکے مقدمہ مچلکہ ضمانت کا پیش ہوا ہر چند میری جانب سے معزز گواہ صفائی
کے گذرے پولیس نے بھی صفائی ہماری بیان کیا مگر صاحب کا رخ بدلا
انصاف ہاتھ سے جاتا رہا یکدم کل آدمی کے مچلکہ ضمانت کا حکم لگا دیا چنانچہ ترجمہ
تجویز مچلکہ وضمانت کی شائقین کے لئے نقل کیجاتی ہے — ترجمہ نقل تجویز مچلکہ وضمانت

۱ — ونیون عرف دین محمد — ۲ — خدابخش ۳ - محمد سعید
۴ — یوسف ۵ - امان اللہ ۶ — کلو —
۷ — عطار اللہ ۸ - اسمعیل — ۹ - قاسم
۱۰ - عبداللہ - ۱۱ ہاشم - ۱۲ منگر - ۱۳ علی بخش
۱۴ عبدالرحمن - ۱۵ چھیتن - ۱۶ میان - ۱۷ - نوراللہ
۱۸ دین محمد - ۱۹ رزاق - ۲۰ سبحان

تجویز

یہ تحقیقات نو اشخاص دین محمد - محمد سعید - یوسف - امان اللہ - خدابخش
کلو - عطار اللہ - اسمعیل - قاسم - نامی محمدی مشہور بہ وہابی فرقہ
اسلام اور گیارہ اشخاص عبداللہ - ہاشم - منگر - علی بخش - عبدالرحمن - چھیتن
میان - نوراللہ - دین محمد - رزاق - اور سبحان نامی شیعی یا حنفی
فرقہ مذہب مذکور کی نسبت ہوئی —
ان دو گروہوں کے درمیان ایک مسجد واقع محلہ راجہ پورہ کی نسبت نزاع چلی آتی ہے

اوسکا نام لیا گیا ہو ۔ مین اوسکو ضرور شک سے فائدہ دونگا ۔ مین خیال کرتا ہون کہ مین اوسکو مجرم نہین پاتا اور اوسکو رہا کرتا ہون ۔

عبداللہ کی نسبت مجکو کسی قسم کا شک اوسکے مجرم ہونے مین نہین ہے ۔ اسکی کوئی وجہ نہین ہے کہ کیون عبدالعزیز نے جھوٹے اوسکا نام لیا ہو مین تجمل حسین کے بیان پر کہ ایک لامعلوم شخص نے مدعی کے سر پر مارا اور بھاگ گیا ذرا بھی یقین نہین کرتا ۔ مدعی کی جانب کی شہادت اور عبدالعزیز کی شہادت پر مین عبداللہ ملزم کو مطابق دفعہ ۳۲۳ ۔ تعزیرات ہند اوس جرم کا جو اوسپر لگایا گیا ہے مجرم قرار دیتا ہون ۔ مین اپنا فرض خیال کرتا ہون کہ جو سب سے بڑی سزا میرے اختیار مین ہے وہی دون ۔ کیا اگر ایک شخص کچہری مین عدالت کی ثمن پر حاضر آوے وہ اس لائق ہے کہ مارا جاوے ۔ اور مارنے والا سزا سے چھوٹ جاوے ۔

بھلا ایک شخص اطمینان کے ساتھ کچہری سے پچاس گز کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا اور اسطرحکا واقعہ واقع ہو ۔

مین اپنے پر یہ لازم خیال کرتا ہون کہ جہانتک ممکن ہو بالعموم عوام کو جتلادون کہ عبداللہ کی ایسی کارروائی کرنے سے وہ اپنے کو اس قابل بناوینگے کہ ایک صورت مین بڑی سی بڑی سزا جو قانوناً دیجا سکتی ہے پاوینگے کسیطرح یہ پہلے ہی بار نہین ہے کہ عبداللہ کو دوسرے اشخاص کے متعلق جرم کرنے مین سزا دیگیئی ہو ۔

حسب دفعہ ۳۲۳ مجموعہ تعزیرات ہند اوسکو ایک سال قید سخت کی سزا دیتا ہون ۔ اور حسب دفعہ ۱۰۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری انقضاء میعاد کے بعد اوسکو ننانوے روپیہ کا ایک مچلکہ معہ سو سو روپیہ کے دو ضمانت نامونکی

حنفیونکو (جبکہ انکے مختار نے ابھی بیان کیا ہے کہ گر مین اوسپر لحاظ کرون) اس شرط سے مچلکہ دینے مین عذر نہین ہے اگر اسیطرح وہابیون سے بھی مچلکہ لیا جاوے۔ اس امر پر کسیقدر زور دیا گیا ہے کہ ۱۹ اپریل یا چند دن کے بعد کی تاریخ سے جبکہ مسجد کھلکر کے پھر بند کیگئی قریب قریب دو مہینہ سے زیادہ تک کوئی خون نہین ہوا - ظاہرا اس دلیل کا یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ مین اوسوقت تک انتظار کرون کہ ایک ہنگامہ ہو - اور دو تین یا زائد اشخاص مقتول ہون - اور تب مین مناسب طور سے اس شہادت پر باقی ماندون سے مچلکہ لون - اس رائے پر مین ذرا بھی غور نکرونگا ظاہرا اس سے چشم پوشی کیگئی کہ واقعی لڑائی نہونے کی یہ وجہ ہے کہ ہمیشہ پولیس موجود رہا جیسا اوپر مینے لکھا ہے کہ اتنا پولیس نہین کہ اس غرض کے لیے ہمیشہ مقرر کیا جاوے۔ یہ کارروائی حصہ چہارم انسداد جرائم مجموعہ ضابطہ فوجداری کے متعلق ہے اور اوسکا منشا یہ ہے کہ قبل اسکے کہ کوئی جرم سرزد ہونا امکان اوسکے مرتکب کو ایسا کرنے سے کسی سزا کا پابند کرکے باز رکھا جاوے - مقدمہ موجود مین اگر پولیس کل اوٹھالیجائے اور مچلکہ نہ لیجائے تو کوئی بھی ایک گھنٹہ کے لیے یقینی نہین خیال کرسکتا کہ کیا کچھہ نہوجائے - اور اگرچہ مجکو اس امر سے اتفاق ہے کہ فریقین مین حنفی نہایت خراب ہین اور نہایت زیادہ ہی قرینہ ہے کہ اونھین کی جانب سے نقض امن مین ابتدا ہو تو بھی مجکو سر طور سے اس امر کا یقین نہین کہ وہابی ویسے ہی کمزور ورحم دل ہین جیسا کہ اونکی نسبت بیان کیا جاتا ہے - اور نہ اس امر کا یقین ہے کہ اونکی جانب سے ابتدا ہونا ممکن نہین -

صرف حنفیون سے ضمانت لینا اور وہابیون سے نہ لینا بیفائدہ ہی نہین بلکہ

- نہ مجکو فرصت ہے اور نہ ارادہ ہے کہ اس نزاع کے واقعات سے بحث کرون
- یہ واقعات میری تجویز مورخہ ۱۹ اپریل ۱۸۸۶ء مین جو حسب دفعہ ۱۴۷
مجموعہ ضابطہ فوجداری ہے پائے جائینگے - اور جس دفعہ کی مطابق تحقیقات
مین یہ تمام اشخاص میرے روبرو اسوقت فریق ہین تفصیل واقعات اور
میرے حکم کے وجوہ کے لیے ابتدأ میری تجویز دیکھنی چاہیے - اوس حکم کے
بعد فریقین کو جو کچھ کرنا لازم تھا وہ یہ تھا کہ وفاداری کے ساتھ حکم کو مانتے
اور تمام اختلافات کو دور کر دیتے -
لیکن اونھون نے اسطرح کی کوئی بات نہین کی اسلیئے مین یہ سمجھتا ہون کہ
دونون فریق کو کم و زائد ناامیدی حاصل ہوئی - فرقہ احناف یہ چاہتا تھا
کہ ایسا حکم دیا جاتا کہ جس سے وہ تنہا قبضہ مسجد کا مجاز قرار دیا جاتا - اور گروہ
وہابی ایسے حکم کی امید کرتا تھا جو اونکو تنہا قابض بناوے -
پس نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی فریق خوش نہوا اور اوسکے بعد سے ہمیشہ اور خاص
کر کے ہر ایک جمعہ کو نزاع ہوتی رہی - یہانتک کہ مسجد پر رات دن کے لیے
پولیس متعین کیا گیا -
یہ غیر ممکن ہے کہ ہمیشہ اسطرح کارروائی جاری رہتی - اس شہر کے پولیس
کے لیے یہ ممکن نہین تھا کہ ایک ہیڈ کانسٹبل اور ۴ کانسٹبل بطور گارڈ
ہمیشہ کے لیے مسجد پر مقرر کرتا - اسلیئے حسب دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ
فوجداری مجکو کارروائی کرنا پڑی -
وہابی کہتے ہین کہ یہ تمام قصور حنفیونکا ہے اور چاہتے ہین کہ اونسے حفظ امن کا
مچلکہ لیا جائے نہ ہملوگو نسے کیونکہ وہابی بیان کرتے ہین کہ اس امر کا کوئی بھی
ثبوت نہین ہے کہ ہم وہابی کسیطرح نقض امن کرنیوالے ہین -

راقم نے پھر اسکی نگرانی صاحب جج کے یہان کی ہے چونکہ جج صاحب منصف مزاج ہین اسلیئے امید اچھی ہے ابھی تک مقدمہ پیش نہین ہوا ۔ مخالفین نے عبداللہ قدیری کی اپیل صاحب جج کے یہان کیا ۲۰ جون کو مقدمہ پیش ہوا۔ صاحب جج نے فرمایا کہ ایسے بڑے عالم کی حقارت عین کچہری مین ہوئی عبداللہ کو سزا کم ملی دفعہ ۲۴۵ کی بموجب دو برس کی سزا کے مستحق تھا لہذا حکم بحال۔ مخالفین اپنا سا منہہ لیکر خاموش ہو گئے ۔ حجرہ کی بابت یہ کارروائی ہوئی کہ طلبہ کی طرف سے ۲۸ مئی کو ایک درخواست اس مضمون کی دیگئی کہ حکم حضور سے قفل کھولنے حجرہ کا ہو چکا تھا مگر آجتک مخالفین نے نہ کھولا ۔ اسپر حکم نام پولیس کے ہوا کہ قفل حجرہ کا توڑ کر پھینکدو طلبہ کو دخل دلادو یہ سب معاملے رمضان شریف تک ہو گئے ۔ چونکہ مخالفین کو بھی اجازت نماز پڑھنے کی تھی مخالف بھی رمضان شریف مین برابر آتے رہے گو ہم لوگون کی نماز کے بعد وہ پڑہتے تھے بعد رمضان کے پھر جمعہ کے دن آنا شروع کیا اور وقتونمین غرا کیا یہ اس خیال سے کہ محرم مین مسجد مین تعزیہ داری کرین گو محرم مین ابھی عرصہ تین ماہ کا تھا مگر ہم کو اوسیوقت سے واہنگیر تھا کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے کیا ہوات قریب محرم بھی آپہنچا یہ خیال ہوا کہ مخالفین مسجد مین ضرور تعزیہ رکھین گے اہلحدیث روکین گے خواہ مخواہ دنگہ فساد ہوگا میری یہ صلاح ہوئی کہ مین سیر کے لیئے دس بارہ دن باہر چلا جاؤن مگر تقدیر انیز دی کو کون مٹا سکتا ہے میرے یہان گیا دین ہیڈکنسٹبل اتفاق سے آئے مین نے انسے کہا تمہارے تھانہ کا انتظام اچھا نہین قماربازی کھلے بندہوتی ہے اس محلہ مین شاید فساد ہو قوم جاتک بہت شریر ہے سمجہ ہے اسکا انتظام کرنا انھون نے کوتوال صاحب سے جا کہا کہ مولویصاحب باہر جانیوالے ہین جہلا لوگ پیچھے فساد ضرور کرینگے تعزیہ کی بابت فساد ہوگا کوتوال صاحب نے

نہایت خراب ہوگا - اگر ایسا ہوگا تو وہابی فوراً بندش کرینگے کہ حنفیوں کا محلکہ
یا اسی قسم کی کوئی دوسری کارروائی جو خیالات کہ فریقین کے درمیان پائے
جاتے ہین اوسکے مزید ثبوت کے لیئے مین بیان کرتا ہون کہ ۶ مئی کو جبکہ
محمد سعید مختار خانہ مین کچہری کے باہر بیٹھا تھا اور اس عدالت کی طلبی کیوجہ
سے آیا تھا اوسکے سر پہ جوتون سے ایک یا زائد حنفی گروہ کے اشخاص سئے
مارا اور یہ واقعہ عدالت کے بہت قریب اور ۱۲ بجے دنکو ہوا - المختصر یہ امر
مین ثابت پاتا ہون کہ حفظ امن قائم رکھنے کے لیئے اون جملہ اشخاص سے
جنکی نسبت یہ تحقیقات ہو رہی ہے - (یعنی اشخاص مذکورہ بالا) سے
محلکہ معہ ضمانتون کے حفظ امن قائم رکھنے کے لیئے لیا جائے - اور اسی مطابق
مین حکم صادر کرتا ہون - کہ یہ ہر ایک اشخاص پچاس ۵۰ روپیہ کا محلکہ اور پچیس ۲۵
پچیس ۲۵ روپیون کی دو ضمانتین اس بات کے لیئے کہ ایکسال تک حفظ امن رکھینگے
داخل کرین - اس محلکہ کی آج ہی تعمیل ہو - اور ضمانت
دوشنبہ ۲۲ مئی تک داخل ہو - اور بصورت عدم تعمیل حسب دفعہ ۱۲۴
مجموعہ ضابطہ فوجداری اوسوقت تک کہ ضمانت نہ داخل ہو یا ایک سال گذرجائے
قید محض کی سزا دیجاوے -

۱۲ مارچ ۱۸۸۶ء

پھر اس تجویز کی اپیل اہلحدیث نے مجسٹریٹ ضلع کے حضور مین کیا ——
مجسٹریٹ نے بھی حکم بحال رکھا - ہماری

دانست مین حکام کو نظر انصاف کی رکھنا چاہیئے اصل واقعات و روئداد مقدمہ پہ
خیال کرنا چاہیئے نہ کہ لوگون کے کہنے سننے پہ جیسا کہ آجکل بنارس مین ہوتا ہے

مسجد مذکورہ بالا مین نزاع ہے اگر وہ نزاع طے نہوتے تو غالباً نشکست امن کی نوبت پہنچیگی حالات اس مسجد کے حال مین دریافت ہو چکے ہین ایک بڑا حصہ اون لوگونکا جو اس مسجد کو استعمال مین لاتے ہین اہلحدیث کا ہے بلکہ حصہ کثیرا نہین کا ہے اور باستثناے دو یا تین اہل تشیع باقی لوگ بھی سنی یعنی حنفی ہین صحیح ہے کہ ابتدا مین تعزیہ اس مسجد مین رکھا جاتا تھا لیکن دو سال کے عرصہ سے نہین رکھا جاتا اور یہ رکھنا باجازت و رضامندی اشخاص سنت جماعت کے تھا لیکن یہ اجازت و رضامندی قبل اوس وقت کے تھی جبکہ زیادہ حصہ ان حنفیونکا اہلحدیث نہوا تھا۔ حکم صاحب جنٹ مجسٹریٹ بہادر مورخہ ۱۹ اپریل ۷۸ء اس مضمونکا ہے کہ ہر دو فریق یعنی حنفی و وہابی مجاز استعمال مسجد کے ہین۔ اور اب یہ امر قابل لحاظ کے ہے کہ رکھنے تعزیہ سے ہر دو فریق کے مذہبی کارروائی مین کہانتک خلل ہوتا ہے وہابیونکو جو نصف مسجد کے استعمال کا استحقاق رکھتے ہین تعزیہ ایک نفرت کی چیز ہے اشخاص سنت جماعت یعنی حنفی تعزیہ کا بنانا اگرچہ برداشت کرتے ہین لیکن اونکے مذہب کی پابندی مین یہ داخل نہین ہے بلکہ خلاف — حصہ شیعونکا اسقدر قلیل ہے کہ اوسپر لحاظ کرنا ضرور نہین ہے لہذا بتعمیل حکم مذکورہ بالا صاحب جنٹ مجسٹریٹ بہادر حکم ہوتا ہے کہ تعزیہ مسجد راجہ پورہ مین نہ رکھا جاوے و صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس کو لکھا جاتا ہے کہ نقل اس حکم کی مسجد مذکورہ مین چسپان کر کے تعمیل کراوین —

یہ حکم سنکر ہمنے سجدہ شکر کا کیا کہ اللہ تعالی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اپنے گھر کو شرک سے پاک کیا۔ اسمین کوتوال صاحب نے امر حق کی بہت تائید کی اللہ تعالی انکو جزاے خیر دیوے جو کچہ مین کوتوال محمد یوسف علیصاحب کی اس بات مین

نہ کچھ تحقیق کیا نہ ہمسے پوچھا جھٹ پٹ مجسٹریٹ ضلع سے جاکر یہ امر کہدیا مجسٹریٹ
صاحب نے بغیر تحقیق کے حکم دیدیا کہ دونون فریق کو حسب دفعہ ۱ اسپیشل
کنسٹبل مقرر کرو چنانچہ دونون فریق کو اپنی کوٹھی پہ طلب کیا خود متوجہ ہو
پہنچے یہان آکر مسجد کا معاینہ کیا مسجد مین تین چار طلبہ بیٹھے پڑھ رہے تھے
صحن مسجد مین جو چبوترہ بدہنا وغیرہ برتن رکھنے کا تھا جسکو مخالفین نے چوک امام
قرار دیا تھا اسپر برابر بدہنے رکھے تھے گیادین ہیڈ ساتھ تھا اوس نے کل حال
بیان کر دیا کہ اس محلے مین یہی مسجد اہلحدیث کی ہے حنفی لوگ کبھی کبھی اس مسجد مین
آتے ہین وہ بھی دوسرے دن محلون سے مولویصاحب کا یہ مکان ہے یہ طلبہ انکے
اسی مسجد کے حجرہ مین رہتے ہین یہ بالکل حال دریافت کرکے صاحب بہادر روانہ
ہوئے کوٹھی پر صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر نے یہ کل آدمیونکو حکم سنا دیا کہ دسوین
محرم تک اس محلہ کا انتظام آپ لوگون کو کرنا ہوگا آپ لوگ دسوین محرم تک ایک اسپیشل
کنسٹبل مقرر کیا گیا ہرچند دونون فریق نے عذر کئے مگر کچھ بھی شنوائی نہوئی
مخالفین نے جو جعلی شیعہ تھے تعزیہ رکھنے کا عذر کیا اہلحدیث نے جواب دیا کہ
انکو کوئی حق حاصل نہین ہے صاحب نے کہا اسکا فیصلہ پیچھے ہوگا کوتوال
صاحب کو اسکی تحقیقات کا حکم دیا مفصل حال اسکا ضمیمہ مین آئیگا غرض کوتوال
صاحب تحقیقات کرکے کوٹھی پر گئے کل حال صاحب بہادر سے سچ سچ عرض کیا
صاحب بہادر نے خاص اپنی اجلاس سے نہایت انصاف سے یہ حکم صادر فرمایا

نقل حکم صاحب مجسٹریٹ مورخہ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء

ترجمہ حکم انگریزی صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع مورخہ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء بابت رکھنے تعزیہ
واقعہ محلہ راج پورہ ---
چونکہ رپورٹ پولیس و دریافت خود اپنی جانب سے واضح ہے کہ نسبت رکھنے

اگر باپ اوسکا ایک بھائی کی خاطرداری زیادہ کرتا ہے تو نزاع دونون بھائیون میں
ہوتی ہے اسصورت مین انصاف مقتضی اسبات کا ہے کہ صرف واسطے رکھنے
تعزیہ وغیرہ کے بدستور قدیم بحفاظت پولیس حکم صادر ہوئے تو باب رنج و
خفت کا بند ہو جاتا ہے ماسوا اسکے عزاداری سائلان سے حنفی طریقہ کے
لوگ بھی راضی و خوش ہین دریافت فرمالیا جاوے بلکہ اگر حضور حکم دیوین
تو سائلان حنفی طریقہ کے لوگونکا اقرارنامہ رضامندی و امن خلائق کا
داخل کرا سکتے ہین بلکہ درخواست ہذا مین ابتداء سے نمبر ۹ سے نمبر ۲۱ تک کے
لوگ حنفی طریقہ کے ہین وشریک درخواست ہوئے ہین وغیر قوم ہنود و بعض
اہلکار پولیس بھی اس عزاداری سے واقف ہین لہذا درخواست گذاران کو
امید وار کہ بعد لکھانے اقرارنامہ امن خلائق کے حکم کرنے عزاداری حسب دستور
قدیم کے صادر فرمایا جاوے —

عرضی

فدویان علی بخش و نور اللہ و یار محمد و چھیتن و وارث و ضیاء اللہ
و جیو وغیرہ مذہب امامیہ — و مسمیان بخشو و نوری و مداری و جان محمد و غوثا
وغیرہ مذہب حنفی ساکنان محلہ راجہ پورہ و محمد شہید علاقہ تھانہ جیت پورہ مورخہ ۱۲ ستمبر

اجلاس صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس ضلع بنارس

چونکہ کوئی وجوہات تبدیل حکم کی پائی نہین جاتی ہے اسلئے حکم ہوا
کہ باجلاس صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع پیش ہوے ۲۱ ستمبر ۸۶ء

اجلاس صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع بنارس

جو حکم بابت اسکے دیا گیا ہے اوس حکم کی تعمیل کرنا چاہیئے دوسرا حکم نہین
صادر ہوگا درخواست سائلان نامنظور ہوکر بجنسہ پولیس مین بھیجی جاوے ۲۲ ستمبر ۸۶ء

تعریف کروں بہت ہی کم ہے ۔ پھر مخالفین نے جو شیعہ بنے تھے یہ حکم سنتے ہی ایک عرضی اجلاس صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر مین وی وہانسے صاحب مجسٹریٹ کے یہان پیش ہوئی ہم یہان مضمون عرضی و حکم کا بعینہ نقل کرتے ہین ۔

نقل عرضی و حکم جسکی نقل باضابطہ لیگئی

۲۰ ستمبر ۱۹۰۶ء

غریب پرور سلامت شد آمد قدیم سے سالہا سال سے ملان و مور ثان مذہب امامیہ مطابق دستور مذہبی اپنے مسجد موسومہ ٹپ تلے محلہ راجہ پورہ علاقہ تھانہ جیت پورہ مین امام چوک موقوعہ مسجد مذکور پر تعزیہ رکھکر صحن مسجد مین مجلس وغیرہ کرکے اپنے فرائض مذہبی کو ادا کرتے چلے آتے ہین اس سال خلاف شد آمد قدیم فرقہ وہابی یعنی جدید مذہب کے لوگ فساد و افترا پیدا کرنے پر آمادہ ہیں ہر گاہ سال گذشتہ تک برابر تعزیہ داری اندر مسجد مذکور حسب شد آمد قدیم ہوتی آتی ہے اسوقت بھی فرقہ وہابی عزاداری مسجد سے واقف تھے تو ایسی صورت مین کوئی وجہ از جانب فرقہ وہابیہ بجز تعصب کے نہین دکھلائی جاتی ہے کہ اوپر امام چوک قدیم تعزیہ نہ رکھا جاوے لیکن اس امر کو حکام و عدالت نہین قبول فرماتے اور بند کرا تی ہے صرف اس غرض سے کہ امن خلائق مین فتور نہو فدویان اس امر کا اقرارنامہ داخل کرتے ہین کہ صرف محرم تک تعزیہ وغیرہ رکھینگے کوئی امر خلاف نہ کرینگے اسکے ذمہ دار ہوتے ہین تو کوئی امر اس بات کا مانع نہین معلوم ہوتا ۔ خواہ مخواہ فدویان اپنے دماغ سے کوئی تدبیر کرینگے اس صورت مین بجز اسکے کہ ایک مذہب کی توہین بمقابلہ دوسرے مذہب کے جس سے دل فدویانکا دوکھے ۔ حکام عدالت قبول فرمائینگے جائے انصاف ہے کہ ہم دونون فرقہ مثل دو بھائی ایک باپ کے بیٹے ہوتے ہین

پھر حالات مقدمہ سے بھائیون موحدین کو وقتاً فوقتاً اطلاع دی یون نام کے تین
چار اخبار اہلحدیث کی جانب سے شائع ہین مگر سچ پوچھیے تو ناصر سنت وخیرخواہ
اہلحدیث سچی حمیت والا یہی ایک اخبار ہے اسے اہلحدیث جہانتک ہوسکے اس اخبار کی
ترقی ملحوظ رکھو۔ جنھون نے اس مقدمہ کے صرفہ مین تائید فرمائی اسماء
گرامی انکے مع رقم تائید درج کئے جاتے ہین۔

شخصی ناصر سنت عالی ہمت ۔ جناب حاجی حرمین شیخ احمد اللہ صاحب رحیم آبادی
۵۰ ؍

اہلحدیث جبلپور معرفت مولوی زین العابدین صاحب ۔ اہلحدیث عدن معرفت منشی عبد الغنی
عـــہ ۵

اہلحدیث میرٹھ معرفت مولوی احمد حسن صاحب اوڈیٹر اخبار شحنہ ہند۔
۵ ؍

حاجی حکیم محمد ولاور خانصاحب ڈاکٹر و دیگر موحدین ناگپور ۔ ۵ ؍

محمد سلیمان صاحب فارسٹر الاپلی ۔ موحدین بنگلور معرفت عبد الرزاق صاحب
عـہ ۵ ؍

اہلحدیث میسور ۔ اہلحدیث کراچی بندر بذریعہ تار یہ ٹری حمیت حاجی سفر علی صاحب از کلکتہ
عـہ ۵ ؍

شیخ محی الدین صاحب داروغہ از کاٹول۔ موحدین لسکوہر۔ حاجی ممتاز احمد صاحب بنارسی
ا عـہ

حافظ محمد ابراہیم صاحب ۔ حاجی کریم بخش صاحب از کانپور۔ شیخ گل محمد صاحب ازکمپٹی
عـہ ۵

موحدین وسرہ دون معرفت پیرجی خدابخش صاحب عـہ ۵ ؍

بعد خارج ہونے عرضی کے مخالفین نے لاٹ صاحب کو تار دیا حکام کی تسکانتک
وہانسے بھی جواب صاف ملا آخرا پنا سا منہہ لیکر بیٹھہ رہے - کوتوال صاحب نے حکم کا سر
سے مسجد پر ایک ہیڈ چار کنسٹبل چھٹے چوکیدار معین کئے الحمد للہ کہ کسیطرحکا فساد
نہین ہوا - انتظام کا حال ضمیمہ مین مندرج ہوگا بعد ۱۱ یوم کے گارڈ اٹھہ گئی
مخالفین بالکل پست ہوگئے اب امن امان ہے الحمد للہ الذی نصر عبدہ
وانجز وعدہ وہزم الاحزاب وحدہ یہ کل حال آجتک مقدمات کی نسبت ہوا -
- حاجی عطاء اللہ کا مقدمہ دیوانی کا باقی ہے اسمین ابتک حکم نہین سنایا گیا شاید
صاحب جج بعد تعطیل کے حکم سناوین اہلحدیث کو چاہئے کہ بالفعل دو مقدمات کیلئے
دعا کرین ایک مقدمہ میرٹھہ کا جو اجلاس کامل مین پیش ہوگا اگر اللہ تعالی نے
اس مقدمہ کو سرسبز کردیا تو کل ہند کے مقدمے جیتے ہوئے ہین اسکے لئے دعا
دل وجان سے کرنا چاہئے - دوسرا مقدمہ جو جج بنارس مین ہے اسکے لئے بھی
دعا کرنا چاہئے - اللہم انصرنا ولا تنصر علینا اللہم شتت شمل المبتدعین و فرق
جمعہم و مزق دیارہم و زلزلہم و اہزمہم آمین یارب العلمین +

شکریہ

قال رسول اللہ صلعم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

مین اون حضرات کا نہایت تہ دل سے ممنون و مشکور ہون جنہون نے ایسی سختی کے
وقت مین محض محبت للہ و جوش دینی سے امداد فرمائی نیز مولوی احمد حسن صاحب
اڈیٹر اخبار شحنہ ہند کا کمال ممنون ہون کہ اپنے اخبار مین پہلے اشتہار کو طبع کیا

مورخہ یکم اپریل سنہ ۱۸۸۷ع نمبر ۱۲ مین طبع ہوا ہے جب سے ہمنے آرہ کو ترک کیا ہے خدا جانے مولویصاحب کیون ہمسے خفا رہتے ہین۔ جو ہماری شکایت کرے اوس سے خوش ہوتے ہین۔ ہماری ضد مین فتوی خلاف شرع لکھاتے ہین۔ اگرچہ وہ واعظ ہین۔ مگر یہان بھی اللہ کا بھروسہ اسی پر اعتماد ہے کسیکو بلندی دینا کسیکو پست کرنا اللہ کے ہاتھ ہے۔ آدمی خود بہتیرا ہاتھ پاؤن مارے مگر کچھ ہو نہین سکتا۔ اب سنا ہے کہ ہماری ضد پر مطبع بھی کیا ہے۔ دیکھیے مطبع کب تک چلتا ہے۔ اللہ تعالی سے ہم دعا کرتے ہین کہ اللہ تعالی علماے اہلحدیث کو حسد کینہ بغض و عداوت سے بچاوے آپس مین اتفاق عنایت کرے آمین ثم آمین فقط

تمت

محرم سنہ ۱۳۰۵ھ

در مطبع سعید المطابع واقع بنارس طبع گردید

معرفت مولانا مولوی عبید اللہ صاحب و عبد الحق صاحب — معہ

ڈاکٹر جمال الدین صاحب — ڈاکٹر فیض محمد صاحب — مولوی عبد اللہ صاحب ازنگلادیش

صہ صہ للعہ للعہ

عبد الغفور خانصاحب از مرزاپور — اہلحدیث کوٹہ — موحدین مدراس

للعہ للعہ ؁

معرفت جناب مولوی محمد یسین صاحب — موحدین کوئیلان —

معہ صہ

اہلحدیث بپارم بیٹھ — ڈاکٹر عبد الوہاب از الیوت محل

صہ صہ

صرفہ مقدمہ ایمار یعنی چار صدروپیہ کئی آنے ہیں —

وکلاء مختار و نیز بعض اہلکاران و سواری گواہان

۲۵۰

و نقول کا غذات وغیرہ میں تفصیل صرفہ تاریخ وار لکھی ہوئی ہے چونکہ بعض صرفہ اس قسم کا ہے کہ وہ طبع کی لائق نہیں اسواسطے مجملاً لکھا گیا جسکو پوری تفصیل دیکھنا ہو وہ اگر دفتر حساب کو ملاحظہ کرسکتا ہے — فقط

شکایت دوستانہ

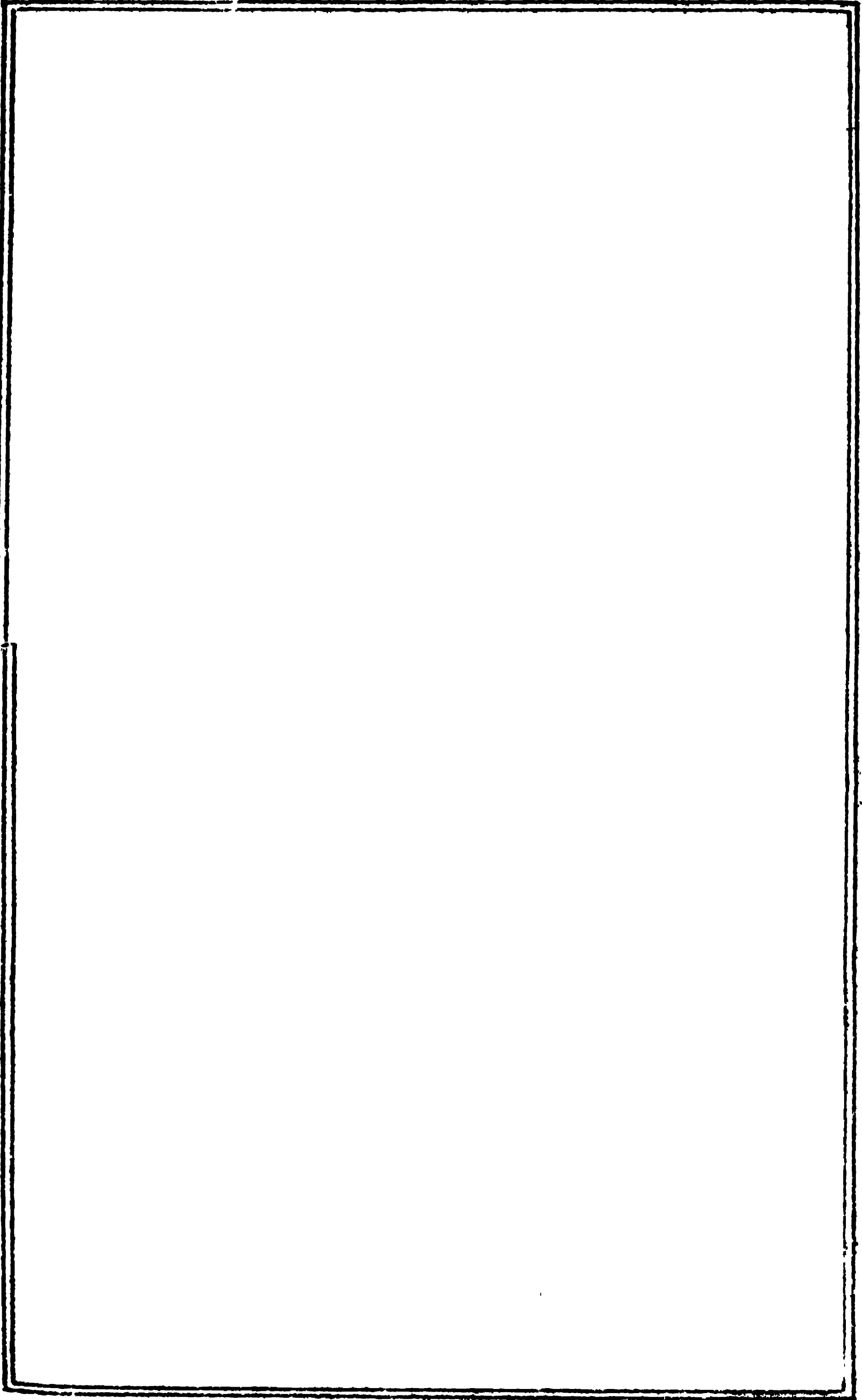
ہمکو نہایت سخت شکایت اہلحدیث آرہ پر ہے خصوصاً مولوی ابراہیم صاحب کہ ہمارے اشتہار کو محض لغو سمجھا — باوجود تاکید حاجی حرمین شیخ احمد اللہ صاحب کے اپنے مدرسہ کی تائید کے لئے تو وعظ کہکر روپیہ وصول کیا — موحدین غربا بنارس کی تائید نہ ہوسکے مفصل حال اسکا شحنہ ہند

جواب الجواب سوالات خمسہ

مطبوعہ شحنہ ہند ۱۶ اگست ۱۸۸۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد - مین نے اپنے پرچہ نصرۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۱ - ونمبر ۱ جلد ۲ - مین آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی نسبت مفصل بحث کی تھی دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ اس آیت کو تقلید شخصی سے کچھہ علاقہ نہین ہے نیز اولی الامر کے متعلق پانچ سوال علمائے مقلدین سے جو اس لفظ سے تقلید کا وجوب نکالتے ہین لکھے تھے - میرے سوالون کو مولوی احمد حسن صاحب اڈیٹر اخبار شحنہ ہند میرٹھ نے بھی اپنے اخبار آزادانہ شعار مین شایع کیا - ایک دوست کے خط سے معلوم ہوا کہ یہ سوال جلسہ علمائے دیوبند وسہارنپور ورامپور مین پیش ہوئے - کل صاحبون نے کمیٹی کر کے جواب تحریر کیے اور بنام مولوی احمد - ضمیمہ اخبار شحنہ ہند مطبوعہ ۱۶ اگست مین شائع کیے - مین نے جو جوابات کو دیکھا تو مجکو نہایت تعجب ہوا کہ یہ صاحب عالم ہو کر جاہلون کی طرح بولیان بولتے ہین ان حضرات کو اسکا تو



کیا وجہ ہے کیا آئمہ کے درمیان فہم معانی قرآن مین اختلاف نہین ہے آپنے
شق قیاس کا حال کچھہ نہ لکھا اگر فرض کیا جاوے کہ ایک مجتہد کو خبر واحد کسی
مسئلہ مین ملگئی دوسرے مجتہد نے اوسی مسئلے مین قیاس سے کام نکالا تو اس
صورت مین کس مجتہد کی پیروی کیجاوے گی - **قولہم** اس آیت مین
فرمایا فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول الخ- **جواب** اس
آیت مین خطاب تو عام مسلمانونکو ہے کسی کی خصوصیت پر کوئی دلیل نہین ہے
بموجب اس آپ کے قول کے اس زمانہ کے علماء سلفا گر اقوال امام ابوحنیفہ کو
بجانب الی اللہ والرسول کیا جو موافق اللہ و رسول کے تھے اونکو تسلیم کیا
باقیونکو رد کیا تو اب وہ غیر مقلد کیسے ہوئے تقلید شخصی کو تو آپ خود ہی رد کئے
جاتے ہین مگر خیال نہین کرتے جناب من ہم لوگونکا تو اسی آیت پر عمل ہے جس مجتہد کا
قول پاتے ہین اوسکو اللہ و رسول کیطرف رد کرتے ہین اگر موافق ہوتا ہے
تو سر آنکھون پر رکھتے ہین والا کالائے بد کیطرح اسکو رد کر دیتے ہین اگر
آپ یہ فرماوین کہ یہ کام مجتہد کا ہے تو اوسکے جواب مین ہم یون گذارش کرینگے
کہ اسپر کیا دلیل ہے من یدعی فعلیہ الاثبات باوجودیکہ عموم فان تنازعتم
جو صیغہ جمع مخاطب کا ہے ہمارے بیان کے موئید ہے اگر آپ اس نص کو
خاص کرین تو کوئی مخصص قطعی جسکو صلاحیت مخصص ہونے کی ہو ہمکو بتا دین دلیو
قولہم اور امیر عام ہے ظاہری یا باطنی - **جواب** واہ صاحب خوب کہی امیر
باطنی یہ کس لفظ سے سمجھا جاتا ہے آجتک کسی کتاب بڑی چھوٹی مین تو دیکھنے
سننے مین نہین آیا کہ امیر کی دو قسمین ہین امیر ظاہری و باطنی نہین نہین یہ آپکا
اجتہاد ہے نہایت افسوس کی بات ہے آپ لوگ جو چاہین اجتہاد کرین اور
غیر مقلد نہ کہلائین - الحدیث عمل سنت سے غیر مقلد ہو جائین - **قولہم** -

کچھہ بھی اندیشہ نہین کہ جو شخص صاحب عقل پہلے سوالونکو دیکھیگا اور پھر ہمارے
جواب انپر منطبق کریگا تو کیا کہیگا سچ فرمایا آنحضرت صلعم نے اذا لم تستحی
فاصنع ما شئت ایسے جوابونکا جواب تو بحکم جواب جاہلان باشد خموشی تھا
مگر باصرار بعض احباب انکے مال وما علینا نظر کیجاتی ہے ماتوفیقی الا باللہ
ہو حسبی ونعم الوکیل ۔ یہ بات قابل یاد رکھنے کے ہے کہ انکے کلام کو قولہم
سے تعبیر کیا جاویگا کیونکہ یہ جوابات شورے کمیٹی سے لکھے گئے ہین اسلیئے
ضمیر جمع غائب سے انکو یاد کیا گیا گو ظاہر مین راقم مولوی احمد صاحب ہین
اور جواب کو الجواب سے **قولہم** اور اولو الامر حکام معین شریعت اور علماے
راسخین اور مجتہدین ہین ۔ **جواب** لفظ اولی الامر سے حکام معین شریعت تو
نصًّا مراد ہین اور شان نزول بھی اسیکا موئد ہے معنی حقیقی جنکے لیے یہ لفظ
وضع کیا گیا ہے انسے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ معنے اس لفظ کے حکام کے ہین
معلوم نہین علماے راسخین اور مجتہدین یہ آپنے اس لفظ سے کیسے سمجھا
شان نزول سے یا اس لفظ کے معنی حقیقی سے امیدکہ جواب باصواب سے
بوسیلہ دلائل واضح جو مثبت مقصود ہون اطلاع فرمائیے ۔ مین نے نمبر ۱۲
جلد ۱ نصرة السنہ مین چھہ وجہ سے ثابت کردیا ہے کہ اس لفظ سے علما مجتہدین
مراد نہین ہوسکتے اگر تکلیف نہو تو وقت جواب کے انکو بھی نظر غور سے نہین
تو نظر سرسری سے ہی دیکھہ بھال لیجئے اگر آپ کو وہ نمبر دستیاب نہو تو عار کو
بالاے طاق رکھکر مجھی سے طلب کرلیجئے ۔ **قولہم** مگر اس شق رابع مین
چونکہ اختلاف علماء کا ہونا معلوم تھا الخ ۔ **جواب** پہلے تین شقوق بیان نہین
کیئے گئے جو اسکو شق رابع سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ اور پہلے تین شقوق مین کیون
اختلاف ممکن نہین اہ خبر واحد مین اختلاف ہوسکے اور شقوق مین نہو اسکی

اس کلام سے بخوبی واضح ہے کہ امام ابوحنیفہ ودیگر ائمہ محض مقلد تھے نہ مجتہد۔ کیونکہ اگر مجتہد ہوتے تو تقلید کیون کرتے خود آپ لوگونکی کتب مین صراحتاً مذکور ہے کہ مجتہد کو تقلید ممنوع ہے مسلم الثبوت اور اوسکی شرح فواتح الرحموت مطبوعہ منشی نولکشور کے صفحہ ۲۰ مین ہے مسئلہ المجتہد بعد اجتہادہ ومعرفۃ الحکم ممنوع من التقلید فیہ اجماعا لان ما علمہ حکم اللہ لا یترکہ بقول احد ترجمہ مجتہد بعد کرنے اجتہاد اور معرفت حکم کے تقلید سے منع کیا گیا اور اسپر اجماع ہے کیونکہ جو اوس نے جانا ہے وہ تو اللہ کا حکم ہے بہلا اسکو کسی کے قول سے کیسے ترک کرے ۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۲ مین ہے ولا یجوز التقلید مع اجتہادہ اجماعا یعنی باوجود اجتہاد کے تقلید اجماعا جائز نہین ہے ۔ شامی شرح درمختار مین ہے ان المجتہد اذا اجتہد فی واقعۃ بحکم یمتنع علیہ تقلید غیرہ فیہا اتفاقا ترجمہ مجتہد نے جبکہ کسی مقدمہ مین کوئی حکم کیا تو اب اوسپر دوسرے کی تقلید کرنا اس حکم مین اتفاقاً منع ہے ۔ ایسے ہی اور کتب اصول وفقہ مین ہے ان نقول سے معلوم ہوا کہ حنفیہ وغیرہ کے نزدیک مجتہد کو تقلید کرنا ممتنع ہے ۔ بعد اسکے آپ کے جواب کی نسبت کہا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ وشافعی وغیرہ کو آپ مجتہد جانتے ہین یا نہین اگر مجتہد جانتے ہین تو خود آپ کی کتب معتبرہ سے وہ مقلد نہین ہوسکتے ہان جب آپ غیر مقلد بنکر اپنی کتب سے دست بردار ہوجاوین اور امام ابوحنیفہ کو محض مقلد کہین تو البتہ آپکا کلام بن سکتا ہے ۔ مگر اس صورت مین امام صاحب کا حکم نافذ نہوگا ۔ خود درمختار وغیرہ کتب مین مصرح ہے کہ مقلد کی قضا نافذ نہین ۔ مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول مین ہے کہ مقلد کو خود تقلید کرنا چاہیئے اسکی تقلید دوسرے کو جائز نہین تو بھلا ان حضرات کی کیسے تقلید جائز ہوگی نیز اس

خلفاء اربعہ بیشک اولی الامر تھے اور اونکی تقلید برابر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور
جمیع آئمہ کرتے چلے آئے ہین چنانچہ اقوال اونکے کتب فقہ مین منقول اور معمول
ہین پس سائل کا یہ کہنا کہ انکی تقلید نہ کیگئی بالکل خلاف واقعہ ہے الخ۔ **جواب**
پہلے مین مختصر طور پر اپنے سوال کو نقل کرتا ہون بعد اسکے حضرت مجیب صاحب کی
قلعی کھولے دیتا ہون کہ مجیب صاحب نے سوال کو سمجھا تک نہین۔ سوال میرا یہ تھا
کہ خلفاے اربعہ اولی الامر تھے یا نتھے۔ اگر یہ صاحب بھی اولی الامر تھے تو پھر کیا
وجہ کہ انکی تقلید نہ کی گئی اور آئمہ اربعہ کی تقلید اختیار کیگئی الخ۔ اس سوال کا
مطلب ظاہر ہے کہ بعد آئمہ اربعہ کے جسقدر لوگ ہوئے اُس زمانہ تک جسوقت
اس تقلید ناسدید کی بنیاد قائم ہوئی لوگون نے آئمہ اربعہ کی تقلید اختیار کی
اس زمانہ تک جسمین ہم لوگ ہین ان سب لوگون نے کیون آئمہ اربعہ کی تقلید کی
خلفاے راشدین جو اول نمبر کے اولی الامر تھے انکی تقلید کیون ترک کر دی آل سوال
سے یہ غرض نہین کہ امام ابو حنیفہ و دیگر آئمہ نے کیون نہ تقلید خلفاء اربعہ کی
اختیار کی بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ لوگ ظاہر مطلب یہ بھی ظفر یاب نہین ہوتے
بعد ظاہر کرنے مطلب سوال کے ناظرین انصاف کرین کہ جواب سوال کے مطابق
ہے یا نہین۔ سوال بطور عموم۔ جواب بطور خصوص۔ حالانکہ مطابقت اسکے لئے
موافقت کا ہونا ضروری ہے۔ اچھا صاحب جانے دو فرض کیا کہ سوال سے
وہی غرض اور اوسکا وہی مطلب ہے جو حضرت مجیب صاحب نے سمجھا ہے مگر
اس جواب مین بھی ہمکو چند وجہ سے کلام ہے ہم مجیب صاحب سے امید
رکھتے ہین کہ ہمارے وجوہ کو غور سے ملاحظہ فرماکر جواب شافی ایسا عنایت فرماوین
کہ ہر منصف مزاج آدمی اسکو جواب قرار دے۔ **وجہ اول** جو آپ صاحبون
نے فرمایا ہے۔ اور انکی تقلید برابر ابو حنیفہ رح اور جمیع آئمہ کرتے چلے آئے ہین

ابوداود ص۲۱ مین مذکور ہے - امام صاحب کے نزدیک جوربین پر مسح جائز نہین ہے
دیکھو کتب فقہ مسئلہ ۵ پنجم حضرت عمرؓ کے نزدیک سورۂ فاتحہ کا نماز مین پڑہنا فرض
ہے دیکھو ترمذی ص۳۵ - امام ابوحنیفہ کے نزدیک فرض نہین ہے دیکھو کتب فقہ
مسئلہ ۶ ششم حضرت عمرؓ نے قراۃ خلف الامام کا امر کیا دیکھو جزء قراۃ امام بخاری
وسنن کبری بیہقی - امام ابوحنیفہ کے نزدیک قراۃ خلف الامام مکروہ ہے مسئلہ ۷
ہفتم حضرت عمرؓ کے نزدیک عورت کے بوسہ لینے سے وضو جاتا رہتا ہے دیکھو
مشکوۃ مطبوعہ بمبئی ص۳۳ - اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک وضو نہین ٹوٹتا دیکھو
کتب فقہ - بالفعل انہین سات مسئلون پر اکتفا کیا جاتا ہے حضرت امام ابوحنیفہ
باوجود ہونے مقلد کے ایسے بڑے مجتہد سے اختلاف کرین اور غیر مقلد نہ ٹھہرین
اہلحدیث کے علماء غیر مقلد کہلائین کیا انصاف ہے باوجودیکہ مسئلہ اولی مین امام
صاحب کا اختلاف بغیر دلیل کے ہے اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ امام صاحب مقلد
ہوکر ایسے اکابر مجتہدین کا اختلاف کرین اور غیر مقلد نہ کہلائین - اہلحدیث باوجود
پانے دلائل صحیحہ وبراہین قویہ کے مخالفت مقلدون کی کرکے غیر مقلد بن جاوین
ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا - وجہ چہارم مین چند مسئلے آپ سے دریافت
کرتا ہون فرمائیے کہ ان مسائل مین امام صاحب نے کس خلیفہ کی تقلید کی اونکے
نام نامی و نام کتاب سے جسمین مذہب انکا مسطور ہو مطلع فرماکر ممنون کیجیے
مسئلہ ۱ بال خنزیر کے پاک ہین اس سے نفع اوٹھانا درست ہے ہدایہ مطبوعہ
مصطفائی ص۳۹ جلد دوم مین یہ مسئلہ موجود ہے مسئلہ ۲ کتے کو بغل مین
دباکر نماز پڑھے تو نماز اوسکی درست ہے نہایۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار
مطبوعہ مطبع صدیقی ص۱۰۰ (۳) اسی کتاب کے ص۹۹ مین ہے کہ کتے کی
کھال کی جانماز اور ڈول بنانا درست ہے - (۴) فتاوی قاضی خان ص۱

تقدیر پروہ کتب اصول وفقہ جنمین آئمہ اربعہ کو مجتہد مطلق لکہا ہے جیساکہ شامی
شرح درمختار ص۲۵ ومسلم الثبوت وغیرہما بھی غلط تصور کیجاوین گی بوجہ مقلد ہونے
آئمہ کے - یا آپکا جواب غلط ٹھہریگا - یا ان کل مؤلفین کا لکھنا - کیا کہین کوئی بات
بناءی نہین بنتی **وجہ دوم** ہمنے مانا کہ امام ابوحنیفہ وغیرہ بموجب قول آپکے
مقلد تھے اور اونھون نے تقلید خلفاء راشدین کو اختیار کیا اب اس تقریر پر گذارش
ہے کہ امام ابوحنیفہ نے مثلا چارون خلیفہ کی تقلید کی یا کسی خاص کی اگر چارونکی
تقلید کی تو تقلید شخصی باطل ٹھہری اور یہی ہمارا مقصود ہے آپ حضرات
مقلدین بھی اونہین مقلدون سابق کیطرح تقلید شخصی کو چھوڑئے جس
امام کا مسئلہ موافق قرآن وحدیث کے ہو بحکم آیت فان تنازعتم فی شیٔ کے لیجیے
ہان اگر کسی خاص خلیفہ کی امام صاحب نے تقلید کی ہے تو اوسکا نام بتائے تو کہ
پھر ہم امام کے قولون کو انکے اقوال سے مطابق کرین - **وجہ سوم** خلفاء
راشدین مین سے بڑے مجتہد حضرت عمر رض مشہور ہین امام ابوحنیفہ نے بہت سے
مسائل مین انسے اختلاف کیا **مسئلہ** اول - حضرت عمر رض کا مذہب ہے کہ
ظہر کا وقت ایک مثل سایہ کے بعد تمام ہو جاتا ہے دیکھو موطا امام مالک ص۳ -
امام ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ وقت ظہر کا دو مثل تک باقی رہتا ہے **مسئلہ ۲** دوم
حضرت عمر رض کا مذہب ہے کہ مفقود کی زوجہ بعد انقضاے چار برس نکاح کرلیوے
موطا امام مالک ص۲۰۹ - امام ابوحنیفہ کے نزدیک ۹۰ برس تک بیٹھی رہے
دیکھو کتب فقہ - **مسئلہ ۳** سوم امام ابوحنیفہ کے نزدیک سجدہ تلاوۃ واجب ہے
حضرت عمر رض کا یہ مذہب ہے کہ واجب نہین ہے جسکا دل چاہے کرے یا نہ کرے
حضرت عمر کا قول موطا امام مالک ص۷ مین ہے **مسئلہ ۴** چہارم حضرت عمر رض کے
نزدیک جورب پر مسح کرنا جائز ہے بغیر قید تخین وغیرہ کے مذہب حضرت عمر رض کا

واہ جواب تو خوب لکھا کہئے جناب اہلحدیث کو تو عرض کرنے مسائل فقہیہ سے آپ
غیر مقلد قرار دین پہلے مقلد ونکو امام - بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا -
- دوسرا سوال میرا یہ تھا خلفائے اربعہ مجتہد مستقل تھے یا نہ تھے
اگر تھے تو اونکی تقلید کیون نہ کی گئی لوگ عمری علوی عثمانی کیون نہ کہلائے حنفی
شافعی کیون ہوئے الخ - اسکے جواب مین مجیب صاحب تحریر فرماتے ہین
قولہم الجواب خلفا مجتہدین تھے انکے اجتہاد سے کسیکو انکار نہین اسلیئے اونکے
استنباطات کو حنفیہ حق جانتے الخ - جواب اس سوال کے مطلب کو بھی
ان حضرات نے نہین سمجھا نہ پورے سوال کا جواب دیا سوال کا مطلب تو یہ ہے
کہ جبکہ خلفائے اربعہ مجتہد مستقل تھے تو لوگ عمری علوی عثمانی بکری کیون نہ کہلائے
حنفی شافعی کیون ہوئے اسکا کچھ جواب ہی نہین حالانکہ اس سوال سے غرض
یہی تھی کہ لوگ حنفی شافعی کیون ہوئے بکری عمری عثمانی علوی کیون نہوئے
اگر یہ غرض نہولی تو سوال اول ودوم مین کیا فرق باقی رہتا - جبکہ آپ کو سوال کا
مطلب معلوم ہوگیا تو پورے سوال کا جواب دیجیے پھر جواب الجواب ہمسے لیجئے
نیز - بتقدیر مجتہد ہونے خلفائکے وہی سوال جواب ہین جو پہلے جواب اول کے
جواب مین گذرے - سوال تیسرا یہ تھا سوال سوم یہ آیت جسمین لفظ اولی الامر کا
ہے جب نازل ہوئی تو اوسوقت بھی اوسپر عمل کرنا ضروری تھا یا ائمہ اربعہ کے
بعد ہوا اگر اوسوقت بھی عمل ضروری تھا تو ائمہ اربعہ کے زمانے کے قبل کون
اولی الامر تھے جنکی تقلید ضروری تھی اور اب اونکی تقلید کیون جاتی رہی الخ
قولہم وقت نزول آیہ کریمہ کے زمان فخر عالم علیہ السلام مین اسپر عمل ہوا جسوقت
صحابہ فقہا امرا کہ امارت ظاہری سے بفضیلت علم ہوتے تھے فخر عالم علیہ السلام
سے جدا ہوئے تو اجتہاد کیا اور جواب دئے الخ - جواب اس جواب سے

مین ہے کہ مشت زنی کرنا تسکین شہوت کے لیے مباح ہے (۵) اسی فتاوے
جلد چہارم کے ص۳۶۴ - اور فتاوی سراجیہ کے ص۱۳ مین ہے کہ قرآن شریف کو شفا
کے لیے پیشاب اور خون سے لکھنا درست ہے (۶) چلپی حاشیہ شرح وقایہ
مطبوعہ منشی نولکشور ص۲۹۵ مین ہے کہ خرچی زانیہ کی حلال ہے نزدیک امام اعظم کے
(۷) غایۃ الاوطار ص۷۷ مین ہے کہ لڑکی صغیرہ وچارپایہ ومردہ عورت سے
وطی کرنے سے غسل نہین آتا (۸) اسی صفحہ مین ہے کہ وضو بھی ایسے فعل قبیح
سے نہین ٹوٹتا (۹) ہدایہ مطبوعہ مصطفائی جلد دوم کے ص۸ مین ہے کہ
دار الحرب مین سود لینا درست ہے (۱۰) اسی کتاب کے ص۴۷۷ مین ہے کہ
ماسوائے چار شرابون کے باقی کل شراب کا استعمال جائز ہے گو وہ جَو کی ہو - یا
گیہون کی اسکے شارب کو حد نہ لگائی جاوے — انہین دس مسئلون پر
اکتفا کیجاتی ہے - آپ سے قوی امید ہے کہ ضرور ارشاد فرمایئے کہ ان مسائل
مین امام صاحب نے کس خلیفہ کی تقلید کی الحمدللہ کہ ان وجوہ سے پہلے جو کا
جواب تمام ہوا - **قولہم** البتہ وقت تعارض اقوال خلفاء وصحابہ احادیث
سے یا وقت تعارض باہمی صحابہ کے حسب الحکم اس آیۃ فان تنازعتم فی شئ الخ
نصوص سے ترجیح دیکر ایک امر کو راجح قرار دیا ہے خواہ ترجیح عیان سے
اشارہ و دلالہ سے - **جواب** الحمدللہ کہ آپ کے قول سے ہی امر ثابت ہوا
کہ وقت تعارض اقوال ایک کو ترجیح دینا اور قرآن و حدیث پر بموجب آیت کے
پیش کرنا درست ہے الحدیث کا بعینہ یہی طریقہ ہے جیسکہ پہلے مقلدین کا
طریقہ تھا کہ وقت تعارض اقوال کے ایک کو ترجیح دیتے تھے - الحدیث بھی ائمہ
مجتہدین کے اقوال کو جو آپسمین متخالفہ متعارضہ ہین ایک کو قرآن و حدیث سے
ترجیح دیکر اسپر عمل کرتے ہین جیسے پہلے ائمہ مقلدین - آپنے تو خود تقلید کی بیخ کنی بھی

مقلد ہین الخ **الجواب** آپ ہی انصاف سے کہئے جب آپ ہزار ہا کے مقلد ٹھہرے
تو تقلید شخصی کہان رہی جو لوگ چارون آئمہ کے یعنی امام ابو حنیفہ و شافعی و مالک
و احمد کے اقوال پر عمل کرتے ہین وہ تو غیر مقلد کہلائین اور آپ باوجود ہزارون کی تقلید کے
مقلد کے مقلد ٹھہرے ہین اور نیز یہ آپکا کہنا بھی سراسر خلاف ہے امام ابو حنیفہ نے ہی
صدہا جگہہ خلفاء و صحابہ و بخاری و مسلم کا بغیر دلیل خلاف کیا ہے کچھہ مثالین اسکی
اوپر گذرین - فتذکر ولا تکن من الغافلین — **سوال** نجم یہ تھا لفظ اولی الامر
سے آئمہ اربعہ ہی کی تقلید کا حصر ہے یا نہین اگر آئمہ اربعہ ہی کی تقلید کا حصر ہے تو
پھر امام محمد و ابو یوسف وغیرہا کی تقلید کیون کیجاتی ہے اور اگر آئمہ اربعہ کی تقلید کا
حصر نہین ہے تو پھر اورون کی کیون تقلید نہین کیجاتی - اور اگر کوئی اورون کی تقلید کرے تو
اسکو کیون لا مذہب بنایا جاتا ہے - اسکے جواب مین حضرت فرماتے ہین **قولہم** -
اولی الامر مین حصر آئمہ اربعہ کا نہین لیکن حکم کرنا موافق نصوص کے شرط ہے پس
جو موافق نصوص کے حکم دیوین وہی اولی الامر ہین - **الجواب** اسبات کو
یاد رکھئیگا اولی الامر کی تعریف تو آپنے خوب کی یعنی جو موافق نصوص کے حکم دیوے
وہی اولی الامر ہے اسمین شرط مجتہد و غیر مجتہد کی آپنے نہین لگائی یہان پر تو
حق بولگئے اسکو خوب خیال رکھئیگا - **قولہم** پس وہ قول صاحبین کا
خارج احکام آئمہ اربعہ کا نہین بلکہ کسی نہ کسیکے موافق ضرور ہے الخ - **جواب**
معلوم نہین آپ لوگ عالم فاضل کہلا کر کیون ایسی جاہلون کی بولی بولتے ہین
جو صاحب علم آپ کے اس قول کو کتب فقہ سے مطابق کریگا تو کیا کہیگا یہ تو فرمائے
آب مستعمل امام ابو یوسف کے نزدیک نجاست مخففہ مین داخل ہے آئمہ اربعہ
مین سے یہ کسکا مذہب ہے - امام محمد کے نزدیک طاہر ہے مطہر نہین آئمہ اربعہ
مین سے یہ کسکا قول ہے کہ پانی مستعمل طاہر ہے مطہر نہین - منیۃ المصلی مین ہے

معلوم ہوا کہ صحابہ وغیرہ تابعین بھی اولی الامر تھے اور اونکی تقلید کیجاتی تھی چونکہ
صحابہ آنحضرت صلعم کے ایک ہی زمانہ مین بہت سے اولوالامر تھے بعض جگہہ دو دو
تین تین تھے جیسے یمن مین ابوموسی - معاذ بن جبل - تو اس آپ کے قول سے
بھی تقلید شخصی باطل ہوگئی وہوالمقصود **قولہم** اب باقی رہی یہ بات
کہ انکی تقلید ترک کیگئی تو یہ غلط ہے بلکہ ابوحنیفہ نے جہان جہان اقوال خلفاء بلکہ
عوام صحابہ کے ملے اونکو تسلیم کیا الخ **جواب** واہ کیا خوب جبکہ اونکی تقلید نہ
ترک کیگئی تو تقلید شخصی باطل ہوئی کیونکہ آئمہ اربعہ کے پہلے صدہا مجتہد گذر گئے ہین
انکی بھی تقلید اور آئمہ اربعہ کی بھی تقلید تو بہت سے مجتہدین کے آپ لوگ مقلد ٹھہرے
اب آپ کو تقلید شخصی کے ثبوت کے لئے قلم ہاتھ مین لینا حرام ہے خود آپ مقر ہوچکے
کہ ہم لوگ صدہا کے مقلد ہین مقولہ عرب کا - المرء یوخذ باقرارہ - اس مقولہ کو
خوب یاد رکھیگا بھولئیگا مت - افسوس کہ اپنی ہی زبان قلم سے تقلید شخصی کا رد بھی
کرتے ہین پھر اوسکے تارک کو ملامت بھی فاعتبروا یا اولی الابصار - ان ہذا لشئ
عجاب - یہ جو جواب مین آپ لوگ فرماتے ہین کہ ابوحنیفہ نے جہان جہان الخ
جناب من سوال ابوحنیفہ کی نسبت تو نہین کیا جاتا بلکہ سوال تو عام ہر ہر واحد متنفس
مسلمان کی نسبت ہے جیسا کہ سوال اول کے جواب مین گذرا مولوی عالم ہوکر
یہ بھی نہین جانتے کہ سوال عام ہے یا خاص - **سوال** چہارم یہ تھا پہلے اولی الامر
کی تقلید چھوڑکر پچھلونکی تقلید کرنا جائز ہے یا نہین اگر جائز نہین ہے تو پہلے
اولی الامر حضرت ابوبکر صدیقؓ عمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ وشریح وغیرہم صحابہ تابعین مین
سے جو اولی الامر تھے اونکی تقلید کیون ترک کرکے آئمہ اربعہ کی جو متاخر انکے تھے کیگئی
قولہم پہلے اولی الامر کی تقلید ترک کرنا جائز نہین جب تک مخالفہ مذکورہ بالا نہو
اور علماے حنفیہ نے نہ تقلید خلفاء وصحابہ کی ترک کی نہ بخاری ومسلم کی سب کے

الجواب واہ جناب پہلے تو آپ مقر ہو چکے کہ لوگ کل صحابہ و خلفاء وغیرہ حتی کہ بخاری و مسلم کے مقلد ہین یہانتک کہ مرغی کی ایک ٹانگ ایک کی تقلید اختیار کرلے لگے جبکہ ایک کی تقلید موجب انتظام خلائق ہے تو آپ کیون بیسون کی کبھی امام ابوحنیفہ کبھی امام محمد کبھی امام ابویوسف کبھی متاخرین کی تقلید کرتے ہین اور انتظام کو توڑتے ہین جب خود منتظم صاحب نے انتظام کو توڑ دیا تو دوسرونکو بھی اس بدانتظامی سے معاف رکھئے کہ محتسب گر بخورد معذور دار و مست را -

قولہم قال اللہ تعالی ان اقیموا الدین و لاتتفرقوا فیہ یعنی عند التفرق یہ آیت مخصص اسی عموم کے ہوسکتی ہے - **الجواب** بہلا صاحب اس آیت کو تقلید سے کیا علاقہ اس سے رد تقلید کا نکلتا ہے کیونکہ اس آیت مین حکم یہ ہے کہ متفرق مت ہو جاؤ دین اسلام کو قائم رکھو تفرقہ تو انہین مقلدین نے ڈال رکھا ہے ایک دین اسلام جسکے پکڑنے قائم رکھنے کا حکم تھا اوسکے چار حصے کردئے جدے جدے بٹوارے بانٹ لیئے خانہ کعبہ مین حصہ لگائے حتی کہ چار جگہہ نماز علحدہ علحدہ ہوتی ہے تفرقہ دین کا اسمین ہے ہملوگ تو اسی تفرقہ کو مٹاتے ہین اور سبکو یہی حکم کرتے ہین کہ ایک دین محمدی پر قائم ہو جاؤ اسمین نجات ہے یہود و نصاری کیطرح جدا جدا امت ہو علحدہ علحدہ مذ[ہب] مت قائم کرو یہ تفرقہ تو اسی تقلید سے پیدا ہوا - اللہ تعالی سب مومنین و مومنات کو اس سے بچا وے - پوری تفسیر اس آیت کی انشاءاللہ دوسرے موقعہ پر کیجاوےگی ہذا آخر ما اردناہ والحمد للہ علی ذلک فقط

تمت

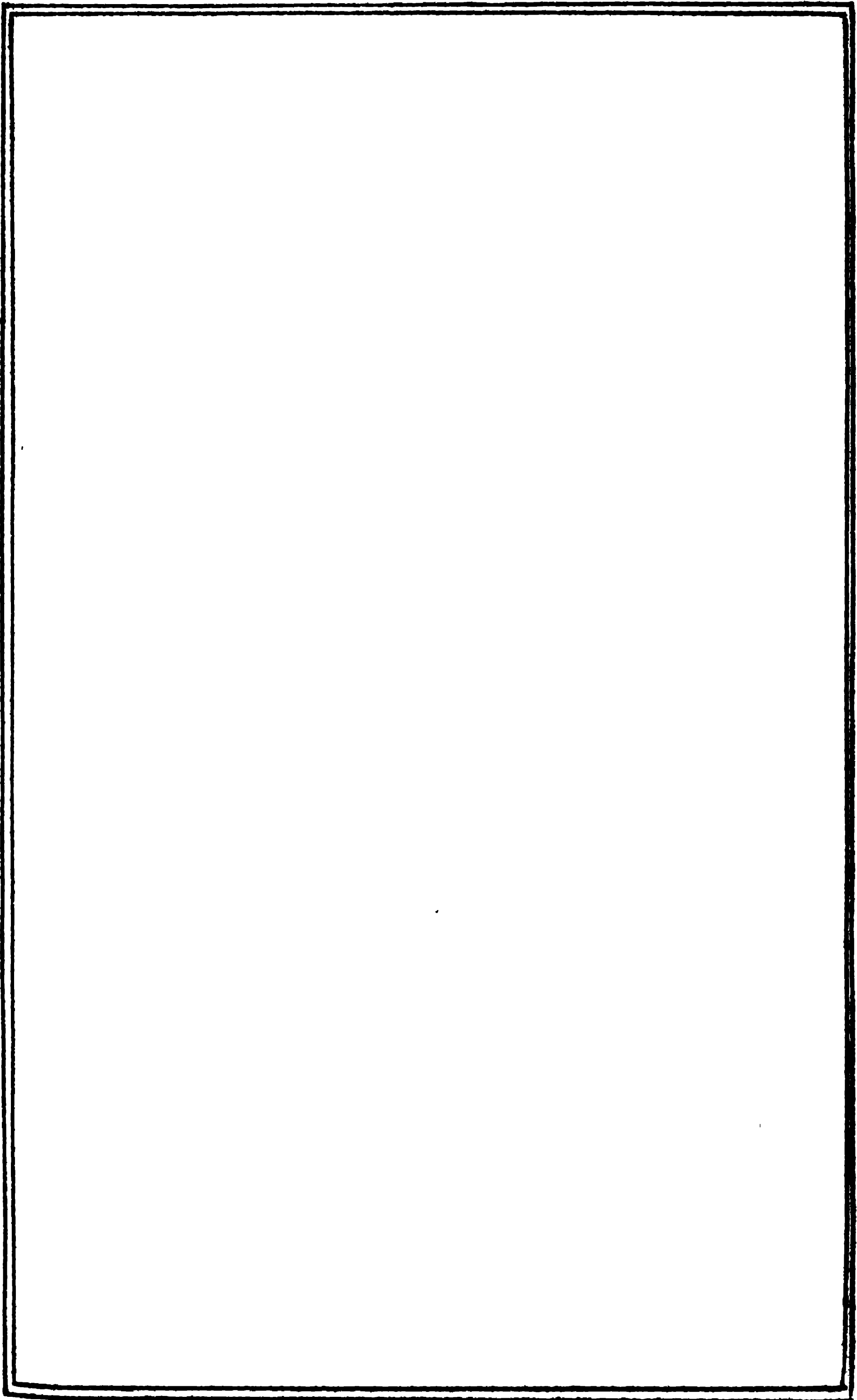
در مطبع سعید المطابع واقع بنارس طبع گردید
محرم ۱۳۰۵ھ ہجری

کہ امام ابو یوسف صاحب کے نزدیک سور کا چمڑا دباغت دینے سے پاک ہو جاتا ہے
آئمہ اربعہ سے یہ کسکا مذہب ہے ۔ شرح وقایہ مطبوعہ تیغ بہادر کے صفحہ
مین ہے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک وقت خروج منی کے شہوت کا ہونا شرط
ہے یہانتک کہ انفصال منی کا شہوت سے ہوا اور کسی نے اپنے عضو کو پکڑ لیا
بعد اسکے منی خارج ہوئی تو امام ابو یوسف کے نزدیک غسل واجب نہین ہے
بتائیے یہ کس امام کا مذہب ہے اور صدہا مسائل ہین کہانتک لکھے جاوین۔
اب بموجب قول آپ کے جو شخص انکے قول پر عمل کرے وہ دوسرون کے قول
بھی عمل کر سکتا ہے **قولہم** جو مرتبہ اجتہاد رکھتا ہو اوسکو جائز ہے کہ بعد تتبع
روایات امام صاحب کے اگر کوئی حکم غیر منصوص علیہ پاوے تو اسکو بتبتیک دوسرے
امام کے مسلک پر عمل جائز ہے **الجواب** پہلے تو آپ صدہا امام کے حتی کہ
بخاری ومسلم کے مقلد بن چکے ہین یہان آکر دوسرے امام مین یہ کلام کرتے ہین
یہ کیسی ہٹ دھرمی ہے پہلے کچہہ لکھتے ہین تھوڑی سی دیر کے بعد اسکو بھول جاتے ہین
دن دوپہر تو ڈاکہ نہ ڈالئے ۔ پھر انصاف سے کہئے نورکہ بخشو غوثن وغیرہم
جاہل کندۂ ناتراش جو شرح وقایہ کو (شرح وکایہ) فقہ کو پہکہا ۔ ہدایہ کو ہدایۃ
کہین انکو تو بغیر اجتہاد کے صاحبین کے قول پر جنکے صدہا مسائل مخالف آئمہ اربعہ
کے ہین عمل جائز ہو ۔ اہلحدیث کو کلام رسول پاک ومدلل اقوال آئمہ ثلاثہ پر عمل
جائز نہو یہ کیا انصاف ہے ۔ امید ہے سوچ سمجھکر پھر ایک کمیٹی کرکے جواب باصواب
عنایت کیجئے ۔ ایسی لچر پوچ باتون سے کام نہین چلتا ۔ کسی کی قوم پر طعن کرنا
یہ علامات جاہلیت سے ہے اللہ تعالی مومنین ومومنات کو بچاوے ۔
قولہم اور تقلید ایک کی کرنا بعد ثبوت حقانیہ اس مذہب کے اور دوسرون
سے حسن ظن رکھنا یہ موجب انتظام خلائق ہے اور رفع تفرقہ فرض ہے ۔

6.4.35

ریویو کتب اردو مؤلفہ نواب صاحب

اس زمانہ مین کہ اہلبدعت ونیچریونکا شور وشغب ہے جسطرف نظر اوٹھاکر دیکھو یہی دنیاکے متوالے نظر پڑتے ہین اِن لوگونکی زبان پر تو کلمہ دنیا کی ترقی کا ہے مگر درحقیقت انکو تنزل دین منظور ہے امر بالمعروف نہی عن المنکر ایک زمانہ سے اسکا رواج اُٹھا جاتا ہے اسلام پر غربت طاری ہوتی چلی جاتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ہمارے دیکھتے دیکھتے بہت سے عالم فاضل جنکو عمل بالحدیث کا نہایت ہی دعوی تھا موٹے کپڑے پہنتے تھے متوکل بنے ہوئے تھے اب وہی فساق فجار کی مجلسون مین جاتے ہین لکچر دیتے ہین نہ امر بالمعروف نہ نہی عن المنکر اس دور پرفتن مین ہمارے حضور کی ذات عجب بھی غنیمت ہے آپ کی تالیفات مبارکہ کو دیکھہ دیکھکر پھر بھی لوگونکو سہارا ہوتا ہے کوئی دعایۃ الایمان سے اپنے ایمان کے دعائم کو مضبوط کررہا ہے۔ کوئی کشف الغمہ سے حقیقت حال امت کا کشف کررہا ہے بعض فساق فجار بشارت الفساق کو دیکھہ دیکھہ اپنے فسق وفجور پر نادم ہوتے ہین متقین عاقبۃ المتقین کی سیر سے تازہ دم ہوتے ہین۔ قضیۃ المقدور سے بعض صاحب احوال قبور کا ملاحظہ کرکے محاسن الاعمال سے حسن اعمال کیلئے سعی کررہے ہین حضرت مؤلف کے لئے دعائے خیر منارہے ہین۔ زبان حال قال سے یہ کلمہ زبان پر لارہے ہین یا اللہ تو ایسے ہادی دین راہ نما ضالین کی عمر مین اپنے فضل وکرم سے برکت دے انکی مرادین برلا انکے اعدا کو انتمت کا مزا چکھا۔ بالفعل ان دنون کتاب دعایۃ الایمان الی توحید الرحمان مطبع مطبع شاہجہانی طبع ہوکر شائع ہوئی ہے جسمین مضامین توحید کو کوٹ کوٹ کر



وارد ہوا ہے غالب سورتین قرآن پاک کی بلکہ سب سورتین اوسکی متضمن انہین اقسام توحید کو ہین اس حساب سے گویا سارا قرآن بیان توحید مین ٹھہرتا ہے اللہ تعالیٰ نے توحید و شرک کے حقوق و جزا کو ذکر کیا ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہین جس توحید کو سارے رسول لائے ہین وہ یہی توحید الوہیت ہے یعنی اکیلے اللہ کو معبود ماننے اوسی پر بھروسا کرے دوستی دشمنی سب اوسی کے لیے ہو جو کام کرے سب اوس کے لیئے کرے جو کام نہ کرے اوسکے لیے نہ کرے اس توحید مین سارے اسماء و صفات کا اثبات کرنا لازم آتا ہے قرآن شریف مین اس توحید کی بہت دلیلین ہین توحید سے مراد کچھ فقط توحید ربوبیت کی نہین ہے کہ اکیلے اللہ کو خالق عالم جان لے جیسطرح بعض اہل کلام و تصوف سمجھتے ہین کیونکہ نرے اللہ کو خالق ہر شئے کا سمجھنے سے کوئی موحد نہین ہوتا ہے جب تک کہ شاہد لا الہ الا اللہ نہو یعنی یہ اعتقاد کرے کہ سوا ے اللہ کے کوئی مستحق عبادت کا نہین ہے عرب کے مشرک بھی اللہ کو خالق ہر شئے کا کہتے تھے معہذا مشرک تھے قال تعالیٰ وما یؤمن اکثرھم باللہ الاوھم مشرکون یعنی اکثر ایمان لانیوالے مشرک ہوتے ہین۔ ایک گروہ سلف نے کہا ہے ذرا تو ان لوگون سے پوچھ کہ آسمان زمین کو کس نے بنایا ہے وہ یہی کہین گے کہ اللہ نے بنایا ہے باوجود اسکے پھر وہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہین سو ہر مقر اسبات کا کہ رب خالق ہر شئے کا اللہ ہے اللہ کا عابد و داعی و راجی و خائف نہین ٹھہرتا ہے اسبات کا اقرار تو عامہ مشرکین بھی کرتے تھے مگر شفعاء کو اللہ کا ہمسر ٹھہراتے تھے قرآن کریم مین یہ ذکر بہت جگہہ آیا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض اونمین چاند سورج تارون کو سجدہ کیا کرتے تھے اور اونکے نام کا روزہ رکھتے اور اونکے لئے جانور

ہے۔ ایسی کتاب اردو زبان مین آجتک نہ دیکھی نہ سنی گو تقویۃ الایمان سے ایمان کی بخوبی تقویت ہوتی ہے مگر اس کتاب کا نرالا ہی ڈھنگ ہے اس کے پڑھنے سے طریقہ سلف کا یاد آتا ہے کوئی صاحب میری اس تقریر کو مبالغہ پر نہ محمول کرین دعوی میرا خالی بینہ و برہان سے نہین۔ اگر شک ہو تو مین تھوڑا سا مضمون اسکا بطور نمونہ کے نقل کئے دیتا ہون اسی کتاب کے اول مین لکھا ہے کسی نے بعض اعراب سے پوچھا تھا وجود رب تعالی پر کیا دلیل ہے اوس نے کہا یا سبحان اللہ ان البعر لیدل علی البعیر وان اثر الاقدام لیدل علی المسیر فسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج وبحار ذات امواج الا یدل ذلک علی وجود اللطیف الخبیر انتہی۔ ایسے ہی میرا تھوڑا مضمون نقل کرنا بھی کل کتاب پر پورے طور سے دلالت کریگا۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۳ مین ہے **باب اول بیان مین انواع توحید و شرک کے**۔ توحید تین طرح پر ہے ایک پہچاننا اللہ پاک کی ربوبیت واسماء وصفات کا۔ دوسرے پہچاننا اوسکی الوہیت وعبادت کا تیسرے پہچاننا اوسکے افعال کا۔ دین اسلام کا نام توحید اسی لئے رکھا گیا ہے کہ بنیاد اوسکی تین شناخت پر ہے ایک یہ کہ اللہ اپنے ملک وافعال مین وحدہ لاشریک لہ ہے دوسرے یہ کہ اپنی ذات مین بےند وضد ہے تیسرے یہ کہ اپنی الوہیت مین یکتا ہے سارے پیغمبرونکی توحید انہین تین اقسام کیطرف منقسم ہے ہر قسم دوسری قسم کو لازم ہے اوس سے جدا نہین ہوسکتی ہے جس نے ایک قسم کو مانا دوسرے کو نہ مانا اوس نے پورا حق توحید کا ادا نہ کیا ابن القیم نے کہا ہے پہلی قسم کا بیان سورہ حدید و طہ و آخر سورہ حشر و اول سورہ سجدہ و اول آل عمران و سورہ اخلاص وغیرہا مین آیا ہے۔ دوسری قسم کا بیان سورہ قل یا ایہا الکافرون اور اول سورہ تنزیل الکتاب اور اول و اوسط و آخر سورہ مومن و اول سورہ اعراف و تمام سورہ انعام مین

افی اللہ شک هل من خالق غیر اللہ غرضکہ آنا پیغمبرونکا واسطے طلب کرنے اسی توحید عبادت کے تھا نہ یہ بات جتانا کہ خالق عالم کا اللہ ہے یہ مسئلہ سارے امم مین اول سے تا آخر مجمع علیہ رہا ہے اسمین کسی امت نے اختلاف نہین کیا یہ اور بات ہے کہ کوئی دیوانہ پاگل ہوکر اس بات مین اختلاف کرے معلوم ہوا کہ مشرکون نے جتنے معبود ٹھہراے ہین جیسے اوثان اصنام مسیح علیہ السلام ملائکہ جن شیاطین اونکو کچھ اسلئے اللہ کا شریک نہین بناتے ہین کہ وہ کسی شئے کے خالق رازق منزل ہین بلکہ اونکو اسلئے معبود ٹھہرایا ہے کہ وہ اونکی رسائی اللہ تک کرادینگے خدا کا مقرب بنادین گے خدا کے یہان سفارشی ہونگے سو وہ ضمن مین انہین کلمات کفریہ کے اقرار خداوند تعالی کا رکھتے ہین معبودات باطلہ کو فقط اپنا شفیع نزدیک اللہ کے جانتے ہین یہی اونکا شرک ہے اونکے جواب مین اللہ نے کہدیا ہے کہ اللہ کے پاس کوئی کسی کی شفاعت بغیر اذن کے نہین کرسکتا ہے وہ تو خود درماندہ ہین شفاعت کیا اسیوجہ سے یہ بات ٹھہیر چکی ہے کہ راس عبادات اساس طاعات وہ توحید ہے جو کلمہ لا الہ الا اللہ سے سمجھی جاتی ہے اس کلمے مین لفظ رب یا خالق یا رازق کا نہین کہا ہے بلکہ اسم جلالہ ذکر کیا ہے جو بمعنے معبود ہے مراد کلمہ کہنے سے اعتقاد کرنا اوسکے معنی کا تہ دل سے ہے نہ فقط زبان سے کہنا فی مقریزی نے کہا ہے ہر شی کا رب و مالک و معبود اللہ ہے رب وہ ہے جو خالق موجد عباد متکفل اصلاح دارین و تربیت و رزق و عافیت ہو اللہ وہ ہے جو معبود برحق ہو تعلق حب و خوف و رجا و اخبات یعنی تواضع و توبہ و نذر و طاعت و طلب و توکل و نحوہا کا تنہا اوسیکے ساتھ ہو ۔

ناظرین باقی کو اسپر قیاس کرین اول نمبر کے شائق ان کتب کے وہ لوگ ہین

ذبح کرتے اونکا تقرب چاہتے پھر یہ بات کہتے کہ یہ کچھہ شرک نہین ہے شرک
توجب ہوتا کہ ہم اونکو مدبر عالم سمجھتے سو ہم تو اونکو فقط واسطہ اور سبب اور
میانجی جانتے ہین اسلیئے ہم مشرک نہین ہین حالانکہ دین اسلام سے یہ بات
بالاضطرار معلوم ہے کہ یہ کام شرک ہے انتہے حاصل یہ ہوا کہ انسان موحد
نہین ہوتا ہے جب تک کہ اقرار توحید الٰہیت کا مع اقرار توحید ربوبیت کے نکرے
بہت سے لوگ جنکی سمجھہ مین یہ بات نہین آئی ہے وہ نوع دوم کا اقرار
نوع اول کا انکار کرتے ہین یہ اونکا جہل ہے وہ حقیقت مین مشرک ہین بلا
وشبہہ اللہ کے جتنے رسول آئے ہین وہی توحید عبادت واخلاص عمل
لائے ہین سب باتون سے پہلے ہر رسول نے اپنی قوم کو یہی بات سنائی تھی
کہ یاقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ وان لا تعبدوا الا ایاہ وان
اعبدوا اللہ واتقوہ واطیعون کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے یہی معنی ہین جو اس جگہہ
بیان کیئے گئے اس کلمہ کا نری زبان سے کہنا اور اوسکے معنی پر عمل نہ کرنا اعتقاد
نہ لانا کچھہ بکار آمد نہین ہوتا ہے ف غرضکہ بات یہ ٹھہری کہ اصل توحید دو طرح
سے ہے ایک توحید ربوبیت وخالقیت ورزاقیت ونحوہا اس توحید کے یہ معنی ہین
کہ اکیلا اللہ ہی سارے عالم کا خالق ورب ورزاق ہے اسکا انکار کوئی مشرک
بھی نہین کرتا ہے اور نہ اس امر مین کسیکو خدا کا شریک بتاتا ہے —
دوسری توحید عبادت ہے کہ سارے انواع عبادات کے اکیلے اللہ ہی کے
لیئے بجا لائے کسی کو کسیطرح کی عبادت مین بھی اللہ کا شریک نہ کرے سو اس
توحید مین اکثر لوگ شرک کیا کرتے ہین اللہ کے بہت سے شریک ٹھہرائے ہین
اسی لیئے جتنے رسول آئے وہ اسی کام کے لیئے بھیجے گئے کہ توحید ربوبیت کو
ثابت ومقرر رکھین اور توحید عبادت کیطرف دعوت مشرکون کی کرین کما قال تعالیٰ

کہ جواب آتا ہے کتاب تقسیم ہو گئی۔ یا اللہ ہزار ہزار نسخے طبع ہوئے ایک ہفتہ
مین تقسیم ہو گئے۔ ہمارے مطبع مین یہ پانچ کتابین طبع ہوئی ہین۔ تامین
اجتبوا۔ اجز الدواء الکئی۔ سائق العباد۔ ایک دوسری کتاب ان کتب کی
طلب مین جب خط آیا فورًا روانہ ہوئین۔ دو دو تین تین ٹکینڈے روز
جاتے ہین مگر پھر بھی اب تک مجددہ تقسیم کے لئے صدہا نسخے موجود ہین کیونکہ
ایسے غیرے بد شوق کو یہ کتب نہین ملتین ضائع نہین ہوتین —
ہم حضور کی خدمت مین بڑے ادب سے گذارش کرتے ہین۔ کہ کوئی عمدہ
انتظام کتب کا ایسی طرح پر کیا جاوے کہ حق حقدار کو پہنچ جاوے —
میرے نزدیک اسکا انتظام یون ممکن ہے کہ جسوقت کوئی کتاب جدید طبع ہو
اوسکے نام محصول ڈاک سے خاکسار کو مطلع کیا جاوے۔ خاکسار اخبار شحنۂ ہند
و رسالہ نصرۃ السنہ مین چھاپ دیگا شائقین پہلے مطلع ہو کر منگا لین گے —
دوسری تدبیر یہ خیال مین آتی ہے کہ اگر حکم ہو تو ہر ہر شہر ہند کے شائقین مین جو جلد
کے نامونکی فہرست منگا کر کتب خانہ مین ارسال کیجاوے تو کہ بموجب اسکے کتب طالبون کو
پہنچا کرین — نیز ایک قاعدہ ہونا ضروری ہے کہ جو کتب زیر تقسیم ہوا کرین اوسکے لئے
ایک رجسٹر ہونا چاہیے جسمین تعداد نسخون مطبوعہ کی لکھی جاوے اور جن جن
اشخاص کو وہ کتاب دیجاوے اونکے نام معہ قید سکونت کے مندرج ہون
بعد ختم ہو جانے کتاب کے وہ رجسٹر حضور کے ملاحظہ سے گذرے اور اسپر
صاد ہو کر داخل دفتر ہو — گاہے بگاہے برائے امتحان انمین سے بعض شخصون کو
خط لکھکر دریافت بھی کر لیا جاوے — کہ فلان کتاب تمھارے پاس پہنچی یا نہین۔
مین امید کرتا ہون کہ اس قاعدہ سے انتظام بھی بہت عمدہ ہو گا۔ کتاب بھی
ضائع نہو گی۔ لوگون کی بھی شکایت نہو گی — اب مجکو ایک بات کہنی نہایت

جنکے دل سنت کی بو سے بسے ہوئے ہین - توحید کے نشہ مین چور ہو رہے ہین
کیونکہ آپ کی کتب مین اکثر مضامین قرآن و حدیث کے ہوتے ہین ایسے مضامین
وہی لوگ پسند کرین گے جنکو انکی چاٹ ہوگی رہے اہلبدعت وہ تو نام سنکر
نفرت کرتے ہین - مگر ہم بڑی حسرت و افسوس سے لکھتے ہین کہ شائقین سنت کو
یہ کتب کم ملتی ہین جس شہر قریہ سے دیکھو شائقین کے خط چلے آتے ہین کوئی
لکھتا ہے ہم خط لکھتے لکھتے تھک گئے جواب نہین آتا - کوئی لکھتا ہے ہمارے
پاس منی آرڈر کی رسید تک موجود ہے - بالفعل ہم ایک نظیر اسکی لکھتے ہین
ڈاکٹر حاجی حکیم محمد ولاور خانصاحب ناگپوری کے چند خطوط آئے لکھتے ہین
مین حضور کی کتب کا مدت سے سچا شائق ہون آگرہ - بھوپال مین آپ کی
کتب کے لیے چند خط لکھے مگر جواب نہین آتا بھوپال سے تو ایکدفعہ جواب
بھی ملا مگر آگرہ سے جواب تک ندارد - اخبار مفید عام کی مجکو کچھ ضرورت نتھی فقط
حضور کی کتب کے شوق مین پیشگی قیمت اخبار کی بھی روانہ کی کہ ہمیشہ
بذریعہ اخبار کے اشتہار کتب دیکھنے مین آئیگا - مگر صوفی صاحب کے مولود ہوتی
خاص ایک کتاب مولود کی آپ کی تصنیف سے گلی گلی بکتی ہے اہلحدیث
کے دشمن ڈاکٹر صاحبکا خوش عقیدہ ہونا سنکر اخبار بھی بند کر دیا پیشگی قیمت
بھی ہضم کر گئے - ہمارے خیال مین یہی وجہ آتی ہے کہ مہتمم کتب
تقسیم کنندہ و صاحب مطبع اکثر جنکے یہان کتب طبع ہوتی ہین وہ حنفی مولود
بدعتی ہین - ظاہر مین حضور کی پہلے سرے کی خوشامدی للو پتو کرنیوالے - باطن
مین پکے دشمن - اکثر تو یہ لوگ عداوت سے کتب ضایع کر دیتے ہین جیسا کہ
بعض ثقات سے معلوم ہوا یا ایسے غیر کو دیڈالتے ہین بیچارے شائقین
مچھلی کیطرح تڑپتے رہجاتے ہین - ایک ہفتہ کتاب طبع ہوئے نہین ہوتا

ضمیمہ قابل توجہ حکام

عرصہ تین سال سے قران محرم و دسہرہ کا ہوتا ہے اکثر مختلف شہروں سے فساد کی خبرین چلی آتی ہین پچھلے سال دہلی وغیرہ شہرون مین کیسا کچھ فساد ہوا امسال بھی جبلپور وغیرہ مین فساد نے جلوہ دکھایا یہ ساری نزاع بیجا کارروائیون ہنود واہل اسلام کے باعث سے ہوتی ہے یہ شہر بنارس باوجودیکہ ہنود کا مہبر ہے کثرت سے ہنود وبڑے بڑے مہاجن بالواس شہر مین بستے ہین یہ شہر فساد سے کیون بچ رہا سچی بات تو یہ ہے کہ جسجگہہ عمدہ انتظام ہوتا ہے حکام سعی وکوشش کرتے ہین اپنے آرام کو بالاے طاق رکھدیتے ہین وہان فساد کا ہونا ممکن نہین اس شہر کے مجسٹریٹ جی آڈمس صاحب کا ایسا عمدہ انتظام ہے کہ سبحان اللہ دنگہ وفساد کا گیا - قدورکہ اس شہر کیجانب رخ کرے منتظم کار اس شہر کے تین ہین - اول انسپکٹر شہر محمد یوسف علی صاحب انکا تو یہ حال ہے کہ ارام کرنا تو جانتے ہی نہین جس جگہہ ذرا سا بھی کھٹکا معلوم ہوا جھٹ پٹ خودہی دوڑے پولیس کو تعنیات کرکے اسکا انتظام کیا یہی وجہ ہے کہ جب سے یہ صاحب کوتوال مقرر ہوئے ہین دنگہ وفساد شہر کا بالکل اوٹھ گیا ہے بڑے بڑے گنڈے بدمعاشون کے پتے آپ کے نام سے پانی ہوتے ہین آپ شہر کے خبر مسٹر پارسن صاحب سپرنڈنٹ بہادر - وجی آڈمس صاحب مجسٹریٹ بہادر کو پہنچاتے ہین یہ ہر دو صاحب کہ اپنے کام مین نہایت ہی ہوشیار ہین دن ہو یا رات خود موقعہ پر پہنچکر انتظام کرتے ہین -

مسجد لاٹ بھیرو مین ۱۱ بجے دن سے شام تک بلکہ جب تک میلہ رہا یہ دونا جب معہ کوتوال صاحب کے برابر موجود رہے کسیطرح کا دنگہ تکرار نہوا - شکر ہے کہ یہ تینون سال نہایت حسن انتظام سے باامن امان گذر گئے - ہماری

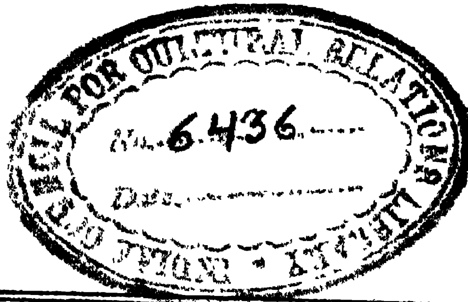
ضروری ہے۔ کہ یہ جو کچھ مین نے لکھا ہے محض برائے خیر خواہی برادران اہلحدیث بموجب حدیث صحیح مسلم وغیرہ النصح لکل مسلم کے لکھا ہے اس تحریر سے نہ مقصود کسی کی دشمنی۔ نہ کسی سے حسد کینہ بلکہ محض خیر خواہی اخوانان حدیث ہو و خیر خواہی حضور ہے واللہ علی ما اقول شہید وکفی باللہ شہیدا فقط

راقم

خیر خواہ اہلحدیث اڈیٹر نصرۃ السنہ بنارس

تمت

در مطبع سعید المطابع واقع بنارس طبع گردید
محرم سنہ ۱۳۰۵ ہجری



بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی فضل علینا بارسال خاتم المرسلین ۞ الذی من
تبعه کان من المهتدین و من تولی عنه کان من المضلین
صلی الله علیه و علی آله و اصحابه الذین هم باتباعه کانوا من
المتبوعین و علی اتباعه الذین ینفون عن سنته تحریف
الغالین و تاویل الجاهلین و انتحال المبطلین اما بعد الراجی الی رحمت الله
المجید محمد سعید بنارسی بخدمت اُن احباب کے جو عمل سنت کے دل و جان
سے شایق ہو رہے ہین گذارش کرتا ہے کہ یہ زمانہ عجب پُرفتن ہے اس دور
مین سنت پر چلنا گویا ہاتھو مین آگ کی چنگاری لے لینا ہے بلکہ اس سے بھی
زائد مصیبت ہے جون جون یہ چرخ نیلگون دور کرتا ہے زمانے کا رنگ ڈھنگ
نرالا ہی ہوتا جاتا ہے جدھر نظر اوٹھا کر دیکھو سواے فساد شرک و بدعت کے
کوئی دوسری بات نظر نہین پڑتی کہین ملحدین اپنا الحاد پھیلا رہے ہین کہین

گورنمنٹ پر لازم ہے کہ ایسے منتظمون کی ضرور قدر شناسی کرے -
مسجد محلہ راجہ پورہ مین بھی درمیان اہلحدیث وبعض شیعہ کے تعزیہ رکھنے مین
نزاع تھی ہمارے منصف مجسٹریٹ صاحب نے بعد معاینہ موقعہ وتحقیقات
واقعی کے وہ انصاف کیا اور ایسی عمدہ تجویز لکھی کہ بالکل نزاع کا باب مسدود
ہوگیا ترجمہ آپ کی تجویز کا - نصرۃ السنہ نمبر ۱- صـ ۳۲ وصـ ۳۳ مین درج
ہوچکا ہے - باقی حال لوکل اور ایک آرٹیکل ضمیمہ آئندہ مین لکھا جاویگا -
یہی مصنوعی دو تین شیعہ نے باعانت بعض مختارون کے گورنمنٹ کو تار بھی دیا
حکام کی شکایت بھی کی مگر اپنا سا منہہ لیکر بیٹھہ رہے کیا ہوتا تھا انتظام ضلع کا
مجسٹریٹ کے متعلق ہے نہ گورنمنٹ کے -

لوکل تھانہ جیت پورہ کا انتظام خراب چند چوریین ہوگئین شب کو کنسٹبل
اچھی طرح گشت نہین دیتے نہ ہیڈ کنسٹبل شب کو گشت کرتے ہین کبھی صدائے
کنسٹبل کان مین نہ پڑی - **قمار بازی** کھلے بند ہولتے ہے - تھانہ مین
کسی سب انسپکٹر ہوشیار کا تعین ہونا بہت ضرور ہے - بغیر افسر کے کام نہین چلتا
انسپکٹر صاحب غازیپور ایک مقدمہ کی تحقیقات کو گئے تھے واپس آئے
ریل سنہے پل پر جاری ہوگئی - انتظام اچھا نہین - مسافرونکو کمال
تکلیف ہے -
دو رات دن بارش خوب رہی - سب طرح سے خیریت رہی فقط

در مطبع سعید المطابع واقع بنارس طبع گردید

یہانپر بالفعل دو مسئلونکی تفصیل منظور ہے کہ آنحضرت صلعم و آپکے یارونکا ان دونو نکا
کیا طریقہ تھا اول تو یہ کہ عیدگاہ کا پختہ یا خام بنانا یا منبر اسمین لگانا کیسا ہے
آیا آنحضرت صلعم یا آپ کے بڑے رفقا خلفاء راشدین مہدیین جنکی راہ کو دانتون
سے پکڑنیکا حکم آنحضرت صلعم سے ہوتا ہے اس مسئلہ مین ان حضرات کا کیا عمل رہا
دوم نماز عیدین مین تکبیرات زوائد کتنی کہنا آنحضرت صلعم سے ثابت ہین ان
دو مسئلونمین ہمارے بھائیونمین بڑا اختلاف ہو رہا ہے چارونطرف سے استفتا
طلب کیے جاتے ہین اسلیے اس خیرخواہ موحدین متبعین نے ضروری سمجھا
کہ ان دو مسئلونکی تحقیق اچھی طرح سے لکھی جاوے کہ کسی منصف مزاج کو بعد ملاحظہ
اس تحریر کے شک و شبہہ باقی نہ رہے رہا مجادل مخاصم متبع ہوائے نفس
اسلیے مین مجبور ہون ایسے لوگونکو تو اگر پورا قرآن سنایا جاوے صحاح کی تمام
احادیث [illegible] ہاوین انکے خیال مین ایک بات نہین آتی یا اللہ تو ہمارے
بھائیونکو [illegible] ست دکھلا حق بات سمجھا اب مین اس تحریر کو ایک مقدمہ و
چند فصول پر منقسم کرتا ہون اور اللہ تعالی سے استعانت و توفیق رفیق چاہتا ہون
اوسی پر بھروسہ کرتا ہون وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون ✕ مقدمہ ترغیب
وتحریص اتباع سنت و اجتناب بدعت و تحقیق معنی بدعت مین
جاننا چاہیے کہ اللہ تعالی نے انسانکو اپنی خاص عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اس
ضعیف البنیان سے محض غرض عبادت کی ہے کہ یہ اللہ تعالی کی عبادت کرے
اوسکے سامنے سر جھکاوے اللہ تعالی نے فرمایا ہے وما خلقت الجن
والانس الا لیعبدون۔ سورہ ذاریات پارہ۔ ۲۷۔ یعنی ہم نے

نیچری اپنی سی باتین بنا رہے ہین نیچریون کا دن بدن زور ہوتا جاتا ہے عمل قرآن وحدیث کا اٹھا جاتا ہے۔ غور کرنے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا فیوما خیال لوگون کے بدلے جاتے ہین بعض وہ صاحب جو ابتدا مین بڑے متبع سنت قیاس کے منکر مؤلین کے دشمن تھے اب اونھون نے ہی قرآن واحادیث کی وہ وہ تاویلات رکیکہ کرنی شروع کر دی ہین کہ الامان کفار کی محبت مبتدعین سے برقت سبکو جائز کر دیا اہلحدیث کو حکم دیا کہ کسی بدعتی مشرک کافر کو بدعتی مشرک کافر نہ کہو کو وہ تمکو کافر کہا کرین مسجدونسے نکالین ذلیل کرین مگر تم انکو متقی پرہیزگار ہی جانو حضرت علی عبداللہ بن مسعود وابن عمر وغیرہم صحابہ رضی اللہ عنہم وجملہ ائمہ اہلحدیث نے جو بدعتی کو بدعتی کہا تو اسکو اور معنون پر محمول کرو اسلام کا شیرازہ نہ کھولو۔ حالانکہ اسلام کا شیرازہ تو اسی زمانے سے کھلا جب سے تقلید نا سدید پیدا ہوئی میرے تیرے جدے جدے مذاہب نکلے طریقہ انیقہ سنت نبوی کا چھوٹ گیا یہ نیچریون کے چیلے بہتیرا چاہتے ہین کہ بدعتی مشرک اہلحدیث سب گڈمڈ ہو کر ایک ہو جاوین اقتدا نبی صلعم کا چھوٹ جاوے یابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الجاھلون بعض وہ صاحب ہین جو باوجود اتباع سنت کے طریقہ نبویکو چھوڑے بیٹھے ہین آپکے افعال کی وہ وہ تاویلات کرتے ہین کہ سننے والیکو تعجب پر تعجب آتا ہے اللہ تعالی ہمارے سب بھائیونکو توفیق اتباع دین خاتم المرسلین صلعم کی عطا کرے آمین اللہ تعالی نے ہمکو ہر بات مین پیغمبر صلعم کی اسوہ حسنہ کی تاکید فرمائی ہے آپکا قول ہو یا فعل سب ہی تو عمل کے لائق ہین آپ کے راہ سے منہہ موڑنا گویا جہنم کا رستہ کھولنا ہے مجھکو

انھون نے کہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس ذات کی جسکے ہاتھ مین محمد صلعم کی
جان ہے قسم ہے کہ کوئی مجکو اس امت دعوت سے نہین سنیگا گو وہ سننے والا
یہودی ہو یا نصرانی پھر مرجاوے اور ایمان نہ لاوے ان باتو نپر جو مین لیکر
آیا ہون مگر وہ دوزخی ہوگا ایسا ہی مشکوۃ مین ہے اور آپ تمام لوگون
کے لئے گو وہ شرق مین ہون یا غرب مین رسول معین ہوئے جیسا کہ آیت
وما ارسلناک الا کافۃ للناس یعنی ہمنے تمکو نہین بھیجا مگر کل لوگون کے
لئے ۔ سے معلوم ہوتا ہے اور اسکے موئید حدیث بخاری کتاب التیمم کی ہے ۔
قال اخبرنا جابر بن عبد الله ان النبي صلى الله عليه وسلم
قال اعطيت خمسا لم يعطهن احد قبلي نصرت بالرعب مسيرة
شهر وجعلت لي الارض مسجدا وطهورا فايما رجل من امتي
ادركته الصلوة فليصل واحلت لي المغانم ولم تحل لاحد قبلي
واعطيت الشفاعة وكان النبي يبعث الى قومه خاصة وبعثت
الى الناس عامة ۔ بخاری صفحہ ۴۸ ترجمہ راوی نے کہا ہمکو جابر بن
عبد اللہ نے خبر دی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا مین ایسی پانچ چیزین دیا گیا ہون
کہ میرے پہلے کسیکو وہ نہین ملین ایکماہ کے رستہ پر میرا رعب پڑتا ہے زمین میرے
لئے جگہہ نماز کی اور پاکی حاصل کرنے کی مقرر کیگئی میری امت سے جس آدمی کو
جس جگہہ نماز کا وقت آجاوے تو وہین نماز پڑھ لیوے مال غنیمت کا بھی میرے
لئے حلال کیا گیا میرے پہلے کسیکے لئے نہین حلال ہوا شفاعت کرنیکا رتبہ بھی مجکو
ملا ۔ پہلے ہر ایک نبی خاص اپنی قوم کیطرف بھیجا جاتا تھا اور مین سب آدمیونکی طرف

جن اور آدمی کو نہین پیدا کیا مگر خاص اپنی عبادت کیلئے۔ اس آیت سے واضح
ہوا کہ انسان کی پیدایش عبادت کے لئے ہے کہ اعمال صالحہ بجا لاکر فوز عظیم مراد
جس سے جنت ہے حاصل کرے جیسا کہ آیت (ان الذین امنوا و
عملوا الصالحات لھم جنات تجری من تحتھا الانہار ذلک الفوز الکبیر فی
سورہ بروج پارہ ۳۰۔ ترجمہ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انھون نے
عمل اچھے کئے انکے واسطے باغین ہین کہ بہتی ہین نیچے انکے نہرین یہی بڑی مراد کو
پہنچنا ہے) سے مفہوم ہوتا ہے وہ طریقہ عبادت کا جس سے آدمی اپنی مراد کو
پہنچے بجز اتباع مرسلین کے نہین معلوم ہو سکتا کیونکہ مبلغ احکام الٰہی سے یہی ممتاز
کئے گئے ہین ما علی الرسول الا البلاغ المبین یعنی نہین ہے رسولون پر
مگر پہنچا دینا ظاہر۔ تو اب بجز اتباع رسولون کے چارہ نہین۔ جبکہ ہمارے پیغمبر خاتم
المرسلین صلعم مبعوث ہوئے تو سب رسولونکی شریعتین آپکی شریعت سے
منسوخ ہو گئین اگر موسی بھی زندہ ہوتے تو بھی آنحضرت صلعم کی ہی پیروی
بجا لاتے لو کان حیا وادرک نبوتی لا اتبعنی رواہ الدارمی مطول
کا سیاق کے یہی معنی ہین بعد مبعوث ہونے سرور کائنات صلعم کے کل جن
وانس کو وہ نصاری ہو یا یہود سب پر آپکی اطاعت واجب ہو گئی اس معنی
مین یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلعم
والذی نفس محمد بیدہ فلا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ
یھودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یومن بالذی ارسلت بہ الا کان
من اصحاب النار ھکذا فی المشکوۃ ترجمہ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے

تمکو منع کرے اس سے باز آؤ تفسیر معالم مین اس آیت کے تحت مین لکھا ہے
وھذا نازل فی اموال الفیٔ وھو عام فی کل ما امر بہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ونھی عنہ یعنی یہ آیت اموال فی مین نازل
ہوئی ہے اور یہ عام ہے ہر امر مین جسکے لیۓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم
فرماوین یا اوس سے منع کرین۔ تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان
صفحہ ۵ مین ہے۔ ایکبار شافعی نے مکہ معظمہ مین یہ بات کہی تھی کہ اے لوگو
تم جو چاہو مجھہ سے پوچھو مین ہر بات کا جواب قرآن سے دونگا کسی نے کہا بھلا
بتاؤ محرم کو زنبور کا قتل کرنا جائز ہے یا نہین انھون نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم
قال اللہ تعالی وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا
پھر اپنی سند سے یہ حدیث حذیفہ کی روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر یعنی
تابعداری کروان دو کی جو میرے بعد خلیفہ ہونگے ابوبکر وعمر۔ پھر ایک
دوسری حدیث بسند خود ذکر کی جسکا مضمون یہ تھا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ
عنہ نے محرم کو حکم قتل کرنے زنبور کا دیا ہے بخاری نے ابن مسعود سے روایت
کیا ہے کہ انھون نے یہ حدیث پڑھی لعن اللہ الواشمات والمستوشمات
الخ یعنی لعنت کرے اللہ گودنے والی اور گودوانے والیکو آخر حدیث تک
ایک عورت نے اوسمین گفتگو کی انھون نے کہا بھلا جسپر رسول خدا صلعم نے
لعنت کی ہو اور وہ بات قرآن مین بھی موجود ہو مین اسپر کسطرح لعنت
نہ کرون اوس نے کہا مین نے تو سارا قرآن جو درمیان ان دونون لوحونکے ہے

بھیجا گیا اسکو بخاری نے روایت کیا ہے - بھلا اب انصاف سے کہو ایسے سول کی اطاعت کیون نہ کیجاوے اوسکو چھوڑکر کسکا دامن پکڑا جاوے شیطان نے کیسی اُن لوگونکی راہ ماری ہے جو ایسے رسول کو چھوڑکر میرے تیرے دامن مین پناہ لیتے ہین رائے کے ٹکڑے پر جان دیتے ہین طرفہ ماجرا یہ ہے کہ جس تقلید پہ یہ لوگ اڑے ہوے ہین اسی تقلید سے خود مجتہدین نے جنکی تقلید کرتے ہین منع کیا ہے اقوال چارون مجتہدون کے امام شعرانی نے اپنی کتاب میزان مین درج کیے ہین چھوٹے موٹے بہتیرے رسالو نمین لکھے جاچکے ہین معلوم نہین یہ لوگ باوجود اس ممانعت کے کس برتے پر انکے مقلد کہلاتے ہین - نہ تو یہ لوگ متبع ہین نہ پورے مقلد - نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے - یہ لوگ خیال نہین کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے کسقدر اپنے کلام پاک مین رسول کریم کے اتباع کی تاکید کی ہے اسکی مخالفت پر کیسی وعید فرمائی ہے اب اس مقام پر چند آیات واحادیث لکھی جاتی ہین جنسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی تاکید تقسیمجھی جاتی ہے اے بھائیو ان آیات کو پڑھ سنکر اتباع نبوی ہر بات مین اختیار کرو دیکھو آنحضرت صلعم کی عیدگاہ بنانے بنوانے وغیرہ مسائل مین کیا ڈھال چال تھی جبکہ ہم لوگ آپکے نام لیوا ٹھہرے تو ہمکو قدم بقدم آپ کے چلنا چاہیے ورنہ ہمارے اور مبتدعین مین کیا فرق باقی رہیگا - اب آیات اللہ تعالیٰ کو سنو اللہ تعالیٰ نے سورۂ حشر مین فرمایا ہے وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا ترجمہ جو تمہارا رسول تمکو دیوے اسکو لو اور جس سے

سورۂ حشر رکوع ۱

ترجمہ اگرچہ اس آیت کا ایک سبب خاص ہے مگر یہ عام ہے ہر شئی مین مثل اسکے یہ آیت جسکا مطلب یہ ہے کہ جو تمکو تمھارا رسول دیوے وہ لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔ اور یہ آیت جسکا مطلب یہ ہے تو کہدے اگر تم اللہ کے دوست بنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تمکو اللہ اپنا دوست بنا لیگا ابن عمر نے اس آیت مین یہ کہا کہ یہ بھوکھ مین آنحضرت صلعم کی ہے اس آیت سے ایک جماعت صحابہ نے بہت سے مسائل پر دلیل پکڑی ہے جو کتب حدیث مین مذکور ہین اور یہان کے مطلب سے جسکے ہم در پے ہین وہ مسائل علیحدہ ہین ہان اس آیت مین سنت کی پیروی اور ترک تقلید نو پیدا کی جس سے اسلام کو ایک بڑی مصیبت پہنچی ہے بھی تاکید ہے اور یہ پیروی جسکا ذکر اس آیت مین ہے واجب ہے یا مستحب اسمین دو قول ہین قرطبی نے کہا ایک احتمال یہ بھی ہے کہ امور دین مین تو حمل وجوب پر کیا جاوے اور امور دنیا مین استحباب پر ختم ہوئی عبارت فتح البیان کی — فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب اعتصام بالسنۃ مین لکھا ہے قولہ تعالی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ وقد ذہب جمع الی وجوبہ لدخولہ فی عموم الامر بقولہ تعالی وما اتاکم الرسول فخذوہ وبقولہ تعالی فاتبعونی یحببکم اللہ وبقولہ تعالی فاتبعوہ فیجب اتباعہ فی فعلہ کما یجب فی قولہ حتی یقوم دلیل علی الندب او الخصوصیۃ ترجمہ اللہ تعالی کا قول تمھارے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا اچھی ہے ایک جماعت اسطرف گئی ہے کہ پیروی آنحضرت کی

اگر جو تم کہہ رہے ہو وہ اسمین کہین نہین پایا انہون نے کہا اگر تو قرآن پڑہتی
تو ضرور پاتی کہا تو نے یہ آیت نہین پڑہی ما اتاکم الرسول فخذوہ وما
نہاکم عنہ فانتہوا اسنے کہا ہان پڑہی ہے کہا تو پہر رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کامون سے منع فرمایا ہے۔ ابن برجان کہتے ہین جو بات رسول
خدا صلعم نے کہی ہے وہ یا خود قرآن مین موجود ہے یا قرآن مین اسکی اصل
سے قریب ہو یا بعید جسنے سمجھا اوس نے سمجھا جو اندہا رہا وہ اندہا رہا اسیطرح
ہر حکم و ہر فیصلہ آپکا قرآن مین ہے ختم ہوا مضمون ترجمان القرآن کا سورہ
احزاب مین ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی تمہارے
لئے آنحضرت صلعم کی اقتدا کرنا اچہا ہے تفسیر فتح البیان مین تحت اس آیت
یون لکہا ہے وہذہ الایۃ وان کان سببہا خاصا فہی عامۃ فی کل
شیء ومثلہا وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا
وقولہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ عن ابن عمر
قال فی الایۃ ہذا فی جوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وقد استدل بہذہ الایۃ جماعۃ من الصحابۃ فی مسائل
کثیرۃ اشتملت علیہا کتب السنۃ وہی خارجۃ عما نحن بصددہ
نعم فیہ دلالۃ علی لزوم الاتباع وترک التقلید الحادث الذی
اصیب بہ الاسلام ایۃ مصیبۃ وہذہ الاسوۃ علی الایجاب
او علی الاستحباب فیہ قولان قال القرطبی یحتمل ان تحمل علی
الایجاب فی امور الدین وعلی الاستحباب فی امور الدنیا انتہی

آیت سورہ احزاب رکوع ۳ مین ہے

اس آیت مین جیسی بشارت اتباع سنت کی ہے ویسی ہی وعید شدید آنحضرت صلعم کی مخالفت پر بھی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے مخالفین آنحضرت صلعم کو لفظ کافرین سے تعبیر کیا ہے ہمارے وہ نام کے مسلمان جو آنحضرت صلعم کی سنتون سے منہہ چڑہاتے ہین آپ کے متبعین سے دشمنی رکھتے ہین اس آیت کو تلاوت کرکے کچھہ سوچ بچار کرین کہ ہم کس دھوکے مین پڑے ہوئے ہین یہ لوگ جھوٹھی جھوٹھی تہمتین تو متبعین سنت کے ذمہ لگاتے ہین کہ انکو محبت رسول کریم کی نہین حضرت کو معاذ اللہ بڑے بھائی کے برابر جانتے ہین مگر اپنے حال پر کچھہ غور نہین کرتے کہ ہم لوگ کیا کر رہے ہین یہ متبعین تو خاتم الرسل کی سنتون پر جان نثار آپ کے نام لیوا ہین پھر ہم کیون انسے دل برا کرین اللہ تعالی توفیق رفیق ان بھائیونکو عطا کرے تفسیر فتح البیان مین تحت اس آیت کے یہ لکھا ہے

اخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن الحسن من طرق قال قال اقوام علی عهد رسول اللہ صلعم یا محمد انا لنحب ربنا فانزل اللہ ہذہ الآیۃ ترجمہ ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بواسطہ چند طریق حسن سے روایت کیا ہے کہ چند قومون نے آنحضرت صلعم کے زمانہ مین کہا کہ اے محمد ہم اللہ کو دوست رکھتے ہین پس اللہ نے اس آیت کو اتارا۔ نیز فتح البیان مین یہ بھی ہے فیہ حث علی اتباعہ صلعم والاشارۃ الی ترک التقلید عند وضوح النص من الکتاب والسنۃ یعنی اس آیت مین اللہ تعالی نے مؤمنین کو پیروی آنحضرت صلعم کی تاکید فرمائی ہے انکو اسپر برانگیختہ کیا ہے اور اس آیت مین یہ بھی اشارہ ہے

واجب ہے باعث داخل ہونے عموم امر مین جو اللہ تعالی کے قول و ما اتاکم
الرسول الخ مین اور قول اللہ تعالی فاتبعونی یحببکم اللہ اور قول
اللہ تعالی فاتبعوہ مین آپ کے فعل کی اطاعت واجب ہے جیسے آپکے
قول کی جب تک کوئی دلیل استحباب یا خصوصیت پر قائم نہو فقط سورہ آل عمران
مین ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم
ذنوبکم و اللہ غفور رحیم **قل اطیعوا** اللہ والرسول فان
تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین ترجمہ تو کہو اگر تم اللہ کی دوستی
چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمکو اپنا دوست بنالیگا اور تمہارے گناہ تمکو
بھی بخشدیگا اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ۔ تو کہدے اللہ تعالی کی تابعداری
کرو اور اوسکے رسول کی اگر اس سے منہہ پھیرین تو اللہ کافرونکو دوست
نہین رکھتا **ف** سبحان اللہ اس آیت مین متبعین سنت کے لئے کیا بڑی
بشارت ہے مبارک ہو تمکو اے زمرہ محمدیہ اے عاشقان سنن احمدیہ
اتباع نبوی پر دیکھو تو سہی اللہ تعالی تمہارے لئے اپنی دوستی کا کس [illegible]
سے وعدہ فرما رہا ہے پھر فقط دوستی ہی نہین بلکہ تمہارے گناہون کے بخشنے کا
وعدہ ہو رہا ہے قربان جائے حضرت صلعم پر جنکی بدولت ہم لوگونکو یہ نعمت
عظمی نصیب ہو رہی ہے اے مومنین غنیمت سمجھو چند روز کی زندگانی کو
دیکھو حضرت کی سنت کو مت چھوڑیو اگرچہ مخالفین تمکو وہابی بناوین لا مذہب
کہین مگر تم اپنے کام سے کام رکھو اللہ تعالی ہم تم سب مومنین مومنات کو آنحضرت
صلعم کی اتباع نصیب کرے کہ ہمارے تمہارے گناہ بخشے جاوین آمین اس

مولود کی ہو یا تقلید جامد کی عاملین سنت کو دیکھہ نہین سکتا انپر ہمیشہ لعن وطعن
کرتا ہے تو جانلو کہ یہ شخص سخت دشمن آنحضرت صلعم کا ہے اگرچہ ظاہر مین کیسا ہی
محب بنے یون تو ہر فرقہ محبت آنحضرت صلعم کا دم بھرتا ہے مگر محبت وعداوت وقت
امتحان کے معلوم ہو جاتی ہے ایک علامت نہایت ظاہر باہر مین عرض کئے دیتا ہون
مین جانتا ہون جو صاحب صدق دلسے اسکو ملاخطہ فرماینگے یقین کرینگے کہ محب
آنحضرت صلعم کی کون لوگ ہین ہم یا مخالفین اہلحدیث اپنے کو بلقب محمدی
پکارتے ہین اور کہتے ہین مثل مشہور ہے کہ جسکا کھاے اسیکا گاے قبر حشر نشر
سب مین تو واسطہ آنحضرت صلعم سے پڑے یعنی قبر مین آپکا سوال ہو کہ تمھارا
نبی کون ہے قیامت مین آپکی شفاعت سے کام چلے بغیر آپکے پلاے پانی حوض
کوثر کے پیاس نہ بجھے بھلا تم ہی انصاف سے کہو کہ ایسے ایسے مشکل وقتونمین
تو آپ کام آوین بغیر آپکی طرف نسبت کئے جھگڑا رہا ہو دنیا مین ہم کیون
آپکو زید وعمرو کی طرف نسبت کرین حنفی شافعی کہلائین اہلحدیث کے مخالف ہین
اپنے آپکو محمدی کہنے سے بہت ہی عار کرتے ہین اپنے کو محمدی کہنے سے چڑتے ہین
ایک ماجرا میرا دیکھا بھالا ہوا ہے کہ بنارس مین مابین اہلحدیث وحنفیہ کے ایک
مقدمہ دائر عدالت ہوا کوتوال تحقیق حال کے لیے آیا کہا کہ محمدی کون لوگ
ہین اہلحدیث نے کہا کہ ہم لوگ حنفیہ سے پوچھا تو انھون نے صاف انکار کیا کہ
ہم محمدی نہین کوتوال نے کہا اچھا جو محمدی ہین وہ ایکطرف ہو جاوین اور
غیر محمدی ایکطرف یہ سنتے ہی کل نام کے حنفی علحدہ ہو گئے افسوس کا مقام ہے محمد کا
کلمہ پڑہین مگر محمدی کہنے سے یہ چڑھے ۔ اب اہل انصاف اسی علامت سے سمجھ

کہ جب کتاب وسنت کی دلیل ظاہر ہو جاوے تو تقلید کو چھوڑ دینا چاہیے
معالم التنزیل مین بھی تحت اس آیت کے اتباع سنت کی بہت سخت
تاکید لکھی ہے آنحضرت صلعم کی محبت کو سمجھ لینا چاہیے کہ محبت کیا چیز ہے آیا
یہ محبت جسکا دعوی یہ اہل ہوا مولود خوان کرتے ہین وہی ہے یا کوئی دوسری
طرح کی سو اس محبت کی تفسیر بھی خود آنحضرت صلعم نے جنپر قرآن مجید نازل ہوا ہے
کر دی ہے ترمذی کی روایت مین یون آیا ہے عن انس قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی ان قدرت ان تصبح و تمسی و
لیس فی قلبک غش لاحد فافعل ثم قال یا بنی و ذلک من سنتی
و من احب سنتی فقد احبنی و من احبنی کان معی فی الجنۃ
کذا فی المشکوۃ **ترجمہ** حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ انھون نے
کہا اے بچے میرے اگر تو صبح و شام اسطرح کرنے پر قدرت پاوے کہ تیرا سینہ
بے کینہ کدورت سے ہو تو کر پھر فرمایا اے میرے بچے یہ طریقہ میری سنت کا
ہے اور جسنے میری سنت کو محبوب رکھا اوس نے مجھکو محبوب رکھا اور جو مجھکو
محبوب رکھیگا وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا یہ روایت مشکوۃ مین اسیطرح
ہے ۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت کی محبت یہی ہے کہ آنکی سنتونکو
دوست رکھا جاوے عاملین سنت سے برتاؤ کیا جاوے یہ حدیث گویا کسوٹی
محب و مبغض کی ہے جسکو دیکھو کہ یہ شخص سنتونکو محبوب رکھتا ہے بدعتون سے
پرہیز کرتا ہے بس جانلو کہ یہ سچا محب آنحضرت صلعم کا ہے اور جسکو دیکھو کہ
سنتون سے جلا کٹا جاتا ہے بدعتون کے پیچھے جان دیتا ہے گو وہ بدعت

منافق تھا بیشک یہ منافق ہی ہو گا بھلا کوئی مومن ایسا کر سکتا ہے جب واقع ہوا
تو اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا بخاری وغیرہ کتب حدیث مین یہ قصہ اسیکے
قریب قریب ہے اس آیت مین اللہ تعالی نے تین باتین ارشاد فرمائی ہین
اول یہ کہ جو فیصلہ ہو خواہ دینکا یا دنیا کا اسمین آنحضرت صلعم کو پنچ بدنا چاہئے
ماسوا آپ کے کسی امام بزرگ کو اپنے فیصلہ مین حکم نہ معین کرے دوسم جو آپ
فیصلہ کی حکومت کر دیوین اس سے دلمین تنگی نہ لانی چاہئے سوم ظاہر مین
اوسکو تسلیم بھی کر لینا چاہئے مثلاً آمین بالجہر کا فیصلہ ہے اسمین آنحضرت صلعم کو
جو حکم معین کیا تو معلوم ہوا کہ آپ آمین بالجہر کہتے آہستہ کہنا آپ سے ثابت
نہین ہوا تو اب مسلمانون کو چاہئے کہ آپ کے اس حکم سے جو صلوا کما
رایتمونی اصلی سے معلوم ہوتا ہے ہرگز روگردانی نہ کرے اس حکم سے دلمین کچھ بھی
تنگی نہ لاوے اور ظاہر مین بھی اسکو تسلیم کر لیوے یعنی اسکا عامل بھی ہو جاوے
یہ نہین کہ مصلحت دنیاوی کی نظر سے اسکو چھوڑے رکھے اس مضمونکو ہمارے
وہ بھائی مصلحتی جو آمین رفع الیدین وغیرہ سنن کے معتقد تو ہین مگر عامل نہین ہین
خوب غور سے دیکھین اور یاد رکھین کہ یہ ساری مصلحت اللہ تعالی کے سامنے
رکھی رہجاویگی یہ نکمی عذر وہان کچھ بھی نہ چل سکین گے میری دانست مین جو لوگ
ان افعال کا سنت ہونا جانکر پھیر عمل نہین کرتے انپر زیادہ مواخذہ کا خوف
ہے بہ نسبت اُن لوگون کے جنکو ان افعال کی سنیت ہی معلوم نہین ہے مخالفین
ہم لوگونکو بوجہ قلت کے حقارت کی نظر وں سے دیکھتے ہین طعن تشنیع کرتے ہین
کہ تم مٹھی بھر ہو چنانچہ اڈیٹر مشیر قیصر وغیرہ نے چند بار لکھا ہے اگر یہ ہمارے

لقب محمدیت سے معلوم کر سکتے ہین کہ کون دعوی محب خاتم المرسلین مین
صادق ہے اور کون کاذب سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
یعنی قریب ہے کہ جان جاوینگے ظالم کہ کونسی جگہہ پلٹنے پلٹتے ہین اللہ تعالی کل مسلمین
ومسلمات کو اتباع آنحضرت صلعم کا عطا فرماوے سورہ نسا مین اللہ تعالی نے
فرمایا فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا
فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ترجمہ قسم ہے تیرے
رب کی نہین مومن ہونگے جب تک تجکو حکم نہ معین کرین اپنے فیصلون مین
پہر اپنے دلونمین تیری حکم سے کچہہ کھٹکا نہ لاوین اور مان لیوین حکم تیرے کو مانکر
ف معالم التنزیل وغیرہ تفاسیر وکتب حدیث مین شان نزول اسکا قصہ حضرت
زبیر و ایک انصاری مین ہے وہ قصہ یون ہے کہ زمین کی نالیون سے جو پانی
آتا تھا حضرت زبیر کہتے تھے کہ ہم پہلے اپنے کھیت کو پانی سیچینگے انصاری نے
کہا نہین پہلے پانی ہم پاوینگے دونونکا جہگڑا آنحضرت صلعم کی خدمت مین پہنچا آپنے
حضرت زبیر کے لیے حکم فرمایا کیونکہ اونکا کھیت اوپر کیجانب کو پہلے پڑتا تھا اس حکم کو
سنکر انصاری نے برا مانا اور کہا کہ چونکہ یہ آپکا پہپھیرا بھائی ہے اسلیے اس رعایت
سے آپنے پہلے پانی پانیکا اسکو حکم دیا یہ سنکر آنحضرت صلعم کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا
اور زبیر کو فرمایا کہ اے زبیر تو اپنے کھیت کو خوب پانی پلالے یہانتک کہ دیوارون
کے برابر پانی آجاوے پہر اسکے کھیت کے لیے پانی چھوڑ کیونکہ پہلے آپنے کچہہ رعایت
کرکے حکم دیا تھا جب انصاری نے تیوری چڑہائی نہ مانا تو زبیر کو پورا حق دلا دیا
اس انصاری کے بارے مین اختلاف ہے کہ کون تھا اکثرونکا یہ قول ہے کہ بشر

سنا نہین جاتا تو مولانا محمد اسمعیل صاحب کا قول کس گنتی مین ہے بعضے صاحب
کہتے ہین کہ مولویصاحب کا علم بہت بڑہا چڑہا تھا ہمارے نزدیک یہ بات تحقیق کے
خلاف ہے مولانا صاحب کو جہاد وغیرہ سے فرصت نہ ملی اسلیئے آپکی نظر عالی نہوئی
اگر نظر جناب کی ان روایات پر ہوتی جنپر آجکل کے علمار حدیث کی ہے تو آپ
ایسی بات ہرگز نہ فرماتے دیکھو ابن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی اور کیسے کچھ کہ
جنکا اتباع ضرب المثل ہو رہا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے شرح موطا
مین نافع مولی ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ لو رأیت عبد اللہ بن عمر یتبع آثار
رسول اللہ صلعم لقلت انہ مجنون یعنی تو اگر اے مخاطب عبد اللہ بن
عمر کو دیکھتا کہ پیروی کرتے ہین سنتون رسول اللہ صلعم کی تو کہتا یہ تو دیوانے
ہین آپ ایسے متبع اگر کسی نمازی کو دیکھتے کہ وہ اپنی نماز مین رفع الیدین نہین
کرتا تو اسکو کنکر مارتے اس اثر کو امام بخاری نے جزء رفع الیدین مین لبسند
صحیح روایت کیا ہے اور امام بخاری نے لبسند صحیح حسن بصری سے نقل کیا ہے
کہ صحابہ رفع الیدین کرتے تھے گویا کہ ہاتھ انکے کثرت حرکت سے پنکھے تھے
حسن نے کسی صحابی کا استثنا نہین کیا کہ فلان صحابی تو رفع الیدین کرتے
اور فلان نہ کرتے بلکہ بالعموم سب صحابہ کو فرمایا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ
اے لوگو آؤ مین تمکو وہ نماز پڑھکر بتلادون جسکو آنحضرت صلعم پڑہا کرتے
اور اسکا امر فرماتے کہ ایسی ہی نماز پڑہا کرو حضرت عمر نے یہ فرماکر نماز پڑھکر
دکھلائی اور اسمین رفع الیدین کیا اسکو بیہقی نے لبسند صحیح روایت کیا ہے
ایسے ہی حضرت ابو بکر صدیق رضہ سے لبسند صحیح روایت کیا کہ وہ بھی برابر

مصلحتی بھائیون کے اس عذر کا جواب کہ مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید نے تارک رفع کو غیر ملام لکھا ہے

بھائی مصلحتی بھی ہم لوگوں کی طرح عاملین سنن کے ہو جاتے تو ہمارا گروہ بھی مخالفین
کے الگ بھگ ہو جاتا آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے انصر اخاک ظالما او مظلوما
یعنی اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم خیال کرو عاملین سنت سے
اور یون مظلوم ہوگا دن رات سیکڑون طعن کی بوچھاڑ انپر پڑتی ہے کوئی وہابی
کہتا ہے کوئی لا مذہب بتاتا ہے کاش ہمارے بھائی مصلحتی انکی مدد کرتے تو
عامل اس حدیث کے بھی ہوتے - اتنا اور بھی خیال کر لینا چاہیے کہ اگر کوئی
ظالم کسی کا مال چھینے تو اس مظلوم کی مدد یون کیجاویگی کہ ظالم کو مال چھیننے سے
روکا جاویگا اگر کوئی کسیکو مارے تو اسکو مارنے سے باز رکھا جاویگا اسیطرح
عاملین بالسنت کی مدد یون ہوگی کہ عمل بالسنت شروع کیا جاوے کیونکہ یہ لوگ
قلیل ہین اسلیئے مخالفین طعن کرتے ہین جب یہ بھی انکے قریب قریب ہو جاوین
تو سارا طعن و لعن اٹھ جاوے پھر تو دعوی برابر کا ہونے لگے یا اللہ تو ہمارے
ان مصلحتی بھائیونکو جو طرح طرح کے نکمے عذر بیان کرتے ہین سمجھ دے
ہمارے مصلحتی بھائیونکا ایک عذر یہ بھی ہے کہ مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید
نے رسالہ تنویر العینین مین لکھا ہے کہ جسنے رفع الیدین ساری عمر نہ کیا اسپر
کچھ ملامت نہین ہے جو کریگا اسکو ثواب ملیگا تارک کو ملامت نہین میری دانست
مین یہ عذر انکا بہت ہی نکما ہے ترک تقلید کا بھی دعوی اور پھر یہ عذر بھائیو امام
ابو حنیفہ یا امام شافعی کی تقلید نے کیا قصور کیا ہے جو مولنا مولوی محمد اسمعیل
صاحب کی تقلید کیجاتی ہے بھلا تم ہی انصاف کرو مولنا کا مجرد قول شرع مین حجہ
حجت ہے جبکہ قول حضرت ابوبکر صدیق رض و عمر رض کا مقابلہ مین حدیث کے

یہ جواب تو مولانا کے قول کا تحقیقی ہوا ایک جواب الزامی بخدمت اپنے مصلحتی بھائیوں کے
گذارش کرتا ہوں اگر کوئی حنفی آپسے کہے کہ اس فعل کو امام ابوحنیفہ نے مکروہ
فرمایا امام کے نزدیک یہ فعل مکروہ ہے آپ صاحب اس قول امام کا کیا جواب دیوینگے تو سمجھینگے
جو جواب اس قول امام کا ہے وہی جواب ہم مولانا محمد اسمعیل صاحب مرحوم کے
قول کا دینگے خلاصہ کلام وسلالہ مقام کا یہ ہے کہ ہمارے مصلحتی بھائیونکو اللہ
تعالی کا خوف چاہیئے۔ عبادہ بن صامت رضہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمنے
آنحضرت صلعم سے بیعت اس بات پر کی کہ حق بات کہین اور اللہ رسول کے احکام
افعال مین کسی ملامت گر کی ملامت کا خیال نہ کرین اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا
قرآن مین بھی اللہ تعالی نے فرمایا و اللہ احق ان تخشی کہ اللہ ہی زیادہ مستحق
ہے کہ اس سے انسان ڈرے ایک حدیث ابن ماجہ وغیرہ مین ہے خلاصہ مضمون
اسکا بیان لکھا جاتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالی اپنے بندون سے کہیگا کہ امر
معروف کے بارے مین تم لوگون سے ڈر گئے اور میرا کچھ خیال نہ کیا حالانکہ مین
لائق تر تھا کہ مجھسے ڈرتے۔ اتنے لوگو مصلحت کو بالائے طاق رکھدو عمل بالسنت
شروع کردو و اللہ الموفق الی طریق السداد اللہ ہی ٹھیک راہ کی توفیق دینے والا
ہے یا مقلب القلوب صرف قلوبنا علی طاعتک حضرت صلعم اس دعا کو ہمیشہ
پڑھتے اسکا وظیفہ رکھتے معنی اسکے یہ ہین کہ اے دلون کے پھیرنیوالے ہمارے
دلونکو اپنی عبادت کی طرف پھیر۔ مسلمانونکو چاہیے کہ اکثر اسکو پڑھا کرین اس آیت کا
فائدہ بہت طول ہوگیا اب دوسری آیت لکھی جاتی ہے۔ سورۂ نساء مین ہے
ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم

رفع الیدین کرتے اور نیز بیہقی نے بسند صحیح آنحضرت صلعم سے نقل کیا کہ آپ کی نماز ہمیشہ رفع الیدین کے ساتھ رہی یہانتک کہ آپنے اس جہان فانی سے انتقال کیا اب کہو صاحبو آنحضرت صلعم کی اقتدا کیجاوے اور حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق وابن عمر وغیرہم صحابہ رضی اللہ عنہم کی بات مانی جاوے یا مولانا اسمعیل صاحب شہید کی اگر رفع الیدین کے تارک پر کچھ ملامت ہوتی تو عبداللہ بن عمر کیون تارک رفع کو کنکر مارتے عمر بن عبدالعزیز جو مشہور تابعین سے ہین مانع رفع الیدین سے ملاقات کیون ترک کرتے اور یہ کیون کہتے کہ ہم لڑکپن مین رفع یدین کے ترک پر مارے جاتے تھے اسکو امام بخاری نے جزء رفع الیدین مین روایت کیاہے اگر تارک اسکا غیر ملام ہوتا تو علی بن مدینی وشافعی وغیرہما من المحدثین کیون کہتے کہ حق ہے مسلمانون پر رفعیدین کرین کیونکہ اس مسئلے کی حدیث بہت صحیح ہے ہمارے نزدیک اگر یہ روایات مولانا مرحوم کو پہنچتین تو ہرگز یہ نہ فرماتے کہ تارک اسکا غیر ملام ہوگا

مولانا کے قول کی ایک توجیہ شیخنا وشیخ الکل خاتمۃ المحدثین رافع لوائے سنت خاتم المرسلین مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی متعنا اللہ بطول بقائہ نے یون فرمائی کہ مولانا محمد اسمعیل صاحب شہید نے جب رسالہ رفع الیدین کا لکھا تو زمانہ تارک تھا لوگ اس فعل سے محض اجنبی تھے اگر شروع شروع مولانا اس مسئلے مین تشدد فرماتے تو قلوب عوام کے متنفر ہوجاتے لہذا مولانا نے پہلی مرتبہ نرمی سے کام لیا پھر مولانا کو فرصت نہ ملی کہ تکمیل اسکی کرتے اگر آپ اسکو سنن زوائد سے خیال فرماتے تو اسپر مداومت خود کیون کرتے انتہٰی خلاصۃ کلامہ ختم ہوا خلاصہ کلام آپکا — ہمارے نزدیک یہ توجیہ شیخنا کی قرین قیاس ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

سکانہین جاتاہون اور آپکا خیال آجاتاہے تو مجکو صبر نہین رہتا مکان سے آکر
آپکو دیکھ لیتا ہون اور جبکہ اپنی اور آپکی موت کو یاد کرتاہون تو یقین ہوتا
کہ آپ تو نبیون کے ساتھ بلند درجہ مین ہونگے مین ڈرتاہون کہ آپ کو مین
شاید نہ دیکھون کیونکہ مین ادنی مرتبہ مین ہونگا یہ سنکر آپنے اسکو کچھ جواب نہ دیا
یہانتک کہ جبرئیل اس آیت کو لیکر نازل ہوئے۔ یہ بھی کہا گیاہے کہ یہ آیت ثوبان
مولی آنحضرت صلعم کے بارے مین نازل ہوئی ہے آپ کو وہ بہت محبوب رکھتا تھا
آپکی مفارقت پر اسکو صبر کم تھا **ف** اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ
کہ محبت اللہ ورسول کی یہ ہے کہ اطاعت اللہ ورسول کی کیجاوے اور اطاعت
وہی کریگا جسکو محبت ہوگی اور آدمی قیامت مین انھین کے ساتھ ہوگا
جنکو دنیا مین چاہتا تھا عن انس ان رجلا سأل النبی صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم عن الساعة فقال متی الساعة قال وما
ما اعددت لها قال لا شئ الا انی احب اللہ ورسولہ فقال انت مع
من احببت قال انس فما فرحنا بشئ اشد فرحا بقول النبی صلعم
انت مع من احببت قال انس فانا احب النبی صلعم وابابکر وعمر و
ارجو ان اکون معهم بحبی ایاهم وان لم اعمل باعمالهم اخرجه
الشیخان۔ **قال** العبد الضعیف الراجی الی رحمت اللہ المجید محمد سعید
وانا ایضا احب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبا شدیدا
وابابکر وعمر وسائر الصحابة واتباعهم وسلف الامة سیما
المحدثین رضوان اللہ علیهم اجمعین فارجو ان اکون معهم

من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن
اولئک رفیقا ترجمہ جس نے اللہ رسول کا کہا مانا وہ اُن لوگون کی ہمراہ
ہوگا جنپر اللہ تعالی نے انعام کیا ہے وہ نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین
ہین کیا اچھے یہ لوگ ساتھی ہین تفسیر فتح البیان وغیرہ مین اس آیت کا شان
نزول یون لکھا ہے اخرج الطبرانی وابن مردویہ وابو نعیم فی الحلیۃ
والضیاء المقدسی فی صفۃ الجنۃ وحسنہ عن عائشۃ قالت
جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقال یا رسول اللہ انک لاحب
الی من نفسی وانک لاحب الی من والدی وانی لاکون فی البیت
فاذکرک فما اصبر حتی اتی فانظر الیک واذا ذکرت موتی وموتک
عرفت انک اذا دخلت الجنۃ رفعت مع النبیین وانی اذا
دخلت الجنۃ خشیت ان لا اراک فلم یرد علیہ النبی صلعم حتی
نزل جبریل بھذہ الایۃ وقیل نزلت فی ثوبان مولی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شدید الحب لرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قلیل الصبر عنہ ترجمہ طبرانی ابن مردویہ ابو نعیم نے
حلیہ مین ضیاء المقدسی نے جنت کی صفت مین حضرت عائشہ رض سے روایت کیا
اور حسن بھی کہا کہ ایک آدمی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہوا اور کہا کہ اے رسول اللہ آپ مجکو میری جان سے بھی زیادہ پیارے
ہین اور میری اولاد سے بھی آپ مجکو زیادہ پیارے ہین اور مین جب اپنے

عمل کرنیکا شوق عنایت کرے یا اللہ تو میرے اور میرے بھائیون کے دلون سے تاویلات باردہ رکیکہ کو اٹھاوے عظمت اپنے کلام وکلام رسول کی عطا کر فانک علی ما تشاء قدیر و بالاجابۃ جدیر سورہ نسار مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا ترجمہ اے ایمان والو کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا اور جو حاکم ہین تم مین پھر اگر جھگڑ پڑو تم کسی چیز مین تو اسکو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ خوب ہے اور بہتر تحقیق کرنا ہے - شان نزول اس آیت کا بخاری وغیرہ مین یون ہے عن ابن عباس قال نزل قولہ تعالی یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فی عبد اللہ بن حذافۃ السہمی لبعثہ رسول اللہ صلعم فی سریۃ یعنی ابن عباس رض سے روایت ہے قول اللہ تعالی کا اے ایمان والو کہا مانو اللہ کا اور رسول کا اور صاحب حکومت والونکا بارے مین عبد اللہ بن حذافہ سہمی کے نازل ہوا ہے آنحضرت صلعم نے اسکو ایک چھوٹے لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا تفصیل قصہ اسکا بخاری سے ابن القیم نے زاد المعاد مین یون نقل کیا ہے چنانچہ زاد المعاد مطبوعہ مطبع نظامی صفحہ ۴۰۱ مین ہے و ثبت فی الصحیحین ایضا من حدیث الاعمش عن سعید بن عبیدۃ عن ابی عبد الرحمن السلمی عن علی رض قال استعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا

بھی ایا ھم ترجمہ حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے
آنحضرت صلعم سے قیامت کا سوال کیا کہ قیامت کب آئیگی آپنے فرمایا تونے
اسکے لئے کیا سامان تیار کیا ہے اوسنے کہا مین نے تو کوئی شی بڑی نہین تیار کی مگر
مین اللہ رسول کو چاہتا ہون محبت رکھتا ہون آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تو انکو ساتھ
ہوگا جنکو تو چاہتا ہے انس نے کہا کہ ہم اس سے بڑھکر کبھی خوش نہوے جسقدر
آپ کے اس فرمانے سے خوش ہوئے کہ تو انکے ساتھ ہوگا جنکو تو چاہتا ہے حضرت
انس نے کہا کہ مین حضرت صلعم و ابوبکر و عمر کو چاہتا ہون اور امید کرتا ہون
کہ مین انکے ساتھ قیامت مین بباعث انکی محبت کے ہون اگرچہ انکی برابر
اعمال نہ کئے ہون اس حدیث کو بخاری مسلم لائے ہین - یہ بندہ ضعیف امیدوار
رحمت اللہ بزرگ کا محمد سعید مولف اسکا کہتا ہے کہ مین بھی آنحضرت صلعم و ابوبکر
و عمر و کل صحابا و آپ کے تابعدارون اور پہلے لوگون اس امت کو بہت چاہتا ہون
خصوصا سلف امت سے ائمہ محدثین کو اللہ تعالی ان سب سے راضی ہو مین بھی
امید کرتا ہون کہ بباعث انکی محبت کے انکی ہمراہ ہون اگرچہ میرا عمل انکے عمل کے
موافق نہین ہے یا اللہ تو اس بندے گناہگار کا خاتمہ بالخیر کیجیو انہین لوگون
کے ساتھ حشر کرنا تجکو شرم ہے اگرچہ مجکو شرم نہین ہے مگر تو بڑا مہربان ہے تیرے
سامنے میرے گناہونکی کیا ہستی ہے یا اللہ تو میرے گناہون پر خاک ڈالیو مین ہر
اس صاحب سے جو اس رسالہ کا مطالعہ کرین امید رکھتا ہون کہ میرے لئے ضرور
دعا کرین کہ اللہ تعالی میرے حال کو قال کے موافق کردے پس اسی اتباع
سنت پر میرا خاتمہ کرے آفت تقلید و غیرہ سے بچاوے ظاہر قرآن و حدیث

چھپی بات مین ہے یہ رجل انصاری وہی عبد اللہ بن حذافہ سہمی ہین تمام ہوا
مضمون زاد المعاد فی ہدی خیر العباد کا - یہ حدیث جو بواسطہ زاد المعاد کے مذکور
ہوئی بخاری شریف کی کتاب المغازی باب سریۃ عبد اللہ بن حذافۃ السہمی مین ہے
نیز بخاری نے اسکو کتاب الاحکام مین بھی ذکر کیا ہے مگر اس روایت مین ایک
شبہ یہ وارد ہوتا ہے کہ روایت ابن عباس سے جو بخاری کی پہلے گذری
یہ معلوم ہوا کہ یہ آیت عبد اللہ بن حذافہ سہمی کے بارے مین نازل ہوئی ہے اور
حدیث حضرت علی رضہ مین یہ لفظ ہے کہ استعمل علیہا رجلا من الانصار
یعنی آپنے اس لشکر پر ایک انصاری کو امیر بنایا - یہ حدیث پہلی روایت کے
معارض ہوئی کیونکہ عبد اللہ سہمی ہین اور یہ مرد انصاری اسکا جواب حافظ
ابن حجر نے فتح الباری مین یون دیا ہے قولہ ویقال انها رایة الانصاری
فاشار بذلک الی احتمال تعدد القصة وهو الذی یظهر لی لاختلاف
سیاقهما واسم امیرهما والسبب فی امره بدخولهم النار ویحتمل الجمع
بینهما بضرب من التاویل ویبعده وصف عبد اللہ بن حذافة
السهمی القرشی المهاجری بکونه انصاریا فقد تقدم بیان نسب عبد اللہ
بن حذافة فی کتاب العلم ویحتمل الحمل علی المعنی الاعم ای انه نصر
رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی الجملة والی التعدد جنح ابن القیم
واما ابن الجوزی فقال قوله من الانصار وهم من بعض الرواة
وانما هو سهمی قلت ویؤیده حدیث ابن عباس عند احمد فی قوله
تعالی یا ایها الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منهم

من الانصار على سرية بعثهم وامرهم ان يسمعوا له ويطيعوا فاغضبوه في شي فقال اجمعوا حطبا فجمعوا فقال اوقدوا نارا فاوقدوا ثم قال الم يامركم رسول الله صلعم ان تسمعوا لي وتطيعوا قالوا بلى قال فادخلوها فنظر بعضهم الى بعض وقالوا انما فررنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من النار فسكن غضبه وطفيت النار فلما قدموا على رسول الله صلعم ذكر وله ذلك فقال لو دخلوها ما خرجوا منها انما الطاعة في المعروف وهذا هو عبد الله بن حذافة السهمي ترجمہ صحیحین مین یہ روایت حدیث اعمش یون ثابت ہوا وہ سعید بن عبیدہ سے روایت کرتے ہین وہ ابی عبد الرحمن سلمی سے وہ حضرت علی رض سے حضرت علی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو انصار سے ایک چھوٹے لشکر پر عامل بنایا اوران لوگونکو حکم کیا کہ اسکا کہا سنین اور طاعت کرین ان لوگون نے کسی بات مین اسکو خفا کیا اس نے حالت غصہ مین کہا کہ میرے لیے لکڑیان جمع کرو انہون نے جمع کردین پھر کہا کہ آگ جلاؤ انھون نے آگ جلادی پھر کہا کیا تمکو آنحضرت صلعم نے حکم نہین کیا کہ میری اطاعت کرو کہا مانو انھون نے کہا ہان کہا پس اس آگ مین گر پڑو یہ سنکر بعض نے بعض کی طرف دیکھا اور کہا ہم تو آنحضرت صلعم کی خدمت مین اسی آگ سے ڈر کر آئے ہین اسی حیص بیص مین اوسکا غصہ بھی فرو ہوگیا اور آگ بھی بجھ گئی جب آنحضرت صلعم کی خدمت مین لوگ واپس آئے تو آپ سے یہ ماجرا بیان کیا آپنے فرمایا اگر آگ مین جلکر مرتے تو کبھی اس سے نہ نکلتے کیونکہ اطاعت امام کی اچھی

مؤید قول ابن جوزی کے ہے کہ عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی جسکو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے لشکر کا امیر کرکے بھیجا اوسکے بارے مین یہ آیت نازل
ہوئی سورہ نساء کی تفسیر مین اگر چاہا اللہ نے تو یہ قصہ آویگا اور اسکو شعبہ
نے زبید یامی سے روایت کیا ہے وہ سعد بن عبیدہ سے روایت کرتے ہین
پس اونھون نے رجل کا لفظ کہا من الانصار کا لفظ نہین کہا اور نہ نام اوسکا
بیان کیا اور مصنف نے بھی اسکو کتاب خبر الواحد مین روایت کیا ہے خلاصہ
کلام کا یہ ہے کیا تو وصف انصاری کو عام معنی پر حمل کیا جاوے اور کہا جاوے کہ
لفظ انصاری سے عام مراد ہے کہ جو مددگار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو
وہ انصاری ہے گو وہ قبیلہ انصار سے ہو یا نہو تو اس تاویل سے عبداللہ بن
حذافہ بھی انصاری ہوئے اور دونون روایتون مین موافقت ہوگئی۔ یا یون
کہا جاوے کہ یہ قصہ ہی متعدد ہے عبداللہ بن حذافہ کی امارت مین بھی یہ قصہ
پیش آیا اور انصاری کی امارت مین بھی پیش آیا تو بھی تعارض رفع دفع
ہو جاویگا یا یون کہا جاوے کہ (من الانصار) یہ بعض راویون کا وہم ہے اس
صورت مین بھی دونون حدیثین موافق ہو جاوینگی تعارض جاتا رہیگا اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ ہر امر مین پیروی اللہ و رسول کی کرنا چاہئے اور جو صاحب
حکومت کسی بات کو جو وہ خلاف قرآن حدیث کے نہو کہین تو اوسکو بھی مان لینا
چاہئے اس آیت سے اس زمانہ کے مقلدین نے تقلید کے وجوب کی دلیل نکالی ہے
حالانکہ اس آیت کو تقلید شخصی سے کچھ بھی علاقہ نہین تفصیل اس اجمال کی اسطرح
ہے کہ اس آیت مین لفظ اولی الامر کا واقع ہوا ہے اہل تقلید اسکے یہ معنی بیان کرتے ہین

الآیۃ نزلت فی عبد اللہ بن حذافۃ بن قیس بن عدی لبعثہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ و سیاتی فی تفسیر سورۃ النساء
ان شاء اللہ تعالی وقد رواہ شعبۃ عن زبید الیامی عن سعد
بن عبیدۃ فقال رجلا و لم یقل من الانصار و لم یسمہ اخرجہ
المصنف فی کتاب خبر الواحد - ترجمہ قول مصنف کا (و یقال انہا
سریۃ الانصاری) یعنی کہا جاتا ہے کہ وہ سریہ انصاری کا تھا مؤلف نے اس
قول سے طرف تعدد قصہ کے اشارہ کیا ہے اور مجکو بھی یہی ظاہر معلوم ہوتا ہے
بباعث مختلف ہونے روانگی کلام اور نام امیران دونون کے اور آگ مین داخل
ہونے کا سبب بھی مختلف ہے اور اسمین یہ بھی احتمال ہے کہ ان دونون روایتون
مین کچھ تھوڑی سی تاویل کر کے موافقت دیجاوے اور بباعث ہونے عبد اللہ
بن حذافہ کے سہمی قرشی مہاجری انصاری ہونیکا وصف بعید معلوم ہوتا ہے
اور کتاب علم مین عبد اللہ بن حذافہ کے نسب کا حال بیان ہو چکا اور یہ بھی احتمال
ہے کہ وصف انصاریکو اعم معنی پر حمل کیا جاوے یعنی کچھ تو مدد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی عبد اللہ بن حذافہ نے کی اسی معنی کر انصاری کے وصف سے
تعبیر کئے گئے - ابن القیم اس قصہ کے متعدد ہونے کی طرف مائل ہوئے ہین اور
ابن جوزی نے کہا کہ قول مؤلف (من الانصار) بعض راویونکا وہم ہے عبد اللہ
ابن حذافہ تو سہمی ہی ہین مین کہتا ہون کہ حدیث ابن عباس جسکو احمد نے
اللہ تعالی کے قول (اے ایمان والو کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا اور
جو تم مین سے صاحب حکومت ہون آخر آیت تک) مین روایت کیا ہے

معنی پر محمول ہوتا ہے تو اس مقام پر اسکو اصلی معنی سے پھیرنا نہایت بعید ہے
پنجم محققین مفسرین نے تفسیر اولی الامر کی امراء سے کی ہے چنانچہ امام بخاری
اپنی جامع مین تفسیر اس آیت مین فرماتے ہین بخاری جلد ثانی تفسیر سورہ
نساء مین ہے باب اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
ذوی الامر یعنی یہ باب ہے تفسیر مین اس آیت کے کہا مانو اللہ کا کہا مانو رسول کا
اور صاحب حکومت کا العینی صاحب امر کا فتح الباری شرح صحیح البخاری مین ہے
کذا لابی ذر ولغیرہ اولی الامر منکم ذوی الامر وھو تفسیر ابی عبیدہ
قال ذلک فی ھذہ الآیۃ وزاد والدلیل علی ذلک ان واحدھا ذو ای
واحد اولی لانہا لا واحد لھا من لفظہا یعنی ابی ذر کی روایت مین یوں
واقع ہوا ہے اور غیر کی روایت مین یون ہے (تم سے جو اولی الامر یعنی صاحب
حکومت ہوں) یہ تفسیر اصل مین ابو عبیدہ کی ہے جو اس آیت کی انھون نے
تفسیر کی ہے اور یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ دلیل اسپر یہ ہے کہ واحد اولی کا ذو ہے
کیونکہ واحد اسکا اسکے لفظ سے نہین آیا غرض ابو عبیدہ کی یہ ہے کہ اصل اسکی
ذو ہی ہے اور ذو کے معنی صاحب کے ہین ۔ دوسری جگہہ فتح الباری مین
لکھا ہے واختلف فی المراد باولی الامر فی الآیۃ فعن ابی ھریرۃ قال
ھم الامراء اخرجہ الطبری باسناد صحیح واخرج عن میمون بن مہران
وغیرہ نحوہ الخ ترجمہ اسمین اختلاف ہے کہ اولی الامر سے اس آیت مین
کیا مراد ہے طبری نے ابو ہریرہ رضہ سے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ مراد اس سے
امیر لوگ ہین اور میمون بن مہران وغیرہ سے بھی مثل اسکے روایت کیا ہے ۔

تقلید کرو علماء کی یعنی اولی الامر سے مجتہدین مراد ہین کیونکہ دین کے سردار وہی لوگ ہین چونکہ اول صیغہ امر کا ہے اور مقتضی امر کا وجوب ہے اسلیئے اس آیت سے وجوب تقلید ثابت ہوا۔ جواب اسکا مین چند وجہون سے گذارش کرکے اُن صاحبون سے جنکو تحقیق حق کا شوق ہے انصاف چاہتا ہون کہ تعصب کو چھوڑین اگر میرا جواب سمجھہ مین آوے تو تقلید کو چھوڑ کر اتباع سنت اختیار کرین وجہ اول اس آیت مین لفظ اولی الامر کا واقع ہوا ہے اس سے علماء مجتہدین کسیطرح سے مراد نہین ہوسکتے چھہ وجہ سے اول یہ کہ شان نزول اس آیت کا جو مذکور ہوا خود دلالت کرتا ہے کہ مراد اولی الامر سے امیر رئیس ہین نہ علماء مجتہدین دوم لفظ اولی الامر جسکے معنی صاحب حکومت کے ہین علماء مجتہدین مراد لینے سے انکار کرتا ہے وجہ انکار کی ظاہر ہے کہ اولی کے معنی صاحب امر کے معنی حکم کرنیکے مصدر کا حمل تو ذات پر ہو نہین سکتا یا تو معنی اسم فاعل کے ہوتا ہے یا اسم مفعول کے یہانپر معنی اسم فاعل کے ہین یعنی صاحب حکومت سوم اہل اصول کا اتفاق ہے کہ جب تک معنی حقیقی یعنی اصلی اوس لفظ کے مراد ہوسکین اوسوقت تک معنی مجازی یعنی اصلی کے خلاف مراد نہین لئے جاتے اس مقام پر معنی حقیقی اچھی طرح سے بن سکتے ہین لہذا معنی مجازی مراد نہین لئے جاوینگے چہارم قرآن مین اور جس جگہہ اولی کے ساتھہ اور لفظ آیا اوسکے اصلی معنی مراد لئیگئے جیسے سورہ نمل مین ہے قالوا نحن اولوا قوۃ و اولوا باس شدید یعنی ہم لوگ صاحب قوۃ اور صاحب سخت لڑائی کے ہین جنے محاورات قرآن و حدیث کو دیکھا بھالا ہے اسپر یہ امر پوشیدہ نہین ہے جبکہ اور جگہہ یہ لفظ اپنی

اور دن پچھلے پر رکھتے ہو ۔ کے کچھ معنی نہ بن سکین گے وجہ اسکی یہ ہے کہ جب مراد
لفظ اولی الامر سے علما مجتہدین ٹھہرے تو تنازع کی صورت نہین ہو سکتی کیونکہ
عامی کی شان نہین ہے کہ مجتہد سے مباحثہ کرے اس صورت مین معنی یہ ہونگے کہ
اے مجتہدو اگر تم آپس مین جھگڑا کرو تو اسکو اللہ رسول کیطرف پھیرو حالانکہ یہ معنی
نہایت بعید ہین نیز شان نزول بھی اس آیت کا اس معنی سے انکار کرتا ہے
اور جب معنی اولی الامر کے امراء کے لئے جاتے ہین تو معنی مین کچھ خرابی نہین
پڑتی اسصورت مین معنی یہ ہونگے کہ اے لوگو اگر تمکو تمھارے صاحب حکومت
کوئی حکم کرین اور تمھارے نزدیک وہ خلاف اللہ و رسول کے ٹھہرے تو تم انکا
کہا نہ مانو بلکہ اسکو اللہ و رسول کی طرف پھیرو کیونکہ طاعت کسی مخلوق کی خالق کی
معصیت مین نہین ہے چاہے امیر ہو یا فقیر عالم ہو یا عامی اسیواسطے امام بخاری
نے اپنی جامع مین اسکا ایک باب معین کیا ہے بخاری جلد ثانی کتاب الاحکام مین
ہے باب السمع والطاعة للامام ما لم تکن معصیة ترجمہ یہ باب ہے
امام کی اطاعت کا اسکا کہا سننے کا جبکہ وہ گناہ کی بات نہو اسی باب مین حدیث
عبداللہ بن عمر کی امام بخاری لائے ہین لفظ اوسکا یہ ہے عن نافع عن عبد اللہ
رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال السمع والطاعة
علی المرء المسلم فیما احب وکرہ ما لم تکن معصیة فاذا امر بمعصیة
فلا سمع ولا طاعة ترجمہ نافع سے روایت ہے وہ عبداللہ بن عمرؓ
سے روایت کرتے ہین وہ آنحضرت صلعم سے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا امام کی بات
سننا اسکا کہا ماننا ہر مسلمان مرد پر ضروری ہے خواہ وہ بات اسکو بھلی معلوم ہو یا بری

تفسیر ابو ہریرہ وغیرہ سے بھی یہی ثابت ہوا ہے۔کہ مراد اولی الامر سے امیر لوگ ہین نہ علماء مجتہدین اس مقام مین ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ عبرۃ عموم الفاظ کی ہوتی ہے نہ خصوص موارد کی تو ہوسکتا ہے کہ عموم الفاظ سے عام مراد لیا جاوے یعنی علماء امراء مجتہدین وغیرہ۔جواب اس سوال کا یہ ہے کہ یہ قاعدہ بیشک ٹھیک ہے مگر سائل نے اسکا مطلب نہین سمجھا عموم الفاظ اسیکے افراد مین ہوتا ہے نہ دوسرے افراد مین مثلاً ہمنے کہا انسان یعنی آدمی تو عموم اسکا یہ ہوگا کہ جسقدر افراد انسان کے ہین وہ مراد لیے جاوین نہ یہ کہ اس عموم سے حیوان کے کل افراد جیسے گاے گھوڑا وغیرہ بھی اس سے مراد ہون اسیجگہہ اولی الامر کے جسقدر فرد ہین خواہ مصداق انکا زید ہو یا عمرو مراد ہوسکتے ہین نہ فرد علماء مجتہدین کے ان پانچ وجہون سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ مراد اولی الامر سے امرا ہین نہ علماء مجتہدین بھلا اب تم ہی کہو امام صاحب کس ملک کے حاکم تھے یا امام شافعی و مالک کہان کے قاضی امیر تھے یہ صاحب تو عالم کامل تھے انکا کام فتوا دینے کا تھا تم زبردستی انکو اولی الامر مین داخل کرتے ہو کوئی بات سمجھ مین نہین آتی مین جانتا ہون جسکو اللہ تعالی نے فہم سلیم عطا کیا ہے وہ اس آیت کے معنی کو خیال کرکے صاف کہیگا کہ بیشک مراد اس آیت سے امراء رؤسا ہین نہ علماء فقراء۔بعد تمام کرنے ان پانچ وجہون کے اللہ تعالی نے ایک اور وجہ القاء کی لہذا اسکو وجہ ششم قرار دیجاتی ہے۔

وجہ ششم اگر اس آیت کے لفظ اولی الامر سے مراد علماء مجتہدین لیے جاوین تو آیت آخر فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول الخ یعنی اگر آپس مین اگر تم جھگڑا کرو تو اسکو رد کرو طرف اللہ اور رسول کے اگر تم ایمان اللہ

ذرا ان وجہونکو خوب غور سے ملاحظہ کرو اس تحقیق سے ثابت جب یون ہی ہوا
کہ اولی الامر سے مراد امرا رؤسا ہین کہ انکی طاعت امور سیاست و انتظام مین
ضرور کرنا چاہیئے تو اب تم ہی کہو کہ تقلید ائمہ اربعہ سے اس آیت کو کیا علاقہ رہا
کوئی ہٹ دہرم اب بھی نمانے یہود کا ساتھ دیوے تو اوسکو سوائے اللہ کے کوئی
ہدایت نہین کرسکتا وجہ ثانی ہمنے فرض کیا کہ مراد لفظ اولی الامر سے علما مجتہدین
ہین جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے بعد اسکے بھی پوچھا جاتا ہے کہ علما مجتہدین
اس امت مین سیکڑون گذر گئے ہین قبل آئمہ اربعہ کے بھی جیسے حضرت ابوبکر رض
حضرت عمر رض حضرت عثمان رض حضرت علی رض ابوہریرہ معاذ بن جبل ابوموسی اشعری
خالد بن ولید ابو عبیدہ زید بن ثابت سعد بن عبادہ سعد بن معاذ سعید
بن زید عبد الرحمن بن عوف وغیرہم من الصحابۃ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین
وتابعین سے زہری ابن مسیب سالم بن عبداللہ نافع محمد بن اسحق وغیرہم
ائمہ اربعہ کے ہمزمان جیسے سفیان ثوری امام اوزاعی امام اسحاق اور انکے بعد
بہت سے محدثین ۔ امام شوکانی نے بدر طالع مین نام انکے گنے ہین از انجملہ تھوڑے
سے اس مقام پہ لکھے جاتے ہین داود بن علی بن خلف امام ظاہریون کے انکا حال
معیار مین بھی بسط سے لکھا گیا ہے امام الدنیا محمد بن اسمعیل بخاری صاحب الصحیح
امام مسلم صاحب الصحیح امام ابوداود صاحب السنن امام ابوعیسی ترمذی امام
نسائی امام ابن ماجہ امام دارمی امام حمیدی صاحب مسند امام ابوبکر بن ابی شیبہ
صاحب مصنف کے جنہون نے اپنی کتاب مین ایک باب ہی مستقل امام ابوحنیفہ
کے رد مین وضع کیا ہے عنوان اسکا یون ہے کتاب الرد علی ابی حنیفۃ یعنی یہ

جب تک وہ گناہ کی بات نہو۔ اور جب امام نہی باتکا حکم کرے تو اوسمین اسکی اطاعت نہین ہے نہ اسکا کہا سننا حافظ ابن حجر فتح الباری مین اس حدیث کی شرح مین یون رقم فرماتے ہین قوله فاذا امر بمعصية فلا سمع و لا طاعة اى لا يجب ذلك بل يحرم على من كان قادرا على الامتناع و فى حديث معاذ عند احمد لا طاعة لمن لم يطع الله وسنده وعند البزار فى حديث عمران بن حصين والحكم بن عمرو الغفارى لا طاعة فى معصية الله وسنده قوى و فى حديث عبادة ابن الصامت عند احمد والطبرانى لا طاعة لمن عصى الله تعالى الخ ترجمہ قول آپکا (جبکہ معصیت کا حکم کیا جاوے تو نہ سننا ہے نہ کہا ماننا) یعنی یہ واجب نہین ہے بلکہ جو منع کرنے پر قادر ہو اسپر تو حرام ہے۔ معاذ کی حدیث مین جو مسند احمد مین ہے یون ہے جو اللہ کی اطاعت نہ کرے اوسکی طاعت نہین ہے اور حدیث احمد اور بزار مین جو عمران بن حصین اور حکم بن عمرو غفاری سے مروی ہے یون آیا ہے کہ اللہ تعالی کی معصیت مین کسیکی طاعت نہین ہے سند اسکی قوی ہے اور حدیث عبادہ مین جو مسند احمد و طبرانی مین ہے یون ہے کہ اسکی طاعت نہین ہے جو اللہ تعالی کی نافرمانی کرے آخر تک ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کی گو وہ امام ہو یا امیر یا رئیس یا عالم یا عامی طاعت معصیت اللہ مین نہین ہے تو جب امام نے کسی امر کی نسبت حکم کیا اور وہ خلاف معلوم ہوا یوقت عرض کے تو اسکو چھوڑ دینا واجب ہے اب معنی آیت کے بھی ٹھیک ہو گئے اول سے آخر کو ربط بھی ہو گیا ان چھ وجہون سے وجہ اول تمام ہوئی۔ اے بھائیو انصاف کرو کہ اولی الامر سے مراد مجتہد کسیطرح ہو سکتے ہین

اگر وہ جواب باصواب ہونگے تو تسلیم کیے جاوینگے ورنہ انکی غلطی سے مجیب کو
اطلاع دیجاویگی سوال اول خلفار اربعہ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و
عمر فاروق رض و عثمان بن عفان و علی المرتضی رضی اللہ عنہم اولی الامر تھے یا
نتھے اگر یہ صاحب بھی اولی الامر تھے تو پھر کیا وجہ کہ انکی تقلید نہ کیگئی اور ائمہ اربعہ
کی تقلید اختیار کیگئی اور اگر تھے تو یہ بتاؤ کہ اولی الامر کسکو کہتے ہین اور یہ صاحب
کس وجہ و دلیل سے اولی الامر نہین ہین کسی کتاب معتبر کے حوالہ سے ثبوت دو۔
سوال دوم خلفار اربعہ مجتہد مستقل تھے یا نتھے اگر تھے تو انکی تقلید کیون نہ
کی گئی لوگ عمری علوی عثمانی کیون نہ کہلائے حنفی شافعی کیون ہوئے اگر مجتہد مستقل
نتھے تو بتاؤ کہ مجتہد مستقل کسے کہتے ہین اور وہ تعریف انمین پائی جاتی ہے یا نہین
اور مجتہد مستقل نہوتا انکا کسی کتاب معتبر اپنی سے لکھو یا بتاؤ کہ فلان بڑے متقدم
یا متوخر حنفی شافعی نے انکو مجتہد مستقل نہین لکھا۔ سوال سوم یہ آیت جسمین
لفظ اولی الامر کا ہے جب نازل ہوئی تو اوسوقت بھی اسپر عمل کرنا ضروری تھا
یا ائمہ اربعہ کے زمانے کے بعد اسپر عمل ضروری ہوا اگر اوسوقت بھی اسپر عمل ضروری تھا
تو ائمہ اربعہ کے زمانے کے قبل کون اولی الامر تھے جنکی تقلید ضروری تھی اور اب انکی
تقلید کیون جاتی رہی لوگون نے کیا وجہہ سمجھی کہ پہلے اولی الامر ونکی تقلید کو چھوڑ دیا
اور پچھلو نکی تقلید کو اختیار کیا اور اگر اوسوقت اس آیت پر عمل ضروری نتھا تو
اسکی دلیل بتاؤ کہ کس دلیل سے عمل ضروری نتھا۔ سوال چہارم پہلے اولی الامر کی
تقلید چھوڑ کر پچھلون کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہین اگر جائز نہین ہے تو پہلے
اولی الامر حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی و شریح

کتاب ہے رد مین امام ابو حنیفہ کے ہر ایک ایک مسئلہ امام صاحبکا ذکر کیا ہے اور ایک ایک
حدیث خلاف کو ۔ امام حاکم نیشاپوری صاحب مستدرک امام ابن خزیمہ صاحب
صحیح امام ابن حبان صاحب صحیح امام بیہقی صاحب السنن امام سعید بن منصور امام ابن ابی السکن امام ابن
حزم ظاہری امام ابو الحسن البزار امام حافظ ذہبی امام دارقطنی امام سید محمد بن ابراہیم
ابو زیر صاحب عواصم امام سید محمد اسماعیل امیر صنعانی سید عبد القادر ابن احمد
شیخ علامہ عصر مجد الدین بن عبد السلام المعروف بابن تیمیہ صاحب منتقی۔
احمد بن عبد الحلیم الحرانی المعروف بابن تیمیہ ۔ اور شاگرد رشید آپ کے ابن قیم
مین کہانتک علما مجتہدین محدثین کے نام لکھون سدہا شافعیہ و حنفیہ و مالکیہ
سے علما مجتہد گذر گئے ہین جنکی اسامی کتب طبقات مین مدون ہین انشاء اللہ
تعالی بوقت فرصت کبھی علحدہ انکا ذکر لکھا جاویگا خیال کرنیکا مقام ہے کہ جب
اس امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ مین اسقدر علما مجتہدین گذر گئے ہین
تو پھر کس دلیل سے لفظ اولی الامر سے یہی چار مراد ہو سکتے ہین اور باقی نہین
کیونکہ لفظ اولی الامر کا اپنے اطلاق پر ہر مجتہد کو شامل ہے مجتہدین ماقبل و
مابعد ائمہ اربعہ کو مراد نہ لینا اور ائمہ اربعہ کو ہی مراد لینا اسکی وجہ سمجھہ مین نہین
آتی اور نہ کوئی قاعدہ عربی معلوم ہوتا ہے اگر کوئی صاحب کوئی وجہ عمدہ لائق
قبول کے رکھتے ہون تو پیش کرین اسوجہ کے متعلق کچھہ سوال علما مقلدین
سے جو اس لفظ اولی الامر سے مراد ائمہ اربعہ لیتے ہین کئے جاتے ہین ہر ناظر
نمبر نصرۃ السنہ سے گذارش کرتا ہون کہ ان سوالونکو علماے مقلدین سے
دریافت کرین اور انسے کہین کہ جواب انکا مہتمم نصرۃ السنہ کے پاس بھیجا کرین

ایک کی ائمہ اربعہ سے واجب ہے جو دو مجتہد ونکی تقلید کریگا یا مجتہد وغیر مجتہد
کی تقلید کریگا وہ مخالف اس آیت کے ہوگا کہئے اب آپ صاحب کبھی تو امام محمد
کے قول پر فتوی دیتے ہین جیسے پانی مستعمل مین یعنی جو پانی وضو کا یا غسل کا
اعضا سے ٹپکے اسکے بارے مین فتوی امام محمد کے قول پر ہے اور کبھی قول امام
ابو یوسف پر جیسے مسائل قضا مین کبھی ابن ابی لیلی کے قول پر جیسے گواہون کے
قسم دینے مین جیسا کہ مسلم الثبوت مین ہے اور کبھی متاخرین کی راے پر
جیسے تعلیم قرآن و وعظ نصیحت و اذان کہنے و امامت کرانے پر اجرت لینا جیسا کہ
کتاب شامی حاشیہ در مختار کتاب اجارہ مین موجود ہے کبھی امام زفر کی
راے پر اب تم ہی انصاف کرو کہ اب تم نے اپنے امام کی تقلید چھوڑی یا نہ چھوڑی
اور مخالف آیت کے بنے یا نہ بنے کہو اب تو اچھے خاصے غیر مقلد بنگئے ۔ ہماری سمجھ مین
کوئی وجہ نہین آئی کہ ان سب کی تقلید جائز ہو اور امام شافعی و مالک و احمد
و اوزاعی و بخاری وغیرہم کی تقلید نہ جائز ہو اگر یہ کہو کہ امام محمد و ابو یوسف
وغیرہما شاگرد امام صاحب کے ہین اول تو یہ عذر بہت ہی ضعیف ہے کیونکہ
متاخرین تو شاگرد امام کے نہین ہین اور اگر یہی قاعدہ ہو تو پھر امام مالک
و شافعی و احمد یہ سب آپس مین استاد شاگرد ہین شافعی کو امام مالک اور احمد
کی تقلید جائز ہوگی حالانکہ یہ تمہارے خلاف مسلمات کے ہے کوئی وجہ
سمجھ دہ بتاؤ اگر یہ کہو کہ صاحبین و امام کا اصول ایک ہے تو ہم دریافت
کرتے ہین کہ اصول سے کیا مراد ہے اگر کہو کہ ادلہ اربعہ ہین تو سب
ائمہ موافق ہین سبکا اصول ایک ہی انہین کی کیا خصوصیت ہے اگر کہو

وسعید بن المسیب وغیرہم صحابہ تابعین مین سے جو اولی الامر تھے انکی تقلید
کیون ترک کرکے ائمہ اربعہ کی جو متاخر انکے تھے کی گئی اور اگر پہلونکی تقلید
ترک کرنا اور پچھلونکی تقلید کرنا جائز ہے تو امام بخاری ومسلم واونکے پچھلونکی
تقلید حتی کہ اس زمانے کے اولی الامر کی تقلید کیون جائز نہین ہے اسکی وجہ
عمدہ ودلیل اعلی بتاؤ **سوال پنجم** لفظ اولی امر سے ائمہ اربعہ ہی کی
تقلید کا حصر ہے یا نہین اگر ائمہ اربعہ ہی کی تقلید کا حصر ہے تو پھر امام محمد وابو یوسف
وغیرہما کی کیون تقلید کیجاتی ہے اور اس حصر کو توڑا جاتا ہے اور اگر ائمہ اربعہ
کی تقلید کا حصر نہین ہے تو پھر اور کی کیون تقلید نہین کیجاتی اور اگر کوئی اور کی
تقلید کرلے تو اوسکو کیون لامذہب بنایا جاتا ہے فقط ان سوالات خمسہ پر بالفعل
اکتفا کیجاتی ہے اگر کوئی صاحب انکا جواب عنایت کرینگے تو پھر ہم اور سوالات
پیش کرینگے۔ **وجہ ثالث** اگر بالفرض محال مان بھی لیا جاوے کہ لفظ اولی الامر سے
یہی ائمہ اربعہ مراد ہین تو پھر تخصیص انمین سے ایک کی کہان سے آگئی کہ ان ائمہ اربعہ
مین سے ایک کی تقلید واجب ہے جیسے یہ آیت قطعی الثبوت ہے ایسے ہی ہم پلہ کا
کوئی مخصص اسکا بیان فرمائے اور یہ بھی یاد رہے کہ مجرد آپ صاحبونکے راے
قیاس سے کام نہین چلیگا کیونکہ آپ صاحبون کے نزدیک قاعدہ معین ہے کہ
تخصیص قرآن کی خبر واحد سے درست نہین ہے جبکہ تخصیص کتاب اللہ کی خبر
واحد سے جائز نہ ٹھہری تو مجرد قیاس سے کیسے جائز ہوگی بینوا توجروا ــــــ
وجہ رابع ہمنے مانا کہ اس آیت کے لفظ اولی الامر سے تخصیص ایک کی ہی معلوم
ہوتی ہے اسپر ہم یہ گذارش کرتے ہین کہ بس مطلب آپ صاحبونکا یہ ہوا کہ تقلید

سلیم من اہل مکہ یقال لہ الحجاج بن علاط فنقب بیتہ فسقط علیہ حجر فلم یستطع ان یدخل و لا ان یخرج حتی اصبح فاخذ لیقتل فقال بعضہم دعوہ فانہ قد لجا الیکم فترکوہ فاخرجوہ من مکۃ فخرج مع تجار من قضاعۃ نحو الشام فنزلوا منزلا فسرق بعض متاعہم وہرب فطلبوہ فاخذوہ ورموہ بالحجارۃ حتی قتلوہ فصار قبرہ تلک الحجارۃ وقیل انہ رکب سفینۃ الی جدۃ فسرق فیہا کیسا فیہ دنانیر فاخذ فالقی فی البحر وقیل انہ نزل فی حرۃ بنی سلیم وکان یعبد صنما لہم الی ان مات ترجمہ

یہ آیت طعمہ بن ابیرق کے بارے مین نازل ہوئی ہے قصہ اسکا یون ہے کہ جب طعمہ پر چوری ثابت ہوئی تو قطع ید اور فضیحت سے ڈر کر مکہ کی جانب بہاگ گیا اور دین سے مرتد ہو گیا اللہ تعالے نے اسکی تعیین بدو فرمایا جسنے مخالفت کی رسول کی یعنی بعد ظاہر ہونے ہدایت توحید اور حد ود کے مخالفت کیا اور چلا سب مسلمانونکے خلاف راہ یعنی مومنونکے طریقہ کے خلاف دا لی کرینگے ہم اسکو جسکا وہ والی ہوا یعنی ہم اسکو آخرت مین اسکا مالک کرینگے جسکا دنیا مین مالک ہوا تھا اور جہنم مین داخل کرینگے اور بہت بری وہ جگہ ہے حال طعمہ بن ابیرق کا یون ہوا کہ وہ بنی سلیم کے ایک آدمی کے یہان جا کر مکہ مین اترا جسکے مکان مین جا کر ٹہرا نام اسکا حجاج بن علاط تہا جاتے ہی اسکے گھر مین نقب چوری کے لئے لگا لی اسکے اوپر ایک پتہر گر پڑا نہ تو اندر جا سکا نہ باہر نکل سکا یہانتک کہ صبح ہو گئی پس قتل کے لئے پکڑا گیا بعض اہل مکہ نے کہا

کہ اصول سے علیحدہ ہو اصول فقہ ہے تو یہ بھی تمہاری بات غلط ہے اصول فقہ مین بھی امام اور صاحبین کا بہت اختلاف ہے ایک مسئلہ حقیقت مجاز کا ہی دیکھیو امام کے نزدیک واو ترتیب کے لئے نہین ہے صاحبین کے نزدیک ترتیب کے لئے ہے اور بہت سا اختلاف ہے غرض کوئی بات تمہاری بنائی بنتی نہین ہے ان چار وجہون سے معلوم ہوا کہ اس آیت کو تقلید شخصی سے کچھ علاقہ و لگاو نہین ہے زبردستی بغیر سمجھے ہمارے بھائی اس سے تقلید کو ثابت کرتے ہین فقط

اللہ تعالے نے سورۃ نساء مین فرمایا ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدے ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولے ونصلہ جہنم وساءت مصیرا ترجمہ اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی اسپر راہ کی بات اور چلے سب مسلمانونکی راہ سے سوا ہم اسکو حوالہ کرین وہی طرف جو اسنے پکڑی اور ڈالین اسکو دوزخ مین اور بہت بری جگہہ پہونچا شان نزول اس آیت کا معالم التنزیل مین یون لکھا ہے نزلت فی طعمۃ بن ابیرق وذلک انہ لما ظہرت علیہ السرقۃ خاف علی نفسہ من قطع الید والفضیحۃ فہرب الے مکۃ وارتد عن الدین فقال تعالے ومن یشاقق الرسول ای یخالف من بعد ما تبین لہ الہدے من التوحید والحدود ویتبع غیر سبیل المومنین ای غیر طریق المومنین نولہ ما تولے ای نکلہ فی الاخرۃ الے ما تولی فی الدنیا ونصلہ جہنم وساءت مصیرا روی عن طعمۃ بن ابیرق نزل علے رجل من بنی

6437

امرِ ضروری سرکوبیٔ شرکِ اہلِ ڈونڈی پاتوری

بفرمائش قاطع اعناق مشرکین بسیف موحدین شیخ
محمد عبد الوہاب صاحب ڈاکٹر ضلع ایوت محل ملک برار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمانِ اِنس و جان ہے توحیدِ کبریا ... داریں مین امان ہے توحیدِ کبریا +
لبریز ہو زمین جو گناہون سے عفو ہین + ... وہ ذی علوِ شان ہے توحیدِ کبریا
پُر ہو عبادتون سے زمین بے نشان ہین سب ... جس دل مین بے نشان ہے توحیدو کبریا
آسان ہے رودِ کوثرِ محشر ہے جن کو یہان ... وردِ دل و زبان ہے توحیدِ کبریا
وہان جز موحدین کسی کا گزر نہین ... اُس قرب کا مکان ہے توحیدِ کبریا
دل اپنے ہین زراعتِ اِخلاص کی زمین ... اَوْر اُس کا آسمان ہے توحیدِ کبریا
اے مشرکو یہ شرک تو عزت تمہاری ہے ... اور عارِ بے گمان ہے توحیدِ کبریا
جو سینے مشرکون کے ہین لبریز شرک سے ... اُن سینون مین سنان ہے توحیدِ کبریا
سب مشرکون کے عیب نظر آتے ہین فقیر ... وہ نورِ جسم و جان ہے توحیدِ کبریا

بیانِ مدح اور خوبیٔ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

طلیعۂ قفلِ جنت ہے رسول اللہ کی سنت ... رضائے ربِ عزت ہے رسول اللہ کی سنت
مسلمانون کو راحت ہے رسول اللہ کی سنت ... تو کافر کو جراحت ہے رسول اللہ کی سنت
یقینی رحمتِ حق آئینہ ہر دم عود کرتی ہے ... ہمیشہ جنکی عادت ہے رسول اللہ کی سنت
یہان جو بدعتی بدعت کو سنت کہتے ہین بد دین ... تو کہنا یہ فضلِ بدعت ہے رسول اللہ کی سنت
مطیعِ رحمۃ للعالمین ہین موردِ رضوان ... وہ رحمت ہے رحمت ہے رسول اللہ کی سنت
ہمیشہ فرض و واجب مین جو شامل ہے تو کیسی کچھ ... عبادت ہے عبادت ہے رسول اللہ کی سنت
گدا پوش اسکے ہین بیزار تاجِ ہفت کشور سے ... وہ زینت ہے وہ زینت ہے رسول اللہ کی سنت

کہ اسکو چھوڑ دو کیونکہ تمھارے یہان آکر اسنے پناہ لی ہے یہ سنکر لوگون نے
اسکو چھوڑ دیا اور مکہ سے نکالدیا وہان چند تاجرون بنی قضاعہ کے ہمراہ
جو ملک شام کو جاتے تھے ہو گیا ایک منزل مین وہ لوگ اترے تو انکا
اسباب چورا کر بھاگا ان لوگون نے اسکا پیچھا کر کے پکڑا اور پتھرون سے
مارنا شروع کیا یہانتک کہ مرگیا اور وہی پتھر اسکی قبر بنا بعضون نے
اسکا حال یون بیان کیا ہے کہ ایک کشتی مین جو جدہ کو جاتی تھی سوار
ہوا اور ایک تھیلی جسمین دینار رین تھین چورایا اور پکڑا گیا لوگون نے
اسکو سمندر مین پھینک دیا بعضون نے کہا ہے کہ بنی سلیم کے میدان مین
جاکر اترا انکے بت کی عبادت کرتا تھا یہانتک کہ مرگیا۔ فقط اسی طرح
شان نزول اس آیت کا باقی کتب تفاسیر مین لکھا ہے۔ باقی آئندہ

بیان سرکوبی مشرکین اہل ڈونڈی پاتوری کا جو ڈونڈی پیٹ کر شرک کرتے ہین

بڑے بددین و ناہنجار مشرک اہل ڈونڈی ہین — وہ بدکردار و بداطوار مشرک اہل ڈونڈی ہین
منادی کرتے ہین توحید و سنت کی اہانت ہین — تو اسمین شک نہین کفار مشرک اہل ڈونڈی ہین
نہونے پائے انکے شہر مین توحید کا ارشاد — منادی اسکی ہان ہر بار مشرک اہل ڈونڈی ہین
دوا توحید کی دیجے تو انکی جان جاتی ہے — یہ ایسے شرک کے بیمار مشرک اہل ڈونڈی ہین
یہ مرتے ہین چراغ گور کی آتش پرستی پر — تو گویا جیتے جی فی النار مشرک اہل ڈونڈی ہین
جو بازار محمدؐ مین چلاتے ہین یہ کھوٹے دام — تو کیسے پُر دغل عیار مشرک اہل ڈونڈی ہین
مسلمانون کو یہ مشرک بناتے ہین فریبون سے — تو سب دجال کے آثار مشرک اہل ڈونڈی ہین
نہین اب طاعت ابلیس کی حاجت شیاطین کو — اب انکے قافلہ سالار مشرک اہل ڈونڈی ہین
جہان کا فعل بد پاسنگ ہے انکے ترازو کا — وہ فعل شرک کے بدکار مشرک اہل ڈونڈی ہین
منادی دین کا قرآن ہے اور حضرت احمدؐ — ف — مگر یون بر سر انکار مشرک اہل ڈونڈی ہین
کہ ان دونون سے وہ ہرگز علاقہ کچھ نہین رکھتے — سراسر دین کے غدار مشرک اہل ڈونڈی ہین
اتر جائیگا ہان عنقریب سارا نشا ان کا — یہان گو شرک کے میخوار مشرک اہل ڈونڈی ہین
فقیر اب انکو تو سیف زبان سے دم نہ لینے دے — موحد ہان لگا تلوار مشرک اہل ڈونڈی ہین

بیان عقائد فریق مشرکین اہل ڈونڈی پاتوری کا۔ پہلے عقیدیکا بیان یہ ہے

بڑا معبود ان کا تعزیہ ہے
بنایا آگ مین جس کو تپا کر
یہ پوجا کرتے ہین جھنڈا بنا کر
گرشتے پوجتے ہین یہ جفا کار
یہ پوجا فرض و واجب جانتے ہین
کہ جو منکر ہے اسکا ہے وہ کافر
طواف اور سجدے اسکو کرتے ہین یہ
ہمیشہ کرتے ہین اس کی عبادت
پھر انکے کفر مین کیا شک ہے باقی
خدا توحید کا بھی انکو دے سوجھ

تلاوت انکی شغل مرثیہ ہے
ہمیشہ پوجتے ہین اسکو بدتر
کوئی مارے وہی ڈنڈا بنا کر
یہان سجدے میں جو بیٹھیں علم گر
کوئی سمجھائے تو کب مانتے مین
براق اور تعزیہ مین سب مردود
بجا پے اور ڈھولے دھرتے مبتلی
بس انکا تعزیہ مشکل کشا ہے
شراب کفر کے ہین یہ وہ ساقی

یہ دیکھو اقل گھوڑے کا بنا کر
کہان باقی رہا انکے لئے دین
یہ مشرک ہین شدید ایسے خطا کا
الٰہی اسکا سر جلدی قلم ہو
سراسر ہے یہ انکا قول ظاہر
کہ تعزیہ مین حسینؓ اسمین ہیں موجود
یہ ملکر تعزیون پر مرد و عورت
کہیچی بانس کی حاجت روا ہے
کہ کرتے ہین بہت لوگوں کو مہوش

دوسرے عقیدے کا بیان یہہ ہے

فقیری مین ہمارا دل غنی ہے ساری دنیا سے
وہ نعمت ہے وہ نعمت ہے رسول اللہ کی سنت

جو سنت کے عدو ہین اے فقیر ایمان کی دشمن ہین
حبیب اہل سنت ہے رسول اللہ کی سنت

بیان کفر اور شرک کی مذمت کا اور سرکوبی مشرکین کافرین فاجرین کا

بیزار ہے وہ قاہر و جبار شرک سے
مغفور وہ ہے جو کہ ہے بیزار شرک سے

بچتے ہین جو کہ ہوتے ہین بیدار شرک سے
ڈرتے نہین مگر کبھی کفار شرک سے

یہ وہ گناہ ہے کہ جو ہوجائے ایک بار
لازم یہ ہے کہ توبہ ہو سوبار شرک سے

یہان گرچہ عیش گلشن شداد ہو نصیب
مشرک ضرور ہونگے فی النار شرک سے

توحید پر جو مرتے ہین بس زندہ دل ہین وہ
ہشیار ہین جو خفتہ و بیدار شرک سے

یہ آجکل کے پیر جو بے پیر لوگ ہین
آلودہ ہین ہمیشہ یہ بدکار شرک سے

قبرون کو تعزیون کو جو یہ سجدہ کرتے ہین
توبہ نہین نصیب نہین زنہار شرک سے

ہر مرد و زن مرید سے کرواتے ہین یہ شرک
بچتے بچاتے کب ہین یہ کفار شرک سے

شہرون مین اہل دین کے پہنکنے نہ پائین یہ
اینر خدا کی ایسی ہو ہٹکار شرک سے

تیغ عمر ہو آج اور ان سرکشون کا سر
تب یہ جہان پاک ہو یکبار شرک سے

تیغ زبان سے اب یہ نہین ڈرتے اے فقیر
کر منع لیکے ہاتھ مین تلوار شرک سے

امیر مولود خوان کی مشرکیہ غزل کا رد

دوستو سیف زبان کو مجھے چمکانے دو
وہین تیغ سے کفار کو سمجھانے دو

اہل توحید کی شمشیر ہے دیکھو عریان
مشرکون کے سر بدخواہ کو کٹ جانے دو

کہتے ہین روح محمد کو جو حاضر ہر جائے
مجکو اس محفل مشرکیہ مین ہان آنے دو

دوست حضرت فاروق سے انشاء اللہ
ٹکڑے ایک ایک کے دو دو مجھے دکھلانے دو

جو یہ کہتے مین تبرک ہے یہ مشرکیہ طعام
انکو اے مبتدعو کچھ بہ مجھے سمجھانے دو

مشرکو جنکو کھلاتے ہو یہ مشرکیہ طعام
کئی دن تک انہین تم اور نہ کچھ کھانے دو

جو وہ چکھتے رہین پھر اسکو ہی وہ کھاتے رہین بس
انکے چرکین کو یون آنے دو اور جانے دو

جبکہ وہ جزو بدن ہوکے نہ نکلے کچھ بھی
اور کچھ کھانے کی نوبت انہین تب آنے دو

کیونکہ تعظیم تبرک تو جبھی ہوئیگی یان
کہ وہ چرکین بھی بن جائے تو ہان کھانے دو

کیون نہ ہر نیک عمل کا ہو وہان مرغ حرام
بدعقیدے کے جہان مل گئے ملانے دو

اے فقیر امن و امان کیون نہو ہر جائے ہمین
ساتھ ہین سنت و توحید کے بروانے دو

وہ فاجر ہے وہ فاجر
کھلا کر گندگی جو مرغ پالا
نکلتی ہے اگر بچون کے چیچک
اُٹھاتے ہین وہ نازِ حضرتِ مرغ
یہ سمجھا ہوئیگا اِن مشرکون نے
تو یہ چیچک بہی کھا جائیگا ساری
معاذ اللہ توبہ ہے خدایا
یہ تجسے کیون نہین کرتے مناجات

ساتوین عقیدہ کا بیان یہ بھی

کیا اُس مرغ کو بہی اپنا معبود
یہ مشرک یون عمل کرتے ہین بیشک
تو بچا اُنکا ہوجاتا ہے اچھا
جو ٹھیرایا عقیدہ احمقون نے
یہ کھاتا پھرتا ہے ہر ایک کے دانے
عقیدہ کفر پر یون اِنکو آیا
یہ مومن کیون نہین ہوجاتے حاالبصر

نیا شرک اور اک گھڑکر نکالا
کہ سنت مانتے ہین اُسکی مردود
کہ کرتے ہین نیازِ حضرتِ مرغ
ارے غافل خدا کرتا ہے اچھا
کہ عادت مرغ کی ہے گندہ خواری
تو کھا جائیگا سب چیچک کے دانے
بنایا مرغ کو قاضی حاجات
یہ کاش ایمان تجہپر لاتے خالص

حکایت ایک دہلی کے تعزیہ پرست مشرک کی جسکی حاضری قبول ہوگئی تھی

یہ دہلی کی حکایت بھی عجب ہے
وہ مشرک نام ہی کا تھا مسلمان
کھڑے تھے منتظر سب گھر کے بیدین
نظر آئیگی ہان حضرت سلامت
یکایک آخری شب مین یہ دیکھا
چڑھاوا ہوگیا مقبول بالکل
نکلکر پھر پھڑائے کان اُس نے
وہ سارے کھا گئے حلوے کی کونڈے
ہوئی مقبول اُنکی حاضری خوب
کرڈالا اُنکے دل مین گھاؤ اپنا

مگر بے دینون کو عبرت ہی کب ہے
بھرے ہو حاضری کا اُس نے کونڈا
جو کونڈے رکھ چکے پھر پھر بیدین
بہت دیر انتظاری مین گزاری
کہ سارا تعزیہ ہلتا ہے آن کا
پھر اک موٹا سا کتا وہان سے نکلا
اور اُنکے کھو دیے اوسان اُسنے
کچھ ایسے رہگئے حیران سارے
شکم مین اپنے کتے نے بھری خوب
مگر مشرک بہی وہ ناپاک سگ ہین

کہ تھا اک تعزیہ کا بندۂ شیطان
وہ رکھی تعزیہ کے نیچے کونڈی
کہ اب مقبول ہونے کی علامت
ہوئی وہ رات اُنکو سل سے بھاری
مبارکباد کا گھر مین مچا غل
وہ اُنکے غل کو کتے دور سمجھا
نہ اپنے کتے جی پھر وہان سے ڈھونڈکر
کسیکا بس نہ تھا کتے کو مارے
عجب کتے نے مارا داؤ اپنا
کب اس مردار سے پھر بہی الگ ہین

عقیدہ تعزیہ کا پھر وہی ہے | وظیفہ مرثیے کا پھر وہی ہے

مشرکین اہل ٹونڈی کے اعمال کا بیان

عمل اِنکا پرستش قبر کی ہے
بناتے ہین مسلمانون کو بیدین
تو اُس داماد کے دشمن ہین بدذات
نکاح اُسکا نہین کرتے یہ اکثر

یہ طرز اِن مشرکون مین گبر کی ہے
جو داماد ایسے ملتے ہین مسلمان
یہ ایسے دین کے رہزن ہین بدذات
جو اُسکو بیٹھ رہجائے تو کیا ہے

یہ اپنی لڑکیان دیگر بہ آئین
کہ زوجہ کو بہی سکھلاتے ہین ایمان
جوان ہوجاتی ہے گو اُنکی دختر
کہ فحش اِن فاسقون مین برملا ہے

محرم مین بناتے ہین یہ اک غار
وہان رکھدیتے ہین یہ بت کو جیسے

تیسرے عقیدہ کا بیان یہ ہی

پہر اسپر ہار میوے کے چڑہا کر
لبشکلِ فرجِ گوری وہ بنا کر
پہر انکے قاضی ملانے سب آکر
چڑہاوا انکا سب لیتے ہین بدذات
پہر اس مؤمن کو ہی ہندو سے کیا فرق
الٰہی الاماں کفران ہے یہ
یہ شرک کرتے ہین اسکی عبادت
پہر اسپر روٹ مالیدہ کا ہے بہوگ
یہ اس حجمات کے ہین بہاٹ مردود
ادا کرتے ہین سجدہ کیا غضب ہے
کہ یہ کافر ہین سارے یا مسلمان

پانچوین عقیدہ کا بیان یہ ہی

اگرچہ کفر و شرک ایسا کرے وہ
اگرچہ بہیم کو ارجن کو پوجے
غلط ہے انکا ہر دعوے غلط ہے
کہو روزے کی حاجت کیا رہی پہر
تلاوت اور عبادت کس لیے ہے
یہ حال اور قال کی پہر کیا ضرورت
کہ بعد ایمان کے سب نیک اعمال
عقیدہ کافرون کا اس نمط ہے

چھٹے عقیدہ کا بیان یہ ہے

اسی کے کہنے پہ ہے عید انکی
نجومی کی خبر کو مانتے ہین
کہ علم غیب ہے ... اس خدا کو

پہر اسپر طاق رکھکر سب جفا کار
طواف اس غار کا کرتے ہین مردود
پہر اک لکڑی کی دلہن سی بنا کر
پہر اسکو خوب زینت مین بڑہا کر
عبادت اسکی کرتے ہین شیاطین
چڑہاوے پر وہان کے ہات اٹھا کر
جو تبخانون مین ہین لنگ و جلہری
نہو کچھ جسکی پوجا مین ذرا فرق

چوتھی عقیدہ کا بیان یہ ہی

پہر اسپر ڈہال تلوارین لگا کر
پہر اسپر ڈالتے ہین میوہ یہ لوگ
اسے کہتے ہین مولا کی سواری
یہ اپنی سمجھ مولا کا غضب ہے
برائی کفر کی ہے اسنے ظاہر
یہ کہتے ہین جو کلمہ پڑھکے یکبار
کہ آخر بت پرستی مین مرے وہ
وہ کافر ہو نہین سکتا کسیطور
جو یہ بکتے ہین سرتا یا غلط ہے
زکوٰۃ اور حج بھلا پہر کسلیے ہے
ریاضت اور یہ محنت کس لیے ہے
معاذاللہ یہ قول ایسا بد ہے
ضروری ہین مسلمان پر بہرحال
عقیدہ جنکا ہے رد شریعت
یہ کرتے ہین ہمیشہ کر و فر سے
اسی کافر سے ہے تائید انکی
معاذاللہ عقیدہ کفر کا ہے
جو سمجھے غیر مین اسکو یہ کہدو

بنا کر لنگ کی صورت کے ڈہیلے
جہان یہ لنگ کی صورت ہے موجود
پہر اسکو سرخ کپڑے سے چھپا کر
پہر اسپر نعل چاندی کا لگا کر
اور ان باتون پہ مرتے ہین شیاطین
ادب سے فاتحہ دیتے ہین بدذات
یہان بہی شکل ہے فرج و ذکر کی
یہ سمجھے ہونگے ایمان ہے یہ
بنا کر بہنیس کے بچے کی صورت
پہر اسپر ہار پہولون کے چڑہا کر
پہر اسکو کہتے ہین لولاٹ مردود
پہر اسکے آگے یہ سارے پجاری
بہلا یہ تو کہو اے اہلِ ایمان
جو بت ایسا بڑا گھڑتے ہین کافر
رہے گو عمر بہر پورا خطا کار
اگرچہ رام کو لچھمن کو پوجے
عقیدہ پختہ ہے انکا اسیطور
نمازون کی ضرورت کیا رہی پہر
یہ شغل ذکر غافر کس لیے ہے
یہ نیک اعمال کی پہر کیا ضرورت
کہ گویا سب شریعت اس سے رد ہے
مگر یہ قول انکا سب غلط ہے
وہ کافر ہین وہ کافر انپہ لعنت
غم و شادی برہمن کی خبر سے
یہ اس کافر کو سچا جانتے ہین
نہین یہ کفر تو پہر اور کیا ہے
وہ کافر ہے وہ کافر ہے وہ کافر

ت جیسے برہمن کا ہے مسجود
کہتا تھا حسینؓ ابنِ علیؓ خاص
کہڑی تہی تعزیہ کے گرد بدذات
مبارکباد کا گہر مین ہوا غل
کوئی بدکار مشغولِ زنا ہے
وہ جنبش ساری تہی جنبش زناکی
جو عورت گہر کی یون یاروں سے ملجائے
وہ خود دیوث بھڑوا بہی نہ بولا
ادا تو ہوگئی مؤمن کی منت
تو بس ایسے ہی یہ سب بیحیا ہین
ہمیشہ اُسکے عابد ہین یہ مردود
ہمین محفوظ اِنسے یا خدا رکھ

وہ ہر دم منتظر رہتا تھا مردک
ہلانے اسکو ہین اے اہلِ اخلاص
ہلا وہ تعزیہ شدت سے ایسا
کسی نے جاکے اُس کو پے تا مل
وہ زانی مرد کوئی شہر کا تھا
کہ آخر ہے بڑی کوشش زنا کی
یہ سب کچہہ دیکہکر جمع شیاطین
جو منہ کھولا تو بس ہان آشنا کہولا
میان یہ آجکل وہ روز و شب ہین
سب اپنے نفس کے یہ آشنا ہین
خدا بیدینوں کے شر سے بچالے
مطیعِ سنتِ خیر الورےٰ رکھ
دعائے ہنک صلِّ علیٰ محمّد

کہ جب کچھ تعزیہ ہلتا تو بیشک
ہوا جب اتفاق ایسا کہ اک رات
کبہی ہلتا نہ تھا شدت سے ایسا
جو زیرِ تعزیہ دیکھا تو کیا ہے
وہ زن وہ تہی کہ جس کا تعزیا تہا
بہلا وہان تعزیہ ہی کیوں نہ ہل جائے
نہ مارا دم رہے خاموش بیدین
یہ مانی ہوگی ہان اس زن کی منت
معانی ہین یہ تقصیرات سب ہین
بناکر نفس کی خواہش کو معبود
خدا شیطان کے لشکر سے بچائے
تقبّل یا الٰہی بالمخلد

تبنیہ بھائی مسلمانون کو کہ ان مشرکون کا فریب کھائین اور انکی صحبت سے اپنی نفس کو بچائین

خبردار اے مسلمانون سبہی تم
تم اِن مین رہکے مشرک ہو نہ جانا
یہ مشرک ہین یہ مشرک ہین مشرک
کہ توبہ ہوگئی اِنکو میسر
وگرنہ ایسے بدکردار ہین یہ
جو یون شیطان سے اُنکی دوستی ہے
کہ یہ دشمن ہین شانِ کبریا کے
کبہی تم ہم سلام اِن سے نہ ہونا
اگر بیمار ہوجائین نہ پوچھو
نہ جاؤ مشرکون کی قبر کے پاس
اگر تم مہربان اِنکے رہوگے
محبِ اہلِ ایمان سب رہو تم

فریب اِنکا نہ کھا جانا کبہی تم
مسلمانی کے تارک ہو نہ جانا
لگا ہے یہ مرض اِنکو وہ مُہلک
تو گویا ہوئینگے زندہ یہ مرکر
کہ مرکر فی عذابِ النّار ہین یہہ
تو تمپر فرض اِنکی دشمنی ہے
عدو ہین حضرتِ خیر الورےٰ کے
کبہی تم ہمکلام اُنسے نہونا
جو مرجائین جنازے پر نہ جاؤ
کہ وہان نازل ہے قہرِ خالقِ النّاس
تو اِنکے ساتھ دوزخ مین جلوگے
تو سارے ملکے سنت ہی چلو تم

یہ بکتے ہین کہ ہر شے مین خدا ہے
کہ جس سے دین و ایمان انکا رد ہے
بڑہا کر غوثِ اعظمؓ کی کرامات +
یہ سارے کرتے ہین تکفیر بیباک
شعارِ سنت و توحید وہ تھے
زبان کہل جاتی ہے یون اُس شقی کی
یہ ہر شادی غمی کے بدعتی ہین
نہین کوئی عمل للہ فی اللہ
فقط انکار کا بی کا ہے مذہب

نہین ہان بلکہ ہر شے کبریا ہے
مسلمانون کو جو کہتے ہین کافر
خدا سے کم نہین رکہتے یہ بد ذات
جو تھے علامۂ دینِ محمدؐ
تمانے وعظ کے خورشید وہ تھے
مزا آجائیگا مر کر زبان کا
یہ ہر ہنسی کمی کے بدعتی ہین
نہ کچھ انکا وہابی کا ہے مذہب
بس اپنی کامیابی کا ہے مذہب
نہ سمجھو تم کہ بس ایسی ہی ہین یہ

معاذ اللہ یہ قول انکا وہ بد ہے
مسلمان خود وہ کب ہتے ہین کافر
شہیدِ دہلوی[له] کو ملکے ناپاک
فدا سے رسم و آئینِ محمدؐ
جب آنکہین پہوٹ جاتی ہین کسیکی
کہ ہم نے ہائے کیسا کفر بہانکا
عبادت انکی ہے اشراک باللہ
نہ کچھ انکا وہابی کا ہے مذہب
یہ جس ڈہب سے نکلئے ویسے ہی ہین یہ

حکایت تحصیلدار صاحب کی کہ وہ انکے محسن ہین اور یہ لوگ اُنکے جانی دشمن ہین

کوئی نیک ایسے ہین وہان اہلِ تحصیل
بہت کرتے ہین مہمان کی مدارات
سُنا ہے مین نے اِن لوگون پر احسان
کرو دشمن ہوگئے اُنکے بہی یکلخت
غرض دنیا کے کتے ہین یہ ناپاک
ہمیشہ گیارہوین مین ہے مکرم
معاذ اللہ باطل ہین یہ باطل
نہ انکو غوث سے کچھ دلمین آرام
وہ گو ایمان جانے سے بھی آئے
وہ گو دیوث کہلانے سے آجائے
وہ قول و فعلِ بد ہین انکے بعید
پہر اس تحریر سے اب مجکو رخصت

کہ نیکی سے نہین کرتے وہ تعطیل
فراخ اُنکا ہمیشہ مائدہ ہے
بہت کرتے رہے وہ مردِ ذی شان
یہ وہ بدخلق ہین احسان فراموش
یہ بے اسلام اب ہوینگے کیا پاک
یہ کہتے ہین جہان ہوتا ہے مولود
سزا دینے کے قابل ہین یہ باطل
یہ وہ دنیا کے بندے ہین سراپا
وہ انکو کفر آنے سے بہی آئے
غرض گو انسے کچھ ہو کفر و عصیان
جو باہر ہے مری تحریر سے حد
یہ کافی ہے اگر ہو فہم و ادراک

وہ ایسے کچھ ہین نیک اخلاق و عادات
بہت مسکینون کو وہان فائدہ ہے
مگر یہ نابکار ایسے ہین کمبخت +
ہمیشہ شکرِ نعمت سے ہین خاموش
یہ کہتے ہین کہ روحِ غوثِ اعظمؓ
وہین ہین خود رسول اللہؐ موجود
نہ کچھ انکو رسول اللہؐ سے کام
کسی تدبیر سے ملجائے دنیا
وہ گو بدکار ہوجانے سے آجائے
کہ انکی نیکبختی ہین ہے نقصان
حکایت آخری سن لیجے حضرت
چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

حکایت ایک تعزیہ پرست لکھنؤ کی کہ باوجود فحش کے زوجہ سے حسنِ ظن رہا

عجب اِک ماجرا ہے لکھنؤ کا +
کہ تھا اِک شیعہ ناپاک ایسا
ہمیشہ تعزیہ تھا اُس کا معبود

[له] یعنی مولوی اسمٰعیل شہید ۱۲ منہ

کشف الارتیاب عن اجوبة المرتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد شحنہ ہند مطبوعہ یکم اکتوبر ۱۸۸۶ء مین ایک تحریر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی جو نام سے مولوی احمد کے طبع ہوئی ہے دیکھنے مین آئی مولویصاحب نے اپنے خیال مین سوالات اربعہ کے جواب دئے ہین مین نے جو نظر غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کوئی جواب مولویصاحب کا مفید سائل نہین کیونکہ سائل کی غرض تو یہ ہے کہ جواب آیت یا حدیث صحیح سے دیا جاوے بعض مین تو مولوی صاحب نے احادیث ضعیفہ سے کام لیا ہے بعض مین ایسی آیت یا حدیث کو نقل کیا ہے کہ جسکو جواب سے علاقہ لگاؤ نہین ۔ لہذا اس عاجز خیر خواہ اہلحدیث نے بموجب حدیث صحیح مسلم وغیرہ النصح لکل مسلم کے جواب تحریر مولویصاحب کا مناسب سمجھا وما توفیقی الا باللہ وعلیہ وحسبی نعم الوکیل

سائل کا سوال اول یہ تھا قراۃ خلف الامام کے ناجائز ہونے کی کیا دلیل ہے ---

قال المجیب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا قرء فانصتوا رواہ مسلم او رجرح ابوداؤد بعد صحت طریق مسلم مضر نہین کیونکہ ابوداؤد اور

ردِ بدعاتِ محرم و شرک تعزیہ پرستان ہداہم اللہ تعالیٰ الی الایمان

بجالائین رسولِ حق کی جو سنت محرم مین — ہمیشہ اُنپہ ہے اللہ کی رحمت محرم مین
مگر یہ جاننا لازم ہے سب کو اے مسلمانون — کہ کیا سنت ہے اور کیا کام ہی بدعت محرم مین
یہ سنت ہے جو روزہ روزِ عاشورہ مین رکھی تو — گناہِ سالِ رفتہ کی ہو کفارت محرم مین
اُسے حضرت نے رکھا اور یہ فرمایا کہ اگلے سال — رہی باقی جو میری زیست کی مدت محرم مین
ف
تو تاریخِ نہم کو بھی ملاؤنگا مین اِسکے ساتھ — ہوئے یہ دونون روزے سنتِ حضرت محرم مین
سوا اسکے نہین کچھ اور سنت اے مسلمانون — اگرچہ بدعتون کی ہے بڑی شہرت محرم مین
یہ سارے تعزیے والے علم والے یزیدی ہین — جو کہلاتے ہین سنی شیعہ کی صورت محرم مین
بنانا مہندیون کا اور چراغ اُنپر جلانا یہہ — بڑا اندہیر ہے اور دین سے غفلت محرم مین
جو مثلِ بیوہ ہوکر مرد ماتم کرتے ہین دیکھو — ہمیشہ مرد تھے اب بنگئے عورت محرم مین
یہ ایسے کام کرتے ہین جو طاعت جانکر ہر سال — عجب کیا اُنپہ ہو اللہ کی لعنت محرم مین
نکاحون کا نکرنا اِن دنون مین اَور کام اکثر — اگرچہ ہین وہ سنت اُنسے ہے نفرت محرم مین
حسینؓ ابن علی رضؓ آجائین لیکر ذوالفقار اے کاش — کرین وہ اِس یزیدی قوم کو غارت محرم مین
تو شاید اے فقیر اُسوقت ہو توبہ نصیب اِنکو — نہ چھوڑینگے وگرنہ اپنی یہہ عادت محرم مین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والصلوۃ علی رسول اللہ کہ یہ رسالہ سیف موحدین بر اعناق مشرکین
اِس ضرورت کے لئے تالیف ہوکر کہ مشرکین نئے نئے شرک
ایجاد کرتے ہین اور ہندؤن کے شرک پر صاد کرتے ہین
مطبع قدوسی دہلی مین اہتمام سے محمد عبد القدوس
قدسی و شیخ محمد دین کے تصحیح مولوی
حبیب الرحمن صاحب خلف حضرت
مصنف طبع ہوکر شائع
ہوا

وروی سلیمان التیمی عن قتادۃ عن یونس بن جبیر عن حطان عن موسیٰ
فی حدیثہ الطویل عن النبی صلعم اذا قرأ فانصتوا ولم یذکر سلیمان
فی ھذہ الزیادۃ سماعا من قتادۃ ولا قتادۃ عن یونس بن جبیر وروی
ھشام و سعید و ھمام و ابوعوانۃ و ابان بن یزید و عبیدۃ عن
قتادۃ ولم یذکروا (واذا قرأ فانصتوا) فقط **ترجمہ** بخاری نے کہا سلیمان
تیمی نے قتادہ سے روایت کیا وہ یونس بن جبیر سے روایت کرتے ہیں وہ حطان
سے وہ ابوموسیٰ سے ایک لنبی حدیث وہ نبی صلعم سے کہ جب پڑھے امام لیں چپکے ہو
سلیمان تیمی نے نہیں ذکر کیا کہ اُس نے اس زیادتی کو قتادہ سے سنا یا نہیں ایسے
ہی قتادہ نے یونس بن جبیر سے سماع کو نہیں ذکر کیا حالانکہ ہشام و سعید و ہمام
و ابوعوانہ و ابان بن یزید و عبیدہ نے قتادہ سے اس حدیث کو روایت کیا مگر
کسی نے اذا قرأ فانصتوا کو نہیں ذکر کیا فقط **میں کہتا ہوں** یہ اعتراض امام بخاری کا
اور جمیع حفاظ کا دو طرح سے اس زیادتی پر ہے اول یہ کہ یہ لفظ شاذ ہے کیونکہ بہت
سے اصحاب قتادہ کے جو سلیمان تیمی سے احفظ ہیں وہ بھی اسی حدیث کو قتادہ
سے روایت کرتے ہیں مگر اس لفظ کو نہیں ذکر کرتے فقط سلیمان تیمی نے اس
لفظ کو ذکر کر کے جمیع اصحاب کا خلاف کیا اسلیئے یہ لفظ اقسام سے شاذ کے ٹھہرا اور
شاذ اقسام ضعیف میں داخل ہے کما ھو مصرح فی کتب اصول الحدیث ۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ قتادہ مدلس ہیں مدلس کی روایت بغیر حدثنا اور اخبرنا کے
معتبر نہیں حالانکہ قتادہ نے یونس سے روایت معنعن کی ہے لہذا یہ زیادتی
معتبر نہوئی ان دو وجہوں و اتفاق اسقدر حفاظ سے معلوم ہوا کہ یہ زیادتی
محض وہم راوی کا ہے صحت اسکی ثابت نہیں ہوئی بغیر تحقیق اس زیادتی کے
مجیب صاحب کا اسکو معرض استدلال میں لانا محققین کے نزدیک نہایت نازیبا ہے

مسلم کی سند روایت مین تفاوت ہے انتہے **اقول** معلوم نہین آپنے اس ٹکڑے حدیث کو صحیح مسلم سے تحریر کیا ہے یا یون ہی سنے سنائے لکھدیا ہے اگر صحیح مسلم کو دیکھکر لکھا تو امام نووی کا کلام بھی متعلق اس جملہ کے دیکھہ لیا ہوتا کہ جمہور حفاظ حدیث کے نزدیک یہ جملہ ثابت نہین ہوا آپ کی خاطر سے مین ہی عبارت نووی کی نقل کئے دیتا ہون نووی شرح صحیح مسلم مطبوعہ افضل المطابع دہلی صفحہ مین ہے واعلم ان هذه الزيادة وهي قوله واذا قرأ فانصتوا مما اختلف الحفاظ في صحته فروى البيهقي في السنن الكبير عن ابي داود السجستاني ان هذه اللفظة ليست بمحفوظة وكذلك رواه عن يحيى ابن معين وابي حاتم الرازي والدارقطني والحافظ ابي علي النيسابوري شيخ الحاكم ابي عبد الله قال البيهقي قال ابو علي الحافظ هذه اللفظة غير محفوظة قد خالف سليمان التيمي فيها جميع اصحاب قتادة واجتماع هؤلاء الحفاظ على تضعيفها مقدم على تصحيح مسلم لاسيما ولم يروها مسندة في صحيحه والله اعلم **ترجمہ** تو جان کہ یہ زیادتی وہ قولہ راوی (واذا قرأ فانصتوا) یہ آن اشیا سے ہے جنکی صحت مین حفاظ نے اختلاف کیا ہے بیہقی نے سنن کبیر مین ابوداود سجستانی سے روایت کیا ہے کہ یہ لفظ محفوظ نہین ہے ایسا ہی یحیی بن معین وابی حاتم رازی ودارقطنی وحافظ ابو علی نیشاپوری شیخ حاکم ابو عبداللہ سے بھی بیہقی نے روایت کیا ہے ابو علی حافظ نے کہا کہ یہ زیادتی غیر محفوظ ہے سلیمان تیمی نے تمام اصحاب قتادہ کا اسمین اختلاف کیا ہے ان تمام حفاظ حدیث کا اس لفظ کی تضعیف پر اتفاق کرنا مقدم ہے اکیلے مسلم کی تصحیح پر خاص کر اس صورت مین کہ امام مسلم نے اس لفظ کو مرفوعًا نہین روایت کیا بلکہ یون کہا کہ سلیمان نے یہ لفظ بڑہایا ہے فقط امام بخاری نے بھی اپنے رسالے جزء قراۃ مین اس لفظ کی تضعیف بیان کی ہے جزء قراۃ مین ہے قال البخاري

لکھے جاتے ہین اول یہ کہ اذا قرأ فانصتوا مین اذا قرأ الخ عام ہے شامل ہے
فاتحہ وغیر فاتحہ کو اور حدیث عبادہ کی خاص ہے فاتحہ کے ساتھ عام اور
مخصوص البعض مین کچھ تعارض نہین بعض لوگون نے اسکو مطلق کہا ہے تو
مطلق کی تقیید خبر واحد سے جائز ہے اس صورت مین بھی تقیید اسکی حدیث
عبادہ سے کیجاویگی للجمع بین الادلۃ — قولہ دوم یہ کہ انصات وسکوت منافی آہستہ
قراۃ کے نہین اذا قرأ فانصتوا کے یہ معنی ہین کہ آہستہ پڑھو اطلاق سکوت کا
آہستہ پڑھنے پر حدیث ابوہریرہ رض مین جسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے
موجود ہے چنانچہ مسلم جلد اول صفحہ ۲۱۹ مین موجود ہے عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر فی الصلوۃ سکت ھنیۃ
قبل ان یقرء فقلت یا رسول اللہ بابی انت وامی ارأیت سکوتک بین التکبیر
والقراۃ ما تقول قال اقول اللھم باعد الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
سکوت کا اطلاق خفیہ پڑھنے پر بھی آتا ہے تو یہی معنے اس حدیث مین بھی
معین ہونگے للجمع بین الادلۃ فقط زیادہ تفصیل اسکی الدلیل القوی کے جواب
مین ملاحظہ کرنی چاہیے جسکے چار جز طبع ہو کر شائع ہو گئے ہین پہلی حدیث کا جواب
تمام ہوا وللہ الحمد — **قال المجیب** اور ابن ابی شیبہ مصنف مین اور امام طحاوی
شرح معانی الآثار مین روایت فرماتے ہین انہ سئل عبد اللہ بن عمر و زید
بن ثابت وجابر بن عبد اللہ فقالوا لا تقرء خلف الامام فی شئ الخ۔
اقول پہلے اس اثر کی سند بیان فرمائیے کہ یہ اثر صحیح ہے یا غیر صحیح کیونکہ جن کتب کا
آپنے حوالہ دیا ہے انکے مولفون نے اپنی کتب مین صحت کا التزام تو کیا ہی نہین
جس سے فقط حوالہ دینے سے کام چل سکے آپکو مناسب ہے کہ پہلے سند نقل کیجیے
پھر رواۃ کی ثقاہت ولقا وسماعت آپس مین ثابت کیجیے بعد اسکے جواب ہے

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مجیب صاحب کی نظر ہنوز بہت کوتاہ ہے کتب محققین کے دیکھنے کا مجیب صاحب کو اتفاق نہیں ہوا فقط شائقین تحقیق کے لئے دو کتاب کی اوعبارت نقل کیجاتی ہے حافظ ابن حجر عسقلانی مولف تقریب و فتح الباری نے درایہ فی تخریج احادیث الہدایہ میں فرمایا ہے قال البزار لانعلم احدا قال فیه واذا قرء فانصتوا الاسلیمان التیمی **ترجمہ** بزار محدث نے کہا کہ میں کسیکو نہیں جانتا ہوں کہ اس حدیث میں (واذا قراء فانصتوا) کہا ہو مگر سلیمان تیمی نے حافظ زیلعی نصب الرایہ میں فرماتے ہیں وقد اخرج مسلم هذه الزیادة فی صحیحه فی حدیث ابی موسی الاشعری من حدیث سلیمان التیمی عن قتادة و ضعفها ابو داؤد والدارقطنی والبیہقی وغیرهم لتفرد سلیمان التیمی بها قال الدارقطنی وقد رواه اصحاب قتادة الحفاظ عنه منهم هشام الدستوائی وسعید وشعبة وهمام وابو عوانة و ابان وعدی ابن ابی عمارة فلم یقل احد منهم واذا قراء فانصتوا قال واجماعهم یدل علی وهم **ترجمہ** مسلم نے اس زیادتی کو اپنی صحیح میں حدیث ابوموسی اشعری سے جسکو سلیمان تیمی نے قتادہ سے نقل کیا ہے روایت کیا ہے ابوداؤد اور دارقطنی بیہقی وغیرہم نے بسبب تفرد سلیمان کے اسکو ضعیف ٹھیرایا ہے۔ دارقطنی نے کہا کہ اسکو اصحاب قتادہ نے جو سلیمان سے احفظ ہیں روایت کیا ہے انہیں سے ہیں ہشام دستوائی وسعید وشعبہ وہمام وابوعوانہ وآبان وعدی بن ابی عمارہ کسی نے بھی انہیں سے نہیں کہا (اذا قرا فانصتوا) دارقطنی نے کہا کہ اجماع انکا دلالت کرتا ہے سلیمان کے وہم پر اللہ زیادہ جانتا ہے۔ ان نقول سے معلوم ہوا کہ حفاظ حدیث کا اتفاق ہے کہ یہ لفظ وہم سلیمان سے ہے یہ کلام تو اس لفظ پر تھا۔ **اب** دو جواب مختصر بتقدیر صحت اس زیادتی کے

وہ صحت اسکی ثابت کرے اس حدیث پر مفصل کلام اور اسکے ہر ہر طریق پر جرح
قدح البرہان الجلی جواب الدلیل القوی مین کی گئی ہے اور مختصر جواب ہدایت القلوب مین
بھی لکھا گیا ہے یہان ہدایت القلوب کی عبارت نقل کیجاتی ہے ہدایت القلوب
صفحہ ۹۷ مین ہے یہ حدیث سخت ضعیف ہے کیونکہ ایک راوی اسکا جابر جعفی ہے وہ واضع
حدیث کا ہے خود امام ابوحنیفہ رح نے اوسپر جرح کی ہے جیسا کہ برہان شرح مواہب
الرحمن مین مذکور ہے ۔ اور حافظ ابن حجر نے تلخیص مین کہا ہے حدیث من
كان له امام مشهور من حديث جابر وله طرق عن جماعة من الصحابة
كلها معلولة **ترجمہ** حدیث من کان لہ امام مشہور ہے حدیث جابر سے
اور واسطے اسکے طریقے ہین صحابہ کی ایک جماعت سے کل معلول یعنی ضعیف ہین
اور منتقی مین ہے روایت کیگئی ہے یہ حدیث کل طریقون سے کہ وہ ضعیف ہین
صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے ایسا ہی برہان مین اسکے مرسل ہونیکو صواب
کہا ہے ۔ مین کہتا ہون کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو بھی کچھ قباحت نہین کیونکہ
یہ عام ہے اور حدیث عبادہ کی خاص انتہی ملخصاً ہدایت القلوب ۔ آگے چلکر جو
بعض جہلا کی جانب سے آپ نے جواب اس حدیث کا نقل کیا ہے وہ آپ کی خانہ ساز
ہے بھلا اہلحدیث ایسے پوچ لچر جواب کیون دینے لگے اصل مین یہ جواب دوسرے
ڈھنگ سے بعض اہلحدیث نے مولوی محمد قاسم مرحوم کی تقریر کا دیا تھا یہ بات
قصہ طلب ہے قصہ اسکا یہ ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم ایک گاؤن میں تشریف
لیگئے وہان پر مولوی عبید اللہ صاحب کے ایک خانصاحب مرید تھے نماز کا وقت آگیا
مولوی محمد قاسم صاحب و خانصاحب نے اکٹھی جماعت مین نماز پڑھی خانصاحب نے
سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھی مولوی محمد قاسم صاحب نے بعد فراغت نماز کے
خانصاحب کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ خانصاحب آپ جو سورہ فاتحہ خلف الامام پڑھتے ہین

المجیب بغیر اس مرحلے کے طے کیے ہوئے استدلال آپکا ٹھیک نہین ہے خیر بفرض صحت بہی ہم کہتے ہین کہ آثار صحابہ جو مخالف احادیث مرفوعہ کے ہون کسیکے نزدیک حجت نہین ہین شیخ ابن الہمام حنفی فتح القدیر شرح ہدایہ مین فرماتے ہین قول الصحابی حجۃ عندنا اذا لم ینفیہ شئ من السنۃ یعنی قول صحابی کا ہمارے نزدیک حجت ہے جب تک کوئی شئ اسکو سنت سے لنفی نکرے مین کہتا ہون یہان سنت مرفوع حدیث عبادہ کی اسکو نفی کر رہی ہے لہذا یہ اثر حجت نہوگا -

قال المجیب اور صحاح مین یہ روایت موجود ہے من کان لہ امام فقراۃ الامام قراۃ لہ **اقول** صحاح مین سے فقط ابن ماجہ مین یہ روایت موجود ہے اسمین جابر جعفی راوی ہے جو محدثین کے نزدیک جھوٹا ہے اور امام ابو حنیفہ نے بھی اسکو کاذب ٹھیرایا ہے زیلعی تخریج ہدایہ بحث حدیث اذا صلی جالسا فصلوا جلوسا مین لکھتے ہین سمعت ابا حنیفۃ یقول ما رایت فیمن لقیت افضل من عطاء ولا لقیت فی من لقیت اکذب من جابر الجعفی یعنی راوی کہتا ہے کہ مین نے ابو حنیفہ سے سنا کہ کہتے تھے نہین دیکھا مین نے زیادہ افضل جن سے مین نے ملاقات کیا عطا سے اور نہین دیکھا مین نے جن سے ملاقات کیا زیادہ جھوٹا جابر جعفی سے فقط حافظ ابن حجر عسقلانی تقریب مین فرماتے ہین جابر بن یزید بن الحارث الجعفی ابو عبد اللہ الکوفی ضعیف رافضی **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ بن حارث جعفی ابو عبد اللہ کوفی ضعیف حدیث مین رافضی ہے - ذہبی نے میزان الاعتدال مین مفصل ترجمہ اسکا لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شعبی و یحیی بن معین و امام ابو حنیفہ و زایدہ وغیرہم نے اسکو کاذب کہا ہے یہ بڑا پکا رافضی تھا ایمان رجعت علیؓ پر رکھتا تھا ایسے جھوٹے کی حدیث کچھہ حجت نہین جو شخص اس حدیث سے حجت پکڑنا چاہے

وہ محض نکما پوچ ہے کیونکہ اس حدیث مین ممانعت پیشاب وغسل جنابت کی پانی
ٹھیرے ہوئے مین ہے یہ اس حدیث مین نہین کہ وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے
یا نہین ہوتا اس سے حدیث کو جواب سے کچھ علاقہ نہین ہے نظائر اسکے
احادیث مین موجود ہین لا یشربن احد منکم قائما متفق علیہ - لا یبولن
احدکم فی الجحر - نہی رسول اللہ صلعم عن الشرب من فی السقاء
پہلی حدیث مین آپنے حکم فرمایا کہ کوئی تم سے کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے - دوسری حدیث
مین ارشاد ہے کہ سوراخ مین پیشاب نہ کرے - تیسری حدیث مین حکم ہے کہ مشک
کے دہانہ سے پانی نہ پیئے اسی قسم کی وہ دونون حدیث ہین جنکو آپ نے نقل
کیا ہے اِنسے فقط نہی کھڑے ہو کر پینے اور سوراخ مین پیشاب کرنیکی معلوم ہوتی
ہے پانی وسوراخ کا کوئی حکم نہین ہے ایسے ہی ماء راکد مین پیشاب کرنے اور
غسل کرنیکی نہی ہر دو احادیث سے معلوم ہوتی ہے پانی کا کچھ حکم معلوم نہین ہوتا
اور اس نہی کی وجہ بھی واللہ اعلم یہ معلوم ہوتی ہے کہ لوگونکو گھن نہ معلوم ہو نیز
ایسے پانی سے طرح طرح کی بیماری ہونیکا خوف ہوتا ہے محض نظافت ولطافت کی وجہ
سے آپنے ممانعت کی اگر ان احادیث سے ناپاکی پانی کی بھی قرار دیجئیگا تو آپ کو
بڑی مشکل پڑیگی جو پانی ہزار در ہزار یا کم سے کم سو در سو یا دہ در دہ ہوگا اور اسکو
بھی غسل جنابت یا پیشاب سے آپکو ناپاک کہنا پڑیگا کیونکہ حدیث مین تعین قید تو
ہے ہی نہین نہی مطلقًا پانی راکد مین وارد ہوئی ہے جو جواب آپ
وہ در دہ میں دینگے وہی قلتین اور اسکے قلیل مین ہماری طرف سے سمجھین -

قال المجیب اور حدیث قلتین سے تحدید ثابت نہین ہوسکتی کیونکہ روایات
مخالف وارد ہین کہین تین کہین دس کہین چالیس سو اس سے تحدید ہرگز ثابت
نہین **اقول** تین قلہ تو کسی حدیث مین نہین ہے ہان ایک روایت مین چالیس

اسکے بارہمین ہم ایک بات آپسے دریافت کرتے ہین خانصاحب نے کہا بہت اچھا دریافت کیجئے مولویصاحب نے فرمایا بھلا خانصاحب اگر آپ کسی مقدمہ مین اپنا وکیل کردیتے ہین توپھر آپکو عدالت مین بولنے کی حاجت رہتی ہے خانصاحب نے کہا نہین مولویصاحب نے فرمایا کہ بس جب امام کو آپنے اپنا وکیل بنادیا تو اب حاجت آپکے پڑھنے کی نرہی خانصاحب نے کہا کہ واہ مولویصاحب بات تو آپنے بہت عمدہ فرمائی مین آجکی تاریخ سے رکوع سجود مین تسبیحات ونیز التحیات کا پڑھنا چھوڑ دونگا کیونکہ جب میرا وکیل امام سب کام کررہا ہے تو اب میری کیا حاجت ہے مولویصاحب سے جب اسکا جواب نہ بن پڑا تو کیا کہتے ہین خانصاحب آپکو کسی بڑے پکے استادنے پڑھایا ہے فقط جناب یہ جواب بعض اہلحدیث نے اس موقعہ پر اس تقریر کا دیا تھا نہ حدیث من کان لہ کا جنکو آپ جہلا کہتے ہین وہ تو ایسے تھے کہ آپکے امام ثانی قاسم العلوم کو بند کردیا تھا فقط الحاصل سکوت عن القراۃ خلف الامام کسی حدیث سے ثابت نہین ہے پس مجیب صاحبکا یہ کہنا کہ احادیث ثلاثہ سے ثابت ہے محض وہم کا دیکر بعض ما اتی بہ الرسول کا تارک ہوکر الزام اٹھانا ہے فقط آپ کے پہلے جوابکا جواب تمام ہوا ولله الحمد —— **سائل کا سوال** دوم وقوع نجاست سے پانی ناپاک ہوتا ہے اسکی کیا دلیل ہے **قال المجیب** قال رسول الله صلعم لایبولن احدکم فی الماء الدائم الراکد ولا یغتسلن فی الماء الدائم وھو جنب اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی قابل النجاست ہے اور تعامل صحابہ بھی اسطرف مشیر ہے الخ **اقول** مجیب صاحب نے سائل کے پورے سوال کو نقل نہین کیا جس سے ہم سمجھین کہ سائل کی کیا غرض ہے کیونکہ یہ تو کسیکا مذہب نہین کہ پانی مطلقًا قابل نجاست نہین ہے شاید غرض سائل یہ ہو کہ پانی قلیل دقوع نجاست سے ناپاک ہوتا ہے یا نہین مجیب صاحب نے جو جواب دیا ہے

اس سے کہ رسول اسکا آدمی ہو کیون نہ فرشتے کو ہماری طرف رسول کرکے بھیجا بیضاوی مین بھی شان نزول اسکا یہی لکھا ہے اس آیت کا تو یہی مطلب ہے کہ جسکو آنحضرتؐ کی نبوت مین بوجہ ہونے آپ کے رسول بشر کے انکار ہو تو وہ اہل ذکر سے اس شک کو دریافت کرے اس آیت کو تقلید سے کیا لگاؤ کیا علاقہ ہے یہان ایک سوال ناشی ہوتا ہے اسکا جواب دینا ضرور ہے وہ یہ کہ اہل ذکر کا لفظ عام ہے گو اسکا مورد خاص ہے۔ اسکا جواب اولاً یہ ہے اہل الذکر کا لفظ عام نہین ہے اہل الذکر کا لفظ عام اس صورت مین ہوتا جبکہ الف و لام استغراق کا ہوتا حالانکہ اہل اصول کا اتفاق ہے کہ الف و لام مین اول مرتبہ عہد کا ہے اسکا اقرار آپ بھی جواب سوال دوم مین کر چکے ہین اسی قاعدہ سے مراد اہل الذکر سے وہی علماء اہلکتاب ہین۔ ثانیاً اگر لفظ عام بھی رکھا جاوے تو بھی عمومیت اسکی اسیکے افراد مین رہیگی یعنی کوئی عالم اہلکتاب کا ہو اس سے سوال کرو گو وہ زید ہو یا عمرو۔ اچھا جناب بفرض محال یہ لفظ عام ہے اور اہل ذکر سے مراد بھی عام ہے اس تقدیر پر بھی گذارش کیا جاتا ہے کہ اس آیت سے تقلید کا رد نکلتا ہے نہ ثبوت جو شخص محاورات قرآن وحدیث سے آگاہ ہے اسپر مخفی نہین کہ ذکر سے مراد اکثر کتاب اللہ مین کلام الٰہی ہے جیسا ارشاد ہوا۔ انزلنا الیک الذکر تو مطلب یہ ہوگا کہ سوال کرو اہل قرآن وحدیث سے جو شخص جسکا اہل ہوتا ہے اس سے اسی قسم کی بات دریافت کیجاتی ہے یہ محاورہ ہر زبان مین ہے بولتے ہین یہ بات تاجرون سے پوچھ لو یعنی تجارت کی بات۔ قانون دان سے بوچھ لو یعنی قانون کی بات۔ اہل فقہ سے پوچھ لو یعنی فقہ کی بات۔ ایسے ہی اہل قرآن وحدیث سے دریافت کرلو یعنی قرآن وحدیث کی بات اور جو بات قرآن وحدیث کی ہوگی وہ تقلید نہ کہلائیگی کیونکہ تقلید کہتے ہین بغیر دلیل کے ایسے شخص کی بات ماننے کو جسکی بات حجت نہو۔

قلہ اور دوسری مین دو باتین یہ دو روایتین آئی ہین اور یہ دونون ضعیف متروک قابل اعتبار کے نہین حدیث قلتین کی صحیح ہے لہذا تحدید کے لئے وہی متعین ہوگی تحدید اُس صورت مین البتہ غیر ممکن تھی جس صورت مین سب احادیث مساوی درجہ کی ہوتین حالانکہ سوا ے قلتین کے باقی سب ضعیف متروک ہین تفصیل اس حدیث کی معیار و بحر زخار جواب انتصار الحق وغیرہ مین موجود ہے اگر آپ کو کچھ شک ہو توان کتب کیطرف مراجعت کیجیئے حاصل کلام کا یہ ہے کہ اس حدیث سے بیشک تحدید سمجھی جاتی ہے علماء حنفیہ نے محض اپنی راے سے اس حدیث کا خلاف کیا ہے + **سوال** سوم سائل کا یہ تھا تقلید شخصی کا کیا ثبوت ہے **قال المجیب** قال اللہ تعالی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون **اقول** اس آیت سے تقلید مبحوث عنہ کا وجوب یا جواز نکالنا مصداق یحرفون الکلم عن مواضعہ کا بنا ہے پوری اس آیت و دیکھنے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اس باتکا منکر ہو کہ اللہ تعالی بہت بڑا ہے کہ بشر کو رسول ٹھیراوے اسکو سوال کرنیکا حکم ہوا ہے کہ اگر تمکو اسکا شک ہو تو اہلکتاب سابقین سے دریافت کرلو - ہم پہلے پوری آیت کو لکھکر اسکا ترجمہ لکھتے ہین - قال اللہ تعالی فی سورۃ النحل وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیھم فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون **ترجمہ** ہمنے پہلے تیرے نہین بھیجا مگر آدمیونکو کہ اُنپر بذریعہ فرشتون کے وحی بھیجی جاتی تھی اگر تم نہین جانتے اسکو تو اہل ذکر سے دریافت کرلو باتفاق مفسرین اہل ذکر سے مراد یہان علماء یہود ونصاری ہین تفسیر معالم مین لکھا ہے نزلت فی مشرکی مکۃ حیث انکروا نبوۃ محمد صلعم قالوا اللہ اعظم من ان یکون لہ رسول بشرا فھلا بعث الینا ملکا یعنی یہ آیت مشرکین کے بارہ مین نازل ہوئی ہے اُنھون نے نبوت محمد صلعم کا انکار کیا اور کہا کہ اللہ تعالی بہت بڑا ہے

نہین آتا کہ تقلید غیر معین تو آپ خود کر رہے ہین کبھی امام محمدؒ کے قول پر فتوی دیتے ہین
کبھی امام ابو یوسفؒ کے قول پر کبھی متاخرین کی راے پر یہ بحث اسکی آیت اولی الامر
کے متعلق مین گذر چکی - جاننا چاہیئے کہ اس آیت کو تقلید سے کچھ علاقہ نہین مجیب صاحب
نے کچھ سوچتے ہین نہ سمجھتے ہین بس قرآن کی ایک آیت لکھکر لکھدیا کہ اس سے
تقلید نکلتی ہے اسکی ایسی ہی مثال ہے - لا تقربوا الصلوة سے کسی نے نماز کی
ممانعت نکالی تھی ایسے ہی ہمارے مجیب صاحب پوری آیت کو نہین دیکھتے
کہ اسمین کیا حکم ہے اب مین پوری آیت کو نقل کرتا ہون سورہ شوری مین ہے
شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا به
ابراهیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه کبر علی المشرکین
ما تدعوهم الیه **ترجمہ** مقرر کیا واسطے تمہارے دین سے وہ چیز کہ حکم کیا تھا
ساتھ اسکے نوح کو اور جو وحی کی ہے ہمنے طرف تیرے اور جو حکم کیا تھا ہمنے ساتھ
اسکے ابراہیم کو اور موسی کو اور عیسی کو یہ کہ قائم رکھو دین اور مت متفرق ہو اسمین
مشرکون پر بڑی ہے وہ چیز جسکی طرف تو اونکو پکارتا ہے فقط سب مفسرین کا
اتفاق ہے کہ دین سے یہان مراد توحید ہے یا وہ باتین جنمین کل رسول شریک
ہین ورنہ اس آیت کے کچھ معنی نہونگے حکم اس آیت مین یہ ہوتا ہے کہ جو ہمنے
نوحؑ وابراہیمؑ وموسیؑ وعیسیؑ تیرے لیئے دین مقرر کیا ہے اسمین تفرقہ نکرو
حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو پہلے نبیونکا طریقہ دین ہے اسمین اختلاف نہ کرنا چاہیئے
بھلا آپ ہی بتلایئے تقلید کو اس سے کیا علاقہ تقلید کہتے ہین غیر نبی کی بات
بغیر دلیل کے ماننے کو اس آیت مین حکم نبیون کے دین پکڑنے کا ہے دونون
مین جو تفرقہ ہے وہ ظاہر ہے اس آیت سے بھی رد تقلید کا نکلتا ہے جسکی وجہ
سے دین چار حصونپر متفرق ہوگیا گویا چار شریعتین قائم ہوگئین قرآن کی آیتین

حالانکہ اس آیت میں حکم قرآن وحدیث کی بات دریافت کرنیکا ہے نہ بغیر دلیل کی بات دریافت کرنیکا
حاصل کلام کا یہ ہے کہ اس آیت سے تقلید کا ہرگز نکلتا ہے نہ ثبوت یہ آیت تو مقلدوں پر
حجت ہے اس آیت کے متعلق جناب مجتہد یمانی قاضی شوکانی نے فتح القدیر میں۔ اور
جناب عمدۃ المفسرین نواب صدیق حسن خانصاحب نے تفسیر فتح البیان میں بہت
عمدہ بحث کی ہے تقلید کو جڑ سے اوکھاڑ کر پھینکدیا ہے من شاء فلیرجع الیہما فقط
قال المجیب اور بدعت کہنے والا تقلید شخصی کا تارک بعض ما اتی بہ الرسول کا ہوگا الخ
اقول تقلید کا بدعت کہنے والا کس دلیل سے تارک ما اتی بہ الرسول کا ہوگا بغیر دلیل کے
ایسی مہمل باتیں بولنا آپ ہی کا کام ہے آپ تو بدعت ہونے ہی کو کہتے ہیں بلکہ تو
تقلید کا شرک ہونا ہدایت المرتاب بردوانی کشف الحجاب جواب قاری عبدالرحمن پانی پتی
میں ثابت کردیا ہے ملاحظہ کر لیجئے **قال المجیب** اب رہی تقلید غیر معین وہ فی
نفسہ جائز بلکہ مستحب تھی لیکن چونکہ صورت فتنہ وفساد ہوئی لہذا ترک اوسکا
واجب ہے لقولہ تعالی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ **اقول** پہلے آپ تقلید معین تو
ثابت کر لیجئے بعد اسکے غیر معین کا اثبات کیجئیگا موجب فتنہ وفساد تو تقلید شخصی ہے
نہ غیر معین فتنہ کا موجب سچ پوچھو تو یہی تقلید ہے اسی تقلید ابا راحبا دسے
یہود ونصاری گمراہ ہوگئے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون
اللہ انہیں کی شان میں نازل ہوئی دین محمدی مدت سے ایک چلا آتا تھا کوئی تفرقہ
نتھا یہانتک کہ بباعث اس تقلید ناسدید کے اس دین میں تفرقہ پڑگیا چار حصے
ہوگئے جدے جدے مصلے بنگئے ایک ہی وقت بیت اللہ میں چار چار جماعتیں ہونے لگیں
گویا کہ یہ چار دین علیحدہ علیحدہ ہیں دیکھئے اس تقلید کی بدولت کیسا کچھ تفرقہ پڑا
تو اب بموجب اس آیت کے تقلید کا مٹا دینا واجب ہوا۔ یہ جو آپ لکھتے ہیں کہ
تقلید غیر معین موجب فتنہ وفساد ہے یہ بھی آپ کی بدگمانی ہے آپکو اپنا خیال

ن سیاتی مزید بیان لذلک فی کتاب الحدود ان شاء اللہ تعالےٰ

ترجمہ اور نزدیک اصحاب سنن کے طریق محمد بن اسحاق
سے ہے وہ روایت کرتے ہین عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے وہ عمرہ سے
وہ عائشہ سے کہ نبی صلعم نے قائم کیا حد کو اُن لوگون پر جنہون نے کلام کیا تھا
لیکن اُنمین عبداللہ بن ابی کا ذکر نہین ہے ایسی ہے حدیث ابی ہریرہؓ مین
ہے اسپر صاحب ہدی نے بنا کیا ہے اور عبداللہ بن ابی کے حد ترک کرنے کے لیئے
فائدہ ظاہر کیا ہے اسکی وفات کا یہ قول صاحب ہدی کا رد کیا گیا ہے کہ خود ہی
اوسنے عبداللہ کو ان لوگو نمین ذکر کیا ہے جنپر حد قائم کی گئی تھی واقع ہوا ہے
یہ روایت ابی اویس مین اور حسن بن زید سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہین
عبداللہ بن ابی بکر سے نکالا اسکو حاکم نے اکلیل مین اس روایت سے ماوردی
پر بھی رد ہے کہ اوس نے اسکو صحیح کہا ہے عبداللہ پر حد نہین لگائی گئی اس
سند سے کہ حد نہین ثابت ہوتی مگر گواہ یا اقرار سے پھر ماوردی نے کہا کہ یہ بھی
کہا گیا ہے کہ آپ نے انکو حد لگایا حالانکہ جسکو ماوردی نے قیل سے تعبیر کیا ہے
وہی صحیح معتمد ہے زیادہ بیان اسکا انشاءاللہ کتاب الحدود مین آئیگا فقط اس روایت
حاکم سے صاف ظاہر ہے کہ عبداللہ بن ابی کو آپنے حد لگایا اور استغفار سے بھی یہی
مراد تھی فقط میرے پاس صمصام التوحید نہین ہے کہ دیکھ لون مولوی عبدالجبار صاحب نے
کیا لکھا ہے اور آپکا لکھنا اونکے جواب مین کسقدر صحیح ہے مین امید کرتا ہون کہ وہ
آپ کو بخوبی سمجھا دیوینگے فقط **سوال** چہارم سائل کا یہ تھا حرمت مصاہرہ زنا
سے کسطرح ثابت ہے **قال المجیب** قال اللہ تعالی لا تنکحوا ما نکح اباءکم
مخاطب صحابہ اور جمیع امت ہے اور ما نکح مین نکاح عام ہے مشروع ہو یا غیر
مشروع چنانچہ صحابہ کے آبا مین چار قسم کے نکاح تھے ایک مشروع اور

بٹ گئیں حدیثیں تقسیم ہو گئیں اللہ تعالی بچاوے مسلمانونکو اس تقلید سے فقط

قال المجیب اور خود آنحضرتؐ نے بہت سے امور بخوف فتنہ ترک فرمائے الخ

اقول اس تقلید سے بھی بہت فتنہ فساد ہو رہا ہے مسلمان متبع سنتونکی

اہانت ہو رہی ہے مساجد سے مسلمان اسکی وجہ سے نکالے جاتے ہین تو اب

اسکا بھی ترک کرنا بہت بڑی مصلحت ہے اسکو ترک فرمائے آنحضرت صلعم نے

جس مصلحت سے کسی کام کو ترک کیا تو آپ شارع تھے آپکو اختیار تھا آپ پر وحی

نازل ہوتی تھی اب ہمکو اختیار نہین ہے کہ ہم بھی کسی امر مشروع کو مصلحت سے

ترک کرین اگر آنحضرت صلعم فرما گئے ہون کہ بوجہ مصلحت کے تم لوگ بھی امور مشروعہ کو

ترک کرنا تو اسکا نشان دیجئے فقط **قال المجیب** بہت سے امور بخوف فتنہ ترک

فرمائے مثلاً عبد اللہ بن ابی پہ حد قذف جاری نفرمائی۔ **اقول** اپنے زعم مین تو

آپ بڑے محدث گنگوہی مشہور ومعروف ہین مگر آجتک آپ کو یہ بھی خبر نہین کہ

یہ قول اہل تحقیق کا نہین محققین کے نزدیک یہی صحیح ہے کہ عبد اللہ بن ابی پہ

آپنے حد قذف لگائی حافظ حدیث ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین

فرماتے ہین وعند اصحاب السنن من طریق محمد بن اسحٰق عن عبد اللہ

بن ابی بکر بن حزم عن حمزۃ عن عمرۃ عن عائشۃ ان النبی صلعم اقام حد القذف

علی الذین تکلموا لکن لم یذکر فیھم عبد اللہ بن ابی وکذا فی حدیث ابی ھریرۃ

و بنی علی ذلک صاحب الھدی فابدی الحکمۃ فی ترک الحد علی عبد اللہ بن ابی

وفاتہ ورد انہ ذکر ایضا فی من اقیم علیہ الحد ووقع ذلک فی روایۃ ابی اویس عن

حسن بن زید بن عبد اللہ بن ابی بکر اخرجہ الحاکم فی الاکلیل وفیہ رد علی

الماوردی حیث صحح انہ لم یحدھم مستنداً الی ان الحد لا یثبت الا ببینۃ او اقرار

ثم قال وقیل انہ حدھم وما ضعفہ ھو الصحیح المعتمد

مگر عقد کے لئے۔ شیخ ابن الہمام حنفی فتح القدیر شرح ہدایہ مین فرماتے ہین
الامر الاول مفہومہ لغۃ قیل ھو مشترک بین الوطی والعقد
اشتراکا لفظیا وقیل حقیقۃ فی العقد مجاز فی الوطی وقیل بقلبہ
الخ ترجمہ امر اول مفہوم نکاح کا ازروے لغت کے کہا گیا ہے وہ درمیان
وطی وعقد کے مشترک ہے اشتراک لفظی اور کہا گیا ہے عقد مین حقیقت ہے
مجاز ہے وطی مین اور کہا گیا عکس اسکا۔ بعد اسکے شیخ ابن الہمام نے اشتراک
کو خوب دہوم سے ثابت کیا ہے پھر کہا ہے الامر الثانی مفہومہ اصطلاحا
ھو عقد وضع لتملک المتعۃ ای لاتنی قصدا والقید الاخیر لاخراج
شراء الامۃ للتسری والمراد وضع الشارع لا وضع المتعاقدین لہ والا
ورد علیہ ان المقصود من الشراء قد لا یکون الا المتعۃ واعلم
ان من الشارحین من یعبر عن ھذا بتفسیرہ شرعا ویجب ان یراد
عرف اھل الشرع ھو المعنی الاصطلاحی الذی عبرنا بہ ترجمہ امر ثانی
مفہوم نکاح کا اصطلاحی وہ ایک عقد ہے وضع کیا گیا ہے واسطے مالک ہونے
فائدہ مونث کے آزروقصد کے اور قید آخر واسطے نکالنے اوس لونڈی کے
ہے جسکو فراش بنالنے کے لئے خریدا ہو مراد اوس سے وضع شارع کی ہے
نہ وضع عاقدین کی نکاح کو ورنہ اسپر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ مقصود شراء
سے نہین ہوتا مگر یہی نفع اٹھانا تو جان کہ شارحین سے بعض وہ ہین جو اسکو
تفسیر شرعی سے تعبیر کرتے ہین واجب ہے کہ عرف اہل شرع سے مراد لئے جاوین
معنے اصطلاحی جن سے ہمنے تعبیر کیا ہے درمختار مین ہے ھو عند الفقہاء عقد
یفید ملک المتعۃ الخ یعنی نکاح نزدیک فقہا کے ایک عقد کا نام ہے جو ملک
متعہ کا فائدہ دیتا ہے۔ شامی اسکی شرح مین فرماتے ہین ای المراد انہ عقد

اور تین غیر مشروع الخ **اقول** اس آیت سے حرمت مصاہرہ پر دلیل لانا عجب ہے
تفصیل اسکی یہ ہے کہ نکاح کے لغوی معنے وطی اور عقد دونون کے ہین اور
معنی شرعی اصطلاحی فقط عقد کے حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری
شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین قال ابو القاسم الزجاجی ھو حقیقة فیھما و
قال الفارسی اذا قالوا انکح فلانة او بنت فلان فالمراد العقد واذا قالوا نکح
زوجته فالمراد الوطء وقال الاٰخرون اصله لزوم شی لشی مستعلیا
علیه ویکون فی المحسوسات و فی المعانی قالوا نکح المطر الارض و نکح النعاس
عینه و نکحت القمح فی الارض اذا حرثتھا و بذرته فیھا و نکحت الحصاة
اخفاف الابل و فی الشرع حقیقة فی العقد مجاز فی الوطء علی الصحیح
والحجة فی ذلك کثرة وروده فی الکتاب والسنة للعقد حتی قیل انه لم
یرد فی القراٰن الا للعقد الخ **ترجمہ** ابو القاسم زجاجی نے کہا کہ وہ حقیقت
دونون مین ہے یعنی وطء و عقد مین فارسی نے کہا جب بولتے مین کہ فلانی سے
یا فلانے کی بیٹی سے نکاح کیا تو مراد وہان عقد لیتے ہین جب بولتے ہین کہ اپنی
زوجہ سے نکاح کیا تو مراد وطی لیتے ہین دوسرون نے کہا کہ اصل اسکی یہ ہے
کہ ایک شے نے دوسری شے کو لازم پکڑا ہو غلبہ کے محسوسات اور معانی دونون
مین ہوتا ہے بولتے ہین بارش نے زمین سے نکاح کیا ——————
اونگھ نے اسکی آنکھ مین نکاح کیا (نکحت القمح فی الارض) بولتے ہین جب
تو نے گیہون کو زمین مین بویا اور یون بھی بولتے ہین نکاح کیا کنکری نے
گھورا ونٹ مین اور شرع مین نکاح کے معنی حقیقی عقد کے ہین مجازاً وطی کے
موافق مذہب صحیح کے دلیل اسپر یہ ہے کہ اکثر قرآن و حدیث مین نکاح کا
استعمال عقد مین ہوا ہے حتی کہ یون کہا گیا ہے کہ قرآن مین نہین وارد ہوا

گو وہ نکاح شرعی ہو یا غیر شرعی یہ فقط اپنے اجتہاد سے لیتے ہین اسپر کوئی
دلیل شرع کی پائی نہین جاتی اچھا فرض کیا کہ مراد یہ چارون نکاح ہین
ماسواے ان چارون نکاح کے جو زنا ایک شے تھی اسکی حرمت مصاہرہ
پر کیا دلیل ہوگی اور ان چار نکاح کے سواے سفاح زنا سے حرمت مصاہرہ
ہرگز کسی دلیل سے ثابت نہ ٹھہریگی اور نہ آپنے اسکی کوئی دلیل بیان کی فقط
یہ لکھکر ٹالدیا کہ (جب اوس سے ثابت ہوگئی تو جمیع اقسام زنا سے ثابت
ہونی ضرور ہے) جمیع اقسام زنا کے لئے کوئی دلیل قائم کرنا جس سے حرمت
مصاہرہ ثابت ہو آپکو ضرور لازم تھا لفظ نکح سے تو ہو نہین سکتی تفصیل اسکی
اوپر گذری فتذکر **قال المجیب** اور بنت زمعہ کو بوجہ شبہ ہونے ولد کے
عتبہ سے پردہ کا حکم دیا الخ **اقول** اس حدیث سے حرمت مصاہرہ ہرگز
ثابت نہین ہوتی بوجہ شبہ کے آپنے سودہ کو پردہ کرنیکا حکم احتیاطاً دیا نہ وجوباً
فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے قد استدل بہ الحنفیۃ علی انہ لم
یلحقہ بزمعۃ لانہ لو الحقہ بہ لکان اخا سودۃ والاخ لا یؤمر بالاحتجاب
منہ واجاب الجمہور بان الامر بذلک کان للاحتیاط لانہ وان حکم بانہ
اخوھا لقولہ فی الطرق الصحیحۃ ھو اخوک یا عبد واذا ثبت انہ اخو
عبد لابیہ فھو اخو سودۃ لابیھا لکن لما رای الشبہ بینا بعتبۃ
امرھا بالاحتجاب منہ احتیاطا واشار الخطابی الی ھذا وقال ان فی ذلک
مزیۃ لامہات المومنین لان لھن فی ذلک ما لیس لغیرھن **ترجمہ**
حنفیون نے اس سے دلیل پکڑی ہے کہ آپنے اسکو زمعہ کے ساتھ ملحق نہین کیا
کیونکہ اگر آپ اسکو زمعہ کے ساتھ ملحق کرتے تو وہ بھائی سودہ کا ہوتا اور
بھائی سے پردہ کا امر نہین کیا جاتا جمہور نے اسکا یون جوابدیا ہے کہ یہ امر اسلئے

یفید حکمہ بحسب وضع الشرع فقط حاصل کلام کا یہ ہے لفظ نکاح کے
معنی اہل لغت کے نزدیک عقد و وطی دونون کے ہین اور عرف شرع مین
عقد کے جملہ اہل اصول کا اتفاق ہے الفاظ نصوص سے حقایق شرعیہ
مراد ہوتے ہین کما فی المسلم تو اس آیت مین بھی معنی نکاح کے عقد شرعی
کے ٹھہرینگے اور خود مجیب صاحب نے بھی یہانپر معنے عقد کے ہی لیئے ہین ۔
اسیواسطے کہا ہے کہ صحابہ کے آباء چار نکاح کرتے تھے تو اب اس صورت مین
معنے نکاح کے اس آیت مین وہی معنی شرعی متعین ہونگے معنی آیت کے یہ ہوئے
کہ جن عورتون سے تمہارے باپون نے نکاح شرعی کیا ہے انسے نکاح ست کیو
اور شان نزول بھی انہین معنونکا موئد ہے معالم التنزیل مین ہے قال الاشعث
بن سوار توفی ابو قیس وکان من صالحی الانصار فخطب ابنہ قیس امراۃ
ابیہ فقالت انی اتخذک ولدا وانت من صالحی قومک ولکنی اتی رسول
اللہ صلعم استامرہ فاتتہ فاخبرتہ فانزل اللہ تعالی ولا تنکحوا
ما نکح آباءکم من النساء **ترجمہ** اشعث بن سوار نے کہا ابو قیس کا
انتقال ہوا اور صالحین انصار سے تھا قیس اوسکے بیٹے نے اپنے باپ کی بیوی
سے پیغام نکاح کا کیا اس نے کہا مین نے تو تجکو اپنا فرزند بنایا تھا اور اپنی قوم کا
تو نیک ہے لیکن مین آنحضرت صلعم سے مشورہ دریافت کر لیتی ہون آپ کے
پاس آکر آپ کو اس ماجرے کی خبر دیا اللہ نے نازل کیا کہ ان عورتون سے مت
نکاح کرو جن سے تمہارے باپون نے نکاح کیا ہے ۔ بیشک جاہلیت مین نکاح
چار قسم پر تھے مگر تین کو شارع نے باطل ٹھہرادیا فقط اسی قسم کو جو آج کے
یوم ہے معتبر ٹھہرایا کما فی البخاری ۔ جبکہ شارع نے تین کو باطل کردیا تو اب
وہ ہرگز مراد نہین ہوسکتے مجیب صاحب نے جو لفظ نکح کے معنے عام لئے ہین

واحمد و قال مالك والشافعي وابو ثور وغيرهم لا اثر لوطي الزنا بل للزاني ان يتزوج ام المزني بها و بنتها بل زاد الشافعي فجوز نكاح البنت المتولدة من مائه بالزنا قالوا حجة الاحتجاج به ان سودة امرت بالاحتجاب وهذا احتجاج باطل و عجيب به ممن ذكره لان هذا على تقدير كونه من الزنا وهو اجنبي من سودة ولا يحل الظهور له سواء الحق بالزاني ام لا فلا تعلق له بالمسئلة المذكورة ترجمہ بعض حنفیون اور انکے موافقین نے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ وطی کرنا زنا سے اسکا حکم بھی حکم وطی نکاح کا ہے مصاہرہ کی حرمت مین اسکے قائل ہوئے ہین ابو حنیفہ اوزاعی ثوری احمد مالک اور شافعی اور ابو ثور اور سوا انکے کہا کہ وطی زنا کا کچھا اثر نہین ہے زانی کو جائز ہے کہ مزنیہ سے یا اسکی بیٹی سے نکاح کرے بلکہ شافعی نے زیادہ بڑہایا اور کہا کہ زانی کو جائز ہے کہ اس لڑکی سے جو اسکے نطفہ زنا سے پیدا ہوئی ہے نکاح کرے بعض حنفیون نے کہا ہے کہ حجت اس حدیث سے یون ہے کہ آنحضرت صلعم سودہ کو پردہ کا حکم دیا اور یہ حجت ان لوگونکی باطل ہے نہایت تعجب اس سے ہے جس نے اسکو معرض استدلال مین ذکر کیا (جیسے ہمارے مجیب صاحب) کیونکہ اس تقدیر پر جب وہ زنا سے ٹھیرا تو وہ سودہ سے اجنبی ہوا سودہ کو اسکے سامنے ہونا حلال نہ ٹھیرا خواہ وہ زانی کے ساتھ ملحق ہو یا نہو پس اسکو اس مسئلے سے کوئی تعلق نہین ہے فقط هذا آخر ما اردناه والحمد لله على ذلك اللهم اجعله خالصا لوجهك الكريم واغفر لي ذنوبي يا رحمن رحيم تمت بالخير

الراقم راجی رحمت الله المجيد محمد حمید بنارسی مورو آثنا ہی مولد اہتمم مدرسہ اسلامیہ وشیر نفر و المسنة

سنه ۱۳۰۵ هـ

در مطبع سعید المطالع واقع بنارس محله دارانگر طبع گردید

یعنی پردہ کا فقط احتیاطی تھا اسواسطے کہ اگرچہ آپنے یہ حکم کیا کہ یہ سودہ کا بھائی ہے جیساکہ صحیح طریقون سے ثابت ہے کہ اے عبد یہ تیرا بھائی ہے جبکہ عبد کا بھائی علاتی ٹھہرا تو سودہ کا بھی بھائی ضرور ہوا لیکن جبکہ آپنے عتبہ کے ساتھ مشابہت بہت بین دیکھی تو احتیاطا اس سے پردہ کرنیکا حکم کیا خطابی نے بھی اسطرف اشارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اسمین امہات مومنین کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے کیونکہ انکے لئے پردہ کی وہ تاکید ہے کہ غیر کے لئے نہین ہے **راقم کہتا ہے** کہ یہ قول خطابی کا نہایت عمدہ اور بجا ہے دیکھو امہات مومنین کو آپنے منع کیا کہ ابن ام مکتوم کے سامنے نہون اُنھون نے عذر کیا کہ وہ تو اعمی ہے دیکھتا نہین آپنے فرمایا تم تو اندھی نہین ہو حالانکہ فاطمہ بنت قیس سے فرمایا تھا کہ اعتدی عند ابن ام مکتوم فانہ اعمی یعنی تو اپنی عدت ابن ام مکتوم کے پاس گذار وہ اندھا ہے تجکو نہ دیکھیگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم کی ازواج کو تغلیظ پردہ مین زائد تھی دیکھو طحاوی نے معانی الاثار مین آیت فاسلوھن من وراء حجاب کو ازواج مطہرات کے ساتھ خاص کیا ہے اور کہا ہے کہ ازواج مطہرات پردہ کے ساتھ زیادہ خصوصیت رکھتی ہین چونکہ ازواج مطہرات پہ پردہ مین نہایت شدت سے مبالغہ تھا اسلیواسطے آپنے احتیاطا بوجہ ہونے شبہ بین کے پردہ کا حکم کیا اور کوئی وجہ نہین ہے۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اور بھی چند جواب لکھے ہین من شاء فلیرجع الیہ **حاصل** کلام کا یہ ہے کہ پردہ محض مزیت خصوصیت واحتیاط سے تھا اس سے حرمت مصاہرہ پہ ہرگز دلیل نہین ہوسکتی امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے واحتج بعض الحنفیۃ و موافقیھم بھذا الحدیث علی ان الوطی بالزنا لہ حکم الوطی بالنکاح فی حرمۃ المصاھرۃ وبھذا قال ابوحنیفۃ والاوزاعی والثوری

حصة الاول
عمدة المضمون
من
مناظرة الرنگون

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی هدانا الرد بدعة التقليد والمقلدين المبتدعين المضلين الجاهلين والصلوة والسلام على رسوله الذی بعثه الله بالقرآن المبين لقمع ضلالة التقليد والمقلدين المضلين المجادلين الخاذلين وعلى آله واصحابه الذين بدلوا جهدهم لدفع جهالت التقليد والمقلدين الجاهلين الجاحدين المعاندين



ترجمہ سب تعریف ہے واسطے اللہ کے کہ جسنے ہدایت کی ہمکو واسطے رد کرنے بدعت تقلید اور مقلدون بدعتیون گراہون جاہلون کے اور درود اور سلام اوپر رسول اوس اللہ کے کہ جسنے بہیجا رسول اپنے کو ساتہہ قرآن روشن کے واسطے کہو دینے گمراہی تقلید اور مقلدون گراہون جہگڑالون ذلیلون کے اور درود اور سلام اوپر آل و اصحابؓ اوسکے کہ جنہون نے خرچ کی کوشش اپنی واسطے دور کرنے جہالت تقلید اور مقلد جاہلون ضدیون کے

آئمہ اربعہ کے پیرو سلف لکھا ہے یہی نہین ہے انتہی حرره محمد عارف حنفی عفی عنہ بتاریخ ۹
ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۰۵ھ اسامی گواہون کے یہ ہین میان ابراہیم سلیمان ائت میان
محمد عمر جی میان ابراہیم اسحاق جی آغا محمود شیرازی آب کاتب الحروف عفی عنہ حضرات
ناظرین منصفین وسامعین عادلین کی خدمت درجت مین ملتمس ہے کہ تحریر مذکورہ میان
میان ما نجو صاحب عفی کی اوس حضرت کے قرار ہونے پر بلا انکار دلیل ہے یا نہین۔
وعلیٰ ہذا القیاس مذہب معین آئمہ اربعہ کے فرض وواجب نہونے پر بھی عبارت النص
ہے یا نہین آسے حضرات سچ تو وہ ہے جو جھوٹے منہ سے بھی سچ ہی نکلتا ہے فللہ

الحمد علیٰ ذلک نظم

جو کہ تھا فتّان بانی فتنہ کا ما نجو میان	منگیا ہے فتنہ اوسکا امن مین آیا جہان
آتا نہین میدان مین نبکر مناظر وہ میان	کس لئے ہے گھر مین بیٹھا یہ دکھن میثل زنان
کا شکے میدان مین آوی اگر پردہ ہیے ہو کی جلوہ گر	تو کرون مین لطف اوسکے جہل کا تمیز عیان
بو جہل کا پیشوا ہے وہ تو عارف ہے نہین	جو کہ ڈوبا جہل مین تقلید کے اے مہربان
جو مقلد ہے وہ عارف سے ہے نہین	کیونکہ ہے جاہل وہ عالم ہے کہان
معرفت تو علم ہے تقلید ہے جہل تمام	اجتماع اس دو نقیضونکا محال ہی مہربان
ہوگیا شہرہ یہ عالم مین بحمد اللہ تراب	بو جہل کا باوا بھاگا جو کہ تھا ما نجو میان

خط اوّل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً ومصلیاً

امابعد طرف سے خادم السنتہ والکتاب الدعو بابی تراب رحیم بخش محمدی البنجابی
عفی عنہ کے خدمت حنفیت منزلت مین جناب میان عارف عرف ما نجو حنفی صاحب
کے بعد واجب علینا کے واضح ولائح باد کہ جناب من بندہ عفی عنہ نے سنا ہے کہ
آپ طائفہ منصورہ محمدیہ ناجیہ اہل السنتہ والجماعتہ عامل ما انا علیہ واصحابی اصحٰ
حدیث کے تکفیر وایذا پہونچانی مین شب وروز سرگرم رہتے ہین سو جناب من اگر

امابعد خادم السنة والکتاب المدعو بابی تراب رحیم بخش محمدی پنجابی عفی عنہ وارد حال کلکتہ
حضرات ناظرین منصفین وسامعین عادلین کی خدمت عدالت منزلت مین عرض پرداز ہے
کہ سنہ ۱۳۱۱ ہجریہ ۲۰ ماہ ذالحجہ یوم جمعہ کو کاتب الحروف عفی عنہ ملک مدراس سے وارد
ملک برہما شہر رنگون مین ہوا اور وہان کے محمدیون اہل حدیث کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت
بے برکت جہالت منزلت وشقاوت درجت لکھا نہ پڑھا نام محمد عارف مانجو سورتی نادری
مقلد متعصب مضل اجہل مرجیہ حنفیہ کوفیہ ذات فرعون بے سامان نے آجکل رنگون
مین فتنہ وفساد وعناد کا علم بہ برکت بدعت ضلالت تقلید بے بنیاد کے برپا کر رکھا ہے
اور طائفہ منصورہ محمدیہ ناجیہ عامل ما انا علیه واصحابی خالص اہل السنة والجماعة
اصحاب حدیث کثرهم الله جمعهم کو ایذا اور تکلیف پہونچا کر روح حجاج بن یوسف
ویزید پلید کو خوش کر رہا ہے اور ایسیہ حون مین میان مٹھو بنکر ہل من مبارز وہل من
مناظر بول رہا ہے المراد محرر السطور عفی عنہ نے خدمت بے برکت جہالت وشقاوت
منزلت مین حضرت ضلالت نمط میان مانجو صاحب حنفی ہداہ اللہ کے واسطے
مناظرہ کے خطوط ثلثہ مندرجہ ذیل کو روانہ کیا کہ بموجب شروط نامہ ہذا کے مناظرہ
تقریری کرکے فرض اور واجب ہونا تقلید شخصی آئمہ اربعہ خصوصاً تقلید شخصی ابی حنیفہ
کوفی امام اہل رائے کو حق مین ہر عالم وعامی کے آپکو ثابت کرنی چاہیے مگر حضرت
مانجو مذکور نے مثل مستورات پردہ نشین کے صحن گھر سے قدم باہر نہ نکالا اور نہ نقاب
وحجاب جہالت کو منہ سے واکر کے میدان مناظرہ مین جلوہ گر ہوا بلکہ جب روز بندہ
عفی عنہ طرف کلکتہ کے آگبوٹ پر سوار ہونے کو تیار تھا اوس روز ایک خط فرار نمط
مع شہادت ودستخط گواہون کے بنام بندہ عفی عنہ کے روانہ کیا کہ جسکا لب لباب
وخلاصہ یہہ ہے قوله آپ زبان نامبارک سے ارشاد کیجیے کہ مذہب معین کا فرض
ہونا مین نے کسکے روبرو کہا ہے اور میرا لکھا ہوا کہان پایا ہے مین تو کیا بلکہ کوئی

مکان ٹون ہال شہر رنگون مین کرنا ہوگا اور کسی مکان مین منظور نہو گا اور خرچ ٹون ہال کا آپکو اور مجکو نصف و نصف دینا ہوگا۔ **شرط سادس** درمیان آپکے اور میرے دو شخص ایسے ثالث ہونے چاہئے کہ جو نہ مقلد آئمہ اربعہ کے ہوون اور نہ محمدی اہل حدیث ہووین **شرط سابع** مابین تقریر یکدیگر کے نہ تو آپکو اور نہ مجکو بولنا مجاز ہوگا و علے ہذا القیاس نہ کسی اور کو اگر آپ بولینگے تو وہ ہی دلیل آپکے قایل ہونیکی قرار دیجائیگی اور اگر مین بولونگا تو وہ دلیل میرے ساکت ہونیکی شمار کیجائیگی اور اگر کوئی اور صاحب بولیگا تو وہ صاحب مکان جلسہ سے خارج کیا جائیگا **شرط ثامن** ہر ایک مناظر کو اپنی تقریر کو ۵ امنٹ کی عرصہ مین ختم کرنا ہوگا زیادہ عرصہ واسطے ختم کرنے تقریر کے مسموع و منظور نہوگا و علے ہذا القیاس بحث خارجی سے بہی جانبین کو ضرور بالضرور احتراز کرنا ہوگا۔

شرط تاسع اگر بموجب شرط ثالث کے مذہب معین آئمہ بالخصوص مذہب حنفی کا فرض ہونا ہر عالم و عامی کے حق مین ثابت نکر سکین تو آپکو مذہب حنفی سے روبرو حضار جلسہ کے توبہ کر کے محمدی اہل حدیث ہونا ہوگا اور اگر ثابت کرینگے تو مجھکو حنفی ہونا پڑیگا **شرط عاشر** بعد قایل ہونیکے جو شخص توبہ کر کے مذہب جانب ثانی کو اختیار نکرے اوسکو کل خرچہ مکان ٹون ہال کا دینا ہوگا۔

التماس جناب میان ماںجو صاحب اگر آپکو بموجب شروطنامہ ہذا کے بندہ سے مناظرہ کرنا منظور ہووے تو اسپر اپنا دستخط و مہر ثبت کر کے طرف بندہ کے واپس فرمائیے اور واسطے مناظرہ کے دن معین فرمائیے بندہ واسطے مناظرہ کرنیکے حاضر ہے اور اگر آپکو بموجب شروطنامہ ہذا کے بندہ سے مناظرہ کرنیکا حوصلہ نہ پڑے تو جس عالم مقلد حنفی کو آپکا دل چاہے واسطے مناظرہ کے معین فرمائیے اور اوس حضرت کا دستخط و مہر شروطنامہ ہذا پر کروا کے طرف بندہ عفی عنہ کے واپس روانہ فرمائیے فقط باقی والسلام علی من اتباع الہدیٰ الراقم ابو تراب رحیم بخش محمدی عفی عنہ

مورخہ ۲۲ ذوالحجہ سنہ ۱۳۱۴ھ

درحقیقت آپ عامل عمل مذکور کے ہین تو بالمشافہ ہو کر فرض ہونا تقلید شخصی آئمہ اربعہ
خصوصاً تقلید ابی حنیفہ کوفی امام اہل رائے کو ہر عالم و عامی کے حق مین بموجب شروط
عشرہ مندرجہ ذیل کی ثابت کیجئے ورنہ تقلید شخصی آئمہ اربعہ کی جو درحقیقت بدعت
ضلالت و احداث فی الدین المتین و تفریق فی جماعۃ المسلمین اور بفحوائے کریمہ
اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ کے شرک فی الاطاعت
اور حذو النعل بالنعل تقلید احبارہا ورہبانہا یہود ونصاریٰ
کے ہے اوسکو دل سے دور کیجئے اور طائفہ منصورہ محمدیہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعۃ
اصحاب حدیث کے ایذا پہونچانے سے جلدی قبل مرنیکے توبہ کیجئے ورنہ بعد مرنیکے آپکو
ضرور بالضرور مصداق کریمہ ہذا کا بننا پڑیگا ان الذین فتنوا المومنین والمومنات
ثم لم یتوبوا فلہم عذاب جہنم ولہم عذاب الحریق ۵ وما علینا
الا البلاغ ۔ شروط عشرہ مذکورہ مناظرہ ۔ شرط اول آپ
کمشنر صاحب پولیس سے درخواست کرکے حکم مناظرہ کا لائے اگر صاحب موصوف
حکم مناظرہ کرنیکا دیوین تو آپ مناظرہ کیجئے بندہ واسطے مناظرہ کرنیکے حاضر ہے
شرط ثانی کاغذ اسٹامپ پر روبرو کمشنر صاحب کے آپ تحریر کر دیجئے
کہ اگر مین یا میرے فریق کا کوئی بھی شخص منکر مذہب کو کوئی سخت بات یا گالی بکے
یا مارے تو مین پانچ ہزار روپیہ کے جرم کا مجرم ہونگا شرط ثالث آپکو
فرضیت مذہب معین آئمہ اربعہ خصوصاً مذہب حنفی کی عبارت النص قرآن و حدیث صحیح
مرفوعہ متصل اور اجماع عظیمہ صحابہؓ سے مثل وحدانیت ذات باری عز اسمہ و نبوت
رسول صلعم کے ثابت کرنی ہوگی اور ماسوا عبارت النص ادلہ ثلثہ مذکورہ کے اور کوئی بات
واسطے ثبوت مدعی مذکور کے مسموع و منظور نہوگی شرط رابع یہ مناظرہ آپکو بالمشافہ
تقریری کرنا ہوگا اور تحریری منظور نہوگا ۔ شرط خامس یہ مناظرہ آپکو

دست نامبارک سے دستخط و مہر ثبت فرما کے طرف بندہ کے واپس فرماسئے اور اپنے استغفار
ہزیمت آثار کو ہمراہ لائیے اور بعد اقرار بطلان مذاہب اربعۂ محدثۂ معینہ کے جس امر مندرجہ
استفسار کی بابت آپکو اطمینان و تسلی کرنی منظور ہو وسے تو کرلیجیئے ورنہ مذاہب اربعہ محدثہ
معینہ کی تقلید شخصی جو درحقیقت بدعت ضلالت ہے واحداث فی الدین المتین و
تفریق فی جماعة المسلمین ہے اور بموجب کریمہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم
اربابا من دون الله کے شرک فی الاطاعت ہے اور حذو النعل بالنعل تقلید
احبارئین ورہبانئین یہود ونصاری کے ہے قبل مرنیکے توبہ کیجیئے ہو خیرالکم یا ایہا المقلدون
انکنتم تعلمون الراقم ابو تراب رحیم بخش محمدی عفی عنہ مورخہ
۳۰ ذالحجہ سنہ ۱۳۰۴ھ

خط الثالث بسم الله الرحمن الرحيم حامدا ومصليا

اما بعد طرف سے خادم السنتہ والکتاب الدعو بابی تراب رحیم بخش محمدی عفی عنہ
کی خدمت جہالت منزلت مین جناب میان عارف الجو حنفی صاحب و جناب میان ابراہیم یوسف
حنفی صاحب زال الله عنکما جہل التقلید کے بعد سلام علی من اتبع الهدی
کے واضح ولائح باد کہ نامہ جہالت شمامہ آپصاحبونکا آیا اور حضرتین جاہلین کی جہالت پر مجکو
کماہیمنی مطلع فرمایا چنانچہ کاتب الحروف عفی عنہ حضرت مالجو صاحب اور آپکی جہالت وکمال
کتابت وعبارت سے حضرات ناظرین منصفین وسامعین عادلین کی خدمت عدالت
منزلت مین عرض کرتا ہے کہ وہ حضرتین الجاہلین کی لیاقت جہالت پر شاباش ومرحبا فرمائین

وهو هذا اولا ترکتما حمد الله تعالی	**ترجمہ** وہ یہ ہے کہ اول ترک کیا تم
والصلوٰة علی النبی صلی الله تعالی علیه واله	دونون نے لکھنا تعریف اللہ تعالی کا اور درود
وصحابه وسلم فی صدر الخط وهو خلاف	کا اوپر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
لسنة النبی صلی الله تعالی علیه واله وصحبه وسلم	کے شروع خط مین حالانکہ وہ خلاف سنت

خط الثانی بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلیاً اما بعد

سے خادم السنتہ والکتاب الدعو ابی تراب رحیم بخش محمدی عفی عنہ کی خدمت حنفیت منزلت
مین جناب میان عارف ماجو صاحب حنفی کے بعد سلام علی من اتباع الہدیٰ کے واضح
ولائح باد کہ جناب من بندہ عفی عنہ ہنوز منتظر ہے کہ آپ میری عریضہ معروضہ کا جواب باصواب
ارسال فرمائین کیونکہ بندہ آگبوٹ ہذا مین طرف کلکتہ کے روانہ ہونیکا عازم ہے پس اسلیئے
دوبارہ عریضہ ہذا کو آپکی خدمت شریف مین تاکیداً روانہ کرتا ہے کہ آپ مہربانی فرما کے
بموجب شروط نامہ مرسلہ کے بندہ سے مناظرہ دربارہ تقلید شخصی آئمہ اربعہ خصوصاً دربارہ
تقلید ابی حنیفہ کوفی امام اہل راے کے بالمشافہ ہوکر کیجئے اور فسا و عناد بین الناس کو دفع کیجئے
اور جو آپ نے استفسار مطبوعہ کو میری طرف بخیال جواب ارسال فرمایا ہے سو وہ جواب
باصواب میری عریضہ کا چند وجوہ وجیہ وبراہین قویہ سے عند اولی الالباب نہین ہوسکتا ہے
اولاً باین وجہ کہ آپ مدعی اس دعوے کے ہین کہ تقلید شخصی آئمہ اربعہ کے ہر عالم
و عامی پر فرض ہے پس اب آپکو ضرور پر ضرور ہے کہ بموجب داب مناظرہ کے
مطابق شروط نامہ مرسلہ کے اول اپنے دعوی مذکور کو ثابت فرمائیے بعد اوسکے نسبت
دربارہ اپنے استفسار جہالت آثار کی اپنے تسلی فرمائیگا **ثانیاً** باینوجہ کہ بندہ عفی عنہ
نے بفضلہ تعالے آپکی استفسار ہزیمت آثار کا جواب باصواب بطور ایک رسالہ نصرت
مقدار کے تیار کیا ہے انشاء اللہ تعالے وہ طبع کر کے واسطے دور کرنے جہالت وضلالت
آپکے روانہ کیا جائے گا فلا تعجل ان التعجیل من الشیطان **ثالثاً** باینوجہ کہ
آپ استفسار ہزیمت آثار کو طبع کروا کے رنگون مین فرار ہو کے بیٹھے ہین اگر آپ مستعد
ہین تو کلکتہ مین جہان پر جناب مولوی خدابخش صاحب محمدی دام عنایتہم موجود ہین
تشریف لیجائے یا اونکو یہان بلوائے اور استفسار جہالت آثار کے ذریعہ سے اپنے جہالت
کو آشکار کروائے **رابعاً** باینوجہ کہ شروط نامہ مرسلہ کو قبول ومنظور فرما کے اسپر

يا ايها المقلدون وما علينا الا البلاغ المبين والحمد
لله رب العلمين والسلام على المرسلين حرره ابو تراب
رحيم بخش محمدى عفى عنه فى التاريخ الاول
غرة المحرم المحترم سنة الف وثلاثة مائة و
خمس من الهجرة النبوية على صاحبها الصلوة
والتحية

ضميمة عمدة المضمون

بسم الله الرحمن الرحيم

حامداً ومصلياً

اما بعد فيقول خادم السنة والكتاب
المدعو بابى تراب رحيم بخش محمدى البنجابى
عفى عنه لما وردت فى ديار البراهمية فى بلدة
الرنگون سنة اربعة وثلاثمائة والف من
الهجرة النبوية على صاحبها الصلوة والتحية
فقال لى بعض المقلدة الجهلة من
مقلدين ابى حنيفة الكوفى امام فرقة
المرجية الكوفية مثل مولوى
احسان على
چاٹگانوى وغيره من سكنة الرنگون
ان النبى صلى الله تعالى عليه وآله وصحبه وسلم
قال فى فضيلة الامام الاعظم نعمان بن ثابت الكو

چھوٹون اور بڑون پر بس اب دونون مقلد وجاہلو
تحقیق قول تم دونونکا سطر پانچوین مین بس وہ دلیل ہے
اوپر بہاگنے تم دونون کے معرکہ مناظرہ سے اور اگر ہو تم
دونون سچی مناظر مجہسے پس آؤ تم دونون موافق شرطون میرے کے پہر جسکو
بہیجا ہے مین نے طرف تم دونون کی پہلے ورنہ کل تم توبہ کرو توبہ خالص
گمراہی تقلید سے وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اے مقلدو ہو اگر تم
جانتے اور نہین ہے ہمپر مگر پہونچانا کہلا اور سب تعریفین ہی واسطے
اللہ کے جو رب ہے سارے مخلوق کا اور سلامتی اوپر رسولونکے لکہا اسکو
ابو تراب رحیم بخش محمدی عفی عنہ نے تاریخ پہلے غرہ المحرم
المحرم سنہ ١٣٠٥ھ

ترجمہ لیکن بعد حمد اور درود کے
پس کہتا ہے خادم سنت اور کتاب کا جو مشہور ہے
ساتہ ابی تراب رحیم بخش محمدی پنجابی کی معاف کیا جاوے
اوسے گناہ اوسکی کہ جب مین داخل ہوا ملک برہما کے
شہر رنگون مین سنہ ١٣٠٤ ہجری مین ہجرت
نبویہ سے صاحب پر اوس کے درود
اور تحیۃ پس کہا واسطے میرے بعض مقلدون وجاہلون
نے مقلدون ابی حنیفہ کوفی سردار فرقہ مرجیہ کوفیہ
سے مثل مولوی احسان علی چاٹگانوی وغیرہ نے
رہنے والون رنگون سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وصحبہ وسلم نے فرمایا ہے فضیلت مین امام اعظم نعمان بن ثابت

وطريقة الصحابة رضي الله تعالى عنهم اجمعين
كما لا يخفى على ماهر خطوط النبوية على صاحبها
الصلوة والتحية والصحابة رضي الله تعالى عنهم
ثانيا كتبتما دام عنايته بلا الف دام
اناته وهذا دليل قوي على جهلكما
كما لا يخفى على المبتدي والمنتهي ثالثا
كتبتما في السطر الثالث لفظ المناظرة با
الضاد المعجمة وهو بالظاء المعجمة ومصدره
مفاعلة من ثلاثي المزيد كما لا يخفى على المبتدئين
القارئين الميزان الصرف رابعا كتبتما
في السطر الخامس لفظ المنظور وتركتما
فيه حرف الراء وهذا ايضا دليل جلي على
جهلكما في فن التحرير والتقرير وهذا
ليس يخفى على الصغير والكبير فيا ايها
المقلدان الجاهلان ان قولكما في
السطر الخامس هو دليل على فراركما
من معركة المناظرة وانكما صادقين
المناظرين مني فتعاليا موافقا للشروط
التي ارسلت بها اليكما سابقا والا كلام
توبوا توبة نصوحا من ضلالة التقليد
فهو خير لكم ان كنتم تعلمون

سنت نبی صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
کے اور طریقہ صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم
اجمعین کے جیسا کہ پوشیدہ نہین ہے اوپر
ماہر خطوط نبویہ کے اوپر صاحب اونکے
لیے صلوۃ اور تحیۃ اور خطوط صحابہ رضی اللہ تعالے
عنہم اجمعین کے دوسرا لکھا تم دونون نے
دام عنایتہ کو ساتھ الف کے دام اناتہ
اور یہ مضبوط دلیل ہے جاہل ہونے پر
تم دونون کے جیسا کہ یہ امر پوشیدہ نہین
ہے اوپر مبتدی کے اور منتہی کے تیسرے لکھا
تم دونون نے سطر تیسری مین لفظ مناظرہ
کو ساتھ ضاد نقطہ والیکے حالانکہ ہے وہ
ساتھ ظاء نقطہ والیکے اور وزن مصدر اوسکے
کا مفاعلہ ہے باب ثلاثی مزید سے جیسا
کہ نہین ہے پوشیدہ اوپر مبتدیون پڑھنے
والون واسطے میزان الصرف کے چوتھا
لکھا تم دونون نے سطر پانچوین مین لفظ
منظور کا اور چھوڑ دیا تم دونون نے
اوس مین حرف را کا اور یہہ بھی دلیل
کھلی ہے جہل پر تم دونون کے فن تحریر
اور تقریر مین اور یہ امر پوشیدہ نہین ہے

احمد السلمی وثانیهما احمد بن عبد الله
الجویباری فوضعه احدهما او ایضًا
قال محمد طاهر الحنفی فی مجمع البحار
فی المجلد الثالث فی الصفحة خمسة
عشر وخمس مائة مطبوعة للکهنو
حدیث سراج امتی ابو حنیفة
موضوع وهکذا قال فی التذکرة
موضوع وایضًا قال الشیخ عبد الحق
الدهلوی فی تحصیل التعرف و
قد روی احادیث فی فضیلته یعنی
ابا حنیفة فحکم المحدثون بوضعها
واشهرها ابو حنیفة هو سراج
امتی الی یوم القیامة وایضا قال
الشیخ المذکور فی شرح سفر السعادة
فی الصفحة خمس مائة وثلاثة
عشرین مطبوعة النولکشوریة
اورده فی تنزیه الشریعة عن انس
رضی الله تعالی عنه یکون فی امتی
رجل یقال له محمد بن ادریس هو اضر
علی امتی من ابلیس ویکون فی امتی رجل
یقال له ابو حنیفه وهو سراج امتی

ترجمه وضاع یعنی بنانے والے حدیثون
کے ہین ایک اون مین سے امون بن احمد السلمی ہی
اور دوسرا احمد بن عبد اللہ جویباری ہے پس بنایا
اس حدیث کو ایک اون دونون کے نے اور بھی
کہا محمد طاہر حنفی نے مجمع البحار جلد ۳ کے صفحہ ۵۱۵
چھاپہ لکھنو کے مین کہ **حدیث** چراغ میری
امت کا ابو حنیفہ ہے جھوٹھی بناوٹی ہے اور ایسا ہی
کہا ہے محمد طاہر نے تذکرہ مین کہ **حدیث**
چراغ میری امت کا ابو حنیفہ ہے بنائی ہوئی ہے
اور بھی کہا شیخ عبد الحق حنفی دہلوی نے تحصیل
التعرف مین اور تحقیق روایت کی گئی ہین حدیثین
فضیلت مین اوسکے یعنی ابی حنیفہ کے پس حکم کیا ہے
محدثون نے ساتھہ بناوٹی ہونے اونکے اور بہت
مشہور اونکے **حدیث** کہ ابو حنیفہ وہ چراغ
ہے امت میری کا دن قیامت تک اور بھی کہا
شیخ مذکور نے شرح سفر سعادت کے صفحہ ۵۲۳
مطبوعہ نول کشور کے مین کہ لایا ہے اس حدیث کو
تنزیہ الشریعۃ مین انس سے کہ ہوگا امت میری
مین ایک شخص کہ کہا جائے گا واسطے اوسکے
محمد بن ادریس وہ زیادہ نقصان کریگا امت
میری کا نقصان شیطان سے اور ہوگا امت میں ایک شخص

يكون في أمتي رجل يقال له ابو حنيفة وهو
سراج امتي فهذه الحديث الصحيح دليل
صريح على ثبوت تقليده وانت كيف تنكر
عن تقليده فقط **فقلت** في جوابهم
المقلدة الجهلة هذا قولكم باطل لانه وضع
بعض المقلدة الجهلة المرجية الحنفية
الكوفية في فضيلة امامهم باسمه اربع
احاديث كما ذكرها المحدثون الراسخون
في كتبهم الموضوعات وهذه احديث
احد منها موضوع باتفاق المحدثين
الناقدين كما قال على القاري الحنفي
في موضوعات الكبير في الصفحة سبعة
عشرة مطبوعة المصرية حديث
ابو حنيفة سراج امتي موضوع
باتفاق المحدثين وايضا قال الامام
الشوكاني العالم الرباني في الفوائد المجموعة
في الاحاديث الموضوعة في الصفحة
ثلاثة وعشرين ومائة مطبوعة
اللاهور حديث ابو حنيفة سراج
امتي موضوع لان في اسناده
الكذابين الوضاعين احدهما مامون بن

رہنوالی کوفہ کی کہ ہوگا امت میری مین ایک شخص
کہا جائیگا واسطے اوسکی ابو حنیفہ اور وہ چراغ ہی
امت میری کا پس یہ حدیث صحیح دلیل کہلی ہی
اوپر ثبوت تقلید اوسکے کی اور تو کیونکر انکار کرتا ہی
تقلید اوس کے سے پس کہا مین نے جواب مین
اون مقلدون جاہلون کے کہ یہ قول تمہارا
باطل ہے اسلئے کہ تحقیق بنائی ہین بعض مقلدون
جاہلون مرجیون حنفیون کوفیون نے فضیلت
مین امام اپنے کے ساتھہ نام اوسکے چار حدیثین
جیسا کہ ذکر کیا ہی اونکو محدثون مضبوطون
اپنے کتابون موضوعات مین اور یہ ایک جہوٹی
حدیث ہے اون جہوٹی حدیثون سے ساتھہ
اتفاق محدثون پرکہنیوالون کے جیسا کہ کہا
ملا علی قاری حنفی نے اپنے موضوعات بڑی
کے صفحہ ۱۷ چھاپہ مصر کے مین کہ حدیث ابو حنیفہ
چراغ میری امت کا ہے جہوٹی ہے ساتھہ اتفاق
محدثین کے اور بہی ایسا ہی کہا ہی امام شوکانی عالم
ربانی نے فوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة کے
صفحہ ۱۲۳ چھاپہ لاہور کے مین کہ حدیث
ابو حنیفہ چراغ میری امت کا ہے جہوٹی
بنا رکہی ہے اسلئے کہ سند مین اسکے دو راوی

عن انس مرفوعا یکون فی امتی رجل یقال
له محمد بن ادریس اضر علی امتی من ابلیس
ویکون فی امتی رجل یقال له ابوحنیفة
هو سراج امتی موضوع وضعه مامون
او الجویباری وذکر الحاکم فی المدخل
ان مامونا قیل له الا تری الی الشافعی
ومن تبعه فقال حدثنا احمد الی آخره
فبان بهذا انه الواضع له وایضا فی اللآلی
الخطیب حدثنا ابو عبد الله احمد
بن علی القصیر حدثنا ابو زید الحسین
بن علی بن عامر الکندی حدثنا
ابو عبد الله محمد بن سعید المروزی
البورقی حدثنا سلیمان بن جابر
بن سلیمان بن یاسر حدثنا بشر بن
یحیی انبانا الفضل بن موسی الشیبانی
عن محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن
ابی هریرة مرفوعا یکون فی امتی رجل
اسمه النعمان وکنیته ابوحنیفة هو سراج
امتی قال الخطیب وضعه البورقی
قال ایضا وجدت عن الحاکم
انه قال وضع البورقی من المناکیر

ترجمہ احمد بن عبداللہ الجویباری
نے کہا اوسنے خبر دی ہمکو عبداللہ بن سعدان
الازدی نے انس رض سے مرفوع ہوگا امت
میری مین ایک شخص کہ کہا جاویگا واسطے اوسکے
محمد بن ادریس زیادہ نقصان کریگا امت میری
کا نقصان شیطان سے اور ہوگا امت میری مین
ایک شخص کہ کہا جاویگا واسطے اوسکے ابوحنیفہ
وہ چراغ ہے امت میری کا بنایا اس حدیث
کو مامون یا جویباری نے اور ذکر کیا حاکم
نے مدخل مین کہ کہا گیا واسطے مامون کے کہ کیا
تو نہین دیکھتا ہے طرف شافعی کے اور اوسکی
جو تابع ہوا اوسکا پس کہا مامون نے کہ حدیث
کی ہمسے احمد بن عبداللہ جویباری نے آخر حدیث
تک پس ساتھ اوسکے معلوم ہوا کہ بنانیوالا حدیث
مذکور کا احمد بن عبداللہ جویباری ہے کہا خطیب
بغدادی نے حدیث کی ہمسے ابو عبداللہ احمد بن
علی القصیر نے کہا اوسنے حدیث کی ہمسے ابوزید الحسین
بن علی بن عامر کندی نے کہا اوسنے حدیث
کی ہمسے ابو عبداللہ محمد بن سعید مروزی بورقی
نے کہا اوسنے حدیث کی ہمسے سلیمان بن
جابر بن سلیمان بن یاسر نے کہا اوسنے حدیث

وقال الشيخ المذكور بعد نقله قال صاحب
تنزيه الشريعة اورد هذا الحديث
الجوزقاني عن انس رضي الله تعالى
عنه وفي اسناده احمد بن عبد الله
الجويباري ومامون بن احمد
السلمي واحد هما وضع هذا الحديث
وعليه من الله ما يستحقه وايضاً
قال علي القاري الحنفي في زين العلم
شرح عين العلم فورد من طرق
يعني حديث سراج امتي ابو حنيفة
ولكنها كلها واهية وقال الصغاني
هذا الحديث موضوع وايضاً قال
جلال الدين السيوطي في اللآلي
المصنوعة في الاحاديث الموضوعة
في الصفحة ۲۸۰ المطبوعة لكهنؤ عن
عبد الرحمن بن عوف بن محمد حدثنا
احمد بن ابراهيم بن تركان حدثنا
محمد بن الحسين بن علي حدثنا محمد
بن جعفر بن علي التيمي حدثنا مامون
بن احمد السلمي حدثنا احمد بن عبد الله
الجويباري انبانا عبد الله بن معدان الازدي

ایک شخص کہ کہا جاویگا واسطے اوسکے ابوحنیفہ
اور وہ چراغ ہے امت میری کا اور کہا شیخ
مذکور نے بعد نقل کرنے اس حدیث کے کہ کہا
صاحب تنزیۃ الشریعۃ نے کہ لایا ہے اس حدیث
کو جوزقانی انس رضی اللہ عنہ سے اور سند مین
اسکے احمد بن عبد اللہ جویباری اور مامون بن احمد
سلمی ہے ایک اون دونون کے نے بنایا اس حدیث
کو اوپر بنانیوالے اسکے اوپر اللہ کی طرف سے عذاب
ہے وہ عذاب کہ جسکا لائق ہے وہ اور بھی کہا
ملا علی قاری حنفی نے زین الحلم شرح عین العلم
مین تیں وارد ہوئی کئی ایک طریق سے یعنی حدیث
چراغ میری امت کا ابوحنیفہ ہے اور لیکن وہ
طریق سب کی سب واہی ہین اور کہا صغانی نے
کہ یہ حدیث جھوٹی اور بنائی ہے اور کہا جلال الدین
السیوطی نے اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث
الموضوعۃ کے صفحہ ۲۸۰ مطبوعہ لکھنؤ کے مین
روایت ہے عبد الرحمن بن عوف بن محمد سے
کہا اوسنے حدیث کی ہمسے احمد بن ابراہیم بن
ترکان نے کہا اوسنے حدیث کی ہمسے محمد بن
جعفر بن علی التیمی نے کہا اوسنے حدیث کی ہم سے
مامون بن احمد السلمی نے کہا اوسنے حدیث کی ہمسے

المیم فی الصفحۃ ثلاثہ مائۃ وثمانیۃ وعشرین مطبوعۃ الکھنو مامون بن احمد سلمی الھروی عن ھشام بن عمارۃ عن الجویباری اتی بطامات وفضایح قال ابن حبان دجال ویقال لہ مامون بن عبد اللہ ومامون ابو عبد اللہ قال ابن حبان سالتہ متی دخلت الشام قال سنۃ ۲۵۰ خمسین ومائتین قلت فان ھشاما الذی تروی عنہ مات سنۃ ۲۴۵ خمس واربعین ومائتین فقال ھذا ھشام بن عمارۃ آخر ومما وضع علی الثقات انہ روی عن عبد اللہ بن مالک بن سلیمان عن سفیان عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان قول والعمل الشریعۃ وروی عن المسیب بن واضح عن ابن المبارک عن یونس عن الزھری

ف کہتا ہے لکھنیوالا اسطر ونکا عفی عنہ اور نہ پوشیدہ رہے دیکھنے والون منصفون اور سننے والون عادلون پر کہ تحقیق دارمدار حدیث سراج امتی ابوحنیفہ کا تین شخصون پر ہے ایک اونکا مامون بن احمد سلمی ہے اور دوسرا اونکا احمد بن عبد اللہ جویباری ہے اور تیسرا اونکا ابو عبد اللہ محمد بن سعید مروزی بورقی ہے پس تینون تھے وضاعین جہوٹے دجال جیسا کہ کہا ابو عبد اللہ ذہبی نے بیچ میزان الاعتدال فی نقد الرجال کے جلد دوسری حرف میم مین صفحہ ۳۲۸ مطبوعہ لکھنو کے مین کہ مامون بن احمد السلمی ہروی روایت کرتا ہے ہشام بن عمار اور جویباری یعنی احمد بن عبد اللہ جویباری سے بیان کرتا ہے عجائب اور خراب حدیثین کہا ابن حبان نے مامون دجال ہے اور کہا جاتا ہے واسطے اوسکے مامون بن عبد اللہ اور مامون ابو عبد اللہ کہا ابن حبان نے پوچھا مین نے اوسکو کب

عن الثقات مالا يحصى و
يحسنها هذا الحديث قلت
قال الخطيب هكذا احدث في بلاد
خراسان ثم في العراق وزاد فيه و
سيكون في امتي رجل يقال له محمد
بن ادريس فتنته على امتي اضر من
فتنة ابليس قال في الميزان كان
البورقي لاحد الوضاعين بعد
الثلاثمائة والله اعلم ف
يقول محرر السطور عفي عنه ولا يخفى
على الناظرين المنصفين والسامعين
العادلين ان هذا الحديث سراج
امتي ابو حنيفة على ثلاثة رجال
احدهم مامون بن احمد السلمي و
ثانيهم احمد بن عبد الله الجويباري
وثالثهم ابو عبد الله محمد بن سعيد
المروزي البورقي فهؤلاء الثلاثة
كانوا من الوضاعين الكذابين
الدجالين كما قال ابو عبد الله
الذهبي في ميزان الاعتدال في
نقد الرجال في المجلد الثاني في حرف

کی ہمسے بشر بن یحیی نے کہا اوسنے خبر دی ہمکو
فضل بن موسے شیبانی نے محمد بن عمرو سے
اوسنے ابی سلمہ سے اوسنے ابی ہریرہ سے
حضرت تک کہ ہوگا امت میری مین ایک
شخص کہ نام اوسکا نعمان ہے اور کنیت
اوسکی ابو حنیفہ ہے وہ چراغ ہے امت
میری کا کہا خطیب نے کہ بنایا اس حدیث کو
بورقی نے کہا اور بھی خطیب نے حدیث کی گئی
ہے حاکم سے کہ تحقیق کہا اوس نے یعنی حاکم
نے کہ بنائی ہین بورقی نے منکر حدیثین
نام سے ثقات کے نہین شمار ہو سکتا اونکا
اور ان سب سے جھوٹھی بناوٹی یہ حدیث
ہے کہ ابو حنیفہ ہو سراج امتی کہتا ہوں مین
کہ کہا خطیب نے کہ ایسا ہی بیان کیا اس حدیث
کو شہرون خراسان مین پھر عراق مین
اور زیادہ کیا اس مین کہ قریب ہے کہ ہوگا
امت میری مین ایک شخص کہ کہا جائیگا
واسطے اوسکے محمد بن ادریس فتنہ اوسکا
امت میری پر اشد ہوگا فتنہ شیطان سے کہا
میزان مین تھا بورقی ایک بنانیوالون
حدیثونکا بعد تین سو برس ہجرت کے واللہ اعلم

يخرجها في كتبه عنه فمن ذالك ابن
كرام حدثنا احمد عن يحيى المعلم عن
حميد عن انس يكون في امتي رجل
يقال له ابو حنيفة يجدد الله سنتي
على يده الحديث ابن كرام ثنا احمد
عن فضل بن موسى عن محمد بن
عمرو عن ابي سلمة عن ابي هريرة
اطلبوا العلم ولو كان بالصين وله
عن ابي البختري وهو شر منه عن
هشام بن عروة عن عائشة مرفوعا
من استنشط قائماً نسبه الدين و
قال ابن حبان هو ابو علي الجويباري
دجال من دجاجلة روى عن
الائمة الوف حديث ما حدثوا
بشي منها فمن ذالك عن ابن
عيينة عن ابن طاوس عن ابيه
عن ابن عباس مرفوعا الايمان
قول والعمل شرايعة لا يزيد ولا
ينقص وقال النسائي والدارقطني
كذاب **قلت** الجويباري ممن
يضرب المثل بكذبه ومن طامّاته

ترجمہ احمد بن عبد اللہ یعنی جویباری
دجّال سے اوسنے عبد اللہ بن معدان ازدی
سے اوسنے انس سے مرفوعاً کہ ہوگا امت
میری مین ایک شخص کہ کہا جاویگا واسطے اوسکے
محمد بن ادریس آخر حدیث تک کہا یعنی ذہبی
نے اور اسواسطے ذکر کیا مین نے نامون کا
تا کہ پہچانا جاوے کذاب ہونا اوسکا اسلئے
کہ لکہا اوسے حدیثون کو لوگون نے خراسان
مین تمام ہوا جو کچہہ تہا میزان مین اور بہی
کہا ابو عبد اللہ ذہبی نے میزان اپنے کے
جلد اول کے صفحہ ۴۳ حرف الف مین مطبوعہ
مذکورہ کے احمد بن عبد اللہ بن خالد الجویباری
اور کہا جاتا ہے واسطے اوسکے الجوئباز
ضلعون ہرات سے پہچانا جاتا ہے ساتہہ
سنوق کے روایت کرتا ہے عیینہ یعنے
سفیان بن عیینہ سے اور اوسیکا معصر سے
کہا ابن عدی نے کہ تہا جوئباری مذکور
بناتا حدیثین واسطے ابن کرام کے اوپر
اوس چیز کے کہ چاہتا ابن کرام اور لیس
تہا ابن کرام روایت کرتا اون حدیثون کو
کتابون اپنے مین جویباری سے پس

عن سعيد بن المسيب عن ابي
هريرة مرفوعا من رفع يديه في
الصلوة فلا صلوة له وروي عن الثقات
مرفوعا من قرا خلف الامام ملئ فوه
نارا اور روي عن احمد بن عبد الله
يعني الجويباري الدجال عن عبد الله
بن معدان الازدي عن انس
مرفوعا يكون في امتي رجل يقال له
محمد بن ادريس للحديث قال
يعني الذهبي وانما ذكرته ليعرف
كذبه لان الاحاديث كتبوا عنه بخراسان
انتهى ما في الميزان وايضا
قال ابو عبد الله الذهبي في ميزانه
في المجلد الاول في حرف الالف
في الصفحة الثلاثة واربعين المطبوعة
المذكورة احمد بن عبد الله بن
خالد الجويباري ويقال الجويباري
من اهل هراة لا يعرف بسنوق عن
ابن عيينة وطبقته قال ابن عدي
كان يضع الحديث لابن كرام
على ما يريده فكان ابن كرام

ترجمہ کب داخل ہوا تہا تو ملک
شام مین کہا اوسنے سنہ ۲۵۰ ہجری مین
کہا مین نے تیس تحقیق وہ ہشام کہ جس سے
روایت کرتا ہے تو مرا ہے سنہ ۲۴۵ ہجری
مین تیس کہا ماموں نے کہ یہ ہشام ابن
عمارہ دوسرا ہے اور اون حدیثون سے
جو بنائی ہین ماموں نے اوپر نام ثقات
کے یہ ہین تحقیق اوسنے روایت کیا عبد الصمد
بن مالک بن سلیمان سے اوسنے سفیان
سے اوسنے ابن عباس سے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان فقط قول
ہے اور عمل اوسکے نشان ہین اور روایت
کیا ماموں نے مسیب بن واضح سے
اوسنے ابن مبارک سے اوسنے یونس سے
اوسنے زہری سے اوسنے سعید بن مسیب
سے اوسنے ابی ہریرہ سے مرفوع کہ جو
کوئی رفع الیدین کرے نماز مین پس
نہین ہے نماز واسطے اوسکے اور روایت
کیا ماموں نے ثقات کے نام سے مرفوع
کہ جو کوئی پڑہے پیچہے امام کے کہ بہرا جاویگا
مونہہ اوسکا آگ سے اور روایت کیا ماموں نے

ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ انتہی
ما فی المیزان و ایضاً قال جلال
الدین السیوطی فی اللآلی المصنوعۃ
فی الاحادیث الموضوعۃ فی کتاب
الایمان فی الصفحۃ ثلاثہ وعشرین
مطبوعۃ الکھنو ابن عدی حدثنا
احمد بن علی حدثنا محمد بن کرام حدثنا
احمد بن عبد اللہ الشیبانی یعنی
الجویباری حدثنا سفیان بن عیینہ
عن الزہری عن سالم عن ابیہ مرفوعاً
الایمان لا یزید ولا ینقص موضوع
وضعہ الشیبانی [illegible]
الوف احادیث للکرامیۃ [illegible]
انبانا احمد بن نصر احمد الحافظ انبانا
عبد الرحمن بن عمرو بن محمد حدثنا
احمد بن ابراہیم بن احمد بن [illegible]
انبانا محمد بن الحسن بن علی حدثنا
مامون بن احمد السلمی حدثنا
احمد بن عبد اللہ الجویباری حدثنا
سفیان بن عیینۃ عن ابن طاوس
عن ابیہ عن ابن عباس مرفوعاً الایمان

ترجمہ حدیثین کہ نہین بیان کی انہون
نے ایک حدیث بھی اوسنے تیس اونہون
حدیثون سے ہے روایت کی احمد بن عبد اللہ
جویباری نے ابن عیینہ سے اوس نے
ابن طاوس سے اوس نے اپنی باپ سے
اوسنے ابن عباس سے مرفوع کہ ایمان
فقط قول ہے اور اعمال نشان ہین اوسکے
نہ زیادہ ہوتا ہے اور کم ہوتا ہے اور کہا
نسائی اور دارقطنی نے کہ احمد بن عبد اللہ
الجویباری کذاب ہے کہتا ہون مین کہ احمد
بن عبد اللہ الجویباری اون لوگون مین
سے ہے کہ مثال دیجاتی ساتھ جھوٹی ہونے
اوسکے اور عجائب اوسکے سے ہے روایت
کی اوسنے اسحاق بن نجیح کذاب سے
اوسنے ہشام بن حسان سے اوس نے
رجال اپنے سے کہ حاضر ہونا مجلس عالم
مین بہتر ہے حاضر ہونے ہزار جنازہ سے
اور ہزار رکعت پڑھنے نماز سے اور ہزار
حج کرنے سے اور ہزار جہاد کرنے سے اور
البتہ روایت کیا ہے بیہقی نے کہ تحقیق
روایت کیا ہے جویباری نے محمد بن

عن اسحاق بن نجيح الكذاب عن هشام
بن حسان عن رجاله قال حضور مجلس
عالم خير من حضور الف جنازة ومن
الف ركعة ومن الف حجة ومن الف غزوة
وقد روى البيهقي ان الجوئباري
روى عن محمد بن عبد الله الفلسطيني
عن جويبر عن الضحاك عن ابن عباس
مسائل عبد الله بن سلام نحو الف
مسألة وقال الفلسطيني لا يعرف وجويبر
متروك وقال البيهقي اما الجوئباري
فاني اعرفه حق المعرفة بوضع الاحاديث
على رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقد وضع عليه اكثر من الف حديث
وسمعت الحاكم يقول هذا كذاب
خبيث وضع كثيرا في فضائل الاعمال
لا تحل رواية حديثه بوجه وقال
البيهقي سمعت الحاكم يقول اختلف
الناس في سماع الحسن من ابي هريرة
فحكى لنا انه ذكر ذالك بين يدي الجوئباري
فروى حديثا مسندا الى النبي صلى
الله عليه وسلم قال سمع الحسن من

ترجمہ اون بنائی ہوئی حدیثون
سے یہہ ہے کہا ابن کرام نے حدیث کی
ہمسے احمد بن عبد اللہ جوئباری نے
اوسنے یحیی معلم سے اوسنے حمید سے
اوسنے انس سے ہوگا امت میری مین
ایک شخص کہا جاے گا واسطے اوسکے
ابو حنیفہ نیا کریگا اللہ سنت میری کو
ہاتہہ پر اوسکے کہا ابن کرام نے حدیث
کی ہمسے احمد بن عبد اللہ جویباری نے
اوسنے فضل بن موسے سے اوسنے
محمد بن عمرو سے اوسنے ابی سلمہ بن عبد
الرحمان سے اوس نے ابی ہریرہ سے
طلب کرو علم کو اگرچہ ہووے چین مین
اور واسطے احمد ابن عبد اللہ جوئباری کے
ہے آبی بختری سے جو اوسسے بہی دجال
وضاع کذاب ہے ہشام بن عروہ سے
بی بی عایشہ سے مرفوع جو کوئی کنگہی
کرے کہڑا ہوکے سوار ہوتا ہے اوسپر
قرض کہا ابن حبان نے وہ ابو علی جوئبار
ایک دجال ہے دجالون سے روایت
کی ہین اوس نے اماموں سے ہزارون

عن جويبر عن الضحاك عن ابن عباس
مسائل عبد الله بن سلام نحو الف مسئلة
والفلسطي لا يعرف وجويبر متروك
واما الجويبارى فانى حق المعرفة بوضع
الحديث على رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقد وضع عليه صلى الله تعالى
عليه وسلم اكثر من الف حديث و
سمعت الحاكم يقول اختلفوا الناس
فى السماع للحسن من ابى هريرة فحكى
لنا انه ذكر ذالك بين يدى الجويبارى
فروى حديثا بسنده الى النبى صلى الله
تعالى عليه وسلم قال سمع الحسن من
ابى هريرة وقال ابو سعيد النقاش لا
نعرف احدا اكثر وضعا منه يعنى من
احمد بن عبد الله الجويبارى وقال
ابن حبان فى ترجمه اسحاق بن نجيح
الملطى تعلق به احمد بن عبد الله الجويبارى
فكان يروى ما وضعه اسحاق ويضع
عليه ما لم يضع ايضا انتهى ما فى اللآلى
المصنوعة والف [illegible] قال [illegible] فى
المصنوع فى الاحاديث الموضوع

ترجمہ اور بھی کہا جلال الدین سیوطی
نے بیچ اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث
الموضوعۃ کے کتاب الایمان مین صفحہ ۲۳
مطبوعہ لکھنو کے ہین کہ کہا ابن عدی نے
حدیث کی ہمسے احمد بن علی نے کہا اوسنے
حدیث کی ہمسے محمد بن کرام نے کہا اوسنے
حدیث کی ہمسے احمد بن عبد اللہ الشیبانی یعنی
الجویباری نے کہا اوسنے حدیث کی ہمسے
سفیان بن عیینہ نے زہری سے اوسنے سالم
سے اوسنے اپنے باپ سے مرفوع کہ ایمان
نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم یہہ بنائی ہوئی
ہے بنایا اوسکو احمد بن عبد اللہ شیبانی
جویباری نے اور بنائی ہین جویباری نے
ہزارون حدیثین واسطے فرقہ کرامیہ کے کہا جوز
قانی نے خبر دی ہمکو احمد بن نصر احمد حافظ نے
کہا اوسنے خبر دی ہمکو عبد الرحمن بن عمرو بن
محمد نے کہا اوسنے حدیث کی ہمسے محمد بن جعفر
بن علی بن احمد الاحنف ابن قیس [illegible]
نے کہا اوسنے حدیث [illegible]
السلمی نے کہا اوس نے حدیث کی ہمسے [illegible]
بن عبد اللہ جویباری نے کہا [illegible] نے

قول والعمل شرايعه لا يزيد ولا ينقص
هذا من موضوعات الجويباری وهو
دجال **قلت** قال ابن عدی الجويباری
كان يضع الاحاديث لابن كرام على
ما يريد ٭ وكان ابن كرام يضعها فی
كتبه عنه وليسمه احمد بن عبد الله
الشيبانی و قال الحاكم سمعت الاستاد
ابنا نا سهل بن محمد بن سليمان الحنفی
يقول سمعت ابا العباس محمد بن
اسحاق السراج قال شهدت
محمد اسماعيل البخاری ودفع اليه
كتاب من محمد بن كرام يساله عن
احاديث منها سفيان بن عيينه
عن الزهری عن سالم عن ابيه عن
النبی صلی الله عليه وسلم قال الايمان
لا يزيد ولا ينقص فكتب البخاری
على ظهر كتابه من حدث بهذا
استوجب الضرب الشديد والحبس
الطويل و قال حافظ بن حجر فی لسان
الميزان ذكر البيهقی ان الجويبار
روی عن محمد بن عبد الله الفلسطينی

ترجمہ عبد اللہ فلسطنی سے اوسنے
جوئبیر سے اوسنے ضحاک سے اوس نے
عبد اللہ بن عباس سے مسائل عبد اللہ
بن سلام کو قریب ہزار مسئلہ کے اور کہا
فلسطنی نہین پہچانا گیا اور جوئبیر متروک
ہے اور کہا بیہقی نے لیکن جوئباری
یعنی احمد بن عبد اللہ پس تحقیق مین پہچانا ہون
اوسکو حق پہچانے اوسکے کا ساتھ بنانی
حدیثون کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر پس البتہ بنائی اوسنے رسول صلعم پر زیادہ
ہزار حدیث سے اور کہا بیہقی نے کہ سنا مین
نے حاکم کو کہ کہتا تھا کہ احمد بن عبد اللہ جویباری
کذاب خبیث ہے بنائی اوسنے بہت جھوٹی
حدیثین فضائل اعمال مین نہین حلال ہے
روایت کرنا حدیث اوسکے کو کسی وجہ سے
اور کہا بیہقی نے کہ سنا مین نے حاکم کو کہ کہتا تھا
کہ اختلاف کیا لوگون نے بیچ سننے حسن بصری
کے ابی ہریرہ سے پس حکایت کیا گیا
واسطے ہمارے کہ تحقیق شان یہ ہے
کہ ذکر کیا گیا یہ سامنے جویباری کے
پس روایت کیا ایک حدیث کو مسنداً

جلد الثانی فی الصفحة ۳۸۵
مطبوعة المدن کورة محمد سعید
البورقی عن سلیمان بن جابر
کان احد الوضاعین بعد
الثلاثمائة روی عنه ابو بکر الشافعی
قال حمزة السہمی کذاب حدث
بغیر حدیث وضعه قال الحاکم
توفی سنة ثمانی عشرة وثلثمائة
طوله الخطیب انتہی ما فی المیزان

تنبیه

یا ایها المقلدة الجهلة فاحذروا
عن الکذب علی النبی سید الانام
فی محبة الامام لانه هو من اعظم
الآثام کما قال خیر الانام صلی الله
تعالی علیه وآله وصحبه
وسلم بعدد من صلی
وصام وبعدد من قعد و
قام من کذب علی متعمدا
فلیتبوأ مقعده من النار
رواه امام الهمام امام ابو
عبد الله محمد بن اسماعیل البخاری

ترجمہ زہری سے اوسنے سالم سے
اوسنے باپ اپنے سے باب اوسکے نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا رسول خدا
صلعم نے کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور
نہ کم ہیں لکھا امام بخاری نے پیٹھ پر کتاب
محمد بن کرام کہ جسنے بیان کیا ہے ساتھہ اوسکے
وہ لایق ہے مار سخت کا اور قید دراز کا اور
کہا حافظ ابن حجر نے لسان المیزان مین
کہ ذکر کیا بیہقی نے تحقیق جویباری نے
روایت کیا ہے محمد بن عبد اللہ فلسطینی سے
اوسنے جویبر سے اوسنے ضحاک سے اوسنے
ابن عباس سے مسائل عبد اللہ بن سلام
کو قریب ہزار مسئلہ کے اور فلسطینی نہین
پہچانا جاتا اور جویبر متروک ہے اور لیکن
جویباری پس تحقیق خوب پہچانتا ہون مین
اوسکو ساتہہ بنانے حدیثون کے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر پس البتہ بنائی اوسنے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیثین زیادہ
ہزار حدیث سے اور سنا مین نے حاکم کو
کہتا تھا کہ اختلاف کیا لوگون نے سننے مین
حسن بصری کے ابی ہریرہ سے پس حکایت

لعلی القاری فی الصفحة للخمسة مطبوعة
الدهلی قال ابن جوزی ومن کبار
الوضاعین وهب بن وهب القاضی
ومحمد بن السائب الکلبی ومحمد بن سعید
الشامی المصلوب وابو داود النخعی
واسحاق بن نجیح الملطی وغیاث بن
ابراهیم النخعی والمغیرة بن سعید الکوفی
وثماموں بن احمد السلمی الهروی
ولاحمد بن عبد الله الجویباری
ومحمد بن عکاشة الکرمانی ومحمد
بن القاسم الطاکانی ومحمد بن زیاد
الیشکری وقال النسائی الکذابون
المعروفون بالوضع اربعة ابن ابی
یحیی بالمدینة والواقدی ببغداد
ومقاتل بن سلیمان بخراسان
ومحمد بن سعید المصلوب بالشام
وقیل وضع الجویباری وابن
عکاشة ومحمد بن تمیم الفاریابی
اکثر من عشرة الاف انتهی وایضا
قال ابو عبد الله الذهبی فی میزان
الاعتدال فی نقد الرجال فی

ترجمہ حدیث کی ہمسے سفیان بن
عیینہ نے ابن طاؤس سے اوس نے اپنے
باپ سے اوس نے ابن عباس سے مرفوع
کہ ایمان فقط قول ہے اور اعمال اوسکے
نشان ہین نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم یہ
کل حدیثین بنائی ہوئی جویباری اور ملعون
دجال کی ہین کہتا ہون مین کہا ابن عدی نے
کہ جویباری تہا بناتا حدیثون کو واسطے
ابن کرام کے جیساکہ چاہتا ابن کرام اور
تہا ابن کرام روایت کرتا اونکو کتابون اپنی
مین جویباری سے اور نام رکہتا جویباری
کا احمد بن عبد اللہ الشیبانی اور کہا حاکم نے
کہ سنا مین نے استاد اپنے کو کہا اوس نے
خبر دی ہمکو سہل بن محمد بن سلیمان حنفی
نے کہتا تہا کہ سنا مین نے ابا عباس
محمد بن اسحاق سراج کو کہ کہا اوسنے کہ حاضر
ہوا مین خدمت مین محمد بن اسمعیل بخاری
کے اور سامنے کی گئی بخاری کی کتاب
محمد بن کرام کے پس پوچہی گئی امام بخاری حدیثون
اوس کتاب کے سے کہ جن سے ایک حدیث
یہہ ہے کہ روایت کی سفیان بن عیینہ نے

الحمد للہ والمنہ

کہ کتاب افادت انتساب

موسوم بہ

تسہیل الفرائض

محتوی مسائل فرائض متعلقہ مذہب اہل سنت وجماعت

مفید امتحان وکالت

تصنیف شریف وہ افضل قرآنجا جناب مولوی حافظ محمد عبد اللہ صاحب سلمہ اللہ [illegible]

بکمال جہد و تفحص و بذل مشقت تمام ترتیب و تالیف کیا اور واسطے فائدہ خاص و عام کے

مطبع نظامی میں چھپی

علیه رحمة الله الباری فی صحیحه عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه عن
النبی صلی الله تعالی علیه وآله وصحبه وسلم **ترجمہ**
کی گئی ہے واسطے ہمارے کہ تحقیق ذکر کیا گیا یہ سامنے جویباری کے بس روایت کیا ایک
حدیث کو ساتھ سند اپنے کے اور کہا ابو سعید نقاش نے نہین پہچانتے ہم کسی کو زیادہ بنانیوالا
حدیثونکا احمد بن عبد الله جویباری سے بیچ ترجمہ اسحاق بن نجیح ملطی کے ملا ساتھ اوس کے
احمد بن عبد الله جویباری تہا روایت کرتا جویباری اون حدیثون کو جنکو بنایا اسحاق نے اور بناتا
اوپر اوسکے اون حدیثون کو کہ جنکو نہ بنایا تہا اسحاق نے یہی تمام ہو جو کچھہ کہ تہا اللآلی المصنوعہ
مین اور یہی کہا حاشیہ مین مصنوع فی الاحادیث الموضوع جو ہے واسطے ملا علی قاری کے
صفحہ مطبوعہ دہلی کی مین کہا ابن جوزی نے اور بڑی بنانیوالی جہوٹھی حدیثین کی یہ مین وہب
بن وہب القاضی اور محمد بن سائب الکلبی اور محمد بن سعید الشامی المصلوب اور ابو داود نخعی اور
اسحاق بن نجیح الملطی اور غیاث بن ابراہیم النخعی اور مغیرہ بن سعید الکوفی اور مامون بن احمد
السلمی الہروی اور احمد بن عبد الله الجویباری اور محمد بن عکاشہ الکرمانی اور محمد بن القاسم
الطالکانی اور محمد بن زیاد الیشکری اور کہا نسائی نے کہ کذاب مشہور ساتھ بنانے جہوٹھی حدیثونکی
چار ہین ابن ابی یحیی مدینہ مین اور واقدی بغداد مین اور مقاتل بن سلیمان خراسان مین اور محمد بن
سعید المصلوب شام مین اور کہا گیا ہے کہ بنائی جہوٹھی حدیثین جویباری احمد بن عبد الله اور ابن عکاشہ
اور محمد بن تمیم الفاریابی نے زیادہ دس ہزار حدیث سے انتہی اور یہی کہا ابو عبد الله ذہبی نے
میزان الاعتدال فی نقد الرجال کی جلد ثانی کی صفحہ ۵۰۳ مطبوعہ مذکور کے مین محمد سعید البورقی
روایت کرتا ہے سلیمان بن جابر سے تہا ایک بنانیوالون سے جہوٹھی حدیثونکا بعد تین سو برس
ہجرت کی روایت کیا اوس سے ابو بکر الشافعی نے کہا حمزة السہمی نے کذاب ہے بیان کیا اوسنے سوا ای
حدیثون سچیون کی اون جہوٹھی کو کہ جنکو بنایا تہا اوسنے کہا حاکم نے مرا البورقی سنہ ۳۱۸ھ مین بہت
ذکر کیا ہے اوسکا خطیب نے تنبیہ اے مقلد و جاہلو بس ڈرتے رہو جہوٹھہ بولنے سے اوپر نبی سرور

علام موافق گنتی ہر نماز پڑھنے والی اور ہر روزہ رکہنے والی اور موافق گنتی ہر بیٹھنے والی در کھڑی ہونیوالی کے

[illegible]

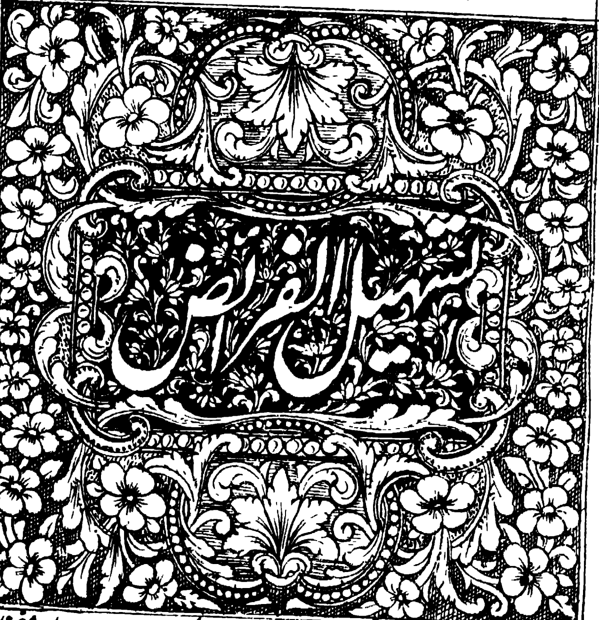
بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي يورث الارض من يشاء من عباده وهو خير الوارثين
والصلوة والسلام على سيدنا محمد الذي نطق بفصيح كلامه تعلموا
الفرائض وعلموها الناس وهو رحمة للعلمين + وعلى اله واصحابه
الذين صدق فيهم ان الارض يرثها عبادي الصلحون من الخلفاء الراشدين +

بعد اسکے خاکسار راجی الی رحمة الله محمد عبد الله عفی عنہ گزارش کرتا ہی کہ بعض احباب نے
فرمایا کہ مسائل فرائض کے دریافت کرنیکے اکثر ضرورت پڑتی ہی اور اب تک کوئی ایسی کتاب
اس فن کی اردو زبان مین جو وجیز اور عام فہم ہو اور شائقین کو یاد کرنا اوسکا آسان ہو
دیکھی نہین گئی لہذا خاکسار نے یہ رسالہ مختصر مسمی بہ تسہیل الفرائض کہ اسم بامسمی ہی تالیف کیا
اور واسطے رفع انتشار کے صرف مسائل مفتی بہ کو مندرج کتاب و بنظر اظہار اختلاف و مزید
ایضاح بعض مسائل اختلافیہ کو مع توضیح بعض مضامین او شرح اکثر مثالون کی حاشیہ پر ثبت کیا

ماشاء الله لا قوة الا بالله

الحمد لله والمنة که درین زمان حسب فرمایش جناب مولوی عبد الصمد صاحب وکیل زمینداری نسخهٔ موسوم به



باهتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان تربیت یافتهٔ خدمت بهادر معظم محمد مصطفی خان مغفور

در مطبع نظامی کانپور مطبوع گردید ۱۲۹۲ھ

فضائل علم فرائض

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلموا الفرائض وعلموھا الناس فانہا نصف العلم ہٰذا روایۃ الفقہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیکھو تم فرائض کو اور سکھاؤ تم آدمیوں کو اسواسطے کہ علم فرائض نصف دین ہے اسی طرح روایت کیا ہے اس حدیث کو فقہا نے اور علم فرائض وہ علم ہے کہ جس سے کیفیت تقسیم ترکہ طرف وارثوں کے معلوم ہو اور سنن دارقطنی اور دارمی میں یوں مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلموا العلم وعلموہ الناس تعلموا الفرائض وعلموھا الناس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکھو تم علم کو اور سکھاؤ تم اوسکو آدمیوں کو اور سیکھو تم فرائض کو اور سکھاؤ تم اوسکو لوگوں کو تاکید فرمانا تعلم وتعلیم علم فرائض کا بعد مطلق علم کے اوسکے مزید اہتمام وتاکید اور اظہار شرافت وعظمت علم فرائض کے ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من نقص عن نصیبہ الورثۃ بغیر علمہ فقد نقص اللہ تعالیٰ عن نصیبہ فی الجنۃ یعنی جو شخص کم کردے حصہ وارثوں سے بسبب بے علمی کے پس بتحقیق کم کریگا اللہ برتر اوسکے حصے سے جنت میں اس تاکید ووعید سے ظاہر ہوا کہ سیکھنا علم فرائض کا فرض کفایہ ہے اور یہ علم اشرف وافضل علوم دین ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ محمد سید الانبیاء والمرسلین وآلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین اما بعد خاکسار قلیل البضاعہ راجی رحمۃ اللہ محمد عبد اللہ جعل اللہ اخراہ خیرا مین اور اہل خدمات ارباب علم و فضل مین عرض کرتا ہے کہ یہ کمترین کو تو لیاقت نہین کہ کسی علم و فن مین کوئی کتاب تصنیف و تالیف کرے مگر چونکہ بعض احباب کا اصرار بلیغ ہوا کہ اگر کوئی کتاب حاوی مسائل میراث یعنی فرائض مین بعبارت عام فہم اردو مین لکھی جاوے تو سب لوگ اوس سے مستفید ہون آخر کار حسب ایمای احباب باوفا مسائل متعلقہ فرائض کتب فقہ سے جو اس فن مین مخصوص ہین مثل سراجی اور اوسکے شروح خصوص فرائض شریفی کہ حاوی مسائل فرائض ہے اور بعض بعض مقامات مین ہدایہ اور شرح وقایہ اور در مختار و علم الفرائض سے استنباط کرکے ان اوراق مین جمع کیا + اور نام اس رسالے کا تسہیل الفرائض رکھا اللہ سبحانہ اپنے فضل سے اوسکو قبول فرماوے اور خاص و عام کو اس سے فائدہ پونہچاوے اب ناظرین باتمکین سے یہ امید ہے کہ جب اس سے فائدہ اوٹھاوین تو عاجز کو بدعای خیر یاد فرماوین + اور جس جگہہ کوئی خلل و خطا پاوین تو بنظر عفو و کرم اوسکی اصلاح کردیوین

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب فقط

فہرست کتاب تسہیل الفرائض

(۳) اداے دیون غیر متعلقہ بشی معین (۴) اجراے وصیت

خواہ دین مہر ہو خواہ دوسرا دین ۱۲

(تہائی سے اوس مال کی جو اداے حقوق بالا سے بچ

رہے) (۵) تقسیم میان ورثہ حسب ترتیب ذیل (اوس

مال کو جو اداے حقوق بالا سے بچ رہے) (۱) ذوی الفروض

(یعنی وہ لوگ جنکے سہام معین ہین) (۲) عصبہ نسبیہ

یعنی جھٹے ۱۲

(۳) عصبہ سببیہ (یعنی آزاد کنندہ جسے مولی

العتاقہ کہتے ہین) (۴) عصبہ سببیہ کا عصبہ بنفسہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرائض اہل سنت بر طبق مذہب حنفی

اہل سنت کے نزدیک مال میت سے پانچ حق بترتیب ذیل متعلق ہوتے ہین (۱) ادای دیون[ا] متعلقہ بشیء معین (۲) تجہیز و تکفین[ب] بلا کمی و بیشی —

[illegible]

اس نے اقرار سے نہ پھیرا ہو) (۹) موصی لہ بما زاد علی الثلث (یعنی وہ
شخص جس کے لیے میت نے تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کی ہے)
(۱۰) بیت المال (یعنی خزانہ بادشاہ اسلام جس مین
مال خراج وغیرہ جمع ہوتا ہی اور اہل استحقاق کو دیا جاتا ہی)

فصل موانع ارث کے بیان مین

موانع ارث پانچ ہین (۱) رق (یعنی یہ کہ وارث کسی کا
شرعی غلام یا لونڈی ہو) (۲) قتل جس سے قصاص

[illegible]

(۵) رد ذوی الفروض نسبیہ پر (بقدر اونکے حصہ رسدی کے)

(۶) ذوی الارحام (یعنی وہ اقربا جو سوای ذوی الفروض وعصبات کے ہین) (۷) مولی الموالات (یعنی وہ شخص جس سے کسی مجہول النسب نے یہ عہد کیا ہو کہ تو میرا مولی ہے جب مین مرون تو تو میری میراث لیجیو اور جو مجھسے کوئی ایسا جرم صادر ہو جس سے دیت لازم آوے تو تو دیجیو اور شخص مذکور اس بات کو قبول کر لیوے)

(۸) مقر لہ بالنسب علی الغیر (یعنی وہ شخص جسکے لیے میت نے ایسے نسب کا اقرار معتبر کیا ہو کہ وہ نسب غیر کیطرف رجوع کرتا ہو اور اوس غیر نے اس اقرار کو تسلیم کیا ہو اور یہ مقر مرتے دم تک

باب تعداد فروض اور تعداد و حالات ذوی الفروض کے بیان میں

(۱) کل فروض (یعنی سہام) چھہ ہین — نصف — ربع — ثمن —
ثلثین — ثلث — سدس (۲) کل ذوی الفروض بارہ شخص ہین —
ازانجملہ چار مرد ہین — اب (یعنی باپ) جد صحیح (یعنی باپ کا باپ —
باپ کے باپ کا باپ یعنی دادا پردادا جہانتک اوپر ہو) — اخ لام (یعنی
اخیافی بھائی) — زوج (یعنی شوہر) — اور آٹھہ عورتین — زوجہ — بنت
(یعنی بیٹی) — بنت الابن (یعنی پوتی پروتی جہانتک نیچے ہو) — اخت لاب و ام
(یعنی عینی بہن) — اخت لاب (یعنی علاتی بہن) اخت لام (یعنی اخیافی بہن)
ام (یعنی ماں) جدۂ صحیحہ (یعنی دادی — نانی جو میت سے بواسطے جد فاسد یعنی نانا کے علاقہ رکھتی ہو)

یا کفارہ لازم آوے (۳) اختلاف ملتین (یعنی یہ کہ

کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام مسلمان آزاد کرے اور جو یہ نہو سکے تو لگاتار ساٹھ مسکین کو کھانا دیوے ۱۲

وارث و مورث مین سے ایک مسلمان ہو دوسرا

کافر) (۴) اختلاف دارین غیر اہل اسلام مین

یعنی اختلاف دو ملکون کا ۱۲

(جیسے حربی و ذمی - یا مستامن و ذمی - یا دو مستامن

دو مختلف ملکون کے) (۵) اشتباہ وارث و مورث

(یعنی نہ معلوم ہونا اس بات کا کہ کون وارث

ہی اور کون مورث خواہ بسبب نہ معلوم ہونے

ترتیب موت کے خواہ بجہت اور کسی سبب کے)

اُولادالاُم (یعنی اخیافی بھائی بہن) کے تین حال ہین

سُدس جب ایک ہون — ثُلث جب دو یا زیادہ ہون — اُسی ثلث کو
چھٹا حصہ ۱۲ — تہائی ۱۲

آپس مین برابر بانٹ لین — محروم جب وَلَد (یعنی بیٹا بیٹی) یا وَلَدُ

الاِبن (یعنی پوتا پوتی جہانتک نیچے ہون) یا اب یا جد صحیح موجود ہون

زَوج کے دو حال ہین نصف جب وَلَد یا وَلَدُ الاِبن موجود نہون — رُبع
شوہر ۱۲

جب اِن مین سے کوئی موجود ہو زوجہ کے دو حال ہین رُبع جب وَلَد یا
یعنی ولد یا ولد الابن ہین ۱۲

ولد الابن موجود نہون — ثُمن جب اِنمین سے کوئی موجود ہو بنت کے تین حال ہین
اسی ثمن کو اگر کئی ہون برابر بانٹ لین ۱۲

نصف جب ایک ہون — ثُلثین جب دو یا زیادہ ہون — لِلذَّکَرِ مِثلُ حَظِّ الاُنثَیَین
دو تہائی ۱۲ — اور ابن موجود نہو ۱۲ — اور ابن موجود نہو ۱۲

(یعنی جتنا ہر ایک عورت کو اوس کا دونا ہر ایک مرد کو) جب ابن موجود ہو

۱۱

آب کے تین[۳] حال ہین فرضِ[۱] مطلق (یعنی

باپ ۱۲

فقط سدس) جب میت کا ابن (یعنی بیٹا) یا ابن الابن

(یعنی پوتا پر وتا جہانتک نیچے ہو) موجود ہو — فرض[۲] و

تعصیب دونون جب بنت یا بنت الابن موجود ہو —

تعصیب[۳] محض جب ان مذکور لوگون مین سے کوئی موجود نہو

حال جدِ صحیح جد صحیح در صورت نہونے

اب کے حکم[۴] اب کا رکھتا ہے — اور اب کے ہوتے محروم ہے

۱۰

اخت لاب وام کے پانچ حال ہین نصف جب ایک

(عینی بہن ۱۲)

ہون ۔ ثلثین جب دو یا زیادہ موجود ہون ۔ للذکر مثل حظ

(اسی ثلثین کو آپس مین برابر بانٹ لین ۱۲)

الانثیین جب اخ لاب وام (یعنی عینی بھائی) موجود ہو ۔ باقی

(ہر ساتھ ذوی الفروض کو دیکر یعنی عصبہ)

جب بنت یا بنت الابن موجود ہو ۔ محروم جب ابن یا ابن الابن

یا اب یا جد صحیح موجود ہون ۱ف + اخ لاب وام بھی اس حالت مین

محروم ہی اخت لاب کے سات حال ہین نصف

(علاتی بہن ۱۲)

جب ایک ہون ۔ ثلثین جب دو یا زیادہ ہون ۔ سدس جب

ایک اخت لاب وام موجود ہو ۔ محروم جب دو اخت لاب وام موجود

(اور اخ لاب موجود نہو ۱۲)

ہون ۔ للذکر مثل حظ الانثیین جب اخ لاب موجود ہو ۔ باقی

قولہ نصف جب ایک یعنی جب اخت لاب وام ایک ہو اور ابن یا ابن الابن یا اب یا جد صحیح موجود نہو [illegible]

قولہ ثلثین جب دو یا زیادہ یعنی جب دو اخت لاب وام یا زیادہ ہون اور ابن یا ابن الابن یا اب یا جد صحیح موجود نہو [illegible]

قولہ للذکر مثل حظ الانثیین جب اخ لاب وام موجود ہو [illegible]

قولہ باقی جب بنت یا بنت الابن یعنی [illegible] ذوی الفروض کو دیکر [illegible]

قولہ محروم [illegible] ابن یا ابن الابن یا اب یا جد صحیح [illegible]

۱۳

قولہ نصف جب ایک ہون [illegible] اخ لاب وام یا بنت یا بنت الابن یا ابن یا ابن الابن یا اب یا جد صحیح موجود نہو ۱۲ منہ دام فیضہ

قولہ ثلثین جب دو یا زیادہ ہون اور اخت لاب وام یا اخ لاب وام یا بنت یا بنت الابن یا ابن یا ابن الابن یا اب یا جد صحیح موجود نہو ۱۲ منہ دام فیضہ

قولہ سدس جب ایک اخت لاب وام موجود ہو اور اخ لاب وام یا بنت یا بنت الابن یا ابن یا ابن الابن یا اب یا جد صحیح موجود نہو ۱۲ منہ

قولہ للذکر مثل حظ الانثیین جب اخ لاب موجود ہو اور بنت یا بنت الابن یا ابن یا ابن الابن یا اب یا جد صحیح یا اخ لاب وام موجود نہو ۱۲ منہ

قولہ باقی یعنی جب بنت یا بنت الابن موجود ہو اور ابن یا ابن الابن یا اب یا جد صحیح یا اخ لاب وام یا اخت لاب وام موجود نہو ۱۲ منہ

دامت برکاتہ

بنت الابن کے چھہ حال ہین نصف جب

ایک ہون — ثلثین جب دو یا زیادہ ہون — سدس

(یا بنت موجود اور ابن یا ابن الابن نہو ۱۲) (اور ابن یا ابن الابن یا بنت موجود نہو ۱۲)

جب ایک بنت موجود ہو — محروم جب دو بنت موجود ہون — للذکر

(ابن الابن موجود یا ابن ابن اور نہو ۱۲) (اور ابن الابن موجود نہو ۱۲)

مثل حظ الانثیین جب ابن الابن موجود ہو — محروم جب ابن موجود ہو

(اور ابن موجود نہو ۱۲)

ف درجون کی بنات الابن کا ذکر ہوتا ہی لہذا اسے مسئلۃ التشبیب کہتے ہین ۱۲ ۱۲

۱۲

15

جدہ صحیحہ کے دو حال ہین اسّدس اگرچہ کتنی ہی ہون اور کیسی ہی ہون بشرطیکہ ایک ہی درجے کی ہون۔

دور والیان نزدیک والیون کے ہوتے اور سب (ابویات ہون یا امیات) اُم کے ہوتے اور صرف ابویات اب کے ہوتے اور جد صحیح سے اوپر والیان جد صحیح کے ہوتے محروم

عه قوله بشرطیکه ایک ہی درجے کی ہون پس اگر ایک درجے کی نہون جیسے دادی اور پردادی یا نانی اور پرنانی تو نزدیک والی یعنی دادی یا نانی اور دور والی محروم ہو جاوے گی جیسا کہ دوسری حالت

جب بنت یا بنت الابن موجود ہو۔ محروم جب ابن یا ابن
الابن یا اب یا جد صحیح یا اخ لاب و ام یا اخت لاب و ام
مع البنت موجود ہوں۔ اخ لاب بھی اس حالت میں
یعنی بنت کے ساتھ
محروم ہے۔ ام کے تین حال ہیں۔ سدس جب
ولد یا ولد الابن یا کسی طرح کے دو یا زیادہ بھائی بہن موجود
ہوں۔ ثلث کل جب مذکور لوگ موجود نہوں۔ ثلث
باقی بعد دینے حصۂ زوج یا زوجہ کے صرف ان دو صورتوں میں

۵ یعنی جو کچھ زوج یا زوجہ کو دیکر بچ رہے اوس کا ثلث ۱۲

مسئلہ ۶

زوج	ام	اب
۳	۱	۲

مسئلہ ۴

زوجہ	ام	اب
۱	۱	۲

قولہ اس حالت میں یعنی جس حالت میں کہ ابن یا ابن الابن ... مع البنت موجود ہو

قولہ یا کسی طرح کے دو یا زیادہ بھائی بہن یعنی حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیافی اور خواہ سب بھائی ہوں یا سب بہنیں یا ملی ہوں

قولہ ثلث کل جب مذکور لوگ موجود نہوں ... منہ و ام فقط

قولہ ثلث باقی ... یعنی جب میت ام کو چھوڑ کر ...

15

جدہ صحیحہ کے دو حال ہیں سدس اگرچہ کتنی ہی ہوں اور کیسی ہی ہوں بشرطیکہ ایک درجے کی ہوں۔

دور والیاں نزدیک والیوں کے ہوتے اور سب (ابویات ہوں یا امیات) اُم کے ہوتے اور صرف ابویات اب کے ہوتے اور جد صحیح سے اوپر والیاں جد صحیح کے ہوتے محروم

(جیسے دادی نانی ۱۲ — محروم ۱۲ — یعنی دادیاں ۱۲ — یعنی نانیاں ۱۲ — محروم ۱۲ — دادیاں ۱۲ — محروم ۱۲)

[illegible]

جب بنت یا بنت الابن موجود ہو سے محروم جب ابن یا ابن

الابن یا اب یا جد صحیح یا اخ لاب وام یا اخت لاب وام

مع البنت موجود ہوں اخ لاب بھی اس حالت میں

یعنی بنت کے ساتھ

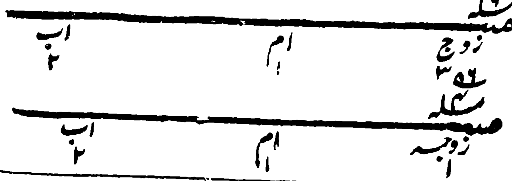
محروم ہے ام کے تین حال ہیں سدس جب

ولد یا ولد الابن یا کسیطرح کے دو یا زیادہ بھائی بہن موجود

ہوں ثلث کل جب مذکور لوگ موجود نہوں ثلث

باقی بعد دینے حصۂ زوج یا زوجہ کے صرف ان دو صورتوں میں

۵ یعنی جو کچھ زوج یا زوجہ کو دیکر بچ رہے اوس کا ثلث ۱۲



قولہ اس حالت میں یعنی جس حالت میں کہ ابن یا ابن الابن ... مع البنت موجود ہو

قولہ یا کسی طرح کے دو یا زیادہ بھائی بہن موجود ہوں یعنی سب عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی اور خواہ سب بھائی ہوں یا سب بہنیں یا ملے ہوے

قولہ ثلث کل جب مذکور لوگ موجود نہوں یعنی جب میت ام کو چھوڑے اور مذکور لوگ یعنی ولد یا ولد الابن یا کسی طرح کے دو یا زیادہ بھائی بہن موجود نہوں تو ام کو ثلث کل مال ملتا ہے

قولہ صرف ان دو صورتوں میں ... عورت ہو اور زوج اور ابوین ... دوسری ... اور ابوین کو چھوڑے

قولہ ... فقط

ایک قرابت والے پر مقدم کیا جاتا ہی (۱۲) عصبہ بغیرہ (یعنی وہ عصبہ مؤنث جو اپنے بھائیونکی جہت سے عصبہ ہو جاوین) صرف چار عورتین ہین جنکا فرض نصف و ثلثین ہی (۱۳) عصبہ مع غیرہ وہ عورت ہی جو دوسری عورت کے ہونے سے عصبہ ہو جاوے جیسے اخت بنت یا بنت الابن کے ساتھ ہو (۱۴) آخر عصبات عصبہ سببیہ ہی (یعنی آزاد کنندہ بلا واسطہ ہو یا بواسطہ مرد ہو یا عورت) پھر اوس کا عصبہ بنفسہ حسب ترتیب بالا (۱۵) جو شخص کہ اپنے ذو رحم محرم کا

یعنی وہ عصبہ جسکو عصوبت بسبب آزاد کرنے کے حاصل ہوئی ہو

۱۷

۱۱ قوله صرف چار عورتین [illegible] یعنی جنکا فرض نصف و ثلثین ہی اور وہ بنت و بنت الابن و اخت لاب و ام و اخت لاب [illegible] ۱۲ منہ

۱۲ قوله اخت [illegible] عصبات [illegible] ۱۲ منہ

۱۳ قوله عصبہ سببیہ [illegible] ۱۲ منہ

۱۴ قوله [illegible]

۱۵ قوله پھر اوس کا عصبہ بنفسہ یعنی بعد مولی العتاقہ کے مستحق میراث اوس کا عصبہ بنفسہ ہی جو مذکور ہین کر وہ عصبہ بنفسہ ہین نہ عصبہ بغیرہ یا مع غیرہ ہین اسلیے کہ مولی العتاقہ کی عورتین عصبہ نہین ہوتی اس مین مرد ہونا شرط ہی مگر جر ولاء کی صورت مین۔ اور جر ولاء کی صورت یہ ہی کہ ایک عورت کا غلام باذن اوسکے ایک شخص کی لونڈی سے جسکو اوس نے آزاد کر دیا نکاح کیا بعد اوسکے اون دونون سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو وہ لڑکا آزاد ہو جائیگا بتبعیت اپنی مان کے اسلیے کہ لڑکا اپنی مان کا تابع ہوتا ہی رقیت و آزادی مین اور اس صورت مین ولاء اوسکی اوسی شخص کو پہنچیگی جو اوسکی مان کا مولی (یعنی آزاد کنندہ) ہی پھر اگر وہ عورت بھی اپنے غلام کو آزاد کر دے تو وہ غلام بسبب آزاد ہو جانے کے ولاء اوس لڑکے کی اپنی طرف کھینچ لیگا پھر اگر وہ غلام مر جاوے اور بعد اوس کے وہ لڑکا مرے تو اب ولاء اوس لڑکے کی اس عورت کی طرف پہنچیگی ۱۲ منہ مد ظلہ

۱۷ قوله حسب ترتیب عصبہ یعنی ولاء اول مولی العتاقہ مستحق میراث ہین اور جب وہ معدوم ہو تو عصبہ مولی العتاقہ اور جب وہ بھی معدوم ہون تو مولی مولی العتاقہ اور جب وہ بھی معدوم ہون تو عصبہ مولی العتاقہ ۱۲

باب ۲ عصبات کے بیان مین

(۱) عصبات نسبیہ کی تین قسم ہین۔ عصبہ بنفسہ۔ عصبہ بغیرہ۔ عصبہ مع غیرہ (۲) عصبہ بنفسہ وہ عصبہ مذکر ہی جو میت سے بیواسطے مونث کے علاقہ رکھتا ہو (۳) عصبہ بنفسہ کی ترتیب ذیل چار صنف ہین۔ فرع میت (یعنی ابن۔ ابن الابن) اصل میت (یعنی اب۔ جد صحیح) فرع اب میت (یعنی اخ لاب وام یالاب فقط۔ یا ابن الاخ لاب وام یالاب فقط) فرع جد میت (یعنی عم لاب وام یالاب فقط۔ یا ابن العم لاب وام یالاب فقط) (۴) ہر ایک صنف اسی ترتیب سے میراث پاتے ہین (۵) پھر ہر ایک صنف مین قرب درجہ سے ترجیح ہوتی ہی (یعنی نزدیک والا دور والے پر مقدم کیا جاتا ہی) (۶) پھر اگر درجے مین سب برابر ہون تو قوت قرابت سے ترجیح ہوتی ہی (یعنی کہ قوی قرابت والا

نزدیک والیکے ہوتے محروم ہی (۴) ممنوع کسیکا حاجب نہین ہوتا (۵) محجوب دوسرنکا حاجب ہوتا ہی جیساکہ باب العصبات مین معلوم ہوا ۱۲

باب مخارج الفروض کے بیان مین

(۱) کل فروض (جنکا ذکر اوپر ہو چکا) دو قسم پر ہین + اول نصف + ربع - ثمن + دوم ثلثین - ثلث - سدس (۲) ان فروض کے مخرجون کے دریافت کرنیکے لیے پانچ قاعدے ہین + ق + جب مسائل مین ان فروض مین سے ایک ایک آوین تو مخرج اونکا ہمنام اونکا ہوگا جیسے ربع کا اوسکا مخرج اربعہ (یعنی چار) ہی اور ثمن کہ اوسکا مخرج ثمانیہ (یعنی آٹھ) ہی اور ثلثین و ثلث کہ ہر ایک کا مخرج ثلاثہ (یعنی تین) ہی اور سدس کہ اوس کا مخرج ستہ (یعنی چھہ) ہی

باب اول کے شروع مین صفحہ ۹ مین ۱۲ — مذکورہ ۱۲

منه و امت بیرکلا	مسئلہ ۷	مسئلہ ۸	مسئلہ ۹
	۱	۲	۳

مالک ہوجاوے تو مجبر و مالک ہوجانیکے وہ ذو رحم محرم اسکی

شرائط یا بیشہ یا رشتہ ۱۲

جانب سے آزاد ہوجاتا ہے اور یہ شخص اوس ذو رحم محرم کا مولی العتاقہ ٹھہرتا ہے

اگرچہ الفاظ آزاد کرنیکے نہ جو مقرر ہین نہین کہے گئے ۱۲ منہ

باب ۲ حجب کے بیان مین

(۱) حَجب دو قسم پر ہے - حَجبِ نُقصان - حَجبِ حِرمان (۲)

حجب نقصان یہ ہے کہ ایک وارث کو بسبب ہونے دوسرے وارث کے کم ملے

اور یہ پانچ شخصونکے لیے ہے - زوجین - ام - بنت الابن - اخت لاب

(۳) حجب حرمان یہ ہے کہ ایک شخص کو بسبب ہونے دوسرے شخص کے کچھ نہ ملے

اور یہ مبنی ہے دو قاعدہ پر (ق) جو شخص کہ میت کیطرف بواسطے کسی دوسرے کے

منسوب ہو تو وہ شخص اوس دوسرے کے ہوتے محروم ہے مگر اولاد الام (ق) ہر دو

ملے تو مخرج چوبیس ہوگا۔ فرع + جب پہلی قسم مین سے نصف و ربع۔ یا نصف و ثمن دوسری قسم مین سے کسیکے ساتھہ ملین تو پہلی صورت مین مخرج بارہ ہوگا اور دوسری صورت مین چوبیس

لیعنی جس صورت مین نصف و ربع دوسری قسم کے ساتھہ ملین ۱۲

باب۵ عول کے بیان مین

(۱) جب کبھی سہام مخرج سے بڑھ جاتے ہین تو مخرج کو بھی بڑھا لیتے ہین اس بڑھا لینے کو عول بولتے ہین (۲) مخارج سات ہین

جیسا کہ مثالون سے واضح ہوگا ۱۲

جنمین سے چار مین عول نہین ہوتا۔ اور وہ یہ ہین دو تین چار۔ آٹھہ اور تین مین عول ہوتا ہی۔ اور وہ یہ ہین۔ چھہ۔ بارہ۔ چوبیس۔ چھہ کا عول دس تک ہوتا ہی طاق بھی اور جفت بھی

٤٠

گا نصف کہ اوس کا مخرج اثنین (یعنی دو) ہی + ق جب ان فروض
مین سے دو دو یا تین تین آوین اور سب ایک ہی قسم کے ہون تو اونکا مخرج بھی وہ
ہوگا جو اونمین چھوٹے کا مخرج ہی۔ جیسے نصف ربع کہ اونکا مخرج اربعہ ہی۔
اور نصف و ثمن کہ اون کا مخرج ثمانیہ ہی۔ اور ثلثین و ثلث کہ اونکا
مخرج ثلاثہ ہی اور ثلثین و سدس۔ اور ثلث و سدس۔ اور ثلثین و
ثلث و سدس کہ اونکا مخرج ستہ ہی + ق جب پہلی قسم مین سے
نصف دوسری قسم کے ایک یا دو یا کل کے ساتھ ملے تو مخرج چھہ ہوگا
+ ق جب پہلی قسم مین سے ربع دوسری قسم کے ایک یا دو یا کل کے ساتھ ملے تو
مخرج بارہ ہوگا + ق جب پہلی قسم مین سے ثمن دوسری قسم کے ایک یا دو یا کل کے ساتھ

کہ ۲ پر دونون پورے تقسیم ہو جاتے ہین (۴) ایسے دو چھوٹے بڑے

کہ تیسرا عدد وہی ہے ۱۲

عددون کو جنمین نہ بڑا چھوٹے پر پورا تقسیم ہو سکے نہ دونون کسی تیسرے عدد پر

متباینین کہتے ہین اور انکی نسبت کو تباین جیسے ۴ + ۵ طریق

دریافت کرنے توافق و تباین کا دو مختلف عددون مین یہ ہے

یعنی چھوٹے بڑے ۱۲

کہ چھوٹے عدد کو بڑے عدد سے جتنی بار طرح دے سکتے

ہون طرح دین - اگر کچھ نہ باقی رہے فبہا ورنہ باقی کو اوس چھوٹے

جیسے ۲ + ۴ مین ۱۲

سے طرح دین - پھر اگر کچھ باقی رہے تو اس باقی کو بھی اوس باقی

جیسے ۴ + ۱۰ مین ۱۲

سے طرح دین اسیطرح جانبین سے جہانتک ہو سکے طرح دیتے جاوین

یہانتک کہ کچھ نہ باقی رہے - پس جسکو آخر مین طرح دیا ہے اگر ایک ہے تو متباین سمجھین

قولہ صرف طاق یعنی سہام بارہ سے طاق ہی بڑھتے ہیں کبھی تیرہ ہو جاتے ہیں کبھی پندرہ کبھی سترہ اس سے زیادہ نہیں بڑھتے جیسا کہ ان مثالوں سے ظاہر ہوگا

مسئلہ ۱۲ عـ ۱۳ — زوجہ ۳، ام ۲، اخت عینی ۶، اخت اخیافی ۲

مسئلہ ۱۲ عـ ۱۵ — زوجہ ۳، ام ۲، اخت عینی ۶، اخت اخیافی ۴

مسئلہ ۱۲ عـ ۱۷ — زوجہ ۳، ام ۲، اخت عینی ۸، اخت اخیافی ۴

قولہ فقط ایکبار یعنی سہام چوبیس سے ستائیس تک بڑھتے ہیں فقط ایکبار اس سے زیادہ نہیں بڑھتے جیسا کہ مسئلہ منبریہ میں اور یہی حنفی مذہب ہے اور یہی قول اکثر صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا ہے اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے نزدیک ... چوبیس کا عول اکتیس تک ہوتا ہے جیسا کہ اس مسئلہ میں

مسئلہ ۲۴ عـ ۳۱ — زوجہ ۳، ابن قاتل، ام ۴، اخت عینی ۱۲، اخت اخیافی ۸

اس لیے کہ ابن قاتل ان کے نزدیک زوجہ کا حاجب نقصان ہو گیا اور اسکے حصے کو ربع سے ثمن کر دیا ...

بارہ کا عول سترہ تک ہی ہوتا ہے صرف طاق چوبیس کا عول ستائیس تک ہوتا ہے فقط ایکبار جیسے اس مسئلہ منبریہ میں

مسئلہ ۲۴ عـ ۲۷ — زوجہ ۳، بنت ۱۶، اب ۴، ام ۴

فصل تماثل و تداخل و توافق و تباین کے بیان میں

(۱) دو برابر عدد دونکو متماثلین کہتے ہیں اور انکی نسبت کو تماثل جیسے ۴ + ۴ (۲) ایسے دو چھوٹے بڑے عدد دونکو جنمیں بڑا چھوٹے پر پورا تقسیم ہو جاوے (یعنی کسر نہ پڑے ۱۲) متداخلین کہتے ہیں اور انکی نسبت کو تداخل جیسے ۳ + ۶ (کہ ۶-۳ پر پورا تقسیم ہو جاتا ہے ۱۲) (۳) ایسے دو چھوٹے بڑے عدد دونکو جنمیں بڑا چھوٹے پر پورا تقسیم نہو سکے لیکن دونوں کسی تیسرے عدد پر پورے تقسیم ہو جاویں متوافقین کہتے ہیں اور انکی نسبت کو توافق جیسے ۴ + ۶

[illegible]

مسئلہ ۶ عـــــ تصحیح ۳۵ — زوج ۳/۱۵ ، ۵ اخت لاب و ام ۲/۲۰ ، + و ۲/۳ + اور اگر توافق ہو تو وفق

رؤس کو اصل مسئلہ مین اور در صورت عول کے عول مین

ضرب دین جیسے مسئلہ ۶ تصحیح ۳۰ — اب ۱/۵ ، ام ۱/۵ ، ۱۰ بنت ۴/۲۰

(۴) جب کسر دو فریق — مسئلہ ۱۲ عـــــ ۱۵ تصحیح ۴۵ — زوج ۳/۵ ، اب ۲/۶ ، ام ۲/۶ ، ۶ بنت ۸/۲۴

یا زیادہ پر واقع ہو تو اولاً جن جن فریق پر کسر واقع

ہوئی ہو اون کے سہام و رؤس مین مثل سابق کے نسبت

لحاظ کرین۔ اگر توافق ہو تو وفق رؤس کو اور تباین ہو تو کل رؤس کو

یہان بھی توافق سے عام مراد ہی جیسا کہ حاشیہ فصل مین گذرا ۱۲

محفوظ رکھین — پھر اعداد محفوظہ مین باہم نسبت لحاظ کرین پس

اگر تماثل ہو تو اونمین سے کسی ایک کو اصل مسئلہ مین اور در صورت عول کے

یعنی سب اعداد محفوظہ متماثل ہون ۱۲ منہ — اور در صورت عول کے

۲۵

اور جو عدد ہو تو توافق جانین — پھر اگر عدد مذکور ۲ ہو تو توافق بالنصف

عدد سے مراد ماسوا ایک کا ہی جیسا کہ حاشیہ سابقہ مین گذرا ۱۲

ہی — اور ۳ ہو تو توافق بالثلث — اور ۴ ہو تو توافق بالربع — اسیطرح دس تک —

اور بعد دس کے توافق بجزء بولتے ہین (یعنی گیارہ ہو تو توافق بجزء من احد عشر

اور بارہ ہو تو توافق بجزء من اثنی عشر اور تیرہ ہو تو توافق بجزء من ثلثۃ عشر علی ہذا القیاس

باب ٦ تصحیح کے بیان مین

(۱) جب کبھی وارثون کے سہام مین کسر پڑتی ہی تو اوس کسر کو صحیح بنا ڈالتے ہین اس صحیح بنا ڈالنے کو تصحیح بولتے ہین (۲) تصحیح کے قاعدے

جس سے سہام وارثون پر پورے تقسیم ہو جاتے ہین ۱۲

ہین + (۳) جب کسر صرف ایک فریق پر واقع ہو تو اوس فریق کے سہام و رؤس مین نسبت لحاظ کرین + ق + اگر تباین ہو تو کل رؤس کو اصل مسئلہ مین

رؤس سے مراد عدد ورثہ ہین ۱۲

اور در صورت عول کے عول مین ضرب دین جیسے مسئلہ

زوج	ام	۲ بنت
۳	۱	۸

+ وقٰ۴ + اگر تداخل ہو تو اون مین بڑے عدد کو اصل مسئلہ مین اور

درصورت عول کے عول مین ضرب دین جیسے مسئلہ ۱۲ تصحیح ۱۴۴

زوجہ ۴	جدہ ۳	عم ۱۲
۳/۳۶	۲/۲۴	۷/۸۴

اور بعد صورت رد کے رد دین ۱۲

مسئلہ ۲۴ عـ ۲۷ تصحیح ۱۰۸

زوجہ ۳	جدہ ۴	بنت ۱۶	اب ۴
۳/۱۲	۴/۱۶	۱۶/۶۴	۴/۱۶

+ وقٰ۵ + اگر تباین ہو تو ایک کو دوسرے مین (یعنی سب عدد مجموعۂ تباین ہون)

ضرب دین پھر اوسکے حاصل کو تیسرے مین (اگر تیسرا ہو) - اسیطرح اوسکے

حاصل کو چوتھے مین (اگر چوتھا ہو) - پھر حاصل اخیر کو اصل مسئلہ مین اور درصورت عول

کے عول مین (اور درصورت رد کے رد مین) ضرب دین جیسے مسئلہ ۲۴ عـ ۲۷ تصحیح ۵۶۷۰

زوجہ ۲	بنت ۱۰	جدہ ۶	عم ۷
۳/۱۲۶۰	۸/۳۳۶۰	۲/۸۴۰	۱/۲۱۰

تینوں بنت کو اور ۴ چھ جدہ کو اور ۱۲ سات عم کو اب یہ کسی پر نہین ٹوٹے سب

۲۷

عول میں ضرب دینے کا بیان

ا ب	جده	بنت	زوجه	عم	جده	بنت
۴/۵	۴/۵	۱۶/۳۲	۳/۶	۱/۳	۱/۳	۷/۱۲

[illegible]

26

[illegible]

فرع اگر کبھی اعداد محفوظہ مین کئی نسبتین جمع ہو جاوین تو اعداد متماثلہ مین سے کسی ایک کو اور اعداد متداخلہ مین سے بڑے کو لے لین اور باقی اعداد مین حسب قواعد سابقہ کے عمل کرین

فصل ۳

(۱) اگر اس بات کا دریافت کرنا منظور ہو کہ ہر فریق کو تصحیح سے کتنا پہونچتا ہے تو جتنا ہر فریق کو اصل مسئلہ یا عول سے ملا ہے اوسکو اوس عدد مین ضرب دین جسکو اصل مسئلہ یا عول مین ضرب دیا تھا جو حاصل ہو وہی حصہ اوس

مسئلہ ۲۴ عول ۲۷ تصحیح ۸۱۰

اب	۶ جدہ	۱۰ ابنت	۲ زوجہ
۴	۴	۱۶	۳
۱۲۰	۱۲۰	۴۸۰	۹۰

فصل + اگر اعداد محفوظہ مین سے کسی دو مین توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل مین ضرب دین پھر اوسکے حاصل اور تیسرے مین نسبت لحاظ کرین ۔۔ اگر توافق ہو تو بدستور ایک کے وفق کو دوسرے کے کل مین اور تباین ہو تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل مین ضرب دین اسیطرح اس حاصل اور چوتھے مین نسبت لحاظ کرکے بدستور عمل کرین پھر حاصل اخیر کو اصل مسئلہ مین اور درصورت عول کے عول مین ضرب دین جیسے

مسئلہ ۲۴ تصحیح ۴۳۲۰

۶ عم	۱۵ جدہ	۱۸ ابنت	۴ زوجہ
۱	۴	۱۶	۳
۱۸۰	۷۲۰	۲۸۸۰	۵۴۰

مسئلہ ۲۴ عول ۲۷ تصحیح ۴۸۶۰

اب	۱۵ جدہ	۱۸ ابنت	۴ زوجہ
۴	۴	۱۶	۳
۷۲۰	۷۲۰	۲۸۸۰	۵۴۰

(یعنی ۲ سے ہوگا جب مسئلے مین دو سدس ہون - اور ۳ سے

جب ثلث و سدس ہون - اور ۴ سے جب نصف و سدس ہون

اور ۵ سے جب ثلثین و سدس یا نصف و دو سدس یا نصف و ثلث ہون)

ق + جب من یرد علیہ ایک جنس ہون اور اونکے ساتھ من لا

یرد علیہ بھی ہو تو من لا یرد علیہ کا فرض اوسکے اقل مخارج سے دیکر

دیکھین - باقی اگر رؤس من یرد علیہ پر پورا تقسیم ہو جاے و فیہا جیسے

(یعنی جو کچھ بعد دینے فرض من لا یرد علیہ کے بچ رہے ۱۲)

مسئلہ ۴ — زوج ۱، بنت ۳

ورنہ حسب قواعد تصحیح کے

عمل کرین جیسے مسئلہ ۸ تصحیح ۲۰ — زوج $\frac{1}{5}$، بنت ۵ $\frac{3}{15}$

مسئلہ ۸ تصحیح ۱۲۰ — زوجہ ۳ $\frac{1}{15}$، بنت ۵ $\frac{7}{105}$

مسئلہ ۴ تصحیح ۸ — زوج $\frac{1}{2}$، بنت ۶ $\frac{3}{6}$

٣١

فریق کا ہی تصحیح سے (۲) اور اگر اس بات کا دریافت کرنا منظور ہو کہ

ہر ایک شخص کو تصحیح سے کتنا پہونچتا ہی تو جتنا ہر فریق کو تصحیح سے ملا ہی اوسکو

اوس کے اشخاص پر تقسیم کردین جو خارج قسمت ہو وہی حصہ اوس فریق کے ہر ایک شخص کا ہی

باب رد کے بیان مین

(۱) رد عول کا ضد ہی (۲) جو کچھ ذوی الفروض سے بچے اور عصبات

کسی قسم کے نہون تو سوای زوجین کے اونھین ذوی الفروض پر بقدر

اونکے حصہ رسدی کے رد ہوگا (۳) رد کے چار قاعدے ہین + ق

جب مسئلے مین صرف مَن یُرَدُّ علیہ ایک جنس ہون تو مسئلہ اونکے روس سے ہوگا جیسے

مسئلہ ۲	مسئلہ ۴	مسئلہ ۵	ق + جب
۲ بنت	۴ بنت	۵ جدہ	

مسئلے مین صرف مَن یُرَدُّ علیہ دو جنس یا تین جنس ہون تو مسئلہ اونکے سہام سے ہوگا

(۴) پھر اگر کسی فریق پر کسر واقع ہو تو حسب قواعد تصحیح کے صحیح کرلین

باب مناسخے کے بیان مین

(۱) بسبب مرجانے کسی وارث کے قبل تقسیم ترکے کے اوسکے وارثون کی طرف اوسکے حصے کے منتقل ہوجانے کو مناسخہ کہتے ہین (۲) اگر ورثۂ میت ثانی سوائے میت ثانی کے وہی ہون جو ورثۂ میت اول تھے اور طریقہ تقسیم درمیان ورثۂ میت ثانی کے اوسکے مرجانے سے نہ بدلے تو ایسی صورت مین ایک ہی تقسیم کافی ہوگی

٣٢

ق + جب من یرد علیہ دو جنس ہون اور اونکے ساتھ من لا

جانے ۱۲ زیادہ دو نہین بارہ علیہ دو جنس سے کہ ایسی صورت مین من یرد استقرا سے معلوم ہوچکا ہی

یرد علیہ بھی ہو تو من لا یرد علیہ کا فرض اوسکے اقل مخارج سے دیکھ

الا بسہام یرد علیہم ... بحسبہ

دیکھین- باقی اگر سہام من یرد علیہ پر پورا تقسیم ہو جاوے فبہا ورنہ اوسی

یعنی جو کچھ بعد دینے فرض من لا یرد علیہ کے بچ رہے ۱۲

صورت مین ہوتا ہی کہ زوجہ کو ربع ملے اور باقی درمیان اہل رد کے

یعنی من یرد علیہ ۱۲ — ایک ہون یا کئی ۱۲

۴ حصے ہون جیسے مسئلہ ۴ — زوجہ ۱ جدہ ۱ ۲ اخت اخیافی — ورنہ کل سہام من

جیسا کہ مثال سے واضح ہوگا ۱۲ — کل سہام من یرد علیہ — تقسیم نہو تو — یعنی اگر باقی سہام من یرد علیہ پورا

یرد علیہ کو اقل مخارج مذکور مین ضرب دین- پھر فرض من لا یرد علیہ کو

مذکور سے اقل مخارج — ملا ہی ۱۲

کل سہام من یرد علیہ مین اور سہام ہر فریق من یرد علیہ کو باقی مذکو

یعنی جو من لا یرد علیہ کو دینے فرض بچ رہا ہی ۱۲

مین ضرب دین- جو حاصل ہو وہی حصہ دونون کا ہوگا جیسے

یعنی من لا یرد علیہ و ہر فریق من یرد علیہ کا

مسئلہ ۸ سے ۵ تصحیح ۴۰ — ۲۴۰

۴ زوجہ	۵ بنت	۶ جدہ
۱	۴	۱
۳۰	۱۸۰	۳۰

[illegible]

ضرب دین جیسے مـــ ۲ زید مسئلہ تصحیح ۸

شاکر عم	زوجہ عابدہ
۳	۱/۴

مبلغ کہتے ہین تصحیح اول کے اور حاصل ضرب کو اوپر لکھدین ۱۲

شاکر مسئلہ ۳ تباین مافی الید ۳

مـــ ۲ الاحیاء المبلغ ۸

ابن رحیم	ابن کریم	عابدہ	رحیم	کریم
۱/۳	۱/۳	۲	۳	۳

(۶) اور اگر توافق ہو تو وفق تصحیح ثانی کو کل تصحیح اول مین ضرب دین جیسے

مـــ ۲ زید مسئلہ تصحیح ۸

صابر مسئلہ ۶ توافق بالثلث مافی الید ۳

زوجہ زاہدہ	صابر عم	ابن رحیم	ابن کریم	بنت رحیمہ	بنت کریمہ
۱/۴	۳	۲	۲	۱	۱

الاحیاء المبلغ ۸ (۸) تصحیح سہام ہر وارث

زاہدہ	رحیم	کریم	رحیمہ	کریمہ
۲	۲	۲	۱	۱

اول کو کل تصحیح ثانی مین اور بصورت توافق کے وفق تصحیح ثانی کو

در صورت تباین کے ۱۲

[illegible]

(۳) اگر طریقہ تقسیم بدل جاوے یا ورثہ میت ثانی وہی
نہوں جو ورثہ میت اول تھے تو اولاً مسئلہ میت اول کی تصحیح
کرین اور اوسکے ہر وارث کے سہام دیدین ۔ پھر مسئلہ میت
ثانی کی تصحیح کرکے اوسکے ہر وارث کے سہام دیدین ۔ پھر مصحح میت
ثانی کو (جسے مافی الید کہتے ہین) تصحیح ثانی کی دوسری جانب
مین لکھکر تصحیح ثانی اور مافی الید کو بین نسبت لحاظ کرین
(۴) اگر مافی الید تصحیح ثانی پر پورا تقسیم ہوجاوے فبہا جیسے

مسئلہ — کریم مسئلہ استقامت مافی الید ۳

(۵) ورنہ اگر دونون مین تباین ہو تو کل تصحیح ثانی کو کل تصحیح اول مین

یعنی اگر مافی الید تصحیح ثانی پر پورا تقسیم نہو اگر دونون مین تباین ہو ۱۲

(الاحسب) کا کھینچکر اوسکے اوپر مبلغ اور اوسکے نیچے زندہ ورثہ کے نام اور ہر ایک کے سہام جوڑ کر لکھدین۔ بعد اوسکے یہ عبارت لکھین

یعنی جنکے مرنے کا ذکر او پر نہ ہوا ہو ۱۲

(بعد تقدیم ما تقدم علی الارث ورفع موانعہ ترکہ فلان اتنے سہام پر منقسم ہو کر از انجملہ اتنے سہام فلان کو اور اتنے فلان کو الخ پہونچے واللہ اعلم بالصواب)

یعنی بعد ادا کرنے اوس چیز کے جو ارث پر مقدم ہے اور نہ ہونے موانع ارث کے ۱۲

فصل ۴ بیان میں طریقہ تقسیم ترکات کے ورثہ وغیرہا پر

(۱) اگر اس بات کا دریافت کرنا منظور ہو کہ ہر فریق یا ہر ایک شخص کا حصہ ترکے سے کتنا ہوتا ہی۔ تو جتنا ہر فریق یا ہر ایک شخص کو تصحیح سے ملا ہی اوسکو کل ترکے میں صورت تباین اور وفق ترکے میں صورت توافق کے ضرب دین

یا کل ترکے مین ۱۲

پھر حاصل کو کل تصحیح پر پہلی صورت مین اور وفق تصحیح پر دوسری صورت مین تقسیم کرین

یعنی توافق ۱۲ — یعنی تباین ۱۲

خارج قسمت حصہ اوس فریق یا اوس شخص کا ہوگا جیسے

مسئلہ ۶ تباین ترکہ ۷ دینار

بنت	اب	ام
۳	۱	۱
$3\frac{1}{2}$ دینار	$1\frac{1}{6}$ دینار	$1\frac{1}{6}$ دینار

۳۷

۷ اور حاصل ضرب کو اونھین سہام کے نیچے لکھدین ۱۲ منہ

۸ قولہ اگر دو میت سے زیادہ ہون یعنی جہانتک بیان تھا دو میت کا مناسخہ کا - اور اگر دو میت سے زیادہ ہون جسکی مثال آیندہ مین تو اوس کا طریق اب بیان ہوتا ہے ۱۲ منہ مد ظلہ

۹ قولہ جیسے ایک عورت نے زوج اور بنت اور ام کو چھوڑا صورت اس کی عمل کی اسطرح ہے

ضرب دین - اور سہام ہر وارث میت ثانی کو کل مافی الیدین

اور حاصل ضرب کو اونھین سہام کے نیچے لکھدین ۱۲

اور درصورت توافق کے وفق مافی الیدین ضرب دین (۸) اگر دو میت سے

زیادہ ہون (جیسے ایک عورت نے زوج اور بنت اور ام کو چھوڑا پھر

ہندہ ۱۲ زید ۱۲ کریمہ ۱۲ رحیمہ ۱۲

قبل تقسیم ترکے کے زوج مرگیا اور ایک زوجہ اور ایک ام کو چھوڑا - پھر اسیطرح

زید مذکور ۱۲ آسیہ ۱۲ عفاء ۱۲ عطیہ ۱۲

بنت مرگئی اور ایک جدہ اور دو ابن اور ایک بنت کو چھوڑا -

کریمہ مذکورہ ۱۲ رحیمہ مذکورہ ۱۲ حیدر - صفدر ۱۲ نعیمہ ۱۲

پھر اسیطرح ام مرگئی اور زوج اور دو اخ کو چھوڑا) تو ایسی صورتمین

یعنی قبل تقسیم ترکے کے ۱۲ سعید - حمید ۱۲

مبلغ کو بجای تصحیح اول کے اور تصحیح ثالث کو بجای تصحیح ثانی کے مانکر بدستور

عمل کرین - اسیطرح میت رابع وخامس وسادس وغیرہ مین جہانتک ہون

چوتھا ۱۲ پانچوان ۱۲

عمل کرین (۹) پھر جب سب مین عمل کر چکین تو ایک مدا کھینچا کا اس صورت

مسئلہ ۱۵ حاصل ضرب ۱۲ توافق بالثلث ترکہ ۷ دینار مجموعہ ۱۵

(۴) اگر اس

۲ بنت	اب	ام
۴ دینار	۱ دینار	۱ دینار

بات کا دریافت کرنا منظور ہو کہ حصہ ہر غریم کا ترکے سے کتنا ہوتا ہے۔ تو ہر غریم کو بمنزلہ ایک وارث کے اور ہر ایک کے دین کو بمنزلہ سہام وارث کے اور مجموع دیون کو بمنزلہ تصحیح کے سمجھیں اور بدستور عمل کریں

جیسے مسئلہ خالد مجموع دیون ۱۲ دینار تباین ترکہ ۷ دینار

غریم زید	غریم عمرو	غریم بکر
۳ دینار	۴ دینار	۵ دینار
۹/۱۲ ۱	۴/۱۲ ۲	۱۱/۱۲ ۲

مسئلہ خالد مجموع دیون ۱۲ دینار توافق بالنصف ترکہ ۱۰ دینار

غریم زید	غریم عمرو	غریم بکر
۳ دینار	۴ دینار	۵ دینار
۳/۶ ۲	۲/۶ ۳	۱/۶ ۴

فصل تخارج کے بیان میں

جب کوئی وارث اپنے سہام کے بدلے کوئی چیز ترکے سے لیکر صلح کر

(۲) اگر ترکے مین عدد صحیح اور کسر (یعنی ترکہ کسر مرکب ہو ۱۲) دونون ہون تو عدد صحیح کو اوس کسر کے مخرج مین ضرب دین۔ پھر حاصل کے ساتھہ عدد کسر کو جوڑ لین۔ اسیطرح تصحیح کو بھی مخرج مذکور مین (یعنی مخرج کسر ۱۲) ضرب دین۔ پھر اس حاصل اخیر اور حاصل سابق مین باہم نسبت لحاظ (یعنی حاصل ضرب تصحیح و مخرج کسر ۱۲ منہ) کرکے بدستور عمل کرین

مسئلہ توافق بالنصف ترکہ ۸ دینار

۱ بنت	اب	ام
$\frac{1}{2}$ ۵ دینار $\frac{2}{3}$	$\frac{1}{3}$ ۱ دینار	$\frac{1}{4}$ ۱ دینار

$\frac{2}{3}$ ۵ دینار

مسئلہ حاصل اخیر ۱۲ تباین ترکہ $\frac{1}{2}$ ۶ دینار

۲ بنت	اب	ام
$\frac{4}{12}$ ۴ دینار	$\frac{1}{12}$ ۱ دینار	$\frac{1}{12}$ ۱ دینار

$\frac{4}{12}$ ۲ دینار

(یعنی اولادِ خواہران - بناتِ برادران - پسرانِ برادرانِ اخیافی)

فرعِ جد یا جدہ میت - (یعنی عمات - اعمامِ اخیافی

پھوپھیاں ۱۲ چچا ۱۲

بناتِ اعمام - اخوال - خالات - اولاد اس صنف کی)

خواہ عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی ۱۲

(۲) اسی ترتیب سے ہر ایک صنف میراث پاتے ہیں

پہلی صنف کا بیان

(۱) اگر سب درجے میں برابر نہوں تو اقرب اولیٰ ہوگا جیسے

بلکہ بعض اقرب یعنی نزدیک والے ہوں اور بعض

مسئلہ
بنت البنت — ابن بنت الابن

(۲) ورنہ اگر بعض ولد وارث ہوں

یعنی ولد ذی فرض ۱۲

اور بعض ولدِ ذوی الارحام تو ولد وارث اولیٰ ہوگا جیسے

بنین یا بنات ۱۲ ولد ذوی الارحام

مسئلہ
ابن بنت البنت — بنت بنت الابن

(۳) ورنہ خواہ سب

(اور اسیکو تخارج کہتے ہین) تو تصحیح مسالے کی بشمول

اوسکے کرکے اوسکے سہام کو تصحیح سے طرح دیدین - پھر باقی

ترکہ کو باقی ورثہ کے سہام پر تقسیم کرین - یہی حال غریم کا بھی ہے

باب ذوی الارحام کے بیان مین

(۱) ذوی الارحام بترتیب ذیل چار صنف ہین -

یعنی وہ قرابت والے جو سوای ذوی الفروض و عصبات کے ہین جیسا

فرع میت - (یعنی اولاد بنات کی - اولاد بنات

اصل میت - (یعنی اجداد فاسدین - جدات فاسدات

فرع اب میت یا ام میت

جیسے مسئلہ (۵) اگر اصول کے کئی بطنون مین اختلاف ہو

تو اوّلاً اعلیٰ خلاف پر (یعنی اوس بطن پر جو بطون مختلفہ مین سب سے

اوپر ہو) للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کرین - پھر ہر ایک طائفۂ ذکور واناث کو

اوسکے نیچے ایک ایک خط عرضی کھینچ کے الگ الگ کرکے ہر ایک طائفے کے سہام کو

جمع کرکے خط مذکور کے نیچے رکھدین - پھر ہر ایک طائفے کے نیچے کے بطنون مین لحاظ کرین کہ اب

اونمین اعلیٰ خلاف کون ہے جو اون مین اعلیٰ خلاف ہو اوس پر بھی اوس طائفے کے

سہام کو بطریق مذکور تقسیم کرین - پھر باقی عمل بدستور کرین - اسیطرح

(یعنی للذکر مثل حظ الانثیین ۱۲)

جہانتک اصول کے بطنون مین اختلاف پاوین عمل کرتے جاوین -

(بذکورت والوثت ۱۲)

پھر جب اصول کے سارے بطون مختلفہ مین عمل کر چکین - تو اگر آخر

بطن مین بھی اختلاف ہو تو اوس مین بھی یہی عمل کرین - پھر سہام

(مذکور ۱۲)

ذکور ذکور کے فروع موجودین کو اور سہام اناث اناث کے فروع موجودین کو دین جیسے

طائفہ ذکور واناث کو اونکے نیچے ایک ایک خط عرضی کھینچ کے الگ الگ کرکے ہر ایک طائفے کے سہام کو جمع کرکے خط مذکور کے نیچے رکھدین ۱۲ منہ

کہ مشایخ بخارا نے امام ابو یوسف رح کا قول اختیار کیا ہے اسلیے کہ اونکے قول پر فتوی دینا بہت آسان ہے ۱۲ منہ

ولدِ وارث ہون یا سب ولد ذوی الارحام دونون صورتون مین

یعنی ولد ذوی فروض ۱۲

اگر اونکے اصول کے کسی بطن مین اختلاف بذکورت و انوثت

درجہ ۱۲

نہو تو اونھین فروع موجودین پر باعتبار اونکے صفات کے تقسیم

یعنی باعتبار ذکورت و انوثت ۱۲

کرین (یعنی اگر ان فروع موجودین مین اختلاف بذکورت و انوثت

یعنی سب ذکور ہون یا سب اناث ۱۲

نہو تو سب کو برابر دین جیسے مسئلہ ۵۲

ابن بنت ابن	بنت ابن

ورنہ للذکر مثل حظ الانثیین جیسے مسئلہ ۵۳

یعنی اگر بعض فروع ذکور ہون اور بعض اناث تو للذکر الخ ۱۲

ابن بنت بنت	ابن بنت

(۴) ورنہ اونکے اصول کے مسئلہ ۵۵

بنت ابن	بنت ابن

جس بطن مین اختلاف ہوا وس بطن پر للذکر مثل حظ الانثیین

درجہ ۱۲ بذکورت و انوثت ۱۲

تقسیم کرکے ہر ایک کے سہام اوسکے فروع موجودین کو دین

حصہ اناث
(یعنی ۵) ان ۱۲ پر پورا تقسیم
نہیں ہوسکتا۔ اور چونکہ دونوں میں توافق
بالثلث ہی لہذا موجب قاعدہ ۲ تصحیح کے ثلث دس
(یعنی ۴) کو اصل مسئلہ (یعنی ۱۵) میں ضرب دیا ۶۰ حاصل
ہوئے۔ اوس میں سے حسب قاعدہ فصل ۳ کے
۲۴ بطن اول کے طائفہ ذکور کو دیا جو اونکے فروع موجود
کو اسطرح پر (۱۲ حلیم کو اور ۸ کریم کو اور ۴ رحیم کو) دیے
ہوتے ہیں۔ اور ۳۶ بطن اول کے طائفہ اناث کو دیا
جب میں سے ۱۸ بطن سوم کے طائفہ ذکور کو دیے
اور ۱۸ اونکے طائفہ اناث کو۔ پھر بطن سوم کے
ہر ایک طائفہ ذکور و اناث کو اونکے نیچے ایک خط عرضی
کھینچ کے الگ الگ کر کے ہر ایک طائفہ کے سہام کو کہ اٹھارہ
اٹھارہ ہیں خط مذکور کے نیچے رکھدیا۔ پھر طائفہ ذکور کے نیچے
کے بطنون میں لحاظ کیا کہ اب اون میں اعلی خلاف کون ہی
تو بطن چہارم کو کہ ۲ بنت و ایک ابن پر
مشتمل ہی اعلی خلاف پایا
پس اوس میں بھی

اعلی خلاف پایا۔ پس بطن سوم پر بھی سہام اناث (یعنی ۹) کو بطریق مذکور
تقسیم کیا۔ اور چونکہ اس بطن میں ۲ بنت اور ۳ ابن ہیں
لہذا سہام بطن اول کے طائفہ اناث کے نیچے کے بطنون میں
بنت اور اوسکی فرع موجود (یعنی رحیم) کو دیا۔ پھر
ایک بنت اور دو ابن کو دیکر باقی عمل بدستور کیا
سہام اناث (یعنی ۳) کو بطریق مذکور تقسیم کیا
بطن چہارم میں اختلاف نہیں ہی اس بطن پنجم
بنت و ایک ابن پر مشتمل ہی اعلی خلاف پایا
کون ہی تو بطن پنجم کو کہ ایک
اعلی خلاف

بطریق مذکور تقسیم کر کے اوس میں سے سہام ذکور (یعنی ۱۲) کو
۹ دو بنت کو اور ۹ ایک ابن کو دیکر باقی عمل
بدستور کیا۔ اور چونکہ اب مسئلہ ابن میں کہیں
اختلاف نہیں ہی سب اونکے اوپر متفق ہیں
لہذا اوسکے سہام (یعنی ۹) اوسکی فرع موجود
(یعنی نعیمہ) کو دیدیے۔ اور چونکہ طائفہ اناث
کے بطن ششم میں بھی اختلاف ہی اور ایک ابن
و ۲ بنت پر مشتمل ہی لہذا اوسکے بھی سہام
(یعنی ۹) کو بطریق مذکور تقسیم کر کے ۶ ابن (یعنی
حلیم) کو اور ۳ بنت (یعنی سعیدہ) کو دیدیے۔ پھر
بطن سوم کے طائفہ اناث کے نیچے کے بطنون میں
اعلی خلاف کون ہی تو بطن

۴ یہ بیان تھا طریقہ تقسیم کا امام محمد رح کے قول پر۔ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اس مسئلے میں بھی فروع موجود دیں گے مثل خط الانثیین تقسیم ہوگی ۔ ۱۵ سے مسئلہ ہوکے ایک ایک ہر ایک بنت کو اور دو دو ہر ایک ابن کو دیا جائیگا ۱۲ منہ

۴۵

مسئلہ ۵۸ ایک شخص مرا اور اوسکے ذوی الارحام میں از انجملہ ۹ اناث ہیں سلیمہ ۔ نعیمہ ۔ عظیمہ ۔ جسیمہ ۔ سعیدہ ۔ حمیدہ ۔ رحیمہ ۔ کریمہ ۔ حلیمہ ۔ اور ۳ ذکور ۔ رحیم ۔ کریم ۔ سلیم اور سب بطن ششم میں ہیں اور کوئی اون میں ولد وارث نہیں ہے اور اوسکے اصول سے کسی بطون میں اختلاف بذکورۃ و انوثۃ ہے لہذا اولاً بطن اول پر کہ وہی اس میں اعلیٰ خلاف ہے للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا ۔ اور چونکہ اس بطن میں بھی ۹ اناث اور ۳ ذکور ہیں اور ۳ ذکور بمنزلہ ۶ اناث کے ہیں پس سب ملکر بمنزلہ ۱۵ اناث کے ہوئے لہذا مسئلہ ۱۵ سے ہوا ۔ از انجملہ ۹ نو اناث کو پہنچے اور ۶ تین ذکور کو پھر ہر ایک طائفہ ذکور و اناث کو الگ کرکے ہر ایک طائفہ کے ایک ایک خط کھینچ کر الگ الگ سہام کو یعنی ۹ کو اور ۶ کو [illegible]

مسئلہ ۱۵ تصحیح ۶۰

بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن
بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن
بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت
بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت
بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
سلیمہ	رحیم	نعیمہ	کریم	عظیمہ	جسیمہ	سلیم	سعیدہ	حمیدہ	رحیمہ	کریمہ	حلیمہ
۱	۲	۳	۴	۲	۴	۶	۳	۹	۱/۴	۲/۸	۳/۱۲

سہام طائفہ اناث ۹ ہوا اور ذکور کو [illegible] سہام طائفہ ذکور یعنی ۶ [illegible] میں سے ۳ دو بنت کو اور ۳ ایک ابن کو پہنچے ۔ پھر باقی عمل بدستور کیا [illegible] اور ان میں اعلیٰ خلاف بطن دوم میں ہے [illegible] پس بطن سوم پر بھی [illegible] تقسیم کیا [illegible]

[illegible]

تو اعلیٰ خلاف پر تقسیم کرتے وقت اوس اصل کو حسب تعدد جہات فروع کے متعدد مانکر تقسیم کرین - پھر ہر ایک اصل کے سہام اوسکے فروع کو دین

جیسے مسئلہ ۷ تصحیح ۲۸

بنت ابن — بنت — بنت

بنت — ۲ بنت — بنت

ابن بکر ۳/۱۲ — صالحہ حامدہ ۳/۱۲ — ۴/۱۶

۲۲ — ۱۱ — ۱۱

دوسری صنف کا بیان

(۱) اگر سب درجے مین برابر ہون تو اقرب اولیٰ ہوگا جیسے

مسئلہ ۳: ام، اب، ا

مسئلہ ۴: ام، ام، اب، م

مسئلہ ۵: اب، ام، اب، ا

ام، اب، ام، ام، م

بنت ہین ۲ من جہۃ الام اور ۲ من جہۃ الاب اور ایک ابن بمنزلہ دو بنت کے ہوتا ہی پس سب ملکر بمنزلہ ۶ بنت کے ہوئے پس اختصار کے لیے ۳

(۶) جس صورت مین کہ اصول کے کسی بطن مین اختلاف
ذکورت وانوثت ہو۔ اگر اوسی صورت مین کسی اصل کے
عدد فروع بھی متعدد ہون تو اعلیٰ خلاف پر تقسیم کرتے
وقت اوس اصل کو حسب تعداد عدد فروع کے متعدد مانکر
(جس کے عدد فروع متعدد ہون ۱۲)
تقسیم کرین۔ پھر ہر ایک اصل کے سہام اوسکے فروع کو دین جیسے
(موجود ہین ۱۲)

مسئلہ ۵ تصحیح ۲۸

بنت — بنت — بنت
بنت ابن — بنت ۳ — بنت ۱۲
ابن ۴ / ۱۶ — بنت ابن — بنت
بنت رحیمہ ۸ — بنت کریمہ ۸ — بنت سلیمہ ۶ — ابن حمید ۳ — ابن سعید ۳

(۷) جس صورتمین کہ اصول کے کسی بطن مین اختلاف مذکور ہو
اگر اوسی صورتمین کسی اصل سے جہات فروع بھی متعدد ہون

جیسے مسئلہ ۵۱ (۵) اگر اصول کے کئی بطنوں میں اختلاف ہو۔ تو اولاً اعلیٰ خلاف پر بطریق مذکور تقسیم کریں پھر حسب طریقۂ مذکورہ صنف اول عمل کریں جیسے مسئلہ ۵۲

مسئلہ تصحیح ۳۵

سلمیٰ	نعیمہ	رحیمہ	[illegible]
اب	اب	اب	اب
ام	اب	اب	اب
۱/۵	۶/۳۰		
اب	ام ۶	اب	اب
		۲۴	
ام	اب	ام ۸	اب ۱۶
ام	ام	اب	ام
ام	ام	ام	اب
سلمیٰ ۱/۵	نعیمہ ۶	رحیمہ ۸	۱۶

(۲) ورنہ اگر سب[۵۱] ایک جانب کے نہ ہون تو فریق اب کو ثلثین

یعنی اگر سب ایک درجے کے ہون تو اگر آہ ۱۲ — یعنی جو اب کی جانب کا ہو ۱۲

دین اور فریق ام کو ثلث جیسے[۵۲] مسئلہ

یعنی جو ام کی جانب کا ہو ۱۲

اب	ام
اب	اب
ام	ا
اب	ب
ام ۲	ام ۱

(پھر اگر کسی فریق کے اشخاص مین تعدد ہو تو اوس فریق کے حصے کو اون اشخاص پر باعتبار[۵۳] اون کے صفات کے تقسیم کرین)

(۳) ورنہ[۵۴] اگر اونکے اصول[۵۵] کے کسی بطن مین اختلاف مذکورت وانوثت کا ہو تو اونھین فروع موجودین پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کرین جیسے مسئلہ

(۴) ورنہ[۵۶] اون کے اصول کے جس بطن مین اختلاف ذکورت وانوثت کا ہو اوس بطن پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کر کے ہر ایک کے سہام اوس کے فروع موجودین کو دین

مسئلہ[۵۶]

ام	ام
اب	اب
اب ۲	اب

---

۵۱ قولہ سب ایک جانب کے نہ ہون بلکہ بعض ام کی جانب کے ہون اور بعض اب کی ۱۲ منہ مدظلہ

۵۲ اس مثال مین ذو الارحام بلکہ درجے کے ہین اور ایک اون مین اب کی جانب کی ہے (یعنی ام ابو ام اب اب) اور دوسری ام کی (یعنی ام ابو ام) ۱۲ منہ

۵۳ قولہ باعتبار اون کے صفات کے اور ایک فریق ام کو ۱۲ منہ

مسئلہ تصحیح — ورنہ للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کرین جیسے

۵۴ قولہ ورنہ یعنی [illegible]

۵۵ قولہ اصول [illegible]

۵۶ [illegible]

۴۸

ذوی الارحام ہون - اگر اوسی صورت مین کسی اصل کے عدد فروع

یا جہات فروع بھی متعدد ہون تو اصول پر تقسیم کرتے وقت

اوس اصل کو حسب تعدد عدد فروع یا جہات فروع کے متعدد مان کر تقسیم کرین

جیسے مسئلہ

اخت لام	اخت لاب وام	اخت لاب	اخ لاب
ابن	بنت	ابن	بنت - ابن
بنت		بنت	
خانظہ		صالحہ - حامدہ	

چوتھی صنف کا بیان

(۱) اگر سب ایک جانب کے نہ ہون تو فریق اب کو ثلثین دین اور فریق

ام کو ثلث دین جیسے مسئلہ

عمہ لاب وام — خالہ لام

(پھر ہر ایک فریق مین اگر کوئی قرابت

مین اقوی ہو تو اوسی کو حصہ اوس فریق کا دین (۲) ورنہ جو قرابت

۵۱

تیسری صنف کا بیان

یعنی اولاد خواہران ودختران برادران وپسران برادران اخیافی ۱۲

(۱) اگر سب درجے مین برابر نہون تو اقرب اولی ہوگا جیسے

مسئلہ ۱ (۲) ورنہ اگر بعض ولد عصبہ ہون اور بعض ولد

اخت / بنت ابن اخ / بنت ۱

ذوی الارحام تو ولد عصبہ اولی ہوگا جیسے مسئلہ

اخت / ابن ام — اخ لاب وام یا لاب فقط / بنت ابن ۱

(۳) ورنہ خواہ سب ولد وارث ہون یا سب ولد ذوی الارحام دونون

یعنی اگر بعض ولد عصبہ اور بعض ولد ذوی الارحام نہ ہون تو خواہ آہ ۱۲

صورتون مین اون کے اصول (یعنی برادران وخواہران) پر تقسیم کر کے

ہر ایک کے سہام اوس کے فروع موجودین کو دین جیسے

مسئلہ ۲ ۵ — مسئلہ ۳

اخت عینی / بنت ۲ — اخت عینی / بنت ۱ — اخ علاتی / بنت ۲ — اخت علاتی / بنت ۱

مسئلہ ۵ ۳ — مسئلہ ۶ ۵

اخ اخیافی / بنت ۱ — اخت اخیافی / بنت ۱ — اخ عینی یا علاتی / بنت ۵ — اخ اخیافی / بنت ۱

مسئلہ ۵ (۴) جس صورت مین کہ سب ولد وارث یا سب ولد

بنت اخ / بنت مسئلہ ۱

(۳) ورنہ جو قرابت مین اقوی ہوا ولی ہوگا (۴) پھر فریق اب مین اگر اس اقوی مین کوئی ولد عصبہ ہوا ولی ہوگا (پھر اگر کسی فریق کے اشخاص مین تعدد ہو تو
خواہ فریق اب ہو یا فریق ام ۱۲
حصہ اوس فریق کا اون اشخاص پر باعتبار اونکے صفات کے تقسیم کرین)

فصل خنثی کے بیان مین

(۱) خنثی اوسے کہتے ہین جو علامت ذکورت
مردی ۱۲
و انوثت
زنی ۱۲
دونون رکھتا ہو یا دو مین سے ایک بھی نہ رکھتا ہو پس اگر کوئی جانب غالب نہ ہو تو اوسے مشکل کہتے ہین ورنہ غیر مشکل (۲) خنثای مشکل کو مرد ٹھیراوین اگر
یعنی اگر کوئی جانب غالب ہو تو غیر مشکل ہی ۱۲
اوسے مرد ٹھیرانے سے کچھ نہ ملے یا کم ملے۔ اور عورت ٹھیراوین

لعنی حاصل یہ ہوا کہ خنثای مشکل کو وہ ٹھیراوین جو اوسکے نقصان کی صورت ہو ۱۲ منہ مدظلہ

اقوی ہوا اولی ہوگا جیسے مسئلہ عمہ عینی ــ عمہ علاتی

مسئلہ عمہ علاتی ــ عمہ اخیافی ۔ مسئلہ خالہ عینی ــ خالہ علاتی

مسئلہ خالہ علاتی ــ خالہ اخیافی (پھر اگر اس اقوی مین تعدد ہو تو

حصہ اوس کا اوسکے اشخاص پر باعتبار اونکے صفات کے تقسیم کرین)

چوتھی صنف کی اولاد کا بیان

(۱) اگر سب درجے مین برابر نہ ہون تو اقرب اولی ہوگا جیسے

مسئلہ بنت عمہ ــ بنت بنت عمہ ۔ مسئلہ بنت خالہ ــ بنت بنت خالہ ۔ مسئلہ بنت بنت خالہ ــ بنت بنت بنت خالہ

مسئلہ بنت خالہ ــ بنت بنت عمہ (۲) ورنہ اگر سب ایک جانب کے

یعنی اگر سب ایک ہی جانب کے ہون تو آگے ۱۲

نہ ہون تو فریق اب کو ثلثین دین اور فریق ام کو ثلث جیسے

مسئلہ بنت عمہ عینی ــ بنت خالہ اخیافی ۔ مسئلہ بنت خالہ عینی ــ بنت عمہ اخیافی

قولہ اعتبار اونکے صفات کے تقسیم کرین یعنی اگر اون اقوی کے اشخاص مین اختلاف ہو ذکورت و انوثت ہو تو ... مسئلہ خالہ عینی عمہ عینی ...

قولہ ایک جانب کے نہون بلکہ بعض باپ کی جانب کے ہون اور بعض ماں کی جانب کے ۱۲

قولہ فریق اب کو ثلثین دین اور فریق ام کو ثلث اس حالت مین قوت قرابت کا اعتبار نہین یعنی فریق اب کو ثلثین دین خواہ اقوی ہو یا اضعف اسیطرح فریق ام کو ثلث دین خواہ اقوی ہو یا اضعف ۱۲ منہ دامت برکاتہم وعمّ

فصل پھر اگر کسی فریق مین کوئی قسم ایسی ہو ... اوس فریق کا ادہی جیسے ...

اور اگر مدت یا اوس سے کم پر پیدا ہوا اور پیدا ہونے سے

دو برس ۱۲ یعنی

پہلے اوس کی ماں نے انقضای عدت کا اقرار نہ کیا ہو تو وہ سے

یعنی میت کی زوجہ ۱۲

اوس میت سے میراث ملے گی اور اوروں کو باعتبار اس قرابت

کے اوس سے میراث ملے گی ورنہ نہیں۔ اور اگر حمل غیر میت سے ہو اور قبل

یعنی حمل سے بعد اوسکے مرنے کے ۱۲

مدت یا اوس سے کم پر پیدا ہو تو اوس میت سے میراث پائیگا۔

یعنی بچہ ۱۲

اور اور لوگ باعتبار اس قرابت کے اوس سے پائینگے ورنہ نہیں

(۴) اگر حمل پیدا ہونے میں مر گیا۔ تو اگر سیدھا پیدا ہوا تھا اور

یعنی نکلا تھا سر سے بعد باقی دھڑ ۱۲

سینہ نکلنے تک زندہ تھا تو وارث ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ اور جو

اولٹا پیدا ہوا تھا اور ناف نکلنے تک زندہ تھا تو وارث ہوگا

یعنی پہلا پانؤں نکلے تھے پھر باقی دھڑ ۱۲

۵۵

دامت افاداتہم برکاتہم

جب عورت ٹھیرانیسے کچھ نہ ملے یا کم ملے (۴) خنثای غیر مشکل کو مرد ٹھیراوین
اگر جانب ذکورت غالب ہو۔ اور عورت ٹھیراوین اگر جانب انوثت غالب ہو

فصل حمل کے بیان مین

(۱) حمل کے لیے ایک مرد کا حصہ رکھہ چھوڑین اگر اوسے مرد ٹھیرانیسے
زیادہ ملے۔ اور ایک عورت کا حصہ رکھہ چھوڑین اگر عورت ٹھیرانیسے
زیادہ ملے۔ اور دونون صورتون مین ورثہ سے ایک شخص اس بات کا
کفیل لے لیا جاوے کہ اگر حمل ایک سے زیادہ پیدا ہو تو جسقدر
استحقاق اوس کا زیادہ ہو ورثہ سے واپس کرا دیوے (۲) اکثر مدت
حمل کی دو برس ہی اور کمتر مدت چھہ مہینے (۳) پس اگر حمل میت سے ہو

قطعات تاریخ من نتائج طبع مولوی محمد عبد الصمد صاحب متخلص بصمد وکیل عدالت دیوانی غازیپور تلمیذ رشید جناب افصح الفصحا مولوی محمد عبد العلیم صاحب متخلص بعاصی سکندرپوری سلمہما اللہ الباری

بنوشت چہ خوش رسالۂ حافظ	اللہ اللہ کمال تصنیف
گفتیم صمد ز پای باری	حل التحریج سال تصنیف ۱۲۹۲ھ

ایضاً

بہ فن گرامی میراث میت	چہ زیبا شنفتم رسالہ ز حافظ
صمد بہر تاریخ تصنیف و طبعش	بہ بیبہ بگفتم رسالہ ز حافظ ۱۲۹۲ھ

ایضاً

صمد اس رسالے مین توریث کے	دکھایا مصنف نے کیا زور طبع
نہ کیون سال تصنیف و طبع ایک ہے	ہے تاریخ تصنیف تاریخ طبع ۱۲۹۲ھ

قطعہ تاریخ من نتائج طبع مولوی محمد عبد الاحد صاحب متخلص بشمشاد لکھنوی مدرس دوم عربی کلاس مدرسہ چشمۂ رحمت غازیپور

ذی جوہر و باکمال و عالم	عبد اللہ باسم و پاک سیرت
ہم حافظ و ہم محدث آمد	محسود زمانہ ہم بقرأت
تالیف نمود در فرائض	یک نامہ مختصر عبارت
چون نامہ بشد عزیز دلہا	از حسن بیان و با فصاحت

ورثہ نہین (۵) جب حمل پیدا ہو تو اگر کل حصے کا مستحق ہو جو اوسکے
لیے رکھہ چھوڑ اگیا تھا فبہا ورنہ بقدر اوسکے استحقاق کے دیدین
اور باقی کو ورثہ پر بقدر اونکے حصہ رسدی کے تقسیم کرین ———

قد فرغت من تسویدہ فی اوائل شہر رمضان ۱۲۹۲ سنۃ اثنتین وتسعین بعد الف
ومائتین من ہجرۃ رسول الثقلین علیہ وعلی آلہ صلوات رب المشرقین +

خاتمۃ الطبع الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی سید المرسلین
کہ یہ کتاب علم فرائض مین نہایت مفید خواص وعوام تسہیل الفرائض
نام باہتمام حاجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان
وتربیت یافتہ خدمت برادر معظم محمد مصطفے خان تغمدہما اللہ فی بحار الرضوان
مطبع نظامی واقع کانپور اوائل ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۲ ہجری مین چھپی فقط

محمد روشن خان حنفی
محمد عبد الرحمن بن حاجی

فکری کردم براے تاریخ
شمشاد بگو شگفتہ بادا

ہاتف گفت ز سال ہجرت
محبوب حدیقۂ وراثت
۱۲۹۲ھ

قطعۂ تاریخ از سید محمد نقی صاحب متخلص بہ کوکب خلف الصدق جناب
سید محمد حسین صاحب پولیس انسپکٹر ضلع غازی پور

ہوئی فرمایش احباب پیہم
کتاب ارث و مین کی ہی خوب تحریر
نہ مشکل ہو نہ دقت ہو نہ محنت
خصوصاً صاحبان امتحان کو
اسے جو یاد کر لیگا بلا شک

تو مولانا نے لکھا یہ رسالہ
فرائض کر دیئے ہین جملہ یکجا
ہی کامل اک نظر جسنے کہ دیکھا
تو یہ فرمان غیبی ہاتھ آیا
فرائض مین وہ پہلے پاس ہوگا

ہوئی کوکب کو فکر ایسے ہی سال
تو ہاتف نے وہین یہ قطعہ بھیجا

وهو هذا

یہ اہل امتحان کو رات دن کیون
سنین وہ مژدہ جان بخش مجھے
کہ بہر امتحان اک جلد لیکر

عبث ہی فکر تحصیل فرائض
نہین ہی جسکو تکمیل فرائض
سے چلے ہر ایک تسہیل فرائض
۱۸۷۵ع

تمت

الحمد للہ والمنہ کہ این رسالہ در رد ہفوات مولوی امانت اللہ صاحب غازیپوری

مسمّٰی بہ

الکلام النباہ فی رد ہفوات من منع مساجد اللہ

از تصنیف عالم اجل فاضل بے بدل مولانا مولوی حافظ عبد اللہ صاحب غازیپوری

حسب فرمایش شخصے عالی ہمت در مطبع سعید المطابع واقع شہر بنارس طبع گردید

سنہ ۱۳۰۵

محروم کرتے ہین ۔ چنانچہ صاحب ممدوح نے بیاستدعا منظور فرماکر اپنی خاص چٹھی کے
ذریعہ سے مولویصاحب سے استفسار فرمایا جسکا مضمون یہ تھا کہ حسب استدعا حافظ
عبداللہ مدرس چشمۂ رحمت دریافت کیا جاتا ہے کہ اونکا کونسا عقیدہ یا کون کونسی
باتین ایسی سمجھی جاتی ہین کہ مسجد مین جاکر نماز پڑھنے کے قابل نہین ہین ۔
دفعہ دفعہ کرکے لکھ بھیجین ۔

مولویصاحب نے جو اوس چٹھی کا جواب لکھا صاحب ممدوح نے اوسکی نقل باضابطہ
ہمراہ اپنے خط باضابطہ کے مولوی حافظ عبداللہ صاحب پاس بھیجدیا جن سب
کی نقل بعینہ یہ ہے ۔

نقل خط صاحب ممدوح

عنایت فرمائے من مولوی عبداللہ صاحب سلمہ اللہ تعالی

بعد ماوجب آنکہ ۔ حسب درخواست آپ کے مولوی امانت اللہ صاحب سے
اینجانب نے استفسار حال کا کیا ۔ اوسکا جواب جو مولویصاحب موصوف نے
دیا ہے وہ واسطے ملاحظہ آپ کے بھیجا جاتا ہے ۔ اور ایک کتاب چھاپہ جامع الشواہد
بھی ملاحظہ کو بھیجی جاتی ہے بعد ملاحظہ کے واپس فرمائیے فقط باقی خیریت مرقومہ ۸ مارچ

راقم مسٹر ولیم آروین صاحب بہادر کلکٹر ضلع غازیپور

نقل جواب مولوی امانت اللہ صاحب

بجناب مستطاب معلی القاب بندگان عالی متعالی دام اقبالہ واجلالہ

تسلیم عرض ہے ۔ حضور کا سرفرازنامہ شام کو سنیچر کو پایا سرفرازی ہوئی ۔ دفعہ ۱
امر واقعی یہ ہے کہ حافظ عبداللہ مدرس چشمہ رحمت سابق مین حنفی المذہب تھے
اور کسی قسم کی مخالفت نتھی ہر مسجد و نمین بلا تکلف آمد و رفت تھی مگر جب یہ دہلی
جاکر لامذہب ہوگئے اور مولوی نظیر حسین جو بالفعل سردار اور امام اس فرقہ کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین وعلی آلہ وصحبہ واہلبیتہ اجمعین اما بعد راجی رحمۃ المجید محمد سعید پنجابی مولدًا و بنارسی موطنًا اخوان اہل اسلام کی خدمت مین گذارش کرتا ہے کہ جب مولوی امانت اللہ صاحب غازیپوری نے شہر غازیپور مین گروہ اہلحدیث کے ساتھ مزاحمت بیجا کرنی شروع کی اور اونکو بلاوجہ خلاف دستور قدیم مساجد مین نماز پڑھنے سے روک ٹوک کرنے لگے تو جناب جامع منقول و معقول مولوی حافظ عبد اللہ صاحب مدرس علی مدرسہ چشمۂ رحمت غازیپور نے کہ زمرۂ اہلحدیث سے ہین جناب مسٹر ولیم اروین صاحب بہادر کلکٹر سابق ضلع غازیپور سے اس امر کی اطلاع کی اور استدعا کی کہ جناب ممدوح مولویصاحب موصوف سے یہ امر دریافت فرما دیوین کہ وہ ہمکو ہمارے استحقاق اداے فرائض مذہبی مساجد سے کس وجہ سے

فرقہ والے مسلمان نہین جانتے یہ عقیدہ کسیقدر مخالفت کا باعث ہے اسلیوجہ
سے اکثر اضلاع مشرقی و مغربی مین جنگ و جدال کی نوبت پہنچی اور فوجداری
اور دیوانی مین بکثرت مقدمات دائر ہوئے ناحق حکام وقت کو عرق ریزی کی
نوبت پہنچی حالانکہ مسجدون سے ممانعت بھی اون لوگونکو ہوگئی - دفعہ سوم ۳
چونکہ فقیر کو اکثر اسکا لحاظ رہتا ہے کہ شہر مین حتی الوسع کسی قسم کا فتنہ و فساد نہو
ضلع نیکنام رہے ہمنے ممانعت کر دی کہ جب اونہنے تبدیل مذہب کر دیا اور سخت
مخالفت کا عقیدہ اختیار کیا تو مسجدونمین احناف کی آنے سے ہمیشہ فتنہ و
فساد ہوگا خلاف تہذیب کے کلمات ناشایستہ کا تکرار ہوگا شر و فساد کی ترقی
ہوگی آبرو ریزی کا سامان ہوگا کیا فائدہ آپکو مناسب ہے کہ مسجد بھی اپنے عقاید
کے مطابق تعمیر کرلین جسمین گنبد اور منارہ نہو اسمین ہملوگون کو بھی دست
اندازی نہین ہے ایسے لوگون کے مسجدون مین آنے سے عام مسلمانونکا باعث
عقائد باطلہ کے دل دکھیگا اسمین کوئی شک نہین - دفعہ چہارم ۴ سال گذشتہ
مین مولوی نظیر حسین دہلوی امام غیر مقلدین دشنام دہندہ اکابرین بارادہ
حج مکہ شریف روانہ ہوتے بمبئی مین علمانے بہت مناظرہ کرنا چاہا مگر نہ کیا جب
مکہ مین پہنچے اپنے عقائد فاسدہ کیوجہ سے سزا سے قید ہوئے اخراج مسجد کا
حکم ہوا جب توبہ کیا رہائی ہوئی چنانچہ توبہ نامہ مولویصاحب کا خاص مطبع
میرٹھ کا چھپا ہوا میرے پاس موجود ہے پھر ہندوستان مین آتے ہوئے توبہ
توڑ دیا بلکہ انکار کیا تب ہندوستان کے علمانے مکہ کے علما و اراکین سلطنت
سے بہ نسبت توبہ کے استفسار کیا تمام عمال و حکام نے تصدیق توبہ کی اور مہر و
دستخط کر دیا وہ کاغذ بھی یہان موجود ہے پس جہان جیسا موقع دیکھتے ہین وہان
ویسا کرتے ہین راستی بازی نہین ہے - دفعہ پنجم ۵ بہت سی کتابین

هین عقائد و مسائل اونکے سیکھا اور تعلیم یافتہ ہوکر آنے تو چند سے تقیہ مین رہے یعنی پوشیدہ اور خفیہ طور سے کچھہ خلاف و اختلاف شروع کیا اور بعض بعض بازاری لوگون مین کچھہ اثر نمایان بھی ہوئے تب چار پانچ برس کے بعد ظاہر کردیا کہ مین مقلد نہین ہون اوسوقت سے ہر شخص کو نفرت ہوگئی اور مخالفت کا آغاز ہوا — **وقعہ دویم** چونکہ عقائد اور مسائل اس فرقہ کے ایسے سخت ہین کہ جس سے تمام ہندوستان اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علماء و فضلاء قاضی و مفتی نے مسجدون مین جانے سے ممانعت کی اور مخالطت اور مجالست سے سخت امتناع کیا اور جہانتک غور کیا جاتا ہے بلاشک عقائد اور مسائل اس فرقہ کے ایسے ایسے ہین کہ ضرور نفرت کرنا پڑتا ہے چنانچہ منجملہ مسائل اور عقائد کے ایک ایک بطور نمونہ کے عرض کرتا ہون حضور بھی انصاف فرماوین ایک مسئلہ یہ ہے اگر تھوڑا پانی بھی ہو اوسمین پیشاب اور غلیظ پڑجاوے یا کتا بلی مرجاوے یا کسی قسم کی نجاست پڑجاوے جبتک رنگ اور مزہ اور بو نہ بدلے اونکے نزدیک وہ پانی پاک ہے حالانکہ ہم لوگون کے نزدیک وہ پانی بالکل نجس ہے اور ناپاک — پھر ایسے پانی سے کوئی وضو غسل کرکے ہمارے مقام مقدس مسجد مین آوے تو کیونکر نفرت نہوگی اور طبیعت کو تغیر نہوگا — ایک عقیدہ منجملہ صدہا ان کے یہ ہے کہ تقلید شخصی اونکے یہان شرک اور بدعت ہے بلکہ حرام اور عام سبکا یہی عقیدہ ہے پس ایسے عقیدے کے سبب سے ہمارے بارہ سو[۱۲] برس کے تمام علما اور فضلا اور پیران عظام ہندوستان اور عربستان کے لاکھون کروڑون پیشوائے دین خواہ حنفی ہون یا شافعی مالکی ہون یا حنبلی سب کے سب مشرک اور بدعتی اور حرامکار قرار پاتے کیونکہ سب پابند مذہب معین کے تھے اور ہین مقلدین مذہب کو گویا خون جگر کھاتا ہے حق یہ ہے کہ ہم لوگون کو وہ

۱۲ صد بارہ ان اصل مین [illegible]

ایک شخص بھی شہر کا و دیہات کا غیر مقلد نہین ہوا ہے انا میر تا غریب سب حنفی المذہب ہین
اور مراسم مذہبی کو ایک ہی طور پر ادا کرتے ہین کیونکہ ابتدا ہی سے حنفی المذہب
کی مسجدون سے مخالفت رہی اور اسیوجہ سے کسی قسم کا معاملہ اور مقدمہ فوجداری
اور دیوانی مین نہین ہوا برخلاف بنارس و الہ آباد و دہلی و آگرہ وغیرہ دیار
مغرب اور آرہ و چھپرہ و عظیم آباد و صاحب گنج و بھاگلپور و کلکتہ وغیرہ دیار مشرق
مین کیسے کیسے مقدمات دائر ہوئے حکامونکو کیا کیا عرق ریزی اور جانفشانی
کرنا پڑا اگر حکم ہو تو سب اضلاع سے مسل مقدمہ منگا دونگا وقعہ نہم مین آپکا
فرمان بردار دلی با ست بازی کے ساتھ ہون مجکو جو حکم ہوگا بسر و چشم بجا لاؤنگا
اگر حکم ہو تو مین اپنی خاص مسجد حوالہ کردون مگر دوسری مسجدونمین آمدورفت
ہونے سے ضرور مخالفانہ حجت و تکرار پیش رہیگی آیندہ جیسی مرضی ہو فقیر حاضر ہے
واجب تھا عرض کیا۔ وقعہ دہم غیر مقلدین مین ایسا نقشہ جاری ہے
کہ جب تک کمزور رہینگے ہر طرح سے اپنے ہمعصر علما و ہم مذہب کی کتابونمین جو خلاف
حنفیت مرقوم ہے خود بھی پہلے انکار کرینگے جب اونکے ہم مذہب کے علما کی کتاب
دکھائی جاویگی تو اسوقت بھی کچھ تاویل رکیک ایسی کرینگے کہ معلوم ہوگا ایسے
عقائد و مسائل انکے نہین ہین اور جب زور ہوگا جیسے نواب صدیق حسنخان
اور مولوی ابراہیم آروی وہ بے تکلف بر سر بازار چارون اماموں تبرا اور دشنام
دیتے ہین مارے بھی جاتے ہین قید بھی ہوئے ہین مگر سخت کلامی سے باز نہین
آتے فقط تابعدار کو اگر فرماتے تو کسیوقت حاضر ہو کر زبانی بیان کرے زیادہ
آفتاب جمعیت و کامرانی و حکمرانی تابان و درخشان باد فقط

آپکا سچا تابعدار و دعاگو فقیر محمد امانت اللہ عفی عنہ

۱۷ مارچ ۱۸۸۵ء

غیر مقلدون کے فتنہ و فساد کی بمواہیر علماء نامدار موجود ہے جسوقت حضور چاہین گے
حاضر کر سکتا ہون۔ **دفعہ ششم ۶** سردست حضور کے معاینہ کیواسطہ ایک
کتاب مختصر مسمی جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد مطبوعہ کلکتہ
یعنی وہابیون کو مسجدسے خارج کرنے مین یہ رسالہ ہے جسپر قریب ساٹھ مہر علما کی موجود
ہے جسمین مختصر طور پر عقائد وہابیون کے مذکور بقید نام کتاب و نام مصنف و ملتان
صفحہ و تعین مطبع کہ جس سے انکار نہین ہوسکتا ارسال خدمت ہے اسکے معاینہ
فرمانے سے حالات مخالفت کے معلوم ہوسکتے ہین۔ **دفعہ ہفتم** اور دوسری
کتاب جسمین بہت لوگون کے فتوے ہین کہ ہرگز وہابی مسجد احناف مین نجاہین
اور علما کی مہر و دستخط سے ہے جسکا نام انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد
اوسکے صفحہ ۷ سطر ۲ مین یہ عبارت مرقوم ہے کہ اجماع کیا علماء زمانہ نے کہ توہین
کرنیوالا نبی کا کافر ہے اور جو شخص شک کرے اوسکے کفر مین وہ بھی کافر ہے بلا شک
اخراج اونکا مساجد سے واجب ہے ضروری واسطے عام لوگون کے اور خاصکر جو
علماء کہ فتوی دیتے ہین واجب ہے کہ مسجدون سے نکالدین فقط اوسی کتاب کی
سطر ۵ ۱ مین یا ین عبارت مرقوم ہے اور علما و مفتیا نکو لازم ہے کہ بمجرد مسموع
ہونے ایسے امر کے اوسکے کفر او ارتداد مین فتوی دین کچھ تردد نکرین اسیواسطے
شہر اندلس کے علمانے ابن حاتم جو ذی علم اور ہمجلیس مفتی وقت کا تھا بمجرد اطلاق
کرنے لفظ یتیم کے آنحضرت صلعم پر حکام وقت سے قتل کرڈالا اور عوام اہل اسلام پہ
لازم ہے کہ بمجرد وقوع ایسے مفسدہ کے مدعی اور گواہ ہوکر حکام وقت سے سزایابی مین
اوسکے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین اور اوسکے نزدیک جانے سے لوگون کو
باز رکھین یعنی ملاقات اوسکی زہر قاتل سے بدتر تصور کرین **دفعہ ہشتم ۸**
شہر خازیپور انھین وجہون سے اونپر آپ کے اقبال سے ابتک محفوظ ہے

ـ نقل خلاصہ عرضداشت جو جواب الجواب ہمراہ بحضور صاحب ممدوح ارسال کیگئی

والانامہ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۸۹۵ء مع جواب مولوی امانت اللہ صاحب صدور پایا۔ اوسکے مضامین سے خاکسار مطلع ہوا۔ جواب کو اول سے آخر تک دیکھا۔ محض بے دلیل ہے اور کسی طور سے یہ امر ثابت نہیں کیا گیا کہ مسجد مین جاکر ہمارا نماز پڑہنا ممنوع ہے جو چند باتین ہماری نسبت لکھی ہین محض اتہام ہین کچھہ اصلیت اونکی نہین ہے ۔ کیا کوئی آدمی بھی باور کریگا کہ ہم لامذہب ہین (یعنی ہمارا کوئی مذہب نہین ہے)

اگر بالفرض بقول باطل وہ سب باتین جو ہماری نسبت لکھی ہین مان بھی لیجائین تو غایۃ الامر اوس سے اسیقدر ثابت ہوگا کہ ہم معاذاللہ فرقۂ اہلسنت سے خارج ہین اور مثل شیعہ ۔ ناصبی ۔ خارجی ۔ وغیرہم کے ہین (جیسا کہ رسالہ جامع الشواہد کے مصنف کا دعاہے) لیکن اس سے کیسطرح ثابت ہوا کہ ہم مسجد مین جاکر نماز خوانی کے قابل و مستحق نہین ہین ۔

مقام تعجب ہے کہ شیعہ وغیرہ جو اپنے اہل سنت ہونے کے اقراری ہین وہ تو سلف سے آجتک مسجد مین نماز خوانی سے روکے نجاتین اور کسی امام و مجتہد سے اسکا فتوی منقول نہو اور حرمین شریفین (یعنی مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) مین جہان کہ اسلام کی بنیاد ہے یہ سب مختلف فرقے ایک مسجد مین برابر نماز ادا کرین اور کوئی کسی سے متعرض و مزاحم نہو اور ہم کہ ہر طرح سے اہلسنت وجماعت ہین صرف چند بیجا تہمتون سے مسجدون سے روکے جاتین یہ کیا انصاف ہے ۔

تفسیر ابو السعود حنفی مفتی روم مطبوعہ استنبول کے صفحہ ۵۸۶ جلد دوم و تفسیر مظہری مصنفہ قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتی مطبوعہ حصار کے صفحہ ۳۴۶ جلد اول و دیگر کتب معتبرہ مین مرقوم ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے

نقل عبارت لفافہ خط صاحب ممدوح

بکار قیصر ہند — پاس مولوی عبد اللہ مدرس چشمہ رحمت اسکول غازیپور نمبر ۲۲۴۸
خلاف ضابطہ مع نقل درخواست مولوی امانت اللہ صاحب و مع کتاب چھاپہ
جامع الشواہد بھی بند ہے ÷

چونکہ مولوی امانت اللہ صاحب نے جواب منقولہ صدر مین کوئی بات مطابق استفسار صاحب ممدوح کے نہین لکھی نہ کسی آیت یا حدیث کا حوالہ دیا نہ امام ابو حنیفہ رح کے (جنکے مقلد ہونے کا اونکو ادعا ہے) کسی فتوے کا پتہ بتایا بلکہ زائد اور فضول باتونکا ڈھیر لگا دیا دلیل شرعی ایک بھی نہ لکھی صرف زبانی جمع وخرچ پر کفایت کی علاوہ بران بیچارے عاملان حدیث پر بیجا اتہامون کا طومار باندہا اور بتقلید بعض مفسدین متعصبین غلط غلط باتین اونکی طرف منسوب کرکے مغالطہ اور فریب دہی کا طریقہ اختیار کیا — اسلئے مولانا مولوی حافظ عبد اللہ صاحب نے جواب مذکور کی مفصل کیفیت لکھکر اور اوسکے اتہامات بے سروپا کی قلعی کھولکر صاحب ممدوح کی حضور مین ہمراہ اپنی عرضداشت کے جسکا خلاصہ ذیل مین درج ہے بھیجدیا — اس جواب کا دوسرا حصہ جسکا نام ابراء اہل الحدیث والقرآن مما فی جامع الشواہد من التہمۃ والبہتان ہے (جو مولوی امانت اللہ صاحب کی دفعہ ششم کا جواب ہے جسمین مولوی صاحب موصوف نے رسالہ جامع الشواہد کا (جو ایک مجموعہ مضامین غلط وفساد انگیز و اتہامات بیجا کا ہے) حوالہ دیا تھا سنہ تیرہ سو چار مین طبع ہوکر شائع ہوا — اب جواب الجواب کا پہلا حصہ جو بقیہ دفعات کا جواب ہے جسکا نام الکلام البناء فی رد ہفوات من منع مساجد اللہ ہے حسب وعدہ طبع کیا جاتا ہے —

کہ ہم امام صاحب کے پیرو ہین - یہ تعصب اور نفسانیت نہین تو کیا ہے -
یہ کیسا ظلم ہے کہ کسیکو بیجا تہمتین لگا کر مسجد و نمین نماز پڑھنے سے اور اللہ کی یاد سے روکتے ہین اور اللہ نے جو اپنے کلام مقدس مین فرمایا ہے (کہ اوس سے بڑھکر کون ظالم ہے جو اللہ کی مسجد و نمین اوسکی یاد سے روکے دیکھو سورہ بقر رکوع ۱۴) اوسکا کچھہ بھی خیال نہین کرتے -
اگرچہ جواب الجواب مین ہمکو وجوہات متذکرہ بالا کافی و بس ہین لیکن اس خیال سے کہ جو تہمتین اوسمین ہمارے ذمہ لگائی گئی ہین اونکا بیجا و غلط ہونا حضور پر بخوبی روشن ہو جاوے ہر ایک دفعہ کا تفصیلی جواب لکھنا مناسب سمجھا گیا -
خلاصۂ جواب الجواب اسیقدر ہے کہ مجیب صاحب یعنی مولوی امانت اللہ صاحب جو ہمکو مسجد مین جاکر نماز پڑھنے سے مانع و مزاحم ہوتے ہین ہماری دانست مین محض بیوجہ ہے نہ اسکا ثبوت قرآن سے ہے نہ حدیث سے نہ اماموں کے فتوے سے - ہمارے خیال مین جہانتک ہم غور کرتے ہین یہ کارروائی مولویصاحب کی اپنی ذاتی ہے نہ مذہبی یعنی یہ کارروائی اونھون نے اپنے مذہب کی ہدایت سے نہین کی ہے بلکہ اور کسی وجہ سے اور جو چند باتین ہمارے نسبت لکھی ہین محض اتہام ہین اونکی کچھہ اصلیت نہین ہے -

جواب سے پہلے چند امور کی گذارش

(۱) ہمنے حضور کے روبرو مولویصاحب کی شکایت ایک بھی ظاہر نہین کی لیکن جب مولویصاحب نے اپنی تحریر مین بیوجہ اتہامات کا طومار باندہا تو ہم کیونکر نہ اسکا حال حضور پر ظاہر کرین اور امر حق کے اظہار مین معذور سمجھے جائین -
(۲) حضور نے حسب استدعا ہمارے مجیب صاحب سے اس امر کا استفسار فرمایا تھا کہ وہ جو ہمکو مسجد مین نماز پڑھنے سے ممانعت کرتے ہین اسکی وجوہات لکھین لیکن

لوگونکو بھی اپنی مسجد مین نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے جو کہ مسلمان بھی نتھے بلکہ عیسائی
مذہب رکھتے تھے اور وہ لوگ مع افسر جسکا نام عبد المسیح تھا ساٹھ آدمی تھے یہ سب لوگ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ طیبہ مین مقام نجران سے سفیر آئے تھے
آپ کی مسجد مین داخل ہوئے وہین اونکی نماز کا وقت آگیا نماز پڑھنے کو کھڑے ہوگئے
بعض اشخاص حاضرین اونکے مزاحم ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اونکو
نماز پڑھنے کی اجازت دی اور اون بیجا مزاحمت کرنیوالونکو اونکی اوس بیجا مزاحمت سے
روکا اوِنھون نے حسب اجازت خاص آنحضرت ص کے اوس مقدس مسجد مین اپنے طریقہ
کے مطابق رو بمشرق (یعنی بیت المقدس کیطرف رخ کر کے) نماز پڑھی -
اور کتاب ہدایہ مصنفہ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر حنفی چھاپہ مصطفائی کے صفحہ ۲۷۶ جلد ۴ مین
مرقوم ہے کہ قبیلہ ثقیف کے جو سفیر آئے تھے اور وہ کفار تھے اونکو بھی نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد مین اوتارا تھا -
اور تخریج ہدایہ مصنفہ امام جمال الدین عبد اللہ بن یوسف زیلعی حنفی چھاپہ علوی کے صفحہ ۲۰۴
جلد ۲ مین اتنا اور بھی لکھا ہے کہ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ انکو مسجد
مین اوتارتے ہین حالانکہ یہ لوگ مشرک ہین تب آپنے فرمایا کہ زمین نجس نہین ہو جاتی
اسیوجہ سے امام ابو حنیفہ رح کافرون و مشرکون کو نجس نہین فرماتے اور عام مسجدون
مین اونکو آنیکی اجازت دیتے ہین (دیکھو ہدایہ چھاپہ مصطفائی صفحہ ۲۷۶ جلد ۴ - و
درمختار مع رد المحتار مشہور بہ شامی چھاپہ دہلی صفحہ ۲۴۸ جلد ۵)
عجیب امر ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو غیر ملت والونکو بھی اپنی مقدس
مسجد مین جگہہ دین اور امام ابو حنیفہ رح بھی اسیوجہ سے کافرون و مشرکون کو نجس
نفرمائین اور اونکو عام مسجدونمین آنیکی اجازت دین اور اب ایک مسلمان دوسرے
مسلمان کو مسجد مین آنے اور نماز پڑھنے سے روکتا ہے اور یہ بھی دعویٰ کرتا ہے

علی الخصوص کتب معتبرہ احناف پر بہ نشان صفر دیا ہے اور کتب مطبوعہ مین مطبع کا
نشان بھی دیا ہے یہ سب کچھ ہمنے اسی امید پر کیا ہے کہ حضور اس تحریر کو بہ انصاف
ملاحظہ فرمائینگے - اور جبکہ مجیب صاحب حضور کے استفسا کا جواب قرآن یا حدیث
یا حضرت امام ابوحنیفہ رح کے قول سے جنکا وہ اپنے کو پیروکار قرار دیتے ہین
نہین تو حضور اونکو یہ فرمادیوین کہ وہ ہماری بیجا مزاحمت وایذا رسانی سے باز رہین

(۷) اس صورت مین حضور کا مجیب صاحب کو یہ فرمادینا اونکے امور مذہبی
مین کسیطرح دست اندازی نہین ہے بلکہ اونکو اونکے مذہب پر قائم رہنے کی
یہ عین ہدایت ہے - اسیوجہ سے خود مجیب صاحب کے اپنے جواب دفعہ نہم
مین راستبازی کے ساتھ اپنی خواہش کو ہماری خواہش کے مطابق اظہار کرکے
اوسکے نفاذ کے لیے حضور کی مرضی واجازت کے خواستگار ہوئے ہین -

(۸) چونکہ مجیب صاحب نے دفعہ ۲ مین ہمارے طریقہ والونکی نسبت خلاف واقع
یہ لکھدیا ہے کہ اکثر اضلاع مین حکام کیجانب سے مسجدونمین جانے اور نماز پڑھنے
سے ممانعت ہوگئی ہے - اور دفعہ ۴ مین ہمارے استاد جناب مولانا سید
محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی نسبت بہت باتین خلاف واقع لکھدی ہین -
لہذا پانچ عدد نقول فیصلجات انگریزی باضابطہ - اور ایک خط پاشاے مکہ معظمہ کا
فوٹوگراف مع ترجمہ اردو جن سے امور مندرجہ ہر دو دفعہ مذکور کا خلاف واقع ہونا
بخوبی دریافت ہوسکتا ہے واسطے ملاحظہ حضور کے شامل جواب ہذا کیا گیا اور ایسے
فیصلے اور بھی بہت سے پیش ہوسکتے ہین - اور ایک نقل معاہدہ علماے فریقین
مصدقہ عدالت کمشنری دہلی باضابطہ واسطے ملاحظہ کے شامل جواب ہذا ہے -

(۹) چونکہ ہمارے جواب مین بحکم ضرورت کسیقدر طوالت ہوگئی ہے اور
اسکے نقل کرانے مین حضور کو تکلیف ہوتی اسلیے اسکے دو نسخے نقل کراکر حضور مین

اونھون نے دفعہ ا سے دفعہ ۲ تک خامہ فرسائی کی اور اصل بات بالکل فروگذاشت فرمائی یعنی وجہ شرعی ایک بھی نہ لکھی —

لہذا ہم حضور سے امید رکھتے ہین کہ مجیب صاحب کو مکرر ارشاد فرمایا جاوے کہ بہت نہین تو ایک ہی وجہ شرعی (قرآن و حدیث سے نہ سہی) امام ابو حنیفہؒ ہی کے قول سے تحریر فرماویں اور مثل سابق زائد باتین جو اصل مطلب سے غیر متعلق ہین نہ لکھین کیونکہ اس سے بجز طوالت اور کچھ حاصل نہین ہے)

(۳) ہمنے اس جواب الجواب مین جن کتابون کے حوالے دئے ہین وہ سب کتابین اسوقت ہمارے پاس موجود ہین اور جو انمین عاریت کی کتابین ہین وہ تاریخ ارسال جواب الجواب سے ایک مہینے تک اور ہم اپنے پاس رہنے دینگے اگر مجیب صاحب کو کسی جگہہ پر ہمارے حوالہ مین کچھ شک وشبہہ ہو تو اس مدت مین ہم مقابلہ کرا دینے کو حاضر ہین - اور بعد ایکماہ کے جب وہ کتابین واپس ہو جائینگی تو مقابلہ کرانے سے ہم معذور ہو جائین گے —

(۴) ہمنے بھی اس جواب الجواب مین جہان جہان مجیب صاحب سے اونکی دستاویزہ پیش کردہ مین مقابلہ کرا دینے کا مطالبہ کیا ہے اونکو لازم ہے کہ اصل کتاب سے مقابلہ کرا دین اور بھی اسکے علاوہ جن جن امور کا ثبوت ہمنے اونسے طلب کیا ہے عنایت فرماوین

(۵) مجیب صاحب کو اگر ہمارے جواب الجواب کا جواب لکھنا منظور ہو تو گو یہ اونکو کچھ بھی مفید نہین ہے بلکہ محض لاحاصل ہے کیونکہ اس سے اصل مقصود جسکے لئے حضور ہی کے پاس چٹھی بھیجی ہے حاصل نہین ہو سکتا جیسا کہ ہم صدر مین لکھ آئے ہین تاہم حضور کے استفسار کا جواب لکھکر اور ہمارے مطالبات کا ثبوت دیکر شوق سے جواب لکھین -

(۶) ہمنے جو اس تحریر مین کسیقدر صرف وقت کیا ہے اور کتابون وغیرہ کے جابجا سے بہم پہنچانے مین جدوجہد کی ہے اور ہر ایک امر حوالہ طلب کا حوالہ کتب معتبرہ پہ

اور یہ مذہب (اتباع کتاب و سنت) صرف ہمارا ہی مذہب نہیں ہے تمام سلف صالحین کا یہی مذہب ہے اسکی تفصیل دفعہ ۵ شسشم کے جواب مین صفحہ ۱۵ سے صفحہ ۲۱ تک مین مرقوم ہے -

اور تقیہ نہ ہمنے کیا نہ کرتے ہین اور نہ ہمارے مذہب مین ایسا تقیہ کرنا آیا ہے علاوہ اسکے اس زمانہ آزادی مذہبی مین جو سرکار انگلشیہ سے ہرایک رعایا کو حاصل ہے تقیہ کرنیکی حاجت ہی کیا ہے - اور ہمارا تو عوام کے مرید کرنیکا پیشہ بھی نہین ہے کہ اونکے پھر جانیکا خوف ہوکر اسوجہ سے ہمکو تقیہ کرنیکی حاجت ہو -

- ہان یہ بات بے شبہہ ہے کہ جب سے ہمنے قرآن مجید اور حدیث شریف پڑھی ہے اور مسئلہ تقلید کی حقیقت کو خوب سمجھا ہے تب سے کسی مسئلہ کو بدون دستاویز کامل کتاب و سنت کے قبول نہین کرتے اور جب کامل طور سے ثبوت ہوجاتا ہے تو اوسکی تسلیم سے دریغ نہین کرتے -

مسائل آمین بالجہر و رفعیدین وغیرہ مین ایساہی عمل آیا ہے اور یہ کوئی تقیہ کی بات نہین ہے - بلکہ نص قرآن سے بھی ثابت ہے کہ جب کسیکو اچھی بات معلوم ہوجائے تو اوسپر عمل کرے اور اوسکے ماسوا کو چھوڑ دے ایسے لوگونکی خدانے

تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۴ نبی اور رسول اسی بات کی ہدایت کے لئے دنیا مین بھیجے گئے ہین سورہ آل عمران مین فرمایا مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ الآیۃ - یعنی نہین لائق ہے کسی آدمی کو کہ اللہ اوسکو دے کتاب اور حکم اور پیغمبری پھر وہ لوگون سے کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہوجاؤ لیکن وہ کہتا ہے کہ اللہ والے ہوجاؤ یعنی خداپرست ہوجاؤ - سورہ نحل مین فرمایا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ یعنی بشیک ہمنے بھیجا ہر ایک امت مین رسول

ارسال کیئے گئے کہ ایک نسخہ جسکے ساتھ نقول شامل ہین حضور مین رہے اور ایک مجیب صاحب کے پاس ارسال فرمایا جاوے — معروضہ ۱۶ استمبر ۱۸۸۵ء

جواب دفعہ اول

جو اس دفعہ مین لا مذہب کا لفظ اور تقیہ کرنا اور دفعہ ۶ و ۷ مین لفظ وہابی کا ہماری نسبت لکھا ہے بالکل غلط اور اتہام بیجا ہے نہ ہم لامذہب ہین نہ وہابی اور نہ تقیہ کرنا ہمارا شعار ہے —

ہمارا مذہب تو اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہے یعنی ہم صرف قرآن مجید اور حدیث شریف کی پیروی کرتے ہین اور ہر ایک مسئلہ مین انھین دونوں کو اپنے مذہب کی کسوٹی جانتے ہین کیونکہ کلمہ طیبہ [1] لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مین جسکے پڑھنے اور اوسپر ایمان لانے سے ہم مسلمان ہوئے ہین اوسمین انہین دونون باتونکا ہمسے عہد لیا گیا ہے اسلیئے کتاب و سنت کی موافق جس کسیکی بات ہو قبول کر لیتے ہین اور انکے برخلاف کسیکا قول و فعل (پیر کا ہو خواہ استاد کا مان باپ کا ہو یا اور کسیکا) تسلیم نہین کرتے —

---

[1] قولہ کیونکہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین جسکے پڑھنے اور اوسپر ایمان لانے سے ہم مسلمان ہوئے ہین اوسمین انہین دونون باتونکا ہمسے عہد لیا گیا ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آدمی کو صرف اپنی عبادت کے لئے بنایا ہے اور دوسرون کی عبادت سے منع فرمایا ہے — سورۃ الذاریات مین فرمایا مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ یعنی مین نے جن اور آدمی کو نہین بنایا مگر اسلیئے کہ وہ میری عبادت کرین — سورہ بنی اسرائیل مین فرمایا وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ یعنی حکم کیا تیرے رب نے کہ نہ عبادت کرو اوسکے سوا کسیکی — اسیطرح اور بہت جگہہ فرمایا — اور سارے

علاوہ اسکے محمد بن عبدالوہاب نجدی جو وہابیوں کا پیشوا تھا خود حنبلی المذہب تھا
(دیکھو شامی مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۰۱ جلد ۳) اور اہلحدیث مذاہب مقلدین سے
کسی مذہب کے مقلد نہیں۔ تو تابع ہونا ہمارا ابن عبدالوہاب نجدی کا نہایت
عجیب ہے وہابی اور اہلحدیث میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے۔
علاوہ برین مذہب وہابیہ تو ۱۱۶۰ھ سے شروع ہوا۔ اور اہلحدیث تیرہ سو برس سے
بلکہ اوسی دن سے جس دن سے اسلام دنیا میں آیا چلے آتے ہیں پھر کس طرح یہ
لوگ وہابی ہو سکتے ہیں۔
ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کو کیوں وہابی کہا جاتا ہے ہم نے جہاں تک غور کرتے ہیں
اسکی کوئی وجہ ہمارے خیال میں نہیں آتی۔ اور یہ لقب ہمارے نزدیک
بہت ہی برا لقب ہے ہم اسکو گالی سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ ہمارا یہ لقب ہرگز
اچھی نہیں ہیں۔ جو لوگ ہمکو اس لقب سے یاد کریں اونکو ازسر نو کلمہ اسلام
اسکی وجہ سے سزا دینا فرمالیوے چاہے اوسے اختیار ہے۔

تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۴ اوسکے سوا اور کسیکو حکومت سزاوار ہے اسلیئے کہ اوسکے سوا اور
جتنے لوگ اور چیزیں ہیں سب اوسکی مخلوق اور مربوب ہے اور وہ سب کا خالق اور رب ہے
سورۃ الانعام میں فرمایا خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ یعنی وہ ہر چیز کا خالق یعنی بنانیوالا ہے
سو تم اوسکی عبادت کرو۔ اور سورۃ المومن میں فرمایا ذَٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
یعنی وہی خدا ہے تمہارا رب ہر چیز کا خالق۔ سورۃ الفاتحہ میں فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
یعنی ساری حمد اللہ ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ اور سورۃ الشعراء
میں فرمایا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا یعنی وہ رب ہے آسمان اور زمین کا اور
جو کچھ اونکے بیچ ہے۔ اور فرمایا رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْاَوَّلِينَ یعنی وہ رب
ہے تمہارا اور رب ہے تمہارے اگلے باپ دادوں کا۔ اور فرمایا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

بہت تعریف کی ہے (دیکھو سورہ زمر رکوع ۲) اور سلف صالحین کا ہمیشہ سے یہی طریقہ مرضیہ چلا آیا ہے چنانچہ مسائل رجوع ائمہ مجتہدین اسپر شاہد عدل ہیں -

ہمارے تقیہ کے بارہ مین مجیب صاحب کے کلام مین عجب اختلاف بیانی پائی جاتی ہے - دفعہ ۲ مین تو وہ ہمکو نہایت مرتبہ کا کمزور لکھتے ہین یہان تک کہ شہر کا ویہات کا ایک شخص بھی بقول اونکے ہمارا ہم مذہب نہین ہے اس سے بڑھکر اور کیا ہماری کمزوری ہوگی - پھر دفعہ ۱ مین لکھتے ہین کہ یہ لوگ جب تک کمزور رہتے ہین عموماً تقیہ کرتے ہین ان دونون باتون کے ملانے سے صاف یہ نکلا کہ ہم ابتک تقیہ کرتے ہین - اور اس دفعہ اول مین یہ لکھا کہ چار پانچ برس کے بعد سے تقیہ چھوڑ دیا ہے اور یہ امر خلاف راستی ہے اور جب ہم صرف کتاب و سنت کے پیرو ہین اور ایک نفیس لقب (اہلحدیث و اہل سنت جماعت) سے ملقب ہین اور اسلیئے اپنے کو کسی اگلے بڑے امام کی طرف منسوب نہین کرتے نہ اپنے کو حنفی و شافعی کہتے ہین اور نہ مالکی و حنبلی کہتے پر راضی ہوتے ہین تو پھر محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب کرنے پر کب راضی ہونگے -

تتمہ حاشیہ ص ۱۴ اس مضمون کے ساتھ کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے یعنی غیر اللہ کی عبادت سے بچو سورہ زخرف مین فرمایا وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ یعنی تو پوچھ دیکھ اون ہمارے رسولون سے جنکو ہم نے تجھسے پہلے بھیجا کہ کیا ہمنے رحمان یعنی خدا کے سوا اور معبود ٹھہرائے ہین جنکی عبادت کیجاوے - اور عبادت کے معنی ہین بندگی کرنا یعنی فرمانبرداری کرنا - اور حکم پر چلنا - تو آیات مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو صرف اسلیئے بنایا ہے کہ وہ اوسکی فرمانبرداری کرین اور اوسیکے حکم پر چلین اور سارے نبی اور رسول اسی امر کی ہدایت کے لئے دنیا مین بھیجے گئے ہین اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جو کلمہ طیبہ کا پہلا حصہ ہے اوسکا یہی مطلب ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہین یعنی اللہ کے سوا کوئی اس لائق نہین ہے کہ اوسکی فرمانبرداری کیجاوے اور اوسکے حکم پر چلا جاوے اور اسمین یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاکم نہین ہے اور نہ

توجب اس طرح کے آدمیون نے بعض لوگونکو اون حدیثون پر عمل کرتے دیکھا جنکا رواج اون کے مذہب مروجہ مین نتھا تو گھبرائے اور واسطے منع کرنے عمل بالحدیث اور ثابت کرنے وجوب تقلید شخصی کے تحریرًا و تقریرًا بڑے زور لگائے۔ اور جب کسی طور سے کسی دلیل شرعی سے اپنا دعوی ثابت نہ کرسکے اور عاجز آنکر تھک گئے تو ظلم پر کمر باندھی۔ کیونکہ سنت جاہلان ست کہ چون بدلیل از خصم فرومانند سلسلۂ خصومت بجنبانند چون آزر بت تراش کہ بحجت با پسر بر نیامد بجنگ برخاست لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ اور ہاتھ اور زبان اور قلم سے طرح طرح کے ظلم عاملان حدیث پر شروع کیئے اور اس معاملہ کو بہت طول دیا۔

ہر چند ہمدرد و خیر خواہان قوم نے باہمی اتفاق و اتحاد کے بہم پہونچانے مین کوششین کین اور اسکے وسیلون اور ذریعون کے حاصل کرنے مین اپنی طاقتین صرف کین۔ لیکن جون جون وہ اس امر مین کوششین کرتے گئے تون تون طاعنین

تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۴ دن کو رات بنا اور نکالے جیتا مردے سے اور نکالے مردہ جیتے سے اور تو رزق دیوے جسکو چاہے بے شمار — اور جب سارے جہان کا مالک اور بادشاہ حقیقی وہی ہے تو حاکم اور ملک مین قانون کا جاری کرنیوالا بھی وہی ہے کسی چیز کو اپنے بندون کے لئے حلال کرنے والا اور کسی چیز کو اون پر حرام کرنیوالا وہی ہے کسی چیز کو اون پر واجب کرنیوالا اور کسی چیز کو مباح کرنیوالا بھی وہی ہے۔ سورہ یوسف مین فرمایا اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ یعنی حکم لائق نہین مگر اللہ کو۔ اوس نے حکم کیا ہے کہ عبادت نہ کرو اوسکے سوا کسیکی یہی استوار دین ہے لیکن اکثر لوگ نہین جانتے اور سورۃ القصص مین فرمایا وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ یعنی اور تیرا رب پیدا کرتا ہے

اصل وجہ ان سب تہمتون اور بہتانون کی عام اور مختصر طور پر یہ ہی کہ

اس ملک مین علم حدیث کا درس و تدریس نہایت کم تھا اور حدیث کی کتابین بھی بہت کمیاب تہین - اور غالبا سوائے فقہ مذہب حنفی کے اور کسی مذہب کے مسائل کا رواج نتھا - اب اللہ تعالی کے فضل سے حدیث کی کتابین بہت موجود ہوئین اور بندگان خدا نے حدیث شریف کا پڑہنا اور اوسپر عمل کرنا شروع کیا - اور اکثر آدمیون کی عادت ہوئی ہے کہ ایک مدت سے جس کام کا رواج ہوتا ہے اوسکے سوا کوئی اور کام اچھا بھی دیکھتے ہین تو گھبراتے اور نہایت تعجب کرتے ہین - اور جس کام کا رواج یا عادت پڑجاتی ہے تو کیسا ہی برا کیون نہو اوس سے گھبراہٹ اور تعجب نہین آتا کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ -

تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۴ وَمَا بَيْنَهُمَا یعنی وہ رب ہے مشرق اور مغرب کا اور جو کچھہ اونکے بیچ ہے - اور جب اوسکے سوا جہان کے سارے لوگ اور چیزین اوسکی مخلوق و مربوب ہین اور وہی سب کا خالق اور رب ہے تو سارے جہانکا مالک اور بادشاہ حقیقی بھی وہی ہے امیر کا غریب کرنے والا اور غریب کا امیر کرنیوالا وہی ہے - عزیز کا ذلیل کرنیوالا اور ذلیل کا عزیز کرنیوالا وہی ہے - بادشاہ کا رعیت بنانیوالا اور رعیت کا بادشاہ بنانیوالا وہی ہے - تندرست کو بیمار کرنیوالا اور بیمار کو تندرست کرنیوالا وہی ہے - سورہ آل عمران مین فرمایا قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ یعنی تو کہہ اے اللہ ملک کے مالک تو ملک دیوے جسکو چاہے اور ملک چھین لیوے جس سے چاہے اور عزیز کرے جسکو چاہے اور ذلیل کرے جسکو چاہے تیرے ہاتھہ مین ہے خوبی ہے - بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے - تو لے آوے رات کو دن مین اور لے آوے

چنانچہ اول ایک جعلی فتوی اہلحدیث کیطرف سے چھپوا کر شائع کیا ایسے گندے گندے
مضامین کا کہ معاذ اللہ سور کی چربی پاک ہے۔ پھوپھی سے نکاح درست ہے۔ اور منی کا کھانا
حلال وغیرہ وغیرہ ۔۔۔۔۔ اور بعد چندے دریافت ہوا کہ انہیں صاحبوں
میں سے ایک شخص کی کارروائی تھی چنانچہ انکا کچھ حال رسالہ کلام سلیم کے صفحہ [illegible] اور [illegible] میں
مذکور ہے [illegible] اور اس قسم کی افترا پردازیاں اور فتنہ انگیزیاں بیشتر سب سے پہلے
شہر دہلی سے (جو ہمیشہ سے ہر ایک فن کے اہل کمال کا مرجع و مجمع ہے) شروع ہوئی
ہیں ۔ پھر رفتہ رفتہ دیگر دیار و امصار مثل ہندوستان پنجاب وغیرہ میں پھیل گئی ہیں مسلمانوں
کے باہمی بغض و عداوت کے بڑھجانے کے موجب ہو جاتی ہیں ۔
ہر بار ایسے فتنہ و فساد کا دہلی میں مدت سے گرم تھا۔ سنہ [illegible] میں جبکہ جی جی میک صاحب
بہادر کمشنر دہلی نے ہمیشہ کے مقدمات دیوانی و فوجداری کے سنتے سنتے تنگ آکر
اس بات کو [illegible] اور [illegible] میں کے علما و مقتدا کو بلا کر دوستانہ طور پر سمجھایا

تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۴ اور صحیحین میں ہے کہ آپ نے فرمایا خُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ یعنی مجھ پر
تمام رسولوں کا خاتمہ کیا گیا اور فرمایا اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ یعنی میں تمام نبیوں کا خاتم ہوں۔ اور صحیح مسلم
میں ہے کہ آپ نے فرمایا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ یعنی اور میں
سارے خلق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر تمام نبیوں کا خاتمہ کیا گیا (دیکھو مشکوۃ شریف
مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۵۱۲) تو اب احکام خداوندی کے معلوم کرنیکا ذریعہ آپ ہی کی ذات
کامل الصفات میں منحصر ہے پس جو احکام آپ نے اپنی امت کو تعلیم فرمائے اور پہنچائے ہیں
وہی احکام خداوندی ہیں اور انہیں احکام پر چلنا اللہ کی عبادت ہے جسکے لئے اللہ تعالی نے
آدمی کو بنایا ہے اور جو احکام آپ کے بتائے ہوئے نہیں ہیں گو وہ کیسے ہی تراشے ہوئے ہوں
وہ احکام خداوندی نہیں ہیں اور انہیں احکام پر چلنا غیر اللہ کی عبادت اور شرک اور خواہش
نفس کی پیروی ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ اور سورۃ الانعام میں فرمایا قل ان

نفاق انکی ان کوششون کے مٹانے سے نزاع اور فساد کے بڑہانے کے درپے ہوتے گئے - یہانتک کہ بذریعہ تحریر و تقریر کے اس امر کی منادی سنانے لگے کہ عاملان حدیث کو (جو کہ اصول مین انکے موافق اور صرف بعض فروع مین مخالف ہین) دین سے خارج سمجھو - انکو مسجدون سے نکالو - انکے پیچھے نماز نہ پڑھو - انکے پاس جانے سے لوگون کو باز رکھو - انکی ملاقات زہر قاتل سے بدتر تصور کرو - یہ لوگ کافر و مرتد ہوا چاہتے ہین انکے کفر و ارتداد کا بلاتردد فتوی دو - اور کچہہ تردد نہ کرو - اور مدعی و گواہ ہوکر حکام وقت سے انکی ایذارسانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرو وعلی ہذا القیاس - لیکن جب دیکھا کہ صرف معمولی فروعی اختلافون پر یہ احکام نہین لگائے جا سکتے اور لگائی بھی جاتے ہین تو عام لوگون پر موثر نہین ہو سکتے تو بیجا اتہامون سے کام لینے لگے اور اپنے مسلمان اہل سنت و جماعت بھائیون کی نسبت ایسی ایسی بیہودہ باتین خلاف واقع و ناحق شایع کرنے لگے جو انکو دائرہ اسلام سے خارج کرین یا گروہ اہل سنت و جماعت سے نکالدین ---

تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۳ جو چاہتا ہے اور برگزیدہ کرتا ہے جو چاہتا ہے - اونکو برگزیدہ کرنا نہیں پہنچتا ہے - وہ پاک ہے اور بہت برتر ہے اس سے کہ وہ اوسکا شریک بتاتے ہین - اور چونکہ اللہ تعالے نے اپنے احکام صرف انبیا اور رسل علیہم الصلوۃ والسلام کی معرفت اپنے بندون پاس بھیجے ہین - اور یہ منصب صرف اونہین انبیاو رسل ہی کو عنایت فرمایا ہے تو احکام خداوندی بجز انبیاء و رسل ہی کے وسیلے کے اور کسی ذریعہ سے بندونکو معلوم نہین ہو سکتے ہین ان احکام کے معلوم کرنیکا ذریعہ انھین خاصان خدا مین منحصر ہے - اور چونکہ اب منصب نبوت اللہ تعالی نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کردیا اور آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہوا نہ اب ہوگا چنانچہ سورۃ الاحزاب مین فرمایا وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ یعنی اور لیکن محمد رسول ہین اللہ کے اور ختم تمام نبیون کے

جن لوگون کے دل تعصب او نفسانیت سے صاف تھے اور قومی اتحاد و اتفاق کا ہونا ہنیز
چاہتے تھے اونکو یہ معاہدہ پسند نہ آیا - اور وہ اتفاق و اتحاد جو اس معاہدہ کی تاثیر
سے پیدا ہو رہا تھا اونکو بہت برا لگا آخر وہ اس معاہدہ کے فسخ کرانے کے درپے
ہو گئے اور اسکی تدبیرین سوچنے لگے پس پہلے تو اونھون نے یہ تدبیر نکالی کہ ایک
خط جعلی بڑے گندے مضامین کا جسمین تمام علمائے دین و ائمہ مجتہدین و مشائخ
کرام و اولیاء عظام کو کافر و مرتد و جہنمی لکھا تھا منجانب جناب مولوی سید محمد شریف حسین
صاحب خلف رشید جناب مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب - بنام جناب مولوی
ولایت علی صاحب مرحوم حنفی فرخ آبادی روانہ کیا - اور اوسکی نقلین جا بجا بلاد ہند و سبحان
و پنجاب مین پھیلایا اور عام لوگونکو بھڑکایا اور گو بعض جگہو نمین بعض ناواقف
مسلمانون پر کچھ کچھ اسکا اثر بھی ہوا لیکن اکثر بلاد کے عقلا اور رؤسا نے دروغ
بے فروغ سمجھکر اسکی طرف التفات و رخ نہ کیا -
اور چونکہ اوسکو کسی مطبع مین چھپوایا نتھا اسلیئے ثابت نہوا کہ کس بد خواہ قوم نے یہ کام کیا تھا
اور جب دیکھا کہ اس خط کا پورا پورا اثر نہوا تو ایک دوسری تدبیر نکالی -

تتمہ حاشیہ صفحہ ۲۱۴ عہد کرتا ہے اول یہ کہ مین اللہ ہی کی عبادت کرونگا اوسکے سوا اور کسیکی
عبادت نہ کرونگا یعنی اللہ ہی کے حکم پر چلونگا اوسکے حکم کے خلاف نہ چلونگا دوسرے یہ کہ مین صرف حضرت محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے بتائے ہوئے حکمونپر چلونگا دوسرون کے بتائے ہوئے حکمونپر جو آپکے بتائے
ہوئے نہین ہین نہ چلونگا کیونکہ نبوت یعنی احکام خداوندی کے پہنچانے کا منصب اللہ تعالی
نے آپ ہی کی ذات ستودہ صفات پر ختم کر دیا ہے - اسی فرمانبرداری کا نام ایمان اور اسلام
ہے - اسیکی نسبت فرمایا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ یعنی بیشک دین اللہ کے
یہان یہی اسلام یعنی خدا کی فرمانبرداری ہے - اور وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا
فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ یعنی جو شخص ڈھونڈھیگا اسلام (یعنی خدا کی فرمانبرداری) کے سوا ۲۱

کہ آپ لوگ عوام کے فتنہ وفساد کو بند کرین اور باہم اتفاق واتحاد کو قائم رکھین -
تیسرے فریقین کے سرامد علما کی توجہ سے جو اوسوقت مرجع افتا تھے اسبات پر معاہدہ ہوا کہ فریقین ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھین اور ایک دوسرے کے افعال نماز مین طعن وتوہین سے پیش نہ آئین اور مساجد مین ایک دوسرے کے مزاحم نہون جیسا کہ طریقہ سلف کا تھا اور عمل در آمد متقدمین کا رہا ہے اور ہر ایک شخص اپنے طور پر ایک مسجد مین اپنے عمل کے بجالانیکا مجاز ومختار رہے -
یہ معاہدہ علماء وفضلاء فریقین کے دستخطون ومواہیر سے مسجل ومزین ہو کر صاحب کمشنر بہادر دہلی کے حضور مین پیش ہوا - صاحب ممدوح نے بغرض توثیق وتصدیق اس واقعہ کے اوسپر اپنا دستخط فرمادیا چنانچہ اوسکی نقل بضابطہ واسطے ملاحظہ حضور کے شامل ہے -
اور اس معاہدہ کا اشتہار تمام ہندوستان مین کرایا گیا - لاہور - بمبئی - دہلی لکھنؤ - کلکتہ - وغیرہ مین بجنسہ چھپوایا گیا - اور اخبارات مین بھی درج کرایا گیا - اور تمام علمائے حق نے دور ونزدیک نے اسکو پسند فرمایا مگر

تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۴ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ۞ یعنی اور اگر تم اونکی فرمانبرداری کروگے تو ضرور مشرک ہو جاؤگے - اور سورۃ الفرقان مین فرمایا أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ۞ یعنی کیا تو نے دیکھا اوس شخص کو جس نے بنالیا اپنا معبود اپنی خواہش کو - اور سورہ ص مین فرمایا وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ یعنی اور تو پیروی نہ کر اپنی خواہش کی کہ وہ تجھکو اللہ کی راہ سے بہکاویگی - اور مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ جو کلمہ طیبہ کا دوسرا حصہ ہے اوسکا یہی مطلب ہے - یعنی محمد احکام خداوندی کے پہنچانیوالے ہین - تو اب معلوم ہوا کہ آدمی جب مسلمان ہوتا ہے یعنی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھکر اسلام مین داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالی سے وہ اقرار کرتا

یعنی نقل اس معاہدہ کی اس مجموعہ کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ مین شامل ہے

یہ وہی رسالہ ہے جسکا مجیب صاحب نے دفعہ ششم مین حوالہ دیکر اسکا خدمت حضور
کیا ہے - اس رسالہ مین جن امور کو کفر وضلالت لکھا ہے اور اونکی نسبت اہلحدیث
کیطرف کی ہے - بیشتر تو اونمین سے اہلحدیث پر اتہام بیجا ہین - اور کتنی باتین
ایسی ہین جو قرآن یا حدیث یا اقوال صحابہ کرام یا تابعین عظام یا ائمہ مجتہدین و
محدثین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے موافق ومطابق ہین پس اون امور کو
کفر وضلالت قرار دینا حقیقت مین حضرات صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین ومحدثین
رضی اللہ عنہم اجمعین اور اونکے پیروان کو کافر وضال کہنا ہے بلکہ اس سے
بھی بڑھکر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرف رکھنا اور قرآن وحدیث
وہیتہ لگانا ہے نعوذ باللہ من ذلک کلہ (اللہ ہمکو ایسے تعصبات سے بچاوے آمین -
اور طرفہ یہ کہ باوجود اسقدر طومار بندی اتہامات بیجا کے جو کہ اصل غرض تھی جسکے لیے
یہ سب طومار باندہا تھا (یعنی اہل حدیث کو مسجد مین آنے نہ دینا یا نکالدینا) اسکا نام کو بھی
کوئی ثبوت پیش نہین کیا چنانچہ ان سب کی تفصیل دفعہ ششم کے جواب مین مرقوم ہے -

تتمہ حاشیہ صد اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ الایۃ رواہ احمد والنسائی
والدارمی یعنی عبد اللہ بن مسعود رضہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمارے
سمجہانے کو ایک خط کھینچا پھر فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے پھر اوس خط کے داہنے اور بائین کئی خط
کھینچے اور فرمایا کہ یہ ایسی راہین ہین کہ انمین سے ہر ایک راہ پر ایک شیطان ہے جو لوگون کو
اوسکے طرف بلاتا ہے پھر پڑہا اور بیشک یہ میری راہ ہے سیدھی سو تم اوسکی پیروی کرو آخر آیت تک
(دیکھو مشکوۃ شریف مطبوعہ مجتبائی صفحہ) اور یہی فرمانبرداری ہے جسکے لیے اللہ تعالی نے
حضرت ابراہیم ع سے فرمایا کہ اَسْلِمْ یعنی تو فرمانبردار رہو جاو اونہون نے فرمایا اَسْلَمْتُ
لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی مین فرمانبردار ہوا جہان کے رب کا - اور یہی فرمانبرداری ہے جسکی
حضرت خلیل ع نے اپنے بیٹون کو اور حضرت یعقوب ع نے اپنے بیٹونکو وصیت کی اور فرمایا

ایک فتوی بطور رسالہ جامع الشواہد نام اس مضمون کا تیار کیا کہ اہلحدیث اہل سنت وجماعت سے خارج وگمراہ ہین - انمین ایسی باتین پائی جاتی ہین جو بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہین لہذا ان کے ساتھ ملنا بیٹھنا - انکے پیچھے نماز پڑھنا - انکو مسجد مین آنے دینا شرعًا نادرست ہے -

اور اسکے ذیل مین معاہدہ مذکورہ دہلی کی بے اعتنایی یون بیان کی کہ صاحب کمشنر دہلی نے اس سے صرف دونون فریق کا باہم ملاپ واتفاق کرانا چاہا تھا - وہ کچھ فتوی شرعی نہین کہ لائق اعتبار ہو - اور اسپر تین باطل دلیلین (جو محض مغالطہ ودھوکہ ہین) پیش کین (جن سب کا جواب دفعہ ششم کے جواب کے آخر مین بصفحہ ۹۵ تا ۹۸ - تفصیل سے مرقوم ہے)

اور اس رسالہ کو ایک قالب جو دفتر یہ طبع کرا کر ہندوستان وپنجاب کے اکثر شہرون و گاؤن مین بلکہ عربستان تک مشتہر کیا حتی کہ غازیپور مین بھی اسکے صدہا نسخے بارہا عام وخاص مین تقسیم ہوئے اور اسکے ذریعہ سے ناواقف لوگونکو تفرقہ اور مہاجرت کا خوب سبق پڑھایا اور باہمی بغض وعداوت کی بنیاد کو راسخ ومضبوط کیا -

---

تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۴ کوئی دوسرا دین تو وہ دین اوس سے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا دیکھو سورہ آل عمران - اور یہی فرمانبرداری صراط مستقیم وسبیل اللہ ہے جسکی نسبت فرمایا ہے وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ یعنی بیشک یہ میری راہ ہے سیدھی سو تم اوسکی پیروی کرو اور دوسری راہونکی پیروی نہ کرو کہ وہ راہین تمکو اوسکی راہ سے الگ کردینگی (دیکھو سورۃ الانعام) اور اسیکی نسبت وارد ہوا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِیْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰی كُلِّ سَبِیْلٍ مِّنْهَا شَیْطَانٌ یَّدْعُوْا اِلَیْهِ وَقَرَاَ وَ اَنَّ هٰذَا

اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا ـــــ اگر حضور کمشنر بہادر دہلی کے ذریعہ سے وہان کے اون علما سے جنکے نام کی مہرین معاہدہ و رسالہ دونون پر ثبت ہین اس رسالہ پر مہر کرنیکی وجہ دریافت فرمائین امید ہے کہ ان مہرونکا حال بخوبی ظاہر ہو جائیگا ـ

واضح ہو کہ اندنون ایک کتاب الفتح المبین نامی آلیس کے رد و کد کی احناف کیطرف سے شایع ہوئی ہے جسمین قریب دو سو کے مواہیر ہین ـ مصنف کتاب مذکور نے ص ۲۴۶ مین (بہ تمسک ایک حدیث کے) صاف اہلحدیث کے پیچھے برا برا اپنا نماز پڑھ لیا کرنا لکھا ہے ـ اور جو لوگ کہ اپنے مخالف مذہب کے پیچھے نماز پڑھنے سے اسوجہ سے احتیاط کرتے ہین کہ یہ (اونکی دانست مین) نجس پانی سے وضو کر لیا کرتے ہین اونکی اس احتیاط کو محض وہم اور تعصب قرار دیا ہے اس کتاب پر بھی مصنف جامع الشواہد کی و نیز اکثر اون حضرات کی مواہیر ثبت ہین جنکی مہرین جامع الشواہد پر ہو چکی ہین[1] اس کتاب پر ان حضرات کی مواہیر ثبت کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ ان سب نے اہلحدیث کے پیچھے نماز کا درست ہونا تسلیم کر لیا ہے اور جب ان لوگون نے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے اور مجیب صاحب اس باب مین انھین لوگون کے قدم بقدم چلتے ہین تو مجیب صاحب کو بھی یہ امر ضرور تسلیم ہے اور جب اہلحدیث کے پیچھے نماز کا درست ہونا تسلیم کر لیا گیا تو اہلحدیث کا مسجدونمین جا کر نماز پڑھنا بطریق اولیٰ قابل تسلیم ہے ـ اور اسی سے یہ ثابت ہے کہ ایسے سب مضامین جو رسالہ جامع الشواہد مین اور نیز اس کتاب مین مندرج ہین جنمین اہلحدیث کے پیچھے نماز کا درست ہونا یا مسجدون سے اونکو نکالدینا یا نہ آنے دینا بیان کیا گیا ہے سب محض تعصب اور نفسانیت سے تحریر ہوئے ہین نہ نیک نیتی سے ـ

[1] یہ ان حضرات کی عجیب دیانت داری ہے کہ اولاً معاہدہ مذکورہ پر اپنی مہرین کین ـ پھر جب جامع الشواہد کی باری آئی تو اوسپر بھی مہرین کین ـ پھر جب الفتح المبین تصنیف ہوئی

اسطرح کی باتین تو ایسے متعصب لوگون سے چندان محل تعجب نہین سخت تعجب تو مجیب صاحب سے ہے کہ اونھون نے کیون ایسے متعصبونکی پیروی اختیار کرلی اور بن سوچے سمجھے انکے لکھے ہوئے پر یقین کرلیا اور بدون اصل سے مقابلہ کیے ہوئے ایسے متعصبون کے بنائے ہوئے رسالہ کو سند مین حاکم کے سامنے مغالطہ دینے کو پیش کردیا اور یہ لکھدیا کہ اسپر قریب ساٹھ مہر علما کے موجود ہین اور اسمین انکے عقائد یقینیہ نام کتاب و نام مصنف ونشان صفحہ وتعین مطبع مرقوم ہے کہ جس سے انکار نہین ہوسکتا (یہ کس درجہ کا مغالطہ ہے)

اس رسالہ مین پچپن مہرین ہین جنمین سے کتنی مہرین تو اونہین اکابر مولویان فرقہ احناف کی ہین جنکی مہرین پہلے سے معاہدہ مذکورہ بالا پر بھی ہوچکی ہین جیسے علامہ* جلیل جناب مولانا محمد شاہ صاحب وجناب مولوی عبدالحق صاحب وجناب مولوی محمد یوسف صاحب وغیرہم)

اب اس رسالہ مین انکے نام کی مہرین غالبًا جعلی ہین کیونکہ معاہدہ مذکورہ پر انکی مہرین صداقت کو پہنچ چکی ہین - اور یہ امر انکی دیانت سے بعید ہے کہ پھر اوسکے خلاف پر بھی مہرین کرین جس سے اپنی صداقت ودیانت مین بٹہ لگائین اور عہد شکنی کا الزام اپنے ذمہ لیوین اور باستثنا اشخاص معدودہ سب اگلے پچھلے مسلمانون کو گمراہ اور کافر بتاوین اور اپنے مذہب پر بلکہ قرآن وحدیث پر بھی اعتراض کرین — اور اگر انکی یہ مہرین سچی ہین تو اس عہد شکنی کے مواخذہ سے انکا چھوٹنا مشکل ہے -

* ان صاحبون مین سے بعض صاحب مصنف رسالہ مذکورہ کے استاد بھی ہین اسکی نسبت کیا ارشاد فرمائیے

تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۴ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۝ یعنی اسے میرے بیٹو بیشک اللہ نے تمہارے لئے یہ دین پسند کیا ہے سو تم ہرگز نہ مرلو مگر فرمان بردار ہو کر اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنَا إِلَّا مُسْلِمِيْنَ بِجَاهِ نَبِيِّكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔ ۱۲ منہ

بلکہ مسند امام اعظم کے صفحہ ۱۰ مین ہے کہ اونکے نزدیک پانی کبھی ناپاک ہی نہین ہوتا
اسیطرح او تین چیزین زمین - کپڑا اور بدن -

افسوس کہ مجیب صاحب اپنے مذہبی مسائل روزمرہ کے برتاؤ کے بھی نہین دیکھتے
اور بن دیکھے بھالے دوسرون پر متعصبون کی تقلید سے طعن کرتے ہین جس سے
وہ طعن خود اونکے مذہب اور اہل مذہب بلکہ پیشواے مذہب پر عائد ہو جاتا ہے -
یہ نہایت تعصب اور بڑی بے انصافی ہے عاقل کی شان سے ایسی بات نہایت
نازیبا اور از بس بعید ہے -

یہان پر ایک بات قابل تحریر ہے وہ یہ کہ مجیب صاحب دفعہ نہم مین لکھتے ہین کہ مین
فرمان بردار دلی راست بازی کے ساتھ ہون اگر حکم ہو تو مین اپنی نام مسجد حوالہ کردون -
اس تحریر سے مجیب صاحب کے صاف ظاہر ہے کہ خود مجیب صاحب کو اقرار
ہے کہ جو کچھ اونھون نے اس دفعہ ۲ مین و نیز بقیہ دفعات مین خامہ فرسائی
کی ہے اور وجوہات لکھے ہین خود اون کے نزدیک بھی پایۂ اعتبار سے
ساقط اور محض بناوٹ اور تعصبانہ لکھی گئی ہین کیونکہ اگر اونکے نزدیک وہ
باتین صحیح ہوتین تو ایسا ہرگز نہ لکھتے کیونکہ اوپر لکھہ چکے ہین کہ ایسے لوگون کے
مسجد مین آنے سے مسجد ناپاک ہو جاتی ہے تو کیا صاحب بہادر کے فرما دینے سے
اپنی مسجد کو ناپاک کردینگے - یہ تو کوئی آدمی بھی جو اپنے مذہب کا سچا ہوگا گوارا
نہ کریگا - یہ وہی شخص گوارا کریگا جسکو خدا کا اور مذہب کا کچھہ بھی پاس و لحاظ
نہوگا - اور ایسا شخص حکام و رعایا کا کیا پاس و لحاظ کریگا اور کب سچا و وفادار
و حق شناس ہوگا -

اور پھیر اوسی دفعہ نہم مین لکھتے ہین (کہ دوسری مسجدون مین آمد و رفت ہونے
سے مخالفانہ حجت و تکرار پیش رہیگی) یہ بھی عجیب بات ہے کیا مسجد کسی خاص

جواب دفعۂ دوم

اس دفعہ مین جو پانی کا مسئلہ بیان کیا ہے اس مسئلہ کے نہ ہم قائل ہین نہ ہمارے استاد جناب مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب قائل ہین وباانہمہ یہ مسئلہ بہت سے صحابہ و تابعین واکابر دین کا ہے ۔ علی الخصوص امام مالک رح کا جنکو مجیب صاحب امام برحق ہونا تسلیم کرتے ہین اور اسکی پوری تفصیل دفعہ ششم کے جواب مین مذکور ہے ۔ عجیب امر ہے کہ مقام صدر (یعنی مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) مین مالکی طریقہ والونکا مصلیٰ قائم ہے اور وہ لوگ وہان نماز پڑھتے ہین نہ اونکو کوئی کسی طریقہ والا ممانعت کرتا ہے نہ وہانکا حاکم بلکہ سب ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے ہین ۔ اور یہان بھی (یعنی ہندوستان مین) آجاوین تو کچھہ ممانعت نہین ہوتی ہے ۔ اور مجیب صاحب لکھتے ہین کہ ایسے پانی سے کوئی وضو یا غسل کرکے ہماری مقدس مسجد مین آوے تو کیونکر نفرت نہوگی اور طبیعت کو تغیر نہوگا ۔

کیا مجیب صاحب کے نزدیک وہ صحابہ اور تابعین واکابر دین جنکا یہ مسئلہ ہے وہ بھی مالکی طریقہ کے لوگ اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی مسجدین یہ سب نجس و ناپاک ہین نعوذ باللہ من ذلک اس سے اور زیادہ کیا تعصب ہوگا ۔

اور طرفہ تر امر یہ ہے کہ شیعہ لوگ کہ اونکو ہمارے طریقہ سے کمال مخالفت ہے اور وہ لوگ ایسے پانی سے وضو و غسل کرکے مسجد مین داخل ہوتے ہین سلف سے آجتک کوئی اونکو مانع و مزاحم نہین ہوتا اور دفعہ ششم کے جواب مین معلوم ہوگا کہ امام ابوحنیفہ رح کا مذہب بھی اس سے چندان برخلاف نہین ہے ۔

تتمہ حاشیہ صفحہ ۲ تو اوسپر بھی ہوا ہیر ثبت کردین اور سب سے زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ ایسے لوگونکی کتاب بنائی ہوئی کو جو علاوہ متعصب ہونیکے اونکو اپنی ایکبات پر قرار نہین ہے مجیب صاحب نے تسلیم کرلیا اور بے تامل حاکم کے روبرو سند مین پیش کردیا ۔ ۱۲ منہ

ہندوستان اور عربستان کے سب کے سب پابند مذہب معین کے تھے) یہ بھی صحیح نہین ہے ۔ مجیب صاحب کتابین دیکھتے تو ایسا کبھی نہ لکھتے اور اونکو معلوم ہوتا کہ معاملہ بالعکس ہے کہ ہمیشہ سے لوگ غیر پابند مذہب معین کے چلے آئے ہین ۔ ہان قرون متاخرہ مین چوتھی صدی کے بعد سے بلا دلیل شرعی اکثر لوگونمین اس پابندی کا رواج ہوگیا تھا مگر اس زمانہ مین وہ رواج بھی اوٹھتا جاتا ہے ۔

مذہب معین کی پابندی (یعنی تقلید شخصی) کے وجوب کا مسئلہ ہماری دانست مین محض بے دلیل ہے نہ خدا نے کہین فرمایا ہے نہ رسول نے نہ رسول کے اصحاب وخلفا نے اور نہ ائمہ مجتہدین (یعنی امام ابو حنیفہ وامام شافعی و امام احمد وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) نے بلکہ دلائل شرعیہ واقوال ائمہ مجتہدین مذکورین سے اسکا خلاف ثابت ہے اور اصول کی کتابونمین بتفصیل مذکور ہے اور کسیقدر دفعہ ششم کے جواب مین بھی ذکر کیا گیا ہے ۔

اور **واضح رہے** کہ تقلید شخصی کا ضروری نہونا تو یہین سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح اور امام زفر رح شاگردان امام ابو حنیفہ رح بہت مسئلون مین امام صاحب کے مخالف ہین اور پھر انہین کے مسئلون پر احناف نے فتوی دیا ہے چنانچہ کتب مذہبی احناف اس سے مالا مال ہین اور ان لوگون پر بھی یہ امر مخفی نہین ہے ۔

بلکہ ان امامون سے بہت پیچھے کے علما نے بھی بہت مسئلونمین امام صاحب کا خلاف کیا ہے اور پھر انہین کے مسئلونپر احناف نے فتوی جاری کیا ہے چنانچہ دو چار مسئلے اس قسم کے بطور مشتے نمونہ از خرواری معرض بیان مین آتے ہین ۔

مسئلہ ۱ ہدایہ چھاپہ مصطفائی صفحہ ۲۲ جلد ۳ ۔ وشرح وقایہ چھاپہ لکھنؤ صفحہ ۲۹۹ جلد ۳ ۔ و در مختار مع شامی چھاپہ دہلی صفحہ ۳۵ و ۳۴ جلد ۵ مین مرقوم ہے

شخص کی ملک ہے کہ دوسرے کسی کا اوسمین کچھ حق نہین ہے مسجد تو خانۂ خدا اور
اور وقف لوجہ اللہ ہے۔ ہر ایک مسلمان کا حق ہر ایک مسجد مین یکسان ہے (اس
مقام پر فیصلہ آرڈو ریمنڈ صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر قسمت دہلی واقع تاریخ ۱۷ دسمبر
۱۸۳۸ء جو حضور مین پیش ہے ملاحظہ طلب ہے) تو کیا وجہ ہے کہ خود بدولت
کی مسجد مین ہمارے جانے سے (باوجودیکہ بقول باطل اونکے ہمارے جانے
سے مسجد ناپاک ہو جائیگی) حجت و تکرار پیش نہوا اور دوسری مسجدون مین
جانے سے پیش ہو۔
اور جبکہ مجیب صاحب حسب دفعہ ۳ و ۸۔ اپنے کو اعلیٰ درجہ کا پیشوا بلکہ اہل
حکومت اپنے پندار مین سمجھتے ہین تو اس صورت مین کہ مجیب صاحب اپنی
مسجد مین ہمارا جانا جائز و روا رکھین گے شہر والے اسکی سند نہ پکڑینگے اور
اس سے عام مسجدون مین ہمارا جانا جائز خیال نہ کرین گے۔ پھر ایسی صورت مین
دوسری مسجدون مین ہمارے جانے سے حجت و تکرار پیش ہونیکے کیا معنی ہین۔
اور جو اسی دفعہ مین لکھا ہے (کہ تقلید شخصی انکے یہان شرک و بدعت ہے بلکہ
حرام) یہ بھی عموماً صحیح نہین ہے تقلید کی قسمین ہین جس تقلید کو یہ لوگ
شرک و بدعت و حرام کہتے ہین اوسمین یہ لوگ متفرد نہین ہین اوسکو شرک
و بدعت و حرام سب اگلے علما کہتے و لکھتے چلے آئے ہین۔ اور اسکی کچھ تفصیل بھی
دفعہ ششم کے جواب مین مرقوم ہے۔
اور جو اسی دفعہ مین لکھا ہے (کہ تمام ہندوستان اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے
علما و فضلا قاضی و مفتی نے مسجدون مین جانے سے ممانعت کی) اسکو صحت
اور واقعیت سے کچھ سروکار نہین۔
اور جو اسی دفعہ مین لکھا ہے (کہ بارہ ۱۲ سو برس کے علماء و فضلا و پیران عظام

و ترجیح اونکے نزدیک ثابت ہوتی ہے تو اوسی مخالف قول کی تصحیح کرتے او اوسی کو ترجیح دیتے ہین) —— اور درمختار کے صـ۵۳ جلد اول مین مرقوم ہے کہ ہملوگونکو پیروی اوسی قول کی لازم ہے جسکو علمائے مرجحین و مصححین نے ترجیح دے رکھی ہے ——

اور صاحب حاوی قدسی نے تو درصورت اختلاف اصحاب مذہب کے صاف صاف ہر ایک اہل نظر کو وسعت دیدی ہے کہ قوت دلیل کی جس جانب مین دیکھین اوسی فتوی دلوین (دیکھو درمختار مع شامی صـ۵۲ جلد اول)

اور یہی بعینہ تمام سلف صالحین کے اقوال کا منشا ہے چنانچہ دفعہ ششم کے جواب مین آتا ہے انشاءاللہ تعالیٰ —

اور جب یہ ثابت ہوا کہ تقلید شخصی (یعنی پابندی اور پیروی مذہب معین کی) سوائے کتاب و سنت کے واجب نہین ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ہمیشہ سے لوگ غیر پابند مذہب معین کے چلے آئے ہین اور اسی پر تمام اکابر دین کا اجماع واتفاق رہا ہے اور یہی وہ سبیل مومنین ہے جسکا خلاف کرنا جائز نہین تو اسی سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جو مجیب صاحب نے اسی دفعہ مین لکھا ہے (کہ ایسے عقیدہ کے سبب سے بارہ سو برس کے علما و فضلا و پیران عظام سب کے سب مشرک اور بدعتی اور حرامکار قرار پائے کیونکہ سب پابند مذہب معین کے تھے) محض مغالطہ اور صحت اور واقعیت سے بے تعلق ہے —

اگر مجیب صاحب اسکا کچھ ثبوت واقعی رکھتے ہین تو ہمکو اوس سے سرفراز فرمائین ہم بکمال شکرگذاری اوسکو بسر و چشم قبول کرینگے اور دونین روز تک اونکے ممنون احسان ہونگے —

اب ہم مجیب صاحب سے دو سوال کرتے ہین اور امید رکھتے ہین کہ انکے

کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا متقدمین (یعنی امام ابو حنیفہ رح اور اونکے شاگردون کے) نزدیک نہین درست ہے۔ اور متاخرین کے نزدیک درست ہے اور اسی پر فتوی ہے۔

مسئلہ ۲ درمختار مع شامی صفحہ ۳۴ و ۳۵ جلد ۵ و شرح وقایہ صفحہ ۲۹۹ جلد ۳ مین مرقوم ہے کہ فقہ کی تعلیم پر اجرت لینا متقدمین کے نزدیک جائز نہین اور متاخرین نے کہا کہ جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے۔

مسئلہ ۳ درمختار مع شامی کے صفحہ و جلد مذکور مین لکھا ہے کہ نماز مین امام ہونے پر اجرت لینا متقدمین کے نزدیک درست نہین اور متاخرین نے کہا کہ درست ہے اور اسی پر فتوی ہے۔

مسئلہ ۴ درمختار مع شامی کے صفحہ و جلد مذکور مین مرقوم ہے کہ اذان کہنے پر اجرت لینا متقدمین کے نزدیک درست نہین اور متاخرین نے نزدیک جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے۔

مسئلہ ۵ درمختار مع شامی کے صفحہ و جلد مذکور مین مرقوم ہے کہ اقامت کہنے پر اجرت لینا متقدمین کے نزدیک جائز نہین اور متاخرین نے کہا کہ جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے۔

مسئلہ ۶ درمختار مع شامی کے صفحہ و جلد مذکور مین مرقوم ہے کہ وعظ کہنے پر اجرت لینا متقدمین کے نزدیک جائز نہین اور متاخرین نے کہا کہ جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے۔
اسطرح کے مسائل ہم کہانتک لکھین۔ صاحب درمختار و شامی نے تو صاف صاف اسکا قاعدہ ہی لکھدیا ہے اسی سے اسکا اندازہ معلوم ہوسکتا ہے۔
چنانچہ شامی کے صفحہ ۳۲ جلد اول مین مرقوم ہے کہ متاخرین کو ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ دلائل کی نظر سے متقدمین کا خلاف کرجاتے ہین (یعنی متاخرین کے نزدیک دلائل کی نظر سے متقدمین کا قول صحیح نہین معلوم ہوتا اوسکے خلاف کی صحت

مین سے کونسی شرط ان لوگون مین مفقود ہے بیان فرمائی جاوے - اگر یہ فرمائین کہ مجتہد مطلق کسی امر مین دوسرے مجتہد کا تابع نہین ہوتا اور یہ لوگ اصول مین امام ممدوح کے تابع ہین لہذا مجتہد مطلق نہین ہین - تو یہ عرض ہے کہ اصول سے کیا مراد ہے - اگر اصول فقہ مراد ہے (یعنی وہ قواعد اجمالیہ جنکے وسیلے سے قرآن اور حدیث سے مسائل استنباط کیے جاتے ہین اور کتب اصول مین مذکور ہوتے ہین) تو یہ گذارش ہے کہ اسمین تو یہ لوگ امام ممدوح کے تابع نہین ہین بلکہ جسطرح ائمہ ثلثہ (امام مالکؒ و امام شافعی رح و امام احمد بن حنبل رح) امام ممدوح کے ان اصول مین مخالف ہین اسیطرح یہ لوگ بھی مخالف ہین - چنانچہ یہ امر واقفین کتب اصول پر مخفی نہین ہے — اور اگر اصول سے اُدِلّہ تفصیلیہ (کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس شرعی) یا عقائد اہلسنت مراد ہین تو یہ التماس ہے کہ جسطرح یہ لوگ ان اصول مین امام ممدوح کے موافق ہین اسیطرح ائمہ ثلثہ مذکورین بھی انمین امام ممدوح کے موافق ہین —

اور اگر یہ کہین کہ یہ لوگ امام ممدوح کے شاگرد ہین اسلیے مجتہد مطلق نہین ہین تو یہ عرض ہے کہ جسطرح یہ لوگ امام ممدوح کے شاگرد ہین اسیطرح امام ممدوح اور ائمہ ثلثہ بھی اپنے استادون کے شاگرد ہین - چنانچہ امام احمد بن حنبل رح امام شافعی وغیرہ کے اور امام شافعی رح امام مالک رح وغیرہ کے اور امام مالک رح امام زہری رح وغیرہ کے اور امام ابو حنیفہ رح امام حماد بن سلیمان رح وغیرہ کے جیسا کہ کتب طبقات وغیرہ مین بذیل تراجم انکے مسطور ہے بلکہ الفوائد البہیہ کے صفحہ مین یہ بھی لکھا ہے کہ بعض کا قول یہ ہے کہ امام مالک رح بھی امام ابو حنیفہ رح کے شاگرد ہین تو اسصورت مین یہ تینون ائمہؒ امام ممدوح کے شاگرد ٹھہر گئے بلکہ بعض تو شاگرد شاگرد بلکہ شاگرد شاگرد شاگرد ٹھہرے - پس اگر شاگردی انکے مجتہد مطلق نہونے سے

جواب باصواب سے ہماری تشفی فرمائین گے اسی سے اس تقلید کے وجوب یا عدم وجوب کا حال بخوبی منکشف ہو جائیگا ـــ

سوال اول

تقلید شخصی (یعنی جمیع مسائل مین ایک ہی امام کی پیروی اور پابندی) اگر واجب ہے تو انھین چارون اماموں (امام ابوحنیفہ رح اور امام مالک رح اور امام شافعی رح اور امام احمد بن حنبل رح) مین سے کسی ایک کی واجب ہے یا اور کسی امام کی بھی واجب ہے - اگر انہین چارونمین سے کسی ایک کی واجب ہے تو یہ مسئلہ (کہ تقلید شخصی انہین چارونمین سے کسیکی واجب ہے) ان چارون اماموںکا مقولہ ہے یا بعض کا یا انمین سے کسیکا یہ مقولہ نہین ہے -
اگر ان چارونکا یہ مقولہ ہے تو کون کون سی معتبر کتابون مین یہ مندرج ہے اونکا معاینہ کرادین - اور اگر بعض کا یہ مقولہ ہے اور بعض کا نہین ہے تو کسکا ہے اور کسکا نہین ہے اسکا بھی کتب معتبرہ سے معاینہ کرادین - اور اگر ان چارونمین سے کسیکا یہ مقولہ نہین ہے تو اب جسکا یہ مقولہ ہو اس مسئلہ کے قائلین عین اس مسئلہ مین (جو تمام مسائل تقلید شخصی کی جڑ اور بنیاد ہے) چارون اماموںکی تقلید سے باہر ہوگئے یا نہین اور تقلید شخصی انسے چھوٹی یا نہین؟ - اگر باہر نہین ہوئے اور تقلید شخصی نہین چھوٹی تو اوسکی وجہ موجہ بیان فرمائین ـــ

سوال دوم

امام ابویوسف رح اور امام محمد رح اور امام زفر رح شاگردان امام ابوحنیفہ رح جو بہت مسائل مین امام ممدوح کے مخالف ہین یہ لوگ مثل ائمہ مذکورین (یعنی امام ابوحنیفہ رح و امام مالک رح و امام شافعی رح و امام احمد بن حنبل رح) کے مجتہد مطلق ہین یا نہین اگر نہین ہین تو مجتہد مطلق ہونے کی جو شروط ہین اون

سراج بلقینی رح وغیرہم مذہب شافعی مین — اور امام ابن عبدالبر رح وامام ابوبکر بن العربی رح وامام ابن القاسم رح وامام اصبغ رح وغیرہم مذہب مالکی مین — وعلی ہذا القیاس اسیطرح امام بخاری رح کوبھی بعض لوگون نے شافعیون مین شمار کردیا ہے حالانکہ انکا مجتہد ہونا خود انہین کی کتاب (جامع صحیح) سے اظہر من الشمس ہے — اور اسکے سوا صدہا علماے متقدمین ومتاخرین نے انکے مجتہد ہونے کی تصریح کی ہے بلکہ کتنون نے توانکو امام احمد بن حنبل رح پرامراجتہاد مین ترجیح دیدی ہے —
(دیکھو النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر چھاپہ مصطفائی صفحہ ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ والفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ صفحہ ۹ والتعلیقات السنیہ علی الفوائد البہیہ سرورق چھاپہ مصطفائی صفحہ ۱ ومقدمہ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ مطبوعہ مطبع انوار محمدی صفحہ ۹۰ — وحجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی صفحہ ۵۸ — وضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۲ صفحہ ۴ تا صفحہ ۵ ونمبر ۹ جلد ۱ صفحہ ۲۶۹ ونمبر ۱۲ جلد ۱ صفحہ ۳۹۵ تا نمبر ۱ جلد ۳ صفحہ ۳ ومقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مطبع انصاری دہلی صفحہ ۵۶۹ تا صفحہ ۵۷۲ وارشاد الساری شرح صحیح بخاری مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۱ جلد اول)
اور جو اسی دفعہ مین لکہا ہے (کہ ہملوگون کو وہ فرقہ والے مسلمان نہین جانتے) یہ بھی علی العموم صحیح نہین ہے — ہان اسقدر بیشک صحیح ہے کہ اہلحدیث اون لوگونکو مسلمان نہین جانتے جو نصوص صحیحہ شرعیہ کے مقابلہ مین جان بوجھکر رای اور عقل کی نکالی ہوئی باتون پر عمل کرتے ہین اور اونکو نصوص مذکورہ پر مقدم رکھتے ہین اور یہی تمام سلف صالحین واکابر دین کا مذہب ہے — چنانچہ اسکی تفصیل بھی دفعہ ششم کے جواب مین مرقوم ہے — اور یہ ظاہر ہے کہ نام سے کام نہین چلتا یعنی اگر کوئی شخص اپنا نام حنفی یا شافعی رکھلے اور کام حنفی یا شافعی کا نہ کرے تو اس سے حقیقت مین حنفی یا شافعی نہین ہوجاتا جسطرح کوئی شخص اپنا نام مسلمان یا اہلحدیث رکھلے

مانع ہے تو ان چار ون اماموں کے مجتہد مطلق ہونے سے بھی مانع ہوگی بلکہ یہ لازم آئیگا کہ دنیا مین کوئی مجتہد مطلق ہو ہی نسکے اسلئے کہ دنیا مین کسیکو شاگردی سے چارہ نہین ہے واللازم لیس کذلک بالضرورۃ ـ
حالانکہ یقیناً ایسی بات نہین ہے ۱۲

الحاصل جب ان تینونکا بھی مثل ائمہ اربعہ کے مجتہد مطلق ہونا ثابت ہو جاوے تو جو شخص کہ کسی مسئلہ مین امام ابوحنیفہ رح کی تقلید کرے اور کسی مسئلہ مین انکی تو وہ شخص مقلد امام معین کا باقی رہا یا نہین ـ اگر باقی رہا تو اسکی وجہ موجّہ ارشاد ہو کہ باوجود تقلید شخصی کے معنے کے نپائے جانے کے کیونکر وہ شخص مقلد امام معین کا باقی رہا ـ اگر نہین باقی رہا تو ایسا حنفی کون شخص موجود یا گذرا ہے جس نے کسی مسئلہ مین امام ممدوح کی اور کسی مسئلہ مین انکی تقلید نہ کی ہو اسکا نشان دیا جاوے ـ

اور اس تقدیر پر دونون صورتون مین یعنی خواہ نشان دیا جاوے یا ندیا جاوے اسقدر تو ضرور ثابت ہے کہ لوگ ہمیشہ سے غیر پابند مذہب معین کے چلے آتے ہین جس سے مجیب صاحب کے اس قول کا ابطلان جسپر بحکم کر رہے ہین بخوبی ظاہر ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ بعض مجتہدین بھی کبھی کبھی بعض مذاہب کیطرف منسوب ہو گئے ہین یعنی حنفی شافعی مثلاً کہے گئے ہین ـ لیکن نہ اسوجہ سے کہ وہ اوس مذہب کے مقلد (یعنی بلا دلیل اوس مذہب کے مسائل کے ماننے والے) تھے بلکہ اسوجہ سے کہ اونکا اجتہاد اور استنباط اکثر اور بیشتر اوس مذہب کے موافق پڑجاتا تھا گو بہت مسائل مین خلاف بھی ہو جاتا تھا ـــ

اور اسی قسم سے امام ابویوسف رح اور امام محمد رح و امام زُفَر رح و امام طحاوی رح و امام خصاف رح و امام کرخی رح وغیرہم ہین مذہب حنفی مین ـــ اور امام مُزنی رح اور امام ربیع رح اور امام نسائی رح و امام بیہقی رح و امام ابن الصلاح رح و امام ابن دقیق العید رح و امام تقی الدین سبکی رح و امام تاج الدین سبکی رح و امام

تحقیقات کے بعد یہی حکم دیا کہ دونون فریق باہم ملکر نماز پڑھین کوئی کسی سے مزاحمت نہ کرے چنانچہ پانچ فیصلون کی نقول باضابطہ واسطے ملاحظہ حضور کے شامل ہین ایسے فیصلے اور بھی پیش ہوسکتے ہین ۔ ہان بعض جگہہ اسطرف سے نالش ہوئی تھی حکام کو اصل حقیقت سے آگاہی نہین ہوئی دعوی ڈسمس کردیا۔

جواب دفعہ سوم

یہ تو ہم اوپر لکھہ چکے ہین کہ مجیب صاحب نے جو چند باتین ہماری نسبت لکھی ہین محض اتہام ہین اونکی کچھہ اصلیت نہین ہے اور ہم ہر طرح سے اہلسنت وجماعت ہین کسی عقیدے مین بھی ہم اہلسنت وجماعت کے مخالف نہین ہین تو اس صورت مین ہماری طرف مخالفت عقیدہ بلکہ سخت مخالفت عقیدہ کی نسبت کرنی محض اتہام بیجا ہے ہان یہ بات بے شبہہ ہے کہ جب سے ہمنے قرآن مجید اور حدیث شریف پڑھی ہے اور مسئلہ تقلید کی حقیقت کو خوب سمجھا ہے تب سے کسی مسئلہ کو بدون وسند ونیز کامل کتاب وسنت کے قبول نہین کرتے اور جب کامل طور سے ثبوت ہوجاتا ہے تو اوسکے تسلیم مین کوئی عذر پیش نہین کرتے اور یہ طریقہ صرف ہمارا ہی نہین ہے تمام سلف صالحین کا یہی طریقہ ہے اور اسکی تفصیل دفعہ ششم کے جواب مین مرقوم ہے اگر مجیب صاحب اس طریقہ کا مخالف طریقہ اہلسنت ہونا کتاب وسنت سے یا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے قول سے ثابت کردینگے تو پھر جو الزام چاہین ہمپر لگا دین ہمکو کچھہ عذر نہوگا ــــــ تعجب ہے کہ وہ لوگ جو اپنے اہل سنت نہونے کے صاف صاف اقراری ہین وہ تو مسجد مین بلاتکلف نماز پڑھنے پاوین اور کسی امام ومجتہد سے اسکی ممانعت منقول نہو ـ اور اللہ پاک ایسے شخص کو جو مسجد ونمین اوسکی یاد سے روکے سب سے بڑھکر ظالم فرماتے ـــ اور حضرت رسول اللہ اپنی خاص مسجد مین علیسائی لوگونکو جو سرے سے اسلام ہی سے انکاری ہین اونکے طریقہ کے مطابق نماز پڑھنے کی

اور کام ویسا نہ کرے تو اس سے مسلمان یا اہلحدیث نہین ہو جاتا ۔ اگر کوئی شخص
ایسا ہو کہ تمام احناف یا تمام شوافع کو (و علی ہذا القیاس) مسلمان نہ جانتا ہو اور
اس امر مین جھوٹے اور سچے مین فرق نہ کرتا ہو علی العموم سب کو کافر و مشرک قرار دیتا ہو
تو بیشک ہم بھی اوسکو ویسا ہی جانتے ہین جیسا کہ وہ اونکو جانتا ہے ۔ ہماری
اس بات پر اللہ گواہ ہے اور ہم زیادہ کیا کہین ۔ اور یہی حال اوس شخص کا ہے
جو تمام اہلحدیث کو اہل بدعت یا کافر و مشرک جانتا ہو اور صادق و کاذب مین تمیز نکرتا ہو ۔
اور جو اسی دفعہ مین لکھا ہے (کہ اسی وجہ سے اکثر اضلاع مشرقی و مغربی
مین جنگ و جدال کی نوبت پہنچی اور فوجداری و دیوانی مین بکثرت مقدمات دائر
ہوئے ناحق حکام وقت کو عرقریزی کی نوبت پہنچی) یہ بھی صحیح نہین ہے اسکی
وجہ ہرگز یہ نہین ہے اسکی وجہ صرف بعض احناف متعصبین کی مزاحمت بیجا ہے
کہ ناحق اہل حدیث کو مسجد مین نماز پڑھنے مین روکتے تھے اور اونکو اس حق سے محروم کرتے تھے
اور یہ عجب اولٹی بات ہے کہ خود اون بیچارے مظلومونکو ستائین اور جب
وہ اپنے حاکم کے پاس جاکر اپنی مظلومی کا اظہار کرین اور دادرسی چاہین تو اولٹے
اونھین کو حکام کی تکلیف دہی کا الزام لگائین ۔ بھلا آپ لوگ اون بیچارونکو
نہ ستاتے تو حکام کو کیون عرقریزی کی نوبت پہنچتی ۔ یہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ
سنا ہوگا کہ اہلحدیث نے کبھی احناف کو اپنی مسجدونمین نماز پڑھنے سے روکا ہے
اور اس مضمونکی نالش دائر کی ہے کہ یہ لوگ آمین زور سے نہین کہتے ہین یا
رفع یدین نہین کرتے ہین ہماری مسجدونمین نماز پڑھنے نہ آئین ۔
اور جو اسی دفعہ مین لکھا ہے (کہ مسجدون سے ممانعت بھی ہوگئی) یہ بھی صحیح
نہین ہے کہین بھی حکام کی جانب سے ہماری دانست مین مسجدون سے ممانعت
نہین ہوئی ہے ۔ بلکہ جہان کہین اس قسم کے مقدمات دائر ہوئے حکام نے کامل

لیکن چونکہ مجیب صاحب نے اسکو چھیڑا ہے لہذا ہم بھی کچھہ اسکی مختصر کیفیت جس سے اسکا اصلی سبب بھی حضور کو دریافت ہو جاوے اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۶ سے نقل کرتے ہین —

وہ یہ ہے کہ بعض مفسدین ہندوستانی (جنھون نے مسئلہ جہاد کے صحیح معنی سمجھنے مین غلطی کی ہے یا جہالت اور نفسانیت کے دھوکے مین آئے ہوئے ہین) گروہ اہلحدیث سے عموماً (عمل بالحدیث کے سبب) اور جناب مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب سے خصوصاً (انکے سرگروہ اہلحدیث ہونے اور غدر ۱۸۵۷ء مین شریک نہونے اور اوسکو بغاوت اور معصیت قرار دینے اور علی الاعلان اوس مشکل وقت مین گورنمنٹ انگلشیہ کی خیرخواہی کرنے اور ایک زخمی لیڈی (زوجہ مسٹر لیسن) کی جان بچانے اور اوسکے زخم کے معالجہ کے بعد سرکاری کمپ مین پہنچانے اور اسپر گورنمنٹ کیطرف سے قدردانی ہونے کے سبب[ف]) دلی دشمن اور خون کے پیاسے ہین اور جہانتک انکا بس چلتا ہے انکی تکلیف دہی اور ایذا رسانی مین ہاتھ سے زبان سے تلوار سے اپنا فرض مذہبی جانتے ہین اور انکے واجب القتل ہونیکا صاف فتوی دے چکے ہین چنانچہ رسالہ انتظام المساجد جسکا حوالہ مجیب صاحب نے دفعہ ۶ مین دیا ہے اسی غرض سے بنایا گیا ہے —

رسالہ مذکور کے صفحہ ۳ مین صاف لکھا ہے کہ حکام اہل اسلام کو لازم ہے کہ انکو قتل کرین اگر وہ لاعلمی کے عذر سے توبہ کرین تو اونکی توبہ قبول نہ کرین — اور اوسی صفحہ مین لکھا ہے کہ عوام اہل اسلام پر لازم ہے کہ مدعی اور گواہ ہوکر حکام وقت سے سزا یابی مین

ف اسکی پوری تفصیل سرکاری کاغذات مین موجود ہے اور کچھہ صاحب کمشنر بہادر قسمت دہلی و دیگر صاحبان کی چٹھیون کی نقل سے جو واسطہ ملاحظہ حضور کے شامل ہین اسکا حال دریافت ہو سکتا ہے ۱۲ منہ

اجازت دین اور کفار ومشرکین کو اوس مسجد مین اوتارین ۔ اور اسیلیوجہ سے
امام ابو حنیفہ رح کفار ومشرکین کو عام مسجدو نمین آنیکی اجازت دین (چنانچہ یہ
سب ہم سابق مین لکھ چکے ہین) اور مجیب صاحب نے اِن سبکو بالائے طاق
رکھکر چند تہمتین لگا کر ہمارے ساختہ یہ کارروائی فرمائین ۔ یہ کیا انصاف ہے
اور کیسا تعصب ۔۔ اور طرہ یہ کہ پھر فخر یہ لکھین (کہ فقیر کو منظور رہا ہے
کہ شہر مین کسیطرحکا فتنہ و فساد نہو ضلع نیک نام رہے ہمنے ممانعت کر دی)
کیا فتنہ و فساد کے بند کرنے اور ضلع کے نیکنام رکھنے کا یہی طریقہ ہے کہ ناحق غربا
اہلحدیث کے ظلم پر کمربستہ ہو کر اون بیچارونکو بیجا تہمتین لگا کر مسجدونمین اللہ کی
یاد سے روکین اور اسمین خدا کا رسول کا امام کا مذہب کا کسی کا بھی پاس ولحاظ
نہ کرین ۔ بھلا جو شخص ایسا ہوگا وہ حکام ورعایا کا کیا پاس ولحاظ کریگا اور کیا
اونکا خیرخواہ ہوگا ۔۔

اور جو اسی دفعہ مین لکھا ہے (کہ مسجدونمین احناف کے آنے سے ہمیشہ فتنہ و
فساد ہوگا) یہ بھی ایک سخن سازی ہے اسلیئے کہ جبکہ وہ اپنے کو بقول خود
(حسب دفعہ ہذا و دفعہ ہشتم) ایک اعلی درجہ کا اہل حکومت جانتے ہین تو الیسی صورت
مین شر و فساد ہونیکے کیا معنی ہین جب تک کہ خود بدولت اسکے بانی مبانی نہونگے ۔

جواب دفعہ چہارم

اس دفعہ مین جو کچھ ہمارے استاد جناب مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث
دہلوی کے واقعہ سفر حج کے بارے مین بتقلید بعض مرجفین* متعصبین کے لکھا ہے
محض خلاف واقع ہے اور راستی سے کوسون دور ہے ۔
اور گو اسکا قصہ تو بہت طول ہے اور خط پاشاہی مکہ معظمہ کا (جسکا فوٹوگراف
واسطے ملاحظہ حضور کے شامل ہے) اسکے خلاف واقع ہونے کے ثبوت مین کافی دلیل

* [illegible]

تاکہ کانسل برٹش گورنمنٹ انکے شر و فساد سے مولانا ممدوح کو بچاوے اور انکے
رعایا گورنمنٹ ہونے اور زمانہ غدر کی خیر خواہی کی رعایت کرے -
(یہ چٹھی برٹش کانسل نے جسکے نام کی تھی رکھلی اسلئے وہ بعینہ نقل نہین ہوئی)
مولانا ممدوح یہ دونون چٹھیان ساتھ لیکر دہلی سے روانہ ہوئے تو دوسرے
آپ کے حریف بھی جو ہندوستان مین رہتے تھے آپکی خبر لینے کے لئے آمادہ و تیار
ہوگئے اور رسالہ جامع الشواہد (یا یون کہئے کہ پیش قبض یا نیمچہ) اوسی زمانہ
مین لکھ لکھا و طبع کرا کر چند اشخاص مواضع مختلفہ کے ہاتھون مین دیکر مکہ معظمہ کو
روانہ کئے - پس پہلے تو انھون نے بمبئی ہی مین پہنچکر وار کرنا چاہا
اور وہان کے چند نام کے مولویونکو اپنے ساتھ ملاکر رسالہ مذکورہ کے سوالات
مین کچھ اور کفریات بڑہا کر مولانا ممدوح کی خدمت مین پیش کیا جس سے مقصود
ان حضرات کا صرف یہ تھا کہ ان سوالات سراسر افترا ءات کو سنکر مولانا ممدوح اور
آپ کے رفقا کو خواہ مخواہ اشتعال طبع و جوش ہوگا اور اس سے معاملہ طول
پکڑیگا - لیکن مولانا انکی غرض کو سمجھ گئے اور اون سوالات کے جواب مین
بجز اسکے کہ اونکو افترا اور کفریات قرار دین کچھ بولنا مناسب نسمجھا -
جب مولانا ممدوح مکہ معظمہ مین پہنچے اور انکے حریف بھی وہان داخل ہوئے
تو مولانا ممدوح کو جام شہادت پلانے یا حبس دائم مین پھنسانے کے لئے ان حضرات
نے ایک کمیٹی مقرر کی - رات دن اس کمیٹی کی کارروائی اور تدبیر آرائی یہی تھی
کہ جسطرح ہوسکے مولانا ممدوح کو یہانسے جانے ندین ضرور یا تو شہید کرا دین
یا حبس دائم مین پھنسا دین -
لیکن چونکہ ایام حج مین تا فراغ حج کوئی کسی سے تعرض نہین کرتا اسوجہ سے
اس کمیٹی کی کوششونکا نتیجہ سوائے اسکے اور کچھ ظاہر نہوا کہ اونھون نے اپنے

اوسکے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین - اور رسالہ جامع الشواہد جسپر مجیب صاحکی تحریر کا دار و مدار ہے اور دفعہ ششم مین بطور سند کے شامل کیا ہے اوسکا اصلی مقصود بھی یہی ہے - یہین سے اہلحدیث کے ساتھ انکی عداوت کا اندازہ معلوم ہوسکتا ہے اور بطور یقین کے کہا جاسکتا ہے کہ اگر اہلحدیث سکان ہند گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ و حفظ و حمایت مین نہوتے تو یہ حضرات اور انکے اعوان و انصار انکو ایک روز بھی دنیا مین جینے نہ دیتے -

القصہ جب ۱۸۸۳ء مین مولانا ممدوح نے دہلی سے سفر حج کا ارادہ کیا تو اسی خیال سے کہ مکہ معظمہ مین بھی انہین مین کے بعض اشخاص مفسدین جو زمانہ غدر سے فراری ہوکر وہان قیم ہین اور وہ ہمیشہ اہلحدیث کی ایذا رسانی مین ساعی رہتے ہین اور جناب ممدوح کے زمانہ غدر سے خون کے پیاسے ہین مولانا ممدوح نے دو انگریزی چٹھیان لین ایک تو صاحب کمشنر دہلی کی جسکا حاصل یہ ہے کہ

مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے رہنما (یا نامور) مولوی ہین جنھون نے مشکل وقتون مین اپنی نمک حلالی گورنمنٹ پر ثابت کی ہے اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو مکہ جاتے ہین - مین امید کرتا ہون کہ جس کسی افسر برٹش گورنمنٹ کی وہ مدد چاہینگے وہ انکو مدد دیگا کیونکہ وہ کامل طور سے اوس مدد کے مستحق ہین -

دستخط

جی دی ٹریملیٹ بنگال سول سروس کمشنر دہلی	} دہم اگست ۱۸۸۳ء

(اس چٹھی کی نقل بعینہ واسطے ملاحظہ حضور کے شامل ہے)

دوسری مسٹر لین کی چٹھی جسمین مولانا ممدوح کے زمانہ غدر کی خیر خواہی کا بیان مفصل تھا اور اوسمین مولانا ممدوح کے مخالفین مقیم مکہ کا حال بھی جتایا گیا تھا

نائب مذکور اس حال سے مطلع ہوتے ہی فوراً اپنے وکیل (محمد یوسف نامی) کو پاشائے ممدوح کے حضور مین بھیجا اور یہ دریافت کیا کہ آپ نے رعایا برٹش گورنمنٹ کو عدالت مین کیون طلب کیا ہے —

پاشائے ممدوح نے جواب دیا کہ لوگون نے انکی اس قسم کی شکایت کی ہے — وکیل مذکور نے کہا کہ جن امور کی وہ شکایت کرتے ہین اونکے مرتکب یہ اس حدود مین نہین ہوئے ہین لہذا ان پر ان امور کے سبب اس سلطنت کا مواخذہ ناواجبی ہے — یہ سنکر پاشائے ممدوح نے مولانا کو رخصت کیا اور یہ مقدمہ تو ختم ہوا —

یہ آنا اور جانا اور سوال و جواب سب کچھ تقریباً ایک گھنٹہ مین ہوا —

یہ امر مولانا ممدوح کے مخالف کمیٹی کو نہایت شاق گذرا اور اپنی ذلت اور ندامت کا باعث معلوم ہوا تو اونھون نے اوسیوقت متعدد وسائل داخلی و خارجی بہم پہنچاکر اور بہت سے لوگون کی شہادت پیش کرکے اوسیدن شام کو مولانا ممدوح اور اونکے اونھین سابق ہمراہیونکو پھر عدالت مین طلب کرایا —

اوسوقت ایک سپاہی اور ایک افسر طلبی کو آئے اونھون نے بھی کسیکا نام دریافت نکیا چار آدمی جو اوسوقت موجود تھے اونکو اپنے ساتھ لیکر دیوان کا راستہ لیا دو آدمی جو اونمین نہتھے اونکی تلاش مین کسیقدر راستہ مین دروازہ حرم شریف اور دیوان پاشا کے قریب توقف ہوا —

اتنے مین نائب مذکور اس حال سے مطلع ہوکر خود حرم شریف مین پہنچا اور اپنے وکیل محمد یوسف مذکور کو پاشا کے حضور مین بھیجا اور ویسی ہی سوال و جواب ہونے لگے — اس سوال و جواب مین وکیل مذکور کئی دفعہ پاشا کے پاس گیا اور آیا آخر الامر پاشا کیطرف سے یہ جواب لایا کہ ہمنے انکو حفاظت کے لئے اور مصلحۃً اور احتیاطاً رکھنا چاہا ہے اوسوقت ہم انکو بلا تحقیقات چھوڑ دینگے تو ہم کو گشت

اس خیالی اور جعلی مقدمہ کے لیے گواہونکو سکھا پڑھا کر تیار کر رکھا۔ بعد فراغ حج مولانا ممدوح کے بعض رُفقا نے آپ کی خدمت مین باصرار عرض کیا کہ جو کمیٹیان ہمارے نسبت ہو رہی ہین تیے اثر دکھا ئینگی نہ ہینگی آپ فرض حج ادا کر چکے ہین اب آپ کے لئے یہی بہتر ہے کہ یہان سے وطن کو تشریف لیجلیں۔ لیکن مولانا ممدوح جو اتباع سنت کے عاشق اور مدینہ طیبہ اور مسجد نبوی کی زیارت کے شائق تھے اس اصرار کو کب مانتے لگے۔ آخرالامر اس کمیٹی نے محمد عمر موذن وغیرہ کے ذریعہ سے مولانا ممدوح کی نسبت مخبری کرادی کہ آپ وہابی (یا معتزلی) ہین اور یہ رسالہ جامع الشواہد جسمین خنزیر کی چربی اور خالہ سے نکاح حلال ہونے وغیرہ کو لکھا ہے آپ کی تالیف بتایا۔ جسپر ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ کو بروز پنجشنبہ دس بجے دن کو پاشای مکہ معظمہ کیطرف سے تین سپاہی اور ایک افسر جنکے ہاتھ ایک فہرست تھی جسمین علاوہ مولانا ممدوح کے اور پانچ اشخاص کے نام درج تھے طلبی کو آئے۔ اوس مکان مین جہان وہ پہنچے اس فہرست کا بجز مولانا ممدوح اور کوئی آدمی نتھا اون سپاہیون نے بجز مولانا ممدوح اور کسیکا نام نہ پوچھا۔ عدد اسامی مندرجہ فہرست کا اور اشخاص حاضرین سے پورا کر لیا اور اون سبکو دیوان پاشا مین پہنچایا۔

مکہ معظمہ مین برٹش کانسل مقیم جدہ کا نائب ایک مسلمان عہدہ دار (عبدالرزاق نامی) رہتا ہے جب مولانا ممدوح مکہ معظمہ مین پہنچے اور اون سے ملے اور اونکو انگریزی چٹھیان دکھائین اور مخالفین کی تجویزات مخالفانہ سے اطلاع دی تو اونھون نے مولانا ممدوح اور آپ کے رفیقون کو یہ ہدایت کردی تھی کہ آپ طمانیت خاطر سے اپنے شعار مذہبی ادا کرین اور کسی سے کوئی تعلق نہ رکھین اور جب کوئی وقت بازپرس پیش آوے آپ فوراً مجھے اطلاع کرین اور خود طلبی پر بلا توقف پاشا کے پاس حاضر ہو جائین۔

و مذہب مشرب بھی ایک ہی ہے اسوجہ سے بھی مین انسے جدا ہونا نہین چاہتا۔
اس معذرت و رخصت کے بعد اور لوگ و ہان سے چلے گئے اور مولانا ممدوح اور آپ کے
یہ وفادار تلمیذ اوسی دیوان مین رہے ۔
۵ ۲ تاریخ کو بوقت شب اول مولانا ممدوح پاشا کی بیٹھک مین بلائے گئے اور آپسے
پاشا نے چار سوال کیے ۔
(۱) آپ مال تجارت مین زکوۃ کو واجب نہین جانتے ۔
(۲) خنزیر کی چربی کو آپ حلال جانتے ہین ۔
(۳) پھوپھی و خالہ سے نکاح کو آپ حلال جانتے ہین ۔
(۴) حنفی مذہب کو آپ کیسا جانتے ہین ۔
مولانا ممدوح نے بجواب سوال اول فرمایا کہ مال تجارت مین زکوۃ واجب نہونیکا مین قایل
نہین ہون چنانچہ دہلی مین بھی اس مضمون کا میرا فتوی دیا ہوا جو سنہ ۱۲۹۰ ہجری مین
مطبع حنفی مین چھپا تھا اور ہمارے مخالفون نے بھی اس مسئلہ کو خاص میری طرف
منسوب نہین کیا ہے ۔ اسبات کو آپ اس گلابی چھوٹے رقعہ (رسالہ جامع الشواہد)
سے جسمین یہ مسئلہ منقول ہے بخوبی تصدیق کر سکتے ہین ۔
اور بجواب سوال دوم و سوم فرمایا کہ مین مسلمان ہون اور اسلامی فرض حج
ادا کرنیکو آیا ہون اگر مین خنزیر کی چربی کو حلال جانتا اور خالہ پھوپھی سے نکاح کو
جائز سمجھتا جنکی حرمت نص قرآن مین وارد ہے تو مسلمان کیون کہلاتا اور حج کرنیکو
کیون آتا ۔ اس قسم کا سوال مجھ مسلمان سے کرنا کمال تعجب اور افسوس کا محل ہے ۔
اور بجواب سوال چہارم فرمایا کہ مذہب حنفی کو جیسا مین سمجھتا ہون آپکو تب معلوم ہو
کہ آپ اس مذہب کی بڑی مشکل و ادق اور معتبر کتاب ہدایہ کا مطلب مجھ سے سنین
اور اپنے علماے ساکنان حرم شریف سے بھی دریافت کرین پھر ہمارے بیان اور

وخون ہوجانیکا خوف ہے—
یہ سنکر نائب کانسل اور اوسکے وکیل نے ناچار ہوکر مولانا ممدوح کو یہ کہدیا کہ یہان کسی آئین وقانون کی پابندی نہین ہے لہذا ہم اس سے زیادہ پاشا کو کچھہ نہین کہہ سکتے آپ دیوان مین حاضر ہوجاتین — یہ کہکر اونھون نے اپنی جگہہ کی راہ لی اور ان حالات کی رپورٹ اپنے افیسر مقیم جدّہ کو کردی۔
مولانا ممدوح مع اپنے رفیقون کے دیوان مین پہنچے اور رات بھر اوسی دیوان کے کمرے مین رہے —
۲۴ر کو جمعہ کا دن تھا وہ بھی اوسی دیوان مین بسر ہوا اوسدن مولانا ممدوح اور آپ کے رفیقونکا جمعہ وطواف فوت ہوا —
اوسیدن شیخ الہنود کی تحریک سے تحقیقات مقدمہ کے لئے وہ لوگ پیش ہوئے جب اونکے نام دریافت کئے گئے تب معلوم ہوا کہ انمین بجز مولانا ممدوح اوس فہرست کا ایک آدمی بھی نہین ہے — اوسوقت پاشاے ممدوح نے اون پانچ اشخاص سے جو بلادریافت نام دودفعہ مولانا ممدوح کے ساتھہ بلائے گئے تھے یہ معذرت کی کہ ہمارے کارندونکی غلطی ہے آپ لوگونکو تکلیف ہوئی معاف کرین اور ہمارے حق مین دعاے خیر کرین ہرچنید اون لوگون نے کہا کہ پاشانے ہمارا کیا نقصان کیا ہے کہ ہم معاف کرین مگر اوسپر وہانسے بہت اصرار ہوا آخر اونکو معاف کرنا پڑا تب بجز مولانا ممدوح سبکو رخصت ملی—
مگر مولوی تلطف حسین عظیم آبادی نے (جو مولانا ممدوح کے خاص رفیق سفر او شاگرد رشید اور خادم تھے) یہ رخصت قبول نہ کی اور مولانا ممدوح کو وہان اکیلا چھوڑنا مناسب نہ سمجھکر یہ بات صاف کہدی کہ مجھکو یہانسے جانا منظور نہین ہے جب تک کہ میرے شیخ کو یہانسے رخصت نہ ملے اور یہ بھی کہدیا کہ میرا اور انکا خیال و مقال

(س۷) یہ دیکھو اس رسالہ کے صفحہ مین انکی مہر ہے

محمد نذیر
سید
بلی منفتیان

(ج) افسوس صد افسوس محمد نذیر معروف نذیر احمد طالب علم دہلی کو سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی قرار دیا جاتا ہے جناب من یہ نذیر احمد اور شخص ہے ہمارا شیخ اور ہے ہمارے شیخ کی مہر تو یہ ہے

سید محمد ۱۲۸۱
نذیر حسین

جو معیار الحق وغیرہ رسائل پر ثبت ہے - (یہ کتاب اوسوقت پاشا کے پاس موجود تھی)

(س۸) خیر یہ ہمکو بڑا دھوکا دیا گیا مگر ہم تم سے ان مسائل کے بابت سوال کرتے ہیں جو اس رسالہ مین تمھارے شیخ کے ذمہ لگائے گئے ہین --

(ج) آپ جس مسئلہ کی نسبت حکم کرین مین اپنے شیخ کیطرف سے اوسکا جواب دیتا ہون -

(س۹) مال تجارت مین زکوۃ واجب نہونیکا تمھارا شیخ قائل ہے -

(ج) ہمارا شیخ اس مسئلہ کا قائل نہین ہے پھر اسکی وہی تفصیل بیان کی جو مولانا ممدوح کے جوابات مین گذری -

(س۱۰) تمھارے شیخ کے نزدیک پھوپھی خالہ سے نکاح جائز ہے اور خنزیر کی چربی حلال ہے

(ج) جو شخص مسلمان کہلاوے اور حج بیت اللہ کو آوے وہ یہ باتین کہہ سکتا ہے

- اس جواب کے بعد مولوی تلطف حسین صاحب نے پاشا ے ممدوح سے سوال کیا کہ آپ ہمارے شیخ کو کیا جانتے ہین - پاشا نے جواب دیا لوگ وہابی کہتے ہین - مولوی صاحب موصوف نے کہا کہ وہابی قرآنکو تو نہین مانتے - پاشا نے کہا نہین قرآن کو تو وہ مانتے ہین - اسپر مولوی صاحب نے پاشا پر یہ اعتراض قائم کیا کہ بڑا افسوس ہے کہ آپ ہمارے شیخ کو وہابی جانتے ہین اور وہابیونکا قرآن کو ماننا بھی تسلیم کرتے ہین پھر جن چیزون کی حرمت نص قرآن مین پائی جاتی ہے اونکے حلال جاننے کو آپ اونکیطرف منسوب کرتے ہین - اسپر پاشا ے ممدوح کو

اون کے بیان مین مُوازنہ کرکے دیکھیین کہ ہم اس مذہب کو کیا سمجھتے ہین -
یہ سب سنکر بادشاہ ممدوح کے خیالات تبدیل ہوئے اور اونکو یہ معلوم ہوا کہ آپ بڑے فاضل ہین اور اس امر کی مزید تحقیقات کے لئے مولانا ممدوح کو دوسرے کمرے مین بھجوایا - اور آپ کے شاگرد رشید مولوی تلطف حسین صاحب کو بلاکر ان سب کا حسب تفصیل ذیل استکشاف حال کیا اور اونکا اظہار لیا -

(س ۱) تم کہان کے رہنے والے ہو؟ (ج) نواح عظیم آباد پٹنہ کے -

(س ۲) مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب کے پاس کب سے ہو —

(ج) عرصہ چھ سال سے -

(س ۳) تمھارا ابھی وہی مذہب ہے جو اونکا ہے -

(ج) ہان صاحب وہی مذہب ہے -

(س ۴) تمھارے شیخ کی تالیف کون کون سی کتابین ہین —

(ج) فلان فلان رسائل و کتب ہین (جنمین گلابی جو ورقہ کا نام آیا)

(س ۵) کیا گلابی جو ورقہ جسمین خنزیر کی چربی حلال اور خالہ سے نکاح کو جائز لکہا ہے تمھارے شیخ کی تالیف نہین —

(ج) آپکا یہ سوال بڑے تعجب کا محل ہے - جناب کو اب تک یہ بھی خبر نہین کہ یہ جو ورقہ رسالہ کسنے بنایا ہے اور اسکا مضمون کیا ہے اور اسمین کس پہلو سے ہے ایسی بیخبری ایسے اعلی حکام سے نہایت مستبعد ہے - جناب مین یہ رسالہ تو ہمارے شیخ کے دشمنون اور مخالفون نے تالیف کیا ہے جسمین ہمارے شیخ پر تہمتین و ہجو کی ہین پھر کیا یہ امر ممکن ہے کہ یہ رسالہ اونکی تالیف ہو کوئی اپنی مذمت اور ہجو مین خود ہی رسالہ بنا سکتا ہے —

(س ۶) پھر تمھارے شیخ نے اوسپر مہر کیون کی ہے (ج) بتائیے ہمارے شیخ کی مہر کہان ہے -

مسلمانون کی عملداری سے بہتر ہے —

اس تیزی پر بعض حواشی پاشا کو غصہ آگیا اور اوس نے کہا کہ ہِتّن پاشا کے سامنے ایسی گستاخانہ گفتگو —

پاشا ممدوح نے انصاف کیطرف رجوع کرکے تو اونکو فرمایا کہ اسکو کچھہ مت کہو۔ یہ مظلوم ہے اسکو کیونکر نہ جوش آوے جبکہ اسکو اور اسکے شیخ کو ناحق تہمتین لگا کر کافر بنایا گیا ہے - اور مولویصاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مولویصاحب آپ خفا نہون ہم نے کسی وجہ سے آپکی بے تعظیمی نہین کی اپنے خاص محل اقامت مین جگہہ دی ہے - اور یہ باز پرس تمہاری ہی کثیر التعداد ہموطنونکی مخبریون اور شہادتون پر ہوئی ہے -

اسکے بعد پاشاے ممدوح نے مولانا کو اپنے حضور مین بلایا اور خاص اپنے ہاتھہ سے قہوہ دیا* اور بہت اکرام کیا اور اس باز پرس پر عذر کیا اور عفو چاہا اور آپ سے دعاے خیر کا سوال کیا -

* قہوہ دینا کمال اعزاز ہے

اسکے بعد یہ دریافت کیا کہ جناب مدینہ طیبہ کے جانے کا بھی ارادہ رکھتے ہین مولانا ممدوح نے فرمایا کہ یہان یہ باز پرس ہوئی ہے خدا جانے وہان کیا ہو گا مفسد ہین و مخبر ہین وہان جانے کو بھی تیار ہین — اسلیے ہمارے حق مین اب یہی بہتر ہے کہ اپنے وطن کو واپس ہون - جسپر پاشاے ممدوح نے ایک خط بنام پاشاے مدینہ منوّرہ لکھوا کر اور اپنی خاص مہر سے مسجّل فرما کر آپکو مرحمت کیا (جسکا فوٹو گراف مع ترجمہ واسطے ملاحظہ حضور کے شامل ہے) اور فرمایا کہ اب آپ سے وہان کسی قسم کا تعرض نہین ہونے کا —

یہ خط لیکر مولانا ممدوح مدینہ طیبہ مین پہنچے تو وہان بھی مفسدون نے بہت کچھہ شور وغل مچایا مگر انکی بات کو وہان کسی نے نہ سنا -

یہ خط پاشاے ممدوح کا صاف شہادت دے رہا ہے کہ جو کچھہ اس دفعہ مین مجیب صاحب

تعجب آیا اور آپ نے مولویصاحب سے سوال کیا کہ خالہ پھوپھی کی حرمت قرآن مین
کہان ہے ۔ مولویصاحب نے جواب مین اس آیت کو پیش کیا جو سورہ نساکے
چوتھے رکوع مین ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ
وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ ترجمہ تمھاری مائین اور بیٹیان اور بہنین اور
پھوپھیان اور خالائین تمپر حرام کی گئین —
یہ آیت سنکر پاشاے ممدوح ساکت ہوگئے اور مولویصاحب دلیر ہوکر جلال مین
آگئے اور بآواز بلند کہنے لگے کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہملوگ (جو وہابی ہونیکے
اقراری نہین ہین صرف ان تہمتون سے وہابی قرار دئے جاتے ہین) اس
حرم محترم مین جو جائے امن خلائق ہے یہ تکلیفین پائین اور ایذائین اوٹھائین اور اصل
وہابیان نجد جو اپنی وہابیت کے مدعی ہین بے روک ٹوک حج کرکے چلے جاوین اور
کسی قسم کا تعرض نہو — انکے سوا اور مذہب والے شیعہ خارجی بھی ہمیشہ حج کو آتے
ہین اور کسی سے اونکا خیال یا اعتقاد جسکے وہ مدعی ہین اور وہ اہلسنت وجماعت
کے صریح مخالف ہین کوئی نہین پوچھتا - اور ہم سے جو اصولاً و فروعاً ہر طرح سے
اہل سنت ہین یہ دار وگیر ہو رہی ہے - اور طرفہ یہ ہے کہ عین حرم محترم مین محرمات
قطعیہ اتفاقیہ کا ارتکاب ہو رہا ہے (جیسے آب زمزم کا عین مسجد مین بیع کرنا وغیرہ
وغیرہ) اور ہم سے باوجود عدم صدور کسی جرم شرعی کے صرف تہمتون کے
سبب یہ مواخذہ ہو رہا ہے اس سے بڑھکر اور کیا ظلم ہوگا —
ہملوگ برٹش گورنمنٹ کے زیر حکومت رہکر آزادی کے ساتھ اپنے شعار مذہبی
ادا کرتے ہین - جمعہ جماعت سے روکے نہین جاتے اپنے خیال واعتقاد مین خود مختار
آزاد ہین یہان مسلمانون کی عملداری مین حرم محترم کے طواف وجمعہ وجماعت سے
بند ہین - پھر ہم کیونکر نہین کہ اس آزادی کی نظر سے عیسائیون کی عملداری

استفسار فرمایا جسکے جواب مین صاحب ممدوح نے یہ لکھا - کہ یہ کاغذ جس مضمون کے ساتھ لکھا گیا ہے صحیح ہے بناوٹ نہین ہے - تب سے مجیب صاحب نے اسکا جعلی کہنا موقوف کیا -

توجب ایسے معاہدہ باضابطہ کی نسبت جعلی ہونیکا یقین کیا گیا تو اس توبہ نامہ کی نسبت (جسپر نہ عدالت کی مہر ہے نہ حاکم کا دستخط بلکہ کسی جاہل کا بنایا ہوا ہے اور اگر اصلی اور واقعی ہوتا تو ضرور ایسے کاغذ پر مہر و دستخط ہوتے) کیونکر جعلی ہونیکا یقین نہوگا - وجوہات مذکورہ بالا سے تو اسکا جعلی ہونا ایسا ظاہر ہے کہ کسی اہل الرای سے امید نہین کہ اسمین کچھ بھی تشک کرے بلکہ تمام اہل الرائے اسکا مصنوعی ہونا ضرور باور کرین گے -

اور قطع نظر وجوہات مذکورہ بالا کے خود مجیب صاحب کے اقرار سے بھی اس توبہ نامہ کا جعلی و مصنوعی ہونا ثابت ہے - کیونکہ مجیب صاحب وقعہ ۲ مین بحوالہ کتاب انتظام المساجد تسلیم کر چکے ہین کہ ایسے لوگون کی توبہ مقبول ہی نہین ہے بلکہ حکام اہل اسلام کو لازم ہے کہ انکو قتل کرین اور اگر لاعلمی کے عذر سے توبہ کرین تو انکی توبہ قبول نہ کرین -

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا ممدوح پر اونکے ہموطنون نے جس جرم کا اتہام لگایا تھا اوس سے وہ صاف بری تھے - ورنہ اونکو وہان کے علما و اراکین سلطنت ضرور قتل کرتے اور صرف توبہ لیکر اونکو رہا نہ کرتے ورنہ اس تحریر کے روسے گنہگار اور مرتکب جرم ترک واجب ٹھہرتے - اور جب مولانا ممدوح حسب تسلیم مجیب صاحب اوس جرم سے بری ثابت ہوئے تو پھر اونسے توبہ لینے کو کوئی معنی نہ رہے -

پس اب قطع نظر اور وجوہات کے خود مجیب صاحب کے اقرار سے اس توبہ نامہ کا جعلی و مصنوعی ہونا ثابت ہو گیا فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ -

نے بیان کیا ہے اور توبہ نامہ وغیرہ کا ذکر کیا ہے محض خلاف واقع اور راستی سے نہایت بعید ہے۔ اسلئے کہ دونون کے مضامین صریح باہم متخالف و متناقض ہین کیونکہ خط مذکور مین تو صاف تصریح ہے کہ مولانا ممدوح اوس جرم کے اتہام سے جو اونپر اونکے ہموطنون نے لگایا تھا بعد تحقیقات کے بری نکلے۔ اور توبہ کرنے اور کرانے کے یہ معنے ہین کہ مجرم تھے پیچھے اس جرم سے تائب ہوئے۔ تو خط کا مضمون یہ ہوا کہ مولانا ممدوح پر جرم ثابت نہین ہوا۔ اور توبہ نامہ کا مضمون یہ ہوا کہ جرم اونپر ثابت ہوا۔ اور ان دونو مین جو تخالف و تناقض ہے کسی پر مخفی نہین۔ اور یہ اس توبہ نامہ کے مصنوعی ہونے پر کافی دلیل ہے۔

علاوہ اسکے اس توبہ نامہ کے بعض الفاظ ایسے غلط و خلاف قواعد کلام عرب ہین جو صاف کہہ رہے ہین کہ جن لوگون نے اسکو بنایا ہے اونکو عربی زبان سے مس نہین ہے۔ اسمین مولانا ممدوح اور مولوی سلیمان صاحب سے توبہ لئے جانے کو اشتتابا کے لفظ سے اوا کیا ہے جسکو کوئی ادنی عربی دان بھی اس معنی مین استعمال نہین کرسکتا چہ جائے کہ علماء مکہ معظمہ اس معنی کے لئے اُستُتِیْبا کا لفظ مقرر ہے۔ یہ بھی اسکے مصنوعی ہونے کی ایک عمدہ دلیل ہے۔

علاوہ برین اس توبہ نامہ پر نہ عدالت کی مہر ہے نہ حاکم کا دستخط اور ایسے دھوم دھام کے توبہ نامہ پر حاکم اور عدالت کی مہر و دستخط کا نہونا بھی ایک کامل دلیل اسکے مصنوعی ہونیکی ہے ۱۸۸۱ء مین جب معاہدۂ مذکورہ مصدقہ عدالت کمشنری دہلی شایع ہوا تھا اور یہان بھی آیا تھا تو باوجودیکہ باضابطہ و بدستخط صاحب کمشنر بہادر طبع ہو کر شایع ہوا تھا لیکن مجیب صاحب نے اوسکے جعلی ہونیکا خیال بلکہ یقین کرلیا تھا یہانتک کہ جمعہ کے دن علانیہ جامع مسجد مین مجمع کثیر مین لوگون سے کہا کہ یہ معاہدہ جعلی ہے تم لوگ ہرگز اسکو باور نہ کرو۔ جب حضور نے (حسب اشارہ بعض معززین) صاحب کمشنر بہادر دہلی سے

اللہ علیہم اجمعین کو دشنام دین اور اونکو گمراہ اور خارج از اہل سنت وجماعت
ٹھہرائین اور قرآن وحدیث پر بھی اعتراض کرین اور مغالطہ آمیز عذروں و
بہانون سے عمل بالقرآن کو ممنوع اور عمل بالحدیث کو چاہ ضلالت مین گرنا
فرمائین وہ لوگ اولٹے دوسرونکو بلا وجہ اکابرین کا دشنام دہندہ قرار دین
یہ کیسی بے باکی اور بے انصافی ہے —

جواب دفعہ ہفتم

اس دفعہ مین جو رسالہ انتظام المساجد کا حوالہ دیا ہے اولاً تو اوسکا بنانیوالا علمائے
ذی اعتبار سے نہین ہے اور اوسپر مواہیر کا ہونا کچھ حجت نہین ہے اہل مواہیر
علمائے مشاہیر واہل اعتبار سے نہین ہین اگر ہم اسوقت چاہین تو ایک بات
لکھکر ہزارون ایسی مہرین زید وعمر کی کرا سکتے ہین پھر کیا اس سے وہ مہرین حجت ہو جائینگی
اور جو لکھا ہے کہ جو شخص نبیؐ کی توہین کرے بلاشک اخراج اوسکا مساجد
سے واجب ہے ایسے شخص کو مسجد مین آنے ہی سے کیا کام — ہمسے کونسا
کلمہ توہین کا نعوذ باللہ من ذلک صادر ہوا ہے جسکے مقابلہ مین یہ عبارت
پیش لکھی گئی ہے — اور یہ امر ایسا ہے کہ ایک لڑکے کی عقل مین بھی نہین آئیگا
بھلا جو شخص نبی کی توہین کریگا وہ اونکے قول پر عمل کریگا یا اوسکو رد کریگا —
ہمارا تو دین و ایمان قرآن وحدیث پر عمل کرنا ہے اسی وجہ سے جو کوئی قرآن
وحدیث کے مقابلہ مین جان بوجھکر دوسرون کے قول پر عمل کرتا ہے اوسکو ہم
صرف نام کا مسلمان جانتے ہین حقیقت مین اوسکو اسلام سے کچھ سروکار
نہین ہے — ایسے لوگ البتہ نبی کی توہین کرنیوالے ہوسکتے ہین بلکہ ضرور ہین —
اور جو ہمنے لکھا ہے کہ اس رسالہ کا بنانیوالا علمائے ذی اعتبار سے نہین ہے
اسکی وجہین بہت سی ہین لیکن بطور مشتے نمونہ از خروارے اسوقت صرف

اب اگر مجیب صاحب کو اپنی راستبازی کا اثبات منظور رہے تو ہمکو مولانا ممدوح کا
اصلی و بتخطی تو بہ نامہ یا اوسکا فوٹوگراف دکھا دین جیسا کہ ہمنے پاشا سے ممدوح کے
خط کا فوٹوگراف پیش کیا ہے ورنہ تحریرًا و تقریرًا ایسی خلاف گوئی سے باز آئین
اسکے سوا اور کسی قسم کی کارروائی قابل تسلیم نہین ہے -
اور جو اسی دفعہ مین مولانا ممدوح کی نسبت لفظ و شنام دہندہ اکابر دین لکھا ہے
محض اتہام بیجا ہے - ہمنے کتاب معیار الحق مین جو مولانا ممدوح کی خاص تصنیف ہے
تمام اکابر دین خصوصًا ائمہ اربعہ خصوصًا امام ابوحنیفہ رح کی تعریف و مدح پائی ہے
چنانچہ کتاب مذکور کے اول ہی صفحہ مین امام صاحب کو مع باقی تین امامون کے دین
اسلام کا عناصر قرار دیا ہے (یہ کس درجہ کی مدح ہے) پھر کہا ہے کہ ان ہر ایک کے
مُعَاوِن دین اسلام ہونے سے بجز مُعَانِد اور کوئی منکر نہین ہے - اور کتاب
مذکور کے صفحہ ۱۵۱ مین لکھا ہے کہ امام صاحب لحاظ سنت کا بہت رکھتے تھے اور خلاف
یعنی امام ابوحنیفہ صاحب ۱۲ -
سنت کے نہین کرتے تھے -

[illegible]

اسیطرح اور مقامات مین جناب ممدوح کے کلام مین ان امامونکی مدح و ثنا بیان
ہوئی ہے توہین و تحقیر کا لفظ تو ہمنے اس کتاب مین دیکھا ہے نہ مولانا ممدوح
کی اور کسی تالیف مین -
مجیب صاحب سچے ہین تو مولانا ممدوح کے کلام سے کوئی لفظ ایسا نکالدین
جسمین حقیقۃً اکابر دین کی توہین پائی جاتی ہو ورنہ ایسے کلمات توہین کے ایک
مُقتَدیٰ کی شان مین (جسکو خود دفعہ ہذا و دفعہ اول مین ایک گروہ کا امام لکھ
آئے ہین) کہنے اور لکھنے سے سوائے اشتعال طبع دلانے اور (خود را فضیحت
دیگرے را نصیحت) کے مصداق بننے کے اور کیا متصور ہے -
تعجب ہے کہ جو لوگ خود تمام اکابر دین صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و محدثین رضوان

مدرسوں اور مکتب خانوں مین ہر جگہ پڑہائی جاتی ہے اور مجیب صاحب نے بھی مع اپنے
گننے کے ضرور ہی پڑھی ہوگی) آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدح مین
فرمایا ہے ؎ یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست * کتب خانۂ چند ملت بشست ؛

اور یہ شخص رسالہ مذکور کے صفحہ مین بطور سند کے لکھتا ہے کہ علماے شہر اندلس نے
ابن حاتم کو جو ذی علم اور مجلس مفتی وقت کا تھا مجرد اطلاق کرنے لفظ یتیم کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حکام وقت سے قتل کروا ڈالا - اور مجیب صاحب
نے بھی اسی عبارت کو دفعہ ہذا مین سندًا نقل فرمایا ہے معلوم نہین کسکو کسکو
قتل کروانا ہے یا تخم اسلام ہی کو اپنے سمیت دنیا سے ناپید کر دینا ہے یا خدا جانے
کیا منظور ہے - معلوم نہین کیا سمجھکر نقل کیا ہے ---

اسیطرح اس چھوٹے سے کئی ورق کے رسالہ مین کتنی سخت غفلت اور بدحواسی
کی باتین لکھی ہین — پھر جب شخص اتنا ورقیہ کا غافل اور بدحواس ہوکہ
دینی کتاب مین جس سے ہدایت خلق مقصود ہوتی ہے اسطرح کی غفلت کی باتین
لکھے اوسکو سواے مجیب صاحب کے اور کون ذی عقل علماے ذی اعتبار سے
شمار کریگا اور اوسکے اس رسالہ کو سند مین پیش کریگا -

اور **واضح ہو** کہ یہ کتاب بھی اس غرض سے نہین بنی ہے کہ اس سے ہدایت
خلق ہو بلکہ صرف حفظ امن عام مین فتور ڈالنے اور اہلحدیث کے شہید کرانیکی غرض سے بنی ہے
اسکا **ثبوت** (جیسا کہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۹ صفحہ ۳۰ و نمبر ۱۰ جلد ۶ صفحہ ۲۸۹
مین مندرج ہے) یہ ہے کہ اسکا بنانیوالا (مولوی محمد ولد مولوی عبدالقادر
لودہیانوی) اونھین مفسدین ہندوستانی مین سے ہے جو مسئلہ جہاد کے
صحیح معنی سمجھنے مین اہلحدیث کے مخالف ہین اور مسئلہ جہاد کے اوس مخالفانہ اور غلط
معنی کے دھوکے مین آنکر بغاوت ۵۷ مین شمول اور مفسدین اپنے ہم مشرب کے

تین وجہین بیان کیجاتی ہین —

وجہ اول یہ ہے کہ یہ شخص اپنے کو حنفی المذہب کہتا ہے اور پھر امام ابو حنیفہ رح کے امام ہونے سے انکار کرتا ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ تمام کتب معتبرۂ مذہبی حناف مین یہ مسئلہ مرقوم ہے کہ شراب گندم و جو وغیرہ (سواے چار شرابون کے) امام ممدوح کے نزدیک مطلقاً قلیل ہو خواہ کثیر سب حلال ہے (دیکھو جامع صغیر مصنفہ امام محمد رح شاگرد خاص امام ابو حنیفہ رح مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۱۵۲ و ہدایہ چھاپہ مصطفائی صفحہ ۳۹۱ و صفحہ ۳۹۴ جلد ۴ و در مختار مع شامی چھاپہ دہلی صفحہ ۲۸۸ جلد ۵ وغیرہ) اور یہ شخص رسالہ مذکور کے صفحہ ۱۲ مین لکھتا ہے کہ اسکی حرمت مین کسی امام کو کلام نہین — تو اگر امام ممدوح اسکے نزدیک امام ہوتے تو اسطرح نہ لکھتا اس سے صاف معلوم ہوا کہ امام ممدوح کے امام ہونے سے منکر ہے —

وجہ دوم یہ ہے کہ یہ شخص امام ممدوح اور اونکے تمام پیروکارونکو صریح کافر لکھتا ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ وجہ اول مین معلوم ہو چکا کہ شراب مذکور امام ممدوح کے نزدیک مطلقاً حلال ہے اور یہ شخص صفحہ مذکور مین لکھتا ہے کہ اسکے حلال گمان کرنیوالے پر خوف کفر ہے بلکہ جو شخص مقدار مسکر اوسکے کا پینا جائز اعتقاد کرے کافر صریح ہونا اوسکا بعید نہین —

وجہ سوم یہ ہے کہ یہ شخص تمام دنیا کے مسلمانونکو بلکہ اگلے پچھلے زندہ مردہ سبکو واجب القتل جانتا ہے اور اسکا فتوی دیچکا ہے — اسکا ثبوت یہ ہے کہ قرآن مجید جسکو تمام مسلمان ہر زمانے کے ہر ایک فرقے کے مانتے ہین اوسکی سورہ والضحی مین (جسکو بیشتر مسلمانون کے چھوٹے چھوٹے بچے اور ان پڑھ لوگ تک یاد رکھتے ہین) صاف لفظ یتیم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اطلاق کیا گیا ہے اور اسی جگہ ہے حضرت شیخ سعدی رح نے بھی بوستان مین (جو ایک درسی کتاب ہے اور

لازم ہے کہ مخبر و مسموع ہونے ایسے مفسدےکے مدعی او رگواہ ہوکر حکام وقت سے سزایابی میں اوسکے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین ـ

یہ سب انکا لکھنا او رفتوی دینا اوسی غلط فہمی معنی جہاد پر مبنی ہے کہ جب دیکھا کہ اب سرکار کے مقابلہ مین جہاد نہین کرسکتے تو مسائل کے چھیڑ چھاڑ کے بہانہ سرکار کے خیرخواہون پر ہاتھ صاف کرنے لگے اور اونکے شہید کرانے کی غرض سے دو دو چار چار ورق کے رسالے بنا کر اپنے دلون کے پھپھولے توڑنے لگے

اَللّٰهُمَّ احفظنا من امثال هٰذه التخیلات الفاسدة ✤ والتوهمات الواهیة الکاسدة ✤

یہین سے اہلحدیث کے ساتھ انکی عداوت کا اندازہ معلوم ہوسکتا ہے اور یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اگر اہلحدیث ساکنین ہندوستان گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ وحفظ وحمایت مین نہوتے تو یہ حضرات انکو ایک روز بھی روے زمین پر رہنے ندیتے کیونکہ انپر اہلحدیث کا قتل کرنا اور اونکی سزایابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا بموجب انکے فتوی کے واجب لازم ہے ـ

جواب دفعہ ہشتم

یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ جہان کہین دیار مشرق یا مغرب مین اس قسم کے مقدمات دائر ہوئے اور حکام کو اسمین عرقریزیان کرنی پڑین اسکا سبب بجز مزاحمت بیجا بعض احناف متعصبین کے اور کوئی امر نتھا یعنی جب اون متعصبین نے اہلحدیث کو مساجد سے ممانعت کیا اور اونکے حق اداے نماز کے مساجد مین مخل ہوئے تب اہلحدیث نے اپنے حکام کے روبرو اسکا استغاثہ پیش کیا ـ اگر یہ متعصبین اہلحدیث کے اس حق مین مخل نہوتے تو اہلحدیث ہرگز حکام کی تکلیف دہی گوارا نہ کرتے ـ تو حکام کو جو دیگر اضلاع مشرق ومغرب مین عرقریزیان کرنی و جانفشانیان

نہ صرف شامل بلکہ اون مفسدہ کے بانی مبانی بہی ہین اور انکے اس مفسدے مین شریک رہنے کا ثبوت سرکاری کاغذات مین موجود ہے -

اور چونکہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مسئلہ جہاد کے معنے ایسے سمجھے ہوئے ہین جس سے ان مفسدین کو اتفاق نہین ہے اور اسی معنے کے لحاظ سے مولانا ممدوح نے غدر ۱۸۵۷ء کو شرعی جہاد نہین سمجھا بلکہ اوسکو بے ایمانی و عہد شکنی و فساد و عناد خیال کرکے اوسمین شمولیت اور اوسکی معاونت کو معصیت قرار دیا اور اوسکے برعکس اوس غدر مین گورنمنٹ کی خیرخواہی کی اور عین اوس طغیان طوفان بے تمیزی اور اوس مشکل وقت مین ایک میم صاحبہ کو زخمی پاکر اونکی جان بچائی اور اپنے گھر مین لیجاکر اونکے زخمونکا علاج کرکے جب موقع پایا اونکو سرکاری کیمپ مین پہنچایا جسپر گورنمنٹ کیطرف سے بھی قدر دانی کی گئی اور توجہ ہوئی (اسکی پوری تفصیل سرکاری کاغذات مین موجود ہے اور کچھ اون چٹھیون سے جو اسکے ملاحظہ حضور کے شامل ہین اسکا حال دریافت ہوسکتا ہے)-

اسیوجہ سے یہ مفسدین اہلحدیث سے عموماً اور مولانا ممدوح سے بوجہ سرگروہ ہونے اہلحدیث کے خصوصاً عداوت رکھتے ہین اور جہانتک اونکابس چلتا ہے اونکی تکلیف دہی اور ایذا رسانی مین اپنا فرض مذہبی جانتے ہین اور اونکی نسبت جہوٹی جہوٹی تہمتین لگاکر واجب القتل ہونیکا صاف صاف فتوی دیچکے ہین چنانچہ اس رسالے کے صفحہ ۱ مین صاف لکھدیا ہے کہ حکام اہل اسلام کو لازم ہے کہ انکو قتل کرین اور اگر لاعلمی کے عذر سے توبہ کرین تو انکی توبہ قبول نہ کرین -

اور جو عبارت مجیب صاحب نے اس رسالہ کے اسی صفحہ سے نقل فرمائی ہے اوسمین بھی صاف اہلحدیث کا مرتد ہونا لکھا ہے اور مرتد کو واجب القتل جانتے ہین اور نیز اوسی عبارت منقولہ مجیب صاحب مین موجود ہے کہ عوام اہل اسلام کو

۹۷ ان چٹھیون [illegible] نقل جن کا اس [illegible] حصہ آخر مین [illegible] شامل ہے

مجاز یعنے حلف کے ہین راستبازی کے ساتھ اقرار ہے اوراس اقرار مین امر واجب کا
اظہار بھی مجیب صاحب نے رقم فرمایا ہے پس مفہوم فقرہ صریحی مجیب صاحب ہوا
کہ مجیب صاحب راستبازی سے اپنی مقدس مسجد کو واسطے استعمال عبادت
ہم گروہ اہلحدیث کے واجب جانتے ہاین جسکے نفاذ کے لئے مجسٹریٹ ضلع کی
مرضی واجازت کے خواستگار ہین اس اندیشہ سے کہ عوام الناس شور و شر
پیدا نہ کرین - پس اس اقرار راستبازی و واجب سے جملہ دفعات - مقدم و
موخر از روے تسلیم مجیب غلط و محض اتہام بیجا بخوبی ثابت -
اور یہ امر بھی تسلیم ہے کہ مجیب صاحب کو کوئی حجت مخالفانہ ونکرار - ہما سے خواہ قانونی
وشرعی مین نہین ہے - بہر تقدیر حسیت اسلام مجیب صاحب نے اخیر مرتبہ ہمارے ادعا کی موافق اقرار کیا -
اس امر کی نسبت ہم کچھ نہین کہہ سکتے کہ مجیب صاحب مطالب مذہبی مین
دیگر دفعات مین اپنے عقیدت کے خلاف کیون ہونگے - مگر اون دفعات مین
اقرار راستبازی مجیب صاحب نے درج نہین فرمایا ہے اسوجہ سے مطالب
اون دفعات کا اس دفعہ نہم سے نا راست ہونا مسلم ہے -

جواب دفعہ دہم

جو اس دفعہ مین انکار - و تاویل مسائل خلاف حنفیت کو لکھا ہے یہ بھی ایک مغالطہ ہے
- جب ہم اہلحدیث ہین اور ہمارا مذہب اتباع کتاب و سنت ہے تو ہمکو مسائل مذکورہ
کے انکار یا تاویل کی کیا حاجت ہے - البتہ مسائل و عقائد خلاف کتاب و سنت
سے ضرور انکار کرتے ہین اور جہان تاویل کی گنجایش ہوتی ہے وہان تاویل
کر دیتے ہین (یعنی جب کسی شخص کا کلام کے کئی مطلب ہوسکتے ہین اور ایک مطلب
سے خلاف کتاب و سنت کے ہوجاتا ہے اور دوسرے مطلب سے نہین اور اوسکے
قائل کے ساتھ حسن ظن اسیات کا ہوتا ہے کہ اوسکی شان سے خلاف کتاب و سنت کہنا

اوٹھانی پڑین اسکا سبب صرف ان حضرات متعصبین کی مزاحمت بیجا ہے نہ کچھ اور۔
اور اس شہر مین مجیب صاحب بھی مثل متعصبین بلاد دیگر کے اس سبب (یعنی مزاحمت بیجا) کے عمل مین لانے سے کبھی غافل نہین رہے۔ بلکہ تا حد امکان اپنے اس سبب کو پورے طور پر عمل مین لاتے رہے کہ اس دفعہ مین خود فخر یہ اپنی نسبت تحریر فرماتے ہین۔ کہ ابتدا ہی سے احناف کی مساجد سے ممانعت رہی۔ اور پھر اسقدر پر بھی قناعت نہین فرمائی بلکہ صاحب ممدوح کو بھی اس سبب کے ارتکاب مین شامل کرلیا کہ یہ لفظ زیب رقم فرمایا۔ کہ و نیز آپ کے اقبال سے اور یہ اپنے محسن کا کیا خوب شکریہ ادا فرمایا ہے۔
یہ عجیب بات ہے کہ جس سبب سے دیگر اضلاع مین مقدمات دائر ہوئے اور حکام کو اوسکی وجہ سے عرق ریزیان کرنی پڑین اوسی سبب کو مجیب صاحب بھی عمل مین لائین اور پھر رقم فرمائین۔ کہ اسی وجہ سے کسی قسم کا معاملہ ومقدمہ فوجداری و دیوانی مین نہین ہوا۔ یہ کیسی اولٹی بات ہے یہ نہین جانتے کہ اتنک جو اس شہر مین کسی قسم کا مقدمہ نہین ہوا تو اسکا سبب وہ نتھا جو مجیب صاحب نے تحریر فرمایا ہے بلکہ اسکا سبب صرف اس شہر کے اہلحدیث کا کمال تحمل ہوا ہے کہ اتنک مجیب صاحب کے حال پر رحم کرتے رہے اور اونکی راہ دیکھتے رہے کہ اب بھی مزاحمت بیجا سے باز آئینگے اور حکام کی تکلیف دہی کے باعث نہونگے۔ لیکن اب اہلحدیث مجیب صاحب کی بہت راہ دیکھ چکے اور تحمل بہت کرچکے اگر اب بھی مجیب صاحب اس سے باز نہ آئینگے اور خواہ مخواہ حکام کی تکلیف دہی گوارا کرینگے تو اہلحدیث کو اب معذور سمجھین۔

جواب دفعہ ۱۳

فقرہ دفعہ ۱۳ مین مجیب صاحب کو روبرو صاحب مجسٹریٹ ضلع کے جو حاکم

مین رہتے ہین بخوبی نوابصاحب کا حال سُن چکا ہون اور اونکی تصنیفات بھی مین نے
بہت دیکھی ہین اور بہت سی کتابین چھوٹی بڑی اونکی تصنیفات سے میرے پاس
موجود ہین مین نے کسی سے نہین سنا اور نہ اونکی کسی تحریر مین دیکھا کہ اونھون
نے چارون امامون پر کیا کسی ایک امام پر بھی تبرا اور دشنام دیا ہو بلکہ جہانتک
اونکی تحریرات دیکھین اونمین چارون امامون کی خصوصًا امام ابوحنیفہ رح کی نہایت
ادب کے ساتھ مدح وثناہی بیان پائی اور کہین بھی سب وشتم کا ذکر نہین فرمایا
بلکہ ان بزرگوارون کی جناب مین گستاخی کرنے والون کی سخت مذمت وبُرائی بیان
کی ہے چنانچہ بطور مشتے نمونہ از خروارے اونکی بعض تصانیف سے چند اقوال
نقل کیے جاتے ہین تاکہ واضح ہو جاوے کہ گروہ اہلحدیث ائمہ اربعہ و دیگر مجتہدین
سلف صالحین کی جناب مین وہی عقیدت رکھتے ہین جو محدثین سلف صالحین کے
جناب مین رکھتے ہین اور انکے اور اونکے طاعن ولاعن و لونکو وہ یکسان ملعون ومردود سمجھتے ہین
نوابصاحب اپنی کتاب التاج المکلل مطبوعہ بھوپال کے ص۱۳۴ مین حضرت
امام ابوحنیفہ رح کے حال مین لکھتے ہین کان عالمًا عاملًا زاھدًا عابدًا ورعًا تقیًا
کثیرالخشوع دائم التضرع الی اللہ تعالی اور اسی صفحہ مین لکھتے ہین وکان
ابوحنیفة حسن الوجہ حسن المجلس شدید الکرم حسن المواساۃ
لاخوانہ احسن الناس منطقًا واحلاھم نغمة -

ع ترجمہ امام ابوحنیفہ رح عالم باعمل - دنیا سے بے رغبت - عابد بڑے پرہیزگار - خدا سے بہت
ڈرنیوالے - بہت خشوع کرنیوالے - ہمیشہ اللہ تعالی کیطرف تضرع کرنیوالے تھے +
ع ترجمہ اور ابو حنیفہ رح اچھی صورت والے - نیک مجلس -
بہت سخی - اپنے بھائی مسلمانون کے بڑے ہمدرد - گفتگو مین سب سے اچھے
آواز مین نہایت شیرین تھے +

بعید ہے تو اوسکے کلام کا وہی مطلب کہتے ہین جس سے خلاف نہو) اور یہ کوئی بڑی بات نہین ہے بلکہ ہر ایک اہل انصاف اس طریقہ کو پسند کرتے اور محمود جانتے ہین اور اسکے مطابق عمل کرتے ہین چنانچہ امام ابو حنیفہ رحنے اشعار کو جو سنت صحیحہ او رفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ثابت ہے مکروہ اور بدعت فرمادیا تھا تو علماے احناف با انصاف نے کیا خوب اسکی تاویل کردی ہے جس سے امام ممدوح کا کلام خلاف سنت ہونے سے نکل جاتا ہے (دیکھو ہدایہ صـ۲۴۲ جلد اول وشامی صـ۱۹۷ جلد ۲ ونور الہدایہ صـ۲۲۳ وصـ۲۳۱ ونووی شرح صحیح مسلم صـ۴۰۷ جلد اول)

اور جواسی دفعہ مین لکھا ہے ۔ کہ نواب صدیق حسن خان ومولوی ابراہیم آروی بے تکلف برسر منابر چارون اماموں پر تبرا اور دشنام دیتے ہین ۔ کسی وجہ کی خلاف بیانی ہے ۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی کے حال سے مین بخوبی واقف ہون وہ میرے بڑے دوست ہین میرے اونکے برابر خط وکتابت جاری رہتی ہے اور مین بار ہا آرہ جاکر اون سے ملا ہون اور وہ بھی میرے غریب خانہ پر کئی بار تشریف لائے ہین اونکو اماموں پر تبرا اور دشنام دینے سے کیا سروکار وہ تو ایک نہایت مہذب اور متین اور صالح آدمی ہین ۔ مولوی صاحب ممدوح سے جسکو تھوڑی دیر کی صحبت بھی رہی ہوگی اور وہ اونکے چال چلن سے واقف ہوگا ایسی بات کی نسبت اونکی طرف سنکر فوراً پڑھ دیگا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۔ اور صاف کہدیگا کہ ایسے مہذب وصالح آدمی کیطرف ایسی فحش بات کا انتساب سرتاپا کذب ہے

اور جناب والاجاہ امیر الملک نواب سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر سے گو میری ملاقات نہین ہے مگر اپنے احباب سے جو نوابصاحب ممدوح کی ریاست

اور اسی صفحہ مین لکھتے ہین وکان لا یرکب فی المدینۃ مع ضعفہ وکبر سنہ ویقول لا ارکب فی مدینۃ فیھا جثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم —

تتمہ حاشیہ صفحہ ٦٤ قلیل النحو ہونا کوئی عیب نہین ہے چنانچہ نواب صاحب ممدوح کے کلام مین عنقریب آتا ہے — اور نواب صاحب کے اس کلام کی ایک نظیر نابغہ کا وہ شعر ہے جو اوسنے ایک قوم کی مدح مین کہا ہے ؎ وَلَا عَیْبَ فِیْھِمْ غَیْرَ اَنَّ سُیُوْفَھُمْ ۔ بِھِنَّ فُلُوْلٌ مِّنْ قِرَاعِ الْکَتَائِبِ ۔ یعنی اوس قوم مین بجز اسکے کوئی عیب نہین ہے کہ اونکی تلوارونمین اعدا کے لشکرون کی مارکاٹ سے رخنے پڑگئے ہین یعنی دندانے پڑگئے ہین یعنی اونمین بجز شجاعت اور کوئی عیب نہین ہے — اور ظاہر ہے کہ شجاعت کوئی عیب نہین تو حاصل یہ ہوا کہ اونمین کوئی عیب نہین ہے — اسیطرح نواب صاحب کے کلام کو بھی سمجھنا چاہیئے اور گو اسطرحکا کلام ظاہر مین اوس شخص کی مذمت مین معلوم ہوتا ہے جسکے حق وہ کہا گیا ہے لیکن فی الحقیقت وہ اوسکی کمال مدح پر دال ہوتا ہے اسلیئے اس صنعت کو علم بدیع مین تاکید المدح بما یشبہ الذم بولتے ہین ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ٦٤ ؎ ترجمہ امام مالک رح دار الہجرت (یعنی مدینہ طیبہ) کے امام ہین اور بہت مشہور اماموں مین سے ایک امام ہین — ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ٦٤ ؎ ترجمہ اور امالک رح جب حدیث بیان کرنا چاہتے تو وضو کرتے اور اپنے صدر فراش پر بیٹھتے اور داڑھی مین کنگھی کرلیتے اور وقار وہیبت کے ساتھ اچھی طرح بیٹھتے پھر حدیث بیان فرماتے کسی نے اسکا سبب پوچھا تو فرمایا کہ مین دوست رکھتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کرون اور اوسکو نہ بیان کرون مگر طہارت پر متمکن ہوکر ۱۲ منہ

؎ ترجمہ اور مدینے مین باوجود ضعیفی اور کبر سنی کے سوار نہین ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین ایسے شہر مین سوار نہونگا جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک ہے ۱۲ منہ

اور اوسی صفحہ میں لکھتے ہیں و قال ابن المبارك[ص] قلت لسفیان الثوری ٧٣
یا عبد الله ما ابعد ابا حنیفۃ عن الغیبۃ ما سمعتہ یغتاب عدواً له
قط فقال ھو اعقل من ان یسلط علی حسناتہ ما یذھبھا -
پھر صفحہ ۲۰۰ میں لکھتے ہیں و مناقبہ[للعہ] و فضائلہ کثیرۃ و قد ذکر الخطیب فی تاریخہ
منھا شیئاً کثیراً ثم اعقب ذلك بذکر ما کان الالیق ترکہ والاضراب
عنہ فمثل ھذا الامام لا یشك فی دینہ و لا فی ورعہ و تحفظہ و لم یکن[یعاب]
لشیء سوی قلۃ العربیۃ ۰
اور ص۲ میں حضرت امام مالک رح کے حال میں لکھتے ہیں امام دار الھجرۃ[ص] واحد
الائمۃ الاعلام - اور اسی صفحہ میں لکھتے ہیں و کان[ع] مالك اذا اراد ان یحدث
توضا وجلس علی صدر فراشہ و سرح لحیتہ و تمکن فی جلوسہ
بوقار و ھیبۃ ثم حدث فقیل لہ فی ذلك فقال احب ان اعظم حدیث
رسول الله صلی الله علیہ و آلہ وسلم و لا احدث بہ الا متمکنا علی طھارۃ

[ص] ترجمہ اور ابن مبارک رح فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رح سے کہا کہ اے
عبد اللہ ابو حنیفہ غیبت سے کس قدر بعید ہیں میں نے کبھی اونکو نہیں سنا کہ اپنے کسی
دشمن کی بھی غیبت کرتے ہوں - تو فرمایا کہ وہ بڑے عاقل ہیں اپنی نیکیوں پر ایسی چیز کو
مسلط نہیں کرتے ہیں جو اونکو زائل کر دیوے --
[للعہ] ترجمہ اور ابو حنیفہ رح کے فضائل اور مناقب بہت ہیں -- اور خطیب نے تاریخ
بغداد میں بہت کچھ آپ کے فضائل و مناقب بیان کیے ہیں (لیکن) پھر اسکے بعد ایسی
باتیں بھی ذکر کر دی ہیں جنکا ترک کرنا اور انکے ذکر سے اعراض کرنا بہت لائق تھا کیونکہ
ایسے امام کی دینداری اور پرہیزگاری اور تحفظ میں کچھ شک نہیں کیا جا سکتا اور اونمیں
کوئی عیب نہتھا بجز قلت عربیت یعنی قلیل النحو ہونے کے (اور ظاہر ہے کہ قلت عربیت یعنی

اور صفحہ مین حضرت امام احمد بن حنبل رح کے حال مین لکھتے ہین وکان امام المحدثین ﻟﻠﻌ
صنف کتابه المسند وجمع فیه من الحدیث مالم یتفق لغیرہ -
اور صفحہ مین لکھتے ہین ولم یکن فی اٰخر عصرہ ﺻﮧ مثله فی العلم والورع -
اور اوسی صفحہ مین لکھتے ہین وحزر من حضر جنازته من الرجال فکانوا
ثمانمائة الف ومن النساء ستین الفا وقیل انه اسلم یوم مات عشرون
الفا من النصارى والیهود والمجوس -
اور صفحہ مین طبقات ابن رجب حنبلی سے نقل کیا ہے کہ اوس نے اپنی کتاب کے آغاز مین
لکھا ہے - ومن اعظم جهالاتهم یعنی للمبتدعة وغلوهم فی مقالاتهم
ووقوعهم فی الامام المرضی امام الائمة وکهف الامة ناصر الاسلام

ﻟﻠﻌ ترجمہ اور امام احمد بن حنبل رح محدثین کے امام تھے - اپنی کتاب (مسند) کو اونھون
نے آپ تصنیف کیا ہے اور اوسمین اونھون نے وہ حدیثین جمع کین جو اونکو ہاتھ لگین اور
ﺻﮧ ترجمہ اونکے آخر زمانہ مین علم و پرہیزگاری مین اونکا کوئی مثل نتھا ۱۲ منہ
ﮧ ترجمہ اور جو لوگ اونکے جنازہ پر حاضر ہوئے تھے اونکی تخمین کیگئی تو مرد آٹھ
لاکھ ہوئے اور عورتین ساٹھ ہزار - اور کہتے ہین کہ جسدن اونکا انتقال ہوا بیس ہزار
یہود اور نصاری اور مجوس مسلمان ہوئے ۱۲ منہ
معہ ترجمہ اور اہل بدعت کی بڑی جہالتون اور اونکے غلو سے اپنی باتون مین
ایک اونکا بدگوئی کرنا ہے اوس امام پسندیدہ کی شان مین جو سب اامون کے امام
اور امت کے جاے پناہ اسلام اور سنت کے ناصر ہین جنکا مثل کسی آنکھ نے علم اور زہد
اور دیانت اور امانت مین نہین دیکھا - وہ امام اہلحدیث احمد بن محمد بن حنبل شیبانی
ہین (قدس اللہ سرہ وبرد علیه ضریحه) وہ ایسے امام ہین جنکی کوئی برابری نہین کرسکتا
اور ایسے دریا جنکا کوئی مقابل نہین ہوسکتا - اور یہ وہ شخص ہین کہ تمام ائمہ دین

اور ص۵۹ مین امام شافعی رحہ کے حال مین لکھتے ہین و کان الشافعی کثیر المناقب جم المفاخر منقطع القرین اجتمعت فیه من العلوم بکتاب الله و سنة الرسول صلی الله علیه و آله وسلم و کلام الصحابة رضی الله عنهم و آثارهم واختلاف اقاویل العلماء وغیر ذلك من معرفة کلام العرب واللغة والعربیة والشعر حتی ان الاصمعی مع جلالة قدره فی هذا الشان قرء علیه اشعار الهذلیین ما لم یجتمع فی غیره حتی قال احمد بن حنبل رضی الله عنه ما عرفت ناسخ الحدیث من منسوخه حتی جالست الشافعی۔ اور ص۱۴ مین لکھتے ہین و قد اتفق العلماء قاطبةً من اهل الحدیث والفقه والاصول واللغة والنحو وغیر ذلك علی ثقته وامانته وعدالته و زهده و ورعه و نزاهة عرضه وعفة نفسه وحسن سیرته وعلو قدره وسخائه۔

ع ترجمہ اور شافعی رحہ کثیر المناقب بہت مفاخر والے تھے اپنا مقابل نہین رکھتے تھے اونمین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کلام صحابہ رضی اللہ عنہم اور اونکے آثار اور علما کے اختلاف اقوال کے علوم اسقدر جمع ہوگئے تھے جو اورونمین جمع نہوئے تھے یہانتک کہ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین حدیث کے ناسخ منسوخ کو نہین پہچانتا تھا جب تک کہ شافعی کی ہمنشینی نہین کی اور اسکے سوا کلام عرب اور لغت اور عربیت اور شعر اسقدر جانتے تھے جو دوسرے لوگ نہین جانتے تھے یہانتک کہ اصمعی نے باوجود اس فن مین جلیل القدر ہونے کے بنی ہذیل کے اشعار اونسے پڑھے تھے ۱۲ منہ

ب ترجمہ اور بیشک تمام علماے الحدیث اور فقہ اور اصول اور لغت اور نحو وغیرہ نے اونکی ثقاہت اور امانت اور عدالت اور زہد اور ورع اور نزاہت آبرو اور عفت نفس اور حسن سیرت اور علو مرتبت اور سخی ہونے پہ اتفاق کیا ہے ۱۲ منہ

پھر ص۴۳ سے ص۵۰ تک مین اون عذرون کے اقسام و تفاصیل اور اوسکے متعلقات بیان کرکے — ص۵۰ مین لکھتے ہین و نزد وجود اعذار صحیح کسی را نمیرسد کہ بزرگان دین را بطعن و تشنیع و شکنجہ کشد چہ ایشان ہرگز ترک عمل بحدیث از راہ نفسانیت و عصبیت و حمیت جاہلیت نکردہ اند چنانکہ پس آیندگان ایشان بدون وجود اعذار صحیحہ و اسباب مبالغہ میکنند —

اور اوسی ص۵۰ مین لکھتے ہین و علی ہذا جملہ اکابر ملت اسلامیہ مصون اند از طعن و لعن این جاہلان بخیر و سفہاے شوریدہ سر خواہ ائمہ اربعہ مجتہدین باشند یا عصابہ محدثین یا جماعت صالحہ متصوفین یا طائفہ دیگر از متقدمین خصوصاً آنانکہ بیش از ما بصدہا سال جلوہ گر بودند و زمانہ خیر قرون ایشان را دریافتہ گو این دریافتن قلیل باشد نحو اکثیر مثلاً امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کہ اول ائمہ اربعہ اہل اجتہاد ست و امام دار الہجرۃ مالک بن انس و امام شافعی و امام احمد این چہار بزرگوار رضی اللہ عنہم اجمعین در قرن ثالث از قرون ہجرت مشہود لہا بالخیر بودند —

پھر ص۵۰ سے ص۶۲ تک مین ان ائمہ کا خیر القرون مین داخل ہونا ثابت کرکے فرماتے ہین غرضکہ این ہر چہار امام مجتہد از مردم زمان خیریت اند و متصف بودند بفضائل شریفہ —

پھر ص۶۲ سے لیکر ص۶۶ تک مین چارون امامون کے فضائل و مناقب بیان کیے ہین۔

اور جو امام ابو حنیفہ رح کی نسبت عربیت سے کم واقف ہونا اور حدیث کی روایت کم کرنا بیان کیا گیا ہے اوسکا محمل و مطلب بتایا ہے چنانچہ ص۶۳ و ص۶۴ مین لکھتے ہین و ہر کہ در ترجمہ وے ذکر قلت علم نحو یا ضعف* او در حدیث نوشتہ مقصود شان عیارملت نہ اظہار طعن و جرح ست بلکہ بیان واقع زیرا کہ مطاعن را در ساحت فضل او

---

* لفظ ضعف درینجا غالبا از سہو کاتب ست و صحیح لفظ (قلت روایت) چنانکہ سیاق عبارت اعنی قولہ و کرمیتیم کہ وی قلیل النحو بود یا قلیل الروایۃ و قولہ روایت حدیث کم کردہ بران صریح دلالت میکند

والسنة ممن لم ننزع بين مثله علماً وزهداً و دیانة و امانة امام اهل الحديث احمد بن محمد بن حنبل الشيباني قدس الله سره ونور عليه ضريحه الامام الذي لا يجارى والبحر الذي لا يبارى ومن اجمع ائمة الدين في زمانه على تقدمه في شانه و نبله وعلو مكانه والذي له من المناقب ما لا يعد و لا يحصى -

اور اپنی کتاب جلب المنفعة فی الذب عن الائمة المجتہدین الاربعة - (جسکو خاص اسی غرض سے تالیف فرمایا ہے کہ ائمہ اربعہ سے طعن طاعنین کو دفع کرین چنانچہ اسکا نام ہی اسکے اس مضمون پر شہادت دے رہا ہے) کے ص۲ مین فرماتے ہین کہ واجب بر ہر مسلمان آنست کہ بعد از موالاۃ خدا و رسول موالاۃ مومنین از علما و مجتہدین و اولیاے صالحین گزینند خصوصاً ولاے آن علما و آئمہ کہ ورثہ پیغمبر انند و بمنزلۂ نجوم آسمان کہ در تاریکی بر و بحر راہ می نمایند و در ہدایت بر روے خلق می کشایند و بر ہدایت و درایت ایشان اتفاق اسلامیانست -

اور ص۳ مین لکھتے ہین کہ ہیچ یکے از امامان دین کہ امت سر بقبول ایشان آوردہ است ہمچو ائمہ اربعہ مجتہدین و جز ایشان از جہابذۂ حدیث چنان نبودہ است کہ اعتقاد مخالف رسول و سنتی از سنن و حدیثے از احادیث وے علیہ الصلوٰۃ والسلام بدل داشتہ باشد چہ دقیق سنت و چہ جلیل آن و چہ کثیر حدیث و چہ قلیل آن بلکہ ہمگنان متفق بودہ اند بر وجوب اتباع رسول و بر آنکہ ہر کسے از کسان امت چنانست کہ سخن او ماخوذ و متروک تواند شد الا رسول لیکن اگر یکے را قولے یافتہ شود کہ حدیث صحیح خلاف اوست پس لابد ویرا در آنجا عذرے خواہد بود در ترک آن حدیث -

تتمہ حاشیہ ص۶۷ اونکے زمانے مین لوگونکی شان اور ذکا اور علو مرتبت مین اونکے پیشوا ہونے پر اتفاق کیا ہے اور یہ وہ شخص ہین جنکے مناقب گنتی شمار مین نہین آسکتے ۱۲ منہ

زیور انصاف چنین کردہ وگفتہ باشد جز آنکہ نامۂ اعمال خود را سیاہ کردہ چیزی دیگر نیست
اور ص۶۴ و ص۶۵ مین لکھتے ہین حاشا کہ در چشم متفاوت در منزلت ائمہ تا دیگر
مردم خیر القرون کہ فضائل و مناقب آنہا معلوم و در کتب صحیحہ مرقوم ست باشد
یا سوء ظنی بجانب این بزرگواران در خاطر گذرد و نعوذ باللہ من جمیع ما کرہ اللہ
اگر ایشان نمی بودند قرآن کریم را تا ما کہ میرسانید و در اجتہاد بر روے ما
کدام کس میکشاد و چون این حملۂ علوم نبوت و نقلۂ روایات ملت ملعون و مجروح
و مظنون اسوء باشند پس آن کدام ست کہ سلف صالح عبارت ازو باشد ۔
اور ص۶۵ مین فرماتے ہین و این گفتگو نہ مخصوص با مام اعظم ست کہ اول ائمہ
مجتہدین باشد در علم و فضل و عمل بلکہ در بارۂ جملۂ ائمہ از امام شافعی و احمد
و مالک و نظراے ایشان از جہابذۂ حدیث و سنت ست چہ حکم جمیع ایشان حکم
واحد ست و حفظ مراتب و نگاہداشت مناصب قد جعل اللہ لکل شیء قدرا ۔
پھر ص۶۶ مین فرماتے ہین و بالجملہ بعد از ائمہ اربعہ جماعتے بر خاستہ کہ خود را
وقف طلب علم حدیث شریف (بشروطہا المعروفۃ فی کتب ھذا الفن)
گردانیدہ و حامل ایشان بر جمعنی اقوال ہمین ائمہ اربعہ گذشتہ کہ بکرات و مرات تحریض
بر ایثار حدیث و اتباع سنت کردہ اند و از تقلید خود و تقلید غیر خود نہی فرمودہ
پس اگر نیک بشگافند در یابند کہ مقلدان راستگو تابعان حق جو از براے
ائمہ موصوفین ہمین عصابۂ محدثین ست و این احناف و شوافع و غیرہما کہ
تقلید را در برابر حدیث اختیار کردہ اند و مسائل قیاسیہ و احکام اجتہادیہ
بر کلام خدا و رسول ترجیح می نہند در حقیقت تارکان تقلید ائمہ و منکرین
ارشادات ایشانند ۔ خود جادۂ خلاف امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
می سپرند و تہمتش بر متبعان می نہند و قد خاب من افتری ۔

گذ نیست - وجرح چنین بزرگواران اگر از راه نفسانیت آید واز تعصب خیزد
محاربه باشد با خدا چه دشمنی اولیاے خدا موجب سخط وے سبحانه ست و وے منتقم
ست از کسیکه بنظر استخفاف یا استکراه یا سوء ظن یا بے ادبی بسوے وے یا امثال
وے نظر میکند - وگر گفتیم که وے قلیل النحو بود یا قلیل الروایة اعنی ماحی دیگر علوم
وفضائل وے که متفق علیه جماعۂ اہل اسلام ست نمیتواند شد آن کیست که در روے
خللے یا نقصے من وجه نبوده ست صحابه که افضل امت اند باجماع امت و ایشان
ہم کسی گذشته که قلیل العلم بود واز بسیارے احادیث خبر نداشت پس اگر امام
اعظم ہم در رنگ آن اصحاب که از ایشان جز دو سه یا چند حدیث مروی نشده
روایت حدیث کم کرد کدام قباحت ست - وعلم نحو از ایجادات مرتضوی ست
رضی الله عنه ہمگی صحابه جز اولست این علم به وجه حادث نکرده اند بلکه خود آنان را نام
ونشان این علم وقوف دست ہم نداده -
اور اوسی صفحه مین لکهتے ہین ہر که امثال این امور را محمول بر آراء و رای آن امام
مقبول می کند سخت نامعقول ست وے ہیچ قدر خیر قرون نشناخت و قیاس
غائب بر حاضر ساخت رو تقلید وے یا تقلید دیگرے و انکار بر آن لا سیما نزد
مصادمت سنت صحیحه و خلاف حدیث محکم امرے دیگر ست و انتقاص بر ائمه
عالیقدر امرے دیگر اول حق صریح ست و ثانی باطل و قبیح - با آنکه عذر ہاے
صحیح از طرف ایشان و دیگر ائمه مجتهدین در اول کتاب از زبان شیخ الاسلام
سابق شده و با آنہمه معاذیر حالا گنجایش کدام تقصیر و فضل کبیر ایشان باقیست
شک نیست که بعض مقلدین حنفیه درین باب چنان زعم میکنند که منکر تقلید
ایشان منکر حدیث ایشان ست حالانکه چنین نیست و لازم مذہب مذہب
نباشد - و اگر جاہلے که غافل از مزایاے حضرات امام ہمام ست و عاطل از

یا متاخرین متتبعین افترا محض و سوء ظنی بحق خاص مومنین ست و مقلدؔ ومنزلت الیشان چند انکه در نظر زمرۂ موحدین بودہ است معشار آن در طائفہ مقلدین ثابت نمیشود —

اب کہانتک اقوال اسباب مین نقل کرین اسیقدر پر بس کرتے ہین —

بھلا کسی عاقل کی عقل مین یہ آسکتا ہے کہ جسکا اعتقاد ائمہ مجتہدین کی شان مین ایسا ہو اور وہ اپنے اس اعتقاد کو بذریعہ اپنی تالیفات کے تمام بلاد وامصار مین شایع کرتا ہو پھر وہ برسر بازار اون بزرگان دین پر تبرا اور دشنام دیتا پھرے گا —

اور جو اسی دفعہ مین نواب صاحب ممدوح اور مولوی ابراہیم صاحب آروی کی نسبت لکھا ہے کہ مارے بھی جاتے ہین قید بھی ہوتے ہین مگر سخت کلامی سے باز نہین آتے ۔ کس درجہ کی خلاف بیانی ہے — بھلا نواب صاحب ممدوح ومولوی ابراہیم صاحب آروی کو کس نے مارا ہے اور کہان کہان قید ہوئے ہین مجیب صاحب کو چاہیئے کہ نشان دیوین فقط

تمت

پھر اسکی تائید مین ص۶۹ سے ص۷۸ تک مین چارون امامون کے اس مضمون کے اقوال نقل کیئے ہین کہ کتاب وسنت کے مقابلے مین ہمارے اقوال کو چھوڑ دو اور نص کے ہوتے کسیکی تقلید نہ کرو اور جب تک نجان لو کہ ہمنے کہان سے کہا ہے ہمارے قول پر فتوی نہ دو اور ہمنے جہان سے احکام لئے ہین وہان سے تم بھی لو ــــ پھر ص۷۸ مین لوگون کے اس خیالی اور ادعائی اجماع کی حقیقت بیان کی ہے جسکا لوگ ہر باب مین بلا تحقیق وثبوت دعوی کیا کرتے ہین پھر ص۸۶ و ص۸۷ و ص۸۸ مین ائمہ محدثین واصحاب صحاح ستہ کے حالات وفضائل بیان کرکے فرماتے ہین وعلی کل حال اصحاب صحاح ستہ لاحق ائمہ اربعہ اند در دخول درزمرۂ خیر و قبول ہر چند کہ بعدیت ازمنہ دامنگیر ایشان باشد وفائق اند بر طوائف مسلمین وحکم طاعن ومستخف ایشان بلکہ جملہ محدثان حکم مسیئ ادب وتارک حفظ مرتبت بحق ائمہ اربعہ ست بلا تفاوت وفرق پس چنانکہ بے ادب با ائمہ اربعہ محروم ست از سعادت وازین ہمہ پایان گستاخ در حق ایشان مطرود ست اند درگاہ عالیجاہ خداوند کونین چہ ہمگنان ازین جماعت مبارکہ اصحاب قرون مشہود لہا بالخیر بودہ اند ــــ پھر ص۸۹ مین بیان کیا ہے کہ جو نقصان اختلاف مسلمانون مین آجکل ہو رہا ہے صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین مین اس قسم کا اختلاف نتھا پھر ص۹۱ سے ص۹۸ تک مین باہمی تکفیر سے روکا ہے اور اسکے ضمن مین یہ بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے نزدیک تقلید بمقابلہ نص حرام و شرک ہے ومعہذا اس فعل کے مرتکب پر بالخصوص شرک وکفر کا فتوی نہین لگاتے ہین ــ

اخیر رسالہ مین بصفحہ ۱۰۳ و ص۱۰۴ لکھتے ہین و بالجملہ مقصود از نامہ فرسائی درین رسالہ بیان ہمین معنی ست کہ گمان سوء ادب از عصابۂ حدیث در حق ائمہ مجتہدین وغیرہم از علماے دین خواہ متقدمین از سلف صالحین باشند

یہ مقدمہ مقدمہ نمبر ۱ اوسنہ ۱۹۰۸ سے اس درجہ متعلق ہے کہ ہمنے اپنی تجویز اوس مقدمہ کے حکم پر ملتوی رکھی مدعیان مقدمہ ہذا اور مدعا علیہم بھول والی مسجد کے قریب کے رہنے والے ہین جو شہر دہلی مین اجمیری دروازہ کے قریب واقع ہے مدعیان اعلی طور پر اصلاح دینے والے فریق مسلمانان مین سے ہین اور وہ لوگ جنکو مسائل مذہبی مین اونکے ساتھ اتفاق نہین ہے اونکو وہابی لامذہب یا غیر مقلد کہتے ہین مدعا علیہم اپنے تئین مقلد سنت جماعت فرقہ حنفی کا بیان کرتے ہین انمین اکثر موچی لوگ ہین اور اونکا مذہب اسلامیہ عموماً ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ کم تعلیم یافتہ فرقہ ہاے ہندوستان خاص کا ہے - لفظ لامذہب سے یہ مراد لیجاتی ہے کہ فریق مدعیان جو پابند اون قواعد کے ہین جو خاص قرآن سے ہین اپنے تئین کسی خاص قاعدہ اور ملت مین شمار کرنا نہین چاہتے جسکو عرف عوام مین مذہب یا فرقہ اسلام کہتے ہین لفظ غیر مقلد ویسی ہی صورت مین مستعمل ہے مگر اوسکا ترجمہ فی الجملہ کچھ اور ہے اور استعمال اوسکا برعایت معنی اصطلاحی ہے نہ کہ بخیال قدیمانہ یہ لفظ ہم معنی لفظ انگریزی انڈپنڈنٹ یعنی آزادگی ہے جیسے تاریخ انگریزی سے معلوم ہوا آزاد فرقہ کہتے ہین یعنی وہ لوگ جو جملہ قواعد معروف سے بڑھکر ہون اور حاکم کو مدار انصاف محض قول زبانی پر کرنا مناسب نہین مدعیان کا بیان ہے کہ مدعا علیہم مسجد مذکور مین دست انداز ہوکر ہماری حق اداے نماز مین مخل ہوے اور مستدعی اصدار حکم امتناعی بنام مدعا علیہم ہین کہ وہ اس دست اندازی اور خلل اندازی سے باز رہین - مدعا علیہم کا جواب ہے (۱) مسجد ہماری ملکیت ہے اور ہمکو حق بیدخلی مدعیان کا ہے - (۲) چونکہ مدعیان فرقہ حنفی کے خلاف ہین اونکو استحقاق نماز خوانی اس مسجد مین کہ جو صرف واسطے

بعد ختم ہونے رسالے کے اب فیصلجات باضابطہ کے تراجم حسب عدہ درج کیئے جاتے ہین

نمبر ۲۷ رجسٹر اصلی

ترجمہ فیصلہ انگریزی عدالت دیوانی اجلاس مسٹر جی آر ڈرمنڈ صاحب بہادر جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع دہلی

شہر دہلی ۱۶۱۴ نمبر رجسٹر عام دیوانی منفصلہ ۵ جنوری ۱۸۸۳ء

چودہری محمد حسین ولد خدا بخش و مولا بخش ولد شیخ اسوندی و عبد اللہ ولد حسین بخش پسران منی و رحمت اللہ ولد نبی بخش و احمد ولد اللہ بخش و عبد الغفور ولد عبد اللہ و محمدی ولد احمد و کریم بخش ولد غلام رسول و عبد الحکیم ولد غلام علی سکنائے دہلی بازار اجمیری دروازہ مدعیان -

بنام

عبد اللہ ولد رمضانی و محمد ولد جمال و عظیم بخش ولد غلام نبی و اسحاق ولد اسمعیل و اسمعیل ولد حسن و بخش ولد محمد و حسین بخش ولد امیر و خواجو ولد بہادر و رحمان ولد عثمان و حسنا ولد رمضانی و محبوب بخش ولد اللہ بخش و ابراہیم و عبد الرحیم پسران محمد و اصل سکنائے دہلی مدعا علیہم

دعوی اصدار حکم امتناعی بنام مدعا علیہم کہ وہ مدعیان کو مسجد واقعہ قریب اجمیری دروازہ شہر دہلی مین جانے اور نماز خوانی کے مانع نہون

لینا جداگانہ امر ہے - ایک حوالہ وہ بھی کم اعتبار کی لائق ہے مدعا علیہم نے
تردید مین مدعیان کے دیا نسبت تنقیح دویم کے کسی کتاب کا کبھی حوالہ نہین
دیا گیا کہ بوجہ اختلاف مذہب کے ایک فرقہ دوسرے کو استعمال مسجد سے محروم کردے
ضرور چند فقرہ مدعا علیہم کیطرف سے باظہار اسکے کہ ہرایک مسلمان پر فرض ہے
کہ چار فرقونمین سے کسی ایک مین وہ ضرور ہو حوالہ دیا گیا ہے مگر جن کتابون
کے یہ فقرے ہین وہ سب ایسی ہین جو ردوکد کی کتابین ہوتی ہین کوئی کتاب
مسلمہ نہین ہے اور نہ اونمین کوئی ایسا ہے جس سے پایا جاتا ہو کہ کسی مسلمانکو
مسجد عام مین آنیکی ممانعت اسوجہ سے ہوسکتی ہے کہ وہ چارون اماموںکو
برا سمجھتا ہو اور اون چارونکو پابند قرآن شریف جانتا ہو - جو کچھ شہادت
بہ ثبوت اخراج کے گذری ایک حکم ہے جسکی نسبت بیان ہوا ہے کہ بادشاہ
دہلی نے جاری کیا تھا کہ وہابی لوگ اپنی ہی مسجدونمین پرستش کرین لیکن مین
نہین خیال کرسکتا کہ اس قسم کا حکم اگر کبھی صادر بھی ہوا ہو ایک نظیر معاملہ شرع
شریف مین سمجھی جائیگی - مدعیان اوس نام کو جس سے مدعا علیہم اونکو
پکارتے ہین اور اپنے مین اور اونمین تمیز کرتے ہین قبول نہین کرتے اور
کہتے ہین کہ ہم سنت جماعت ہین اور مدعا علیہم کے گواہان نے کئی مواقع پر
تسلیم کیا ہے کہ اول مسجد عام مین ہرایک مسلمان کو اختیار ہے کہ نماز پڑھے
دویم کوئی امر بیرونی ایسا نہین ہے جس سے مدعیان اور مدعا علیہم مین
تمیز کیجاوے مسجد متنازعہ مین حق نماز پڑھانے کا اور اسکا کہ کون شخص متولی
ہوسکتا ہے امور تنقیح طلب مقدمہ ہذا مین نہین ہے - تنازعہ صرف یہ ہے کہ
مدعیان کو منصب مسجد مین جانے اور نماز ادا کرنیکا بطور عام رسوم مذہب
اسلام کے حاصل ہے یا نہین - اگر مدعیان بہ استعمال اس حق کے کسی معمولی

استعمال فرقہ حنفی کے ہے نہین ہے اسصورت مین تنقیحات ذیل تصفیطلب ہین
۱ اول کیا مسجد متنازعہ کسیکی نجی کا مکان ہے اور اگر ہے تو کیا ملکیت خالص مدعاعلیہم کی
ہے بار ثبوت ذمہ مدعاعلیہم کیونکہ قیاس مسجد کی نسبت یہ ہے کہ وہ عبادت
پرستش گاہ عام ہے جو اوسمین جانا چاہے (۲) بالفرض مدعیان باقی
پرستش کنندگان مسجد متنازعہ کے مختلف نہوئے تو کیا وہ عبادت کے لئے
مسجد مین جانے سے ممنوع ہین بار ثبوت ذمہ مدعاعلیہم - مدعاعلیہم نے
بوجاحسن کوشش بہ ثبوت اس امر کے نہین کی کہ مسجد متنازعہ اونکی جائداد
خالص ہے یا یہ کہ ایسی عمارت کے نسبت اطلاق ملکیت خالص کا ہوسکتا ہے
مدعاعلیہم کا بیان ہے کہ مسجد مذکور مسجد موچیان مشہور ہے کتبہ مین پھولوالی
مسجد لکھکر مدعیان نے حال مین جعلسازی کی ہے لیکن صرف نام سے ایسی
عمارت کسیکی ملکیت ثابت نہین ہولی ایک مسجد اس شہر مین حلوائیونکی مسجد مشہور
ہے حالانکہ مسلمان حلوائی کوئی نہین ہے قیاس یہ ہے کہ مسجد موچیان
اسوجہ سے مشہور ہے کہ اوسکے گرد و پیش مین موچیون کی دوکانین بہت
ہین - مدعاعلیہم حصر کرتے ہین کہ ہمنے ہی برابر مسجد کی مرمت کی مگر یہ
امر غیر متعلق مقدمہ ہے مرمت کرنے یا ایسی تعمیرات قائم رکھنے سے مسلمانون
مین کوئی حق ملکیت پیدا نہین ہوتا اور نہ کسی حق کی تائید ہولی قانون
اسبارہ مین صاف ہے ٹگور لا لکچر سنہ ۱۸۷۴ع جلد دویم صفحہ ۱۴۹ لغایت ۱۴۷۹ طبع
اور یادداشت نامہ صفحہ ۱۱۵ فتاوی عالمگیری خلاصہ محولہ از فتاوی عالمگیری
جلد دویم صفحہ ۴۴۶ لغایت ۴۸۴ طبع ۱۴۸۲ صفحہ ۱۵۰ - اوس کتاب
سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی حق خالص مسجد مین جو عبادتگاہ کیطرح ہو
نہین ہوگا - حالانکہ وہ خاص کسی محلہ کیواسطے ہے کیون نہوا ور آمدنی وقف کا

العبـــــــــد

لچھمی نراین نقلنویس سررشتہ دیوانی ضلع دہلی -

ترجمہ فیصلہ انگریزی محکمہ کمشنری قسمت دہلی باجلاس مسٹر جی ڈی ٹی ٹریملٹ صاحب بہادر کمشنر واقعہ ۷ ستمبر ۱۸۸۳ء

عبداللہ ولد رمضان و ۱۰ کس دیگر ذات موچی ساکن دہلی مدعاعلیہم اپیلانٹان بنام محمد حسن خلف خدا بخش و لعہ ۹ کس دیگر ساکنان پہاڑ گنج واقعہ شہر دہلی مدعیان رسپانڈنٹیان -

اپیل بنا راضی حکم مسٹر جی آر ڈریمنڈ صاحب بہادر قائم مقام جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر دہلی مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۸۸۲ء جسکی رو سے دعوی مدعیان برائے اجرائے حکم امتناعی بنام مدعاعلیہم دربارہ نروکنے نماز مدعیان مسجد موچیان واقع متصل احمدیہ دروازہ ڈگری ہوا - اپیلانٹان نے آغاز مقدمہ کا اس عذر کے پیش کرنے سے کیا کہ مدعاعلیہم نے مدعیان کی مسجد مین داخل ہونے سے کبھی مزاحمت نہین کی -

لہذا اونکو منصب دعوی حاصل نتھا - تاہم اپیلانٹیان فیصلہ عدالت ماتحت مین ردو بدل کرتے رہے اور یہ اظہار کرتے رہے کہ مدعیان کو مسجد مین داخل ہونیکا حق حاصل نہین ہے -

باوجودیکہ عدالت ماتحت نے بحق مدعیان ایک ڈگری بنام مدعاعلیہم بدین مضمون صادر کرلی ہے کہ وے مدعیان کو مسجد مین برائے اغراض عبادت داخل ہونے سے منع نہ کرین (جسکے بابت منازعت ہے) کوئی خرچہ نہین دلایا

رسم کے ادا مین درگذر کرین یا خلاف رواج اوس مسجد کے جماعت معمولی نمازیان کو
رنج پہنچاوین تو اوسصورت مین باقاعدہ نمازیون کو منصب چارہ جوئی
دیوانی و فوجداری عدالتون مین ہوگا بشرطیکہ ارتکاب ایسے فعل کا ہوا ہو
جو باعث فتور امن عامہ یا تکلیف عامہ کی حد کو پہنچا ہو لیکن مدعیان اسوجہ سے
کہ اونکی راے اصول مذہبی اور اداے رسوم مین مدعا علیہم سے مختلف ہے
مسجد مین آنے اور شریک عام نماز ہونے سے محروم نہین کئے جاسکتے - بیان
نہین ہوا کہ مدعیان کے طریقہ اداے نماز مین مدعا علیہم کبھی مانع ہوئے ہون
غرض اس سے تسلیم ہے کہ کبھی ممانعت یا کسیکا نکالدینا ظہور مین نہین آیا - لیکن
یہ امر صاف ہے کہ مدعا علیہم مدعیان کے مسجد مین آنے سے اسوجہ سے روکتے ہین
کہ باہم اونکے بعض مسائل شرعی مین اختلاف ہے - عدالت تجویز کرتی ہے کہ
مدعا علیہم کو کوئی حق قانونی مدعیان کو منع کرنیکا نہین ہے اور فیصلہ و ڈگری
بموجب استدعا مدعیان کے صادر کرتی ہے - اسمقدمہ مین خرچہ نہین ہونا
چاہئے مدعا علیہم جو عذر دار ہوئے وہ بیشک اسوجہ سے ہوئے کہ مدعیان
نے امام کو اپنے طرف کرلیا تھا اور جب مدعا علیہم نے اوسکے برخاستگی کی درخواست
کی تو مدعیان نے یہ دعوی بطور جواب کے کردیا چنانچہ ڈگری صادر ہوگئی
ہمنے یہ فیصلہ کام سپرد کرنے سے بیشتر لکھا تھا مگر اوسکو صحیح نہین کرسکے اسواسطے
ہم اپنے جانشین سے درخواست کرتے ہین کہ وہ اوسکو سنادین فقط
تحریر ۱۸ دسمبر ۱۸۵۲ء اجلاس مسٹر لی ٹارڈ صاحب بہادر جوڈیشل
اسسٹنٹ کمشنر دہلی -
آج ہمنے یہ فیصلہ بسر اجلاس وکلاء فریقین کو سنادیا - تحریر ۳ جنوری ۱۸۵۳ء

دستخط حاکم — نذیر علی اہلمد

مقابلہ کیا گیا

مسلمان نے یہ نتیجہ نکلنا قرار دیا ہے کہ کفار لوگونکو خارج کرنا فرض ہے – اب بھلا یہ راے پیدا کرینگے کہ کہانتک یہ صحیح بغیر روایت مذکور کے ہے ہم خیال کرتے ہین کہ مدعا علیہم نے مسجد پر ایسا حق ذاتی ثابت نہین کیا ہے جسکی روسے اونکو کافر لوگون کے خارج کرنیکا جائز امنصب حاصل ہوتا ہو –

یا ثانیاً اونھون نے یہ ظاہر نہین کیا ہے کہ مدعیان کو کافر گردانا چاہیئے ہماری راے مین خیال اہل اسلام نسبت مسجد یہ ہے کہ جب مسجد باغراض پرستش (بذریعہ عام نماز اوسمین پڑھے جانیکے) مخصوص کردی جاتی ہے تو انسانی ملکیت اوسمین سے بالکل جاتی رہتی ہے اور زمین اور عمارت متعلق خدا کے ہوجاتی ہے اور تا دوام براے عبادت ایزدی مخصوص رکھی جاتی ہے پس اب اس امر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسی عمارت اون لوگون کے لئے (جو اپنے تئین نیک مسلمان سمجھتے ہین جیسا کہ بالاشک مدعیان اپنے تئین سمجھتے ہین) داخل ہونے اور وہان اپنی مناجات کرانکی عام ہونی چاہیئے –

یہ امر کہ مسجد ضرور عوام الناس کے لئے ہوتی ہے نیز ایک قاعدہ شرع محمدی سے بھی پایا جاتا ہے – جو قاعدہ یہ ہے کہ اگر ایک آدمی کسی عمارت کو براے مسجد اس شرط سے مخصوص کرے کہ وہ براے پرستش باشندگان محلہ ہے تو اسکا مخصوص ہونا قائم رہیگا لیکن شرط کالعدم سمجھی جاویگی – لہذا ہم یہ دریافت کرنے مین معذور ہے کہ کسطرح مدعا علیہم ایک عمارت مین ایسا حق یا تمتع کے حصول کا دعوی کرسکتے ہین جس سے اونھین مدعیان کے – نیز اگر وہی کافر بھی ہون خارج کرنیکا مجاز حاصل ہوجاوے – وکیل مدعا علیہم تاہم عذر کرتا ہے کہ ہر ایک مسجد کے پرستار مسجد سے اون شخصون کو جنکے طریقہ عبادت اونکے مطابق نہ ہون خارج کرسکتے ہین اور چونکہ مدعیان اوس فرقہ سے ہین جو عموماً

تاہم حضور انجانب یہ علم دیکھکر کہ کسطرح عوام ایک ڈگری کی نسبت جو بنام اونکے
ہوا ایسے معاملہ مین جسمین وے نہایت سرگرم ہین - عقل رکھتے ہین - بالکل
اس امر کے غور کرنے پر آمادہ ہو جاتے اگر مدعا علیہم ڈگری کو نسبت حق
مدعیان داخل ہونے مسجد منظور کر لیتے مگر اپنی و عدالت ماتحت کی تضیع اوقات
ایسے خفیف مذہبی معاملہ مین کہ آیا مدعا علیہم نے مدعیان کی مزاحمت کی یا نہین
ہم نہین کرتے جبکہ وے ایسے ضمیمہ مین بیان کرتے ہین کہ اگر مدعیان نے اب
مسجد مین داخل ہونیکا قصد کیا تو وے اونکو بند کر دینگے اور کہ اونکو اسکا
حق حاصل ہے - اندرین حالات یہ بالکل صاف ہے کہ آیا مدعیان کو فی الواقع
روک دینے سے یا کسی اور مساوی ذریعہ سے مدعا علیہم نے مدعیان پر یہ مبرہن
کر دیا ہے کہ وے اونکی مسجد مین داخل ہونے کے حق کو تسلیم نہین کرتے اور
کہ وے حق مذکور مین مداخلت - و اوسکی باعث سے کینہ پیدا کرینگے - لیس اب
ہم یہ غور کرینگے کہ آیا حکم صاحب جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر بحال رہنا چاہئے
یا نہین - اس موقع پر ہم اس اندراج سے آغاز کرینگے کہ بہ وہی ڈگری حق
داخل مسجد مدعیان باغراض عبادت صرف تسلیم کیا گیا ہے - لہذا اگر کوئی شخص
مسجد مین عبادت کرینکے حیلہ سے داخل ہو مگر برعکس پرستش ایسا رویہ ظاہر کرے
جس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہو کہ اوسکی نیت عبادت کرنیکی نتھی بلکہ اون لوگون کو
جو وہان عبادت کرتے ہین خیالے وایذا پہنچانیکی تھی - تو ایسا رویہ بموجب
تعزیرات ہند قابل سزا کے ہوگا اور ایسا فعل ڈگری حال سے کسیطرح سے
محفوظ یا مستثنیٰ نہین ہے -
تاہم مدعا علیہم عذر کرتے ہین کہ روایت جسمین یہ بیان ہے کہ کسطرح محمد نے
مشتہر کیا کہ ناپاک لوگونکو مسجد مین داخل ہونا نچاہئے اوس سے اونکے مذہب کے

لہذا اپنے تئین استحقاق تھا ۔ ہر ایک مسجد مین جو برائے پرستش ایزدی (جسکا وے اپنے تئین خادم ہونا قرار دیتے ہین) مخصوص کیگئی ہو داخل ہونے و عبادت کرنیکا مستحق خیال کرلی ہین ۔ پس ایسے آدمیونکا خارج کرنا عدالت ہذا کو نہایت بیجا نظر آتا ہے اور یہ کارروائی خلاف اون اصول قواعد سرکاری کے ہے جو اصول ملکہ معظمہ کے اوس اشتہار کے اجرا سے بھی جو بروقت اونکے ہندوستان پر خود تسلط ہونے کے جاری ہوا تھا ۔ نہایت قدیمی ہے ۔ ہمکو درج کرنا چاہیئے کہ تحقیقات سے واضح ہوتا ہے کہ مدعیان مسجد کے قریب ہین رہتے ہین اور پس واجبی طور پر مسجد مذکور مین عبادت کرنا چاہیئے ۔

لہذا ہم باین وجوہات رائے عدالت ماتحت سے متفق ہین اور اپیل کو معہ خرچہ عدالت ہذا خارج کرتے ہین ۔

(فیس وکیل مبلغ ۳۲ ۔ سے) کیونکہ ہم خیال کرتے ہین کہ مدعا علیہم کو فیصلہ عدالت ضلع پر رضامند ہونا چاہیئے تھا ۔

نیز ہم کوئی وجہ رائے صاحب جوڈیشل اسسٹنٹ مین خرچہ ابتدائی دینے کے انکار مین ۔ مداخلت کی نہین دیکھتے ۔ اور باین وجہ عذرداری بالمقابل بھی خارج کرتے ہین فقط

دستخط حاکم

ترجمہ فیصلہ انگریزی عدالت دیوانی ضلع دہلی باجلاس مسٹر آرمیکالی صاحب بہادر جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر واقعہ ۲۹ ستمبر ۱۸۶۳ء

نمبر ۱۶ رجسٹر اصلی سنہ ۶۳ء

بچودھری عبداللہ ولد رمضانی و محمد بخش ولد شیخ جمال ساکن گلی شاہ تارا دہلی

وہابی کہلاتے ہین لہذا وے قابل اخراج ہین —
لیکن ہمنے وکیل مذکور کو یہ جتلایا کہ چونکہ بروے اصول متذکرہ بالا ملکیت کل مساجد
کی ایک ہی ہے پس اگر اوسکا اعتراض صحیح ہے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی
وہابی کسی مسجد مین جو اوسکی قوم کے لوگون نے تعمیر نہ کی ہو یا اونکے قبضہ واحد
مین نہو مستحق عبادت کرنے یا داخل ہونیکا نہوگا - اور چونکہ ایسی صورت معاملہ
ہذا مین ہوئی ظاہر نہین کی گئی ہے لہذا اوسکا مسئلہ بلاشک نادرست ہے -
یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ شہر کا کل مذہب و فرقہ جامع مسجد شہر ہذا مین پرستش
کرتے ہین — مگر یہ عذر پیش کرنا فضول ہے کہ یہ ایک خاص صورت اسوجہ سے
ہے کہ سرکار نے عمارت مذکور کو حوالہ مسلمانان کردیا کیونکہ بیشک سرکار کا عمارت
کے واگذاشت کرنے سے یہ منشا تھا - اور نیز موہوب لہم نے یہ منشا سمجھ لیا تھا
کہ مسجد مذکور بطور مسجد بمسلمانان - بشرط عمل مین لانے کل حقوق و پابندی
جو بموجب شرع محمدی جائز ہین — استعمال مین آنے چاہیئے —
حق جو اہل یورپ کو مسجد مذکور مین اندر جانیکا حاصل ہے - ظاہرا متعلق تواریخ
گذشتہ عمارت کے ہین اور یہ امر ہذا سے کچھہ تعلق نہین رکھتا —
پھر جیسا ہم تحریر کرچکے ہین ہماری راے ہین مدعیان کا - نیز اگر وے وہابی
بھی ہون - ایسا منحرف ہونا ثابت نہین ہوا ہے کہ اگر مدعا علیہم کفار
لوگونکو خارج کرسکین — وہ مدعیان کو خارج رکھہ سکتے ہین یہ مشہور ہے
کہ وہابیان یہ اقرار کرتے اور یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ اوسکے عقائد مذہبی
حقیقۃً اونکے نبی کے عقائد سے مطابق ہین اور کہ اسلام کے برگشتہ کرنیوالے
وہی لوگ ہین جو ایسا نام کہلاتے ہین - آیا وے اپنے اس اعتقاد مین راست
ہین یا غلط — وے بلاشبہہ اسپر اپنے صدق دل سے یقین رکھتے ہین اور

صاف معلوم ہوتا ہے اور صاف فیصلہ ہونا چاہیئے مسٹر پارکر صاحب نے تین قانونی
تنقیحات قرار دی ہین (۱) دعوی سماعت ہو سکتا ہے (۲) آیا
کافی اسٹامپ عرضیدعوی پر چسپان ہے (۳) مدعیان کو منصب دعوی ہے
ہم مسٹر پارکر صاحب سے ان تینون امور کے اثبات مین فیصلہ کرنے مین اتفاق
کرتے ہین اور کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہین سمجھتے اب واقعات ساری شہادت
سماعت کرنے سے صاف ہو گئی اور یہ لکھنا ضرور ہے کہ کم سے کم عنـ۲ یا اس سے
زیادہ مدعیان نابالغ ہین کوئی کارروائی اونکی ولی دوران مقدمہ کرنے کے
نہین ہوئے پس ہم ہر ایک حکم صادر کرتے ہین اور مدعیان کو از سر نو کارروائی
کرنیکو مجبور کرنے مین قانونا غالبا غلطی نہ کرینگے اور ایسی صورت مین سارا خرچہ
ذمہ مدعیان عائد ہوگا مگر ہماری دانست مین لفظ اختیاری جو اوس دفعہ مین
مستعمل ہوا ہے ایسے مقدمات کے فیصلہ کرنے کے لئے اجازت دیتا ہے اور مجبور
نہین کرتا اور چونکہ فریقین رویداد پر فیصلہ کرانا چاہتے ہین ہم فیصلہ صادر کرنا مناسب
سمجھتے ہین اور تنقیح طلب امر یہ ہے کہ آیا مدعیان یا اور اشخاص جنکی طرف سے وہ
اختیار رکھتے ہون متولی مسجد اور مستحق تقرر یا برطرفی امام کے ہین بیان گویان
مدعیان یہ ہے کہ عـ۲ یا عـ۱۳ سال ہوئے گروہ موچیان سکنا سے قرب
وجوار مسجد قدیم معروف پھول کی مسجد یا شاہ تارا نے کچھ زمین جنپر دکانین بنی
ہوئی تھین یدہو قصاب سے خریدی اور عمارت مذکور کی مرمت کی اور وسعت کو
بڑہایا اور قیام مکان کے لئے آمدنی دکاکین کو وقف کر دیا خلاف اسکے مدعاعلیہم
کہتے ہین کہ محمد اسمعیل مدعاعلیہ نمبر ۱ نے یہ اراضی خریدی اور مسجد کو دیدی
او رمرمت مسجد کی کری اور خود منتظم رہا بعد سماعت شہادت پیش کردہ مدعاعلیہم
کے ہمارے نزدیک ان دونون بیانات میں پچھلا بیان بہت قرین قیاس ہے

مدعیان وبدہو ولد پیرو و ضد اکس دیگر سکنائے اجمیری دروازہ شہر دہلی تلخیص

بنام

جمال الدین ولد محمد اکبر و محمد اسمعیل ولد نبی بخش سکنائے اجمیری دروازہ شہر دہلی مدعاعلیہم

دعوی اثبات حق تولیت مسجد مشہور بھول کی مسجد واقعہ قریب اجمیری دروازہ شہر دہلی وامتناع مدعاعلیہ نمبر۱ امام و مدعاعلیہ نمبر۲ نسبت خاص ناجائز افعال و علیحدگی مدعاعلیہ نمبر۱ نسبت عہدۂ امامت

آج مقدمہ بحاضری بابو سرپرام وکیل مدعیان اور مسٹر سرل کرک پیٹرک صاحب وکیل مدعاعلیہم پیش ہوکر سماعت ہوا دعوی ہذا ایک مسجد کے چند نمازیون نے اپنا حق انتظام کرنے اوس مسجد کا اور مدعاعلیہ نمبر۱ کو اوسکے عہدہ امامت سے برخاست کرنیکا اور مدعاعلیہم نمبر۱ و نمبر۲ کو چند افعال کے عمل مین لانے سے امتناع کرنیکا جو افعال حسب بیان مدعیان اونکے مذہبی خاص حق متعلقہ مسجد ہذا کے خلاف ہین دائر کیا۔ پہلے مقدمہ مسٹر پارکر صاحب نے سماعت کیا اور مقدمہ سپرد پنچایت کیا اور فیصلہ پنچان جو اونکے حکم سے داخل ہوا تھا استحکام دیا اپیل مین صاحب کمشنر بہادر نے بہدایت تحقیقات پنچان کی بدافعالی کی فرمائی مسٹر ڈرمینڈ صاحب نے تحقیقات کرکے فیصلہ پنچان کو منسوخ کردیا بعدہ شہادت روئداد مقدمہ کی نسبت سماعت ہوئی ایسے معاملات پر جیسے اس مقدمہ مین پیش ہوئے ہین بہت طول طویل تحریر کرنے اور جو تفصیل طولانی وقت کے واجب حد سے بڑہ جانیکا لحاظ نہ کرنا کچھہ مشکل نہین ہوگا مگر اصل امر تنقیح طلب حسب مندرجہ بالا

یعنی ہاتھونکو پھیلا کر اوٹھانا (۳) جانور گرے ہوئے خراب شدہ پانی سے وضو کرنا۔ تیسرا امر عجیب ہے اور کسیطرح ثابت نہیں ہوا کچھ شہادت پیش کیگئی ہے مگر ہمکو بالکل اعتبار نہیں ہے اور نہ مطابق ہے دیگر و امور کے نسبت جب ہم جو ڈیشیل طور پر غور کرتے ہیں تو جہانتک عام مسلمانان دہلی کے عقیدہ اور دستور سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ آمین باواز بلند کہنا اور نہ رفع یدین کرنا خلاف راست طریقہ اسلام کے ہے راضی نامہ دستخطی اعلی درجہ کے مسلمانان مولویوں کا جب مقامی طور پر دیکھا جاوے ایسا ہی ثابت کرتا ہے اور بطور امر متنازعہ قانونی کے بھی ایسا ہی صاف ہے پس ہم تجویز کرتے ہیں کہ مدعیان کو کچھ اختیار مداخلت کا نہیں ہے اور کچھ ہوتا تو بھی کوئی وجہ مداخلت کی نہیں ہے اور ہم تجویز کرتے ہیں کہ محمد اسمعیل متولی مسجد کا تصور کیا جاوے اور جمال الدین کا امام ہونا قانوناً درست ہے قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ مدعا علیہم کہتے ہیں کچھ ناراضی اس وجہ سے ہوگئی ہے کہ جمال الدین نے گرم پانی حمام کا خانگی کام کیلئے لیجانیکو منع کیا لہذا۔

حکم ہوا کہ

دعوی معہ خرچہ خارج ہو فیس وکیل للعہ محسوب ہو فقط

دستخط حاکم

دستخط انگریزی

مقابلہ کیا گیا لچھمی نراین نقلنویس سررشتہ دیوانی ضلع دہلی

ہم تجویز کرتے ہین کہ خرچ مرمت اور اینٹ اوسی زیادہ تر محمد اسمعیل نے لگایا تھا وہ
اس لحاظ اور دیگر لحاظ سے متولی کے طور پر عمل کرتا رہا اور کوئی چار برس
ہوئے جمال الدین مدعا علیہ ۱ کو اوس نے لاکر رکھا اور اوسے امام کے عہدہ پر
مقرر کیا۔ ہماری دانست مین کسی شہادت سے قابل اطمینان طور پر ظاہر نہین
ہوتا کہ مدعیان متولی ہین یا اونکو کچھ اختیار اس عمارت پر ہے ظاہر ہے کہ وہ خود
اپنے مقدمہ کو ضعیف سمجھتے ہین اور اونکے گواہان کہتے ہین کہ کوئی خاص
شخص یا چند اشخاص متولی مسجد کے نہین ہین سارا گروہ قوم چھیونکا اوسکا منتظم
ہے خلاف اسکے مدعا علیہم کی طرف سے جو شہادت پیش ہوئی اور بالخصوص
محمد حسین گواہ کا بیان قابل اطمینان شہادت اس ثبوت کے ہے کہ فی الحقیقت
محمد اسمعیل نے اس مسجد کی مرمت اور توسیع مین روپیہ صرف کیا اور اوروںکے
نسبت زیادہ تر وہ بہ حیثیت متولی عمل کرتا رہا اسکا نتیجہ یہ ہے کہ مدعیان
دعوی تولیت یا جواز مداخلت کا دعوی نسبت خدمات مسجد کے نہین کرسکتے
اور ہماری دانست مین اصل واقعات کی یہی صورت ہے اکثر مدعیان قوم موچی
ہین اس مسجد مین نماز پڑھنے اور اپنے نامزد کرنے مین ساعی ہین مگر کوئی شبہہ
نہین ہے کہ یہ مسجد اصل مین بھول کی مسجد مشہور تھی اور ہمارے نزدیک اس سے
زیادہ لحاظ کے قابل حق اونکو حاصل نہین ہے کہ وہ کثیر التعداد ہین۔ پس ہم
تجویز کرتے ہین کہ مدعیان متولی مسجد کے نہین ہین نہ متولیون کی طرف سے
اختیار رکھتے ہین مدعیان اپنے دعوی مین بسبب نہونے کسی وجہ کے ناکام
رہے مگر اب دیگر امور واقعات کا فیصلہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے تنبیہ بقاعدہ
افعال جنکا ارتکاب مدعا علیہ ۱ اور اسمعیل مدعا علیہ ۲ کرتا ہے حسب ذیل ہین
(۱) نماز کے آخر مین باواز بلند آمین کہنا بجاے آہستہ کے (۲) رفع یدین کرنا

لیکن یہ ارکان جو سنت جماعت لوگ ادا کرتے ہین خاص سنت جماعت لوگونکے
عقائد کے موافق ہین ۔ ۲۰ ؍ جولائی کو صرف یہ حکم صادر کیا گیا کہ مسل فوجداری
سابقہ متعلقہ تکرار مذہبی محافظ خانۂ اجمیر سے طلب ہو ۔
۱۶ ؍ اگست ۱۸۹۸ء کو اطلاع ہوئی کہ مسل مقدمہ بموجب قواعد ترتیب مقرری
مین ڈالدی گئی چنانچہ بنابر پیشی مقدمہ کے عدالت سے بنام فریقین بتقرری
۱۰ ؍ ستمبر اطلاعنامہ جاری ہوا ۔ اوس روز دونون فریق کے مختار مجاز
حاضر ہوئے اور کتابین اور کواغذات ہمارے روبرو پیش کیئے گئے ۔
ہر ایک فریق نے اقرار کیا تھا کہ وہ اپنا اپنا ثبوت اور وجہ تردید کے لیۓ
نقول کارروائی عدالت ہاے پیش کرینگے ۔ چنانچہ مقدمہ ۱۷ ؍ اکتوبر تک
ملتوی کیا گیا ۔ گروہ سنت جماعت مسلمانون کے اس عدالت مین لوکریہن اسلیے
تا تصفیہ مقدمہ کے وہ سنی لوگون کی مساجد مین نماز پڑھنے سے روکے گیے ۔
قبل ۱۷ ؍ اکتوبر کے فرقہ سنت جماعت کیجانب سے درخواست بنا تبدیل
تاریخ پیش ہوئی چنانچہ مقدمہ ۳۱ ؍ اکتوبر تک ملتوی کیا گیا اور فریقین کو اطلاع دیگئی
آج مرزا محمد بیگ منجانب سنی لوگون کے ۔ اور قریب پندرہ آدمی منجانب
فریق سنت جماعت کے عدالت مین حاضر ہوئے ہم اون کو اغذات مقدمہ اور نیز
مصدقہ کا حوالہ دینا ضروری خیال نہین کرتے جو کہ فریق سنت جماعت اپنی
اس تائید کے لیۓ پیش کرتے ہین کہ ہملوگ کل مساجد مین جو کہ سنیون کی ہین
جاتے ہین اور عدالتہاے دیوانی سے احکامات بھی جاری ہو چکے ہین ۔
عبادتگاہ مسلمانان یعنی مسجدین وقف ہین واسطے تمامی مسلمانون کے
پس یہ صاف ظاہر ہو کہ بار ثبوت بنا تائید تائید عرضی ۲۰ ؍ جولائی کا اوپر سنیون
کے ہے کہ جنھون نے استغاثہ پیش کیا تھا ۔

ترجمہ حکم عدالت فوجداری نصیر آباد اجلاس ایم رام رتن صاحب بہادر کیونمنٹ مجسٹریٹ درجہ اول چھاونی نصیر آباد واقعہ ۳۱ اکتوبر ۱۸۸۴ء

مرجوعہ ۲۸ جولائی ۱۸۸۴ء

مرزا محمد بیگ منجانب سنیان سکنائے نصیر آباد مستغیث۔

بنام

محمد شیر خان معہ دیگر محمدیان سنت جماعت سکنائے نصیر آباد مستغاث الیہم۔

دعوی استدعاء انتظام رفع شر باہمی سنیان و سنت جماعت۔

حکم اخیر

تاریخ ۲۸ جولائی ۱۸۸۴ء کو سنی مسلمانان اس جگہ نے بذریعہ مرزا محمد بیگ کے عرضی استغاثہ پیش کی مضمون عرضی کا یہ ہے کہ نصیر آباد مین مسلمانون کے دو فرقہ ہین کہ مردمان متعلقہ فرقہ سائل سنی اور مردمان فرقہ ثانی وہابی کہلاتے ہین عرضیمین بیان اختلاف عقائد مذہبی جو درمیان ہر دو فریق کے واقعہ ہے درج ہے۔ اور اوسمین جو استدعا کی گئی ہے کہ بذریعہ عدالت کے انتظام کیا جاوے کہ سنت جماعت لوگ ہم سنیون کی مساجد مین نماز نہ پڑھین اور دو وجہ انتظام کی سائلان نے اپنی درخواست مین تحریر کین۔ اولاً یہ کہ مسلمانان سنت جماعت جن مساجد مین ہم سنی لوگ جاتے ہین بالکل وہان جانے سے روکے جاوین۔ دویم یہ کہ مسلمانان سنت جماعت اگر مساجد مین جاوین تو وہ اون خاص ارکان و طریقہ نماز سے پرہیز کرین کہ جنکو سنی ناپسند کرتے ہین

نقل روبکاری ضلع امرتسر باجلاس لیل گرفن صاحب

مجسٹریٹ بہادر ضلع امرتسر

مقدمہ ۲۹ واقعہ ۲۷ اگست ۱۸۶۸ء

رجسٹر ۲۳۲ — نقل مطابق اصل ہے

سرکار بنام ہرا ید اسس

عزیزالدین و غلام قادر و نبی بخش و نظام الدین - بنام مولوی احمد اللہ ساکن امرتسر ساکنان امرتسر مدعیان گمراہ ہوالیان علت مجمع مذہبی کو ایذا پہنچانا اور مذہب کی تحقیر کی نیت کے سبب سے آواز منہہ سے نکالنا حسب دفعہ ۲۹۶ و ۲۹۸ تعزیرات ہند

آج یہ مقدمہ ہمراہی ایک اور مقدمہ ہمچون قسم جانی و عمرالدین وغیرہ ساکنان امرتسر مدعیان بنام میان اسداللہ و عزیز وغیرہ مدعاعلیہم اور ایک مقدمہ مداخلت بیجا میان اسداللہ مدعی بنام جانی تیلی مدعاعلیہ بحاضری متعلقین مقدمہ پیش ہوا مسٹر ڈالی صاحب وکیل ازطرف مدعیان - ولالہ موہن لال وکیل ازطرف مدعاعلیہ - مولوی احمداللہ کو مدعیان وہابی کہتے ہین اور اوسکی نسبت معہ ایک گروہ قوم تیلیان الزام ارتکاب جرائم مندرجہ دفعہ ۲۹۶ و دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند لگاتے ہین ان تیلیون نے نام مدعاعلیہم مین لکھا نہین گیا یعنی مدعیان یہ الزام لگاتے ہین کہ مدعاعلیہ مجمع مذہبی کو بحالتیکہ وہ عبادت مین مصروف تھے دانستہ ایذا پہنچائی اور بہ نیت تحقیر مذہب مدعیان منہہ سے الفاظ بولے اور وضع بنائی عدالت بعد از تحریر بیان مدعی خاص یعنی غلام قادر واستفسار مولوی احمداللہ بموجب دفعہ

صرف مقدمہ نقل جو اونھون نے پیش کی ہے وہ ایک نقل روبکار مورخہ ۱۲
دسمبر ۱۸۸۵ء منجانب صاحب اسسٹنٹ کمشنر اجمیر بنام صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ
کیکری اس مضمون کی ہے کہ بمقدمہ تنازعہ فرقہ سنی و سنت جماعت کے
یہ ہدایت کیجاتی ہے کہ دونون فریق یا تو آپسمین تصفیہ کرلین یا سنت جماعت
سنیونکی مساجد مین اپنے تئین آنے سے اوس وقت تک باز رکھین جب تک
عدالت دیوانی سے چارہ جوئی نہو جاوے۔

ایک دستاویز پیش ہوئی جسکے لئے یہ قرار دیا گیا ہے کہ یہ اقرارنامہ ۲۱ جون
۱۸۸۱ء کو اس عدالت مین درمیان سنیون اور وہابیون نصیرآباد کے ہوا تھا
اوسمین یہ امر ٹھہرایا گیا تھا کہ فرقہ سنت جماعت آمین رفعیدین سنی لوگون کی
مساجد مین نہ کرین لیکن اون لوگونکو اپنے گھرونمین کرنیکا اختیار حاصل ہے
یا دوسری مسجد بنالین ۔ یہ دستاویز غیر مصدقہ اور بلا ٹکٹ بے ضابطہ ہے
اور ظاہرا نئی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے عدالت نے اونسے اصل اقرارنامہ
یا نقل مصدقہ باضابطہ طلب کی اوسکی بابت کہا گیا کہ نقل نہین ہے لیکن اقرارنامہ
ایک خانگی یادداشت سے تحریر ہوا ہے۔ عدالت نے اوس مقدمہ کا حوالہ
پوچھا کہ جسمین یہ دستاویز شامل ہونا بیان کی گئی ہے لیکن اسکی ثبوت دینے سے
بھی وہ معذور رہے۔

بدین وجوہات ہم خیال کرتے ہین کہ سنی فرقہ نے کوئی سبب معقول واسطے
ثبوت اپنے دعوی اور وجہ روکنے فرقہ سنت جماعت کے عدالت مین پیش
نہین کئے لیس اگروہ یہ خیال کرتے ہین کہ اونکو کچھ اونسے درد پہنچتا ہے تو اونکو
چاہئے کہ اسکے لئے عدالت دیوانی سے چارہ جوئی کرین مقدمہ فیصل ہوا ۳۱ اکتوبر ۱۸۸۴ء

دستخط ایم رامری صاحب مجسٹریٹ نصیرآباد

تشریح مفصل بلحاظ اس دفعہ کے کی ہے اور اوس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی
منشاء قانون ہے وہ مسجد جہان مدعیان کرنا امورات بیجا کا نسبت مدعا علیہ کے
الزام لگاتے ہین میان صمدو نے بنائی تھی میان صمدو و غلام قادر مدعی و
مدعا علیہ کا بزرگ تھا یہ مسجد نیچ کی نہین ہے بلکہ عام ہے اور سب کے لئے
وقف واسطے امورات مذہبی کے ہے اور اسواسطے تمام مسلمانون کے لئے
کھلتی ہے نسبت مدعا علیہ اور اوسکے طریق کے مریدان کے مدعیان استغاثہ ہا
مندرجہ تحت کرتے ہین اول مدعی مظہر ہے کہ مدعا علیہ آمین باواز بلند کہتے ہین
حالانکہ اصلی مسلمان آمین باواز آہستہ بولتے ہین۔ دوم مدعی مظہر ہے کہ مدعا علیہ
رفعیدین برعکس روبہ اصلی مسلمانون کے کرتے ہین ۔ سوم مدعی مظہر ہے کہ
برعکس مسائل اصلی مسلمانون کے مدعا علیہ وعظ کرتے ہین چہارم پیغمبرون
اور علی الخصوص پیر صاحب کی توہین کرتا ہے ۔ پنجم مدعی مظہر ہے کہ ایک کتاب
موسوم بہ طارق الاشرار مدعا علیہ مسجد مین پڑہتا ہے اور اوسمین ایسے مسائل ہین
جو سچے مسلمانونکو رنج دیتے ہین ۔ کیونکہ اونسے بزرگونکی کرامات و وسیلہ سے
انکار ہے ۔ اور ایسے مضمون کے بیان مدعا علیہ نے کی ہے بابت دو استغاثون
کے عدالت کچھہ حکم نہین دیتی کیونکہ ایسے امورات کی ممانعت عدالت کے حیطہ اختیار
مین نہین ہے کیونکہ آمین باواز بلند اور رفعیدین علاوہ وہابیون کے کئی
فرقہ مسلمانون کے کرتے ہین یہ امر توہین اور باعث اصلی استغاثہ کسی اور
فریق کا تصور نہین ہوسکتا۔ بابت دوسرے امورات استغاثہ کے عدالت
صاف حکم دیتی ہے کہ میان صمدو کی مسجد مین گالی یا حقارت یا توہین کسی پیغمبر
یا پیر اور خصوصاً پیر صاحب حضرت عبدالقادر جیلانی کی نکیجاوے بہت سے نمازیان
مسجد میان صمدو جو پیغمبرون اور اولیاؤنکے نام کو عزت سے لیتے ہین ایسی گالی اور

دفعہ ۲۰۵ - ایکٹ ۵ بابت ۱۸۶۱ء بلا سماعت شہادت طرفین مقدمہ کو بموجب وجوہات مندرجہ ذیل خارج کرتی ہے - دفعہ ۲۹۸ - تعزیرات ہندی صرف مقدمہ ہذا کے حسب حال ہوتی تو ہوتی مگر واضح رہے کہ اوس دفعہ مین یہ بات مطلوب ہے کہ یہ امر ثابت ہو جاوے کہ مدعا علیہ کی نیت سوچ بچار کر دوسرونکا دل بابت مذہب کے دکھانے کی تھی مقدمہ ہذا مین ایسی نیت ثابت ہونی امکان مین نہین ہے - مدعا علیہ بیان کرتا ہے کہ مین وہابی نہین ہون بلکہ مین وہابیونکو ایسا سمجھتا ہون کہ جیسا کافرونکو - مدعیان مجکو وہابی بہ نیت میری ایذا دینے اور بدنام کرنے کے کہتے ہین مین نے کبھی توہین کسی پیغمبر کی نہین کی بلکہ وہ میرے پیشوا بزرگ ہین اگرچہ مسائل وہابیہ کو مدعا علیہ ماننے یا نماننے لیکن بیشک وہ بہت پکے مسلمانون مین سے ہے جو ایسے مسائل کے قائل ہین اور بعضے ایسے کام کرتے ہین جو عوام الناس مسلمانونمین رائج نہین ہے بڑی خواہش ان لوگونمین یہ ہے کہ اور مذہب کے لوگونکو مسلمان کرین اور وہ یہ طلب بذریعہ وعظ و پند کرنے کے ٹھہراتے ہین - اب بموجب دفعہ ۲۹۸ کے ایسے آدمی کو سزا دینی جائز نہین ہے - جو وعظ مسائل کا کرتا ہو اگرچہ وہ مسائل دوسرونکو برے لگین اگر ایسی وعظ سوچ بچار کر بہ نیت توہین کے نہ کیجاوے اگر وہ ایسے وعظ ایسی جگہہ مین کرے جہان احتمال ہے کہ اوسکے مسائل سے فساد و دنگہ ہوگا تو قانونی مداخلت بمراد روکنے وعظ اور حفظ امن عام ہو سکے لیکن وہ صرف ایسی وعظ کرے جو وہ اپنا فرض سمجھتا ہے اور اوسکی نیت سوچ بچار کر کسی کے توہین کرنے کی نہو تو اوسنے ارتکاب کسی جرم کا بہ نسبت کسی آدمیون کے نہین کیا اگرچہ اوسکو بخوبی معلوم بھی تھا کہ میرے مسائل سامعین یعنی سننے والون مین بہتون کو برے لگین گے واضعان قانون نے

تحقیر کسی کی ثابت ہو ضمناً مفہوم ہوئی اور سوائے اسکے یہ کلمات غیر متدین
یا غیر شرع یا جھوٹے بھی معلوم نہین ہوتے کیونکہ قرآن مین صاف لکھا ہے
یا ایہا الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقنکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ
تعبدون انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ
یعنی اے ایمان والو کھاؤ ستھری چیزین جو ہمنے دی روزی تمکو اور شکر کرو اللہ کا
اگر تم اوسکے بندے ہو یہی حرام کیا ہے تمپر یعنی مردہ اور لہو اور گوشت سور کا
اور جسپر نام پکارا جاوے اللہ کے سوائے کا۔ (دیکھو پارۂ سیقول یعنی دویم رکوع)
نمبر ۳ چونکہ بہت سے آنیوالے مسجد صمدو کے ان بندون کے پڑھنے سے
معترض ہین اسواسطے یہ بند اس مسجد مین پڑھے نجاوین کتاب حارق الاشرار
سے اور کوئی بند بھی جسمین حقارت پیر و پیغمبر کی ہو اس مسجد مین پڑھا نجاوے
اس بات سے مدعا علیہ پر بھی کچھ تکلیف نہوگی کیونکہ شہر مین مساجد بکثرت استعمال
مدعی تابعے کے طریق کے لوگون کی ہین علاوہ سب امورات مندرجہ بالا کے
عدالت اپنی رائے تجویز کرلی ہے کہ مقدمہ ہذا کسی اور باعث اور لحاظ سے برپا
نہین کیا گیا بلکہ بباعث خصومت ذاتی اور عداوت خاندانی کے برپا ہوا ہے
لہذا عدالت نے ایسا حکم دیا ہے جو رحم والا ہے تاکہ وہ خصومت زیادہ
نہ بڑھجاوے۔ مگر اب فریقین کو بخوبی تنبیہ کیا جاتا ہے کہ اسمید کی مدعیان
مدعا علیہ کے لئے ضرور ہارج ہونگے اور اوسکو ایذا اور رنج دینگے یا اوسکا دل دکھاوینگے
اور برعکس اسکے اگر مدعا علیہ یا ہمراہی اوسکے ایسے بزرگونکو جنکی مدعیان عزت
اور تعظیم کرتے ہین گالی دین یا توہین و تحقیر کرینگے تو شخص قصور کنندہ
یا فریقین اگر قصوروار ہونگا ہوگا سخت سزایاب ہونگے اور نیز اوس سے
یا اونسے ضمانت گیر واسطے چال چلن نیک و حفظ امن آیندہ کے لئی جاوینگے

اور حقارت کو برا سمجھتے ہین اور فی الواقع اگر گالی اور حقارت پیغمبرون اور اولیاؤن
کی کئی جاوے تو یہ استغاثہ واجبی ہے کتاب حارق الاشرار جو عدالت مین پیش
ہوئی مدعی بیان کرتا ہے کہ اسمین اظہار مسائل وہابیہ کا ہے مدعی جو خود اپنے تئین ملا
کو خیدان نہین سمجھتا ہے بیان کرتا ہے کہ اس کتاب کو خود عبدالوہاب نے بنایا ہے
لیکن فی الحقیقت یہ کتاب ایسی ہی ہے جس سے کسیکو ایذا یا نقصان نہین پہنچا اور
اس کتاب کو مسمی فتح اللہ نے تصنیف کیا تھا عدالت کو اس کتاب کے مسائل صوفیہ
معلوم ہوتے ہین نہ وہابی۔ اور یہ مسائل تعصب والے بھی نہین ہین مدعی اس
کتاب کے بند نمبر ۸ اور نمبر ۹۸ پر اعتراض کرتا ہے نمبر ۸ مندرجہ ذیل ہے
آجکل کے جتنے ہین سائل گدا + مانگتے ہین کہتے نام اولیا + نقشبند وغوث
اعظم مرتضی + نارو آواز ہی اونکی صدا + منتون سے اولیا بیزار ہین
بیشک اونکے لئے شبہہ مردار ہے + مراد اس بند کی عیان ہے یعنی فقیرونکا
بزرگون کے نام سے خیرات مانگنا کچھ فائدہ نہین رکھتا جیسیکہ فقیرونکی عادت ہے
کیونکہ ایسی بدعت بیجا اور ناخوش ہے۔ بند نمبر ۹۸ مندرجہ ذیل ہے —
تو پکا بکرا سراسر ہے حرام + اوسکا کھانا مومنونکا کب ہے کام + یا وہ بکرا
جسپر پیغمبرونکا ہوئے نام + جسطرح کرتے ہین اکثر عقل خام + صاف وہ مردار
بے تکرار ہے + مدعی مظہر ہے کہ مدعا علیہ نے الفاظ اوسی مضمون کے بولے
یعنی یہ کہا کہ بجائے بکرہ نیاز سور دو ولفظ نیاز کی بابت مابین علماے اہل اسلام
کے تنازعہ ہے لیکن فقرہ مندرجہ بالا کی مراد فی الحقیقت یہ مفہوم ہوتی ہے
کہ بزرگون کے مکانات مقبرہ وغیرہ مذہبی پر جیسا سور چڑہانا ہے ویسا ہی بکرا
چڑہانا ہے یعنی یہ مراد ہے کہ ایسے چڑہاوا بیہودہ ہین ان کلمات مین سے ایک
مین بھی عدالت کوئی وجہ نہین دیکھتی جس سے بہت سوچ بچار کر تو ہین

اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہل سنت والجماعت تقریراً وتحریراً کہنے لگا اور باہم فساد اور عناد بڑہتا گیا ۔ اور یہان کے فساد سے اور بلاد وقصبات مین بھی نزاع وتکرار بین المسلمین واقع ہوئی ۔ اور نوبت بفوجداری پہنچی ۔ حالانکہ یہ اختلاف سلف صالح سے چلا آیا ہے ۔ اور صحابہ کرام اور مجتہدین عظام مین فروعی مسائل مین اختلاف رہا ہے ۔ لیکن باوجود اختلاف کے اُن حضرات مین بغض وعناد وفساد نہ تھا ۔ ایک دوسرے کو خارج از اہل سنت والجماعت نہ سمجھتا تھا ۔ اور آپسمین محبت واتحاد تھا ۔ اور آجکل لوگ جو بعض فروعی مسائل کے اختلاف کے سبب اتفاقی حزن تو نہین مبتلا ہو رہے ہین کیونکہ ضد ۔ اور کینہ ۔ اور غیبت ۔ اور عداوت ۔ اور فساد بالاتفاق حرام ہے ۔ جن مسائل مختلف فیہ مین اختلاف ہے وہ یہ ہین ۔ نجاست آب ۔ آمین بالجہر فی الصلوٰۃ ۔ رفع الیدین فی الصلوٰۃ ۔ رفع سبابہ و دیگر مسائل اختلافیہ ۔ بعض نے انکو حرام سمجھا ۔ اور بعض نے مثل موکدہ ۔ غرضکہ جادۂ اعتدال سے گذر گئے ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز مین طعن وتوہین سے پیش آئے اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جائز ہے ۔ پس جو شخص کرے اُسکو منع نہ کیا جاوے اور اُسکے پیچھے بلاشبہہ نماز پڑہنی چاہیئے ۔ اور جو نہ کرے اوسپر اعتراض نہو ۔ اور فاعل افعال مذکورہ اوسکے پیچھے نماز پڑھے ۔ اور آپسمین محبت واتحاد رکھین ۔ کوئی کسیکو بُرا اور بدمذہب نجانے ۔ مساجد مین کسی فریق کا کوئی فریقین سے مانع ومزاحم نہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تھا ۔ اور عملدرآمد متقدمین کا رہا ہے ۔ عامل بالحدیث اپنے طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر ۔ ہر ایک مسجد مین ہر ایک اپنے عمل بجالانیکا مجاز ومختار رہے ۔ پس ہم سب اسبات کو

لہذا حکم ہوا

کہ بعد اجراے احکام ضابطہ مقدمہ داخل دفتر ہووے اور چٹھہ انگریزی شامل مسل کیجیے فقط

نقل معاہدہ علماے اہلحدیث وفقہ مدخولہ عدالت کمشنری دہلی



مقابلہ کیا گیا
العبد محمد شاہ خان زائد محافظ دفتر عدالت کمشنری دہلی

نقل مطابق اصل
العبد پنڈت شو مدت سرشتہ دار

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد چونکہ دہلی و دیگر امصار مین اکثر نافہم لوگون نے مسائل فروعیہ مین تنازعات بیجا برپا کرکے طرح طرح کے اشتہار ورسائل مشتہر کیے ہین بارہا وہ اشتہار و رسائل ہماری نظر سے گذرے۔ ہرچند بطور خود اوسکا انتظام و امتناع چاہا مگر نادان لوگ باز نہ آئے۔ اور خفیف امور پر نوبت بعداوت پہنچائی۔ ہر ایک فریق

محمد زین العابدین احمد ۱۲۹۴

محمد ۱۲۸۱ سید نذیر حسین

الثقلین محمد لطف حسین ۱۲۹۲ خادم شریعت رسول

زشرف سید ین شد کونین شریف حسین ۱۲۹۳

حفیظ اللہ

ابو الخیر محمد یونس ۱۲۹۷

عاشق علی

حسبنا اللہ لبس حفیظ اللہ

حسن علی

محمد اسحاق ۱۲۹۳

محمد جمیل ۱۲۹۸

۱۲۹۰ محمد عبد الرب

محمد عبد المجید بقلم خود ن مہتمم مدرسۃ القرآ

محمد شاہ ہست و رو جہان

عبدہ محمد یوسف ۱۲۹۴ سنہ

زمحمد عبد القادر عسـ امید وار شفا ۱۲۹۸

یہ صلحنامہ نہایت عمدہ ہے

ابو نعیم محمد عبد الحلیم لکھنوی عفی عنہ بقلم خود

دستخط محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ محمد عبد الرب

عبد الجبار بقلم خود

ابو محمد

سید لطف حسین

سنہ ۱۲۹۱ محمد علاؤ الدین

محمد رحیم بخش فہو المسعود سنہ ۱۲۷۹

سید محمد امام ۱۲۶۶ نماز مسجد جہان

امام مسجد فتحپوری سید محمد اسمعیل عفی عنہ

عظیم آبادی بہاری بقلم خود

دستخط فقیر محمد یعقوب عفی اللہ عنہ الذنوب ولد مولوی کریم اللہ

مظفر الدولہ فیض جنگ حافظ محمد امیر الدین علیخان بہادر روشن جنگ

اشتہار دیتے ہین کہ ہر واعظ اپنے وعظ مین دلائل تکراری و مسائل اجتہادی
وغیرہ بیان نہ فرماوین - البتہ وقت تدریس حدیث شریف کے اسکے دلائل -
اور کتب فقہ کی تدریس کیوقت اوسکے دلائل بیان کئے جاوین - اور طعن
و تشنیع نہ کیا جائے علی ہذا القیاس ہر موقع تحریر پہ سوائے دلائل کتب کوئی
بات خلاف تہذیب نہ لکھی جاوے - اور اب جو شخص کوئی اشتہار یا کتاب
ایسے مضمون کا شایع کرے جسمین مذاہب ائمہ اربعہ یا محدثین علیہم الرضوان
کی توہین شرعی ہو اوسکی تدارک کی حکام والاشان سے استدعا کیجائے
غرضکہ جو آفات و افسادات اشتہارات و رسائل اور تکرار امامت و اقتدا سے ہوتے
ہین اونکا انسداد بخوبی ہونا چاہیے کہ آیندہ ایسے تنازعات پیدا نہوون - اور
مسلمانون کے قلب سے کینہ و عداوت بالکل جاتا رہے - اور جس شخص کو
کسی مسئلہ کا دریافت کرنا منظور ہو اوسکو اختیار ہے کہ خلاف وقت وعظ جس
مولوی صاحب سے اسکو عقیدت ہو دریافت کرلے - اور یہ بھی اختیار ہے
کہ کسی دوسرے مولوی سے بھی دریافت کرے لیکن منازعت و تکرار نہ کرے فقط

تحریر بتاریخ بست و ششم ذیقعدہ روز جمعہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری

امام فن مناظرہ

محمد غلام اکبر خان
محمدی السنی سنہ ۱۲۸۹

منصور انہ کان
سنہ ۱۲۹۰

محمد حبیب اللہ
ابو الخیرات
۱۲۹۰

العابدین
ابو محمد زین
۱۲۹۸

سنہ ۱۲۸۶
محمد یعقوب

شرع رسول اللہ سنہ ۱۲۹۱
محمد ابراہیم خان خادم
قاضی القضا

محمدی السنی
محمد حمایت اللہ
جلیسری سنہ ۱۲۹۴

محمد عبد الحق

مدرس مدرسہ فتحپوری

ترجمہ لفظی

مدینہ منورہ کے محافظین علیہ کو ۔ سعادت مآب حضرت صاحب من
ہند کے علماء سے نذیر حسین اور اونکے شاگردون سے ایک شخص کے حق مین جو
اونکے ہموطنون کی طرف سے اسناد اعتزال ہوا تھا سو مکہ مکرمہ مین وہ مواخذہ
ہو کر ضروری تحقیقات انکی کی گئی لیکن چونکہ اسناد واقع مذکور سے موسی الیہما کی بری
الذمتی ثابت ہوتی ہے اسلیئے اسجگہہ بھی اگر اون کے حق مین اس قسم کی کوئی بات
کہی جاوے تو بری الذمتی انکی معلوم ہونے کے لیئے اس کیفیت کے بیان کو
ابتدا رکیا گیا اسباب مین امر وارادہ حضرت صاحب من کا ہے ۔
سید عثمان نوری گورنر کمانڈر انچیف عربستان از مکہ مکرمہ تاریخ ۶ ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ
۱۶ تشرین اول ۹۹ھ ۔

ترجمہ بامحاورہ

بجناب محافظین مدینہ منورہ سعادت مآب حضرت صاحب من
ہندوستانی مولویون سے نذیر حسین اور ایک شخص انکے شاگردون سے
ان دونون پر انکے ہموطنون کی طرف سے جو معتزلہ ہونے کی تہمت لگائی گئی تھی
اسکی (ان دونون پر مواخذہ کر کے) ضروری تحقیقات کی گئی مگر اس تہمت
سے ان دونونکا بری ذمہ ہونا ثابت ہوا وہان بھی اگر انکے حق مین اس قسم کا
کوئی الزام لگایا جاوے تو اس سے انکی براءت ذمہ معلوم ہونے کے لیئے
یہ تحریر کیجاتی ہے ۔

قادر بخش
بقلم خود

محمد عبد اللہ عفی اللہ عنہ

[illegible]

قادر بخش
بقلم خود

محمد عبد الرشید
بقلم خود
ولد مولوی عبد الحکیم

محمد سلیم اللہ
بدایونی بقلم خود

Signed and attested in my presence and approved by all
19/11/80 (Sd) E. E. Young Comm.

(در مطبع فاروقی دہلی مطبوع گردید)

نقل فوٹوگراف خط پاشاے مکہ مکرمہ مع ترجمہ لفظی و ترجمہ بامحاورہ

مدینہ منورہ محافظین علیہ سنہ

سعادتلو افندم حضرتلری

علمای هندیه دن نذیر حسین ایله تلامیذندن بر نفره حقنده
کندی همشهریلری طرفندن اسناد اعتزال ولمغله مکۂ مکرمه
چه کلدکلری بالمؤاخذه تحقیقات ایجابن اجرا اقلنمش و فقط
اسناد واقع مذکوردن موم الیهمانن برائتلری ثابت او
لمش اولدیغندن اوراجیده شاید حقلرنده لیو لوله ده بر سو
ن ایدیلهجك اولورسه برائت ذمتلری معلوم اولمق
اوزره بیان کیفیته ابتدار قلندی اولبابده امر و اراده افندم
حضرتلرینکدر فی ٢٦ ذی الحجه سنه ٩٩ ١٣٠٠ و فی ٦ تشرین اول سنه
والی وقومانداری حجاز
مکه مکرمه دن
السید عثمان نوری

Rs 700/. compensation for the demolition of houses bestowed upon them.

The family all deserve consideration & kindness at our hands.

Sd/. H. G. Walterfield
Offg. Commissioner.

—— o ——

Maulvi Nazir Hoosain is a leading Maulvi in Dehli who in difficult times has proved his loyalty to the British Government in his pilgrimage to Macca.

I hope any British officer whose help or protection he may need will afford it to him as he most fully deserves it.

10th August 1883.

Sd/. J. D. Tremlett B.C.S.
Commr & Supdt
Dehli Division

Dehli 27th Sept 87

Maulvi Nazir Husain and his son Sharif Husain were with other members of their family instrumental in saving the life of Mrs Leesons during the mutiny, they tended her when wounded kept her in their house for 3½ months and finally sent her into the British camp at Dehli. He says that he has lost in a fire which took place in Dehli, all his English certificates. I think this is extremely probable, he probably had certificate from General Nevelle chamberlain and General Burnard colonel Sy tter + others.

I recommended the fact well + Mrs Leesons coming into the camp. The family received a handsome reward Rs 200 + 4 or/-

یا ہے

خاتمۃ الطبع

یہ کتاب لاجواب آخر ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری میں چھپنا شروع ہوئی۔ الحمد للہ والمنۃ کہ شروع ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۰۳ھ میں چھپکر تیار ہوئی — فقط

قصیدہ

در مدح عالم نبیل فاضل جلیل خاتم المحدثین حامی دین متین حضرت مولانا ومرشدنا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی دامت برکاتہ نتیجۂ طبع جامع معقول حاوی منقول سخنور فصیح اللسان نکتہ سنج بلیغ البیان جناب مولوی حافظ محمد عبد الرحمن صاحب بقا غازیپوری سلمہ اللہ تعالی

بغل میں دل ہے کہ جام شراب روحانی
چھلکتے ہیں جو کھلے ازبائے نہانی

جمال شاہد بزم ازل ہے عکس افگن
بہ رنگ آئنہ سرتا بپا ہوں نورانی

فروغ بخش نظر ہے جو نور جلوۂ ناز
نہیں ہے آرزوے سرمۂ صفاہانی

سناؤں معنی لی یسمع و لی یبصر
کہ سننے والوں نے طرز سخن نہ پہچانی

اوٹھاؤں پردۂ راز فراسۃ المؤمن
کہ ہو ترقی نور نگاہ ایمانی

خزینہاے معانی ہوں چپ رہوں کب تک
بجہر صوت سناتا ہوں مطلع ثانی

مطلع دوم

وہ قطرہ ہوں جو ہو سرگرم لاف عمانی
وہ مور ہوں جو کرے دعوی سلیمانی

بقا ہوں پر نہیں نام و نشان میرا باقی
برنگ ہستی موہوم عالم فانی

سبھو نکے دلمیں ہوں مخفی ہوں گو کہ نظروں سے
بہ رنگ یاد علیم علوم یزدانی

I have seen the orignal of their certificates + also learned from Mrs Lawsons life the facts herein mentioned. It is probable that the fact taken by the Maulvi Nazir Husain + Sharif Husain has made them enemies disaffected persons.

16/9/81. Sd/. G. E. Young.

ہزار حیف نہین کرسکا تری تعریف
ہنوز حوصلے فکرِ سخن کے باقی ہین
ذرا مبالغۂ شاعرانہ اسمین نہین
دعا پہ اب مین قصیدہ تمام کرتا ہون

سمندِ فکر مین ابتک ہے گو کہ جولانی
مگر تعلق دنیا سے ہے پریشانی
مرے کلام سے ظاہر ہے صدق تبیانی
ہے وقت تنگ نہین فرصت سخن رانی

ہمیشہ سایۂ فضلِ خدا رہے تجھپر
اِدھر لقا کو مبارک تری ثنا خوانی

تواریخ طبع کتاب ہذا از مصنف قصیدہ

رباعی

این ست مقالۂ ہدایت پیرا
مطبوع چو شد لقا نوشتم تاریخ

تنویر حق از سواد حرفش پیدا
تقریر لطیف رد باطل زیبا
۱۳۰۵

قطعہ

عالم تحریر وحبر ولوذعی
خوش رقم زد این جوابات شگرف
مصرع تاریخ طبعش از لقاست

سعی کامل کرد در تایید حق
کرد بے غش خطا تنقید حق
حرز جانِ منصفان تجرید حق
۱۳۰۵ھ

قطعہ

حافظ و عالم قرآن و حدیث
مصدرِ حسن عمل عبد اللہ
این سجل بر زده چون با تنقیح

سالک راهِ خدا روشن دل
منبع فیض و ہمام و فاضل
محو شد نقش خیال باطل

جناب سید عالی نسب نذیر حسین | چراغ انجمن عالمان ربانی
در مخازن اسرار علم مصطفوی | کلید باب رموز لطیف قرآنی
ہمیشہ کعبۂ تسلیم مین وہ سجدہ گزار | کہ نور ماہ دو ہفتہ ہے داغ پیشانی
وہ خضر راہ ہدایت کہ ہے نگہ جسکی | پناہ لطمۂ امواج بحر طغیانی
فروغ علم و یقین و ہدی ہے سراپا | ہے اسکی خاک قدم سرمۂ صفاہانی
نظر پڑی جو کسی پر ذرا توجہ کی | وہ فضل حق سے ہوا ہمعنان شیخ کانی
صحاح ستہ کہ ہے شش جہت مین جسکا شور | ہزاروں لاکھوں کو سمجھا چکا بآسانی
صحیح و منقطع و مرسل و غریب و حسن | یہ مغلقات احادیث کر دیئے پانی
دیا جو سرور عالم کی سنتونکو رواج | دکھائی راستی دعوی مسلمانی
مٹا کے ظلمت و بدعات و شرک و فسق و فجور | کیا جہان کو مہر یقین سے نورانی
اگرچہ مد نظر بس کتاب و سنت ہین | ہے پھر بھی واقف اسرار علم یونانی
کبھی ہے بحر علوم ریاضی و طبعی | کبھی محیط نکات لطیف فرقانی
نہ کیون ہو اوسکو توغل حدیث و قرآن مین | انھین سے ہوتی ہے تذلیل کید شیطانی
نجات بس انھین دونو مین منحصر سمجھو | ہوا ہلاک نہ جسنے یہ راہ پہچانی
جنھین ہے شوق عروج معارج تحقیق | ہمیشہ کرتے ہین وہ اوسکے در کی دربانی
اوسکو دین مین سب پیشوا سمجھتے ہین | جو دل مین رکھتے ہین پاس و لحاظ ایمانی
تسلی دل بیتاب ہے حدیث شریف | کلام غیر ہے سرمایۂ پریشانی
فروغ پائے وہان کیا کسیکی راے زنی | جہان ہو جلوۂ قول رسول عدنانی
خدا جزا دے تجھے اے محدث اعظم | رہے تو مورد الطاف خاص رحمانی
دیا حدیثونکو اس دہر پرفتن مین رواج | مٹائی ظلمت و شرک و نفاق شیطانی
ہوئین حدیثین رسول کریم کی غالب | عدو جو تھے اونھین حاصل ہوئی پشیمانی

صحت نامہ الکلام النبیاہ فی رد ہفوات من منع مساجد اللہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۸	کے اپنے جواب	اپنے جواب کے			اگر باہر نہین ہوئے	کسی پانچوین کے
۱۵	۱۳	بہی	یہی			اور تقلید شخصی نہین	جسکا یہ مقولہ ہے
"	حاشیہ ۵	اس سال کے	سال گذشتہ			چھوٹی تواسکی وجہ	مقلد ہوگئے یا نہین
۱۶	۹	سنت جماعت	سنت وجماعت			موجہ بیان فرمائین	۔اگر چارونکی تقلید
۱۷	۲	صـ۲۰۹	صـ۳۰۹				سے باہر نہین ہوئے
"	۱۰	مرلوب ہے	مربوب ہین				اور تقلید شخصی انسے
"		ہین.	صـ۲۰۰ تک				نہین چھوٹی اور
۱۸	۲۰	تیرے ہاتھ	تیرے ہی ہاتھ				پانچوین کے مقلد
۱۹	۲	مروبہ	مروجہ				نہین ہوئے تودوسرے
۲۰	۱	نزاع	اور نزاع				مسائل کابھی یہی حکم
۲۱	۱۳	رسونکا	رسولون کا				ہے یانہین۔اگر یہ نہین
۲۲	۱۹	محمد	محمدؐ				ہے تواس مسئلہ مین
۲۴	۱	ایک	کہ ایک				اور دوسرے مسائل مین
"	۱۵	وَ نَّ	اَنَّ				فرق کی وجہ موجہ بیان فرمائین
۲۶	۸	اِنَّ صْطَفیٰ	اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفیٰ	۳۷	۲	وعلی ہذا القیاس	وعلی ہذا القیاس
۳۴	۱۵	تقلید شخصی انسے	تقلید شخصی انسے	۳۸	۱۱	پڑہنے مین	پڑہنے سے
	۱۶۹	چھوٹی یانہین	چھوٹی یانہین اور	۳۹	۱۵	مخالفہ	مخالف

طبع کردند و لقا تاریخش	گفت تحقیق شریف و کامل ۱۳۱۵ھ

تمّت

الحمد للہ والمنة کہ یہ رسالہ ہدایت کا مقالہ

مسمّٰی بہ

اظہار الصدق
فی
ابطال الکذب والفسق

بجواب رسالہ تفضل حسین واعظ

مطبع سعید المطابع واقع بنارس مین طبع ہوا

۱۳۰۵ھ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸	۲	پادشاہ	پاشاے
۶۳	۶	فرمایا	پایا
۶۵	۷	الکتائب	الکتائب
۶۷	۲۱	آئمہ دین	آئمہ دین نے
۶۹	۱۵	لیکر	+
۷۰	۱۳	خبر	خیمہ
۷۱	۵	کے	کہ
؍؍	۱۴	گذشتہ	گشتہ
۷۵	؍؍	آزادگی	آزادکے
۷۶	۴	(۳)	(۲)
؍؍	۵	نہوئے	ہوئے
۷۹	۱۷	کرلی	کی
۸۰	۲۰	عذر	عذر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۲	۱۸	اوسکے	اون کے
۸۴	۱	ترتیبی	ترتیبی مدعیان
۸۹	۲۰	تبائید	×
۹۳	۶	استغاثہ ہا	استغاثہ ہاے
۹۴	۹	کہتے	لیکے
؍؍	۱۱	بیشک اونکے لئے شبیہ	بہیک اونکی شبیہ
؍؍	۱۵		
؍؍	۲۰	چڑہاوا	چڑہاوے
۹۵	۷و۹	رکوع) لمہ	وع لمہ)
؍؍	۱۴	کہ اسمدکے	کہ اگر آئندہ
۹۷	۳	انزاع	نزاع
۱۰۶	۱۰	ظلمت وبدعات	ظلمت بدعات
؍؍	۲۰	ظلمت وشرک	ظلمت شرک

تمت

رو مین عجب عجب طرحکا ڈھنگ نکالا ہے کسی نے محض افترا بندیکا جال پھیلایا -
کسی نے سب وشتم لکھکر اہلحدیث کا دل دکھایا - غرض ایسی ایسی شرارتین کرتے
ہین جنکا کچھہ حد وحساب نہین اللھم احفظنا من شرورھم اور سنت
محمدیہ وطریقہ احمدیہ کے مٹانے مین بڑے بڑے زور لگاتے ہین لیکن بجز سیاہ کرنے اپنے
نامۂ اعمال کے انکو اور کچھہ نصیب نہین ہوتا کیونکہ اللہ تعالی کے فضل وکرم سے عاملین
بالکتاب والسنہ کی روز بروز ترقی ہوتی چلی جاتی ہے اللھم زد فزد ثم زد
اور قیام قیامت تک یہی ایک طریقہ محمدیہ ناجیہ جو ما انا علیہ واصحابی کا پورا پورا
مصداق ہے جاری رہیگا انشاء اللہ تعالی اور کل فرق ضالہ مٹ جائینگے حضرت امام
محمد مہدی اور حضرت عیسی علیہما السلام کے فقط آنیکی دیر ہے اسوقت مین طرف
مذہب محمدی وطریق احمدی کا ڈنکا بجیگا اور تمام مذاہب باطلہ کے لوگ اپنے اپنے
عقائد فاسدہ سے توبہ کرکے مذہب محمدی اختیار کرینگے لیکن جو کہ شقی ازلی ہین
انکو یہ نعمت عظمی جسکے ذریعہ سے دیدار الہی حاصل ہو اور جنات نعیم مین ٹھکانا
ملے ہرگز حاصل نہوگی اور اخیر کو وہ خالدین فی النار ہوجائینگے الغرض اس فرقہ حنفیہ
مرجیہ کوفیہ مبتدعہ ضالہ نے حد سے زیادہ فتنہ برپا کر رکھا ہے چنانچہ چند ماہ کا
عرصہ ہوا کہ ایک شخص نے فدوی کے استاذ جناب مولانا مولوی محمد سعید صاحب
سے جو کہ علم قرآن وتفسیر وحدیث مین بڑے ماہر ہین اور صرف ونحو ومعانی و
بیان وبدیہ ومنطق ومعقول وفقہ واصول وغیر علوم کے جامع ہین یہ مسئلہ
دریافت کیا کہ سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنی چاہیئے یا نہین مولانا صاحب موصوف
نے فرمایا کہ ضرور فاتحہ پڑھنی چاہیئے اسکے سوا نماز جائز نہین ہوتی یہ مسئلہ بہت
احادیث صحیحہ مرفوعہ غیر منسوخہ سے ثابت ہے - پس سائل نے یہ مسئلہ مولانا موصوف
سے سنکر اپنے چند احباب کے آگے بیان کیا انھون نے اسکے جواب مین کہا کہ ہمارے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبٰرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیراہ الذی لہ ملک السمٰوات والارض ولم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیء فقدرہ تقدیراہ الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد خاتم النبیین وسید المرسلین وشفیع المذنبین الذی بعثہ بالحق بشیرا ونذیراہ وعلی الہ واصحابہ الذین اٰمنوا امنہ فوزا کبیراہ اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم ۵ امین ثم امین یا رب العلمین۔ **امابعد**

فقیر حقیر محمد فضل الرحمن عفا عنہ رب المنان خدمت مین صاحبان ذوی انصاف عالی و ولان دور از اعتساف کے عرض پرداز ہے کہ اس زمانے مین اہل بدعت سے جو کہ خارج از انصاف اور راہ ضلالت مین گرفتار ہین عاملان سنت نبی کریم علیہ التسلیم کے

اپنے استاذ یا اور کسی صاحب تحصیل عالم کو بلا لاوین تو وہ آکر مباحثہ کرین اسوقت
تو ان طلبا اور اونکے ہمراہیونکو بڑی شرمندگی اور ذلت حاصل ہوئی اسلئے
کہ فی الحقیقت یہ علم سے معرا تھے اور بظاہر پیرایۂ علماء مین آئے تھے اب جبان
انکی قلعی کھل گئی آخر لاچار ہوکر انمین سے ایک شخص مسمی کریم بخش طالب العلم کو
جو بہ نسبت اور اپنے ساتھیون کے ذرا زیادہ پڑھا ہوا تھا بولا کہ بیشک ہمارے
مین کوئی مولوی اور عالم نہین ہے ہم سب بیچارے طالب العلم ہین لیکن مین
بہت علماء کی صحبت مین رہا ہون مین چاہتا ہون کہ آپ سے گفتگو کرون تب
مولانا مولوی محمد سعید صاحب موصوف نے فرمایا کہ صرف علماء کی مصاحبت
سے آدمی بحث علمی کرنیکے قابل نہین ہوتا جبتک علما سے علم حاصل نہ کرلے
تب اُن صاحبون نے جو بانی مجلس تھے مولانا صاحب سے عرض کیا کہ
یہ لوگ آگئے ہین اور یہ کچھ سوال کیا چاہتے ہین انکو اجازت دیجیے تاکہ
وہ سوال کرین اور کریم بخش مذکور نے بھی اس بات کا دعوی کیا کہ اگرچہ ہم
عالم نہین ہین لیکن اس مسئلہ خاص یعنی سورہ فاتحہ کے بارہ مین ہم گفتگو
بخوبی کرسکتے ہین ہمارے اُستاذ نے اس مسئلہ کو ہمین خوب سمجھایا ہے
اور دلائل بھی بتلائے ہین اسوقت مولانا صاحب موصوف نے انکو سوال
کرنے کی اجازت دی تب کریم بخش طالب العلم نے سوال کیا کہ قرأۃ فاتحہ نماز جہریہ
اور سریہ مین فرض ہے یا واجب بہر تقدیر ہر ایک نمازی یعنی امام اور مقتدی
اور منفرد پر ہے یا صرف امام و منفرد پر ہے مقتدی پر نہین مولانا صاحب
موصوف نے جواب مین فرمایا کہ قرأۃ فاتحہ ہر ایک نمازی منفرد و امام مقتدی
پر نماز سریہ ہو خواہ جہریہ فرض ہے اور فرضیۃ اسکی احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ
مشہورہ غیر منسوخہ سے ثابت ہے اور خاص کر مقتدی کے حق مین سورہ

حنفیہ فرقہ کے لوگ قراۃ خلف الامام سے منع کرتے ہین اب ہم بے علم لوگ ہین کسطرح
معلوم کرین کہ کون حق کہتا ہے خیر انھون نے آپسمین مشورہ کیا کہ مدرسہ عالیہ
سے مولویون کو بلاکر اُن مولویصاحب سے جوکہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ
پڑہنے کا فتویٰ دیتے ہین مباحثہ کرائین تاکہ معلوم ہوکہ کسکے پاس دلائل قوی
ہین اور تقریر مین کون غالب رہتا ہے حق و ناحق اسی سے ثابت ہو جائیگا پھر
وہ اشخاص آستانہ صاحب موصوف کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ
ہماری یہ صلاح ہے کہ مولویصاحبان کو مدرسہ عالیہ سے بلوائین اور آپ وے
اس مسئلہ مین گفتگو کرین مولانا صاحب نے فرمایا بیشک بلوالو لیکن ایک شرط ہے
کہ جو شخص آوے مناظرہ کرنیکو وہ قرآن و حدیث و فقہ و اصول سے خوب واقف ہو
تاکہ ثمرۂ بحث مرتب ہو ورنہ لائق خطاب نہوگا۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ چند اشخاص مسمیان
کریم بخش و امام الدین و عبد الغنی طلبہ جو ہنوز اہل علم کے روبرو ابجد خوان
محسوب ہوتے ہین مع اپنے چند رفقا کے بتاریخ ۲۲ ماہ رجب المرجب
سنہ ۱۳۰۴ ہجری کو بازار چاندنی واقع شہر کلکتہ مین مولانا صاحب موصوف کے پاس مسئلہ
مذکورہ مین مناظرہ کرنیکو آئے۔ جو صاحب ان اشخاص مذکورہ سے واقف
تھے اُنسے دریافت کیا گیا کہ یہ صاحب جو تشریف لائے ہین کون ہین مدرسین
مین سے کوئی مولویصاحب ہین یا دوسرے اُنھون نے جواب دیا کہ انمین تو کوئی
مولوی ہے نہین اتنا ہم جانتے ہین کہ یہ طالب العلم ہین وہ بھی منتہی نہین بعض
تو کچھ اردو فارسی پڑہتے ہین اور بعض فقہ و اصول کی ابتدائی کتابین پڑہتے ہین
تب مولانا صاحب ممدوح نے علانیہ بسر مجلس فرمایا کہ یہ صاحب جو بقصد مناظرہ آئے
ہین انمین کوئی عالم تو ہے نہین یہ سبھی مبتدی طالب العلم ہین یہ کیا مناظرہ کر سکینگے
یہ تو ابھی طفل مکتب ہین ابھی تو یہ جاکر علم تحصیل کرین پھر مناظرہ کرنیکو آئین یا نہین

کی سند مین محمد بن اسحق راوی شیعہ ہے یہ حدیث حجت کے قابل نہین آپنے
اسکو کیون پڑہا جواب مین اسکے کہا گیا کہ بتلاؤ اس سند مین محمد بن اسحق کہان
ہے اور کتاب پیش کیگیئی تو اوس طالب العلم مذکور نے نہایت ندامت اوٹھائی
ایک مجمع کثیر مین پھر سائل مذکور بے شعور نے کہا کہ لاصلوۃ مین نفی کمال کی ہے
پس حدیث کا یہ معنی ہوا کہ نماز کامل نہین تو اسوقت سائل مذکور کو قاعدہ اصول کا
سنایا گیا کہ لائے نفی جنس حقیقۃً ذات کی نفی کے لیے آتا ہے اور مجازاً نفی
صفت کے لیے اور حقیقی معنی جب تک ممکن ہو مجازی معنی لینا جائز نہین
پس جب نفی ذات صلوۃ شرعی یہان ممکن ہے تو وہی مراد ہے پس حدیث کا
ترجمہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص سورہ فاتحہ نہین پڑہتا
اسکی نماز نہین ہوتی تب اس نے کہا کہ اچھا حدیث لاصلوۃ لجار المسجد
الا فی المسجد کا کیا جواب دوگے مولانا صاحب موصوف نے جواب مین فرمایا
کہ یہ حدیث موضوع ہے تمہارا تمثیلاً اس حدیث کو ذکر کرنا لغو ہے بلکہ تمثیل
اس حدیث کے ساتھ دینے تو ٹھیک تھا لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِطُھُوْرٍ یعنی بغیر وضو کے
نماز نہین ہوتی کیونکہ جیسے وضو ایک شرط ہے شرائط نماز سے اسکے سوا
نماز نہین ہوتی ایسے ہی قراءۃ فاتحہ بھی ایک فرض ہے فرائض نماز سے چنانچہ
ہم فرضیت اسکی ثابت کر دکھاینگے اسکے بغیر بھی نماز نہوگی آخرش طالب العلم
مذکور نے کہا کہ مین مانتا ہون مانتا ہون کہ حدیث لاصلوۃ لمن
لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب صحیح ہے اور لاصلوۃ مین نفی ذات ہے نفی کمال نہین
لیکن یہ حدیث آیۃ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ کے مخالف ہے تب مولانا صاحب
موصوف نے فرمایا کہ تمہارے اصول کی کتاب نور الانوار مین لکھا ہوا ہے
کہ آیۃ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا اور آیۃ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ

فاتحہ پڑھنے کے بارہ میں احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ نبی کریم علیہ التسلیم سے وارد
ہوئی ہیں اور اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الی یوم الدین کا
اسپر عمل ور زمان نبوی و بعد از زمان نبوی اور فتوی اونکے ساتھ اسانید
صحیحہ کے الی یومنا ثابت اور ایسا ہی اکثر تابعین و تبع تابعین وغیرہم اہل علم رحم
اللہ تعالی علیہم کے فتوے اور عمل ثابت ہیں چنانچہ اس مسئلہ کا ثبوت کہ قراۃ
فاتحہ کے سوا کسی نمازی کی نماز نہیں ہوتی تواتر کو پہنچگیا جیسا کہ فرمایا امام بخاری
رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ قرأۃ خلف الامام میں جسکو جزء القراۃ بھی
کہتے ہیں و تواتر الخبر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوۃ
الا بقراءۃ ام القرآن ترجمہ اور متواتر خبر پہنچی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ نہیں ہوتی نماز مگر ساتھ پڑھنے سورہ فاتحہ کے ۔ پس سائل مذکور نے کہا کہ وہ
سب دلائل جنکا حوالہ آپ دیتے ہیں ہم لوگونکو سنا دیجئے لیکن ہر دلیل پر میں
کچھ سوال کرونگا آپ ساتھ کے ساتھ جواب دیتے جائیگا مولانا صاحب نے
فرمایا بہتر ہے آب میں وہ دلائل سناتا ہون لیکن بیشتر وہ احادیث سناؤنگا جو
عموماً سب نمازیون کے حق میں وارد ہوئی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ساتھ اسانید صحیحہ کے بعد کو جو بالتخصیص منفردی کے حق میں وارد ہوئی ہیں
پھر صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین وغیرہم اہل علم رضوان اللہ علیہم اجمعین
کے اقوال و افعال قرأۃ خلف الامام کے بارہ میں جو آجتک اسانید قویہ کے
ساتھ ثابت و محفوظ ہیں سناؤنگا سو مولویصاحب ممدوح نے یہ حدیث
پڑھ سنائی ۔ قال البخاری انبئنا سفیان قال حدثنا الزھری عن محمود
بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب ۔ پس طالب العلم مذکور نے کہا کہ اس حدیث

پھر ان طلباء مذکورہ مفرورہ نے جاکر مشہور کیا کہ ہم تو گفتگو مین غالب رہے اور
مولوی صاحب موصوف ہار گئے اور انھون نے ایک شخص مسمی تفضل حسین حجام
ہمانند الواعظین راس الشیاطین شاہجہانپوری سے ملکر جو کہ قدرے قلیل
اردو و فارسی جانتا تھا اور مجلس معہودہ مین بھی حاضر تھا ایک رسالہ مسمّی بہ
غلبۃ الاسلام محض افتراءً و اتہاماً شائع کروایا کہ جسمین مناظرہ کا حال بالکل غلط
لکھا ہے اور کلمات ناشائستہ اہلحدیث کے حق مین عموماً اور جناب سید المحدثین
وعمدۃ المفسرین مولانا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب و جناب نواب والا جاہ
صاحب بہادر وغیرہما کے حقمین خصوصاً لکھے ہین اور وہ رسالہ ایک صاحب
میرے احباب سے یہان لاتے اور روبروموحدین محمدیین کے جو جلسۂ مذکورہ
مین حاضر تھے وہ پڑھا گیا سامعین موصوفین نے سنتے ہی اس رسالہ کے کہا
کہ اسمین تو بالکلیہ کذب وافترا معمور ہے اور برعکس معاملہ مسطور ہے اسکا رد
ترکی بترکی ضرور ہے تا کسادیسے عرض کیا کہ اگرچہ تفضل حسین حجام کذاب مشہور ہے
لیکن بندہ کو بھی اظہار صدق وابطال کذب منظور ہے پس باوجود کم فرصتی کے
بندہ وی نے بعون اللہ الملک الغفار رد لکھنا شروع کیا اور نام رسالہ ہذا کا اظہار
الصدق فی ابطال الکذب والفسق رکھا فہا انا اشرع فی المقصود
اللہ حسبی ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر عفی انک ربنا والیک
المصیرہ **قول تفضل حسین** کہ ما بین حنفیان اہل سنت والجماعت وہان ولانذ
اہل ضلالت کے۔ **اقول** چہ خوش میان مٹھو تو ابھی حنفیونکو جو پورے پورے
نافرمان اللہ تعم و رسول ص کے ہین اہل سنت والجماعت سے شمار کرتا ہے اور
محمدیین متبعین اللہ تعم و رسول ص کو معاذ اللہ اہل ضلالت سے گمان کرتا ہے
بلکہ تجکو یون کہنا لازم تھا کہ ما بین حنفیان اہل ضلالت و محمدیان اہلسنت والجماعت

الْقُرْاٰنِ یہ دونون آیتین مقتدی کے حق مین متعارض ہین کیونکہ آیۃ فَاقْرَءُوْا سے اسکو پڑہنے کا حکم ہے اور آیۃ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ سے اسکو پڑہنے کی ممانعت نکلتی ہے پس مقتدی کے حق مین یہ دونون آیتین ساقط ہوگئین قاعدہ اذا تعارضا فتساقطا سے اب حدیث کیطرف رجوع کیا جائیگا مخفی نرہے کہ اس الزامی جواب سے مولانا صاحب کے چند مقصود تھے اول یہ ہے کہ سائل کو اوسکے مذہب کی کتاب سے جواب دینا چاہیے یا تو وہ اسکو مانیگا یا انکار کریگا اگر شق اول ہے تو فبہا اوسکی تشفی ہو جائیگی اور ہمارا مطلوب بھی ثابت اور ایسے بیوقوف کی ساتھ کون زیادہ مغز زنی کرے جب اولی بات مین مطلب حاصل ہوا اور اگر شق ثانی ہے تو یہ الزام اونپر قائم رہیگا اور پھر جوابات تحقیقی بھی اسکو دیے جائینگے۔ دویم یہ کہ اُنکا امتحان بھی اس سے ہو جائیگا آیا کتنی ایک علمیت رکھتے ہین کیونکہ کریم بخش کو تو یہ دعوی تھا کہ مین اپنے اصول و فقہ سے واقف اور اس مسئلہ خاص مین خوب دست رس رکھتا ہون اور اسکے ساتھ عبد الغنی و امام الدین وغیرہ تھے جو کہ اپنے آپکو مولوی کہلاتے ہین اور جہال مین کھڑے ہوکر اپنا فخر جتاتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بڑے عالم ہین چنانچہ مولانا صاحب نے جب اسکو بیان کیا تو کریم بخش طالب علم نے اس بات کا صاف انکار کیا کہ نور الانوار مین یہ بات نہین ہے تب اُنکے آگے کتاب نور الانوار پیش کیگئی اور کہا گیا کہ پڑھو اس عبارت کو اور اسکا مطلب بیان کرو کیا ہے اُسوقت کسی نے اس عبارت کو نہ پڑہا اور سب کے سب اوٹھکر بھاگ گئے کَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ غرض کہ مولوی صاحب نے یہ جواب اُنکو الزامی دیا تھا نہ یہ کہ وہ تحقیقی جواب تھا جیسا کہ بعض نادان لوگ سمجھہ گئے جنکو علم سے کچھ مس نہین اور فہم سے نہین

وکل من یعمل بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ فھو من اھل السنۃ والجماعۃ الحقۃ بنتج المحمدیون کلھم من اھل السنۃ والجماعۃ الحقۃ۔

ترجمہ محمدی سب کے سب عمل کرتے ہیں قرآن وحدیث پر اور جو شخص عمل کرتا ہے قرآن وحدیث پر بس وہی اہل سنت اور جماعت حقہ سے ہے۔ اب نتیجہ اس شکل نے بعد سقوط حد اوسط کے یہ ہوا کہ محمدی سب کے سب اہل سنت اور جماعت حقہ سے ہیں بیان صغری یہ ہے کہ محمدی لوگ پورے پورے قرآن وحدیث پر عمل کرنیوالے ہیں جیسا کہ اظہر من الشمس ہے بس یہی لوگ فرمانبردار اللہ ورسول کے ہوئے اور انھیں کے لیے اللہ جلشانہ نے درجات مقرر کئے ہیں چنانچہ فرمایا وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ترجمہ اور جو کوئی کہا مانے اللہ اور اوسکے رسول کا داخل کریگا اُسکو بہشتوں میں کہ بہتی ہیں نیچے اُنکے نہریں ہمیشہ رہنے والے ہیں اُسمیں اور یہ ہے مراد پانا بڑا۔ اور یہی لوگ امت قائمہ ہیں جنکی شان میں آنحضرت صلعم کا فرمان وارد ہوا ہے عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ترجمہ معاویہؓ سے روایت ہے کہ سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ ہمیشہ رہیگی امت میری سے ایک جماعت ثابت اللہ کے حکم پر نہ ضرر دیگا اُنکو جو شخص جو ذلیل کریگا اُنکو اور نہ وہ جو مخالفت کریگا اونسے یہانتک کہ امر اللہ کا آجائیگا یعنی قیامت اور وہ لوگ اوپر اوسی طریقہ کے قائم رہینگے۔ اور یہی لوگ محمدی اہل حدیث اور طائفہ منصورہ ہیں عَنْ مُعٰوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَدَ اَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ

کے اسجگہہ دو دعوے ہین اول یہ کہ الحنفیون من اهل الضلالة ثانی یہ کہ المحمدیون من اهل السنة والجماعة اب ہر ایک کا ثبوت شکل اول سے جو کہ بدیہی الانتاج ہے سننا چاہیئے **ثبوت** دعوی اولی الحنفیون المبتدعون کلهم لتعرضون عن کتاب الله و سنة رسوله اذا کان رای صاحبهم مخالفا لکتاب الله و سنة رسوله و کل من یعرض عن الکتاب والسنة اذا کان کذلک فهو من اهل الضلالة ینتج الحنفیون المبتدعون کلهم من اهل الضلالة **ترجمہ** حنفیین مبتدعین سب کے سب روگردانی کرتے ہین کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ سے جبکہ اون کے امام کی راے قرآن و حدیث کے برخلاف ہو۔ اور جو شخص روگردانی قرآن و حدیث سے کرے جبکہ ہو ایسا ہیں وہ گمراہوں سے ہے نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ حنفیین مبتدعین گمراہون سے ہین صغری بدیہی الثبوت ہے کیونکہ ہم ظاہر ظاہر دیکھتے ہین کہ جب ان احناف بے انصاف کے آگے قرآن و حدیث پیش کیا جاتا ہے اور وہ اپنے امام کی راے کو اوسکے مخالف پاتے ہین تو بے دھڑک کہہ اوٹھتے ہین کہ ہمکو قرآن و حدیث سے کیا کام ہمتو مقلد امام ابوحنیفہ کے ہین جو انھوں نے کہا ہے ہم وہی مانین گے ورنہ ہمارے مذہب کا ستیاناس ہو جائیگا پس اسوقت مین یہ ٹھیک ٹھیک معرضین عن الکتاب والسنة ہین جبکہ صغری بدیہی الثبوت ٹھہرا تو اوسکے ثبوت کے لیے ہمکو برہان قائم کرنے کی کچھ ضرورت نہ رہی اور کبری بھی بین الثبوت ہے کیونکہ جو شخص قرآن و حدیث سے منہہ موڑنے والا ہے بیشک وہ اللہ و رسول کا نافرمان ہے وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ۝ اور جو شخص نافرمانی کرے اللہ اور اوسکے رسول کی پس البتہ وہ گمراہ ہو گیا گمراہ ہونا ظاہر **ثبوت** دعوے ثانیہ المحمدیون کلهم یعملون بکتاب الله و سنة رسوله

بدل و جان قبول نہ کریں تب تک اللہ تعالی قسم کھا کے فرماتا ہے کہ وہ مومن نہیں اور ہرگز
انکو ایمان نہیں ۔ اور اللہ تعالی نے آنحضرتؐ کی فرمانبرداری کو اپنی فرمانبرداری قرار
دی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ جس نے کہا مانا
رسول کا اُسنے کہا مانا اللہ کا وَقَالَ النَّبِيُّ صلعم اَيُّكُمْ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗ
اِلَى اللّٰهِ وَاِلَى مُحَمَّدٍ ترجمہ اور فرمایا نبی کریم علیہ التسلیم نے جسمیں تم لوگ
جھگڑو تو فیصلہ اُسکا اللہ تعم کیطرف اور محمد کیطرف ہے ۔ اب فیصلہ نبوی بیان کیا جاتا
اسکو سنو اور اگر مومن ہو تو اُسے بدل و جان قبول کر لو اور جو اسپر عمل کرنیوالے ہیں
اونپر زبان طعن مت دراز کرو وَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ ۔ اور اللہ سے ڈرو حق ڈرنے
اوسکیکا ۔ اور خود بھی اسپر عمل کرو اور ناحق اپنی نمازیں برباد مت کرو ۔ اور آیۃ
فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ کے مصداق
نہ بنو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مقابل میں لوگوں کی قیل و
قال کو ہیچ سمجھو بلکہ ہیچ ہی سمجھو تاکہ فلاح دارین حاصل کرو ۔ اور اگر مومن نہیں ہو تو
کاہیکو فیصلہ نبوی مانوگے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ خیر اور بھائی مومنین اس سے
فائدہ اُٹھائینگے اور اسی فیصلہ نبوی سے ہمارا مدعی بھی ثابت ہو جائیگا اور وہ
مدعی یہ ہے کہ قرآۃ فاتحہ ہر نمازی پر فرض ہے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد
بشرطیکہ انمیں قدرت قراءۃ فاتحہ کی ہو یعنی سورہ فاتحہ پڑھ سکتے ہوں لیکن اتنی
بات ہے کہ مقتدی سریہ اور جہریہ نمازوں میں آہستہ پڑھیگا اب پہلے وہ حدیثیں
لکھی جاتی ہیں جن سے عموماً سب نمازیوں کے لئے قرآۃ فاتحہ کی فرضیت ثابت
ہوتی ہے بخاری شریف میں ہے حدیث بیان کی ہمسے علی بیٹے عبد اللہ نے — حدیث اول
کہا حدیث کی ہمسے سفیان نے کہا حدیث کی ہمسے زہری نے محمود بیٹے ربیع سے
اوسنے عبادہ رض بیٹے صامت سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[illegible]

فِيكُمْ وَلَا يَزَالُ الطَّائِفَةُ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ قَالَ ابْنُ الْمَدِينِيِّ هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ **ترجمہ** روایت ہے معاویہ بیٹے قرہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت فساد میں پڑیں اہل شام پس نہیں بہتری ہے تمھارے بیچ اور ہمیشہ رہینگے ایک جماعت کے لوگ فتحمند نہ ضرر دیگا اونکو وہ شخص جو ذلت دے اونکو یہانتک کہ برپا ہو قیامت کہا ابن المدینی نے وہ لوگ اہل حدیث ہیں روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کبری بدیہی الثبوت ہے اسکے بیان کی کچھ حاجت نہیں۔ تمہارا جو دعوی تھا کہ حنفیہ اہل ضلالہ اور محمدی اہل سنت والجماعت ثابت کر دکھایا۔ **قولہ** بابت قرآۃ سورہ فاتحہ خلف امام کے نزاع ہے **اقول** میان مٹھو کچھ خبر بھی ہے کہ منازعۃ یعنی جب آپسمیں جھگڑا واقع ہو تو کیا کرنا چاہئے آپ گوش ہوش سے سُن قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ **ترجمہ** پس اگر جھگڑو تم کسی چیز میں تو پھیر دو اسکو اللہ اور رسول کیطرف اگر ایمان رکھتے ہو تم اللہ اور دن آخرت کے ساتھ۔ وقال تعالیٰ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا **ترجمہ** اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس قسم ہے تیرے رب کی اُنکو ایمان نہوگا یہانتک کہ تجھی کو منصف جانیں اوسمیں کہ جھگڑا واقع ہوا ہے اُنکے درمیان پھر نپاویں اپنے دلونمیں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول رکھیں مانکر۔ **ف** یعنی مسائل اختلافیہ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبتک منصف نہ بناویں اور آپکے اقوال وافعال سے جو امر ثابت ہوا اسکو

مِنْ غَيْرِهَا وَلَيْسَ غَيْرُهَا عِوَضًا مِنْهَا سورہ فاتحہ اورونکا عوض ہوسکتی ہے اور
اور چیزین فاتحہ کا عوض نہین ہوتین - اور حاکم نے کہاہے کہ اس حدیث کے
سارے راوی ثقہ ہین بلکہ اکثر راوی امام ہین انتہی ما فی النیل والتلخیص والنووی
والبدر - اور کہا بخاری نے حدیث کی ہمسے ابو نعیم نے سنا اوسنے ابن عیینہ سے
اوسنے زہری سے اوسنے محمود سے اوسنے عبادۃ بن الصامتؓ سے انھون
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْكِتَابِ نہین نماز
ہوتی مگر سورہ فاتحہ کے ساتھ ف لا صلوٰۃ مین جاننا چاہیئے کہ اصل نفی مین
نفی ذات ہے اور ذات کی نفی یہان ممکن - پس یہی مراد ہے اسلیئے کہ ان احادیث
مین نماز سے نماز شرعی مراد ہے نہ لغوی - کیونکہ شارع شرعیات کی تعریف
کرتاہے نہ امور لغویہ کے اور مرکب جیسے کل اجزا کے انتفا سے منتفی ہوتا ہے
ویسے ہی بعض اجزا کے انتفا سے بھی منتفی ہوجاتا ہے پس جیسے کسی نے نماز
کے کل ارکان ادا نہ کیئے اوسکی نماز نہین ہوتی ویسے ہی جس نے ایک رکن نماز کا مثلاً رکوع
یا سجدہ یا قرأۃ فاتحہ ترک کیا اوسکی نماز بھی نہین ہوتی اصل مسئلہ لا نفی جنس کا
یہ ہے کہ یہ لا کلام عرب مین دو معنی مین مستعمل ہے اول معنی یہ کہ جس اسم جنس پر
یہ لا آتاہے خود اوسکی نفی کرتاہے اسکو نفی ذات کہتے ہین اور یہ اسکا حقیقی معنی
یعنی اصلی معنے ہین - دوم یہ کہ اوس اسم کی صفت کی نفی کرتاہے اور اسکو نفی
صفت کہتے ہین اور یہ اسکا مجازی معنی ہے اصلی نہین - اور یہ قاعدہ ہے کہ
حقیقی معنی جبتک ممکن ہو مجازی معنی لینا جائز نہین پس لا صلوٰۃ مین جب
حقیقی معنی ممکن ہے جیساکہ بیان ہوچکا تو مجازی معنی ہرگز ہرگز یہان نہ لیا جائیگا
یعنی یون نہ کہینگے کہ نماز کامل نہین بلکہ یون کہینگے کہ نماز نہین ہوتی مگر ساتھ
سورہ فاتحہ کے مثالین معنی حقیقی کی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِطُهُورٍ

لَاصَلٰوۃَ لِمَنۡ لَّمۡ یَقۡرَأۡ بِفَاتِحَۃِ الۡکِتَابِ نہین ہوتی نماز اوس شخص کی جو سورۂ فاتحہ نہین پڑہتا - اور امام بخاری نے رسالۃ القراءۃ خلف الامام مین بھی اسکو روایت کیا - اور یہ حدیث مسلم مین بھی ہے - جاننا چاہیئے کہ بعض روایتون مین بِفَاتِحَۃِ الۡکِتَابِ کی جگہہ بِاُمِّ الۡقُرۡاٰنِ ہے مطلب دونونکا ایک ہی ہے کیونکہ فاتحۃ الکتاب اور اُمّ القرآن یہ دونون نام الحمد شریف کے ہین - اور عبادہ بن صامت کی
۲ حدیث کو دارقطنی نے اسطرح روایت کیا ہے لَاتُجۡزِئُ صَلٰوۃٌ لِمَنۡ لَّمۡ یَقۡرَأۡ بِفَاتِحَۃِ الۡکِتَابِ نہین جائز ہوتی کوئی نماز اوسکی جس نے سورہ فاتحہ نہین پڑہی - اور کہا اسناد اس حدیث کی صحیح ہے اور رجال اسکے ثقات ہین - اور صحیح کہا اسکو ابن قطان نے - اور کہا یحیی اور حافظ نے کہ روایت کیا ابوبکر بن خزیمہ نے اپنی صحیح مین ساتھ اسناد صحیح کے اور ایسا ہی روایت کیا اُسکو ابو حاتم بن حبان
۳ نے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے لَاتُجۡزِئُ صَلٰوۃٌ لَّا یُقۡرَأُ فِیۡهَا بِفَاتِحَۃِ الۡکِتَابِ نہین جائز ہوتی وہ نماز کہ نہین پڑھی گئی ہے اوسمین سورۂ فاتحہ - اور امام احمد نے ان لفظون کے ساتھہ روایت کیا لَاتُقۡبَلُ صَلٰوۃٌ لَّا یُقۡرَأُ فِیۡهَا بِاُمِّ الۡقُرۡاٰنِ وہ نماز ہی قبول نہین جسمین الحمد شریف نہین پڑھی جاتی - اور اسباب مین ہے انس رض سے ترمذی مین - اور ابو قتادہ رض سے ابوداود و نسائی مین - اور عبد اللہ بن عمر رض سے ابن ماجہ مین - ابو سعید رض سے مسند احمد و ابوداود و ابن ماجہ مین - اور ابو الدردا رض سے نسائی و ابن ماجہ مین - اور جابر رض سے ابن ماجہ مین - اور علی رض سے بیہقی مین - اور عائشہ رض سے مسند احمد و ابن ماجہ مین - اور ابو ہریرہ رض سے ابوداود مین - اور
۴ حاکم نے اشہب کے طریق سے ابن عیینہ سے اور اوس نے زہری سے اور اوس نے محمود بن ربیع سے مرفوعاً روایت کیا ہے اُمُّ الۡقُرۡاٰنِ عِوَضٌ

معنی نقصان اور فساد ہے اسی سے ہے قول اونکا اَخْدَجَتِ النَّاقَةُ جبکہ
بچہ جنے اونٹنی اوسکی مدت پوری ہونے سے پہلے اور بچہ کی پیدائش پوری ہونے
سے پہلے اور یہ بچہ فاسد ہے **ف** یعنی فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جس نماز مین الحمد نہین
پڑھی گئی وہ نماز ایسی ہے جیسے کچا بچہ گرا ہوا کہ ابھی اوسکی خلقت بھی پوری
نہین ہوئی اور بیفائدہ ہے کیونکہ جب نماز کے رکن اعظم کو چھوڑ دیا تو گویا ابھی
اوسکی صورت پوری نہین بنی اور ایسی نماز بیکار ہے اور اپنے عمل کو باطل کرنا
ہے ایسی نماز پڑھکر اور اسکی سخت ممانعت ہے فرمایا اللہ تعالی نے لَا تُبْطِلُوا
اَعْمَالَكُمْ (ترجمہ) نہ برباد کرو تم اپنے عملون کو ۔ یہ جو احادیث لکھی ہین سب
صحیح صریح ہین اس امر مین کہ سورہ فاتحہ کے سوا نماز جائز ہی نہین ہوتی اور ان
احادیث سے فرضیت قراءۃ فاتحہ کی ہر ایک نماز میں ثابت ہوتی کیونکہ یہ
حدیثین عام ہین لیس حکم انکا ہر ایک نماز میں امام مقتدی منفرد سبکو شامل ہے
اب وہ حدیثین لکھی جاتی ہین جنسے خاصکر مقتدی کے حق مین الحمد شریف کا
حدیث اول پڑھنا ثابت ہوتا ہے **مسلم** مین ہے ۔ حدیث کی ہمسے اسحاق بن ابراہیم حنظلی
نے کہا خبر دی ہمکو سفیان بن عیینہ نے علاء بن عبد الرحمن سے اوس نے
اپنے باپ سے اوس نے ابی ہریرہ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے فرمایا مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا
غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيْلَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ اِنَّا نَكُوْنُ وَرَاءَ الْاِمَامِ فَقَالَ اِقْرَءْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ
فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ فَاِذَا
قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ وَاِذَا
قَالَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ

جیسے اسمین نفی ذات ہے ویسے ہی لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ مین بھی نفی ذات ہے
موافق قاعدہ مذکورہ کے۔ اگر کوئی نادانی سے یون کہے کہ جب لا دو معنی
آتا ہے کہین تو ذات کی نفی کرتا ہے کہین صفت کی پس لَا صَلٰوۃَ مین ہمین شک
پڑ گیا کہ کونسا معنی لین تو اوسکا جواب یہ ہے کہ لَا تُجْزِئُ صَلٰوۃٌ اور لَا تُقْبَلُ
صَلٰوۃٌ نے نیز سے اس شک کو بھی دفع کر دیا۔ اب بھی اگر کوئی نہ مانے تو یہ اسکی
حماقت اور جہالت اور تعصب مذہبی ہے اور انکار ہے احادیث صحیحہ صریحہ کا
وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ کہا بخاری نے حدیث کی ہمسے عمرو بن علی نے کہا حدیث کی ۶
ہمسے محمد بن ابی عدی نے محمد بن عمر سے اوسنے عبد الملک بن مغیرہ سے اوس
ابی ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کُلُّ صَلٰوۃٍ لَا یُقْرَأُ
فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَھِیَ خِدَاجٌ جو نماز کہ اوسمین الحمد شریف نہ پڑھی جاوے تو
نماز فاسد ہے۔ اس حدیث کو بخاری نے جزء القراءۃ مین کئی سند سے
روایت کیا ہے۔ اور بھی روایت کیا بخاری نے جزء القراءۃ مین ابی ہریرہ رض
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَیُّمَا صَلٰوۃٍ لَا یُقْرَأُ فِیْھَا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ
فَھِیَ خِدَاجٌ جس نماز مین سورہ فاتحہ نہ پڑھی جاوے پس وہ نماز فاسد ہے
اس حدیث مین جو خداج کا لفظ آیا ہے اسکا معنی سنو قَالَ الْبُخَارِیُّ قَالَ اَبُوْ عُبَیْدٍ
یُقَالُ اَخْدَجَتِ النَّاقَۃُ اِذَا اَسْقَطَتْ وَالسِّقْطُ مَیِّتٌ لَا یُنْتَفَعُ بِہٖ (ترجمہ)
کہا بخاری نے کہ کہا ابو عبید نے بولا جاتا ہے اَخْدَجَتِ النَّاقَۃُ جبکہ بچہ گرا دے
اونٹنی اور گرا ہوا بچہ مردہ ہے اوس سے کچھ فائدہ نہین ہوتا انتہی (جزء القراءۃ)
قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِی الْاِسْتِذْکَارِ الْخِدَاجُ النُّقْصَانُ وَالْفَسَادُ مِنْ ذٰلِکَ
قَوْلُھُمْ اَخْدَجَتِ النَّاقَۃُ اِذَا وَلَدَتْ قَبْلَ تَمَامِ وَقْتِھَا وَقَبْلَ تَمَامِ الْخَلْقِ
وَذٰلِکَ نِتَاجٌ فَاسِدٌ (ترجمہ) کہا ابن عبد البر نے استذکار مین کہ خداج کا

سند سے روایت کیا ہے اونمین سے ایک روایت مین یون بھی آیا ہے کہ ابی سریرہ
٢ نے جب ابی السائب کے آگے یہ حدیث بیان کی تو ابو السائب نے یون کہا
قُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ اَصْنَعُ اِذَا كُنْتُ مَعَ الْاِمَامِ وَهُوَ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ قَالَ
وَيْلَكَ يَا فَارِسِيُّ اِقْرَءْ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ الخ (ترجمہ) کہا مین نے
اے ابی ہریرہ مین کیا کرون جب مین امام کے ساتھ ہون اور وہ پکار کر پڑھتا ہے
کہا ابو ہریرہ رض نے افسوس ہے تجھپر اے فارسی پڑھلیا کر تو آسی سورہ فاتحہ
کو آہستہ اسلیئے کہ سنا مین نے رسول اللہ سے آخر حدیث تک بیان کیا -
ف اس حدیث مین جو خِداج کا لفظ آیا ہے اُسکا معنی بیان ہوچکا لیکن
اِقْرَءْ بِهَا فِي نَفْسِكَ جو آیا ہے اوسکا معنی یہ ہے کہ پڑھلیا کر سورہ فاتحہ کو آہستہ
ایسے طور پر کہ تو اپنے آپ سنے اور یہان قراءۃ سے تدبّر (سوچنا) مراد لینا
صحیح نہین کیونکہ تدبر کو لغت اور عرف مین قرارت نہین کہتے فقہا نے بھی
فرق رکھا ہے - دیکھو جنبی کے حق مین تدبر قرآن منع نہین اور قرأۃ قرآن
منع ہے - علاوہ برین ہم کہتے ہین قرارت کے حقیقی معنے چھوڑنے اور مجازی
لینے پر کیا مجبوری ہے حقیقی معنی یہان ممکن ہے اور امکان حقیقت مین
مجاز پر عمل کرنا ساقط ہے (دیکھو اپنا اصول) وایضا قَالَ الْاِمَامُ النَّوَوِيُّ
فِيْ شَرْحِ صَحِيْحِ الْمُسْلِمِ قَوْلُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِقْرَءْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ فَمَعْنَاهُ اِقْرَءْهَا سِرًّا
بِحَيْثُ يَسْمَعُ نَفْسُكَ وَاَمَّا مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ وَغَيْرُهُمْ كَالْحَنَفِيَّةِ
اَنَّ الْمُرَادَ تَدَبُّرُ ذٰلِكَ وَتَذَكُّرُهُ فَلَا يُقْبَلُ لِاَنَّ الْقِرَاءَةَ لَا تُطْلَقُ اِلَّا عَلٰى
حَرَكَةِ اللِّسَانِ بِحَيْثُ يَسْمَعُ نَفْسَهُ وَلِهٰذَا اتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّ الْجُنُبَ لَوْ تَدَبَّرَ
الْقُرْاٰنَ بِقَلْبِهِ مِنْ غَيْرِ حَرَكَةِ لِسَانِهِ لَا يَكُوْنُ قَارِيًا مُرْتَكِبًا لِقِرَاءَةِ
الْجُنُبِ الْمُحَرَّمَةِ ترجمہ امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح مین کہا ہے کہ ابو ہریرہ

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قَالَ مَجَّدَنِي عَبْدِي وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِي فَإِذَا
قَالَ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ هٰذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي
مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي
مَا سَأَلَ (ترجمہ) جس نے کوئی نماز پڑھی نہیں پڑھا اوسمین سورہ فاتحہ کو
پس وہ نماز فاسد ہے تین بار اس کلمہ کو فرمایا پوری نہیں ہوئی پس کہا گیا
ابی ہریرہ رض سے البتہ ہم ہوتے ہیں پیچھے امام کے تو کہا ابو ہریرہ رض نے
پڑھلے تو اوس فاتحہ کو آہستہ اسلئے کہ تحقیق مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کہ کہتے تھے فرمایا اللہ تعالی بانٹا مین نے نماز کو درمیان اپنے
اور درمیان بندہ اپنے کے آدھون آدہ اور میرے بندے کیلئے ہے جو وہ
مانگے پس جب کہتا ہے بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فرماتا ہے اللہ تعالی
تعریف کی میری بندہ میرے نے اور جب کہتا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فرماتا
ہے اللہ تعالی بزرگ برتر ثنا کی میری بندے میرے نے اور جب کہتا ہے
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فرماتا ہے بڑائی کی میری بندے میرے نے اور کہا ایکبار
سونپدیا مجکو بندے میرے نے پھر جب کہتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ
نَسْتَعِيْنُ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے
بندے کے لئے ہے جو وہ مانگے پھر جب کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ
فرماتا ہے یہ میرے بندے کے واسطے ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو وہ مانگے
- یہ حدیث مسلم مین کئی سند سے روایت کیگئی ہے - ابوداود اور ابن ماجہ
مین بھی یہ حدیث آئی ہے اور اس حدیث کو امام بخاری نے جزء القراءۃ مین کئی

لَقْرَؤُنَ وَرَاءَ اِمَامِکُمْ قُلْنَا اِیْ وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَذًّا قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا
اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّہٗ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِھَا (ترجمہ) کہا عبادہ رض نے کہ نماز صبح کی
پڑھی رسول اللہ صلعم نے تو آنحضرت پر قراۃ بھاری ہوگئی پس جب فارغ
ہوئے فرمایا تحقیق مین تمکو دیکھتا ہون کہ پڑہا کرتے ہو اپنے امام کے پیچھے
کہا ہمنے ہان قسم ہے اللہ کی اے رسول اللہ کے ہم جلدی جلدی پڑھلیا
کرتے ہین فرمایا سوائے سورہ فاتحہ کے کچھ نہ کیا کرو اسلئے کہ نماز نہین ہوتی
5 بغیر اوس سورہ فاتحہ کے - کہا بخاری نے حدیث کی ہمسے قتیبہ بن سعید نے
اسمعیل سے اوس نے اوزاعی سے اوس نے عمرو بن شعیب سے اوس نے اپنے
باپ سے اوس نے عبادۃ بن الصامت رض سے قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِہٖ تَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ اِذَا کُنْتُمْ مَعِیَ فِی الصَّلٰوۃِ قَالُوْا نَعَمْ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَھُذُّ ھَذًّا قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ (ترجمہ) کہا
عبادہ رض نے فرمایا نبی صلعم نے اپنے اصحاب کو تم قرآن پڑہا کرتے ہو جب میرے
ساتھ ہوتے ہو نماز مین اُنھون نے کہا ہان یا رسول اللہ ہم جلدی جلدی پڑھلیا کرتے
6 فرمایا آنحضرت صلعم نے سوائے الحمد شریف کے کچھ نہ پڑہا کرو - کہا بخاری نے حدیث
کی ہمسے شجاع ابن الولید نے کہا حدیث کی ہمسے نضر نے کہا حدیث کی ہمسے عکرمہ نے
کہا حدیث کی مجیبہ سے عمرو بن سعد نے عمرو بن شعیب سے اوس نے اپنے
باپ سے اوسنے اپنے دادے سے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ تَقْرَؤُنَ خَلْفِیْ قَالُوْا نَعَمْ اِنَّا لَنَھُذُّ ھَذًّا قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ
الْقُرْاٰنِ (ترجمہ) کہا فرمایا رسول خدا صلعم نے پڑہا کرتے ہو تم میرے پیچھے
کہا ان اُنھون نے ہان البتہ ہم جلدی جلدی پڑھ لیا کرتے ہین فرمایا بس سوائے
سورہ فاتحہ پڑھنے کے کچھ نہ کیا کرو - یہ حدیثین بخاری نے رسالہ قراءت

کا قول اِقْرَأْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ پس معنی اوسکا یہ ہے کہ پڑھ لیا کر سورہ فاتحہ کو آہستہ
ایسے طور سے کہ تو خود سن لے اور لیکن بعضے مالکیون وغیرہ نے (جیسا کہ مرزا
حنفیہ نے) جو محمول کیا ہے اس معنی پہ کہ مراد اوس سے سوچنا اور یاد
اوسکا ہے پس یہ معنی قبول نہ کیا جائیگا کیونکہ قراءة نہین بولی جاتی ہے مگر حرکت
زبان پر ایسے طور سے کہ وہ خود سن لے اسلئے اتفاق کیا ہے انھون نے اسبات پر کہ جنبی
اگر سوچے اپنے دلسے قرآن کو بغیر حرکت زبان کے تو نہوگا وہ قاری مرتکب
جنبی کی قراءة کا جو کہ حرام کی گئی ہے کہا بخاری نے حدیث کی ہمسے یحیی بن ۳
یوسف نے کہا خبر دی ہمکو عبد اللہ نے ایوب سے اوسنے ابی قلابہ سے اوس نے
انس رض سے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ فَلَمَّا قَضٰى
صَلٰوتَهٗ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَتَقْرَؤُنَ فِيْ صَلٰوتِكُمْ وَالْاِمَامُ
يَقْرَءُ فَسَكَتُوْا فَقَالَهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ قَائِلٌ اَوْ قَائِلُوْنَ اِنَّا لَنَفْعَلُ
قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا وَلْيَقْرَأْ اَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِيْ نَفْسِهٖ (ترجمہ
تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اپنے اصحاب کو پس جب پڑھ چکے
نماز اپنی تو سامنے کیا لوگون کے چہرہ مبارک اپنے کو پس فرمایا کیا تم پڑھتے ہو
اپنی نماز مین جس حالت مین امام پڑھتا ہو پس سب لوگ چپ رہے پس
فرمایا حضرت نے اسکو تین دفعہ پھر کہا ایک کہنے والے نے یا بہت کہنے والون نے
بیشک ہم کیا کرتے ہین فرمایا حضرت نے نہ کیا کرو اور چاہئے کہ پڑھ لیا کرے
ہر ایک تمہارا الحمد شریف کو آہستہ — اور کہا بخاری نے حدیث کی ہمسے اسحاق
نے کہا حدیث کی ہمسے عبدہ نے کہا حدیث کی ہمسے محمد نے مکحول سے اوس نے ۴
محمود بن الربیع سے اوس نے عبادہ بن الصامت سے قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صلعم صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّيْ اَرٰكُمْ

نمازون کی کہ پکار کے پڑہا جاتا ہے اونمین کہا پس ملگئی آنحضرتؐ پہ قراءت پھر جب
فارغ ہوئے ہماری طرف کیا چہرہ مبارک اپنے کو پھر فرمایا کیا تم پڑہا کرتے ہو جب مین
پکار کے پڑہتا ہون پس کہا بعض ہمارے نے بیشک ہم کرتے ہین یہ بات فرمایا پس
نہ کیا کرو اور مین کہتا ہون کیا ہے مجکو کہ جھگڑا کرتا ہے مجھ سے قرآن پس نہ پڑہا کرو
تم قرآن مین سے کچھ جبکہ مین پکار کے پڑھون مگر سورہ فاتحہ پڑہلیا کرو۔ دارقطنی
نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ سب راوی اسکے ثقہ ہین۔ اور امام بخاری
نے بھی جزء القراءۃ مین صحیح سند کے ساتھ اسکو روایت کیا ہے **ف** اس حدیث
سے یہ ثابت ہوا کہ جب امام پکار کے پڑہے تو مقتدی الحمد کے سوا اور کچھ نہ پڑہے
۔ اب ایسی احادیث صحیح صریح سے مقتدی کے حق مین الحمد کا پڑہنا ثابت ہوگیا
جنمین کچھ کلام نہین اور بڑی پکی پکی سندون سے یہ احادیث روایت کیگئی ہین
جنکو خدا تعالی نے کچھ علم عربی اور فہم دیا ہے وہ ان کتابون مین دیکھلے اور جو بیچارے
فقط اردو جانتے ہین اونکے لئے ترجمے چھپ گئے ہین وے اونمین دیکھ لیوین
اور جو لوگ بالکل کچھ پڑھے ہوئے نہین ہین وہ عالم حدیث سے انکو پڑھوا کر
مطلب پوچھ لین۔ آے برادران اسلام غور کرنے کی بات ہے کہ اس تقلید نے
تمہین کیسا حدیث وقرآن پہ چلنے سے روک رکھا ہے اور اسیکی باعث تمنے بہت
سی سنتونکو ترک کر رکھا ہے ورنہ اور کچھ بات نہین حدیثونمین تو کسیطرحکا
شبہہ نہین اب بھی ہوش کرلو اور پورے عامل قرآن وحدیث کے بنجاؤ اللہ
تعالی سے ڈرو ورنہ پھر خدا کو کیا جواب دوگے جبکہ اللہ تعالی فرمائیگا کہ جسکی فرمان
برداری کا مین نے حکم دیا تھا اوسکی فرمان برداری چھوڑکر غیر کی فرمان برداری
تمنے کیون کی اُسوقت بچتانا کیا کام آویگا ۔ اب ہم صحابہ اور تابعین اور تبع
تابعین وغیرہم اہل علم کے فتوے اور اونکا عمل قراءت خلف الامام کے بارہ مین

خلف الامام مین روایت کی ہین اور یہ سب صحیح ہین انسے صاف معلوم ہوگیا کہ
مقتدی کو امام کے پیچھے الحمد ضرور پڑہنا چاہیئے ورنہ اوسکی نماز نہو گی۔ اور یہ
بھی معلوم ہوگیا کہ مقتدی سورہ فاتحہ آہستہ پڑھلیا کرے **ابوداود مین ہے**
حدیث کی ہمسے ربیع بن سلیمان ازدی نے کہا حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف
نے کہا حدیث کی ہمسے ہیثم بن حمید نے کہ خبر دی مجکو زید بن واقد نے مکحول سے
اوس نے نافع بن محمود بن ربیع انصاری سے قَالَ نَافِعٌ اَبْطَأَ عُبَادَةُ عَنْ صَلٰوةِ
الصُّبْحِ فَاَقَامَ اَبُوْنُعَيْمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلٰوةَ (وَكَانَ اَبُوْنُعَيْمٍ اَوَّلَ مَنْ اَذَّنَ
فِيْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ) فَصَلّٰى بِالنَّاسِ اَبُوْنُعَيْمٍ وَاَقْبَلَ عُبَادَةُ وَاَنَا مَعَهٗ حَتّٰى صَفَفْنَا
خَلْفَ اَبِيْ نُعَيْمٍ وَاَبُوْنُعَيْمٍ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فَجَعَلَ عُبَادَةُ يَقْرَأُ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا
انْصَرَفَ قُلْتُ لِعُبَادَةَ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَاَبُوْنُعَيْمٍ يَجْهَرُ قَالَ اَجَلْ صَلّٰى
بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الصَّلَوٰاتِ الَّتِيْ يُجْهَرُ فِيْهَا الْقِرَاءَةُ
قَالَ فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ هَلْ تَقْرَؤُنَ
اِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ بَعْضُنَا اِنَّا لَنَصْنَعُ ذٰلِكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا وَاَنَا
اَقُوْلُ مَالِيْ يُنَازِعُنِي الْقُرْاٰنُ فَلَا تَقْرَؤُا بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَهَرْتُ
اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ (ترجمہ) کہا نافع نے دیر کی عبادہ نے صبح کی نماز سے پس
قائم کیا ابونعیم موذن نے نماز کو (اور ابونعیم نے پہلے پہل اذان کہی تھی بیت المقدس
مین) پس نماز پڑہائی لوگونکو ابونعیم نے اور آئے عبادہ رض اور مین ساتھ اوسکے
تھا یہانتک کہ جماعت مین ملگئے ہم پیچھے ابی نعیم کے اور ابونعیم پکار کر قراءت پڑہتا تھا
پس پڑہنے لگے عبادہ الحمد شریف کو پس جبکہ فارغ ہوئے وہ کہا مین نے عبادہ رض
کو سنا مین نے آپکو کہ پڑہتے تھے سورہ فاتحہ اور ابونعیم پکار کے پڑھ رہے تھے
کہا عبادہ نے ہان پڑہائی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اون

گذر چکا ۔ کہا بخاری نے حدیث کی مجھکو محمد بن عبید اللہ نے کہا حدیث کی ہمسے ۴
ابن ابی حاتم نے علاء سے اوسنے اپنے باپ سے اوس نے ابی ہریرہ رض سے
قَالَ اِذَا قَرَءَ الْاِمَامُ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاقْرَءْ بِهَا وَاسْبِقْهُ فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ
قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ اٰمِيْنَ مَنْ وَافَقَ ذٰلِكَ قَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ بِهِمْ **ترجمہ** کہا
ابو ہریرہ رض نے جب پڑھے امام سورہ فاتحہ پس تو بھی پڑھ اوسکو اور آگے اوس سے
پہلے پڑھ لے اسلئے کہ جب کہتا ہے امام وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہتے ہین فرشتے آمین جسکی
آمین اونکے موافق ہو تو امید ہے یہ قبول کیجاوے اونکے ساتھ ۔ **کہا**
بخاری نے ۔ کہ کہا ہمسے ابو نعیم نے کہ حدیث کی ہمسے حسن بن ابی الحسناء ۵
نے کہا حدیث کی ہمسے ابو العالیہ نے فَسَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ بِمَكَّةَ اَقْرَءُ فِي الصَّلٰوةِ
قَالَ اِنِّيْ لَاَسْتَحْيِيْ مِنْ رَبِّ هٰذِهِ الْبَيْتِ اَنْ اُصَلِّيَ صَلٰوةً لَا اَقْرَءُ فِيْهَا
وَلَوْ بِاُمِّ الْكِتَابِ **ترجمہ** کہ پوچھا مین نے ابن عمر سے مکہ مین کہ پڑھا کرون
مین نماز مین کہا ابن عمر نے تحقیق مین شرم کرتا ہون اس کعبہ کے رب سے
کہ مین ایسی نماز پڑھون جسمین قرارت نکرون اگرچہ فقط سورہ فاتحہ ہی
پڑھ لون **ف** یعنی مین قرارت فاتحہ تو کسی نماز مین نہین چھوڑتا اور زیادہ
بھی ہوسکتا ہے تو پڑھ لیتا ہون ـــــ اور کہا عبد اللہ بن عبد اللہ بن سعد ۶
راضی نے خبر دی ہمکو ابو جعفر نے یحیی بکار سے سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الْقِرَاءَةِ
خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَالَ مَا كَانُوْا يَرَوْنَ بَاْسًا اَنْ يَّقْرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ فِيْ نَفْسِهٖ
ترجمہ پوچھے گئے عبد اللہ ابن عمر رض قرارت سے پیچھے امام کے پس کہا وہ
لوگ کچھ خطرہ ہی نہین سمجھتے تھے یہ کہ پڑھی جاوے الحمد آہستہ **ف**
بیشک اُنکو کچھ خطرہ نتھا اور کیون خطرہ ہوتا جب رسول اللہ نے انکو حکم
دیدیا کہ امام کے پیچھے الحمد آہستہ پڑھ لیا کرو اور اللہ تعالی نے بھی فرمادیا اِنْ

جو صحیح سندون سے آجتک چلا آتا ہے تمکو سنائے دیتے ہین چاہیئے کہ خوب
غور سے سنو۔ کہا بخاری نے حدیث کی ہمسے عثمان بن سعید نے سنا اوس نے
عبید اللہ بن عمرو سے اسنے اسحاق بن راشد سے اوس نے زہری سے
اوس نے عبد اللہ بن ابی رافع مولی بنی ہاشم سے اسنے حدیث کی علی رض بن
ابیطالب سے اِذَا لَمْ يَجْهَرِ الْاِمَامُ فِي الصَّلَوٰاتِ فَاقْرَءْ بِاُمِّ الْكِتٰبِ وَسُوْرَةٍ
اُخْرٰى فِي الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي الْاُخْرَيَيْنِ مِنَ
الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَفِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْمَغْرِبِ وَفِي الْاُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعِشَاءِ
(ترجمہ) جب امام پکار کے نہ پڑھے نمازونمین تو پڑھ پہلے الحمد اور کوئی سورہ
دوسری پہلی دو رکعتون مین ظہر اور عصر کے اور صرف الحمد دو پچھلی رکعتون مین
ظہر اور عصر کے اور پچھلی رکعت مین مغرب کے اور دو پچھلی رکعتون مین عشا کے
۔ اور بخاری نے دوسری سند سے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کیا۔
۲ اَنَّهُ كَانَ يَاْمُرُ وَيُحِبُّ اَنْ يُقْرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ
الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ سُوْرَةٍ فِي الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ترجمہ تحقیق
حضرت علی رض حکم کرتے تھے اور دوست رکھتے تھے کہ پڑھی جاوے امام کے
پیچھے ظہر اور عصر مین الحمد اور ایک ایک سورۃ اور دو پچھلیون مین الحمد۔
۳ کہا بخاری نے حدیث کی ہمسے محمد بن یوسف نے کہا حدیث کی ہمسے سفیان
نے ابن جریج سے اوس نے عطا سے اسنے ابی ہریرہ رض سے قَالَ يُجْزِئُ
بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ وَاِنْ زَادَ فَهُوَ خَيْرٌ ترجمہ جائز ہو جاتی ہے نماز الحمد کے
۶ ساتھ اگر زیادہ پڑھے تو افضل ہے ف یعنی الحمد سے زیادہ جو پڑھا جاتا
وہ سنت ہے لیکن جہریہ نماز مین مقتدی کے لئے تخصیص آگئی ہے کہ
الحمد سے زیادہ کچھ نہ پڑھے جیسا کہ ابو داود اور دار قطنی کی حدیث مین

کہا پوچھا مین نے حماد سے قرارت سے پیچھے امام کے ظہر اور عصر مین تو کہا کہ سعید بن
جبیر پڑھا کرتے تھے پھر کہا مین نے تمکو کیا پسند ہے تو کہا یہ کہ پڑھا کرے تو
وَقَالَ حَمَّادٌ وَدِدْتُ اَنَّ الَّذِیْ یَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ مُلِئَ فُوْهُ سُكَّرًا ترجمہ ١٤
اور کہا حماد نے مجھے اچھا لگتا ہے کہ جو امام کے پیچھے پڑھتا ہے اسکا منہ شکر
سے بھرا جاوے — وَقَالَ ابْنُ خُثَیْمٍ قُلْتُ لِسَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ اَقْرَءُ خَلْفَ ١٥
الْاِمَامِ قَالَ نَعَمْ وَاِنْ اَنْتَ تَسْمَعُ قِرَاءَتَهٗ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَحْدَثُوْا مَا لَمْ
یَكُوْنُوْا یَصْنَعُوْنَهٗ اِنَّ السَّلَفَ كَانَ اِذَا اَمَّ اَحَدُهُمُ النَّاسَ كَبَّرَ
ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰی یَظُنَّ اَنَّ مَنْ خَلْفَهٗ قَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثُمَّ قَرَءَ وَ
اَنْصَتُوْا ترجمہ کہا ابن خثیم نے کہ کہا مین نے سعید بن جبیر سے پڑھا کرون
مین امام کے پیچھے کہا ہان اگرچہ تو امام کی قرارت سنتا ہو تو بھی پڑھ لیا کر کیونکہ
ان لوگون نے ایسی بات نکالی ہے جو سلف نہین کرتے تھے تحقیق سلف کا
یہ دستور تھا جب امامت کرتا اونمین سے کوئی لوگونکی تو تکبیر کہتا پھر چپ رہتا
یہانتک کہ وہ گمان کرتا کہ جو اسکے پیچھے ہے اسنے سورہ فاتحہ پڑھلی ہوگی پھر
وہ قرارت کرتا اور لوگ چپ ہو جاتے — عَنْ مُجَاهِدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ١٦
بْنَ عُمَرَ یَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ ترجمہ مجاہد سے ہے کہ سنا مین نے عبداللہ
بن عمرؓ کو کہ پڑھتے تھے امام کے پیچھے — عَنْ مُجَاهِدٍ اِذَا نَسِیَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ١٧
لَا یَعْتَدُّ تِلْكَ الرَّكْعَةَ ترجمہ مجاہد سے ہے کہ جب کوئی بھول جاوے الحمد
تو وہ رکعت نہ شمار کیجاویگی — کہا بخاری نے ہمسے کہا مسدد نے کہ حدیث ١٨
کی ہمکو یحیی بن سعید نے عوام بن حمزہ مازنی سے اوس نے کہا حدیث کی
ہمسے ابونضرہ نے قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِیْدٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَالَ
فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ترجمہ کہا ابونضرہ نے مین نے پوچھا ابی سعید کو قرارت سے

تُطِيعُوْهُ تَهْتَدُوْا ترجمہ اگر کہا مانو گے تم رسول اللہ کا تو ہدایت پا جاؤ گے ۔
۷ کہا بخاری نے کہ کہا ہمسے محمد بن یوسف نے حدیث کی ہمسے سفیان نے سلیمان
شیبانی سے اوسنے جواب تیمی سے یزید بن شریک سے قَالَ سَاَلْتُ عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ اَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَاِنْ قَرَءْتَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ
قَالَ وَاِنْ قَرَءْتُ ترجمہ کہا یزید بن شریک نے پوچھا مین نے عمرؓ بن الخطاب
سے کہ پڑہا کرو مین پیچھے امام کے فرمایا ہان کہا مین نے اگرچہ آپ پڑہین اے
۸ سردار مومنین کے فرمایا اگرچہ مین پڑھون ۔ کہا بخاری نے کہا ہمسے اسمٰعیل
بن ابان نے کہ حدیث کی ہمسے شریک نے اشعث بن ابی الشعثاء سے اوسنے
ابی مریم سے سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ یَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ ترجمہ مین نے سنا ابن
۹ مسعودؓ کو کہ پڑہتے تھے پیچھے امام کے ۔ اور روایت کیا سفیان بن حسین نے
زہری سے اُسنے مولی سے جابر بن عبداللہ کے قَالَ لِیْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ
اِقْرَءْ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْاِمَامِ ترجمہ کہا مجھکو جابر بن عبداللہ نے
۱۰ پڑہا کرو ظہر اور عصر مین امام کے پیچھے ۔ اور روایت کی سفیان بن حسین نے
۱۱ کہ ابن زبیر بھی اسیطرح کہتے تھے ۔ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍؓ اَنَّهٗ کَانَ یَقْرَءُ خَلْفَ
الْاِمَامِ ترجمہ روایت ہے ابی بن کعبؓ سے کہ وہ پڑہا کرتے تھے امام کے
۱۲ پیچھے ۔ عَنْ اَبِیْ سِنَانٍ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْهُذَیْلِ قَالَ قُلْتُ لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ
اَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ نَعَمْ ۔ ترجمہ روایت ہے ابی سنان عبداللہ
بن ہذیل سے کہا اُسنے کہ کہا مین نے ابی بن کعبؓ کو کہ پڑہو مین امام کے پیچھے
۱۳ فرمایا ہان ۔ اور کہا خلال نے حدیث کی ہمسے حنظلہ ابی المغیرہ نے قَالَ سَاَلْتُ
حَمَّادًا عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِی الْاُوْلٰی وَالْعَصْرِ فَقَالَ کَانَ سَعِیْدُ
بْنُ جُبَیْرٍ یَقْرَءُ فَقُلْتُ اَیُّ ذٰلِكَ اَحَبُّ اِلَیْكَ فَقَالَ اَنْ تَقْرَءَ ترجمہ

نسی القراءۃ قال اری لعود لصلوتہ وان ذکر ذلک وھو فی رکعۃ
الثانیۃ ولا اری الا ان یعود لصلوتہ ترجمہ ابن شہاب سے
کہا حدیث کی مجھہ سے محمود بن الربیع نے عبادہ بن صامت سے کہا فرمایا رسول
اللہ صلعم نے نماز نہین ہوتی اوسکی جو سورہ فاتحہ نہین پڑہتا۔ اور مین نے
پوچھا اوس سے اوس آدمی سے جو بھولگیا فاتحہ پڑہنا کہا میرے نزدیک تو یہ ہے
کہ اپنی نماز کو لوٹاوے اور اگر اوسکو یاد آوے یہ اور وہ دوسری رکعت
مین ہے تو نہین ہے میرے نزدیک مگر یہ کہ وہ لوٹاوے اپنی نماز کو ۔
۲۵ عن کثیر بن مرۃ الحضرمی قال سمعت ابا الدرداء رض یقول سئل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افی کل صلوۃ قراءۃ قال نعم فقال رجل
من الانصار وجبت ھذہ ترجمہ کثیر بن مرہ حضرمی سے ہے کہا مین نے
سنا ابو الدرداء رض سے کہ کہتے تھے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلعم کیا ہر
رکعت نماز مین قرارت ہے فرمایا آنحضرت نے ہان پس کہا ایک مرد نے انصار
۲۶ سے فرض ہوگئی یہ ۔ قال مجاھد اذا لم یقرء خلف الامام اعاد الصلوۃ
۲۷ وکذلک قال عبد اللہ بن الزبیر ترجمہ مجاہد نے کہا جبکہ نہین پڑہا امام کے
۲۸ پیچھے تو لوٹاوے نماز کو۔ اور اسیطرح کہا عبد اللہ بن الزبیر نے عن ابی ھریرۃ
قال اذا قرء الامام بام القران فاقرء بھا واسبقہ فان الامام اذا قال
السورۃ قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قالت الملئکۃ امین
فاذا وافق قولک قضاء الامام ام القران کان قمنا ان یستجاب ترجمہ
روایت ہے ابی ہریرہ رض سے کہا جبکہ پڑہے امام سورہ فاتحہ پس پڑہا کر تو بھی
اسکو اور اس سے پہلے پڑہ لے اسلئے کہ امام جب ختم کرتا ہے سورہ کہتا غیر
المغضوب علیھم ولا الضالین کہتے ہین فرشتے آمین تو جب موافق ہوگا قول تیرا

۱۹ امام کے پیچھے تو فرمایا کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا ہے — عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ
اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رض كَانَ يَقُوْلُ لَا يَرْكَعَنَّ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَقْرَءَ بِفَاتِحَةِ
الْكِتٰبِ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ ذٰلِكَ **ترجمہ** عبد الرحمن بن ہرمز سے ہے
تحقیق ابو سعید خدری رض کہتے تھے نہ رکوع کرے کوئی تم میں سے جب تک
۲۱ سورہ فاتحہ نہ پڑھ لیوے کہا اور عائشہ رض بھی یہی کہتی تھیں — عَنْ عَطَاءٍ قَالَ
اِذَا كَانَ الْاِمَامُ يَجْهَرُ فَلْيُبَادِرْ بِقِرَاءَةِ اُمِّ الْقُرْاٰنِ **ترجمہ** عطا سے ہے کہا جب
امام پکار کر پڑھتا ہو تو مقتدی کو چاہیئے کہ جلدی کرے سورہ فاتحہ کے پڑھنے میں
۲۲ — عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَءُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْاِمَامِ
فِي الْاُوْلَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَفِي الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
ترجمہ عبد اللہ بن مغفل سے ہے کہ وہ پڑھتے تھے ظہر اور عصر میں امام
کے پیچھے پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں اور دو پچھلی رکعتوں
۲۳ میں سورہ فاتحہ — عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ
صلعم صَلٰوةَ الْغَدَاةِ قَالَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ
تَقْرَءُوْنَ خَلْفَ اِمَامِكُمْ قَالَ قُلْنَا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا
اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِهَا — ترجمہ عبادہ بن صامت رض
سے کہا پڑھائی ہمکو رسول اللہ نے صبح کی نماز کہا پس بھاری ہو گئی آپ پہ
قرأت تو فرمایا تحقیق میں تمکو دیکھتا ہوں کہ اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو
کہا ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا پس نہ پڑھا کرو مگر سورہ فاتحہ اسلیئے کہ اس
۲۴ شخص کی نماز نہیں ہوتی جو اسکو نہیں پڑھتا — عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ
مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ رَجُلٍ

اَلْکِتَابِ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ سِرًّا قَالَ مَکْحُوْلُ اِقْرَءْ فِیْمَا جَھَرَ بِہٖ الْاِمَامُ اِذَا قَرَءَ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسَکَتَ سِرًّا فَاِنْ لَّمْ یَسْکُتْ اِقْرَءْ بِھَا قَبْلَہٗ وَمَعَہٗ وَبَعْدَہٗ لَاتَتْرُکْھَا عَلٰی حَالٍ **ترجمہ** مکحول پڑہا کرتے تھے مغرب اور عشا اور فجر کی نماز مین سورہ فاتحہ ہر رکعت مین آہستہ کہا مکحول نے پڑہلیا کرو اس نماز مین کہ امام پکار کر پڑھے جبکہ وہ فاتحہ پڑھ کے چپ ہو رہے آہستہ پس اگر امام چپ نہو تو پڑہلیا کرو اسی سورہ فاتحہ کو پہلے اس سے اور اسکے ساتھ اور بعد اسکے نہ چھوڑیو تو فاتحہ کو کسی حال مین۔

ف مکحول عبادہ رض کی حدیث کے راویون مین سے ایک راوی ہے دیکھو راوی کا روایت کیسا عمل ہے ــ اب ہم خلاصہ حال مقتدی کے حق مین جو ثابت ہوا احادیث مرفوعہ اور آثار صحابہ سے لکھدیتے ہین **مسئلہ** امام جہریہ نمازون مین جب پکار کر پڑہتا ہو تو مقتدی الحمد آہستہ پڑہلیا کرے اور سریہ نمازون مین مقتدی الحمد بھی پڑہے اور پہلی دو رکعتون مین سورہ بھی پڑہلیا کرے اور یہ زیادہ پڑہنا سنت ہے

ف جاننا چاہیئے کہ جنازہ کی نماز مین تکبیر اولی کے بعد فاتحہ کا پڑہنا سنت صحیحہ سے ثابت ہے اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰی جَنَازَۃٍ فَقَرَءَ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَقَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّھَا سُنَّۃٌ ـ وَقَوْلُ الصَّحَابِیِّ اَنَّھَا سُنَّۃٌ رَفْعُ الْحَدِیْثِ فَلَا یُنَافِیْ وُجُوْبَ الْفَاتِحَۃِ وَحَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ **ترجمہ** روایت کیا امام بخاری نے اپنی صحیح مین طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے کہا مین نے نماز پڑھی ابن عباس رض کے پیچھے جنازہ پر تو پڑہا انہون نے فاتحہ الکتاب کو پھر فرمایا اسلیئے کہ جانو تم تحقیق وہ سنت ہے ــ اور کہنا صحابی کا کہ یہ سنت ہے مرفوع کردینا حدیث کا ہے پس نہ مخالف ٹھہریگا یہ فرض ہونے سورہ فاتحہ کے ــ اور اس ابن عباس رض کی حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث

ساتھ ختم کرنے امام کے سورہ فاتحہ کو امید ہے کہ قبول ہو جاوے ۔ عن ابی ھریرۃ ٢٩
قال اذا ادرکت القوم رکوعا لم تعتد بتلک الرکعۃ ترجمہ ابی ہریرہ رض
سے ہے کہا جب پاوے تو لوگوں کو رکوع میں تو نہ اعتبار کر تو اس رکعت کا ۔ عن ٣٠
ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ادرک من الصلوۃ
رکعۃ فقد ادرک الا ان یقضی ما فاتہ ترجمہ ابی ہریرہ رض سے ہے
تحقیق رسول اللہ صلعم نے فرمایا جسنے ایک رکعت نماز سے پائی پس اسنے نماز پائی
مگر یہ کہ پڑھیگا اسکو جو چھوٹ گئی اوس سے ف بعض نادان لوگ ابی ہریرہ رض
کی حدیث مین رکعت کا معنی رکوع کا لیا کرتے ہیں اب الا ان یقضی ما فاتہ
کے لفظ سے اپنی تسلی کرلین اور اگر یہ دونو قرارت رکوع مین شامل ہوویں تو حسب
فرمان نبوی قراۃ فوت شدہ کی قضا کرلین ۔ قال اللہ تعالی ان تطیعوہ تہتدوا
سچ ہے ۔ ہدایت یاب وہی ہین جنھون نے اطاعت رسول اللہ صلعم کی اختیار کی
یہ جو کچھ نقل کیا گیا بخاری کی کتاب جزء القراۃ مین موجود ہے جس حدیث کی پوری
سند اختصاراً ہمنے نہین لکھی وہ اسمین ہے ۔ ابن ماجہ مین ہے عن ابی ٣١
ادریس الخولانی عن ابی الدرداء قال سالہ رجل فقال اقرء والامام
یقرء قال سال رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم افی کل صلوۃ قراءۃ
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم فقال رجل من القوم
وجب ھذا ترجمہ ابی ادریس سے ہے وہ ابی درداء سے روایت کرتے ہین
کہا پوچھا اونسے کسی مرد نے پس کہا مین پڑھا کرون جس حال مین امام بھی پڑھتا ہو تو کہا
ابو درداء نے کہ پوچھا تھا ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہر ایک نماز مین
پڑھنا ہے تو فرمایا ہان پس کہا ایک مرد نے لوگون مین سے فرض ہوگیا یہ پڑھنا
۔ ابو داود مین ہے وکان مکحول یقرء فی المغرب والعشاء والصبح بفاتحۃ ٣٢

[illegible]

کہ چاروں مذاہب محدثہ میں سے کسی ایک مذہب خاص کے یہ پیرو نہیں تو یہ بھی اسکی سراسر نادانی اور اعراض عن الحق ہے کیونکہ جو سچا مذہب رکھتا ہے اسکو تو اُسنے لامذہب سمجھا اور جو مذاہب کہ بدعت نکالیگئے ہیں۔ اور بدعات سے بچنے کا ہر ایک مومن کو حکم ہے اونپر چلنے والیکو مذہبی قرار دیا ہے واے برین جہالت اب رہی یہ بات کہ قرارت فاتحہ خلف الامام فرض ہے بیشک یہ اہلحدیث کا دعویٰ ہے اور ٹھیک ہے اور قرآن و حدیث سے ثابت اور دیکھیہ کیسا ثابت کر دکھایا اور حنفیین مرجیین مبتدعین کا صرف دعوی بلا دلیل ہے اور مخالف ہے احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ غیر منسوخہ کے۔ اب اہل انصاف جاننا چاہیئے کہ جو بڑے سے نگہ حجام شاہجہانپوری نے مناظرہ کا حال بالکل غلط لکھا ہے جو بات کہ ہوئی تھی اسکی کیفیت ہم اول رسالہ کے لکھ چکے ہیں ناظرین غور کریں اور اس بدمذہب شاہجہانپوری مذکور نے چند اتہام اپنی طرف سے گھڑ کر کے ہیں اور ہم اُنسے بری ہیں۔ اول یہ کہ اُسنے لکھا کہ مولانا مولوی محمد سعید صاحب کی نسبت کہ اُنھوں نے وہ حدیث بیش کی جسکا راوی محمد بن اسحق ہے ہو ھٰذا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ حاشا للہ اُسوقت تو اُس حدیث کا ذکر تک بھی نہیں آیا بلکہ مولوصاحب موصوف نے تو وہ حدیث بیش کی تھی جسکے کسی راوی پر کیسا کچھ کلام نہیں اور بخاری و مسلم وغیرہما نے اُسکو بسند صحیح روایت کیا ہے جیساکہ صدر میں اُسکا بیان ہو چکا۔ اور دوسرے یہ کہ اُسنے لکھا ہے کہ فرض ہونا سورہ فاتحہ کی قراۃ کا بموجب نص قرآنی کے (مَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا) ہے حالانکہ اس آیۃ کریمہ کا بھی اسوقت تذکرہ نہیں آیا تھا باوجودیکہ اس آیۃ کریمہ کا حکم ہمکو بسر و جان تسلیم ہے لیکن حنفی اسکے از سرتا بپا منکر ہیں اگر ان مرجیوں کو کبھی یہ آیت پڑھنی بھی پڑ جاتی ہے یا وہ کسی سے اُسکو سن لیتے ہیں تو اُنپر بڑا خار گذرتا ہے۔ اور لسان حال

حسن صحیح ہے۔ اور ابن ماجہ نے بھی ساتھ سند صحیح کے روایت کیا ہے۔ قَالَ
شہر بن حوشب حَدَّثَتْنِیْ اُمُّ شَرِیْكٍ الْاَنْصَارِیَّۃُ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَقْرَءَ عَلَی الْجَنَازَۃِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ ترجمہ شہر بن حوشب
نے کہا حدیث کی مجھ سے ام شریک انصاریہ نے کہا حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلعم نے
یہ کہ پڑھیں ہم جنازہ پر الحمد کو۔ واخرج البخاری وغیرہ کما مر۔ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ
الْکِتَابِ۔ اور صلوۃ جنازہ بھی ایک صلوۃ ہے۔ پس وہ بھی بغیر قرارت
سورہ فاتحہ کے درست نہوگی۔ **قول** تفضل حسین ملقب بہ جوڑے سنگ
۔یعنی لامذہب مدعی ہیں کہ قرارت سورہ مذکور (فاتحہ) خلف الامام فرض
ہے الخ **اقول** اے جوڑے سنگ حجام تجھے کچھ ہوش بھی ہے کہیں مالیخولیا تو
نہیں ہوگیا۔ ہملوگ تو ماشاءاللہ اہل القرآن و اہل الحدیث ہیں یہی ہمارا مذہب
ہے اور یہی مشرب اور یہی مذہب محمدی ہے اور طریقہ احمدی اسکی
پیروی کا ہمکو حکم ہے کما قال اللہ تعالی لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ
حَسَنَۃٌ الآیۃ اور یہی صراط مستقیم ہے جسکو باریتعالی نے اِنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ
مُسْتَقِیْمًا فرما کر ہمکو تبلایا اور پھر اسیکے اتباع کا ہمکو ارشاد فرمایا فَاتَّبِعُوْہُ
کہکر اور ہم تمام مذاہب باطلہ سے جو اسوۂ حسنہ کے ماسوا ہیں اور مذاہب
محدثہ سے جو اس صراط مستقیم کے یمین و شمال نکلیں ہیں نہایت بیزار ہیں کیونکہ
انکے اتباع کی حق جل وعلی نے نہی فرمادی ساتھ قول اپنے کے وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ۔ پس اے بدعتی بدمذہب تیرا ایسے لوگوں کو
لفظ لامذہب سے تعبیر کرنا باطل و غلط ہے اور یہ حماقت تیری ہے اور تیری جہالت کا
یہ ثمرہ ہے کیونکہ جو اس لفظ کو بولتا ہے یا تو وہ یہ مراد رکھتا ہوگا کہ ان لوگوں کا
کوئی مذہب ہی نہیں سو یہ اسکا خیال باطل اور وہم فاسد ہے یا وہ یہ مراد رکھتا ہے

ہی نہین تو تو یہ چاہتا ہے کہ کسیطرح جھوٹ طوفان لکھکر چار پیسے حاصل ہو جائین
کیونکہ کاغذ قلم پکڑ کر پھر استرہ قینچی ہاتھ مین لیتے شرم آتی ہے اور اَور کچھ پیشہ
آتا نہین - الغرض اس لاَ کو نفی مطلق کا کوئی نہین کہتا سبھی لا نفی جنس کا کہتے ہین
لیکن گفتگو تو اُسکے معنی مین ہوا کرتی ہے مفصل حال اسکا ہم بیان کر چکے ہین
پھر دوہرانے کی کچھ ضرورت نہین - **قولہ** دلیل ہماری یہ حدیث تمثیلاً ہے
لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ - **اقول** جاہل کی بڑی ہی خرابی ہے
سچ فرمایا سعدی شیرازی نے ؎ شرِ جاہلان بر سر دار بہ + کہ جاہل بخواری
گرفتار بہ + اس قول مین جوڑے سنگہ نے تین غلطی فاحش کی ہین بسبب اپنی
جہالت کے - اول یہ کہ کریم بخش واحد العین کو پہلے مانع قرار دے چکا ہے اب کہتا ہے
کہ اُس نے یون کہا کہ دلیل ہماری یہ حدیث تمثیلاً ہے بھلا کہین مانع بھی مستدل ہوا کرتا
دوئیم یہ کہ تمثیل کو دلیل گردانا ہے حالانکہ تمثیل دلیل نہین ہوا کرتی وہ تو صرف ممثل لہ
کی وضاحت کے لئے ہوتی ہے سوئیم یہ کہ لاصلوۃ لجار المسجد کو لاصلوۃ
بجار المسجد لکھا ہے - اور اسطرح ہے نہین اور ہم اسکو سہو کاتب بھی نہین
کہہ سکتے کیونکہ ترجمہ بھی بجار المسجد کا ہی اُسنے لکھا ہے اصل بات یہ ہے کہ جوڑے سنگہ
لئے اسکو سمجھا نہین **قولہ** سوم دلیل ہماری یہ آیت قرآنی ہے اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ
الآیۃ - **اقول** کریم بخش نے اس آیۃ کو دلیل نہین گردانا تھا بلکہ اُس نے
حدیث پیش کردہ مولوی صاحب موصوف کو صحیح مانکر پھر کہا تھا کہ یہ حدیث آیۃ اِذَا
قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا کے معارض ہے لیکن جوڑے سنگہ کا
جھوٹ ہے **قولہ** (مولوی) محمد سعید صاحب نے جواب دیا کہ یہ حدیث جو تمثیلاً
آپنے پیش کی موضوع ہے **اقول** سچ تو فرمایا کہ ہم تو صحیح حدیث پیش کرتے
ہین اور وہ اُسکی مثال موضوع کی ساتھ دیتا ہے **قولہ** اور آیۃ قرآنی متعارض ہے

سے بے دھڑک کہہ اُٹھتے ہین کہ اللہ جلشانہ نے مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ کیون فرمادیا مَآ اٰتٰکُمْ ابو حنیفہ (معاذ اللہ) کیون نہ فرمایا یہ دیکھیے انکی خباثت کہ خدا تعالی پر بھی حرف گیر ہوتے ہین اور پھر اس فرمان الٰہی سے اعراض کرکے بکنے لگتے ہین کہ ہمین تو ابو حنیفہ کا قول کافی ہے چاہے وہ صریح صریح آیت حدیث کے مخالف ہی ہو اور فی الحقیقت یہ کرتے بھی ایسا ہی ہین جیسا کہ ارباب علم پر یہ بات پوشیدہ نہین ہے — **قولہ** مولوی کریم بخش (طالب العلم واحد العین) کی جانب سے اسپر یہ منع وارد کیا گیا کہ ایک راوی اسکا محمد بن اسحاق شیعہ ہے الخ **اقول** اے بیحیا تجھے کچھ شرم بھی آتی ہے وہ واحد العین دجّال تو جاہل اور بیوقوف تھا لیکن تو اے خر دجّال اُس سے بڑھکر کودن اور جاہل نکلا کیونکہ اُسکا یہ کہنا کہ اُس حدیث کا ایک راوی محمد بن اسحاق شیعہ ہے محض جھوٹ وافترا تھا جو حدیث مولوی صاحب موصوف نے پیش کی اُسمین اس راوی کے مذکور کا کہین پتا و نشان نہین تھا پھر تجھے یہ نہ سوجھا کہ اس واہی مردود قول کو مین کیون لکھون اور اگر لکھنا ہی تھا تو اسکے ساتھ یون بھی لکھدیتا کہ یہ کہنا اُسکا مقبول نہین ہوا کیونکہ اُس حدیث کی سند مین محمد بن اسحاق نتھا — **قولہ** لَاصَلٰوۃَ مین لا نفی مطلق کا نہین ہے بلکہ لا نفی جنس کا ہے — **اقول** ارے بیحیا ڈوم کیطرح یون ہی گاتا چلا جاتا ہے بھلا تجھے تو کچھ شعور نہ تھا کسی نحو میر ہی پڑھے ہوئے سے پوچھ لیا ہوتا کہ لَاصَلٰوۃَ مین جو لا ہے اسکے بارے مین اہلحدیث اور اہل رائے کے درمیان کیا گفتگو ہوا کرتی ہے مگر شاید اس گھمنڈ پر کسی سے نہ پوچھا کہ حافظ عبد الشکور کو تو مین نے یہ رسالہ دکھایا ہی ہے اور اُس سے باتین پوچھ پوچھ کر لکھی ہین اگر کہین غلطی ہوگی تو وہ بتلا ہی دیگا لیکن بیچارہ عبد الشکور تو خود علم سے بے بہرہ ہے وہ کیا بتلاتا — علاوہ برین کچھ حق گوئی سے تجھے غرض

اور چھپوانے مین بھی صفت چھپ گیا کیونکہ اسکے واسطے لوگونسے سوال کیا گیا کتاب
کے چھپنے مین کچھ معاونت کرو سو لوگون نے دیا کتاب بھی چھپ گئی اور کچھ بچ بھی رہا۔
قولہ لہذا اس رسالہ کا نام غَلَبَۃُ الْاِسْلَامِ عَلٰی قِرَاءَۃِ فَاتِحَۃِ الْکِتَابِ خَلْفَ الْاِمَامِ
رکھا۔ **اقول** سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ کیسے کیسے اعدائے دین سے کلمہ حق کہلا
دیتا ہے اگرچہ اُس شیطان کی وہ مراد نہو۔ بیشک امام کے پیچھے فاتحۃ الکتاب
کے پڑھنے پر اہل اسلام کا غلبہ ہے۔ اور کیون نہو جبکہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکے لئے بار ہا ارشاد فرمایا ہو اور بڑے بڑے صحابہ کرام و تابعین
واتباع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اوسپر عمل کیا اور فتوی
دے اور محدثین آجتک عمل کرتے چلے آئے اور کرتے ہین اور کرینگے انشاء
اللہ تعالیٰ۔ اور جب اہلحدیث اور اہل بدعہ کا مباحثہ تحریری یا تقریری ہوتا ہے
تو بھی اہلحدیث جو کہ اہل نبی ہین ماشاء اللہ غالب رہتے ہین۔ اور اہل بدعہ جو کہ
اہل شیطان ہین مغلوب ہو جاتے ہین اسوقت ایک شعر یاد آیا جو کہ ملا علی قاری
نے اہلحدیث کی مدح مین کہا ہے اَھْلُ الْحَدِیْثِ ھُمْ اَھْلُ النَّبِیِّ وَاِنْ ٭٭
لَّمْ یَصْحَبُوْا نَفْسَہٗ اَنْفَاسَہٗ صَحِبُوْا ٭ اب ہم اپنے اس مدعی پر ایک برہان بھی قائم
کردیتے ہین قِرَاءَۃُ الْفَاتِحَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ ٭ وَکُلُّ مَا اٰتٰکُمُ
الرَّسُوْلُ اِسْلَامٌ نتیجہ برہان قطعی سے یہ آیا قِرَاءَۃُ الْفَاتِحَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ اِسْلَامٌ
اور چونکہ اسلام اور ما اتٰکم الرسول مساوی ہین اور قراءۃ فاتحہ خلف الامام جزو ہے
ما اتٰکم الرسول کی لہذا قراءۃ فاتحہ خلف الامام اسلام کی بھی جزو ہے اور اسلام
کل ہے اور کل جزو پر غالب اور حاوی ہوتا ہے پس اے جوڑے سنگہ تیرے ہی قول
سے ثابت ہو گیا کہ اسلام والے امام کے پیچھے الحمد پڑھا کرتے ہین اور انھین کو
اس امر مین غلبہ ہے لیکن میان مٹھو یہ تو بتلا کبھی تیری نظر سے لفظ عربی بھی

ایۃ فَاقْرَءُ وْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ کے انتہا **اقول** یہ جواب اُسکو الزامی دیا تھا چنانچہ اِس سے
وہ ایسا شرمندہ ہوا کہ بھاگتا نظر آیا **قولہ** چنانچہ اسی امر پہ عرصہ دراز تک گفتگو رہی
اقول وہ تھوڑی سی ہی دیر میں اُٹھکر بھاگ گیا تھا کتاب نورالانوار کو دیکھنے
پھر عرصہ دراز کہان ہوا مگر تیرے جھوٹ وافترا بندی کی خصلت جو تیرے رگ و
ریشہ میں سمارہی ہے وہ کہان جاسکے لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ **قولہ** نتیجہ گفتگو
برآمد نہوا **اقول** برآمد تو ہوگیا کیونکہ جن صاحبونکو اللہ تعالی نے کچھ بھی فہم
دیا تھا اور قلب سلیم عطا فرمایا تھا اُنکے قلب پر تو حدیث کا اثر پڑ گیا اور اُنھون
نے اُسی شب کو سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑہا اور وہ جو بیس پچیس شخص تھے
قولہ بایں وجہ عوام استفادہ سے محروم رہے **اقول** جو عوام کالانعام تھے
وہ اگر استفادہ سے محروم رہین تو رہا کرین - ظاہر ہے کہ اگر چوپایون کے
پاس کوئی تمام عمر ہی قرآن وحدیث پڑہا کرے تو بھی اُنکو کچھ فائدہ نہین **قولہ**
نظر برین مناسب معلوم ہوا کہ ہر دو فریق کے دعوے کا نتیجہ دریافت کرکے ثابت
کیا جاوے کہ صراط مستقیم پر کون ہے **اقول** اہلحدیث صراط مستقیم پر ہین جیسا
ثابت ہوچکا **قولہ** اور ضلالت اور بطالت مین کون مبتلا ہے **اقول** اہل ہوا
اور اہل بدعہ مثل حنفیین مبتدعین وغیرہم کے ضلالت اور بطالت مین گرفتار ہین
قولہ عاجز نے اور پادعاے فریقین کے کمال غور وخوض سے تحقیقات کی الخ
اقول تو نے تو خاک بھی تحقیقات نہین کی کیونکہ ہر ذی علم محقق تیرے رسالہ کو
دیکھکر یہ کہتا ہے کہ اس شخص (جوڑے سنگہ) نے محض افترا و بہتان لکھے ہین
خدا تعالی کا اسکو خوف نہین اور نہ عاقبت کا اسکو اندیشہ اور حقیقت مین بات
یونہی ہے - تجھے تو ایک حیلہ ہاتھ آیا ہے روزی کمانیکا کہ جھوٹ طوفان لکھکر
چھپوا دیا کیونکہ ڈیڑہ آنے کو تو فی جلد بک ہی جائیگی بس مطلب حاصل ہوہی جائیگا

جو ہے غلطی اسمین یہ ہے کہ اگر حنیفہ سے امام ابو حنیفہ مراد ہین جیسا کہ ترجمہ بھی
اسکا یہی لکھا ہے تو اس عبارت مین دو خرابیان ہین اول یہ کہ حنیفہ نہ اُنکا نام
ہے نہ لقب نہ کنیت کیونکہ کنیت اب و ابن کے ساتھ ہوتی ہے دوم یہ کہ ذو الافہام
اُسکی صفت ہے اسکو مجرور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ موصوف بھی مجرور ہے لیس
اگر صحیح عبارت ہوتی تو یون ہوتی عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ ذِی الْاَفْھَامِ اور اگر اوس سے
حنفی لوگ مراد ہین جیسا کہ تمسکھم کا لفظ اسکیطرف مومی ہے تو بھی اسمین
دو غلطیین ہین پس صحیح یون ہوتا عِنْدَ الْحَنَفِیَّۃِ ذَوِی الْاَفْھَامِ **قولہ**
وَتَمَسُّکُھُمْ بِھٰذَا الْمَرَامِ مَا رُوِیَ مِنَ الصَّحَابَۃِ الْکِرَامِ مِثْلَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ
الخ **اقول** جتنے صحابہ کرام کے نام اس عبارت مین درج ہین سب سے قراءۃ
فاتحہ خلف الامام ثابت ہے صحیح سندونکے ساتھ اور جو آثار منع قرارت خلف امام
مین وارد بھی ہوئے ہین اول تو وہ سب کے سب صحیح نہین ہان بعض مین کچھ
قوت ہے بھی تو سورہ فاتحہ کے منع کی اوسمین تصریح نہین اور اگر اونسے سورہ
فاتحہ کا منع مراد بھی لین تو وہ آثار مثبتہ قرارت فاتحۃ الکتاب سے متعارض ہونگے
اور آثار متعارضہ حجت نہین ہوتے اپنا اصول کھولکر دیکھو۔ علاوہ برین وہ
آثار احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ کا مقابلہ ہرگز ہرگز نہین کرسکتے۔ پس حنفیہ کا
تمسک صحیح نہین بلکہ غلط ہے **قولہ** کما قال العینی فی شرح البخاری وغیرہ انہ
قد روی منع القراءۃ عن ثمانین نفرا من کبار الصحابۃ الخ **اقول** عینی کا
فقط یہ دعوی ہی دعوی ہے کہ منع قراءۃ اسی صحابہ کبار سے روایت کیا گیا ہے
عینی تو تادم مرگ اسکا ثبوت نہ دے سکا اور نہ اُسکے کسی حامی نے آجتک یہ ثابت
کر دکھلایا اب بھی اُسکی حمایت مین اگر کوئی ہو تو بتلاوے کہ وہ آثار اور روایتین کہان
ہین کیسے مروی ہین آثار کی کون کون سی کتابون مین ہین وَ اَنّٰی لَہٗ اور یہ جو

گذرا تھا اور کسطرح گذرتا ساری عمر تو نعلین ہی لوگونکی مونڈتے گذر گئی خیر ابھی تو بیر نابالغ ہے کسی مدرسہ مین داخل ہوکر کچھ سلیقہ حاصل کرلے لیکن پہلے اس جوڑے کو کٹا لیجیو ورنہ کوئی سکہہ سمجھکر مدرسہ مین گھسنے نہ دیگا ۔ **قولہ** رابعاً ہمی حکذ حال دہلوی نے اپنے ایک رسالہ مین الخ **اقول** تونے جو اسے خردجال مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے رسالہ سے واسطے ثبوت عدم قراءۃ فاتحہ خلف امام ایک عبارت نقل کی ہے تجھے یہ نہ سوجھا کہ یہ آثار صحیح ہین یا ضعیف انسے ثبوت مدعیٰ ہوگا یا نہ طرفہ یہ کہ ان آثار مین کہین سورۂ فاتحہ کا نام تک بھی نہین علاوہ برین اُس عبارت کا جناب مولانا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب دام فیضہم کی طرف نسبت کرنا یہ خردجال جوڑے سنگہ کی کمال حماقت اور جہالت ہے کیونکہ اس عبارت مین کئی غلطیان ایسی ہین کہ وہ اُنکی شان سے بعید ہین اور جوڑے سنگہ کو لائق ۔ ہان ۔ اگر اس مضمونکو میانصاحب موصوف نے کہین تحریر بھی کیا ہو تو اُس سے یہ نہین ثابت کہ یہ دلائل قوی ہین کیونکہ اس عبارت مین کوئی ایسا لفظ نہین جس سے یہ سمجھا جائے کہ یہ آثار ٹھیک ہین بس اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکے جواب بھی میانصاحب ممدوح نے ضرور دئے ہونگے اور یہ قاعدہ ہی ہے کہ جب کوئی کسیکا رد کرنے لگتا ہے پہلے اُسکے قول کو نقل کرکے بعد کو رد کرتا ہے خیر اب ہم اُس عبارت مین سے ایک ایک دو دو قول نقل کرکے اُسکا جواب باصواب دیتے ہین انشاء اللہ العزیز **قولہ** وَهُوَ هٰذَا اِعْلَمْ اَنَّ قِرَاءَةَ الْفَاتِحَةِ فِيْ حَقِّ الْمُنْفَرِدِ وَالْاِمَامِ وَاجِبٌ اَمَّا فِي الْحَقِّ الْمَامُوْمِ **اقول** فی الحق الماموم غلط ہے بنا بر قاعدہ نحو کے کیونکہ حق مضاف ہے اور ماموم مضاف الیہ اور مضاف پر الف لام تعریف کا نہین آتا **قولہ** فَمَمْنُوْعٌ عِنْدَ حَنِيْفَةَ ذِي الْاَفْهَامِ **اقول** یہ عبارت بھی غلط ہے اور کیون نہ غلط ہو جوڑے سنگہ کی اپنی بنائی ہوئی

بہرحال حنفیہ کا مدعی اس سے کچھ بھی ثابت نہوا اگر کچھ بھی شرم رکھتے ہونگے تو
اُسکو پھر کبھی پیش نہ کرینگے **قولہ** واخرج الطحاوی فی شرح معانی الآثار عن
عبد اللہ بن مقسم انہ من سئل ابن عمرؓ وزید بنؓ الثابت وجابر بنؓ عبد اللہ
الخ **اقول** ابن عمر کے قول کا وہی جواب ہے جو پہلے گذرا اور جابر بن عبد اللہ
سے قراءت خلف الامام ثابت ہے علاوہ بریں صریح منع فاتحۃ الکتاب کا یہاں بھی
نہیں پھر ہم کہتے ہیں آثار صحابہ کرام رض مرفوع کے مقابلہ حجت نہیں اور فاتحہ
الکتاب خلف الامام کا مسئلہ مرفوع حدیث سے ثابت ہے **قولہ** وروی البیہقی
فی سنن الکبریٰ ومحمد الحسن الشیبانی فی موطاہ عن وائل قال سئل
عبد اللہ بن مسعود عن القراءۃ الفاتحۃ خلف الامام الخ **اقول**
عن القراءۃ خلف الامام ہے الفاتحہ کا لفظ میاں جوڑے سنگہ نے اپنی طرف سے
بڑہایا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے قراءت خلف الامام ثابت ہے
جیساکہ گذر چکا اور پھر ہم اسکے جواب وہی دینگے جو اوپر گذرے **قولہ** وفی
روایۃ البیہقی عن ابن عمر کان یقول من صلی وراء الامام کفاہ قراءۃ
الامام الخ **اقول** اس اثر کے بھی وہی جواب ہیں جو ابن عمر کے پہلے اثر میں
دیئے ہیں آنکھیں کھولکر دیکھو **قولہ** واخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ فی المصنف
عن زید بن ثابت قال من قرء خلف الامام فلا صلوۃ لہ **اقول** زیدؓ
بن ثابت کے اثر کے بابت بخاری نے کہا لا نعرف لہذا الاسناد سماع بعضہم
عن بعض ولا یصح مثلہ یعنی اس سند میں بعض کا سماع بعض سے پہچانا
نہیں جاتا اور ایسی حدیث صحیح نہیں ہوا کرتی - وقال ابن عبد البر قول
زید بن ثابت من قرأ خلف الامام فصلاتہ تامۃ ولا اعادۃ یدل علی
فساد ما روی عنہ انتہی اور کہا ابن عبد البر نے کہ زید بن ثابت کا قول

۲ زید بن ثابت کا اثر موضوع ہے اس کا راوی احمد بن علی بن سلمان مروزی کذاب ہے ۱۲ منہ

اوسنے کہدیا کہ امام اُنکے الحدیث وآثار کے پاس ہین یہ جھوٹ ہے من ادعی فعلیہ البیان **قولہ** قال مالك في موطائه عن نافع عن عبد الله بن عمر كان اذا سئل هل يقرء خلف الامام قال اذا صلى احدكم خلف الامام فحسبه قراءة الامام الخ

اقول اسکے کئی جواب ہین اول یہ کہ امام مالک نے اس حکم کو نماز جہری کے ساتھ خاص کیا ہے اور دلالت کرتا ہے اوپر اسکے وہ جو روایت کیا عبدالرزاق نے سالم سے اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُنْصِتُ لِلْاِمَامِ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ وَلَا يَقْرَءُ مَعَهٗ **ترجمہ** تحقیق ابن عمر چپ رہتے تھے امام کے لئے جس وقت مین وہ پکار کے پڑہتا تھا اور اُسکے ساتھ نہین پڑہتے تھے دویم جواب یہ کہ یہ اثر عام ہے اور خاص کر الحمد آہستہ پڑہنا عبداللہ بن عمر سے ثابت ہے عَنْ يَحْيَى الْبَكَّاءِ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَالَ مَا كَانُوْا يَرَوْنَ بَاْسًا اَنْ يَقْرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِيْ نَفْسِهٖ **ترجمہ** یحیی بکا سے روایت ہے کہ پوچھے گئے ابن عمر قرارت سے پیچھے امام کے پس کہا نہین جانتے تھے کچھ خطرہ یہ کہ پڑھ لیجاوے فاتحۃ الکتاب آہستہ۔ پس ان تینون اثرون کے تطبیق دینے سے صاف معلوم ہوگیا کہ آہستہ الحمد پڑھ لیا کرے اسکی کسی حال مین ممانعت نہین اور جسکو کہا کہ کافی ہے اُسکو قرارت امام کی وہ قرارت ماسوا فاتحہ کے ہے اور وہ جہری نماز مین نہ سری مین۔ اور اس سے ایک عمدہ بات بھی نکل آئی کہ صحابہ مین کوئی آہستہ الحمد پڑھنے کو برا نہین جانتا تھا کیونکہ ابن عمر کہتے ہین مَا كَانُوْا يَرَوْنَ بَاْسًا الخ **ف** یعنی صحابہ کچھ بھی خوف نہین سمجھتے تھے الحمد آہستہ پڑھنے مین یہ جواب دوسرا بہت جگہہ کام دیگا اگر انصاف سے کوئی دیکھے۔ سویم جواب یہ ہے کہ ابن عمر کہتے ہین فحسبه قراءة الامام یعنی بس کافی ہے اُسکو امام کی قرارۃ اب دیکھہ لینا چاہیئے کہ کافی ہونیکا حکم دیا نہ یہ کہ منع کیا پس مقتدی کو ممنوع نہوئی قرارۃ بلکہ کفایت ہوئی اور یہ مدعی نہین حنفیہ کا یاد رہے کہ یہ جواب الزامی ہے

خارج و پایۂ اعتبار سے ساقط ہے الخ **اقول** نہین نہین ہرگز نہین بلکہ منصف
جی نے رشوت کھائی ہے پس وہ سخت جرم کے مستحق ہے خیر فی الحال اتنا تو
کیا جائے کہ اُسکے ناک اور کان کے سوراخ نہین جو کہ بلاق اور بالی کے پہننے کے
واسطے چھدائے تھے جبکہ ہنود و نکے سانگ مین بھرا جاتا تھا لوہےکا تار گرم کرکے
پہنایا جائے اور منہہ کو توے کی سیاہی ملدیجائے اور بھنگی کو حکم ہو جائے کہ اوسکو
شہر کلکتہ کے گرداگرد ہر روز پھیرا لایا کرے اور ایک پانچ جوتے ہر روز اوسکو
لگا دیا کرے اور حقہ کا پانی اُسکے سر پر ڈالا کرے تاکہ پھر ایسی حرکت بیجا کا وہ مرتکب نہو
قولہ منع از جانب مدعا علیہ یہ ہے کہ دعوی مدعی تین وجہ سے لائق تسلیم نہین -
اقول دعوی تو لائق تسلیم ہے بلکہ مدعا علیہ کے وجوہات مردود ہین **قولہ** وجہ
اول یہ کہ ایک راوی اس حدیث کا محمد بن اسحق شیعہ ہے **اقول** ہرگز نہین
یہ وجہ مردود ہے **قولہ** وجہ ثانی لا صلوۃ مین لا النفی مطلق کا الخ **اقول** یہ تیری
جہالت ہے جیسا کہ گذرا **قولہ** وجہ ثالث وَ اِذَا قُرِئَ القُرْاٰنُ الخ ناسخ قول نبی
ہے **اقول** حاشا للہ یہ تیرا بہتان ہے **قولہ** تحقیقات - وجہ اول الخ **اقول**
مولانا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب مُحَدِّث دہلوی کے اوپر تو یون ہی
اتہام کرتا جاتا ہے اور جہالتسے تو عبارت نقل کرتا ہے تو اُس مقام کو مطلق
نہین سمجھتا اور نہ وہ عبارت تیری سمجھہ مین آتی - اور کیونکر آوے پہلے کچھ علم
سے مس بھی ہو واللہ اعلم کس سے پوچھکر تو نے یہ عبارتین نقل کی ہین اور یہ
بتلانے والا بھی کوئی پرلے سر کا بیوقوف ہوا ہے کہ اُسنے تجھکو مطلب نہین سمجھایا
مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ غریب خود نہین سمجھا ہو گا پھر دوسرے کو کیا سمجھاتے
قولہ وھو ھذا ان حدیث عبادۃ بن الصامت صحیح بلا الخصم الخ **اقول**
یہ جو کسیکی عبارت ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جرح صحیح نہین کیونکہ صاحب

جو شخص پڑھے امام کے پیچھے پس نماز اُسکی پوری ہے اور نہین لوٹانا اسکا یہ
دلالت کرتا ہے او پر بطلان اُس چیز کے جو روایت کیگئی ہے اُس سے **قولہ**
وعن ابن ابی لیلی عن علی قال من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرۃ
اقول علی مرتضی رضہ کا یہ اثر دارقطنی نے بیان کیا اور زیلعی حنفی نے کہا ہے
روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے اور دارقطنی نے کہا اسکی
سند صحیح نہین۔ اور ابن حبان نے کتاب الضعفاء مین کہا ہے اسکو روایت
کرتا ہے ابن ابی لیلی انصاری اور وہ باطل ہے کافی ہے اسکے بطلان مین مسلمین کا
اجماع اُسکے خلاف پر اور یہ عبداللہ بن ابی لیلی مجہول مرد ہے۔ اور امام بخاری
نے اس اثر کی بابت فرمایا ہے کہ یہ صحیح نہین کیونکہ اسکا راوی مختار پہچانا نہین جاتا
کہ کون ہے اور یہ بھی معلوم نہین ہوتا کہ اُسنے اپنے باپ سے سُنا یا نہین اور
اُسکے باپ نے علی مرتضی رضہ سے سنا ہے یا نہین اور اہل حدیث ایسی حدیث سے
حجت نہین پکڑتے۔ اور حدیث زہری کی عبداللہ بن رافع سے اُسنے جو علی مرتضی رضہ
سے روایت کی ہے اَدَلّ اور صحیح تر ہے **قولہ** قال سالت سوید اقرأ خلف
الامام فی الظہر والعصر قال لا وکان سوید لا یقرأ خلف الامام **اقول**
یہ اثر حضرت علی رضہ کی اُس اثر کے خلاف ہے جسمین وہ مقتدی کو سورہ فاتحہ اور سورہ
پڑھنے کا حکم دیتے ہین ظہر اور عصر مین علاوہ برین بخاری نے کہا ہے جب نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے اصحاب سے حدیث ثابت ہوگئی تو پھر اسود وغیرہ
کی کچھ سند نہین **قولہ** عبارت ہذا سے ظاہر ہے کہ قرارت فاتحہ خلف امام جائز
نہین ہے **اقول** قرارت فاتحہ خلف امام جائز ہے بلکہ فرض **قولہ** او ستاد
مندرجہ عبارت عادل وثقہ ہین **اقول** ہرگز نہین بلکہ کاذب ہین اور اگر
کوئی ثقہ بھی ہے تو اُسنے گواہی نہین دی **قولہ** نظر برین دعوے لامذہبان

کرتے ہین عبادۃ رضہ بن الصامت کی حدیث کو ۔ اور بڑے تعجب کی بات ہے
کہ عینی حنفی خود اسی محمد بن اسحق سے تعجیل صلوۃ مغرب مین استدلال پکڑ چکا
ہے وہان بولا بھی نہین اور کیون بولتا مطلب کی موافق بات تھی تحقیق
منظور ہوتی یا تعجیل کا مخالف ہوتا تو رد کرنے کو وہان بھی ضرور بولتا ۔ اور
ابن ہمام حنفی نے باب تعجیل صلوۃ مغرب مین کہا ہے هذا ان صح بتوثیق
محمد بن اسحٰق وهو الحق الا بلج وما نقل من كلام مالك فيه لا يثبت ولو
صح لم يقبله اهل العلم كيف وقد قال شعبة فيه هو امير المومنين
فى الحديث وروى عنه مثل الثورى وابن ادريس وحماد بن زيد و
يزيد بن زريع وابن علية وعبد الوارث وابن المبارك واحتمله احمد
وابن معين وعامة اهل الحديث غفر الله لهم وقد اطال البخارى
فى توثيقه فى كتاب القراءة خلف الامام وذكره ابن حبان فى الثقات وان
مالكا رجع عن الكلام فى ابن اسحق واصطلح معه وبعث اليه بهدية
انتهى ۔ ترجمہ یہ ہے کہ اگر صحیح ہو توثیق محمد بن اسحق کی اور اسکا ثقہ ہونا حق
ہے ۔ اور وہ جو امام مالک کی کلام اسکے بارے مین نقل کیگئی ہے ثابت نہین
ہوئی اور اگر صحیح بھی ہو تو اہل علم اسکو قبول نہین کرتے (یعنی کلام مالک کو)
اور کیونکر قبول کرین حالانکہ شعبہ نے محمد بن اسحق کے حق مین فرمایا کہ وہ حدیث
مین مومنین کا سردار ہے اور اس سے ثوری اور ابن ادریس اور حماد بن
زید اور یزید بن زریع اور ابن علیہ اور عبد الوارث اور ابن المبارک
جیسے روایت کرتے ہین اور قبول کیا ہے اسکو احمد اور ابن معین اور تمام
اہل علم نے اللہ تعالی مغفرت کرے اونکے لئے اور بخاری نے لمبی بحث کی
اسکی وثاقت بیان کرنے مین کتاب قراءۃ خلف الامام مین اور ابن حبان نے

عبارت پہلے ہی کہہ چکا کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے پھر بالخصوص کہکر اعتراض مخاصمین کو بیان کرتا ہے اب ہم مخاصمین کے جواب دیتے ہین اول یہ کہ مولوی عبدالحی صاحب نے امام الکلام مین تحریر فرمایا ہے ثم ذکر ابن سید الناس الجروح الواقعۃ واجاب عن جمیعھا باجوبۃ شافیۃ یعنی ابن سید الناس نے جرح جو محمد بن اسحق پر کیے گئے ہین ذکر کرکے ان سب جروح کے کافی شافی جواب دیئے ہین پس صاحب تقریب کے قول کابھی جواب شافی دیا ہے دیکھلے جسکا جی چاہے۔ اور عینی نے جو محمد بن اسحق کو مدلس کہا ہے اوسکا اول جواب الزامی تو یہ ہے کہ حنفی تدلیس کو جرح نہین کہتے جیساکہ منار وغیرہ اصول حنفیہ کی کتابونمین لکھا ہے لایقبل الطعن بالتدلیس یعنی تدلیس کا طعن مقبول نہین ہے عینی حنفی کو شرم نہ آئی تدلیس کا طعن کرتے ہوئے دوم یہ کہ اچھا تدلیس جرح ہے لیکن اسکا جواب موجود تھا اُسکو کیون بھلادیا کیونکہ حاکم اور بیہقی کی روایت مین محمد بن اسحق سے تحدیث پر تصریح تھی یعنی اس روایت مین ابن اسحق نے عَنْ کے ساتھ روایت نہین کی بلکہ اُسنے کہا ہے حَدَّثَنِیْ مَکْحُوْلٌ پس مظنہ تدلیس کا جاتا رہا اور اس سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے قول کابھی جواب ہوگیا کیونکہ خود انہین شیخصاحب نے مقدمہ مین تحریر کیا ہے وحکم من ثبت عنہ التدلیس انہ لایقبل منہ الا اذا صرح بالتحدیث ترجمہ اور حکم اُس شخص کا کہ ثابت ہو اُس سے تدلیس یہ ہے کہ نہ قبول کیجاویگی اُسکی روایت مگر جب تصریح کردے ساتھ تحدیث کے ۔ پس ابن اسحق نے تحدیث پر تصریح کردی ہے علاوہ برین محمد بن اسحق کے اور بھی تابع ہوچکے ہین جیسے زید بن واقد (جو اہل شام کے ثقات سے ہے) اور سعید بن عبدالعزیز اور عبداللہ بن علا اور ابن جابر یہ سب مکحول سے روایت

كان قبلهم وتاويل بعضهم في المرض والنفس ولم يلتفت اهل العلم في
هذا النحو الا ببيان وحجة ولم يسقط عدالتهم الا ببرهان ثابت وحجة
والكلام في هذا كثير وقال عبيد بن يعيش حدثنا يونس بن بكير قال
سمعت شعبة يقول محمد بن اسحق امير المحدثين لحفظه وروى
عنه الثوري وابن ادريس وحماد بن زيد ويزيد بن زريع وابن علية
وعبد الوارث وابن المبارك وكذالك احتمله احمد ويحيى بن معين و
عامة اهل العلم (جزء القرأة) ترجمہ کہا بخاری نے دیکھا میں نے علی
بن عبد اللہ کو حجت پکڑتے محمد بن اسحق کی حدیث کے ساتھ اور کہا علی نے ابن عیینہ سے
نقل کرکے نہیں دیکھا میں نے کسیکو کہ تہمت لگاتا ہو ابن اسحق پر۔ حدیث کی ہمسے
محمود نے کہا حدیث کی ہمسے بخاری نے کہا کہ مجکو کہا ابراہیم بن المنذر نے کہ
حدیث کی ہمسے عمر بن عثمان نے کہ تحقیق زہری مغازی ابن اسحق مدنی سے
اوس روایت سے لیا کرتا تھا جو عاصم بن عمر بن قتادہ کی روایت سے ہوتی اور جو امام
مالک سے ابن اسحق کی شان میں لوگ ذکر کرتے ہیں بیان کرنے کی لائق نہیں اور اسمٰعیل
بن ابی اویس نے جو ہمارے دیکھنے میں بڑے متبع امام مالک کے تھے میرے پاس
ابن اسحق کی کتابیں نکالیں جو اُسنے اپنے باپ سے روایت کی تھیں مغازی
وغیرہ سے تو میں نے اُنمیں سے بہت سی حدیثیں چھانٹ لیں اور کہا مجھسے
ابراہیم بن حمزہ نے کہ ابراہیم بن سعد کے پاس محمد بن اسحق کی روایت سے
قریب سترہ ہزار حدیثوں کے ہے احکام میں سوا ے مغازی کے اور ابراہیم
بن سعد اپنے زمانہ میں مدینہ والوںسے حدیث زیادہ جانتا تھا۔ اور اگر صحیح بھی
ہو مالک کا ترا کہنا ابن اسحاق کو تو کبھی آدمی کلام کرتا ہے اور اپنے صاحب کو
ایکبات میں متہم کرتا ہے اور ساری باتوں میں متہم نہیں کرتا اور کہا ابراہیم

اسی محمد بن اسحق کو ثقات مین ذکر کیا اور تحقیق رجوع کیا ہے امام مالک نے اپنے
کلام سے ابن اسحق کی بابت اور صلح کرلی اُسکے ساتھ اور اُسکو تحفہ بھیجا۔ اب تو
اے جوڑے سنگ انصاف سے کہدے بیت جواب اسباب کا گھری مین پیسا
نکل آیا + مین الزام اُنکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا + دیکھو حنفیہ کے کیسے بڑے
لبشب اور راہب کے قول سے محمد بن اسحق صاحب المغازی امیر المحدثین کی
تعدیل ثابت کر دکھائی۔ اب اس کتاب مستطاب کی عبارت بھی ہم لکھدیتے ہین
جسکا حوالہ ابن الہمام حنفی نے دیا ہے۔ قال البخاری رایت علی بن عبد الله
یحتج بحدیث محمد بن اسحق وقال علی عن ابن عیینة ما رایت احدا
یتهم ابن اسحق حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال قال لی ابراهیم
بن المنذر حدثنا عمر بن عثمان ان الزهری کان یتلقف المغازی من ابن
اسحق المدنی فیما یحدث عن عاصم بن عمر بن قتادة والذی یذکر عن مالک
فی ابن اسحق لا یکاد یبین وکان اسمعیل بن ابی اویس من اتبع من
رأینا مالکا اخرج الی کتاب ابن اسحق عن ابیه عن المغازی وغیرها
فانتخبت منها کثیرا وقال لی ابراهیم بن حمزة کان عند ابراهیم بن سعد
عن محمد بن اسحق نحو من سبعة عشر الف حدیث فی الاحکام سوی
المغازی وابراهیم بن سعد من اکثر اهل المدینة حدیثا فی زمانه ولو
صح عن مالک تناوله من ابن اسحق فلربما تکلم الانسان فیرمی صاحبه
بشیء واحد ولا یتهمه فی الامور کلها وقال ابراهیم بن المنذر عن محمد
بن فلیح نهانی مالک عن شیخین من قریش وقد اکثر عنهما فی الموطا وهما
مما یحتج بحدیثهما ولم ینج کثیر من الناس من کلام بعض الناس فیهم
نحو ما یذکر عن ابراهیم من کلامه فی الشعبی وکلام الشعبی فی عکرمة وفیمن

اقول اعتراض موضوع بیجا ہی اور یہ جو ڈھے سنگہ نے جو لکھا ہے کہ مدعا علیہ نے تمثیلاً
پیش کیا تھا اگر اسکا حکم کسی امر پر نہ پایا جاتا تو وہ قابل تسلیم نہوتا یہ اُسکی بیوقوفی ہے
کیونکہ اگر کسی چیز پر اسکا حکم نہ دیا جاوے تو تمثیل ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ اُس
کانے دجال لاالعقل نے یون کہا تھا کہ آپ لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب
سے عدم جواز نماز کا جو فتوی دیتے ہین اُس شخص کے لئے جو سورہ فاتحہ نماز
مین نہین پڑھتا اچھا مسجد کے پڑوس مین جو رہتا ہے اُسکے حق مین کیا فتوی
دینگے جبکہ وہ مسجد کے سوا نماز پڑھے کیونکہ اُسکے بارے مین بھی تو آیا ہے کہ
لاصلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد نہین نماز ہوتی مسجد کے پڑوسی کی مگر مسجد
مین سو تو اُسکو یہ جواب دیا گیا کہ یہ موضوع ہے اگر یہ حدیث صحیح ہوتی اور اور
کوئی دلیل بھی ایسی ہوتی جو نفی فضیلت پر مجبور کرتی تو البتہ یہان بھی ہم یہی
معنی کرلیتے جو قراۃ فاتحہ کی حدیث مین کرلیتے ہین۔ مشکوۃ المصابیح کا حاشیہ
جو اس بارے مین ہے اُسکا جواب بھی یہی ہے صاحب فہم اسکو سمجھ لیگا **قولہ** دیکھو
حدیث کتاب فوائد مجموعہ مولفہ قاضی شوکانی الخ **اقول** بیشک قاضی شوکانی
نے اسکی تحقیق تحریر فرمائی ہے لیکن تو نے تو اسکو سمجھا ہی نہین اور اس جولاہے
مذکور نے بھی تجکو اُسکا ترجمہ بھی ٹھیک نہین لکھوایا اور یہ جو نقل مشہور ہے کہ جولاہے
کی گڑھے مین عقل ہوتی ہے اسکی تصدیق بھی ہمنے یہین سے پائی۔ **قولہ**
عبارت ہذا سے ظاہر ہے کہ حدیث صدر سے پچگیا رہ محققین نے اپنی تحقیقا تکو
الخ **اقول** اس عبارت مین جن اشخاص کے نام درج ہین انمین سے
دو نے موضوع کہا ایک عمرو بن راشد نے کیونکہ اُسنے کہا لا یحل ذکرہ الا بالقدح
یعنی اسکا ذکر کرنا جائز ہی نہین مگر قدح کے ساتھ اور یہ مسئلہ بھی مشہور ہوا ہے
کہ موضوع کو بیان کرنا درست نہین اگر بیان کرے تو بتلا وے کہ یہ حدیث موضوع

منذر نے نے محمد بن فلیح سے کہ منع کیا مجھے مالک نے دو شیخون سے فارس کے اور
خود موطا مین اون دونون سے روایت بہت لایا ہے اور دونونکی حدیث کے ساتھ
حجت پکڑی جاتی ہے اور نہین بچے بہت لوگ بعضون کے طعن سے جیسا کہ
ذکر کیا جاتا ہے کہ ابراہیم نے طعن کیا شعبی پر اور شعبی نے عکرمہ پر اور ایسے
ہی اُنسے پہلے لوگونمین اور طعن نے عزت اور رجال مین اُن اور نہین توجہ کیا عالمون
نے ایسی باتونمین مگر دلیل واضح اور حجت کے ساتھ اور راونکی عدالت ساقط نہین
کی مگر دلیل ثابت اور حجت کے ساتھ اور اسمین کلام طویل ہے اور کہا عبید بن
یعیش نے حدیث کی ہمسے یونس بن بکیر نے کہا مین نے سنا شعبہ سے کہتا تھا
محمد بن اسحق امیر المحدثین ہے حفظ کے سبب سے اور اُس سے ثوری اور ابن ادریس
اور حماد بن زید اور یزید بن زریع اور ابن علیہ اور عبد الوارث اور ابن المبارک
نے روایت کی ہے اور اسیطرح قبول کیا اسکو احمد اور یحیی بن معین اور سارے
اہل علم نے ــــ یہ بخاری صاحب کا قول اسلیے نقل کیا گیا ہے کہ اسپر محقق و معتقد
کوئی چون و چرا نہ کریگا جسکو اللہ تعالی نے کچھہ بھی سمجھہ دی ہے کیونکہ انکا قول تحقیق رواۃ
مین بڑا مسلم ہے **قولہ** قدح ثانی یہ قدح ہے کہ لا صلوۃ مین لا نفی مطلق کا نہین
بلکہ لا نفی جنس کا ہے **اقول** یہ بات کریم بخش جیسے واحد العین دجال نے بھی نہین
کہی تھی یہ تبری اور عبد الشکور جولاہے کی جہالت اور حماقت ہے بلکہ لا نفی جنس کا
تو اُسکو سبھی کہتے ہین تنازع تو فقط اتنا ہے کہ اہلحدیث فرماتے ہین کہ یہ لا نفی جنس کا
اپنے معنی حقیقی پر اسیجگہہ ہے یعنی نفی ذات کے لیے ہے اور یہی بات حق ہے
اور اہلبدعۃ کہتے ہین کہ یہ نفی صفت پر محمول ہے اور یہ بات انکی صحیح نہین جیسا کہ
بیان ہوچکا **قولہ** جسکی مثال یہ ہے لا صلوۃ لجار المسجد الخ اسپر مدعی کی جانب
سے یہ جواب ہوا کہ یہ حدیث موضوع ہے تحقیقات اعتراض موضوع بیجا ہے آخ

کوئی کیا کیسے جسکا پیشہ ہی کذاب گوئی وافترا بندی کا ہو اور یہ جو لکھتا ہے مولوی
حیدر علی صاحب دہلوی کی بابت کہ اُنھون نے خر عیسی پادری کے خط کا جواب
نہین تحریر کیا تو اسکی وجہ یہ تھی کہ جیسا تو خر دجال جاہل اور بڑا کذاب ہے
ایسا ہی خر عیسی بھی ہے اگر اُسکو جواب لکھکر دینگے تو پھر وہ کچھ رد و بدل کرکے
اتہام کریگا لیس اس سے خاموشی بہتر ہے کیونکہ جاہلونکا یہ بھی ایک جواب ہے
مصرع جواب جاہلان باشد خموشی + **قولہ** ہم کہتے ہین کہ قرآن مجید اور فرقان
حمید مین کوئی آیت باہم معارض نہین ہے الخ **اقول** یہ مدعی تو ہمارا ہے
بلکہ ہمارے نزدیک تو احادیث صحیحہ بھی متعارض نہین کیونکہ وہ ایسے شخص کا
فرمان ہے جسکے حق مین وارد قرآن ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا
وَحْيٌ يُوحَىٰ - لیکن یہ بات تجکو مضر ہے کیونکہ تیرے مذہب کے بڑے بڑے لبشپ
اور ریوپ نے بہت جگہہ تعارض مانا ہے اور پھر جب تطبیق نہ دے سکے تو معًا
چھری تساقط کی پھیر دی اور متعارضین کو خواہ وہ آیتین ہون یا حدیثین کالعدم
سمجھ لیا یا اپنی دانست مین تخالف سمجھکر خجر نسخ چلا دیا چنانچہ کتب فقہ واصول و
تفاسیر ان باتون سے مالامال ہین اور ان فقیہون اور مفسرون نے آیت
لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ٥ کا مطلق خیال نہ کیا
واہ رے بیشرا اور تو اسبات سے بالکل واقف نہین اگر تجکو یہ معلوم ہوتا کہ یہ مسئلہ مذہب حنفیہ مرحومہ کے اسلم اصول
مین سے ہے تو کبھی اسکا منکر نہوتا یہی باعث تھا کہ وہ کریم بخش دجال ونتھو کچھ جواب دیسکا نہ انکار کرسکا ورنہ
حنفی مذہب کی دھجیان اوڑجاتی او تو نے جو انکار کیا وہ ایسا ہے جیسا عیسائیون جب کوئی اعتراض ایسا
پڑتا ہے جسکا وہ جواب نہین دے سکتے تب وہ اپنے مسئلہ کا انکار کردیتے ہین اور پھر وہ اُسی لکیر کے
فقیر چنانچہ آگے ہم تیرے کلام سے ثابت کردینگے کہ جس تعارض کا تو یہان منکر ہوا ہے اوسکا تو خود
مقر بھی ہے **قولہ** افسوس اگر آپ لوگونکو احادیث اور آیۃ قرآن شریف کی شان نزول

دوسرے صغانی نے - اور دو شخصون فیروز آبادی اور سخاوی نے ضعیف کہا اور یہان عجلی کے سوا اور کسیکی تصحیح کا بیان نہین اور یہ بھی اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جب جرح و تعدیل معارض ہون تو جرح کو تقدیم ہے - فافہم اور ایک شعر نواب والا جاہ کا جو تو نے لکھکر اُنکو بُرا کہا ہے اور کہا ہے کہ انھون نے مُردہ سے مدد چاہی ہے معاذ اللہ استغفر اللہ یہ تیری نادانی ہے اور تیرا بہتان ہے ایسے شخص پہ جو بڑا موحد عالم فاضل ہے اور تمام شرک و بدعت کا قلع قمع کرنیوالا اُس شعر مین تو مُردہ سے مدد چاہنے کا ذکر تک بھی نہین اور یاد رہے کہ مدد اور استمداد مین بڑا فرق ہے **قولہ** وجہ ثالث یہ ہے کہ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ ناسخ قول نبی ہے لہذا احادیث منسوخہ لائق حجت نہین الخ **اقول** یہ اُسنے نہین کہا تھا یہ تیری بناوٹ ہے اور کسی حنفی نے آجتک تو یہ دعوی نہین کیا ہان اب تو نے یہ کہا ہے پس ہم کہتے ہین کہ اگر کسیکو یہ دعویٰ ہے کہ حدیث عبادہؓ بن الصامت کی اور انسؓ کی جو بالتخصیص مقتدی کے الحمد پڑھنے کے بارے مین ہے منسوخ ہے تو وہ اپنے کسی بڑے عالم کو جو قرآن و حدیث و اصول حدیث و فقہ و اصول فقہ وغیرہ سے بخوبی واقف ہو مشرق سے لیکر مغرب تک چاہے کسیکو سامنے لاوے یا اُس سے فقط اس نسخ کے بارے مین تحریر کرا کے پھر دیکھ لینگے کون مرد کا بچہ ثابت کر دکھاتا ہے اور تیرے جیسے جوڑے ناک چھیدے کان بند سے تو کس گنتی مین ہین اگر کچھ دعوی ہے تو لے آ اپنے کسی بڑے لسبب کو - ورنہ ایسے ایسے لفظ لکھکر ناواقفونکو دھوکا مت دے اور چوڑ یین پہنکر اور مسی لگاکر بازار مین بیٹھ رہیے وہان بھی بہت مل جائینگے **قولہ** مدعی کو دعوی تھا کہ مین محقق ایسی حدیث ہون الخ **اقول** مدعی صاحب تو اپنے دعوے مین ماشاء اللہ صادق ہین لیکن تیرے جیسے دجال کذاب کو

ابن مردویہ اور بیہقی نے کتاب القراءۃ مین ابن عباسؓ سے قال صلی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فقرء قوم خلفہ فخلطوا علیہ فنزلت فہذا فی المکتوبۃ
ترجمہ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے نماز پڑھی تو لوگ آپکے پیچھے قرات
کرنے لگے پس خلط کر دیا لوگون نے قرآن آنحضرت پر تو یہ آیت نازل ہوئی پس یہ آیت
نماز فرض مین ہوئی تھی - پس یہ روایتین صاف اسبات پر دلالت کرتی ہین کہ پکار کر
پڑھنا مقتدی کو منع ہوا نہ آہستہ کیونکہ جو روایت تونے لکھی ہے اُسمین صرف اتنا
بیان ہے رسول اللہ پڑھتے تھے صحابہ رضہ بھی پڑھتے تھے وہان پر اس امر کی تصریح
نہین کہ پکار کے پڑھتے تھے یا آہستہ - اور ابی ہریرہؓ اور ابن عباسؓ کی روایتون سے
معلوم ہوگیا کہ پکار کے پڑھتے پس ابو العالیہ کی روایت مین بھی پکار کر پڑھنا مراد ہے
پس جب آیہ کریمہ نازل ہوئی تو لوگون نے پکار کے پڑھنا چھوڑ دیا - اور انہین
روایتون کے موئدہ روایت بھی ہے جسکو امام بخاریؒ نے رسالہ قراءۃ خلف الامام
مین عبد اللہ ؓ سے روایت کیا ہے قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقوم
کانوا یقرءون القرآن فیجہرون بہ خلطتم علی القرآن وکنا نسلم فی الصلوٰۃ
فقیل لنا ان فی الصلوٰۃ لشغلا ترجمہ عبد اللہ رضہ نے کہا کہ رسول اللہ نے
اُن لوگونکو جو قرآن پکار کر کے پڑھتے تھے فرمایا کہ تمنے تو مجھپر قرآن خلط کر دیا اور
ہم نماز مین سلام کر لیا کرتے تھے تو ہمکو کہا گیا تحقیق نماز مین ایک شغل ہے —
اب ناظرین غور فرماوین کہ یہ لوگ کیسے آفت تقلید مین گرفتار ہین - دیکھو اس
خردجال کو وہی روایت ملی جو اپنی دانست مین اُسنے یہ سمجھا کہ یہ ہمارے مطلب
کے موافق ہے حالانکہ وہ اُسکے مفید مطلب نہین تھی اور اور روایتین جو اسی
بیہقی کی موجود تھین اسکو نہ سوجھین — علاوہ برین یون بھی اسکا جواب
ہم دیتے ہین کہ یہانپر یہ تو تصریح نہین کہ الحمد پڑھتے تھے یا اور کوئی سورہ — اور عبادہ

معلوم ہوتی الخ **اقول** صد افسوس اگر تمکو کچھ بھی علم سے مس ہوتی اور قرآن
وحدیث کبھی سنا ہوتا تو احادیث صحیحہ پر استرۂ نسخ نہ پھیرتا اور مقراض تعارض چلاتا
کیونکہ آیۃ کریمہ اذا قرئ القرآن الخ عام ہے اور احادیث مثبتہ قرارت فاتحہ
خلف الامام خاص ہین پس آیت و حدیث مین قطعی تعارض بالکل نہین جب تعارض نہین تو نسخ
کسطرح ہوگا ہان اگر قرآن پاک مین خاصکر مقتدیکو الحمد پڑہنے کی ممانعت ہوتی
اور احادیث مین جواز تو البتہ آیت ناسخ ٹھہرتی اور حدیث منسوخ اور پھر بھی اگر
حدیث کا تقدم ثابت ہوتا اور آیت کا تاخر ورنہ حنفیہ کے نزدیک تو آیت بھی حدیث
سے منسوخ ہوجاتی ہے جیساکہ لکھا مسلم الثبوت مین جو اصول حنفیہ کی انتہائی
کتاب ہے یجوز نسخ الکتاب بالسنۃ قطعا یعنی قرآنکا منسوخ ہونا حدیث کے
ساتھ بلاشبہہ جائز ہے اگرچہ ہمارے نزدیک اسمین کلام ہے الا اب الزام
حنفیہ پر قائم ہے **قولہ** دیکھو شان نزول آیت قرآنی پیش کردہ مولوی کریم بخش
صاحب کا یہ ہے ابو العالیہ سے بیہقی نے روایت کی ہے ان النبی صلعم کان اذا
صلی باصحابہ فقرء قرأ اصحابہ فنزلت ہذہ الایۃ فسکت القوم وقرء النبی
صلی اللہ علیہ وسلم **اقول** کریم بخش نے یہ شان نزول نہین پیش کیا تھا
اُسکو تو یہانتک پہنچنے کی نوبت ہی نہین آئی وہ تو پہلے ہی بھاگ گیا تھا ہان اب
تونے یہ پیش کیا ہے اب اسکا جواب سن اس سے قرارت فاتحہ خلف الامام کی
ممانعت نہین نکلتی کیونکہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ
اور بیہقی کتاب القراءۃ مین۔ اور ابن عساکر ابی ہریرہ رض سے روایت کرتے ہین
اس آیت کے بابت الایۃ نزلت فی رفع الاصوات وہم خلف رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فی الصلوۃ ترجمہ یہ آیت نازل ہوئی آوازین بلند کرنیکے
بارہین جبکہ وہ نماز مین رسول خدا صلعم کے پیچھے ہوا کرتے تھے۔ اور بھی روایت کیا

جواب بنزول اذا قرئ القرآن الخ —

جواب کہ نزدیک حنفیہ حدیث سے قرآن بھی منسوخ ہوجاتا ہے +

جواب بورود شان نزول اذا قرئ القرآن الخ —

آیت ہذا کا نزول وقت خطبہ جمعہ تبلاتے ہین وہ غلطی پر ہین کیونکہ آیت شریف مکی ہے اور جمعہ مدینے مین واجب ہوا **اقول** ارے بیوقوف ذرا سنبھل کے تو بول دیکھ ابن مردویہ اور بیہقی نے ابن عباس رض سے بارےمین آیۃ اذا قرئ القرآن کے روایت کیا ہے نزلت فی رفع الاصوات خلف رسول اللہ فی الصلوۃ وفی الخطبۃ یوم الجمعۃ وفی العیدین نہاہم عن الکلام فی الصلوۃ وفی الخطبۃ لانہا صلوۃ وقال من تکلم یوم الجمعۃ والامام یخطب فلاصلوۃ لہ **ترجمہ** نازل ہوئی یہ آیت آوازین بلند کرنے مین رسول اللہ کے پیچھے نماز مین اور جمعہ کے خطبہ مین اور دونون عیدونمین پس منع کیا آنکو باتین کرنے سے نماز مین اور خطبہ مین اسواسطے کہ وہ بھی نماز ہے اور کہا جو شخص جمعہ کے روز باتین کرے امام کے خطبہ پڑھتے وقت پس نہین ہے نماز اُسکے لئے ۔ اب تبلا کون غلطی پر ہے پس تو ہی اے جوڑسنگہ غلطی پر ہے بالکل تو نے نہین سمجھا اصل بات یہ ہے کہ اس آیۃ کریمہ کے شان نزول مین مختلف روایتین آئی ہین کسی مین یہ ہے کہ خطبہ کی سماع مین ہے اور کوئی روایت ہے کہ ان آذکار فی الصلوۃ کے حقمین ہے جو آیات ترغیب وترہیب مین وارد ہوے اور نماز مین باتین کرنیکی یا سلام کرنے یا امام کے پیچھے پکار کر پڑھنے یا نزول قرآن کیوقت رسول اللہ کی قرارت مین یا کفار کے حقمین وغیرہ روایتین موجود ہین لیکن انکا یہ مطلب نہین کہ ان سب مین یہ جدا جدا نازل ہوئی بلکہ نازل تو ایکمرتبہ یا دومرتبہ ہوئی خواہ نماز پڑھتے وقت یا خطبہ کیوقت یا انکے سوا مگر حکم اسکا ان سب جگہہ دیا گیا ۔ غرض آیت تام ہے اور عمومات قرآنی کی تخصیص کو صحابہ کرام نے سنت ثابتہ سے جائز رکھا خواہ وہ خبر متواتر یا مشہور یا خبر واحد دیکھو یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی اَوْلَادِکُمْ مین کم کا لفظ عام ہے اور اولاد کا لفظ بھی عام پھر جمہور اہل اسلام نے نحن معشر الانبیاء لانورث

بن الصامت کی حدیث مین صراحۃً آچکا ہے فَلَا تَقْرَءُوْا بِشَیْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا
جَھَرْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ ترجمہ پس نہ پڑہا کرو تم کچھ قرآن مین سے جب مین
پکار کے پڑہون مگر سورہ فاتحہ ۔ اور انس رض کی حدیث مین بھی صاف صاف
موجود ہے وَلْیَقْرَءْ اَحَدُکُمْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فِیْ نَفْسِہٖ ترجمہ اور چاہئے کہ
پڑہلیا کرے ہر ایک تم مین سے سورہ فاتحہ کو آہستہ۔ پس معلوم ہوا کہ آمین سے
پکار کر پڑہنا منع ہوا نہ آہستہ اور جب امام جہراً قراءت کرتا ہو تو سورہ فاتحہ
سے زیادہ پڑھنے کی ممانعت ہے ۔ اور یہ بھی جواب ہے کہ استماع اور انصات
آہستہ قراءت کا مانع نہین اور نہ اُسکے خلاف بلکہ آہستہ قراءت کو سکوت کہنا
شرعاً ثابت ہے عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلعم اذا کبر فی الصلوۃ
سکت ھنیۃ قبل ان یقرء فقلت یا رسول اللہ بابی انت وامی ارایت سکوتک
بین التکبیر والقراٰن ما تقول قال اللھم باعد بینی و بین خطایای
کما باعدت بین المشرق والمغرب اللھم نقنی من خطایای کما ینقی
الثوب الابیض من الدنس اللھم اغسلنی من خطایای بالثلج والماء و
البرد ترجمہ ابی ہریرہ رض سے ہے کہا جب تکبیر تحریمہ کہتے تھے نماز مین چپ
رہتے تھوڑی دیر قرآن پڑھنے سے پہلے پس مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
فدا ہون آپ پر میرے مان باپ کیا دیکھتے ہین آپ اپنے چپ رہنے کو تکبیر اور
قرآن کے درمیان آپ کیا پڑہا کرتے ہین فرمایا اللھم باعد بینی و بین خطایای
الخ دیکھو ابی ہریرہ رض صاحب رسول اللہ کو تکبیر اور قرآن کے درمیان ساکت بھی
کہتے ہین اور اُسوقت کا پڑہنا بھی پوچھتے ہین معلوم ہوا کہ سکوت کچھ پڑہنے کے
خلاف نہ تھا اور رسول کریم نے اُنکے اس کہنے اور سوال کرنیکو غلط نفرمایا بلکہ جواب دیا
کہ مین اس سکوت کے وقت اللھم باعد بینی الخ پڑہتا ہون قولہ اور نیز وقف

کہنے لگتے ہین ہمکو تو امام ابو حنیفہ کا قول کافی ہے بیا نپر آنکہ میان مٹھو اپنے مذہب
کو بھی تو نے پس پشت پھینکدیا اور فاستمعوا له کے حکم کو نماز جہری کے ساتھ خاص
کر دیا اور یہ نخیال کیا کہ ہدایہ مین جو حنفیون مین بڑی مشہور کتاب ہے اور
حنفی اُسکو بڑی معتبر گمان کرتے ہین اسی فاستمعوا له سے خطبہ سننے کی فرضیت
بھی ثابت کی ہے پس خصوصیت نماز جہری کی کہان سے آئی **قوله** او انصتوا
سے ہر دو حال مین یعنی اندر نماز و بیرون نماز عام کو بتلاتا ہے **اقول** جو خوش
ناظرین ذرا اس مقام پہ خوب غور فرماوین اور حمیت اور تعصب کو راہ ندین جوڑے سنگھ
نے پہلے انصتوا کے حکم کو نماز جہری کے ساتھ خاص کیا ایک تو یہ اسکی غلطی کیونکہ
حنفی چپ رہنے کا حکم نماز سریہ جہریہ دونون مین دیتے ہین اگرچہ سریہ مین حکم کا
دینا ٹھیک نہین اسوقت تو امام پکار کے پڑھتا ہی نہین پس چپ رہنا کیسا
- دوسرے پھر کہتا ہے انصتوا سے ہر دو حال مین یعنی اندر نماز و بیرون نماز
عام کو بتلاتا ہے پس ہم اب کہتے ہین کہ اس جوڑے سنگھ کے قول سے یہ بات
نکلی کہ ایک جگہہ کوئی قرآن پڑھتا ہو خارج نماز کے آہستہ تو جب تک وہ پڑھتا
رہے تو کوئی شخص وہان نماز نہ پڑھے - اور دوسری بات یہ نکلی کہ ایکوقت
مین کئی شخصونکو علیحدہ علیحدہ نماز خواہ فرض ہون یا سنتین یا نفلین جائز
نہین بلکہ ایک آدمی نماز نفل وغیرہ ادا کرے اور سب بتون کی مانند چپ بیٹھے رہین
اور تیسری یہ بات کہ مکتبون میں قرآن خوانی کی سب خلاف قرآن ہین کیونکہ جب
چند شخصونکو ایکوقت مین پڑھنا منع ہوا تو آواز سے اکٹھے بیٹھکر پڑھنا بطریق
اولی منع ہوگا واہ واہ میان جوڑے سنگھ تم تو نئے مفسر نکلے نقل مشہور ہے کہ
کوا ہنس کی چال چلنے لگا تھا اپنی بھی بھول گیا اور ہنس کی چال تو بھلا اسے
کیون آنے لگی تھی مذہب کی تائید کرتے کرتے مذہب ہی فراموش ہوگیا

ما ترکنا فھو صدقۃ ترجمہ ہم گروہ انبیا ہین ہم نہین وارث کیے جاتے جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہین پس وہ صدقہ ہے) جیسی خبر واحد سے جسکے راوی فقط صدیق اکبر رضہ ہین تخصیص کرلی اور کل صحابہ نے جناب رسول خدا صلعم کے مال ورثہ سے جناب بتول رضہ کو محرومۃ الارث کیا اور عموم قرآن کو چھوڑ کر خبر واحد پر عمل فرمایا۔ اور جناب عمر رضہ وعثمان رضہ وعلی رضہ نے اپنی اپنی خلافت مین اسی خبر واحد پہ عمل کیا۔ یا ور ہے نحن معاشر الانبیاء کی حدیث کو مسلم الثبوت مین اخبار احاد سے مانا ہے اور حدیث لایرث الکافر المسلم (کافر مسلم کا وارث نہین ہوتا) سے بھی آیت یوصیکم اللہ الخ کی تخصیص کرلی اور عموم قرآنی کا کچھ خیال نہ کیا اور کافر کی مومن اولاد کو اور مومن کی کافر اولاد کو اس حدیث کے باعث ورثہ سے محروم رکھا اور ایسی بہت نظیرین ہین مگر اختصاراً اسی پر اکتفا کیا۔ اور یہ جو تو نے کہا ہے کہ جمعہ مدینے مین واجب ہوا (یہ واجب کا لفظ یاد رہے)

قولہ یعنی فاستمعوا لہ سے نماز جہری اور انصتوا سے نماز سری **اقول** جہری اور سری نمازون کے ساتھ جو تو نے یا تیرے کسی لشب اور ریوپ نے اس آیت کو خاص کرلیا ہے یہ حنفیہ کی خانہ ساز باتین ہین انکو ہم کیا کرین نہ تو قرآن کریم مین کہین جہر اسرار کی قید ہے نہ احادیث مین کہین اسکا پتا جب تم لوگون نے تفسیر رسول اللہ کو چھوڑ دیا پھر بھلا تمکو قرآن کریم کی سمجھ کسطرح آوے سچ ہے شعر

خلاف پیمبر کسی رہ گزید * کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید * **قولہ** اور فاستمعوا لہ سے خاص نماز مین **اقول** تم لوگونکو اللہ ورسول کے خلاف کرنیکا تو ڈر نہین لیکن اپنے مذہب کے خلاف کرنیکا تو خوف ہے کیونکہ ہم بارہا اسبات کو تجربہ کرچکے ہین کہ حنفیہ کے آگے جب قرآن وحدیث پیش کیا جاتا ہے اور انکے امام کی راے اسکے مخالف ہو تو اسوقت وہ اللہ ورسول کے فرمانکا کچھ لحاظ نہین کرتے اور

روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے من قال فی القران برائہ فلیتبوء
مقعدہ من الناس و فی روایۃ من قال فی القران بغیر علم فلیتبوء
مقعدہ من الناس ترجمہ جو شخص کہے قرآن مین اپنی راے سے پس چاہیے
کہ ڈہونڈلیوے ٹھکانا اپنا دوزخ مین - اور ایک روایت مین آیا جو شخص
کہے قرآن مین بغیر علم کے پس چاہیے کہ تلاش کرلے جگہہ اپنی دوزخمین - روایت
کیا اس حدیث کو ترمذی نے - پس غور کرنیکا مقام ہے کہ اس جوڑے سنگنے
تعصب مذہبی پہ آنکر اپنی راے سے بغیر علم کی ایسی تفسیر کی جو خلاف ہے منشاء قرآنی
کے اور خلاف ہے احادیث نبوی کے پس اس حدیث مذکورہ کا یہ شخص پورا پورا
مصداق بنگیا - سچ کہا طحاوی نے جو مقلد ہوا وہ جاہل ہے یا متعصب -
قولہ اور آیت فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ناسخ ہے آیت رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا کی
جسکی دلیل یہ حدیث نبوی ہے عن عمر بن الخطاب قال سمعت ہشام بن
حکیم بن حزام یقرء سورۃ الفرقان علی غیر ما اقرءہا الخ **اقول** آیت
شریفہ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا و آیۃ کریمہ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ سے ہرگز منسوخ
نہین کیونکہ اول آیۃ کا ترجمہ یہ ہے کہ واضح پڑہا کر تو قرآن کو واضح پڑہنا یعنی
اللہ تعالی نے اپنے رسول مقبول کو ارشاد فرمایا کہ تو قرآن کو خوب ٹھہیر کر وضاحت
اور ستھرائی کے ساتھ پڑہا کر اور ثانی کا یہ معنی ہے کہ باریتعالی مومنین کو فرماتا
ہے کہ پس پڑہلیا کرو جو تمکو آسان ہو کلام مجید سے - اور یہ دونو آیتین قیام اللیل
(نماز تہجد) مین ہین - اور دونون آپسمین مخالف بھی نہین جیسا کہ ظاہر ہے
پس ایک دوسرے کے ناسخ بھی نہین ہان اگر اول آیت کے خلاف ثانی مین
حکم ہوتا تو البتہ پہلی آیت کا حکم منسوخ ٹھہرتا اور پچھلی آیت اسکی ناسخ - ولیس
کذالک - اور آیت فَاقْرَؤُا کے ناسخ ہونے اور آیت ترتیل کے منسوخ

کیونکہ مذہب مین تو یہ ہے کہ اگر فجر کی جماعت ہو رہی ہو اور کوئی شخص جماعت مین
شریک ہونا چاہے تو وہ پہلے سنتین فجر کی پڑھلے اور امام کی قراءۃ کا کچھ لحاظ
نہ کرے اور ایسے ہی اگر کوئی شخص صاحب ترتیب آوے مثلاً مغرب کی نماز
مین اور امام قرآن پڑہتا ہو اور اُس شخص کی نماز عصر فوت ہوگئی ہو تو پہلے وہ
نماز قضا شدہ کو پڑھلے پھر جماعت مین شامل ہو اگرچہ یہ مسئلے حدیث کے خلاف
ہین الا آب الزام قائم ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے اذا اقیمت الصلوٰۃ
فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ **ترجمہ** جب تکبیر کہی جاوے نماز کی پس نہین
کوئی نماز سوائے اوسی نماز فرض کے ۔ **لطیفہ** حنفیہ نے استمعام پر آیت
اذا قرئ القرآن الخ کو بھی بالاے طاق رکھدیا ۔ اور ایسے ہی جمعہ کے خطبہ
پڑہتے وقت اگر کوئی نمازی آوے اور یاد کرے کہ مین نے صبح کی نماز نہین پڑھی
تو اُسکے لئے نماز صبح کی قضا کرنی حالت خطبہ مین جائز کہتے ہین ۔ اور دو سنتین
جمعہ کی اُسوقت پڑہنا منع کرتے ہین حالانکہ حدیث صحیح مرفوع غیر معارض مین
آچکا ہے عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم وھو یخطب اذا جاء احدکم
یوم الجمعۃ والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوز فیہما رواہ مسلم
ترجمہ روایت ہے جابر رض سے کہا فرمایا رسول خدا صلعم نے خطبہ پڑہتے ہوئے
جب کوئی آوے جمعہ کے روز اور امام خطبہ پڑہتا ہو پس چاہئے کہ وہ دو رکعتین
پڑھلے اور اختصار کرے اُنمین یعنی لنبی لنبی رکعتین نہ پڑھے روایت کیا
اسکو مسلم نے ۔ پھر ہم کہتے ہین کہ استماع کی تخصیص جہری نمازون کے ساتھ
اور انصات کی سریہ کے ساتھ مستلزم ظنیت عموم ہے اور جب آیت مخصوص البعض
ہوگئی تو بالاتفاق حنفیون کے نزدیک اسکی تخصیص احادیث مثبتہ فاتحہ سے ممنوع
نہین **تنبیہ** جاننا چاہئے کہ حدیث شریف مین آیا ہے ابن عباس رض سے

بھاڑ مین جھونکدیا اصل بات یہ ہے کہ حنفیونکو جو روسیاہی حاصل ہوئی تھی بسبب بھاگجانے کریم بخش وامام الدین وعبدالغنی وغیرہم کے اُس سیاہی کے دور کرنے کیلیے تو نے بہت چہرہ پہ ہاتھ پھیرے لیکن ہاتھ تو سیاہ تھے اوس سے اور بھی کالا منھہ ہوتا چلاگیا **تنبیہ** جاننا چاہیے کہ حدیث شریف مین ترتیل سے قرآن پڑہنے کی بڑی فضیلت آئی ہے عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اقْرَءْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَءُهَا ترجمہ کہا جائیگا واسطے صاحب قرآن (جو دنیا مین قرآن پر عمل کرتا ہے اور اُسکی تلاوت اچھی طرح کرتا ہے) کے قرآن پڑہتا ہوا چلا جا اور ترتیل سے پڑہ جیسا کہ تو دنیا مین پڑہا کرتا تھا پس تحقیق اُترنیکی جگہہ تیری نزدیک اخیر آیت کے ہے کہ پڑھیگا تو اُسکو روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے **قولہ** اس مقام پر ہم کمال تعجب سے کہتے ہین کہ لامذہبوں کو دعوی تھا کہ ہم ہرگز اُس امر کو تسلیم نہ کرینگے کہ جسکے واسطے آیات قرآنی یا احادیث نبوی دلیل نہو عجب ہے کہ مسئلہ تعارض کو جو مصنفان علم اصول نے اقتباس و منضبط کیا ہے کس دلیل سے تسلیم کرلیا الخ **اقول** کسنے اسکو تسلیم کیا تھا بلکہ جیسے اللہ تعالی و رسول و صحابہ و اہلحدیث کا طریق چلا آتا ہے اُسپر عمل کیا تھا کہ پہلے راستی سے سمجھانا جب نمانے تو اُسکو اُسکی کتاب سے الزام دینا چنانچہ یہود و نصاری کو بہت الزام دئے گئے جیسا کہ کہا گیا فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ وغیر ذلک ایسے ہی حنفیون مرجیون نے جب حدیث کو نہ مانا ہر حیلہ سمجھایا گیا - اور اپنے اعتقاد باطل مین حدیث کو قرآن کے خلاف سمجھا تو اُسوقت اُنکی کتاب سے اونکو الزام دیا گیا کہ تمھارے اصول والون نے تو اسکو ساقط کردیا اب تم کیا منھہ لیکر اسکو پیش کرتے ہو

ہو لنے کی دلیل وہ حدیث جو لکھی جسمین یہ قصہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ہشام
بن حکیم کو سورہ فرقان دوسری طرح پڑھتے سنا تو وہ انکو حضرت کے پاس کھینچ لائے
اور یہ بات بیان کی تب رسول اللہ نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے اور ہشام سے
پڑھوایا پھر فرمایا کہ اسیطرح نازل ہوئی پھر حضرت عمر رضہ سے پڑھوایا پس انکو
فرمایا اسطرح بھی یہ نازل ہوئی ہے بتحقیق یہ قرآن سات قراءت پہ نازل کیا گیا
ہے فاقرؤا ما تیسر منہ پس پڑھ لیا کرو جو آسان ہو اس سے ۔ پس یہ دلیل
مثبت دعوی نہین کیونکہ اسمین کہین بھی ترتیل سے پڑھنے کی ممانعت نہین
۔ اب غور کرنیکا مقام ہے کہ پہلے تو جوڑے سنگ ۔ یہ کہہ چکا ہے کہ قرآن مجید مین
کوئی آیت باہم معارض نہین یہان آنکر ترتیل اور قراۃ ما تیسر کے حکم کو متعارض
سمجھ لیا اور اول کو ثانی کے ساتھ منسوخ کر دیا پس خوب اپنی حماقت ظاہر کی
کہ جو دو حکم علحدہ علحدہ تھے اور ایک دوسرے کے مخالف بھی نہ تھے اونکو متخالف
سمجھ لیا اور خوب اپنا حجام بیاجنایا کہ دو آیتون غیر متعارض اور غیر منسوخ پہ اپنی
کج فہمی سے مقراض تعارض چلا کر استرۂ نسخ پھیر دیا اور طرفہ عجیب اور لطیفہ
غریب تو یہ کہ الحمد شریف کی فرضیت کا انکار کرتے کرتے مطلق قراۃ فرض ہونیکا
بھی صاف انکار کر دیا کیونکہ اسنے اپنے زعم فاسد اور وہم کاسد سے آیت فاقرؤا
ما تیسر من القرآن کا یہ معنی سمجھ لیا کہ تم قرآن کو ترتیل سے مت پڑھا کرو اور یہ سوجھا
کہ حنفی مذہب کے احبار اور رہبان ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
اسی آیت سے مطلق قرآن پڑھنے کی فرضیت نماز مین لکھ گئے ورنہ حنفیون
کے پاس فرضیت قراءت کی اور کوئی بھی دلیل نہین ۔ پس اے احمق تو اب
پورا لامذہب بنگیا کیونکہ رسول اللہ کے مذہب کا تو تو منکر تھا ہی جو اس مذہب کو
اختیار کرے اسکو تو اپنے عقیدہ فاسدہ مین برا جانتا ہے اور حنفی کو بھی اب

کہا حدیث کی ہمسے مسعر نے علیۃ اللہ بن قبطیہ سے قال سمعت جابر بن سمرۃ
رضی اللہ تعالی عنہما یقول کنا اذا صلینا خلف النبی صلعم قلنا السلام
علیکم السلام علیکم فاشار مسعر بیدہ فقال ما بال ھؤلاء یؤمنون
بایدیھم کانھا اذناب خیل شمس انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ
ثم یسلم علی اخیہ ثم یسلم علی اخیہ من عن یمینہ ومن عن شمالہ ترجمہ کہا سنا مین نے
جابر بن سمرہ سے کہتے تھے جب ہم نماز پڑھتے پیچھے نبی صلعم کے تو ہم کہتے السلام علیکم
السلام علیکم (پس مسعر نے اشارہ کرکے ہاتھ سے بتلایا) تو حضرت نے فرمایا کہ کیا
حال ہے ان لوگونکا کہ اشارہ کرتے ہین اپنے ہاتھون سے جیسیکہ وہ دُمین ہین سرکش
گھوڑونکی کافی ہے ہر ایک کو رکھے اپنے ہاتھ اپنی ران پر پھر سلام کرے اپنے
بھائیونکو دائین اور بائین کہا بخاری نے پس ڈرنا چاہیے اسبات سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے اوسچیز کا جو آپنے نہین فرمایا قال اللہ
عز وجل فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم
عذاب الیم ترجمہ فرمایا اللہ عز وجل نے ڈرتے رہین جو لوگ خلاف کرتے ہین آنحضرت
کے حکم کا کہ پڑے اونپر کچھ خرابی یا پہنچے اُنکو عذاب دردناک انتہی رسالہ رفع الیدین
فی الصلوۃ ۔ رفع یدین جو رکوع کے پہلے اور پیچھے ہر رکعت مین اور تیسری رکعت
کے ابتدا مین بھی کیجاتی ہے اسکے بارہ مین صدہا احادیث اور آثار صحیحہ وارد ہوچکے
ہین ۔ اور اسکا کرنا تا آخر روز رحلت رسالت مآب سے ثابت ہے اور اسکے پچاس
صحابہ راوی ہین جسکے ثبوت مین احادیث متواترہ موجود ہین دیکھو سیوطی کی
ازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ جسکے حق مین امام بخاری نے فرمایا ہے لم یثبت
عن احد من اصحاب النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ لا یرفع یدیہ ولیس
اسانیدہ اصح من رفع الایدی یعنی کسی صحابی نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے

جوڑے سے لگتا ہے ہمکو کہ تقلید شخصی اختیار کرو ہم اسکو کہتے ہین اسے گمراہ تو تو
خود ورطۂ ظلمات کے اندر پڑا ہوا ہے اور وںکو بھی بلاتا ہے بیشک ابلیس لعین کا
یہی کام ہے کہ ہدایت سے ضلالت کیطرف بلاتا اس تقلید شخصی پہ تو ہم ہزار مرتبہ
تھوکتے ہین جسکا قرآن و حدیث مین کہین پتا نہین بلکہ جدا جدا فرقے بنانے سے
تو منع فرمایا ہے خیراب تیری خرافات کو ہم کہانتک لکھین اب ان باتونکا جواب
شروع کرتے ہین جو تو نے اپنی حماقت او رجہالت سے آمین بالجہر اور رفع الیدین
وغیرہ کی حدیثونمین تعارض سمجھا ہے **قولہ** بابت رفعیدین عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى
يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ وَقَبْلَ اَنْ يَّرْكَعَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُهُمَا
بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ منع عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم
وَنَحْنُ رَافِعُوْا اَيْدِيْنَا فِي الصَّلٰوۃِ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ
خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوۃِ رَوَاهُ فِي الْمُصَنَّفِ **اقول** ان دونون
حدیثون مین اصلا تعارض نہین کیونکہ اول حدیث مین رفعیدین تکبیر تحریمہ کی
اور رکوع سے پہلے او رپیچھے کی ہے اور ثانی مین سلام کے وقت کا بیان ہے
جیساکہ امیر المحدثین امام بخاری نے بعد ذکر کرنے اس حدیث ثانی کے فرمایا ہے
کہ یہ تشہد مین ہے نہ قیام مین ایک دوسریکو سلام کیا کرتے تھے سو منع کیا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد مین ہاتھ اُٹھانے سے اور جسکو کچھ بھی بہرہ علم سے
ہے وہ اسمو دلیل نہین لاتا یہ مشہور و معروف ہے اسمین کچھ اختلاف نہین اور
اگر ایسی ہی بات ہے جیسے اس سے دلیل پکڑتے ہین تو البتہ تکبیر اولی اور تکبیرات
عیدین کے رفعیدین منع ہوجاینگے اسواسطے کہ نہین خاص کیا کسی رفعیدین کو
کسی رفعیدین سے اور بیشک ثابت ہے وہ حدیث کہ حدیث کی ہمنے ابو نعیم نے

ہدایہ مین بھی ذکر کیا ہے۔ اور تقریب التہذیب مطبوعہ فاروقی دہلی کے ص۱۸۱
مین ہے علقمة بن وائل بن حجر بضم المهملة وسکون الجیم الحضرمی الکوفی
صدوق الا انه لم یسمع من ابیه انتہی ترجمہ علقمہ بیٹا وائل بن حجر کا حا کے
پیش اور جیم کے سکون کے ساتھ حضرمی کوفی صادق ہے مگر اُس نے اپنے باپ
سے نہین سنا۔ اور جو کچہہ حنفی اپنی دلیلین آمین کے آہستہ کہنے مین پیش
کرتے ہین انمین سے کچہہ ضعیف ہین اور کچہہ آثار موقوفہ ہین پس وہ احادیث
مرفوعہ کا مقابلہ ہی نہین کر سکتین عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما حسدکم الیهود علی شیء
ما حسدکم علی آمین فاکثروا من قول آمین رواہ ابن ماجة فی باب الجهر
بآمین ترجمہ روایت ہے ابن عباس رضہ سے کہا فرمایا رسول الله صلعم نے نہین
حسد کیا تمپر یہود نے کسی چیز مین جسقدر کہ حسد کیا تمپر یہود نے آمین کہنے مین
پس زیادہ کرو آمین کہنے مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے آمین بالجہر کے باب
مین **ف** رسول الله اور صحابہ رضہ پکار کر آمین کہا کرتے تھے اور یہود اس سے
حسد کیا کرتے تھے پس جو شخص آمین بالجہر کہنے کو بُرا جانے اُسمین اور یہود مین
کچہہ فرق نہین اور آمین بالجہر کا کہنا احادیث صحیحہ مرفوعہ غیر متعارضہ سے ثابت ہے
قولہ باب تحریمہ علی الصدر عن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول الله صلی
الله علیه وسلم ووضع یده الیمنی علی یده الیسری علی صدره
ملخ ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ثلث من سنن المرسلین
وذکر من جملتها وضع الیمین علی الشمال تحت السرة رواه فی بحر الرائق۔
اقول یہ جو منع کی حدیث سمجھکر لکھی ہے یہ حدیث نہین بلکہ بحر الرائق والیکا قول ہے
بھلا یہ کسطرح مقابلہ کر سکیگا حدیث کا بلکہ ہدایہ مین زیر ناف ہاتھ باندھنے کی

یہ ثابت نہین کہ وہ رفعیدین نہین کرتے تھے۔ اور اسنادین اُسکی رفعیدین کی اسناد سے صحیح نہین۔ اب ایک اور بات بھی جان لینی چاہیے کہ کانہا اذناب خیل شمس کی حدیث کو مسلم نے بھی باب التشہد مین روایت کیا ہے سوائے ایک روایت کے او روہ نہین عندالسلام کی قید ہے اور یہ روایتین بھی جابر بن سمرہ کی ہین دیکھو ان روایتون مین خود ہی اُنھون نے اسکا حال بیان کر دیا پس حنفیونکا استدلال باطل ہے **قولہ** باب امین بالجہر عن وائل بن حجرؓ انہ صلی خلف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فجہر بآمین رواہ ابوداود **ترجمہ** روایت ہے وائل بن حجر سے کہ پڑھی اُسنے نماز پیچھے رسول اللہ صلعم کے پس پکارا کے آمین کہی صنع عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ وائل بن حجر انہ صلی الخ **اقول** علقمہ بن وائل کی حدیث جسمین اَخفٰی بِھَا صَوْتَہٗ کا لفظ ہے یا خَفَضَ بِھَا صَوْتَہٗ کا لفظ ہے چنانچہ ترمذی مین یہی ہے یہ خطا ہے اور شعبہ جو اس حدیث کے راویون مین سے ایک راوی ہے اس سے اس حدیث مین چند خطائین ہوگئین انمین سے ایک یہ بھی ہے اور اتفاق کیا ہے حفاظ حدیث نے مثل بخاری و ترمذی و دارقطنی وغیرہ کے کہ یہ صحیح نہین اور علقمہ نے اپنے باپ کو دیکھا بھی نہین پھر کسطرح اوس سے اُسکو روایت کیا جیسا کہ امام جمال الدین زیلعی نے نصب الرایہ مین کہا وَاعْلَمْ اَنَّ فِی الْحَدِیْثِ عِلَّۃً اُخْرٰی ذَکَرَھَا التِّرْمَذِیُّ فِیْ عِلَلِہِ الْکَبِیْرِ فَقَالَ سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِیْلَ ھَلْ سَمِعَ عَلْقَمَۃُ مِنْ اَبِیْہِ فَقَالَ اِنَّہٗ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِیْہِ بِسِتَّۃِ اَشْھُرٍ **ترجمہ** جان رکھ اسبات کو کہ اس حدیث مین ایک اور بھی خرابی ہے کہ بیان کیا اُسکو ترمذی نے اپنی علل کبیر مین پس کہا مین نے سوال کیا محمد بن اسمعیل بخاری سے کہ علقمہ نے اپنے باپ سے سنا یا نہین تو اُسنے جواب دیا کہ وہ تو اپنے باپ سے چھ مہینے مرنے کے بعد پیدا ہوا تھا اور اسبات کو ابن ہمام نے فتح القدیر شرح

ایک رکعت اور نو رکعت ایک سلام سے اسطور پر کہ آٹھوین رکعت مین تشہد پڑھے
پھر اُٹھکر ایک رکعت پڑھکے سلام پھیرے اور سات رکعت ایک سلام سے
لیکن اسکے پڑھنے کی دو طور ہین ایک تو یہ کہ چھٹی رکعت مین تشہد پڑھے اور
ساتوین مین سلام پھیرے دوسری یہ کہ ایک ہی تشہد سے ساتون رکعت پڑھے
بیچمین نہ بیٹھے - اور پانچ رکعت ایک سلام سے درمیان مین نہ بیٹھے اور تین
رکعت لیکن اسکے بھی دو طور ہین ایک یہ کہ دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دے پھر ایک
رکعت پڑھے - دوسرے یہ کہ ایک سلام سے پڑھے لیکن درمیان مین تشہد نہ
پڑھے - لیس یہ سب قسم وترون کی احادیث صحیحہ سے ثابت ہین اور ان سب طرح
سے پڑھنا درست ہے اور یہ اختلاف انواع کہلاتا ہے نہ تضاد اور یہ اقسام مذکورہ
وترون کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہین **قولہ** مشکوۃ المصابیح مطبوعہ مین دو حدیثین
تحریر ہین جنسے ظاہر ہے کہ ۸ و ۱۲ رکعت نماز تراویح جناب رسول خدا صلعم نے پڑھی
الخ **اقول** اول حدیث مین تو یہ ذکر ہے کہ حضرت عمر رضہ نے ابی بن کعب رضہ اور
تمیم داری کو حکم کیا رمضان مین لوگون کو گیارہ رکعت پڑھایا کرین - اور ثانی حدیث مین
یہ بیان ہے کہ اعرج کہتے ہین کہ نہین پایا ہمنے لوگونکو مگر وہ لعنت کیا کرتے تھے کفار کو
رمضان مین اور پڑھنے والا پڑھا کرتا تھا آٹھ رکعت مین سورہ بقر کو اور جب وہ اُس
سورہ کو بارہ رکعت مین پڑھتا تو لوگ جانتے کہ ہلکی پڑھی - لیس ان دونون حدیثون
سے بالکل نہین ثابت ہوا کہ رسول خدا صلعم - اور ۱۲ رکعت تراویح پڑھا
کرتے تھے ہان اور حدیثون سے ثابت ہے کہ آنحضرت گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے
جیسا کہ بخاری ومسلم وابوداود و ترمذی ونسائی وغیرہ مین ہے کہ بی بی عائشہ رضہ
نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم رمضان اور غیر رمضان مین گیارہ رکعت سے
زیادہ نہین پڑھا کرتے تھے **قولہ** اولا تو احادیث ہذا بوجہ اسکے کہ فصل ثالث مین

دلیل یہ لکھی ہے من السنة وضع الیمین علی الشمال تحت السرة اور یہ
حضرت علی رضہ کا قول ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے امام نووی نے کہا ہے کہ
اسکے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے اور اسکی سند مین ایک راوی عبد الرحمن بن
اسحق واسطی ہے اور وہ ضعیف ہے تقریب التہذیب مین ہے عبد الرحمن
ابن اسحق بن الحارث الواسطی ابو شیبة ویقال کوفی ضعیف من
السابعة اور اسکے سوا جو اقوال تحت السرہ کے بارے مین آئے ہین وہ بھی
صحیح نہین **قولہ** بابت تعداد نماز وتر عن ابن عمر رضہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الوتر رکعة من اخر اللیل رواہ مسلم **متن** عن عبد العزیز
بن جریج قال سألنا عائیشة بای شیٔ کان یوتر رسول اللہ
صلعم قالت کان یقرء فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیة بقل یا
ایھا الکافرون وفی الثالثة بقل ھو اللہ احد والمعوذتین رواہ الترمذی
والو داؤد الخ **اقول** ان دونون حدیثو نمین بھی تعارض بالکل نہین کیونکہ شرائط
تعارض کے یہان متحقق نہین عن ابی ایوب قال قال رسول اللہ صلعم الوتر
حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یوتر
بثلث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل **ترجمہ** ابی ایوب
سے ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے وتر حق ہے ہر مسلمان پر پس جو چاہے کہ
پانچ رکعت وتر پڑھے تو ویسا ہی کرے اور جو چاہے کہ تین رکعت وتر پڑھے
تو ویسا ہی کرے اور جو چاہے کہ ایک رکعت وتر پڑھے تو ویسا ہی کرے اس
حدیث کو ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اس سے صاف ثابت
ہے کہ حضرت نے وتر و نمین اختیار دیدیا اور اس حدیث مین تین طرح وتر
پڑھنیکا ذکر ہے لیکن اسمین حصر نہین بلکہ وتر کئی طور سے پڑھنے ثابت ہین۔

کیونکہ ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان دادا امام ابی بکر بن ابی شیبہ کا ایک راوی اسکا
ہے سوا اتفاق کیا ہے محدثین نے اوپر ضعیف ہونے ابراہیم بن عثمان کے
اور مخالف ہے یہ حدیث صحیح بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے **قولہ** عن ابن یزید
قال کانوا یقومون علی عہد عمر بن الخطاب فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ
رواہ فی سنن بیہقی باسناد صحیح **وعن** عبد العزیز بن رفیع قال
کان ابی بن کعب یصلی بالناس بالمدینۃ عشرین رکعۃ رواہ فی المصنف
ابن ابی شیبۃ **وعن** السائب بن یزید انھم کانوا یقومون علی عہد
عمر رض بعشرین رکعۃ **وفی** عہد عثمان رض وعلی رض مثلہ الخ **اقول**
اول اور ثالث اثر کو بیہقی نے بلا اسناد روایت کیا ہے پس یہ حجت کے قابل
نہیں اور ثانی اثر بھی صحیح نہیں علاوہ برین یہ تینون اثر مخالف ہین احادیث
وآثار صحیحہ کے عن السائب بن یزید انہ قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب
وتمیما الداری ان یقوما للناس باحدی عشرۃ رکعۃ الخ **ترجمہ** سائب بن
یزید سے روایت ہے کہ اُسنے کہا کہ حکم کیا عمرؓ بن خطاب نے ابی بن کعب اور
تمیم داری کو یہ کہ پڑہایا کرین وہ لوگون کو گیارہ رکعت روایت کیا اسکو مالک نے
موطا مین اور ایسا ہی روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین۔ اور یہ
روایت صحیح ہے اور مطابق ہے اُس روایت کے جو بخاری ومسلم وغیرہ مین
ہے عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن انہ سال عائشۃ کیف کانت صلوٰۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان قالت ما کان یزید فی رمضان
ولا فی غیرہ علی احدی عشر رکعۃ الحدیث **ترجمہ** روایت ہے ابی سلمہ
بن عبد الرحمن سے کہ انھون نے پوچھا بی بی عائشہ رض سے کہ کسطرح ہوتی
نماز رسول اللہ کی رمضان مین فرمایا بی بی عائشہ صدیقہ رض نے کہ نہین زیادہ

تحریر مین حجت نہین ہوسکتی ہین الخ **اقول** کیسی نے نہین تحریر کیا کہ احادیث فصل
ثالث کی حجت نہین اور یہ کہنا کہ وہ حدیثین اس قسم سے ہین جنکو تابعین بعض غیر تابعین
نے نقل کیا ہے یہ بات کچھ انہین احادیث کے ساتھ خاص نہین بلکہ سب احادیث
مرفوعہ و آثار صحابہ رض کو صحابہ رض سے تابعین ہی نقل کرتے ہین **قولہ** ثانیا متعلق
فصل اول و دوم مصابیح کے اسکا ضعف ثابت ہے **اقول** ضعف احادیث کا اسطور
پر ثابت نہین ہوا کرتا بلکہ ضعف تو از روے اسانید کے ہوا کرتا ہے **قولہ** ثالثا احادیث
صحیحہ انکے معارضہ پر کمربستہ موجود الخ **اقول** ایسے ایسے کلمات لکھکر صرف لوگونکو
دہوکے مین ڈالنا ہے ورنہ ایک بھی حدیث صحیح نہین جس سے بیس رکعت
تراویح کا ثبوت ہو اگر کوئی صحیح حدیث اس بارے مین موجود ہوتی تو ممکن ہی نہین
کہ اہلحدیث اسکا انکار کرتے اگر کسیکو دعوی ہے اُن احادیث کے صحیح ہونے کا
تو صحت بیان کرے — اصل بات یہ ہے کہ اس تقلید نے تم لوگونکو صراط مستقیم
سے الگ کر دیا اور تاریکی ضلالت تمہاری آنکھون اور دلون پر چھا گئی اپنے مذہب
کے موافق جو تم پاتے ہو وہی تمہاری دلیل ہو جاتی ہے خواہ موضوع ہو یا ضعیف
قولہ عن ابن عباس رض کان رسول اللہ صلعم یصلی فی رمضان فی غیر
جماعتہ بعشرین رکعتہ والوتر رواہ فی المصنف ابن ابی شیبہ و بیہقی
اقول کہا بیہقی نے کہ اکیلا ہوا ہے ساتھ اس حدیث کے ابو شیبہ بن عثمان
اور وہ ضعیف ہے اور میزان الاعتدال مین ہے کہ شعبہ نے ابو شیبہ ابراہیم بن
عثمان کو کذاب کہا ہے — اور تقریب التہذیب مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ ۱۲ مین ہے
ابراہیم بن عثمان العبسی بالموحدۃ ابو شیبۃ الکوفی قاضی واسط مشہور
بکنیتہ متروک الحدیث من السابعۃ مات سنۃ تسع و ستین — اور
کہا ابن ہمام حنفی نے فتح القدیر مین کہ حدیث بیس ۲۰ رکعت تراویح کی ضعیف ہے

عمر فاروق نے اپنی خلافت مین قائم کیا کہ حکم کیا ابی بن کعب اور تمیم داری کو کہ پڑھایا کرین
لوگونکو گیارہ رکعت تراویح یعنی آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر سچ ہے إِنَّ الْقُرْآنَ يُفَسِّرُ بَعْضُهُ بَعْضًا
وَالْحَدِيثَ يُفَسِّرُ بَعْضُهُ بَعْضًا اور سعید بن منصور نے اپنی مسند مین روایت کیا
حدثنا عبد الله بن محمد قال حدثني محمد بن يوسف بن عبد الله الكندي
قال سمعت سائب بن يزيد يقول كنا نقوم في زمان عمر بن الخطاب رضي الله
عنه بإحدى عشرة ركعة ترجمہ کہا اسنے حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن محمد نے
کہا حدیث کی مجکو محمد بن یوسف بن عبد اللہ کندی نے کہا سنا مین نے سائب بن
یزید کو کہتے ہوئے کہ ہم پڑھا کرتے تھے زمانے مین عمر بن خطاب کے گیارہ رکعت - اور
سیوطی نے رسالہ تراویح مین لکھا ہے کہ روایت کی ابن جوزی نے اصحاب شافعی سے
اُنھون نے امام مالک رح سے کہ فرمایا امام مالک رح نے کہ عدد رکعات تراویح کا جو قائم
کیا اُسے عمر بن خطاب نے لوگونکو وہ محبوب تر ہین مجکو اور وہی نماز رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور وہ گیارہ رکعت تھین مع تین وتر کے اور پوچھے گئے
امام مالک رح تیرہ رکعات سے فرمایا تیرہ قریب ہین گیارہ کے صرف وتر کا فرق ہے
کہ گیارہ مین تین وتر ہین اور تیرہ مین پانچ - اور امام مالک رح نے فرمایا کہ مین نہین
جانتا ہون کہ کہانسے نکالی گئی ہین یہ بہت رکعتین یعنی بیس وغیرہ انتہی - اور
چلپی کا قول یا کشف الغمہ کی عبارت ہرگز مفید مطلب نہوگی چاہے ایسی ایسی
ہزارون عبارتین کوئی نقل کرتا پھرا کرے جبتک کوئی دلیل قوی نہ قائم ہو انکی
دلیل جو تو نے لکھی تھین اونکا ضعف تو ہمنے تبلادیا باقی اور دلیلین ہین اونکا حال
بھی انھین پر قیاس کرلینا چاہئے اسلئے کہ قیاس تمھارے یہان حجت شرعی ہے
اور ہمارے یہان تراویح کی جماعت کو بدعت عمری کوئی نہین کہتا یہ مقلدین متعصبین کا
اہلحدیث پر محض افترا ہے اور بیس رکعات تراویح کا جب حضرت عمر رض سے حکم ثابت

پڑھا کرتے تھے رمضان میں اور نہ سوا رمضان کے گیارہ رکعت سے حدثنا
عثمان بن عبد اللہ الطلحی الکوفی قال حدثنا جعفر حدثنا یعقوب بن عبد اللہ القمی عن عیسی بن جاریة
عن جابر بن عبد اللہ قال صلی بنا رسول اللہ صلعم فی شهر رمضان ثمان رکعات و اوتر فلما کانت القابلة اجتمعنا
فی المسجد و رجونا ان یخرج فلم یخرج فلم نزل فیه حتی اصبحنا ثم دخلنا فقلنا یا رسول اللہ صلعم
اجتمعنا البارحة فی المسجد و رجونا ان تصلی بنا فقال خشیت ان تکتب علیکم
اخرجه الطبرانی فی معجم الاوسط قال لا یروی هذا الحدیث —
عن جابر بن عبد اللہ الا بهذا الاسناد و تفرد به یعقوب بن عبد اللہ
القمی و هو ثقة و هکذا اخرجه ابن حبان و ابن خزیمة فی صحیحه باسناد
صحیح ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہا نماز پڑھائی ہم کو
رسول اللہ صلعم نے مہینے رمضان میں آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے پس جبکہ
ہوئی آیندہ کی رات اکٹھے ہوئے ہم مسجد میں اور امیدوار رہے ہم یہ کہ باہر تشریف
لاویں آنحضرت پس نہ تشریف لائے پس تمام رات رہے ہم مسجد میں یہانتک کہ ہمیں
صبح ہوگئی پھر ہمنے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ جمع ہوئے تھے ہم رات
گذشتہ مسجد میں اور منتظر رہے ہم یہ کہ نماز پڑھائینگے آپ ہمکو پس فرمایا آنحضرت
نے کہ خوف کیا میں نے یہ کہ فرض ہو جاوے تمپر۔ نکالا اس حدیث کو طبرانی نے
معجم اوسط میں اور کہا کہ نہیں روایت کیگئی یہ حدیث جابر بن عبد اللہ سے مگر ساتھ
اسی اسناد کے اور اکیلا ہوا ساتھ اسکے یعقوب بن عبد اللہ قمی اور وہ ثقہ ہے اور
ایسا ہی روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان اور ابن خزیمہ نے اپنے صحیح میں
ساتھ اسناد صحیح کے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم نے خود بنفس نفیس رمضان
میں نماز تراویح جماعت سے پڑھی تھی اور پھر بسبب خوف فرض ہونے کے جماعت کو
ترک کر دیا تھا تو آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑھے تھے اور اسی سنت کو حضرت

اور لوگ بھی **قولہ** اور ابوحنیفہ رح محی السنہ کو جنکی پیدایش سنہ قرن اولی اور وفات
سنہ ۱۵۰ ہجری جو بموجب حدیث قرن ثالث میں تھے الخ - **اقول** ابوحنیفہ رح نے کیا
احیاے سنت کیا تھا جو محی السنہ بنگئے میاں مٹھو ممیت السنہ کہتے ڈر لگتا تھا کیونکہ
بہت سنتوں کو انھوں نے اپنی راے اور قیاس سے رد کر دیا اسیواسطے انکو
محدثین نے اہل الراے کہا ہے - اور امام بخاری رح نے اپنی کتاب رفع الیدین
فی الصلوۃ میں نذیل بن سلیمان ابو عیسی سے روایت کی ہے کہ کہا سنے
وسئل الاوزاعی وانا اسمع عن الایمان فقال الایمان یزید وینقص فمن
زعم ان الایمان لا یزید ولا ینقص فھو صاحب بدعۃ فاحذروہ حاصل
یعنی پوچھے گئے امام اوزاعی ایمان سے اور میں سن رہا تھا تو فرمایا امام اوزاعی نے کہ ایمان
زیادہ اور کم ہوتا ہے پس جو کوئی کہے کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم تو وہ
بدعتی ہے پس بچو تم اس سے - اور امام ابوحنیفہ رح اسبات کے قائل ہیں کہ
کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا نہ کم چنانچہ یہ اونکی کتاب فقہ اکبر میں موجود ہے - اور پیران پیر
شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب نے بھی ایسے ایسے عقائد کے سبب فرقہ حنفیہ کو مرجیہ
کہا ہے اور مرجیہ کے بارہ فرقے ہیں اور جس جگہہ انکو شمار کیا ہے تو فرقہ حنفیہ کو
بھی انہیں میں شمار کیا ہے پھر اگر باعتبار عقیدہ فاسدہ مذکورہ کے مع چند اور
وجوہات کے کسی نے امام ابوحنیفہ کو بدعتی کہدیا تو کیا حرج - اور ابوحنیفہ رح
نہ قرن اولی کے لوگوں میں سے ہیں نہ قرن ثانی کے اگر پہلے قرن کے ہوتے تو صحابی
ہوتے اور اگر دوسری قرن کے ہوتے تو تابعی ہوتے حالانکہ وہ بیچارے
نہ صحابی ہیں نہ تابعی دیکھو تقریب التہذیب میں حافظ ابن حجر عسقلانی رح نے لکھا
النعمان بن ثابت الکوفی ابوحنیفۃ الامام یقال صلہ من فارس ویقال
مولی بنی تیم فقیہ مشہور من السادسۃ مات سنۃ خمسین ومائۃ

اور نہ خود پڑہنا صحیح سند سے ثابت ہوا تو اسکو سنت خلیفہ کی کہنا لغو ہے اور بدعت
عمری تو معاذ اللہ کون کہنے لگا۔ اور نسخجات جو تو نے اپنے فائدہ کے لئے تحریر کیے ہین
انسے تو تجھکو ہرگز شفا نصیب نہوگی۔ اور حضرت عمر رضہ کے فضائل بیان کرنے سے
تو بیس ۲۰ رکعت تراویح ہرگز ثابت نہوگی چاہے کوئی تمام عمر فضائل بیان کرتا رہے
ص۱ سے ، انک جو حضرت عمر رضہ کی فضیلت مرقوم ہے یہ تو تھوڑی سی ہے اس سے
زیادہ تر ہم ماشاء اللہ انکی فضائل کو جانتے ہین بلکہ تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی عظمت ہمارے رگ و ریشہ مین سمائی ہوئی ہے اور سبکو ہم اپنا
مقتدا و پیشوا سمجھتے ہین **قولہ** عن ابن مسعود خیر الناس قرنی ثم الذین
یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یجیء قوم تسبق شھادۃ احدھم یمینہ و
یمینہ شہادتہ متفق علیہ **اقول** حضرت صلعم نے فرمایا کہ بہتر لوگون کے میرے
زمانے کے لوگ ہین (یعنی صحابہ) پھر وہ لوگ ہین جو اصحاب سے ملے ہوئے ہین
(یعنی تابعین) پھر وہ لوگ ہین جو تابعین سے ملے ہوئے ہین (یعنی تبع
تابعین) پس قرن اول کے لوگ صحابہ ہین اور جو صحابی نہین اگرچہ وہ صحابہ
ہی کے زمانہ مین پیدا ہوا ہو وہ قرن اولی سے نہین پس مصداق خیر الناس
قرنی کا وہ ہوا کیونکہ لوگونکا اعتبار ہے نہ اس زمانے کا ورنہ اس زمانے مین
تو اہل قدر اور خوارج وغیرہ پیدا ہوگئے تھے اور یزید بن معاویہ جیسے بھی وہان
موجود تھے جنے رسول اللہ صلعم کے نواسونکو شہید کرا دیا کیا یہ لوگ بھی خیر
الناس ہو جائینگے واہ کیا خوب معنی حدیث نبوی کا سمجھا (اصل بات یہ ہے
کہ جب تمکو دشمنی ہوئی رسول خدا صلعم سے تو انکے کلام سے بھی عداوت ہے
تم سنفیون مرجیون کو پھر بھلا وہ تمھاری سمجھ مین کیون آنے لگی) اور اسیطرح قرن
ثانی کے لوگ تابعین اور ثالث کے لوگ تبع تابعین ہین نہ یہ اونکے زمانے کے

چوتھی صدی سے تمھارے اندر ایسی پہیلی ہے کہ تمکو تباہ کردیا اور قرآن وحدیث سے تمکو از حد نفرت ہوگئی پس تمھین عاملین قرآن وحدیث کیون اچھے معلوم ہونگے - شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین فرمایا ہے اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ غیر مجتمعین علی التقلید الخالص لمذہب واحد بعینہ یعنی جاننا چاہیئے کہ چوتھی صدی سے پہلے کسی ایک مذہب معین کی تقلید خالص پر جمع نہین ہوئے تھے - اور چوتھی صدی مین یہ مذاہب متعین ہوئے جنکے بنانے کو اللہ تعالی نے حرام کردیا تھا ساتھ قول اپنے کے وَلَا تَکُونُوا کَالَّذِینَ تَفَرَّقُوا - اور نہو تم مانند اُن لوگون کے کہ جدا جدا مذہب بنالئے انھون نے - پس اہل انصاف انصاف کرین کہ ان بدمذہبون بدعتیون مرجیون کو جو کہ اپنی ہوا کے تابع ہین اور اپنی رائے وقیاس سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا ہے کسطرح اور کسو جہ سے مصداق اُس حدیث کا جو ذیل مین ہم تحریر کرتے ہین یقین نہ کرین عن عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر عن ابیہ عن عوف بن مالک الاشجعی - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفترق امتی علی ثلاثۃ وسبعین فرقۃ اعظمھا فتنۃ علی امتی الذین یقیسون الامور برایھم فیحرمون الحلال ویحللون الحرام ترجمہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جدا ہوگی امت میری تہتر فرقون پر بڑا اون فرقونکا از روے فتنہ کے میری امت پر ان لوگونکا فرقہ ہوگا جو قیاس کرینگے حکمونکو اپنی رائے سے حرام کرینگے حلال کو اور حلال کرینگے حرام کو - دیکھو شرح وقایہ کے حاشیہ مین علامہ چلپی حنفی نے لکھا ہے ان ما اخذتہ الزانیۃ ان کان بعقد الاجارۃ فحلال عند الاعظم رح لان اجر المثل طیب وان کان السبب حراما کذا فی المحیط ۱۲ - یعنی جو کچھہ لیتی ہے کسبی (زناکرنیوالی) اگر وہ عقد اجارہ کے ساتھ ہے یعنی خرچی پہلے مقرر کرلی

یہ حدیث غنیۃ الطالبین مین ہے ۱۲

علی الصحیح ولہ سبعون سنۃ انتہی یعنی نعمان بن ثابت امام ابو حنیفہ ہے کہا گیا کہ اصل اوسکی فارس سے ہے اور کہا گیا کہ غلام آزاد بنی تیم کا ہے فقیہ مشہور ہے چھٹے طبقہ کا سنہ ۱۵۰ مین مرا اور یہ قول صحیح کے اور ستر برس کی اُسکی عمر ہوئی ۔ اور اسی کتاب مذکور کے اول مین ہے جس جگہہ طبقات بیان کئے ہین السادسۃ طبقۃ عاصروا الخامسۃ لکن لم یثبت لھم لقاء احد من الصحابۃ کابن جریج یعنی چھٹے طبقے کے لوگ ہمزمان ہوئے ہین پانچوین طبقہ کے لیکن نہین ثابت ہوئی اُنکی ملاقات کسی صحابی سے مثل ابن جریج کے ۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رح تابعی نہین ہین کیونکہ انکی ملاقات کسی صحابی سے نہین ہوئی **قولہ** عبدالوہاب نجدی سے اس فرقہ کا آغاز ہے الخ **اقول** کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ولعنۃ اللہ علی الکاذبین الذین یکذبون الاحادیث الصحیحۃ ویترکون برایھم او برای امامھم ویفترون علی اصحاب الحدیث الذین ھم عمدۃ الدین وھم علی الصراط المستقیم ۔ ان مقلدون کے منہ سے یہ بات نکلتی ہے نہین کہتے ہین یہ مگر جھوٹ اور لعنت اللہ کی جھوٹون پہ جو کہ جھٹلاتے ہین صحیح صحیح احادیث نبوی کو اور چھوڑ دیتے ہین اُنکو اپنے یا اپنے امام کی راے سے اور افترا کرتے ہین یہ بدعتی اہلحدیث پہ جو کہ اچھے دیندار ہین اور وہی صراط مستقیم پہ ہین ۔ اے صاحبان بدعت ومرجیان طریقت کیا ایسے ضلالت تمپر چھا گیا حق کی راہ تمکو نظر نہین آتی ہملوگون اہلحدیث کا آغاز تو امام اعظم سید ولد آدم اعنی رسول اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور جو طریقہ آنحضرت صلعم نے اپنے اصحاب رض کو سکھایا اور وہی طریقہ اُنسے تابعین واتباع تابعین کو پہنچا اور صحیح اسانید سے آجتک موجود ہے ہم تو انشاءاللہ اسی طریقہ محمودہ پہ ہین بلکہ یہ تقلید کی وبا

قرارت فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا کا حکم ثابت ہے تو کس دلیل سے ہو سکتا ہے کہ قرارت فاتحہ خلف امام جائز ہو **اقول** جب مطلق وقت قرارت سامعین کو چپ رہنا واجب ہے مطابق قول شما تو اگر قرارت سنتے ہوئے کوئی ذرا بھی لفظ زبان سے بولیگا چاہے وہ مقتدی ہو یا نہو سو وہ امر الٰہی کا ضرور خلاف کریگا پھر کس دلیل سے ہو سکتا ہے کہ امام کی قرارت کیوقت کوئی اگر جماعت مین ملا چاہے تو اُسکو شامل ہونا جائز ہو کیونکہ لامحالہ اللہ اکبر تو ضرور ہی کہیکر شامل جماعت وہ ہوگا اگرچہ تمھارے حنفی مذہب مین اللہ اکبر کے بدلے اور بھی الفاظ کہنے جائز ہین اگر جواب دو کہ اللہ اکبر کہکر جماعت بین شامل ہونیکا حکم حدیث مین آچکا ہے تو ہم بھی یہ جواب دینگے کہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑہنے کا حکم بھی احادیث صحیحہ مرفوعہ غیر منسوخہ مین آچکا ہے یہان تمکو کیا موت آتی ہے اور باقی جواب کافی شافی پہلے ہم دیچکے ہین اگر چشم بصارت بین سیاہی ضلالت نہین تو دیکھو اور سمجھو ہان اگر حنفیین مبتدعین مضلین جیسا احادیث صحیحہ صریحہ کا انکار کرتے ہین اور قرارت فاتحہ کی رکنیت کے قائل نہین اور جس نماز مین سورہ فاتحہ نہین پڑھی جاتی اُس نماز کے جواز کے قائل ہین بلکہ جو کوئی پڑھلے تو اُسکو مفسد صلوٰۃ سمجھتے ہین تو وہ اگر سورہ فاتحہ کو قرآن ہی نہ سمجھین سو یہ بات اُنکی شان ضلالت نشان سے کچھ بعید نہین اور ہملوگ اہل السنۃ والجماعۃ تو الحمد شریف کو ام القرآن یقین کرتے ہین اور اُسکا پڑہنا ہر نماز بلکہ ہر رکعت مین فرض جانتے ہین اور جو نہ پڑھے تو اُسکو کہتے ہین کہ تیری نماز نہین ہوئی مطابق فرمانے نبی کریم علیہ التسلیم کے **قولہ** دوسرے یہ کہ حدیث ابی ہریرہ رض سے ثابت ہے کہ وقت آغاز قرارت امام مطلق فَاَنْصِتُوْا کا حکم ہے الخ **اقول** اسکے بہت جواب ہین اول یہ کہ ابوہریرہ نے فَاَنْصِتُوْا نہین فرمایا بلکہ ابوہریرہ رض کی حدیث مین نیچے کے

تو وہ حلال ہے نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے اسلئے کہ اجرت مثل کی پاک ہے اگرچہ سبب
حرام ہے - حالانکہ حدیث سے عورت زانیہ کی خرچی حرام ہے - اور دیکھو فقہ
حنفی کی ابتدائی کتاب خلاصہ کیدانی مین سبابہ کے ساتھ اشارہ کرنا تشہد مین
حرام لکھا ہے - حالانکہ آنحضرت کا یہ دائمی فعل ہے اور آپ نے اس اشارہ کرنیکی
بہت تاکید فرمائی ہے - اور بعض حنفی جو اشارہ کرتے بھی ہین وہ اس جہت
سے چونکہ بعض روایتین اُنکے فقہ مین اشارہ کرنیکی آگئی ہین پھر بھی جسطرح
رسول اللہ صلعم نے کیا اسطرح نہین کرتے بلکہ یون کرتے ہین کہ لا الہ پر انگلی اُٹھاتے ہین
اور الا اللہ پر ٹیکدیتے ہین جسکا کہین ثبوت نہین - اور بہت سے مسائل
اس قسم کے ہین اگر وہ سب یہان لکھے جائین تو یہ رسالہ ایک بڑا دفتر بنجاتے پس
مقلدین کو چاہیے کہ کتاب ظفر المبین کا خوب مطالعہ کرین جسمین اکثر مسئلہ
حنفیونکا جو آیات و احادیث صحیحہ کے خلاف ہے مشتے نمونہ خروار لکھا - اور جناب
مولوی محمد بدیع الزمان کی کتاب لاجواب مسمّٰی بہ ارشاد اہل التوحید الی منزایا السنۃ
و رزایا التقلید کو خوب دل لگا کر پڑھین اس کتاب مین تقلید کا خوب رد ہے اور
بیان ہے اُن سنتونکا جنکو مقلدون نے تقلید کے سبب چھوڑ دیا اور بیان ہے
اسباتکا کہ بہت حدیثونکو حنفیون نے اپنے اصول کے خلاف کہکر رد کر دیا اور
اصول حنفیہ کی خوب خاک اوڑائی ہے دیکھنے سے حال معلوم ہوگا اگر اتنے پر
احناف کی تشفی نہو تو خیر گھبراوین نہین ابھی اور بھی اچھی طرح سے انکی خبر لیجاویگی
قولہ اب ہم پھر عنان قلم کو طرف مدعاے اصلی کے پھیرتے ہین **اقول** اپنے منہہ کو
بھی طرف جہنم کے پھیر لے **قولہ** جبکہ آیت قرآنی اِذَا قُرِیءَ الْقُرْاٰنُ الخ ناسخ قول نبی
ہے **اقول** یہ تو نے بہتان باندھلیا ہے اللہ تعالی پر اور جو شخص جھوٹ باندھتا
ہے اللہ تعالی پر اُسکا ٹھکانا جہنم ہے **قولہ** چونکہ آیت ہذا سے مطلق وقت

بیان کرکے کہا ہے کہ فَأَنْصِتُوْا کا لفظ محفوظ نہین سلیمان تیمی کے سوا اس حدیث مین
کوئی راوی نہین کرتا اور امام بخاری رہ نے جزء القرأۃ مین فرمایا ہے کہ سلیمان
تیمی نے اذا قرء فانصتوا کی زیادتی مین اپنا سماع (سننا) قتادہ سے ذکر
نہین کیا اور نہ قتادہ کا سماع یونس بن جبیر سے ذکر کیا اور ہشام اور سعید
اور ہمام اور ابو عوانہ اور ابان بن یزید اور عبیدہ اسی حدیث کو قتادہ
سے روایت کرتے ہین لیکن انمین سے کسی نے اذا قرء فانصتوا کو ذکر نہین کیا
اور پھر امام بخاری رہ نے فرمایا ہے کہ روایت کی ابو خالد احمر نے ابن عجلان سے اوسنے
زید بن اسلم سے یا کسی اور سے اُسنے ابی صالح سے اُسنے ابی ہریرہ رض سے اُنھون
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ زیادہ کیا ہے ابو خالد
احمر نے اس حدیث مین و اذا قرء فانصتوا اور روایت کیا اس حدیث کو عبد اللہ
نے لیث سے اُسنے ابن عجلان سے اوسنے ابی الزناد سے اوسنے اعرج سے اوسنے
ابی ہریرہ رض سے اور روایت کی ابن عجلان سے اوسنے مصعب بن محمد اور قعقاع اور
زید بن اسلم سے اونھون نے ابی صالح سے اُسنے ابی ہریرہ رض سے اونھون نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا بخاری نے حدیث کی ہمسے عثمان نے کہا حدیث کی
ہمسے بکر نے ابن عجلان سے اوسنے ابی الزناد سے اُسنے اعرج سے اوسنے ابی ہریرہ رض
سے اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ ان سب لوگون مین سے سوائے ابو خالد
کے اور کسی نے اذا قرء فانصتوا کو ذکر نہین کیا - اور جملہ ابو خالد کی صحیح حدیث
سے پہچانا نہین جاتا - اور کہا امام احمد رح نے مین دیکھتا ہون ابو خالد احمر کو کہ وہ
تدلیس کرتا تھا - روایت کی ابو السائب نے ابو ہریرہ رض سے کہ کہا ابو ہریرہ رض
نے پڑھ لیا کر تو فاتحہ کو آہستہ - اور روایت کی عاصم نے ابی صالح سے اُس نے
ابی ہریرہ رض سے کہ پڑھ لیا کر سورہ فاتحہ امام کے پیچھے جہری نماز مین - اور

راوی نے اس لفظ کو زیادہ کیا ہے انشاء اللہ اسباب کو ہم ذیل مین ثابت کر دکھاوینگے
دوسرے یہ کہ اگر ہم فرض کرین کہ ابو ہریرہ رض نے یہ فرمایا ہے تو اُنھون نے یہ مطلب
نہین لیا جو تملوگ لیتے ہو کیونکہ ابو ہریرہ خود خلف امام قرارت فاتحہ کیا کرتے تھے
اور حکم بھی دیا کرتے تھے جیسا کہ ثابت ہو چکا لیکن اسوقت مین تم یون کہدوگے کہ ابو ہریرہ
سمجھتے نہ تھے چونکہ منار وغیرہ اصول حنفیہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رض فقیہ
نہین منار کی عبارت یہ ہے وان عرف بالعدالة والضبط دون الفقه
كانس وابي هريرة ان وافق حديثه القياس عمل به ترجمہ اور اگر معروف ہو
راوی ساتھ عدالت اور ضبط کے نہ ساتھ فقہ کے جیسے کہ انس اور ابی ہریرہ رض
اگر موافق ہوگی حدیث اُسکی قیاس کے عمل کیا جاویگا اُس حدیث پر سوئم یہ
کہ اگر تمھارا دارومدار اسی حدیث پر ہے تو اس حدیث مین آیا ہے کہ جب تکبیر
کہے امام تو تم بھی تکبیر کہو اور جب قرارت کرے امام تو چپ رہو پس تمکو چاہئے
کہ امام کی قرارت کیوقت ہرگز تکبیر کہکے نہ شامل ہوا کرو کیونکہ اُسوقت تو امام تکبیر
نہین کہتا اور حدیث مین آیا ہے کہ جب امام تکبیر کہے تب تم تکبیر کہو بلکہ اسوقت
تو امام قرارت کر رہا اب تو تمکو چپ رہنا چاہئے اگر ذرا بھی کوئی حرف زبان سے نکالوگے
تو امر کے مخالف ٹھہروگے اگر کہو کہ اسکا حکم دوسری جگہہ آچکا تو ہم کہینگے قرارت فاتحہ کا
حکم بھی آچکا - چہارم یہ کہ انصات یعنی سکوت آہستہ قرارت کے منافی نہین پنجم یہ کہ
اگر فانصتوا کی زیادتی محفوظ ہوتی تو بھی ہمین مضر نہین تھی باوجودیکہ یہ
زیادتی محفوظ نہین - ابوداود نے باب الامام یصلی من قعود مین حدیث الی
کو بیان کرکے فرمایا ہے هذه الزيادة واذا قرء فانصتوا ليست بمحفوظة
الخ یعنی زیادتی واذا قرء فانصتوا کی محفوظ نہین ہمارے نزدیک ابو خالد کا
وہم ہے اور پھر ابوداود نے باب التشهد مین ابو موسی اشعری کی حدیث کو

اور بعض جہلا مثل عبد الشکور مرجیہ کے گول تالاب پر خوب ناچ ناچ کر تو بیان کرین
کہ مسلم نے کہا ہے اذا قرء فانصتوا میرے نزدیک صحیح ہے اور مسلم نے باب
وجوب قرأت فاتحہ مین جو حدیثین لکھی ہین اونپر عمل کرنے اور انکو بیان کرنے
سے چڑاوین سچ ہے تقلید اور حمیت انصاف کے دشمن ہین **قولہ** اور یہ
امر بھی ظاہر ہے کہ حدیث ہذا بعد حدیث عبادہ بن صامت کے ہے الخ —
اقول جو وجہ تقدم تاخر کی جوڑے سنگھ نے لکھی ہے اُس سے تو یہ امر ظاہر
نہین ہان شاید مقدم و موخر ہونے کی یہ وجہ تصور کر لی ہو کہ مشکوۃ باب
القراۃ فی الصلوۃ کے فصل ثانی مین عبادہ رض بن صامت کی حدیث کو پہلے
لکھا ہے اور ابو ہریرہ رض کی حدیث کو پیچھے لیکن ایسی ایسی باتین جہلا کے اندر
کام دیتی ہین اور عقلاء و فضلاء مین بجز اسکے کہ مضحکہ اطفال بنے اور کچھ نتیجہ
نہین پھر ہم کہتے ہین کہ اصحاب رسول اللہ پہ تمہارا بڑا ہی برا گمان ہے کہ
وہ ناسخ کی روایت کرین اور منسوخ پہ عمل کرین چہ خوش واسے برین عقل
و کیا فخر کرتا ہے ایسی لوچھ پہ + روئے گا محشر مین ایسی سوجھ پہ **قولہ**
احادیث دیگر سے بھی ثابت ہے کہ قرأۃ فاتحہ خلف امام ناجائز ہے — **اقول**
ناجائز ہونا قرأت فاتحہ خلف امام کا کسی حدیث صحیح سے تا بمرگ نہ ثابت کر سکینگے
اگرچہ تمام جہان کے حنفی اکٹھے ہو کر آئین **قولہ** عن عبد اللہ بن شداد قال
ام رسول اللہ صلعم فی العصر فقرء رجل خلفہ الخ **اقول** یہ کئی وجہ
سے مخدوش ہے اول تو یہ کہ عبد اللہ بن شداد تابعی ہے صحابی نہین
پس اُسنے رسول اللہ سے کیونکر سنا دوئم یہ کہ نہین معلوم آیا کس سے
روایت کیا اگر کہو کہ دوسری سند سے معلوم ہو گیا کہ وہ جابر بن عبد اللہ سے
روایت کرتا ہے تو ہم کہینگے باوجودیکہ اوسمین بھی کچھ کلام ہے۔ مگر وہ روایت

روایت کی سہیل نے اپنے باپ سے آسنے ابی ہریرہ رض سے آسنے نبی صلعم سے
حالانکہ آسنے بھی ابو خالد کی زیادتی کو ذکر نہین کیا - اور ایسا ہی ابو سلمہ اور ہمام
اور ابو یونس اور بہت لوگون نے ابی ہریرہ رض سے روایت کیا اور آسنے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ اس زیادتی مین ابو خالد الاحمر کا کوئی تابع نہین ہوا
یعنی ابو ہریرہ رض کی حدیث مین ابو خالد کے سوا کسی نے اذا قرء فانصتوا کو ذکر
نہین کیا انتہے اور امام مسلم نے جو کہا ہے باب التشہد مین کہ وہ میرے نزدیک صحیح ہے
سو اسکا جواب یہ ہے کہ امام نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے کہ روایت کی بیہقی
نے سنن کبیر مین ابوداود سجستانی سے کہ تحقیق یہ زیادتی محفوظ نہین اور
ایسا ہی روایت کیا یحیی بن معین اور ابو حاتم رازی اور دارقطنی اور حافظ
ابو علی نیشاپوری حاکم کے استاد سے اور کہا بیہقی نے کہ کہا حافظ ابو علی نے کہ یہ
لفظ محفوظ نہین سلیمان تیمی نے قتادہ کے تمام شاگردون کے خلاف کیا ہے اور
اتفاق ہوجانا حفاظ حدیث کا اس لفظ کے ضعیف کہنے پر مقدم ہے مسلم کے صحیح کہنے پر
باوجودیکہ آسنے سند نہین روایت کیا انتہی - اور عینی مین ہے کہ بیہقی نے کہا ہے
کہ اس لفظ کے خطا ہونے پر حافظون کا اجماع ہے انتہی ششم جواب یہ ہے کہ اگر
بنظر اسکے کہ مسلم نے کہا ہے کہ میرے نزدیک صحیح ہے) ہم تسلیم کرلین تو بھی ہم کہینگے
کہ ماسوا فاتحہ کے مراد ہے اور فاتحہ احادیث صحیحہ کے باعث علیحدہ ہے اور امام مسلم نے
بھی اسکو اسی معنے پر حمل کیا ہے چنانچہ آپ باندہا ہے سورہ فاتحہ ہر رکعت مین فرض ہونیکا
اور پھر اسمین وہ حدیثین لکھی ہین جو امام اور مقتدی اور منفرد سبکو شامل ہین
اور بالتخصیص مقتدی کے بارے مین بھی ابو ہریرہ رض کی حدیث لکھی ہے اگر امام مسلم
ہیکا قول لیا ہے تو بسم اللہ لیجیئے - اور امام بخاری نے بھی جزء القراۃ مین لکھا ہے
کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو ماسوا سے فاتحہ کے محتمل تھی ترک فاتحہ مین یہ نص نہین انتہے

اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ یہ حدیث تمام حافظون حدیث کے نزدیک ضعیف
ہے۔ علاوہ برین ہم کہتے ہین کہ عام وخاص کا کچھ تعارض نہین اور اس
حدیث سے ممانعت قرارت کی نہین ثابت ہوتی بلکہ کفایت سمجھی جاتی ہے پس
کفایت تمام قرارت مین قرارت فاتحہ کے سوا مسلم ہے اور قرارت فاتحہ مرفوع
حدیث کے باعث علیحدہ ہے چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث
کے حال بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ عبادہ بن صامت اور عبد اللہ بن
عمرو سے منقول ہے کہ نبی صلعم نے فجر کی نماز پڑھی پس ہر ایک آدمی نے
آپ کے پیچھے قرارت کی تو آپ نے فرمایا لَا یَقْرَأَنَّ اَحَدُکُمْ وَالْاِمَامُ یَقْرَءُ اِلَّا
بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ یعنی کوئی نہ پڑھا کرے جب امام پڑھتا ہو مگر سورہ فاتحہ پس اگر دونون
حدیثین ثابت ہون تو البتہ یہ مستثنیٰ ہوگا اول سے بموجب حضرت کے فرما دینے کے
کہ کوئی نہ پڑھا کرے امام کی قراءۃ کیوقت مگر ام القرآن (فاتحہ) اور قول حضرت کا
مَنْ کَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ عام ہے اور قول حضرت کا اِلَّا
بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ اُس عام سے خاص کر لیا گیا ہے جیسا کہ قول حضرت کا جُعِلَتْ
لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا (بنائی گئی ساری زمین میرے واسطے نماز کی
جگہہ اور پاک کرنیوالی) پھر فرمایا دوسری حدیث مین اِلَّا الْمَقْبَرَةَ (مگر قبرستان)
اور جو کچھ استثنا کر لیا ہے زمین سے (یعنی حمام وغیرہ) او مستثنیٰ خارج
ہوتا ہے عام سے اسیطرح فاتحۃ الکتاب خارج ہے آپ کے قول مَنْ کَانَ لَهٗ
اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ سے باوجودیکہ یہ منقطع ہے انتہی **قولہ** قال فی
الهدایۃ وعلیہ اجماع الصحابۃ الخ **اقول** عینی حنفی نے ہدایہ کے عیب
ڈھانکنے کو خود ہی لکھدیا ہے (سَمَّاهُ اِجْمَاعًا بِاِعْتِبَارِ الْاَکْثَرِ) یعنی نام رکھا
ہے اسکا اجماع اکثر کے اعتبار سے ہم کہتے ہین کہ اکثر کا اعتبار کہنا بھی باطل ہو گیا

ان الفاظ سے نہین ہے غرض یہ کہ مرسل ہے اور مرسل کی حجیت جمہور علما کے
نزدیک ممنوع ہے علاوہ ازین قراءۃ فاتحہ کی ممانعت اس سے ظاہر نہین
ہوئی **قولہ** ولنا قولہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ
اقول امام بخاری رح نے اسکے بارے مین فرمایا ہے ھذا خبر لم یثبت
عند اھل العلم من اھل الحجاز واھل العراق وغیرھم لارسالہ وانقطاعہ
ترجمہ یہ حدیث نہین ثابت ہوئی علماے اہل حجاز اور اہل عراق اور
غیر انکے نزدیک کیونکہ یہ مرسل اور منقطع ہے۔ مرسل تو اسلیئے کہ ابن شداد
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے (اور وہ تابعی ہے صحابی نہین)
اور منقطع اسلیے ہے کہ حسن بن صالح نے جابر (جعفی) سے اُسنے ابی الزبیر سے
اُسنے نبی صلعم سے روایت کی ہے اور جابر جعفی کا سماع ابی الزبیر سے ثابت
نہین انتہی۔ اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا ہے کہ جعفر جعفی جیسا کذاب مین نے
نہین دیکھا۔ اور تقریب التہذیب مین ہے کہ جابر جعفی ضعیف ہے اور
رافضی ہے انتہی اگر کوئی اس مقام پر یون کہے کہ امام ابو حنیفہ نے تو اسکو
مرفوع کردیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ دارقطنی نے اس حدیث کو بیان کرکے
کہا ہے کہ اسکو حسن بن عمارہ اور ابو حنیفہ کے سوا کسی نے مرفوع نہین کیا
اور یہ دونون ضعیف ہین اور ثوری اور ابو الاحوص اور شعبہ اور اسرائیل
اور شریک اور ابو خالد اور ابن عیینہ اور ابن عبد الحمید وغیرہ نے موسی سے
اس حدیث کو مرسل روایت کیا ہے اور یہی ٹھیک ہے اور نیز امام ابن جوزی
نے علل متناہیہ مین فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ کو عن جابر بن عبد اللہ کہنے مین
وہم ہوگیا ہے کیونکہ ایک جماعت نے حفاظ مین سے اس حدیث کو موسی بن ابی
عائشہ سے اُسنے عبد اللہ بن شداد سے اُسنے نبی صلعم سے مرسل روایت کی ہے انتہی

کیونکہ جب آثار صحیحہ صحابہؓ کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اکثر تو قراءۃ فاتحہ خلف الامام کے
قائل ہین اور بعض سے یہ معلوم ہوا کہ مقتدی کو امام کی قراءۃ کفایت کرتی
ہے لیکن اسمین بھی احتمال ہے کہ ماسوا فاتحہ کے مراد ہو کیونکہ فاتحہ کی صراحۃ
اوسمین نہین ہے اور نہ کسی اثر صحیح مین آہستہ قراءۃ فاتحہ خلف امام کی ممانعت
ہے پس اب حنفیونکو چاہیے کہ ہدایہ شریف کے حاشیہ مین لکھدین کہ صحابہ سے اصحاب
رسول اللہ مراد نہین بلکہ اصحاب ابی حنیفہ مراد ہین تاکہ صاحب ہدایہ کا قول ٹھیک
ہو جاوے ورنہ اگر اجماع اصحاب رسول اللہ کا ہوتا تو کیا امام شافعی جیسے اس اجماع
مطلع نہوتے۔ اور ترمذی نے باب ماجاء فی القراءۃ خلف الامام مین عبادہ بن
الصامت کی حدیث کو لکھکر فرمایا ہے وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ فِی الْقِرَاءَةِ خَلْفَ
الْاِمَامِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ
انتھی یعنی اسی حدیث پر عمل ہے امام کے پیچھے قراءت کرنے مین اکثر اہل علم کے
نزدیک رسول اللہ کے اصحاب اور تابعین مین سے۔ اور امام بخاری نے کہا ہے
جزء القراءۃ مین ذکر کیا ہے قال عمر بن الخطاب اقرء خلف الامام (یعنی فرمایا
عمر بن خطاب نے ایک شخص کو کہ پڑھا کر امام کے پیچھے۔ تو پھر اس شخص نے کہا)
قلت وان قرأت قال نعم وان قرءت (کہامین نے اگرچہ آپ پڑھتے ہون
فرمایا ہان اگرچہ مین پڑھتا ہون)۔ اور اسیطرح فرمایا ابی بن کعبؓ اور حذیفہ
بن الیمان اور عبادہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور منقول ہے علیؓ بن ابیطالب
اور عبد اللہ بن عمروؓ اور ابی سعید خدری اور کتنے ہی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ و
سلم سے مثل اسکے (یعنی جیسا حضرت عمرؓ وغیرہ نے فرمایا) اور کہا قاسم بن
محمد نے کہ بہت سے ائمہ پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور کہا ابو مریم نے سنا مین نے
ابن مسعود کو پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور کہا ابو وائل نے ابن مسعودؓ سے

احادیث کا مطلب تجکو سمجھائینگے ثانی حدیث ابی ہریرہ مین تونے یہ غلطی کی ہے کہ یُجَزِی
رائ مہملہ کے ساتھ لکھا ہے اور صیغہ مجہول اسکو سمجھا ہے کیونکہ اسکا ترجمہ تونے یہ
لکھا ہے کہ جاری کیگئی نماز (دیکھ اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۰ کا حاشیہ) اور اصل
مین حدیث یون ہے یُجْزِی زاء معجمہ کے ساتھ ہے اور صیغہ مضارع معروف کا
ہے باب افعال سے - ترجمہ حدیث کا یہ ہے کہ جائز ہو جاتی ہے نماز فاتحۃ
الکتاب کے ساتھ اور اگر زیادہ پڑھا تو وہ بہتر ہے - اور ثالث حدیث مین یہ
غلطی کی ہے کہ اَخْرَجَ قَتَادَۃُ لکھا ہے چنانچہ حاشیہ مذکور مین اسکا ترجمہ لکھا ہے
نکالا قتادہ نے - اور اصل مین صحیح یون ہے اُخْرُجْ فَنَادِ الخ اخرج امر کا صیغہ ہے
باب نَصَرَ یَنْصُرُ سے - اور نَادِ بھی امر کا صیغہ ہے باب مفاعلۃ سے اُسکے اول مین
فاء تعقیبیہ داخل ہوئی ہے - اور دوسری غلطی اسمین یہ ہے کہ ان لاصلوٰۃ
القران لکھا ہے - اصل مین یون ہے اَنْ لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِقُرْاٰنٍ الخ ترجمہ حدیث کا
یہ ہوا کہ فرمایا رسول اللہ نے نکلکر مدینہ مین پکار دے کہ نہین نماز ہوتی مگر ساتھ
قرآن کے اگرچہ سورہ فاتحہ ہی کے ساتھ ہو پس ساتھ اُسکے جو زیادہ پڑہا **قولہ**
اب لامذہبون پر واجب ہے کہ جسطرح قراۃ فاتحہ پر قناعت کی اور زیادہ کو خلف
امام ترک کیا اور نماز کو کامل جانا اسیطرح قراءۃ فاتحہ کو بھی خلف امام ترک کرین
اور نماز کو کامل اور مکمل جانین ورنہ بموجب بوجہ ترک عمل حدیث یعنی فَزَادَ
فَصَاعِدًا کے نماز کو باطل سمجھکر نماز گذشتہ کی فکر کرین **اقول** لفظ فَصَاعِدًا
جو مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے تو اُسکو امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ اسکی
مثال ایسی ہے جیسے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے لَا یُقْطَعُ الْیَدُ اِلَّا فِی رُبْعِ دِیْنَارٍ
فَصَاعِدًا یعنی نہ کاٹا جائیگا چور کا ہاتھ مگر چوتھائی دینار چورانے مین پس زیادہ
مین - تو جو کوئی آدھ دینار یا ایک دینار یا زیادہ جتنا چُراوے اُسکا ہاتھ بھی

مدت اڑہائی برس ہین اور بہت سے مسائل ایسے ہین کہ جنکے ذکر کرنے سے رسالہ
طویل ہو جانیکا خوف ہے کیا تردید مذہبان ابی حنیفہ کے قول کو ترجیح قول
رسول پر مثل قول پولوس نہین ہے بلکہ اللہ تعالی کے قول پر بھی ترجیح ہے -
اے بیحیا حجام کچہہ تو خدا تعالی کا خوف کر کے شرم کر - ہملوگ تو حدیث کو قرآنکی
تفسیر اور بیان ڈالتے ہین اور جہانتک ممکن ہو آیت حدیث کی تطبیق دے لیتے
ہین کیونکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ رسول اللہ کبھی قرآن کے مخالف نہ فرمائینگے اور احکام
شرعیہ آپنے جو بتلائے سب وحی سے ہین اور یہ کسی کا بھی عقیدہ نہین کہ آنحضرت
صلعم قرآن پاک کو نہ سمجھے ہون کیونکہ باریتعالی نے آپکو احسن تفسیر کرکے
سمجھایا ہے ہان احناف کے اندر اسبات کی بو پائی جاتی ہے کیونکہ جب صحیح سند
سے ثابت ہو چکا فاتحہ کا پڑہنا امام کے پیچھے اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ قراءۃ فاتحہ
کی بغیر کسی نمازی کی نماز جائز نہین اور بعد حضرت کے بھی صحابہ نے اسپر عمل کیا
پھر بھی ابی حنیفہ کی راے کو اُنکے مقلد ترجیح دیے چلے جاتے ہین - اس سے صاف
ظاہر ہے کہ حنفیوں مین یہ بیماری گھسی ہوئی ہے کہ رسول اللہ فقیہ نتھے ورنہ اگر یہ
مرض نہین ہے تو بیان کرو اور کیا آفت تمپر پڑی ہوئی ہے کوئی عذر معقول
بیان کرو تاکہ اُسکا علاج کیا جائے **قولہ** عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم امر فنادی ان لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب وما زاد وعنہ قال
یجزی بفاتحۃ الکتاب وان زاد فھو خیر وعن جعفر بن میمون قال ابو عثمان
النھدی قال سمعت ابا ھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلعم اخرج فناد فی
المدینۃ ان لا صلوۃ الا بقران ولو بفاتحۃ الکتاب فما زاد **اقول** پہلے تو نے حدیث
کسی سے پڑہلی ہوتی بعد کو اعتراض کیے ہوتے بھلا اس جہالت کا بھی ٹھیک ہے کہ سمجھے
نہ بوجھے مگر بک بک کرنے کو مستعد خیر اول تو ہم تجھکو تیری غلطی پر آگاہ کرلین بعد کو

دلیل اسکی یہ ہے کہ ابو عثمان نہدی کی دوسری روایت مین فا ر آئی ہے عن
ابی عثمان عن ابی ھریرۃ رض قال امرنی رسول اللہ صلعم ان انادی لاصلوٰۃ
الا بقراءۃ فاتحۃ الکتاب فما زاد ترجمہ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے کہا
حکم کیا مجکو رسول خدا صلعم نے کہ پکار دو نہین نہین نماز ہوتی مگر ساتھ پڑھنے سورہ
فاتحہ کے پس زائد کے - اور ابی ہریرہ رض نے خود ہی اپنی روایت کی تفسیر کر دی چنانچہ
فرمایا جائز ہو جاتی ہے نماز فاتحۃ الکتاب کے ساتھ اور اگر زیادہ پڑہا تو بہتر ہے -
ایسا ہی صحیح مسلم مین بھی آیا ہے پس معلوم ہو گیا کہ زیادہ پڑہنا سنت ہے -
اب اگر کوئی یہ کہنا چاہے کہ جب الحمد سے زیادہ پڑہنا سنت ٹھہرا تو اسکو امام کے
پیچھے کیون چھوڑ دیتے ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ سری نمازونمین تو ہم زیادہ پڑہلیا
کرتے ہین کیونکہ اسکے لیے کچھ ممانعت نہین آئی ہے لیکن جہری نمازون مین سورہ
فاتحہ سے زیادہ پڑہنے کی ممانعت آگئی ہے جیسا کہ دار قطنی کی حدیث مین آیا ہے فلا
تقرؤا بشیء من القرآن اذا جھرت الا بام القرآن - عبادہ بن صامت کہتے ہین
کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تملوگ کچھ مت پڑہا کرو قرآن مین سے جبکہ مین پکار کر
پڑہا کرتا ہون مگر سورہ فاتحہ پڑہلیا کرو - دار قطنی نے کہا کہ اس حدیث کے تمام
راوی ثقہ ہین - پھر ہم کہتے ہین کہ اگر فصاعدا اور فما زاد وغیرہ روایات
سے زیادتی کا فرض ہونا بھی ثابت ہوتا تو بھی ہم کہہ سکتے تھے کہ مقتدی کے تئین
تخصیص آگئی ہے کہ جہری نمازون مین الحمد شریف کے سوا کچھ نہ پڑھے - اب
ہا نیز ہم ایک عجیب نکتہ بیان کرتے ہین قابل یاد رکھنے کے ہے کہ رسول اللہ صلعم
نے ابی ہریرہ رض کو ارشاد فرمایا کہ نکلکے مدینہ مین منادی کر دے کہ نماز نہین ہوتی
مگر ساتھ قرآن کے اگرچہ صرف فاتحہ ہی ہو پس جو کچھ زیادہ ہو - اس حدیث مین
صراحۃً آچکا کہ مدینہ مین آپنے قراءۃ فاتحہ کا حکم دیا اور جتنی حدیثین قراءۃ فاتحہ کی

کاٹا جائیگا۔ اور جو چوتھائی دینار کی قدر چراوے اُسکا ہاتھ بھی کاٹا جائیگا۔ اور ربع دینار سے اگر کم چراوے تو بموجب اس حدیث کے ہاتھ کاٹا نہ جائیگا۔ اور کوئی بیوقوف یہان پر یون نہ سمجھ لیوے کہ اس حدیث کا تو یہ مطلب ہے کہ ربع دینار کے ساتھ کچھ زیادہ بھی چراوے تب ہی ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے صرف ربع دینار مین نہین کیونکہ اس حدیث کی بعض روایات مین فَصَاعِدًا نہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ فقط ربع دینار مین بھی قطع ید ہے اور دوسری حدیثون سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے زمانے مین صرف ربع دینار مین بھی ہاتھ کاٹا گیا اور زیادہ مین بھی پس ایسا ہی لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَصَاعِدًا مین ہے یعنی نہین ہوتی نماز اُس شخص کی جو سورہ فاتحہ نہین پڑہتا پس زیادہ ۔ تو جو شخص کچھ بھی نہ پڑھے اُسکی نماز نہوگی اور جس نے سورہ فاتحہ پڑھ لی اُسکی نماز ہو جائیگی اور جو سورہ فاتحہ کے ساتھ زیادہ بھی پڑھ لیگا اُسکی نماز بھی ہو جائیگی اور یہ بات اس سے بھی ثابت ہوئی کہ عام ثقہ کی روایات مین فَصَاعِدًا نہین ہے چنانچہ امام بخاری صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ غیر معروف ہے معمر کا اس زیادتی مین کوئی تابع نہین ہوا۔ ہم کہتے ہین اگر زیادہ پڑھنا فرض ہوتا تو کسی روایت صحیح مین یہ لفظ چھوڑا نہ جاتا سب ہی مین موجود ہوتا اور حدیث صحیح مرفوع مین آچکا ہے اُمُّ الْقُرْاٰنِ عِوَضٌ مِنْ غَيْرِهَا وَلَيْسَ غَيْرُهَا عِوَضًا مِنْهَا یعنی سورہ فاتحہ اور کا بدلہ ہو سکتی ہے اور اَور چیزین اُسکے بدلہ مین نہین ہوتین ۔ اس حدیث سے بھی بخوبی معلوم ہو گیا کہ اگر صرف سورہ فاتحہ کو پڑھ لیا تو وہ کفایت کر گئی اور اگر اُسکو نہ پڑھے بلکہ اُسکی عوض مین دوسری سورہ پڑھ لے تو یہ پڑھنا اُسکا کافی نہوگا پس متعین ہو گیا کہ نماز مین قراءة فاتحہ ہی خاصکر فرض ہے نہ زیادہ اور فَمَا زَادَ کا بھی وہی مطلب ہے جو کہ فَصَاعِدًا کا ہے باقی رہی وہ روایت ابی ہریرہ رض کی جسمین وَمَا زَادَ آیا ہے سو اُسکا جواب یہ ہے کہ یہان بھی واو ساتھ معنی فا کے ہے اور

اما

پس جولوگ ایسی ایسی حدیثون سے آہستہ قرأۃ کی بھی ممانعت سمجھہ لیتے ہین
سو یہ اُنکی جہالت ہے **قولہ** دلیل پیش کردہ مدعی سو مدعوی نہین ہے کیونکہ
نص حدیث سے قول نبی کا فرض ہونا ثابت نہین الخ **اقول** نص حدیث سے
صاف ثابت ہے کہ قول نبیؐ فرض بھی ہوتا ہے کیونکہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
آیت سے استدلال کر رہے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ
وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا یعنی جو لاوے تمہارے پاس رسول پس لے لو
اُسکو اور جس سے تمہین منع کرے پس باز رہو۔ ہم کہتے ہین کہ ابن مسعود
صاحب کا استدلال بہت ٹھیک ہے کیونکہ اس آیۃ کریمہ سے بھی اور آیۃ اَطِیْعُوا اللّٰہَ
وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا) سے بھی اور اور بہت
سی آیات قرآنی سے ثابت ہے کہ اطاعت (فرمانبرداری) اللہ کی اور اطاعت رسول
اللہ کی فرض ہے یعنی اللہ تعالی جو حکم کریگا اُسکا بھی ماننا لازم اور ضروری ہے
اور رسول جو حکم کرے اُسکا بھی ماننا ویسا ہی لازم اور ضروری ہے اب یہ عام ہے کہ وہ
امر خواہ ایجابی ہو یا استحبابی پس کوئی امر الہی تو فرض ہے اور کوئی فرض نہین ہے
چنانچہ قرآن کریم مین دونون قسم کے امر موجود ہین ایسے ہی رسول کا بھی کوئی
امر فرض ہے کوئی فرض نہین لیکن مان لینا سبھی کا فرض ہے اور تمام اہل سنت
وجماعت کا یہی عقیدہ ہے مگر تفضل حسین اور اُسکے ہم مشرب کا رفض خوب
ظاہر ہوگیا کیونکہ یہ اتباع رسولؐ کو فرض نہین جانتے **قولہ** اس مقام پر ہمکو
عجب یہ معلوم ہوتا ہے کہ لامذہب صاحب کی لاف زنی سے اکثر سنی بھی گمان تھا
کہ علم سے کچھہ بہرہ ہوگا الخ **اقول** اے حجام سامنے مولانا صاحب کے تو تیرے ہونٹ
خشک ہوتے تھے اب کہتا ہے کہ گمان تھا۔ اس مباحثہ مین تو تیرے جیسے جہلا
آئے تھے وہ بھلا کیا بحث علمی کو سمجھتے ہان اگر کوئی عالم ہوتا تو اُسوقت کیفیت

ابی ہریرہ رضہ سے ہیں سب مدنی ہیں۔ اور عبادہ بن الصامت کی جتنی حدیثیں
قراءۃ فاتحہ خلف الامام وغیرہ میں وارد ہوئی ہیں سب مدنی ہیں کیونکہ عبادہ رضہ
بن الصامت بن قیس انصاری مدنی ہیں جسکو خواہش ہو کتب اسماء الرجال
وغیرہ سے انکا حال دریافت کرکے اپنی تسلی کرلے۔ اور آیۂ کریمہ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ
الخ مکیہ ہے اور قراءۃ فاتحہ خلف امام کا حکم حضرت نے مدینہ میں جاکر دیا پس یہ بڑی
قوی دلیل ہے اس امر کی کہ آیۃ سے البتہ قراءۃ خلف امام کی ممانعت نہیں ورنہ
حضرت نے بعد نزول آیۂ مذکورہ کے قراءۃ فاتحہ خلف امام کی کیوں اجازت دیتے
آپ تفضل حسین اور آپکے ہم مذہبوں کو لازم ہے کہ گذشتہ پر نادم ہوں اور آیندہ کو
اپنی نمازیں برباد نہ کریں کیونکہ دلائل قطعیہ سے ثابت ہوچکا کہ سورہ فاتحہ پڑھے بغیر کسی
نمازی کی نماز نہیں ہوتی چاہے مقتدی ہو یا امام یا منفرد۔ اور تقلید سے توبہ کریں
اور تجدید ایمان کرکے پورے پورے قرآن و حدیث کے عامل بنجائیں۔ اور بخاری
نے روایت کی ہے عن عمران بن حصین ان النبی صلعم صلی الظہر باصحابہ
فقال ایکم قرء سبح اسم ربك الاعلی فقال رجل انا فقال رسول الله صلعم
قد عرفت ان رجلا خالجنیها قال شعبة فقلت لقتادة کانه کرهه فقال لو
کرهه لنهی عنه ترجمہ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے اپنے
اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھا کر فرمایا تم میں سے کسنے سبح اسم ربک الاعلی کو پڑھا ہے
تو ایک مرد بولا کہ میں نے پڑھا ہے پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں نے جان لیا
کہ البتہ کسی نے جھگڑا کیا ہے مجھسے قراءت میں شعبہ کہتا ہے کہ میں نے کہا قتادہ سے
گویا کہ حضرت نے مکروہ سمجھا پڑھنے کو تو اسنے کہا اگر حضرت مکروہ سمجھتے البتہ منع کرتے
اس سے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایک آدمی نے سبح اسم پکار کے پڑھی تھی
کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ مجھکو خلجان میں ڈالا۔ اور آپنے نفس پڑھنے کو منع نہیں کیا

پس تم انکار کرو) دلیل قطعی ہے اور تمھاری تعریف سے لازم آتا ہے کہ بعد احرام
کے لینے کے انکار کرنا فرض ہو جاتے حالانکہ وہ تمھارے مذہب مین بھی فرض نہین اور
اسیطرح قولہ تعالیٰ اِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ (جسوقت تمام
کیجاوے نماز پس پھیل جاؤ زمین مین) دیکھو بعد نماز کے پھیل جانا زمین مین
دلیل قطعی سے ثابت ہے اور فرض نہین حالانکہ یہ تعریف تمھاری صادق آتی ہے
اُسپر پس چاہیے کہ اسکو تم فرض کہو **قولہ** تعریف واجب وہ ہے جو ثابت ہوا ہو
دلیل ظنی سے ثواب دیا جائیگا کرنیوالا اسکا اور عذاب دیا جائیگا چھوڑنیوالا اسکا
اور نہ کافر ہوگا منکر اسکا **اقول** تعریف واجب کی صرف اتنی ہے کہ واجب وہ ہے
جو ثابت ہوا ہو دلیل ظنی سے اور اسکے بعد کی عبارت وہ حکم ہے واجب کا پس تیری
یہ تعریف بھی منقوض ہے کیونکہ نیت اور قعدہ اخیرہ باعتبار اُصول تمھارے کے
دلیل ظنی سے ثابت ہے تمھاری تعریف سے لازم آتا ہے کہ یہ واجب ہوں اور تمھارے
نزدیک فرض ہیں اسیطرح کہنا آمین کہنا اور تکبیرات انتقال یعنی رکوع
وسجدہ مین جاتے اور اٹھتے اللہ اکبر کہنا دلیل ظنی سے ثابت ہین اور تمھاری
تعریف سے لازم آتا ہے کہ انکو واجب کہو حالانکہ تمھاری فقہ مین لکھا ہے کہ یہ سنت
ہین **قولہ** پس بموجب معنی سنت وہ ہے جو قول وفعل نبی کریم متعلق مسائل دینیات
کے ہو **اقول** سنت جو مقابلہ فرض وواجب کے بولی جاتی ہے اُسکا یہ معنی نہین ہے
کیونکہ یہ معنی تو فرائض و واجبات وغیرہ پر بھی صادق آتا ہے اسلیئے کہ انکے بھی
متعلق قول وفعل نبی ہے ہان سنت جو بمعنی حدیث ہے اُسکا یہ معنی ہوسکتا ہے
قولہ چونکہ حدیث قولی دلیل قطعی ہے لہذا ارجح ہے اوپر فعلی کے **اقول** مبارک
بھالو اب تو تمنے خود اپنی زبان سے اقرار کرلیا کہ قراۃ فاتحہ خلف امام فرض ہے کیونکہ
یہ بھی تو حدیث قولی سے ثابت ہے جسکو تم دلیل قطعی تسلیم کرچکے اور فرض کی

معلوم ہوا کہ آجتک کلکتہ مین کسی نئے ڈھنگ سے تو گفتگو نہین کی جو کوئی مرجیہ آیا تو وہ بیچ دو ہی باتو نمین بند ہوکر بھاگ گیا ایک مرتبہ عبدالشکور مرجیہ پچاس ایک بدمعاشونکو ساتھ لیکر چاندنی مین آیا تھا بہ نیت فساد اور ظاہر مین کہتا تھا ہم مناظرہ کرینگے ہماری جانب سے یہ جواب ہوا تھا کہ پہلے سرکاری انتظام ہوجائے تاکہ دنگہ فساد نہو بعد کو چاہے سارے مرجیہ اکٹھے ہوکر آجائین ہم برابر گفتگو کرینگے لیکن چونکہ یہ بات انکے مقصود کے خلاف تھی ہرگز اسکو تسلیم نکیا اور چلدئیے ۔ اسیطرح بالکرتیہ گاؤن مین مناظرہ کے لئے گئے تھے مگر عبدالشکور مرجیہ نے جب دیکھا کہ یہان تو دنگہ نہین کراسکتے تو بہانہ کرکے سر کو پٹی باندھکر گھر مین لیٹ رہا ہر چند بلایا مگر نہین آیا اب بھی اگر کسیکو حسرت ہے تو سرکاری انتظام کرکے میدان مین آجائے انتہٰی ۔ اللہ تعالیٰ مونث تقلید وغیرہ سبکی وجہ بیان اور بیان دیجائینگی **قولہ** تعریف فرض وہ ہے جو ثابت ہوا دلیل قطعی سے ثواب دیا جائیگا فاعل اسکا اور عذاب دیا جائیگا تارک اسکا اور کافر ہوگا منکر اسکا **اقول** یہ تعریف غلط ہے کیونکہ فرض کی تعریف تیری عبارت میں فقط اتنی مذکور ہے (کہ فرض وہ ہے جو ثابت ہوا ہو دلیل قطعی سے) اور اسکے مابعد کی عبارت وہ حکم ہے فرض کا اور تعریف سے حکم خارج ہوتا ہے دیکھ لیجئے فقہ و اصول کو پس حکم کو تعریف کے ساتھ شامل کردینا سراسر تیری جہالت ہے باقی رہی یہ تعریف پس یہ جامع نہین اپنے افراد کے لئے کیونکہ تمھارے مذہب مین قعدہ اخیرہ مقدار تشہد کے فرض ہے اور وہ ثابت ہے خبر واحد سے کہ وہ ظنی ہے نہ قطعی پس تیری تعریف سے لازم آتا ہے کہ وہ فرض نہین اور نماز اور روزہ اور زکوٰۃ مین نیت فرض ہے حالانکہ وہ تعریف تمھاری سے خارج ہے کیونکہ خبر واحد انما الاعمال بالنیات سے ثابت ہے اور وہ قطعی نہین ۔ اور یہ تعریف مانع بھی نہین دخول غیر سے کیونکہ آیۃ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا (جب حلال ہو تم یعنی احرام کھولو

جو جو افعال نبی کریم علیہ التسلیم اور آپ کے اصحاب رض سے اسانید صحیحہ سے ثابت
ہیں ان سب پر اہلحدیث عمل کرتے ہیں پس اہلحدیث بفحوائے قول آنحضرت م
ما انا علیہ واصحابی کے ناجی ثابت ہوگئے اور فرقہ حنفیین مبتدعین جو کہ اہل
ہوا ہیں اور مصداق ہیں سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بھم تلک الاھواء
کما یتجاری الکلب بصاحبہ لایبقی منہ عرق و لامفصل الا دخلہ کے ناری
ثابت ہوگئے **قولہ** اس جگہ یہ تجھکو قول رحیم بخش الخ **اقول** ارے حجام تجھکو تو
دشمنی میں بھی نظر نہیں آتا خیر اگر شہادت الفریقین کی عبارت تیری نظر نہیں آتی
تو اب میں تجھکو دکھلاتا ہوں ذرا آنکھیں کھولکر دیکھ وہی ہذہ **وجہ ۹** یہ ہے کہ
فرقہ حنفیہ مرجیہ کوفیہ بباعث عقیدہ گندیدہ ارجاء کے فرق ضالہ اہل ہوا و بدعت
میں داخل ہے اور طائفہ ناجیہ مہدیہ محمدیہ اہل السنۃ والجماعۃ عامل ما انا علیہ
واصحابی سے خارج ہے انتہی - اس عبارت میں طائفہ کا عطف فرق ضالہ
پر ہے اور ناجیہ مہدیہ محمدیہ اہل السنۃ والجماعت عامل ما انا علیہ واصحابی یہ
اوصاف ہیں اُسی طائفہ کے پس مطلب اسکا یہ ہوا کہ فرقہ حنفیہ گمراہ فرقوں میں سے
ہے اور طائفہ ناجیہ میں سے نہیں ہے جسکی یہ صفتیں ہیں **قولہ** عن ابی ھریرۃ رض
قال قال رسول اللہ صلعم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون الخ
اقول یہ حدیث اُن لوگوں کی شان میں ہے جنھوں نے جھوٹی جھوٹی حدیثیں
بنا کر لوگوں کو گمراہ کر دیا جیسا کہ کسی کذاب دجال نے ابو حنیفہ سراج امتی کی
حدیث گھڑ کر تم لوگوں کو چاہ ضلالت میں ڈالدیا ایسا ہی من قرأ خلف الامام
فلا صلوۃ لہ اور من رفع یدیہ فلا صلوۃ لہ اور طرح طرح کی جھوٹی حدیثیں
بنا کر احناف کو بڑے فتنہ میں ڈالدیا اور صراط مستقیم سے الگ کر دیا - اور یہ
ہم لوگ اہلحدیث تو جھوٹی حدیثیں بنانے والے کو جہنمی سمجھتے ہیں اور جھوٹی حدیثوں

تعریف تمنی یہی کی ہے کہ فرض وہ ہے جو ثابت ہوا ہو دلیل قطعی سے۔ پس اب
حکم فرض خواہ مخواہ تمپر جاری ہوگا یعنی قراءۃ فاتحہ خلف امام کروگے تو تمکو ثواب
دیا جائیگا اور اگر اُسکے تارک بنوگے تو تمکو عذاب دیا جائیگا اور اگر اُسکا انکار کروگے تو
کافر ہو جاؤگے **قولہ** غرض کہ فرض ہونا قراءت فاتحہ خلف الامام تعریف فرض سے خارج
ہے الخ **اقول** ابھی تو تیرے قول سے ثابت ہو چکا کہ فرض کی تعریف مین داخل ہے
پس اب تو اگر منکر ہوگا تو کافر ہو جائیگا۔ اور صحابہ کرام رضہ مین تو کوئی بھی آہستہ
قراءت فاتحہ خلف امام کا منکر نہین تھا یہ تمھاری خام خیالی ہے اور صحابہ کرام اور تابعین اور تبع
تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا کہنا اور اہلحدیث کو جو متبعین اللہ تعالی و
رسول کے ہین برا کہنا اور اُنکے برے برے نام رکھنے اور خاصکر جناب عمدۃ المفسرین
زبدۃ المحدثین مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب اور اُنکے شاگردان ذیشان دام
فیضہم کے حق مین کلمات ناشایستہ بکنے۔ اور جناب فیضمآب امیر المومنین عمدۃ المفسرین
زبدۃ المحدثین مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر کی شان مین کلمات
نازیبا زبان سے نکالنے ان خفیون مرجیون بدعتیون کا کام ہے مثل تفضل حسین
دجال کذاب خانہ خراب اور عبد الشکور مرجیہ ضلالت مآب کذاب اور عبد القادر
ہگلوی اکذب الکاذبین راس الشیاطین اور اُنکے معتقدین کلاب کے۔ اور یہ
مبتدعین مذمومین مقبوحین جو عداوت رکھتے ہین اہلحدیث منصورین
ممدوحین سے۔ اُسکی وجہ یہ ہے کہ اہلحدیث تو اتباع اللہ و رسول کا بتلاتے ہین
اور شرک و بدعت سے منع کرتے ہین۔ اور مبتدعین اللہ و رسول کی فرمانبرداری
سے سیکڑون کوس بھاگتے ہین اور شرک و بدعت کو کرنا اپنا دین و ایمان سمجھتے
ہین۔ اور جبکہ ثابت ہو چکا کہ قراۃ فاتحہ خلف امام کا رسول اللہ صلعم نے
امر کیا اور صحابہ رضہ نے اُسپر عمل کیا اور آمین بالجہر اور رفع الیدین وغیرہ

جسکو اپنی اصطلاح مین واجب کہتے ہین اُسکا ثبوت قرآن و حدیث مین
کہین نہین ہے اونکی اپنے گھر کی گھڑت ہے اور رہا وجود کیہ خود حنفی بھی لفظ
وجوب کو ساتھ معنے فرضیۃ کے استعمال کرتے ہین اور وہان وجوب اصطلاحی
مراد نہین ہوتا جیساکہ فقہ حنفیہ کی کتابون مین لکھتے ہین اَلحجُّ واجبٌ و
اَلزکوۃُ واجبۃٌ اَلصَّوْمُ ضَرْبَانِ وَاجِبٌ وَ نَفْلٌ اور مراد وجوب سے یہان
فرضیت ہے کیونکہ حج اور زکوۃ اور روزہ رمضان فرض ہے دیکھو ہدایہ اور
شرح وقایہ وغیرہ اور احادیث مین بھی واجب ساتھ معنی فرض کے آیا ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ حقٌّ واجبٌ الحدیث اور
پھر ہم کہتے ہین کہ قراۃ فاتحہ رکن ہے نزدیک امام شافعی رح کے جیساکہ ہدایہ مطبوعہ
مطبع مصطفائی کے صفحہ ۱ مین ہے لا یقرء المؤتم خلف الامام خلافا للشافعی
فی الفاتحۃ لہ ان القراءۃ رکن من الارکان فیشترکان فیہ ترجمہ
نہ پڑھے مقتدی امام کے پیچھے خلاف ہے امام شافعی کا فاتحہ مین دلیل اونکی
یہ ہے کہ قراءۃ فاتحہ کی ایک رکن نماز کے رکنونمین سے ہے اسمین شریک ہونگے
دونون یعنی امام اور مقتدی قراۃ فاتحہ مین - اور مشکوۃ المصابیح کے صفحہ
مین حاشیہ پر تحریر ہے قولہ لا صلوۃ الخ قد استدل الشافعی رح و احمد رح
فیما ھو المشہور من مذھبہ علی تعیین الفاتحۃ وکونھا رکنا فی الصلوۃ
بھذا الحدیث ترجمہ قول حضرت کا لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب
دلیل پکڑی ہے امام شافعی رح نے اور امام احمد رح نے اس روایت مین کہ مشہور
ہے اونکے مذہب مین اوپر معین کرنے فاتحہ کے اور ہونے اُسکے کے رکن نماز
مین اس حدیث کے ساتھ - اور منیۃ المصلی مطبوعہ مطبع محمدی بمبئی کے صفحہ ۸۶
کے حاشیہ پر صغیری سے نقل کرکے لکھا ہے فان قرءتھا (ا الفاتحۃ) واجبۃ

پر عمل کرنا حرام جانتے ہیں اور جس طریق پر ہم ہیں یہی طریق نبی کریم علیہ التسلیم سے
ساتھ اسانید صحیح کے ثابت ہے اللہ تعالیٰ ہمکو اسی پر ثابت قدم رکھے اور خاتمہ
بالخیر کرے آمین یارب العالمین **قولہ** مشکوۃ المصابیح کے ص۸ کے حاشیہ پر جو
عبارت کہ تحریر ہے اُس سے بھی فرض ہونا فاتحۃ الکتاب کا ثابت نہیں وھو ھذا
فاعلم ان مذھب الشافعیؒ وجوب قراءۃ فاتحۃ علی الماموم فی السریۃ و
الجھریۃ الخ **اقول** اگر تجکو ذرا بھی بہرہ علم سے ہوتا تو یہ عبارت تیری سمجھ میں
ضرور آجاتی کیونکہ امام شافعیؒ کے نزدیک فرض و واجب ایک چیز ہے دیکھو شرح
وقایہ مطبوعہ نولکشور کے ص۳۸ میں وعند الشافعیؒ لا فرق بین الفرض والواجب
علی ما عرف فی اصول الفقہ فعندہ افعال الصلوۃ اما فرائض واما سنن
واما مستحبات **ترجمہ** اور امام شافعیؒ کے نزدیک کچھ فرق نہیں فرض اور
واجب کے درمیان اوپر اُسکے جو جانا گیا ہے فقہ کے اصول میں پس نزدیک
شافعیؒ کے نماز کے افعال یا فرض ہیں اور یا سنت اور یا مستحب افسوس
افسوس تجکو اپنے گھر کے مسائل سے بھی واقفی نہیں حالانکہ بدمذہبوں میں شرح وقایہ
بڑی معتبر اور مشہور کتاب ہے اور اکثر اسکی درس و تدریس رہتی ہے لیکن جو شخص
سنگ بدمذہب ہے اُسکو بھی نہ دیکھا اور ناحق دعوی باطل کر بیٹھا کہ مشکوۃ کے حاشیہ
کی عبارت سے بھی فرض ہونا فاتحۃ الکتاب کا ثابت نہیں جسکی باعث سے روسیاہی
دارین حاصل ہوئی افسوس پیغمبرؐ کا یہ فرمان بھی یاد نہ رہا الصدق ینجی و
الکذب یھلک یہ نے مانا کہ عربی عبارت کے پڑھنے اور سمجھنے کی تجکو بالکل لیاقت نہیں لیکن
ذرا مالابد منہ فارسی کو تو مطالعہ کر لیا ہوتا۔ مالابد مطبوعہ مطبع محمدی کے صفحہ ۱۲ میں ہے
نزد امام اعظمؒ فرض از واجب جداست الخ و دیگر آئمہ در فرض و واجب فرق
نمیکنند انتہی اور اہلحدیث کے نزدیک بھی فرض اور واجب ایک چیز ہے اور حنفی

منکر ہین لپس بموجب قاعدۂ شما معاذ اللہ یہ کافر ہوئے۔ اور چوتھائی داڑھی کا
مسح امام ابو حنیفہ کے نزدیک فرض ہے اور امام ابو یوسف اس فرضیت کے
منکر ہین اور کہتے ہین کہ تمام داڑھی کا مسح فرض ہے پس بموجب قاعدۂ شما ابو حنیفہ
کے نزدیک ابو یوسف کافر ٹھہرے اور ابو یوسف کے نزدیک ابو حنیفہ کافر ہوئے
پس بموجب قاعدۂ شما ارض مقدس کے وارث کافر ٹھہرے کیونکہ وہ حنفی ہین۔
پس بقول شما تکذیب قول خدا لازم آگئی معاذ اللہ حالانکہ جو مطلب آیۂ کریمہ کا
تمنے سمجھہ رکھا ہے جس سے تکذیب قول خدا استغفر اللہ لازم آئی وہ سراسر
غلط ہے اب جو جواب ہمارے اعتراضات کا تجویز کروگے وہی جواب ہماری طرف
سے بھی سمجھہ لینا۔ اب ہم آیۂ کریمہ کا مطلب تحریر کرتے ہین وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ
مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ترجمہ اور البتہ
تحقیق لکھہ دیا ہمنے زبور مین پیچھے ذکر کے تحقیق زمین وارث ہون گے
اُسکے نیک بندے میرے۔ تفسیر جلالین مین لکھا ہے اَنَّ الْاَرْضَ ارض الجنۃ یعنی
اس آیۂ کریمہ مین ارض سے مراد زمین جنت کی ہے اور تفسیر ابو السعود
مین اس آیت کے تحت لکھا ہے عن ابن عباسؓ ان المراد الارض الجنۃ۔
یعنی ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ تحقیق جنت کی زمین مراد ہے۔ اور تفسیر کبیر
مین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول مین (اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ)
کئی وجہ ہین اول تو یہ کہ زمین سے مراد بہشت کی زمین ہے اور صالحین بندو
سے مراد ایمان والے لوگ ہین جو کہ اللہ تعالیٰ کے پورے پورے فرمانبردار ہین
پس اس آیۂ کریمہ کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے لکھہ دیا ہے انبیا علیہم السلام کی
کتابوں مین اور لوح محفوظ مین یہ کہ جنت کا وارث وہ شخص ہوگا جو کہ اُسکے نیک
بندوں مین سے ہے اور یہی قول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد اور سعید بن جبیر

عندنا [الحنفية) وعند الائمة الثلاثة فرض ۲۱۲ - ترجمہ پس تحـ
سورہ فاتحہ کا واجب ہے ہمارے نزدیک یعنی حنفیہ کے اور تینوں اماموں
نزدیک فرض ہے - اور مالابد چھاپہ محمدی کے ص۴۰ مین ہے ونزد شا
احمد فاتحہ خواندن فرض ست - اور اس عبارت کی تحت مین بطور حاشیہ
کے لکھا ہے بلکہ نزد امام مالک نیز کذافی الشمنی اور بھی ص۲ مین ہے وقرا
بر مقتدی ہم فرض ست نزد شافعی **قوله** اب تتمہ یہ ہے کہ جب حالمین یعنی کہ
شافعی اور مالکی حنبلی بموجب دعوی شما جبکہ کافر ہوئے تو تکذیب قـ
لازم آویگی الخ **اقول** ہمنے تمھاری معتبر کتابون سے ثابت کردکھا
ثلاثہ قراءۃ فاتحہ کو فرض کہتے ہین اور حنفی اس فرض کے منکر ہین پس بموجب
شما تینون اماموں کے نزدیک حنفی بلکہ خود ابو حنیفہ کافر ٹھیرے اور امام احمد کے
کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا اور تمام سر کا مسح کرنا اور پے درپے دہونا
مین فرض ہے اور بسم اللہ پڑہنا اور نیت اور ترتیب وضو مین امام احمد
شافعی کے نزدیک فرض ہے اور امام مالک کے نزدیک بھی سارے سر کا مسح
ہے اور کل حنفی ان فرائض مذکورہ کے منکر ہین اور یہ انکار انکی کتابوں میں
پس بموجب قاعدہ مستمرہ شما حنفیونکا کفر لازم آگیا اور اطمینان رکوع
سجود اور قومہ اور جلسہ بین السجدتین مین اور تشہد اور درود نبی صلعم
لفظ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا امام احمد او شافعی کے نزدیک فر
اور حنفیون کے نزدیک فرض نہین پس بموجب قاعدہ مستمرہ تمھارے
سب حنفی کافر ثابت ہوگئے - اور خروج بفعل المصلی یعنی کوئی الـ
کرکے جو نماز کے منافی ہو نماز سے باہر آنا فرض ہے امام ابو حنیفہ کے نز
اور امام محمد اور ابی یوسف اور امام احمد اور شافعی اور مالک سب کے سب ا

فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الاية **ترجمہ** وعدہ کیا اللہ نے
اُن لوگوں سے کہ ایمان لائے تم میں سے اور کام کئے اچھے البتہ خلیفہ کریگا
اُنکو زمین میں جیسا کہ خلیفہ کیا تھا اُن لوگوں کو کہ پہلے اونسے تھے اور قول
اللہ تعالی کا قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ
لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاۤءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ **ترجمہ**
کہا موسی نے اپنی قوم کو مدد چاہو تم ساتھ اللہ کے اور صبر کرو تحقیق زمین اللہ
ہی کی ہے وارث کرتا ہے اُسکا جسکو چاہے اپنے بندوں میں سے اور آخر واسطے
پرہیزگاروں کے ہے - اور ثالث وجہ یہ ہے کہ وہ زمین بیت المقدس کی ہے کہ
وارث ہوتے ہیں اُسکے صالحین اور دلیل اُسکی یہ قول اللہ تعالی کا ہے وَاَوْرَثْنَا
الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا
فِيْهَا **ترجمہ** اور وارث کردیا ہمنے اُن لوگوں کو جو ناتوان (یعنی حقیر) شمار کیے
جاتے تھے مشرقوں زمین کا اور مغربوں اُسکیکا جو کہ برکت رکھی تھی ہمنے اُس میں
میں - پھر آخر میں وارث کریگا اللہ تعالی امت محمدیہ کو اُس زمین کا وقت نزول
حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام کے انتہی لیکن وجوہ ثلاثہ مذکورہ میں سے وجہ
اول اولی وارجح ہے کہ آیۃ ان الارض یرثہا الخ میں بہشت کی زمین مراد ہے
کہ جسکے نیکوکار بندے وارث ہونگے - اور وجہ ثانی بھی بن سکتی ہے کہ آیۃ مذکورہ
میں دنیا کی زمین مراد ہے کہ جیسے پہلے لوگ مومنین اسکے وارث ہوئے تھے او سطرح
اللہ تعالی نے اپنے وعدہ کے باعتبار حضرت صلعم اور انکے اصحاب کو بھی وارث کیا - اور
وجہ ثالث بھی ہو سکتی ہے کہ اس آیۃ میں زمین مقدس مراد ہے کہ بنی اسرائیل کو
اللہ تعالی نے اُسکا وارث بنایا پھر رسول اللہ کے اصحابؓ کا اوسپر تسلط ہوا اور
پھر جب حضرت عیسی علیہ السلام تشریف لائینگے تب بھی مومنین اُسکے وارث ہونگے

اور عکرمہ اور سدی اور ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہم کا ہے اور ان لوگون نے
اسبات کو کہ ارض سے مراد یہانپر جنت کی زمین ہے چند دلائل کے ساتھ مؤکد
کیا ہے اول یہ کہ اللہ تبارک وتعالی نے سورہ زمر مین فرمایا ہے وَقَالُوا الْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ
فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۔ ترجمہ اور کہینگے سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے
سچا کیا ہمسے وعدے اپنے کو اور وارث کیا ہمکو زمین کا (یعنی جنت کی زمین کا)
جگہہ پکڑلیتے ہین ہم بہشت مین سے جہان ہم چاہین پس بہت اچھا ہے ثواب عمل کرنیوالے
(یہ بات مومنین اسوقت کہین گے جب وہ بہشت مین داخل ہونگے پس وہ جو
وعدۂ الہی ہوا ہے کہ میرے نیکوکار بندے زمین کے وارث ہونگے وہ اسوقت
پورا ہوگا جب اللہ جلشانہ انکو بہشت کی زمین کا وارث بناویگا) دوسرے یہ کہ
بہشت کی زمین کے ساتھ صالحین مختص ہین کیونکہ وہ انہین کے لئے پیدا کیگئی
ہے اور اور لوگ جو انکے ساتھ بہشت مین جاوینگے سو وہ انکے بالتبع لیکن دنیا
کی زمین سو وہ کچھہ صالحین کے ساتھ خاص نہین ہے اسکے نیکوکار بھی وارث
ہوتے ہین اور بدکار بھی تیسرے یہ کہ باریتعالی نے قبل اس آیت کے قیامت کا
حال بیان کیا یہانتک کہ فرمایا جیسے کہ پہلی بار کی پیدایش ہمنے کی وبارہ کرینگے ہم اسکو
اور دوبارہ پیدایش کے بعد ایسی زمین جسکے صالحین بندے وارث ہون سوا
جنت کے اور کوئی نہین چہارم یہ کہ حدیث مین آیا ہے کہ وہ بہشت کی زمین ہے
پس تحقیق وہ سفید اور صاف ہے ۔ اور ثانی وجہ یہ ہے کہ زمین سے مراد دنیا
کی زمین ہے کیونکہ سبحانہ وتعالی دنیا مین بھی مومنین کو زمین کا وارث کرتا ہے اور
یہ قول کلبی کا ہے اور ابن عباسؓ کا بھی ایک روایت مین اور اسکی دلیل اللہ سبحانہ
تعالی کا یہ قول ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

اللہ کی اور رسول کی پس اگر پھر جاؤ تم پس بیشک اللہ نہین دوست رکھتا کافرونکو
پس ممتبد عین مضلین جوکہ اللہ و رسول کی اطاعت سے پھر گئے ہین اونکا اس
آیت سے کافر ہونا ثابت ہوگیا پس کیا دلیل ہے کہ ہم ایسے لوگونکو کافر نکہین اسپر
بھی اگر یہ بد مذہب مثل اُن لوگون کے جو کہین کہ مرغی کی دو ٹانگین نہین ہوتی
اور آفتاب دنکو نہین نکلتا اور آسمان ہمارے اوپر نہین فرض ہونے قراءۃ
فاتحہ کا انکار کیے جائین اور قراءۃ فاتحہ خلف امام کے قائل نہون تو ثابت کردکھائین
کسی نص صریح قرآنی سے یا کسی حدیث صحیح صریح سے کہ قراءۃ فاتحہ خلف امام جائز نہین
اور بغیر اسکے نماز ہو جاتی ہے اور جن امور کو تقلیداً فرض مان رکھا ہے اور انکی
فرضیت قرآن کریم سے ثابت نہین اونکو بھی نص صریح قرآنی سے بد مذہبو نکو ثابت
کرنا ہوگا ورنہ اپنے امام غیر معصوم کی خطا کے قائل ہون اور اُسکی تقلید سے توبہ
کرین اور متبع سنت کے بنجائین - اب ہم ایک امر اور بھی تحریر کرتے ہین کہ جمیع
بد مذہبان کو یہ اقرار ہے کہ ہم اپنے مذہب کے خلاف ہرگز نہ کہینگے اگرچہ قرآن و حدیث
کے یہ خلاف ہو لیکن رسالہ غلبۃ الاسلام کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تفضل حسین
حجام شاہجہانپوری کو اس سے انکار ہے دیکھو اول تو عبادۃ بن الصامت کی
ایک روایت مین محمد بن اسحٰق کو پاکر اوسپر تدلیس کا جرح کیا حالانکہ حنفی مذہب مین
تدلیس جرح نہین دوئم سوا سے روایت محمد بن اسحٰق کے اور روایتین قراءۃ
فاتحہ خلف الامام کے بارے مین صحیح سندون کے ساتھ موجود ہین انکو بھی حجت نمانا
حالانکہ حنفی مذہب مین ضعیف حدیث بھی حجت ہے اور امام ابو حنیفہ رح نے
فرمایا ہے کہ میرے قول کو چھوڑ دینا ساتھ حدیث رسول اللہ صلعم کے لیکن انکے
مقلد تو اس قول پر ہرگز عمل نہین کرتے اپنے امام کے منہ پر بھی گلیات ماکجاتے ہین
بڑے ہی بے ادب ہین - سوئم یہ کہ نماز مین مطلق قراءۃ قرآن کی فرضیت کا بھی

لیکن وجہین اخیرین سے یہ مطلب سمجھنا کہ ارض مقدس وغیرہ کا جو کوئی وارث ہوگا
سو وہ صالح ہی ہوگا بالکل غلط ہے کیونکہ داود و سلیمان علیہما السلام کے بعد بھی
کفار بہت سے وارث ہوئے تو کیا وہ سب صالحین تھے خاصکر حضرت کے زمانہ
مین بیت المقدس کفار کے قبضہ مین تھی بھلا آنحضرت سے بڑھکر بھی کوئی صالح تھا
۔ پھر باریتعالی نے فرمایا ہے اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ۝ لفظ ہذا
سے اشارہ ہے طرف ان چیزون کے جو اس سورۃ مین ذکر کیگئین یعنی خبرین اور
نصیحتین اور وعدے وعید اور بَلٰغ کے معنی کفایت کے ہین اور عابدین
سے مراد عالم باعمل ہین پس آیۃ کریمہ کا ترجمہ یہ ہوا کہ تحقیق اسمین (یعنی نصائح
وغیرہ مین) البتہ کفایت ہے واسطے قوم عابدین کے (یعنی عالمین باعمل کے)
پس قرآن کریم مین یہ بیان کہین بھی نہین کہ سراسر اللہ و رسول کا خلاف کئے
جائے مگر ارض مقدس یا حجاز کی ولایت کا وارث ہو جانے سے عابدین صالحین
مین سے وہ محسوب ہو جائیگا اور نہ کہین یہ مذکور ہے کہ جو لوگ اللہ اور اسکے رسول
کے متبع ہین اگرچہ وے تھوڑے ہون تو حق پر نہین اور جو لوگ کہ مشرک اور بدعتی اور
پورے دشمن اللہ و رسول کے ہین اور اللہ تعالی نے جسکا اتباع فرض کردیا ہے
اسکے اتباع کو فرض نہین جانتے اور اسکے غیر کے اتباع کو اپنے اوپر لازم اور فرض
کرلیا ہے اگر وہ بہت ہون تو حق پر ہین اور اگر دعوی محبت الہی کا ہے تو کیا تمکو
کتاب اللہ مین کہین یہ نظر نہین آتا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ
اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۝ ترجمہ کہدے (ای محمد) اگر محبت رکھتے ہو تم
اللہ سے تو پیروی کرو میری اللہ تمکو دوست رکھیگا اور بخشدیگا تمہارے گناہ کو
۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ کہدے ای محمد فرمانبرداری

والعبادلة الثلاثة جسکا ترجمہ یہ ہے اور تینون عبداللہ - چہارم یہ کہ قد
وثقه العجلی کا ترجمہ صفحہ ۸ کی پہلی سطر مین لکھا ہے البتہ ثقاہت ہی اوسکی
حالانکہ یہ ترجمہ اوسکا بالکل غلط ہے اور صحیح ترجمہ یہ ہے وثاقت بیان کی اوسکی
عجلی نے - اور عجلی ایک شخص کا لقب ہے - پنجم غلطی یہ کہ صفحہ ۳ کی سطر ۱۶ مین
لکھا ہے لاصلوٰۃ بجار المسجد بلکہ اسکے سوا اور تین مقام پر بھی یون ہی
لکھا ہے حالانکہ اسطرح نہین ہے بلکہ یون ہے لاصلوۃ لجار المسجد الخ
ششم غلطی یہ کہ صفحہ ۱۰ کی سطر ۲ مین لکھا ہے یجری بفاتحۃ الکتاب یعنی
یجری کو رائے مہملہ کے ساتھ لکھا ہے چنانچہ حاشیہ پر ترجمہ بھی موافق اسکے کیا ہے
حالانکہ اسطرح نہین ہے بلکہ یجزی زاء معجمہ کے ساتھ ہے - اور بھی صفحہ ۲۰ کی سطر
۸ مین ہے اخرج قتادۃ جسکا ترجمہ حاشیہ پر یہ کیا ہے نکالا قتادہ نے اور
صحیح یون ہے اُخْرِجَ قَتَادِ جسکا ترجمہ یہ ہوا کہ نکل پس پکار و سے - اب ہم اس
رسالہ عجالہ کو اس دعا پر ختم کرتے ہین اللھم ثبتنا علی الصراط المستقیم واجعلنا
فی اتباع نبیک الکریم ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر
الفاتحین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۵ + + +

تمت

انکار کر دیا کیونکہ آیت فاقرؤا ما تیسر کو تمام جہان کے خلاف اور بے وقع اور مہمل
آیت ورتل القرآن ترتیلا کا ناسخ ٹھہرا دیا۔ چہارم یہ کہ جب اپنے پر سخت الزام
آیا اور اسکا جواب نہ دے سکے تو خواہ مخواہ بچاؤ سے مصنف نور الانوار کی خطا
کے قائل ہوئے اور یہ نہ سوچا کہ جب حنفی دونوں آیتوں کو نماز میں لیتے ہیں تو
انکے قاعدے کے موافق خود مقتدی کے حق میں تعارض لازم آئیگا کیونکہ آیت
فاقرؤا سے معلوم ہوتا ہے کہ سب نمازیوں کو پڑھنے کا حکم ہے خواہ امام ہو یا ماموم
یا منفرد اور آیت اذا قرئ القرآن سے سمجھا جاتا ہے کہ ماموم نہ پڑھے پس ہم
کہتے ہیں کہ اسیطرح ابو حنیفہ کی خطا کے بھی قائل ہو جاؤ اور یہ سب جھگڑے
چھوڑ دو اور جسطرح آنحضرت صلعم نے قرآن کو سمجھا ہے وہی ٹھیک ہے اور یہ کیوں
نہیں مانو اگر آیت اذا قرئ القرآن سے مقتدی کو قراءۃ فاتحہ کی ممانعت ہوتی تو آنحضرت
صلعم بعد نزول آیۃ کریمہ کے قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا کیوں حکم فرماتے کیونکہ آیت
مکی ہے اور عبادہ رض بن الصامت کی حدیثیں مدنی ہیں۔ اب ایک دو ضروری امر تحریر
کرتے ہیں کہ ہم تو پہلے ہی سے جانتے تھے کہ تفضل حسین حجام جاہل ہے اب اُسکے
اس رسالہ مذکور کے لکھنے سے بہت لوگوں پر اسکی جہالت ظاہر ہوگئی اب ہم اسکے معتقدین
کی خاطر اسکی چند غلطیں مثل مشت نمونہ خروارے کے تحریر کرتے ہیں جن سے اسکی
جہالت کا خوب اظہار ہے دیکھو اول اُسکے رسالہ مذکور کے صفحہ ۳ سطر ۶ میں ہے
فی الصلوۃ الفجر اور اصل میں صحیح یوں ہے فی صلوۃ الفجر کیونکہ صلوۃ مضاف
ہے فجر کی طرف اور مضاف پر الف لام تعریف کا داخل نہیں ہوتا۔ دوم غلطی یہ کہ صفحہ ۴ کی سطر
۱۵ میں لکھا ہے عن ثمانین نفراً اور اسکا ترجمہ صفحہ ۵ کی سطر ۱۴ میں کیا ہے آٹھ نفر حالانکہ
ثمانین اسی کو کہتے ہیں۔ سوم یہ کہ صفحہ ۴ کی سطر ۱۶ میں ہے والعباد له الثلاثة جسکا
ترجمہ یوں کیا ہے اور عبادہ واسطے اُسکے تیسرے دیکھو صفحہ ۵ کی سطر ۱۴ اسکا ترجمہ یوں چاہئیے تھا

از تالیف لطیف مولوی محمد غلام اکبر خان صاحب محمدی مسمیٰ بہ

مجموعہ حق

شگوفہ حق

لطیفہ حق

وظیفہ حق

حسب فرمایش شیخ محی الدین تاجر کتب در مطبع مفید عام واقع لاہور منطبع گردید

ذیل میں ہو تین آیتیں تیسرے
از زبان حضرت خیر البشر
فضل میں ہے قول اکبر و عمر
فاقتدوا بالعبدین ابو بکر و عمر
اس لئی تفضیل کا اقرار ہے

جسمین نازل ہوئی ان کی مدح
یعنی آیات رسول مصطفی
ثنا نہین جنکی سے صدیق تھا
ہی حدیث ان میں تھی اسی
جسمین اونکے فضل کا اظہار ہے

۱ آیت اقتدا بہم
۲ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم
جسکا اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے مثل اہل البیت

ما انتا عثمان یار با حیا
جسکے باعث دین میں ہو اقوت وزرا
اپنا حضرت علی سے ہے
رہی
کس کو تیرے ذات سے انکار ہے

اولاد و اصحاب ہے انکا اقتدا
یعنی اصحاب اور اہل بیت کا
مین کشتی
جسطرح قول شہ ابرار ہے

۳ مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا غرق
ہی جو سوار ہوا اوس میں نجات پائی اور جو

صحاب بعد
کل صحاب
اسلام
جس نے تعریف
وہی
جاننا جیسے ہر ایک ہوشیار ہے

تھی طرف
فضل میں
عاشق
قول و قال
گر تمھین راہ ہدیٰ درکار ہے

۴ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض
اور

ازواج
افضل
جنکی عفت
آیت تطہیر
دیکھ لے قرآن میں گر انکار ہے

جنکی عصمت
صاف
کیوں نہ ہو حضرت کا ہر اک یار ہے

۵ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین
فسیری اختلافا کثیرا
پس اب دیکھیگا اختلاف بہت پس لازم پکڑو اپنے

رسالہ مجموعہ عشق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]	[illegible]	[illegible]
مظہر حق جو کہ بے تکرار ہے	چارسو پھرتا ذلیل و خوار ہے	
[illegible]	[illegible]	[illegible]
یہ عقاید اپنا بے تکرار ہے	وہ تو ای سلطان عدل اطوار ہے	حکم مین تیری ہر اک جاندار ہے
[illegible]	[illegible]	[illegible]
جسکا حاصل جنت و گلزار ہے	سچ تو ہے ہم غفار وہم قہار ہے	بی شبہ اوسکا ٹھکانہ نار ہے
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible] جیسے کفر کا بازار ہے	یہان بھی تیرا فضل و استکبار ہے	وہ غضب مارا گرے بس مردار ہے

گر تو بنی ہو تو بہا ہی کرتے ہو ... سنت حضرت [illegible] کا کلام ... سر کے [illegible] ہی سنت [illegible] ... [illegible] **کان معنی جو تجھے درکار ہے**	واہ کیا [illegible] فضل [illegible] ... ہی معنی راہ سنت [illegible] ... بن [illegible] راہ سنت [illegible] **تجھکو بھی گر فضل یہہ درکار ہے**	[illegible] ... [illegible] سنت [illegible] ... یعنی [illegible] ... [illegible] **اور کر تا رات دن تکرار ہے**
[illegible] ... سنت [illegible] ... [illegible] سنت کا [illegible] ... حضرت کا [illegible] **ور جہان کیا و بجہہ استکبار ہے**	[illegible] ... سنت [illegible] ... [illegible] **آہ کیا سنت سے انکو عار ہے**	[illegible] ... کان [illegible] ... [illegible]
[illegible] ... سنت [illegible] ... [illegible] **واہ کیا وہ شخص خوش کردار ہے**	[illegible] ... [illegible] ... [illegible] **کیا خدا کی انپہ قہر و مار ہے**	[illegible] ... [illegible] من الناس [illegible] ... [illegible]
[illegible] ... فضل خدا [illegible] ... [illegible]	[illegible] ... [illegible] ... [illegible]	[illegible] ... عند فساد [illegible] ... [illegible]

۱ حدیث

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ... ستفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا علیه واصحابی

[illegible]

۲ حدیث

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین [illegible]

۳ حدیث

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة رسوله [illegible]

۴ حدیث

[illegible] والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب

[illegible]

جنمیں حکم پیروی اے یار ہے

[illegible]

گرچہ گراں سے تجکو عار ہے

[illegible]

پیروی میں جسکے بیڑا پار ہے

[illegible]

گر نجات اپنی تجھے درکار ہے

[illegible]

بدعتی پر سخت بد اطوار ہے

[illegible]

ورنہ جو کچھ ہے سزا طیار ہے

[illegible]

جسکو فرمایا کلاب النار ہے

[illegible]

جن پہ وارد کلہم فی النار ہے

۴۹

[illegible]

حسین بدعت کا اصول اظہار ہی

۵۱

[illegible]

ہاں اگر سنت کا تابعدار ہے

۵۴

[illegible]

بھی جلا دو اسکو جو تو دیندار ہے

۵۰

[illegible]

جیسے نووی نے لکھا اس جا ہے

۵۲

[illegible]

اسکے بھی اجیا کا تو حقدار ہے

۵۵

[illegible]

تو بجے سنت تو ایمان بار ہے

۵۳

[illegible]

جو بجے سنت کا استنشا ہی

۵۶

[illegible]

تو عرب میں اتنا کا مختار ہے

فصل اول والنية هي
القصد والعزم على فعل الشيء ومحلها القلب
لا تعلق لها باللسان ولذلك لم ينقل عن النبي
صلى الله عليه وآله وسلم ولا عن اصحابه لفظ
بحال هذه العبارات التي احدثت عند افتتاح
الطهارة والصلوة جعلها الشيطان معتركا
لاهل الوسواس الى الاخر كذا في اغاثة اللهفان
للامام ابن قيم وهكذا في شرح السنة وغيره

۵۷

[illegible]

ملک سنت دل سے ہی تکرار ہے

۵۸

[illegible]

جسپہ وارد چار صد اخبار ہے

[illegible]

وہ تو ایک مقلدین میں شمار ہے

[illegible]

عہد عالے کا یہے مختار ہے

[illegible]

جانتا جیسے ہر اک دیندار ہے

[illegible]

گرچہ تو سنت کا عاشق زار ہے

[illegible]

حکم حضرت میں نہیں تکرار ہے

[illegible]

کیونکہ وہ شامل اتفاق الطوار ہے

[illegible]

[illegible]

جو نہ مانے اسکو وہ مکار ہے

[illegible]

جب ہے ہر اک بدعتی بیزار ہے

[illegible]

اور ترمذی نے اور نسائی نے اور دارمی نے

[illegible]

ہی صحاح موجود گر انکار ہے

[illegible]

جو وہ وہ ورد وہ میں غوطہ خوار ہے

نسبت شمسی ہی کچھ کام آئیگی [illegible]
صحبت علوی ہی کچھ کام آئیگی [illegible]
نسبت مصطفوی ہی کچھ کام آئیگی [illegible]
وراثت نبوی ہی کچھ کام آئیگی

قدر کر عقبیٰ اگر درکار ہے

[illegible]
سیر عرفان [illegible]
[illegible]

حرف اک کافی یہی ہوشیار ہے

[illegible]
اچھی [illegible] تعلیم [illegible]
[illegible]
یعنی [illegible]

مجکو استدعا استغفار ہے

غرق ہوں دنیا میں [illegible]
دل [illegible]
[illegible]

پر مدد تیرے لیے لکھوایا ہے

[illegible]
[illegible] الذنوب [illegible]

رحم ستار تیری درکار ہے

[illegible]
[illegible]

گر اجابت بس کہ تو غفار ہے

تمام شد

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شخص کا [illegible] تعلیم [illegible]
رات دن کچھ شغل اپنا [illegible]

جہل تقلیدی کا [illegible]
صدر اول کا چلن [illegible]

[illegible] قرآن و حدیث
[illegible]

[illegible]
[illegible]

لاتقال اللہ و قال الرسول
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

جو نماے اوسکو وہ حق مار ہے

[illegible]

جیسے من اخیا مین استبشار ہے

[illegible]

یہ مثل بصر اولوا الابصار ہے

[illegible]

گر یقین گر اہل استبصار ہے

[illegible]

ماننا میرا یہ استنکار ہے

[illegible]

بالیقین جو مسلک اخیار ہے

[illegible]

منحرف از سید ابرار ہے

[illegible]

جو تجھے سنت پہ استقرار ہے

[illegible]

پھر حق اوسپر رجوع ہر بار ہے

[illegible]

لیکن اسکو کر ابہام وار ہے

[illegible]

کیونکہ اب وہ دفعہ استعذار ہے

[illegible]

لے حدیث حق اگر دیندار ہے

[illegible]

گرچه عقلت سوی بالا می پرد
مرغ تقلیدت به پستی می چرد

[illegible]

گرچه عقلت سوی بالا می پرد
مرغ تقلیدت به پستی می چرد

[illegible]

گرچه عقلت سوی بالا مے پرد
مرغ تقلیدت به پستی می چرد

[illegible]

گرچه عقلت سوی بالا می پرد
مرغ تقلیدت به پستی می چرد

[illegible]

گرچه عقلت سوی بالا می پرد
مرغ تقلیدت به پستی می چرد

[illegible]

گرچه عقلت سوی بالا می پرد
مرغ تقلیدت به پستی می چرد

اجماع میں شرط تو کن مشہور ہے جہان

ای اتفاق میں تھے بین اہل ایمان

[illegible]

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق لشکر ابن زیاد ہے

[illegible]

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بہ لشکر ابن زیاد ہے

[illegible]

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق لشکر ابن زیاد ہے

مسدس بجواب مخمس [illegible]
ابیات مولوی [illegible] صاحب
[illegible]

[illegible]

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے
دردانہ درج مصطفا ہے

[illegible]

کچھ شاہ رہ محمد سے ہے
گنجینہ [illegible] احمد سے ہے

[illegible]

مولیٰ ہوتی مصطفٰے کے گھر کا
مت [illegible] کا قول [illegible]

[illegible]

جب اصل ملے تو نقل کیا ہے
یہاں وہم و خطا کا دخل کیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

اجماع وہ نخین جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بہ لشکر ابن زیاد ہے

۶۴

[illegible]

اجماع وہ نخین جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بہ لشکر ابن زیاد ہے

۶۵

[illegible]

اجماع یہ نخین جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بہ لشکر ابن زیاد ہے

۶۶

[illegible]

اجماع وہ فسین جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بہ لشکر ابن زیاد ہے

۶۷

[illegible]

اجماع وہ نخین جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بہ لشکر ابن زیاد ہے

[illegible]

اجماع وہ نہین جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بہ لشکر ابن زیاد ہے

تتمہ

ہے جسکی رشد ہدایت سے آج تک عالم
باعتدال تحقق ہے ایک مالامال

ہی مرشناسی علوم حدیث جو ہیں یقین
امام علم فقاہت جو بحسن خیال

ہیں وہ دون ثلثہ ہی قرن رابع میں
بلا حجت فقہا جو ہیں فضل و کمال

حدیث میں نہ صحیح گیئہ فقیہ میں جسکو
ہی اصحی بہ فضیلت بلا جواب سجال

ہیں جسکی تابعی سے اجتہاد مطلق
ہا ہیں حصول بجمع الوجوه فضل و کمال

جہان کے روشن جیتھا سے ہیں جسکا
کہ اقتباس اوراسی ہی اجتہادی کی چال

معصرین کی سب کے اجتہاد جسکو
ہوئی الٰہی سے نزول مجتہد بالاستقلال

وہ ہی کیا کوئی اوسکی تم کری کی تفضیل
کہ افضلوں کو تفضیل کا جسکے ہے اقبال

ہو اور کیا کوئی ثنا جسکے فخر و ثنا
کہیں ابن حجر تم اوسکی اندہ اجلال

کہوں وہ مطلع ثنا نے کوئیہ جامد
ہو سنکے جسکو حسد تک حسد سے حسن غزال

ہیں مدحت نعمان و کہکے اجلال
عجب نہیں کہ ہوں بید پن شک سے پامال

بھلا جو حضرت کو ترجیح کے سب مجتہدین
شروع آپ ہی کے اور آپ ہی ہیں بالاجمال

ہوئی حضرت نعمان تو تہا ہم ایسا گمان
کہ اجتہاد ہو سکے نہ حاصل کبھو بہ کمال

ہو الترام مناقب کا آپکے یہا
ہیں پیش مصنفین آپکے بغیر محال

حیا و شرم و مروت لحاظ و پاس وفا
عطا و خلق و کرم آپ میں ہیں بے تمثال

تحمل و تمکین او وقار ایکا دیکھیے
عجب نہیں کہ ہوں شرمندہ کوہ و جبال

لکھوں میں ایکا کیا ورع و زہد و تقوی جہد
کہاں ہے وسعت سطر و طاقت و توان مجال

پھر دیکھو آپکا اللہ کے زہد و تقوی دین
کہ عمر بھر نہ ہوئی عہدہ قضا پہ بحال

بیان ریاضت عبادت کا ایکی کیا ہو
ہوا ہے تحیر زبان ناطقہ لال

تہی عبادت اوسکے لئے آپکے تا عمر
پھر بھی خانہ کعبہ میں حج کیا پچاس سال

کروں میں آپکے کیا مختصر زشغل و تصنیف
کہ منتظم ہے مباحث کے اجتہاد جلال

ہاں نہ آنا تو قصے میں کبھی [illegible]
اور نہ مذہب میں کبھی [illegible]
[illegible]
کہاں قول امام [illegible]

اب زیادہ تو مجھسے کر نہ کل کل
خورشید کی آگے کیا ہی مشعل

سب مجتہد اور ان کے اجتہادات
اور [illegible] تیری نقد اور قیاسات
[illegible]
معلوم ہیں تیری [illegible]

ملفوظ بہت ہیں تو نے دیکھے
ملفوظ محمد سے کو اب لے

تفضیل امام [illegible]
[illegible]
[illegible]

بالفرض فلان تھا مرد کامل
ادنی تھا کیا کہاں سے حاصل

[illegible]

ناحق تجھی اور کچھ ہوس ہے
قرآن و حدیث تجھکو بس ہے

ہاں کس نے کہا [illegible] لایا
قرآن و حدیث ہی [illegible] پایا
سنت [illegible]
[illegible]

وہ بھی آپ سے در کا اک گدا تھا
گو غوث و امام مقتدی تھا

قصیدہ بلاغت رسیدہ در مناقب حضرت امام ابی حنیفہ النعمان بن ثابت الکوفی علیہ الرحمۃ والغفران از نتائج افکار خاکسار بمقدار محمد غلام

اکبر خان محمدی السنی الدہلوی البریلوی عفی عنہ الرحمن

قصیدہ

[illegible]

[illegible]

فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول

قاتل الفجار



رین پریس کلکتہ مین چھپکر شایع ہوئی

شعر

[illegible]

شعر

[illegible] تعین [illegible]

[illegible] منصوصات [illegible]

[illegible]

تمت تمام شد

قطعہ تاریخ

[illegible]

سنہ ۱۲۹۶

دوسری تاریخ

[illegible]

تمت

الحمد للہ کہ یہ رسالہ ماہ جمادی الاول ۱۲۹۶ھ [illegible] مصحح ہو کر مطبع [illegible] خاص [illegible]

اشتہار

مصنف کی بلا اجازت کوئی نہ چھاپے

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا
لنهتدي لولا ان هدانا الله لقد جاءت
رسل ربنا بالحق ونودوا ان تلكم الجنة
اورثتموها بما كنتم تعملون ٥ ان الابرار لفي
نعيم ٥ وان الفجار لفي جحيم ٥ وآخر
دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

یعنی اب سنت بنی ظاہر ہوئی | سب جگہ آمین پکارے ہر کوئی
میرے دلمین بھی یہی بس آگئی | اک رسالہ اسمین لکھو مین قوی

نام اسکا قاتلِ البدعۃ ہے

مناجات

یا خدا توفیق دے مجکو عمیم | فضل سے تیرے لکھون کچھہ ای عظیم
غیر حق اسمین نہ لکھون ای حکیم | بس اسے مقبول کر میرے کریم

بخشدے مجکو کہ تو غفار ہے

اور جو ہین مومنین و مومنات | ہے عمل سنت پہ جنکا دن و رات
اور جو آمین پکارین نیک ذات | بخشدے اونکو بھی اے عالی صفات

بخشنا عاصی کو تیرا کار ہے

یہ جو آمین سے ہیں چڑھتے بدعتی | دے انہین توفیق اپنی راہ کی
تا کہ ہو جاوین وہ سارے احمدی | اور پکارین زور سے آمین سبھی

کر ہدایت تو بڑا غفار ہے

مومنون سے عرض میری ہے ضرور | شعر کہنے کا نہین مجکو شعور
پھر نہین اوس قادرِ مطلق سی دور | فضل سے اوسکی ہوا اسکا ظہور

فضل اسکا ہو تو بیڑا پار ہے

چاہتا ہون ذکر سنت کا کرون | جہر آمین کی حدیثین کچھہ لکھون
شرک تقلیدی کا مین اب رد کرون | بدعتی کا ہادی و مرشد بنون

وعظ کہنا بھی ضروری کار ہے

والصلواة والسلام علی رسوله محمد واله واصحابه اجمعین

ترجمہ

شکر اللہ کو جسنے یہان ہمکو راہ دی اور ہم نہ تھے راہ پانیوالے اگر نہ راہ دیتا ہمکو اللہ البتہ بیشک لائے تھے رسول ہمارے رب کی تحقیق بات اور آواز ہوئی کہ یہ جنت ہے وارث ہوئے تم اوسکے بدلے اپنے کامون کے بیشک نیک لوگ ارام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین

یاالہی تو بڑا غفار ہے
پردہ پوش عاصیان ستار ہے
شعر میرا خام بے تکرار ہے
تجکو اب تیری مدد درکار ہے
ہو مدد تیری تو بیڑا پار ہے

اور محمد پر درود بیشمار
دم بدم بھیجے ہر انسان نیککار
آل اور اصحاب جو ہین چاریار
بھیج رحمت اون پہ اے پروردگار
واہ کیا اوس نبی کا پیار ہے

بعد حمد حق و نعت مصطفےٰ
عرض کرتا ہون مین اصلی مدعا
رکھے قایم سبکو سنت پر خدا
سنت احمد ہو جاری جابجا
سنت احمد کا یہ اظہار ہے

واہ کیا رستہ صفائی دار ہے

فرمایا اللہ تعالے سورہ آل عمران مین قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی کہہ اگر ہو تم چاہتے اللہ کو پس پیروی
کرو میری چاہے تمکو اللہ اور بخشے واسطے تمہارے گناہ تمہارے

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اور بھی تمکو سناؤن اک پتا ۔ گر کروگے تم نبی کی اقتدا
دوست رکھے گا تمہین رب العلا ۔ بخشدیگا وہ تمہاری سب خطا

دیکھلو آیت مین یون اقرار ہے

یعنی کہدے ای محمد مصطفے ۔ گر تمہین منظور ہے حب خدا
پیروی میری کرو تم برملا ۔ دوست رکھے گا تمہین وہ کبریا

بخشش دینے کا بھی ذمہ دار ہے

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ نجم کے شروع مین وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى یعنی اور وہ نہین بولتا اپنی چاؤ سے یہ تو

حکم ہے جو وحی کیا جاتا ہے اوسکو

رب نے جو حضرت کی یہ تعریف کی ۔ یعنی سب اونکی کرو تم پیروی
ہے سبب اسکا تو سنلے ای اخی ۔ آپ فرماتے تھے جو آتی وحی

وحی سے حضرت کا سارا کار ہے

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ نسار کے دوسرے پاؤ مین مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ

جو حدیثون آیتون سے یان لکھا — نظم مین بھی ترجمہ ہے کر دیا

ہے ثبوت آمین جہری لکھدیا — مقتدی کو لکھی فرضی فاتحا

رفع یدکا بھی کیا اظہار ہے

تا سمجھ لیوین اسے سب بدعتی — جو کہ آمین جہر کے منکر ہین جی

ہے مجھے امید رب سے اے آخی — جو پڑہے دل سے تو ہووے احمدی

پر نظر انصاف کی درکار ہے

یعنی جو انصاف سے کرلے نظر — واسطے اللہ کے پڑہ لے مگر

وہ کرے آمین جہری بے خطر — کیونکہ اسمین درج ہین خبر و اثر

اور رسول اللہ کا یہہ کار ہے

جو پڑہے گا اس رسالہ کو ذرا — سنت حضرت کا چکھے گا مزا

واہ کیا اچھی ہے سنت برملا — جسکا ہے مداح خود وہ کبریا

سورۂ احزاب مین اظہار ہے

فرمایا اللہ تعالے نے سورۂ احزاب مین لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا یعنی البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے بیچ رسول خدا کے پیروی اچھی واسطے اُسکے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے

دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا

[illegible]

یعنی فرماتا ہے یون رب العلے — واہ کیا اچھی ہے راہ مصطفے

جو امیدی ہو سو اللہ کا — وہ چلے راہ رسول کبریا

تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللہ وسنۃ نبیہ رواہ فی الموطا اور روایت ہے مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق پہنچا اوسکو کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑیں ہین مین نے بیچ تمہارے دو چیزین ہرگز گمراہ نہوگے تم جب تک پکڑتے رہوگے ان دونون کو کتاب اللہ کی اور سنت نبی اوسکے کی روایت کیا اس حدیث کو مالک نے موطا مین۔

مصطفےٰ نے ہمکو یہ فرما دیا دیکھنے کو جو کوئی چاہے فتا	تمکو قرآن و حدیث اب ملچکا دیکھ لیوے سے ہے موطا مین لکھا

اور مصطفےٰ مین صریح اظہار ہے

یعنی فرمایا نبی نے یہہ پیام تم نہین گمراہ کبھی ہوگے مدام	امر دو چھوڑیں ہین تم مین لاکلام جب تلک پکڑوگے دونونکو تمام

اور عمل انپر ضروری کار ہے

ایک اون دونونمین اللہ کی کتاب اور جابر سے ہے مثل آفتاب	دوسری سنت نبی کی باصواب ہے وہ مسلم کی روایت لاجواب

اوس مین بھی ایسا کھلا اظہار ہے

وعن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد وشر الامور محدثاتھا وکل محدث بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ مسلم اور روایت ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فقد اطاع اللہ ترجمہ یعنی جن نے حکم مانا رسول کا او سنے حکم مانا اللہ کا

یعنی جو کرتے نبی کی اقتدا	بالیقین وہ رب کا تابع ہو گیا
جس کسی کو ہووے اسمین شک ذرا	دیکھ لے سورہ نسا مین ہی لکھا

اسکا جو منکر وہ موذی خوار ہے

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ **ترجمہ** یعنی اور جو دے تمکو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کی مار سخت ہے۔

جا بجا حضرت کی کرلو پیروی	جو ہمارے رب نے یہہ تاکید کی
یعنی جو کچھہ تمکو دین حضرت نبی	مومنون لینا خوشی سے تم سبھی

اقتدا اوس کے سے بیڑا پار ہے

منع جن باتون سے وہ کر دی عیان	چھوڑ دینا اوسکو تم اے مومنان
ڈرتے رہنا اپنے رب سے بیگمان	سخت ہے اوسکی پکڑ جانو عیان

یہہ تو سورہ حشر مین اظہار ہے

آیتون سے صاف یہہ ظاہر ہوا	فرض ہے سب پر نبی کا اقتدا
قول ہو یا فعل ہووے آپکا	یعنی جو کچھہ تمکو ہے فرما دیا

ماننا ہمکو ضروری کار ہے

وَعَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ

یعنی جتنے ہون گے میرے اُمتی — داخل جنت وہ ہووینگے سبھی

پھر اسلیے داخل نہو وہ خوار ہے

لوگ بولے کون ہے یا سبلے ہوا — یون خلاصہ آپنے اوسکا کیا

یعنے جو طاعت مین ہی میری لگا — داخل جنت ضروری ہوئے گا

اور اسلیے جس نے کیا نہ رہے

یعنی جو طاعت سے میری ہے پھرا — وہ اسلیے ہی وہ ہی سرکش ہوگیا

داخل جنت نہوگا بیچیا — جسنے سے ہے انکار سنت سے کیا

وہ تو منکر داخل فی النار ہے

وَعَن عَبْدِ اللهِ ابن مَسْعُودٍ رضی اللهُ تعالی عنه قَالَ خطّ لنا رسول اللهِ صَلی اللهُ عَلیهِ وَسلمَ خطًّا ثم قالَ هذا سبیل الله ثم خطّ خطُوطًا عَنْ یمِینِهِ وَعَنْ شمَالِهِ وَقَالَ هذه سُبُلٌ علی کُلّ مِنْها شیطانٌ یَدْعُوا الیهِ وَقرأ انّ هذا صِرَاطِی مُستقِیمًا فاتبعوهُ الآیة رواه احمدُ والنسائیُ والدارمی ولا تتّبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله ذالکم وصّٰکم به لعلکم تتقون

اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا خط کھینچا واسطے ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط یعنی سیدھا پھر فرمایا یہ راہ اللہ کی ہے پھر کھینچے کئی خط داہنے اوس کے اور بائین اوس کے یعنے ساتھ خط چھوٹے ٹیڑھے ہے داہنی طرف اور اسی طرح

اے پرے پیچھے اسکے پس تحقیق اچھی باتون سے اچھی بات اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے اور بہترین راہون مین سے بہترین راہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے اور بدترین چیزون کی نئی نکلی ہوئین جو چیزین ہین اور جو بدعت ہے سو گمراہی ہے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے

یعنی پیغمبر نے یون فرمادیا		سب مین بہتر ہے کلام اللہ کا
اور بہتر راہون مین سے برملا		اک محمد مصطفٰے کا راستہ
	اس سوا جو راہ ہے پرخار ہے	
اور نئی چیزین ہین بدتر بیگمان		بدعتین لوگون نے جو پھیلائی یان
بدعتی جتنے ہین سب گمرہ یہان		وہ جہنم کے سبھی ہین اعیان
	یعنی گمراہون کا گھر فی النار ہے	

یعنی صفحہ ۸ پر جو حدیث ہے وہ بخاری شریف ہے

۵ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قَالُوْا وَمَنْ یَّاْبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سب امت میری داخل ہوگی جنت مین مگر جسنے کہ قبول نکیا اور سرکشی کی کہا صحابہ نے اور کسنے قبول نکیا اور سرکشی کی فرمایا جسنے اطاعت کی میری داخل ہوا بہشت مین اور جسنے نافرمانی کی میری پس تحقیق قبول نکیا روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے

اور بھی فرما گئے حضرت نبی		بوہریرہ نے روایت یہ کی

اور تم مین پھوٹ بھی پڑ جاوگی		پھر کے اوسکے سیدی رہ سے آخی

پھر تمھین منزل بڑی دشوار ہے

یعنی پھر منزل تمھین دشوار ہو جنت الفردوس مین داخل نہو		جبکہ سیدہی راہ کو تم چھوڑ دو راستہ ٹہیرا اگر دوزخ کا لو

راہ ٹہھری داخل فی النار ہے

بس حدیث آیات سے ظاہر ہوا بلکہ رب نے جابجا فرما دیا ؏		ہے کلام اللہ ہمارا رہنما یعنی یہ قرآن ہے ہادی ھدا

دیکھہ لیوے وہ جسے انکار ہے

فصل دوسری بیچ بیان آسان ہونے قرآن شریف کے اور رد مین اون لوگون کے جو مشکل کہتے ہین قرآن شریف کو ؏ فرمایا اللہ تعالے نے سورہ کہف کے شروع مین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جسنے اُتارے اوپر بندہ اپنے کے کتاب اور نہ رکھی اوسمین کچھہ کجی اور فرمایا اللہ تعالے نے سورہ زمر مین قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ط یعنی یہ قرآن ہے عربی زبان کا جسمین کجی نہین شاید وہ ڈرین **نظم**

یعنی یہ قرآن جو عربی لکھا ہے فصاحت اور کمال اسمین بھرا		اور کجی اسمین نہین کچھہ بھی ذرا خوب سمجھے گا جو ہے عربی پڑھا

پھر سمجھنا کچھہ نہین دشوار ہے

یہ ہدایت سورہ کہف کے شروع میں ہے پارہ سبحان الذی میں ہے

یہ ہدایت وما لی کے آخر میں

باہین طرف اور فرمایا یہ راہین ہین اوپر ہر راہ کے انمین سے شیطان ہی پکارتا ہے طرف اوس راہ کے اور پڑہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم یہ آیت اور تحقیق یہ راہ میری ہے سیدہی پس پیروی کرو اوسکی آخر آیت تک روایت کیا اس حدیث کو احمد اور نسائی اور دارمی نے اور باقی آیت کا ترجمہ یہ ہے اور مت چلو کئی راہین پہر تمکو متفرق کر دینگے اوسکی راہ سے یہ کہہ دیا ہے تمکو شاید تم بچو

آدر بن مسعود سے مروے ہوا	سیدھا خط کھینچا نبی نے ایکبا
پھر ہمارے واسطے فرما دیا	ہے یہی رستہ سنو اللہ کا

اقتدا اسکی تمہین درکار ہے

داہین بائین اور خط کھینچے کثیر	اور کہا شیطان ہین انکے امیر
ہر اوسی رستہ پہ ہے شیطان شریر	ہے بلاتا تو وہ کر دیوے اسیر

راہ تہڑی پر ہر اک تیار ہے

پھر نبی صاحب نے یہ آیت پڑہی	یعنی اللہ نے ہے یوں تاکید کی
اور یہ ہے البتہ سیدہی راہ مری	بس اسی کی تم کرو اب پیروی

جنت الفردوس جو درکار ہے

یعنی یہ اللہ کا جو ہے راستہ	جو محمد نے ہمین بتلا دیا
جنت الفردوس مین لیجائیگا	یہی رستہ ہے سنو اللہ کا

اور رستون سے تمہین کیا کار ہے

اور رستون مین نہ چلنا تم کبھی	اگر چلو گے ہوگے تم گمراہ بھی

آئتین ہین کی خلاصہ برملا ۔ تا کہ اوسکو سمجھے ہر چھوٹا بڑا

فاسقون کو اس سے پر انکار ہے

یعنی فاسق جو کہ ہینگے بےگمان ۔ وہ کبھی قران مین کرتے بیان

کہتے ہین قرآن ہے مشکل گران ۔ ہر کوئی عالم اسے سمجھے کہان

پر سمجھنا مجتہد کا کار ہے

اسیون نے جو کہ یہ تخصیص کی ۔ مجتہد سمجھے نہ سمجھے اور کوئی

اون کو تقلیدون کی بیماری لگی ۔ اس سبب وہ ہوگئے منکر سبھی

لگ گیا تقلید کا آزار ہے

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ قمر مین وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ یعنی اور البتہ تحقیق آسان کیا ہمنے قرآن کو واسطے نصیحت کے پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنیوالا

رب کہے آسان کیا ہمنے قرآن ۔ پر نصیحت کیلئے اے موشان

ہے کوئی پکڑے نصیحت انس وجان ۔ پر نصیحت سبکی ہے اہی بےگمان

مجتہد کی قید کیا درکار ہے

بلکہ جتنا یہہ کہے سارا جہان ۔ واسطے سب کے نصیحت ہے قرآن

پر اسے سمجھین گے مومن بےگمان ۔ منکرون کیواسطے ہے یہ گران

کیونکہ منکر کو بڑا انکار ہے

آیتون سے صاف یہہ ظاہر ہوا ۔ یہہ قرآن سمجھین گے مومن جابجا

پہر جو کوئی یون کہیگا باخطا ۔ مجتہد سمجھے نہ اب کوئی رہا

یہہ کلام اللہ بیشک ہے مبین	جس سے بہتر ہے نہین گویا کہین
یہہ فصاحت ہے کمال ای ہمنشین	جس نے بہیجا ہے فصیح اوسا نہین

یہہ فصیح ہے اور کہلا انوار ہے

تاکہ اوسکو سمجہہ لیوین خاص و عام	شرط ہے مومن وہ ہووین لاکلام
مجتہد ہون پاکہ وہ ہووین امام	سب کا ہادی یہ اللہ کا کلام

مومنون کا سب اس مین کار ہے

فرمایا ہے اللہ تعالے نے سورہ بنی اسرائیل مین اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ط یعنی یہہ قرآن بتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدہی ہے اور خوشی سناتا اونکو جو یقین لائے اور کی نیکیان اون کو ہے ثواب بڑا

نظم

بلکہ قرآن کو خدا نے یہہ کہا	مومنون کو دیوے سیدہی رہ بتا
اور ہدایت اور رحمت ہی بڑا	مومنون کو دیوے یہ مژدہ سنا

مومنون کا ہادی سے بنکر آ رہے

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ بقر مین

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ اور ہمنے اوتارین تیرے طرف آئتین واضح اور منکر ہونگے اون سے مگر وہی جو بحکم مین

اور ہے رب نے نبی کو کہدیا	تجہپہ ہمنے جو کہ یہ نازل کیا

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ جمعہ مین هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَ
یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ
ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ط **ترجمہ** یعنی وہ ہے اللہ جسنے اوٹھایا بیچ
ان پڑھون کے ایک پیغمبر اونہین مین سے پڑھتا ہے اوپر اونکے
نشانیان اوسکی اور پاک کرتا ہے اونکو اور سکھاتا ہے اونکو کتاب
اور حکمت اور تحقیق تھے پہلے اس سے البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے

له یہ آیت پارہ سمع اللہ کے سورہ مین ہے

اوسکی باتین ہین فصاحت مین بھی — جسنے بھیجا ان پڑھو مین اک نبی
پڑھتا اونپر آیتین اوسکی گھڑے — پاک کرتا کفر سے وہ ہر گھڑی
اور معلم ہے وہ حکمت دار ہے

وہ سکھاتا اونکو اللہ کی کتاب — اور وہ حکمت سکھاتا بیحساب
یعنی وہ حکمت حدیثین اور کتاب — کفر ظلمت کو وہ کرتے ہین خراب
پہلے تھے گمرہ صریح اظہار ہے

یعنی گمراہی مین تھے سارے پڑے — جب یہ قرآن اور رسول اللہ نہ تھے
سارا قرآن وہ ہمین سمجھا گئے — اور حدیثین وہ ہمین بتلا گئے
اور نکالا کفر کا آچار ہے

جب نبی کو بھیجا رب نے درجہان — اور نازل کردیا اونپر قرآن
دفع ساری ہوگئین گمراہیان — اور تقلیدین ہوین سب ویران
کیونکہ تقلیدین شرک کا کار ہے

	اسلئے اب سمجھنا دشوار ہے
یعنی جو کہ مجتہد پہلے ہوئے اسطرح کہنے سے اجاہل تر ہے	وہی سمجھے تھے نہ اب باقی رہے سارے مومن رہ گئے بیگار کے
	اور گویا یہ قرآن بیکار ہے
بعضی کو قرآن سے مطلب ہے کیا تو یہ برکت کا سبب ہوجائیگا	ہان فقط اوسکی تلاوت کرجا پر عمل اوسپر نہین کرنا ذرا
	اور عمل سے بس اوسے انکار ہے
اور عمل تقلید پر ہے کر رہا گر مخالف ہو کلام اللہ کا	یعنی جو اونکے امامون نے کہا مان لیتا ہے اوسے وہ دل لگا
	شرک تقلیدی کا یہ آزار ہے
اوسکو تقلیدون کی بیماری ہوئے یعنی اب سمجھے نہ کوئی عالم کبھی	جو کہے قرآن کو مشکل ہے جی ہو اگر صرفی و نحوی خوب ہی
	گرچہ سب علمون سے واقف کار ہے
قول سے جاہل کے یہ ظاہر ہوا ہر کوئی سمجھے نہین اوسکا پتا	رب ہمارا اسطرح سے ہے بولتا ہان فقط سمجھے امام و اولیا
	اب کے عالم کو قرآن سمجھے دشوار ہے
ایسا بکنا ہے سراسر جاہلی ایسے بکنے مین حماقت ہے بڑی	جو کہے قرآن نہ سمجھے اب کوئی جو کہے ایسا ہوا فاسق غوی
	اس عقیدہ سے پناہ درکار ہے

آبَاءَنَا اَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ؕ
اور جب انکو کئی چلو اس پر جو نازل کیا اللہ نے کہین ہم چلین گے
اوسپر جس پر دیکہا اپنے باپ دادون کو بہلا اگرچہ اون کے
دادے نہ عقل رکہتے ہون بہ ارشاد کی خبر

نظم

اور وہ نہین کیواسطے آیا قرآن
جو مقلد ہو گئے تہے مشرکان
ہے جبکہ اونکو سکہتے مومنان
ہو مطیع اوس کے جو ہے حکم قرآن

مانو جو رب سے اوتارا کارہے

مومنون کو کافران دیتے جواب
جو مقلد باپ دادا کے خراب
کہتے ہم مانے نہ اللہ کی کتاب
باپ دادو کے سٹے ہیتی شتاب

پر ہمین قرآن سے انکار ہے

بس اسے تقلید کہتے ہین اخی
جسکی ہے قرآن نے تردید کی
اور جتنے تہے سبہی حضرت نبی
کر بے جکے تردید اس تقلید کی

دیکہو قرآن مین یہی اظہار ہے

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ توبہ مین اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ
وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی ٹہرایا ہے اپنے
مولویون اور درویشون کو ...ورے اللہ کی

یعنی اللہ نے اونہین مشرک کہا
رب شاوی تہی جو اللہ کے سوا
مولوی درویش کو مثل خدا
تہے پکڑتے وہ نصرانی برخطا

معنی تقلید کی سنلو ذرا ۔ پہلے لغوی نہین ہین دونگا بتا
کہ دو نہ ہوگا سے کا یا بہینس کا ۔ اوسکی گردن مین کوئی پہٹا پڑا
یاکوئی گہنٹال گہنگہرو دار ہے

دوسرا معنی جو ہے تقلید کا ۔ اصطلاحی بہی تو سنلے ای فتا
قول ہووے جو کسی انسان کا ۔ بے سند کوئی عمل ہے کر رہا
اور دلیل اوسکو نہین درکار ہے

وہ دلیل اوس سے نہین ہی پوچہتا ۔ جو مقلد ہے کسی کا ہوگیا
مولوی نے اوسکے جو کچہ کہدیا ۔ مان لیتا ہے اوسے وہ برجفا
شرک تقلیدی مین وہ بیمار ہے

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ یوسف مین ان الحکم الا
للہ یعنی حکم کسی کا نہین سوائے اللہ تعالے کے فائدہ یعنی یہہ کسی کی
شان اور مرتبہ نہین کہ وہ اپنی راے سے مخلوق پر حکم جاری کرے
اور لوگ اوسکو عمل مین لاوین اور اوس راے کو دین سمجہین مگر یہہ
اللہ ہی کی شان ہے اوسی کا حکم ماننا اور عمل کرنا ضرور ہے نظم

شرک ہونے مین بہلا کیا شک رہا ۔ حکم ماننے غیر کا مثل خدا
نہ کسی کا حکم پر اللہ کا + ۔ سورۂ یوسف مین یہہ فرمادیا
پہر بہلا تقلید کیا درکار ہے

اور فرمایا اللہ تعالے نے سورہ بقرہ مین وَاِذَا قِیلَ لَہُمُ
اتَّبِعُوا مَا اَنزَلَ اللہُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَینَا عَلَیہِ

اِنَّا لَسْنَا نَعْبُدُھُمْ فَقَالَ اَلَیْسَ یُحَرِّمُوْنَ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ وَ
تُحِلُّوْنَ مَا حَرَّمَ فَقَالَ بَلٰی فَقَالَ تِلْکَ عِبَادَتُھُمْ

ترجمہ تفسیر فتح البیان فی مقاصد القران مین لکھا ہے کہ
روایت کی ہے ابن سعد اور عبد بن حمید اور ترمذی نے اور حسن غریب
کہا اوسکو اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ
اور بیہقی نے اپنے سنن مین عدیؓ بن حاتم سے کہ کہا آیا مین نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حالانکہ وہ پڑہتے تھے سورہ براۃ کی یہ
آیت اتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ
یعنی ٹھیرایا ہے اپنے مولویون اور درویشون کو مالک اپنا درے
اللہ سے خبردار ہو تحقیق وہ لوگ یعنی یہود اور نصاریٰ نے اونکی
پرستش تو نہین کرلیتے تھے لیکن اونکا یہ حال تہا کہ جس چیز کو اونکے واسطے
وہ حلال کردیتے تہے اوسکو وہ حلال جانتے تہے اور جس چیز کو وہ واسطے
اونکے حرام کردیتے تہے حرام جانتے تہے اور روایت کیا ہے اس بات کو احمد اور ابن
جریر نے انتہےٰ اور تفسیر نیشاپوری مین ضمن آیت اتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ
وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے مذکور ہے کہ اس آیت
کی تفسیر مین اختلاف کیا ہے اہل تفسیر نے معنی مین ٹھیرانے یہود اور نصاریٰ
کے اپنے مولویون اور درویشون کو معبود بعد اتفاق کے اس بات
پر کہ وہ حقیقت مین اون درویشون کی پرستش تو کیا نہین کرتے
تہے پھر کیا مراد ہے اس معبود ٹھیرانے سے پس کہا اکثر مفسرون نے

یعنی جو کہتے یہودی سب بے خبر	اور نصاریٰ بھائی اونکے بے ہنر
مولوی اونکے جو کچھ کہتے لیجیو	اقتدا اونکی وہ کر لیتے تسیر

اس لئے مشرک کہا اظہار ہے

تفسیر فتح البیان فی مقاصد القران کی جلد دوم کے صفحہ ۲۴۲ مین اصل عبارت یہ ہے اخرج ابن سعد وعبد بن حمید والترمذی وحسنه وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو شیخ وابن مردویة والبیهقی فی سننه عن عدی بن حاتم قال اتیت النبی صلی الله علیه وسلم وهو یقراء فی سورة براءة اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله فقال اما انهم لم یکونوا یعبدونهم ولکنهم کانوا اذا احلوا لهم شیئا استحلوه واذا حرموا علیهم شیئا حرموه واخرجه ایضا احمد وابن جریر انتهی اور تفسیر نیشاپوری کی اصل عبارت معیار الحق چھاپہ لاہور کے صفحہ ۲۵ مین یہ ہے اتخاذهم ایاهم اربابا بعد الاتفاق علی انه لیس المراد انه جعلوهم الهة فقال اکثر المفسرین المراد انهم اطاعوهم فی اوامرهم ونواهیهم ونقل عن عدی بن حاتم انه کان نصرانیا فانتهی الی النبی صلی الله علیه وسلم وهو یقراء سورة البراءة فلما وصل الی هذه الایة قال عدی

رب بنائے ہین سوا اللہ کی جی | کیونکہ اونکی کرلیتے ہین وہ پیروی

اونکو اپنے عالمون سے کار ہے

سُن کے نصرانی عدیؓ یہ بول اوٹھا | ہم نہین پوجے تہے اونکو کبھہ ذرا

یہ جو اللہ نے ہمین مشرک کہا | یا رسول اللہ وجہ ہے اسکی کیا

پوچھنے سے تو ہمین انکار ہے

پھر کہا حضرت نے اوس سے یون کلام | رب بنانا تو یہی ہے لاکلام

جو تمہارے مولوی کہتے حرام | اور حلال اوسکو کیا رب نے تمام

اونکی حرمت کا تمہین اقرار ہے

اون حرامون کو بہی وہ کرتے حلال | جو حرام اللہ نے کین بے قیل وقال

ماننے کہنے کو اونکے بمیشال | اور عمل مین لاتے اوسکو باخیال

رب پکڑنے کا یہی اطوار ہے

اس سبب رب نے انہین مشرک کہا | اونکے قول و فعل مانے تہو سدا

بس بیان سے خوب یہہ سمجہا گیا | جو مقلد ہے وہ مشرک ہو چکا

مشرکون مین وہ مقلد خوار ہے

اب جو چہوڑے ہین قرآن نا بکار | اور مقلد ہین امامون کے گنوار

وہ بہی مشرک ہین قرآن مین آشکار | دیکھہ لے قرآن اگر ہے ہوشیار

میرے کہنے سے اگر شک دار ہی

میرے کہنے کا اگر باور نہین ؛؛ | دیکھلے قرآن مین ہے بالیقین

پہر جو قرآن کو نہ مانے وہ لعین | اوس پہ لعنت ہے قرآن مین ہے یہ

مراد یہ ہے کہ وہ متابعت کرتے تھے اون درویشون کے امر و نہی مین چنانچہ روایت ہے عدی بن حاتم سے کہ وہ نصرانی تھے پس پہونچے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس حالت مین کہ آپ سورۂ برأت پڑھ رہے جب اس آیت تک پہونچے تو عدی بن حاتم بولے کہ ہم عبادت تو نہین کرتے تھے اپنے مولویون اور درویشون کی یعنی پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالے ہماری طرف اس بات کو منسوب کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حرام نہین سمجھتے تھے اوس چیز کو جو اللہ نے حلال کر دی ہے اور حلال نہین جانتے اوس چیز کو جو اللہ نے حرام کر دی ہے عرض کیا اوس نے کہ یہہ تو بات بیشک ہے فرمایا آنحضرتؐ نے کہ یہی عبادت ہے اون مولویون اور درویشون کی یعنی جس سبب اللہ تعالے تمہارے نام لگاتا ہے اسکے ساتھ کی اور بھی عبادت تھے مگر بسبب خوف طول کے اسی پہ اکتفا کیا گیا **نظم**

اور تفسیرون مین ہیگا جا بجا	ترمذی نے یون روایت ہی کیا
ایک نصرانی عدی نام اونکا تھا	خدمت حضرت مین وہ حاضر ہوا
ابن حاتم کا بیان اے یار ہے	
ابن حاتم اوس گھڑی موجود تھا	اور نبی پڑھتے یہ آیت باصفا
رب پکڑ لے ہین وہ اللہ کے سوا	جو ہین نصرانی یہودی پر جفا
رب پکڑنا اونکا یون اظہار ہے	
یعنی جو کہ اونکے ہینگے مولوے	اور درویش ہین اونکے سبھی

كَانَ قولُ الصحابةِ يخالفهٗ قال اترکو قولی بقولِ الصحابة

یعنی روایت ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سے کسی نے پوچھا کہ اگر آپ نے کچھ کہا اور کتاب اللہ اسکے مخالف ہو آپ نے جواب دیا میرا قول کتاب اللہ کے مقابل مین ترک کرو اوسنے پوچھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اوس کے مخالف ہو آپ نے جواب دیا میرا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث کے مقابل مین ترک کرو پہر اوسنے پوچھا اگر قول صحابہ کا اوسکے مخالف ہو میرا قول صحابہ کے مقابل مین ترک کرو۔ اور جلال الدین سیوطی نے کتاب کتاب الرد علی من اخلد الی الارض مین لکہا ہے هَلْ اَبَاحَ مالكٌ وابو حنيفة والشافعيّ قط لاحدٍ تقليدَ هُمْ حاشاالله منهمْ بل انهمْ قدْ نهوا عنْ ذالكَ ولَمْ يفسحوا لاحدٍ فيهِ یعنی کیا مباح کیا ہے مالک اور ابوحنیفہ اور شافعی نے ہرگز واسطے کسی کے تقلید اپنی پاکی ہی اللہ کو اونسے بلکہ وہ تحقیق منع کرتی تہے اوس سے اور نہین فراخی کرتی تہی واسطے کسی کے بیچ اسکے۔ اور امام شعرانی نے الیوقت والجواہر مین لکہا ہے وكَانَ الامامُ مالكٌ يقولُ مامِن احدٍ الاّ ومَاخوذٌ من كلامِهِ ومَردُودٌ عليهِ الاّ رسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اور امام مالک کا یہ حال تہا کہ کہا کرتے تہے جو ہی سواپنے کلام مین ماخوذ ہے اور اوسکا کلام قابل رد کے ہے

	ہر طرف سے ملا او رپہٹکار ہے	
کیونکہ یہہ تقلید ہے سب سے بڑی سب اماموں نے مذمت اسکی کی		اسلئے پہٹکار ہے اوسپر بڑی اور جنت بہی حرام اسپر ہوئی
	مشرکون کا گہر تو ہیں فی النار ہے	

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ مائدہ مین اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ یعنے تحقیق جو کوئی شریک کرے ساتھہ اللہ کے سو حرام کی اللہ نے اوسپر جنت اور اوس کا ٹہکانا دوزخ ہے اور کوئی نہین گنہگارون کی مدد کرنے والا۔

جو فادی شرک اللہ سے کرے اور بہشت اوس پہ حرام اللہ کہی	دوزخی دوزخ مین وہ ہر دم رہے نار ہے اوسکا ٹہکانا نار ہے
ظالمون کا کون حامی کار ہے	

چارا امامون نے اپنی اور اپنے عزیزون کی تقلید کرنے سے منع کردیا ہے روضۃ العلماء مین بروایت صاحب ہدایہ کے نقل کیا ہے عَنْ اَبِی حَنِیْفَۃَ اِذَا قُلْتُ قَوْلًا وَکِتَابُ اللّٰہِ یُخَالِفُہٗ قَالَ اُتْرُکُوا قَوْلِی بِکِتَابِ اللّٰہِ فَقِیْلَ اِذَا کَانَ خَبَرُ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخَالِفُہٗ قَالَ اُتْرُکُوْا قَوْلِی بِخَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْلَ اِذَا

صحیح اور ضعیف حدیث کی پہچان نہین اور دوسرا وہ شخص ہے جو راے یعنی قیاس کی باتون سے واقف ہے ان دونون سے مسائل دین کس سے پوچھین امام احمد نے جواب دیا کہ حدیث والے سے پوچھین اور قیاس والے سے نہ پوچھین اور یہی کہا کرتے کہ حدیث ضعیف بھی ہو تو بھی مجھے بہتر معلوم ہوتی ہے لوگون کی راے سے یعنی قیاس کی باتون سے

سب سنو تقلید کرنا ہے حرام	دیکھلو اکثر حدیثون مین تمام
اور یہی کہتے ہے بوحنیفہ کا پیام	جو حدیث [illegible]
شافعی [illegible] بھی یہی کہتا رہے	
سب امامون نے یہی کہدیا	سنت کرو تقلید [illegible]
اون امامون نے جہا [illegible]	تم ہی لو [illegible]
سنت و قرآن مین لو سمجھ [illegible]	

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ [illegible] مین یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ترجمہ یعنی اے لوگو جو ایمان لاے ہو فرمان برداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہین تم مین سے پس اگر جھگڑو تم بیچ کسی چیز کے پس پھیر دو اوس کو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر ہو تم ایمان لاتے

بجز کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وذکر الحاکم والبیہقی
عن الشافعی انہ کان یقول اذا صح الحدیث فھو مذھبی
وفی روایۃ اذا رایتم کلامی یخالف الحدیث
فاعملوا بالحدیث واضربوا بکلامی الحائط یعنی اور حاکم
اور بیہقی روایت کرتے ہین شافعی سے کہ وہ کہا کرتے تھے اگر حدیث صحیح
ملجاوی تو میرا مذہب وہی ہے اور بیچ ایک روایت کے ہو کہ کہا شافعی
نے جب میرے کلام کو دیکھو کہ حدیث کے مخالف ہو تو حدیث پر عمل کرو
اور میرے کلام کو دیوار پر ٹیک دو اور امام شعرانی نے الیواقیت والجواہر
مین لکہا ہے وکان الامام احمد یقول لیس لاحد
مع اللہ ورسولہ کلام وقال ایضا لرجل لا تقلدنی
ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرھم
وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ
یعنی اور امام احمد کا یہ حال تہا کہ کہا کرتے تہے کہ کسی کو اللہ اور
رسول کے ساتھہ کلام کی گنجایش نہین ہے اور ایک شخص سے
یہ بہی کہا کہ میری تقلید نکرنا اور نہ مالک کی اور نہ اوزاعی کی اور نہ
نخعی کی اور نہ اور کسی اورکی تقلید کرنا اور احکام کو وہان سے لے جہان سے
اونہون نے لئے ہین کتاب اور سنت سے فائدہ امام شعرانی
میزان شعرانی مین لکہا ہے کہ امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبد اللہ نے
امام احمد سے پوچہا کہ ایک شہر مین ایک شخص تو محدث ہے لیکن اوسکو

جو نہ مانے گا وہی منکر ہوا — دیکھ لو آیت میں ہے گا یہ لکھا

قسم کھانا رب کا یوں اظہار ہے

قسم ہے رب تیرے کی ای مصطفی — جو نہ مانے تجکو وہ منکر ہوا

یعنی اونمین جب کوئی جھگڑا پڑا — فیصلہ تیرے کو ملنے جا بجا

مان لینا مومنون کا کار ہے

یعنی دل مین کچھ نہ ہوئنگی کا روگ — بلکہ سارے دور ہو جاوین یہ روگ

دل مین جو منکر منافق ہین وہ لوگ — مومنو کو جب یہ ہے کا نوکا بھوگ

یہ منافق منکرون کا کار ہے

اب بھی اکثر ہین منافق بے ایمان — بلکہ ہین ہر شہر کے اندر عیان

دعوہ کرتے ہین مسلمانی کا بیان — پر نہ کچھ ایمان کا ان مین نشان

یہ گروہ فاسقان بدکار ہے

دین مین جو بدعتی منکر ہوے — فرقے اور مذہب جدا اپنے کئے

دین کے بدلے مین دنیا لے گئے — احمدی فرقہ سے وہ باہر ہوئے

دین احمد سے اونہون کو عار ہے

احمدی کے نام سے یہ بدعتی — خوب چڑتے ہین اسی سے سنگی

جو چڑیگا نار مین جاوے غوی — کیونکہ سچا ہے مذہب احمدی

احمدی وہ جو نبی کا یار ہے

۵۸ حدیث شریف عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفترق

ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے یہ بہتر ہے اور اچھا ہے جزا تین ۹

سنت وقرآن مین لو سب خوبیان ... حق نے فرمایا تمہین ای مومنان

پیروی رب کی کرو تم بیگمان ... اور قول مصطفٰے مانو بجان

جسکو ظالم نے کیا سردار ہے

بادشاہی جو کوئی تم مین کرے ... یا کہ قاضی مولوی فتوا کرے

گر وہ قرآن سے کبھی کرتا پھرے ... اوسکی طاعت مین تمہین مرنا پڑے

تمکو مرنے تک یہی درکار ہے

اور اگر تمکو کہین وہ نارواہ ... ماننا ہرگز نہین اونکا کہا

پس اگر تم مین کوئی جھگڑا پڑا ... پھیر دو رب کی طرف تم نے دیا

اور نبی کیطرف بہتر کار ہے

ہے یہ اس فیصلہ ہان بیگمان ... جو نبی کہدے تمہین اے مومنان

مان لو اسکو اگر ہو با ایمان ... یہی بہتر ہے سنو رب کا بیان

فیصلے اچھے کا یہ اطوار ہے

جو پھرا اس سے ہوا خوار و خجل ... اور ایمان بھی گیا اوس سے نکل

سنت وقرآن پہ جو کرے عمل ... مومنون مین ہوگیا وہ بیخلل

سورۂ نسا مین ... متقی ہے اور وہ ایمان دار ہے ... اللہ تعالےٰ نے فرمایا

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا

فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ه

نظم

اور بھی رب نے ہے قسمیہ کہا ... مان لو حاکم نبی کو جا بجا

ہے جو بادو بین لاادو راہ دارالحصنین یا پیسار ہ داراینی جی

ترجمہ

قسم ہے تیرے رب کی
وہ ایمان نہ ہوگا جب تک
تجھکو منصف جانین
جھگڑا اوٹھے آپس
مین پھر نہ پاوین اپنے
جی مین تنگی تیرے
فیصلہ سے اور قبول
کرین مانکر ×
یہین ہکم

اس سوا مذہب جو ہے تقلید کا   کذب ہے باطل یہان پر رد ہوا

ایک مذہب احمدی مختار ہے

کوئی کہلاتا ہے یارو شافعی   یا کہ ہون مین مالکی و حنبلی

حنفیوں مین ہو گیا حنفی کوئی   واہ کیا حصہ لگا ہے خوب جی

دین احمد کو کیا یون چار ہے

حکم کیا اللہ نے تمکو دیا   دین کے ٹکڑے جو ہین تمنے کیا

یا نبی صاحب نے یہ فرمادیا   چار مذہب بعد میرے لو بنا

یا صحابہ کا اثر آثار ہے

بو حنیفہ نے کہین فتوا دیا   مذہب و تقلید لو میری سدا

شافعی نے یا کہین اسکو لکھا   مالک و احمد نے یا یہ ہے کہا

دو سند اونکی ہمین درکار ہے

گر کہو اجماع امت کا ہوا   پوچھتا ہون کسطرح اجماع ہوا

دین احمد کو جو ہے ٹکڑے کیا   بلکہ یہ اجماع ہے اولٹا ہوا

ایسا یہ اجماع تفرقہ دار ہے

تم اگر سچے ہو کچھ لاؤ دلیل   اور نہین مذہب کی چھوڑو قال قیل

یعنی تقلیدی جو ہے مذہب ذلیل   چھوڑ دو اوسکو کہ ہے وہ بیدلیل

شرک اور باطل ہے اور بیکار ہے

بو حنیفہ شافعی اور مالکی   پیرو شد اہ ولی و حنبلی

اپنی تقلید اور مذہب سے سبھی   منع کر کے وہ گئے دنیا سے بھی

اُمّتی علیٰ ثلث وسبعین ملّۃً کلّھم فی النّار الّا ملّۃ واحدۃً قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ التّرمذی وقال ھٰذا حدیث حسن غریب

ترجمہ اور روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متفرق ہوگی امت میری اوپر تہتر گروہ کے کہ وہ سب بیچ دوزخ کے ہونگے مگر ایک گروہ صحابہ نے عرض کیا کونسا ہوگا وہ گروہ اے رسول خدا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسپر میں ہون اور میرے اصحاب روایت کی ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بن عمر نے یون روایت ہے کری — اسطرح فرما گئے حضرت نبی
فرقہ فرقہ ہونگے میرے امتی — پھر تہتر ہون اسے گنلو سبھی

کہدیا پھر کل فی النار ہے

یعنی سب کے سب وہ ہونگے دوزخی — ہان مگر ہوایک فرقہ جنتی
سنکے اصحابون نے پھر یہ عرض کی — کون فرقہ وہ ہوگا جنتی

باغ جنت جسکے واسطے تیار ہے

پھر صحابہ کو خبر حضرت نے دی — جتنے فرقہ جو جو لوہے تھے سبھی
راہ میری اور میرے اصحاب کی — جو چلے گا ہوسے گا وہ جنتی

اسکے سوا فرقے ایک فی النار ہے

[illegible] — احمدی فرقہ ہے جنت جائیگا

اسکے باوجود ہونے ایک قرآن اور ایک نبی کے مثل یہود اور
نصاری کے کئی طریق نکال کے کوئی حنفی اور کوئی شافعی کوئی حنبلی
کوئی مالکی کوئی قادریہ کوئی نقشبندیہ کوئی سہروردیہ کوئی چشتیہ
ہوگیا دین مین رخنہ ڈالنے کے طریق نکالے تقویۃ الایمان نظم

پکڑو تم رسی سبھی اللہ کی		جو کے ہونے کی نہین ہرگز کبھی
فرقہ فرقہ تم نہین ہونا اجی		شافعی و مالکی و حنبلی
	چار مذہب سے نہین کیا کار ہے	

بیان چار مصلون کا

بدعتی چارون مصلون کو پکڑ		چار مذہب اپنے ہین یہ نام ہم
چھوڑ کر قران کو یہ سمجھے		اور کرین تقلید شخصی کو مگر
	کیا انہین قران سے انکار ہے	

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ بقر مین وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ترجمہ
یعنی پکڑو تم مقام ابراہیم کو جائے نماز کے فائدہ
یہ آیت صریح دلیل ہے اس بات پر کہ بجز مقام ابراہیم
کے اور کسی جگہہ پر مصلہ نہ بنایا جاوے

کیونکہ قرآن مین تو ہیگا یون لکھا		ہے مصلے ایک ابراہیم کا
بدعتی تو چار کی آیت دیکھا		یا حدیث و قول اصحابہ کا لا
	ورنہ تو یہ اب تجھے درکار ہے	

کیونکہ یہ تو شرک نے ٹکرا ہے

پھر بھلا تمکو یہ کیا ضد آپڑی	دین کے ٹکڑے کئے تمسے کئی
چھوڑ کر قرآن کی کیون پیروی	کرتے ہو تقلید شخصی ہر گھڑی

کیا تمہیں قرآن سے انکار ہے

کیا ہوا تمکو سمجھتے کیون نہیں	چھوڑتے تقلید شخصی کو نہیں
مان لو قرآن اگر ہو مومنین	فرقہ فرقہ تم نہیں ہونا کہیں

پھوٹنا دین مین کفر کا کار ہے

ہے تعجب آتا انکی بات مین	چار مذہب کو تو یہ سچا کہین
ایک کی تقلید پہر کرتے ہین	مسئلہ تینون کے ناجائز کہین

کیون عمل کرتے نہیں دشوار ہے

چار مذہب جب ہوئے سچے سبھی	کیون عمل کرتے نہیں چارون ہی کبھی
فاتحہ پڑھ لو اگر ہو مقتدی	اور پکارو زور سے آمین بھی

غور سے دیکھو یہ کیا اقرار ہے

اور تمہارے قول سے ہے برملا	چار مذہب مانتے ہم تو سدا
چار مذہب مین بھی ثابت ہوا	لو جو قرآن و حدیثون مین لکھا

چھوڑو تقلید یہ شرک کار ہے

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ آل عمران مین وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا یعنی اور مضبوط پکڑو رسی اللہ [illegible] مت ڈالو یعنی دین مین فائدہ اختلاف

سوال چار مصلے اور چار مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی ہونیکی دلیل کوئی قرآن شریف وحدیث سے ثابت نہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یارون نے چار مصلے اور مذہب بنائے سوان مصلون اور چار مذہب کے بدعت ہونے کچھ شک نہین اور نہ چارون امامون نے اپنے مذہب اور مصلے بنائے گئے بلکہ اونہون نے منع کیا اپنے اور اپنے غیر کی تقلید کرنے سے

سنو خبر یون ہمکو پیغمبر نے دی ۔ بعد میرے گر کوئی ہوتا نبی
تو عمر ہوتا اسے جانو سہی ۔ ہے بڑی بوبکر کی عزت اخی
اور علی عثمان بہی عزت دار ہے

پھر بھلا انکے مصلے کیا ہوئے ۔ یا کہین مکے سے وہ چوری گئے
یا کہین حبشی اوٹھا کے لیگئے ۔ رومیون نے یا کسی جا رکھدیئے
جو خبر دے وہ بڑا ہشیار ہے

پر مصلون کا نہین لگتا پتا + ڈہونڈ مارین سارے دنیا کو بھلا
بوحنیفہ نے بہلا کسی لکھا + اک مصلہ تم مرا لینا بنا
شافعی نے یا کیا تیار ہے

مالک و احمد نے یا فرما دیا + یا کہ یوسف نے لیا اکنو بنا
دو سند انکے ہمین سچا لکھا ۔ ورنہ بدعت ہو چکی یہ برملا
اک مصلا صاف بے تکرار ہے

فرمایا اللہ تعالی نے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

تھے جو بوبکرؓ و علیؓ حضرت کے یار وصف ہے انکا تو آنحضرتؐ آشکار	اور عمرؓ عثمانؓ غنی اہل وقار اور پیمبرؐ نے کیا ہے بیشمار
چار یارون پر خدا کا پیار ہے	
اسلئے حق نے انہیں پیدا کیا انسے زیادہ کسکا ہو وے بڑا	تا نبی کے ساتھ وہ رہوین سدا ہین مصاحب سب یہ محبوب خدا
رتبہ انکا بیحد و بسیار ہے	

اخرج الترمذی عن عقبة بن عامر لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب ترجمہ مشکواۃ کے باب مناقب عمر مین لکہا ہے ترمذی نے ذکر کیا کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہوتا بعد میرے کوئی پیغمبر تو خطاب کا بیٹا عمرؓ ہی ہوتا فائدہ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کی تعریف بہت حدیثون مین فرمائی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور باقی یارون کی بہی تعریف بہت حدیثون مین فرمائی ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرقہ کہ میرے اور میرے اصحابونکے طریقہ پر ہوگا وہی فرقہ جنتی ہوگا اور خلاف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابون کے جو فرقہ ہونگے سب دوزخی ہونگے

گویا مذہب مین ہراک مختار ہے

حنفیہ کہتے کہ ہم سب مین بڑے ۔ اک مسئلہ پر ہمارا زور ہے
شافعی کہتے کہ ہم سب سے کھرے ۔ جگہہ ابراہیم پر جا اڑے

فخر کرنے کو ہراک تیار ہے

نام تہا بیسق سنو اُس مرد کا ۔ جسنے اس بدعت کو ہی جاری کیا
دیکھنا چاہے اگر کوئی لکھا ۔ وہ حدیث الغاشیہ دیکھے ذرا

اور محی الدین کا یہ اظہار ہے

دیکھ لے دل چاہی جو ظفر المبین ۔ جو محی الدین نے لکھی بالیقین
یہ مسئلے چار اور مذہب معین ۔ اوس مین ہے تردید انکی مومنین

دیکھ لیوے جو کوئی شک دار ہے

دیکھ لے انصاف سے اور غور کر ۔ تا حدیثون کی ملے تجکو خبر
اور تجھے کھوٹا کھرا آوے نظر ۔ تو محی الدین بجا دیکھکر

کیا محی الدین پہ رب کا پیار ہے

واہ کیا اچھی لکھی ظفر المبین ۔ بھید انکے کھلگئے ای مومنین
چوریان کرتے تھے جو شیطان لعین ۔ قید مین وہ پڑگئے کرلو یقین +

چوری کرنا اب اونہین دشوار ہے

خوب پکڑا ہے محی الدین نے ۔ عالم دہلی محدثین نے
غل مچایا گرچہ اہل کین نے ۔ مارا ڈالا اونکو اہل دین نے

اونکے تقلید و مذہب مسمار ہے

[illegible]

یعنی پوچھ لو یا در سکھنے والون سے اگر تم نہین جانتے ہو یعنی
قرآن شریف اور حدیث شریف کے موافق دریافت کرلو۔

پوچھ لو عالم سے قرآن مین لکھا
وہ مصلہ ہیگا ابراہیم کا
اور جو کچھ اس رسالہ مین لکھا
پوچھ لینا اوسکو بیچون وچرا

سب کرو تحقیق اچھا کار ہے

یہہ مصلہ وقت اصحابہ نہ تھے
تابعین اور تابعین کے یار کے
یعنی جو بہتر زمانے تین سے تھے
اون زمانون مین نہین ہرگز بنے

اور حدیثون مین تو کیا اذکار ہے

بلکہ یہہ چارون مصلے نار وا
دین مین جنکے سبب رخنہ پڑا
آٹھہ سو برسون کے پیچھے ایک فتا
بعد ہجرت احمدِ خیر الورا

ان مصلون کو کیا تیار ہے

فرح بن برقوق جو اک شہ ہوا
عہد مین اوسکے تہا اک فاسق
ان مصلون کو لیا اوسنے بنا
دین احمد اوسنے یون ٹکڑے کیا

گوشت با نٹے جیسے کوئی قصاب ہے

واہ کیا مالک بناوہ بے وفا
بانٹ کر جو دین کو ٹکڑے کیا
حکم کیا اللہ نے اوسکو دیا
یا کہ تہا حضرت نبی نے یہہ کہا

بانٹ دے سبکو تو ہی مختار ہے

عدل اور انصاف یہہ کیسا کیا
یو ، احصہ ہی نہین اوسنے دیا
آپسی مین کہہ رہے ہین بد ملا
ہے مصلہ میرا افضل اور بڑا

وَاتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً ط
یعنی آچکے دن پورا دیچکا تمکو دین تمھارا اور پورا کیا تم پر احسان اپنا اور
پسند کیا مین نے تمھارے واسطے دین مسلمانی

یعنی اب قرآن پورا آچکا ✣ بلکہ سب کچھ اسکے اندر ہے لکھا		دین مین نقصان نہین باقی رہا پر نہین اندہون کو لگتاہے پتا	
	مثل چمیگا ڈراوہنون کا کار ہے		
یعنی یہہ قرآن مثل آفتاب گر نہ دیکھے دن مین چمیگا ڈر خراب		روشنی اسکی بڑی ہے لاجواب کیا خطا سورج کی ہے سنلو شتاب	
	آفتاب روشنی اظہار ہے		

حدیث نماز مین ہاتھ رکھنے کے بیان مین یعنی کس جگہہ پر رکھنے چاہیے ہین ✣

عن وائل ابن حجر رضی اللہ تعالی عنہ قال صلیت
مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنیٰ
علی یدہ الیسریٰ علی صدرہ رواہ ابن خزیمۃ ط
روایت ہے وائل ابن حجر رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا نماز پڑھی
مین نے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس رکھا حضرت نے اپنا داہنا
ہاتھ اپنے بائین ہاتھ پر اوپر سینے اپنے کے روایت کیا اس حدیث کو ابن

مومنون کو پوچھنا یون چاہیے	مولوی جی جو ہمین بتلائے
اوسکو قرآن مین ذرا دکھلائے	یا حدیثون سے ہمین سمجھائے

بلکہ لکھدو یا ہمین درکار ہے

سنتِ احمد سے لکھوا یدریس	قول غیرون کے نہین سنتے انیس
قول غیرون سے ہے نفرت مبین ہیں	غیر کے قولون کو دو پتھر سے پیس

قول غیرون سے نہین کچھ کار ہے

غیر کے قولون سے ہمکو کیا پڑا	قول غیرون پر عمل ہے ناروا
ہمتو مومن ہو چکے ہین باخدا	ہے ہمارے واسطے قرآن کھلا

غیر کے قولون سے ہمکو عار ہے

فرمایا اللہ تعالے نے سورۂ نحل مین ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیءٍ وھدی ورحمة وبشریٰ للمسلمین ۔ اور اوتاری ہمنے تجپر کتاب بیوا ہر چیز کا اور راہ کی سوجھ اور مہربانی اور خوشخبری حکم بردارونکو

نظم

غیر کی باتون سے ہمکو کیا پڑی	بلکہ ہے قرآن مین ہر شئے کہی
فقہ کی بھی ہمکو کیا حاجت رہی	جبکہ رب نے بھیجدی نعمت بڑی

جس نے بھیجا وہ بڑا غفار ہے

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ مین الیوم اکملت لکم دینکم

ثابت ہوئی حدیث صحیح جو واجب کرے عمل کو بیچ رکھنے ہاتھون کے نیچے سینے کے جیسا کہ کہا شافعی نے اور نیچے ناف کے جیسا کہ مذہب ابو حنیفہ کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث صحیح ہے اوسی پر عمل بھلا ہے -

وائل ابن حجر کہتے ایقتا — اقتدا مین سنے جو حضرت کا کیا
رکہتے سید ہا ہاتھ بائین پر بہلا — باندہتے سینے پہ حضرت مصطفےٰ

لو حدیث صحیح مین اظہار ہے

یہہ حدیث مصطفےٰ ہیگی کھری — ناف کے نیچے کے وہ نیچے ہی جی
ہے ضعیف اسکی نہین حاجت ہی — جب حدیث مصطفےٰ پائی قوی

صحیح پہ کرنا عمل درکار ہے

حدیث شریف

عن عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا صلوة لمن لم يقرا بفاتحة الكتاب متفق عليه وفي رواية لمسلم لمن لم يقرا بام القرآن فصاعدا روایت ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہوتی نماز اوس شخص کی جو نہ پڑہے سورۂ فاتحہ روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور بیچ ایک روایت مسلم کے یون ہے کہ نہین نماز اوسکی جو نہ پڑہے سورۂ فاتحہ اور زیادہ حدیث دوم

باب القراءة في الصلوٰة

خزیمہ نے اور یہہ حدیث صحیح سینے پر ہاتہہ باندہنے کے باب مین
اور نیچے ناف کے ہاتہہ باندہنے کی دلیل حنیفہ کی یہہ ہے -

عن ابی جحیفة رضی اللہ تعالے عنہ ان
علیا رضی اللہ تعالی عنہ قال السنة وضع
الکف فی الصلوٰة ویضعھما تحت السرة رواہ رزین
وابوداؤد

روایت ہے ابی جحیفہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق حضرت
علی رضی اللہ تعالے عنہ سے نے کہا سنت ہے رکہنا ہتیلی کا بیچ نماز
کے اور رکہے اُن دونون کو نیچے ناف کے روایت کیا اس حدیث
کو رزین سے نے اور ابو داؤد نے فائدہ مسک الختام شرح بلوغ
المرام مین لکہا ہے کہ اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے بہی اسی طریق
سے روایت کیا ہے سو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ضعیف
لایق حجت پکڑنے کی نہین ہے چنانچہ کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم
مین کہ اتفاق کیا گیا ہی بیچ اسکے کہ حدیث حضرت علی کی یعنی ناف پر ہاتھ
رکھنے کی ضعیف ہی کیونکہ راوی اسکا عبدالرحمن بیٹا اسحاق واسطے کا ہی
اور وہ ضعیف ہے ساتھ اتفاق کے اور کہا ملا علی قاری حنفی نے بیچ مرقاة
شرح مشکوٰة کے کہ رکھنا ہاتہونکا نیچے ناف کے جیساکہ مذہب حنفیہ کا ہے
اور نیچے سینہ کے جیساکہ مذہب شافعیہ کا ہے نہین ثابت ہوئی بیچ
کوئی حدیث کہ لائق عمل کے ہو اور کہا ابن ہمام نے فتح القدیر مین کہ یہہ

جس وقت کہ مین پکار کر پڑھون مگر سورۂ فاتحہ کو پڑھو فائدہ
کہا ابن حجر نے تلخیص مین کہ صحیح کہا اس حدیث کو ابو داؤد اور
ترمذی اور دارقطنی اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے طریق
ابن اسحاق سے اور کہا محدث سلام اللہ نے محلی شرح موطا
امام مالک مین دارقطنی سے مراد اوسکے ثقہ ہین اور اسناد اوسکے
حسن ہین اور کہا خطابی نے اسناد اس کے جید ہے نہین
طعن کیا گیا اس مین اور کہا حاکم نے اسناد اس کے محکم ہے
اور کہا بیہقی نے صحیح ہے انتہی اور بلوغ المرام مین یہی حدیث عبادہ
بن صامت کے ساتھ یون نقل کی ہے وفی روایۃ لابن
حبان والدارقطنی لا تجزی صلوٰۃ لا
یقرأ فیھا بفاتحۃ الکتاب یعنے ایک اور روایت
مین ابن حبان کے اور دارقطنی کے یون ہے کہ نہین کفایت
کرتی ہے نماز جس مین نہ پڑھی جاوے سورۂ فاتحہ انتہی اور مسک الختام
شرح بلوغ المرام مین لکھا ہے کہ کہا بیچ منتقی کے کہ کہا دارقطنی نے اسناد
اس کے صحیح ہے اور صحیح کہا اسکو ابن قطان نے اور روایت کیا اسکو
ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے اور واسطے اسکے شاہد ہے حدیث
ابی ہریرہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ قبول نہین کیجاتی ہے
وہ نماز کہ نہ پڑھی جاوے بیچ اس کے سورۂ فاتحہ اور طبرانی مین ہے

وعن عبادة ابن الصامت رضی الله تعالیٰ عنه قال کنا خلف النبی صلی الله علیه وسلم فی صلوٰة الفجر فقراء فثقلت علیه القراءة فلما فرغ قال لعلکم تقراءون خلف امامکم قلنا نعم یا رسول الله قال لا تفعلوا الا بفاتحة الکتاب فانه لا صلوٰة لمن لم یقراء بها رواه الترمذی وللنسائی معناه وفی روایة لابی داؤد وقال وانا اقول مالی ینازعنی القرآن فلا تقرؤا بشیء من القرآن اذا جهرت الا بام القرآن ط

اور روایت ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا تھے ہم پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر مین پس پڑھا حضرت نے قرآن پس بھاری ہوا اونپر پڑھنا پس جب پڑھ چکے نماز فرمایا شاید کہ تم پڑھا کرتے ہو پیچھے امام اپنے کے کہا ہم نے ہان اے رسول خدا کے فرمایا نکیا کرو تم یعنی نہ پڑھا کرو کچھہ مگر سورہ فاتحہ پس تحقیق نہین ہوتی نماز اوس شخص کی جو نہ پڑھے سورہ فاتحہ روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے اور واسطے نسائی کی معنی اسکے ہین اور بیچ روایت ابو داؤد کے یون ہے کہ فرمایا اور مین کہتا یعنی اپنے دل مین جبکہ قراۃ مجہپر بھاری ہوئی کیا ہے واسطے میرے کہ نزاع کرتا ہے مجہسے قرآن پس نہ پڑھو کچھہ قرآن سے

کے ہین دلیل اونکی یہ حدیث ہے جوکہ ابو داؤد مین روایت
ہے ابی سعید رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا امر کیئے گیے ہم یہ کہ پڑہین
ہم سورہ فاتحہ اور جو آسان ہو قران سے یعنی نماز مین **فائدہ**
دراری مضیہ شرح درالبہیہ مین امام شوکانی لکھتا ہے کہ کہا ابن
سید الناس نے اسناد اس حدیث کے صحیح ہے اور راوی
اسکے معتبر ہین اور کہا حافظ ابن حجر نے اسناد اسکے صحیح
ہے انتہے اور اسیطرح ہے بیچ بلاغ المبین کے ان حدیثون سے
معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ کے ساتھہ سورۃ اور بہی پڑہنی چاہیے
لیکن جس رکعت مین امام قرات پکار کر پڑہے اوس رکعت مین
مقتدی فقط سورہ فاتحہ تو ضرور ہے پڑہ لیا کرین کیونکہ بغیر
اوسکے تو نماز ہی ہوتی نہین لیکن سورہ کو نہ پڑہے کیونکہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا جب مین پکار کر پڑہون تو اور
کچھہ مت پڑہو مگر سورہ فاتحہ اب نظم مین بیان ہوتا ہے ان
حدیثون کا جو سورہ فاتحہ کے باب مین لکھی گئین ہین

بیان سورہ فاتحہ کا نظم مین

فاتحہ پڑہنے جو ہے خلف الامام
ہو گئی جاری فرض ہے الکلام
بدعتی اوسکو نہین پڑہتے مدام
ہے حدیث اسکی بخاری مین تمام

لا صلواۃ کا یہی اظہار ہے

صاف فرمایا نبی نے بھائیو
فاتحہ کے بن نماز بیکار ہے

من صلی خلف امام فلیقرا بفاتحۃ الکتاب
یعنی جو نماز پڑھے پیچھے امام کے پس چاہیے کہ پڑھے سورہ فاتحہ اور بیہقی
میں ہے لا تقرءن خلفی الا بفاتحۃ الکتاب
یعنی نہ پڑھو پیچھے میرے کچھ مگر سورہ فاتحہ اور بیہقی میں ہے لا
صلوٰۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب
امام او غیر امام یعنی نہیں نماز واسطے اوس شخص کے جو نہ پڑھے
سورہ فاتحہ پیچھے امام یا غیر امام کے اسی طرح ہے بیچ بلاغ المبین
فی اتباع خاتم النبیین کے ان حدیثوں کے سوا اور بھی اسی طرح
کے مضمون کی بہت حدیثیں آئی ہیں مگر بسبب خوف طول
کے انہیں پر اکتفا کیا گیا ہے اور بخاری مسلم میں روایت ہے
عطا سے کہ تحقیق سنا اوسنے ابا ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ
سے کہتا تہا بیچ ہر نماز کے پڑھا جاوے پس جو کچھ کہ پکار
سناتے ہمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سناتے ہیں
ہم تمکو اور جو کچھ کہ آہستہ پڑھتے تھے ہمسے حضرت آہستہ
پڑہتے ہیں ہم تمسے اور اگر نہ زیادہ کرے تو اوپر سورہ فاتحہ کے
کفایت کرتے ہے تجہے اور اگر زیادہ کرے تو پس وہ بہتر ہے
فائدہ قسطلانی شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث
حکما مرفوع ہے اس سے معلوم کہ سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ
کا پڑھنا سنت ہے واجب نہیں لیکن جو لوگ کہ قائل اسکے وجوب

نہین جسکو زیادہ تحقیق منظور ہو تو وہ بلاغ المبین کا مطالع کرے ۔

نظم

یعنی اس آیت کو کرتے ہین بیان ۔ جب پڑھا جاوے کلام اللہ جہان
سب سنو اور چپ رہو ای دوستان ۔ فاتحہ پڑھنا منع اس مین کہان

اور نماز دن کا کیا اذکار ہے

بلکہ اس آیت مین یہ مطلب رہے ۔ جب پڑھا جاوے قرآن سن چپ رہے
بات کوئی شور و غل سے نا کرے ۔ جو کرے غل شور وہ فاسق بنے

شور و غل تو کافرون کا کار ہے

وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون ؕ

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ حٰمٓ سجدہ کے چوتھے رکوع کے شروع مین **ترجمہ** یعنی اور کہنے لگے کافر مت سنو اس قران کو اور بکبک کرو اس کے پڑھنے مین شاید تم غالب ہو

یعنی جب پڑھتے رسول اللہ قران ۔ کافران اسطور بولے بدزبان
مت سنو قران غل کردو وہان ۔ تو کہ تم غالب رہو اُنپر گران

سجدۂ حٰمٓ مین اظہار ہے

اب بھی ہین گے بہت سے ایسے شریر ۔ جب سناؤ انکو یہ قرآن بشیر
غل مچاوین اور نہ مانین بدکشیر ۔ آیتین بے محل لاوین لاخبیر

مقتدی اور مقتدا کوئی جو ہو ‡ بے پڑھے اوسکے صلوٰۃ ہرگز نہو
فرضیت تو صاف سے تکرار ہے

فاتحہ سے روکتے جو عالمان ٭ بے دلیلون کے وہ لڑتے ہین عیان
بے محل آیت کو لاتے ہین یہان ٭ پھر بھلا اوس سے منع ہوتا کہان
پھر منع کرنا انھین بیکار ہے

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ

ترحمون ط فرمایا اللہ تعالے نے کلام اللہ مین یعنی اور جب پڑھا جاوے قران تو سنو اور چپکے رہو تو کہ تم رحم کئے جاؤ مطلب اس آیت کا یہ ہے جب کوئی قران شریف پڑھے تو سُننے والون کو چاہئے کہ باتین نکرین اور غل نہ مچاوین کیونکہ غل مچانا کافرون کا کام ہے - کیونکہ جب آنحضرت قرآن شریف پڑھتے تھے تو کافر غل مچایا کرتے تھے سو اللہ تعالے نے حکم بھیجا سنو اور چپکے رہو تو کہ تم پر رحم ہو اور اس آیت مین یہ مطلب ہرگز نہین کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ مت پڑھو اگر یہ حکم ہوتا تو حضرت کیون حکم فرماتے کہ سورہ فاتحہ کو پڑھ لیا کرو کہ بغیر اسکے نماز نہین ہوتی امام ہو یا مقتدی اور آپ سے زیادہ قرآن شریف کون سمجھتا تھا اور حنفی مذہب والے جو سورہ فاتحہ پڑھنی امام کے پیچھے منع کہتے ہین کوئی دلیل اونکی قابل سند کے

۵ [illegible]

۶ [illegible]

فاتحہ کے ساتھہ سورہ مقتدی ۔۔۔ گر ملالے کام ہی یہ خوب ہے
یہ بخاری مین صحیح اظہار ہے

ابتو تمکو چاہیئے ای بہائیو ۔۔۔ فاتحہ پیچہے اماموں کے پڑہو
جو دیا حضرت اسکو خوب لو ۔۔۔ رب نے فرمایا ہے اسکو دیکہلو
حکم مولے امان گر دیندار ہے

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ٥

فرمایا اللہ تعالی نے سورہ نجم مین یعنی اور وہ یعنی رسول نہین بولتا
اپنے چاؤ سے یہ تو حکم ہے جو پہونچاتا ہے اوسکو یعنی آنحضرت
اللہ کی مرضی کے خلاف نہین کہتے

اور بہی سنلو ذرا سا ای اخی ۔۔۔ رب نے یون حضرت کی ہے تعریف کی
خواہش اپنی سے نہین کہتا نبی ۔۔۔ بلکہ پہونچاتا ہے اللہ کی وحی
حکم سے رب کے نبی کا کار ہے

نے محل ب آیتین قرآن کی ۔۔۔ اور صحاح اخبار یون ہے ای اخی
فاتحہ کے منع مین لاوے کوئی ۔۔۔ اور رکہ الحمد مت پڑہ مقتدی
مان مت بات اوسکی پر آزار ہے

کیا نہین سمجہے محمد مصطفے ۔۔۔ حکم جو الحمد پڑہنے کا دیا
وہ نہ سمجہے جو تو سمجہا بہیا ۔۔۔ بالیقین تو آدمی سے خر ہوا
بانگ تیری چون خر مردار ہے

بلکہ اس ایت مین جو تعمیم ہے
بس ہوا معلوم اس سے ہی یہی
بس رسول الله نے تخصیص کی
جو خبر ہمکو نبی صاحب نے دی

آپ کی سچی بڑی گفتار ہے

یعنی فرمایا نبی نے یہ پیام
مقتدی ہو یا کہ وہ ہووے امام
فاتحہ پڑھ لو نماز و نمین تمام
سبکو پڑھنا فرض ہے بس لا کلام

یہ حدیثون صحیح اظہار ہے

ہے عبادہ سے روایت صحیح تر
جھر سے جب مین پڑھون آن اگر
اوسمین فرمایا نبی نے اسقدر
فاتحہ پڑھ لو نہ پڑھنا کچھ مگر

فاتحہ پڑھ لو ضروری کار ہے

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کیونکہ نے اسکے نماز ہوتی نہین
بدعتی کو کیا ہوا پڑھنا نہین
دیکھ لو اکثر حدیثون مین یہین
کیا یہ سمجھا آپ سے زیادہ کہین

ایسا دعوا جو کرے وہ خوار ہے

کیونکہ قرآن ہی اترا تھا آپ پر
فاتحہ پڑھنی منع ہوتی اگر
سبکو پھر سمجھا دیا تفسیر کر
حکم کیون کرتے ہمین خیر البشر

فاتحہ پڑھ لو یہ فرضی کار ہے

قول سے حضرت کے یہ ظاہر ہوا
اور امام اوسکا جھر سے پڑھا
جب کسی کا مقتدی کوئی بنا
فاتحہ پڑھ لے نہ سورۃ کو ملا

سورتین خفیہ مین بہتر کار ہے

یعنی جو ہووے کسیکا مقتدی
مقتدا اوسکا پڑھے چپکی جی

بعضے حنفی بولتے ہین یہ کلام	فاتحہ ہم کیون پڑہین خلف امام
کس لئے ہمنے بنایا یہ امام	اوسکا پڑہنا کافی ہے ہمکو تمام
فاتحہ پڑہنا اوسی کا کار ہے	
ہین جواب اسکے بہی سنلو ہشیار	کچہہ تو پہلے گرز ہین تفصیل وار
کیونکہ حضرت نے کیا ہے آشکار	فاتحہ پڑہنا ضروری ہے یہ کار
سبکو پڑہنا فرض بے تکرار ہے	
قول سے حنفی کے یہ ظاہر ہوا	فاتحہ پڑہنا نہین ہمکو روا
جب ہمارے مقتدا نے پڑہ لیا	بس ہمارا کام سارا ہو گیا
اب جواب اسکا بہی یون اظہار ہے	
یعنی جبکہ ہو گیا تو مقتدی	اب تشہد کی بہی کیا حاجت رہی
پڑہ دیا اوس نے بہی تیری ہو گی	سب طرح اوس نے وکالت تیری کی
اور درود بہی کیا تجہے درکار ہے	
بلکہ تجکو چاہئے گہر بیٹھ رہے	اور گہر کا کار سب کرتا رہے
پیشوا تیرا نمازین پڑہ دیے	مفت مین جاڑا و گرمی کیون سہے
یہ عقیدے کا ترے اظہار ہے	
واہ کیا اچہا کیا تمنے وکیل	کر لو کل اذکار مین اوسکو کفیل
چہوڑ دو اپنی یہ بکبک بیدلیل	ورنہ ہوگے خوار و رسوا اور ذلیل
بہاگو ذلت سے اگرچہ عار ہے	
اب سنو تم مقتدا کا اقتدا	مقتدی ہو جو کوئی اوسکا بہلا

یعنی بعضے کہتے ہین یون چیخ کے | فاتحہ کو مقتدی تومت پڑہے
جبکہ پیچہے مقتدا کے تو رہے | بلکہ تجکو چاہیے چپکا رہے
اوسکا پڑہنا تجکو کافی کار ہے

ہین جواب اس کے کثیر و بیشمار | پر مجہے کرنا یہان ہے اختصار
پہلے تو یہ ہین حدیثین ضعفدار | شرح مسلم دیکہہ اور تخریج یار
ضعف انکا بہت جا اظہار ہے
یعنی شرح امام نووی کے

ضعف سے خالی اگر ہوئین کبہی | فاتحہ پہر بہی منع ہوتا نہ جی
بلکہ ان لفظون مین جو تعمیم تہی | بس نبی نے فاتحہ تخصیص کی
اولنے زیادہ کون اب ہشیار ہے

سب حدیثون مین ہوا اب اتفاق | ہوگئین اسکو سمجہہ لو بے شقاق
فاتحہ پڑہ لو نہ سمجہو کچہہ مذاق ؛ | جو نہ ملے مقتدی ہوئیگا عاق
اور نماز اس کی رہی بیکار ہے

بعضے اندہے بدعتی بولین یہ خر | فاتحہ جو مقتدی پڑہ لے اگر
اوسکے منہ مین آگ یا پتہر ہون پر | بے دلیلون کے یہ بکتے ہین لچر
ضعف انکا ہی بڑا بسیار ہے

اور سند انکی نہین کچہہ بہی ذرا | کذب اور باطل بتاتے ہین سدا
بدعتی اندہے جو منکر بیحیا ؛ | مانتے ہرگز نہین یہ پر جفا
بدعتی اندہا ہراک مکار ہے

قول کا اوس کے نہین دارومدار حنفیون مین مت کرو اسکو شمار
نام کا حنفی یہ دہوکے دار ہے
ایسے حنفی ہین ہزارون بیشمار دین مین بدعت کرین وہ اشتکار
روکتے ہین فاتحہ سے نابکار منع کرتے مقتدی کو باربار
بے سند کے روکنا دشوار ہے
بلکہ تمکو چاہیئے اے حنفیو منع کرنے کی حدیث ہمکو تو دو
یعنی اوس مین اسطرحکا لفظ ہو فاتحہ کو مقتدی تم مت پڑہو
صحیح ناسخ دو یہ فرضی کار ہے
جسطرح تمکو حدیثین ہمنے دین تم بہی ویسی لاؤ جی ناسخ ہین
ہون روپے انعام تمکو بالیقین لیکے یہہ نقدی بکاؤ ہر کہین
قورمہ قلیہ جو کچہہ درکار ہے
اسطرح آمین جہر کی سنئے خبر بکی مین دیکہا ؤ شتاؤ جی
سائلون سے مت خفا ہونا کبہی دولون کا انعام تم لینا سبہی
تیسٓ دونگا یہ مرا اقرار ہے
پر بڑے حیران ہین گے بدعتی ڈہونڈہتے پہرتے نہ وہ ملتی کبہی
ہین بڑے لاہور کے جو مولوی اشتہار و نہین خبر اونکی ہی دی
ہوگیا حنفی ہر اک ناچار ہے

بیان نمازمین آمین کہنیکا

عن وائل بن حجر رضی اللہ تعالے عنہ انہ

سبقت اوس سے نا کرے وہ جا بجا — قومہ ہو یا سجدہ ہوا سکے سوا

اقتدا اوسکی یہی اظہار ہے

یعنی جبکہ وہ جہکے تم بہی جہکو — مقتدی اوس سے اگاڑی مت بڑہو

فاتحہ کو رکوع سے پہلے پڑہو — کیونکہ بے اسکے نماز ہرگز نہو

چار مذہب مین یہ فرضی کار ہے

روضۃ العلما مین لکہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اترکو قولی بخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخبر صحابتہ

نظم

مذہب حنفی مین ہیگا اسقدر — قول ہے وہ بوحنیفہ کا مگر

جب نہین پہونچے حدیثون کی خبر — چہوڑ دینا قول میرا بے خطر

سب امامون کی یہی گفتار ہے

اب نہ جانو فاتحہ پڑہنا اجی — مذہب حنفی مین فرضی ہو گئی

یہ تو بیشک پڑہ لیا کر مقتدی — بے پڑہے کیونکر نماز ہو گی تیری

اسکو پڑہنا ہر طرح درکار ہے

حنفیت پر جو کوئی ہوے نثار — وس مین ثابت ہو گیا ای باوقار

مقتدی تہوڑے ہون یا ہون بیشمار — سکو پڑہنا فرض ہی کر لو بچار

گر نہ مانے جہوٹا ہے اور خوار ہے

یعنے جس مذہب کا دیتا ہی قرار — اوسکو بہی نہین مانتا وہ بیوقار

فائدہ کہا امام شوکانی نے نیل الاوطار مین روایت کی اس حدیث کو بہی دارقطنی نے اور اسناد اسکے حسن ہے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے اوپر شرط بخاری اور مسلم کے اور روایت کیا اوس کو بیہقی نے اور کہا حسن صحیح ہے **نظم**

جو کہ ہتے حضرت نبی خیر البشر
زور سے آمین کہتے اسقدر +
فاتحہ کو ختم کرتے جب مگر +
سنتے صف اول مین امین کی خبر +
اور سنداس کی بڑی پرکار ہے

تیسری حدیث وعنه قال ترك الناسُ التامين وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين ٥ قال آمين حتى يسمعها اهل الصف الاول فيرتج بها المسجد رواه ابن ماجة +

اور روایت ہے ابی ھریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا ترک کردیا لوگون نے آمین کہنا اور تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہتے تہے غیر المغضوب عَلَيهِم وَلا الضَّالِّين ط کہتے آمین یہان تک کہ سنا دیتے تہے اول صف والون کو پہر گونجتی ساتہ اوس کے مسجد روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے

نظم

صَلّٰی خلف رسُول اللہ صَلّٰی اللہ علیہ وسلم

فجھر بامیٖن رواہُ ابوداؤدَ

روایت ہے وائیل بن حجر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ کہ اونہنے نماز پڑھی پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پکار کر کہی آمین۔ روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے ؛

نظــــم

اب سنو وائل سے یون مروی ہوا	مقتدی حضرتکا جب وہ تہا بنا
بس نبی نے جہر آمین کو کہا	اور ابو داؤد مین یہ ہی لکہا

جہر آمین مصطفےٰ کا کار ہے

دوسری حدیث عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تلی غیر المغضوب علیھمْ وَلَا الضَّالِّینْ ط قال آمِیْن حتی یسمع من یلیہ من الصف الاوّل رواہ ابو داؤد ۵ روایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑہتے غیر المغضوب علیھمْ وَلَا الضَّالِّیْنِ کہتے آمین یہان تک کہ سنتا تہا وہ شخص جو نزدیک انکے ہوتا صف پہلی مین روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے

الامامُ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ رَفعوا اَصْواتهم بِاٰمِيْنَ رَوَاہُ البیھقی وَابن حبّان فی صحیحہ ۝

روایت ہے عطا رضی اللہ تعالٰے عنہ سے کہا پایا مین نے دوسو آدمی کو صحابہ سے جب کہی امام وَلَا الضَّالِّين ۝ بلند کرتے آوازین اپنے ساتھ آمین کہنے کی روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے اور ابن حبان نے بیچ صحیح کے انتہیٰ **نظم**

اور عطا نے یون روایت ہی کیا		مین نے پائے دوسو اصحاب صفا
فاتحہ جب ختم کرتا مقتدا		زور سے آمین وہ کہتے بر ملا ✣

بیہقی مین یہ لکھا اے یار ہے

چھٹی حدیث قال عطاءٌ آمین دُعاءٌ وامّن ابن الزبیر ومن وراءہٗ حتی ان للمسجد للجۃ وکان ابوھریرۃ ینادی الامام لا تفتنی بامین و قال نافع کان ابن عمر لا یدعہ ویحضھم و سمعت منہ فی ذالک خبراً رَوَاہُ البخاری

کہا عطا آنے امین دعا ہے اور آمین کہا ابن زبیر نے اور جو کہ پیچھے اوسکے یہانتک کہ تحقیق گونج اوٹھی مسجد اور ابوہریرہ پکار کر کہتے تھے امام کو کہ مت فوت کر مجھسے کہنا آمین کا ✣

بو ہریرہ جو کے تہی حضرتکے یار | یون روایت کرتے ہین آیا غار
چھوڑا کیون لوگون نے یہ آمین کا کار | یہ تو کرتے تہو رسولِ کردگار

بو ہریرہ پر نبی کا پیار ہے

اور اصحاب نبی کرتے تہ یہ کار | جو کہ تہے گنتی مین یار و بیشمار
اسقدر آمین کی کرتے پکار | گونجتی مسجد بڑی ہوتی بہار

واہ کیا آمین کی گنجار ہے

چوتہی حدیث

عن عطاءٍ ادرکتُ ماتینِ مِنَ الصّحابۃ فی ھٰذا المسجِدِ اذا قال الامامُ وَلا الضَّالِّیْنَ سَمِعتُ لھُم رجّۃ بآمِین رواہُ البیھقی

روایت ہے عطا سے کہ پایا مین نے دوسو آدمی کو صحابہ سے بیچ اس مسجد کے جب کبہی امام وَلَا الضَّالِّیْنَ سُنا مین نے اونکی آواز ساتہہ آمین کہنے کے روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے **پانچوین حدیث** عن عطاءٍ رضی اللہ تعالی عنہُ قال ادرکتُ ماءتینِ مِنَ الصّحابۃ اذا قال

ترجمہ روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا سُنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کہا وَلَا الضَّالین کہا آمین روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے بیچ باب پکار کر آمین کہنے کے۔ **نظم**

اور علی رضؓ نے یون روایت ہی کیا	کہتے ہین مین نے نبی حضرت سے سُنا
فاتحہ پورا نبی نے جب کیا	پہر کہی آمین رسول کبریا
ابن ماجہ مین لکھا یہہ کار ہے	

آٹھوین حدیث عن وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ قال کانَ رسُولُ اللہ صَلی اللہ عَلیہ وسلم اذا قرأ وَلَا الضَّالین قال آمین وَرفع بھا صوتہ

رواہُ ابوداود روایت ہے وائل بن حجر رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑہتے یعنی جب پہنچتے وَلَا الضَّالین تک کہا آمین اور بلند کیا ساتہہ آمین کہنے کے آواز اپنے کو روایت کیا اس حدیث کو ابو داود نے

اور ہے وائل سے یون مروی ہوا	فاتحہ کو پڑہتے محبوب خدا

اور کہا نافع نے نہین چھوڑتے تھے اسکو یعنی آمین پکار کر کہنے کو ابن عمرؓ بلکہ ترغیب دیتے تھے لوگون کو اور سنا نافع نے ابن عمرؓ سے کہ آمین پکار کر کہنے مین حدیث ہے **نظم**

جہراً آمین ہے بخاری مین لکھا ۔ اور عطا نے یون روایت ہی کیا
یعنی یہ آمین تو ہیگی دعا ۔ جہرؓ ابن الزبیر و نے کہا
اونکے مقتدیون کا بہی یہ کار ہے

یعنی جو کہ اونکے ہوئے مقتدی ۔ وہ بہی تو آمین پکارتے تہے سبہی
گونجتی مسجد آوازا ونکے سے جی ۔ بوہریرہ نے بڑی تاکیدکی
کیونکہ وہ حضرت نبی کا یار ہے

کہتے اپنے مقتدا سے وہ پکار ۔ فوت مجہسے مت کرو آمین کا کار
اور کہا نافع نے یہ آمین پکا ۔ چہوڑتے اسکو نہ تہے وہ نامدار
یعنی یہ ابن عمرؓ کا کار ہے

جو کہ تہے ابن عمرؓ حضرت کے یار ۔ وہ بہی تو آمین کہتے تہے پکار
اور وہ رغبت دلاتے نیک کار ۔ کیونکہ یہ فعل نبی ہے آشکار
بن عمر آمین کا حامی کار ہے

ساتوین حدیث عن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال ولا الضالین قال آمین رواہ ابن ماجہ فی باب الجہر بآمین

اللہ واسطے اوسکے جو آگے گزرے گناہ اوسکے کہا ابن شہاب نے اور بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہتے تھے آمین کو روایت اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور ابو داؤد اور ترمذی اور مالک نے

نظم

بو ہریرہ سے بھی یہہ مروی ہوا
بے شبہہ حضرت نے یہہ فرمادیا
جب کہے آمین تمہارا مقتدا
مقتدی آمین کہو تم بھی سدا

یہہ بخاری مین لکھا اسے یار ہے

جہر آمین کا تو ہے درجہ بڑا
ہمکو پیغمبر نے یہہ فرمادیا
جب کہے آمین تمہارا پیشوا
تب فرشتے بھی کہین آمین سدا

تم کہو آمین اچھا کار ہے

موافقت آمین مین جسکی ہوئی
اور فرشتون کی وہ آمین سے ملی
بخشے جاتے ہین گنہ اوسکے سبھی
پہلے جو اوسنے کئے عصیان جی

اوسکو بخشے وہ بڑا غفار ہے

واہ کیا آمین کا درجہ بڑا
جو کہے آمین اوسے بخشے خدا
پر جو آمین سے چڑیگا بیجا
وہ ہوا اسکر یہودی ہو چکا

کیونکہ یہہ چڑنا اونہون کا کار ہے

دسوین حدیث

جبکہ پورا اوسکو کرے مصطفےٰ		زور سے آمین کہتے با صفا
	اسطرح سے بہت جا ظاہر ہے	

وعن ابی هریرة رضی الله تعالےٰ عنه ان
رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اذا امّن
الامام فامنوا فانه من وافق تامینه تامین الملٰئکة
غفر له ما تقدم من ذنبه قال ابن وشهاب و
کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول آمین
رواه البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی
والنسائی ومالک اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ
تعالےٰ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جسوقت کہ آمین کہی امام نے پس تم بھی آمین کہو یعنی جب امام بعد
قرات فاتحہ کی آمین پکار کر کہتا ہے اوسکی آواز سنکر فرشتے بھی
آمین کہتے ہیں پس تم بھی اسوقت آمین کہو واسطے کہ تحقیق جو شخص
موافق ہوجاوے آمین اوسکی اور آمین فرشتون کی بخشا ہے

کچھہ فرق نہین۔	نظم	
عایشہ سے ہے روایت سربسر		نقل کرتے ہین نبی سے وہ خبر
نہین حسد کرتے یہودی تم اوپر		پر حسد کرتے وہ آمین کے اوپر
	اور سلاموں سے حسد بسیار ہی	
فاسق و مفسد یہودی بےخبر		چڑتے تہے آمین سے وہ بیہنر
ویسے جواب بہی چڑ یگا ستم گر		فرق اوس مین اور یہودی بکر
	وہ یہودون کا بڑا ایک یار ہے	
بعضے فاسق بدعتی ڈاڑہی چڑی		پائین سے ٹخنون سے رکہتی ہین بڑے
ناچ مین تورات بہر رہوین کہڑے		ہاے پہر آمین سے کیون پڑے
	جو چڑا منکر ہوا فے النار ہی	
ہاے اونکی عقل پر پتہر پڑے		جو چڑے آمین سے وہ کافر ہے
منطقی ہون یا کہ وہ حکمت پڑہے		کیا پڑے شیطان کے ہین وہ بڑے
	اونکی حکمت پر خدا کی مار ہے	
حکمتون اپنی سے یارو دمبدم		سختیان کرتے نہین ہوتے نرم
عامل سنت پہ کرتے ہین ستم		کیا خدا کی بہی نہین انکو شرم

وعن عائشہ رضی اللہ تعالے عنھا عَنِ النبیّ صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلّمَ قالَ مَا حَسَدَتکمُ الیھود عَلیٰ شیءٍ مَا حَسَدَتکمُ عَلی السّلام وَالتّامِین رواہ ابن ماجہ فی باب الجھر بامین روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے اوس نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے نہین حسد کرتے تمسے یہود اوپر کسی چیز کے جسقدر کہ حسد کرتے ہین تمسے سلام کرنے مین اور آمین کہنے مین روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے بیچ باب پکار کر آمین آمین کہنے کے **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام اور آمین کہنے پر یہود کے حسد کرنیسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اور حضرت کے یار یعنی اصحاب نماز مین آمین پکار کر کہتے تھے کیونکہ اگر یہہ اونکے آمین پکار کر کہنے کی آواز نہ سُنتے تو حسد کرتے پس حاصل اسکا یہہ ہوا کہ جو شخص آمین پکار کر کہنے کو برا جانے اوس مین اور یہود مین

گاٹ کھانے کو ہر ایک تیار ہے

جو کوئی آمین کہتا ہے پکار — مارتے ہین اوسکو یہ سب نابکار
مارلیں دنیا مین انکو بے مہار — خوب ماریگا انہین پروردگار

پکڑا اوسکی سخت اور دشوار ہے

احمدی اور بدعتی کا ماجرا — گاؤن اور شہرون مین ہوتا جا بجا
احمدی تنہا جہان اون مین رہا — بدعتی اوسکو ستاتے ہین بڑا

اوس جگہ پھر وہ بڑا ناچار ہے

مسجدون سے بدعتی روکا کرین — اور نماز اوسکو وہان پڑھنی ندین
بے ادب اوسکو وہان رہنے ندین — ظلم اوس پر ہر طرح کرتی رہین

گرم انکے ظلم کا بازار ہے

احمدی اس بات مین اب کیا کرے — حق کہی ہے پھر بھی وہ مارا پڑے
مسجدون مین ہر کوئی اوس سے لڑے — اسلئے گھر مین نماز اپنی پڑھے

جس جگہ جاوے وہین تکرار ہے

پر بخوف خدا جو کوئی پورا ہوا — صبر کرتا ہے سنو بہر خدا
سنت احمد کا چکھتا ہے مزا — حشر مین اوسکو خدا دیگا جزا

اور نبی صاحب کا اوس پر پیار ہے

حدیث عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ

بیحیا پر بھی خدا کی مار ہے

بدعتی آمین جہر سے مت پڑھ کہ — اسکو تجکو حیا ہے تو بھی کرے
گر نہیں کرتا تو طعنا مت کرے — [illegible] نادان ہے

بدعتی پر لعنت [illegible]

گر کوئی آمین پکارے زور سے — [illegible]
مجنون ہے گویا شرابی مست ہے — [illegible]

واہ کیا بجو کی گھورا گھار ہے

ظلم کا آنکھے لکھو تم کیا ماجرا — مسجدوں میں شور کرتے ہیں بڑا
جب کسی نے زور سے آمین کہا — سختیاں اوس پر کریں یہ ناروا

مارنے کو ہر کوئی تیار ہے

اور اگر بولے بیچارا احمدی — جہر آمین تو حدیثوں میں لکھی
بولنے ہرگز نہ دیں مار سکو کبھی — اور حدیثوں کی کریں بیعزتی

منکروں میں بولنا دشوار ہے

لگ گئیں آمین کی جنکو گولیاں — ہر کوئی بولے وہ اپنی بولیاں
کوئی بے سمجھے سے دیوے گالیاں — اور کہیں باتیں وہ غصہ والیاں

دیکھہ لین دین گر کبھی یہہ بدعتی	ہاتھہ سینہ پر ہین باندھین احمدی
یا سنین آمین اون سے جہر کی	اونکو مسجد سے نکالین یہ غوی

ظالمون پر لعنت جبار ہے

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ بقر مین ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعٰی فی خرابھا اولٰئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین یعنی اور اوس سے ظالم کون جسنے منع کیا اللہ کی مسجدونمین کہ پڑھی وہان نام اوسکا اور دوڑا اونکی اوجاڑنیکو ایسون کو نہین پہونچتا کہ پیٹھین اون مین مگر ڈرتی ہوے

مسجدونمین جو کرے ذکر خدا	وہ بڑا ظالم جو اوسکو روکتا
اوسکو ظالم حق نے قرآن مین کہا	دیکھلو سورہ بقر مین ہے لکھا

وہ بڑا ہے ظالم و بدکار ہے

ہاے صد افسوس انکی عقل پر	مسجدون سے جو نکالین ظلم کر
پر ہو حاسد دل مین اپنی صبر کر	روتے ہین اکثر یہ اونکے ظلم پر

اونکے صبر و شکر اظہار ہے

یعنی اب چمکا ستارہ احمدی	پہلی سارے ملک مین سنت نبی

شہید روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی مضبوط پکڑی سنت میری کو نزدیک فساد امت میری کی پس واسطے اوسکے ہے ثواب سو شہیدونکا

اسطرح فرما گئے خیر البشر — جب فساد امت ہین میری ہو اگر
سنتون پر جو ہوا مضبوط تر — سو شہیدونکا ملی اوسکو اجر
واہ کیا سنت بہی اچہا کار ہے

احمدی آمین کیون چہوڑی بہلا — سنتوان سے کیون وہ منہ موڑی بہلا
منکرون سی وہ نہین ڈرتا ذرا — اہل بدعت پر رہی غالب سدا
کیون کہ اوسکا تو خدا خود یار ہے

سنت قرآن سے [illegible] ہی کار — اسلئے غالب رہے ہی لیل و نہار
سیکڑون ہین [illegible] پایہ ہزار — وہ حدیث آیات سے لیتا ہی مار
[illegible] سکی یہہ بڑا حتیار ہے

منطقی منقول [illegible] ساری پڑہی — اور مخالف احمدی کی وہ نبی
احمدی جب اوس پہ ایک آیت پڑہی — بہاگ جاوہی جیسی کوئی آسیب سے
ساری منطق رہ گئی بیکار ہے

احمدی سی منطقی بہاگی شتاب — اوس نے کب پکہی سنی حقکی کتاب
اسلئے ہوتا ہے وہیں لاجواب — پہرنہ حق مانی تو خود ہوگا خراب
منطقی یہہ بدعتی کا یار ہے

عنہ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر جنت مین اور عمرؓ جنت مین اور عثمان جنت مین اور علی جنت مین اور طلحہ جنت مین اور زبیر جنت مین اور عبدالرحمن بن عوف جنت مین اور سعد بن ابی وقاص جنت مین اور سعید بن زید جنت مین اور ابوعبیدہ بن جراح جنت مین

ترمذی مین یون روایت آئی ہی — عبدِ رحمٰن بن عوف نے کری
اسطرح فرماتے تہی حضرت نبی — دس صحابہ کو کہ ہین جنتی ؎

اونکی نامون کا کیا اظہار ہے

ہین جو بوبکرؓ و عمرؓ حضرت کے یار — اور عثمان و علیؓ اہلِ وقار
پانچوین طلحہ صحابی نیک کار — ہین یہ سارے جنتی کرلو شمار

اور زبیر اس مرتبہ کا یار ہے

عبدرحمٰن بن عوفِ ہمنشین — سعد بن وقاص سنت کی معین
ہین عبیدہؓ بن جراح اہل دین — اور سعیدِ ابن زیدِ اسے مومنین

انکا جنت مین بنا گھر بار ہے

واہ کیا انکا بڑا ہے مرتبہ — جنتی جنکو نبی نے کہدیا
دوست رب ہین اور نبی کی ہی صدا — رفع ید کے ہین یہ راوی برملا

اوجہر آمین بہی جارے ہوئی	بدعتی کو مثل گولی کی لگی
لگ گئی گولی کلیجے پار ہے	
دعوہ انکا جہوٹھ ہی یہہ سربسر جب سنین آمین نمازون مین خر	مان تے ہم سب حدیثین سراوپر جل کے بہاگے نیتون کو تور کر
واہ کیا دعوہ ہے کیا اقرار ہے	
جوکہ آمین جہر سے چڑ تی ہین جی پس اونہین آمین لگی مثل چہری	ہوگئی کافر یہودی وہ سبہی اسلئے توڑین نمازون کو غوی
بدعتی کو کیا لگی تلوار ہے	

اخرج الترمذی عن عبد الرحمن ابن عوف
صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر فی الجنہ
وعمر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلی فی الجنۃ
وطلحۃ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبد
الرحمن بن عوف فی الجنۃ وسعد ابن
ابی وقاص فی الجنۃ وسعید ابن زید
فی الجنۃ وابو عبیدۃ ابن الجراح فی الجنۃ
اور روایت ہے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالے

يُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ حَتّٰی يُحَاذِیَ بِهِمَا
مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ ثُمَّ يَهْوِیْ
اِلَی الْاَرْضِ سَاجِدًا فَيُجَافِیْ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ
وَيَفْتَخُ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ وَيُثْنِیْ رِجْلَهٗ
الْيُسْرٰی فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَعْتَدِلُ حَتّٰی يَرْجِعُ
كُلُّ عَظْمٍ فِیْ مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُوْلُ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَيَرْفَعُ وَيُثْنِیْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰی فَيَقْعُدُ
عَلَيْهَا ثُمَّ يَعْتَدِلُ حَتّٰی يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ اِلٰی مَوْضِعِهٖ
ثُمَّ يَنْهَضُ ثُمَّ يَصْنَعُ فِی الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ
اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰی يُحَاذِیَ
بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يَصْنَعُ

	اس سے زیادہ کیا سند درکار ہے	

حدیث رفع الیدین کی وَعَنْ اَبِی حمید ن الساعدی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال فی عشرۃ من اصحاب
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِصَلٰوۃِ
رسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوا فَاعْرِضْ
قال کان النَّبِیُّ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اذا قَامَ اِلَی
الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِی مَنْکِبَیْہِ ثُمَّ
یُکَبِّرُ و ثُمَّ یَقْرَءُ ثُمَّ یُکَبِّرُ وَیَرْفَعُ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ
بِہِمَا مَنْکِبَیْہِ ثُمَّ یَرْکَعُ وَیَضَعُ رَاحَتَیْہِ ثُمَّ
یَعْتَدِلُ فَلَا یُصَبِّی رَاْسَہٗ وَلَا یُقْنِعُ وَثُمَّ یَرْفَعُ رَاْسَہٗ
فَیَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ثُمَّ یَرْفَعُ یَدَیْہِ

کرتے اُن دونون کو مونڈھون اپنے کے پھر رکوع کرتے اور رکھتے دونو ہتھیلیان اپنے اپنے گھٹنون پر پھر سیدھی کرتے پیٹھ پس نہ جھکاتے سر اپنا اور نہ بلند کرتے بیٹھ اور سر ہموار رکھتے اور پھر اُٹھاتے سر اپنا پس کہتے سمع اللہ لمن حمدہ پھر اُٹھاتے دونون ہاتھ اپنے یہان تک کہ برابر کرتے اُنکو دونون کو مونڈھون اپنے کے درحالیکہ سیدھے کھڑے ہوتے پھر کہتے اللہ اکبر پھر جھکتے طرف زمین کے سجدہ کے لئے پس دور رکھتے دونون ہاتھ اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤن اپنے سے اور موڑتے اُنگلیان پاؤن اپنے کی یعنی اسطرح کہ اُنگلیان حضرت کی قبلہ کیطرف ہوتین پھر اُٹھاتے سر اپنا سجدہ سے اور موڑتے بایان پاؤن اپنا یعنی بچھاتے پس بیٹھتے اوپر اسکے اور سیدھے ہوتے یہانتک کہ آجاتی ہر ہڈی طرف ٹھکانے اپنے کے پھر سجدہ کرتے پھر کہتے اللہ اکبر اور اُٹھتے اور موڑتے بایان پاؤن اپنا پھر بیٹھتے اوسپر یعنی جلسہ استراحت کے لئے پھر آرام کرتے یہان تک کہ آجاتی ہر ہڈی ٹھکانے اپنے پر پھر کھڑے ہوتے پھر کرتے دوسری رکعت مین مانند اوس کے پھر جسوقت کہ کھڑے ہوتے دو رکعت پڑھکر یعنی بعد تشہد کے اللہ اکبر کہتے اور اُٹھاتے دونون ہاتھ اپنے مونڈھون تک جیسے کہ

ذَالِكَ فِیْ بَقِیَّةِ صَلٰوتِهٖ حَتّٰی اِذَا کَانَتِ السَّجْدَۃُ الَّتِیْ فِیْھَا التَّسْلِیْمُ اٰخَرَ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَقَعَدَ مُتَوَرِّکًا عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْسَرِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالُوْا صَدَقْتَ ھٰکَذَا کَانَ یُصَلِّیْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ مَعْنَاہُ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ۵۵

اور روایت ہے ابی حمید ساعدی رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا بیچ دس شخصون کے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کہ مین خوب جانتا ہون تمسے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیکو کہا صحابیون نے پس بیان کرو کہا ابی حمیدنے کہتے تہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت کہ کہڑے ہوتے تہے طرف نماز کے اوٹہاتے دونون ہاتہ اپنے یہان تک کہ برابر کرتے اُنکو مونڈہون اپنے کے پہر تکبیر کہتے پہر قرا پڑہتے پہر تکبیر کہتے اور اُٹہاتے دونون ہاتہ اپنے یہان تک کہ برابر

دو ہتیلی ہاتھ کی وہ پاک تر ۔ رکھتے اپنے دونون گھٹنو کے اُپر
پھر برابر کرتے وہ خیر البشر ۔ اونچا نیچا سر نہین کرتے مگر

پیٹھ سر رہتا بڑا ہموار ہے

حمد کرتے پس وہ اللہ پاک کی ۔ دونون ہاتھ اپنے اُٹھاتے پھر نبیؐ
پر برابر کرتے وہ مونڈھون سی ستی ۔ اور کھڑے رہتے وہ سیدھے خوب ہی

رفع ید اب ہوگیا ستہ بار ہے

کہتے پھر تکبیر کو حضرت نبیؐ ۔ بعد اس کے سجدہ مین جاتے تبھی

سجدہ کرنے کا یہی اطوار ہے

موڑتے ہی انگلیان دو پاؤن کی ۔ طرف قبلہ کے اُنہین کرتے وہین
سر وہ سجدہ سے اُٹھاتے بالیقین ۔ پاؤن بایان موڑتے سردار دین

ہاتھ پاؤن کیا صفائی دار ہے

بیٹھتے آرام سے اوس پاؤن پر ۔ اسقدر وہ بیٹھتے سنلو مگر +
ہڈیان آجاتین اپنی جگہ پر ۔ سجدہ پھر کرتے نبیؐ خیر البشر +

تکبیر کہی تھی نزدیک شروع کرنی نماز کے پھر کرتے اسیطرح بیچ باقی نماز اپنی کے یہان تک کہ جب ہوتا وہ سجدہ کے پیچھے اُسکے ہے سلام نکالتے بایان پاؤن اپنا اور بیٹھتے کولے پر اوپر بائین جانب اپنی کے پھر سلام پھیرتے کہا اُون دس صحابیون نے کہ سچ کہا تو نے اسی طرح تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور دارمی نے اور روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ نے معنی اوسکی اور کہا ترمذی نے یہہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بوحمید ساعدی نے یون کہا دس صحابی سُن کے بولے برملا		جانتا ہون مین صلواۃ مصطفےٰ کسطرح تہی وہ نماز مصطفےٰ
	کر بیان جو کچھ نبی کا کار ہے	
ساعدی بولے کہ تہے حضرت نبی دونون ہاتہہ اپنے اٹھالیتے تبہی		جب کھڑے ہوتے نماز اپنی کو جی اور برابر کرتے وہ مونڈھون تلک
	یہہ اُٹھانا اولاً اک بار ہے	
بعد ازان تکبیر کہتے مصطفےٰ پھر یہی تکبیر کہتے باصفا		اور وہ پڑھتے کلام اللہ کا اور وہ لیتے ہاتہہ مونڈھون تک اٹھا
	پھر رکوع کرتے یون ہی اظہار ہے	

یہہ تشہد آخری اظہار ہے

پھر بائین کو نبیؐ دیتے نکال ۔۔ اور تورک کرتے وہ بیقیل و قال
ہے تورک اسکو سُن اے نیک حال ۔۔ اب بتا دونگا نکر اسکا خیال

فضل سے اوسکے جو میرا یار ہے

پہلے حضرت نبیؐ اسطور پر ۔۔ بائین طرف کو لے اپنے کے اُپر
بعدہ پھر تسلیم کرتے سب ہی پر ۔۔ آپکے جو ساتھہ مین ہوتے بشر

یہہ صلواۃ مصطفی اظہار ہے

سُن صحابی سُنکے بولے برملا ۔۔ ساعدیؐ تو نے یہہ ہی سچا کہا
ایسے ہی پڑہتے محمد مصطفی ۔۔ وہ نماز اپنی یونہین کرتے ادا

یہہ طریقہ سید ابرار ہے

اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے واسطے نماز کے اُٹھاتے دونون ہاتھہ یہانتک

تسبیح و تعریف استغفار ہے

دوسرے سجدہ سے اُٹھکے مصطفےٰ
پیر بایان موڑتے وہ باصفا
پھر بہی تکبیر وہ کہتے سدا
بیٹھتے اوس پاؤن پر وہ پیشوا

جلسۂ راحت کا یہ اظہار ہے

بیٹھتے آرام سے ایسا تمام
پھر کھڑے ہوتے ہتے حضرت لاکلام
تو کہ پکڑین ہڈیان اپنا مقام
دوسری رکعت مین وہ کرتے یہ کام

رفع یدبہی اور جو گذرا کار ہے

رکعتین دو پڑہ کے جب ہوتے کھڑے
اور اُٹہاتے ہاتہ سرور دین کے
کہتے اس کے بعد پہر تکبیر تھے
پھر برابر کرتے وہ مونڈھون ہی کے

رفع ید پورا یہ چوتھی بار ہے

اسطرح پڑہتے نماز اپنی سبہی
جبکہ ہوتا اُنکا سجدہ آخری
جو کہ باقی اور رہجاتی سبہی
بعد مین جس کے کہ ہے تسلیم جی

اور عشرہ مبشرہ نے روایت کی ہے کہ ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یون ہی نماز پڑہتے تھے یہانتک کہ اس جہان سے رحلت فرمائی اور سواے اسکے کچہہ بہی ثابت نہوا وَعَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہ تعالے عَنْهُمَا كَانَ اِذَا رَأَى رَجُلًا لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَمَاهُ بِالْحَصَى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ اور روایت ہے نافع رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے جب دیکہتے کسی کو کہ رفع الیدین نہین کرتا نہ رکوع مین جانیکے وقت اور نہ رکوع سے سر اوٹہانیکے وقت کنکریان پہینککر مارتے اوسکو روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے اپنے رسالہ رفع الیدین مین

نظم

کہ ہوتے برابر مونڈہو نکے پہر تکبیر کہتے پہر جب ارادہ کرتے رکوع کا
اوسی طرح کرتے اور جب سر اٹہاتے رکوع سے کرتے اسی طرح اور نہ
کرتے اسکو وقت اٹہانے سر کے سجدہ سے روایت کیا اس حدیث
کو بخاری مسلم نے فائدہ دراسات اللبیب فی اسوۃ الحسنۃ
بالحبیب مین لکہا کہ اس حدیث مین زیادہ کیا بیہقی نے ان لفظون

کو فما زالت تلک صلواتہ حتی لقی اللہ تعالے

یعنی ہمیشہ تہی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز مین رفع الیدین کرتے رہے یہان تک
کہ ملاقات کی اللہ تعالی سے یعنی وفات شریف تک رفع الیدین
کرتے رہے اور کہا مجد الدین فروزآبادی مصنف قاموس نے سفر السعادۃ
کہ تین جگہ مین اوٹہانا ہاتہون کا ثابت ہوا اور بہ سبب کثرت روایون
کے یہہ بات تواتر کو پہنچی چار سو خبر اور اثر اس باب مین صحیح ہوئی

یہہ تو فرمان نبی سردار ہے

منکرون کا جس جگہ پر زور ہو ⁂ ہو سکے تو وعظ تم اونکو کہو
وعظ کہنے سے اگر مجبور ہو ⁂ اپنے دل مین اونسے تم نفرت کرو

جو کرے ایسا وہ ایمان دار ہے

جنہین یہہ باتین سنوت جو ذکر کین ⁂ اونمین ایمان مثل رائی کے نہین
اسلئے آمین سے روکین لعین ⁂ ہو سکے تو اونکو ڈانٹو بالیقین

ڈانٹنا ہی انکا اچھا کار ہے

جہر آمین کی حدیثین جا بجا ⁂ آئی ہین اکثر کتابون مین لکھا
مین نے پر اسپر کیا ہے اکتفا ⁂ رفع ید کو بھی لکھا تھوڑا ہی سا

مختصر ہے پر بڑا پر کار ہے

رفع ید سنت نبی کی ہے قوی ⁂ کیونکہ حضرت نے ہمیشہ اسکو کی
اور اصحاب نبی کرتے سبھی ⁂ بن عمرؓ نے تو بڑی تاکید کی

عشق سنت کا انہین بسیار ہے

رفع ید کی ہین حدیثین جا بجا ۔۔۔ بلکہ ہے سِفر السعادتمین لکھا
چارسو خبرین اثر وارد ہوا ۔۔۔ اور تو اترا نمین پہنچی بر ملا

ہر جگہ اِسکا ذکر بسیار ہے

سب حدیثون مین ہوا ثابت یہو نہین ۔۔۔ رفع ید کرتے رہے سردار دین
اور ہمیشہ یہہ کیا کرلو یقین ۔۔۔ اس سوا ثابت ہوا کچہہ بہی نہین

مرتے تک کرتے رہے یہہ کار ہے

اور بخاری کے رسالہ مین خبر ۔۔۔ آئی ہے اِسکو ذرا تو غور کر
رفع ید کو جو نہین کرتا بشر ۔۔۔ کنکری مارے ہو تو اوسکو بن عمر

چہوڑا اوس نے کیون نبیؐ کا کار ہے

اب بڑا افسوس ہے اوسکے اوپر ۔۔۔ جو موحد ہو گیا ہے با خبر
اور رفع ید وہ نہین کرتا مگر ۔۔۔ کنکری مارو تم اوسکو بیخطر

اور منکر ہو تو مارا مار ہے

احمدی سچے اگر ہو ہوشیار ۔۔۔ بدعتین ہاتہون سے روکو بار بار
اور اگر تمسے نہین ہوتا یہہ کار ۔۔۔ حق سُنا دو اور کہو آمین پکار

کی خدا نے اور ہر پیغمبر مقبول دعا نے ایک توڑ ہا ینوالا اللہ کی کتاب دوسرا جھٹلا نیوالا اللہ کی تقدیر کو تیسرا غلبہ کرنیوالا زبردستی سے تو کہ عزت دی اوس شخص کو جس کو خدا نے ذلیل کیا اور ذلت دی اوسکو جسکو خدا نے عزت دی یعنی دین داروں کو ذلیل کیا اور بے دینوں کو عزت دی چوتھا درست جانیوالا اللہ کی حرام مین اوس چیز کو جس سے خدا نے منع کیا یعنی مکہ مین منع بات کو جائز رکہنے والا پانچواں میری آل مین سے حلال جانیوالا اللہ کے حرام کو یعنی سید ہوکر حرام بات کو درست جان نیوالا چھٹا چھوڑ نے والا میری سنت کو روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے

نظم

اور نبی صاحب نے ہی فرمادیا مین نے اور رب نے اوسی لعنت کیا		میری سنت جو کوئی چھوڑے فنا اور نبی جتنے تھے مقبول دعا

اونکی بھی اوسپر پڑی پھٹکار ہے

یہ حدیث مصطفیٰ مین آچکا پھلا مانے یا کوئی مانے برا		تارک سنت کو ہی لعنت کیا ہم کیا جانتے نبی نے کہدیا

اسلئے اوس تارکِ سُنت اوپر		کنکری ماری تھی وہ ابن عمرؓ
یعنی سنت سے ہوا کیون بیخبر		رفع یدکو جو نہین کرتا بشر

تارکِ سنت سے وہ بیزار ہی

وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِتَّۃٌ لَعَنْتُہُمْ وَلَعَنَہُمُ اللّٰہُ وَکُلُّ نَبِیٍّ یُجَابُ الزَّائِدُ فِی کِتَابِ اللّٰہِ وَالْمُکَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰہِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ لِیُعِزَّ مَنْ اَذَلَّہُ وَیُذِلَّ مَنْ اَعَزَّہُ اللّٰہُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِی مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَالتَّارِکُ لِسُنَّتِی رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ ۵ اور

اور روایت ہے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا فرمایا رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھ آدمیون پر لعنت

عاشیہ: اللہ تعالی ... (حاشیہ، ناخوانا)

چھینے کو ہوگیا تیار ہے

یعنی وہ بکتا پھرے ہی جابجا — کہتا ہے تقلید شخصی ہے روا
بلکہ اوسنے فرض اور واجب کہا — پٹہ تقلید گردنمین لیا
خرکی گردن مین اوسی کا ہار ہی

بہت لوگونکو بہی ہے گمرہ کیا — اونکی گردن مین وہی پٹا دیا
ہوگئے وہ بہی مقلد برملا — جبکہ ہے گھنٹال گردن مین لیا
واہ کیا گھنٹال گھنگرو دار ہے

بدعتی خرنے بہی کیا قبضہ کیا — سب گدہونکو اسینے تابع کرلیا
جسطرف پٹی کو کہیچے خربڑا — کہیچے جاتے ہین وہ سارے برملا
اون پہ وہ دجال ہی اسوار ہے

فایدہ - مثل الذین حملوا التورٰئة ثم لم یحملو ھا کمثل الحما یحمل اسفارًا ط بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیٰت اللہ واللہ لا یھدی القوم الظٰلمین ٥

ترجمہ اوسکا کیا اظہار ہے

جو حقارت جانکر سنت سنے — رفع ید ہو یا کہ آمین جہر کی
اور عمل کرتا نہین اوسکو کبھی — اوس پہ بھی لعنت خدا کی آچکی

سارے نبیون کی بڑی ٹیکا ہے

آجکل کے مولوی ملا کثیر — رفع ید آمین کو وہ جانے حقیر
اس سبب انکو نہین کرتے شریر — کیا پڑھے پڑھکر ہوئے شیطاں کے پیر

اون پہ بھی لعنت خدا کی مار ہے

بدعتی کرتا ہے جو محنت سدا — یعنی روزہ اور نمازین بر ملا
اور زکوٰۃ و حج بھی کرتا ہے ادا — پر قبول اوسکو نہین کرتا خدا

بدعتی کا سب عمل بیکار ہے

منطقی جو بدعتی منشی ہوا — مولوی ہو یا کوئی حافظ بڑا
گر وہ بدعت سے نہین ڈرتا ذرا — جان لو شیطان کا ہے وہ پیشوا

اوسکو جانو وہ بڑا بدکار ہے

کیونکہ قرآن مین یون نہین سمجھا گیا — بے عمل جو مولوی کوئی ہوا بڑا
ہو گیا شیطان وہ مثل گدھا — دیکھ لو سورہ جمعہ مین ہے لکھا

اور جہرآمین کو ہلکا جان کر ہوگئے اوس سے بہی ہوتم بیخبر

کیون نہین کرتے نہین ہے کیا ضرر کیون نہین دل سے نہین اللہ کا ڈر

کیون نہین ڈرتے کہ وہ قہار ہے

اور اگر توبہ کرو بکرو شعور اور کہو آمین جہری کو ضرور

بخشدیگا سب گناہونکو غفور ہے یہ قرآن وحدیثونمین ظہور

بخشدینا بہی اوسی کا کار ہے

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ صف مین۔ یاایہاالذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون ؕ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون ؕ

یعنی اے ایمان والو کیون کہتے ہو منہ سے جو نہین کرتے بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہان اس سے کہ کہو وہ چیز جو نکرو۔

اسطرح فرماتا ہے پروردگار سورہ صف مین لکہا یہ آشکار

مومنون کیون منہ سے وہ کرتے ہوکار جو نہین کرتے ہو تم اوسکی سنوار

ترجمہ کہاوت اونکی جنپر لادی توریت پہر نہ اوٹہائی
انہون نے جیسے کہاوت گدہے کی پیٹہ پر لیچلتا ہے کتابین
بری کہاوت ہے اون لوگون کی جنہون نے جٹہلائین ہین
اللہ کی باتین اور اللہ وہ نہین دیتا انصاف لوگون کو

بیان نام کے محمدیون کا

نام کے جو احمدی ہین بیشمار ✢ رفع ید کا وہ نہین کرتے ہین کار
اور وہ آمین نہین کہتے پکار ✢ بدعتی سے بہی ٹلے رہتے ہین یار

دو غلہ جو دین مین ہی خوار ہے

اور اگر سچی ہوئے ہین احمدی ✢ کیون نہین کرتے وہ آمین جہر کی
جانتے اچہا اگر فعل نبی ✢ رفع ید ہی کیون نہین کرتے جی

کیون عمل کرنے سے انکو عار ہے

اپنے منہ سے احمدی کہلاؤ تم ✢ امتی حضرت کے ہین بتلاؤ تم
رفع ید کرتے نہین شرماؤ تم ✢ کیا نبی کو شکل پہر دکہلاؤ تم

گرم جس دن حشر مین بازار ہے

تمکو بہی بہایا ہے اونکا سا مزا ۔ قورمہ قلیہ پلاؤ ہے دہرا

ساتہہ مین اونکے یہہ سب تیار ہے

جب ہوئی دعوت کہین پایا پتا ۔ گیارہوین مولود یا تیجہ ہوا

احمدی جو بدعتی سے ہے ملا ۔ اوس جگہ یہہ داو پاکر جا گھسا

کہا لیا جو کچہہ ہوا تیار ہے

یعنی جو پایا وہان شیر و شکر ۔ ہو خمیری قورمہ قلیہ اگر

یا کہ بریانی متنجن خوب تر ۔ پیٹ بھرکر ہو گئے وہ شیر نر

اب فقط سونا اونہین درکار ہے

اس لئے جو نام کے ہین احمدی ۔ رفع ید آمین نہین کرتے کبہی

گرکرینگے لذتین چہوٹین سبہی ۔ اور نہ دعوت مین اُنہین لینی کبہی

لقمہ تر ملنا بڑا دشوار ہے

مکر سے کہاتے ہین دنیالو شکر ۔ بدعتی بیدین مشرک بے ہنر

گیارہوین کرواتے ہین وہ بیخبر ۔ تاکہ آوے ہاتہہ لقمہ خوب تر

گیارہوین کی کہیر لذت دار ہے

اسلئے وہ چہوٹتی ہرگز نہین ۔ کہیر کی لذت بہلا چہوٹے کہین

ایسی باتون سے خدا بیزار ہے

اس سے بہی ناراض وہ مالک بڑا
مومنون اس مین یہی سمجہا گیا

جو کہو مُنہ سے نہ لاؤ تم بجا +
حکم دینگے سب عمل کرنا سدا

ماننا اول ہوا قرار سے ہے +

یعنی جب ایمان پہلے لاچکے
پہر عمل کرنے مین کیا مشکل ہوئی

دین کے احکام کو سچی کہے
بلکہ رب نے تو اوسے آسان کہی

سورہ حج مین صاف یہہ اظہار ہے

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ حج مین وما جعل علیکم فی الدین من حرج ترجمہ

یعنی اور نہین رکہی تم پر ہمنے دین مین کچہ مشکل - نظم

کیا ہوا کیسے ہوئے ہو احمدی
کیا تمہین اُنکے سے لذت آگئی

بدعتی سے بہی ملے رہتے ہو جی
گیارہوین کی کہیر تمکو بہاگئی

اونکے ترلقمون سے تمکو پیار ہے

وہ تو بدعت مین اڑاتے ہین مزا
گیارہوین مولود جو کرتے سدا

جب شریف کعبہ کو جا کر دیا — کالا ذبون کا جو ٹھہ سارا کھلا

ہر طرف سے پڑگئی پھٹکار ہے

عامل سنت کی وان عزت ہوئی — حاکم مکی نے بھی تعظیم کی
اور گئے وان سے نکالے بدعتی — جو ٹھہ کی تہمت جنون نے تہی کری

کا ذبون پہ لعنت جبار ہے

خالہ پہوپھی سے نکاح کرنا حرام — ہے لکھا قرآن مین یہہ لا کلام
احمدی جو ہینگے سارے خاص عام — یہہ عقیدہ رکھتے ہین آنکا نام

سنت و قرآن سے انکار ہے

گوشت ہو سوّر کا یا چربی تمام — ہے لکھا قرآن مین یہہ سب حرام
احمدی قرآن کو مانین لا کلام — ہو گئے فاسق جو بدکرتے ہین نام

اون پہ الٹی اب پڑی پھٹکار ہے

پہر نہین انکو ذرا شرم و حیا — ایسا تو انکے کتابون مین لکھا
ماہین سے جو نکاح لیوے پڑھا — جو حرام اللہ نے کردین سدا

اور کرے صحبت وہ موذی خوار ہے

مذہب حنفی مین یہہ فتوا لکھا — حد نہین آئیگی اوسکو بر ملا

پر یہ بدعت کو کراتے ہیں وہیں | بدعتین جو مان لیتے ہیں لعین

جنکو بدعت مین خوشی بسیار ہے

تیجہ دسوین اور چہلم کو روا | بدعتی نے جو کہ اسکو کر دیا

کیونکہ اس مین تو ہے انکی بزا | چھوٹنا اسکا بھی یون مشکل ہوا

بعد چھٹنے کے نمک درکار ہے

بیان تہمت لگانا بدعتیونکا
عامل سنت کو

عامل سنت جو ہین گے باعمل | متمسک تو ہین انکو پر دغل

خالہ بیٹی سے نکاح کو لا تحل | صحیح کہتے ہین وہان بے خلل

یہ سراسر جھوٹ کی بھرمار ہے

اور بھی سور کی چربی کا بیتا | جھوٹ یہ انکی طرف نسبت کیا

اک رسالہ خون سا جو ہے لکھا | کذب اور باطل ہی اوسمین بھرا

کیون لکھا یہ جھوٹ کا طومار ہے

اسلیے لکھا کہ دین سنت مٹا | احمدی سچون کو دین قیدی کرا

پاک ہوتا ہے اسے سُناو ذرا ۔۔ بیچنا اوسکا بھی جائز لکھا

مذہب یوسف بھی ای یار ہے

اور قاضی خان فتاوی مین لکھا ۔۔ ذبح جبکہ بھیڑیا کتا ہوا

کھال پر اُنکے نماز با صفا ۔۔ گر پڑھی جاوے تو ہے جائز لکھا

فقہ مین ایسا لکھا بسیار ہے

اسطرح باتین بھری مین ظلم کی ۔۔ مذہب حنفی مین یہہ سینگی لکھی

چھوڑ کر قرآن کو یہہ بدعتی ۔۔ ایسے مذہب کو پکڑتے ہین اجی

ایسے مذہب سے ہمین انکار ہے

ہم تو ان چیزون کو جانے ہین حرام ۔۔ بھیڑیا کُتا ہو یا سور تمام

زانیہ عورت کی ہے خرچی حرام ۔۔ دیکھہ لو اکثر حدیثون مین تمام

سنت و قرآن سے ہمکو کار ہے

نظم

بدعتی سے اسدی سے ضد کری ۔۔ پور بی سے جیسے ایک لونڈی کی

احمدی کرو سنا تا ہے غنی ۔۔ اور وہ سمجھے مین رہا غالب اجی

بدعتی یہہ پور بی کا یار ہے

کیونکہ ہے یہہ محل بس اولاد کا اُس بچارے نے اُسسے حاصل کیا

اور ہدایہ مین لکھا یہہ کار ہے

اور خرچی زانیہ کی جو حلال + حنفی مذہب مین لکھی بے قیل و قال
دیکھ لے چلپی ذرا کر کے خیال ہے وقایہ کی شرح مین سُن یہہ حال

فقہ مین زٹلون کی یہہ بھرمار ہے

اور ہدایہ مین لکھا یہہ اور ہے حکم قاضی کا وہان یہہ طور ہے
جھوٹھہ دعوی اوسکے آگے جو کرے غیر کی عورت کو وہ اپنی کہے

اور گو وہ جھوٹی کرے تنبار ہے

یعنی جسنے جھوٹھہ ہے دعوہ کیا وہ گو وہ جھوٹے بھی لیجا دین فقا
پھر کہے قاضی سے وہ یون بچیا لو گو وہ عورت یہہ ہے میری سدا

غیر کی عورت وہ لے مکار ہے

یعنی جب قاضی اُسی عورت وہ دے وہ فریبی اوس سے پھر صحبت کرے
ہے حلال حنفی مذہب مین لکھا پکڑا اونکو کچھہ نہین ہونیکی ہے

مفت کی بیوی لی وہ بدکار ہے

مذہب حنفی مین ہیگا یون لکھا چہرۂ سور و باغنت جب ہوا

یا خدا توفیق دے انکو تمام — ضد کو چھوڑین اور یہہ لین سنت کا کام
احمدی ہو جائین سارے لاکلام — دین کا سردار ہو جاے امام
بدعتی سردار تو بیکار ہے

فضل سے اوسکے مین نے یہہ لکہدیا — جسنے ہے ہر چیز کو پیدا کیا
جسکو چاہے دے رہِ سنت بتا — چاہے دے جسکو ضلالت مین گرا
ہان سنا دینا ہمارا کار ہے

ختم کر سب بحث کو عبد الکریم — لکھہ چکا اب سنت و قرآن عظیم
اور ہدایت تو کرے سبکا حکیم — جو بڑا رحمٰن ہے میرا رحیم
سب کا ہادی وہ بڑا غفار ہے

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

اور نہین ذمہ اوپر ہمارے مگر پہنچا دینا ظاہر فقط

تمت

پورٖبی کے پاس ایک لوٹا تہا یار
مگر بہوٹا تہا تو سن اے ہوشیار
جبکہ پاخانہ وہ جاتا نابکار ✤ ✤
ہاتہہ مین لوٹا بہی لیجاتا گنوار
پہر نکلتے رہتے اوسکی دہار ہے

اوسکے پاخانے سے فارغ ہونے تک
نکل جانا اوسکا دیانی یک بیک
پوربی سمجھا کہ یہہ لوٹا بیشک
ضد کرے مجہہ سے جو ہووی انبلک
لوٹا یہہ ضدی بڑا اسبے کار ہے

پوربی احمق کہین ای ہوشیار
ایک دن ہگنے گیا وہ بیبہار
پہلے ہی کر لی طہارت اوسنے یار
بعد پاخانے کو وہ بیٹہا گنوار
ایسا ہگنا احمقون کا کار ہے

پہر کہا غالب رہا مین خوب جی
اور خوشی ہو کے یہہ احمق نے کہی
بولا لوٹے کیون یہہ توری ضد چلی
یا کہ میری مردمی پوری چلی
حمق کا اوسکے یہہ سب اظہار ہے

بدعتی بہی کرتے ہین اسطور پر
دیندارون سے لڑین یہہ بیخبر
او کہین غالب رہے تم پر ایمر
گرچہ ہین بیدین مشرک بیہنر
پوربی کے مثل انکا کار ہے ✤

وقت جماعت آتا ہی مسجد مین دہیانسے — دنیا کا دیکھنا نہین وارا محمدی
پر زور بد عتیونکا مسجدونمین ہے — کرتا ہی مشکلون سے گذارا محمدی
انصاف سی یہ پوچھو ذرا اُنسے بہلا ئیو — لیتا ہی کیا بہلا یہ تمہارا محمدی
مسجد سے جو نکالتی ہین دیکے جھڑکیان — جائے کہان اب نکایہ بارا محمدی
کچھ جھڑکیون سے انکی یہ گھبراتا ہی بھلا — سمجھے گنا ہونکا ہی کفارا محمدی
تقریر مین تو رہتا ہی غالب ہے مدام — سو سی اکیلا ایک نہ ہارا محمدی
لیکن جہان مین اسکے عدو بیشمار ہون — پھر کیا کرے اکیلا بیچارا محمدی
قربان جان و دل سے محمدؐ کے نام پر — پڑھتا درود ہی یہ ہزارا محمدی
ہوتے جہان ہون کام شریعت کے برخلاف — کرتا ہی اوس جگہ سی کنارا محمدی
رہتی ہی راگ باجے سے نفرت اسے کمال — سنتا نہین ستار و دوتارا محمدی

اشعار گہربار از جناب قاری قادر بخش صاحب سکندر آبادی سلمہ اللہ تعالےٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کہتا جو دین حق سے ہمارا محمدی
ہے اسلئے یہ حق کا پیارا محمدی

ہوتا ہی باغ باغ بہت دلسے اُسکو خوشی
جب لیکے نام اُسکا پکارا محمدی

سُنتا ہی جب یہ بات مسائل کا سُنکے
کرتا ہے اوسکو خوب نکھارا محمدی

توحید پر بہی رہتا ہی دل سے یہ مستقیم
اور شرک کو بہی کرتا دوپارا محمدی

سنت سے عشق رکہتا ہی اسکو بجان و دل
بدعت کو کب ہے کرتا گوارا محمدی

رکہتا یہ بچیگا نہ نمازونکا دہیان ہی
گنتا نہیں ہی گرمی و جاڑا محمدی

شادی بہی خوب کرتا ہی سنت کے طور پر
بجواتا نہین ڈہول و نقارا محمدی

سہرا نقاب طرۂ بدہی گلیکا ہار
جہگڑا یہ دور رکہتا ہے سارا محمدی

اپنے نفع کے واسطے لالچ مین آکر
چاہتا نہین کسیکا خسارا محمدی

اور جز خدا کی ذات کے ہر کا دیار مین
رکہتا نہین کسیکا سہارا محمدی

تمام شد

الحمد للہ کہ یہ رسالہ تالیف جناب مولوی بشارت کریم صاحب بہاری

موسومہ بہ

اللتیا والتی

مطبع سعید المطابع بنارس میں طبع ہوا

سنہ ۱۳۰۴ھ



التماس

خدمت بابرکت مین ناظرین باتمکین کے التماس ہے کہ کتاب لا
جواب جناب حافظ عبدالکریم صاحب مصنف کتاب ہذا نے ماہ رمضان
شریف سنہ ۱۳۰۳ ہجری نبوی مین واسطے طبع کے دی ہتی چند اوراق چھپے
تھے کہ مصنف ممدوح نے انتقال کیا اللہ مغفرت کرے چھپنے مین کتاب مذکور
کے اس وجہ سے برابر تاخیر ہوتی گئی اور اسکی صحت بہی کما حقہ نہوئی ہان
جب دوسری مرتبہ یہہ کتاب چھپیگی صحت و صفائی کا پوری طرح سے
انتظام کیا جائیگا۔ سنہ ۱۳۰۴ھ مین بار اول ۵۰۰ جلد چھپکر

ہدیہ ناظرین ہوئی فقط

بچتا رہے خصوصاً آسودہ عورتون کے چلترون سے اس رسالہ کا نام
اللتیا والتی ہے اس تحریر وتقریر سے کوئی عورت خاص یا شخص خاص
مراد ومخاطب نہین ہے نہ مراد ومخاطب ہوسکتے ہین اسلیے کہ ان مفاسد مین
جنس رجال ومستورات کی یکسان ہوتی ہے فقط اتنا فرق ہے کہ امت
اسلام مین جو مرد وعورت خاندان شرافت وعلم ودین کی ہوتی ہین وہ
غالباً پارسا باعفت وباحیا ہوتی ہین اونکا برتاؤ ساتھ شوہرون کے اور
شوہرونکا برتاؤ اونسے مطابق وضع شرفاء وحکم شرع کے ہوتا ہے وہ
غیرت دار باوقار پردہ نشین حافظ نگاہ محافظ شرمگاہ رہتی ہین باقی
عوام عورتین خصوصاً زنان محلات امراء کہ وہ سخت بیباک سفاک چست
وچالاک ہوتی ہین پھر انمین جو عورت جسقدر دولتمندی مین زیادہ ہوتی
ہے وہ اوسیقدر آزاد طبع بے لحاظ بے وقار بھی ہوتی ہے وہ ہرگز کسی وضع
شرافت وعقل یا حکم اسلام کی پابند نہین رہ سکتی اوسکے فتنے وفریب گھٹی
کے پرزونکی طرح راتدن خوب ہی تیزی سے چلتے ہین مگر انجام کو وہ سب
پیغام سلام کھل جاتے ہین سارے فتنے ومکر اونھین کے اندر پھر آتے
ہین و لا یحیق المکر السیئ الا باھلہ یہ وہ قوم ہے کہ جسکو نہ کچھ
پروا بربادی دین وبدنامی خلق کی ہوتی ہے نہ اپنے آبرو کی نہ نظر سے
گرجانے کی نہ خدا ورسول کی ناراضی کی فقط اپنی ہوائے نفس وشہوت
پرستی وعشقبازی ومستی سے غرض رہتی ہے یہی سبب ہے کہ سب سے زیادہ
دوزخ مین یہی عورتین ہونگی حدیث مین آیا ہے بہت کم ساکن جنت مین
یہی عورتین ہین انتہی اسیلیے انمین اکثر کا خاتمہ بالخیر بھی نہین ہوتا ہے
الا ماشاء اللہ تعالیٰ رسول خدا صلعم کی سیرت شریف عادت مبارک یہ تھی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی خلق الذکر والانثی وھما فصلا نوع الانسان وجنس الحیوان والصلوٰۃ والسلام الاتمان علی رسولہ وعبدہ محمد من قال ان النساء حبائل الشیطان وعلی آلہ وصحبہ اھل التقی والرضوان

اما بعد یہ ایک رسالہ مختصر ہے اسمین اولاً کچھ مباحث متعلقہ عشق و ذم زنا کے لکھے گئے ہین پھر ثانیاً بعض احادیث و آیات کا ترجمہ کیا گیا ہے جنمین عورتون کی برائی کا ذکر آیا ہے اونکے نقصان عقل و دین کا بیان فرمایا گیا ہے علاوہ اسکے بعض حالات نسوان جو بعض کتب سے معلوم ہوئے وہ بھی شامل کئے گئے ہین تاکہ اس رسالہ کے دیکھنے سننے پڑھنے والونکو عبرت کامل حاصل ہو اور اس قوم کی بیوفائی و بے الفتی و خودغرضی و ہوا پرستی کا حال معلوم رہے پھر جسکو اپنا ایمان عزیز ہو اسلام پر مرنا پسند آوے حسن خاتمہ کی تمنا رکھتا ہو وہ انکے دام مکر و فریب و فتنے سے

حکومت ایک دولت ٹھہر گئی سلطنت ایک سرمایہ عیاشی ہوگئی تب سے
صلاحیت جاتی رہی فسق کی کثرت ہوگئی اب جو شخص فاسق فاجر نہیں ہے
وہ احمق بیوقوف بدنصیب سمجھا جاتا ہے جو بدکار شرابخوار رقاص رقص باز
ہوتا ہے وہ بڑا عقلمند صاحب نصیب خیال کیا جاتا ہے اسیطرح عورت
پارسا زن باعصمت مستورہ باعفت الّو سمجھی جاتی ہے اوسکا شمار احمقوں مین
ہوتا ہے عقلمند وہ عورت ہوتی ہے جو شوہر پہ یار کرے یا شوہر چھوڑ کر
کسی دوسرے سے سروکار رکھے مخفی پیغام وسلام کرے آشناؤنکو لباس
وطعام وزر وزیور بھیجے شوہر کو احمق بنائے رکھے حالانکہ ایسے مرد اور عورت
زبان شرع پر ملعون و بدترین امت بدبخت ترین اہل ملت ہین دنیا
مین تو بدنام مسلمانی برائے نام آخرت مین گندہ دوزخ و بدانجام وہان
امتحان انکی عقلمندی اونکے عقلمند کا بخوبی ہوجاویگا غرضکہ اوس وقت کا
حال جبکہ اسلام عزیز تھا اور کچھ تھا اسوقت کا حال کہ اسلام غریب ہوگیا ہے
اور طرح پر ہے ایک تفاوت یہ بھی ہے کہ اگلے زمانہ مین فاسق فاجر شرماتے
عیب کو چھپایا کرتے تھے اس زمانہ مین کھلم کھلا مخفی آشنائی کا بازار گرم ہوتا ہے
بدکامونکی تمنا ظاہر کیجاتی ہے اگلے لوگ آخر عمر مین ضرور ہی تائب ہوجاتے تھے
اب شروع پیری یا اوڈھیرپن مین اگر توبہ کرلی ہے تو آخر عمر مین اوسکا کفارہ
یہ ہوتا ہے کہ جو بدکام پہلے نہ کئے تھے وہ اب پسند آتے ہین جو اہتمام واسطے
دلفریبی شوہر ناکام کے کبھی نہ کیا گیا تھا اوس سے زیادہ اب تیاری کسی کے
ملنے بلانے کیلئے کیجاتی ہے اگلے مسلمان مرد تھے یا عورت انجام بدخاتمہ سوء
سے ڈرتے تھے چودہوین صدی کے مرد عورت اگلی توبہ پہ آنکو بدنصیب سمجھکر
عیش وعشرت تازہ کیا چاہتے ہین اگلے مومن اپنے گناہ گذشتہ یاد کرکے باوجود

کہ جب کسی شخص مین کوئی عیب معلوم فرماتے تو یون کہتے ما بال اقوام یفعلون کذا یعنی لوگونکا کیا حال ہے کہ ایسے ویسے کام کرتے ہین صریح نام اوس شخص کا خواہ مرد ہوتا خواہ عورت زبان شریف پر نہ لاتے تا کہ تعیین نام سے غیبت لازم نہ آوے اسیطرح اس رسالہ مین کسی خاص مرد یا عورت سے آسودہ ہو یا بیہودہ کچھ بحث نہین ہے بلکہ عموماً زمرہ نسوان مخاطب ہے جو حکایات و حالات اسجگہہ لکھے گئے ہین وہ بھی اسی قسم کے ہین کہ غالب عورتین دنیا کی اونمین مبتلا ہوتی ہین الا ما شاء اللہ اور کیون نہون کہ جڑ ہر فساد کی یہی شرابخواری زناکاری رقص و سرود ہے یہ مرض امراء کے گھر مین مثل صحت و تندرستی کے ہمیشہ موجود رہتا ہے یہانتک کہ اگر کوئی عورت تائب بھی ہو جاتی ہے تو وہ توبہ اوسکی قائم نہین رہتی بلکہ تزلزل مین رہتی ہے کہ آج توڑے کل توڑے ؎ صد بار شکستہ بازبستم توبہ ÷ فریاد ہمین کند ز دستم توبہ ÷ دیروز بتوبہ شکستم ساغر ÷ امروز بساغری شکستم توبہ ÷ مفاسد اس زمانہ آخر کے بہت ہین از انجملہ ایک بات یہ ہے کہ اگلے زمانے کے مسلمان گناہ کبیرہ مین مبتلا ہونے سے بچتے تھے اسلئے کہ اونکو یہ بات معلوم تھی کہ گناہ کبیرہ کا رشتہ کفر سے قریب اسلام سے بعید ہے پھر یہ بھی اونھون نے سنا تھا کہ اصرار کبیرہ پر نزدیک اکثر اہل علم کے کفر ہے لہذا اوس وقت مین صلحاء بہت ہوتے تھے فاسق فاجر کم تھے کہین ایک دو یا دو چار یا دس پانچ فاسق جو کسی محلہ یا بستی مین ہوتے تھے تو سب کی نظرون مین حقیر رہتے تھے معہذا یہ بھی ہوتا تھا کہ جب سلطنت اسلام مین حدود شرعیہ جاری تھین وہان فاسقونکو سزا جزا ملتی رہتی تھی حدود و تعزیرات قائم تھے اسلئے فسق قلیل تھا جب سے اسلام ضعیف ہو گیا مسلمان غریب ہو گئے

خار کہ در رہ نمودی وارد + آخراے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + +

حدیث ابن عمر مین مرفوعاً منحوس ہونا بعض عورات کا آیا ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے سو جس عورت سے شوہر کو ایذا پہنچے پھر وہ ایذا بھی بے کسی وجہ شرعی کے ہو عورت حقوق صحبت وعشرت شوہر کو ادا نہ کرے تو ایسی عورت شرعاً منحوس ہوتی ہے بد اطوار کہلاتی ہے کیونکہ عورت صالحہ کی علامت حدیث ابی امامہ مین مرفوعاً یون آئی ہے کہ جب خاوند اوسکو کوئی حکم کرے تو وہ اوسکی اطاعت بجالائے جب شوہر اوسکی طرف دیکھے تو وہ اوسکو خوش کرے جب شوہر اوسکو کسی بات کی قسم دے تو وہ اوسکی قسم پوری کرے جب شوہر اوسکے پاس سے غائب ہو تو اوسکے پیچھے اپنی جان مین اور اوسکی چیز بست مین خیر خواہی کرے اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے جان کی خیر خواہی یہ ہے کہ اوسکی غیبت مین چھپکر زنا نہ کرے یاری آشنائی عشقبازی کی باتین نہ کہے سُنے چیز بست کی حفاظت یہ ہے کہ اوسکے مال کو برباد نہ کرے حفاظت سے رکھے سو جس عورت مین یہ اوصاف موجود ہوتے ہین خواہ پیدائشی ہون یا تعلیمی تو وہ عورت صالحہ ہوتی ہے جس عورت مین یہ سب اوصاف یا بعض موجود نہین ہوتے بلکہ وہ دیدۂ و دانستہ خلاف ان اوصاف کے برتاؤ کرلیتی ہے شوہر کی کچھہ حقیقت نہین سمجھتی ایک نفر کی برابر جانتی ہے وہ عورت بدبخت ہے اس زمانہ مین اطاعت کرنیکی جگہہ شوہر سے اطاعت لیجاتی ہے پھر اوس اطاعت پر بھی قناعت نہین ہوتی ہے اوسکو چھوڑکر دوسرے سے دل لگایا جاتا ہے خواہ زنا ہو یا نکاح بعد طلاق جب شوہر سامنے آتا ہے خوش ہونیکی جگہہ دو چار طعن ہمن جاتا ہے قسم کا پورا کرنا کیسا جو بات وہ کہے اور وہ بات بھی مثلاً داخل اوسکے حقوق شرعی مین

توبہ کرکے روتے تھے پچھلے لوگ اپنی توبہ کیے پر افسوس ظاہر کرکے تلافی مافات چاہتی ہین
سب سے زیادہ دستگاہ اسکام مین عورتین رکھتی ہین مرد کمبخت تو کبھی بخوف
خدا گناہ کرنے سے بچ بھی جاتا ہے مگر یہ طائفہ نہ خود گناہ سے بچے نہ دوسرونکو
بچنے دے بلکہ ساری قوم واقارب کے گناہ کو روپیہ خرچ کرکے مول لیتا ہے،
بیگمات خانمات کو دیکھو کوئی محفل مجلس اونکی ایسی نہین ہوتی جسمین
سو پچاس عورتونکو بلاکر شریک لہو ولعب نہ کیا جاوے گو انمین بعضی بی بیان
ایسی بھی ہوتی ہین جنکا جی اوس کھیل تماشے کو نہین چاہتا ہے سو ان
سبکا گناہ انھین صاحبہ مجلس کے نامہ اعمال مین لکھا جاتا ہے اس ہمت
وجرأت وشجاعت کا کیا پوچھنا کہ سب کے گناہ اپنے سر پر لے لئے فقط اپنے
ہی معاصی پر قناعت نہ کی ایک وہ مرد عورت کم ہمت ہین جو اپنے گناہ پہ
شرمندہ سرافگندہ رہتے ہین خدا نہ کرے کہ دوسرون کے گناہ اونکے سر پہ
لاوے جاوین اللهم احفظنا —

مقدمہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول
خدا صلعم نے فرمایا ہے بچو تم دنیا سے اور بچو تم عورتون سے پہلا فتنہ جو
بنی اسرائیل مین ہوا وہ یہی فتنہ عورتونکا تھا اسکو مسلم نے روایت کیا ہے
اس حدیث مین دنیا وعورت دونون سے بچنے کا حکم فرمایا ہے اسلیئے اکثر
اہل علم ودین نے دنیا کو عورت کی شکل مین عورت کو دنیا کی شکل مین دیکھا ہے
دونونکا ساتھ گویا چولی دامن کا ساتھ ہے دنیا کی مثال عورت سے دی
ہے عورت کی مثال دنیا بتاتی ہے پھر دونون کے مکرو فریب سے بچنے کی
ہدایت کی ہے ؎ ایمن مشو زعشوۂ دنیا کہ این عجوزہ ÷ مکارہ می نشیند و
محتالہ می رود ÷ بلکہ خود فتنہ دنیا کا یہی فتنہ عورت کا ہے ؎ ہر خس و

شوہر والیون نے بے شوہرونکو بھی ہرا دیا ہے شوہر کے ہوتے ہوئے دو
چار اپنے یا بیگانون سے پھنس گئین نہین نہین بلکہ خود اونکو پھانس لیا
ہر ایک کا چند ماہ یا چند سال مزہ چکھ کر پھر اوسکو رستہ بتایا ۵ قدر ہم
چاہنے والونکی ترسے دیکھ چکے ٭ خوار پھرتا ہے پڑا نو پشیمان نیا ٭ معہذا اپنے
خیال مین بڑی پارسا شریف ہین شوہر رکھتی ہین نماز بھی پڑھتی ہین معہذا
یارون کی طرح شوہرونکو بھی بدل سکتی ہین کہ تبدیل ذائقہ مضائقہ
ندارد حالانکہ حدیث حسن بصری مین مرسلاً مرفوعاً یہ آیا ہے کہ رسول خدا
صلعم نے فرمایا ہے لعنت کرے اللہ ناظر و منظور الیہ پر اسکو بیہقی نے
شعب الایمان مین روایت کیا ہے یعنی جو عورت اجنبی مرد کو دیکھے یا
مرد اجنبی عورت کیطرف نظر بد کرے تو وہ دونون ملعون ہین یہی حکم اجنبی
عورت کا حق مین عورت منکوحہ کے حکم طفل امرد کا حق مین مرد کے ہے
اس حدیث مین تو دیکھنے دکھانے والی پر لعنت آئی ہے کہو اوسکا کیا حال
ہوگا جو یار کرلی ہین یا شوہر بدلتی ہین یا بلا وجہ شرعی طلاق لیا چاہتی ہین
یا عورتون کی معرفت اگلے یار آشنا ڈھونڈ کر چھپا یا کھلا نکاح کیا چاہتی ہین
حدیث مین آیا ہے بَغَایَا یعنی زانی عورتین وہ ہین جو اپنی جان کسیکے نکاح
مین بدون گواہ کے دیتی ہین اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے ابوہریرہ
کی حدیث کا لفظ یہ ہے کہ کوئی عورت کسی عورت کا بیاہ نہ کرا دے نہ اپنا
بیاہ آپ کرے زانیہ وہی ہے جو اپنی جانکا آپ بیاہ کرلیتی ہے اسکو ابن ماجہ نے
روایت کیا ہے **فائدہ** جاہل لوگ مرد ہون یا عورت یہ سمجھتے ہین کہ زنا
اسیکا نام ہے کہ فعل بد کرے حالانکہ یہ درجہ اعلیٰ زنا کا ہے جسکی سزا کواری
عورت کو سو کوڑے بیاہی عورت کو رجم ہے اس سے اوتر کر زنا اعضا کا ہے

ہوتو بھی ہرگز نہ مانی جاوے اوسکی غیبت مین پارسائی کیسی اوسکے روبرو
عشقبازی کی مجلس جمائی جاتی ہے یارون آشناؤن عاشقونکا ذکر آتا ہے
یہ تدبیر سوچی جاتی ہے کہ کیا تجویز ہو جس سے ہم اسکو چھوڑوین یا یہ گھبراکر
تنگ ہوکر غیرت کھاکر خود ہمسے علحدہ ہو جاوے غرضکہ آسودہ عورتین جو کچھہ
نہ کرین سو تھوڑا ہے رسول خدا صلعم نے سچ فرمایا ہے کہ عورت جب سامنے
آتی ہے تو شیطان کی صورت مین آتی ہے جب پیٹھہ پھیر کر جاتی ہے تب
بھی شیطان ہی کی صورت مین جاتی ہے اسکو مسلم نے جابر سے روایت
کیا ہے گویا اوسکا آنا جانا چلنا پھرنا شیطان کیطرح پر ہوتا ہے بلکہ وہ خود
ایک شیطاننی ہوتی ہے یہ حکم عام عورتونکا ہے پھر جو عورت بن ٹھنکر چمک
دمک سے گہنا پہنکر راتدن حلقۂ مجلس خبیثات مین اوٹھتی بیٹھتی ہے عورتونکو
جمع کرتی ہے راتدن ہنسی دل لگی کھیل تماشے مسخراپن لہو ولعب مین
رہتی ہے اوسکے شیطان ہونے مین تو کچھہ بھی بحث باقی نہین ہے حالانکہ
مسلمان عورتنکا بازاری خانگی کسبی اجنبی بے پردہ عورت کے سامنے آنا
ویسا ہی منع ہے جیسے اجنبی مرد کے سامنے آنا ابن مسعود رض کہتے ہین کہ
رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے عورت ستر ہے جب گھر سے باہر نکلتی ہے شیطان
اوسکو تاکتا جھانکتا ہے رواہ الترمذی یعنی ادھر تو اوس عورت کو بہکاتا
ہے کہ وہ اپنا حسن وجمال ظاہر کرتی پھرتی ہے اودھر جو بد وضع بدنگاہ
لوگ ہین اونکو بھڑکاتا ہے کہ وہ اوسکی طرف مائل ہوتے ہین بڑا سبب
زناکاری کا یہی کمبخت نظربازی ہے بے پردہ عورتین اسیطرح پھنس
جاتی پھلانس لیتی ہین بلکہ بے پردگی کو جانے دو جو پردہ مین ہین وہ اوپر
بھی آفت ڈھاتی ہین آجکل کی خانگیون نے کسبیون کے کان بھی کترے ہین

صاف آچکا ہے کہ جس عورت نے شوہر کا حق ادا نہ کیا اوس نے خدا کا بھی حق
ادا نہ کیا رواہ ابن ماجہ حاصل یہ کہ شوہر کا رشتہ سب رشتون سے زیادہ
ہوتا ہے خاوند کی اطاعت سب کی اطاعت پر مقدم ہے حتیٰ کہ مان باپ کی
اطاعت پر بھی مگر کسی جگہہ خاص مین کبھی اطاعت والدین کی مقدم ہوجاتی
ہے نہ ہر جگہ آجکل مسلمان عورتون سے کفار کی عورتین حق شوہر کا زیادہ
پہچانتی ہین ہنود کو نہین دیکھو عورت شوہر کے پیچھے ستی ہوجاتی ہے انجیل
مین طلاق دینے کو منع کیا ہے قوم نصاریٰ مین طلاق کا رواج نہین ہے
اسلام مین طلاق کو ابغض مباحات فرمایا ہے اس مسئلے کا حق تہذیب النسوان
مین اچھی طرح ادا کیا گیا ہے خانم صاحبہ کو کچھہ برا نہین کیسی جنت کہان کی
بہشت نقد عیش کو چھوڑکر اودھار عیش پر بھروسا کرنا بھلا کوئی عقل کی
بات ہے پیغمبر صلعم نے کہا کرین کہ اگر سوا خدا کے کسیکو سجدہ روا ہوتا تو
شوہر کے لیے ہوتا مگر یہ جب سجدہ کرینگی تو کسی یار ہی کے سامنے سر جھکا وینگی
اوسکی مار کھاوینگی شوہر تو اسلیے ہے کہ راتدن لعن طعن کی سولی پر کھنچا جاوے
ایک لونڈی غلام کی برابر بھی اوسکی عزت نہو لعنۃ اللہ علی الظالمین
بعض عورتین کہتی ہین کہ مردون کی تو ہر طرح بن آئی ہے چار جورو کرین
ہر طرحکا زور جتاوین مین کہتا ہون تمکو بھی تو کئی شوہر کرنیکا اختیار
دیا گیا ہے فقط اتنا فرق ہے کہ مرد ایکوقت مین چار عورت رکھہ سکتا ہے
تاکہ اولاد بڑھے امت اسلام زیادہ ہو نہ اسلیے کہ نری مستی نکالے عورت
بعد فوت شوہر یا حصول طلاق کے ایک دو تین چار کیا بلکہ پانچ دس شوہر
کر سکتی ہے پھر اگر یہ بات اوس نے واسطے حفظ عصمت و دین پروری
کے کی ہے تو جائز ہے ورنہ عورتون نے تو مردون کے ایک مدت دراز سے

اوس سے بھی تو بچنا واجب ہے ابو ہریرہ رضہ کی حدیث مین مرفوعًا آیا ہے
کہ آنکھہ کا زنا دیکھنا کان کا زنا سننا زبانکا زنا بات کرنا ہاتھہ کا زنا پکڑنا
پانوونکا زنا چلنا ہے پھر دل کسی بات کو چاہتا ہے اوسکی خواہش کرتا ہے اب
شرمگاہ اوسکو سچا کردے یا جھوٹا اسکو مسلم و بخاری و اہل سنن نے روایت
کیا ہے جو عورتین عورتونکی مجلس مین بیٹھکر یاروآشناؤنکا ذکر کان سے
سنتی منتہہ سے اوسکا چرچا نکالتی ہین اپنی جگہہ سے اوٹھکر ایسی عورتون
کے پاس جاکر بیٹھتی ہین صبح و شام دو دو چار چار پھیرے کرلیتی ہین ہر گاہی
پھرتی ہین یہ اونکا کہنا سننا چلنا پھرنا بھی ایک طرحکا زنا ہے اسکی سزا بھی انکو
ضرور ہی ملیگی ایسے ہی اُن مردونکو جو اس قسم کا زنا کیا کرتے ہین احادیث
مین نظر بازی پر سخت وعید آئی ہے نظر کو زہر بھرا ہوا تیر شیطانکا فرمایا
ہے خواہ مرد کسی اجنبی عورت کو دیکھے یا کوئی عورت کسی مرد اجنبی کیطرف
نگاہ کرے یا مرد کسی امرد کو گھورے یا عورت کسی عورت فاحشہ کو دیکھے
سب کا ایک ہی حکم ہے **فائدہ** حدیث مرفوع ابن عباس مین
اطاعت شوہر کا اجر واسطے عورت کے برابر جہاد کے رکھا ہے رواہ البزار
وغیرہ دوسری حدیث عبدالرحمن بن عوف مین حفظ شرمگاہ اور اطاعت
زوج پر وعدہ جنت کا فرمایا ہے رواہ ابن حبان بے اذن شوہر کے کسیکو
گھر مین نہ آنے دینا داخل حقوق شوہر رکھا گیا ہے خواہ وہ آنیوالا مرد ہو
یا عورت رسول خدا صلعم نے ایک بی بی سے کہا کہ شوہر تیرا تیری جنت و
دوزخ ہے یعنی اوسکی رضامندی سے تیری مغفرت ہوگی اوسکی رنجیدگی
سے تجہکو جہنم ملیگی حقوق شوہر و زن کے بہت ہین یہان ذکر اونکا کچھہ ضرور
نہین ہے مختصر قول اسیقدر کافی ہے کہ حدیث ابن ابی اوفی مین مرفوعًا

نہین دیکھتا ولونکو دیکھتا ہے ایک شوہر کے پاس نہ آئے یہ جس سے وہ رنجیدہ ہو شام سے لیکر صبح تک خدا کی لعنت برستی ہے جو عبادت نفل کرتی ہے وہ سب برباد جاتی ہے وہ ناراض رہتا ہے تو فرض و واجب بھی قبول نہین ہوتا محنت برباد گناہ لازم ایک فقط واجبی ناخوشی اوسکی انکی آخرت کو بگاڑ دیتی ہے ساری دنیا خوش ہو تو کچھ حاصل نہین کیونکہ بعد خدا و رسول کے کسیکا حق ایسا نہین ہے جیسا شوہر کا حق ہے نہ کسی کی اطاعت الیسی ہے جیسے خاوند کی اطاعت ہے مگر اسوقت کی عورتون نے ان سب مسئلے مسائل کو دہنا بتا دی ہے جسطرح دنیا کے کتے دولت و مال پہ گرتے ہین روپیہ پیسے کے عاشق ہوتے ہین اسیطرح یہ اپنی شرمگاہ کے تابعدار ہین نہ انکو شرافت سے غرض ہے نہ دین سے مطلب نہ بدنامی کا ڈر نہ رسوائی کا خوف نہ دوزخ کی پرواہ نہ نجات کی تمنا کچھ ہی ہو مرتے دم تک گناہ کرنیکا مضبوط ارادہ رکھتی ہین سچ ہے اللہ کو تو انسے دوزخکا بھرنا منظور ہے انسے یہ کام نہون تو پھر دوزخ کس سے بھری جاوے ع دوزخ کرا بسوزد نوہب گر نبا شد

فائدہ ابو سعید خدری رض کی حدیث مین آیا ہے کہ عید اضحی یا عید فطر مین رسول خدا صلعم باہر نکلے عورتون پر گذر ہوا فرمایا اے گروہ عورتون کی تم صدقہ دیا کرو مینے دیکھا ہے کہ سب سے زیادہ تمہین دوزخ مین ہو کہا کیون کسلیے فرمایا تم لعنت بہت کیا کرتی ہو شوہرون کے احسانات کا کفران کیا کرتی ہو مین نے کوئی ایسا ناقص عقل و دین نہین دیکھا جو ہوشیار مرد کی عقل کھووے جیسی تم اوسکی عقل کھو دیتی ہو تو پوچھا ہمارے عقل و دین مین کیا نقصان ہے فرمایا عورت کی گواہی برابر آدھی گواہی مرد کے ہے جب حیض ہوتا ہے نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے متفق علیہ

کمان کترو ئے ہین باوجود شوہر کے بھی دو چار ایک دس پانچ یار کھلے چھپے
کرلیتی ہین ایک مرد ہے اسکو [illegible] ہوا تو مرنے سے
پہلے توبہ کرڈالینگی بعض عورتین کہتی ہین کہ نیت ہونے کیا تھا سو کیا
کوارپن مین تو کوئی وہبا داغ ہمکو نہین لگا یہ اتنا نہین سمجھتین کہ یہ کیا
فخر کی بات ہے اگر تم کوارپن مین حرام کرتین تو فقط تمہین کو ڈرتے تمہیر پڑتے
شاید اس مار سے مرتی بھی نہین ہان بچ جاتی اب جو تمنے بیاہ کے بعد حرام
کیا ہے یہ گناہ تو کئی حصہ اوس گناہ سے زیادہ ہوا اب تم اس لایق ہو کہ
تمکو پتھرون سے چلنا چور کردیا جاوے مگر جس عورت کی ناک بڑی ہوتی ہے
بڑے خاندان کی کہلاتی ہے وہ خواہ کوارپن مین حرام کرے یا بیاہ پن مین
اوسکی ناک کسیطرح نہین کٹتی جب یارون شوہرون کے بدلنے پر بھی
نیکنامی و عیش رانی کے دوسرا خیال اوسکو نہین ہوتا ہے تو پھر کسی کے
کچھ کہنے سننے سے کیا ہوسکتا ہے لوگ تو یہی چاہتے ہین کہ عیش مین خلل
پڑے مگر اسوقت عورتونکا یہ مقولہ ہے ؎ من راقب الناس مات غما
و فاز باللذة الجسور ∴ **فائدہ** عورت کی کوئی عبادت
نفل نماز ہو یا روزہ یا حج مقبول نہین جب تک کہ شوہر اجازت نہ دے کوئی
فرض عبادت بھی مقبول نہین جب تک کہ اوسکو راضی نہ رکھے مگر یہ عجب طائفہ
ہے کہ شوہر سے بھاگنے نہ ملنے کے لیے زبردستی روزہ رکھتی ہین زبردستی
روزہ کا اذن لیتی ہین اسیطرح کبھی یہ کہکر کہ ہم فلان جگہہ جاتی ہین جلدی
ہین کیا کرین مجبورًا یہ صورت شرعی قائم کرلیتی ہین خواہ شوہر دلمین ناراض
ہی کیون نہو حالانکہ شوہر کی ناراضی انکو جہنم کی سیر کراویگی شوہر کا اذن
ظاہری ساتھ ناخوشی باطن کے انکو کچھ نفع نہ دیگا اللہ کسیکی صورت شکل

ارادہ اسلیئے وہ کام شرعًا برباد جاتا ہے یہ نقصان اونکے دین کا ہے سو جب
جہنم کی آبادی اسی قوم سے منظور الٰہی ٹھہری تو نجات پانیوالیان لاکھوں
ہزار ہزار و نمین شاید ایک دو چار ہون تو ہون ورنہ خیریت یہ حدیث بہت
خوفناک ہے عورتونکو چاہیئے کہ اس حدیث کو سنکر نادم کرین خدا سے ڈر کر اپنے
افعال بد سے بچتی رہین - عورت کا امیر ہونا شرعًا درست نہین ہے ابوبکرہ رض
کہتے ہین کہ جب رسول خدا صلعم کو یہ خبر پہنچی کہ پارسیون نے کسریٰ کی دختر کو
اپنے اوپر بادشاہ بنایا تو فرمایا ہرگز اوس قوم کو فلاح نہوگی جنہون نے
اپنا کام عورت کو سپرد کیا اسکو بخاری نے روایت کیا ہے یہ اسلیئے فرمایا کہ
عورتین ناقص العقل والدین ہوتی ہین انکی امارت مین بسبب انکی بیعقلی
کے سارے کام دنیا کے برباد ہوتے ہین بسبب نقصان دین کے نہ آپ
دین پر قائم رہتی ہین نہ دوسرونکو دین پر قائم رہنے دیتی ہین چنانچہ
جس کسی ملک مین عورتون کی حکومت ہوتی ہے وہان فساد دین و دنیا کا
ہمیشہ قائم رہتا ہے عقل کا یہ حال دیکھا کہ مشورہ اونکا بد عورتونسے یا خدمتگاروں
سے ہوتا ہے اونکی صلاح پر چلتی ہین وہ اونکو چاہین پار کرادین چاہین
بے پردہ کرادین چاہین شوہر سے اوسکی جدائی لڑائی کرادین عورت جب
حاکم ہوگی تو دنیا بھر کا فسق و فجور کھیل تماشا کریگی مگر جسکو خدا بچاوے جسطرح
جناب مؤلفہ کتاب تہذیب النسوان کو خدا نے سب آفات سے اپنی پناہ مین رکھا
ہے عورت کے تابعدار و نکو کبھی فلاح نہین ہوتی ظاہر مین گو آرام ہو مگر
حقیقت مین صدمہ جانکاہ رہتا ہے دین و دنیا دونون برباد جاتے ہین گو اہل
دنیا کی سمجھ مین یہ بات نہ آوے علامات قیامت مین سے ایک علامت یہ
بھی ہے کہ مرد کم ہون عورتین زیادہ ہون یہانتک کہ پچاس عورتونمین

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لعن وطعن کرنا یا شوہر کے احسان کا انکار کرنا
جہنم مین لیجاتا ہے عورتون کی زبان بالکل قابو مین نہین ہوتی شوہر کتنا
ہی اونکے ساتھ اچھا سلوک کرے جان مارے خیر خواہی کرے محبت سے
پیش آوے یہ جب کہینگی تو یہی کہینگی کہ تونے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے
جو کچھہ کیا ہمنے ہی کیا ہے سو یہ انکار انکا کچھہ آسان بات نہین ہے اسی انکار
سے یہ لائق دوزخ ہو جاتی ہین اسیطرح جس مرد پر کوئی احسان کسی
عورت کا ہو تو وہ بھی اوسکا کفران نہ کرے ورنہ وہ مرد بھی سخت ناشکر
نالائق کم ظرف ٹھہریگا حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے دوزخ
مین جتنے مرد ہونگے آدم ؑ سے لیکر آخر دنیا تک عورتین تعداد مین اونسے
زیادہ ہونگی یہ بھی ثابت ہوا کہ اونکی عقل درست نہین ہوتی ہے نہ اونکا
دین پورا پورا ہوتا ہے سب کام اونکے بے عقلی بے دینی کے ہوتے ہین
ایسے یہ توقع رکھنا کہ یہ عقل کا کام کرینگی یا دین پر قائم رہینگی نافہمی ناتجربہ کاری
ہے جو کوئی انمین سے ہزار مین ایک دو راہ راست پر جمی رہے سمجھو بہت
غنیمت ہے گویا وہ اپنے وقت کی رابعہ بصریہ ہے یہ نقصان عقل و دینکا
ان عورتون مین بھی موجود ہوتا ہے جو نہایت درجہ کی عقلمند پارسا
باعفت وعصمت ہوتی ہین چہ جائے اونکے جو فاسقہ فاجرہ بے عقل ہین کہ
اونمین یہ بے عقلی ونقصان دین کچھہ اور ہی رنگ دکھاتا ہے لاحول
ولاقوۃ عورت کا زنا کرنا شراب پینا جلدی سے میرے تیرے بہکانے
مین آجانا شوہر سے طالب جدائی ہو جانا یہ سب دلیل نقصان عقل کی ہے
انمین اگر کوئی نیک کام بھی کرنی ہے تو اپنی مرضی کی موافق ناموری خوشامد
پسندی کے لئے نہ صورت شرعی کی پابندی ہوتی ہے نہ حسن نیت کا

صفرا بھڑک کر سودا بنجاتا ہے جب سودا کا زور ہوا فکر مین فساد آیا جب
فکر فاسد ہوئی تو ندامت و کمی عقل کی حاصل ہوئی یہ بیمار ایسی چیز کی امید
کرنے لگتا ہے جو ہو نہین سکتی ایسی تمنا کرتا ہے جو پوری نہین ہوتی یہانتک
کہ نوبت جنون کی آجاتی ہے اوسوقت کبھی اپنی جان دیدیتا ہے کبھی غم
مین مرجاتا ہے کبھی معشوق سے ملکر شادی مرگ ہوجاتا ہے کبھی یہ بھی ہوتا
ہے کہ ہمراہ اس عشق کے شہوت مجامعت کی نہین ہوتی ہے بلکہ مطلوب فقط
دیکھنا و پاس بیٹھنا ہوتا ہے نہ مباشرت و نکاح اس قسم کا عشق بطالین کو نہین
لگتا بلکہ عارفین کو ہوتا ہے یہ طرف معشوق کے آنکھ بھر کے دیکھ نہین سکتے علامت
عشق کی یہ ہے کہ آنکھون مین گڑھے پڑجاوین خشکی پیدا ہو پلکین بجتے جکتے ہولی
ہوجاتین سارے اعضا دبلے سوکھے ہوجاوین سانس ضعیف ہو لب پر آہ ہو
کبھی خوش ہوکر ہنسے کبھی غم سے رووے غزل سنکر چین ہو خصوصاً جسکا مضمون
ہجر و فراق کے نیند نہ آوے دبلا پن بڑھتا جاوے آہ سرد کھینچے صورت پر
رونق باقی نرہے اوسکی نبض سے اوسکے معشوق کو پہچان لیا جاوے اسلیے کہ
جسوقت سامنے اوسکے نام و نشان معشوق کا لیا جاویگا تو نبض مین ضروری
اختلاف شدید پیدا ہوگا رنگ چہرہ کا بدل جاویگا بقراط نے اسکا امتحان کیا ٹھیک پایا
علاج مرض عشق کا سواے دواے وصال کے کچھ نہین اگر یہ علاج موافق
شرع بن پڑے ورنہ اگر سبب اس عشق کا احتراق سوداو اجتماع اخلاط ہے
اندر دل و دماغ کے تو استعمال مرطبات و منضجات مستفرغات کا چاہیے اگر
اس سے فائدہ نہو تو زنان پیرزال کو اوسپر مسلط کرے کہ وہ اوسکا دل طرف
سے معشوق کے پھیر دین شیخ نے کہا ہے یہ کام جیسا بوڑھیون سے بنتا ہے اور
جو دستگاہ اونکو اس کام مین ہے وہ مردونکو نہین ہے ہان مخنث بھی اسمین

ایک مرد کا ریاری ہو مستر د عورت کی اطاعت کرے یہ مضمون حدیث انس مین
مرفوعاً نزدیک ترمذی کے آیا ہے یہ علامت آجکل ہر جگہہ ہر گھر مین پائی جاتی ہے
ایک ایک امیر کے پاس سیکڑون عورتین موجود رہتی ہین نکاحی کم بے نکاحی
زیادہ ایک ایک آسودہ عورت کتنے ہی شوہر و یار کر لیتی ہے سو یہ دونو
قسمین مرد و عورت کی زبان شرع پر ملعون و مردود ہین سعدی
نظامی جامی وغیرہم نے مذمت عورات مین اشعار آبدار لکھے ہین اب سبجگہہ
ذکر اون ابیات کا کچھہ ضرور نہین ہے ٭

فصل بیانمین معنی اور ماہیت و علاج عشق کے

جوہری نے صحاح مین لکھا ہے عشق کہتے ہین فرط حب کو یعنی سخت محبت کو
التعشق کہتے ہین تکلف عشق کو فرّاء نے کہا لوگ کہتے ہین یہ عورت اپنے شوہر
کی محب و عاشق ہے قاموس مین کہا ہے کہ عشق فریفتہ ہونا ہے محب کا
محبوب پر یا افراط حب ہے اور یہ عشق کبھی عفاف کے ساتھ ہوتا ہے اور
کبھی دعارت یعنی فسق کے ساتھ یا اندھاپن ہے عیوب محبوب سے یا ایک
مرض سوداسی ہے جو بسبب تسلیط فکر کے استحسان بعض صور پر طرف
نفس کے مجلوب ہوتا ہے یہ معنی ہین عشق کے لغۃً باقی رہی ماہیت عشق
کی سو کتاب سدیدی مین لکھا ہے ایک نوع مالیخولیا کی وہ ہوتی ہے جسکو
عشق کہتے ہین یہ ایک وسواسی بیماری ہے مشابہ مالیخولیا یہ مرض اکثر
بے جورو کے مردونکو اہل بطالت و سفلونکو لگ جاتا ہے بقراط نے کہا ہے
عشق ایک طمع ہے جو دلمین پیدا ہوتی ہے حرص کا مادہ جمع ہو جاتا ہے
پھر جتنا زیادہ ہوتا جاتا ہے اوتنا ہی اضطراب و قلق و بیخوابی صاحب
عشق کو بڑہتی جاتی ہے یہانتک کہ احتراق دم ہو کر مستحیل بسوداء ہو جاتا ہے

بے دھندے بے شغل بیکار بیٹھے رہتے ہین یا جو مرد و عورت کم ہمت ہین انکو یہ مرض لگجاتا ہے ورنہ عالی ہمت ایسے رذائل وہمیہ سے تعلق نفس نہین رکھتے علاج اس مرض کا یہ ہے کہ مزاج کی ترطیب کرے آیسے کامون مین مشغول ہو جو معشوق کو بھلا دین جیسے قصے کہانی دیکھنا حکایات زہد کا سننا باغات کی سیر کرنا ہرے ہرے کھیت دیکھنا سفر مین شکار مین رہنا لڑائی جھگڑے کی باتونمین پڑجانا ناگہان خوف کا ڈالنا غیر معشوق سے جماع کرنا انتہی اس مرض کے ۴۶ نام مؤلف شمع انجمن نے لکھے ہین ہر نام سے جنون و وسواس کے معنے پیدا ہوتے ہین اللھم احفظنا سچا عشق وہ ہے جو مخلوق کو خالق تک پہنچاوے جب عشق مین حرص جماع کی ہوئی تو یہ عشق نہوا فسق ہوا ایک آدمی نے ایک عرب سے پوچھا کہ تمھاری قوم مین عاشق معشوق سے خلوت مین کیا کام کرتا ہے کہا بوس ولمس اور جو کچھ کہ اوسکے مانند ہو کہا بھلا جماع بھی کرتا ہے کہا قسم ہے خدا کی ایسا شخص عاشق نہین ہے یہ تو طالب ولد ہے یعنی اگر صورت شرعی سے جماع کیا ہے تو یہ صحبت جائز ہے گو فرط محبت سے ہی کیون نہو ورنہ وہ عاشق نہین زانی ہے اہل علم نے کہا ہے جو عشق کامل ہوتا ہے اوسمین بوس وکنار بھی نہین ہوتا کیونکہ اجنبی سے یہ کام حرام ہے جسطرح اپنی زوجہ محبوبہ سے حلال ہے بلکہ دلیل صدق محبت و خلوص مودت وراستی الفت ہے فقط

فصل

محبت زن و مرد

حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی محبت میان بی بی کی محبت کو لگا نہین کھاتی یعنی جو محبت شوہر کو بی بی سے بی بی کو شوہر سے ہوتی ہے وہ دوسرے کو نہین ہوتی یہ محبت وہان ہوتی ہے جہان نکاح شرعی بالتزام رعایت حقوق

دخل رکھتے ہین وہ بھی بڑہیون سے اس صنعت مین کچھہ کم نہین ہین
یہ دل پھیرنا اسطرح پر ہوسکتا ہے کہ معشوق کی مذمت و حقارت وقباحت
بیان کرین تدبیر مالیخولیا علیحدہ کیجاوے پھر اگر عاشق اہل عقل سے ہے تو
یہ نصیحت و پند و اہانت و استہزا اوسکو فائدہ مند ہوگا وہ سمجھیگا کہ یہ
عشق اوسکو ایک طرحکا جنون و وسواس ہے اور اگر قوم غیر عاقل کو یہ
بلا لگی ہے تو پھر اس نصیحت کا اوسکو کچھہ نفع نہین تدبیر اوسکی وہی وصال
ہے ۵ سوچے حضرت ناصح کوئی تدبیر وصال ÷ یہ تو چارہ نہ کرے
آپ ایسا دانا دلکا ÷ منجملہ تسلیات کے ایک یہ بات بھی ہے کہ عاشق شکار
مین لگجاوے یا علوم عقلیہ مین مشغول ہو جاوے یا علوم شرعیہ مین دل
لگاوے حکایات ابتلائے عشاق سنکر جی بہلاوے یا کثرت سے جماع کرے
گو ساتھہ غیر معشوق ہی کے کیون نہو اسلئے کہ جماع سے ابخرہ فاسد جو
دماغ پر جاکر جمع ہوتے ہین دور ہو جاوینگے تو عشق مین فتور آجائیگا ۵
عشق نبود الا کہ در سر مر بود ÷ این فساد خوردن گندم بود ÷ اسیطرح
کھیل تماشے سے بھی کسیقدر تسلی ہو جاتی ہے کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ ذکر
ہجر و فراق کا عاشق کو ہلاک کر دیتا ہے شیخ نے کہا ہے طرح طرح کے
کھیل نئی نئی ! نہین یاد سنا ہون کہ طرح طرح کے رنج و غم بھی تسلی
بخش خاطر ہو جاتے ہین تمام ہوا مضمون کتاب سدیدی کا اسیطرح
ابن سینا نے فن اول قانون مین لکھا ہے اگرچہ بعض الفاظ کی کم و بیشی
ہے مگر حاصل تقریر کا ایک ہی ہے اسی مضمونکو شرح اسباب و علامات
مین بتفاوت الفاظ ذکر کیا ہے عشق کو ایک قسم مالیخولیا کی ٹھہرایا ہے پھر کہا
کہ یہ عشق اکثر اون لوگونکو لگجاتا ہے جو مخنث ہین یا عورتونمین گھسے بیٹھے ہین

وفصد وحجامت مین بھی جماع سے بچے جو عورت خشک مزاج ہو یا اوسکا
دل یا معدہ یا آنکھ یا اعصاب ضعیف ہون اوس سے بالکل الگ رہے یا کم
جماع کرے محبوب کے ساتھ جماع کرنا موجب مسرت کا ہوتا ہے ضعف نہین لاتا
باوجودیکہ منی نکل جاتی ہے بہتر شکل جماع کی یہ ہے کہ عورت نیچے مرد اوپر ہو
بدترین شکل یہ ہے کہ مرد نیچے عورت اوپر ہو اسصورت مین یا تو منی مرد
کی پوری پوری باہر نہین نکلے گی یا منی عورت کی اندر سوراخ ذکر کے
چلی جاویگی اوس سے تعفن و ورم قضیب پیدا ہوگا کروٹ سے بھی صحبت
نہ کرے کھڑے ہوکر بھی نہیں کہ ان سب شکلون سے ضعف آجاتا ہے **فائدہ**
مدار اس حرکت کا حرارت و رطوبت پر ہے یہ حرارت فاعل ہے رطوبت
منفعل ہے اگر دونون مین نقصان ہوا تو پھر تدارک اوسکا مشکل ہوجاتا ہے
اور جو ایک چیز باقی ہے دوسری چیز مین نقصان ہے تو پھر تدبیر اوسکی
آسان ہے اور جو خلل بسبب بڑھاپے کے ہوجاتا ہے اوسکی کچھ تدبیر نہین ہے
اسلئے مراعات حرارت و رطوبت کی بطریق اعتدال کے موجب تقویت جماع
کے ہوتی ہے کبھی ضعف اس کام کا بسبب ترک استعمال و نسیان کے بھی
ہوجاتا ہے مثلاً تصور احتشام و جلالت زن یا یہ وہم کہ اوسکو کسی نے باندھ دیا ہے
یا فرط محبت و عشق کہ یہ سب اسباب ضعف باہ کے ہین انکی تدبیر یہی ہے کہ ان
تخیلات کو دل سے دور کردے ایسی کتابونکا مطالعہ کرے جنمین اقسام جماع کی
حکایات لذت مباشرت کی لکھی ہین عورتون کی باتین سنے جانورونکا صحبت
کرنا دیکھے امید ہے کہ قوت باہ کو ہیجان ہوگا یہ خلاصہ ہے کفایہ منصوریہ کا فقط

فصل بیان مین مذمت عشق کے

شیخ محمد حیات سندی مدنی رح نے رسالہ عشق النسوان والمردانین
جمع آشرد

طرفین ہوتا ہے دونون باہم کفو ہوتے ہین یعنی یہ نکاح ڈر سے خدا کے زنا سے بچنے کے لیے کیا گیا ہے دونون صالح ہین ایک دوسرے کا حق پہچانتے ہین کیونکہ مراد کفاءت سے یہی اسلام وخلق ہے نہ نسب وذات ورنہ جہان کہین دونون فاسق فاجر ہین یا ایک فاسق دوسرا صالح ہے وہان محبت کیسی الفت کسکی جورو میان دونون مطلب کے آشنا ہوتے ہین جب تک شہوت پرستی باقی ہے دوستی ہے محبت کا دعوا ہے جب مطلب نکل گیا یا دوسرے کا پیغام آیا میان نے جورو کو جورو نے میان کو رستہ بتایا آپ سارا عشق دوسرے سے ظاہر ہونے لگا یہ عشق درحقیقت فسق ہے بلکہ اگر پاک عشق بھی ہوتا تو بھی ایک شعبہ جنون ومالیخولیا کا تھا اب جو عمل غلطی کیلیے یہ وضع بیج نکالی گئی ہے تو بالکل طالب جہنم ہی ہے اسمین کچھ شک وشبہ نہین **فائدہ** جب میان بی بی مین محبت ہو وصل کا شوق ہو وکنار کی حرص ہو تو لازم ہے کہ مطابق کتب طبیہ کے صحبت کرے وہ طریقہ جماع کا جسکو حکماء واطباء نے لکھا ہے یہ ہے کہ اچھا وقت جماع کا وہ وقت ہے کہ غذا ہضم ہو گئی ہو وقت مین اعتدال ہو نہ بہت گرمی ہو نہ بہت سردی بدن ممتلی نہو بالکل خلو معدہ مین بھی جماع کرنا مضر ہوتا ہے جب شہوت وشوق زور پر ہو اسوقت صحبت کرے زورازوری بتکلف وتصور وتخیل جماع نہ کرے ؎ بہ بے رغبتی شہوت انگیختن ٭ برغبت بود خون خود ریختن ٭ جماع کرنا بوڑھی عورت وبدصورت سے اور جس سے جیکو نفرت ہو یا حیض والی عورت سے یا کم سن لڑکی سے اچھا نہین ہے مضر ہے اور امتلا جماع بھی نہ کرے کہ اس سے رگ پٹھون مین مرض بینائی مین ضعف پیدا ہوتا ہے حالت غضب وخوف وشدت فرحت وغم وحالت اسہال

فائدہ بیان اوقات صحبت

مملوک مملوک کو مالک بنا دیتا ہے عاشق معشوق کو دنیا و آخرت دونون سے
کھو دیتا ہے بھلا اس سے زیادہ اور کیا مصیبت ہوگی کہ کوئی بادشاہ تخت
سے اوتار دیا جاوے وہ تخت ایک غلام کو ملجاوے یہ اوسکے ہاتھ مین مقہور
مجبور رہو وہ اسپر متکبر و مغرور رہو جسطرح کوئی طفل چڑیا کو دابے پھرتا ہے
اسطرح اوسکا دل ہاتھہ مین معشوق کے مقہور رہوتا ہے ایک شاعر نے یہ
مضمون باندہا ہے کہ عاشق سے بدتر کوئی بدبخت تر نہین گو اوسکو
ذائقہ محبت میٹھا لگتا ہو اسلئے کہ فراق مین روتا ہے وصل مین خوف
فراق کا جی کھوتا ہے نیند گئی رنگ فق ہوگیا آرام جاتا رہا چین مٹ گیا
جان عذاب مین پھنس گئی جسم گھلنے لگا ساری گت غیر اللہ کے لیئے ہوئی کون
غیر اللہ کہ جب اوس سے ملنا ہو تو وہ بھاگے وعدہ کرے تو وفا نہو ہجر مین
پھانسے رقیب سے ملے یہ عیش نہوا ایک مصیبت ہوئی جسکے سامنے مرجانا
آسان ہے معشوق قلیل الوفا کثیر الجفا ہوتا ہے سیکڑون اوسکے شریک
ہوتے ہین جلد بدل جاتا ہے خائن کثیر التلون ہوتا ہے عاشق کو اوسکے طرف
سے نہ جانکا امن ہے نہ مال کا حالانکہ وصال دائم میسر نہین آتا سوائے صبر و
جزع و فزع کے کوئی رستہ راحت کا نہین ملتا سو اگر عاشق کو کوئی تکلیف
بھی نہوتی مگر یہی عذاب عاجل تو اسیقدر رفتنہ اوسکو کافی تھا لاکن آفت
تو یہ ہے کہ معشوق سے جدا رہیگا جو بات عین لذت کی تھی وہی بات اوسکے
لیئے عذاب ہو جاویگی اس لذت فانی نے اسکو سعی زاد معاد سے روک دیا
حاصل یہ ہے کہ جو کوئی سوا اللہ کے کسی دوسرے کو چاہتا ہے اوسکو ہاتھ
سے اوسکے محبوب کے ضرر پہنچتا ہے خواہ محبوب ملے یا نہ ملے جتنا تعلق دلکا
اوس سے ہوگا اوتنا ہی الم پاویگا اگر محبوب ہاتھ بھی آیا تو وہ الم جو پہلے اس سے

لکھا ہے کہ بڑا مکر شیطانکا یہی فتنہ عشق صُوَر[1] مُردان[2] ونسوان[3] کا ہے
اس فتنے سے بڑی اس بلاسے زیادہ کوئی آفت نہین یہ وہ فتنہ ہے جسنے
نفوس کو غیر خلاق کا بندہ بنادیا یہ وہ بلا ہے جسنے ولہائے عشاق کو ذلیل و
خوار کردیا یہ وہ آفت ہے جسنے درمیانمین عشق ولتوحید کے لڑائی ڈالدی
ہر عاشق کو شیطان مرید کا مُرید کردیا دل گرفتار ہوئی ہوگئے ہوئی ولونہر
امیر بن بیٹھی جان محنت مین پڑگئی جی فتنے سے بھر گیا دل اور رشد کو
بیچ مین اوٹ ہوگئی راہ ہدایت سے جی کو پھیردیا غلاموں کی طرح کم واموںپر
دلکو بیچ دیا آدنی مطلب وحقیر لذت کو عوض اوسکے خریدلیا جنت کے غرفونکو
فروخت کرکے تہ خانہ جہنم کو مول لیا محبوب خسیس پر جی ٹھہرا گروہ بات
حاصل کی جسکا الم زیادہ لذت کم ہے اگر وصل ہاتھ آیا تو سمجھو کہ ایک بڑا سبب
مضرت کا بہم پہنچا یہ محبوب عنقریب دشمن ہوجاویگا بہت جلد اپنے محب سے
بیزاری ظاہر کریگا گویا کچھہ واسطہ ہی نتھا یہ تو دنیا مین پیش آتا ہے آخرت مین
جہان سوائے اہل تقوی کے ہر دوست اپنے دوست کا دشمن ہوگا عذاب
الیم الم اعظم مین گرفتاری ہوگی اوس محب کی حسرت کو دیکھو جسنے اپنی
جان کم وامونپر تھوڑی شہوت عاجلہ پر سوا حبیب اول یعنی حق عز وجل کے
دوسرے فانی کے ہاتھہ بیچڈالی شہوت بھی کون جسکی لذت جاتی رہی محنت
وشقوت باقی رہگئی مسرت غائب ہوگئی حسرت حاضر ہوئی اس محب کو دو
حسرتون نے گھیر لیا ایک یہ حسرت کہ محبوب اعلی ونعیم مقیم فوت ہوا دوسری
حسرت یہ کہ عذاب الیم کا کھینچنا پڑا اوسوقت اس فریب خوردہ کو معلوم
ہوجائیگا کہ کیا بیچا کیا مول لیا جو شخص اس لائق بھی نتھا کہ اوسکا خادم غلام
بنتا وہ بطفیل اس عشق کے اوسکی گردنکا مالک بنگیا کیونکہ عشق مالک کو

[1] صُوَر جمع صورت بمعنی شکل ۱۲
[2] مُردان جمع اَمرد بمعنی طفل بے ریش ۱۲
[3] نسوان بمعنی زنان ۱۲

جسکی عقل سلیم ہے وہ اسباب کو خوب سمجھتا ہے جسکے مزاج مین سودا ہے وہی اس عشق فسق مین پھنسکر آخرت برباد کرتا ہے مرد ہو یا عورت **فائدہ** رسالہ مذکورہ مین لکھا ہے کہ عشق صور محرمہ کا ایک طرح کی بندگی ہے بلکہ اعلیٰ قسم تعبد کی ہے خصوصًا جبکہ عشق دلپر غالب آجاتا ہے تو عاشق کو دیوانہ بنا دیتا ہے یہانتک کہ عاشق معشوق کا عابد بنجاتا ہے معشوق عاشق کا معبود ٹھہر جاتا ہے نوبت اسکی آتی ہے کہ غلبہ حب وذکر و شوق وذوق سے مرضی معشوق مین معشوق کی مرضی ومحبت کو محبت خدا پر اختیار کرلیتا ہے بلکہ بالکل محبت خدا کی دل سے نکلکر متعلق معشوق ہو جاتی ہے چنانچہ اکثر یہ حال دیکھا سنا گیا ہے معشوق اسکا معبود ٹھہر جاتا ہے معشوق کی مرضی کو مرضی وحب خدا پر مقدم کرنے لگتا ہے بجائے تلاش تقرب خدا کے واسطے تقرب معشوق کے سو تدبیرین سوچتا ہے کیا مخفی وکیا ظاہر معشوق کیلئے جو کچھ سو صرف کرڈالے اللہ کے لئے ہرگز اوتنا صرف نہ کرے جتنا غصہ معشوق کا ڈر رکھتا ہے اوتنا غصہ خدا کا خوف نہین رکھتا گویا جو سمع و طاعت وخضوع معشوق سے کرتا ہے وہ اللہ سے نہین کرتا معشوق خدا سے بھی آگے بڑھ گیا عاشق درجۂ بندگی سے بھی گھٹ گیا کہو اب اسکے عابد اوسکے معبود ہونے مین کیا شک وشبہ باقی رہگیا ہے نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ نے حکایت عشق کی قرآن شریف مین قوم لوط و زن عزیز سے نقل فرمائی ہے قوم لوط اطفال بے ریش کے عاشق تھے یہ عورت وقت عشق کے کافرہ تھی معلوم ہوا کہ عشق رنڈیکا ہو یا لونڈے کا خواہ مرد کو عورت سے ہو یا عورت کو مرد سے یا عورت کو عورت سے یا طفل کو طفل سے یا پیر مرد کو کسی امرد سے یہ ساری صورتین کفر سے بہت قریب ایمان سے بہت دور ہین فتنہ عشق صور کا منافی ہے اسباب کو کہ بندہ کا دین سب کا سب اللہ ہی کے لئے ہو بلکہ جتنا فتنہ عشق کا ہوگا اوتنا ہی بندے کے

پاچکا ہے وہ بہ نسبت اس لذت کے کہین زیادہ تھا پھر اس ذراسی لذت
سے کیا حاصل اہل علم نے کہا ہے کہ جسنے محبت خدا کو چھوڑ کر دوسرے کی محبت کا
شغل اختیار کیا وہ اسی لائق ہے کہ نار عشق سے جلایا جاوے ھل للعبد
المطلوب ان یحب غیر سایہ المطلوب **ف** غیر حق ہر چہ دولت را بود
سد راہ تو ہمان خواہ بود یہ انجام تو محبت غیر خدا کا ہے کہ عاشق تباہ حال
خراب و خستہ و محزون و مبتلا رہتا ہے دنیا مین سب عیش کرتے ہین چین سے
سب کی بسر ہوتی ہے یہ رات دن رنج فراق یا شوق وصال یا غم رقیب یا حسد
دوری مین جلا بھنا کرتا ہے یہ بھی کوئی زندگی ہے **لاحول ولا قوۃ**
جو بندہ خدا کا محب ہے اوسکی قدر دیکھو کہ اگر بندہ ایک بالشت طرف
اپنے محبوب حقیقی کے جھکتا ہے تو حق تعالی ایک ہاتھ اوسکی طرف بڑھتا ہے اور
جو وہ ایک ہاتھ سبقت کرتا ہے تو اللہ تعالی ایک باع اوسکی طرف آتا ہے اگر یہ
خدا کی طرف چلکر جاتا ہے تو اللہ تعالی اوسکی طرف دوڑکر آتا ہے دیکھو درمیان محبت
فانی و باقی کے کتنا تفاوت ہے سارا عشق دنیاوی حسن صورت پر ہوتا ہے
صورت کی یہ شکل ہے کہ ایکدن کی تپ مین ہیئت بگڑ جاتی ہے ذراسی بیماری
مین تمام حسن قبح ہوجاتا ہے پھر ایسی سریع الزوال چیز پر مرنا کیا وصل کی
لذت بھی یکسان ہوتی ہے حلال ہو یا حرام پھر حلال چھوڑکر حرام پر گرنا کیا
حدیث شریف مین آیا ہے جسکو کوئی عورت پسند آوے وہ آکر اپنی جورو
سے صحبت کرے وسوسہ مذکور دور ہو جائیگا اسلیے کہ جو چیز اوسکے پاس ہے
وہی اوس زوجہ کے پاس ہے اسیطرح جس عورت کو کوئی مرد پسند آوے
وہ اپنے شوہر سے صحبت کرے وسوسہ مذکور دور ہو جاویگا کیونکہ جو چیز پاس
اوس مرد کے ہے وہی چیز پاس اس شوہر کے بھی ہے پھر فسق کرنا کیا ضرور

علاج دفع وسوسہ زنا

الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونهم کحب اللہ
زناکاری کا ضرر اگرچہ گناہ صغیرہ سے بڑھکر ہے جیسے نظر کرنا بوسہ لینا مساس کرنا
لکن اصرار عاشق کا محبت فعل و توابع فعل و لوازم فعل و تمنائے فعل و حدیث
نفس و اشتغال قلب بہ ساتھہ معشوق کے فعل فاحشہ سے بھی کہین بڑھکر اور
اعظم تر ہے کیونکہ کبھی اصرار کرنا صغیرہ پہ مساوی کبیرہ ہو جاتا ہے بلکہ کبیرہ سے
زیادہ بڑہ جاتا ہے کسی عاشق کے دلکا کسی معشوق کیلئے بندہ ہونا شرک ہے
فاحشہ کرنا تو فقط معصیت تھا شرک کا مفسدہ معصیت کے مفسدہ سے زیادہ تر
کلان ہے **حدیث** مین رسول خدا صلعم نے محبت غیر اللہ پہ نام تعبد کا ثابت
فرمایا ہے تعس عبد الدینار و عبد الدرهم الخ یعنی ہلاک ہو بندہ
سونے چاندی کا یعنی جسکو محبت دینار و درہم کی ہے وہ اوسکا بندہ ہے
اسیطرح جسکو چاٹ کھانے پینے کی ہوتی ہے اوسکو بندہ شکم کہتے ہین علی ہذا
القیاس جو کوئی جس کسی کا عاشق و محب ہے وہ اوسیکا بندہ ہے نہ خدا کا
بندہ ا اسکے سوا گناہ کبیرہ سے نورہائی بھی بطفیل توبہ و استغفار کے ہو جاتی
ہے مگر جس دلپر نقش عشق کا جم جاتا ہے اوس سے چھٹکارا ہونا بہت مشکل
ہے اسلئے کہ یہ علت نہایت لزج ہے جہان چپکی پھر اوسکو تعبد لازم ہو گیا کسی
طرح اس مرض سے خلاصی نہین ہوتی یہی سبب ہے کہ عاشق بندۂ ذکر معشوق
ہو جاتا ہے حاضر غائب فریفتۂ تذکرۂ محبوب رہتا ہے بلکہ خود کہنے لگتا ہے کہ مین
اوسکا بندہ ہون شاعر نے یہ مضمون باندہا ہے کہ جب کوئی مجکو میرے نام سے
پکارتا ہے تو مین بہرا ہو جاتا ہون جب مجکو یار کا بندہ کہکر بلاتا ہے تو مین سنکر
جواب دیتا ہون گویا معشوق کا ذکر خدا کے ذکر و حب سے بھی زیادہ ٹھہرا
ہر آدمی اپنے اقرار پہ گرفتار رہوتا ہے اب جو اوس نے خود اپنی بندگی کی نسبت

دین مین نقصان ہے بلکہ کبھی عشق عاشق کو دین سے بالکل نکالکر باہر کردیتا ہے
جو شخص مفتون کسی صورت کا ہے وہ مخالف قرآن عظیم کا ہے اسلیئے کہ قرآن شریف
مین اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی آنکھین بند رکھین اپنے ستر کو بچاوین یہ
اون کے لیئے ازکی واطہر ہے سو جو شخص مرد ہو یا عورت مبتلا العشق ہے وہ نہ
اپنی آنکھ کو روکتا ہے نہ اپنے ستر کو بچاتا ہے بلکہ نظر حرام سے لذت لیتا ہے زنا
مین پھنستا ہے آیت مذکورہ مین اشارہ ہے طرف اسبات کے کہ جو کوئی آنکھ کو
نامحرم سے نہین بند کرتا وہ ناپاک ونجس وآلودہ ہے مطہر وپاک صاف نہین
اوسکی آنکھ خائن ہے اللہ آنکھ کی خیانت کو دلکی بات کو خوب جانتا ہے چھپا ایسے
شخص سے اگر زنا ہو جاتا ہے تو اللہ سے نہین شرماتا اعضا کا زنا الگ رہا خاص ستر کا
زنا کر بیٹھتا ہے اللہ پر اپنی لونڈی غلاموں کا بدنظر دیکھنا مخفی نہین رہتا کوئی یہ
خیال نہ کرے کہ ہمارا عیب ہمارے ہمسایہ پر یا ہمارے شوہر پر بلکہ ہماری جورو پہ
ظاہر نہوا ہمکو سب اچھا جانتے ہین مانا کہ انپر ظاہر نہوا اگر خدا پر تو کسیطرح چھپا
نہین رہ سکتا اسکی کیا علاج ہے الم نعلم بان اللہ یری اللہ تعالی بڑا
غیرت والا ہے وہ ہرگز اسبات کو پسند نہین کرتا کہ کوئی لونڈی غلام اوسکا
بغیر اوسکی اجازت کے کسیطرف نظر کرے **حدیث** مین آیا ہے کہ کسی ایک کا
ایمان تم مین سے درست نہین جب تک کہ اوسکو اللہ و رسول سب سے
زیادہ دوست نہون سو عاشق اس حدیث پر عمل کرنے سے بالکل محروم ہوتا ہے
کیونکہ اللہ تعالی نے کسی شخص کے دو دل نہین بنائے جب ایک ہی دل ٹھہرا
اور وہ دل غیر اللہ سے لگ گیا تو اب اللہ الگ ہو گیا اللہ کی محبت اوس دلمین
نرہی معشوق کی محبت بجائے اوسکے قائم ہوئی وہ معشوق اوس عاشق کا خدا
ٹھہرا یہ عاشق اوس معشوق کا بندہ ہوا مضمون اس آیت کا ٹھیک پڑا ومن

ایمان مین خلل نہ ہے یا بقدر زنا و محبت غیر وہ اصل ایمان سے بے نصیب ہے
یہ عشق وہ بلا ہے کہ جسکے اندر فواحش ظاہرہ و باطنہ و اثم و بغی بغیر حق و شرک
باللہ جمع ہوتا ہے عاشق خدا کے حق مین وہ باتین کہتا ہے جو نہین جانتا ہے
کہ ہر مشرک حق مین معبود برحق کے جہل کی باتین کیا کرتا ہے بلکہ عشق مین شرک
اکبر و اصغر دونون پائے جاتے ہین کبھی معشوق پر غیرت کھا کر قتل کر بیٹھتا ہے
کبھی کسیکا مال ناجائز طور پر لے لیتا ہے اوس مال کو معشوق کی رضامندی مین صرف
کرتا ہے کبھی اپنا مال چھپا کر اوسکی دوستی مین خرچ کرتا ہے جو مال راہ معشوق
مین بوجہ عشق و محبت کے صرف ہوتا ہے وہ مال جہنم کا مول ہے خصوصًا جبکہ
وہ عشق تمنائے فسق سے خالی نہو ہر روپیہ پیسا ایک سانپ بچھو بنکر اوس
عاشق کو رات دن ڈسے گا گلے کا ہار بدنکا زیور بنے گا جو ظلم و فسق و کذب عاشق
سے صادر ہوتا ہے وہ مخفی نہین ہے ان سب باتون کی اصل یہ ہے کہ دل محبت
خدا سے خالی الفت جائز عیش مباح سے دور ہے اخلاص آس پاس نہین آتا
غیر کی محبت کو دلمین جگہہ دیکر مشرک بنجاتا ہے انتہی ہندوستانیون یہ بلا عشق
کی طرف سے عورتون کے ہوتی ہے یہ خود طرف مردون کے مائل ہو کر اونکو اپنی
طرف مائل کرتی ہین ایسی عورتون کے لیے وعدہ دوزخ کا آیا ہے اونکی نشانی
یہ ہے کہ کپڑے باریک پہنتی ہین جس سے بدن نظر آتا ہے سر و سینہ و شکم و پائے
کو کھلا رکھتے ہین انھین کو کاسیات عاریات فرمایا ہے جب محبت غیر اللہ کی دل
مین رچ جاتی ہے تو دل اور سارے اعضا خدمت معشوق کرنے لگتے ہین اسکا
نام اتباع ہوی اتباع خطوات الشیطان ہے اثر مین آیا ہے کہ آسمان کے نیچے
کوئی معبود باطل اتباع ہوی سے بڑھکر نہین ہے افرایت من اتخذ
الٰہہ ھواہ یعنی تو نے دیکھا اوس شخص کو جسنے اپنی خواہش نفس و شہوت

ف عشق ہند

معشوق کے ظاہر کی تو یہی گواہی اوسکے حق مین کافی ہو جاویگی بل الانسان
علی نفسہ بصیرۃ و لو القی معاذیرہٗ اگر کوئی اسکو یہ اختیار دے کہ تو
رضاے معشوق کو اختیار کر یا رضاے الٰہی کو تو یہ رضاے معشوق کو
رضاے خدا پر اختیار کریگا لقاے معشوق کو لقاے الٰہی سے زیادہ دوست
رکھیگا جو تمنا اسکو قرب الٰہی کی نہین ہے وہ تمنا قرب معشوق کی ہے خدا کے
غضب و قہر سے اوتنا نہین بھاگتا جتنا غصہ و خفگی معشوق سے بھاگتا ہے اگر
ذراسی فرصت ملی اور کچھ قلیل ایمان بھی ہے تو نماز پڑھ لی ورنہ سارا وقت
معشوق کے دھندے و یاد و فکر و شوق و ذوق مین صرف ہو جاتا ہے معشوق
کیلئے جان و مال سب کچھ حاضر ہے خدا کے لئے ہر نکمی چیز ہے جو بیکار و زائد سمجھی گئی
ہے اگر نماز پڑھنے کو کھڑا ہوتا ہے تو زبان پر ذکر خدا کا ہے ولمین معشوق سے
مناجات ہو رہی ہے ؎ ولمین ہو یاد صنم ہاتھ مین قرآن ہووے + منہ طرف
قبلہ کے ہے دل کا قبلہ معشوق ہو رہا ہے نماز اسطرح پر ہوتی ہے جیسے کوئی آگ کی
چنگاری پر کھڑا ہو نہایت گرانی و تکلف کرنا پڑتا ہے جب کہین دو چار ٹکرین لگجاتی ہین
یہ حال ہے خدمت خدا کا اگر معشوق کی خدمت آجاتی ہے تو جان و دل و ایمان
سے خوش ہو کر بڑی دلسوزی و پیار سے اوا کیجاتی ہے کسیطرح ولپر نہ گران
گزرتی ہے نہ لمبی چوڑی معلوم ہوتی ہے اب تمہین کہو کہ یہ لوگ مثل اون لوگون
کے ہین جنہون نے سواے خدا کے اور شریک ٹھہرا او نسے خدا کیطرح محبت رکھتے
یا نہین ہین بلکہ سچ پوچھو تو خدا سے زیادہ اونکے ساتھ محبت ہے اسلئے بمقابلہ محبت
خدا کے انسے محبت رکھتے ہین خدا کی محبت سے کچھ غرض واسطہ نہین ہے حالانکہ خدا نے
قرآن مین فرمایا ہے والذین امنوا اشد حبا للہ یعنی جنکا ایمان درست ہے
اونکو خدا سے سخت محبت ہے معلوم ہوا کہ جسکو خدا سے محبت سخت نہین ہے اوسکے

محارم اجنبیہ کی طرف نگاہ کرتے ہین حرام گوشت پوست کا بوس وکنار مساس
کرتے ہین شرم انسے دور ہو جاتی ہے بیحیائی کا برقع پہنلیتے ہین پھر اگر گانا
بجانا شراب پینا بھی ہمراہ ان فواحش کے ہوا تو سمجھو کہ پوری سعادت اخروی
حاصل کرلی اللھم احفظنا کوئی لونڈونکو گھورتا ہے کوئی اغلام کرتا ہے
کوئی کسی عورت سے پھنسا ہوا ہے کوئی عورت کسی مرد کے عشق مین بیقرار ہے
پیغام سلام تحفہ تحائف بھیجتی ہے خط کتابت جاری ہے کوئی عورت کسی عورت
سے شہوت رانی کرتی ہے اسکو اپنا دین و مذہب ٹھہرایا ہے خاندان کا طریقہ
سمجھا ہے خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہین آجکل کے صوفیون کی
توحید یہ ہے کہ بازار مین جا کر بے ریشونکو تاکتے ہین کہتے ہین ہم مشاہدہ جمال
مطلق کرتے ہین فاعوذ باللہ من ھذا الشھود یہ مشاہدہ جمال مطلق کا
نہین ہے مطالعہ درکات نار کا ہے اس عیش کے بعد جہنم ملیگی اس لذت کے
پیچھے تلخی عذاب گلا گھونٹے گی سید قاسم تبریزی فرمایا کرتے تھے ہمارے کتے سور
کہان ہین یعنی یہ نظر باز لوگ انکو بشکل سگ و خوک کے نظر آتے تھے یہی نظر بازی
و حسن پرستی ہے جسنے اونکو راگ سننے پہ لگایا ہے دلپر نقشہ فسق و عشق کا جمایا
ہے ان لوگون کے دلمین اگر کچھ بھی مزہ ایمان کا لذت اسلام کی ہوتی تو یہ ہرگز کسی
اچھی صورت پر مائل نہوتے مومن ہو کر اپنے لیے شرک پسند نہ کرتے جب عشق
اختیار کیا تو فطرت الٰہی کو جسپر پیدا ہوئے تھے بدل ڈالا ہان محبت زوجہ کی
ساتھ زوج کے اور محبت زوج کی ساتھ زوجہ کے اس حکم سے علیحدہ ہے کیونکہ
ان دونون کی محبت کو کسی کی محبت لگا نہین کھاتی اسکو شارع نے جائز رکھا ہے
بلکہ شرع مین محبت مطلوب ہے اسلیئے کہ جب میان بی بی مین محبت ہوگی تو
باتفاق یکدیگر سارے امور دین و دنیا و کاروبار خیر کا انتظام و بندوبست درست

طبیعت کو اپنا خدا ٹھہرایا ہے اور با وجود علم کے یعنی دیدہ و دانستہ گمراہ ہو گیا ہے
اللہ نے اوسکے کان پر دل پر مہر لگا دی آنکھ پر پردہ ڈالدیا اب سوا خدا کے کون
ہے جو اوسکو راہ پر لاوے ذرا تم سوچو تو یہ مضمون ہے کتاب اللہ کا جب عشاق
کے حال مین غور کیا جاتا ہے آشفتہ حالونکو دیکھا جاتا ہے تو یہ آیت شریف اونپر
پوری اوترتی ہے اونکے حال کی خبر دیتی ہے بعض اہل علم نے کہا ہے محبوبات
مین سے کوئی چیز سارے دلکو نہین پھانستی مگر محبت خدا کی یا محبت کسی بشر کی
سو محبت خدا کا یہ حال ہے کہ آدمی اسی محبت کے لئے پیدا کیا گیا ہے کمال سعادت
و تمام نعمت انسان کی یہی ہے کہ اپنے معبود کا محب ہو معبود اوسکا محبوب ہو
رہا بشر خواہ ذکر ہو یا انثیٰ سو محبت بشر کی ایک آفت ہے جو پہلے دنیا لیتی ہے
پھر آخرت بگاڑتی ہے دونون جہان سے انسان کو کھو دیتی ہے طرف جہنم کے بلاتی ہے
جنت کے راستے سے الگ کر دیتی ہے دل چھین کر عقل زائل کر کے معشوق کا
مطیع بنا دیتی ہے یہانتک کہ عاشق اپنی جان معشوق کے پیچھے کھو دیتا ہے
جسطرح کوئی مجاہد راہ خدا مین جان دیدیتا ہے یہی دلیل ہے اسبات کی
کہ عشق شرک ہے اس عشق کے طفیل مین باہم عداوت و بغض و دشمنی
ہو جاتی ہے الفت و محبت زائل ہو کر عداوت ہاتھ آتی ہے یہ عشق ذکر خدا سے
اسطرح جیر روکتا ہے کہ عاشق کے دلمین سوائے معشوق کے کسی کی جگہہ باقی نہین
چھوڑتا ﴿ما فی الفواد لغیر حبک موضع + کلا ولا احد سواک علیہ﴾
نماز سے اسطرح باز رکھتا ہے کہ اگر ظاہر مین دو چار ٹکرین لگائین تو باطن مین محل
اور ہی طرف ہے کوئی رکن ساتھ درستی ظاہر و باطن کے ادا نہین ہوتا یہ وصف
اکثر صوفیہ و عابدین و امراء و اہل لشکر و فلسفیون و متکلمون و آسودہ عورتون
وغیرہ ون مین عام لوگو مین پایا جاتا ہے یہ لوگ فواحش کو اپنے لیے حلال کر لیتے ہین

تو اوسکا دل اوسکا عبد بنجاتا ہے بلکہ یہ تعبد آخر مراتب حُب ہے اسکو تہیم و تتیم
بھی کہتے ہین پہلے مرتبہ کا نام علاقہ ہے اسکو کوئی دوا اخلاص سے زیادہ نافع
نہین ہے یہ وہ دوا ہے جسکا ذکر اللہ نے قرآن کریم مین کیا ہے کذلک لنصرف
عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین سوء سے مراد عشق
ہے فحشاء سے مراد فعل ہے کیونکہ جب دلمین خلوص ہوتا ہے تو عمل مین بھی اخلاص
آتا ہے تو پھر عشق صور کا کچھ زور اوسپر نہین چلتا زور عشق کا اوسی دلپر
چلتا ہے جو خالی و فارغ ہے اس عشق مین نہ کوئی مصلحت دینی ہے نہ کوئی
مصلحت دنیاوی ہے بلکہ دین و دنیا دونونکا بگاڑ ہے یہ مفسدہ مراتب مصلحت
پڑا ہوا ہے ایک یہ کہ آدمی عوض حُب و ذکر خالق کے مشغول بحُب و ذکر
مخلوق ہوجاتا ہے ایک دلمین یہ دونون حُب جمع نہین ہوسکتی دوسرے
دل عاشق کا معشوق کے سبب سے عذاب مین گرفتار رہتا ہے جسنے خدا کے
سوا کسی غیر کو چاہا وہ معذب بغیر ہوا عاشق گو عشق کو شیرین سمجھے مگر اعظم
عذاب قلب ہے تیسرے یہ کہ عاشق قبضہ معشوق مین اسیر ہوتا ہے ہر طرف
سے اوسکو خواری و زاری گھیرتی ہے گو نشہ عشق مین اس مصیبت دلکی خبر اوسکو
نہو چوتھے یہ کہ اس شغل مین سارے دین و دنیا کے کامونسے باز رہتا ہے
عشق سے بڑھکر کوئی چیز ضائع کرنیوالی مصالح دارین کی نہین ہے اسلیے کہ
سارے مصالح دین مربوط بجمعیت دل ہین جب دل متوجہ بارگاہ الٰہی ہوتا
ہے تب ہین درستی دین کی ہوتی ہے سو عشق صور سے بڑھکر کوئی چیز پریشان
خاطر پراگندہ دل کرنیوالی نہین ہے ؎ ہر کجا سلطان عشق آمد نماند * قوت
بازوے تقوی را عمل * رہی مصالح دنیا سو وہ حقیقت مین تابع مصالح
دین ہین جب دین ہی نرہا تو دنیا کہانکی وہ سب سے زیادہ ضایع تر ہوجاتی ہے

رہیگا ورنہ جسقدر اس محبت مین فتور ہوگا اوتنا ہی کام گھر بار کا بگڑیگا سو جو شخص باغوائے نفس و شیطان اس بلا مین مبتلا ہوگیا ہو اوسکو چاہیے کہ وہ التجا درگاہ الٰہی مین کرے سارے کام اپنے خدا پر چھوڑ دے اس آفت سے رہائی مانگے و من تاب تاب اللہ علیہ یعنی جو کوئی سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکی توبہ کو قبول فرماتا ہے کثرت گناہ کے سبب سے ہرگز ناامید نہو جبکہ شرک حقیقی توبہ سے معاف ہوجاتا ہے تو یہ شرک مجازی جسکو عشق و فسق کہتے ہین کیون نہ معاف ہوگا مگر ہمت توبہ درکار ہے ورنہ نری باتین بنانا اور امید وار مغفرت رہنا بیکار ہے خدا نہ کرے کہ کوئی شخص مرد ہو یا عورت اس فتنے مین یہانتک پھنسا رہے کہ موت آجاوے اور وہ اسی نجاست و خباثت مین گرفتار رہو کہ یہ علامت سوء خاتمہ کی ہے کل کو سامنے خدا کے کھڑا ہونا ہوگا اوسوقت جب دلمین نجاست محبت غیر اللہ پائی جاویگی تو عشاق صور و عباد حسن و عاشقان معاشیق کو سوائے حسرت و ندامت و رسوائی و ملامت کے کچھ ہاتھ نہ آویگا لکن اس حسرت و ندامت کا کیا فائدہ جہنم تو واجب ہوگئی وقت نکل گیا توبہ نصیب نہوئی اوسی خیالات خاسد و شہوات فاسد مین مر گئے انا للہ یہ خلاصہ ہے رسالہ شیخ محمد حیات سندھی رح کا جسکو اونہون نے کتاب اغاثۃ اللہفان ابن القیم سے چنکر لکھا ہے ؛

فصل

ف در عشق غیر اللہ تعالیٰ

ابن القیم رح نے کتاب الداء والدواء مین بحث عشق کی بہت بسط سے لکھی ہے خلاصہ بحث مذکور کا جابجا سے لیکر اسجگہہ لکھا جاتا ہے وہ خلاصہ یہ ہے کہ خاصہ تعبد کا یہ ہوتا ہے کہ حب ہووے حب کے ساتھ خضوع و ذل ہووے واسطے محبوب کے سو جو کوئی جس کسی چیز کو چاہتا ہے اور اوسکے لئے خضوع کرتا ہے

ہوش وحواس کوگم کردیتاہے ظاہر وباطن دونونکو بگاڑدیتاہے باطن کا
فساد تو تابع فساد قلب ہے جب دل بگڑگیا تو آنکھ کان زبان سب بگڑگئے
معشوق کا ہر عیب وہنر ہر قبیح حسن نظر آنے لگا جسطرح حدیث مین آیا ہے
حبک الشی یعمی ویصم دلکی آنکھ محبوب کی برائی دیکھنے سے اندھی
ہوجاتی ہے کان اوسکی ملامت سننے سے بھرے بن جاتے ہین رغبت عیبونکو
چھپادیتی ہے آنکھ پر پردہ پڑجاتا ہے رہا فساد ظاہر کا سو بدن بیمار رہتا ہے
لاغری زاری ہرطرف سے آتی ہے یہانتک کہ کبھی جان اسی وہیان مین جاتی
رہتی ہے عاشقون کے قصے جو عشق مین مرگئے مشہور ہین مثنویون مین
مذکور ہین حکایت عرفات مین سامنے ابن عباس رضہ کے ایک جوانکو لائے
جو سوکھکر لکڑی کیطرح ہوگیا تھا پوچھا اسکا کیا حال ہے کہا اسکو عشق ہے
ابن عباس رضہ نے اوسوقت خدا سے دعا کی کہ اونکو اور سبکو اس بلائے عشق
سے اپنے امن وامان مین رکھے آٹھوین یہ کہ عشق کی ابتدا تو آسان ہوتی
ہے مگر اوسط اوسکا ہم وشغل قلب وسقم ہے آخر اوسکا ہلاک وقتل ہے یعنی
عاشق کے تین مقام ہین ایک مقام ابتدا کا دوسرا مقام توسط کا تیسرا مقام
انتہا کا سو مقام ابتدا مین یہ واجب ہے کہ جہانتک بس چلے اوسکو دور کرے
اگر وصال معشوق کا قدرًا وشرعًا دشوار ہے پھر اگر دل کسیطرح نمانے اور
معشوق ہی کیطرف سفر کرے تو یہ مقام توسط وانتہا کا ہے ایسی حالت
مین عشق کو مخفی رکھے کسی پر ظاہر نہ کرے معشوق کو رسوائی سے بچاوے ورنہ
یہ کام جمع کرنا شرک وظلم کا ہوگا یہ ظلم سب مظالم سے بڑھکر ہے اسکا نقصان معشوق
پر معشوق کے گھر والونپر انکے ظلم سے کبھی زیادہ تر ہے لوگ جب سنین گے کہ فلان
کس اسکا معشوق ہے تو معشوق کی بدگوئی کرینگے تو سو ننانوے آدمی سچا

پانچوین جتنی جلد آگ طرف لکڑی کے نہین دوڑتی اوتنی جلد آفتین دنیا و آخرت کی طرف عشاق صور کی دوڑتی ہین اسکا سبب یہ ہے کہ دل جتنا عشق سے نزدیک ہوتا ہے اوتناہی اتصال اوسکا عشق سے قوی ہوتا جاتا ہے اللہ سے دور رہا پڑتا ہے سب سے زیادہ دور خدا سے وہ دل ہین جو عاشق صور ہین سو جب دل جان آفرین سے دور رہوا ہر طرف سے آفت کا سامنا ہونے لگا تو شیطان جھٹ پٹ اوس دلکو اپنا وستدار کرلیتا ہے کھینچ کہ جب عشق دلمین بیٹھ گیا مضبوط و قوی ہوگیا خوب نقشہ اوسکا جم گیا تو ذہن عاشق کا بگڑجاتا ہے وسوسے پیدا ہونے لگتے ہین بلکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ عاشق دیوانہ بن جاتا ہے پاگلونکی طرح ہوجاتا ہے سو جب عقل ماری گئی تو اب اسکو عقل سے کیا کام رہا عشاق کے داستان عاشقونکی کہانیان ہر جگہہ موجود ہین سب کا انجام بھی مشہور ہے کوئی معشوق کے ساتھ ڈوب گیا کوئی آگ مین جلکر مرگیا کوئی عشق مین بددین ہوکر جان سے گزر گیا کوئی رسوائے خلق ہوا کسیکا نام بدی سے مشہور رہوا مرتے دم کلمہ پڑہنا تک نصیب نہوا نعوذ باللہ آدمی مین اشرف و اعلیٰ چیز عقل ہے انسان سب حیوانات سے اسی بات مین ممتاز ہے جب عقل ہی جاتی رہی تو اسمین اور حیوان مین کچھ بھی فرق باقی نرہا گو صورت آدمی کی ہے بلکہ حیوان اس آدمی سے اچھے حال مین ہوتا ہے مجنون و فرہاد و وامق کی عقل آخر کسنے لے لی اسی عشق نے لیکر دین و دنیا دونون سے کھو دیا حالانکہ اونکا عشق فسق نتھا پھر جو عاشق فاسق ہین مرد ہون یا عورت اور اونکی غرض اس عشق سے جماع محبوب ہے تو اونکا حال کچھ نہ پوچھو وہ دوزخ کے کتے سور ہوجاوینگے اون کے بھونکنے چلانے سے سارے دوزخی ایذا و تکلیف پاوینگے سا تو ین یہ کہ عشق

کہ کوئی کسیکا مال چھین لے کیونکہ وہان تو فقط مال ہی گیا یہان شوہر کی آبرو گئی
یہ ظلم قتل کرنے سے بھی زیادہ ہے زنا کرنے سے بھی بڑھکر ہے پھر اگر یہ کام کسی ذی رحم
ہمسایہ کے ساتھ کیا ہے تو یک لخت دو شدید کئی ظلم جمع ہو گئے اذیت جار قطع
رحم **حدیث** مین آیا ہے کہ قاطع رحم جنت مین نجاویگا اور نہ وہ شخص جسکا
ہمسایہ اوس سے امن مین نہین ہے پھر اگر عاشق نے وصال معشوق کے لئے
کوئی جادو ٹونا کیا تو سمجھو کہ شرک و ظلم کے ساتھ کفر سحر کو بھی ملا لیا اور اگر یہ کام
خود نہ کیا بلکہ دوسرے نے اوسکے لئے کیا ہے مگر یہ راضی ہے تو یہ رضا بالکفر ہوئی
یہ رضا بھی خود ایک کفر ہے غرضکہ عشق و فسق مین مدد کرنا عین ظلم و تعدی
پر مدد کرنا ہے جس سے قرآن شریف مین صراحۃً منع فرمایا ہے پھر جب غرض
عاشق کی معشوق سے حاصل ہو گئی تو معشوق بھی اپنی غرض عاشق سے
پوری کریگا اوسوقت عاشق کو اوسکی بجا آوری سے چارہ نہوگا پس اسصورت
مین یہ دونون ظالم متعدی ستمگر فاجر ٹھہرے نوبت قتل کی آویگی یا مال چھیننے
کی یہ ساری آفتین جنسے دنیا و دین کی تباہی حاصل ہوتی ہے بطفیل اسی
عشق کے سر پر آتی ہین بلکہ کفر صریح ہونے لگتا ہے بہت سے مسلمان عشق
نامسلمان مین نصرانی ہو گئے بہت سی مسلمان عورتین ہنود سے مبتلا ہو گئین
غرضکہ جتنے اقسام ظلم کے ہین وہ سب اس عشق مین داخل ہین عاشق خدا سے
نہین ڈرتا جان کو راہ غیر خدا مین تلف کر دیتا ہے جہنم کا کندہ بنجاتا ہے کبھی خود
عاشق ہی اپنے معشوق کو غیرت کھا کر قتل کر ڈالتا ہے دونون واصل جہنم
ہو جاتے ہین عشق مین زوال نعمت و ذلت تو ہر دم موجود ہی رہتی ہے
آدمی آنکھ سے گر جاتا ہے عورت جب شوہر کو کسیکا عاشق دیکھتی ہے تو اپنے
لئے بھی کوئی معشوق طلب کر لیتی ہے مرد دیوث ہو جاتا ہے بی بی کسبی بنجاتی ہے

سمجھین گے ایک دو جھوٹا جانین گے آبرو ریزی ہوگی عاشق کی خبر یقینی ہوتی ہے
خصوصاً جبکہ ایک جگہہ دونون کو پاوینگے یا مفعول یہ اپنے حال کی خبر دیگا تو سبکو
یقین آجاویگا گو جھوٹ ہی کیون نہو دیکھو عائیشہ رضی بی بی پر سب مباسی
یکجائی کے تہمت لگادی تھی حالانکہ سات آسمانون کے اوپر سے اونکی برات نازل
ہوئی ایسا کام اونکی لونڈی سے بھی نہوتا اونکا رتبہ تو بہت بلند ہے غرضکہ
اظہار عشق کا ساتھ ایسے شخص کے جسکا وصال شرعاً درست و حلال نہین
ہے سخت ظلم و تعدی ہے یعنی اہل معشوق پر اسکے سوا لوگونکا اپنی بدنیتی وکانی
پر گواہ کرتا ہے جب یہ ظلم پھیل جاتا ہے مظلوم دیوث ٹھہرتا ہے رسول خدا صلعم
نے رشوت دلوانے والے پر لعنت کی ہے اسلیے کہ وہ واسطہ ہے درمیان راشی
و مرتشی کے پھر جو کوئی درمیان عاشق و معشوق کے واسطہ بنے اور وصلت
محرمہ کا باعث ہو تو وہ بالاولی ملعون مرد و شیطان ہوگا وہ معشوق مظلوم ہوا
عاشق دیوث ظالم ٹھہرا اکثر ایسا ہوا ہے کہ بی بی کو شوہر سے جدا کرادیا لونڈی کو
رب سے علیحدہ کردیا رسول خدا صلعم نے ایسے لوگون پر لعنت کی ہے یہ کام اکبر کبائر ہے
کسی کی منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجنا کسی کے نرخ پر نرخ کا مقرر کرنا تو درست ہی
نہین ہے تو پھر کسی کی بی بی پر عاشق ہونا کسی کی بی بی کو کسی غیر مرد پر عاشق
بنانا یا اوسکا معشوق ٹھہرانا کسطرح روا ہوسکتا ہے حالانکہ بیچ کے لوگ کتنا
اسکو سہل بات سمجھتے ہین گناہ نہین جانتے باوجودیکہ یہ ظلم سب مظالم سے بڑھکر
ہے یہ گناہ فاحشہ کرنے سے بھی زیادہ ہے تا کہ توبہ سے گناہ دور ہو جاتا ہے
مگر حق اللہ کا نہ حق بندیکا کہ وہ باقی رہتا ہے اوسکا مطالبہ مواخذہ دن قیامت
کے ظالم سے ضرور ہی ہوگا باپ پر یہ ظلم ہے کہ اوسکے ولد کو بھڑکا دے شوہر پر
یہ ظلم ہے کہ اوسکی جورو کو اوس سے لڑوا دے یہ ظلم اوس ظلم سے بھی زیادہ ہے

خالدًا مخلدًا ابد الاباد تک باقی رہے لذت کونسی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سُنی نہ کسی دل پر خیال اوسکا گزرا دنیا گزون کی ہے اکثر لوگ تو کم عمری طفلی ہی مین مر جاتے ہین جوان بہ نسبت بوڑھون کے زیادہ مرتے ہین جنکی عمر پیری کو پہنچ جاتی ہے وہ آلات عیش واسباب لذت سے بسبب ضعف اسقام وامراض کے بے قدرت و بے حظ و بے لطف ہو جاتے ہین پھر اس عیش ناجائز فانی کو آخر عمر مین اختیار کرنا اور عیش باقی دائمی بے کدورت کو چھوڑ دینا بجز اسکے کہ سعادت ابدی کو شقاوت دائمی کے عوض مول لینا ہوا اور کیا اوسکا حاصل ہے عورت کی ذات ناقص العقل والدین ہوتی ہے یہ اس بلا مین سب سے زیادہ مبتلا ہو جاتی ہین مرد عیاش تو توبہ بھی کر لیتا ہے مگر عورت بعد توبہ کے بھی توبہ توڑ ڈالتی ہے سارے اگلے پچھلے گناہ مٹے ہوئے پھر نئے سر سے اس امید پر تازہ کر لیتی ہے کہ مرنے سے پہلے پھر توبہ کر لینگی مگر یہ خبر نہین کہ موت کسیکو خبر کر کے نہین آتی معلوم نہین کہ دم کسوقت نکلجاوے ارادہ توبہ کا ویسا ہی دھرا رہے یا مرنے سے پہلے زبان بند ہو جاوے یا ایسا مرض لگجاوے کہ ہوش درست نہ رہین تو پھر توبہ کسطرح نصیب ہو سکتی ہے اکثر دیکھا سنا گیا ہے کہ جنکا ارادہ ایسی توبہ کا ہوتا ہے اونکو توبہ نصیب نہین ہوتی اونکا خاتمہ بالخیر نہین ہوتا قرآن مین فرمایا ہے انما هٰذه الحیوة الدنیا متاع وان الاخرة هی دار القرار متاع وہ چیز ہے جس سے کوئی کام نکالین سو دنیا سے آخرت کا کام نکالا جاتا ہے رہنے ٹھہرنے کی جگہہ آخرت ہے معلوم ہوا کہ دنیا کی نعمت ولذت وسیلہ ہے لذات آخرت کا سو جو لذت دنیا کی لذت آخرت پر مدد دے فانی سے بچا کر باقی کو پہنچا دے وہ تو مذموم نہین ہے بلکہ بقدر ایصال محمود ہے اور جو لذت دنیا کی آخرت سے باز رکھے جہنم رسید کرے

مرد نے عورت کو ڈبویا عورت نے مرد کو تباہ کیا یہ قصہ آنکھ سے دیکھا کان سے سنا گیا ہے جس عورت کا شوہر کسی پر عاشق نہین ہے مگر عورت نے معشوق پیدا کیا ہے تو یہ عورت رسوائے خلق ہو کر خاتمہ بالخیر سے محروم ہو جاتی ہے

فائدہ عشق فی نفسہ نہ محمود ہے نہ مذموم بلکہ نفع وضرر عشق کا ایک امر اضافی ہے جو محبت بندی کو اپنے خالق سے بوجہ کمال ذاتی خالق واحسان مطلق کی ہوتی ہے وہ کسی درجہ زائد ہو سراسر نافع و جائز ہے جو فرط محبت مخلوق کو کسی مخلوق سے ہوتی ہے وہ کتنی ہی کم مقدار ہو مضر و حرام ہے کیونکہ کمال لذت و فرح و سرور و نعیم دل و بہجت روح دو امر کے تابع ہے ایک کمال جمال محبوب کا فی نفسہ جسکے سبب سے اوس نے اوس محبوب کو سب پر اختیار کیا ہے دوسرے کمال محبت واستفراغ وسع محبت محبوب مین اور اختیار کرنا اوسکے وصل کا ہر امر پر سو ہر عاقل یہ بات جانتا ہے کہ جو لذت حصول محبوب سے حاصل ہوتی ہے وہ بحسب قوت محبت محبوب ہوتی ہے جتنی محبت زیادہ و قوی ہوگی اوتنی ہی لذت محب کو کامل تر ہوگی سو جب یہ لذت نفس کے لیے مطلوب ہوئی تو مذموم ہے اور جو اسلیے مطلوب ہے کہ کسی لذت دائم اعظم تک پہنچا دے اور عیش بے کدورت سے لیجا کر ملا دے تو یہ محبت مذموم نہین بلکہ مقصود ہر ذی حیات ہے یہ لذت وہی لذت آخرت اور عیش پاکیزہ جنت کی ہے والآخرة خیر وابقی اللہ نے خلق کو اسلیے پیدا کیا ہے کہ وہ اوس لذت دار خلد کو پہنچین رہی دنیا سو اوسکی لذتین سب منقطع ہین کبھی عیش اس جہانکا کدورت سے خالی نہین ہوتا ہے اگر دم بھر مزا ملتا ہے تو سالہا سال غم مین جی گھلتا ہے یہانکی لذت مجرد خواب و سراب ہے وہانکا عیش دائم ہمراہ حور و شراب ہے پھر عیش بھی کیسا دل کا چاہا ہوا جس سے آنکھین ٹھنڈی ہوئن

رکھا ہے فرمایا و من آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا
الیھا وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون
اس آیت مین بی بی کو سکن فرمایا ہے یعنی بی بی ایسی چیز ہے جسکے سبب سے
مرد کے دلکو تسکین رہتی ہے دل اوسکی طرف جھکتا ہے پھر ان دونون مین
مودت کو ثابت کیا مودت کہتے ہین محبت خالص کو جو رحمت سے ملی ہوئی ہو
یعنی جو پیار آپسمین میان بی بی کے ہوتا ہے وہ دوسرے مین نہین ہوتا پھر
فرمایا و یرید الذین یتبعون الشھوات ان تمیلوا میلا عظیما
یعنی جو لوگ تابع شہوت ہین وہ یہ چاہتے ہین کہ تم خوب ہی طرف شہوت کے
جھک پڑو یہ آیت بعد بیان زنان حلال و حرام کے ارشاد فرمائی ہے اسمین فی کر
شہدون لقونکا کیا ہے جو دوسرے کی عورت کو تاکتے جھانکتے ہین انمین وہ
عورتین بھی داخل ہین جو شوہر کے سوا دوسرے مرد و نکیطرف جھکتی جھکاتی ہین
حدیث مین آیا ہے حضرت صلعم نے ایک عورت اجنبی کو دیکھا اچھی معلوم
ہوئی زینب رضؓ کے پاس آکر حاجت روا کی پھر فرمایا عورت شیطان کی صورت
مین آتی جاتی ہے سو جب تم مین سے کسیکو کوئی عورت اچھی معلوم ہو تو وہ
اپنی بی بی کے پاس آوے یہ آنا اوس وسوسے کو دور کردیتا ہے جو اوسکے
جی مین گذرتا ہے یہ علاج بتایا رد شہوت کا اسیطرح جس عورت کو کوئی مرد
پسند آئے وہ اپنے شوہر سے صحبت کرے وسوسہ شیطانی اوسکے دل سے
دور ہوجاویگا اسلئے کہ جو چیز اوس مرد یا عورت کے پاس ہے وہی چیز شوہر
و زوجہ کے پاس ہے پھر مفت مین گناہ زنا مین پھنسنا کیا ضرور لذت و حلاوت
صحبت کی ایک ہی طرح پر ہوتی ہے اس حدیث مین کئی فائدے ہین
ایک تسلی مطلوب سے ساتھ جنس مطلوب کے دوسرے معالجہ اوس پسندیدگی

فوائد لذات دنیا

وہ ملعون ہے **فائدہ** بڑی لذت دنیا کی یہی جماع ہے سو وہ حلال طور
سے میسر آسکتا ہے پھر حرام کی کیا ضرورت ہے دوسری لذت شرابخواری ہے
گو اول مین لذت ملتی ہے مگر آخرت مین کدورت ہوتی ہے ع بہر و سہو کے ہم
آئے خمار ہوکے چلے ۔ اوسکے عوض نبیذ وغیرہ موجود ہین تیسری لذت غنا
ہے سو خوش آواز قاری کی قرأت قوال کی آواز سے زیادہ تر اثر خیر و
برکت رکھتی ہے غرضکہ حلال چیزونمین عوض ہر حرام لذت کا موجود ہے مگر
شیطان لعین دشمن بنی آدم ہے وہ نہین چاہتا کہ بنی آدم خصوصاً عورت
یہان لذات حلال حاصل کرکے آخرت مین بھی لذات جنت حاصل کرین بلکہ
مطلب اوسکا یہ ہے کہ دنیا ہی کی لذت مکدر ناجائز مین چند روز حیات مستعار
کے بسر کرکے آخرت سے بالکل محروم ہوکر صدر نشین درکات جہنم ہون بعض
عیش صورۃً جائز ہوتا ہے مگر در پردہ ناجائز بلکہ سبب استحقاق دوزخ و محرومی
بہشت کا جسطرح کوئی عورت بلا وجہ شرعی و نقصان دین اپنے شوہر کو چھوڑکر
کسی عاشق سے نکاح کرے خاوند سے زبردستی علحدہ ہو جاوے کہ اگرچہ یہ
صورت بوجہ نکاح ظاہر مین مباح ہے مگر درحقیقت حرام ہے اللہ کے یہان
یہ عذر نکاح ہرگز اوسکو حکم زنا سے باہر نہ کریگا یا کوئی مرد بلا وجہ شرعی و نقصان
دین اپنے جورو کو چھوڑکر کسی اور عورت سے محض شہوت رانی و عشقبازی
کے لیے نکاح کرے کہ یہ چھوڑنا بھی نزدیک خدا کے ابغض مباحات ہے بعض
روایات **حدیث** مین ذواقین و ذواقات دونو پر لعنت آئی ہے
اس زمانہ آخر مین کہ قیامت سے لگا ہوا ہے یہ بلا اکثر آسودہ گھرونمین نظر آتی ہے
اللہ بچاوے **فائدہ** محبت نسوان کی داخل کمال انسانی ہے محبت پر
کوئی ملامت عائد نہین ہوتی بلکہ خدا نے اس محبت کا احسان اپنے بندونپر

زنان سے محبت رکھنا جائز ہے

وہ ہے جسکے سبب سے دشمنی خدا کی اور دوری رحمت خدا سے حاصل ہوتی ہے
اس عشق سے بڑھکر کوئی چیز بندے کو دین و دنیا مین مضر نہین ہے یہ عشق
حرام ہے عورتون یا لونڈونکا سو جو کوئی اس عشق مین پھنستا ہے وہ اللہ تعالے
کی نظر سے گر جاتا ہے رحمت کے دروازے سے نکالدیا جاتا ہے اوسکا دل
اللہ سے دور جا پڑتا ہے ایک بڑا پردہ درمیان اوسکے اور درمیان خدا کے آجاتا
ہے یہی عشق قوم لوط کو تھا جنکے حق مین فرمایا ہے لعمرک انھم لفی سکرتھم
یعمھون تیری جان کی قسم ہے کہ وہ اپنے نشہ مین اندھے ہو رہے ہین۔
بعض سلف نے کہا ہے جب کوئی خدا کی نظر سے گر جاتا ہے تو وہ لونڈونکی محبت
مین مبتلا ہو جاتا ہے اس عشق کی علاج یہی ہے کہ سچے دل سے طرف خدا کے
رجوع کرے توبہ و استغفار بجالائے تیسری قسم عشق کی یہ ہے کہ مباح ہو مثلاً
کسی عورت جمیلہ کا حال سنایا اوسکو بغیر قصد کے دیکھا پھر اوسکا عشق دل مین
آگیا مگر اس عشق سے کوئی معصیت پیدا نہوئی تو ایسے عشق پر عقاب نہین
اسلیے کہ اختیار سے باہر ہے لکن دور کرنا اسطرح کے عشق کا بھی ضرور ہے
ایسی حالت مین کتمان و عفت و صبر اختیار کرے اللہ سے دعائے ازالہ مانگے

فصل

عاشق تین طرح کے ہوتے ہین ایک عاشق جمال مطلق کے دوسرے عاشق
جمال مقید کے خواہ طامع وصال ہون یا نہون تیسرے وہ عاشق جو طمع وصال
رکھتا ہے اسلیے کسی پر عاشق ہوتا ہے ان تینون قسمونمین باعتبار قوت و
ضعف کے تفاوت ہے عاشق جمال مطلق کا دل ہر جگہہ ہر صورت جمیلہ مین
چکر کھایا کرتا ہے ؎ کسانیکہ یزدان پرستی کنند ÷ بآواز دولاب مستی کنند
یہ عشق اگرچہ بہت وسیع ہے لکن ثابت نہین رہتا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ

ماشق تین طرح کے ہوتے ہین

نامحرم کا جو صورت شہوت ناجائز کا ہوا تھا حضرت صلعم نے فرمایا ہے مجکو تمہاری دنیا مین سے یہی دو ایک چیزین محبوب ہین عورت خوشبو نماز پھر فرمایا کھانے پینے سے صبر کرسکتا ہون عورت سے صبر نہین کرسکتا یہی حال اور انبیا کا تھا حضرت سارہ علیہا السلام اجمل نساء عصر تھین مگر ابراہیم علیہ السلام ہاجرہ کو چاہتے تھے داؤد علیہ السلام کے پاس ننانوے بی بیان تھین سلیمان علیہ السلام نونسے عورت کے پاس ایک شب مین گئے حضرت صلعم سے پوچھا آپ کسکو زیادہ چاہتے ہین فرمایا عائشہ کو یہ بھی کہا کہ مجکو خدیجہ کی محبت دیگئی ہے ابن عباس رض نے کہا جسکے عورتین زیادہ ہوتی ہین وہ خیر امت ہے امام احمد نے روایت کیا ہے کہ ابن عمر کے حصے مین یوم جلولا کو ایک جاریہ آئی جسکی گردن چاندی کیسی صراحی تھی ابن عمر نے کہا مجھسے صبر نہو سکا مین اوسکو چومنے لگا لوگ دیکھتے تھے مغیث و بریرہ کا قصہ مشہور ہے کہ حضرت نے سفارش مغیث محب کی بریرہ محبوبہ سے کی تھی وہ پیچھے پیچھے بریرہ کے گلی کوچون مین پڑا پھرتا تھا آنسو داڑھی پر بہتے تھے عباس سے فرمایا الا تعجب من حب مغیث بریرۃ ومن بغضہا لہ لکن محبت مغیث کا انکار نفرمایا اگرچہ بریرہ اوس سے جدا ہوگئی تھی اسلیئے کہ یہ بات اختیار سے باہر ہے اسیطرح خلفاء راشدین وغیرہ کے پاس ہمیشہ سفارش محبین کی طرف محبوبین جائز الحصول والوصول کے کیا کرتے تھے

فائدہ محبت مرد کی ساتھ عورت کے تین طرح پر ہوتی ہے ایک عشق قربت وطاعت کا یہ عشق مرد کا اپنی بی بی لونڈی سے ہوتا ہے یہ عشق نافع ہے اس عشق سے وہ مقاصد جنکے لیئے اللہ نے نکاح مشروع کیا ہے حاصل ہوتی تو آنکھ اجنبی کے دیکھنے بھالنے سے دل غیر محرم کے تاکنے جھانکنے سے بچا رہتا ہے ایسا عشق نزدیک خدا و رسول و بندون کے محمود ہے دوسری قسم عشق کی

انواع محبت

زن عزیز کا سانحہ یوسف علیہ السلام کے آیا ہے اور جو کچھ مکر و کید زلیخا نے واسطے اس کام کے کیا وہ بھی مذکور فرمایا ہے یوسف علیہ السلام نے جو صبر و عفت و تقویٰ اختیار کیا تھا اوسکا انجام بھی بتایا ہے حالانکہ یہ ایک ایسی بلا ہے کہ جو کوئی اسمین پھنس جاتا ہے صبر نہین کر سکتا مگر جسکو خدا صبر بخشے کیونکہ موافقت فعل کی مطابق قوت داعی و زوال مانع کے ہوتی ہے یہان داعی نہایت قوت مین تھا ایک یہ کہ اللہ نے طبیعت و جبلت مرد مین میل طرف عورت کے رکھا ہے جسطرح پیاسا پانی کو بھوکا کھانے کو جھکتا ہے اسیطرح مرد طرف عورت کے مائل ہوتا ہے یہانتک کہ بعض آدمی کھانے پینے پر صبر کر سکتے ہین مگر بغیر عورت کے صبر نہین کر سکتے سو یہ بے صبری مذموم نہین ہے اگر حلال طور پر میسر ہو بلکہ محمود ہے امام احمدؒ نے انسؓ سے مرفوعًا روایت کیا ہے حبب الی من دنیاکم النساء والطیب اصبر عن الطعام والشراب ولا اصبر عنہن دوسرے یہ کہ یوسف علیہ السلام جوان نوعمر نوخیز تھے شباب مین جوش جوانی و شہوت انکا نہایت قوی ہوتا ہے سعدی نے گلستان مین لکھا ہے در ایام جوانی چنانکہ افتد ودانی حدیث مین بھی آیا ہے کہ شباب ایک شعبہ ہے جنون کا تیسرے یہ کہ یوسف علیہ السلام بے زن و بے کنیز تھے کوئی عورت اونکے پاس نتھی جو تیزی شہوت کو توڑتی چوتھے یہ کہ شہر غربت مین تھے مسافر جو کام سفر مین کر گذرتا ہے وہ وطن مین سامنے اپنے اہل و معارف کے نہین کر سکتا پانچوین یہ کہ عورت مذکور صاحب منصب و جمال تھی یہ دونون امر داعی وقاع ہوتے ہین چھٹے یہ کہ وہ مانع و منکر وصال بھی نتھی کیونکہ اکثر لوگونکی رغبت بسبب انکار و امتناع زن کے زائل ہو جاتی ہے وہ خضوع و سوال کو ذلت سمجھتے ہین جسطرح بعض اشخاص کو انکار و امتناع زن سے زیادہ تر ارادہ وقاع کا پیدا ہوتا ہے

نقل کیا کرتا ہے جو شخص عاشق جمال مقید ہے وہ معشوق پہ زیادہ ثابت رہتا ہے
اوسکی محبت بھی محبوب سے دائم تر ہوتی ہے نوع اول کی محبت سے اسکی محبت
قوی تر ہوتی ہے اسلیے کہ ساری محبت ایک ہی جگہہ مین مجتمع ہے لکن بسبب عدم
طمع وصال کے کبھی یہ محبت ضعیف بھی ہو جاتی ہے رہا وہ عاشق جمال جو طامع
وصال ہے یہ سب عاشقون مین زیادہ تر عقلمند و شناسا تر ہوتا ہے اسکا
حب بھی اقوی ہے کیونکہ حب کو اوسکے طمع سے مدد ملتی رہتی ہے یہ حدیث
کہ من عشق وعف وکتم و مات فھو شھید بالکل ثابت نہین کسی محدث
وصوفی محقق نے اسکی تصحیح تحسین نہین کی ہے ہان ابن حزم سے کسی نے پوچھا تھا
کہ جو آدمی عشق سے مر گیا اوسکا کیا حکم ہے کہا قتیل الھوی لاعقل لہ ولا قود
یعنی کشتہ عشق کی نہ کچھ دیت ہے نہ کچھ قصاص احادیث صحیحہ مین ذکر شہدا کا
آیا ہے کہ فلان فلان اشخاص شہید ہوتے ہین جیسے مبطون مطعون نفسا
غریق وغیرہ مگر قتیل عشق کو کسی حدیث مین شہید نہین فرمایا ہے قتیل عشق کو
اسیقدر کافی ہے کہ وہ جنت مین نجاوے گا جب تک کہ صبر و عفاف و کتمان نہ کرے
سو یہ بھی اوسوقت ہو سکتا ہے کہ معشوق پہ قدرت حاصل ہو مگر جبکہ خدا سے
ڈر کر گناہ سے باز رہے ایسا شخص اسبات کا مستحق تر ہے کہ آیہ کریمہ واما من
خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی
کے تحت مین داخل ہو اور مفہوم ولمن خاف مقام ربہ جنتان مین
شامل آے اللہ تو ہمکو اونھین مین کر جنھون نے تیری محبت کو اپنے ہوائے نفس پر
اختیار کیا ہے اس اختیار کو سبب تیری قرب و رضا کا سمجھا ہے اللھم امین
فائدہ قرآن شریف مین **حکایت** اس مرض کے دو گروہ سے کیگئی ہے
ایک قوم لوط علیہ السلام سے دوسرے گروہ نسا سے چنانچہ قرآن شریف مین عشق

فی بیان عشق کرنا زنان

بارہوین یہ کہ زلیخا نے اونکو دہمکی قید خانہ و ذلت و خواری کی دی تھی اور یہ ایک اسطرح کی زبردستی ہے کہ جسکی نسبت گمان وقوع کا غالب ہوتا ہے سو اسجگہہ داعی شہوت و داعی سلامت از قید دونون جمع ہو گئے تیرہوین یہ کہ عزیز مذکور یعنی زوج زلیخا سے کسیطرح کی غیرت و نخوت بھی ظاہر نہوئی جسکے سبب سے دونونکو الگ کر دیتا علحدہ رکھتا بلکہ یوسف علیہ السلام سے فقط اتنی بات کہی کہ اعرض عن ھذا یعنی جانے دو عورت سے یہ کہا استغفری لذنبک انک کنت من الخاطئین یعنی تجھ سے خطا ہوئی تو توبہ کر ڈال ورنہ شدت غیرت مرد ایک قوی تر مانع ہے سو یہ غیرت بھی اوس سے ظاہر نہوئی لکن باوجود ان سب دواعی و اسباب کے یوسف علیہ السلام نے خدا کی رضا و خوف کو اختیار کیا اللہ کی محبت مین قید خانہ کو زنا پر مقدم رکھا رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ یہ اونکی کمال معرفت ہے سانحہ حق تعالی کے ابن القیم کہتے ہین و فی ھذہ القصۃ من العبر و الفوائد ما یزید علی الف فائدۃ لعلنا ان وفق اللہ ان نفردھا فی مصنف مستقل انتہی معلوم نہوا کہ یہ مولف مستقل لکہا گیا یا نہین بہرحال جو لوگ مرد راہ خدا ہین وہ اس عشق و فسق سے بچتے رہتے ہین جو بندہ شہوت پرستار ہوائے نفس ہین وہ اوندھے منہہ اس اندھے کوئے مین خوشی خوشی گر کر مر جاتے ہین +

فصل

بیان عشق لواطت

دوسرا گروہ جنکے عشق کا ذکر فرمایا ہے لوطیت ہے قال تعالی وجاء اھل المدینۃ یستبشرون قال ان ھؤلاء ضیفی فلا تفضحون الی قولہ لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون سو یہ دو طرح کے عشق ہوئے جنکی حکایت قرآن شریف مین فرمائی ہے یہ دو طرح کے عاشق ہوئے ایک عاشق

غرضکہ طباع مردم مختلف ہین کسیکی رغبت وخواہش عورت کی رغبت ومحبت کرنے
سے زیادہ ہوتی ہے کسیکی رغبت عورت کے منع کرنے رکنے کھینچنے سے مضمحل ہوجاتی
ہے **حکایت** ابن القیم نے لکھاہے کہ بعض قضاۃ نے ہمسے کہاکہ میرا ارادہ واسطے
جماع کے ہوتاہے مگر میری شہوت بی بی وکنیز کی رک جانے انکار کرنے سے ایسی
جاتی رہتی ہے کہ پھر عود نہین کرتی انتہی ایک وہ لوگ ہین جنکی رغبت انکار عورت
سے زیادہ تر ہوجاتی ہے شوق زور کرتاہے لذت فتحیابی حاصل ہوتی ہے جیسے
کوئی شکار ہاتھ لگا ساتوین یہ کہ زلیخانے خود رازوستی کی طلب وفارغ کیا کوئی
کشش وکوشش اپنے حصول مطلب مین اوٹھا نہ رکھی یوسف علیہ السلام
کو ذلت رغبت بھی اوٹھانی نہ پڑی بلکہ خود وہی راغب ذلیل تھی یوسف ع
عزیز ومرغوب الیہ تھے آٹھوین یہ کہ یوسف علیہ السلام اوسکے گھر مین رہتے تھے
اوسکے حکم مقہور رہتے یہ بھی ڈر تھاکہ اگر کہنا اوسکا نمانونگا تو وہ مجھکو ایذا دیگی غرضکہ
سارے اسباب رغبت ورہبت کے مجتمع تھے نوین یہ کہ اسبات کا بھی ڈر نتھاکہ
یہ یا اور کوئی اوسکے گھر کا انکی چغلخوری کریگا کیونکہ وہ طالب راغب تھی دروازے
بند کردیے تھے نگہبان غائب ہوگئے تھے دسوین یہ کہ یوسف علیہ السلام ظاہر مین
اوسکے مملوک تھے رات دن صبح وشام اندر گھر کے آتے جاتے رہتے بستے تھے کسیطرحکا
پردہ حجاب نتھا انس طلب پر انس سابق بھی تھا یہ انس قوی تر داعی ہے جسطرح
ایک عورت اشراف عرب سے کسی نے پوچھاکہ تونے زنا کیون کیا یہ بات کسطرح پیش
ہوئی کہا بہ سبب قرب وساد طول سواد کے یعنی ہر دم کا پاس رہنا آنا جانا
سبب اس معصیت کا ہوگیا گیارہوین یہ کہ زلیخانے اس کام کے لئے مکر وحیلہ
کیا اہل حیلہ ومکر سے مدد بھی لی انکو دکھلا کر اپنا حال کہا مگر اونھون نے خدا سے
مدد چاہی کہا والا تصرف عنی کیدھن اصب الیھن واکن من الجاھلین

بجا ہے یعنی از انکار زنان

عشاق خبیث تو صاف یہ جواب دیتے ہین کہ وصال معشوق ہمکو توحید معبود
سے زیادہ تر محبوب ہے جسطرح کسی دوسرے خبیث مردود نے کہا ہے کہ رحمت
خدا سے زیادہ ملنا یار کا ہے اللہ تعالیٰ اس خذلان وخسران سے بچاوے ستو
اسطرحکا عشق اعظم شرک واکبر کفر ہے بہت سے عاشق فرماتے ہین کہ ہمارے
دلمین سوائے معشوق کے کسی کی جگہہ باقی نہین رہی ہے سچ ہے معشوق نے
اوسکو اپنا بندۂ بے درم غلام بے دام بنالیا ہے عبودیت خالق سے نکالکر رتبہ
عبودیت مخلوق کا بخشتا ہے یہ مفسدہ عشق کا مفسدہ فاحشہ سے کچہہ کم نہین
بلکہ اوس سے بھی زیادہ ہے کیونکہ زنا تو کبیرہ ہے یہ عشق شرک خالص ہے بعض
عارفین نے کہا ہے اگر مین خدانخواستہ کسی فاحشہ مین پھنس جاؤن تو وہ
پھنسنا اس عشق کے پھندے مین پھنسنے سے آسان تر ہے کیونکہ عشق مین دل اسیر
بندۂ معشوق ہو جاویگا اللہ سے غافل کردیگا سو اس بیماری کا علاج بجز اسکے نہین
کہ اس عشق کو کفر وشرک سمجھکر اور مخالف توحید ومنافی ایمان جانکر سچے دل سے توبہ
کرے اس شغل کے عوض عبادات ظاہر وباطن مین مشغول ہو اللہ کی جناب تعالیٰ
مین گریہ وزاری کرے اس بت پرستی وعشق ورزی سے بیزار رہے شاید
اللہ رحم فرماوے اور اس تائب نادم کو اس آفت مہلک سے بچاوے **فائدہ**
محبت چار قسم ہے ان اقسام مین تفریق درکار ہے جسنے تفرقہ نہ کیا وہ گمراہ ہوا
ایک محبت خدا کی سو یہ محبت تنہا نہ عذاب سے نجات دیتی ہے نہ ثواب کو پہنچاتی
ہے اسلیئے کہ سارے مشرکین بت پرست ویہود ونصاری ومجوس وغیرہم سب
تو خدا کو دوست رکھتے ہین دوسری قسم یہ ہے کہ جس امر کو خدا دوست رکھتا ہے
اوسکو دوست رکھے یہ محبت اوس شخص کو دارالسلام مین داخل کریگی
دارالبوار کفر سے نجات بخشیگی سب سے زیادہ محبوب نزدیک خدا کے وہی شخص ہوگا

فرج کے دوسرے عاشق دہر کے ہر ایک گروہ نے وہ عشق اختیار کیا جو اونپر حرام تھا
کچھ پروا اپنے ضرر کی نہ کی سو یہ عشق وہ بیماری مزمن ہے جسکی دوا سے سارے
طبیب عاجز ہین اس مرض سے شفا حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے اسلیئے اسکو
داء عضال سم قتال کہتے ہین جس دلکو یہ مرض لگا اوس سے چھوٹنا اوسکا
دشوار ہوا جسکے دلپر یہ آگ بھڑکی وہ گرفتار آزار ہوا اس عشق کے اقسام مین کبھی
یہ کفر ہوتا ہے جبکہ عاشق معشوق کو مثل خدا کے چاہنے لگتا ہے پھر جبکہ کسیکو
اوسکا معشوق خدا سے بھی زیادہ محبوب ہوا تو پھر کیا پوچھنا الکفر کفر مین جا پہنچنا
ایسا عشق ہرگز بخشا نہین جاویگا کیونکہ یہ بڑا شرک ہے اللہ شرک کو نہین بخشتا
ہان توبہ کریگا تو امید مغفرت ہے اس عشق شرکی کفری کی علامت یہ ہے
کہ عاشق مرضی معشوق کو مرضی رب جل جلالہ پر مقدم رکھے جب حق معشوق
وحق خالق مین مقابلہ ہو تو حق معشوق کو حق خالق پر مقدم کرے معشوق کی
رضا وطاعت کو خدا کی رضا وطاعت پر بالا رکھے معشوق کیلیئے اچھی سی اچھی
چیز صرف کرے خدا کے لیے ردی چیز دے معشوق کے کام مین ہر وقت لگا رہے
خدا کے کام مین بوجھ سمجھے اوتارے معشوق کی خاطر سے گانا سنے آپ گائے ناچے
بجائے شراب پیئے نا جائز آرایش کرے کھیل تماشے مین رہے خدا کے لیے اگر گھڑی بھر
نماز مین بسر ہو تو دل سے وہ نماز نہ پڑھے جی مین شوق واہیات کا طلب صحبت
اوقات کا بھرا رہے ہے ع اے ذوق کبھی تو نہ خوش اوقات ہوا + اکدم نہ ترا
صرف عبادات ہوا + تھا جبکہ جوان تھا جوان بدمست + اب پیر ہوا پیر خرابات
ہوا + یہ دلیل ہے سو خاتمہ کی اب ذرا اس حال کو ایک پلہ ترازو مین رکھو اور
دوسرے پلہ مین عاشق کے ایمان وتوحید کو رکھو پھر رضا کے خدا و رسول کو اوسکے ساتھ
ملا کر تولو دیکھو کہ یہ دونون برابر ہین یا عشق زیادہ ہے یا یہ کم ہے بلکہ بعض

آگھیرتی ہے فراق محبوب پر گرفتار حسرت والم ہوکر دنیا سے انتقال کرجاتا ہے نعوذ
باللہ منہ یہ سوء خاتمہ ہے اسمین کچھ شک نہین جن لوگونکو خدا کی محبت ہے
وہ کوئی کام کرین کسی دہندے مین رہین مگر خدا کو نہین بھولتے دنیا کو ایک
برتنے کی چیز آخرت کا وسیلہ سمجھکر دل نہین لگاتے فقط کام نکال لیتے ہین الدنیا
مزرعة الآخرة حکایت ایک بزرگ نے کیا اچھی بات کہی کہ ادنیا را
بازی داد یم گفتند چلو زگفت نان اینجا خوردیم کار آنجا کردیم دوسرے بزرگ
نے جہنم کو خواب مین دیکھا آگ سے خالی پایا پوچھا کیسی دوزخ ہے جسمین آگ
نہین ہے مالک یعنی دار وغہ نار نے کہا جہنم تو یہی ہے باقی رہی آگ سو جو کوئی
یہان آتا ہے وہ آگ اپنے ہمراہ لاتا ہے یعنی درحقیقت آتش دوزخ بجلی اعمال
عباد ہین حب اللہ کو چھوڑکر تیرے میرے عاشق بنے غیر اللہ کو محبوب و مرغوب
اپنا ٹھہرا یا گناہ مین بسبب اس عشق و محبت کے پھنس گئے تو انجام اس عشق
وعیش کا جہنم ہے یہ سارا عشق وعیش دوزخ کی آگ بنکر انکو جلادیگا کسی
دوسری آگ کی کیا حاجت ہے حفت النار بالشہوات یعنی آگ دوزخکو
دلکی خواہشون سے چھپا دیا ہے جو اپنی خواہشین پوری کرتا ہے اپنا شوق
ذوق خاطر خواہ نکال لیتا ہے اوسکا انجام آگ جہنم ہے جسطرح تکلیف وٹھانیوالونکا
انجام بہشت ہے حفت الجنة بالمکارہ یعنی بہشت کو مکروہات سے چھپا دیا ہے
جسنے مکروہات دنیا پر صبر کیا اوسکا انجام جنت ہے امرا وسلاطین جو رات دن
تابع شہوات طبع رہتے ہین اور وہ غربا اسلام جو شب و روز ناخوشی خاطر سے
بسر کرتے ہین دونونکا انجام معلوم ہوگیا اللہ کا انصاف ہرگزیہ نہین چاہتا کہ
اوسکے چاہنے والے وہان بھی مثل یہان کے خوار رہین اوسکے دشمن مثل یہان
کے وہان بھی عشق بازی کرین لاحول ولاقوة الا باللہ فائدہ

جسکو یہ محبت سب سے زیادہ تر سخت ہے اور سب سے بڑھکر ساتھ اس محبت کے قائم ہے
تیسری قسم محبت رکھنا ہے اللہ کیلئے اور یہ محبت منجملہ لوازم محبت قسم دوم مذکور کے
ہے کیونکہ محبت امر محبوب محبوب کے بغیر اسکے نہین ہوسکتی کہ اوس چیز کو محبوب
کے سبب سے دوست رکھے چوتھی قسم محبت مع اللہ ہے اسیکو محبت شرکیہ کہتے ہین
سو جو کوئی ہمراہ خدا کے کسی اور کو بھی دوست رکھتا ہے مگر نہ اللہ کے لئے نہ
اوسکے راہ مین تو گویا اوسنے اللہ کا کوئی شریک ٹھہرایا مشرکین کی محبت بھی
یہی تھی رہی پانچوین قسم جسکو محبت طبیعیہ کہتے ہین یعنی جھکنا کسی آدمی کا
طرف کسی آدمی کے جو ملائم و موافق مزاج ہے جیسے محبت پیاسے کی پانی سے
بھوکے کی کھانے سے بیدار کی سونے سے شوہر کی جورو بچون سے سو محبت
کچھ مذموم نہین ہے مگر اوسیوقت کہ جبکہ خدا کی محبت و یاد سے روکدے باز
رکھے قال تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم
عن ذکر اللہ پھر اون لوگونکی تعریف فرمائی جنکو کاروبار تجارت کا معاملہ لین
دین کا یاد الٰہی سے نہین روکتا ہے رجال لا تلھیھم تجارۃ و لا
بیع عن ذکر اللہ یعنی یہ وہ لوگ ہین کہ اپنے گھرونکا دھندا بھی کرتے ہین
نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہ عبادت پر بھی قائم ہین ذکر اللہ سے مراد اسجگہ
نہ تنہا وظیفہ خوانی ہے بلکہ ہر معاملہ ناجائز ہر امر ناجائز پر خدا کو یاد کرکے اوس گناہ
سے رک جانا داخل ذکر ہے پھر اگر ہمراہ اس ذکر قلبی کے ذکر زبانی بھی ادا ہوتا
تو کیا اچھا نور علیٰ نور ہے ورنہ دعوی محبت خدا و رسول کا باوجود ابتلائے
فسق و فجور و عشق و سرور کے بالکل کذب و زور ہے عاشق کو ہرگز محبت خدا کی
نہین ہوتی ساری محبت اپنے معشوق سے ہوتی ہے خواہ انسان ہو یا اور کوئی
شئے جو آدمی جس چیز کی محبت مین غرقاب رہتا ہے صرف دم اوسیکی محبت اوسکو

شعبے ہین مگر اصل تقسیم یہی ہے سو ان چارون اقسام مین پہلی و چوتھی قسم کے لوگ خوش نصیب و سعادتمند ہین دوسری تیسری قسم کے لوگ شقی ہین حدیث شریف مین آیا ہے آدمی دو طرح پر ہین مومن تقی یا فاجر شقی سو مومن کی دو قسمین ہین اول و چہارم شقی کی بھی دو قسمین ہین دوم و سوم عشاق صوم داخل قسم دوم ہین امرا و رؤسا جو عشاق فساق نہین ہین وہ قسم سوم مین داخل ہین دنیا مین عشق نزدیک اطبا کے ایک قسم ہے مالیخولیا کی دین مین عشق داخل شرک ہے اس صورت مین یہان تو دیوانے پاگل ٹھہرے وہان ہمراہ مشرکین کے ابد الاباد کے لئے واصل جہنم ہوئے مگر وہ مرد عورت جنہون نے عشق سے توبہ کر ڈالی فسق کو چھوڑ دیا عمل صالح سے تدارک اپنے گناہان گذشتہ کا کر لیا کہ ایسے عشاق کے لئے امید مغفرت ہے خواہ اول وہلہ مین بصورت قبول توبہ کے یا شفاعت شافعین سے بخشدئے جاوین یا بعد عذاب معین کے جو علم خدا مین اونکے لئے مقرر ہے نجات پاوین بہر حال خدا ہر مسلمان کو اس مرض مہلک عشق و فسق سے بچاوے اللہم آمین

فصل پانچمین مذمت زنا کے

دنیا مین زنا سے بڑھکر کوئی مفسدہ نہین ہے یہ فعل شنیع انتظام عالم حفظ نسب حمایت ستر نگاہ صیانت حرمت وغیرہ مصالح کے بالکل خلاف ہے لوگون مین اسکے سبب سے عداوت و بغض پڑتا ہے ہر ایک بدکار دوسرے کی بی بی بیٹی بہن مان کو تاکتا ہے اسمین ویرانی جہان کی متصور ہے اسلیئے جب کسی قوم یا کسی شہر مین کثرت زنا کی ہو جاتی ہے تو وہان وبا آتی ہے ہزارون سیکڑون کو فنا کر جاتی ہے گھر کے گھر محلے کے محلے بے چراغ رہجاتے ہین آدمی کم ہو جاتے ہین ویرانی پریشانی حیرانی بڑھتی جاتی ہے زنا کو مفسدہ قتل کے برابر بتایا ہے

جبکہ محبت ہر اوس چیز اور کام کی جو محبوب خدا و رسول خدا ہے یہ نتیجہ دیتی ہے کہ محب کو منزل محبوب تک پہنچا دیتی ہے سبب نجات آخروی کا ہو جاتی ہے جسطرح محبوب رکھنا رسول خدا صلعم اور اونکی آل واصحاب و علمار و صلحاء امت کا اور دوست رکھنا اعمال صالحہ کا مثل نماز و روزہ و زکوۃ و حج و جہاد و صدقات و خیرات و تلاوت و ذکر و صلوۃ وغیرہ کا تو جس بندے کو اپنے معبود سے محبت ہوگی خدا کا محب رسول کا دوستدار ہوگا سمجھو کہ اوسکا درجہ کتنا بلند ہوگا اوس درجہ کی غایت اور اس مرتبے کی سعادت سوائے خدا کے کوئی نہین جان سکتا خدا کی محبت مین جن لوگون نے دنیا کی اندر مکروہات و تکلیفات پر صبر کیا ہے اونکا اجر حسب منطوق قرآن کریم بحساب ہے انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب پھر وہ لوگ جو جامع صبر و محبت الٰہی ہین خدا جانے اونکو کیا کچھ ملیگا او سدن یہ عشاق فساق جنکی عمر غیر خدا کے عشق و محبت مین بسر ہو گئی ہے اپنے سر پہ خاک ڈالین گے انکی حسرت و ندامت بھی مثل اجر اہل صبر کے بے حساب ہوگی انکا عشق دنیاوی انکو جہنم تک پہنچا دیگا وہان نہ نکاح ہے نہ وصال نہ لطف یاری ہے نہ ذوق تماشائے جمال آن اونکی شرمگاہون کی بدبو سے سارے جہنمی ایک دوسرے عذاب الیم مین گرفتار ہونگے پھر خود ان عشاق فساق کے عذاب کا کیا ٹھکانا ہے **فائدہ**

آدمی باعتبار انجام کے چار قسم ہین ایک وہ جو دنیا و دین دونو مین سعادتمند رہے ہے دوسرے وہ جو دنیا و دین دونون مین بدبخت تھے تیسرے وہ جو دنیا مین عیشمند آخرت مین گرفتار عقاب و گزند ہونگے چوتھے وہ جو دنیا مین محروم آخرت مین صدر نشین جنت ہونگے ان چارون قسمونکا ذکر قرآن پاک مین آیا ہے پھر ان اقسام چہارگانہ کے باعتبار تفاوت مراتب اشخاص کے بہت سے

نجات کی چار قسمیں

صورت فلاح کی نہین ہے فرمایا قد افلح المومنون الی قوله والذین

هم لفروجهم حافظون الا علی ازواجهم او ماملکت ایمانهم

فانهم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک هم العادون

اس آیت شریف مین تین مطلب بیان کئے ہین ایک یہ کہ جو اپنی شرمگاہ کی
حفاظت نہین کرتا وہ فلاحمند نہین ہے بلکہ منجملہ ملومین وعادین کے ہے فلاح
اُس سے گئی عُدوان کا نام اوسپر لگا ملامت مین پڑا رنج شہوت کا اور تکلیف
خواہش کی کھینچنا اس سے آسان تر ہے کہ ظالم ستمگر نالائق وابتر ٹھہرے لقا شہد
پاجی کہلاوے ایمانداروںکو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی آنکھ بند کرین اپنا ستر نگاہ رکھین
اسلیئے کہ نظر ہی سے فساد فرج پیدا ہوتا ہے جسطرح چنگاری سے آگ لگجاتی ہے یہان
چار درجے ہین ایک نظر دوسرے خطرہ تیسرے خطوہ چوتھے خطیہ سو جسنے آپ کو
ان چار چیزونسے بچایا اوسنے اپنے دین کی حفاظت کی لحظات خطرات لفظہ
خطوات مسلمانکو چاہیے کہ ان ابواب چہارگانہ پر اپنی جانکا آپ دربان بنے سرحد
پر نگہبانی رباط کی کرتا رہے کیونکہ دشمن انہین راہون سے گھر مین گھسکر شہر کے
اندر تباہی و بربادی کرتا پھرتا ہے **فائدہ** اکثر گناہ جو آدمی سے ہوتے
ہین اونکے یہی چار دروازے ہین لحظات یہ قاصد ہین شہوات کے انکا حفظ
اصل حفظ فرج ہے جسنے اپنی نگاہ بڑہائی وہ ہلاکت مین پڑا **رسول** خدا صلعم
نے فرمایا تو نگاہ کو پیچھے نگاہ کے مت لگا کہ پہلی نگاہ تیرے لیئے ہے دوسری نگاہ کا
وبال تجھپر ہے دوسری **حدیث** مین آیا ہے کہ نظر زہر بھرا تیر ہے شیطان کے
تیرونمین سے جسنے اپنی نگاہ کسی عورت کے محاسن سے بند کی اوسکے دلکو اللہ
لذت ایمان کی قیامت تک دیگا هذا معنی الحدیث اسیطرح جو عورت
اپنی آنکھ مرد اجنبی کے محاسن سے بند رکھے گی اوسکے دلکو لذت ایمان کی ملیگی

لحظات

اسی جہت سے قرآن پاک مین ذکر زنا کا ہمراہ قتل کے آیا ہے امام احمد کہتے ہین
مین نہین جانتا کہ بعد قتل کے زنا سے بڑھکر کوئی اور گناہ بھی ہو اللہ تعالی نے
حرمت زنا کو ہمراہ قتل کے ذکر کیا ہے والذین لایدعون مع اللہ الٰہا آخر
ولایقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولایزنون ومن
یفعل ذلک یلق اثاما یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ ویخلد
فیہ مہانا الا من تاب وآمن الخ دیکھو زنا کو ہمراہ شرک وقتل کے
ذکر کیا ہے پھر جزا اوسکی خلود عذاب مضاعف فرمایا ہے جب تک کہ بندہ توبہ
کرکے ایمان درست نہ کرے عمل صالح بجا نہ لائے پھر فرمایا ولاتقربوا الزنا
انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا تم پاس نجاؤ حرام کے یہ کام ہے بیحیائی
کا برا رستہ ہے اس آیت مین خبر دی ہے اس بات کی کہ زنا فی نفسہ بے شرمی
بے غیرتی کا کام ہے ایسا فعل بد ہے جسکی بدی ساری عقلون مین جمی ہوئی
ہے یہانتک کہ حیوان بھی زنا کو برا جانتے ہین صحیح بخاری مین عمرو بن میمون
اودی سے ایک قصہ زمانہ جاہلیت کا مذکور ہے کہ کئی بندرون نے ایک
بندریا سے زنا کیا تھا اونکو لوگون نے رجم کیا یہ کہتے ہین اوس رجم مین مین بھی
شریک تھا زنا کو برا رستہ اسلئے فرمایا ہے کہ یہ دنیا مین ہلاکت ومحتاجی کی
راہ ہے آخرت مین رسوائی وعذاب کی راہ ہے زانی مرد عورت ہمیشہ
محتاج رہتے ہین انکے مال مین برکت نہین ہوتی اکثر بانجھ ہوتی ہین یہان تو
یہ فائدہ ہوا آخرت مین اونکے اندام نہانی کے بدبو سے دوزخی ایذا پاوینگے
باپ کی جورو سے نکاح کرنا چونکہ قبیح تر ہے اسلئے اس حرکت بے برکت کی زیادہ
مذمت فرمائی ہے انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا پھر بندے کی
فلاح ورستگاری کو موقوف حفظ فرج پر رکھا ہے کہ بدون اس حفظ کے کوئی

خدا ملتا ہے وہ حساب پورا کر دیتا ہے بے شبہہ خدا سریع الحساب ہے بڑا خسیس
کم ہمت دنی الطبع وہ آدمی ہے جو حقایق کے عوض آرزوہاے دروغ پر
راضی ہوا اپنی جان کو ان امانی کاذبہ کا زیور پہنایا ولقد بالتہ راس المال
مفلسونکا تجارت بطالین کی یہی تمناے باطل ہے جس جی نے وصل
کی عوض زیارت خیال پر حقائق کی عوض کواذب امال پر قناعت کی ہے
اونکا قوت یہی تمناے باطل ہے انسان کے لیے اس سے زیادہ کوئی چیز
مضر نہین ہے عجز و کسل تفریط و حسرت و ندامت اسی سے پیدا ہوتی ہین
جسکا دل خطرات پر جما سمجھو کہ اوسکا نفس نہایت خسیس ہے شرافت نفس کی
یہ ہے کہ ہر خطرہ کو دل سے دور کرے بے حقیقت سمجھے ہرگز اسبات پر راضی
نہو کہ اوسکے جی مین کوئی خطرہ آوے یہ خطرات چار طرح پر ہوتے ہین ایک
ایسے ہین جو منافع دنیا کو چاہتے ہین دوسرے وہ ہین جو مضار دنیا کو
دفع کرتے ہین تیسرے وہ ہین جو مصالح آخرت کو کھینچتے ہین چوتھے وہ
ہین جو مضار آخرت کو دور کرتے ہین غرضکہ جتنے خطرات و افکار و ہموم ہین
وہ انھین چار اقسام مین منحصر ہین پھر جس قسم کے خطرات اسکے دلمین
جمع ہو جاتے ہین وہ دوسری قسم کو اوسکے آس پاس بھٹکنے نہین دیتے
اور اگر کسی دلمین ہر طرح کے خطرات بسبب تراخم متعلقات کے ازدحام
کرین تو جو اہم فالاہم ہون اونکو مقدم کرے یعنی جنکے فوت ہونیکا ڈر ہے
اونکو پیچھے نہ ڈالے جو اہم نہین ہین اونکے فوت ہونیکا ڈر نہ کرے باقی رہین
دو قسمین ایک وہ امر مہم جو فوت نہین ہوتا دوسرے غیر مہم جو فوت ہوتا ہے
سوا ان دونو نمین بھی ضرور کوئی داعی تقدیم ہوگا پس ایسی حالتین تردد و حیرت ہوتی ہے کیونکہ اگر
مہم کو مقدم کرتا ہے ڈر فوت ہونیکا دون اہم کا ہے اگر اوسکو مقدم کرتا ہے تو شغل اہم سے باز رہتا ہے

تمام حوادث وآفات کی جڑ جو آدمی کو پہنچتی ہین یہی نظر ہے اس نظر سے خطرہ
پیدا ہوتا ہے خطرہ سے فکرت متولد ہوتی ہے فکرت سے شہوت نکلتی ہے
شہوت سے ارادہ پیدا ہوتا ہے یہ ارادہ قوی ہو کر عزیمت بنجاتا ہے عزیمت
سے فعل حرام واقع ہوتا ہے اگر کوئی مانع آڑے نہ آوے اسلیے کہا ہے
کہ چشم پوشی پر صبر کرنا اوس رنج والم سے آسان ہے جو بعد اس نظر کے لاحق
ہوتا ہے آفات نظر سے ایک یہ امر ہے کہ حسرات و زفرات وحرقات واسنگیر حال
ہوتے ہین آہ ونالہ وفریاد وفغان وہائے ووائے کا شغل رہتا ہے جان عجب
عذاب وعقاب مین پھنس جاتی ہے نہ قدرت حصول مراد ہے نہ صبر بر فوت
مقصود لطف تو یہ ہے کہ تیر نظر منظور الیہ کو نہین لگتا خود اسی تیرانداز کے دلکو
پلٹ کر زخمی کرتا ہے یہ اپنے تیر کا آپ ہی کشتہ ہو جاتا ہے نظر پہلے دلکو زخمی کرتی
ہے پھر اوس زخم پر دوسرا تیر از خم لگاتی ہے پھر نکلا اوس زخم کا دوسرے زخم کے لگنے سے
باز نہین رکھتا اسلیے یون کہا ہے کہ حبس لحظات دوام حسرات سے سہل تر ہے

ع یهدّدنی بالرمح ظبی مهفهف + لعوب باطناب البریة عابث
فلو کان رمح واحد لاتقیته + ولکنه رمح وثان وثالث +

فائدہ رہے خطرات سو اونکا معاملہ بہت سخت ہے خیر وشر کی بنیاد انہین
سے ہے آرزوئے ہمتین عزم سب انہین سے پیدا ہوتے ہین جسنے انکی
رعایت کی اوس نے اپنے جی کی باگ ہاتھ مین لے لی اپنی ہوا کو مقہور کیا
جسپر یہ خطرات غالب ہوگئے اوسپر نفس وہوا کا غلبہ ہوا جسنے انکو ہلکا سمجھا
اوسکو اونھون نے ہلاک مین ڈالا یہ خطرات ہمیشہ دلپر گزرتے رہتے ہین
یہانتک کہ آرزوئے باطل بنکر نظر آتے ہین جسطرح پیاسا سراب کو شراب گمان کرتا ہے
جب پاس اوس نمایش ہبلے آب کے پہنچتا ہے تو کچھ نہین پاتا وہان اوسکو

خطرات

نہ نکالے جو ضایع جاوے بلکہ جو بات کہے نفع دین یا دنیا کی کہے پہلے نفع نقصان
بات کا جی مین سمجھ لے پھر بات کرے **حدیث** مرفوع انس مین آیا ہے ٹھیک
نہین ایمان اوسکا جسکا دل مستقیم نہین مستقیم نہین دل اوسکا جسکی زبان
مستقیم نہین کسی نے پوچھا وہ کون چیز ہے جو لوگونکو اکثر داخل نار کرتی ہے
فرمایا زبان و فرج ہے اسکو ترمذی نے صحیح کہا ہے **حدیث** معاذ مین آیا
ہے یہی زبان ہے جو لوگونکو اوندھے منہہ دوزخمین ڈالتی ہے اسکو بھی ترمذی
نے صحیح بتایا ہے آدمی اکل حرام ظلم و زنا و سرقہ و شرب خمر و نظر حرام غیرہ
سے تو بچ بھی جاتا ہے مگر زبان اکثر لوگونکی قابو مین نہین ہوتی ﴿ زبان
بریدہ بہ کنجے نشستہ صم بکم ✣ بہ از کسیکہ نباشد زبانش اندر حکم ✣ بعض
آدمی عابد زاہد عالم ہوتے ہین مگر کچھہ پرواہ زبان کی نہین کرتے ایک لفظ
سے آدمی اتنی دور جا پڑتا ہے جتنا فاصلہ مشرق و مغرب کا ہے **قرآن**
شریف مین آیا ہے کہ آدمی جو بات کرتا ہے فرشتہ اوسپر نگہبان ہے اب آدمی
اپنی بات کا امتحان لے کہ کونسی بات منہہ سے نکلی مناسب یا غیر مناسب ابن القیم
نے بیانمین حفظ اللسان کے بہت طول کیا ہے غرضکہ یہ زبان وہ چیز ہے جسکا
جرم یعنی جسم صغیر ہے اور جُرم یعنی گناہ اوسکا کبیر ہے اسیلیے رسول خدا صلعم
حفظ زبانپر ضامن جنت کے ہوئے ہین عورتون کی زبان شوہرونکے حقمین
سب سے زیادہ چلتی ہے اسیلیے حدیث مین ایک وجہ دوزخی ہونے عورتونکی
یہ بھی آئی ہے کہ یکثرن اللعن و یکفرن العشیر یعنی زبان درازی
لعن طعن کرنا کفران شوہر کا کرنا باعث عدم نجات کا ہوتا ہے زبانکا زخم تلوار
کے زخم سے بڑھکر سمجھا گیا ہے ﴿ جراحات السنان لہا التیام ✣ ولا یلتام
ما جرح اللسان ✣ اسکے بعد فرج ہے جب اوسکی حفاظت نہین ہوتی تو وہ

اسیطرح کبھی دو امر ایسے پیش آتے ہین جنکا جمع ہونا مشکل پڑتا ہے ایک حاصل نا
بدون قوت دوسرے کے نہین ہوسکتا یہ وہ جگہہ ہے کہ جہان ضرورت استعمال
عقل وفہم ومعرفت کی ہولتی ہے ایسی جگہہ مین اقبالمند اقبال کو پہنچتا ہے
بدبخت بدبختی مین گرفتار ہو جاتا ہے بڑی عمدہ فکر واجل واعلی یہ ہے جو
اللہ ودار آخرت کے لئے ہو اگر یہ فکر نہوئی تو پھر انسان حیوان ہے اوسکا
جینا ایسا ہے جیسے بہایم کا جینا جب وقت غفلت مین گذر گیا اور امانی باطلہ مین
جی رہگیا خواب وکھیل تماشے مین عمر کٹ گئی تو سمجھو کہ ایسی زندگی سے موت
اچھی ہے جب نماز کا یہ حال ہے کہ جتنی سمجھکر پڑھی وہ ہوئی جو غفلت سے پڑھی
برباد گئی تو عمر آدمی کی اوتنی ہی ہولی جو اللہ کے کام مین گذری باقی سب
وساوس شیطانیہ ہین ع اوقات خوش آن بود کہ با دوست بسر شد
باقی ہمہ بیحاصلی وبیخبری بود + **فائدہ** وارد ہونا خطرہ کا دلمین مضر
نہین مضر تواستدعا کرنا خطرہ کا اور حدیث نفس ہے جسطرح مسافر راہ سے
گذر جاتا ہے اسطرح اگر گذر خطرہ کا دلپر ہوا تو کچھ ڈر نہین لکن جب اوس
خطرہ کو دلمین جگہہ دی تو وہ اپنی بات چیت سے دلپر جادو کر دیتا ہے فریب
ومکر وغرور مین پھانس لیتا ہے جو نفس فارغ وباطل ہین اونپر اسکا گذر
بآسانی ہو جاتا ہے جو قلب شریف صاحب عقل سلیم ہین اونپر خطرہ سب سے
زیادہ گران ہوتا ہے اللہ نے انسانمین تین قسم کے نفس رکھے ہین ایک
امارہ دوسرے لوامہ تیسرے مطمئنہ نفس امارہ پر طاعت خدا وعمل صالح
نہایت شاق ہوتا ہے جسطرح نفس مطمئنہ پر عمل غیر خدا کیلئے سخت گران
گذرتا ہے اللہ نے حکم دیا ہے کہ عاقبت واسطے تقوی واہل تقوی کے ہے
فائدہ لفظات کا حفظ اسطرح ہوسکتا ہے کہ اپنے منہہ سے ایسی بات

ملفوظات

ہے کہ دل پریشان و بیمار رہتا ہے ہم و غم و رنج و خوف بڑھتا رہتا ہے فرشتہ
الگ ہو جاتا ہے شیطان پاس آجاتا ہے زنا کے وقت ایمان زانی کو چھوڑ دیتا ہے
الحاصل بعد مفسدہ قتل کے کوئی مفسدہ زنا سے زیادہ تر بڑا نہین ہے اسلیے سزا
جزا زنا کی بری طرح سے قتل کرنا شرع مین آیا ہے یعنی زانی زانیہ سنگسار کیے
جاتے ہین سخت تکلیف و ایذا سے مارے جاتے ہین اگر کسی آدمی کو یہ خبر پہنچے کہ
اوسکی عورت یا حرم ماری گئی تو سہل تر ہے مگر یہ بات کہ اوس نے زنا کیا مشکل ہے
سعد بن عبادہ نے کہا اگر مین کسی مرد کو اپنی جورو کے پاس دیکھون تو
بلا عفو قصور تلوار سے اوسکو مارون یہ بات رسول خدا صلعم کو پہنچی فرمایا کہ
تعجب کرتے ہو غیرت سعد سے واللہ مین سعد سے بھی زیادہ غیرت وار ہون اور
اللہ تعالی مجھ سے بھی زیادہ غیور ہے اسیلیے اللہ تعالی اسنے فواحش کو حرام
کیا ہے کھلے ہون یا چھپے صحیحین مین بذیل خطبہ نماز کسوف آیا ہے کہ رسول
خدا صلعم نے فرمایا اے امت محمد واللہ مین کسیکو زیادہ غیرت وار اللہ سے نہین
پاتا یہ کہ زنا کرے کوئی بندہ اوسکا یا لونڈی اوسکی اے امت محمد واللہ اگر تم
جانو جو مین جانتا ہون تو ہنسو تھوڑا روؤ بہت نماز کسوف کے بعد جو ذکر اس
گناہ کبیرہ کا کیا اسمین ایک عمدہ بھید ہے واسطے اوس شخص کے جو تامل کرے
ظہور زنا کا ایک نشانی ہے ویرانی جہان کی اور منجملہ علامات قیامت کے
ہے صحیحین مین انس سے مرفوعًا آیا ہے کہ منجملہ علامات قیامت کے ایک
یہ ہے کہ علم اوٹھ جاوے جہل ظاہر ہو شراب پی جاوے زنا ظاہر ہو مرد تھوڑے
ہون عورتین بہت ہون یہانتک کہ پچاس عورتون مین ایک کار بار ی ہو
اللہ کی عادت پاک یون جاری ہے کہ جب خلق مین زنا ظاہر ہوتا ہے تو
اللہ تعالی کو سخت غصہ نہایت غضب آتا ہے اس غصہ و غضب کا اثر ضرور

خطوات

زنا لواطت مساحقت وغیرہ مین پھنس جاتی ہے اپنے صاحب کو سیدھی
جہنم کو پہنچا دیتی ہے **فائدہ** خطوات کا حفظ یہ ہے کہ قدم اوسی جگہہ رکھے
جہان امید ثواب ہے مثلاً طرف مسجد کے جاوے یا سفر حرمین شریفین کرے
یا طلب علم و تجارت کیلئے چلے پھرے یا کسی دوست خدا سے ملنے کو جاوے
یا مان باپ کی خدمت یا اہل و عیال کی پرورش کیلئے چلے وعلی ہذا القیاس اگر
ایسا چلنا میسر نہو تو پھر بیٹھے رہنا بہتر ہے یہ نہ کرے کہ گانا سننے کو جاوے
ناچ دیکھنے کو چلے چکلے کی سیر کرے عشاق کی کہانی سننے کو جاوے کہ اسطرح
کے خطوات شیطان لعین کے قدم بقدم چلنا ہے **قرآن** شریف مین فرمایا
ہے تم شیطان کے قدمون پر نہ چلو **فائدہ** یہ سب جو لکھا گیا مقدمہ ہے
تحریم فواحش و حفظ فرج کا **حدیث** مین زنا کو ہمراہ کفر و قتل نفس کے ذکر کیا
ہے زنا بہ نسبت قتل نفس کے زیادہ تر واقع ہوتا ہے قتل نفس بہ نسبت
ارتداد کے زیادہ وقوع مین آتا ہے زنا کا مفسدہ خلاف صلاح عالم ہے
کیونکہ جب عورت نے زنا کیا اپنی قوم پر اپنے شوہر و اہل واقارب پر
عار لگائی اونکا سر نیچے کردیا پھر اگر زنا کا حمل رہگیا اور بچہ زنا کو مار ڈالا تو
زنا و قتل دونونکو جمع کیا اور اگر شوہر نے اُس بچے کو پرورش کرلیا تو اوسنے
ایک اجنبی کو شوہر کے قوم مین لاکر ملادیا یہ اور بھی برا ہوا ایسی عورت پر
لعنت آئی ہے اب وہ بچہ وارث ہو جاویگا اسیطرح مرد کا زنا کرنا موجب
اختلاط انسابکا ہے عورت محفوظہ کا بگاڑنا اور اوسکو تلف و فساد مین ڈالنا ہے
غرضکہ اس گناہ کبیرہ مین بربادی و ویرانی دنیا و دین کی ہے گو برزخ مین
آبادی قبور کی آخرت مین آبادی دوزخ کی ہوتی ہے زنا مین اکثر حلال
کرنا حرام کا فوت کرنا حقوق کا وقوع مظالم کا ہوتا ہے ایک خاصیت زنا کی یہ بھی

بہت حکایتین سنین ہین اکثر یہ کام خدام ونساء سے ہوتا ہے اور نیز زنا غالباً بتراضی طرفین واقع ہوتا ہے ظلم وزیادتی وغصب سے نہین ہوتا کہ اوس سے دل نفرت کرین اسلیئے لوگونکو اقامت حد زنا پر رحم آتا ہے سو یہ لوگ اضعف الایمان ہین کامل ایمان تو یہ تھا کہ اللہ کا حکم بلا عذر ورافت بجالاتا بڑی رحمت تو یہی ہے جو خدا نے واسطے محدود کے باقامت حد مقرر فرمائی ہے تیسرے خدا نے حکم دیا ہے کہ اس حد کو سامنے ایک جماعت مومنین کے جاری کرین یہ نہو کہ خلوت مین محدود کو بن کوئی شخص زانی زانیہ کو نہ دیکھے اسمین بڑی حکمت اور بڑا زجر ہے بعض امراء ورؤساء اپنے خدام کو اپنے گھر مین حد زنا مارتے تھے کسیکو معلوم نہین ہوتا یہ بالکل خلاف شرع ہے ایسی حدود کو سب کے سامنے جاری کرے تاکہ دوسرونکو عبرت ہو زانی کو غیرت آوے زانیہ شرماوے **فائدہ** زانی محصن کی حد گویا عقوبت قوم لوط علیہ السلام سے مشتق ہے کہ جسطرح اونپر پتھر برسائے گئے اوسیطرح زانی محصن سنگسار کیا جاتا ہے یہ اسلیئے ہے کہ زنا ولواطت فحش مین مشترک ہین اور ان دونومین فساد مناقض حکمت الہی ہے لواطت کا فساد بیحد ہوتا ہے مفعول بہ کا قتل بہتر اوس سے ہے کہ یہ فعل کیا جاوے کیونکہ اس فساد کے بعد ہرگز امید صلاح کی نہین ہے فاعل کا نطفہ قلب وروح مفعول بہ مین کام زہر کا بدن مین کرتا ہے اسمین اختلاف ہے کہ مفعول بہ جنت مین جاویگا یا نہین شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دونون قول نقل کیئے ہین مفعول بہ کو بدتر ولد الزنا سے بتایا ہے اخبث واوقح واخزی ٹھہرایا ہے جو کوئی صغر سن مین مفعول ہوتا ہے وہ بڑی عمر مین اور بھی بدتر ہوجاتا ہے ایسے شخص کو نہ توفیق علم نافع کی ہوتی ہے نہ توفیق عمل صالح کی نہ توفیق توبہ نصوح

جزاء لواطت

زمین پر کچھ نہ کچھ پڑتا ہے ابن مسعود کہتے ہین نہین ظاہر ہوتی سود خواری
حرامکاری کسی بستی مین مگر حکم دیتا ہے اللہ اوس بستی کے ہلاک کا دیکھو سبب
حدود مین اللہ تعالی نے حد زنا کو تین خصوصیت کے ساتھ خاص کیا ہے ایک
قتل نہایت بری طرح سے اور جسجگہہ تخفیف فرمائی ہے وہان کوڑے مارنا
اور شہر سے ایک سال کیلئے نکالدینا مقرر کیا ہے دوسرے اپنے بندون کو
منع فرمایا ہے کہ انکو زانیون پر ترس کھانا نچاہئے ایسا نہ کرین کہ دین مین مہربان
بنکر حد زنا ملتوی کردین کیونکہ اللہ نے جو یہ سزا جزا زنا کی مقرر فرمائی ہے
یہ خود ایک رافت و رحمت ہے خدا سے زیادہ اور کون رحیم ہوگا لکن اوسکی
رحمت نے اس عقوبت سے زانی و زانیہ کو نرو کا سو بندونکو بھی یہی چاہیئے
کہ بسبب رافت کے اقامت حد زنا سے باز نہ رہین اور یہ حکم اگرچہ سب
حدود مین عام ہے مگر ذکر اوسکا خاصۃً حد زنا مین اسلیے کیا ہے کہ حاجت اوسکے
ذکر کی زنا مین زیادہ تر ہے کیونکہ لوگونکو اتنی غلظت وقسوت زانی پر
نہین آتی جتنی سختی وشدت سارق قاذف شارب خمر پر آتی ہے انکا
دل زانی پر زیادہ دکھتا ہے دوسرے مجرمون پر اتنا نہین دکھتا چنانچہ مشاہدہ
ہوا ہے اسلیے منع فرمایا کہ تمکو انپر رحم نہ آوے جسکے سبب سے حق خدا معطل
ہو جاوے اور سبب اس رحمت کا یہ ہے کہ یہ ایک ایسا گناہ ہے کہ اشراف
واوساط واراذل سب سے واقع ہوتا ہے اور نفس انسانی مین داعی اوسکا
موجود ہے اور شریک حال اس کام کے بہت لوگ ہین بڑا سبب اس کبیرہ کا
عشق ہے کیونکہ دل مجبول ہین اسبات پر کہ عاشق پر رحم کرین بلکہ مدد عاشق کو
طاعت وقربت سمجھین اگرچہ معشوقہ اوسپر حرام ہو اور اسبات کو کچھ برا نہین
جانتے سو یہ لوگ مثل حیوانات کے ہین ابن القیم نے کہا ہے بہتنے اس قسم کی

ہوگیا تھا مرنے وقت اوسکی یاد میں رہا اللھم احفظنا اسیطرح ایک
شخص ایک آدمی پر عاشق ہوگیا تھا اوسکے فراق میں صاحب فراش ہوا معشوق
اوس سے بھاگتا تھا یہانتک کہ لوگ بیچ میں پڑے وعدہ عیادت کا لیا جب یہ
خبر اوس عاشق بے صبر کو پہنچی مارے خوشی کے پھول گیا منتظر وقت کا تھا معشوق
آکر راہ سے پھر گیا کہا میں ایسی جگہہ نہیں جاتا جہاں مجکو تہمت لگے ۵ برگشتہ
بخت و جذبۂ دل تمکو آفرین ✣ آکر وہ پھر گیا میرے بیت الحزن کے پاس ✣
جب یہ خبر اوس عاشق کو ملی کہ یار راستہ سے پھر گیا پہلی حالت سے بھی زیادہ تر
بد حال ہوکر مر گیا عیاذا باللہ من سوء الخاتمة و شوم العاقبة
غرضکہ منجملہ معاصی کے جو معصیت انسان پر غالب ہولی ہے جس گناہ کی لذت
دلپذیر جمی رہتی ہے جس چیز کا شوق جی میں بھرا ہوتا ہے وہی گناہ مرتے دم
آکر حسن خاتمہ سے روکدیتا ہے فساق فجار عیاش بدکار زانی شرابی سودی
وغیرہم کو بہت دیکھا سنا ہے کہ انھیں معاصی کے شوق میں مر گئے ایمان
برباد کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ع جو میرد مبتلا میرد جو خیزد
مبتلا خیزد ✣ حدیث میں آیا ہے تحشرون کما تموتون یعنی جس
حالت میں تم مروگے اوسی حالت میں قبر سے اوٹھوگے یعنی خواہ وہ حالت
اچھی ہو یا بری حکایت ایک رات سفیان ثوری صبح تک رویا کئے لوگون
نے کہا خوف گناہ سے روئے اونھون نے ایک تنکا زمین پر سے اوٹھا کر کہا
کہ گناہ تو اس تنکے سے بھی زیادہ تر بے حقیقت ہیں میں تو خوف خاتمہ سوء
سے روتا ہون ابن القیم نے کہا یہ عمدہ فقہ ہے کہ آدمی اسبات سے ڈرے
کہ مرتے دم کہیں گناہ درمیان موت اور حسن خاتمہ کے حائل نہو امام احمد رح
نے ذکر کیا ہے کہ جب ابو درداء رضی اللہ عنہ کا انتقال ہونے لگا کبھی بیہوش

کی اسکو علت مشائخ و علت آبنہ کہتے ہین لکن تحقیق یہ ہے کہ اگر مبتلی بلواطہ توبہ کرلیگا اور عمل صالح اختیار کریگا چشم و فرج کو اس کبیرہ سے بچاویگا اللہ تعالی سے سچا معاملہ رکھیگا تو اوسکے لیے امید مغفرت کی ہے لکن جو مفعول بہ بڑا پے ہین بہ نسبت صغر سن کے بدتر ہے اوسکو نہ توبہ نصیب ہوئی نہ اوس نے عمل صالح کیا نہ استدراک مافات کیا نہ احیار مامات کیا تو اسکا خاتمہ بالخیر ہونا مشکل ہے اکثر مرنے والون اور حسن خاتمہ کے درمیانین یہی اعمال سیۂ جنمین وہ لوگ مبتلا ہوتے ہین حائل ہو جاتے ہین **فائدہ** زواجر مین بحوالہ احادیث لکھا ہے کہ جو شخص وصیت مین اضرار پہنچاتا ہے اوسکا خاتمہ شر پر ہوتا ہے اسطرح خاتمہ لوطی کا ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ اکل مال یتیم واسطے سوء خاتمہ کے مجرب ہے حافظ عبدالحق اشبیلی نے کہا ہے کہ سوء خاتمہ کیلیے اسباب ہین بہت سے طرق و ابواب ہین سب سے بڑا سبب جھک پڑنا ہے دنیا پر اعراض کرنا ہے آخرت سے بیشقدمی و جرأت کرنا ہے معاصی خدا پر اکثر یہ ہوتا ہے کہ ایک طرح کا گناہ و جرم انسان پر غالب آجاتا ہے یا کوئی معصیت گھیر لیتی ہے دلکی مالک ہو کر عقل کو بند کرلیتی ہے تو عقل بجھ جاتا ہے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے پھر کوئی نصیحت و وصیت اثر نہین کرتی تاآنکہ ناگہان اسی حالت مین موت آجاتی ہے کتنا ہی پکارو کچھ ہی کہو سنو کچھ فائدہ نہین ہوتا **حکایت** ایک آدمی سے مرتے وقت کہا تھا لا الہ الا اللہ کہہ اوس نے کہا فلان گھر مین یہ بنا ؤ فلان باغ کو یون درست کرو یعنی کلمہ نہ کہا جس درمیانمین تھا وہی بات منھہ سے نکلی اسیطرح ایک دوسرے شخص سے کہا تھا لا الہ الا اللہ کہہ وہ فارسی مین "دہ یازدہ" کہنے لگا ایک تیسرے شخص سے کلمہ پڑھنے کو کہا اوس نے کہا حمام منجاب کا رستہ کدھر ہے اسی بات پر دم نکل گیا یہ شخص اوس رستہ مین ایک عورت پر فریفتہ

اسباب سوء خاتمہ

میرا دل چھین لیا کہا مین تیرا کام نہین کرونگی اوس نے کہا مین تم سے نکاح کرونگا
اوس نے کہا تم مسلمان ہو مین نصرانی ہون میرا باپ تم سے میری شادی نہ کریگا کہا مین
نصرانی ہوجاؤنگا کہا اگر تم نصرانی ہو جاؤگے تو نکاح ہوسکتا ہے وہ مرد نصرانی
ہوکر اوس گھر مین رہا اوسیدن چھت پر مکان کے چڑھا اتفاقاً وہان سے گر پڑا
مرگیا دین بھی گیا ایمان بھی گیا محبوب بھی فوت ہوا نعوذ باللہ منہ زواجر
مین ذکر کیا ہے کہ ابن السقا نام ایک شخص بغداد مین تھا مشاہیر فضلا سے
وہ قسطنطنیہ کو گیا وہان ایک عورت نصرانیہ پر عاشق ہوگیا جب بیمار ہوا تو اوسکو
راہ مین ڈالدیا وہ لوگون سے بھیک مانگتا تھا ایک آشنا کا اوسطرف سے گذر ہوا
اوس نے حال پوچھا ابن السقا نے حکایت عشق کی ذکر کی اور کہا کہ مین نصرانی
ہوگیا ہون اب مین چاہتا ہون کہ قرآن پڑہون ایک حرف نہین پڑھ سکتا اور نہ
میرے دلمین اوسکا خطور ہوتا ہے وہ شخص دیکھنے والا کہتا ہے کہ پھر جو دوبارہ
گذر میرا ہوا تو وہ محتضر تھا مونہہ اوسکا طرف مشرق کے ہوگیا تھا مین نے کتنا ہی
اوسکو طرف قبلہ کے پھیرا وہ طرف مشرق ہی کے پھر جاتا تھا یہانتک کہ اوسکی جان
نکل گئی اللھم احفظنا انتہی اسکے بعد قصہ موذن مذکور کا لکھا ہے **فائدہ**
اسیطرح کی حکایت ایک عورت کی سنی ہے کہ اوس نے ابتداء عمر کے سب گناہون سے
توبہ کرکے نہایت صلاحیت اختیار کی تھی نماز تلاوت قرآن تہجد وظیفہ ترجمہ
حدیث وغیرہ اعمال صالحہ کا شغل رکھا یہانتک کہ عمر پچاس برس کو پہنچی ناگہان
ایک مرد کا شوق اوسکو دلوایا گیا اوسکے ذوق وشوق مین بالکل دل دین کے
کامون سے پھر گیا نہ کتاب کا ذوق رہا نہ کسی اور اچھے شغل کا دھیان رات دن یہی
پیغام سلام تحفہ تحائف ارسال خطوط وغیرہ مین گذرنے لگا غائبانہ ادھیڑبن مین
زمانہ جوانی سے زیادہ بناؤسنگار آرائش مکان ولباس وزیور وغیرہ کی ہونے لگی

کبھی ہوش مین آتے یہ آیت پڑھتے ونقلب افئدتھم وابصارھم کما
لم یومنوا بہ اول مرۃ ونذرھم فی طغیانھم یعمھون یہی وجہ
ہے کہ سلف گناہ ہونسے ڈرا کرتے تھے کہ مبادا کہین موت اور حسن خاتمہ کے بیچ مین
حجاب نہو جاوین اب وہ وقت آیا ہے کہ اپنے اگلے اعمال صالحہ پر افسوس آتاہے
آخر عمر مین شوق عشقبازی و راگ و باجے کا زیادہ ہوتا جاتا ہے ؎ بہ غم عشق
تو صد حیف ز عمرے کہ گذشت * بیش ازین کاش گرفتار غمت می بودم *

فائدہ جس شخص کا ظاہر مستقیم باطن صالح ہے اوسکا خاتمہ برا نہین ہوتا
ابن القیم نے کہا ما سمع بھذا و لا علم بہ وللہ الحمد سوء خاتمہ
اوسی شخص کا ہوتا ہے جسکے عقیدے مین فساد ہے یا کبائر پر مصر ہے عظائم پر
اقدام کرتا ہے سو اکثر یہی اعمال بدوقت نزول موت کے توبہ کرنے سے پہلے غالب
آجاتے ہین اصلاح طویت سے پہلے انابت و رجوع سے اول اوسکو پکڑ لیتے ہے
فرصت توبہ و استغفار کی نہین ملتی شیطان کی بن آتی ہے اس صدمہ کے وقت
وہ اوس میت کو اوچک لیتا ہے والعیاذ باللہ ایک علامت سوء خاتمہ کی یہ
بھی ہے کہ توبہ کرکے توبہ توڑ ڈالے پھر اوسی حالت مین موت آجاوے تو یہ
جو گناہ معاف ہو جاتے ہین وہ توبہ توڑنے سے پھر قائم ہو جاتے ہین یہ مضمون
ایک حدیث مین آیا ہے حکایت ابن القیم نے لکھا ہے کہ مصر مین ایک
شخص تھا دن رات مسجد مین رہتا نماز پڑھتا تھا اذان کہتا تھا انوار عبادت کے
اوسکی صورت پر تابان تھے ایکدن موافق اپنی عادت کے منارہ پر اذان دینے کو
چڑھا نیچے منارہ کے گھر ایک نصرانی کا تھا اوس گھر مین جھانکا نصرانی کی دختر پر
نظر پڑی اوس پر مفتون ہو گیا اذان چھوڑ کر نیچے اوترا اوسکے گھر گیا دختر نے کہا
تم کون ہو کیا چاہتے ہو کہا تمکو چاہتا ہون کہا کسلیے کہا تم نے میری عقل لے لی

حسن خاتمہ

اور کون بخشتا ہے گناہ کو سوا خدا کے یہ نہین اڑ رہے اپنے کیے پر اور یہ جانتے
ہین انکی جزا ہے مغفرت طرف سے رب کے اور بہشت + معلوم ہوا کہ جس مرد
عورت سے اتفاقاً زنا ہوگیا ہے اور وہ اوسپر جما نرہا توبہ کر ڈالی تو وہ گناہ
معاف ہو جاتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ بشارت اونکے لیے نہین ہے جو زنا کیا کرتے
ہین خواہ ایک سے زنا کرین یا چند کس سے یا ارادہ آشنائی یا ریکا رکھتے ہین
اسلیئے سورہ نساء مین آیا ہے ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات
حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الئن و لا الذین یموتون
و ھم کفار اولئک اعتدنا لھم عذابا الیما ۔ اونکی توبہ نہین جو کرتے
ہین برے کام یہانتک کہ جب سامنے آئی ایسے آدمی کو موت تو کہنے لگا اب مین نے
توبہ کی اور نہ اونکی جو مرتے ہین اور وہ کافر ہین یعنی اونکے لیے عذاب دردناک
طیار کر رکھا ہے اس آیت مین فاسقون کو مرد ہون یا عورت جو آخر عمر تک مبتلائے
گناہ رہتے ہین برابر کافرون کے رکھا ہے دونون کیلیئے ایک ہی سزا فرمائی ہے
ایسے فاسقون کی توبہ قبول نہین ہوتی بعض عورتون کو یہ خیال ہے کہ ہم خوب سا
عیش کرلین جب مرنے لگین گی تو توبہ کر ڈالین گی سو یہ ارادہ انکا خود دلیل
ہے اسبات کی کہ یہ طالب سوء خاتمہ و عذاب الیم ہین اسیلیئے بعض اہل علم نے کہا ہے
کہ اصرار کرنا گناہ کبیرہ پر کفر ہے فاسق مصر مثل کافر کے ہو جاتا ہے اللھم احفظنا
یہ تو سچ ہے کہ تم مرتے وقت توبہ کر ڈالو گی مگر اتنا بند و بست بھی پہلے سے کرلو کہ مرنے
سے پہلے کہین زبان بند نہو جاوے مرگ مفاجات موت ناگہان آنکر نہ گھیرے
سرسام کی بیماری نہو لقوہ و فالج نہ مار جاوے ورنہ یہ ہوس دل ہی مین
رہجاوینگی قبر ایک گڑھا و زخنکا ہو جاویگا وہان کوئی یار آشنا یا عاشق باوفا
آکر کسیطرح کی مدد نہ کریگا۔ سورہ اعراف مین فرمایا ہے و اذا فعلوا فاحشۃ

نوبت یہانتک پہنچی کہ سوائے گانے بجانے کھیل تماشے کے کبھی بھولے سے بھی نام مسئلے مسائل کا زبان پر نہین آتا کسی عمل صالح کے کرنیکا تو کیا ذکر ہے ع دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ❊ فاعتبروا منه یا اولی الابصار ❊ حالت علامت ہے سوء خاتمہ کی اگر خدانخواستہ ایسی حالت پر انجام ہو ورنہ جسکا خاتمہ بالخیر ہونیوالا ہوتا ہے اوس سے اگر کوئی گناہ یا قصور زمانۂ طفلی یا عہد جوانی مین ہو گیا ہے تو وہ آخر عمر مین اون حرکات بے وقوفانہ پر نادم ہو کر اصلاح آیندہ کی کرتا ہے جنکا خاتمہ برا ہونیوالا ہوتا ہے وہ آخر عمر مین بہک جاتے ہین مرنے سے پہلے گناہون مین پھنس جاتے ہین اگر اعضا کے گناہ نہین کرتے یا کم کرتے ہین تو دل کے گناہ تو خوب ہی کرتے ہین حالانکہ دل کے گناہ اعضا کے گناہ سے زیادہ تر بد تر ہوتے ہین بعض آئمہ نے کہا ہے کبائر القلوب اعظم من کبائر الجوارح لانہا کلہا توجب الفسق والظلم و تزید کبائر القلوب بانہا تاکل الحسنات و توالی شدائد العقوبات انتہی جسکا عزم بالجزم کسی گناہ کے لیے ہوا گو وہ گناہ ظاہر مین اوس سے صادر نہو لیکن نامۂ اعمال مین لکھ لیا جاتا ہے اور ضرور مواخذہ ہوگا اوسکی سزا جزا ضرور ملیگی اب جس کسیکو اپنا انجام معلوم کرنا ہو وہ اپنے اعمال کو دیکھے کہ آخر عمر اول عمر سے بہتر ہے یا بد تر ہے اگر بد تر ہے تو یقین کر لے کہ خاتمہ بالخیر نہوگا اگر بہتر ہے تو امید مغفرت کی رکھے فقط

فصل پانچین مذمت زنا وغیرہ کی آیات قرآن سے

آل عمران مین فرمایا ہے والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ۰ ولم یصروا علی ما فعلوا وہم یعلمون وہ لوگ جب کر بیٹھین کوئی کھلا گناہ یا ظلم کرین اپنی جان پر تو یاد کرین اللہ کو پھر استغفار کرین اپنے گناہون

حکم ہے دونون حرام ہین جو عورتین چھپکر یار آشنا کرلیتی ہین وہ آپکو کسبی نہین
جانتین حالانکہ انمین اور کسبیون مین کچھ بھی فرق نہین ہے بلکہ یہ اونسے بھی زیادہ
بدتر ہین اسلیئے کہ وہ تو بوجہ محتاجی دو چار پیسے روپیہ کیواسطے حرام کرلیتی ہین
یہ ہزارون روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کرکے زنا کراتی ہین یہ سارا مال انکا دوزخ
خرید کرنیکے لیے خرچ ہوتا ہے بات تو اچھی نکالی ہے کہ جسطرح یہان صدر
نشین امارت ہین اسیطرح وہان بھی صدر نشین جہنم ہون یار آشنا کا ساتھ
کہین نہ چھوٹے نہ یہان نہ وہان اور بیشک ایسا ہی ہوگا کہ زانیات ہمراہ زانیون
کے اور زانی ہمراہ زانیات کے ایک جگہہ ہونگے۔ سورہ بنی اسرائیل مین فرمایا ہے
ولا تقربوا الزنی انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا پاس نجاؤ زنا کے یہ
ہے بیحیائی اور بری راہ۔ جس عورت کو عادت زنا کی ہوجاتی ہے یاری
آشنائی کا مزہ پڑجاتا ہے وہ شوہردار ہو یا دو یا رہ سہ بارہ شوہر کرلے مگر پھر بھی
بار بار جی اوسکا اونہین کامون اور اگلے یارون کی طرف جھکتا ہے۔ سورہ
نور مین فرمایا ہے الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما
مائۃ جلدۃ ولا تاخذکم بھما رافۃ فی دین اللہ ان کنتم
تؤمنون باللہ والیوم الآخر ولیشھد عذابھما طائفۃ من
المؤمنین زانیہ اور زانی کو سو کوڑے مارو تمکو اونپر ترس نہ آوے اگر تم
اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تاکہ دیکھا اونکی سزا کو ایک گروہ مسلمانونکا
۔ یہ سزا واسطے اوس زانیہ و زانی کے ہے جو کواری ہو اور شوہر کے ہوتے ہوے
اوسنے حرام کیا ہے تو لائق رجم کے ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس سزا کو سب کے
سوبرو جاری کرے اونپر ہرگز رحم نہ کرے اگر رحم کریگا تو گویا اللہ اور روز آخرت پر
ایمان نہین رکھتا ہے زنا ایسا گناہ ہے کہ اسمین حق اللہ و حق العباد دونون

قالوا وجدنا علیہا اٰباءنا واللہ امرنا بہا یہ لوگ جب فاحشہ کرتے ہین تو کہتے ہین ہمنے پایا ہے اپنے باپ دادونکو اسیطرح کیا کرتے تھے - یعنی ہم فاسقون کی اولاد ہین فسق ہمارے خاندان مین سورہی چلا آتا ہے یہ کچھ عیب کی بات نہین ہے اگر ہمنے بھی فسق کیا تو کیا برا کیا یہ تو ہمارے گھرانے کی پرانی چال ہے اللہ نے فرمایا اللہ تعالی فحش کا حکم نہین کرتا کیا تم جھوٹھ باندہتے ہو اللہ پر جو تمکو معلوم نہین ہے یعنی سن چکے کہ پہلے ماں باپ نے شیطانکا فریب کھایا تھا پھر ماں باپکی سند کیون لاتے ہو ماں باپ کے فاحشہ کرنے سے کچھ زنا شراب ناچ رنگ تمھارے لیے حلال نہین ہو سکتا یہ اور بات ہے کہ جہان ماں باپ گئے وہان تم بھی جانا چاہتے ہو سو بسم اللہ جاؤ خدا کا کیا نقصان خدا کے بندونکا کیا ضرر تمنے خوشی سے دنیا و آخرت کی رسوائی و عذاب کو قبول کیا ہے اچھا کیا ورنہ اگر سارے آباء و امہات تمھاری تمسے لیکر آدمؑ تک کافر یا مشرک یا فاسق فاجر تھے مگر تم اچھے ہوسے تو تمھاری مغفرت ہوگی یہ کیا ضرور ہے کہ تم اونہین کی لیک پر چلو اگر اونکی لیک پر چلنا کوئی اچھی بات ہے یا صلہ رحم مین داخل ہے یا دلیل سعادتمندی اولاد ہے تو پھر تم بھی اونکی طرح کھلم کھلا کیون فاجر یا کافر نہین بنجاتے اسلام کا نام کیون بدنام کرتے ہو یا جو کوئی اونمین نکٹا یا لولا سے مارا گیا ہے یا اندھا بہرا ہو گیا ہے تو تم بھی اپنی آنکھ پھوڑ لو بہرے بنجاؤ تو البتہ ہم تمکو سچا سمجھین شہوات میں تو اتباع آباء و اجداد کیا جاتا ہے آفات مین اونکی راہ پر نہین چلا جاتا پھٹے منہ اس دعوے پر نعوذ باللہ من غضب اللہ دوسری جگہہ فرمایا قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا و ما بطن و الاثم و البغی بغیر الحق اے پیغمبر تم کہہ دو حرام کیا میرے رب نے بے حیائی کے کام کو کھلے چھپے اور گناہ و بغاوت کو ناحق - معلوم ہوا کہ کھلے چھپے نا کا ایک ہی

للخبیثات والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات یعنی گندیان ہین واسطے گندون کے گندے ہین واسطے گندیون کے ستھریان ہین واسطے ستھرون کے ستھرے ہین واسطے ستھریون کے زانی زانیہ کو دیکھا ہے کتنی ہی چُپڑی چکنی بنی پھرین لورا یانکا مُنہہ پر نہین ہوتا پھٹکار برستی ہے کیون نہ برسے حدیث مین آیا ہے زنا کے وقت ایمان الگ ہوجاتا ہے زنا کیسا قرآن شریف مین نظر بازی سے منع کیا ہے حفظ فرج کا حکم قطعی دیا ہے عورتونکو منع فرمایا آلسیات سے کہ اپنی زینت سوا محرمون کے دوسرے پر ظاہر کرین زینت سے مراد سر و سینہ و بازو شکم و قدم و زیور وغیرہ ہے محرم سے مراد شوہر ہے مگر اب آسودہ عورتین خاص اسلیئے زینت کرتی ہین کہ سب دیکھین شوہر نہ دیکھے سورہ فرقان مین فرمایا ہے والذین لایدعون مع اللہ الھا آخر ولایقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما ٥ یضعف لہ العذاب یوم القیمۃ ویخلد فیہ مھانا ٥ جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسرے کو نہین پکارتے نہ کسی جانکو جسکا مارنا حرام ہے قتل کرتے ہین نہ زنا کرتے ہین اور جو کوئی ایسا کام کریگا وہ گناہ سے بڑھیگا اوسکو قیامت کے دن دُگنا عذاب ہوگا وہ جہنم من ذلیل ہوکر رہیگا ہان مگر جسنے توبہ کی اچھے عمل کیئے تو اوسکی بُرائی نیکی سے بدل دیجاویگی معلوم ہوا کہ شرک و قتل نفس و زنا کا گناہ اور گناہون سے بہت بڑا ہے اونپر دُگنا عذاب ہوگا اکثر عورتین مشرک ہوتی ہین اگرچہ نماز روزہ کرتی ہین صدقہ خیرات دیتی ہین زبانکا زخم تلوار کے زخم سے زیادہ اثر رکھتا ہے قتل ظاہر نہی دلکو تو لعن طعن بد دعا سے ذبح کرڈالا زنا بھی عورت ہی سے زیادہ ہوتا ہے اگر یہ مرد کو قابو نہ دین تو اکثر مرد زنا سے غالبًا بچ جاوین خیانت شرک زنا چوری جھوٹ مکر و فریب

ضایع ہوتے ہین حق اللہ یہ ہے کہ نکاح عبادت تھا عبادت واسطے خدا کے ہوتی
ہے جب زنا کیا تو اس عبادت کا اجر خاک مین ملگیا اللہ کا حق جو اس لونڈی پر تھا
وہ برباد ہوا حق العباد یہ ہے کہ شوہر کا بی بی پر یہ حق واجب تھا کہ زنا نہ کرے
زنا کیسا بے اوسکے اذن کے کسی اجنبی مرد عورت کو گھر مین بھی آنے ندے سو
جب زنا کیا تو حق اوسکا ضائع ہوا اب یہ نہ خدا کی رہی نہ خاوند کی ہان ایک
یار کی رہگئی جبکا انجام نارہے یا عار آپ بھی بدکار بدنام ٹھہری سارے اپنے
خاندان کو بھی رسوا و بدنام کیا پھر فرمایا الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ
والزانیۃ لاینکحھا الا زان او مشرک وحرم ذلک علی المؤمنین
زانی نکاح نہین کرتا مگر زانیہ یا مشرکہ سے زانیہ نکاح نہین کرتی مگر زانی یا مشرک
سے یہ کام حرام ہے ایمان والون پر موضح القرآن مین لکھا ہے یعنی مرد اگر بدکار
ہو تو پارسا عورت نہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے وجہ سبب
سے ایک یہ کہ وہ عورت اوسکی کفو نہین ہے اوسکو عار لگے گی دوسرے یہ کہ
کہین ایک سے دوسرے کو علت نہ لگجاوے لکن اگر ایسا کیا تو نکاح ہو گیا مگر
کو عورت بدکار درست نہین ہے جب تک کہ وہ بدکاری کرتی رہے انتہی
اگر توبہ کرلی ہے تو درست ہے جبکہ وہ توبہ قائم بھی رہے ورنہ خیریت
غرضکہ بات یہ ہے کہ فاسقہ فاسق کی کفو ہوتی ہے صالحہ صالح کی کفو جب
دونون مین سے ایک فاسق دوسرا صالح ہوا تو نباہ نہو گا صلاح کی تو امید
ہی نہین تھی بلکہ اگر اوس عورت بد کے سبب سے مرد بھی فاسق ہو جاوے
تو کچھ تعجب نہین ہے اگرچہ عورت بہ سبب زوجیت مرد صالح کے صالحہ نہو سکے
بہرحال جوڑ وہی اچھا ہوتا ہے جہان میان بی بی ایکطرح کے ہوتے ہین چنانچہ
اس آیت سے نکلتا ہے الخبیثات للخبیثین والخبیثون

تین دنیامین تین آخرت مین دنیامین یہ ہین کہ رونق چہرے کی جاتی رہتی ہے
عمر کم ہوجاتی ہے محتاجی آتی ہے آخرت مین یہ ہین کہ اللہ کا غصہ ہوتا ہے برا
حساب لیا جاتا ہے آگ مین عذاب کیا جاتا ہے شیخین واحمد و ترمذی ونسائی
نے ابن مسعود سے مرفوعا روایت کیا کہ مین نے حضرت سے پوچھا کون گناہ
نزدیک اللہ کے بہت بڑا ہے کہا شرک پھر قتل ولد پھر زنا ساتھ زن ہمسایہ کے
مسلم واحمد ونسائی کا لفظ یہ ہے تین شخص ہین جنسے اللہ دن قیامت کے بات
نہ کریگا اور نہ اونکو گناہون سے پاک فرمائیگا اور نہ اونکی طرف نظر کریگا بلکہ اونکے
لئے عذاب الیم ہوگا ایک بوڑھا مرد زانی دوسری بوڑھی عورت زانیہ تیسرے فقیر متکبر
طبرانی کا لفظ یہ ہے لاینظر اللہ یوم القیامۃ الی الشیخ الزانی و لا الی
العجوزۃ الزانیۃ نسائی اور ابن حبان کا لفظ یہ ہے چار آدمی ہین جنکو اللہ
دشمن رکھتا ہے اونمین ایک شیخ زانی اور بادشاہ ظالم ہے بزار کا لفظ بسند جید
یہ ہے الشیخ الزانی و الامام الکذاب طبرانی کا لفظ بسند ثقات یہ ہے
اللہ نظر نہین کرتا ہے طرف اُشیمط زانی کے اُشیمط بصیغۂ تصغیر وہ شخص ہے جسکے
موئے سر کچھ سفید کچھ سیاہ ہون شیخین وابوداؤد و ترمذی ونسائی کا لفظ یہ
ہے کہ وقت زنا کے ایمان قائم نہین رہتا ہے نسائی کا لفظ یہ ہے کہ جسنے یہ کام کیا
اوس نے رسی اسلام کی اپنے گلے سے نکالڈالی ہان اگر توبہ کریگا تو اللہ قبول
کریگا بزار کا لفظ یہ ہے کہ ایمان اللہ پر کریم تر ہے اس سے زنا سے یعنی باوجود زنا کے
ایمان باقی رہنا مشکل ہے شیخین واہل سنن کا لفظ یہ ہے حلال نہین خون کسی
مسلمان کا مگر تین سبب سے ایک ثیب زانی یعنی کرنا بیاہے مرد کا زنا ابوداؤد
ونسائی کا لفظ یہ ہے زنا بعد احصان پھر کہا کہ وہ رجم کیا جاتا ہے طبرانی کا لفظ
باسناد صحیح یہ ہے اے گروہ عرب کی بڑا مجکو تمپر اس سے زنا اور شہوت خفیہ کا ہے

فسق و عشق وغیرہ کبائر کی ابتدا انھین عورتون سے نکلی ہے سورہ احزاب
مین فرمایا ہے یٰنساء النبی من یأت منکن بفاحشۃ مبینۃ
یضعف لھا العذاب ضعفین ✤ اے پیغمبر کی بی بیو جو کوئی کریگا تم مین
کام بیحیائی کا صریح وہ ای ہوگی او سکو مار دُہری معلوم ہوا کہ زنا پر اگر کسی سے
در گزر ہوتا تو پیغمبرون کی عورتون سے ہوتا مگر اونکے لیئے دُگنا عذاب ٹھہرا ہے
یہ بھی اونکو ہدایت فرمائی ہے فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی
قلبہ مرض نرم و نکر بات نہ کرو کہ جسکے دلمین بیماری ہے وہ لالچ کرے معلوم
ہوا کہ عورت کو اجنبی مرد عورت سے نرم بات کرنا پیار سے بولنا جھک کر ملنا درست
نہین یہ کچھ حسن اخلاق نہین ہے بلکہ محل تہمت ہے تہمت کی جگہ سے بچنے کا حکم
آیا ہے پھر فرمایا وقرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج الجاھلیۃ
الاولیٰ کہ تم اپنے گھرونمین بیٹھی رہو جاہلیت کے وقت کیطرح آپ کو دکھاتی
نہ پھرو معلوم ہوا کہ عورت کا بن ٹھنکر گھر سے باہر چلنا پھرنا کسی جگہہ کیون نہو
فعل جاہلیت ہے جسوقت کہ سارے اگلے مرد عورت کافر تھے بیاہ شادی جلسون
جشنونمین عورتین عمدہ عمدہ زیور عمدہ عمدہ لباس پہنکر سبکو دکھاتی پھرتی ہین
اوس غل غپاڑے مین سیکڑون نامحرم انکو دیکھتے ہین یہ اونکو دیکھتی ہین
بھلا یہ اسلام کی بات ہے یا کفر کی ✤

فصل بیانمین ذم زنا کے احادیث سے

پہلے قرآن پاک سے یہ ذکر ہو چکا ہے کہ زنا فاحشہ و سوء سبیل ہے اور باپ کے
جورو سے نکاح کرنا علاوہ فاحشہ و سوء سبیل ہونیکے مقت بھی ہے ایک شخص
نے باپکی جورو سے نکاح کیا تھا حضرت نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ اوسکا
سر کاٹ لاؤ مال چھین لو حدیث مین آیا ہے زنا سے بچو زنا مین چھ خصلتین ہین

برسکی عبادت پر غالب آگیا نعوذ باللہ طبرانی کا لفظ یہ ہے داخل نہوگا جنت مین
شیخ زانی بھی حکم شیخہ زانیہ کا بھی ہے دوسرا لفظ یہ ہے جنت کی ہوا ہزار برس
کی راہ سے آتی ہے لکن بوڑہا حرامکار اوسکو نہ پائیگا یعنی اور نہ بڑہیا بدکار
بزار کا لفظ یہ ہے کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین لعنت کرتی ہین شیخ زانی پر
یعنی اور شیخہ زانیہ پر شرمگاہ بدکارون کی ایذا دیگی دوزخیونکو اہل نار اون کی
بدبو سے ایذا پاوینگے ابن ابی الدنیا وخرائطی کا لفظ یہ ہے کہ دن قیامت کو
لوگونپر ایک ایسی بدبودار ہوا چلیگی جس سے سارے نیک و بد حد سے زیادہ
ایذا پائینگے ایک منادی کہیگا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہوا ہے یہ بدبو زانیون کے
شرمگاہ کی ہے الحدیث دائم الخمر کو نہر غوطہ سے پلائینگے نہر غوطہ شرمگاہ سے
بدکار عورتون کے نکلیگی دوزخی بو سے اونکی شرمگاہونکے ایذا پائینگے خرائطی
وغیرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے المقیم علی الزنا کعابد وثن یعنی عیاش مثل
بت پرست کے ہے اسیطرح حق مین دائم الخمر کے فرمایا ہے کہ وہ اللہ سے مثل بت
پرست کے ملیگا اسمین شک نہین ہے کہ زنا سخت تر ہے شرب خمر سے اور ان
دونونکا ساتھہ ہی شرابی زانی ہوتا ہے زانی شرابی بنجاتا ہے بیہقی کا لفظ
ہے کہ حضرت کا گذر معراج مین کچھ لوگونپر ہوا اونکی کھال آگ کی قینچیون سے
کترے جاتی تھی پوچھا یہ کون ہین کہا وہ لوگ ہین جو واسطے زنا کے بناو سنگار
آرایش کا اظہار کرتے تھے پھر گذر آپکا ایک چاہ پر ہوا اوسمین سخت سخت آواز
تھین پوچھا یہ کون ہین کہا وہ عورتین ہین جو واسطے زنا کے بنتی ٹھنتی آرا
پیرایش کرتی تھین اور وہ کام کرتین جو اونکو حلال نتھا انتہی جیسے گانا بجانا
ناچنا عشق کی کہانیان پڑہنا سننا شوہرونکو ناراض رکھنا اونکی نافرمانی کرنا
لعن طعن سے پیش آنا اونپر چلا کر بولنا خفا ہونا غصہ کرنا شراب پینا مست ہونا

حدیث احمد و طبرانی مین آیا ہے ہر آدھی رات کو دروازے آسمان کے کھلتے ہین
ہر مسلمان کی دعا اللہ قبول کرتا ہے ہر مشکل والے کی مشکل کھولتا ہے مگر زانیہ کی جو
اپنی شرمگاہ کو لئے ہوئے دوڑتی پھرتی ہے احمد و طبرانی کا لفظ یہ ہے کہ اللہ اپنی
خلق سے نزدیک ہوکر ہر استغفار کرنیوالے کو بخشتا ہے مگر زن بدکار کو طبرانی کا لفظ
یہ ہے زانیون کے منہہ آگ جہنم سے بھڑکتے ہونگے بخاری مین آیا ہے حضرت نے فرمایا
مین نے آج کی رات ایک گڑہا دیکھا مثل تنور کے جسکا منہہ تنگ اور پیندا کشادہ ہے
اوسکے نیچے آگ بھڑکتی تھی جب وہ آگ اوپر آتی وہ لوگ بھی اوپر آتے یہانتک کہ
قریب تھا کہ باہر نکل آوین جب وہ بجھ جاتی تو وہ بھی نیچے گر جاتے اوس گڑھے
مین ننگے مرد عورت تھے الحدیث دوسری حدیث مین یون ہے کہ اوسکے اندر بڑا
غل غپاڑا اور شور رنور تھا مین نے جھانک کر دیکھا ننگے مرد عورت پائے اونکے
نیچے سے آگ بھڑک رہی تھی جب وہ شعلے اونکو لگتے تب وہ چیختے چلاتے وہ مرد
عورت جو تنور مین تھے زناکار مرد اور حرامکار عورتین تھین ابن خزیمہ و ابن
حبان نے ابو امامہ سے مرفوعًا بذیل حدیث طویل قصہ حضرت کی خواب کا ذکر کیا ہے
اوسمین یہ بھی آیا ہے کہ پھر وہ دونون مرد مجکو لیگئے ایک قوم پر جو خوب ہی پھولی
ہوئی تھی اور نہایت درجہ کی بدبودار اور بدشکل تھی گویا اونکی بدبو مثل پاخانہ کی
تھی مین نے کہا یہ کون لوگ ہین کہا حرامکار مرد حرامکار عورتین حاکم کا لفظ یہ ہے
جسنے زنا کیا یا شراب پی چھین لیتا ہے اللہ اوس سے ایمانکو جسطرح کہ کوئی انسان
اپنا پیرہن سر سے اوتار لیتا ہے بیہقی کا لفظ یہ ہے کہ ایمان ایک سربال ہے اللہ جسکو
چاہتا ہے پہناتا ہے بندے نے جب زنا کیا تو وہ سربال یعنی پیراہن اوس سے
اوتار لیا جاتا ہے یعنی وہ بے ایمان ہوکر رہجاتا ہے **حکایت** ابن حبان مین
مرفوعًا قصہ ایک عابد شصت سالہ کا آیا ہے کہ اوس نے زنا کیا تھا وہ زنا ساٹھ

عذاب اس امت کے ہوگا جبکہ یہ بغیر علم شوہر کے ہوگا اور اگر شوہر نے جانکر سکوت کیا تو اللہ جنت کو اوسپر حرام کردیگا کیونکہ دروازہ جنت پر یہ بات لکھ رکھی ہے کہ تو حرام ہے دیوث پر زنا کے مراتب ہین زنا زن اجنبیہ بے شوہر سے کرنا عظیم ہے اور زن اجنبیہ شوہروار سے کرنا اعظم تر ہے اوس سے بڑھکر زنا کرنا ساتھ محرم کے ہے بیاہی کا زنا کرنا کنواری کے زنا کرنے سے قبیح تر ہے اسیلیے دونون کی حدود مین فرق ہے بوڑھے مرد کا زنا کرنا بہ نسبت جوان مرد کے نہایت قبیح ہے آزاد و عالم کا زنا کرنا بہ نسبت غیر آزاد اور جاہل کے اقبح تر ہے واللہ اعلم *

فصل بیان مین کثرت زنا کے

حدیث ابن عمر مین آیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے البتہ آویگا میری امت پر وہ حال جو آیا تھا بنی اسرائیل پر جیسے ایک پاپوش برابر دوسری پاپوش کے ہوتی ہے یہانتک کہ اگر کسی نے اونمین سے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا ہے تو اس امت مین بھی ایسے لوگ ہونگے جو یہ کام کرینگے رواہ الترمذی پاپوش کی مثال کہنے یہ ہے کہ جسطرح بنی اسرائیل ذلیل وخوار ہوگئے اونمین نہ نبوت باقی رہی نہ حکومت و دولت اسیطرح جو کوئی اس امت مین بھی اونکی طرح کام کریگا وہ بھی مثل پاپوش کے ذلیل وخوار ہو جاویگا یہ حدیث گویا معجزہ ہے رسول خدا صلعم کا اس امت نے اسوقت مین یہ سب کام کیئے شیعہ کے یہان مسئلہ لف حریرکا مشہور ہے یعنی ضرورت کے لیے ایک ریشمی نرم کپڑا لپیٹ کر مان سے صحبت کرلے تو کچھ مضائقہ نہین اسکے سوا سال بھر مین اونکے یہان ایک عید ہوتی ہے اوسمین سارے شیعونکی جورو ئین یکجا اور مرد یکجا جمع ہوتے ہین پھر چراغ غل کردیا جاتا ہے اجازت عام ورخصت تام ہوتی ہے کہ جو عورت جسکے ہاتھ لگے وہ اوس سے کام نکالے اسمین ماں بہن بہو وغیرہ سب یکسان استعمال مین آجاتی ہین بھلا یہ فعل شنیع تو شیعہ کا ہے حنفی مسلمانون

احمد کا لفظ بہ سند حسن یہ ہے میری امت ہمیشہ خیر سے رہیگی جب تک کہ اونمین
چرچا زنا کا نہو جب اونمین زنا پھیل جائیگا تو لگتا ہے کہ اللہ سب پر عذاب اوتارے
ابو یعلی کا لفظ یہ ہے ہمیشہ امت میری بخیر رہیگی جب تک کہ اونمین ولد الزنا
ظاہر نہوں دوسرا لفظ یہ ہے ظاہر نہوا زنا و ربا کسی قوم مین مگر حلال کرلیا اونے
اپنے لیئے عذاب خدا کو حدیث احمد مین بسند ثقات آیا ہے کہ اگر کوئی آدمی دس
عورتون سے زنا کرے یہ آسان ہے اس سے کہ زن ہمسایہ سے زنا کرے
ف زنا کا کبیرہ ہونا مجمع علیہ اہل علم ہے بلکہ ساتھ زن ہمسایہ کے اکبر کبائر ہے اسیطرح
زنا کرنا عورت کا ساتھ مرد ہمسایہ کے بلکہ زنا کو مطلقا قتل سے بھی اکبر کہا ہے
شرک کے بعد قتل ہے پھر زنا غزالی نے احیاء العلوم مین کہا ہے کہ زنا لواط سے بھی
بڑھکر ہے اسلیئے کہ زنا مین دونون طرف سے داعیہ شہوت ہوتا ہے اور لواط مین فقط
ایک طرف سے مالک واحمد کہتے ہین لوطی کو رجم کرنا چاہیئے اگرچہ غیر محصن ہوا اور بعض نے
لواط کو اعظم کہا ہے ہمارے نزدیک دونون گناہ مین برابر ہین دونون کیلیئے ایک
ہی حد مقرر ہے زنا اگرچہ کبیرہ ہے اور ساتھ حلیلہ جار کے اکبر کبائر ہے اسیطرح
ساتھ محرم واجنبیہ واجنبی و ذات رحم کے لکن ماہ رمضان اور بلد حرام مین
فاحشتر ہے بسبب شرف زمان و مکان کے حدیث مین آیا ہے نہین ہے کوئی
گناہ بعد شرک کے اعظم تر نزدیک خدا کے اوس نطفہ سے جسکو مرد نے رحم غیر حلال
مین رکھا ہے جہنم مین ایک جنگل ہے جب الحزن نام اوسمین سانپ بچھو ہین برابر
خچر کے ہر خچر کے سو خار ہین ہر خار ایک گوشہ زہر قاتل ہے وہ زانی کو کاٹین گے
اور ڈسین گے اونکا زہر اوسکے جسم مین وہ درد پیدا کریگا جسکا اثر ہزار برس
تک پایا کرینگے پھر اونکا گوشت گلکر شرمگاہ کی راہ سے لہو پیپ ہوکر بہیگا یہ بھی
آیا ہے جس نے زنا کیا ساتھ زن شوہردار کے قبر مین اون دونون کو برابر نصف

یعنی ہماری مغفرت ہو جاوے گی سلف کا تو یہ طریقہ تھا کہ سارے کبائر سے الگ رہتے
ساری عبادت بجالاتے معہذا رات دن خوف خدا سے لرزان رہتے تھے کہ دیکھئے
عبادت قبول ہوتی ہے یا نہین ان گناہون سے بچنا کچھ فائدہ دیگا یا نہین کہین ہمسے
ریا نہوگیا ہو کوئی عمل بے نیت صالح کے صادر نہوا ہو کسی کام مین خیال شہرت
و نیکنامی دنیا کا نہ آگیا ہو اب خلف نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ سارے جہان کے
گناہ کبیرہ فرض عبادت کیطرح ادا کرتے ہین سارا مال روپیہ اسی عیش و نشہ مین
مین صرف ہوتا ہے ساری اوقات اسی عشق و فسق مین بسر ہوتی ہے
ہر روز مرد نئی عورت بلاتا ہے خانگی ہو یا کسبی یا کوئی پرانی آشنا عورت
کبھی یار کرتی ہے نکاح کرکے شوہر کو دیوث بناتی ہے کہتی ہے خدا و رسولؐ
نے جو جہنم کا ذکر کیا ہے یا زناکاری شرابخواری رقص سرود وغیرہ کبائر سے
منع کیا ہے طرح طرح کے عذاب دوزخ سے ڈرایا ہے ایسے افعال پر لعنت فرمائی
ہے خدا جانے سچ ہے یا جھوٹ نقد کو چھوڑ کر ادھار پر دوڑنا بے وقوفونکا کام
ہے ہم تو خوشی خان ہے جو جی مین آویگا کرینگی ہمارا کوئی کیا کرسکتا ہے سچ
ہے کوئی کچھ نہین کرسکتا جو جی چاہو سو کرو مگر آپ کو مسلمان نہ سمجھو اسلئے کہ یہی
کام سارے کفار بددین بھی کیا کرتے ہین پھر وہ کسطرح برے ٹھہرے تم کسطرح
اچھے ہوئی ہم تو یہ جانتے ہین کہ پورا عیش جوانی کا بڑھاپے مین ہو یا اوائل
عمر یا اوسط عمر مین جب ہی تمکو حاصل ہوگا کہ تم بھی مثل اہل کتاب کے پوری
آزادگی اختیار کرلو ورنہ جب تک نام مسلمانیکا لگا رہیگا کیسا ہی عیش کیون نہ
کرو وہ مزا نہ ملیگا جو عیاشان یورپ کو یا کسبیان و خانگیان ہند کو حاصل
ہے شرافت تو ایک شر و آفت ہے نرا امیرا خیال بلکہ خدا و رسولؐ کا ڈر ایک
مصیبت پر مصیبت ہے یہ فکر سارے عیش کو تلخ کرتی ہے اسکو تو بالائے

بھی سنا گیا ہے کہ بعض رئیس کنبے کی عورتین اور گھر کی بی بیونکو جمع کرکے
کسی باغ کی حوض یا نہر یا تالاب پر سیر کو لیجاتے ہین وہان حکم ہوتا ہے کہ سب
برہنہ ہو کر غسل کرین پھر بعد مطالعہ اس نسخہ مضرح الفیہ شلفیہ کے جو عورت
اوسوقت پسند خاطر عاطر حضور ہوئی وہ ہاتھی مین لے لیگئی غرضکہ وہ بات
جو حدیث مین آئی تھی کہ قیامت کے قریب سر بازار حیوانونکی طرح مرد عورت
زنا و جماع کرینگے آب وہ سب کام دیکھے سنے جاتے ہین بعض ریاستون مین
بہو بہن سوتیلی مان وغیرہ محارم کا کچھ امتیاز نہین ہے بے تکلف ہم بستری ہوتی
ہے بعض جگہہ آسودہ عورتین یار کرلیتی ہین اگرچہ شوہر موجود ہو بعض توبہ
کرکے پشیمان ہوتی ہین کہ ناحق ہمنے اپنے آرام کو کھو دیا عیش مین خلل ڈالا
کسی ریاست مین سرے سے نکاح ہونیکا دستور ہی نہین ہے ع سگ سگ و
زادہا کرسی بہ کرسی ؎ بعض عورتین شوہرونسے کہتی ہین کہ فلان مرد نے
اپنی جورو سے یہ بات کہدی تھی کہ جو تمہارا جی چاہے سو کرو یعنی اب تم بھی
ہم سے یہی بات کہدو بعض کہتی ہین کہ ہماری سی تقدیر خدا کسی دشمن کی
نہ کرے کوئی ہوس جی کی نہ نکلی اپنی بدنصیبی اسی بات کو جانتی ہین کہ دلکے
موافق فسق و فجور نہین کیا خوش اقبال اوسکو سمجھتی ہین جسنے ساری عمر گناہون
مین بسر کی ہے اسپر پھر آپکو مسلمان بھی کہتی ہین سبحان اللہ و بحمدہ
غرضکہ اس زمانہ آخر مین کہ نام کی مسلمانی رہگئی ہے مسلمانون کے گھر مین اب
سارے وہ کام ہوتے ہین جو ہنود وغیرہ کفار کیا کرتے ہین یا اہلکتاب اونمین مبتلا
ہین کیا شرک و کفر و بدعت کیا حرامکاری شرابخواری کیا گانا بجانا ناچنا مگر یہ
اونکی مسلمانی مین کسیطرح کا بٹا نہین لگتا ایمانمین کچھہ خلل نہین آتا خدا سے امید
مغفرت رکھتے ہین قرآن شریف مین فرمایا ہے - یہ لوگ کہتے ہین سیغفرلنا

کم سے کم پچاس ہزار کسبی ہے اسیقدر بیرونجات مین یہ مضمون کتاب آیۃ الصدق کا
ہے جسکا مصنف ومترجم عیسائی ہے کلکتہ مین دس ہزار چھ سو اڑسٹھ کسبتین ۱۰۶۶۸
ہین ایک پادری صاحب نے اخبار پانیر کو لکھا تھا کہ جو انمین نوکر ہین اونکی
بہو بیٹیان علی الاعلان کسب کرتی ہین آگرہ مین ایک مسیحی نے اپنی حقیقی
بہن سے زنا کیا تھا پھر معرفت پادری صاحب دونون کی شادی کرادیگئی
اسیطرح شرابخواری کا رواج اس عہد مین خوب ہے فقط ایک ملک انگلستان
مین ایک ارب گیارہ کروڑ بارہ ہزار دو سو ساٹھ روپیہ قیمت شرابخواری
مین صرف ہوتا ہے ۱۸۷۶ء مین ایک ارب چالیس کروڑ ایک لاکھ سینتالیس
ہزار ایکسو بیس روپیہ خرچ ہوا تھا انتہی حاصلہ غرضکہ زناکاری شرابخواری
کی زیادتی وترقی تمام دنیا مین روز بروز ہوتی جاتی ہے اب مسلمانون نے
بھی یہی چال اہلکتاب کی اختیار کی ہے معلوم نہین کہ قیامت کے آنے مین
کیا وقفہ ہو رہا ہے یہ دیر کیون لگ رہی ہے اگرچہ ہندوستان کے سب شہرون
مین الاماشاء اللہ چکلے مقرر ہین اونپر سرکار کی طرف سے ٹکس آمدنی کی لیجاتی
ہے جب کبھی فوج کسی طرف بھیجی جاتی ہے تو ہمراہ لشکر کسبیان خانگیان
بھی روانہ کیجاتی ہین اس کارخانہ کا بہت اچھا انتظام رہتا ہے اہل لشکر کو
بہت چین ملتا ہے زنا کا کچھہ عیب کسی عورت کے نزدیک باقی نہین رہا ہے
بلکہ جو عورت پارسا باحیا یا دین ہوتی ہے وہ احمق سمجھی جاتی ہے مسخری
بنائی جاتی ہے سچ ہے کہ ہر وقت کا ایک مقتضی علحدہ ہوتا ہے آخر ایک زمانہ
مین فجار فساق سور کتون سے بھی زیادہ ذلیل وخوار تھے جبکہ اسلام کا
غلبہ تھا حدود شرعیہ جاری تھی اوسوقت فاسق فاجر لوگ اہل دین وعلم و
عصمت کے سامنے آتے شرماتے تھے نہایت ادب ولحاظ کرتے تھے اب دنیادار

طاق رکھنا ضرور ہی ہے بیحیائی بیغیرتی بے شرمی کا بھلا سو کہ جو لذت اور عمدگی ملی ہے اور ملیگی وہ کبھی حیا و پارسائی مین کسیکو نہین مل سکتی ہے جائے ہے جی نجات کے غم مین + ایسی جنت گئی جہنم مین **فائدہ**

کثرت اولاد زنا

بیروت مین جنان نام ایک اخبار عربی طبع ہوتا ہے اوسکے پرچہ مورخہ کانون ثانی ۱۸۸۴ مین ذیل صفحہ ۱۲ یہ عنوان لکہا ہے الاولاد غیر الناموسیین پھر بعض جرائد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ شمار حرامی اولاد کا یورپ کے شہرون مین ایکطرح پر نہین ہے کسی جگہہ چار حلالی سو حرامی کسی جگہہ سو مین ۱۲ حلالی باقی نطفہ حرام انگلستان مین فیصدی آٹھ حلالی باقی سب ولد الزنا انتہی کتاب اعلام الاخبار مین ذیل صفحہ ۱۷ یہ عبارت لکھی ہے کہ فی الحال ممالک فرنگستان مین ہر جگہہ فحش و زنا کی کثرت ہے بے تعداد ولد الزنا ہر شہر و قصبہ مین موجود ہین چنانچہ سلطنت پروشیا مین فی ہزار ایکسو بیس حرامیونکا شمار ہے اسیطرح فی ہزار دوسو حرامی علاقہ جنوبی جرمن مین ہین فرانس مین فی ہزار اسّی انگلنڈ مین فی ہزار ساٹھ کذا فی نصرۃ الاخبار مطبوعہ ۱۸۶۳ء بحوالہ مدراس ٹیمز علاقہ ویلز مین جو شامل سلطنت انگلنڈ ہے ایکسال اولاد نکاحی کی تعداد کلهم ایک ربع تھی باقی تین حصے ولد الحرام حساب مین آئے یہ شمار اون حرامزادونکا ہے جو زندہ بچ رہتے ہین اور جو بنظر اخفائے عیب قتل و دفن ہو جاتے ہین یا جنکا حال لوگونپر پوشیدہ رہجاتا ہے اونکا تو کچھ حساب ہی نہین چنانچہ بحساب اوسط فقط ایک انگلنڈ مین فی سال تخمینا تین ہزار بچے خاص بوجہ اخفائے زنا قتل ہوتے ہین مدت دو سال مین تیس ہزار بچے قتل ہوئے ۱۸۶۲ء مین خاص شہر لنڈن مین گلی کوچون کے اندر چھوٹے چھوٹے بچے چار اکاسی پڑے ہوے مرے ہوے ملے یہ سب ولد الزنا تھے فقط ایک لنڈن مین

کاذب صادق ٹھہرے جھوٹا عشق ظاہر کرے دلی اختیار کرے خود غرض خود مطلب ہو ہر طرح سے جور و اور جملہ فاسقونکو خوش رکھے خواہ دین و ایمان رہے یا جائے تب کہین نزدیک عقلا کے خیر سگال و دستدار سمجھا جاوے اس سے زیادہ عمدہ کام یہ ہے کہ سب سے منافقانہ برتاؤ کرے خصوصًا عورت سے اسلیئے کہ اونسے سچ بولنے سے عداوت جانی ہوتی ہے جانکی دشمن بنجاتی ہے سو جسطرح عورتین خود مکر و فریب سے بھری ہوئی ہین اسیطرحکا مکر و فریب دوسرے سے بھی پسند کرتی ہین جو کوئی اونسے سچ بولا مارا گیا جسنے خیر خواہی کی وہ نمکحرام ٹھہرا جسنے محبت کی وہ دیوث بنا جسنے خوشامد کی وہ وفادار ٹھہرا وفا کی تو غدار ہوا

۵ زن بد در سرائے مرد نکو ✣ ہمدرین عالمست دوزخ او ✣

فصل بیانمین لواطت کی

جابر کا لفظ یہ ہے بڑا ڈر مجکو اپنی امت پر عمل قوم لوط کا ہے رواہ ابن ماجۃ والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ طبرانی کا لفظ یہ ہے جب کثرت لواطت کی ہو جائیگی تو اللہ اپنا ہاتھ خلائق سے اوٹھالیگا کچھ پروا نہ کریگا کہ کس جنگل مین ہلاک ہوئی طبرانی کا لفظ بسند صحیح ابوہریرہ رضہ سے مرفوعًا یہ ہے ملعون من عمل عمل قوم لوط تین بار اسیطرح فرمایا رواہ الترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ ابن حبان وبیہقی کا لفظ یہ ہے لعن اللہ من عمل عمل قوم لوط اسکو تین بار کہا حدیث طبرانی وبیہقی مین لوطی کو منجملہ اون چار شخصون کے گنا ہے جو صبح و شام کرتے ہین خدا کے غضب مین ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی کا لفظ بسند صحیح یہ ہے جسکو تم پاؤ کہ قوم لوط کا سا کام کرتا ہے تو فاعل مفعول دونونکو قتل کرو اسیطرح حدیث ابوداؤد مین بحق فاعل بہیمہ حکم قتل فاعل و بہیمہ مذکور کا آیا ہے طبرانی مین کہا ہے مین آدمیونسے

لوگ فاسقون فاجرون سے چھپتے پھرتے ہین کہ مبادا کوئی طعن ولعن صورت
اسلام پر نہو جاوے غرضکہ ایکہزار برس تک غالبًا یہی کارخانہ تھا اسلام کا ڈنکا
بجتا رہا جاہل فاسق لوگ حیوان سمجھے جاتے تھے اہل علم ودین وشرافت کی قدر تھی
اگر اس آخر وقت کا مقتضی یہ ہے کہ جاہل عزیز عالم ذلیل کمینے شریف
مثل رذیل فساق سربلند اہل تقوی گرفتار رنج وگزند رہین تو کیا جائے تعجب
ہے کیونکہ اگر ایسا نہو تو پھر قیامت کاہیکو آئی جب تمام عالم یا اکثر جہانکا یہی
رنگ ڈھنگ ہو جاویگا ہنر عیب ٹھہرینگے عیب ہنر قرار پاویگا دنیا ظلم وجور سے
بھر جاوے گی کثرت زناکاری شرابخواری رقص وسرود وکھیل تماشے کی ہوگی
حرام وحلال کا فرق اوٹھ جاویگا ریاست کا مال ترکہ سمجھا جاویگا شہر گانون قصبے
ولدالزناؤن سے بھر جاوینگے اہل دین کی خوب ہی تذلیل ہوگی تب کہین قیامت
قائم ہونے کی امید بندھتی ہے سو وہ وقت اب قریب آگیا ہے ہر طرف سے فتنونکا
مینہہ برستا ہے ایک ایک مسلمان ذرا ذراسی دین کی بات کو ترستا ہے مہدی علیہ السلام
کے ظہور کا عیسی علیہ السلام کے نزول کا سخت انتظار ہو رہا ہے جب یہ دونون بزرگوار
تشریف لائینگے تب کہین اون فجار فساق کو انشاء اللہ تعالی آٹے دال کا بھاؤ
معلوم ہو جاویگا کفار واشرار نتیجہ اپنے ظلم وفسق وجور کا دیکھ لین گے کیونکہ
حدود شرعیہ جاری ہونگی زانیون شرابیون کے منہہ کالے پڑ جاوینگے انسے زیادہ
کوئی خوار وذلیل ورسوا وبے اعتبار نہوگا اسلام کا ڈنکا بجیگا پرہیزگاریکا نشان
اونچا ہوگا مگر دیکھیے کہ یہ سعادت ہمکو نصیب ہوتی ہے یا نہین وقت معلوم نہین
زندگی کا کچھ بھروسا نہین اس فتنہ آخر زمانہ مین ایمانکا بچانا وضعداریکا
نگاہ رکھنا شرافت کا برتاؤ کرنا مشکل پڑ گیا ہے آجکل کی عقلمندی تو یہ ہے کہ
آدمی جھوٹا دغاباز رشوت خوار فریبی مکار چالاک حرامکار نکھرام بنجاوے

دعویٰ خدائی

وہ اقسام انواع طرحکے باجے سنتی اور بجاتی ہین کوئی ڈھول بجاتی ہے کوئی ستار کوئی اور کوئی مزمار حالانکہ جتنے باجے دنیا مین ہین وہ سب حرام ہین اونکا بجانا یا سننا گناہ کبیرہ ہے اس بحث کو صاحب زواجر نے اوّلًا اور نواب صاحب بھوپال نے ثانیًا اپنی کتابونمین مفصل طور پر لکہا ہے اگر خوف طول کلام نہوتا تو ہم ذکر اون احادیث واقوال کا اسجگہہ کرتے *

فائدہ بعض عورتین کہتی ہین دیکھو کسی عورت نے دعوی خدائی کا نہین کیا یہ دعوی مردون ہی سے صادر ہوا ہے رہا شرک کفر و گناہ سو اوسمین ہم اور مرد دونون شریک ہین اسکا **جواب** یہ ہے کہ خدائی کا دعوی کرنا کچھ اسی بات پر موقوف نہین ہے کہ فرعون کی طرح انا ربکم الاعلی کہے بلکہ جو کوئی غرور کی بات کہے یا جو ایسا کام کرے کہ وہ شایان ذات پاک پروردگار کا ہے وہی مدعی خدائیکا ہوتا ہے ہمنے بعض عورتونکو دیکھا ہے کہ جب کوئی بات خلاف اونکے ارادے یا مرضی کے ہوتی ہے تو اوسپر اونکو ایسا غصہ آتا ہے جسکے سبب سے خدائی کا ساغرہ کرنے لگتی ہین ذرا ذرا سی بات پر کسیکو مارڈالا کسیکو کوڑے ولٹے ہلاک کیا کسیکو گالی گفتہ کرکے اوسکی آبرو لے لی حالانکہ مسلمان کی آبرو و مال و جانکا ایک ہی حکم ہے اہل عزت کی آبرو لینا مثل اوسکے قتل کرنیکے ہوتا ہے یعنی گناہ مین ابوہریرہؓ نے کہا رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے اللہ تعالی کہتا ہے کبریا میری چادر ہے عظمت میری ازار ہے جسنے جھگڑا کیا مجہہ سے کسی ایک امر مین بھی ان دونون امور مین سے تو مین اوسکو دوزخ مین داخل کرونگا یا جہنم مین پھینک دونگا اسکو مسلم نے روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ عظمت و کبریائیکا دعوی کرنا خدا سے جھگڑا مول لینا خدا کی برابری کرنا ہے جو کوئی مرد ہو یا عورت غرہ حکومت و دولت کا کرتا ہے سمجھو کہ اوسنے خدائی کا دعوی ہے گو منہہ سے نہ کہے کہ مین خدا ہون اس غرہ و شخصیت

شہادت کلمہ طیبہ کی قبول نہین ہوتی ہے راکب مرکوب راکب مرکو بہ امام جائر یعنی لوطی اور زانی اور غلام وزانیہ وپادشاہ ظالم اسیطرح جو لوگ دبر عورت مین جاتے ہین اونپر حدیث مین لعنت اور طرح طرح کی وعید آئی ہے ان تینون گناہ کا کبیرہ ہونا مجمع علیہ ہے اللہ نے اسکا نام فاحشہ وخبیثہ رکھا ہے

ف قوم لوط والے لڑکون سے اغلام کرتے مجلسو نمین گوز مارتے ننگے پھرتے عورتون کیطرح بنتے ٹھنتے تصفیف شعر کرتے حل ازار غلولہ بازی کرتے کنکریان مارتے کبوتر اوڑاتے تالی بجاتے نیچا پاجامہ پہنتے بند قبا کھولے رہتے شراب پیا کرتے ابن عباس نے کہا اس امت سے اونپر ایک اور حاشیہ چڑہا یا کہ عورتین عورتون سے مساحقت کرینگی کہتے ہین کہ قوم لوط والے نرد کھیلتے گتے مینڈھے لڑاتے مرغ بازی کرتے حمام مین بے ازار جاتے ناپ تول مین کمی کرتے کتاب زواجر مین بابت مذمت اس فعل لواطہ کے بہت کچھ غل غپاڑا کیا ہے اور سحاق کو گناہ مین برابر زنا کے رکھا ہے ❊

فصل

کھانا ہر شئے مسکر ظاہر کا جیسے حشیشہ افیون تنکیراان یعنی نبج اور جیسے عنبر زعفران جوزۃ الطیب کا مطابق تحقیقات صاحب زواجر گناہ کبیرہ ہے جو عورتین عیاش وحرامکار و بدکار وزانیات ہوتی ہین وہ ہر طرحکا نشہ کرلتی ہین کوئی شراب خوار ہی تو کوئی بھنگ نوش حالانکہ احادیث صحیحہ سے سارے مسکرات کا استعمال کرنا داخل کبائر ہے پھر شرابی دائم الخمر کو مثل بت پرست کے فرمایا ہے اسیطرح ایک شغل زنان آسودہ حال کا یہ ہے کہ ہر طرح کے کھیل کھیلتی ہین کوئی نرد باز ہے اور کوئی شطرنج باز کوئی گنجفہ باز کوئی قمار باز حالانکہ سارے ملاعب وملاہی حرام ہین اسیطرح جو عورتین عشق باز عاشق نواز معشوق ساز ہوتی ہین

پھر بھی خوش نہین رہتین بعض کو ایسا رشک سوت پہ ہوتا ہے کہ اوسکی بدشگونی
کے لیے اپنا ایمان چھوڑ دیتی ہے انصاف سے کچھ غرض نہین رکھتین سبحان اللہ
جس شوہر کو خدا و رسولؐ نے عورت کے لیے جنت و دوزخ ٹھہرایا ہے جسکا
حق بعد اپنے حق کے سب پہ مقدم رکھا ہے اوسکی یہ گت کیگئی حالانکہ عورت
اگر سارے جہانکی بادشاہ ہو شوہر اگر ساری دنیا سے زیادہ محتاج و فقیر ہو تب بھی
اوسکا وہی حق اوس عورت پر ہے جو شوہر بادشاہ کا حق ہوتا ہے ہر عورت آسودہ
حق بھی شوہر پر اوتنا ہی ہے جتنا ایک ادنی قوم کی عورت کا ہوتا ہے کچھ عورت
کے امیر آسودہ رئیس بادشاہ دولتمند ہونے سے کوئی حق اوسکا شوہر پر زیادہ
نہین ہو جاتا یہ غلط مشہور ہے کہ آسودہ عورتکا نان نفقہ یا اور کوئی حق غریب گھر کی
عورت سے زیادہ ہوتا ہے شرع شریف مین اعتبار حالت شوہر کا ہے نہ حالت
عورت کا شوہر اپنے مقدور و عرف کے موافق جورو کو نان و نفقہ دے خواہ
جورو امیر ہو یا فقیر جسطرح اطاعت شوہر کی محتاج عورت پر فرض ہے اوسیطرح
آسودہ عورت پر بھی مگر نالایق عورتین اپنا دین خراب کرتی ہین کیونکہ شوہر سے طالب
اطاعت ہوتی ہین لائق عورتین شوہر کی اطاعت کرتی ہین گو کیسا ہی حقیر فقیر کیون
نہو ملک سبا کی شہزادی بلقیس نام حکومت و دولت مستقل رکھتی تھی سلیمان علیہ السلام
پر ایمان لائی نکاح کر لیا کبھی غرہ اپنی شہزادگی کا نہ جتایا نہ کسی طرح کی طعن
کی ایک عورتین تو ایسی تھین ایک وہ ہین جو شوہر سے کہتی ہین کہ ہم بادشاہ
ہین سلام پر رنجیدہ ہوتی ہین دشنام پر خلعت دیتی ہین سبحان اللہ یہ معاملہ
سلاطین کا رعایا و ملازم کے ساتھ ہوتا تھا نہ بی بی کا میان کے ساتھ شرع شریف
مین کہین نہین آیا ہے کہ میان بی بی کو مناوے بی بی کی خوشامد و درآمد کرے
بلکہ یون آیا ہے کہ عورت وقت ناراضی شوہر کے جب تک شوہر کو راضی نہین کر لیتی

وتکبر وعظمت مین ایک جہان گرفتار ہے مگر جسکو خدا بچاسے اسلیے کہا ہے کہ خدا بنا
آسان ہے بندہ بنا مشکل ہے **حدیث** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
مین آیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے متکبر چیونٹیونکی طرح حشر کیے جاوینگے
ہر طرف سے اونکو ذلت وخواری گھیرے گی جہنم مین ایک جیل خانہ ہے جسکا نام
بُولس ہے انپر سب آگون سے بڑھکر آگ ہوگی دوزخیونکا نچوڑ یعنی لہو وپیپ
انکو پلایا جاویگا **ع** تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد +
الحاصل جتنے مرد عورت متکبر مغرور خودسر خوشی خان ہین جو سبکو حقیر کرکے
آپکو امیر وزبردست سمجھتے ہین درحقیقت یہ سب دعوی خدائیکا رکھتے ہین
گو منہہ سے نہ کہین کہ ہم خدا ہین یہ غصہ وغضب مین وہ کام کر بیٹھتی ہین
ایسا اظہار حکومت ودولت کرنے لگتے ہین اوسطرح دوسرے کو عاجز وخوار سمجھتے ہین
کہ گویا یہی خدا ہین یہ دعوی خدائیکا نہین ہے تو پھر کیا ہے جب یہ خیال کیا کہ
ہم جو چاہین سو کرین ہمارا کوئی کیا کرسکتا ہے اگر کوئی ہمارے خلاف کچھہ کریگا
یا کہیگا تو ہم ابھی اوسکو سمجھہ لین گے تکبر وکبریائی تو خاص خداے پاک ہی کی
شان ہے اوسیکو زیبا ہے **ع** مر اورا رسد کبریا ومنی + کہ ملکش قدیمست
وذاتش غنی + بعض عورتین ایسی کج مزاج ہوتی ہین کہ کسی پہلو پر کسی کام مین
قائم نہین رہتین اون کے کہنے کے موافق کرو تو بھی خوش نہین نکرو تو بھی
خوش نہین کہو اب تیسری شق کہان سے آوے جس سے وہ خوش ہون بعض
انمین سے ایسی ہوتی ہین کہ جب شوہر دوسرا نکاح کرلیتا ہے تو رات دن اوسکو
کے کہاتی ہین سیکڑون بددعائین ہزارون کوسنین دیتی ہین دوسری
جورو تازہ سے بیزار کرنے کے لیے طرح طرح کے افترا باندہتی ہین خاوندکو
بددینی ودنیا طلبی کی عار لگاتی ہین مقدار واجبی سے زیادہ نان ونفقہ طلب کرتی ہین

سیرت بعض فاسقان

صحیح کا ہے سو جسکی عقل ناقص ہو جسکا دین ناقص ہو وہ کامل العقل والدین کو دہوکا دیوے تو یہ ایک دلیل ہے کمال قدرت آلہی کی کسکی سمجہہ مین آسکتا ہے کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے ع ماراازین گیا وضعیف این گمان نبود ٭ اس وصف مین سارے جہانکی عورتین ایک ہی طرح پر ہین امیر ہون یا فقیر شیخ ہون یا سید یا کسی اور قوم کی ہان اتنی بات ہے کہ جو عورتین خاندان صلاح و علم کی ہوتی ہین جنکے مرد خداشناس خداپرست ہین وہ کسیقدر خوف سے مردون کے یا خوف سے خدا کے اگر کچہہ مسئلے مسائل جان لیتی ہین یا دین کی بات پوچھتی ہین تو نسبت دوسری عورتون کے مستور العیب رہتی ہین مگر جن عورتونکو نہ کچہہ خوف خدا ہے نہ شرم خلق وہ نہایت بے باک سفاک فاسق فاجر ہوتی ہین اونکو اپنے مزے عیش کھیل تماشے سے غرض رہتی ہے خواہ خدا ناراض ہو یا خاوند کچہہ پروا نہین اونکو نہ نیکنامی کی طلب ہے نہ بدنامی کا ڈر حالانکہ فقط ناراضی شوہر کی جسمین حق بجانب شوہر کے ہوتا ہے اونکے لئے موجب جہنم کا ہے چہ جائے ناراضی خدا اس قسم کی عورتون کی یہ نشانی ہے کہ راتدن شوہر پر طعن و تشنیع کرتی رہتی ہین ہر امر مین اوسکی مخالفت روا رکھتی ہین اگر پڑہا لکہا ہے تو اوسکو اور بھی زیادہ بنظر حقارت دیکھتی ہین اگر صابر شاکر دلسوز خیر خواہ ہے تو اوسکی ناشکری کرتی ہین خواہ اسمین اونکا ایمان رہے یا جائے ہر بات چیت مین اپنا حق اوسپر جتاتی ہین اپنا احسان رکھتی ہین اوسکا کوئی حق اپنے اوپر نہین سمجھتی ہین بلکہ جب کوئی مسئلہ خلاف اپنے مزاج و ارادے کے سنتی ہین تو یہ کہتی ہین کہ جو کچہہ ہین یہی مرد ہین عورتون کے لئے تو کوئی بات بھی شرع شریف مین نہین رکھی گئی حالانکہ یہ کلمہ کفر صریح ہے بعض عورتین شوہر سے بھاگتی ہین صحبت سے نفرت ظاہر کرتی ہین کہتی ہین مرد کی خواہش نہین ہے بالکل

خدا بھی اوس سے راضی نہین ہوتا ہے اوسکا کوئی عمل نیک قبول نہین ہوتا نہ فرض
نہ نفل جب شوہر کے بستر پر جانے سے یا ملنے سے انکار کرتی ہے تو شام سے صبح
تک اوسپر خدا کی لعنت برستی ہے انا للہ **فائدہ** بعض عورتونکو جو
ہاتھ سے کسی ہمسر یا برتر کے کچھ ایذا و تکلیف پہنچی ہے اوسوقت تو اونھون نے
صبر کیا مگر جب وہ لوگ مر گئے تو اونکے سارے عیب کھلے چھپے سامنے ہر ایک مرد عورت
کے بیان کرتی ہین یہ نہین سمجھتین کہ جب تم نے اونکو کوسا اونکی غیبت کی و نکو
رسوا کیا جو کچھ تمپر ایذا گزری وہ سب تمنے ظاہر کی ثواب صبر کہان رہا اب تو
تم اور وہ دونون ظلم مین برابر ہو صبر تو اوسکا نام ہے کہ منہہ سے ایک حرف بھی
شکایت کا نہ نکلتا بالکل تحمل و سکوت ہوتا غیبت و تبرا کچھ زندہ آدمی ہی پہ نہین
ہوتا ہے بلکہ اموات کو برا کہنے سے صریح ممانعت حدیث مین آئی ہے خواہ اپنے ہون
یا بیگانے جو مر گیا اوسکی قیامت قائم ہو گئی وہ اعمال کی سزا کو پہنچ گیا ؛

فصل بیان مین بعض حالات عورتون کے

سب سے پہلے اللہ نے آدم کو بنایا پھر اونسے حوا کو پیدا کیا بنی آدم کو دو طرح پر
ٹھہرایا ایک نوع کو تو مرد کیا دوسرے نوع کو انثی قرار دیا نوع اول کو دوسری
نوع پر امر مین شرف بخشا فرمایا **الرجال قوامون علی النساء** دوسری
جگہہ کہا **للرجال علیھن درجۃ** سو اگرچہ طاعت الٰہی و معصیت رسالت
پناہی مین دونون یکسان شریک ہین مگر جسقدر معاصی نوع نسوان سے صادر
ہوتے ہین اوتنے معاصی نوع رجال سے نہین ہوتے بلکہ اکثر گناہ جو مردون سے
ہو جاتے ہین سبب اعظم اونکا یہی ذات شریف عورتین ہین اسیلئے حدیث شریف
مین انکو شیطانکا جال فرمایا ہے ایک جہان انکے دام مکر و فریب مین پھنس گیا ہے
بڑے بڑے عقلمندونکی عقل یہ ضعیف العقل لے لیتی ہین یہ مضمون حدیث

کے لیے جہنم کافی ہے دوزخ اچھا البتہ ہے اللھم احفظنا غرضکہ حالات
مختلفہ اس قوم کے اتنے ہین کہ سبکا یکجا جمع ہونا نہایت مشکل ہے جس کسیکو جس
کسی قسم کی عورت سے جہان کہین معاملہ پڑا ہے اوسکو ان باتونکا تجربہ بخوبی
حاصل ہوا ہے ایک بی بی نے کہا ہم وطن چھوڑ کر کسی اور ملک مین جا رہین گے
مکہ معظمہ مین اسلیئے نہین رہتی کہ ہم گناہ سے نہین بچ سکتی گویا اسبات کا ارادہ
کرلیا ہے کہ جب تک جیتین گی گناہ ضرور ہی کرینگی اپنے عیش مین خلل نہ ڈالین گی
بعض عورتونکو دیکھا ہے کہ عام بے پردگی سے اونکو کمال ہی نفرت ہے مگر باوجود
خانہ نشینی کے بالکل بے پردہ ہین سو جب پردہ شرعی نہوا تو دعوی پردہ بیکار محض
ٹھہرا غرضکہ یہان پردہ کے نام مین وہ کام ہوتے ہین جو بے پردہ عورتون سے
بھی نہین ہوتے ہماری طرح تمنے بھی سنا ہوگا کہ اکثر کسبیون نے جب اپنے
پیشہ فاحشہ سے توبہ کرلی یا کسی سے نکاح کرلیا تو ایسی نیکبخت ہوگئین کہ اونھون
نے شرفا کی بی بیون کے بھی کان کترے ایسی مضبوطی سے نمازی روزہ دار
پرہیزگار خداترس خداپرست تابعدار شوہر حق شناس خاوند بنگئین جسکا جواب
نہین مگر جو عورتین دعوی عالی خاندانی و لیاقت کا رکھتی ہین آسودہ مالدار
دولتمند ہین وہ فحش و فسق مین ایسی غرقاب ہولی ہین کہ یارونکی طرح شوہرون
کو بھی بدلتی رہتی ہین بعض عورتونکو سنا ہے کہ جب کسی بھلے آدمی کے گھر کی
بی بیان بہ سبب انکے فسق و فجور کے انسے نہین ملتین اونکے گھر مین نہین آتین
تو یہ بات کہتی ہین کہ ہم کیا کسبی ہین جو ہمارے سامنے تم اپنی مستورات کو
نہین آنے دیتے ہو اونکے نزدیک کسبی وہی عورت ہولی ہے جو چکلے یا بازار مین
بیٹھکر حرام کرلیتی ہے مال حرام کمالی ہے جو گھر مین بیٹھکر زنا کرے یا مشغول منکرات مصروف
لہو و لعب رہے وہ کسبی نہین ہے حالانکہ شرعًا عرفًا ان دونون قسم کی

کسبیوں کی توبہ نکاح

دل اس کام کو نہین چاہتا مگر عورتوتمین خوب ہی بن ٹھنکر سنگار کرکے اچھا لباس
وزیور پہنکر دو دو چار چار پھیرملکی ہنسی ٹھٹھا مذاق کیا کرتی ہین گالی بجاتی ہین
عشق بازیکا چرچا کیا کرلی ہین یا تو اون عورتون مین سے کسیکے ساتھہ مبتلا ہوتی
ہین یا کسی سے اونکی معرفت ارادہ آشنائی یا نکاحکا ہوتا ہے اسیطرح بعض مرد بے حیا
بے غیرت جو دنیا کی زندگی کو عیش جاودانی سمجہہ رہے ہین نہ قابل چاکری ہین نہ
لائق نوکری نہ کسیطرحکا اعتبار رکھتے ہین نہ کسیطرحکا شعور و وقار وہ جورو کے
گھر مین پڑے رہتے ہین روٹی کپڑا تو ملتا ہے ایمان گیا تو گیا آبرو رہی تو کیا نہ رہی
تو کیا اسیطرح بعض بے غیرت بے حیا عورتین یارون آشناؤن کے سامنے نہایت
ذلیل وخوار ہوتی ہین اونکی مار کھاتی ہین وہ خوب اونکو ٹھونکتے پیٹتے ہین چوٹیان
پکڑکر گھسیٹتے ہین مگر جس سے نکاح کرلی ہین اوسکی محبت کی بات پر بھی ناک منہہ
چڑھاتی ہین وہ بیچارہ سوطرح کی ناز برداری بیجا بھی کرتا ہے نگاہ کو دیکھتا رہتا ہے
ہر احسانکا شکر ادا کرتا ہی مارنے پیٹنے کا تو کیا ذکر ہے اپنی طرفسے کبھی جھوٹ موٹ بھی غصہ تک نہین کرتا لڑائی جھگڑا تو
کیا ذکر ہے بلکہ اگر جورو کیطرف سے لڑائی بھی ہوتی ہے تو خاموش رہتا ہے جلد دل جل
جاتا ہے مگر بی بی صاحبہ کو جب ضد آگئی تو مہینون تک صاف دل نہین ہوتین کہتی ہین کہ عورت سے کسی
کی بھی نہین ہوتی ہے ہم خوشی خان ہین یعنی جو جی چاہیگا سو کرینگی تم روٹھے ہم چھوٹے
شراب سے توبہ کر ڈالی ہے جو بہنہ ہضم طعام وتندرستی تن کے لیئے بہت اچھی چیز ہے
ایک عادت عورتون کی یہ بھی ہوتی ہے کہ دین بگڑے یا دنیا مگر اپنی ضد رہجائے
اگر کوئی نصیحت سے سمجھاتا ہے کہ ضد چھوڑو تو اور بھی زیادہ ضد چڑھتی ہے
اللہ نے سچ فرمایا ہے واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم
فحسبه جهنم ولبئس المهاد یہ آیت خاص حقمین ضد والون کے آئی ہی
کوئی ہوئی کہین ہون اس آیت مین انجام ضد کا بتایا ہے کہ ایسے ضدی

ذکر مرد بے حیا

دوزخ کرائے گی یا بعد چند روز کے کسی دوسرے کے عشق مین چھوڑ دیگی خسر الدنیا والآخرة ذلک ھو الخسران المبین ۞ وفاداری مدار از بلبلان چشم ۞ کہ ہر دم برگل دیگر سرایند ۞ غرضکہ جسقدر رتو انگری زیادہ اسیقدر شوق عیاشی کھیل تماشے وغیرہ کا زیادہ **فائدہ** بعض آسودہ عورتون نے حج کے بعد بھی زنا ترک نہ کیا بعض نے شرابخواری نچھوڑی گہو تمکو حج کرنا کیا ضرور تھا بعضے بڑہاپے تک نوجوان مردونکو روپیہ دیکر اپنا کام نکالا حالانکہ زبان وفرج کے گناہ سب سے زیادہ بدتر ہین جہنم کا اونپر وعدہ ہے ان دونون قسم کے گناہونکا ان عورتون نے خوب ہی مزا اوٹھایا افسوس یہ ہے کہ یہ مزا تو باقی نہ رہا اور نہ رہیگا مگر وبال گناہ کا اونکے نامۂ اعمال مین ثابت ہوگیا اگر یہ شوہرونپر قناعت کرتین تو بھی انکا مزا کہین نہین گیا تھا مزیکا مزا المناجت بھی ہاتھ آتی شوہرون کے پاس گھڑی دو گھڑی رات کو پڑنا بھی بھاری ہوتا ہے یارون کے پاس خود زبردستی گھستی پھرتی ہین شوہر کہے کہ ہمارے پاس بیٹھو اختلاط کرو تو یہ جواب ہے کہ ہمین تو فقط دور سے دیکھنا پسند آتا ہے بدصحبت مین دو دو پہر رات تک نشست ہوتی ہے کچھ انکار و عار نہین ہوتا شوہر اگر بیمار بھی ہو تو اوسکے پاس تھمانہین جاتا وہ پہرون تنہا بستر پہ پڑا رہے اکیلا بیٹھا رہے بی بی اپنی یارنیون کو لئے ہوئے ہنسی ٹھٹھے کر رہی ہین معلوم نہین کہ اسطرح کی عورتونکو کیا ضرورت نکاح کرنے کی ہے خدانے انکو دولت و آسودگی دی ہے انکو اسیقدر کافی ہے کہ یارون سے علاقہ رکھین اونکو وین لین عیش کرین مزے اوڑاوین ناحق نار وانکاح کرکے جہنم مول لینا کیا ضرور ہے خداکو ناخوش کرتی ہین اپنی جان قید مین ڈالتی ہین ہمنے مانا کہ یاری آشنائی بھی دوزخکو اونپر واجب کر دیتی ہے مگر آزادگی مین اتنا فائدہ تو ہے کہ دنیا کا

ف
عدم ترک گناہ بعد حج

عورتونکا ایک ہی حکم ہے بلکہ اکثر کسبیونکا زنا تو بسبب عجز کے رزق سے ہوتا ہے یہ
زنا محض واسطے شہوت رانی کے بسبب زیادتی مال و رزق کے کرتی ہین ؎
عشق نبود اینکہ در مردم بود * این فساد خوردن گندم بود * اونکو توکبھی
توفیق توبہ کی بھی میسر آجاتی ہے مگر اونکو غرہ آسودگی مین یہ توفیق بھی نہین
ہوتی اگر ہوئی بھی تو بعد چند سال کے پشیمان ہوتی ہین کبھی یہ کہتی ہین کہ ہم
زنا کیون کرنے لگے ہمکو ایسا ہی شوق ہوگا تو طلاق لیکر دوسرا نکاح کرلینگے حالانکہ
حدیث شریف مین ایسے مردون عورتون پر لعنت آئی ہے جو مزا چکھنے کے لیے
نکاح کرتی پھرتی ہین یہ مرض جسطرح حالت آسودگی مین ہوتا ہے کہ امیر رئیس
صدہا عورتین نوجوان بے حسب ونسب جمع کرلیتے ہین پھر خبر نہین ہوتی وہ
عورتین خدمتگارون غلامون نوکرون چاکرون سے پھنسی رہتی ہین یا عورتون
سے مساحقت کرتی ہین اسیطرح حال اکثر دولتمند عورتونکا بھی سنا گیا ہے کہ
وہ بھی کسی مرد پر بند نہین ہین جو کوئی مطلب کے لیے اونسے عشق ظاہر کرتا
ہے جھوٹی محبت جتاتا ہے اوسکو پسند کرتی ہین جسکے دلمین اونکی سچی محبت ہوتی
ہے مگر بہ رو مو اظہار عشق کا نہین کرتا اوس سے ناراض رہتی ہین یہ عجب قوم
ہین انکو عمل سفلی سے غرض ہے مرد کی خوبصورتی بدصورتی لائق نالائق شریف
کمینے ہونے سے کچھہ مطلب نہین ہے نہ کچھہ خیال اپنی آبرو کا ہوتا ہے نہ لحاظ خلق مین
اپنی رسوائی کا سبحان اللہ یارونکی وہ قدر شوہرون سے یہ غدر ع این کار
از تو آید و مردان چنین کنند * سچ تو یہ ہے کہ غنا و زنا کا ساتھ ہوتا ہے اسلیے
عورت مالدار آسودہ حال سے نکاح کرنے کو منع فرمایا ہے جو کوئی ناواقفی انجام
سے پھنس گیا ہو وہ تو مجبور ہے مگر جس نے خود ایسی عورت کو تلاش کر کے بطمع
مال نکاح کیا ہے وہ لذت ایمان سے محروم رہا عورت اوسکو بھی اپنی ہمراہ سیر

لئیم ہوتا ہے یعنی ایماندار دوسرے کو سچا سمجھکر دہوکے مین آجاتا ہے منافق فریبی دغاباز ہوتا ہے مسلمان کو فریب دیتا ہے یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ عورت مرد کی عقل کھو دیتی ہے مرد بھی کون جو بڑا عقلمند ہوشیار ہو بیوقوف کا تو یہان کچھہ ذکر ہی نہین ہے غرضکہ عورتونکی ذات عجب بے وفا بے مروت بے شرم بدعہد ہوتی ہے اپنا کہا ہوا کیا ہوا تو یاد نہین رکھتی مگر دوسرے کا کہا سنا خوب یاد رہتا ہے اپنی حرکت وحماقت پر کبھی ندامت ظاہر نہین کرتی دوسرے کی ہر بات کو حماقت سمجھتی ہے امام شافعی نے فرمایا ہے عورت جب تجکو چاہیگی تو تکلیف دیگی تو خیال کر جب تیری دشمن ہوگی تو کیا کچھہ نہ کریگی یہ بھی کہا ہے کہ جب تو عورت کا اکرام کریگا تو وہ تجکو ذلیل وخوار رکھے گی جب تو اوسکی اہانت کریگا تو وہ تیرا وقار رکھیگی کوئی آدمی اس قوم سے کبھی اظہار محبت نہ کرے انکے نزدیک ساری محبت یہ ہے کہ زبان سے دوستی جتائے چاہے دلمین دشمنی ہی کیون نہو کسی کے دلمین کتنی ہی محبت اونکی کیون نہو اونکو یقین نہین آتا جھوٹ بولنے سے بہت خوش ہوتی ہین سچ کہنے سے نہایت ناخوش ہوتی ہین انکا پھانسنا فاسقونکو یون آسان ہوگیا ہے کہ پیغام سلام تعشق کا کیا رقعے پرچے جوش محبت کے لکھے ماں بہن یا کسی اور کو کٹنا پن کے لئے بھیجے یا چھپی چوری سے اگر کسی جگہہ سامنا ہوگیا تو بالکل جان نثاری اپنی ثابت کردی عورت فی الفور اسدم مین آکر سبز باغ کی سیر کرکے اگلے یار یا شوہر سے بیزار ہو جالتی ہے آسکی آشنا بنجاتی ہے پھر جب اوسکا کام نکل گیا یار نے چندروز مزے اوڑالئے تو آخرکو وہ اوسکو یا یہ اسکو دہتا بتا تا یا بتاتی ہے اسکو چھوڑکر دوسری جگہہ ڈھب لگاتا یا لگاتی ہے کسینے سچ کہا ہے کہ عورت کے منہہ پہ اگر ناک نہوتی تو وہ گوہ کھاتی پھرتی

فائدہ اکثر آسودہ عورتونکا جو خودسر بے باک مست چالاک شہوت پرست

عیش تو ہاتھ لگتا ہے دلکا ولولہ تو بجھ جاتا ہے شوہر کرنے سے بیٹھے بٹھائے مفت
مین السبب اوسکی رنجیدگی کے دوزخ گلے بندھتی ہے خاک بھی مزا حاصل
نہین ہوتا امراء کو ایسا ہی چاہیے کہ سارے مزے پورے کرلین اسلیے کہ جب
اونکا آخرت مین کسیطرح کا حصہ نہوا تو یہانکا حصہ بھی چھوڑ دینا بالکل اونکی بیوقوفی
ہے اہل علم ودین نے دنیا کی مثال عورت سے دی ہے یعنی جسطرح دنیا کے
پھندے سے بچنا مشکل ہے اسیطرح عورت کے فتنے سے نجات نہین ہوسکتی
عورت آسودہ کتنی ہی عمر کو پہنچ جاوے کبھی اوسکو رجوع طرف خدا وآخرت
کے نہین ہوتا عیاش تھی تو عیاشی کیئے جاتی ہے ناچ گانے کا شوق تھا تو
دلمین اوسکا سمایا رہتا ہے اسیطرح دنیا بھی اپنے یارون کو مرتے دم
تک نہین چھوڑتی ہان جو آخرت کے دوست ہین اونکے پاس نہین پھٹکتی
ان عبادی لیس لک علیھم سلطان **فائدہ** مرد جسقدر بوڑھا ہوتا جاتا
ہے نورانی صورت خوشرو نظر آتا ہے عورت کی عمر جتنی بڑھتی ہے بدصورت
بدبودار ہوتی جاتی ہے بوڑھی عورت کو سوائے شوہر کے کوئی نہین پوچھتا
خواہ اوس سے کام رکھے یا نہ رکھے ہان یہ اور بات ہے کہ کوئی عورت آسودہ
اپنا مال خرچ کرکے لالچ دیکر نئے نئے یار کرتی رہے مگر پھر اون یارونکو محبت
نہین ہوتی مطلب تک آشنا ہین مگر جس مرد کے پاس ایمان ہے یا شرافت
ذات ہے اوسکی کیا شامت آئی ہے کہ وہ مال کے لالچ سے کسی ایسی عورت
سے واسطہ رکھے دنیا وآخرت مین مُنہہ کالا کرے **حدیث** شریف مین آیا ہے
کہ اللہ تعالی دن قیامت کے بوڑھے زانی زانیہ کیطرف نگاہ بھی نہ کریگا
فائدہ کبھی کوئی مرد عاقل بھی کسی عورت کی ظاہری محبت پر دھوکا کھاتا
ہے اسلیئے کہ **حدیث** شریف مین آیا ہے کہ مومن غر کریم ہوتا ہے منافق خب

تعلیم دوزسی غفر
زن دریری

یہ وہ قوم ہے کہ زنا کے لیے ہزار حیلے نکالکر اپنا کام پورا کر لی ہے گو لاکھ قیدون کے اندر کیون نہو پھر جو عورت کسیکے قید نکاح مین نہین ہے یا ہے مگر کسیدطرح کا غرہ رکھتی ہے تو اوسکا شوہر اوسکے قید مین ہوتا ہے کتاب اغاثۃ اللہفان وکتاب الدار والدوار مین مذمت عشق کی قرآن وحدیث سے ثابت کی ہے عشاق کو مشرک وکافر ٹھہرایا ہے عشق کو مطابق تحقیق اطبا و حکما کے مرض وسقم بتایا ہے تجربے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ ایسی عورتین جو عشق بازی کرتی ہین اکثر انہین متلون مزاج سوداوی طبیعت ہوتی ہین انکے دماغ مین ہمیشہ خلل رہتا ہے حرکات وسکنات وکلمات مجنونہ انسے صادر ہوا کرتے ہین مگر جسکو خدا بچاوے **فائدہ** سب سے زیادہ حیا وشرم کا حکم عورت کے لیے ہے اسلیے کہ وہ سر سے پاؤن تک ستر ہوتی ہے اوسکو اجنبی مرد عورت کیطرف دیکھنا یا غیر محرم کے پاس بیٹھنا یا بدکار عورتون کو اپنے پاس جانے رکھنا حرام ہے مگر جو عورت شامت اعمال سے بیحیا ہو جاتی ہے تو اوسکو پھر کسی بات کی پروا نہین رہتی کہو تو وہ سب کے سامنے ننگی ہو جاوے محفل مین ناچے سر وسینہ کے کھلے رہنے یا کسی کی اوسپر نظر پڑنے کی تو کچھ ہستی ہی نہین ہے طرفہ تر یہ ہے کہ اگر شوہر اوس سے اختلاط کرنا چاہتا ہے تو سو نخرے کرتی ہے جب اوسکا جی کسی سے خوش ہوتا ہے تو پھر زبردستی مرد کو پکڑتی ہے اس لیے اعتنائی سے مرد کی خواہش مین فرق آجاتا ہے رگ کثیر تا مرد کیطرح ہو جاتا ہے ایسی عورت کا گذر اوس مرد سے ہو سکتا ہے جو حیوان مطلق ہو کیتنا ہی رہنے وہ اسکو کیسے جاوے بیغیرت ہو کسی طعن لعن کا اوسکے دل پر اثر نہو

ف
باحیا ہونا عورت کا

فصل

ف
صبر بر نکاح

اللہ تعالی کیطرف سے ایک امتحان ایمان وصبر کا حق مین مردون کے یہ بھی ہے کہ اونکو نکاح کرنیکا حکم دیا ہے تاکہ عورتون کے جفا وجور پر صبر کرین صبر کا اجر بحساب ہوتا ہے اللہ تعالی ہمراہ صبر کرنیوالون کے رہتا ہے اسلیے چارنا چار مردون کو

ہوتی ہین راتدن ولکی خواہشین پوری کرتی ہین عشق بازیکا چرچا اپنے حسن و
جمال کا تذکرہ کہتی ہین یہی حال ہے کہ شوہر سے بھی اسی بات کی طالب رہتی ہین
کہ وہ بھی راتدن مثل پروانے کے ہمارے شمع حسن پر فدا رہے نہ خدا سے کام رکھے
نہ بندونسے ہمین کو دیکھا کرے ہمارا عشق ہردم ظاہر کیا کرے اگر ایسا نہ کریگا تو
وہ ہمارا چاہنے والا نہین ہے ہم کسی اور کو اپنا عاشق بناوین گی جو ہماری
ہر حرکت وسکونکا مداح ہوگا ہمارے ہر ناز وکرشمہ پر جان فدا کریگا مگر ایسا آدمی
ملنا مشکل ہے سوائے کسی کافر بدمست کے کسی مسلمان سے یہ برتاو نہین ہوسکتا ہے
اسلیے حدیث شریف مین آیا ہے کہ مردونمین تو بہت لوگ کامل ہوئے مگر عورتون
مین چار ہی عورتین کامل ہوئین پھر اونکے نام بتائے مگر اونکے سوا اونسے درجے
مین کم اور بھی بہت عورتین اس امت مین ہوئی ہین جنکا حال کتابونمین لکھا ہے
خصوصًا صحابیات وتابعیات وتبع تابعیات جنکی گنتی لاکھون سے زیادہ ہوتی ہے
اور ہمیشہ کچھ کچھ عورتین خاندان علم وشرافت ودین کی بسبب فیض صحبت نیک
کے اچھی ہوجاتی ہین مگر عمومًا حال اکثر عورتونکا یہی ہے جو اوپر گذرا اونکیلیے
ایک یہی حدیث کافی ہے کہ حفت النار بالشہوات وحفت الجنۃ بالمکاره

فائدہ سب سے پہلے جس نے شرک کیا عورت ہے سب سے پہلے جس نے مرد کو
دھوکا دیا عورت ہے سب سے پہلے جس نے شوہر کی خیانت کی عورت ہے سب سے
پہلے جسنے راز شوہر کو فاش کیا عورت ہے سب سے پہلے جسنے عشقبازی نکالی
عورت ہے وہ عورت عاشقہ اوسوقت کافرہ تھی قوم ہنود مین اب بھی بیان
عشق کا شعر شاعری مین طرف سے عورت کے ہوتا ہے عورت شوہر کیلیے ستی
ہوجاتی ہے سب سے زیادہ مکروفریب مین یہی عورتین ہین انکے سامنے شیطان کا
مکر بھی ضعیف ہے ہمارے دانش مین کچھ چلتا اس گروہ خباثت پژوہ کے لکھی ہوئی

اسباب کو حدیث ابن مسعود مین آیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا اے
گروہ جوانون کے جسکو تم مین طاقت جماع و مہر و نان و نفقہ کی ہو وہ بیاہ کرے
کہ اسمین بچاؤ آنکھ کا او ر نگہبانی شرمگاہ کی ہے اور جسکو یہ طاقت نہو وہ روزہ
رکھے کہ یہ اوسکے لئے خصی ہونا ہے یعنی بسبب روزہ کے شہوت ٹوٹ جاویگی
متفق علیہ معقل بن یسار کہتے ہین کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے تم بیاہ
کرو جننے والی دوست رکھنے والی عورت سے مین بڑا چاہتا ہون اوستونپر
اسکو ابو داؤد و نسائی نے روایت کیا ہے جنا او ر چاہنا عورت کا یون معلوم
ہوتا ہے کہ اوس گھرانے کی اکثر عورتین اس قسم کی ہون یہ بات غریب مسلمانونمین
زیادہ ہوتی ہے امرا و رؤسا کے گھر اکثر اولاد نہین ہوتی یا کم ہوتی ہے بادشاہزادیں
اسی تمنا مین مر جاتے ہین اونکے خاندان کی عورتین اکثر فاسق فاجر خود غرض
شہوت پرست بد عقیدہ بد عمل بے مروت بے وفا ہوتی ہین محبت سے اونکو کچھ
کام نہین ہوتا اسیلئے دوسری حدیث مین مال و جمال و حسب کے سببسے
نکاح کرنیکو برا کہا ہے و دیندار عورت سے نکاح کرنیکا حکم دیا ہے پھر یہ فرمایا کہ اگر
تو دیندار سے نکاح نہ کرے تو تجھپر خاک پڑے یہ بددعا ہے رسول خدا صلعم کی اون
لوگونکے حقمین جو مال و جمال و حسب کو دین پر ترجیح دیتے ہین یہ ترجیح اسطرح
ہوتی ہے کہ مرد عمداً یہ کام کرے اور اگر کوئی عورت کسی نیک مرد کو کسی حکمت یا حکومت
سے مجبور کرکے اپنے دام مال یا جمال مین پھانس لے تو خدا سے امید ہے کہ وہ اس بددعا مین
داخل نہوگا ایک روایت مین آیا ہے کہ کالی عورت جننے والی بہتر ہے خوبصورت
بانجھ سے بڑی اچھی عورت برکت مین وہ ہے جسکا منہہ اچھا ہو مہر سستا ہو
یہ بھی فرمایا ہے کہ شوم یعنی نحوست عورت مین گھر مین گھوڑے مین ہوتی ہے
یہ حدیث متفق علیہ ہے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیگئی ہے عورت کی نحوست

انہین نکمیختون کے ساتھ بسر کرنا پڑتا ہے اگر نکاح نکرین تو زنا مین پھنستے ہین اسلیے
واسطے حفظ نفس کے گناہ زنا سے حکم نکاح کرنیکا دیا گیا ہے عورتون کی نافرمانی کجروی پر
صبر کرنی کی ہدایت فرمائی ہے عورتین شوہرونکا حق تلف کرکے نافرمان ہوکر
جہنم کا استحقاق حاصل کرلیتی ہین شوہر صبر شکر کرکے مستحق جنت کے ہوجاتے ہین
بی بیون کے کفر و شرک و فسق و فجور سے انکا کچھ نقصان آخرت نہین ہوتا جبکہ اونکو
احکام اسلام پر واقف کردیتے ہین حلال حرام بتادیتے ہین بلکہ مسلمان مرد کو یہودی
نصرانی مجوسی عورت سے بھی نکاح کرنا درست ہے وہ اپنے مذہب پر رہے شوہر
اپنے مذہب پر عیسی بدین خود موسی بدین خود اگر یہ بات نہوتی تو سارے مرد
ہاتھ سے ان عورتون کے ہلاک ہوجاتے مقصود شرع کا نکاح سے یہ ہے کہ اولاد پیدا ہو
اسلیے ایک مرد کو چار نکاح درست ہین لونڈیان شرعی جتنی ہون سب حلال ہین
کبھی بدعہد عورتونسے نیک اولاد بھی پیدا ہوسکتی ہے جسطرح نیک مرد سے بد اولاد پیدا
ہوتی ہے نیکبختی بدبختی تقدیر سے ہے ماں باپ کی نیکی بدی پر کچھ موقوف نہین ہے
یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی نکاح کرنیکا حکم خاص قرآن حدیث
مین آیا ہے اللہ تعالی نے فرمایا فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث
ورباع تم نکاح کرو جو تمکو پسند آوین دو تین چار وقال تعالی وانکحوا
الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم تم نکاح کرو رانڈون
اور نیک لونڈی غلامونکا۔ جو لوگ اپنے گھر کی رانڈونکا نکاح نہین کردیتے وہ
اون رانڈونکو حرامکار بناتے ہین نکاح بیوہ کا حکم سنکر انکار وعار کرنا کفر ہے ادھر
تو خود کافرونکی طرح ہوجاتے ہین ادھر اون کے زنا کا وبال بھی اپنے ذمہ لیتے ہین
وقال تعالی لا جناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبۃ النساء او اکننتم فی
انفسکم تمپر کچھ گناہ نہین اگر اشارہ کیا تمنے منگنی کا کسی عورت سے یا دلمین رکھا

نزدیک کے ہون یا دور کے وہ سب نکاح کے سبب سے ہوتے ہین اگر نکاح مشروع نہوتا تو کوئی رشتہ کسیکا کسی سے نہوتا دیکھو حرامی بچا مانکا ہوتا ہے نہ اوسکا جسکے نطفے سے پیدا ہوا ہے اصل مین وہ زانی اوسکا باپ ہے مگر خدا و رسول نے اوسکو محروم کردیا اسکو اوسکا بچا نہ ٹھہرایا نہ کوئی رشتہ درمیان اوس بچے اور اوس زانی کے مقرر کیا شوہر سے گو اولاد نہو مگر جبکہ یہ عورت اوسکے عصمت مین آئی تو سارے حقوق شوہریت کے اوسپر واجب ہوگئے اگر ایماندار ی سے شوہر کی ماتحتی مین مرجاویگی تو قیامت مین اوسکی جورو ٹھہریگی ورنہ جہنم مین ہمراہ یار و نکے ہوگی کچھ اولاد نہونے سے یہ رشتہ ٹوٹ نہین جاتا نہ کوئی حق شوہر کا مٹ جاتا ہے ہان طلاق ہوجانے سے قطع علاقہ ہوجاتا ہے خواہ اولاد ہو یا نہو تو مرد کو طلاق دینا درست ہے اگرچہ نزدیک خدا کے مبغوض ہے عورت کا بے سبب طلاق لینا حرام ہے جو عورت زبردستی بلا کسی وجہ شرعی صحیح کے شوہر سے طلاق مانگتی یا لیتی ہے تو وہ طلاق نہین ہوتی اوسکے بعد یاری کرنیکا تو کیا ذکر ہے اگر نکاح بھی کرلیتی ہے تو زانیہ ٹھہرتی ہے ایسی عورت پر جنت کی ہوا تک حرام ہے بہشت مین جانیکا تو کیا ذکر ہے یہ کیا بھی آسودہ گھر و نمین سب جگہہ سے زیادہ موجود رہتی ہے اسلیئے ایسی عورتو نسے نکاح کرنیکو بُرا کہا ہے دیندار عورت سے نکاح کرنیکی ترغیب دی ہے **حکایت** شہر مَرو کے قاضی نوح بن مریم نے چاہا کہ اپنی بیٹی کا نکاح کسی سے کردین ایک مجوسی یعنی پارسی اونکا ہمسایہ تھا اوس سے مشورہ پوچھا کہ کہو یار اسکا نکاح کس سے کرین اوس نے کہا سبحان اللہ لوگ تو تمسے فتویٰ لیتے ہین تم مجھ سے مشورہ پوچھتے ہو فتویٰ لیتے ہو کہا نہین تم ضرور مشورہ دو اوس پارسی نے کہا ہمارا رئیس کسریٰ مال کو اختیار کرتا تھا روم کا رئیس قیصر حسب نسب دیکھتا تھا تمھارے رئیس محمد صلعم دین کو پسند کرتے تھے

یہ ہے کہ بیگانہ جنکے مہر بھاری ہو بد خلق بد زبان ہو آسودگی شوہر کی مبدل بمحتاجی
ہو جاوے نیکنامی شوہر کی بدنامی سے بدل جاوے یہ وصف آسودہ عورتون مین
سب سے زیادہ ہوتا ہے انکی اولاد بھی کم ہوتی ہے یا نہین ہوتی انکا مہر ہزارون
لاکھون کروڑونکا باندہا جاتا ہے مبارک وہ عورت ہوتی ہے جسکے سبب سے شوہر کو
آسودگی حاصل ہو محتاجی دور ہوکر فراغت ملے بدخلقی کا یہ حال ہوتا ہے کہ شوہر کو
برابر ایک نفر کے بھی نہین سمجھتین گو کیسا ہی عالی رتبہ دین مین یا دنیا مین کیون
نہو پھر جو شوہر ایسا ہے کہ اصل مین غریب محتاج تھا اوسکے طفیل مین اوسکو کچھ
ثروت ہوگیی تھی تو اوسکی تو کچھ بھی ہستی نہین ہوتی اوس سے زیادہ وہ لونڈی
غلام ہوتے ہین جنکی معرفت کسی سے یاری آشنائی ہو چکی ہے ایسی عورتون
کے نزدیک خوش خلقی اسکا نام ہے کہ ہر مرد عورت سے ہنسی ٹھٹھا دل لگی کرین
حالانکہ یہ صریح فسق ہے معہذا شوہر سے ترشروئی کرین اوسکی ہر بات کو طعن
سمجھین اسکو خوش خلقی ٹھہرایا ہے حالانکہ خوش خلقی کے یہ معنی ہین کہ عورت
کبائر سے بچے عفت و عصمت مین مبالغہ کرے جس مرد عورت اجنبی کے سامنے
آنے سے نظر کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے جس طرح کی محفل کرنا ناجائز ہے
جو کھیل تماشا حرام یا مکروہ ہے اوس سے جدا رہے شوہر کو جہانتک ہوسکے
راضی رکھے اوسکے سامنے ناک منہہ نہ چڑہائے اوس سے ہنسکر پیار سے بات کرے
جب وہ بلائے سلائے انکار نہ کرے اوسکو رنج نہ دے نیک کام مین اوسکی مددگار
رہے اوسکے غم کو دور کرے اوسکی رضامندی کو موجب مغفرت و حصول جنت کا
سمجھے اوسکی رنجیدگی و ناراضگی کو سبب دخول جہنم کا جانے حدیث مین آیا ہے
کہ شوہر بی بی کے لیے جنت و دوزخ ہے عورت کے حق مین کسی رشتہ دار کا وہ مرتبہ
نہین ہے جو مرتبہ شوہر کا ہوتا ہے حتی کہ ماں باپ کا بھی دنیا مین جتنے رشتے ہین

داود علیہ السلام سے نکاح کرنیکا مشورہ لیا کہا سلیمان علیہ السلام سے پوچھ پھر مجھ سے
کہو وہ سات برس کے بچے تھے لڑکون کے ساتھ کھیل رہے تھے ایک چوب پر سوار
تھے اوس نے جاکر اون سے پوچھا کہا زر سرخ یا سیم سفید کو اختیار کر گھوڑے سے
بچ کہین بچلکہ ضرر نہ پہنچاوے وہ آدمی کچھہ نہ سمجھا کہ یہ کیا کہا داود علیہ السلام سے
ذکر کیا فرمایا زر سرخ سے مراد کواری عورت ہے سیم سفید سے مراد بیاہی ہوئی
عورت ہے انکے سوا جو عورت ہے وہ مثل اسپ بدلگام ہوتی ہے بعض روایات
مین آیا ہے کہ تم اپنے نطفے کیلئے اچھی جگہہ دیکھو خیال کرو اپنی اولاد کو کس جگہہ
رگ اپنا اثر دکھاتی ہے یعنی جس کسی کے اصل مین کسی لپشت مین کچھہ بھی فساد
نسب یا فسق وفجور ہوتا ہے تو ضرور ہی اوسکا اثر عورت مین آتا ہے ایسی عورت
سے بچنا چاہئے معلوم ہوا کہ جس خاندان مین فسق موروثی چلا آتا ہے حقوق
شوہر کے ضایع کرنا خدا سے نڈر یا دین کا برباد کرنا دستور ہے اوس جگہہ ہرگز رشتہ داری
نہ کرے اوس جگہہ کے لایق وہی بہائم سیرت وحوش سررت لوگ ہین جو مثل اونکے
ہوتے ہین الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات **فائدہ**
اس باتکا تجربہ ہر عقلمند بیدار مغز ہوشیار دلکو حاصل ہے کہ جب میان بی بی
مین سے ایک فاسق ایک صالح ہوگا تو ہرگز اون دونون کے بیچ مین موافقت
نہ رہیگی وہ اپنی صلاح کیطرف جھکیگا یہ اپنے فسق کیطرف جھکیگی باہم مرد وعورت
کے جب ہی اچھا برتاؤ ہوتا ہے کہ دونون فاسق فاجر ہون ادھر میان زنا کرتے ہین
ادھر بی بی یار آشنا رکھین یا دونون صالح ہون جسطرح میان زنا نہین کرتے
اسیطرح بی بی کو بھی غیرت وشرم ہو **فائدہ** بعض روایات مین آیا ہے
کہ خضرا دمن سے بچو پوچھا کہ خضرا دمن کیا ہے کہا خوبصورت عورت ہے
جو بری جگہہ سے اوگی دمن کہتے ہین گھوڑی کو جہان گوہ موت کوڑا کرکٹ ملوہ

اب تم انمین سے جسکی پیروی کرنا پسند کرو اوسکو اختیار کرو معلوم ہوا کہ ہمارے
دین مین مال جمال حسب کچھ چیز نہین ہے ان سب پر دینداری کو ترجیح دینی چاہیے
حکایت ایک شخص نے حسن بصری سے کہا میری ایک لڑکی ہے تم بتاؤ کسکے
ساتھ اوسکا بیاہ کرون کہا اوس شخص سے نکاح کر جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اگر
اوس لڑکی کو چاہیگا تو اوسکا اکرام کریگا اگر دشمن رکھیگا تو اوسپر ظلم نہ کریگا معلوم
ہوا کہ دیندار کو بیٹی دینے مین ہر طرحکا فائدہ ہے خواہ شوہر اوسکو چاہے یا
نچاہے فاسق فاجر بددین بدعتی مشرک کو بیٹی دینے مین سراسر نقصان ہے
اگر ناپسند ہوئی تو ظلم کریگا نان نفقہ مہر وغیرہ نہ دیگا جاہل ہے تو لٹکا رکھیگا ملیگا ن
نہ چھوڑیگا نہ کوئی حق اوسکا ادا کریگا **حکایت** ایک حکیم سے کسی نے کہا فلان
شخص نے فلان عورت سے منگنی کی ہے پیغام نکاح دیا ہے پوچھا وہ عقل و دین
مین بھرپور ہے کہا ہان کہا بہتر ہے اوس سے بیاہ کرو معلوم ہوا کہ عورت کے
حقمین وہ مرد اچھا ہے جو عقل و دین دونون رکھتا ہو احمق جاہل بددین شوہر
اچھا نہین ہوتا **فائدہ** کواری لڑکی سے نکاح کرنا مستحب ہے اوسکا دہن خوشبودار
ہوتا ہے اوسکا رحم صاف ستھرا ہوتا ہے وہ تھوڑی چیز پر خوش ہو جاتی ہے یہ مضمون
حدیث عویم بن ساعدہ مین مرفوعاً آیا ہے مگر بجائے خوشبوداری کے شیرین دہن
فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے جابر سے پوچھا تھا کہ تمنے کواری سے نکاح کیا ہے یا بیاہی
سے جابر نے کہا بیاہی سے فرمایا کواری سے کیون نہ کیا کہ تو اوس سے کھیلتا وہ
تجھ سے کھیلتی متفق علیہ اس حدیث سے ترجیح کواری کی بیاہی پر ثابت ہوئی
ایک بات کواری مین یہ بھی ہوتی ہے کہ اوسکو جس راہ نیک پر لگاؤ لگ سکتی ہے
بخلاف بیاہی کے کہ وہ آزمودہ کار ہوتی ہے نافرمانی کرتی ہے دوسرے شوہر کو
کیسا ہی اچھا کیون نہو پسند نہین کرتی الا ماشاء اللہ **حکایت** ایک آدمی نے

اولاد ذکور نہوئی لڑکیان ہوئین اونھون نے بھی اسباب فسق مین مردون کے
کان کترے حیا و شرم کو بالاے طاق رکھدیا دین کو جواب صاف دیدیا بھولے
سے یاد ہوکے سے اگر کسی فعل بد سے توبہ بھی کرلی تو پھر اوسکا اپنا او اسوان
روح ہوگیا سخت ندامت و رنج گلے پڑا کہ یہ کیا بیوقوفی کی حرکت ہوئی کہ
ہمنے توبہ کرلی عیش مین خلل ڈالا شراب چھوڑکر اپنی تندرستی مین نقصان کیا
ہے ع بازہواے چمنم آرزوست ۞ نشۂ جوانی مین اگر یہ خیالات فاسد ہوتے
تو بھی برے تھے تماشا تو یہ ہے کہ جتنی عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے عیش جوانی
کی ہوس شہوت رانی کی طمع بڑہتی جاتی ہے ع آخر عمر من و اول بیماری
دل ۞ **فائدہ** مستطرف مین لکھا ہے کہ سارا عیش اسباب پر موقوف ہے
کہ جورو نیک خصلت ملے ساری بلا یہ ہے کہ جورو بدکردار ہاتھ لگے جس سے
نہ دل خوش ہو نہ آنکھ ٹھنڈی **حکمت سلیمان** علیہ السلام مین لکھا ہے
کہ عورت عقلمند شوہر کے گھر کو آباد کردیتی ہے عورت احمق گھر کو ڈہاتی ہے۔

حکایت عمرو کندی نے جب ام ایاس دختر عوف شیبانی سے نکاح کیا
تو لڑکی کی ماں نے رخصت کے دن اپنی بیٹی کو یہ وصیت و نصیحت کی کہ اے
بیٹی آج تو اوس گھر کو چھوڑتی ہے جہان پیدا ہوئی تھی اور اوس گھونسلے کو
ترک کرتی ہے جہان ابتک رہی سہی تھی ایسے شخص کے پاس جاتی ہے جسکو
تونے کبھی نہین پہچانا ایسے ہمنشین سے تجکو کام پڑتا ہے جس سے کبھی راہ
و رسم الفت نتھی تجکو چاہیے کہ تو اوسکی لونڈی بنجا وہ تیرا غلام ہوجاویگا دس
باتین کر وہ تیرے لئے ذخیرہ ہوگا ایک رضا با قناعت دوسری سمع با طاعت
تیسری دیکھتی رہنا اوسکی نگاہ کا کہ تجھپر بے موقع اوسکی نگاہ نہ پڑے چوتھی
حفظ اوسکے ناک کا کہ وہ تجھہ سے سوا خوشبو کے بدبو نہ سونگھے پانچوین چھپنا

نصیحت مادر بدختر

جمع ہوتا ہے خضرا کہتے ہین سبزہ کو سو یہ سبزہ اگرچہ خوشنما نظر آتا ہے ولکو بھاتا ہے
مگر نجاست کی جگہہ پر اُگا ہے اسلیئے کسی کام کا نہین ہے اسیطرح جو عورتین ظاہر
مین خوش صورت حسین جمیل نظر آتی ہین مگر برے گھرانے کی ہین نہ نسب
درست نہ حسب موجود یا آغا نذان فسق وفجور وشیطنت وظلم کی ہین اونسے ہرگز
نکاح نہ کرے وہ درحقیقت سبزۂ نجاست گاہ ہین اونکی نجاست بخوبی اوس
شخص مین اثر کریگی اسکو بھی فاسق فاجر بددین عیاش بے حیا بے غیرت بنائیگی
اگر اولاد پیدا ہوئی تو وہ بھی اوسی رنگ ڈہنگ کی ہوگی اللّٰھم احفظنا

واول خبث الماء خبث ترابه * واول خبث القوم خبث
المناکح * یعنی پہلی خباثت پانی کی یہ ہے کہ اوسکی مٹی جہان وہ پانی ہے نجبث
ہوا اور پہلی خباثت قوم کی خباثت نکاح کی ہے یعنی ایسی جگہہ بیاہ کیا ہے جہان
خباثت تھی **حکایت** جعفر بن سلیمان ایکدن اپنی اولاد پر خفا ہوئے کہ یہ
ویسے نہین ہین جیسا مین چاہتا تھا یعنی نالائق ہین اونکے بیٹے احمد بن
جعفر نے کہا تمنے مکہ مدینہ کی فاسق عورتون کو اختیار کیا حجاز کی کنیزونکو
رکھا تمھارا نطفہ انہین کے اندام سے نکلا پھر تم چاہتے ہو کہ اولاد شریف ونجیب
ہو ہم ویسے نہون جیسے حجاز کی لگائیان ہین تو پھر کیا ہون تمنے وہ کام کیون
نکیا جو تمھارے باپ نے کیا تھا کہ عمدہ سے عمدہ عقل ودین کے گھرانے کی عورتین
اختیار کی تھین مین کہتا ہون کہ یہ جواب نہایت سچا وشایستہ ہے امرا ورؤسا
نے جب سے حفظ نسب چھوڑ دیا ہر طرح کی عورتین بری گھرونکی جمع کرلین خواہ
نکاح سے یا بے نکاح تب سے ساری اولاد اونکی خراب ہوگئی لُچّے لفنگے شہدے
حرامزادے بددین بدصورت بدسیرت جاہل پیدا ہونے لگے پھر مفت کا مال
ہاتھ لگا کھل کھیلے خوب ہی دھوم دھام فسق وفجور کی مچائی یہانتک کہ جس خاندان مین

انکے گھر و نیر ہوا ایک دروازہ پر ایک بوڑہیا بیٹھی تھی اوسکے پاس ایک لڑکی
تھی مین نے کبھی ایسی خوبصورت لڑکی نہین دیکھی تھی پیاس نتھی مگر مین نے
اوسکے پاس جاکر پانی مانگا بڑہیا نے کہا کیا پیا چاہتے ہو مین نے کہا جو میسر آجاوے
لڑکی سے کہا جا دودہ لے آ یہ شخص مسافر معلوم ہوتا ہے مین نے پوچھا یہ لڑکی
کون ہے کہا جریر کی بیٹی زینب نام قبیلہ بنی حنظلہ کی ہے مین نے کہا فارغ
ہے یا مشغول کہا فارغ ہے پوچھا تم اسکا بیاہ مجہہ سے کرسکتی ہو کہا ہان اگر تم
اوسکے کفو ہوگے مین وہان سے چلکر گھر آیا کہ دوپہر کو ذرا سا سو رہون مگر نیند نہ آئی
نماز ظہر پڑھکر دو ایک عرب اشراف کو ہمراہ لیکے پاس عم دختر کے گیا اوس نے میرا
استقبال کیا پوچھا کدھر تشریف لائے مین نے کہا تمہاری بھتیجی زینب سے نکاح
کرنا چاہتا ہون کہا بہتر پھر اوس سے نکاح کردیا جب نکاح ہو گیا تو مین اپنے
جی مین پشیمان ہوا کہ یہ کیا کام مین نے کیا بنی تمیم کی عورتین تو سخت دل
ہوتی ہین ارادہ کیا کہ طلاق دیدون پھر کہا کہ ایکبار مل لون دیکھون کیا حال
ہے اگر پسند آئی تو خیر ورنہ پھر چھوڑ دونگا غرضکہ جب سسرال کی عورتون نے اوسکو
رخصت کرکے میرے گھر مین بھیجدیا تو مین نے کہا سنت یہ ہے کہ جب بی بی گھر
مین آوے تو مرد دو رکعت نماز پڑہے اللہ تعالی سے اوسکی خیر چاہے اوسکے شر سے
پناہ مانگے جب مین وضو کو بیٹھا وہ بھی وضو کرنے لگی جب مین نے نماز پڑھی اسنے بھی نماز پڑھی
پھر اوسکی چھوکریون نے آنکر میرے کپڑے اوتارے مجکو ایک زعفرانی رنگا ہوا کپڑا
پہنا دیا جب مین اوسکے ساتھہ اکیلا ہوا ہاتھہ بڑہانا چاہا تو اوس نے کہا ذرا ٹھہرو
پھر ایک خطبہ پڑہا جسکا مضمون بعد حمد و نعت کے یہ ہے کہ مین ایک عورت غریب
ہون مین نہین جانتی کہ تمہارے اخلاق کیسے ہین اسلئے تم مجہہ سے کہدو کہ
تمکو کیا بات پسند ہے کیا ناپسند ہے تاکہ مین تمہارے پسند کا کام کرون ناخوشی کی

رکھنا اوسکے کھانے سونیکے وقت کا کیونکہ بھوک سے آگ بھڑکتی ہے نیند مین
خلل آنے سے غصہ بڑھتا ہے ساتوین آٹھوین حفاظت کرنا اوسکی چیز بست کا
رعایت رکھنا اوسکے حشم و خدم و عیال کا نوین دسوین نافرمانی نہ کرنا کسی
کام مین فاش نہ کرنا اوسکے بھید کا کیونکہ جب تو اوسکے حکم کو نہ مانیگی تو اوسکے
سینے مین غصہ کی بھڑک پیدا ہوگی جب تو اوسکے راز کو فاش کریگی تو اوسکے
بدعہدی سے پھر تجکو امن نہ رہیگا خبردار یہ کبھی نہ کیجو کہ جسوقت وہ غم مین ہو
تو اوسکے سامنے ہشاش بشاش بنکر بیٹھے جب وہ خوش ہو تو اوسکے روبرو
رنجیدہ صورت فکرمند شکل ہو کر آوے اوس لڑکی نے یہ ساری وصیت
اپنی مانکی قبول کی اللہ تعالی نے اوسکو نہایت شریف نجیب نامور بیٹا
کیا یا آرام رکھا اوسکے پیٹ سے حارث بن عمر و امرئ القیس بادشاہ کے
پیدا ہوئے سبحان اللہ یہ بی بی خدا جانے کہان کی عقل کامل لائی تھی اس
وصیت مین وہ عمدہ باتین بتائی ہین کہ آب زر سے لکھی جاوین تو بھی
حق اونکی قدر شناسی کا ادا ہو جو عورت اسطرح کا برتاؤ شوہر سے رکھیگی
وہ ہمیشہ عیش و راحت پائیگی جو اسکے خلاف کریگی وہ شوہر کو اپنا دشمن بنالیگی
اکثر یہی ہوتا ہے کہ شوہر تو رنجیدہ ہوتا ہے مگر یہ اوسکی روبرو خوب بن ٹھنکر
آتی ہین جب وہ بشاش ہوتا ہے تو یہ اوسکو دو چار باتین ایسی سناتی
ہین کہ ساری خوشی اوسکی خاک مین ملجاتی ہے ؛

فصل

ہیثم بن عدی طائی نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ شعبی نے کہا شریح سے ملاقات
ہوئی مجھسے کہا تم بیاہ کرو تو بنی تمیم کی عورتون سے کرو یہ نہایت عقلمند ہوتی ہین
مین نے کہا تم نے اونکی کیا عقلمندی دیکھی ہے کہا ایک جنازہ سے پھر کر میرا گذر

فصل بیان زن نیک

اگر تمھاری خوشی ہو مین نے کہا ہان تم ہر سال ایکبار آیا کرو اور اسیطرح کی نصیحت وصیت
کر جایا کرو غرضکہ بنیل برس تک مین نے اوس بی بی سے کوئی ایسی بات نہ دیکھی
جسپر عیب لگاؤن میرے ہمسایگی مین ایک مرد کنڈی تھا وہ اپنی جورو کو ہمیشہ
ٹھونکتا پیٹتا رہتا انتہی یہ حکایت کیا ہے سراسر نصیحت ہے **حکایت زن**
بی وفا حیاۃ الحیوان مین لکھا ہے کہ تاریخ و سیر والون نے ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل مین
بزمانہ عیسی بن مریم علیہما السلام ایک مرد اسحق نام تھا اوسکے چچا کی بیٹی سارے
اہل زمانہ مین نہایت جمیل تھی وہ اوسپر فریفتہ تھا اتفاقاً وہ مرگئی یہ اوسکی قبر پر بیٹھ رہا
ایک مدت تک بیٹھا رہا اوسکا جی کسیطرح اوسکی زیارت سے بھرتا نہ تھا ۵ غم کھاتا ہون
لکن میری نیت نہین بھرتی + کیا غم ہے مزیکا کہ طبیعت نہین بھرتی ؛ ایکدن
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اوسطرف سے گذر ہوا دیکھا کہ وہ شخص اوسکی قبر پر
بیٹھا ہوا رو رہا ہے کہا تو کیون روتا ہے ای اسحق کہا اے روح اللہ میرے چچا کی
بیٹی میری بی بی تھی مین اوسکو بہت چاہتا تھا وہ مرگئی یہ اوسکی قبر ہے مجکو
اوس سے صبر نہین آتا اوسکے فراق نے مجکو مار رکھا ہے ۵ مت چھیڑ کہ یار سے
جدا ہون ؛ اے مرگ مین آپ ہی مر رہا ہون ؛ عیسی نے فرمایا تو چاہتا ہے
کہ مین اوسکو اللہ کے حکم سے زندہ کر دون کہا ہان اے روح اللہ عیسی نے
قبر پر کھڑے ہو کر کہا کھڑا ہو جاے قبر والی اللہ کے حکم سے وہ قبر پھٹ گئی اوسمین
سے ایک کالا آدمی باہر نکلا جسکے نتھنون اور آنکھون اور منافذ وجہ سے آگ نکلتی تھی
وہ کہنے لگا لا الہ الا اللہ عیسی روح اللہ و کلمتہ و عبدہ و رسولہ
اسحق نے کہا اے روح اللہ یہ وہ قبر نہین ہے جسمین میری بی بی ہے وہ قبر تو
یہ ہے ایک اور قبر کیطرف اشارہ کیا عیسی نے اوس سیاہ مرد سے کہا تو جاجس
حال مین ہے وہ مر کر پڑا اوسکو قبر مین چھپا دیا پھر دوسری قبر پر کھڑے ہو کر

بات سے بچون اسلئے کہ تمھارا بیاہ تمھاری قوم مین اور میرا بیاہ میری قوم مین ہو سکتا تھا لکن جب اللہ کسی امر کا حکم فرماتا ہے تو اوسیطرح ہوتا ہے آپ تم میرے مالک ہوئے تو جو حکم خدا کا ہے وہ کرو مجکو اچھی طرح رکھو یا احسان کے ساتھ رخصت کرو واقول قولی ھذا واستغفر اللہ العظیم لی ولک ولجمیع المسلمین شریح کہتے ہین اوسوقت پھر مجکو بھی خطبہ پڑہنا پڑا مین نے بعد حمد و نعت کے یہ کہا کہ سنو بی بی جو بات تمنے کہی ہے اگر تم اوسپر قائم رہوگی تو مین خوش رہونگا اور جو تمنے خلاف اوسکے کیا تو تمپر حجت قائم ہوئی مین فلان کام پسند کرتا ہون فلان ناپسند تم جو بات میری اچھی دیکھو اوسکو مشہور کرنا جو بات میری بُری دیکھو اوسکو چھپانا اوس نے کہا بھلا سسرال والون سے ملنا جلنا چاہتے ہو مین نے کہا مین نہین چاہتا کہ سسرال والے مجکو آکر گھیر لین کہا تمھارے ہمسایون مین تمکو کسکا آنا پسند ہے کسکا ناپسند ہے مین نے کہا فلان قوم کے لوگ صالح ہین فلان قوم کے لوگ بد ہین یعنی اون صلحا مین سے جو کوئی آوے مضائقہ نہین آن فاسقون کا گھر مین آنا نچاہئے پھر مین اوسکے پاس شب باش ہوا عجب مزے مین رات کٹی ایکسال تک کوئی بات خلاف مرضی ندیکھی سال بھر کے بعد جب مجلس قضا سے پھر کر گھر آیا دیکھا کہ ایک بوڑہیا بیٹھی ہوئی امر و نہی کر رہی ہے مین نے کہا یہ کون ہے کہا تمھاری ساس ہے مین نے کہا مرحبا و اھلا و سھلا اوس نے کہا السلام علیک مین نے و علیک السلام کہا مجھ سے پوچھا تم نے اپنی بی بی کو کیسا پایا مین نے کہا نہایت اچھی بی بی ہے بہت موافق ہمنشین ہے تمنے اسکی بہت اچھی تعلیم کی نہایت خوب ادب سکھایا اسکے ساتھ اچھی صنعت کی جزاک اللہ خیرا کہا تمکو اگر کوئی بات اسکی بُری لگے تو کوڑے لگانا مین کہا نہین بلکہ یہ نہایت مودب مہذب ہے پوچھا مین کبھی تمسے ملنے کو آیا کرون

پھیردی مجکو جو مین نے تجکو دیا ہے وہ مر گر پڑی عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو کوئی
چاہے کہ ایسے آدمی کو دیکھے جو کافر مرا پھر اللہ نے اوسکو جلایا پھر مسلمان کرکے مارا وہ
اوس کالے مرد کو دیکھے اور جو کوئی چاہے کہ ایسی عورت کو دیکھے جو ایمان پر مری پھر
اللہ نے اوسکو زندہ کیا پھر کافر کرکے مارا وہ اس عورت کو دیکھے بعدہ اسحق اسرائیلی
نے اللہ سے عہد کیا کہ مین کبھی بیاہ نہ کرونگا اور پریشان ہوکر روتے ہوئے جنگل کا
رستہ لیا و دمیری صاحب حیاۃ الحیوان کہتے ہین و فی ھذہ الحکایۃ اعظم
عبرۃ لاولی الالباب وھی من اعجب ما یسمع فی التوفیق و الخذلان
نسأل اللہ السلامۃ وحسن الخاتمۃ بجاہ محمد و آلہ انتھی؛
بعض عورتین کہتی ہین تقدیر مین اگر مغفرت ہے تو ہوگی آدمی ساری عمر بُرے کام
کرتا ہے دوزخ ایک بالشت رہجاتی ہے قسمت مین جنت لکھی ہوتی ہے تو خاتمہ بالخیر
ہوجاتا ہے کوئی شخص ساری عمر نیک کام کرتا ہے بہشت ایک بالشت رہجاتی ہے پھر
وہ دوزخی ہوجاتا ہے یعنی ہم بہشت مین جاوینگے گو ساری عمر بُرے کام کرین یا شراب
پئین یا ناچ گانے کھیل تماشے مین رہین ہم دوزخ مین جاوینگے گو کیسے ہی اچھے کام
کیون نہ کرو بی بی صاحبہ نے یہ مسئلہ تو سنا تھا کہ خاتمہ موافق تقدیر کے ہوتا ہے مگر یہ
مسئلہ یاد نہ رکھا کہ دنیا مین پہچان دوزخی بہشتی کی یہی ہے کہ دوزخمین جانیوالا
دوزخیون کے کام کیا کرتا ہے آخر دم تک اوسی افعال بد مین پھنسا رہتا ہے بہشتی
ہے وہی کام بہشت والون کیسے ہوتے ہین حدیث شریف مین آیا ہے کل میسر لما
خلق لہ ۵ ہرکسی را بہر کارے ساختند ۔ میل اورا در دلش انداختند ۔ قرآن
شریف مین فاسقون کا ذکر کافرون کے ساتھ کیا ہے بالشت بھر کا فرق دوزخ بہشت
سے رہنا جسکا حدیث مین ذکر آیا ہے اوسکا مطلب بی بی صاحبہ نے اولٹا سمجھا اوسکا
یہ مطلب نہین ہے کہ گناہ کیے جاؤ قسمت مین بہشت ہوگی تو ضرور ہی ملیگی بلکہ

فرمایا اوٹھ کھڑا ہوا سے ساکن قبر اللہ کے اذن سے وہ عورت اوٹھ کھڑی ہوئی
اپنے منہہ سے خاک جھاڑنے لگی عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تیری بی بی یہی ہے کہا ہان
اے روح اللہ فرمایا اسکا ہاتھ پکڑکے لیجا وہ اوسکو لیکر چلا اوس مرد کو نیند آنے لگی
عورت سے کہا کہ مین تیری قبر پہ جاگتے جاگتے مرگیا مین چاہتا ہون ذرا آرام لیلون
اوس نے کہا اچھا وہ اوسکے زانو پہ سر رکھکر سو گیا ع کجا از سودۂ صندل صداع
عم بہ تواند شد ٭ علاج درد سر را زانوئے آن دلستان داند ٭ وہ سوتا تھا کہ
اتفاقاً ایک شہزادے کا گذر ہوا وہ پادشاہ زادہ نہایت حسین وجمیل اچھی شکل وصورت کا
تھا ایک عمدہ گھوڑی پہ سوار یہ عورت اوسکو دیکھکر فریفتہ ہوگئی جلدی سے اوٹھکر
اوسکے پاس گئی جب اوس نے اس عورت کو دیکھا اوسکے دلمین بھی محبت آئی عورت
نے کہا تو مجکو لیچل اوس نے عورت کو ہمراہ اپنی گھوڑی پہ سوار کرکے رستہ لیا شوہر
نے جاگ کر دیکھا نظر نہ آئی تلاش مین نکلا گھوڑے کے نشان پہ چلا دونوکو پایا شاہزادہ
سے کہا میری بی بی مجھے دے یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اوس عورت نے انکار کیا
کہا مین تو اسکی کنیز ہون شوہر نے کہا نہین بلکہ تو میری بی بی اور میرے چچا کی
بیٹی ہے اوس نے کہا مین تجھے نہین پہچانتی مین تو اس شاہزادہ کی لونڈی
ہون شاہزادہ نے کہا تو میری کنیز کو بگاڑنا چاہتا ہے اوس نے کہا واللہ وہ میری زوجہ
ہے عیسیٰ بن مریم نے اوسکو اللہ کے حکم سے زندہ کیا ہے وہ مرگئی تھی اتنے مین عیسیٰ
علیہ السلام آگئے یہ تینون آپسمین جھگڑ رہے تھے اسحق نے کہا اے روح اللہ کیا یہ
میری وہ بی بی نہین ہے جسکو تمنے اللہ کے حکم سے زندہ کیا ہے فرمایا ہان عورت
نے کہا اے روح اللہ یہ جھوٹ بولتا ہے مین اس شاہزادے کی کنیز ہون اوس
شاہزادہ نے بھی یہی کہا کہ یہ میری کنیز ہے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تو وہ نہین
ہے جسکو مین نے اللہ کے حکم سے زندہ کیا ہے کہا نہین واللہ اے روح اللہ فرمایا

وہی مرد ہوتا ہے جو عورت کی بدکاری پر راضی رہے ایسے شخص پر بھی جنت حرام
ہے ہان جو اس کام پر راضی نہین ہے سخت بیزار ہے یا عاجز ہے اور نجپوڑنے مین
کسی غیر کا مجبور ہے تو کیا عجب کہ وہ معذور رکھا جاوے واللہ یعلم وانتم لاتعلمون

فصل

فائدہ انواع عزبان

عبدالملک [illegible] نے کہا جو کوئی مزے کے لئے نکاح کرنا چاہے تو وہ جاریہ
بربریہ [illegible] کرے جو اولاد کے لئے نکاح کرنا چاہے وہ فارسیہ سے نکاح کرے
جو کوئی اپنی خدمت کیلئے نکاح کرنا چاہے وہ رومیہ سے نکاح کرے مین کہتا ہون
جو کوئی دین برباد کرنے کے لئے بے غیرت ہونے کے لئے غلام بننے کے لئے ذلیل
خوار ہونے کے لئے نکاح کرنا چاہے تو وہ کسی امیر رئیس آسودہ صاحب دولت
وحکومت سے نکاح کرے انشاءاللہ تعالی پھر نہ آبرو باقی رہیگی نہ شرافت حسب
ونسب **حکایت** اصمعی کے پاس ایک آدمی آیا ایک عورت سے نکاح کرنیکا
مشورہ لیا اونھون نے کہا وہ عورت قصیرۃ النسب ہے یا طویلۃ النسب اوس نے
کہا اسکا کیا مطلب ہوا کہا قصیرۃ النسب وہ ہے کہ فقط باپ کے ذکر پر اکتفا ہو طویلۃ
النسب وہ ہے کہ جب تک سارے گھرانے کا ذکر نہ کیا جاوے کوئی اوسکو جانے
پہچانے نہین پھر کہا خبردار ایسی عورت سے ہرگز نکاح نہ کرنا کہ جسکے پاس دنیا
بہت ہو مگر کمینہ طبیعت ہو تیرا نسب سمجھہ بالکل ضایع ہو جاویگا جتنی عورتین
آسودہ گھر کی ہوتی ہین یا خود کسیطرح کی آسودگی رکھتی ہین یہ سب کمینہ طبیعت
ہوتی ہین الا ما شاء اللہ تعالی نہ انمین کسیطرحکا ادب ہوتا ہے نہ عقل کمینون
کی طرح انکی گفتگو ہوتی ہے کمینون کی صحبت پسند کرتی ہین متانت تہذیب
لیاقت انسانیت سے کچھہ واسطہ نہین رکھتین **فائدہ** عورت خوبصورت
وہ ہوتی ہے جسکا ذکر مستطرف مین لکھا ہے کہ حجاج نے حکم بن ایوب کو لکھا کہ عبدالملک

مطلب ہے کہ اگر تمسے اتفاقاً بعض گناہ ہوگئے ہین تو تم ناامید نہو مرنے سے پہلے
تدارک اوسکا کرلو اگر آخر عمر تمہاری اچھے کام مین گذریگی تو امید نجات کی ہے اسکے
سوا یہ مسئلہ بھی یاد نہ رکھا کہ جو لوگ ساری عمر بدکام ہوتمین رہتے ہین توبہ کے لیے
انتظار موت کا کرتے ہین اونکی توبہ قبول نہین ہوتی ایسے لوگونکا ذکر قرآن شریف
مین ہمراہ کفار کے آیا ہے صاف فرما دیا ہے لیست التوبۃ للذین یعملون
السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الآن ولا الذین
یموتون وھم کفار بہر حال بی بیون کے الفاظ و کلمات کا ضبط کرنا مشکل ہے
یہ سب آثار قیامت کے اور علامات سوء خاتمہ کے ہین ایسی عورتون سے کسی
مسلمان کو نکاح کرنا درست نہین ہے قرآن شریف مین فرمایا ہے زانیہ کو زانی
بیاہتا ہے زانی سے زانیہ ہی نکاح کرتی ہے مومنونپر یہ کام حرام ہے بے شبہہ ارشاد
الٰہی حق و صدق ہے ہرگز فاسق و مومن کا نباہ نہین ہوسکتا ہے ہرجگہہ یہی بات
دیکھی سنی کہ جب میان بی بی دونون حرامکار ہوتے ہین یا دونون نیکوکار تو
خوب نباہ ہوتا ہے جب ایک زانی شرابی ہوا دوسرا نہوا تو نباہ نہین ہوسکتا
ایک نہ ایکدن وہ عورت شوہر کو چھوڑتی ہے کسی فاسق زانی بدکار بدکردار
سے جا پھنستی ہے کیون نہ پھنسے اللہ نے جنت دوزخ دونون کیلئے کچھ لوگ
بنائے ہین اونکے دنیا مین وہی کام ہوتے ہین جسلئے وہ بنائے گئے ہین -
ع کبوتر با کبوتر زاغ با زاغ ؛ کند ہمجنس باہمجنس پرواز ؛ ایسی عورت
جب اپنے شوہر سے طالب جدائی ہو تو اوسکو بھی یہی چاہئے کہ اوسکی طلب پر
اوسکو علحدہ کردے تاکہ اس ناخوشی کی طلاق سے وہ جنت سے محروم رہے
نکاح بھی کرے تو حکم زانیہ مین ہو جب عورت ناخوش ہو کسیطرح شوہر سے
راضی نہو تو پھر اوسکو زبردستی اپنے نکاح مین رکھنا کیا ضرور ہے دتویت

کہا کیونکر کہا اسلئے کہ تمسی عورت مجکو ملی مین خدا کا شکر کرتا ہون مجھسا مرد تمکو ملا تم صبر کرتی
ہو شاکر صابر دونون بہشت مین جاوینگے دنیا مین ایسی بھی بی بیان ہوتی ہین
جو ایسے شوہرون کے ساتھ بسر کرتی ہین اینٹو شوہر جسقدر بہتر ہوتا ہے اوتنا ہی بد
ٹھہرتا ہے جسقدر کم ظرف کمینہ جاہل حیوان مطلق ہوا وتنا ہی عورت کو زیادہ پسند
آتا ہے عزیز ہوتا ہے

فصل بیانمین بدعورت کے

حکمت داؤد علیہ السلام مین لکھا ہے کہ بدعورت ایسی ہے جیسے جال شکاریکا جس سے
خدا راضی ہوتا ہے وہی اس جال سے بچتا ہے کسی نے کہا بدعورت ایک طوق ہے
جسکی گردن مین خدا چاہتا ہے ڈالتا ہے **حکایت** ایک اعرابی سے پوچھا بدعورت
وشریر کون ہوتی ہے کہا جسکا بدن لاغر ہو گوشت کم ہو حیض بہت آوے بیمار رہا
کرے زرد رنگ ہو منحوس طبیعت ہو زبان دراز بدلگام ہو اترا وے نخرے
کرے آنکھ مین مروت وحیا ولمین وفا وصفا نہو ہربات کا جواب دے جلدی سے
کود پڑے زبان کیا ہے ایک حربہ ہے ہربات پر طعن کرے بے تعجب ہنسے بے سبب
روے قہقہہ زن ہو مسخراپن کرے بے ادب بے لحاظ ہو ناک آسمان پر چڑہالی
مین چلا کر بولے ہربات پر دھمکا وے ڈراوے آواز بلند کرے نیکیونکو چھپاوے
بدیونکو پھیلاوے زمانے والونکو شوہر پہ غلبہ دے شوہر کی مدد اہل زمانہ پر نکرے
ولمین خاوند کی گنجایش نہ رکھے نہ اوس سے خوف کرے خوشی خان ہو اگر وہ گھر
مین آوے تو یہ گھر سے باہر جاوے یا علحدہ جا کر بیٹھے جب وہ باہر نکلے تو یہ گھر مین جلسے
کرے وہ ہنسے تو یہ روے وہ روے تو یہ ہنسے دعا کم کرے بددعا بہت کرے
ہر کسیکو سے کاٹے سبکی برائیان یاد رکھے نیکی شوہر کی یا کسی شخص کی یاد نہ رکھے
بھول جاوے پردہ کم کرے آپ ہی ظلم کرے آپ ہی روے زبان پر کروزور ہو
ولمین دولت وحکومت کا غرور ہو تنک مجور سے آنسو بہاوے بیوجہ غم کرے

بن مروان کے لیے ایک عورت ایسی تلاش کرو جو دور سے جمیلہ نزدیک سے ملیحہ ہو
قوم کی شریف اپنے نفس مین ذلیل شوہر کی تابعدار ہو حکم بن ایوب نے جواب لکھا
کہ ایسی عورت ملی مگر اوسکی چھاتیان بڑی ہین حجاج نے لکھا کہ عورت کا حسن
جب ہی پورا ہوتا ہے کہ چھاتی بڑی ہو بستر پر شوہر کو گرم کرے بچے کو پیٹ بھر دودھ
پلادے **حکایت** عبدالملک نے اکیم غطفانی سے کہا عورت حسین کی تعریف
کرو کہا بہتر پھر یہ تعریف کی کہ قدم چکنے ہون ایڑی بھری ہو پنڈلی ملائم ہو زانو
بھاری ہون رانین ملی ہوئی ہون بازو پر گوشت ہون ہتیلیان نرم و نازک
ہون سینہ اونچا گول کرارا ہو رخسارے سرخ و سفید ہون آنکھ سرمگین ہو
بھوین بالون سے بھری گھٹی ہو ہونٹ سرخی لیے ہون پیشانی کشادہ و شگفتہ
ہو ناک بلند ہو دانت سفید چمکتے ہوئے ہون بال خوب ہی سیاہ و لمبے ہون گردن
خوشنما ہو پیٹ دبا ہوا ہو عبدالملک نے کہا بھلا ایسی عورت کہان مل سکتی ہے
کہا خالص عرب یا خالص فارس مین میسر آسکتی ہے مین کہتا ہون **حدیث**
شریف مین قریش کی عورتونکو بہتر فرمایا ہے حق مین شوہر و اولاد کے مگر ہمکہ صحیح
النسب ہون کسیطرح کا خلل اصل مین واقع نہوا ہو **فائدہ** ایک حکیم نے
کہا تو ایسی عورت اختیار کر جسنے نعمت مین پرورش پائی ہو پھر اوسکو محتاجی
پیش آئی ہو تو نگری نے اوسمین اثر کیا ہو محتاجی نے اوسکو ادب سکھایا ہو ایک
شخص نے کہا میرے لیے ایسی عورت لا جو ہمسایون کے گھر نجاتی ہو ہمسایہ اوسکے
گھر مین نہ آتے ہون یہ اسلیے کہا کہ عورتکا زیادہ ملنا جلنا ہر گھر والون سے موجب
فساد ظاہر و باطن کا ہوتا ہے **حکایت** عمران بن حطان کی بی بی نہایت
حسین جمیل شکیل تھی یہ بہت ہی بدصورت مکروہ شکل تھے اونھون نے
ایکدن اپنی بی بی سے کہا اگر خدا چاہیگا تو مین اور تم دونون بہشت مین جاوینگے

وہ انکا مرید و معتقد ہے **اللّٰھم احفظنا** ایک حکیم نے کہا ساری عورتین بد ہین
انسے زیادہ یہ بات بد ہے کہ لیے انکے نہین بنا یعنی چار ناچار گناہ سے بچنے کیلیے
انسے نکاح کرنا پڑتا ہے جس کسیکو اتفاقاً کوئی نیک عورت ملگئی جسکا ستر و پابہوا ہے
تو اوسکو دنیا مین چین و آرام ہے ورنہ وہ بیچارہ دوزخ مین گرفتار رہتا ہے
لاکن یہ دوزخ اوسکو اگر صابر ساکت ہے تو ایکدن انشاء اللہ تعالی بہشت
مین پہنچا دیگی اللہ کے پاس کوئی عمل ضائع نہین ہوتا صبر کا اجر بے حساب ہے
یہ بہشت دنیا جسمین عورت خوشی خان بنکر رہتی ہے شوہر کو سخت رنجیدہ رکھتی
ہے ایکدن اوسکو جہنم کی سیر کراویگی ظلم و ناانصافی کی سزا ضرور پاویگی صبر کا
انجام نیک ہوتا ہے سرکشی کا انجام بد ہوتا ہے **ع** درلیس ہر گریہ آخر خندہ ایست
مرد آخر بین مبارک بندہ ایست * حکمار نے کہا ہے عورت پہ کبھی بھروسا نہ کرے
مال پر ہرگز طمنڈ نہ لاوے کتنا ہی زیادہ کیون نہو **حدیث** مین عورت کو
شیطان کا جال فرمایا ہے ایسی عورت سے پناہ مانگی ہے جو تبڑہاپے سے پہلے بوڑہا
کردے جب تک خوشی سے بسر ہو بسر کرے ہرگز اس قوم کی جدائی پر رنج نہ لاوے
حکیم کہتے ہین جب تو عورت کو کسی کام سے منع کریگا تو وہ اوسکو ضرور کریگی قیامت
آنیکی ایک یہ بھی علامت لکھی ہے کہ مرد عورتونکی اطاعت کرین جسنے جورو کی تابعداری
کی اوس نے اپنی جان و آبرو ضائع کی مال برباد کیا علی مرتضی رضہ نے فرمایا ہے
کہ عورت سے کبھی مشورہ نہ لے اگر لے تو اوسکے خلاف کرے یہ بھی فرمایا ہے کہ عورتونکو
کسی حال پر مطلع نکرو نہ کسی مال پر اونکو امین سمجھو اونکی عادت ہے کہ خیر کو بھول جاتی
ہین شر کو یاد رکھتی ہین بہتان باندہنے مین مشتاق ہوتی ہین فسق و طغیان
مین طاق ہوتی ہین ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہین جسنے اپنا کام عورت پہ ڈالا
وہ ذلیل و خوار ہوا ایک حکیم نے کہا ہے تو خلاف کر عورت و ہوائے نفس کا بہتر تو

منہہ پھُلاوے شوہر کو ناحق ناروا ستاوے سو ایسی عورت کو خدا ذلیل و شہور مین
مبتلا کرے اوسکے کیے کی پوری سزا و جزا اوسکو دے یہ کچھہ ضرور نہین ہے کہ جب یہ
سارے وصف کسی عورت مین جمع ہون تبھی وہ بد شہرے بلکہ جونسا وصف ہوگا
اوتنی ہی وہ عورت بد سمجھی جاویگی اور جو اکثر یا سب اوصاف جمع ہین تو پھر کیا پوچھنا
اب شیطان کی کچھہ ضرورت نہ رہی **فائدہ** مستطرف مین لکھا ہے جو عورت شوہر کو
دشمن رکھتی ہے اوسکی پہچان یہ ہے کہ وقت صحبت کے آنکھہ اوسکی طرف سے پھیر لیتی
ہے گویا کسی اور طرف دیکھہ رہی ہے اگر دوست رکھتی ہے تو اوسیکی طرف نظر
کرتی ہے داؤد علیہ السلام نے فرمایا ہے بد عورت حق مین شوہر کے ایسی ہے
جیسے ایک بڑا بوجھہ کسی بہت بوڑھے آدمی پہ لادا جاوے نیک عورت ایسی
ہے جیسے ایک تاج مرصع سر پر رکھدیا کہ ہر بار اوسی پہ نظر پڑتی ہے اوسکو
دیکھکر آنکھین ٹھنڈی ہوتی ہین یہ بھی فرمایا ہے کہ مرد مومن تو ہزار مین ایک
پایا بھی مگر ساری عورتون مین ایک بھی نہ ملی عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ابلیس
سے ہوئی دیکھا چار گدہون پر بوجھہ لادے ہوئے چلا جاتا ہے پوچھا یہ کیا ہے کہا تجارتکا
مال ہے خریدار کی طلب مین لئے جاتا ہون کہا اس گدہے پر کیا مال ہے کہا جور و
ستم فرمایا اسکو کون خرید یگا کہا اُمرا و روٗسا سلاطین والیان ملک کہا دوسرے
گدہے پر کیا ہے کہا حسد فرمایا اسکو کون مول لیگا کہا دنیا کے بندے پوچھا تیسرے
گدہے پر کیا چیز ہے کہا خیانت فرمایا اسکا خریدار کون ہوگا کہا سوداگر لوگ پوچھا
چوتھے گدہے پر کیا مال ہے کہا مکر و فریب و دغا بازی کہا اسکو کون لیگا کہا عورتین
مین کہتا ہون قرآن شریف مین عورتون کے مکر کو عظیم ابلیس کے مکر کو ضعیف
فرمایا ہے معلوم ہوا کہ مکر و کید و فریب و دہی و دغا بازی مین یہ عورتین شیطان
سے بھی زیادہ طاق ہوتی ہین یہ اوستاد ہین وہ انکا شاگرد ہے یہ پیر و مرشد ہین

حسن جاتا رہتا ہے عورت کی خوبی یہ ہے کہ موافق مرضی کے ہو یعنی جب سیرت نہوئی تو صورت کو لیکر کوئی کیا کرے **حکایت** ایک شخص نے ایک آدمی سے مشورہ لیا کہ مین نکاح کرنا چاہتا ہون کس عورت سے کرون کہا کواری سے وہ تیری ہوگی بیاہی سے نہ کر وہ تجکو نقصان پہنچاوے گی اور جو عورت تجھے رکھتی ہو اوسکے پاس مت بھٹک بے شبہہ جس مرد نے اولاد والی عورت سے نکاح کیا وہ عذاب مین گرفتار ہوا اگر ایسا ہی اتفاق ہو کہ بیوہ سے نکاح کرے تو بے اولادی سے نکاح کرے ورنہ سب سے بہتر کواری ہے گو کالی بدصورت ہو ابن سیرین نے کہا ایسی عورت سے نکاح نہ کر جو اپنے ہاتھ کو دیکھا ایسی عورت سے کر جو تیرے ہاتھ کو دیکھے **حکایت** حجاج نے کہا میرے پاس چار عورتین ہین ایک کے پاس رات ایسی گذرتی ہے جیسے جوان آدمی آپسمین لہو ولعب کرتے ہین دوسری کے پاس ایسی گزرتی ہے جیسے کوئی بادشاہ کسی بادشاہ کے پاس ہو تیسری کے پاس ایسی بسر ہوتی ہے جیسے کوئی گنوار کسی گنوار کے پاس ہو چوتھی کے پاس اسطرح رات کٹتی ہے جسطرح کوئی عالم درمیان علماء کے ہو **حکایت** خلیفہ ابوالعباس نے خالد بن صفوان سے کہا کہو یار تمکو کیسی عورت پسند ہے لوگ تو طرح طرح کی عورتین پسند کرتے ہین کہا مجھے تو وہ پسند ہے جو نہ ضرع صغیرہ ہو نہ فانیہ کبیرہ یعنی نہ ایسی چھوٹی عمر کی جس سے کام نہ چلے نہ ایسی بوڑھی جو مرنے کو ہو رہتی خوبصورتی سو اسقدر کافی ہے کہ دور سے حسین پاس سے نمکین معلوم ہو اعلی اوسکا مثل سرو ناز کے ہو اسفل اوسکا مثل ٹیلے کے ہو یعنی چوتڑ بھاری ہون پہلے وہ ناز ونعمت مین رہ چکی ہو پھر اوس نے فقر و فاقہ کی ذلت اوٹھائی ہو جب ہم دونون یکجا ہون تو اہل دنیا ٹھہرین جب علحدہ ہون تو دونون اہل آخرت سمجھے جاوین خلیفہ نے کہا ہمنے تمھارے لئے

چاہیے سوکہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا عورتون سے ہر بات پر انکار کیا کرو انسے کسی بات کی
حامی مت بھرو ورنہ یہ ہر بات کا سوال کیا کرینگی یہ بھی کہا کہ تم پناہ مانگا کرو شریر
عورتون سے اور جو انمین نیک ہین اونسے بھی ہوشیار رہا کرو بچا کرو مالک بن انس
کے سامنے ذکر جماع کا آیا کہا یہ تیرے منہہ کا نور تیری پنڈلی کا گو وا ہے اب تجھے اختیار
ہے خواہ زیادہ کر یا کم کر **حکایت** ایک شخص کی بی بی بڑی لڑاکا تھی ہمیشہ
شوہر سے خصومت کرتی جب وہ خصومت کرتی تو یہ اوٹھکر اوس سے جماع کرتا
ایکدن اس عورت نے کہا مین جب تم سے لڑتی ہون تم ایک ایسا شفیع سفارشی
لاتے ہوکہ مین اوسکو پھیر نہین سکتی معلوم ہوا کہ عورت جماع کرنے سے راضی
رہتی ہے غصہ و رنج اوسکا دور ہو جاتا ہے یہ دلیل ہے اسبات پر کہ عورت کی
ذات شہوت پرست تابع ہوائے نفس ہوتی ہے اونکی رضامندی نارضامندی
انکے شرمگاہ پر موقوف ہے **حکایت** ایک شخص نے علی مرتضی رض سے کہا مین جب
اپنی جورو کے پاس جاتا ہون وہ کہتی ہے کہ تو نے مجکو مار ڈالا قتل کر ڈالا کہا تو
ضرور اوسکو اسطرح قتل کیا کر گناہ اس قتل کا میرے ذمہ پر ہے حکما نے کہا ہے
جو شخص قلیل الجماع ہوتا ہے اوسکا بدن تندرست رہتا ہے اوسکی کھال پاک صاف
رہتی ہے عمر زیادہ ہوتی ہے دیکھو حیوانون مین سب سے زیادہ عمر خچر کی ہوتی ہے
سب سے کم عصافیر یعنی چڑیونکی ہوتی ہے اسلئے کہ خچر جماع کم کرتا ہے چڑیان جماع
زیادہ کرتی ہین عروہ بن الزبیر نے کہا بعد ایمان کے کوئی چیز ایسی نہین ہے جس سے
رفعت نفس حاصل ہو مگر منکح صدق یعنی سچا نکاح اچھی عورت سے اور بعد
کفر کے کوئی چیز ایسی نہین ہے جس سے وضاعت نفس ہو مگر منکح سوء یعنی بد عورت
نکاح کرنا جمال کاذب ہے حسن مخلف ہے یعنی خوبصورتی کا بھروسا نہین یہ
تھمنے کی چیز نہین ذراسی بیماری مین صورت بگڑ جاتی ہے عمر بڑھنے سے

حامِحَمَّرہ وہ عورت ہے جو زینت نہین کرتی تا کل تکل تکول تکلی وہ عورت ہے جسکا بچا مر جاوے حاصن حصان وہ عورت ہے جو پارسا باعصمت وعفت ہو مجنون نے لیلیٰ کی تعریف مین یہ شعر کہا ہے ٥ لقد اصبحت منی حصانا بریئة مطهرة لیلی من الفحش والنکر + یعنی لیلی فحش ومنکر سے بالکل پاک ہے — خذعل احمق عورت کو کہتے ہین اگرچہ حماقت جوہر ذاتی ہر عورت کا ہے لیکن انمین آسودہ حال ہوتی ہے اوسکی عقل بالکل ماری جاتی ہے غریب محتاج عورت کی حماقت تو چھپ بھی جاتی ہے اوسکا عیب ظاہر نہین ہوتا مگر مالدار عورت کی حماقت سب پر ظاہر ہو جاتی ہے گو وہ اپنے خیال مین سب سے زیادہ عقلمند کیون نہو — خروس وہ عورت ہے جسکے دودہ کم ہو خرمل بے وقوف عورت کو کہتے ہین خریع فاجرہ فاسقہ عورت کو کہتے ہین یا اترانے والی نخرہ باز کو دارس کہتے ہین حیض والی کو دفنس کہتے ہین حمقا رعنا ابلہا کو جسکو کچھ عقل وشعور نہو کمینہ مزاج بچوڑی ہو ذائر وہ ہے جو شوہر سے لڑے اور بدخلق ہو رکوخ وہ ہے جو شدت شہوت سے خوب ہی چمٹے لپٹے رشوف وہ عورت ہے جسکے منہہ سے خوشبو آوے رصوف وہ ہے جسکا بدن تنگ ہو زلیق وہ ہے جو بدخلق ہو سافر وہ ہے جو اوڑھنی اوتار کر بیٹھے سلفع وہ ہے جو چیخے چلائے بدزبان بدخلق تیز مزاج بے لحاظ ہو ایک روایت مین آیا ہے بدتر عورتون مین وہ عورتین ہین جو سلفعہ ہین اوسکو بھی سلفعہ کہتے ہین جو کم گوشت جلد چلنے والی ہو پنڈلی بازو اوسکے ہلکے ہون شموع وہ ہے جو دل لگی باز کھلنڈرا منسوڑ ہو صدوف وہ ہے جو تجھسے منہہ پھیرے پھر تیری طرف جھکے صہصلق وہ بوڑہیا ہے جو چیخے چلاوے ضروع وہ ہے جو حرامکار ہو ضمعج موٹی عورت تام الخلق کو کہتے ہین ضناک وہ ہے جو مٹاپے سے بھاری بھر کم نظر آوے طامع وہ ہے جو شوہر کو دشمن رکھے

ایسی عورت تلاش کرلی ہے کہا کسی جگہہ سے کہا رفیق اعلی مین جنت کے اندر اب تم اوسکے لیے عمل کرو کہ وہ تمھارے ہاتھ لگے **حکایت** ایک اعرابی تجربہ کار عورتون کے حال سے واقف کار تھا اوس سے پوچھا کون عورت افضل ہوتی ہے کہا جو کھڑے ہونے مین سب عورتون سے لنبی معلوم ہو جب بیٹھے سب مین بھاری بھرکم نظر آوے جب بات کہے سچ بولے جب اوسکو غصہ آوے حلم کرے پی جاوے جب ہنسے متبسم ہو یعنی قہقہہ نہ مارے جب کوئی چیز بناوے تو عمدہ بناوے شوہر کی مطیع ہو گھر سے باہر نہ نکلے قوم مین عزیز اپنے نفس مین ذلیل ہو جا ہنے والی جننے والی ہو سارے کام اوسکے لائق تعریف کے ہون **فائدہ** اہل علم نے کہا ہے آخر عمر مرد کی اول عمر سے اچھی ہوتی ہے حلم بڑہ جاتا ہے غصہ گھٹ جاتا ہے متانت زیادہ ہو جاتی ہے سیرت عمدہ حاصل ہوتی ہے تجربہ کامل ہو جاتا ہے چہرہ نورانی ہو جاتا ہے آخر عمر عورتکی اول عمر سے بدتر ہوتی ہے جمال جاتا رہتا ہے زبان دراز ہو جاتی ہے بچہ نہین جنتی بدخلق بدبودار ہو جاتی ہے سارا بدن وجسم ڈھیلا پڑ جاتا ہے **فائدہ** حسن کی صفت یہ ہے کہ رنگ سرخ زردی مائل ہو سایہ مین زیادہ بیٹھے پسینے مین خوشبو آوے گویا ایک موتی ہے ڈبیا مین رکھا قرآن شریف مین فرمایا ہے وعندھم قاصرات الطرف عین کانھن بیض مکنون اونکے پاس عورتین ہین نیچی نگاہ کھتیان بڑی آنکھون والیان گویا وہ انڈے ہین چھپے دھرے

فصل بیان مین الفاظ صفات نسا کے

الوف وہ عورت ہے جسکی ناک خوشبودار ہو **برزول** وہ عورت ہے جو بیاہ کرے اور اوسکا بچا بالغ ہو **بغی** حرامکار عورت کو کہتے ہین جو زنا کرتی ہے خواہ بازار کی بیٹھنے والی ہو یا خانگی **حاسر** وہ عورت ہے جو سر یا بازو یا سینہ کھولکر بیٹھے ان چیزونکا کھولنا شرعًا عورت پر حرام ہے اگرچہ گھر ہی کے اندر بیہ وضعدار کی ہوتی ہین

سلف کہتے ہین پُرانے آدمی کو **معصر** وہ ہے جو بھر پور جوانی کو پہنچگئی ہے حیض
آنے لگا **معطار** وہ ہے جو عطر بہت ملتی ہے **معقاب** وہ ہے جو ایک مادہ ایک
نر جنے **مغیب** وہ ہے جسکا شوہر غائب ہو **مقلات** وہ ہے جسکا بچا نہ جئے **منخار**
وہ ہے جو وقت جماع کے بہت نخرے کرے گویا پاگل ہے **مہزاق** وہ ہے جو بہت
ہنستی رہتی ہے کسی جگہہ نہین ٹھہرتی عورت کے لیئے بہت ہنسنا چلاکر بات کرنا
چیخنا ہر جگہہ جانا عیب ہے قرآن شریف مین فرمایا ہے بہت منکر آواز گدھے کی
آواز ہے **ناہد** وہ ہے جسکی چھاتیان اونچی بلند کھڑی ہون **نشور** وہ جسکے اولاد
بہت ہو **نزور** وہ جسکے اولاد کم ہو **نکوع** وہ جو پستہ قد ہو ایسی عورت غالباً نہایت
شریر غیر پارسا چالاک بے باک ہوتی ہے یہی حال مرد پستہ قد کا ہے کہ وہ بھی بڑا
شفتی بدنفس بداندیش فسادی موذی ہوتا ہے الاماشاء اللہ **ہدی**
وہ عورت ہے جو تحفہ مین پاس کسی مرد کے بھیجی جاوے جسطرح بادشاہون کے
یہان ڈولا جاتا ہے **ہلوک** وہ ہے جو فاسقہ فاجرہ ہے مردونپر گرتی ہے شرم
نہین کرتی اسکا نام ہلوک اسلیئے رکھا ہے کہ اسکی آخرت بالکل خراب ہے وہان یہ
ہلاک ہوگی **ارملہ** رانڈ کو کہتے ہین **اناۃ** وہ ہے جو دیر مین جگہہ سے اوٹھے **برزہ**
وہ ہے جو مجلس مین بیٹھکر مردونسے بات چیت کرے مگر پارسا ہو **بہکنہ** جو تروتازہ
جوان عمر ہو ایسی ہی عورت پر نوجوان لوگ زیادہ بہکتے ہین **بہتانہ** وہ ہے جسکی
بو خوشبودار ہو بات نرم کرے کام اچھا کرے مسکرائے سکروح ہو **جالعہ** وہ ہے
جسکو شرم کم ہو **جدآء** وہ ہے جسکی چھاتی چھوٹی ہو **خنکلہ** وہ ہے جو بدصورت
کالی درشت مزاج ہو **خلعہ** وہ ہے جو شرم کی اوڑھنی اپنے سر سے اوتارڈالے
حیا کو بالائے طاق رکھدے بے شرمی ہر انسان سے بڑی ہے مرد ہو یا عورت مگر
عورتکا بے شرم ہونا قیامت ہے خصوصاً سامنے غیر شوہر کے **سالفہ** جو وقت مصیبت کے

دوسری طرف نگاہ کرے **عاہل** وہ ہے جسکا خاوند نہین **عروب** وہ ہے جسکو
شوہر چاہتا ہے وہ شوہر کی مطیع ہے **عروبہ** وہ ہے جو اپنی شرمگاہ مین خیانت
کرے بدنفس ہو **عطل** وہ ہے جسکا گلا زیور سے خالی ہے **عفضاج** وہ
ہے جسکا پیٹ بڑا ہو گوشت لٹکا ہوا ہو **عفیر** وہ ہے جو کسیکو ہدیہ تحفہ نہین دیتی
علوق وہ ہے جو سوا خاوند کے کسی دوسرے کو نہین چاہتی **عنفص** وہ
ہے جسکو شرم وحیا نہو کم گوشت ہلکی بدن کی ہو آنے جانے مین کثیر الحرکۃ ہو
پست قد اترانے والی نخرے کرنیوالی آپکو دیکھنے والی کج خلق باتونی بکواس
کرنیوالی بدبودار ہو **عوان** وہ جو شوہر رکھتی ہو **عیطل** وہ ہے جسکی گردن
لنبی ہو جسم اچھا ہو **فروک** وہ ہے جو شوہر سے بغض رکھے **قاعدہ** وہ ہے
جسکے نہ بچا ہو نہ خاوند نہ حیض قرآن شریف مین ذکر قواعد کا آیا ہے **قتین**
جسکے دودہ کم ہو **قرور** وہ عورت ہے کہ جو کوئی اوسکو ہاتھ لگاوے وہ منع
نہ کرے تہمت کے کام وجگہہ سے نہ بچے بدنامی کی پروا نہ کرے **کاعب** وہ ہے جسکا
سینہ اوٹھا ہوا گول کرارا ہو قرآن شریف مین آیا ہے وکواعب اترابا
کنود وہ عورت ہے جو شوہر کی محبت کا حق نہ سمجھے ناشکری کرے نیکی یاد نہ
رکھے بدی یاد رکھے **لفوت** وہ ہے جسکے کوئی بچا دوسرے مرد سے ہو وہ
بچے کی طرف جھکے شوہر سے خبر نہو **مئناث** وہ ہے جو فقط لڑکیان جنے
مذکار وہ ہے جو فقط بیٹے جنے **مراسل** وہ ہے جسکا شوہر مر گیا ہے یا شوہر جیتا
ہے مگر اوسکو معلوم ہوگیا ہے کہ وہ طلاق دیگا یہ دوسرے کیلئے بناؤ کرے خط خطوط
بھیجے مراسل اوس عورت کو بھی کہتے ہین جسکی پنڈلی پر بال ہون نکاح کرنیوالونکو
پیغام سلام بھیجے **مرعاج** وہ ہے جو ایک جگہہ نہ ٹھہرے **مسلف** وہ ہے جسکی عمر
بینتالیس برس کی ہو اوسکا شمار بوڑہیو نمین ہے اسلیے کہ سلف سے مشتق ہے

چھاتیان لنبی اور بڑی ہون ہنگفار جسکی کمر پتلی ہو ٭

فصل بیانمین کبائر مستورات کی

ف زواجر مین یہ حدیث لکھی ہے لعن اللہ المتبتلین من الرجال الذین
یقولون لا نتزوج والمتبتلات اللاتی یقلن ذلک یعنی جو مرد عورت یہ
کہے کہ مین بیاہ نہین کرتا وہ ملعون ہے یعنی با وجود خوف زنا اور قدرت اداے
حقوق کے ایسا کہے والا فلا دیکہنا طرف اجنبیہ کے با وجود خوف فتنہ کے اور ہاتھہ
لگانا اوسکو اور خلوت کرنا اوس سے حرام ہے یہ مضمون صحیحین مین مرفوعاً آیا ہے
اس لفظ سے کہ آنکھہ کا زنا دیکھنا کان کا زنا سننا زبان کا زنا بات کرنا ہاتھہ کا زنا
پکڑنا پاؤنکا زنا چلنا ہے پھر دل چاہتا ہے شرمگاہ سچا کرے یا جھوٹا یہی حکم عورتکا
نسبت مرد اجنبی کے ہے پھر یہی حکم امرد جمیل کا ہے کہ اوسکے ساتھہ بھی یہ تینون
کام حرام ہین ف قرآن شریف مین نہی فرمائی ہے اس سے کہ عورتین عورتون
سے مسخراپن کرین لا یسخر قوم من قوم الی قولہ ولا نساء من النساء نہی
واسطے تحریم کے آتی ہے تمسخر یہ کہتے ہین کسیکو بنظر حقارت دیکھنا ابلیس نے آدم کو
بنظر حقارت دیکھا تھا ملعون مطرود ہوگیا اسیطرح عیب جوئی کرنا غیبت کرنا کسیکا
برا لقب رکھنا یہ سب کام بنص قرآن حرام ہین اسمین عورتین بہ نسبت مردون کے
زیادہ مبتلا رہتی ہین غیبت کرنا انکی عبادت ہے عیب جوئی کرنا انکی عادت ہے
ف چغلخوری کرنا گناہ کبیرہ ہے قال تعالی ھماز مشاء بنمیم عتل بعد ذلک
زنیم مراد زنیم سے ولد الزنا ہے ابن المبارک نے اس آیت سے یہ استنباط کیا ہے
کہ ولد الزنا بات نہین چھپاتا یعنی خواہ مرد ہو یا عورت یہ نہ چھپانا اوسکا مستلزم
مشئی بہ نمیمہ ہے یہ دلیل ہے اسبات پر کہ نمام ولد الزنا ہوتا ہے ف لونڈی یا بی بی
سے دبر مین صحبت کرنا گناہ کبیرہ ہے حدیث مین اطلاق کفر و لعنت کا اس فعل پر آیا ہے

آواز بلند کرے منہہ پر طمانچے مارے سلفہ زبان ور از فاحشہ بدکار عورت کو کہتے ہین
سلقلقہ وہ ہے جسکو حیض دُبر سے آوے صلفہ وہ ہے جسکو شوہر کے پاس
کچھہ حظ نہو خاوند اسکو دشمن رکھے ضہیا ر وہ عورت ہے جسکو حیض ہی نہین آتا
عیبتی وہ جسکا کوئی بچا نہین عرتافر عار وہ ہے جسکے بال بہت ہون بھاری
چولی ہو یہ وصف عورت مین محمود ہے کہلہ وہ ہے جو تیس ۳۰ برسکی ہو یا چونتیس ۳۴
برسکی اکاون برس تک کیونکہ تیس ۳۰ برس کے بعد عورت جوانی سے اوتر جاتی ہے
مگر اب تو بسبب قرب قیامت کے چالیس پچاس برسکی عورتین بھی جوان عورتون
کے کان کترتی ہین انکو اگر کوئی جوان نہ کہے تو سخت برا مانتی ہین اوسکی صورت
سے بیزار ہوتی ہین جو کوئی یہ کہے کہ ابھی تمھاری کیا عمر ہے ابھی دن عیش وعشرت
کے ہین دیکھو تمھاری کانٹھی پر بیس تیس ہی برسکی عمر معلوم ہوتی ہے تم ناحق
بوڑھی بنی جاتی ہو ابھی کیا گیا ہے تمھارے عشق مین کتنے لوگ خاک چھان رہے
ہین لخنا ر جسکے بدن مین بدبو آوے بہت دیکھا ہے کہ جو عورتین شراب پیتی ہین
اونکا منہہ سنڈاس سے کچھہ کم نہین ہوتا انمین بےحیائی بھی زیادہ آجاتی ہے
ستھری صاف بھی نہین رہتین فسق کا نشہ اوترے تو طہارت کا سلیقہ آوے
ماجعہ زانیہ کو کہتے ہین مردودہ مطلقہ کو کہتے ہین کیونکہ خاوند نے
اوسکو رد کر دیا ہے وہ خدا کے گھر سے بھی مردود ہو جاتی ہے مسافحہ زانیہ چھنال
بدکار کو کہتے ہین مساحقہ وہ جو عورت سے سحاق کرے اس بلا مین بھی بہت عورتین
مبتلا ہین بعضی ایسی اوستاد ہین کہ اونھون نے یہ بھی کیا زنا بھی کیا یاری
آشنائی کا مزہ بھی چکھا شتر انجواری بھی کی غرضکہ کوئی فعل بد کوئی رسم بدعت
کوئی کفر و شرک نہ چھوڑا مرتے دم تک مزا گناہ کا نہ گیا مفضاۃ وہ ہے جسکے دونون
راہین ایک ہو گئی ہون مومسہ حرامکار عورت کو کہتے ہین وطبار جسکی

نہین ہے تو بھی یہ کام حرام ہے ہان شوہر کے لیے آراستگی کرنا عطر ملنا جائز ہے نہ مجلس
کے لیے آسیطرح بغیر اذن شوہر کے گھر سے باہر جانا یا کسی کے گھر جانا گناہ کبیرہ ہے
مگر کسی ضرورت شرعی سے آسیطرح نشوز کرنا بی بی کا خاوند سے گناہ کبیرہ ہے
مراد نشوز سے مخالفت ہے یعنی اگر شوہر نے کوئی نصیحت کی اوسکو نمانا کسی صحبت بد
سے منع کیا یا کسی کام ناجائز سے روکا قبول نہ کیا صحبت کرنا چاہا انکار کیا وہ ناراض
ہو کر الگ سو رہا **ف** بے سبب جورو کا خاوند سے طلاق مانگنا گناہ کبیرہ ہے حضرت
نے فرمایا ہے ایسی عورت پر جنت کی ہوا حرام ہے بعض عورتین فقط اسلیے طلاق مانگتی
ہین کہ خاوند اونکو خلاف شرع کامونسے منع کرتا ہے وہ چاہتی ہین کہ کسی فاسق فاجر
سے علاقہ رکھین جو اونکے ایسے کامونمین شریک رہے آونیر سوا ے حرمت جنت کے
دو نرخ بھی واجب ہو جاتی ہے ہان اگر طلاق نہونے سے کوئی خلل ایمان و اسلام
زوجہ مین آتا ہے اور خوف کفر کا ہے تو خلع کرالینا یا طلاق لے لینا جائز ہے ورنہ سخت
حرام **ف** عورت کو مردانہ وضع اختیار کرنا کبیرہ ہے حدیث مین آیا ہے کہ ایسی عورت
بہشت مین نجائیگی آسیطرح دیوث مرد جو عورت کی بدکاری پر خاموش ہے خواہ
مرد عورت کی شکل بنے جیسے مخنث ہجڑے وغیرہ کیا کرتے ہین یا عورت مردانہ
لباس پہنے ہتیار باندھے گھوڑے پر سوار ہو مردانہ جوتا پہنے مردونکی طرح بات چیت
کرے غرضکہ ایک جنس کو دوسری جنس کی خاص وضع اختیار کرنے سے جنت
حرام ہو جاتی ہے استحقاق جہنم کا ہاتھ آتا ہے زواجر مین دیاثت وقیادت کرنیکو
درمیان مردون عورتون کے کبیرہ شمار کیا ہے دیاثت کہتے ہین دیوثی کو قیادت
کہتے ہین کٹنا پن کرنے کو **ع** قحبہ چون پیر شود پیشہ کند دلالی ❊ **ف** مرد کا عورت
پر تہمت زنا کی لگانا اور عورت کا مرد پر تہمت زنا کی کرنا گناہ کبیرہ ہے قاذف پر
حد آتی ہے آسیطرح حکم تہمت لواطت و مساحقت کا بھی ہے آسی کوڑے مارنے کا

بیان کرنا عورت مرد کا تفاصیل جماع کو گناہ کبیرہ ہے ایک بی بی نے حضرت سے کہا تھا انھن
لیفعلون فرمایا انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شیطان کسی شیطانہ سے ملکر سامنے سب
لوگون کے صحبت کرے تو جسطرح یہ بات گناہ کبیرہ ہے اسیطرح یہ بھی کبیرہ ہے کہ مرد
اپنی جورو سے سامنے کسی عورت یا مرد اجنبی کے جماع کرے یہ دلیل ہے بحیائی و قلت
دین اور فساد اجنبیہ پر **ف** بھڑکانا بی بی کا خاوند پہ اور بالعکس گناہ کبیرہ ہے
حدیث مین اس فعل پر لعنت آئی ہے عقد کرنا مرد کا اپنی محرم سے نسبًا یا رضاعًا
یا مصاہرۃً گو وطی نکی ہو گناہ کبیرہ ہے راضی ہونا طلاق دینے والیکا ساتھ حلالہ
اور مان لینا زن مطلقہ کا اس امر کو اور راضی ہونا زوج محلل پہ کا ساتھ اوسکے
گناہ کبیرہ ہے حدیث مین تحلیل پر لعنت آئی ہے یہ سب معاصی کبائر ہین **ف**
بیاہ کرنا کسی عورت سے اور جی مین یہ ہے کہ مین اوسکا مہر نہ دونگا اگر وہ مانگی
گناہ کبیرہ ہے حدیث مین آیا ہے کہ ایسا شخص خدا سے مثل زانی کے ملیگا ایک بی بی کو
دوسری بی بی پر ترجیح دینا براہ ظلم و تعدی گناہ کبیرہ ہے نہ دینا شوہر کا حق واجب
زوجہ کو جیسے مہر و نفقہ اور ادا نہ کرنا بی بی کا حق شوہر کو جیسے تمتع بغیر عذر شرعی
کے گناہ کبیرہ ہے **ف** ادا نہ کرنا عورت کا حقوق خاوند کو کبیرہ ہے اسیطرح ترک کرنا
مرد کا حقوق بی بی کو عورت پر ذرا ذرا سی بات پہ جو خلاف مرضی شوہر کرتی ہے ذکر
لعنت اور خدا کے غضب کا احادیث صحیحہ مین آیا ہے لکن جو نافرمانی یہ قوم اپنے
ازواج کی کرتی ہے وہ کوئی شخص نہین کرتا اس نافرمانی کی وجہ سے ساری طاعات
فرض و نفل بی بی کی برباد جاتی ہے مستحق جہنم ٹھہر جاتی ہے **ف** حدیث صحیح مین
آیا ہے عورت جب عطر ملکر مجلس مین آتی ہے تو وہ زانیہ ہے روایت کیا ابوداود
والترمذی اسیطرح عطر لگا کر عورتکا مسجد مین جانا کبیرہ ہے بنی اسرائیل کی
عورتین بن ٹھنکر عطر ملکر مساجد مین آتی جاتی تھین اونپر لعنت پڑی اگر خوف فتنہ

ایسے ہی کاموں سے جہنم ملتی ہے جنت حرام ہو جاتی ہے **ف** قرآن شریف میں لھو الحدیث پر وعدہ عذاب الیم کا فرمایا ہے اس لفظ کے دو معنی ہین ایک پڑہنا پڑہانا قصے کہانی کی کتابونکا دوسرے سننا سنانا گانے مزامیر کا ان دونون کامونکا شوق جسقدر بیہودہ عورتونکو ہوتا ہے خصوصاً زنان امرا کو وہ دوسرے کو نہین ہوتا مثنوی میر حسن فسانہ عجائب بوستان خیال انکا وظیفہ رہتا ہے گانا بجانا کھیل تماشے کرنا لہو ولعب ہین بیصرف زر مشغول رہنا دوسرونکو اوسمین شریک کرنا انکا تانا بانا ہے حالانکہ یہ دونون امر گناہ کبیرہ ہین بلکہ کبھی بعض یہ افعال سرحد کفر تک بھی پہنچا دیتے ہین جبکہ عادت راسخہ ہو کر انکو طرف رسائل مسائل کے پھیر کر بدعقیدہ عاشق طبع کر دیتے ہین اور کسیطرح بھی اونکی لذت انکے جی سے نہین جاتی ہے مرتے دم تک توبہ نصیب نہین ہوتی ہے مزامیر کا سننا کوئی سا باجا کیون نہو قطعاً حرام ہے باتفاق علماء نزا گانا جب کہ وہ کسی مضمون خلاف شرع پر شامل نہو گو جائز ہے مگر دوا اسکا محال سنتار وغیرہ کو سب سے پہلے عراق مین زنادقہ نے نکالا تھا تاکہ لوگ نمازوذکر خدا سے باز رہین دنیا مین جتنی اقسام لہو ولعب کی ہین وہ سب حرام ہین مگر تین جیسے گھوڑدوڑ کرنا یا خاوند کا بی بی سے ہنسنا کھیلنا **ف** عورتکا شعر اشعار مین دوسرے مرد کا کرنا مضامین عشق کا باندہنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے بلکہ مرد کے حقمین بھی یہ کام حرام ہے اس بلا مین بھی اکثر عورتین مبتلا رہتی ہین جو خود شاعرہ نہین ہوتی ہین اور اردو خوان یا فارسی دان ہین وہ شعرا کے دواوین دیکھکر لذت اوٹھاتی ہین ایسے مرد عورت سنرعاً فاسق کہلاتے ہین خصوصاً دیوان جانصاحب یا اوسطرح کے اور دیوان شعر پڑہنا یا مول لینا جنمین کہ ذکر فواحش کا ہوتا ہے تعجب نہین کہ عورتون اور مردونکو ایمان سے باہر نکالکر سیر جہنم کی کرائے نعوذ باللہ منہ **ف** اکثر کبائر ایسے ہین کہ اونمین مرد عورت سب برابر ہوتے ہین خاص کبائر مردون

حکم قاذف کو خاص قرآن مین آیا ہے اس تہمت پر لعان ہو کر جدائی ہو جاتی ہے پھر تمام
عمر دونون جمع نہین ہو سکتے اس بلا مین اکثر مرد و عورت گرفتار رہتے ہین دوسری
آیت مین لعنت بھی آئی ہے یہ دلیل ہے اسبات پر کہ قذف کرنا گناہ کبیرہ اور سخت حرام
ہے خصوصًا جبکہ یہ تہمت مرد و عورت پارسا پر ہو **ف** حدیث مین آیا ہے جو عورت
داخل کرے کسی قوم پر اوس بچے کو جو اونمین سے نہین ہے تو وہ جنت مین نجاویگی
بلکہ دوسری حدیث مین ایسے آدمی کو جو غیر کا بیٹا بنے کافر کہا ہے اگر اسکے گھر مین کوئی
راتدن موجود رہتا ہے پیٹ رہ زنا سے تو کیسا ہوتا ہے اور بچا شوہر کا ٹھہرا دیتے ہین
پھر وہ بچہ اوس فرضی باپ کا وارث ہو جاتا ہے ایسی عورتون پر جنت حرام ہے دیدہ
دانستہ نسب کا چھپانا برابر کافر ہونے کے ہوتا ہے نسب مین کیسا ہی بار نقصان آتا
کیون نہو ظاہر کر دے ورنہ بہشت سے محروم جہنم مین جانا ہوگا اسیطرح طعن کرنا
کسی کے نسب ثابت مین گناہ کبیرہ ہے عورتین غصہ مین آکر ضد سے کسیکو حرام زادہ
کہنے لگتی ہین حدیث مین اسبات کو کفر فرمایا ہے کفر کی جزا جہنم ہے **ف** طفل
بے ریش یا عورت سے دبر مین جماع کرنا گناہ کبیرہ ہے جو عورت اسکام پر
راضی ہوتی ہے اوسکا حکم اور فاعل کا حکم معصیت مین برابر ہے حضرت نے فرمایا
ہے فاعل و مفعول کو قتل کرو اللہ نے اسکام کا نام فاحشہ و خبیثہ رکھا ہے اس
فعل پر لعنت بھی آئی ہے اسیطرح بہائم سے جماع کرنے پر حضرت نے فرمایا ہے زنا
عورتونکا آپسمین سحاق ہے یہ بھی فرمایا ہے کہ راکبہ و مرکوبہ کی گواہی قبول نہین ہے
سحاق و مساحقت اسکو کہتے ہین کہ ایک عورت دوسری عورت سے وہ کام کرے
جو کام مرد عورت سے کرتا ہے اس بلا مین اون امرا کی عورتین زیادہ مبتلا ہوتی ہین
جنسے شوہر خبر نہین ہوتی اور اونکو مرد میسر نہین آتا بلکہ بعض ناپاکین باوجود شوہر
ہونیکے بھی اس کام کو زیادہ لذیذ جانتی ہین پھر بعد وہ کسی مرد کو بھی پسند نہین کرتین

اگر دشمن دوست بنکر آتا ہے تو یقین کر لیتی ہین دوست کو صاف بات کہنے پہ
دشمن سمجھہ لیتی ہین خود تو کم عقل ہوتی ہین مگر عقلمند مردون کے کان کترتی ہین
شوہر کو بیوقوف احمق بنا لیتی ہین صبر کی توفیق کبھی نہین ہوتی اپنی غرض
کے مقابلہ مین نہ خدا سے غرض رکھین نہ رسول سے واسطہ نہ شوہر سے کام نہایت کی
پروا بے تکلف حالت غضب اور رنجیدگی مین کلمات کفر انکے منہہ سے نکلنے لگتے ہین
حدیث مین آیا ہے بعض کلمہ آدمی کہتا ہے اور اوسکو ہلکا سمجھتا ہے لکن اوس کلمہ کے
سبب سے جہنم مین چلا جاتا ہے غرضکہ عورت کی ذات مجموعہ سیئات ہوتی ہے
مگر جسکو اللہ بچائے ف جسطرح بعض اہل علم نے اون عورتونکا ذکر کیا ہے
جو صالحات تھین اور اونکا شمار اولیاء اللہ مین کیا گیا ہے اسیطرح کتاب بہار دانش
وغیرہ مین بعض تجربہ کار ونکی عورتون کے چلتر اور اونکے فریب و مکر بھی لکہے ہین
بلکہ خود اللہ نے شیطان کے مکر کو ضعیف اور عورتون کے مکر کو عظیم فرمایا ہے
اس سے بڑھکر کیا کسیکی گواہی ہوسکتی ہے مسلمان عورتونکو یہ حال سنکر سب سے
زیادہ اللہ سے ڈرنا چاہئے جس خاوند نے عورت کے حقوق ادا نکئے سو وہ شوہر بھی
گنہگار رہے اوسکو سزا جزا اوسکے گناہ کی ملیگی یا باوجود وجہ کے فسق و فجور خصوصًا
زنا مین مبتلا رہا تھا تو وہ اپنے عمل کی پاداش ضرور پائیگا دنیا مین لائق رحم تھا
اگر یہان بچگیا تو وہان کیا کریگا خصوصًا وہ شخص جسنے یہ کام کھلم کھلا کئے ہین اور جو
شخص مستور الحال رہا اللہ کو اوسکے عذاب کرنے اور معاف کرنیکا اختیار ہے وہ تو یہ و
استغفار کرے یا اپنے اوپر حد شرعی جاری کراکر پاک ہوجائے اسیطرح جو عورت حقوق
شوہر کے ادا نہین کرتی ہے وہ بے شک بڑی بلا مین مبتلا ہوگی اگر زانیہ ہے تولائق
رجم ہوچکی اگر فاسقہ ہے تو سزا فسق کی پائیگی اگر مستورہ ہے تو مشیت الٰہی مین
ہے لکن آفت تو یہ ہے کہ اکثر عورتین بے باکانہ حال اپنے فسق و فجور کا مجلس مین

یا عورتون کی بہت کم ہین اسلیے اسجگہہ کثرت وقلت دیکھی جاتی ہے ارتکاب کبایر کا
جسقدر عورتونمین ہوتا ہے اوتنا مردونمین نہین ہوتا کیونکہ شرفا مین بہت دیکھا
ہے کہ باوجود فاسق ہونے مرد کے عورت پارسا رہتی ہے پھر جو مرد خود عالم یا
درویش یا صالح ہین اونکی عورتین بھی غالبًا پارسا و نیکبخت ہوا کرتی ہین سارے
خرابی اون گھرونمین ہے جہان آسودگی اور بددینی جمع ہوگئی ہے بلکہ جو عورتین
ظاہر مین پارسا ہین وہ خاوند و نسے چھپکر شرک و بدعت کرتی ہین اور جو بیباک
ہین اونکو تو کچھہ بھی خوف شوہر کا استعمال فسق وکفر وعشق مین نہین ہوتا ہے
یہ قوم بسبب اپنی نقصان عقل و دین کے زبردستی جہنم کو مول لیتی ہے کلمات کفر کا
انکے منہہ سے نکلنا ناشکری خدا و خاوند کی کرنا لعن طعن غیبت بدگوئی عیب جوئی
طمع محبت گناہ وفسق واظہار عشق مین مبتلا رہنا نماز روزہ نکرنا حقوق شوہر کے
بجا نہ لانا خاوند سے طالب اطاعت ہونا اوسکی بے ادبی کرنا چلاکر بولنا خفا ہونا انکی عام
خصلت ہوتی ہے یہی سب اسباب انکے لیے موجب سکونت جہنم کے ہین اسلیے
حدیث مین آیا ہے کہ بہت کم ساکن جنت مین یہی عورتین ہونگی دوسری حدیث
مین آیا ہے کہ اکثر اہل نار عورتین ہین بے رحمی بیوفائی سخت دلی خودغرضی مطلب
آشنای انکا شیوہ ہے ف سب سے زیادہ عیب عورتونمین یہ ہے کہ وہ سچ کو
اور سچی بات قبول کرنے سے سخت نفرت و وحشت رکھتی ہین سب سے زیادہ محبوب
اونکو جھوٹ بولنا اور جھوٹ سننا ہوتا ہے جب تک اونسے جھوٹ بولے جاؤ خوش
ہین سچ بولو تو برا مانتی ہین حالانکہ جھوٹ بولنا یا جھوٹی بات فریب سے کہنا یا جھوٹی
گواہی دینا شرع شریف مین برابر شرک کے ٹھہرا ہے یہ قوم اس بلا مین بہ نسبت
مردون کے بہت زیادہ مبتلا رہتی ہے انسے جھوٹی محبت ظاہر کرو تو خوش ہین
سچی محبت کرو تو ناخوش ہین سارا دار و مدار انکا ظاہر پر ہوتا ہے انکے سامنے

خاتمۃ الرسالہ بیانمین ترغیب وترہیب نکاح کے

حدیث قدسی مین بروایت ابن مسعود رضہ مرفوعًا آیاہے نظر ایک تیر ہے زہر بھرا
ابلیس کے تیرونمین سے جسنے اس نظر بازی کو میرے ڈرسے چھوڑا مین اوسکو عوض
مین اس ترک نظر کے ایسا ایمان دونگا جسکی حلاوت وہ اپنے دلمین پاویگا اسکو
طبرانی نے روایت کیاہے حاکم نے صحیح الاسنا و کہاہے ابوہریرہ کہتے ہین رسول
خدا نے فرمایاہے ہر آنکھ دن قیامت کے رووےگی مگر وہ آنکھ جو اللہ کے محارم سے
بچی رہی اسکو اصبہانی نے روایت کیاہے معلوم ہوا کہ نامحرم پر نظر کرنا حرام
ہے نہ مرد عورت نامحرم کو دیکھے نہ عورت مرد نامحرم کو اس نظر سے بچنے والا مرد ایمان
مومن ہے نہ بچنے والا اپنی قسمت کو رووےگا علی مرتضیٰ کی حدیث مین پہلی نظر کو
جو ناگہان پڑجاتی ہے معاف کہاہے دوسری نظر کو موجب گناہ کا بتایاہے اس حدیث کو
امام احمد نے مرفوعًا روایت کیاہے ابن مسعود نے کہا رسول خدا نے فرمایاہے
دونون آنکھین دونون پاؤن زنا کرتے ہین شرمگاہ زنا کرتی ہے اسکی اسناد
صحیح ہے اسکے راوی احمد و بزار و ابو یعلی ہین یعنی کوئی شخص یہ نسمجھے کہ ہم زنا سے
بچے ہوئے ہین اسلیے کہ حفظ شرمگاہ کرتے ہین بلکہ آنکھ سے نامحرم کو دیکھنا پاؤن
سے اوسکی طرف چلنا یہ بھی ایکطرحکا زنا ہے عورتونکو سب سے زیادہ تاکنا جھانکنا آنا جانا
سیر تماشے کا شوق ہوتاہے یہ زنا بھی گناہ ہے حدیث ابو سعید مین مرفوعًا
آیاہے ہر صبح دو فرشتے پکارتے ہین کہ خرابی ہے مردونکی عورتونسے عورتونکی مردونسے

رواہ ابن ماجۃ والحاکم وقال صحیح الاسناد مراد وہ مرد ہین جو عورتونکو
گھورا کرتے ہین اور وہ عورتین ہین جو مردونکو تاکتی جھانکتی ہین دل کا زنا یہ ہے
کہ یار آشنا کا خیال باندھے زبانکا زنا یہ ہے کہ اوسکا ذکر نکالے پھر شرمگاہ خواہ
سچا کردے یا جھوٹا عائشہ رضہ کہتی ہین کہ رسول خدا صلعم مسجد مین بیٹھے تھے ایک

بیٹھکر ہر کسی کے سامنے بے تکلف بیان کرتی ہین جو لوگ اوس حال سے واقف نتھے
وہ بھی اوسکے گناہ پر گواہ ہوجاتے ہین گو وہ منہہ پر کچھہ نہ کہین مگر دلمین اوسکو
نظر حقارت سے دیکھتے ہین یہ نتیجہ عورت کی بیعقلی کا ہے گناہ کو مسلمان چھپاتا ہے
یا ظاہر کرتا ہے اپنا گناہ ہو یا دوسرے کا قرآن وحدیث مین حکم کیا ہے کہ کسیکا عیب بیان کرو
اسلئے کہ اگر وہ بُرا ہے تو سزا اپنے گناہ کی پائیگا تم اوسکا عیب خواہ ظاہر کرو یا نہ کرو
وہ مستحق سزا ہوچکا اور جو وہ گنہگار نہین ہے یا تائب ہوگیا ہے تو اب یہ عیب جوئی
کرنیوالا گنہگار ہوجائیگا مظلوم بنکر ظالم ٹھہریگا یہ کون عقل ہے **ف** سب سے بڑا
عیب عورتونکا یہ ہے کہ زبان اونکی لعن وطعن سے شوہر بلکہ ماں باپ اولاد
اقارب پر بند نہین رہتی ہے مُردہ ہون یا زندہ حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ مہلک ہے
جس سے جہنم کا استحقاق کامل طور پر ہوجاتا ہے حدیث مین بڑا سبب دوزخ
مین عورتون کے جانیکا یہی فرمایا ہے کہ وہ خاوندونکی ناشکر ہوتی ہین لعن طعن
بہت کیا کرتی ہین ستوجب کوئی ملعون لائق لعنت کے نہین ہوتا ہے تو وہ لعنت
اوسی لاعن طاعن پر مرد ہو یا عورت پھر پڑتی ہے وہ تو اچھا رہا یہ بدبخت زبردستی
ملعون ہوگئی کسیکا کچھہ نہ گیا اسیکا بگڑا ہوا دین دنیا دونون برباد گئی انا للہ
ف کبیرہ گناہ ہونے سے توبہ نہ کرنا بھی ایک گناہ کبیرہ ہے یہ توبہ کرنا فورًا واجب ہوتا ہے
بنص کتاب وحدیث واجماع اُمّت بلکہ تاخیر توبہ سے بھی توبہ کرنا واجب ہوتا ہے
اسیطرح گناہ صغیرہ سے بھی فی الفور توبہ کرنا واجب ہے یہی مذہب ہے اشعریکا
سوا معتزلہ کے اور کوئی اسمین مخالف نہین ہے بلکہ امام الحرمین نے اسپر اجماع
نقل کیا ہے واللہ اعلم اس بحث کی تفصیل ابن حجر مکی نے کتاب زواجر مین بہت
اچھی طرح کی ہے اور بیان کبائر ظاہرہ و باطنہ مین دو رسالے نواب صاحب بھوپال کے
بہت خوب ہین ✤ ✤ ✤

والحاکم اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ اگر خدا کے سوا کسیکو سجدہ درست ہوتا تو عورت
شوہر کو سجدہ کرتی عورت کو حلاوت ایمان کی نہین ملتی ہے جب تک کہ شوہر کا حق ادا نہ
کرے اگر تنور پر ہو اور شوہر اوسکا بلاوے تو انکار نہ کرے اگر کہے لال پہاڑ کے پتھر کالے
پہاڑ پر اور کالے پہاڑ کے پتھر لال پہاڑ پر ڈال آ تو عورت کو چاہیے کہ ایسا ہی کرے حدیث
ابی ہریرہ رض مین آیا ہے حلال نہین کسی عورت کو کہ روزہ نفل رکھے اور اوسکا
شوہر موجود ہو مگر شوہر کے اذن سے نہ کسیکو گھر مین بے اذن شوہر کے آنے دے
اسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ بے اجازت و رضامندی شوہر
کے کسی مرد عورت کو گھر مین آنے دینا حرام ہے اللہ نے واسطے اطاعت شوہر کے
اپنی عبادت تک کو اذن شوہر پر موقوف رکھا ہے رسول خدا صلعم نے یہانتک
فرمایا ہے کہ اگر شوہر ناراض ہے تو پھر عبادت فرض بھی مقبول نہین اب اس سے
زیادہ اور کیا شرف شوہر کا ہوگا مگر ہزار مین ایک عورت بھی یہ حقوق شوہر کے ادا
نہین کرتی حالانکہ کچھہ بھی مشکل نہین ہے خاوند کا راضی رکھنا کیا بڑی بات ہے
خصوصاً غریب مزاج نیکبخت پارسا شوہر کا مگر جنکہ قسمت ہی مین جہنم لکھی ہو
تو پھر کوئی کیا کرے شوہر کا تو کچھہ بھی نہین جاتا انہین کی آخرت تباہ ہوتی ہے
معاذ بن جبل کہتے ہین رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے نہین حلال ہے کسی عورت کو
جو ایمان رکھتی ہے اللہ پر یہ کہ اذن دے کسیکو شوہر کے گھر مین اور شوہر اوسکے
آنے سے ناخوش ہو یا نکلے گھر سے اور شوہر ناخوش ہو شوہر کے حق مین کسی کے کہنے سننے
کی اطاعت نہ کرے نہ اوسکے بستر سے جدا ہو نہ شوہر کو مارے پھر اگر شوہر ہی ظالم
ہے تو اوسکے پاس آکر اوسکو منا لے یہانتک کہ وہ راضی ہو اگر اوس نے عذر عورت کا قبول
کر لیا تو بہت اچھا ہوا اللہ بھی اوس عورت کا عذر قبول کر لیگا اوسکی حجت کو بالا
رکھیگا عورت پر کچھہ گناہ نہ رہیگا اور جو شوہر راضی نہوا تو عورت اپنا عذر نزدیک

عورت قبیلہ مزینہ کی اچھے کپڑے پہنے ہوئے مسجد مین آئی فرمایا اے لوگو تم اپنی عورتونکو منع کرو کہ وہ زینت کا لباس پہنکر نازنخرے سے مسجد مین نہ آیا کرین - بنی اسرائیل پر جب ہی لعنت ہوئی کہ اونکی عورتین زینت کرکے مسجدونمین نازسے آنے لگین اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ عورتکا بن ٹھنکر مسجد مین آنا حرام ہے اوسوقت کا بناؤ فقط اچھا لباس تھا یہ گوٹا پٹھا یہ چمک دمک یہ طرح طرحکا زیور طرح کا لباس باریک و رنگین نتھا جب نرے اچھے کپڑون سے آنا وہ بھی مسجد مین درست نہوا تو جو عورتین قیمتی لباس عمدہ زیور پہنکر زرق برق ہوکر بڑے طمطراق سے سیر میلون ٹھیلون بازار و باغ و محفل کی کرتی پھرتی ہین وہ بے شبہہ مرتکب گناہ کبیرہ کی ہوتی ہین بہت ہوا تو فرجکا زنا نہوا باقی اعضا کا زنا تو ضرور رہی انسے ہوتا رہتا ہے مسئلہ ہر مرد پر حرام ہے کہ بے محرم کسی عورت کے پاس تنہا بیٹھے ہر عورت پر حرام ہے کہ بے محرم کسی اجنبی مرد یا عورت بد کے پاس تنہا نشست کرے شوہر سے زیادہ کوئی محرم نہین ہوتا ہے خصوصاً اوس مرد و عورتکے پاس بیٹھنا جسکے آنے جانے سے شوہر ناخوش ہے گو وہ پارسا ہی کیون نہو چہ جائے اسکے کہ وہ مرد یا عورت بد وضع بد عقیدہ بد عمل نابکار بدنام رسوائے خلق ہو کہ اوسوقت یہ نشست بالکل حرام ہو جاتی ہے خواہ شوہر منع کرے یا خاموش رہے مسئلہ رسول خدا صلعم نے حصین بن محصن کی پھوپھی سے فرمایا کیف انت لہ فانہ جنتک و نارک یعنی تیرا برتاؤ تیرے شوہر کے ساتھ کیسا ہے کیونکہ وہ تو تیری بہشت و دوزخ ہے رواہ احمد والنسائی باسنادین جیدین والحاکم وقال صحیح الاسناد عائشہ رضہ نے پوچھا کس آدمی کا حق عورت پر سب سے زیادہ ہے فرمایا شوہر کا پوچھا مرد پر کہا ماںکا رواہ البزار باسناد حسن

مگر لفظ حدیث عام ہے یعنی خواہ صحبت کے لیے بلاوے یا فقط اختلاط کے لیے
دونون صورت مین بصورت انکار کے خدا کی مار فرشتون کی لعنت شام سے
صبح تک اوس عورت پر برستی رہتی ہے حاصل یہ کہ شوہر کا ناراض رکھنا اوس سے
خوش ہوکر نہ ملنا اوسکی اطاعت واجبی نکرنا کمی نالائق باتونپر تیرے میرے
کہنے سننے سے کھینچے رہنا کچھہ آسان بات نہین ہے یہان تو ہر طرح سے گذر جاویگی
مگر وہان حقیقت اس ناراضی کی بخوبی کھل جاویگی اوسوقت نہ کوئی یار آشنا
کام آویگا نہ کوئی عاشق بدنام مددگار ہوگا نہ کوئی نسبی خانگی کٹنی نائکہ بچاویگی
جہنم ہوگی اور کتون کیطرح بھوکتا ہوگا کاش یہ عذاب اوتنے ہی دن ہوتا
جتنے دن شوہر کو ناراض رکھا تھا یا جتنی عمر عیش و عشرت مین گذر چکی تھی
یا سرور وصل یا غم فراق یار و آشناؤن مین بسر ہوئی تھی غضب تو یہ ہے
کہ وہان عمر دراز ہے یا ابد کا سامنا ہے جسکی کچھہ انتہا نہین ہے وہان نہ کسی کی
سفارش چلیگی نہ کوئی رشوت لیگا نہ کوئی فریاد رسی کریگا اللہم احفظنا
اب مین اس خاتمہ کو ایک **حدیث** ابو ہریرہ رض پر ختم کرتا ہون جسمین نیک
عورتون کے لیے بشارت آئی ہے رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے جب عورت
نے پانچون نمازین پڑھین شرمگاہ کی حفاظت کی یعنی زنا نہ کیا مساحقت کا مزہ نہ چکھا
شوہر کی اطاعت کی یعنی امور جائز مین نہ امور خلاف شرع مین تو اب وہ جس دروازے بہشت سے
چاہے جنت مین جاوے رواہ ابن حبان فی صحیحہ ہم اپنے رب سے امید رکھتے ہین کہ ہماری
ازواج و اولاد کو ایسی ہی نیک توفیق دے جسطرح کہ ہمارے ماں باپکو توفیق خیر بخشی تھی
ہمارے غریبخانہ کو ہر فتنہ و بلا سے بچاوے ہمارے دلونمین اپنا خوف بخشے ہمکو ہر طرح کے فسق
و فجور سے تادم مرگ محفوظ رکھے ہمارا خاتمہ ایمان پر کرے اللہم آمین والحمد للہ اولا و آخرا

تمت

خاتمۃ الطبع یہ رسالہ تالیف جناب مولوی بشارت کریم صاحب بہاری عافاہ اللہ تعالی بتاریخ ۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۴ ہجری کو مطبع سعید المطابع بنارس مین طبع ہوا والحمد للہ فقط

خدا کے کرچکی حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے معلوم ہوا کہ شوہر کے ظالم ہونے پر
بھی عورت ہی پر شوہر کا منانا راضی کرنا واجب ہے نہ مرد پر عورت کا منانا اور یہ
لفظ کہ کسی ایمان والی عورت کو یہ کام حلال نہیں ہے دلیل ہے اسبات پر کہ یہ
سب کام مسلمان عورت پر قطعی حرام ہین ہرگز خلاف مرضی شوہر کے یہ کام نہ کرے
یہ بھی معلوم ہوا کہ مرد کو عورتکا عذر واجبی قبول کرلینا چاہیے ورنہ شوہر ظالم
ٹھہریگا عورت معذور سمجھی جاویگی ہان اتنی بات ضرور ہے کہ اگر وہ عذر سرے
ہی سے لائق قبول کے نہین ہے تو پھر شوہر اوسپر مجبور نہین ہوسکتا مثلاً ایک
عذر تو یہ ہے کہ ہمنے جو فلان عورت یا خادم کو گھر مین آنے دیا یا ہم کسی عزیز سے
ملنے کو بے اجازت چلی گئی برا کیا اب آیندہ اوسکو نہ آنے دینگی یا بے تمھارے
اجازت و مرضی کے کسی جگہہ نجاوینگی تو یہ عذر لائق قبول ہے اسکی دوبارکی
خطا معاف کردینا چاہیے دوسرا عذر یہ ہے کہ ہمنے جو فلان شخص سے ارادہ یاری
آشنائی کا کیا ہے یا فلان عورت فاحشہ بدوضع کو اپنے گھر مین مصاحبت کے
لیے رکھا ہے سو تم اوسکی اجازت دیدو یہ عذر ہرگز لائق قبول کے نہین ہوسکتا
حدیث جابر مین مرفوعاً آیا ہے کہ اوس عورت کی نماز قبول نہین ہوتی
نہ کوئی عمل حسنہ اوسکا آسمان پر چڑھتا ہے جبتک اوسکا خاوند غصے ہے یہانتک کہ
راضی ہو رواہ الطبرانی وابن حبان مراد نماز سے اسجگہہ نماز فرض ہے
حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے مرد نے جب
بی بی کو اپنے بستر پر بلایا وہ نہ آئی شوہر غصے مین سو رہا تو صبح تک سارے
فرشتے اوسپر لعنت کرتے ہین رواہ الشیخان وابوداود والنسائی
دوسرے لفظ مین یون آیا ہے کہ اللہ اوس عورت پر غصہ کرتا ہے یہانتک کہ شوہر
اوس سے راضی ہو اگرچہ مراد بلانے سے بستر پر یہ ہے کہ صحبت کیلئے بلائے

صحت نامہ اللتیا والتی

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳	۹	کہ	کے	۵۶	۱۳	لغوب	لعوب
۴	۲۰	ہتین	تھی	״	۱۳	الطناب	الباب
۱۲	۱۵	ندی	ندی بلکہ	۵۷	۳	والد	والد
۱۹	۱۰	کہ	تھا کہ	״	۱۵	بہٹکنی	بہٹکنی
״	۹	کہالی	کہالی ہے	۶۰	۱۸	انسابکا	انساب کا
۳۱	۲۱	نمین	ن مین	۶۴	۱۵	کہ یہ	کہ ساتھ اوسکے یہ
۳۰	۸	کی	کی لیے	۷۱	۱۸	اوشوہر	اور اگر شوہر
۳۲	۱۱	پائی	کی پائی	۷۳	۱۵	پڑھیگا	ملیگا
۳۴	۳	وہنر	ہنر	۷۴	۱۱	کہ	[illegible]
۴۰	۳	آخرت مین	آخرت کو	״	۱۳	بیاہ	اب بیاہ
۴۰	۶	برکت	برکات کا	۷۵	۴	کیا	کیا ہی
۴۲	۹	یوم ملولا کو	دان ملولا کے	״	۲۱	بڑا	بڑا خوف
״	۱۹	ہوتی تو	ہوتی ہین	״	״	اس سے	اسی
۵۱	۹	بھی	یہی	۷۹	۱۹	غل	گل
۵۵	۱۱	لفظہ	لفظات	۸۰	۲۱	رکھتی	کی رکھتی
۵۶	۸	مراد	مراد کی ہوتی	۸۵	۲۱	مین	تین
״	۹	نظر	نظر کا	۸۷	۴	کلام	کلام کا

فہرست کتاب الاتقیا والتقی

سائق العباد الى

صحة الاعتقاد

طبع في المطبع سعيد المطابع الكائن
ببلدة بنارس في سنة ١٣٠٢
الهجرية

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۹۴	۴	اونکو	انکو
۱۰۴	۱۰	نکاح	نکاح کا
۱۱۷	۵	عزیز	عزیز تر
"	۱۳	چوتر	چوٹر
۱۲۰	۱۰	اونکی	انکی
"	۱۶	کم	کم عمر
۱۲۷	۴	یقین	یقان
"	۱۲	النساء	نساء

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۲۸	ن ـ	حلالہ	حلالہ کی
"	۱۰	تمتع	منع تمتع
۱۳۰	۱۵	حبیثہ	خبیثہ
۱۳۱	۱۹	شعر	یا شعیر
۱۳۳	۱۰	کارونکی	کار[illegible]
۱۳۶	۶	طرح	طرح کے
۱۳۹	۵	کھینچی	کھچی

ہو گئے ہین غرض اسکی تصنیف سے نفع اپنی ذات کا اور اوس شخص کا ہے
جو عقائد صحیحہ شرعیہ کا طالب ہو تاکہ جملہ سعادات دینی و دنیوی پہ فائز ہو اور
اور آنہ عقائد کی تفصیل دوسری مجلد پہ محول رکھی ہے جسکو من بعد لقصد ثواب
ہدیہ ارباب سنت وکتاب کیا جائیگا انشاء اللہ تعالی و باللہ التوفیق اہل حق
واصحاب حدیث کے اقوال واحوال متفق ہین ایمان باللہ عزوجل اور توحید کی
شہادت پر اور اس امر پر کہ ذات باریتعالی موصوف ہے صفات قدیمہ سے جنکا
ثبوت یا تو قرآن مجید سے ہے جسکے پس و پیش مین باطل کو گذر نہین یا احادیث
صحیحہ معتمدہ آنحضرت صلعم سے کیونکہ حضرت اپنے حق تبلیغ سے کما حقہ فارغ ہو چکے ہین
اور راہ ہدایت کو روز روشن کیطرح واضح فرما گئے ہین کہ نہ کسی ملحد کو اوسمین
تاب مقال ہے اور نہ کسی مخالف کو کچھ محل مجال الغرض ایمان لے آئے اہل حق
و حدیث خداے پاک کے اون اسماء و صفتو نپر جو قرآن و حدیث مین وارد ہین
اور محمول ہین وہ اپنے معانی ظاہر پر نہ اونمین کسیطرح کی تاویل کرتے ہین
جو مستلزم تعطیل وانکار صفات ہو اور نہ ایسی تشریح کیجاتی ہے جو منجر بہ تشبیہ
وتمثیل ذات ہو بڑا فضل اللہ نے اہلسنت پر یہ کیا کہ بچالیا ہے اونکو تحریف
وتاویل آیات اور تشریح کیفیت صفات سے جو داخل تفریط و افراط ہین اور
توفیق بخشی ہے فہم و ادراک صحیح کی یہی سبب ہے کہ طے کر گئے ہین وہ شاہراہ
تنزیہہ و توحید کو اور محفوظ رہے ہین تعطیل و تشبیہ سے اتباع کیا ہے اونھون نے
ارشاد الٰہی لیس کمثلہ شئی اور لم یکن لہ کفوا احد کا ان آیتون نے
خیال مماثلت ذات و صفات و افعال کو بیخ و بن سے قطع کر دیا اور کفایت
کر گیا ہے اونکو اسبارہ مین یہ طریقہ بہیتہ مع سنت نبویہ کے اسطرحپر کہ نہ پھیرے
وہ کبھی طرف بدعات ردیہ کے اور پالیا ہے اونھون نے اسکی بدولت عند اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الهادی الی اصول الایمان و فروع الاسلام و شیون
الاحسان و الصلوٰۃ و السلام علی افضل رسله و خاتم انبیائه
من جائنا بالسنة المقدسة و عظیم القرآن و علی آله و صحبه
الماضین علی خیر هدایه و الداعین الیه کل انسان **امابعد** یہ رسالہ
اردو زبان کا بیان مین عقائد صحیحہ اسلام کے ترجمہ ہے رسالہ عربی انتقاد الی التقاد
کا جسکو سید ابو النصر میر علی حسن خان کان اللہ له و کان نے بحسب فرمائش بعض
اخوان ایمان کے لکھا تھا مین نے اوسکا ترجمہ بحکم جناب عالیہ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ
والیہ ریاست بھوپال ادام اللہ مجدہا کے اردو مین تحریر کیا اور اسکا نام صالح الاعتقاد
الی صحة الاعتقاد رکھا نفعها اللہ بها و سائر المسلمات و المسلمین بمنه
و کرمه اللهم امین مولف رسالہ نے بعد حمد و نعت کے یون کہا ہے کہ اس
مختصر رسالہ مین خاص عقائد سلف کا بیان ہے جو کہ اکابر ائمہ و مستندین امت

یہ کل اسما ایکسو اکاون ہین ہر ایک کے معنی انمین سے جسطرح علحدہ علحدہ ہین اور ہر ایک سے جدا جدا ایک وصف سمجھا جاتا ہے اوسیطرح بعض مختلف اسما بھی باعتبار قدر مشترک کے صفت واحدہ پر دلالت کرتے ہین بعضے اسماسے ثبوت و بقای خداے پاک ظاہر و ہویدا ہے اور بعض سے صفت وحدانیت و خلق و تدبیر خلائق پیدا کوئی وصف ایجاد و ابداع ظاہر کر رہا ہے اور کوئی نفی تشبیہ بتلا رہا ہے و علی ہذا القیاس بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہم و دیگر محدثین نے ابوہریرۃ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے اللہ پاک کے ننانوے ۹۹ نام ہین یعنی ایک کم سو جو شخص احصا کرلیگا اونکو وہ داخل ہوگا بہشت مین لفظ احصا کے معنی اگرچہ لغتاً شمار کرلینا ہے مگر یہان مقصود اون ناموںکا زبانی یاد کرنا ہے نہ فقط گنتی کر رکھنا اور تفصیل و تشریح اون ننانوے ۹۹ ناموںکی جو روایت ترمذی وغیرہ مین وارد ہے وہ دراصل منجانب راوی ہے ارشاد نبوی سے ثبوت تفصیلی نہین ہے اور خدا کے نامونکو ننانوے کہنا باعتبار کثرت اطلاق و زیادت استعمال کے ہے کل اسما کا حصر و احاطہ ننانوے مین مراد نہین ہے کیونکہ اسماے مذکور الصدر جنمین نود و نہ ۹۹ نام مرویہ ترمذی بھی داخل ہین بتمامہا کتاب و سنت کے ثابت ہین اور ہر ایک کی سند محدثین بین معروف و مشہور ہے اور کتاب الجوائز والصلاۃ وغیرہ دیگر کتب مبسوطہ مین درج ہے ہر مسلمان کو انپر ایمان لانا لازم ہے یہ اسما اپنے ظاہری معنی پر بلا تشبیہ و تمثیل کے رکھی جاوین کسیطرحکا اعتراض یا کچھ تاویل و الحاد و کجی بینی انمین نہ کرنی چاہیے کیونکہ یہ امر توقیفی ہے خداے پاک کا جو اسم و وصف شارع سے منقول ہے فقط وہی واجب القبول ہے راے و اجتہاد سے کسی چیز کا قیاس اونپر درست نہین ہے -

فصل

منجملہ اون صفتون کے جنکو پروردگار نے اپنی ذات کیواسطے ثابت کیا ہے اور جو

فی صفات باریتعالی

سبحانہ وتعالی مراتب علیہ ومدارج سنیہ کو رضی اللہ عنہم وارضاہم وجعل الفردوس نزلہم وماواہم

فصل

اسماء اللہ عز وجل مندرجہ قرآن وسنت جوکہ اوسکی ذات وصفات کے ثبوت اور صدور افعال عجیبہ وجامعیت ہر کمال پر دال ہیں یہ ہیں اللہ رحمن

رحیم ملک ملیک سبوح قدوس سلام مومن مہیمن عزیز

جبار متکبر خالق خلاق ذاری مصور غافر غفار قاہر

قہار وہاب رازق رزاق رب فتاح علیم علام قابض

باسط خافض رافع فاطر صانع معز مذل سمیع بصیر

حکم عدل جمیل لطیف خبیر حلیم عظیم غفور شکور

شاکر علی کبیر حفیظ حافظ ناصر نصیر مقیت حسیب

رفیع جلیل اکرم کریم فعال قدیم رقیب قریب مجیب

حنان منان دیان واسع محیط حکیم طبیب کافی شافی

ودود مجید باعث شہید وکیل کفیل قوی متین ولی

حمید محصی مبدی معید ممیت کاشف قاضی حی قیوم

مدبر واجد ماجد سید واحد وتر فرد احد صمد

قادر قدیر مقتدر مقدم موخر اول آخر ظاہر باطن ولی

والی مولی متعالی بر تواب طالب غالب منتقم عفو

غیاث رؤف مقسط جامع غنی مغنی معطی مانع وفی

صادق ضار نافع جواد نور ہادی بدیع باقی وارث

رشید صبور حیی الحق المبین سریع الحساب فالق الحب والنوی

ذو الطول ذو الفضل ذو العرش ذو المعارج ذو الانتقام ذو الجلال والاکرام

تبشبش - نظر - غیرت - ملال - استحیا - استہزا - خدلعین - مکر - فراغ
تردد - فضل - رحمت - محبت - رضا - سخط - غضب - عداوت -
ولایت - اختیار - صبر - اعادہ خلق - محاضرہ - مصافحہ - اطلاع - اشراف
عندیت - تقلیب قلوب - علم غیب - ذکر خلق - اور ہر روز نئی شان مین رہنا
اور جو کچھ کہ اسکے ماورا آیات قرآنی سے واضح طور پر ثابت ہین یا احادیث
حسنہ وصحیحہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیت مندرج دوارد ہین وہ سب اسمائے
حسنیٰ وصفات جلیلہ سے معدود ہین بعض اوصاف بعض احادیث مین متعین
المراد ہین اور بعض محتمل المعنی ہین **تنبیہ** صفات ذاتیہ اللہ عزوجل
کے تعلقات باعتبار کثرت اشخاص وافراد متعلق بہا کے اگرچہ بیحد وحساب ہین
مگر اس کثرت اضافات سے کسی صفت ذاتی مین تکثر نہین ہوا بلکہ اونمین سے
ہر واحد ذات کی مانند واحد بالذات ہے

فصل

نزول رب تبارک

اجماع کیا ہے جملہ اہل الحق وتوحید نے اسبات پر کہ اللہ سبحانہ وتعالی ہر رات مین
آسمان دنیا پر نزول فرمایا کرتا ہے اور نزول اوسکا مخلوق کے نزول سے کسی
قسم کی مشابہت ومناسبت نہین رکھتا ہے نہ اوسکی اصل کیفیت ہمین معلوم ہے
اور نہ اوسکی تشبیہ کسی چیز کیساتھ ہم دے سکتے ہین کیونکہ رسول خدا صلعم نے
اوسکی کیفیت ہمین نہین بتلائی فقط اسیقدر فرمایا ہے کہ اللہ پاک ہر شب کو
آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے حضرت ام سلمہ رض زوجہ آنحضرت صلعم نے ایکروز
یہ کہا کہ آج کے روز نزول فرمایا کرتا ہے اللہ پاک آسمان دنیا پر لوگون نے
کہا کہ کونسے دن حضرت ام سلمہ رض نے جواب دیا کہ عرفہ کے روز اور حدیث عائشہ رض
مین وارد ہے کہ نزول کرتا ہے اللہ تعالیٰ نصف شعبان کو آسمان دنیا پر رات

منصوص قرآن مجید ہین یہ بھی صفت ہے کہ ساتون آسمان کے پرے عرش مجید پر
اللہ پاک مستقر و مستوی ہے قرآن مجید مین سات جگہہ اسکا بیان آیا ہے اور
احادیث متکاثرہ سے بھی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے اسیواسطے محدثین
وراسخین فی العلم کا اسپر ایمان واذعان ہے تشبیہ سے بچنے کے لئے مختصر کلمہ
لیس کمثلہ شئ اور چھوٹا سا جملہ لم یکن لہ کفوا احد کفایت کرتا ہے باینہمہ
بھی اللہ سبحانہ وتعالی کی فوقیت وعلو کل خلق پر اور عالم فانی سے اوسکی علیحدگی کو
جو شخص تسلیم نہ کرے وہ رد کرنیوالا ہے قرآن وحدیث کا اعاذنا اللہ من ذلک
امام مالک کہتے ہین کہ اللہ اپنی ذات سے تو بالاے آسمان ہے اور علم اوسکا ہر
مکان مین ہے امام شافعی نے کہا کہ خلافت حضرت ابو بکر اسواسطے حق ہے کہ حق تعالی نے
اوسکا حکم آسمان پر سے دیکھا ہے ۔ ابن مبارک نے کہا کہ ہم اپنے پروردگار کو
ساتون آسمان کے اوپر تمام خلق سے جدا جانتے ۔ اور جو مقولہ جہمیہ کا ہے کہ خدا کی
ذات یہان ہے یعنی زمین پر تعالی اللہ عن ذلک ہم اسکے معتقد و قائل نہین ہین
ف اجل صفات الٰہیہ سے حیات ۔ علم ۔ قدرت ۔ قوت ۔ عزت ۔ جلال ۔ مجد
جبروت ۔ کبریا ۔ عظمت ۔ مشیت ۔ ارادہ ۔ سمع ۔ بصر ۔ رویت ۔ کلام
قول ۔ وحی ۔ اور پردہ کے آڑ سے بات کرنا ۔ اور بعض مرسلین وملائکہ و دیگر
عباد مقربین کو اپنا کلام سنا دینا ۔ اور وعدہ ۔ وعید ۔ ترغیب ترہیب
خلق ۔ امر ۔ شہادت وغیب ۔ اور تقدس ہر نقصان وعیب سے ہے
اسکے سوا ۔ وجہ ۔ یدین ۔ نفس ۔ عین ۔ ذات ۔ شخص ۔ مرء ۔ صورت
یمین ۔ کف ۔ حثیات ۔ اصبع ۔ ساعد ۔ ذراع ۔ صدر ۔ ساق ۔ قدم
رجل ۔ جنب ۔ روح ۔ رحم ۔ ظل ۔ علو ۔ مشیت ۔ مرصاد ۔ دنو
قرب ۔ اتیان ۔ نزول ۔ ہرولہ ۔ وطاۃ بوج ۔ نفس ۔ ضحک ۔ عجب ۔ فرح

ازلی ٹھہرایا ہے قران و حدیث مین اسکا کچہہ بھی پتہ نہین ہے۔

تنزیہ خدا

فصل

خداے عز وجل واجب الوجود ہے اور کل کمالات و صفات حسنہ سے موصوف ہے زوال و فنا سے مقدس اور ہر طرح کے نقصان سے مبرا ہے تمام مخلوق کا وہی اکیلا پیدا کرنیوالا ہے جمیع معلومات سے آگاہ ہے ممکنات سے کوئی فرد اوسکے قبضۂ قدرت سے خارج نہین اور نہ موجودات سے کوئی شے اوسکے بلا عزم و ارادہ کے واقع شدنی ہے وجوب وجود اور استحقاق عبادت و الوہیت اور صفت خلق و تدبیر وغیرہا مین کوئی اوسکا شریک و سہیم نہین ہے فقط وہی اکیلا ذات مستحق عبادت و رازق عباد ہے اور وہی شفا بخش ہر بیمار و دافع جملہ مضار ہے نہ خود کسی مین حلول کرتا ہے اور نہ دوسرا اوسمین حلول کرسکے نہ وہ کسی سے متحد ہوا اور نہ دوسرا اوس سے مل سکے حدوث و تجدد کسیطرح کا اوسمین نہین پایا جاتا ہے ذات و صفات مین بیمثل و یگانہ ہے یکتائی و استغنائی کامل اوسکو حاصل ہے نہ کوئی اوسکا جنا ہے اور نہ اوسکو کسی نے جنا ہے ذات و صفات مین اوسکا کوئی ہمتا نہین ہے جہل و کذب سے بری ہے قران و حدیث مین صفات الہیہ جو وارد ہین اونکے بارہ مین چھان بین کرنا بدعت مذموم ہے

رویت الٰہی

فصل

اہل ایمان کیلیے عقبیٰ مین اللہ تعالیٰ کا دیدار ہونا آیات قرآن سے ثابت ہے اور احادیث صحیحہ متواترہ مین اسطور سے وارد ہے کہ تم لوگ دیکھوگے بیشک اپنے رب کو جسطرح کہ دیکھتے ہو تم چاند کو لیلۃ البدر مین یعنی جبکہ وہ کامل ہوجاتا ہے اور خفا اور اشتباہ اوسکے دیکھنے مین کسیطرح باقی نہین رہتا علما نے کہا ہے کہ مقصود رسول خدا صلعم کا اس تشبیہ سے ذات پروردگار کی تمثیل چاند سے

سے لیکر آخر دن تک صابونی نے رسالہ عقائد مین اپنی سند سے ان روایتونکو لکھا ہے اور اس صفت کے ثبوت مین تقریر مبسوط کی ہے -

فصل

عقائد متفق علیہا سے یہ بھی اعتقاد ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی متکلم ایسے کلام سے ہمیشہ رہا ہے جو فہم و سماعت اور کتابت و قرارت مین آیا کیا قرآن مجید کتاب اللہ و کلام الٰہی اور وحی و تنزیل سماوی ہے حفاظ قرآن کو جو چیز یاد ہے اور اوسکا پڑہنے والا جس شئی کو پڑہتا ہے اور سامعین کے کانین جو کلمات پہنچتے ہین وہ سب حقیقت مین اللہ ہی کا کلام ہے جس چیز پر اوسکی کتابت کرین خواہ وہ لڑکون کی تختی ہو یا کوئی کتاب اور عالم کے قطعات ارض و سماوات سے جہان کہین اوسکی قرارت ہو بہر حال وہ کلام پاک ذوالجلال ہے خدا کا کلام اوسکے واسطے صفت ازلی ہے مخلوق نہین ہے اور وہی دلونکو ضبط و محفوظ اور زبانونپر عند القرارت متلو کتابونمین مرقوم اور سامعہ و باصرہ کو مسموع و مشاہد ہوتا ہے جو شخص خدا کے کلام کو مخلوق بتاوے اہلسنت کے نزدیک وہ کافر ہے قرآن کی ابتدا انتہا دونون اللہ ہی کی جانب سے ہین عربی زبان مین محمد رسول اللہ صلعم پر حضرت جبرئیل کے واسطے سے وہ نازل ہوا ہے ہر نیک و بد کے لیے خوشخبری اور دہمکی اوسمین درج ہے حضرت نے تمام و کمال قرآن بلا زیادت و نقصان اپنی امت کے حوالہ فرمایا لکہنے پڑہنے مین بنفسہ کلام خدا تعالی مکتوب اور مقرو و مسموع ہوتا ہے نہین کہ اوسکی نقل و حکایت کی کتابت و تلاوت ہوتی ہے حرف و صوت کا ہونا بھی کلام الٰہی مین خود قرآن و حدیث سے اسطرح ثابت ہے جسکا انکار کوئی مسلمان نہین کر سکتا ہے جو شخص اسکے سوا اور طریقہ اختیار کرے وہ سنت کا تارک اور مبتدع ہے متکلمین اشاعرہ وغیرہم کے کلام مین جو کلام نفسی کو بالخصوص صفت

صفت کلام

یعنی بھلائی تیرے ہاتھون مین ہے اور برائی سے تو بری ہے - اور حضرت ابراہیم
سے قرآن مجید مین یہ ماثور ہے و اذا مرضت فھو یشفین یعنی جب مین
بیمار ہوتا ہون تو خدا ہی مجکو شفا عطا کرتا ہے بیماری چونکہ سبب اذیت و کلفت
تھی اوسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تادبًا اپنی ہی طرف نسبت کیا اور شفا کو فعل خدا
بتایا حالانکہ واقع مین مرض و شفا دونون بدست خدا ہین ع گناہ اگرچہ نبود اختیار ما
حافظ ؛ تو در طریق ادب کوش و گو گناہ من ست ؛

فصل

خدا تعالی تمام عالم سے غنی و بے پروا ہے اپنی ذات و صفات مین کسی جہت سے
کسی شخص و سبب کا محتاج نہین ہے اور نہ کسیکا محکوم و تابع ہے - ہر امر مین وہی
سب پر غالب ہے جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے اور جس امر کا ارادہ کرتا ہے اوسکا حکم
جاری کر دیتا ہے اللہ پر کسیکے لازم و واجب کرنے سے کوئی فعل لابد نہین ہوتا
ہان جس چیز کا وعدہ وہ کر لیتا ہے اپنے لطف و کرم سے اوسکا ایفا البتہ فرما دیتا ہے
کیونکہ اللہ سے بڑھکر سچا کوئی نہین ہے اللہ کا کام حکمت سے خالی نہین ہوتا اور
نہ معاملات جزئیہ مین لطف و اصلح کا پاس اوسپر لازم ہوتا ہے کوئی فعل خدائے
پاک کا قبیح نہین ہے اور نہ خلاف حق و انصاف اوسکا کوئی حکم و کام ہے اوسکی
ہر ایجاد و ارشاد مین حکمت پائی جاتی ہے سوا اسکے کسیکا حکم نہین چلتا اشیا کا
حسن و قبح عقل کی رو سے نہین ہے اور اسیکی مثل اعمال کا نیک و بد ہونا اور
اونپر تقسیم ثواب و عذاب کی ہولی بھی تابع عقل نہین ہے بلکہ یہ جملہ امور اللہ
ہی کے حکم و مقدور اور اوسیکی تشریع و ارشاد پر موقوف ہین ؛

فصل

ذکر ملائکہ

فرشتے بھی اللہ کی ایک مخلوق ہین مختلفۃ المراتب مقرب غیر مقرب آسمانی

نہین ہے بلکہ فقط اوسکے دیدار کی تمثیل ہے رویت قمر لیلۃ البدر سے انتہی مین
کہتا ہون کہ اللہ تعالی کا دیکہنا دو طرز پر ہوسکتا ہے اول اوسکا ظہور وانکشاف
کامل طور پر ہونا جسکے مقابلہ مین تصدیق ایمانی وایمان بالغیب بھی بے اصل
ولاشئے ثابت ہوگا۔ معتزلہ کا مسلک مختار یہی ہے اور فی نفسہ حق بھی ہے مگر خطا
اونکی اسباب مین حصر کردینا رویت کا ہے اسی معنی مین دوسرا طریقہ رویت اللہ
تعالی کا متعدد صور تو نمین دیکھنا ہے جسپر احادیث کثیرہ دال ہین اور یہی مذہب
قوی ہے الغرض اللہ کو ایمان والے اپنے سر کی آنکھونسے دیدہ ومع اوسکی صفت
اور رنگ کے دیکھین گے چنانچہ فرمایا آنحضرت صلعم نے دیکھا مین نے اپنے رب کو
اچھی صورت مین اور جسطرح خواب مین یہان اللہ تعالی کو دیکھتے ہین اوسی
طرح عقبی مین اوسکا دیدار مشافہتہً ہوگا اور اگر مقصود شارع ان دو صورتون
کے سوا اور کچھہ معنی رویت کے ہین تو اوسی پر ہمارا ایمان ہے اگرچہ بعینہ
اسوقت تک ہمنے اوسکو نہ سمجھا ہو ؂

فصل

ہر نیکی بدی اور طاعت ومعصیت اور ایمان وکفر اللہ ہی کے خلق وارادہ سے
ظاہر ہوتا ہے اوسکے بلا عزم وایجاد کوئی شئے خیر ہو یا شر وقوع نہین پاتی اتنا
فرق البتہ ہے کہ ایمان وطاعت سے اللہ خوشنود وراضی ہے اور کفر ومعاصی سے
خفا وناخوش **تنبیہ** باوجودیکہ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر خیر وشر کا
وجود اللہ ہی کی قضا وقدر اور اوسیکے ایجاد وامر سے ہے مگر براہ ادب محض شر
وبدی کو اللہ کیجانب منسوب نہین کرتے ہین کیونکہ اسمین ایہام ورائحہ طعن
والزام کا اوسکی ذات عالی صفات کی نسبت متبادر ہوتا ہے یہی سبب ہے
رسول خدا صلعم نے یہ ارشاد فرمایا ہے الخیر فی یدیك والشر لیس الیك

بہ نیکی و بدی

وہ کافر گمراہ ہے کیونکہ معراج کا بیان بطور تواتر منقول ہے اوسمین تشکک کسیطرح نہین ہوسکتا احادیث صحیحہ جو اہل نقل وفضل کے نزدیک مقبول ومسلم ہین اسپر شاہد ہین ظاہر حدیث صحیح اگر اوسمین کسیطرح کی توجیہ وتاویل نکیجاوے اسنے مفید ہے کہ آنحضرت صلعم لیلۃ المعراج مین مشرف بدیدار پروردگار ہوئے ہین چونکہ اس مقدمہ مین قیل وقال کا کرنا بدعت ہے اسلیئے کسی سے بحث جو اسبارہ مین ہمین بھی منظور نہین رویت کا منکر اللہ ورسول کا خلاف کرنیوالا ہے اعاذنا اللہ منہ

بیان معاد جسمانی

فصل

اجسام دنیوی کا اعادہ عقبیٰ مین ارواح کے ساتھ دلائل واضحہ کتاب وسنت سے ظاہر ہے آخرت مین ہر شخص کا بدن عرف وشرع کی رو سے وہی ہوگا جو دنیا مین تھا اگرچہ بمشیت ایزدی مقدار طول وعرض مین کچھہ کمی بیشی کیون نہ آجاوے مرنیکے بعد ہر شخص کا قبر سے اوٹھنا برحق ہے قیامت کے شدائد وواقعات مہیب جنکی خبر اللہ ورسول نے دی ہے جسطرح بندونکا علی اختلاف المراتب اذیت وتکلیف اوٹھانا اور داہنے بائین ہاتھونمین نامہ اعمال کا تقسیم ہونا اور ذرہ برابر تک کی نیکی بدی اوسمین مرقوم پانا اور وزن اعمال وعبور صراط اور حساب وکتاب وسوال وجواب اور ہر عمل کی جزا وسزا ملنا وغیر ذلک جن جن زلازل وفتن اور آلام ومحن کا وقوع حشر کے روز بتلایا گیا ہے سب شدنی اور سچ ہین ؛

ذکر شفاعت

فصل

اہل سنت کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم کی شفاعت اولیٰ خدا کے حکم سے قیامت مین کل اہل محشر متقین وفاسقین اور کفار ومشرکین کیواسطے عام ہوگی جسکے سبب نہایت کرب وبیچینی سے لوگونکو تخفیف وافاقہ ہوگا - اور شفاعت ثانیہ خاص عصاۃ مومنین ومرتکبین کبائر کے لیئے جہنم سے نکالنے کی غرض سے ہوگی جبکہ وہ آگ سے

زمینی اور ہر ایک باب کے متعلق ایک ایک خدمت ہے بعض ملائکہ بندون کے اعمال لکھتے ہین اور بعضے لوگونکی حفاظت اسباب ہلاکت سے کرتے ہین بعض کے متعلق مخلوق کے دلمین خیرونکی کا القا کرنا ہے جسطرح کہ برے خیالات بنی آدم کے دلونمین شیاطین ڈالا کرتے ہین ہر فرشتہ کیواسطے من جانب اللہ ایک مرتبہ علحدہ مقرر ہے جس سے وہ تجاوز نہین کرسکتا ہر ایک تعمیل احکام پر ہمیشہ مستعد کمربستہ رہتا ہے عصیان و خلاف کے نام سے بھی اسکو آگاہی نہین ہے

فصل

جملہ مقدرات قلیل و کثیر نیک و بد اور تلخ و شیرین اللہ ہی کے حکم و تقدیر سے واقع ہین کوئی شے تقدیر کی دافع نہین اور نہ اوس سے بچنے کی کوئی تدبیر ہے ہر شخص کو وہی بات پیش آتی ہے جو نوشتہ پیشانی ہے تمام خلق فرضاً متفق اس امر پر ہون کہ کوشش کرکے کچھ منفعت کسیکو پہنچادین جو اسکے مقدر مین اللہ نے نہین لکھی تو کامیابی اونکو کسیطرح سے ممکن نہوگی اور اگر ایسے ہی کسیکا ضرر سب ملکر خلاف تقدیر چاہینگے ہرگز اونکے کرنے سے بال تک بیکا نہوگا اللہ تعالی جو تکلیف و ضرر اپنی مشیت و ارادہ سے بندہ پر بھیجتا ہے اوسکا دفع کرنیوالا اللہ کے سوا کوئی نہین ہوتا اور جسکی بہبود و بہتری وہ چاہتا ہے اوسکا رد کردینا بھی کسیکے ہاتھ مین نہین رہتا ؞

فصل

ائمہ سلف اہل حدیث کا اسپر اجماع ہے کہ آنحضرت صلعم ایک شب مع جسد اطہر و روح مبارک کے مسجد حرام سے مسجد اقصی تک اور وہان سے ساتون آسمانونکو طے کرکے سدرۃ المنتہی تک پہنچے اور صبح صادق سے پیشتر مکہ معظمہ مین واپس آگئے اسکے خلاف جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ معراج کا قصہ خواب کا واقعہ ہے سیر جسمانی نہین تھا

بیان معراج

وہان کون تیرا مددگار ہے جب قبر تیرے واسطے محل خواب ہو ملائکہ سے کیا سوال و
جواب ہو ۔ مقامات حریری مین کیا خوب فقرہ لکہا ہے و الی اللہ مصیرک فمن
نصیرک و فی القبر مقیلک فما قیلک بہشت و دوزخ کا وجود برحق ہے آیات
و احادیث کثیرہ اسپر ناطق ہین یہ دونون فی الحال بایجاد خدا موجود ہین بہت سے
اولیا سے اسکا ثبوت ہے اونکے واسطے فنا و عدم نہین ہے کیونکہ بغرض بقا اللہ تعالی
نے اونھین بنایا ہے صاف طور پر کسی آیت و حدیث سے یہ نہین معلوم ہوتا
کہ جنت و نار بالفعل کہان ہین زمین کے نیچے ہین یا بالائے آسمان بلکہ جہان
اونکا رکھنا خدا نے چاہا وہین ہین عوالم و مخلوق الٰہی کا علم تفصیلی ہمین نہین جو
اونکا پتہ ہم بتاوین مانگتے ہین ہم اللہ سے بہشت برین مع اعلی درجات کے
اور پناہ چاہتے ہین دوزخ اور اوسکے کل درکات سے اہل جنت جنت سے خارج
کبھی نکئے جاوینگے اور اسیطرح اصلی دوزخی جو دوزخ کیواسطے پیدا ہوئے ہین
ابدالاباد اوس سے باہر نکئے جاوینگے جہنم سے جسوقت کل اہل اسلام رہا ہو چکینگے
اور سوا کفار کے کوئی مومن اوسمین باقی نرہیگا اوسوقت ایک منادی یہ ندا کریگا
کہ اے اہل جنت ہمیشگی کا قیام ہے موت کا نام نہین اور اے اہل جہنم اب خلود ہے
کبھی موت نہ آویگی یہ بات حدیث صحیح مین آئی ہے مسلمان مرتکب کبائر کو جہنم مین
خلود نہوگا اگرچہ بلاتوبہ کئے مر گیا ہو اور بطور خرق عادت ہر طرح کے عذاب سے
اوسکو معافی ملجانا بھی ممکن ہے کیونکہ دنیا و عقبی مین اللہ تعالی کے افعال دو طرح
کے ہین ایک تو وہ جو بطریق عادت مروجہ کثیر الوقوع اور عام طور پر واقع ہوتے ہین
دوم طرز خاص قلیل الوجود خرق عادت و خلاف متعارف و صاحب کبیرہ کو
نجات کلی ملنا بغیر توبہ کے طریق دوم سے معدود ہے اس بارہ مین بنظر ظاہر
جن نصوص کے باہم دگر تعارض معلوم ہوتا ہے ہماری اس تقریر سے رفع ہو گیا واللہ اعلم

جالگ کو لے بیٹھے ہونگے رسول خدا صلعم ہی سب سے پہلے شفاعت کو کھڑے ہون گے
اور آپ ہی کی شفاعت پر قبولیت کا اثر سب سے پیشتر دکھلائی دیگا قرآن مجید مین
جہان شفاعت کی نفی آئی ہے اوس سے مراد بدون مشیت و رضا و
بغیر حکم خدا اوسکا واقع ہو جانا ہے چنانچہ فرمایا اللہ پاک نے لا یتکلمون الا من
اذن له الرحمن و قال صوابا یعنی نہ کلام کرینگے اوسدن مگر وہ لوگ کہ جنکو اون
اللہ کا حکم ہو جاویگا اور کہین گے بہتر بات اس شفاعت پانیکا مستحق وہی شخص
ہے جو دل سے باخلاص تمام لا الہ الا اللہ کہتا تھا توحید پر ثابت قدم اور
شرک سے تنفر تام رکھتا تھا اسپر بھی ایمان لانا چاہیے کہ اہل ایمان و توحید کا
ایک گروہ بلاحساب و کتاب کے جنت کی راہ لیگا دوسرا گروہ کچھ خفیف سا حساب
سمجھا کر بلا تکلیف و عذاب پانے کے بہشت مین جگہہ پائیگا تیسرا فرقہ گنہگاروںکا
جہنم مین جاکر مختلف عذاب اوٹھاکر نجات پاویگا اور داخل ہوکے سابقین سے
ملحق ہو جائیگا غرضکہ کوئی ایمان والا جہنم مین ہمیشہ مقیم نہ رہیگا انہین سے
ہر ایک کو اول یا آخر مین اللہ پاک بالضرور جنت پہنچا دیگا بخلاف کفار کے کہ
وہ ہمیشہ آگ مین پڑے رہینگے صورت خلاص کی ابدالاباد نہ دیکھینگے نعوذ باللہ منہا

فصل

حدیث صحیح مین آیا ہے کہ رسول خدا صلعم کو جناب الہی سے ایک حوض کوثر نام
عطا ہوا ہے امت مرحومہ یعنی اہل اسلام کا اوسپر گذر ہوگا پانی اوس حوض کا
دودھ سے بڑھکر سفید شہد سے زائد میٹھا ہے ایکبار جسکو وہ میسر ہوگا کبھی تکلیف
پیاس کی اوسے نہوگی مؤمنین مخلصین کو قبر مین آرام کا ملنا اور کفار و منافقین کو
عذاب مین رہنا بھی ضروری امر ہے اسیطرح منکر و نکیر سے سوال جواب کا ہونا
بھی درست و صحیح ہے اسباب مین کیا خوب کسی نے کہا ہے - جانا تجکو جانب پروردگار ہے

ختم ہوچکی اب قیامت تک کوئی سچا نبی نہوگا آپ کی شریعت سب کیواسطے عام ہے
جملہ جنات وانسانونپر تعمیل واتباع محمد رسول اللہ فرض ولازم ہے رسول خدا
صلعم سید الانبیا خاتم الرسل ہین بوجہ عموم بعثت ودیگر فضائل مختصہ کے جو آپکی
ذات عالی مین مجتمع ہین تفصیل فضائل آنحضرت صلعم مین محدثین کی جماعت نے
عمدہ عمدہ کتابین لکھی ہین جیسے شفاے قاضی عیاض۔ خصائص کبری للسیوطی
مواہب الدنیہ للعسقلانی۔ مدارج النبوۃ للشیخ عبدالحق الدہلوی رح۔

فصل

ذکر اولیاء

کرامت اولیاء اللہ کی برحق ہے خداے پاک اپنے نیک بندونسے جسکی عزت افزائی
چاہتا ہے بمقتضاے رحمت اوسکو کرامت عطا فرما دیتا ہے۔ عرف شرع مین ولی
وہ شخص ہے جسکو ذات وصفات پروردگار کی معرفت حاصل ہو ایمان واخلاص
کی حقیقت معلوم ہو۔ عالم کتاب وسنت ہو پابند احکام شریعت ظاہرا وباطنا ہو
تحریف لفظی ومعنوی کو آیت وحدیث مین روا نہ رکھتا ہو معتقد بدعات وعامل
منکرات نہو جو لوگ متصف بدین کمالات ہونگے اونسے جو امر خارق عادت صادر
ہوگا اوسکو کرامت کہینگے سلف امت وایمہ سلف کا یہی اعتقاد رہا ہے اور جو تصرف
وخرق عادت خدا کے دشمنون شیطان کے دوستونسے صادر ومشاہد ہوا اوسکو
کرامت نہ کہینگے کیونکہ وہ تو اونکے واسطے دنیا مین حاجت روائی اور مکر واستدراج
الٰہی ہے اور عاقبت مین باعث عقوبت وتباہی ہے اولیاء اللہ کی شناخت کا
کوئی معین قاعدہ اور علامت ظاہر وخاص از قسم وضع ولباس یا کسی کھانے
پینے چیز کی خصوصیت وامتیاز یا اونکے گھر کا کوئی خاص انداز یا علوم وفنون
متداولہ سے علم وفن معین کا اکتساب یا کسی ظاہری وباطنی طرز کا اختصاص امور
مباحہ مین سے نہین ہے کیونکہ اولیاء اللہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام

فصل

ذکر عصمت

خلق کے پاس اللہ نے رسولونکو اس غرض سے بھیجا تاکہ خلقت کو کوئی عذر حجت اللہ کے پاس باقی نرہے جو اوامر و نواہی رسولونکی معرفت خدانے بندونکو بھیجے وہ تمام بجا راست و برحق ہین رسولونکو چند فضیلت دوسرون پر فوقیت دیتے ہے یہ فضیلتین سوا رسولون کے اور کسی شخص مین جمع نہین ہوتین اول صدور معجزونکا دوم طبیعت کی سلامتی اور مزاج کا اعتدال سوم اخلاق کی پاکیزگی اور چال وچلن کی خوبی چہارم کفر و کبائر اور اصرار علی الصغائر سے اونکی عصمت محفوظی گناہو نسے **ف** رسولونکا حفظ من جانب اللہ تین طرح سے ہوتا ہے اول اونکی خلقت وفطرت نہایت لطیف و پاکیزہ اور مزاج انکا معتدل وسنجیدہ ہوتا ہے اسلیے معصیت کے ارتکاب سے اونکی سرشت مزاحم و مانع رہتی ہے ثانیاً بذریعہ وحی آلہی طاعات وحسنات کی خوبیان اور معاصی کی برائیان اونپر ظاہر ہوجاتی ہین خوف وخشیت الٰہی کے سبب گناہ کیطرف رغبت نہین کرسکتے ثالثاً من جانب اللہ اونکے واسطے کوئی غیبی لطیفہ پیدا ہوتا ہے جو معاصی سے اونکو بچا لیتا ہے جیسا واقعہ حضرت یوسفؑ کو پیش آیا تھا

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولقد همت به وهم بها لولا ان رأی برهان ربه كذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين

یعنی بیشک قصد کیا تھا عورت نے یوسف کا اور قصد کیا تھا یوسف نے عورت کا اگر نہوتا دیکھنا یوسف کا برہان رب اپنے کو یہ واقعہ اسلیے ہوا کہ پھیر دین ہم یوسف سے برائی اور بیحیائی کو کیونکہ یوسف ہمارے برگزیدہ بندونسے ہے۔

ف اہل بیت کے عقائد سے یہ بھی ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم خدا تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے زائد جلیل القدر اور بہتر و بڑھکر ہین آپ کی ذات پہ نبوت

اور دروازہ لُدّ پر جو دمشق کے پورب رخ ہے دجال کو قتل کرینگے - لُدّ نام ہے
ایک جگہہ کا ملک شام مین جو تخمیناً رملہ سے دو میل کے قریب ہے - اہلحدیث کا اعتقاد
اسپر بھی ہے کہ ملک الموت حضرت موسی علیہ السلام کے پاس جب قبض روح کے
قصد سے آئے تو اونکو ایک طمانچہ حضرت موسی علیہ السلام نے اس زور سے مارا کہ انکی
ایک آنکھ جاتی رہی اللہ پاک نے اپنی قدرت سے اونکی آنکھ اچھی کردی کیونکہ
آنحضرت صلعم سے بروایت صحیح یہ مروی ہے سواے بدعتی اور گمراہ کے جو مخالف
دین خدا ہین کوئی مومن خالص اسکا منکر نہوگا اور اسپر بھی ایمان ہے کہ وجود
موت کا برحق ہے موت بہشت و دوزخ کے بیچمین ذبح کیجائیگی ✤

فصل

ذکر خاتمہ

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ کیفیت مآل و انجام ہر شخص کا مجہول ہے یہ کوئی نہین جانتا
کہ خاتمہ کسیکا کسطرح ہوگا اور کسی آدمی کو بہشتی یا دوزخی ہم نہین کہہ سکتے
اسواسطیکہ کسی کے انجام کار سے ہم واقف نہین ہین ع حکم مستوری و مستی
ہمہ بر خاتمت ست ✤ کس ندانستہ کہ آخر بچہ حالت گذرد ✤ حدیث صحیح مین آیا ہے
کہ آدمی تمام عمر اعمال حسنہ بہشتیونکی طرح کیا کرتا ہے حتی کہ بہشت اور اوسکے
درمیان مین بقدر ایک ہاتھ کے فاصلہ باقی رہتا ہے کہ اوسکا نوشتہ تقدیر جو پہلے ہوا
ہے دفعتہً غالب آجاتا ہے اور قریب مرگ ایسے کام کرنے لگتا ہے جو جہنم مین
لیجائینگے اور اسیطرح بعض آدمی دوزخیون کے اعمال کیا کرتے ہین تا آنکہ
اونمین اور دوزخ مین ایک ہی ہاتھ کی فصل رہجاتی ہے کہ خط تقدیر
بہشتی ہونیکا اپنا رنگ جماتا ہے اسکے سبب تھوڑی نیکیون کی بدولت جنت
مین بلا کلفت داخل ہوجاتا ہے اسی خاتمہ کی حالت پر خطر کی روسے ایمان والا
اپنے کو انا مومن انشاء اللہ کہہ سکتا ہے یعنی مین ایماندار رہون انشاءاللہ

ہر فرقہ اور طبقہ مین باستثنائے فساق ومبتدعین کے موجود ہوتے ہین کہین وہ
اصحاب حدیث وقرآن ہین اور کہین مجاہد بسنان ولسان ہین کہین وہ اہل
ارباب تجارت وصناعت ہین اور کہین مشتغل بمزدوری وزراعت ہین
باقی رہا اولیا کو صوفی یا مشایخ وفقرا کہنا سو یہ عرف جدید ہے سلف سے کوئی
لفظ ونام اونکا منقول نہین ہے بلا لحاظ صنعت وحرفہ ان لوگون سے جو آدمی
زائد متقی وزاہد ہوگا خدا کے نزدیک قبولیت وعزت اوسکی زیادہ ہوگی اگر
جو دو شخص باہم دگر طہارت وتقوی مین برابر ہونگے اللہ کے یہان بھی
دونونکا یکسان ہوگا علامت اولیا کی قرآن وحدیث کا اتباع کرنا ہے جملہ اعمال
وعقائد مین چھوٹے ہون یا بڑے کم ہون یا زائد مگر باینہمہ ولایت کے لیے
عصمت شرط نہین ہے اولیا کے دلونمین جو خیالات وخطرات آتے ہین اونپر عمل کرنا
بدون مطابقت کتاب وسنت کے نہین چاہیے اسپر اتفاق ہے کل اولیا کا -
اسکے خلاف جو چلے وہ ولایت سے بالکل بے بہرہ ہے اسلام اور ایمان اور احسان کے
فرق کے باب مین فقط حدیث جبرئیل علیہ السلام کی سند کافی ہے اوسکے بموجب
اقرار شہادتین وکلمہ طیبہ اور اعمال صالحہ کا نام اسلام ہے اور دلی تصدیق
واذعان کا نام ایمان ہے اور باطنی اخلاص جو صداقت زبان کے ساتھ ہو
وہ احسان ہے اسکے ورا جو کچھ علما وفقرا نے اسبارہ مین تشریح زائد
لکھی ہے یا استنباط ادلہ مختلفہ سے کیا ہے وہ امر ذوقی ووجدانی ہے نہ تحقیقی وقرآنی -

فصل

بیان دجال

اہل اسلام باجمعہم اسکے معتقد ہین کہ قبل از قیام قیامت بالضرور دجال کا خروج ہوگا
اوسی طور پر کہ رسول خدا صلعم نے خبر دی ہے اوس زمانہ مین آسمان چہارم سے
حضرت عیسی علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام سفید منارہ مشرقی شہر دمشق پر نزول فرماوینگے

درجة من الذين انفقوا من بعد و قاتلوا و كلا وعد الله الحسنیٰ
یعنی برابر نہین ہین تم مین سے وہ لوگ جنہون نے خرچ کیا ہے پہلے فتح ہونے مکہ
اور لڑائی کی ان لوگونکا بڑا درجہ ہے اونسے کہ خرچ کیا ہے اونہون نے فتح
کے بعد اور لڑے ہین اور ہر ایک کیواسطے وعدہ کیا ہے اللہ نے بھلائی کا - باقی
رہی تفصیل فضیلت اولاد صحابہ کی صحیح اس بارہ مین یہ قاعدہ ہے کہ اولاد و ابنائے
صحابہ کی فضیلت و بزرگی بموجب درجات حضرت صحابہ کے ہے اس کلیہ سے
حضرت فاطمہ رض کی اولاد فقط مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ بوجہ قرب قرابت
آنحضرت صلعم کے جمیع صحابہ کی اولاد سے بہتر و افضل ہین رسول خدا صلعم
کی ذریت طیبہ و عترت طاہرہ صرف اولاد فاطمہ زہرا ہے اور عند اللہ تعالی
وہی شخص بہتر و اعلی ہے جو زائد پرہیزگار و اتقی ہے -

فصل

ذکر خلفاے راشدین

رسول خدا صلعم کے بعد کل امت محمدیہ سے افضل و اکمل حضرت کے اخص دوست
ایمانی بھائی ہجرت کے ساتھی یار غار ابو بکر صدیق ہین رضی اللہ تعالی عنہ جو
حیات سرور کائنات کے زمانہ مین وزیر اور وفات کے بعد جانشین و خلیفہ
باتدبیر ہوئے انکے بعد مرتبہ حضرت ابو حفص فاروق عمر بن خطاب کا ہے جنسے ملت
اسلام کو عزت اور دین حق کو قوت اللہ نے دی - تیسر فضیلت حضرت عثمان رض
ذو النورین کو ہے جنھون نے قرآنکو متعدد جلد و نمین لکھوا کر اقطار زمین مین
بھجوایا اور انصاف و احسان کے ساتھ حکومت کے بعد انکے رسول خدا صلعم کے
چچا زاد بھائی اور داماد حضرت ابو الحسن علی بن ابیطالب کو سب پر فوقیت
و شرف ہے یہ چارون صاحب خلفاے راشدین و ائمہ مہدیین ہین انپر خلافت
نبوی تمام ہوئی من بعد جبری سلطنت و چوپٹ راج باقی رہا خلفاے راشدین کی

جا سکتا ہے والا اسکا کہنا بطور یقین کے نہین چاہیئے خاتمہ جس شخص کا اسلام پر معلوم ہو
اوسکے واسطے مسلمان اسقدر گواہی دے سکتے ہین کہ جلدی یا دیر مین اوسکا
پہنچنا جنت مین آخر الامر ضرور ہے اور انمین سے جسکی تقدیر مین اعمال شنیعہ کی
عوض جلنے توبہ کی نوبت نہین آئی عذاب کا پانا لکھا ہے وہ مدت عذاب کو
آگ مین پورا کر کے آخر بہشت مین پہنچ جاوینگے حتی کہ اللہ پاک اپنے فضل وکرم
سے کفار کے سوا کسیکو اہل ایمان سے دوزخ مین باقی نہ رکھیگا اور جس آدمی کی
موت کفر پر ہوگی اوسکا ٹھکانا جہنم کے سوا کہین نہوگا نہ اوسکو کبھی نجات ملیگی
اور نہ مدت عذاب کی کوئی حد ونہایت ہوگی رسول خدا صلعم نے جن لوگونکو
بالخصوص افضل امت یا جنتی ہونیکی اونکے لیے شہادت دی ہے جیسے عشرہ
مبشرہ اور حضرت فاطمہ وحضرت خدیجہ وحضرت عائشہ اور امام حسن وامام حسین
رضی اللہ تعالی عنہم اونکے بہتر وبہشتی ہونے کے ہم بھی گواہی دے سکین گے
کیونکہ یہ متضمن ہے تصدیق خبر ووعدہ آنحضرت صلعم کو اور عظمت ووقار کا ان
لوگون کے اعتراف واقرار ہمین کرنا چاہیئے اسلیئے کہ دین واسلام مین انکا بڑا
رتبہ اور مقام ہے اور یہی حال ہے اہل بدر واہل بیعۃ الرضوان کا الحاصل جنکے لیئے
آنحضرت صلعم نے جنت کی شہادت دی ہے اور اس باعث سے ہم بھی اونکے
بہشتی ہونے پر گواہی دیتے ہین اونکے ماورا اور اشخاص کے لیے جنتی ہونیکا
حکم ہم نہین دے سکتے ہین بلکہ عام طور پر اچھے لوگون کے واسطے بہتری کی
امید اور بدکارون کے لیے خطر کا خطرہ رکھتے ہین اور حقیقت کیفیت اللہ کے
حوالہ کرتے ہین۔ اور یہ مسئلہ بھی مسلمات سے ہے کہ سابقین اولین انصار ومہاجرین
متاخرین صحابہ وا خلاف مسلمین سے افضل واشرف ہین چنانچہ فرمایا اللہ تعالی
نے لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم

وواجب ہے بموجب حکم خداے پاک وارشاد رسول اللہ صلعم کے جو قرآن و
حدیث مین درج ہین فضائل ومناقب صحابہ مین جو احادیث صحیحہ وارد ہین کتب
معتمدہ حدیث مین وہ مرقوم ہین انکا ردوجرح اونپر کوئی ضال مضل مبتدع
نہین کرسکتا۔ من یضلل اللہ فما لہ من ھاد باقی رہا خلاف وشقاق باہمی
صحابہ کا سوا اوسکا تذکرہ ہمین نہ کرنا چاہیے صحابہ کا عیب وثواب ناگفتہ بہتر
ہے اور اسیطرح جمیع ازواج مطہرہ واہلبیت وذریت طاہرہ رسول خدا
صلعم کی بھی قدر ومنزلت اور اونکے حقوق وفضائل کی معرفت ہمین ضرور
ہے حضرت کی ہرایک بی بی کو ام المومنین جاننا اور سب کے واسطے اللہ سے دعاے خیر مانگنا چاہیے

فصل

ذکر اہل قبلہ

مدعیان اسلام واہل قبلہ مین سے کسیکو کافر نہ کہنا چاہیے تاوقتیکہ اسکا ثبوت نہولے
کہ وہ منکر ہے ذات صانع عالم یا اوسکے صفات علم وقدرت واختیار وغیرہ کا
یا بعثت رسل اور بعث وقیامت وغیرہ ضروریات دینیہ کو نہ مانتا ہو یا پرستش
وعبادت اور وصف الوہیت وصفت ربوبیت عمل واعتقاد شرک ظاہر ہو
عمدہ ارکان اسلام سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے یعنی حکم کرنا ساتھ بھلائی
کے اور اعمال بد سے منع کرنا جو مسلمان اس سے باز رہے وہ ناقص الایمان ہے
امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے مین یہ شرط ہے کہ فتنہ وشر اوسپر قائم نہوتا ہو اور
قبول نصیحت کی امید اوس سے ہو جسکو نصیحت کیجاوے۔ ایمان شرعی عبارت
ہے قول اور عمل اور نیت دل سے اور کبھی ایمان کی تفسیر یون کیجاتی ہے کہ
ایمان نام ہے معرفت کا بڑہتا گھٹتا ہے حسنات وسیئات سے ایمان کا کم وبیش ہونا
ثابت ہے قرآن وحدیث اور اتفاق ائمہ سلف وخلف امت مرحومہ سے باقی رہتا
ہے ایمان حالت غفلت وبیہوشی اور سوتے مرتے وقت بھی اگرچہ یہ چیزین

فضیلت ترتیبی سے یہ مراد نہین ہے کہ اول کو ثانی پر اور ثانی و ثالث کو ثالث و رابع پر
جمیع کمالات ذاتیہ و ملکات کسبیہ مین فضیلت کلی حاصل ہے جبکہ یہ مقتضا ٹھہرتا
ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو کہ جامع نسب و حسب اور شجاعت و قوت
اور علم ظاہر و باطن و دیگر صنعات مین فرد کامل تھے ان سب مین بھی پہلے تینون
خلیفہ سے گھٹ جاوین معاذ اللہ عن ذلک بلکہ مقصود اس ترتیب سے اظہار نصرت
و منفعت اسلام کی مقدار کا ہے جو ہر ایک کے عہد مین واقع ہوئی مثلاً حضرت
ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے وقت مین جو دین حق کو قوت و شوکت بحسباب
حاصل ہوئی اور سلاطین مجوس و اہل کتاب و مشرکین نے بید ذلت اوٹھائی وہ
حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے عہد مین اسلام کا فائدہ نہوا۔ اسیواسطے
شیخین کو حضرت رسول خدا صلعم کا وزیر مطلق اور سردار امت کہا جاتا ہے کیونکہ
ذات آنحضرت صلعم مین دو جہتین موجود تھین ایک نسبت اللہ سے لینے کی
دوم مخلوق کو دینے کی اس جہت دوم مین شیخین کو آنحضرت صلعم کے ساتھ
بید مناسبت و مہارت خاص تھی اور فرق مختلفہ بنی آدم کے جمع و تالیف کا
سلیقہ اور جنگی تدابیر مین جیسا ید طولی و ملکہ تھا وہ کسی صحابی کو رتبہ حاصل نتھا

فصل

حضرات صحابہ و صحابیات کی توہین و بدی سے ہمین اپنی زبانو نکا روکنا لازم ہے
کیونکہ وہ بجملتہم ہمارے مقتدا اور سردار و پیشوا ہین اونکی بدی کرنا قطعاً حرام
و گناہ کبیرہ ہے بلکہ بعض اہل علم نے اسکو کفر تبلایا ہے بدلیل اس آیت کے لیغیظ
بھم الکفار یعنی تا کہ غصہ مین لاوے اللہ بسبب صحابہ کے کافرونکو۔ اسکے
موافق صحابہ پر غیظ کرنا اور اونسے بغض رکھنا کفار کا خاصہ ٹھہرا۔ اور یہ استدلال
فی الواقع نہایت عمدہ اور واضح ہے صحابہ کی تعظیم کل افراد امت اسیہ پر فرض

اے محمد صلعم اگر ہوتے تم اپنے مکانو نمین البتہ باہر نکلتے جن پہ لکھا تھا مارا جانا اپنے قتل ہونیکے جگہہ کی جانب موت صفت ہے قائم بذات میت منجملہ توفات الہی کے فرمایا حق سبحانہ نے خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ یعنی اللہ نے پیدا کیا ہے موت اور حیات کو تاکہ آزماوے تمکو کہ کون تمہارا اچھے عمل کرتا ہے۔ موت اور اجل بمنزلہ شئے واحد کے ہین فرمایا اللہ تعالی نے و لکل امۃ اجل اذا جاء اجلھم لایستاخرون ساعۃ و لایستقدمون یعنی ہر گروہ کے لئے وقت مقرر ہے جبکہ آجاویگی اجل اونکی نہ تاخیر کرینگے ایک گھڑی کی اور نہ پیشقدمی کرینگے جسوقت میعاد و اجل کسیکی تمام ہوجاتی ہے موت کے سوا اوسوقت اور کچھ نہین ہوتا ؞

فصل

موزونپر مسح کرنا ثابت ہے احادیث صحیحہ سے جو متواتر کے قریب ہین مقیم کیواسطے مسح کی مدت ایکدن رات ہے اور مسافر کے لئے تین دن تین راتین رمضان کے مہینے مین تراویح کا پڑہنا تو آنحضرت صلعم سے بروایت صحیح ثابت ہے البتہ تعداد رکعات کی تصریح کسی حدیث صحیح مین وارد نہین مجملا اسقدر پتہ لگتا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم سب مہینون کی نسبت رمضانمین زائد محنت و عبادت کرتے تھے اور حضرت عائشہ کہتی ہین کہ رمضان و غیر رمضانمین گیارہ رکعت سے زائد حضرت نے نہین پڑھین۔ اور ایک روایت سے تیرہ رکعت تک پڑہنا معلوم ہوتا ہے حضرت عمر نے اپنی خلافت کے زمانہ مین جب لوگونکو علیحدہ علیحدہ تراویح پڑہتے دیکھا تو اونکو ابی بن کعب کے پیچھے تراویح گذارنے کا حکم دیا۔ ابی بن کعب نے اوسوقت بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھے افضل اسمین وہ مقدار ہے جہانتک نمازیونکو ذوق و نشاط رہے یا فضیلت زمان و مکان کی اوسمین رعایت ہو۔ تا نماز جمعہ و جماعت عیدین وغیرہما ہر امام مسلمان کے

تصدیق و معرفت سے کہ مقتضی حیات اور ہوش و حواس ہے مباینت کلی رکھتی ہین ؛

فصل

عہد میثاق و اقرار ربوبیت کہ اللہ پاک نے عالم ارواح مین اپنے بندون سے لیا ہے قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور ہم اوسکے وقوع کے قائل ہین فرقہ معتزلہ اسکا منکر ہے اور آیات و احادیث جو اسبارہ مین وارد ہین اونکی عقلی تاویلین وہ کرتے ہین مگر یہ اعتقاد بالکل خلاف و ناحق ہے۔ عصمت حضرات انبیا کے سوا اور شخص کو نہین ہے اگرچہ کوئی کیسا ہی عالی رتبہ یا کسی متبرک مقام کا رہنے والا کیون نہو اور علی ہذا القیاس ہر قول و عمل مین متابعت بھی نبیون ہی کیواسطے صفت خاص ہے امت سے کسی صحابی و تابعی یا اہلبیت یا امام و مجتہد کو یہ منصب حاصل نہین ہے سوائے رسول خدا صلعم کے کہ آپ کے جملہ ارشادات برحق و کلام حق ہین ہر آدمی کے بعض اقوال مقبول ہوتے ہین اور بعض مردود ہر آدمی اپنی زندگی مین رزق مقدر پورا کرلیتا ہے حلال سے ہو یا حرام سے اور جبتک رزق کو کامل نہین کرلیتا کوئی نہین مرتا ہے۔ رزق حلال پر آدمی کو اجر و ثواب ملتا ہے اور حرام خوری کے باعث مجرم و گنہگار ٹھہرتا ہے یہ بات ناممکن ہے کہ آدمی عرصہ تک دنیا مین جیتا رہے اور خوب کھاوے پیئے بھی مگر باایں ہمہ رزق اوسکو میسّر نہو یا دوسرے شخص کے رزق پر اوسکی عمر بسر ہو جاوے جو شخص قتل کرڈالا جاتا ہے وہ بھی اپنی میعاد زندگی کو ختم کرکے مرتا ہے پس جو آدمی موت طبعی سے مرجاوے اور جو مارڈالا جاوے دونون مدت حیات کو تمام کرلیتے ہین فرمایا اللہ سبحانہ نے

وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا مؤجلا یعنی نہین ہے کسی نفس کیواسطے مرجانا بلاحکم خدا کے لکھا ہوا وعدہ ۔ اور فرمایا قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعہم یعنی کہدے

عہد میثاق وغیرہ

واسطے ذات اپنی کے بھلائی اور برائی کا مگر جو کہ چاہا اللہ نے اور اگر ہوتا مین آگاہی غیب سے بیشک جمع کر رکھتا خوبیونکو اور نہ پہنچتی مجکو کوئی برائی نہیں ہون مگر ڈرانیوالا اور خوشی سنانیوالا اون لوگون کے لئے جو ایمان رکھتے ہین جبکہ آنحضرت صلعم علم غیب سے اپنے کو یون صاف صاف ناواقف ٹھہراتین پھر بھلا دوسرے لوگ غیب کیونکر آگاہ ہوسکتے ہین آیا ندا زندہ جو کسی بھائی مسلمان مردہ کیواسطے دعائے خیر کرے یا اوسکی جانب سے کچھ صدقہ دے یا کوئی عبادت مالی یا بدنی یا مرکب نیابۃً ادا کرے مطابق ادلہ صحیحہ کے ان سب صورتون مین مردہ کو اجر و ثواب ملتا ہے ۔ دعاؤنکا قبول کرنا اور کل حاجتونکا برلانا صرف اللہ ہی کا کام ہے ۔ کافرکی دعا کی قبول ہونے مین اختلاف ہے ظاہر عبارت آیۃ کریمہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال یعنی نہین ہے پکارنا کافرونکا مگر بہکنا ۔ مفید نفی اجابت ہے دنیا وعقبی دونو نمین واللہ اعلم ۔ کفار جن جہنم مین جھونکے جاوینگے بموجب ارشاد آلہی و لکن حق القول منی لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین یعنی ولیکن حق ہوچکا ہے میرا کہنا البتہ بھرونگا مین جہنم کو جن و آدمیون سے اکٹھے ۔ اور سورہ رحمن مین ہے واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا یعنی اور جنونمین سے ظالم ہین پس ہونگے وہ جہنم کے لئے ایندھن ۔ اور مسلمان جن آدمیونکی طرح جنت مین جاوینگے اسکا ثبوت اس آیت سے ہے جو وصف مین حوران جنت کے وارد ہے فیہن قاصرات الطرف لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان یعنی جنتونمین نیچی نگاہ والیان ہین جنکو نہین ہاتھ لگایا آدمیون نے اہل بہشت سے پہلے اور نہ جنون نے ۔ اللہ پاک نے شیطانونکو پیدا کیا ہے آدمیون کے دلونمین وسوسونکا ڈالنا اونکا کام ہے شب و روز اونھین یہی فکر رہتی ہے تاکہ سیدھی راہ سے بنی آدم کو پھیر دین تسلط و غلبہ اونکا اوسپر ہوتا ہے جسکو خدا

پیچھے ہو جاتی ہے خواہ امام سعید و پرہیزگار ہو یا فاسق و بدکردار۔ اور بعض سلف سے
جو اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت منقول ہے مراد اوس سے کراہت تنزیہی
ہے یا وہ بدعت مقصود ہے جو کفر ہو یا منجر بکفر اہل اسلام کا اسپر اجماع ہے کہ کوئی
ولی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچتا اور کرامیہ کا یہ قول کہ ولایت نبوت سے افضل و
اعلی ہے مردود ہے یا ماؤل۔ اور یہ بھی اجماعی مسئلہ ہے کہ کشف والہام اولیا
اور وقایع نومیہ حجت شرعی نہیں ہوتی ہیں لہذا کسی شئے کی فضیلت وحرمت
یا کراہت وحرمت کا ثبوت اوس سے نہوگا۔ ہان جو احکام بادلہ اسلام ثابت ہیں
اونکے واسطے مزید سند وشہادت ایسے بشرط موافقت البتہ ہوسکتی ہے کل
سلف و خلف امت کا اسی پر اجماع ہے باستثناے معدودے چند غیر معتدبہم
کے اسبارہ مین اکثر اہل بدعت وصوفیہ نے دہوکا پایا ہے۔ اللہ کے فضل سے
یاس وقطع امید کرد ینا کفر ہے فرمایا اللہ پاک نے انه لا ییأس من روح
الله الا القوم الکافرون یعنی بیشک حال یہ ہے کہ نہیں مایوس ہوتے اللہ کے
فضل سے مگر وہ لوگ کہ کافر ہیں اور اسیطرح اللہ کے غضب سے نڈر ہوجانا
بھی کفر ہے سورہ اعراف مین ہے افامنوا مکر الله فلا یامن مکر الله
الا القوم الخاسرون یعنی کیا نڈر ہوگئے کفار اللہ کے داؤ سے سو نڈر نہیں ہوتے
اللہ کے داؤ سے مگر وہی لوگ جو خراب ہونگے اور اسیکی مثل وقائع غیبیہ کی بابت
کاہن کی تصدیق بھی کفر ہے اور پھر جاتا ہے قرآن سے جو نازل ہوا ہے آنحضرت
صلعم پر اور سواے اللہ عزوجل کے دوسرے کو غیب دان جاننا بھی آدمی کو کافر
بنا دیتا ہے فرمایا اللہ پاک نے قل لا املك لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله
ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا
الا نذیر و بشیر لقوم یؤمنون یعنی کہدے اے محمد صلعم نہین مختار ہونمین

کہ مبادا اونکی جھوٹی رنگ آمیز تقریرین کانونکی راہ سے دل تک پہنچکے خیالات باطلہ و خطرات فاسدہ کو پیدا کردین اور دلونکو بالکل ضلالت وجہالت مین ڈالدین- اہلبدعت کی علامات ظاہری اونکی بدعات ہین اور واضحترین علامات اہلحدیث سے بغض و عداوت کا رکھنا ہے اور اونکی توہین وتحقیر کے درپے رہنا کبھی حشویہ و ظاہریہ کہکر محدثین کو بدنام کرتے ہین اور کبھی مجسمہ ومشبہہ اونکا لقب و نام رکھتے ہین سبب اصلی اوسکا یہ ہے کہ مبتدعین کے خیال مین احادیث صحیحہ جو بروایت صحیح آنحضرت صلعم سے مروی ہین یقین واعتقاد صحیح کے مفید نہین ہین آنکے اونکے نزدیک لایق اوعمان وہی نتایج ودعاوی ہین جنکو شیطان افکار وقیاسات فاسدہ او رساوس ومغالطات باطلہ پر مرتب و متفرع کردکھاتا ہے حتیٰ کہ قلوب وصدور ان اتباع الشیاطین کے بالکل تنگ وتاریک ہین اور تمامی شبہات بےاصل وساقط از اعتبار ہین چونکہ خدا کی اونپر پھٹکار ہے اسلیئے اللہ نے راہ حق سے اونہین اندہا اور بہرہ بنادیا ہے جسکا رسوا کرنا خدا نے چاہا ہو اوسکے لیئے بزرگی کا دینے والا کوئی نہین ہوسکتا اور جو دیا ہے اللہ وہی کردکھاتا ہے تمام ہوا مطلب صابونی کا- سعید و نیکبخت انجامکار بگڑکر کبھی شقی ہوجاتا ہے اور اشقیا عقائد واعمال صالحہ کی بدولت کبھی سعید بنجاتے ہین اشراط وعلامات صغری وکبری قیامت کے جو کچھ کہ آنحضرت صلعم نے بیان فرمائی ہین اور تفصیل اونکی کتب حدیث مین آئی ہے وہ تمامہا حق وبجا ہین محدثین نے اونکے جمع کرنے مین عمدہ عمدہ کتابین لکھی ہین مثلاً اشاعہ- اذاعہ- حجج الکرامۃ- وغیرہا- مرسلین بشر رسل ملائکہ سے افضل ہین بوجہ چند جنکی تفصیل موقع مناسب مین ثبت ہے اور رسل ملائکہ افضل ہین سائر الناس سے باجماع امت بلکہ بحکم بداہت اور عام اہل اسلام بنی آدم عامہ ملائکہ سے بہتر واکرم ہین- جس چیز کا گناہ ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو اوسکے حلال جاننے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے

نہین چاہتا اور جسکو اللہ چاہتا ہے اونکے کید وکر سے بچا لیتا ہے۔ دنیا مین جادو اور جادوگر دونون موجود ہین مگر بلا حکم خدا وہ کسیکا نقصان کرنیکے مجاز نہین ہین جو آدمی سحر کرے یا یہ اعتقاد رکھے کہ سحر سے کسیطرحکا نفع نقصان بدون تقدیر الٰہی کے ہونا ممکن ہے ہر دو صورت مین کافر ہو جاتا ہے۔ کفر کا کوئی کلمہ اگر کسی مسلمان کی زبان سے برآمد ہو تو اوس سے توبہ کرانی چاہیے اگر توبہ کرلے فبہا والا اوسکی گردن ماردین اور اگر وہ کلمہ صریح کفر نہو بلکہ مجہول و مشتبہ لفظ ہو تو اوسکے کہنے سے فہمایش کے بعد معافی کردینی چاہیے اگر دوبارہ اعادہ کرے تو کچھ تعزیر و سزا تنبیہا دیدین۔ کل نشہ لانیوالی چیزین بنص شارع حرام ہین قلیل وکثیر کی حرمت یکسان ہے۔ ہمارے بولی کا مقولہ ہے کہ اہلحدیث نمازونکا اول وقتمین ادا کرنا پسند کرتے ہین اور مسارعت و تعجیل کو اس بارہ مین ترجیح و تفضیل دیتے ہین تاخیر صلوات پر او رمقتدی پر پڑہنا سورہ فاتحہ کا پیچھے امام کے واجب تبلاتے ہین اور حکم کرتے ہین تہجد کے پڑہنے کا کچھ سورہنے کے بعد اور سلوک کرنیکا قرابتدارون کے ساتھ اور ہر کس و ناکس سے سلام علیک کرنا اور کھانا کھلانا او رفقرا و مساکین و یتیمونپر شفقت رکھنا اور مسلمانون کے کام کو عالی ہمتی سے انجام دینا اور کھانے پینے شادی بیاہ وغیرہ مین حد اعتدال سے نہ بڑہنا او رامور خیر مین مبادرت و سعی سے باز نرہنا وغیر ذلک محدثین کے وصایا مین یہ سب باتین داخل ہین اہلحدیث اپنی عداوت اور محبت دونون شریعت ہی کی موافق ہوتی ہین۔ مسائل دین مین جدل و خصومت اونکا شیوہ نہین ہے۔ اہلبدعت و ضلالت کے پاس تک نہین پھٹکتے جہلا و نفس پرستون سے کچھ سروکار نہین رکھتے۔ اور برا جانتے ہین۔ اہلبدعت کو جو دین مین نئی نئی باتین کرتے ہین جنکا ثبوت و نشان حدیث و قرآن سے نہین ہے ایسونکی مجالست و صحبت سے بھی وہ دور بھاگتے ہین انکی گفتگو تک کا سننا روا نہین رکھتے

دوطرح کے ہین ایک تو وہ کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے تو ثابت ہین اور
سلف صالحین صحابہ و تابعین نے بھی اونکو مقبول و مسلم رکھا ہے مگر ہماری عقلین
کا حقہ اونکو ادراک و تشریح سے قاصر ہین اسلئے ایک گروہ نے ایسے عقائد کو قبول
نہ کیا اور آیت و حدیث کے معنو نمین تاویل کرنی اختیار کی حالانکہ مناسب اسبارہ
مین ایما نکالے آنا تھا اوس شئے پہ جو ثابت ہے حدیث و آیت سے جسطرح پر کہ وہ
وارد ہوئی ہے اور تاویل کا کرنا درحقیقت شریعت کا جھٹلانا ہے دوسرے وہ
ہین جنکا پتہ کتاب و سنت مین نہین لگتا اور نہ قرون مشہود لہا بالخیر مین اونکے
متعلق کسیطرح کی گفتگو ہوئی ہے ایسی چیزونسے اپنی فکر و خوض کا علحدہ رکھنا
اور شئی لایعنی سمجھکر اونکا چھوڑ دینا ہی بہتر ہے فرمایا رسول خدا صلعم نے کمال
ایمان و اسلام آدمی کا ترک کرنا ہے اوس شئے کا جو کہ غیر مفید و بیکار ہے۔ مجتہد
مسائل شرعیہ و عقلیہ مین کبھی تو چوک جاتا ہے اور کبھی ٹھکانے کی بات کہتا ہے
چوکنے والیکو ثواب ایکحصہ اور صحیح الراے کو المضاعف اجر ملتا ہے اگر ہر مجتہد کا
مصیب ہونا مسلم ہو تو یہ ثواب کی تقسیم جو حدیث کی بموجب مجتہد مخطی و مصیب
کے لیئے ہے بیکار و رایگان ہوجائیگی۔ کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہین رہتا ہے
اور ایسے شخص سے کہ دلائل حقہ کا اظہار نہ کرسکے کسی وقت و کسی حال مین زمین
خالی نہ رہیگی اگرچہ قلیل و اقل قلیل بھی ایسے لوگ کیون نہون امت محمدیہ مین
قیامت تک ہادی حق کا رہنا جو سچی اور سیدھی راہ بتایا کرے لازم و لابد ہے۔
حدیث صحیح مین آیا ہے ہمیشہ رہیگا ایک گروہ میری امت کا حق پر ظاہر غالب آونگے
اونپر مخالفین حتی کہ آجاویگا اللہ کا حکم۔ جس شخص کو دین کی کچھ بھی سمجھ ہے وہ جانتا
کہ مجتہدین متاخرین پر خدا نے جسطرح اجتہاد کو آسان کردیا ہے اگلے مجتہد ونکو یہ
بات حاصل نہ تھی کیونکہ کل سامان ضروری اجتہاد کا اونکے پاس فراہم تھا جیسا کہ

اوریا اوسکا خفیف وسبک سمجہنا یا کسی شرعی مسئلہ پر تمسخر واستہزا کرنا تکذیب دین وکفر کی علامات سے ہے جسکے باعث کفر کا حکم دیا جاتا ہے۔ معدوم محض پر شئی کا اطلاق ثابت نہین اللہ کا دیکہنا دنیا مین آنکہو نسے عقلًا ممکن ہے نہ شرعًا اور آخرت مین لبشہادت حدیث وآیت ثابت ہے اور خواب مین دیکہنا خدا کا شرعًا جائز ہے کیونکہ یہ ایک نوع کا قلبی مشاہدہ ہے جو اکابر وکرام اہل اسلام کو اوسکے فضل سے میسر ہو جاتا ہے۔ روح حادث چیز ہے اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے ضروریات دینیہ اسپر ناطق ہین حضرات صحابہ وتابعین کا مسلک یہی ہے جسمانی موت سے روح نہین مرتی اوسکا حدوث بقول حافظ ابن قیم کے زمانہ پیدایش اجسام مین ہوتا ہے۔ کافر جب تک دنیا مین رہتا ہے منجانب اللہ نعمت مین ہے اسیواسطے فرمایا رسول خدا صلعم نے دنیا ایمان والے کے لیے قیدخانہ ہے اور کافر کیواسطے بہشت ہے۔ اللہ کی معرفت اور عبادت کا واجب ہونا اللہ کے حکم اور شرع سے ہے نہ فقط طریق عقل سے۔ جو چیز طاقت لبشری سے خارج ہے اوسکی بجا آوری کا حکم شرع سے ثابت نہین ہے بلکہ دلیل اوسکے خلاف پر قائم ہے فرمایا اللہ پاک نے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا یعنی نہین حکم دیتا ہے اللہ کسی نفس کو مگر اوسکی طاقت کے موافق۔ اور یہ بھی ارشاد کیا ہے ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا بہ یعنی اے رب ہمارے نہ بوجھ رکہ ہمپر اوسقدر جسکی طاقت ہمین نہین ہے۔ باقی رہا ممتنع بالغیر جسطرح ایمان لے آنا اوس شخص کا کہ پروردگار سکے کا فر دبے ایمان جانا اور لکہا ہے مثل فرعون وابولہب وغیرہما کے سو باتفاق اہل علم کے ایسی چیز کے ساتھ تکلیف وحکم شرعی کا تعلق صرف جائز وممکن ہی نہین بلکہ متحقق وواقع ہے۔ سحر حق ہے اور نظر کا لگجانا بھی برحق ہے احادیث صحیحہ بخاری ومسلم وغیرہما سے یہ دونون ثابت ہین۔ عقائد ومسائل

اجماع معتبر مجتہدونکا ہے نہ مقلدونکا ہر فرقہ کا یہ گمان ہے کہ وہی لوگ نجات پاوینگے
اور باقی سب جہنمی ہین اس فرقے کی تعیین مین تشریح آنحضرت صلعم کی کل نزاع
وجدال کو رفع کردیتی ہے وہ یہ ہے کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے جو چلتے ہین میرے اور میرے
اصحاب کے طریقہ پر اسکے بموجب فرقہ ناجیہ وہی ہے جو اختیار کرے عمل وعقیدہ مطابق
ظاہر قرآن وحدیث صحیح کے جس پر گذر گئے ہین جمہور صحابہ وتابعین۔ اور باہمی اختلاف
اونکا اونہین مسائل مین ہے جنمین کوئی نص مشتہر نہین ہوئی اور نہ اتفاق قرار
صحابہ سے وہ قرار پائے ہین **ف** اختلاف کا سبب استنباط کا مختلف ہونا یا مجمل کی
تفسیر علیحدہ طور پر کرتا ہے اور غیر ناجیہ وہ فرقے ہین کہ تراشتے ہین اعمال وعقائد سلف
کے خلاف۔ علم تین چیزونمین ہے اول آیت محکمہ یعنی غیر منسوخ یا آیات محکمات
متشابہات کے سوا۔ دوم سنت قائمہ یعنی حدیث جسکی اسناد ومتن مین کسیطرح کا
خلل نہویا اوسکے بموجب عمل ہوتا ہو سوم فریضہ عادلہ یعنی علم فرائض یا وہ احکام
کہ منصوص کتاب وسنت نہین ہین بلکہ اونسے مستنبط ہین یا حاکم مومن عادل
عاقل کے احکام اس سے مراد ہین بموجب آیۂ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم انکے سوا جو علم ہے وہ زائد ہے۔ نصوص قرآن وحدیث اپنے
ظواہر پر رکھی جاوینگی جب تک کہ کسی دلیل قطعی سے ضرورت تاویل کی ثابت نہو
اور جو چیزین عرفا اونسے متبادر ہین اونکا اطلاق بھی شرعا درست ہے اور
اوسیکے موافق اعتقاد بھی رکھنا چاہیئے مگر تشبیہ سے جو لازم وہی ہے تنزیہ ضروری
ہے اور واجب ہے اہل اسلام پر امام کا قائم کرنا جو احکام اسلام جاری کرے حدود شرعیہ کو
رواج دے سرحدونکا بندوبست کرے لشکر کو آراستہ رکھے صدقات وزکوۃ وصول
کرتا رہے باغیون اور لٹیرونکو دباتا رہے۔ جمعہ وعیدین کا اہتمام رکھے تنازعات
وخصومات جو لوگونمین واقع ہون اونکا موافق شرع کے تصفیہ کردیا اور

اسیکے سبب متقدمین کو اجتہاد کرنے مین نہایت محنت و وقت اوٹھانی پڑتی تھی برعکس متاخرین کے کہ اونکو ہر طرح کی سہولت ہے مقلدین چونکہ تقلید و قیاس مین اڑے ہین اور قرآن و حدیث چھوڑکے دوسرے علوم مین پڑے ہین اسلئے اُنکو وہی دکھاتا ہے جسمین خود مبتلا ہین اور اپنا الزام دوسرون کے سر رکھتے ہین علم نافع و فہم کامل سے جسکو خدانے کامیاب کردیا ہے اوسپر اجتہاد کا دروازہ کھولدیا ہے مگر مقلدین کے خیال مین یہ امر بالکل مستبعد و محال ہے - تقلید کرنا مسائل شرعی مین اصلی ہون یا فرعی مطلقاً ناجائز ہے امام ابن حزم نے بدلیل اجماع اسکا منہی ہونا ثابت کیا ہے علامہ شوکانی نے قول مفید اور ادب الطلب وغیرہما مین تقلید کی ممانعت مین چارون اماموں کے اقوال نقل کئے ہین جنمین بصراحت تمام نہی ہے اپنی اور غیرونکی تقلید سے - اسجگہہ سے یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر اجماع سے تقلید کی ممانعت فرضاً ثابت نہو تو جمہور کے نزدیک اوسکے حرام ہونے مین تو کچھہ کلام ہی نہین ہے موید اسکے ہے نقل اجماع اس معنی پر کہ اموات کی تقلید بالکل ناجائز ہے - اور دوسرا یہ اجماعی مسئلہ کہ مجتہد کا عمل کرنا قیاس و راے پر جبکہ سنت و کتاب سے کوئی دلیل اوسے دستیاب نہو بحکم ضرورت خاص اوسیکے واسطے جائز ہے اور دوسرون کے لئے ناجائز - اسیکے متعلق قاضی شوکانی نے ارشاد الفحول مین یہ تحریر کیا ہے کہ ان دونون اجماعون سے تقلید کا استیصال ہوگیا انتہی - عامی پر یعنی جو قرآن و حدیث سے واقفیت نہین رکھتا ہے مذہب خاص کا التزام لازم نہین ہے ابن برہان و نووی کا یہی مسلک مختار ہے آیا مقلد کا جو بسیط حج کی حجت اپنے پاس نہین رکھتا ہے صحیح و مقبول ہے - جو اجماع قرآن و حدیث سے ثابت نہو استدلال کے لائق نہین ہے اور جسکی اصل قرآن و حدیث مین ہو اوس سے استناد درست ہے بقول اون لوگون کے جو اجماع کو حجت کہتے ہین

زمین مین اور جو کہ صفت صحابہ مین کہا تھا اشداء علی الکفار یعنی سخت وغالب
ہین کافرون پر زمانہ خلافت مین ان سب امور کا ظہور کما حقہ ہوگیا - جو شخص خلفاء
سے محبت واخلاص رکھے اور بدعاء خیر اونہین یاد کرے اور اونکے فضائل حقوق
کما حقہ سمجھے منجملہ مفلحین اوسکا شمار ہوگا اور جو اونسے بغض رکھے اور روافض خوارج
کے طرح اونکے مطاعن ومعائب کے فکر مین رہے وہ ہلاک ہونیوالون مین داخل ہوگا
- سلطان وامام وقت اگرچہ ظالم وفاسق انتہا درجہ کا ہو اوسکے سبب وہ معزولی کا
مستحق نہوگا جب تک کہ ایسا امر نہ کرے جو کھلا ہوا کفر ہے جیسے عمدا ترک نماز فرض کا
وغیر ذلک - امام سے جو لوگ باغی ہون اونکا قتل کرنا چاہیئے تا وقتیکہ وہ مطیع ومنقاد
نہ ہوجاوین جو باغی بھاگ جاوین یا گرفتار ہوکر آوین یا مجروح وزخمی ہون اونکا
مار ڈالنا نچاہیئے - تابعین یعنی وہ لوگ کہ صحبت صحابہ مین رہے ہین صحابہ کے
علاوہ تمام امت سے افضل ہین بموجب اس ارشاد نبوی کے کہ سب قرنون سے
بہتر میرا قرن ہے اور من بعد وہ لوگ جو اوس سے قریب ہین اور اسلئے پیچھے وہ
اشخاص جو اونکے ملحق ہین تابعین کے بعد فضیلت اون حضرات کو ہے جنکو علم
وعمل کے ساتھ تابعین سے قرب مزید ہو جسطرح صحاح ستہ کے مصنفین
اور انکے اساتذہ وتلامذہ ایک قرن کو جو دوسرے پر فضیلت دیجالی ہے مقصود
اوس سے ترجیح ہر جہت سے نہین ہے بلکہ بلحاظ کثرت فضائل وشیوع حسنات کے
ایک کو دوسرے پر فوقیت دیجالیتی ہے یہی ہے وجہ تطبیق احادیث متعارضہ کی
جو اسباب مین وارد ہین - ارشاد آنحضرت صلعم کل بدعۃ ضلالۃ یعنی
ہر بدعت شرعی گمراہی ہے - اپنے عموم پر ہے شامل ہے کل افراد بدعت کو
احادیث کثیرہ جو آنحضرت صلعم سے مروی ہین اسکے موئد ہین احادیث نبوی مین
بدعت کی تقسیم کا رائحہ بھی نہین پایا جاتا ہے بدعت کی تقسیم کے جو قائل ہین خود

گواہیان جو حقوق کی بابت قائم ہون اونکے قبول و ردمین نظر کرنا لا وارث لڑکے لڑکیون کی شادی کا انتظام اور تقسیم مال غنیمت وغیرہا کی ضرورت سے جنکا انصرام ہر ہر واحد سے ناممکن ہے امام کا قائم کرنا واجب باجماع امت ہے اور یہ وجوب سمعاً و شرعاً ہے نہ عقلاً کتب مبسوطہ مین لوازم و شرائط امام بہ بسط تمام مرقوم ہین - خلافت ثابت ہوتی ہے بیعت سے اہل حل وعقد کے کہ عبارت ہے علما و رؤسا و سرداران لشکر وغیرہم سے کہ ذی اوراک و شعور ہون اور مسلمانون کی مصلحت و منفعت پر عبور رکھتے ہون خلافت ابوبکر صدیق اسیصورت سے منعقد ہوئی تھی یا جسکے واسطے خلیفہ وصیت کرجاوے اوسکو بھی خلافت پہنچ سکتی ہے جیسے حضرت عمرؓ کی خلافت کہ انکے لئے حضرت ابوبکر نے وصیت کردی تھی یا چھ آدمیون کے مشورہ سے جو ہر ایک خلافت کی لیاقت رکھتا ہو بالخصوص ایک شخص مخصوص بخلافت کردیا جاوے جسطرح حضرت عثمانؓ کی خلافت چھ صحابہ کے شوری سے حضرت عمرؓ کی راے کے موافق ہوئی اور حضرت علیؓ کی خلافت آخرالامر بھی بیعت سے اہل حل وعقد حضرات صحابہ کی ہوئی اوسوقت مین حضرت علی سے اولی اور احق بالخلافت صحابہ کی نظرمین کوئی نہ آیا اور اسی سبب سے کبار مہاجرین و انصار نے حضرت علی سے خلاف و بغاوت کو ممنوع و ناجائز ٹھہرایا - یہہ چارون حضرات خلفاے راشدین کہلاتے ہین جنکے ذریعہ سے اللہ نے دین محمدی کو شوکت و عزت دی کفار و مشرکین کو ہر جگہہ شکست و ذلت ملی اساس اسلام کو استحکام ہوا آیات حق کو رفعت تمام ہوئی ان لوگونکے اور جو انکے پیرو ہوئے خلیفہ کرنے سے اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنا وعدہ پورا کیا جو غربت اسلام کیوقت کیا تھا وعد اللہ الذین اٰمنوا و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض یعنی وعدہ کیا ہے اللہ نے اون لوگون کے لئے کہ ایمان لے آئے ہین تم مین سے اور عمل کئے ہین اچھے البتہ خلیفہ بنائیگا اونکو

کسیکو تو اللہ نے غوی و شقی بنایا ہے اور کسیکو سعید و رشید ٹھہرایا ہے کسیکو اور کسیکو رحمت سے قریب کیا ہے اور کسیکو بعید خدا اپنے افعال مین جوابدہ کسیکا نہین ہے بلکہ بندون سے ہر عمل کی بابت پرسش ہولی ہے - توبہ کرنیوالے سے عذاب کا الہٹا عقل کی موافق اللہ پر واجب نہین ہے کہ خواہ مخواہ وہ ایسا ہی کردے بلکہ فضل و رحمت کا اوسکے یہ مقتضا ہے کہ توبہ کے بعد عذاب نہ کیا جاوے باقی رہی بحث شرعی قبول توبہ کی جو شخص کسی گناہ کبیرہ سے توبہ کرے اگرچہ دوسرے کبیرہ مین وہ مبتلا ہو تب بھی اوسکی توبہ صحیح ہوگی اوس گناہ کا مواخذہ اوس سے نہوگا اور جن صغائر سے توبہ نہ کی ہو اوسپر گرفت و عذاب کرنا عدل کے موافق خدا کو پہنچ سکتا ہے - اہل سنت کہتے ہین کہ مسلمان آدمی اگر بیشمار گناہون کا مرتکب ہوکر بلا توبہ کیے مرجاوے تو اوسکو بجہہ گنہگار ہونیکے سبب کافر نہ ٹھہراوینگے بشرطیکہ خاتمہ تک اخلاص و توحید پر مستقیم رہا ہو کیونکہ انجام اوسکا اللہ کے ہاتھ ہے اگر چاہے تو کل معاصی سے اوسکے درگزر کردے اور قیامت کے روز سالم و غانم بہشت مین پہنچاوے اوسکے اعمال و افعال پر کسیطرحکا حساب و کتاب تک نہو اور ہر نوع کی تکلیف و عذاب سے رہائی کلی پالے اور اگر خدا چاہے تو معیاد و سزا و نصاب عذاب تک اوسی جہنم مین رکھے - بہرحال ہمیشہ تک جہنم مین نہ پڑا رہیگا بلکہ آخر الامر داخل جنت بالضرور ہوجاویگا حاصل کلام یہ کہ ایماندار گنہگار اگرچہ معذب بالنار ہوگا مگر کفار کیطرح نہ پھینکا جاویگا اور نہ اونکے ساتھ تک جہنم مین ٹھہریگا اور نہ کافرونکی مثل شقی سمجھا جاویگا کافرونکو اللہ کی رحمت سے یاس کلی ہوگی کسی حال مین راحت کا خیال بھی اونھین نہ بندھیگا - اور جو مومن ہین ہر زمانہ مین اونھین اللہ کی رحمت پر بھروسہ رہیگا اونکا مآل کار جنت ہے اسواسطیکہ اونکی پیدایش خاص جنت ہی کیواسطے ہے اور ویسے جنت کی آفرینش اونکیواسطے ہے - یہ اللہ کے فضل و کرم کا مقتضا ہے اسے رب وفا

اونکی تصریحات کے موافق چھوٹی سی سنت کا اتباع بدرجہا افضل و بہتر ہے ہزار بدعت
کی ایجاد و اختراع سے اگرچہ بدعت حسنہ کیون نہو - بندہ کو چاہیے کہ ہمیشہ توبہ کیا
کرے بنص نصوص قرآن وحدیث سے یہ حکم ثابت ہے - توبہ کل گناہون کو بلاشبہ مٹا دیتی
ہے صغیرہ ہون گناہ یا کبیرہ - گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا معصیت صغیرہ ہے اور اصرار
کبیرہ پر کبیرہ - جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ ایمان والے کو معاصی سے کچھ ضرر و خطر
نہین ہے وہ گمراہ ہے کتاب و سنت کے مخالف اور اجماع سلف و ائمہ امت کا
رد کرنیوالا ہے - جو آدمی تقدیر کو عذر و حجت اہل شرک و معصیت کیواسطے
بتلاوے وہ بھی مشرکون مین معدود ہے - اہل سنت اسکے معتقد ہین کہ اللہ تعالی
جس شخص کو چاہتا ہے دین حق کی ہدایت کر دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے راہ حق
سے پھیر دیتا ہے خدا جسکو گمراہ کر دے اوسکے واسطے بھی کوئی دلیل و سند کار آمد
نہوگی فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی نے فلله الحجة البالغة فلو شاء لهدىكم اجمعين
ولو شئنا لآتينا كل نفس هديها ولكن حق القول مني لأملئن جهنم
من الجن والانس اجمعين یعنی واسطے اللہ ہی کے ہے حجت پوری اگر چاہتا
اللہ بیشک ہدایت کر دیتا تم سبکو اور اگر چاہتے ہم البتہ دیدیتے ہم ہر نفس کو راہ
اوسکی ولیکن سچ ہو چکا ہے کہنا میرا البتہ بھر دونگا مین جہنم کو جن اور آدمیون سے
اکٹھے - اور یہ بھی فرمایا ہے ولقد ذرانا لجهنم كثيرا من الجن والانس
یعنی اور بلاشبہ پیدا کیا ہے ہمنے جہنم کے واسطے بہت سے جن اور آدمیون کو
اللہ سبحانہ وتعالی نے کل خلق کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے بلا استعانت دوسرے
کے اور خلق کے دو گروہ کیے ایک کو اپنے فضل و رحمت سے بہشت و نعمت کے
واسطے بنایا اور دوسرے کو جہنم مین جانے اور عذاب اوٹھانے کے لئے پیدا کیا جہنمیونکو
جو تکلیف و عذاب ہوگا وہ عدل و انصاف کے بموجب ہوگا نہ بطریق ظلم وجبر کے

جاتی رہتی ہے اور ابن ابی قتیبہ سے نقل کیا ہے کہ مکہ معظمہ مین لوگون نے اونکے سامنے
محدثین کا تذکرہ کیا ابن ابی قتیبہ نے کہا کہ اہلحدیث بد قوم ہین اسکا کہنا تھا کہ امام احمد
اپنے کپڑے جھاڑ کر مجلس سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور ابن ابی قتیبہ کو زندیق زندیق
کہتے ہوئے اپنے گھر چلے گئے اور ابو نصر بن سلام نے کہا کہ اہل الحاد پر کوئی شے زائد
مبغوض وثقیل حدیث کی سماعت ور وایت بالاسناد سے نہین ہے۔ اور مناظرہ کیا
احمد بن اسحاق فقیہ نے ایک شخص سے اوسمین یہ کہا کہ حدثنا فلان تو وہ شخص اسپر
کہنے لگا حدثنا کو رہنے دو کبتک حدثنا کہے جاؤگے شیخ احمد نے خفا ہوکر اوس سے کہا
کہ اے کافر اوٹھ جا یہانسے اور نہین روا ہے تجکو پھر کبھی میرے گھر آنا محمد بن ادریس
رازی کہتے ہین کہ اہلبدعت کی علامت عیب جوئی کرنا ہے محدثین کی اور زندیقونکی
نشانی اہلحدیث کو حشویہ کہنا ہے اور غرض اونکی حدیث کا بے اصل و اعتبار ٹھہرانا
ہے اور فرقہ قدریہ کا پتہ سنیونکو جبریہ تبلانا ہے اور جہمیہ کی عادت اہلسنت کا
نام مشبہہ رکھنا ہے اور روافض کا شیوہ حدیث والونکو ناصبی قرار دینا ہے۔
شیخ صابونی کہتے ہین کہ میرے نزدیک گمراہونکا یہ سب تعصب ہے کیونکہ اہلسنت کا
نام اہلحدیث کے سوا اور کچھ نہین ہے اہلبدعت جو اپنی طرف سے اہلسنت کیواسطے
ایسے القاب تراشتے ہین اسمین وہ ہم مسلک ہین اون شیاطین مشرکین کے
جو رسول خدا صلعم کے لیے طرح طرح کے نام گڑھا کرتے تھے کوئی ساحر کہتا اور کوئی
کاہن ٹھہراتا کسی نے شاعر کہا کسی نے مجنون بعض نے مختلق کذاب بتایا اور بعض نے
مفتری مفتون بنایا حالانکہ جناب رسول خدا صلعم ان سب معائب و رذائل سے
پاک و صاف تھے اور برگزیدہ رسول و سچے نبی تھے فرمایا اللہ تعالی نے انظر کیف
ضربوا لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا یعنی دیکھ تو اے محمد
کہ کسطرح بیان کین کفار نے تیرے بارہ مین مثلین پھر گمراہ ہوگئے حتی کہ نہین طاقت

ہمین اسلام کی حالت مین او ر پہنچا وے صالحین مین جو شخص یہ خواہش رکھتا ہے
کہ تمام طوائف اسلام مین سے اوسکا ایمان و اسلام خالص و صحیح ٹھہرے اوسکو قرآن
و حدیث کے مطابق اپنے عقائد کا درست کرنا چاہیئے اور سب گناہون سے توبہ کرے
اور الحاد و ارتداد سے اپنے کو محفوظ رکھے اور اگر خدانخواستہ کوئی ایسا قول و
فعل صادر ہوا ہو جو مستلزم ارتداد ہے تو فوراً خدا کی درگاہ مین اوس سے
توبہ کرے اور یہ عزم کرلے کہ پھر کبھی اوسکا مرتکب نہوگا اسصورت مین سعادت زائلہ
پھر عود کر آویگی۔ اہلحدیث کا اختلاف ہے اس مسئلہ مین کہ جو مسلمان عمداً نماز فرض ترک
کر دے آیا وہ کافر ہوگا یا نہین مقتداے اہل سنت امام احمد و دیگر علماے سلف کا
یہ اعتقاد ہے کہ تارک صلوۃ کافر اور خارج از اسلام ہو جاتا ہے کیونکہ حدیث صحیح مین
وارد ہے بندہ کے ایمان و کفر مین فارق یہی نماز کا چھوڑ دینا ہے اسکے بموجب
تارک الصلوۃ کافر کہلائیگا اور امام شافعی مع ایک جماعت علماے سلف کے اسپر ہین
کہ ترک نماز سے مسلمان کو کافر نہ کہین گے تا وقتیکہ نماز کے فرض ہونیکا اعتقاد رکھتا ہو
اسلئے بے نماز کو مرتد کیطرح اونکی راے مین قتل نہ کرنا چاہیئے اور حدیث کی تاویل
یہ لوگ یون کرتے ہین کہ ترک صلوۃ جسپر کفر کا حکم ہے وہی ہے کہ انکار وجوب کے ساتھ ہو
ظاہر حدیث موئد ہے مذہب اول کی اگرچہ تاویل بھی ضعف کے ساتھ او سمین ہوسکتی ہے
واللہ اعلم۔ یہ مختصر مجموعہ ہے عقائد صحیحہ کا جو ترازو مین کتاب و سنت کے وزن
کر لیے گئے ہین اور انھین پر سلف امت و آئمہ دین و علماے مسلمین کلہم اجمعین
گذر گئے ہین شیخ الاسلام ابو عثمان اسمعیل بن عبد الرحمن صابونی رضی اللہ عنہ
نے اپنے عقائد کے رسالہ کو ختم کیا ہے مدح اہلحدیث و ذم اہل بدعت پر اور نقل کیا
ہے احمد بن سنان قطان سے کہ دنیا بھر مین ایسا بدعتی نپایا جاویگا جو اہلحدیث
سے بغض نرکھتا ہو اور جو شخص بدعتی ہو جاتا ہے حدیث کی حلاوت اوسکے دل سے

انکے ہوئے مثلاً لیث بن سعد اور سفیان بن عیینہ اور حماد بن اور ابن عون وغیرہم
اور جو انسے پیچھے آئے مثل یزید بن ہارون اور عبدالرزاق اور جریر بن عبدالحمید
و انکے امثال اور جو انکے اعقاب ہین جسطرح محمد بن یحیی ذہلی اور محمد بن اسمعیل بخاری
اور مسلم بن حجاج قشیری اور ابو داود سجستانی اور ابو زرعہ رازی اور ابو حاتم اور ابن
ابی حاتم اور محمد بن اسلم طوسی اور عثمان بن سعید دارمی اور ابن خزیمہ اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ قزوینی وغیرہم ائمہ سنت کہ حدیث پر عامل اور اوسکے ناشر تھے
اور اسی جانب خلق کو ہدایت و دلالت کرتے ہین اس صفت کے علما بہت بلکہ بیحد
و شمار گزرے ہین جنکی تفصیل اسجگہہ بموقع ہے۔ صابونی کہتے ہین کہ جو عقائد مینے
یہان لکھے ہین محدثین مذکورین بالاتفاق سب اسکے قائل تھے باہمدگر کسی اعتقاد
مین وہ مختلف نتھے اور اسپر بھی سبکا اتفاق رہا ہے کہ اہلبدعت کو ہمیشہ مقہور و ذلیل
او ر مبغوض و حقیر سمجھنا چاہیئے نہ اونکو اپنے پاس پھٹکنے دین اور نہ آپ اونکی صحبت
و معاشرت ڈھونڈین انکے ترک و ہجر مین اللہ کی رضا و خوشنودی طلب کرین۔
صابونی کہتے ہین کہ اللہ کے فضل سے مین بھی انہین حضرات کا متبع آثار ہون
اور اونھین کے انوار سے روشنی کا خواہان اپنے بھائی اور دوستونکو یہ نصیحت
کرتا ہون کہ اس راہ سے نہ بہکین اور اغیار کے قولونکو نہ دیکھین بدعات و محدثات
جو مسلمانونمین شائع ہین اونھین نہ پڑین کیونکہ زمانہ محدثین مین بدعات مروج
سے اگر ایک بھی بدعت کسیکی زبانپر آتی تو قطعًا اوسکو چھوڑ دیتے بدعتی کا لقب
دھرتے جھوٹا بناتے ہرطرح کی اذیت پہنچاتے اور دھوکہ ندے میرے بھائیو تکو کثرت
و زیادتی اہلبدعت کی کیونکہ یہ تو علامات قرب قیامت سے ہے فرمایا رسول خدا صلعم
نے آثار قیامت سے ہے علم کی کمی اور جہل کی زیادتی علم سے مراد سنت ہے اور
جہل سے بدعت۔ اس زمانہ مین جو شخص آنحضرت صلعم کی سنت کو پکڑے رہے

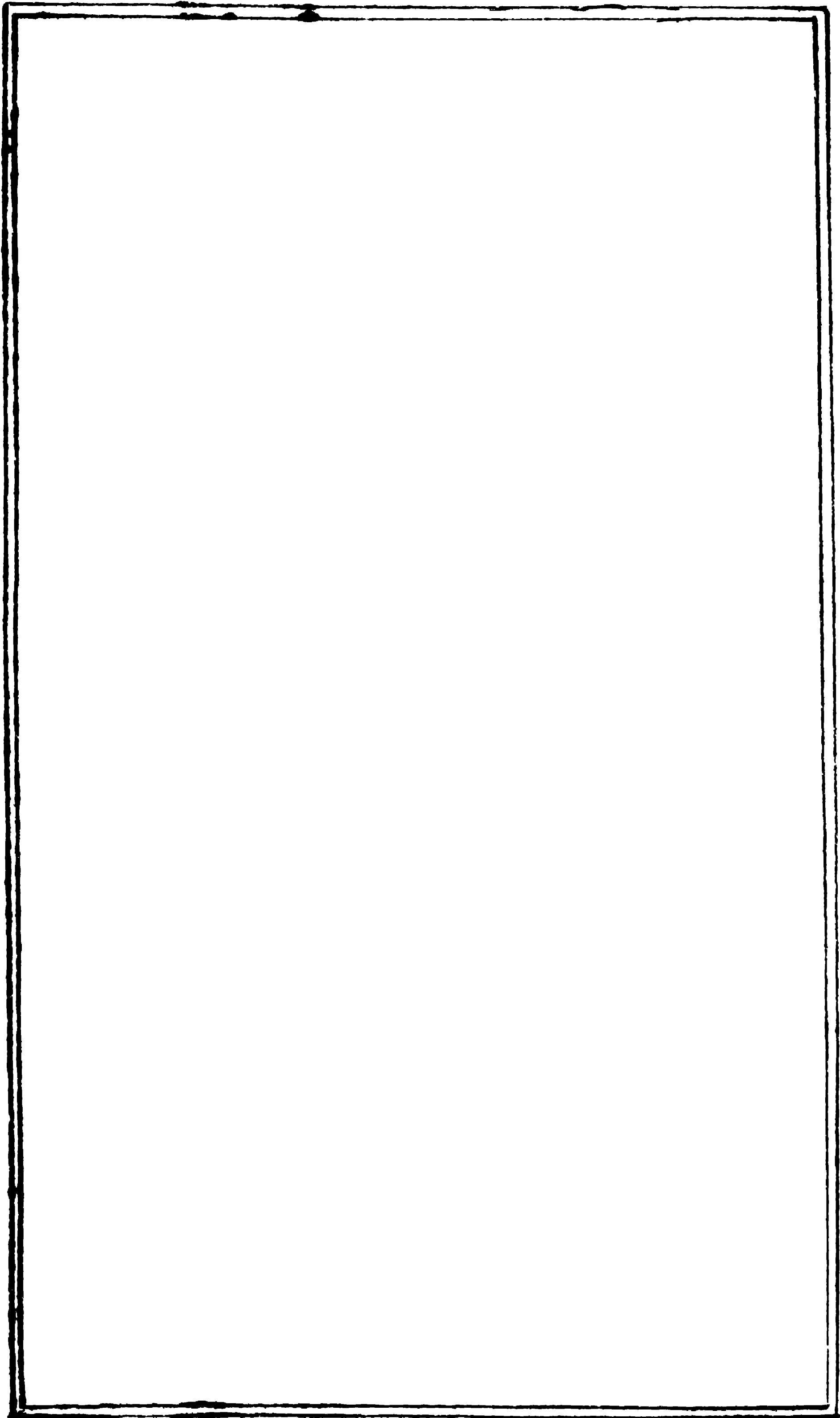
رکھتے راہ پاتی کی اسیطرح اہل بدعت خذلہم اللہ تعالی عاملین اخبار و ناقلین آثار و
راویان احادیث رسول خدا صلعم کو جو متبع ہین طریق نبوی کے اور مہتدی ہین
بسنت احمدی انواع و اصناف القاب و اوصاف سے یاد کیا کرتے ہین حالانکہ اصحاب
حدیث ان جمیع مطاعن و الزامات سے بعید و بری ہین اونکے واسطے کوئی علمی اسم
و رسم نہین ہے بجز اسکے کہ وہ سنت سنیہ و سیرت مرضیہ و طرق سویہ و حجج قویہ کے
اہل ہین توفیق دی ہے اللہ نے اونکو اپنی کتاب و خطاب کے اتباع کی اور احادیث
و اخبار رسول خدا صلعم کے اقتدا کی جملہ اوامر و نواہی مین اور امداد کی ہے اونکی
اللہ نے اسطرح کہ اخذ کرتے ہین سیرت آنحضرت صلعم کو اور ہدایت پاتے ہین
طاعت سنت سے کھولدیا ہے اللہ نے اونکے دلونکو واسطے محبت رسول خدا صلعم
اور محبت ائمہ شریعت و علماے امت کے - اور جو شخص جس قوم سے محبت رکھیگا
قیامت کے روز وہ اونھین مین اوٹھیگا بموجب ارشاد آنحضرت صلعم کے آدمی اوسکے
ساتھ ہے جسکو وہ دوست رکھتا ہے - اور علامات اہل سنت سے محبت کرنا ہے
علما و ائمہ حدیث اور اوسکے اولیا و انصار کے ساتھ اور بغض رکھنا ہے ائمہ بدعت
سے جو بلاتے ہین لوگونکو جانب نار کے اور کھینچتے ہین ساتھیونکو طرف دار البوار کے
منور و آراستہ کر دیا ہے اللہ نے اہل سنت کے دلونکو محبت سے علماے سنت و
اہل حدیث کے یہ بات اللہ کے فضل و رحمت سے ہے - ابو رجا قتیبہ بن سعید نے
کتاب الایمان کے آخر مین لکھا ہے کہ جب پاوے تو ایسے شخص کو جو محبت رکھتا ہے سفیان
ثوری اور مالک بن انس اور اوزاعی اور شعبہ اور ابن مبارک اور ابو الاحوص اور
شریک اور وکیع اور یحیی بن سعید اور عبد الرحمن بن مہدی سے تو یقین جان لینا
کہ وہ سچا سنی ہے اور انھین لوگو لمنہ ہین محمد بن ادریس شافعی اور احمد بن حنبل
اور جو لوگ کہ انکے قبل تھے جیسے سعید بن زبیر اور زہری او شعبی او تیمی اور جو کہ بعد

ارادات مضلّہ و آراے مضمحلہ و سیئات مذلہ سے بچاوے - تمام ہوا حاصل کلام صابونی کا
اصل رسالہ صابونی یہ جو ہمارے زیر نظر ہے حافظ عبد الغنی بن عبد الواحد کا کہ
مشہور امام ہین سماع لکھا ہے مع سند کے مصنف رسالہ تک رجال سند کے حفاظ
مقدسی ہین - اور تاریخ سماع ۵۶۴ھ حافظ شمس الدین ذہبی نے کتاب العلو
مین لکھا ہے کہ اسمعیل بن عبد الغافر نے امام الحرمین سے سنا کہتے تھے کہ مکہ معظمہ
مین مذہبون کے بارہ مین مجھے خلجان و تردد پیدا ہوا آنحضرت صلعم کو مین نے خواب
مین دیکھا کہ مجھسے فرماتے ہین کہ تو اعتقاد صابونی کو اختیار کر انتہی - مین کہتا ہون
جو عقائد ابن صابونی کی کتاب مین ہین اون سبکو مختصراً اس رسالہ مین درج
کر دیا ہے مع زیادتی کے جو ثابت ہے کلام دیگر ائمہ حدیث و علماے کرام سنت
سے - لہذا لازم کرلے تو اپنے اوپر تجہیز رحمت ہو خدا کی جو لکھا ہے ہمنے مضمون
قرآن و حدیث کا اور نہ جدا ہوتا تو ان دونون سے ہرگز اور انکے سوا دوسری
شئے سے ہدایت مت چاہتا اور مزخرفات آراے مبطلین و متکلفین کیجانب متوجہ
نہونا اسواسطیکہ فوز و فلاح اوسی شئے مین ہے جو اللہ و رسول اللہ صلعم
کی کتاب و سنت مین ہے نہ اون امور مین جنکو متکلمین و متعمقین نے اپنے
عقول مظلمہ و افکار مدلہمہ سے ایجاد و احداث کرلیا ہے تجکو چاہئے کہ مقولہ قایل
اور ہر زخرف و باطل کے بالعوض اللہ عز و جل کے کلام اور حدیث رسول خدا صلعم
پر قانع و راضی رہ - چونکہ ہمنے دیکھا ہے کہ حافظ امام عبد اللہ بن محمد بن قدامہ
مقدسی نے جو دینیات مین مجتہد مطلق ہین اور علماے آفاق اونکے علم و فضل
کے معتقد رسالہ عقائد کے خاتمہ مین اتباع کی فضیلت مین ایک فصل لکھی ہے
ہمنے چاہا کہ اوسمین سے فقط احادیث کو ملتقط کرکے یہان لکھدین کیونکہ عقائد تو
اوس رسالہ کے ہماری تحریر مین آچکے اور دلائل کو علحدہ کتاب مین جمع کرنے کا

اوراوسپر استقامت کے ساتھ عمل کرے اور لوگونکو بھی اوسکی تلقین دے اجر
وثواب اوسکا بیحد وحساب ہوگا بڑھکر اون لوگونسے جنھون نے اول اسلام مین
سنت کے بموجب عمل کیا ہے اسواسطیکہ جب آنحضرت صلعم نے ایسے آدمی کیلئے
پچاس آدمیونکا ثواب تبلایا تھا تو صحابہ نے پوچھا تھا کہ کیا آخر زمانے کے پچاس آدمیون
کے ثواب کی برابر حضرت نے جواب مین فرمایا کہ نہین بلکہ تمھارے پچاس شخصونکی مثل
اوسکا اجر ہوگا اور یہ وعدہ خاص اوسیکے واسطے ہے جو بحالت فساد امت حضرت ہی کی
سنت پر قائم رہے - زہری کہتے ہین ایک سنت کی تعلیم دو سو برس کی عبادت
سے بہتر ہے صابولی نے کہا کہ ایک روز ابومعاویہ ضریر مجلس ہارون رشید مین
حدیث بیان کررہے تھے اوسی اثنا مین روایت ابوہریرہ احتج آدم موسی کا
تذکرہ بھی آیا عیسیٰ بن جعفر نے اوسپر کہا کہ آدم وموسی کے باہمدگر گفتگو کیونکر
ہوئی حالانکہ ہزارون برسکا فاصلہ دونون مین ہے یہ کہنا تھا کہ ہارون غصہ سے
اوچھل پڑے اور یہ کہنے لگے کہ وہ تو حدیث رسول خدا صلعم بیان کررہے ہین اور
تو کہتا ہے کہ یہ کسطرح ہوا غصہ کے فرو ہونے تک ہارونکی زبان پر یہ کلمہ برابر جاری رہا
صابولی نے کہا کہ ہر آدمی پر واجب ہے کہ اسیطرح اخبار وآحادیث آنحضرت صلعم کی
قدر وتعظیم کیا کرے اور رضا وتسلیم وقبول وتصدیق سے پیش آتا رہے جو شخص
اسکے سوا اور راہ اختیار کریگا اور حدیث صحیح سنکر چون وچرا زبان پر لائیگا یا اوسکے
قبول کی بابت تردد وشک یا وسے یا اوسکے مضمونکو مستبعد ومنکر بتاوے
اوسپر ہارون رشید کی مانند اشد انکار وتحذیر کرنا چاہئے جسطرح کہ قبول کرلینا
آنحضرت صلعم کے کل احادیث کا جو مروی بطریق صحیح ہین لازم وضرور ہے اللہ
عزوجل ہمین اون لوگو نمین سے کرے جو اوسکے کلام کو سنکر اچھی باتون پر عمل کرتے ہین
اور دنیا مین تمام عمر کتاب وسنت پر قائم رہتے ہین اور اپنے فضل وکرم سے ہمکو

میرے بعد کوئی شخص ہلاک ہونیوالے کے سوا یعنی جنکے مقدر میں نار و ہلاکت لکھی ہے
اور ایک روایت میں یہ زیادتی وارد ہے ابوالدرداء نے کہا قسم ہے اللہ کی بیشک
سچ کہا رسول خدا صلعم نے چھوڑ گئے ہمیں وہ کھلی ہوئی راہ پر جسکی رات
مثل دن کے ہے۔ اور حدیث کی ابو ہریرہ نے آنحضرت صلعم سے تحقیق چھوڑا ہے
مین نے تم لوگون میں اوس چیز کو کہ نہ گمراہ ہوگے تم اوسکے بعد جب تک کہ پکڑے رہوگے تم
اوسے وہ کتاب ہے اللہ کی اور میری سنت کبھی نہ جدا ہونگی یہ دونوں ایک دوسرے
سے حتی کہ حوض کوثر پر بھی میرے پاس یہ دونون بالاتفاق ساتھ ہی ساتھ پہنچینگے
یہ روایت سنن طبرانی کی ہے۔ ابو بکر صدیق نے اپنے خطبہ مین کہا ہے کہ مین ہر
امر مین متبع ہون کسی وجہ سے مبتدع نہیں۔ اور عمر فاروق کہتے ہین بیشک
چھوڑے گئے ہو تم کھلی ہوئی راہ پر مگر یہ کہ تم اپنے آپ سے گمراہی اختیار کرلو لوگون کے
ساتھ ملکر داہنے جانب یا بائین طرف مڑ کر ابن مسعود نے کہا کہ ہم مقتدی اور متبع ہین
مبتدی اور مبتدع نہیں ہین تم نہ گمراہ ہونگے جب تک حدیث کو پکڑے رہینگے
زہری نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ نہیں زنا کرتا ہے زانی اور حال یہ کہ وہ
اوسوقت مین با ایمان ہو اوزاعی کہتے ہین کہ مین نے اسکی بابت زہری سے یہ پوچھا
کہ مقصد اسکا کیا ہے زہری نے جواب مین کہا اللہ کی طرف سے جو علم آیا رسول خدا
صلعم نے بدستور ہم تک پہنچا دیا اب ہمارا کام فقط اوسکا قبول کرلینا ہے۔ رسولخدا
صلعم کی حدیثونکو اوسیطرح رکھنا چاہیئے جسطرح کہ وہ وارد ہین یعنی اونمین تاویلین
نکیجاوین اوزاعی کا قول ہے صبر کر سنت پر اور ٹھہر جا جہان ٹھہری ہے قوم
اور وہی کہنا جو اونہون نے کہا ہے اور رکنا اوس چیز سے جس سے کہ وہ رکی ہین
اور چلنا راہ پر سلف صالح کے کیونکہ تیرے واسطے اوسمین کفایت ہے جو اونکے واسطے
کافی ہوا۔ کہا ابن قدامہ رحمہ نے یہ جملہ مختصر کتاب وسنت وآثار سلف سے تجھکو

فقصد ہے ابن قدامہ کہتے ہین روایت کی جابر بن عبد اللہ نے کہ فرماتے تھے رسول
خدا صلعم اپنے خطبہ مین حمد کرتے ہین ہم اللہ کی اور ثنا کرتے ہین اسپر اوس طور سے
کہ وہ اوسکے لائق ہے جسکو ہدایت کرتا ہے اللہ گمراہ کرنیوالا اوسکا کوئی نہین
اور جسے خدا گمراہ کردے اوسکو راہ راست پر لانیوالا کوئی نہین - بیشک سب
کلامونسے زیادہ تر سچ اللہ کی کتاب ہی اور سب راہونسے بہتر محمد صلعم کی راہ ہے اور بدتر
جملہ کامونسے دین مین نئی باتو نکا نکالنا ہے کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت
گمراہی ہے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے اور نسائی نے اسقدر زیادت اس روایت مین کی ہی اور ہر گمراہی
جہنم مین ہی اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ راوی ہین کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے اما بعد آگاہ ہو جاؤ
کہ مین بھی باعتبارات سے آدمی ہی ہون عنقریب خدا کا قاصد میرے پاس
بنا بر طلب آنیوالا ہے اوسکی بموجب مین یہانسے چلا جاؤنگا تم مین دو عمدہ چیزین
چھوڑ جاؤنگا اول اللہ کی کتاب جسمین ہدایت و نور ہے جو اوسکو پکڑیگا ہدایت پر
رہیگا اور جو اوسے چھوڑدیگا قرآن کے ورا اور طرف جاویگا گمراہی مین گریگا دوم
میری اہلبیت یاد دلاتا ہون مین تمکو اسباب مین خدا ے پاک کو یہ کلمہ تین بار
حضرت نے فرمایا یہ روایت مسلم کی ہے - حافظ ابن قدامہ نے اسکے بعد ساریہ
کی روایت نقل کی جسکا یہ مضمون ہے بے شبہہ جو شخص زندہ رہیگا تم مین سے
دیکھیگا بہت سا اختلاف اوسوقت لازم کرلینا تم اپنے اوپر میری سنت اور
خلفاے راشدین کی سنت کو اور پکڑلینا تم اوسے کسکر دانتونسے اور بچاے رہنا
اپنے کو محدثات سے کیونکہ ہر محدث بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر
گمراہی آگ مین روایت کیا ہے اسکو ابو داود و ترمذی نے اور ترمذی نے اسکو
صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ کی روایت مین اسقدر اور زیادتی ہے چھوڑا ہے مین نے
تمکو صاف شاہ راہ پر جسکی رات دن کے برابر روشن ہے نہ بہکیگا اوس سے



چاہیے کہ لازم کرے اسکو اور جو کچھ کہ اسکے ورا اسیطرح وارد ہوا ہے اللہ عزوجل اور
رسول خدا صلعم اور صالحین سلف وائمہ امت سے جسپر کہ اتفاق ہو چکا ہے خیار
امت کا سوا اسکے دوسرونکے اقوال کو ذلیل وخوار اور لغو و بے اعتبار اور
عبث و بیکار جانکر چھوڑ دے اگرچہ اکثر متاخرین اوسکے سبب دھوکے مین پڑ چکے ہون
اور اوسکو اپنے سرو آنکھونپر رکھ چکے ہون یہ یا جمیع مسلم بل باطل ہین انکے
کثیر ہونے سے تو دھوکھا نہ کھانا اسلئے کہ رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپنے
فرمایا عنقریب مختلف ہو جائیگی میری امت تہتر فرقونپر وہ سب آگ مین جائینگے
ایک فرقہ کے سوا جو چلیگا میری اور میرے اصحاب کے طریقہ پر۔ آئمہ حدیث سے
ایک جماعت نے اسکو روایت کیا ہے بالفاظ و طرق مختلفہ۔ چاہتے ہین ہم اللہ
سبحانہ وتعالی سے توفیق اوسکے مرضیات کی اور پہنچا دے ہمکو نبی مختار
محمد صلعم اور اونکی آل اطہار و اصحاب اخیار کے پاس اور جمع کر دے دار
کرامت مین بیشک اللہ دعا کا سننے والا اور قبول کر لینیوالا ہے۔ تمام ہوا
مطلب علامہ ابن قدامہ کا۔ مصنف رسالہ قائد الی العقائد نے بعد صلوۃ
وسلام کے آخر مین یہ لکھا ہے کہ اس رسالہ کی تصنیف و تنکرو و حلیسو نمبین ہوئی ہے
آواخر ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۹۷ھ ہجری مین دار الاقبال بھوپال مین محفوظ رکھے
اللہ ہمین اور اوسے ہر آفت و زوال سے بلوغ المرام کے ساتھ اس مختصر رسالہ کو
اسواسطے چھپوا دیا ہے کہ مجموعہ مطبوعہ جامع ہو عبادات و معاملات اور
اصول و آداب اسلامیہ و عقائد دینیہ کو اور اللہ ہی سے ہے سوال توفیق و اتمام کا

تمت

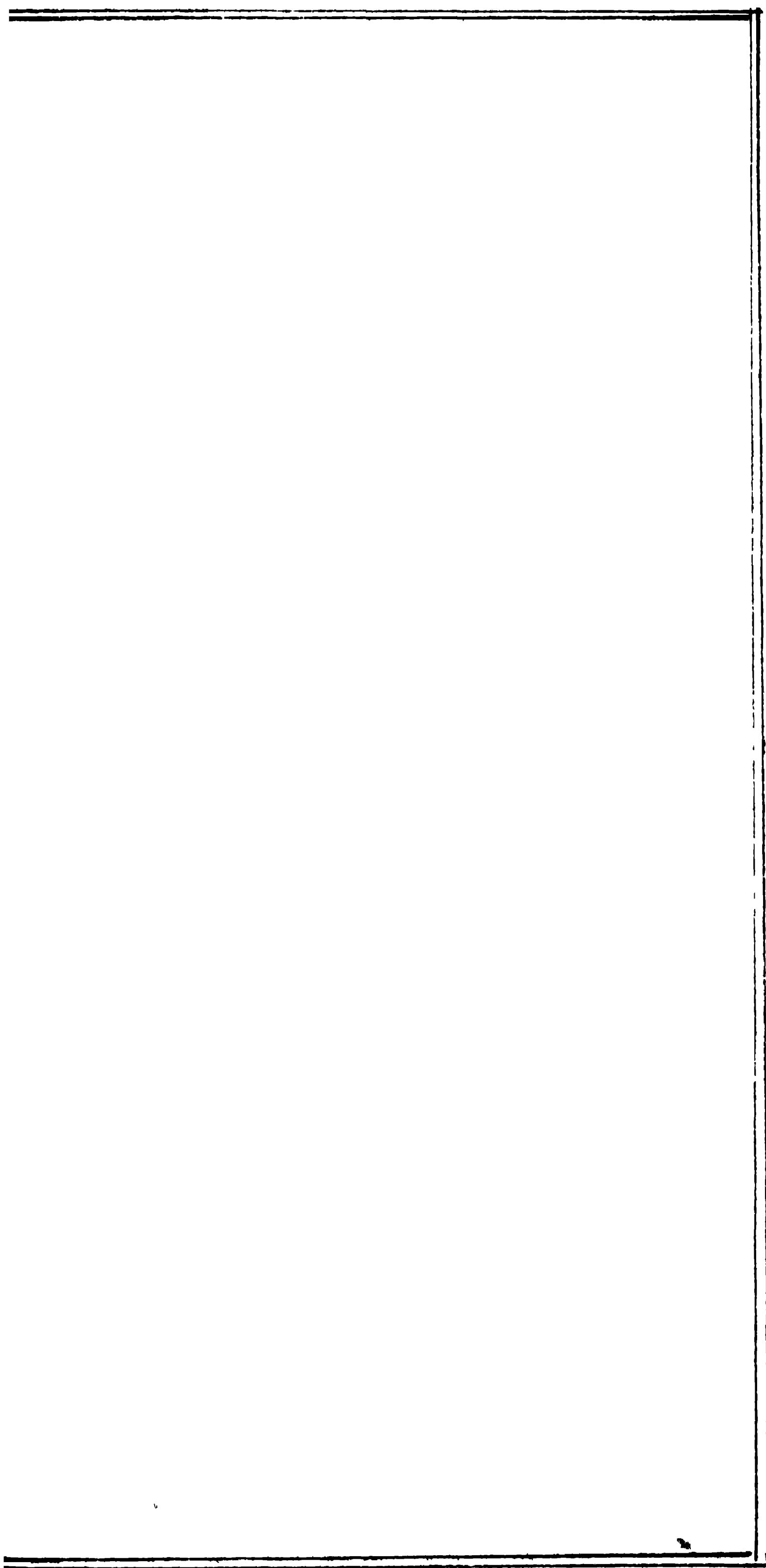
شہر جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ حافلہ مترجم کتاب لفائد الی العقائد

غم ایک کا نہین ہے فقط جسکو روئیے ٭ دلکو جگر کو جان کو کس کسکو روئیے

جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول متبع سنت رسول ربانی مولانا سید عبد الباری نقوی سہسوانی ابن زبدۃ المتکلمین عمدۃ المحققین مقبول بارگاہ صمد سید سراج احمد ادخلہما اللہ فی اعلی علیین ماہ محرم الحرام سال یکہزار و دوصد وشصت وہفت ہجری مین پیدا ہوئے اور آغوش شفقت والدین مین پرورش پاکر دوازدہ سالگی مین داغ یتیمی سے آشنا ہوئے کچھہ دنون وطن مین علوم رسمی اساتذۂ مختلف سے حاصل کئے آخر الامر بعمر چہاردہ سالگی شیخ العلماء سید الفضلاء یگانۂ زمن سید امیر حسن صاحب سہسوانی غفر اللہ لہ کی خدمت بابرکت مین رہکر استفادۂ معقول ومنقول مین مشغول رہے نوزدہ سالہ عمر مین بعد فراغ وتحصیل علوم بمواجۂ علمائے کبار وفضلاء عالی تبار مقام میرٹھہ مین دستار فضیلت زیب سر فرمائی جناب مرحوم کو تحقیق مذاہب غیر مین ید طولی حاصل تھا جسپر آپ کی کتاب اعلام الاخیار والاعلام ان الدین عند اللہ الاسلام شاہد عادل موجود ہے ایک زمانہ تک مدرسہ اسلامیہ اکبرآباد مین گورنمنٹی ملازم رہے بعد شکست مدرسہ پروانہ خوشنودی مزاج حکام وقت سے حاصل کئے آٹھہ نہ سال سے یہ قدر دانی



اور منشی سید جمیل احمد جمیل سہسوانی ہمشیرہ زادہ جناب مغفور نے یہ قطعہ تاریخ موزون کیا ✤

چشم خون بار و کہ عبد الباری از دنیا رفت ✤ دل فزون نالد کہ ماندہ جادۂ دین بے دلیل
خون روسال اندر غم او زار و گریان سال نخورد ✤ شد سقیم اند و ہناک و سینہ چاک این السبیل
سبط احمد گشت محزون عبد باقی بیقرار ✤ خستہ از غم شد خلیل آشفتہ اند ماتم جمیل
بود فکر سال فوت او کہ رضوان از بہشت
گفت یا دا وارث حور و نعیم و سلسبیل
۱۳۰۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے جمیل آپ اوحد خدا ✤ پیر و مرشد خدا خدا کیجے
لعنت پیغمبر اور آپکا منہہ ✤ شرم کیجے ذرا حیا کیجے

امّا بعد اہل دین کو خوشخبری سناتا ہون مضمون تازہ زبان پر لاتا ہون سامعین متعین سے تمنائے تحسین ہے ناظرین سے رجاے آفرین ہے کہ اندنون یہ رسالہ نافعہ و مقالہ ساطعہ رہبر عقائد ایمانی رہنماے اصل مسلمانی محتوی فوائد تام متضمن منافع اہل اسلام سائق العباد الی صحۃ الاعتقاد نام نتیجہ طبع وقاد و ذہن نقاد جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول متبع سنت رسول ربانی مولانا سید عبد الباری صاحب سہسوانی غفر اللہ لہ ترجمہ اردو سے کتاب ہدایت آب **القائد الی العقائد** ریختۂ قلم کرامت رقم نونہال گلشن علم و کمال نوباوۂ چمن دولت و اقبال معدن فضائل عدیدہ مخزن خصائل حمیدہ ذی فہم صائب ابو النصر میر علی حسن خانصاحب زاد اللہ اقبالہ و ضاعف کمالہ مطبع فیض بنیاد بنارس سعید المطابع نام مین طبع ہو کر مشہور زمان و

حضور پرنور عالیجناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کرون آف انڈیا ئیس ولا نواز اعظم
طبقۂ اعلاے ستارہ ہند و رئیسہ بھوپال دام اقبالہا و شوہر عالیقدر رئیسہ معظمہ
دام اقبالہا اس دار الاسلام مین عہدۂ ممتاز پر مامور تھے اپنی حسن لیاقت و جوہر
قابلیت سے ہمیشہ ممدوحین کو خوش رکھا باینہمہ فضائل آپ اپنی وضع طالب علمانہ
رکھتے تھے سفر و حضر مین بہت چست و مستعد رہتے تھے راحت پر محنت کو مقدم
جانتے تھے اکثر اپنے صرف سے خفیہ غربا کی حسب حیثیت خود خبر گیری کرتے افسوس
صد افسوس اونکی اجل نے عجلت کی آب و ہواے دنیا نے جلد ناموافقت کی
کہ بتاریخ نہم شہر ذیحجہ بوقت شب یوم عرفہ سال یکہزار و سہ صد و سہ ہجری ۱۳۰۳
بعمر سی و شش سالگی ۳۶ بمقام بھوپال مین سفر آخرت اختیار کیا خاص و عام
شہر کو اپنا عزادار کیا ہ گر بپیر نود سالہ بمیرد عجبی نیست + این ماتم
سخت ست کہ گویند جوانمرد ہ عجب خدا کی شان ہے کہ سال گذشتہ مین اسی عرفہ
کے دن مقام عرفات مین مناسک حج ادا کر رہے تھے اللّٰھم اغفرہ مغفرۃ
ظاھرۃ و باطنۃ لاتغادر ذنبا سانحہ غریب یہ ہے کہ اونکے انتقال کے
تیسرے روز اسی عارضہ سرسام مین اونکی دختر دوازدہ سالہ نے فضائل
اور برابر اپنے پدر بزرگوار کے مدفون ہوئین ہ یک داغ نیک ناشدہ داغ
دگر شگفت + انا للہ و انا الیہ راجعون آپ جناب مرحوم کے اعقاب
مین سے بفضلہ تعالی دو لڑکے ایک اعجاز احمد دوسرے ممتاز احمد موجود ہین
خداوند کریم اونھین عمر طبعی کو پہنچائے اور توفیق علم و حسن عمل عطا فرمائے امیر
آپ کے وفات کی تاریخ عربی مین حافظ سید محمد صاحب سورتی مہتمم وظائف
ریاست نے اسطور پر تحریر فرمائی رب اغفر و ارحم علی
عبد الباری و سکنہ فی اعلا الجنۃ +
۱۳۰۳ھ

صحت نامہ سائق العباد

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲	۳	جائنا	جاءنا	ء	۴	نقصان	نقصان وعیب
ء	۴	الراعین	الداعین	۱۱	۱۴	جزئیہ	جزئیہ
ء	۵	الی الثائد	الی العقائد	ء	۱۶	اسکے	اوسکے
۳	۱۷	تنزیہہ	تنزیہ	۱۲	۱۰	آلی	آلی
۳	۲۱	اسکی	اسی کی	۱۳	۳	اسکے	اسکا
۴	۶	غلاق	خلاق باری	ء	۵	اسیلیے	اس لیے
ء	۱۶	ولی	×	۱۴	۱۳	جنت	جنت مین
ء	۲۰	حیی	حَیِی	ء	۲۱	خوب	خوب فقرہ
۵	۸	لغتاً	لغۃً	۱۵	۷	بہان	جہان
ء	۱۴	سنت کے	سنت سے	۱۶	۸	ومحفوظی	اور محفوظی
ء	۱۵	الصلاۃ	الصلات	ء	ء	رسوانکا	رسولونکا
ء	۱۷	اوکمی	اورکمی	۱۷	۶	الدنیہ	لدنیہ
ء	۱۸	توفیقی	توقیفی	ء	۱۹	چیز	یاکسی چیز
۶	۱۱	جانتے	جانتے ہین	۲۰	۲	اوسیکے	اوسکے
ء	۲۰	مثبت	معیت	۲۲	۴	صنعات	صفات
۷	۳	اشراق	اشراف	۲۳	۵	ثواب	صواب
ء	۶	مندرج	مین مندرج	ء	۱۱	صنعات	صفات
۹	۳	صنعات	صفات	۲۴	۷	شخص	کسی شخص

زمین و مقبول ارباب دین ہوا ع جانان نہ صرف در دل دیوانہ جلوہ کرد ٭
آئین مہر نیمروز بہر خانہ جلوہ کرد ٭ واہ کیا ترجمہ مفید ہے جس سے ہر عامی و
عالم مستفید ہے تمام عقائد سنن صحیحہ ثابتہ سے اخذ کئے گئے ہیں اقوال
زید و عمرو بکر سے نہیں لئے گئے سچ کہتا ہوں خدا گواہ ہے سلف صالح کی
یہی روش یہی راہ ہے ع جلوۂ یار کہ امروز دل افروز منست ٭ این
ہمانست کہ موسیٰ سر طور ش دریافت ٭ عبارت سلیس ہے ترجمہ نفیس ہے
لفظ خوب ہیں معنی محبوب ہیں زبان پر تاثیر ہے بیان نقش تسخیر ہے
اللہ تعالیٰ اسکے صلہ میں مترجم کی مغفرت کرے مؤلف اصل کتاب کی
عمر و اقبال میں برکت دے جملہ مومنین و مومنات کو توفیق عمل بخشے
ع من دعا گویم و حضّار بگویند آمین ٭

قطعہ تاریخ طبع

چہ زیبا ترجمہ مطبوع گردید ٭ کہ ہر دیندار از وے بہرہ مند ست
سوِ خود سیکند دلہاے عالم ٭ ہمانا سطر سطر او کمند ست
نہ تنہا عامیان محتاج او یند ٭ کہ خیل عالمان ہم مستمند ست (حاجتمند)
جمیل اکنون پئے تاریخ طبعش
بگو شرح عقائد دلپسند ست
۱۳ ۰۴

کمترین خلائق سید جمیل احمد سہسوانی عفی اللہ عنہ

تمّت

سنہ ۱۳۰۴ھ

تَوزِيعُ المَعَاصِي وَالطَّبَقَاتِ

اِلى اَنحاءِ الدَّرَكَاتِ وَالدَّرَجَاتِ

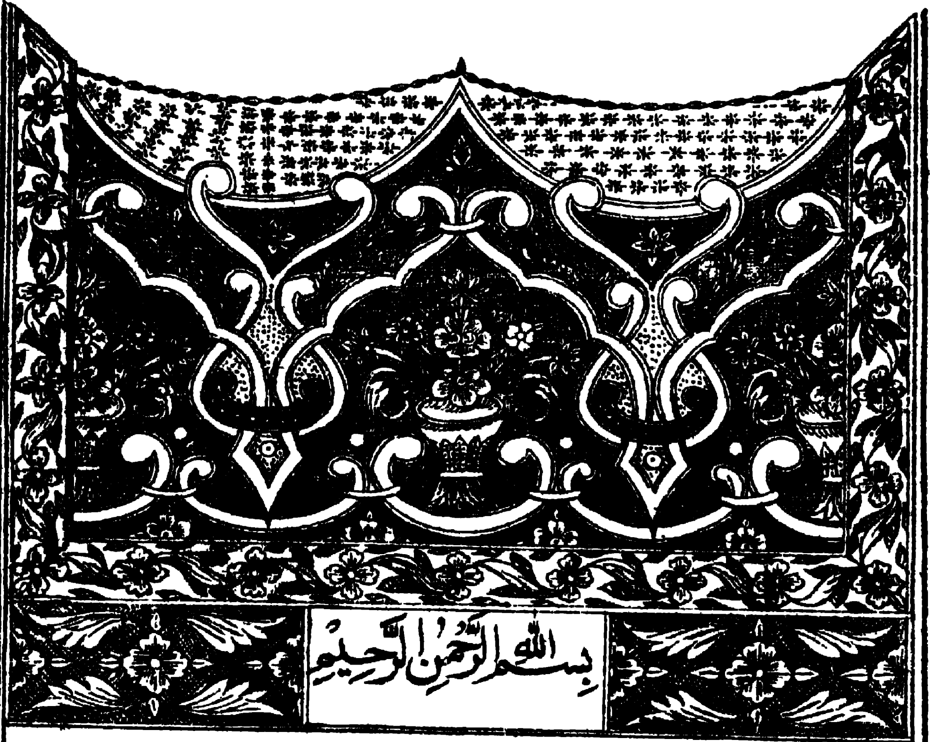
قَدْ طُبِعَ بِمَطبَعِ مُفِيدِ عَامِ الكَائِنِ
فِي آگره فِي سَنَة ١٣٠۴
الهِجرِيَّةِ

صفحہ	سطر	غلط	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲۶	۱۰	سے	سے	۳۷	۱۵	ییک	×
۲۸	۲	ن	ہین	۳۸	۱۵	موئد	مویّد
”	۱۰	تفصیل	تفضیل	”	”	اول کی	اول کا
۲۹	۸	رساوس	وساوس	۴۰	۱	عالمین	حاملین
”	۹	مرتب	مترتب	”	۱۹	یقین	یقیناً
”	۱۸	بوجہ چند	بچیند وجوہ	”	۲۱	تزبیر	تدبیر
۳۰	۱۱	ہوما	ہونا	۴۱	۳	وانکے	اورانکے
”	۱۸	پروردگار	جسکو پروردگار	”	۷	کرتے ہین	کرتے تھے
۳۱	۱۶	بہی	ہی	”	۱۲	وہونڈین	ڈہونڈین
۳۲	۲	اوٹھالی	اوٹھانی	”	۴	اونھین	اِنہین
”	۱۲	موئد	مویّد	۴۲	۳	الیے	ایسے
۳۳	۸	کرتا ہے	کرنا ہے	”	۱۰	اوسپر	اسپر
”	۱۳	اطیعو	اطیعوا	”	۱۴	آحادیث	احادیث
۳۴	۱۷	آساس	اساس	”	۱۵	آثار ہے	آثار ہے
”	۱۸	علیفہ	خلیفہ	۴۴	۲	انسپر	اوسپر
۳۵	۲	اوسکے	اسکے	”	۷	روایت مین	روایت مین اور
”	۱۱	علاوہ	لعد	۴۵	۱	تارہ	تاروہ
”	۲۰	موئد	مویّد	۴۶	۱۱	المہار	الطہار
۳۶	۱۳	الجن والانس	الجنۃ والناس	”	۱۵	آواخر	اَوَاخر

تمت

اقسام عباد کا باعتبار دارین کے اور واضح کرنا انواع ذنوب کا بہ نسبت صفات عباد کے
اور ظاہر کرنا اُن اسباب کا جنسے صغائر ذنوب جرائم عظائم ہوجاتے ہین اللہ تعالیٰ کے
بیان سے بڑھکر کسیکا بیان نہین ہے اور نہ رسول و اہل علم باللہ کے کشف سے کسیکا
کشف زیادہ تر ہے اسلیئے ابتدا اِس بیان کی کتاب اللہ سے کی گئی پھر کلام عارفین باللہ سے
اِس رسالہ کے مطالعہ سے مؤمن مخلص یہ بات دریافت کرلیگا کہ وہ منجملہ اقسام عباد کے دنیا اور
آخرت مین کس قسم کے اندر منسلک ہے کیونکہ اِسکا اعتقاد و عمل جس قسم کے موافق ہوگا وہی
حالت اُسپر غالب سمجھی جائیگی ہرچند ہمکو انجام اخروی کسی مسلمان کا اِس دنیا مین معلوم نہین ہوسکتا ہے
مگر بیان رسول سے سو جنکا انجام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمادیا ہے اور اُنکو
بشارت جنت کی دیدی ہے وہ تو بالیقین قطعی بہشتی ہین باقی ساری امت اسلامیہ خطر عاقبت
مین گرفتار ہے اسیلیے ایمان کو بین الخوف والرجا ٹھیرایا ہے۔

مقدمہ ہر انسان مکلف ہے ساتھ تین امر کے ایک یہ کہ اوامر و طاعات بجالاوے
دوسرے یہ کہ نواہی و مخالفات مین نہ پڑے تیسرے یہ کہ قضا و قدر سے ناخوش نہو۔
شیخ عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ نے فتوح الغیب مین فرمایا ہے لابد للعبد من امر یفعلہ
و نہی یجتنبہ وقدر یصبر علیہ اِس کلام کا تعلق دو طرف ہے ایک طرف رب کے دوسرا
طرف عبد کے رب کی طرف یہ ہے کہ اللہ کے حکم بندے پر دو طرح کے ہوتے ہین ایک
حکم شرعی دینی دوسرا حکم کونی قدری سو حکم شرعی کا علاقہ امر سے ہے اور حکم کونی کا علاقہ
خلق سے الا لہ الخلق والامر اور حکم کونی طلبی بحسب مطلوب کے دو طرح پر ہوتا ہے کیونکہ مطلوب
اگر محبوب خدا ہے تو مطلوب اُسکا فعل ہے وجوباً یا استحباباً اور اگر مبغوض ہے تو مطلوب اُسکا ترک ہے
تحریماً یا کراہتہً سو یہ حکم دینی شرعی ہوا اور حکم کونی قدری سو یہ وہ مصائب ہین جنکو اللہ نے
مقدر و مقضی کیا ہے انمین بندہ کی کچھ صنعت نہین ہے بندہ کو اُن آفات و مصائب پر صبر کرنا فرض ہے
رہی رضا بالقضا سو وہ واجب ہے یا مستحب غرضکہ مرجع سارے دین کا اِنھین تین قواعد کی طرف



الحمد للہ الذی بحمدہ یتنعم اہل المثواب فی دار الثواب و باسمہ یتسلی اہل الشقاء و ان آرخی دونہم الحجاب ونتوب الیہ توبۃ من یوقن انہ رب الارباب و نرجوہ رجاء من یومن بانہ الغفور التواب والصلوۃ والسلام علی اوّل انبیائہ وخاتم رسلہ صلوۃ تنجینا من ہول المطلع یوم العرض والحساب و تمہد لنا عند اللہ تعالی زلفی وحسن مآب وعلی الہ و صحبہ خیر آل واصحاب **اما بعد** واضح خاطر عاطر اہل حق ہو کہ دنیا عالم ملک وشہادت ہے اور آخرت عالم غیب و ملکوت مراد ہماری دنیا سے وہ حالت ہے جو قبل موت کے ہوتی ہے اور مراد آخرت سے وہ حالت ہے جو بعد موت کے ہوگی تو دنیا و آخرت صفات واحوال عباد مین جو صفت و حال قریب ہے اُسکا نام دنیا ہے اور جو متاخر ہے اُسکا نام آخرت ہے ہم اس رسالہ مین دنیا سے آخرت پر تکلم کرنا چاہتے ہین مقصود ہمارا اس علم سے بیان کرنا کیفیت توزیع درجات و درکات کا آخرت مین ہے بحسب مراتب حسنات و سیئات دنیا کے اور ذکر کرنا

دنیا مین اور نہین ہے اُسکو آخرت مین کچھ حصّہ اور کوئی اُنمین یون کہتا ہے اے رب ہمارے
دے ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کے عذاب سے یہ لوگ انھین کو ہے
کچھ حصّہ اپنی کمائی کا اللہ جلد لیتا ہے حساب **ف** دعا ایک نوع ہے ذکر کی اللہ نے دعا کو
اِس جگہہ دو قسم ٹھیرایا ہے ایک وہ جو طالب ہے حظِ دنیا کا اور طرف حظ آخرت کے التفات
نہین رکھتا ہے توضیح قرآن مین کہا ہے جنکو رغبت نری دنیا پر ہے وہ آخرت سے محروم
ہین انتہی دوسرا وہ جو طالب ہے دونون امر کا خلاق کہتے ہین نصیب کو یعنی پہلے قسم کے
داعی کا آخرت مین کچھ حصّہ نہو گا اسلیئے کہ ساری فکر اُسکی مقصور ہے دنیا پر وہ ارادہ غیر دنیا کا
نہین رکھتا ہے اور نہ سوا دنیا کے کسی اور شئے کا طالب ہے اِس خبر مین معنی ہین نہی کے
یعنی اقتصار علی طلب الدنیا سے منع کیا ہے اور ذم ہے اُس شخص کی جسنے دنیا کو غایت
رغبت و معظم مقصود اپنا ٹھیرایا ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے ہلاک ہو بندہ دنیا کا
اور بندہ درہم کا اور بندہ لباس کا اگر دیا گیا راضی ہے اور جو نہ دیا گیا تو ناخوش ہی ہلاک ہو
اور سرنگون ہو اور جب کانٹا لگے تو نکالا نہ جاسے اخرجہ البخاری یہ دعا ہے حضرت کی
طالب دنیا پر ساتھ ہلاک کے و فی الباب احادیث کثیرۃ تفسیر ہر دو حسنہ مین اختلاف ہے
کسی نے کہا مراد عافیت و رزق ہے دنیا مین اور نعیم جنت و رضا آخرت مین یا زوجہ حسنا
یہان اور حور عین وہان یا علم و عبادت اِس جگہہ اور جنت اُس جگہہ یا اول سے مراد عمل
صالح ہے اور ثانی سے مغفرت ذنوب پھر کسی نے کہا ہے کہ جسکو اللہ نے اسلام و قرآن
و اہل و مال دیا ہے اُسکو دارین مین حسنہ ملا قرطبی نے کہا ہے اکثر اہل علم اِسپر ہین کہ مراد
حسنتین سے نعیم دنیا و آخرت ہے پھر کہا کہ یہی صحیح ہے اِسلیئے کہ لفظ اِن سبکو مقتضی ہے
کیونکہ نکرہ سیاق دعا مین آیا ہے پس محتمل ہے ہر حسنہ کو حسنات مین سے بطور بدل کے اور حسنہ
آخرت کا بالاجماع جنت ہے **ف** انسان چار طرح پر ہوتے ہین ایک وہ ہین جو دنیا و
آخرت دونون جگہہ مین آرام پائینگے اُنھین کی طرف اِس آیت مین اشارہ ہے اللہ تعالی نے

ٹھیرتا ہے فعل مامور ترک محظور صبر علی المقدور پھر وہ بات جو طرف بندہ کے ہے اُسکا انفکاک
بھی اِن تینون امر سے نہین ہو سکتا ہے جبتک کہ بندہ مکلف ہے ہان اگر بندہ سے تکلیف
ساقط ہو جاوے تو یہ تینون امر بھی ساقط ہو سکتے ہین والشیخ دائماً یحوم حوم ہذہ الاصول
الثلثة حیث یقول یا بنی افعل المامور واجتنب المحظور واصبر علی المقدور یہ وہی
تین چیزین ہین جنکی وصیت لقمان نے اپنے فرزند ارجمند کو کی تھی کما قال اللہ تعالیٰ یا بنی اقم الصلوٰۃ
وامر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علی ما اصابک قرآن کریم مین اِسکے سوا اور
بھی آیات ہین جو مشتمل ہین اِن اصولِ سہ گانہ پر ہمنے بسط اُنکا رسالہ ادامۃ الشکر مین کیا ہے
وکلّ موضع قرن فیہ التقوی بالصبر اشتمل علی الامور الثلثة فان حقیقة التقوی
فعل المامور وترک المحظور والصبر علی المقدور غرضکہ سارے مقامات اسلام وایمان
واحسان کے اِنھین اصولِ سہ گانہ کے اِردگرد پھرتے ہین اور جتنے مدارج عروج ونزول
ورد وقبول آخرت کے ہین وہ اِنھین امور ثلثہ کے آس پاس چکر مارتے ہین جس شخص نے
حقائق اِن امور کو معلوم کر لیا ہے اور اُنپر عامل قائم دائم رہا ہے وہ فائز ہوا اور جس کسی مین
جتنا نقصان رہگیا ہے وہ اُسی قدر نازل ومخذول ہوا فحولہا ندندن وقد قال تعالےٰ
فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز وما الحیاة الدنیا الا متاع الغرور
وقال تعالیٰ تلک الدار الاخرة نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة
للمتقین ۵۵

فصل

قال تعالیٰ فمن الناس من یقول ربنا اتنا فی الدنیا وما لہ فی الاخرة من خلاق ومنہم
من یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار اولٓئک لہم
نصیب مما کسبوا واللہ سریع الحساب پھر کوئی آدمی کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہمکو

آمد اندیشۂ دنیا بطلبگار رسئے دل	گفتم آن شیفتۂ بے سرو پا حاضر نیست
تیسری قسم کا حال یہ ہے ه	
ولت پر میطپد بر اختلاط صحبت دنیا	مبادا بیخبر پیدا کنی زین قحبہ سوزا کے
چوتھی قسم کا حال یہ ہے ه	
حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جہان	انچہ من درکار دارم اکثرش درکار نیست

قال تعالی فمنھم من امن ومنھم من کفر پھر کوئی انمین یقین لا یا اور کوئی منکر ہوا
ف یہ آیت دلیل ہے اسپر کہ ایک تقسیم نوع بشر کی طرف ایمان وکفر کی ہر کوئی انمین سے من ہوتا ہے
اور کوئی منھم کفر بعد از قیام حجت وقال تعالی ومن یرد ثواب الدنیا نوته منھا و
من یرد ثواب الاخرۃ نوته منھا وسنجزی الشاکرین جوکوئی چاہیگا بدلا دنیا کا
اُسمین سے دینگے ہم اسکو اور جوکوئی چاہیگا بدلا آخرت کا اُسمین سے دینگے ہم اسکو ہم ثواب
دیتے ہین احسان ماننے والون کو ف یعنے جولوگ اس دین پر ثابت رہینگے انکو دین بھی
ملیگا اور دنیا بھی لکن جوکوئی اس نعمت کی قدر جانے انتھی ما فی موضح قران اس آیت
مین اشارہ ہے طرف تقسیم مذکور کے وقال تعالی منکم من یرید الدنیا و
منکم من یرید الاخرۃ کوئی تم مین چاہتا تھا دنیا اور کوئی تم مین چاہتا تھا آخرت
معلوم ہوا کہ بعض لوگ مسلمانون مین بھی مرید دنیا ہوتے ہین جسطرح کہ بعض دیگر مرید آخرت ہوتے ہین سو
جنھون نے لڑائی مین ہمراہ حضرت کے ارادہ دنیا کا کیا تھا اُنپر شکست پڑی تھی قصہ غزوہ احد کا
کتب سیر مین لکھا ہے وقال تعالی منھم امۃ مقتصدۃ وکثیر منھم ساء ما یعملون
کچھ لوگ اُنمین سیدھے ہین اور بہت اُنکے بُرے کام کر رہے ہین ف یہ آیت حق مین یہود
ونصاریٰ کے آئی ہے اسمین مدح بعض مردم وذم اکثرین فرمائی ہے یہ تقسیم ہے اہل کتاب
کی طرف دو قسم کی بیچ بین انس کہتے ہین امت مقتصدہ وہ لوگ ہین جو نہ دین مین
فسق کرین اور نہ غلو وقال تعالی وقطعناھم فی الارض امما منھم الصالحون ومنھم

حقمین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرمایا ہے وآتیناہ فی الدنیا حسنة وانه فی الآخرة
لمن الصالحین اکثر انبیا مصداق اسی آیت شریف کی گذرے ہین جیسے داؤد و سلیمان
و موسیٰ علیہم السلام دوسرا وہ شخص ہے جو خاص آخرت کا طالب ہے اسکو کچھ واسطہ دنیا سے
نہین ہے کما قال تعالیٰ انا اخلصناهم بخالصة ذکری الدار وانهم
عندنا لمن المصطفین الاخیار اکثر رسول خدا کے موصوف ساتھ اسی صفت فاضل
کے تھے خصوصًا زہاد رسل جیسے عیسیٰ و یحییٰ و زکریا علیہم السلام تیسرا وہ شخص ہے جو
مخصوص بطلب دنیا و محظوظ بمال و منال دنیا ہے آخرت کی کچھ پروا نہین کرتا اول آیت
باب مین اسی طرف اشارہ ہے ونعوذ باللہ منه چوتھا وہ آدمی ہے جو یہان اور وہان دونون
جگہ محروم و مخذول ہے کما قال تعالیٰ خسر الدنیا والآخرة وذلك هو الخسران المبین
اِن سب اقسام مین اعلیٰ درجہ قسم اول کا ہے پھر دوسرا درجہ قسم ثانی کا پس ابن القیم رح نے
عدة الصابرین مین لکھا ہے قد انقسم الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم اربعة
اقسام قسم لم یریدوا الدنیا ولم تردهم کالصدیق رضی اللہ عنه ومن سلك سبیله وقسم
ارادتهم الدنیا ولم یریدوها کعمر بن الخطاب ومن سلك سبیله وقسم ارادوا
الدنیا وارادتهم الدنیا کخلفاء بنی امیة ومن سلك سبیلهم حاشا عمر بن عبد العزیز فانها
ارادته ولم یردها وقسم ارادوها وهی لم تردهم کمن افقر اللہ منها یده واسكنها فی قلبه
وامتحنه بجمعها ولا یخفی ان خیر الاقسام القسم الاول والثانی لانه لم یردها فالتحق
بالاول انتهی پہلی قسم کا حال یہ ہے ؎

دنیا اگر دہند نہ جنبیم ز جاے خویش	من بستہ ام حنای قناعت بپاے خویش

وکما قیل دنیا بہ نہر طالوت میماند غرفہ ازان حلال است زیادہ حرام ؎

درین دیار کہ شاہی بہر گدا بخشند	غنیمت ست کہ ما را ہمین بما بخشند

دوسری قسم کا حال یہ ہے ؎

برابر ہین یا نہ سیات ہین نہ حسنات جیسے مجانین و اطفال سو وہ زیر مشیت ہین اُنکے حق مین جو چاہے وہ حکم دے وقال تعالیٰ منکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئًا کسیکو تم مین پورا بھر لیا اور کسیکو تم مین پھر چلا یا نکمی عمر تک تا کہ سمجھ کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے ف یہ تقسیم ہے عمر انسان کی دنیا مین کہ کوئی تو جوان مرتا ہے اور کوئی بوڑھا خرف ہوکر بعض علما نے کہا ہے کہ عالم بالکتاب والحدیث گو معمر ہوجاے لکن خرف نہین ہوتا حدیث مین استعاذہ کرنا حضرت کا ارذل عمر سے آیا ہے مفسرین کہتے ہین مراد وفات سے اِس جگہہ موت قبل بلوغ اشد کے ہے اور مراد ارذل عمر سے اخس وادون عمر ہے جسکو ہرم و خرف کہتے ہین علی نے کہا ہے یعنی ۷۵ سال اور بعض نے کہا ہے اسّی سال قتادہ نے کہا نوے برس یہانتک کہ پھر وہ کچھ نہین سمجھتا بوجھتا یعنی پہلے وہ عالم بالاشیا تھا اور فہم رکھتا تھا اب بے علم و فہم ہو گیا مانند ہیئت اولی کے جسطرح کہ زمان طفولیت مین تھا بسبب سخافت راے و قلت فقہ و علم و فہم کے جو جانتا تھا وہ بھول گیا جو پہچانتا تھا اُسکا انکار کرنے لگا ومثلہ قولہ تعالیٰ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین وقولہ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق عکرمہ نے کہا من قرء القرآن لم یصر بھذہ الحالۃ یعنے یہ رد و نکس خاص ساتھ غیر قرار قران و علما کے ہے بلکہ انکی عمر تو جتنی زیادہ ہوتی ہے اُتنی ہی انکی عقل بڑھ جاتی ہے یہ ارذل نہین ہوتی وقال تعالیٰ ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر اطمأن بہ وان اصابتہ فتنۃ انقلب علی وجہہ خسر الدنیا والاخرۃ وذلک ھو الخسران المبین بعضا آدمی بندگی کرتا ہے اللہ کے کنارے پر پھر اگر لگی اسکو بھلائی چین پکڑا اُسپر اور اگر لگگئی اسکو جانچ پھر گیا اُلٹا اپنے منھ پر گنوائی دنیا و آخرت یہی ہے ٹوٹا صریح ف یعنی دنیا کی نیکی پائے تو بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پاے تو چھوڑ دے اُدھر دنیا گئی اِدھر دین گیا کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ابھی اِسطرف ہے نہ اُسطرف ہے جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہے جب چاہے نکلجاے

دون ذالك وبلوناهم بالحسنات والسیئات لعلهم یرجعون متفرق کیا ہمنے انکو ملک مین فرقے فرقے بعضے اُنمین نیک ہین اور بعضی اور طرح کے اور آزمایا اُنکو خوبیون مین اور برائیون مین شاید وہ پھر آوین **ف** موضح قرآن مین کہا ہے یہود کی دولت برہم ہوئی تو آپسکی مخالفت سے ہر طرف نکل گئے اور مذہب مختلف پیدا ہوسے یہ احوال اس امت کو سنایا کہ یہ سب کچھ انپر بھی ہوگا حدیث مین فرمایا ہے کہ اس امت مین بعضے بندر و سور ہو جائینگے انتہی اللہ کی پناہ بہت پناہ دے ابن عباس نے کہا مراد حسنات سے رخا و عافیت ہے اور مراد سیئات سے بلا و عقوبات و نصب وجدب **وقال تعالی** فمنهم شقي وسعيد فاما الذين شقوا ففي النار لهم فيها زفير وشهيق خالدين فيها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربك ان ربك فعال لما يريد واما الذين سعدوا ففي الجنة خلدين فيها ما دامت السموات والارض الا ما شآء ربك عطاء غير مجذوذ سو اُنمین کوئی بدبخت ہے اور کوئی نیکبخت سو وہ لوگ جو بدبخت ہین سو آگ مین ہین اُنکو وہان چلانا ہے اور دہاڑنا رہا کرین اُسمین جبتک رہے آسمان و زمین مگر جو چاہے تیرا رب بیشک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے اور وہ جو نیکبخت ہین سو جنت مین ہین رہا کرین اُسمین جبتک رہے آسمان و زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہا **ف** یہ تقسیم متعلق دار آخرت ہے کہ وہان دو ہی طرح کے فریق ہونگے ایک شقی دوسرے سعید پھر ہر ایک کا انجام بہی ذکر فرما دیا ہے مراد منہم سے من الانفس یا من اهل الموقف ہے شقی وہ جسپر بدبختی لکھی گئی سعید وہ جسپر نیکبختی لکھی گئی تقدیم شقی کی سعید پر اسلیے ہے کہ مقام مقام تحذیر ہے یا اسلیے کہ شقی اکثر ہونگے اور سعید اقل جب یہ آیت اُتری عمر بن خطاب نے کہا اے رسول خدا ہم کس بات پر عمل کرین شئ مفروغ منہ پر یا غیر مفروغ منہ پر فرمایا بلکہ مفروغ منہ پر جاری ہو چکین قلمین اے عمر لکن ہر شخص کو وہی کام آسان کیا گیا ہے جسکے لیے وہ پیدا ہوا ہے **ف** یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ اہل موقف دو ہی قسم مین اُنکے لیے تیسری قسم نہین ہے ظاہر آیت و حدیث اسی پر دلیل ہے لکن ایک اور قسم باقی رہگئی وہ مسکوت عنہ ہے جسکے حسنات سیئات

چنے بندون مین آمید ہے کہ آخر سب بہشتی ہون رسول نے فرمایا ہمارا گنہگار معافی ہے اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھے ہو سب سے آگے بڑہے اللہ کریم ہے اسکے یہان کمی نہین ہے انتہیٰ فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ جن لوگون کو اللہ نے واسطے وراثت کتاب کے اپنے بندون مین سے چنا ہے وہ تین قسم ہین قید باذن اللہ تنبیہ ہے عزت منال م صعوبت ماخذ اس درجہ پر بہت سے اہل علم اس آیت کو مشکل بتاتے ہین اسلیے کہ ظالم لنفسہ کو اس تقسیم مین داخل کیا ہے وہ کسطرح چنے بندون مین ہو سکیگا اس پر کسی نے کہا کہ یہ تقسیم راجع ہے طرف عباد کے کہ اُنکی تین قسمین ہین ایک ظالم لنفسہ وہ کافر ہوتا ہے کسی نے کہا مراد ظالم لنفسہ سے مقصر فی العمل ہے اُسکے حق مین امر اللہ مرجو ہے اور کچھ وارث کتاب ہونے سے رعایت اُسکے حق کی ضرورت نہین ہے **لقولہ فخلف من بعدهم خلف ورثوا الکتاب** لکن اس قول مین نظر ہے اسلیے کہ ظلم نفس مناسب اصطفا کے نہین ہے بعض نے کہا ہے مراد عامل صغائر ہے عمر و عثمان و ابن مسعود و ابوالدردا و عائشہ کا قول یہی ہے **وهذا هو الراجح** کیونکہ عمل صغائر کچھ منافی اصطفا کو نہین ہے تا اور نہ دخول جنت سے ہمراہ داخلین کے مانع ہوتا ہے اُسکو ظالم اسی لیے کہا ہے کہ وہ بسبب عمل صغائر کے ثواب مین گھٹ گیا اگر بجاے ان صغائر کے طاعت بجالاتا تو حظ عظیم اجر جزیل پاتا بعض نے کہا ہے ظالم لنفسہ صاحب کبائر ہے منشا اشکال کا یہ ہے کہ ظالم منجملہ وارثین کے ٹھہرے کہ وہ علما ہین اور اگر وراثت واسطے ساری امت کے ٹھیرائی جاے تو پھر کچھ اشکال نہین ہے اسلیے کہ امت مین وجود ظالم لنفسہ کا یقینی ہے سو یہ کچھ منافی اصطفا کے نہین ہو سکتا ہے کیونکہ یہ امت اور امتون پر فاضل ہے پھر سلف کا اختلاف اسمین ہے کہ سابق و مقتصد سے کون لوگ مراد ہین عکرمہ و قتادہ و ضحاک نے کہا ہے مقتصد مومن عاصی ہے اور سابق مومن تقی علی الاطلاق فراء کا بھی یہی قول ہے مجاہد نے کہا ظالم لنفسہ اصحاب مشأمہ ہین اور مقتصد اصحاب میمنہ اور سابق وہ جو سارے لوگون سے

مفسرین نے کہا ہے مراد عبادت علی حرف سے تزلزل ہے یعنے بغیر یقین لانے کے وعدہ
وعید خدا پر عابد ہے بخلاف مومن کے کہ وہ اللہ کی عبادت یقین و بصیرت پر کرتا ہے خیر سے
مراد رغا و صحت و عافیت و سلامت و خصب و کثرت مال ہے اگر یہ اشیا حاصل ہوئی تو
دین پر ثابت رہتا ہے اور عبادت پر استمرار کرتا ہے اور اگر کوئی مکروہ اہل مال نفس معیشت
مین پہونچا جیسے جدب و مرض و سائر محن تو جھٹ پٹ مرتد ہو گیا اُسی اگلے کفر پر آگیا ایسا آدمی
دارین مین خاسر ہوتا ہے وقال تعالی من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ
فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا ایمان والون مین کتنے مرد ہین
کہ سچ کر دکھایا اُنھون نے وہ امر جسپر قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ہے اُنمین کہ پورا کر چکا
وہ اپنا ذمہ اور کوئی ہے اُنمین کہ راہ دیکھتا ہے بدلا نہین ایک ذرہ **ف** موضح قران
مین ہے ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد ہی مین جان دے چکا جیسے شہداے بدر و احد اور راہ دیکھتے
اور اصحاب ہین جو جہاد پر مستعد ہین موت کی راہ دیکھتے ہین لکن رسول نے فرمایا کہ طلحہ
اُنمین سے ہین جو شہید ہو چکے انتہی یہ تقسیم ہے اہل جہاد فی سبیل اللہ کی کہ وہ دو طرح کے ہوتے ہین
ایک شہدا دوسرے غزاۃ منتظرین مین سے ایک انس بن نضر تھے جو دن اُحد کے شہید
ہوے یہ پہلے ہی سے مرنے پر مستعد پھرتے تھے حدیث احمد و مسلم و ترمذی مین انکا قصہ
آیا ہے عثمان بن عفان و زبیر و طلحہ بھی انھین مین سے تھے قال تعالی ثم اورثنا الکتاب
الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات
باذن اللہ ذلک ھو الفضل الکبیر پھر ہمنے وارث کیے کتاب کے وہ لوگ جو چُنے ہمنے
اپنے بندون مین سے پھر کوئی اُنمین بُرا کرتا ہے اپنی جان کا اور کوئی اُنمین ہے بیچ کی چال پر
اور کوئی اُنمین ہے کہ آگے بڑھ گیا لیکر خوبیان اللہ کے حکم سے یہی ہے بزرگی بڑی
ف موضح قرآن مین کہا ہے یعنی پیغمبر کے بعد کتاب کے وارث کئی ایک ادر چنے بندے
ہین یعنی یہ امت اُنمین تین درجے بتائے ایک گنہگار ایک میانہ ایک اعلی سیکلو گنا

کبائر ہے مقتصد صاحب صغائر ہے سابق مجتنب کبائر و صغائر ہے **حکایت** ابو یوسف سے
سوال اس آیت کا کیا تھا کہا یہ سب مومنین ہین صفت کفار کی بعد اسکے بیان فرمائی ہے
وھو قولہ والذین کفروا لھم نار جھنم رہے یہ طبقات ثلاث سو یہ منتخب ہین جملہ عباد سے
اور اہل ایمان ہین اسی پر جمہور ہین بعض نے کہا ہے ظالم وہ ہے جسکا ظاہر باطن سے بہتر ہے
مقتصد وہ ہے جسکا ظاہر و باطن یکسان ہے سابق وہ ہے جسکا باطن ظاہر سے بہتر ہے
کسی نے کہا ظالم وہ ہے جو تالی قران ہے لیکن اُسپر عمل نہین کرتا ہے مقتصد وہ ہے جو
تالی و عالم بالقران ہے سابق وہ ہے جو قاری قرآن و عالم و عامل بالکتاب ہے ثعلبی نے
اِس آیت کی تفسیر من اقوال کثیرہ ذکر کیے ہین اسمین کچھ شک نہین ہے کہ معانی لغویہ
اِن ہرسہ الفاظ کے معروف ہین جب نفس کو محروم حظ سے کیا اور خیر فوت ہو گئی
تو اُسپر ظالم لنفسہ صادق آتا ہے تارک استکثار طاعات کا ظالم نفس ہے باعتبار ترک
ثواب کے اگرچہ قائم بواجب تارک منہی عنہ ہو پس وہ اِس حیثیت سے منجملہ مصطفین و اہل جنت
کے ہو سکتا ہے فلا اشکال فی الایۃ اِسی جگہ سے یہ قول آدم علیہ السلام کا ہے
ربنا ظلمنا انفسنا اور قول یونس علیہ السلام کا انی کنت من الظالمین
معنی مقتصد کے یہ ہین کہ متوسط الحال ہے امر دین ہین مائل طرف افراط و تفریط کے
نہین ہے سو یہ بھی جنتی ہے سابق وہ ہے جو امور دین ہین اپنے غیر پر سبقت لیگیا ہے
یہ اِن تینون ہین بہتر ہے وجہ ترتیب طبقات کی یہ ہے کہ ظالم بہت ہین اور مقتصد بہ نسبت
اُنکے کم ہین اور سابق اُنسے بھی کم ہین اسلیئے اکثر کو قلیل پر اور قلیل کو اقل قلیل پر مقدم کیا ہے کسی نے کہا
اول احوال معصیت ہے پھر توبہ پھر استقامت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے ابتدا
بظالم اسلیے کی کہ تقرب الی اللہ بغیر کرم الہی کے نہین ہو سکتا ہے اور ظلم مؤثر فی الاصطفا
نہین ہوتا پھر ذکر مقتصد کا کیا کیونکہ یہ درمیان خوف و رجا کے ہے پھر سابق پر ختم کیا تاکہ کوئی مکر
خدا سے امن ہین نہ رہے دکلھم فی الجنۃ ابن عباس نے کہا ہے مراد امت محمد

آگے بڑھ گئے ہین تبردنے کہا مقتصد وہ ہے جسنے دنیا کو حق دنیا کا اور آخرت کو حق آخرت کا
دیا ہے حسن نے کہا ظالم وہ ہے جسکے سیات راجح ہین حسنات پر مقتصد وہ ہے جسکے حسنات
وسیات برابر ہین سابق وہ ہے جسکے حسنات راجح ہین سیات پر مقاتل نے کہا ظالم اصحاب
کبائر ہین اہل توحید سے مقتصد وہ ہین جنسے کبیرہ نہین ہوا ہے سابق وہ ہین جنھون نے
سبقت کی ہے طرف اعمال صالحہ کے نحاس نے ذکر کیا ہے کہ ظالم صاحب کبیرہ ہے اور
مقتصد وہ ہے جو مستحق جنت کا نہین ہے بسبب عدم زیادت حسنات علی السیات کے جنت واسطے
سابق کے ہے پھر اسکو ایک جماعت صاحب نظر کا قول ٹھیرایا ہے ضحاک نے کہا فمنهم ای من
ذریتهم ظالم لنفسه سہل بن عبداللہ نے کہا ہے سابق عالم ہے مقتصد متعلم ہے ظالم
لنفسه جاہل ہے ذوالنون مصری نے کہا ہے ظالم وہ ہے جو ذاکر خدا ہے فقط زبان سے
مقتصد وہ ہے جو ذاکر خدا بالقلب ہے سابق وہ ہے جو اسکو فراموش نہین کرتا انطاکی نے
کہا ظالم صاحب اقوال ہے مقتصد صاحب افعال ہے سابق صاحب احوال ہے ابن عطا نے
کہا ظالم وہ ہے جو اللہ کو دنیا کے سبب سے دوست رکھتا ہے مقتصد وہ ہے جو اللہ کو عقبی
کے سبب سے دوست رکھتا ہے سابق وہ ہے جسنے اپنی مراد سامنے مراد حق کے ساقط کر دی ہے
بعض نے کہا ہے ظالم وہ ہے جو کہ عابد خدا ہے بخوف نار مقتصد وہ ہے جو کہ عابد خدا ہے
بطمع جنت سابق وہ ہے جو کہ عابد لا لسبب ہے کسی نے کہا ظالم وہ ہے جو اپنے نفس کا محب ہے
مقتصد وہ ہے جو اپنے دین کا محب ہے سابق وہ ہے جو اپنے رب کا محب ہے بعض نے
کہا ہے ظالم وہ ہے جو انتصاف کرتا ہے نہ انصاف مقتصد وہ ہے جو انصاف و انتصاف دونون کرتا ہے
سابق وہ ہے جو انصاف کرتا ہے نہ انتصاف کسی نے کہا ظالم مرجی لامر اللہ ہے مقتصد خالط عمل صالح وسیی
نسفی نے کہا هذا التاویل یوافق التنزیل فانه تعالی قال والسابقون الاولون من المهاجرین
والانصار الایه وقال بعده واخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملا صالحا واخر
سیئا وقال بعده واخرون مرجون لامر الله انتهی ربیع بن انس نے کہا ہے ظالم صاحب

والطبرانی وغیرہم ابن مسعود کہتے ہین یہ تین ثلث ہین دن قیامت کے ایک ثلث بےحساب جنت
مین جائیگا ایک ثلث کا حساب یسیر ہوگا ایک ثلث ذنوب عظام لیکر آئیگا لکن اُنھون نے
شرک نہ کیا ہوگا اللہ تعالی فرمائیگا داخل کرو انکو میری سعت رحمت مین پھر یہ آیت پڑھی
مین کہتا ہون اللھم مغفرتك اوسع من ذنوبنا و رحمتك ارجی عندنا من
اعمالنا عمر ابن خطاب جب اِس آیت پر گذرتے کہتے الا ان سابقنا سابق ومقتصدنا
ناج وظالمنا مغفور لهم و اخرجه البيهقی وابن النجار مرفوعاً ابن عباس نے کہا
سابق جنت مین بغیر حساب کے جائیگا اور مقتصد رحمت خدا سے داخل ہوگا اور ظالم صاحب
اعراف ہے شفاعت سے جنت مین جائیگا عثمان ابن عفان نے کہا سابق ہمارے اہل جہاد ہین اور
مقتصد اہل حضر اور ظالم اہل بدو براء بن عازب نے کہا اشهد علی الله انه یدخلهم
الجنة جميعاً اور براء نے یون کہا ہے حضرت نے اس آیت کو پڑھ کر یہ فرمایا ہے
کلهم ناج وهی فی هذه الامة ابن عباس نے کہا ہے یہ آیت مثل آیت سورہٗ
واقعہ کے ہے اصحاب المیمنة واصحاب المشأمة سابقین دو صنف ہین دونون
ناجی ہین تیسرا صنف ہالک ہے وہ کافر ہے مقتصد اصحاب یمین ہین لکن یہ روایت اِنکے
مطابق ظاہر نظم قرآنی کے نہین ہے اور نہ موافق روایات صحیحہ حدیث واقوال جماعہ
صحابہ کے بلکہ خود اسمین ناجی ہونا ظالم لنفسہ کا آیا ہے سو وہی قول راجح ہے -
حکایت ابن عباس نے کعب سے سوال اس آیت کا کیا تھا کہا نجوا کلهم
پر کہا تحاکت مناکبهم ورب الكعبة ثم اعطوا الفضل باعمالهم
جنات عدن یدخلونها کی ضمیر راجع ہے طرف اصناف سہ گانہ کے کوئی وجہ قصر کی
صنف اخیر پر نہین ہے لکن ان ہر سہ صنف کا ناجی ہونا مشروط ہے ساتھ عدم شرک
باللہ کے شرک کے شتر دروازے ہین اُن سب سے بچگیا اور نرے کبائر لیکر آیا تو توقع
نجات کی ہے اور اگر ہمراہ ایک باب شرک کی جہان بھر کی طاعت لایا تو کچھ نفع نہین

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جنکو اللہ نے وارث کتاب کا کیا ہے ظالم انکا مغفور ہے
مقتصد محاسب بحساب یسیر ہے سابق داخل جنت بغیر حساب ہے ابو سعید خدری
کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہے یہ سب ایک درجہ مین ہونگے اور سب جنت مین جائینگے
لکن اس حدیث کی سند مین دو مرد مجہول ہین اخرجہ احمد والترمذی وحسنہ وغیرہما
ابوالدردا کا لفظ مرفوع یہ ہے سابقین وہ ہین جو داخل جنت ہونگے بغیر حساب کے مقتصدین
وہ ہین جنکا حساب یسیر ہوگا ظالمین وہ ہین جو طول محشر مین محبوس رہینگے اللہ انکی تلافی اپنی
رحمت سے کریگا وہ کہینگے الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن رواہ احمد وابن ابی حاتم
والطبرانی والحاکم وغیرھم بیہقی نے کہا اذا کثرت روایات
فی حدیث ظھران للحدیث اصلا انتہی اسناد احمد مین محمد بن اسحق ہین
اور سند ابن ابی حاتم مین ایک مرد مجہول ہے عوف بن مالک رفعاً کہتے ہین میری
امت تین ثلث ہوگی ایک ثلث تو جنت مین بلا حساب جائیگا دوسرے ثلث کا حساب
یسیر ہوگا پھر وہ داخل جنت ہوگا تیسرا ثلث آزمایا جائیگا پھر فرشتے آکر کہینگے ہمنے انکو
پایا تھا کہ وہ لا الہ الا اللہ وحدہ کہتے تھے اللہ فرمائیگا انکو بسبب اس قول کے جنت
مین داخل کرو انکے خطایا اہل تکذیب پر ڈالو الحدیث ابن کثیر نے اس حدیث کو غریب
کہا ہے یہ احادیث مقوی یکدیگر ہین انسے یہ قول کہ مراد ظالم سے کافر ہے دفع ہوجاتا ہے
آسامہ بن زید نے رفعاً کہا ہے کہ کلھم من ھذہ الامۃ وکلھم
فی الجنۃ رواہ الطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی البعث عقبہ
بن صہبان کہتے ہین مین نے عائشہ سے کہا بھلا اس آیت کا تو حال کہو کہا سابق وہ ہے
جو حضرت کی حیات مین گذر گیا اور حضرت نے اسکے لیے شہادت جنت کی دی مقتصد وہ ہے
جو تابع انکے آثار کا ہوا ہے اور انکا سا عمل کیا ہے یہانتک کہ انکے ساتھ جاملا ظالم مثل میرے
اور تیرے ہے اور جو ہمارا تابع ہے وکل فی الجنۃ رواہ الطیالسی وعبد بن حمید

آلودگی بیشک تیرے رب کی بخشش مین سمائی ہے ف اسارت سے مراد شرک ہے
اور حسنیٰ سے مراد توحید و طاعات ہین کبیرہ ہر وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے وعید نار کی فرمائی
ہے یا اسکے فاعل کی ذم کی یا اسکو نار پر ختم کیا ہے فاحشہ ہر وہ گناہ ہے جسمین حد آئی ہے جیسے زنا اعلام
لمم سے مراد ذنب قلیل و گناہ صغیر ہے جیسے قبلہ غمزہ نظرہ یا وہ گناہ جس سے آدمی
توبہ کرلیتا ہے و منہ ٥

ان تغفر اللهم تغفر جما		واي عبد لك لا الما	

یا مراد گناہ جاہلیت ہے جسکا مواخذہ اسلام مین نہین ہوتا ہے یا کوئی ایسا
گناہ ہوگیا ہے کہ جسکی عادت نہ تھی صحیحین مین ابن عباس سے آیا ہے مارایت
شیئا اشبه باللمم مما قال ابو هريرة عن النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم
ان الله كتب على ابن آدم حظه من الزنا ادرك ذلك لا محالة فزنا العين النظر
وزنا اللسان النطق والنفس تتمنى وتشتهي والفرج يصدق ذلك او يكذبه
ابن مسعود نے تفسیر لمم مین کہا ہے زنا الشفتين التقبيل وزنا اليدين البطش وزنا
الرجلين المشي فان تقدم بفرجه كان زانيا والا فهو اللمم ابن عباس نے کہا ہے
اللمم كل شي بين الحدين حد الدنيا وحد الآخرة بہرحال یہ آیت دلیل ہے
تقسیم جزاء اعمال پر پھر یہ جو فرمایا کہ تیرا رب واسع المغفرہ ہے سو کرخی نے کہا ہے کہ
یہ اسلیئے ہے کہ صاحب کبیرہ رحمت الٰہی سے مایوس نہو اور یہ وہم نہ کرے کہ اللہ پر عقاب
کرنا اسکا واجب ہے بعض نے کہا ہے کہ اصرار صغیرہ پر کبیرہ ہوتا ہے اور اصرار کبیرہ پر
کفر ہے لکن تحقیق یہ ہے کہ اصرار صغیرہ پر صغیرہ ہے اور اصرار کبیرہ پر کبیرہ ہے وقال
تعالى وكنتم ازواجا ثلثة فاصحاب الميمنة ما اصحاب الميمنة واصحاب
المشأمة ما اصحاب المشأمة والسابقون السابقون اولئك المقربون
في جنات النعيم ثلة من الاولين وقليل من الآخرين تم ہوجاؤ تین قسم

ہالک ہوا اللّٰہم غفرا وقال تعالیٰ فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر
ایک فرقہ بہشت مین ہے اور ایک فرقہ آگ مین ف یہ ذکر ہے دن قیامت کا کہ وہان
اولا مجمع خلایق کا ہوگا پھر بعد فیصلہ کے لوگ دو فرقے ہو جائینگے ایک جنتی ایک ناری
لوپرانا جھگڑا چکٹ گیا مقدمہ ختم ہوا ع قضیۃ المدۃ الطولی قد انفصلت
ابن عمر کہتے ہین حضرت ہمپر نکلے ہاتھ مین دو کتابین تھین کہا تم جانتے ہو کہ یہ دونون
کتابین کیا ہین ہمنے کہا نہین آپ ہی ہمکو بتائین جو کتاب داہنے ہات مین تھی اُسکو کہا کہ
یہ کتاب ہے طرف سے رب العالمین کے مع نام اہل جنت و نام آبا و قبائل اہل جنت کے
پھر اجمال کر دیا گیا اُنکے آخر مین یعنی مہر لگ گئی اب نہ کوئی اُنمین بڑھے نہ گھٹے پھر اُس کتاب کو
جو بائین ہاتھ مین تھی کہا یہ کتاب ہے طرف سے رب العالمین کے مع نام اہل نار و اسماے
آبا و قبائل اہل نار اُنکے آخر پر اجمال کیا گیا ہے اب نہ کوئی بڑھے نہ گھٹے صحابہ نے کہا پھر عمل
کرنا کیون ہے اے رسول خدا اگر کام سے فراغت ہو چکی ہے فرمایا تم تو سیدھے چلو
نزدیکی حاصل کرو اسلئے کہ خاتمہ جنت والے کا عمل اہل جنت پر ہوتا ہے گو وہ کیسا ہی عمل
کیون نہ کرے اور خاتمہ نار والے کا عمل اہل نار پر ہوتا ہے گو وہ کوئی سا عمل کیون نہ کرے
پھر ہاتھ سے اشارہ کرکے اُن دونون کتابون کو چھوڑ دیا پھر فرمایا فارغ ہوا رب
تمھارا بندون سے فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر رواہ احمد والنسائی
وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ والترمذی وقال ھذا حدیث حسن
صحیح غریب قال تعالیٰ وللّٰہ ما فی السموٰت وما فی الارض لیجزی الذین اساؤا
بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنی الذین یجتنبون کبائر الاثم
والفواحش الا اللمم ان ربک واسع المغفرۃ اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانون مین
اور زمین مین تا وہ بدلا دیوے برائی والون کو اُنکے کیے کا اور بدلا دے بھلائی والونکو
بھلائی کا جو لوگ بچتے ہین بڑے گناہون سے اور بیحیائی کے کامون سے مگر کچھ

علتهم وتوانی محمد بن کعب نے کہا ہے مراد انبیا ہین ابن سیرین نے کہا ہے یہ وہ لوگ ہین
جنھون نے طرف قبلتین کے نماز پڑھی ہے یا وہ لوگ ہین جو حیازت فضائل و کمالات مین
سابق ہوے یا وہ لوگ ہین جو سابق ہین طرف نماز پنجگانہ کے یا شتاب کار ہین خیرات مین
مجاہد نے کہا مراد سبق الی الجہاد ہے ضحاک و سعید بن جبیر نے کہا ہے مراد سابق طرف توبہ
و اعمال کے ہین زجاج نے کہا مراد سابق الی طاعت اللہ ہین یہی لوگ سابق الی رحمۃ اللہ
بھی ہونگے ابن عباس نے کہا سابقین یوشع بن نون ہین طرف موسیٰ علیہ السلام کے اور
مومن آل یاسین طرف عیسیٰ علیہ السلام کے اور علی ابن ابی طالب طرف رسول خدا صلے اللہ
علیہ و الہ وسلم کے دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ یہ آیت حقمین حزقیل و مومن آل فرعون و حبیب نجار
و علی بن ابیطالب کے اُتری ہے انمین ہر شخص سابق امت تھا حدیث عایشہ مین آیا ہے حضرت نے
فرمایا تم جانتے ہو کہ سابقین دن قیامت کو طرف سایہ خدا کے کون لوگ کہا اللہ و رسول
جانین فرمایا وہ لوگ ہین کہ جب دیئے جائین حق تو قبول کرین اُسکو اور جب سوال کیے جائین
تو بذل کرین اور حکم کرین واسطے لوگون کے جیسے کہ اپنی جان پر حکم کرتے ہین اخرجه احمد
ثلہ کہتے ہین جماعت غیر محصور العدد کو مراد اولین سے امم سابقہ ہین آدم سے تا خاتم
علیہما السلام آخرین سے مراد یہ امت ہے اُنکو قلیل بہ نسبت امم ماقبل کے کہا ہے کیونکہ
وہ بسبب کثرت انبیا کے کثیر تھے حسن نے کہا مراد اگلے سے ہماری سابقین ہین زجاج نے کہا
جن لوگون نے سارے انبیا کو دیکھا تھا اور اُنکی تصدیق کی تھی وہ اکثر ہین اُن لوگون سے
جنھون نے فقط ہمارے حضرت کو دیکھا ہے حدیث صحیح مین جو یون آیا ہے انی لارجو ان
تکونوا نصف اهل الجنة سو وہ کچھ خلاف اس آیت کے نہین ہے اسلیے کہ یہ قول فقط تفضیل
سابقین کے لیے ہے جسطرح کہ ذکر مین اصحاب یمین کے آیا ہے ثلة من الاولین وثلة
من الاخرین ہوسکتا ہے کہ اصحاب یمین اِس امت کے اصحاب یمین امم دیگر سے اکثر
ہون پس جبکہ قلیل سابقین اس امت کے اور ایک ثلہ اصحاب یمین کا اس امت سے مجتمع ہوگا

داہنے والے کیسے داہنے والے بائین والے کیسے بائین واسلے اور آگے والے کیسے آگے والے وہ لوگ ہین پاس والے باغون مین نعمت کے انبوہ ہے پہلون مین تھوڑے ہین پچھلون مین ف پہلے کہا پہلی امتون کو اور پچھلی یہ امت یا پہلے پچھلے اس امت کے یعنے اعلی درجہ کے لوگ پہلے بہت ہو چکے ہین پیچھے کم ہوتے ہین کذا فی موضح قرآن ف یہ خطاب ہے امت حاضرہ کو اور امم سابقہ کو تغلیبا یا فقط حاضرہ کو ہے مطلب یہ کہ لوگ اُسدن تین صنف ہونگے دو جنت مین ایک نار مین ہر صنف مشاکل صنف دیگر کے ہوگا ابن عباس نے کہا ہے مراد ازواج ثلثہ سے وہی اصناف ثلثہ ہین یعنے فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات اصحاب میمنہ سے مراد وہ لوگ ہین جنکا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ مین ملیگا اور جانب یمین سے انکو جنت مین لیجائینگے اصحاب مشامہ وہ لوگ ہین جنکو بائین طرف سے طرف نار کے لیجائینگے اور اُنکو بائین ہاتھ مین نامۂ اعمال دیا جائیگا مراد تعجب مین ڈالنا سامع کا ہے حال سے ان دونون فریق کی فخامت و فظاعت مین گویا یہ بات کہی ہے کہ اصحاب میمنہ نہایت سعادت و غایت حسن حال مین ہونگے اور اصحاب مشامہ نہایت شقاوت و نہایت سوء حال مین سدی نے کہا اصحاب میمنہ وہ ہین جو یمین آدم پر تھے جبکہ ذریت کو اُنکے صُلب سے نکالا تھا اور اصحاب مشامہ وہ ہین جو کہ شمال آدم پر تھے ابن جریج نے کہا ہے اصحاب میمنہ اصحاب حسنات ہین اصحاب مشامہ اصحاب سیئات ہین حسن و ربیع نے بھی اسی کے مثل کہا ہے تبرد کا لفظ یہ ہے اول اصحاب تقدم ہین ثانی اصحاب تاخر کسی نے کہا مراد اصحاب منزلت سنیۂ رفیعہ و اصحاب منزلت دنیۂ خسیسہ ہین حدیث معاذ بن جبل مین آیا ہے کہ حضرت نے اس آیت کو پڑھ کر دونون مٹھیان بند کرکے فرمایا هذه فی الجنة ولا ابالی وهذه فی النار ولا ابالی اخرجه احمد تکرار لفظ سابقین کی واسطے تفخیم و تعظیم کے ہے حسن و قتادہ نے کہا ہے مراد سابقین الی الایمان ہین ہر امت سے وقت ظہور حق کے بغیر

گو بعد التتیا والتی مغفور ٹھیرین واللہ اعلم اسی لیے آخر سورت مین ارشاد کیا ہے فاما
ان کان من المقربین فروح وریحان وجنت نعیم واما ان کان
من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین واما ان کان من
المکذبین فنزل من حمیم وتصلیة جحیم ان ھذا لھو حق الیقین
فسبح باسم ربك العظیم سو اگر ہوا وہ پاس والون مین تو راحت ہے اور
روزی ہے اور باغ ہے نعمت کا اور اگر ہوا وہ داہنے والون مین تو سلامتی پہونچی
تجکو داہنے والون سے یعنی تو اُنکی طرف سے خاطر جمع رکھ اور جو ہوا وہ جھٹلانے والون
بہکون مین تو مہمانی ہے جلتا پانی اور پیٹھانا ہے آگ مین بیشک یہ بات یہی ہے لائق
یقین کے سو بول پاکی اپنے رب کے نام سے جو سب سے بڑا ہے انتہی قال تعالی
ومن یطع اللہ والرسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و
الصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا جو لوگ حکم مین چلتے
ہین اللہ کے اور رسول کے سو اُنکے ساتھ ہین جنکو اللہ نے نوازا نبی اور صدیق اور
شہید اور نیکبخت اور خوب ہے اُنکی رفاقت ف نبی وہ لوگ جنکو اللہ کی طرف سے وحی
آوے یعنی فرشتہ ظاہر مین پیغام کہہ جاوے اور صدیق وہ کہ جو وحی مین آوے انکا جی
آپ ہی اُسپر گواہی دے اور شہید وہ جنکو پیغمبر کے حکم پر ایسا صدق آیا کہ اُسپر جان
دیتے ہین اور نیکبخت وہ جنکی طبیعت نیکی ہی پر پیدا ہوئی ہے تو جو لوگ ایسے نہین لیکن
حکمبرداری مین لگے جاتے ہین اللہ انکو بھی اُنکے ساتھ گنے گا ۱۲ ف

شنیدم کہ در روز امید وبیم		بدان را بہ نیکان بخشد کریم	

اِس آیت مین چار درجے اعلی مومنین کے بیان فرمائے پانچوان درجہ مطیعین کا رکھا ہے
ہر درجہ مابعد کے درجے سے اعلی ہے صدیقین کہتے ہین فضلاء اتباع انبیا کو شہدا
وہ ہین جو راہ خدا مین بصدق طویت وخلوص نیت درجۂ شہادت کو پہونچے ہین جیسے

تو وہ نصف اہل جنت ہو جاینگے اور مقابلہ درمیان دو ثلث اصحاب یمین کے کچھ مستلزم استواء ہر دو ثلث کو نہین ہے کیونکہ کہہ سکتے ہین کہ یہ ثلہ اُس ثلہ سے اکثر ہے جسطرح کہ یہ کہتے ہین کہ یہ جماعت اُس جماعت سے یا یہ فرقہ اُس فرقہ سے اکثر ہے واصحاب الیمین ما اصحاب الیمین فی سدر مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسکوب الے قولہ ثلة من الاولین وثلة من الاخرین داہنے والے کیسے داہنے والے بیری کے درختون مین لدے ہوے کیلے تہ پرتہ چھاؤن لنبے پانی بہایا انبوہ ہے پہلون مین اور انبوہ ہے پچھلون مین ابوالعالیہ ومجاہد وعطا وضحاک نے کہا مراد اولین وآخرین اس امت کے ہین ابوبکرہ کا لفظ رفعًا یہ ہے جمیعہا من ھذہ الامة اخرجہ الطبرانی بسند حسن و مسدد وابن المنذر وعنہ ھما جمیعا من ھذہ الامة ابن عباس کا لفظ مرفوع یہ ہے ھما جمیعًا من امتی اخرجہ عبد بن حمید وابن عدی والفریابی وغیرھم قال السیوطی بسند ضعیف وعنہ قال الثلتان جمیعًا من ھذہ الامة وبہ قال ابو العالیة وعطاء والضحاک وھو اختیار الزجاج انتہی واصحاب الشمال ما اصحاب الشمال فی سموم وحمیم وظل من یحموم لا بارد ولا کریم بائین والے کیسے بائین والے آنچ کی بھاپ مین اور جلتے پانی مین چھاؤن مین دھوین کی نہ ٹھنڈی اور نہ عزت کی **ف** موضع قرآن مین کہا ہے داہنا اور بایان یہ کہ کاغذ اعمال کا جسکے داہنے مین آیا تو وہ بہشتی اور جسکے بائین مین آیا تو وہ دوزخی انتہی یہ آیت سورہ واقعہ کی ہے اہین تین ازواج بیان فرمائے ہر زوج کا انجام نیک یا بد سمجھایا آیت دلیل ہے اسباب پر کہ دو زوج یعنے اصحاب میمنہ وسابقین اہل جنت ہونگے اور ایک زوج یعنے اصحاب مشأمة دوزخی ہوگا مراد اس زوج سے کفار ہین اور دو زوج اول سے مومنین اس دلیل سے کہ بذیل ذکر اصحاب شمال یہ ارشاد کیا ہے کہ وہ انکار بعث کا کرتے تھے سو یہ صفت اہل کفر کی ہے نہ اہل ایمان کی رہے موحدین عاصین سو اللہ سے امید ہے کہ وہ زمرۂ اصحاب یمین مین ہونگے

اللهم امتنا علی حبك وحب نبیك وحب صحبه واٰله ومن علی منوالہ امین

فصل ۲

شرح کرنا عالم ملکوت کا اِس عالم ملک مین بغیر اسکے متصور نہین ہے کہ قالب مثال مین
یہ مضمون ادا کیا جاوے ولہذا اللہ تعالی نے فرمایا ہے وتلك الامثال نضربها
للناس وما یعقلها الا العالمون یہ اسلیے ہے کہ عالم ملک یعنی دنیا بہ نسبت عالم ملکوت یعنی
آخرت کے خواب ہے ولہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الناس نیام
فاذا ماتوا انتبهوا لوگ سوتے ہین جب مرینگے تب جاگینگے جو بات بیداری مین ہونی ہے
اُسکا بیان خواب مین بغیر اسکے نہین ہو سکتا ہے کہ ایک مثال محتاج تعبیر مین ذکر کیجاوے اسیطرح
جو چیز بیداری آخرت مین ہے اُسکا بیان خواب دنیا مین نہین ہو سکتا ہے مگر ساتھ کثرت
امثال کے مراد کثرت امثال سے وہ چیز ہے جو علم تعبیر سے پہچانی جاتی ہے اس جگہہ ہم تین
مثالین حکایۃ لکھتے ہین انشاء اللہ تعالی وہ کافی ہونگی **حکایت** ایک آدمی نے آکر ابن سیرین سے
کہا تھا مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ مین لوگون کے مُنھ اور عورتون کی شرمگاہون پر مہر لگاتا
ہون کہا تو موذن ہے رمضان مین قبل طلوع فجر کے اذان دیتا ہے کہا سچ ہے یہ ایک
مثال ہوئی **حکایت** دوسرے آدمی نے آکر کہا مین نے خواب دیکھا ہے کہ زیتون مین ریت ڈالتا
ہون کہا تیرے پاس اگر کوئی کنیز ہو جسکو تونے خرید کیا ہے تو تو اُسکے حال کو تلاش کر وہ تیری
مان ہے تیرے لڑکپن مین قید ہو گئی تھی کیونکہ زیتون اصل زیت ہے وہ اپنی اصل کی طرف جاتا ہے
دیکھا تو حقیقت مین وہ کنیز اُسکی مان تھی جو اُسکے صغرسن مین گرفتار ہو گئی تھی یہ دوسری مثال ہے
حکایت تیسرا شخص آیا اُسنے کہا مین نے دیکھا کہ خوک کے گلے مین موتی پہناتا ہون کہا تو تعلیم حکمت کی
نا اہل کو کرتا ہے چنانچہ ایسا ہی ماجرا تھا یہ تیسری مثال ہوئی انکی تعبیرات اول سے تا آخر
امثال ہین جس سے معرفت طریق ضرب المثل کی ہاتھ آتی ہے مراد مثل سے یہ ہے کہ معنی کو

شہدا سے اُحد و بدر وغیرہم صالحین سے مراد اہل اعمال صالحہ ہین کسی نے کہا مراد نبیین سے حضرت ہین اور مراد صدیقین سے ابوبکر رضہ اور شہدا سے عمر رضہ اور صلحا سے عثمان و علی و سائر صحابہ و لکن عموم اولی ہے کوئی وجہ واسطے تخصیص کے نہین ہے پھر ان سبکو رفیق حسن فرمایا ہے مراد رفاقت سے مصاحبت ہے یعنی انکی ہمنشینی واسطے اہل طاعت کے اچھی رفاقت ہے عائشہ کہتی ہین ایک آدمی نے آکر کہا اے رسول خدا تم مجکو میری جان سے زیادہ دوست تر ہو اور میری اولاد سے زیادہ تر مجکو محبوب ہو مین گھر مین ہوتا ہون تو تمکو یاد کرتا ہون مجھسے صبر نہین ہوتا یہانتک کہ مین آکر آپکو آنکھ سے دیکھتا ہون اور جب اپنی اور آپکی موت یاد کرتا ہون تو جانتا ہون کہ آپ جب بہشت مین جائینگے تو ہمراہ انبیا کے بلند جگہ مین ہونگے اور مین اگر بہشت مین گیا تو مجھے ڈر ہے کہ مین آپکو نہ دیکھون حضرت نے کچھ جواب نہ دیا یہانتک کہ جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لیکر اترے اخرجه الطبرانی وابن مردویه وابو نعیم فی الحلیة والضیاء المقدسی وحسنه دوسری روایت مین آیا ہے کہ یہ آیت حق مین ثوبان مولی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتری ہے وہ شدید الحب تھے ساتھ حضرت کے قلیل الصبر تھے آپسے ۵

الصبر یحمد فی المواطن کلها	الا علیك فانه لا یحمد

انس کہتے ہین ایک آدمی نے حضرت سے سوال کیا قیامت کب ہے فرمایا تو نے کیا طیاری واسطے اسکے کی ہے کہا کچھ بھی نہین اتنی بات ہے کہ مین اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہون فرمایا انت مع من احببت انس کہتے ہین فما فرحنا بشیء اشد فرحا بقول النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم انت مع من احببت پھر انس نے کہا فانا احب النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم وابابکر وعمر وارجو ان اکون معهم بحبی ایاهم وان لم اعمل باعمالهم اخرجه الشیخان ۵

ومن مذهبی حب النبی وصحبه	وللناس فیما یعشقون مذاهب

دور ہوگئی اب پھر عود نہ کرے گی اسلیے کہ مذبوح سے یاس ہو جاتی ہے تو اب معبر تعبیرون اور نائم
رویت مین پہ ٹھیر ینگے اور حقیقت اسکی راجع طرف اُس فرشتہ موکل بر رویا کے ہوگی جو ارواح کو
وقت خواب کے مافی اللوح المحفوظ پر مطلع کرتا ہے اس فرشتہ نے وہان کی بات ایک مثال بنا کر
بھجوا دی کیونکہ نائم اسی مثال کا محتمل ہے سو یہ مثال بھی صادق ہے اور اس مثال کے معنی بھی
صادق ہین اسی طرح پر انبیا کا کلام لوگون سے دنیا مین ہوا کرتا ہے کیونکہ دنیا بہ نسبت
آخرت کے نوم ہے انبیاء ایصال معانی کا طرف افہام خلق کے امثلہ سے کیا کرتے ہین یہ اللہ کی
حکمت اور اُسکا لطف ہے ساتھ عباد کے کہ جس شی کی ادراک سے لوگ عاجز ہین اُسکے
ادراک کو انپر ضرب مثال سے یون سہل و آسان کر دیتا ہے موت کا صورت کبش املح مین لانا
مثال ہے اس بات کی سمجھانے کی کہ موت سے یاس کا حاصل ہونا سمجھ مین آجاے اللہ نے دلون کو
تاثر بامثلہ پہ مجبول کیا ہے اور معانی کو امثلہ سے ثابت فرمایا ہے انتہی کلام الغزالی اس کلام
مین تاویل ہے اور تحقیق یہ ہے کہ تفویض کو اختیار کرے اور لفظ و معنی دونون پر بلا توقف
و تشکیک ایمان لانے بہر حال ہمکو اس جگہ پہچنوانا توزیع درجات و درکات آخرت کا بناید
حسنات و سیئات پر مقصود ہے اور یہ بدون بیان کرنے مثال کے ممکن نہین ہے اسلیے
ہم اسکی ایک مثال بیان کرتے ہین اُسکو تم معنی سمجھو نہ فقط صورت **ف** لوگ آخرت مین کئی
قسم ہونگے اُنکے درجات و درکات سعادت و شقاوت مین متفاوت ہین یہ تفاوت ایسا
ہوگا کہ حصر مین نہین آسکتا ہے جسطرح کہ وہ سعادت و شقاوت دنیا مین بھی متفاوت
ہین آخرت دنیا سے اس معنی مین ہرگز جدا نہین ہو سکتی ہے کیونکہ مدبر ملک و ملکوت
ایک ذات لاشریک لہ ہے اور اُسکی سنت و عادت جو ارادہ ازلیہ سے صادر ہوئی ہے
مطرد ہے اُسمین تبدیل کو دخل نہین ہے مگر ہم احصا کرنے احاد و درجات اُس سنت الٰہی سے
عاجز ہین گو احصا کرنے اجناس سے عاجز نہون اسلیے ہم کہتے ہین کہ لوگ آخرت مین بالضرورت
چار قسم کے ہونگے ایک ہالکین دوسرے معذبین تیسرے ناجین چوتھے فائزین اس تقسیم کی

صورت مین ادا کیا جاے پھر جب معنی کی طرف نظر کرین تو اُسکو سچا پائین اور جب صورت کی
طرف نظر کرین تو اُسکو جھوٹا پائین مثلاً موذن اگر طرف صورت خاتم کے نظر کریگا تو اُسکو
جھوٹا پائیگا اسلیے کہ اُسنے کسی کے دہان فرج پر مہر نہین لگائی ہے اور اگر طرف معنی کے
نظر کریگا تو اُسکو سچا پائیگا اسلیے کہ اس سے روح و معنی ختم کے صادر ہوے ہین مراد
ختم سے یہی منع تھا سو ہوا انبیا علیہم السلام کا کلام ساتھ خلق کے بطور ضرب امثال ہوا
کرتا ہے کیونکہ وہ مکلف ہین ساتھ اس امر کے کہ لوگون سے بقدر اُنکی عقلون کے گفتگو کرین
سو اندازہ اُنکی عقل کا یہی ہے کہ سب لوگ خواب مین ہین اور نائم کو کشف کسی شی کا نہین
ہوسکتا ہے مگر مثل سے ہان جب مرینگے تب جاگینگے اور پہچان لینگے کہ مثل یہی تھی و لہذا
حضرت نے فرمایا ہے قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن سو یہ وہ
امثال ہین جنکو سوا علما کے کوئی نہین سمجھتا ہے رہا جاہل سو اُسکا اندازہ ظاہر مثال سے
تجاوز نہین کرتا ہے کیونکہ وہ اُس تفسیر کو جسکا نام تاویل ہے بالکل نہین جانتا ہے سو
جسطرح کہ مثال خواب کی تفسیر کا نام تعبیر ہے اسی طرح امر آخرت کی مثالین بھی بیان
کی گئی ہین ملحد اُنکا انکار کرتا ہے کیونکہ اُسکی نظر ظاہر مثال پر جمی ہے وہ اُسکے معنی کیا سمجھے
اُسکے نزدیک تو یہ امثلہ آخرت گویا متناقض ہین کقولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
یوتی بالموت یوم القیامۃ فی صورۃ کبش املح فیذبح ملحد احمق اِس مثال کو
سنکر برہم ہوکر تکذیب کرنے لگتا ہے اور کذب انبیا پر دلیل لانے کو طیار ہو جاتا ہے
کہتا ہے سبحان اللہ موت عرض ہے کبش جسم ہے کسطرح عرض منقلب بجسم ہو سکتی ہے یہ تو
بالکل محال ہے لکن اللہ نے ان حمقا کو اپنی معرفت سے سراسر برکران کر دیا ہے اور فرمایا ہے
وما یعقلھا الا العالمون یہ مسکین اتنا نہین جانتا کہ اگر کوئی شخص خواب مین دیکھے کہ ایک
کبش لاے ہین اور کہتے ہین کہ یہ وہ وبا ہے جو شہر مین پڑی ہے پھر اُسکو ذبح کر ڈالا ہے تو
معبر یہی کہیگا کہ تو سچا ہے اور بات یہی ہے جو تو نے خواب مین دیکھی ہے یہ دلیل ہے اسپر کہ وبا

رتبہ ہے مراد اِسنے وہ لوگ ہین جو خدا کی رحمت سے نا امید ہو چکے ہین کیونکہ مثال مذکور
مین جسکو بادشاہ نے قتل کیا تھا یہ وہی شخص تھا جو بادشاہ کی رضا و اکرام سے نا امید ہوا تھا سو معنی
مثال سے غافل رہنا نہ چاہیے آخرت مین ہالک وہی لوگ ہین جو یہان اللہ کی رحمت سے
نا امید ہین یہ ہالکین منکرین کا فرقہ ہے جو اللہ سے منہ پھیر کر نرے دنیا کے ہو رہے ہین مکذب ہین
اللہ و رسول اللہ کے کیونکہ مدار سعادت اخروی کا اسپر ہے کہ اللہ کا قرب حاصل ہو اور اُسکے
دیدار سے تشریف ہاتھ آئی سو یہ نعمت بدون اس معرفت کے جسکو ایمان و تصدیق کہتے ہین
حاصل نہین ہو سکتی ہے اور چونکہ منکرین مکذب ہین اِسکے اسلیے وہ ابدالاباد تک رحمت الٰہی سے
محروم رہینگے اور بوجہ تکذیب خدا و انبیا کی مصداق انہم عن ربھم یومئذٍ لمحجوبون
ہونگے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے محبوب سے جدا رہتا ہے تو درمیان اُسکے اور
درمیان اُسکی آرزو کے حجاب آجاتا ہے اسی وجہ سے منکر لوگ مدام آتشِ فراق
الٰہی مین جلتے بھنتے رہینگے ولہٰذا اہلِ معرفت نے یہ بات کہی ہے کہ ہمکو نہ دوزخ کی آگ کا ڈر ہے
اور نہ حورعین کی خواہش بلکہ ہمارا مطلب تو فقط دیدارِ خدا ہے گویہ نرا ایک پردہ ہے جو
شخص اللہ کی عبادت کسی عوض کی توقع پر کرتا ہے وہ کمینہ ہے عارف کی عبادت خاص
اللہ کی ذات کے لیے ہوتی ہے وہ سوا اُسکی ذات کے کسی شی کا طالب نہین ہوتا ہے س ۵

غضب سے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہش ہے	نہین بیزار دوزخ سے نہین مشتاق جنت کا
اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

غرضکہ عارف کو نہ حور و میوے کی تمنا ہوتی ہے نہ دوزخ کا ڈر کیونکہ جدائی کی آگ جب اُسکے
کانون سینہ مین بھڑکتی ہے تو وہ آگ اس آگ پر جس سے یہان بدن جلتا ہے غالب
آجاتی ہے آتشِ فراق کا وصف یہ ہے نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ
اور آتشِ دوزخ کا اثر فقط بدن پر ہوگا سامنے دُکھنے دل کے بدن کا دکھنا کچھ چیز نہین
ہوتا ہے اسیطرح سامنے آتشِ دل کے آتش دوزخ کی کچھ ہستی نہین ہے اِس حال کا انکار

مثال دنیا مین یون ہے جیسے کہ کوئی بادشاہ منجملہ ملوک کے کسی ایک اقلیم پر مستولی ہوجائے
پھر وہ بعض کو قتل کرے یہ ہالکین ہوے اور بعض کو عذاب کرے ایک مدت تک لکن قتل
نہ کرے یہ معذبین ہوے اور بعض کو چھوڑ دے یہ ناجین ہوے اور بعض کو خلعت بخشے
یہ فائزین ہوے پھر اگر وہ پادشاہ عادل ہے تو یہ تقسیم اُسنے نہین کی ہے مگر استحقاق سے
قتل اُسیکو کیا ہے جو پادشاہ کے استحقاق کا جاحد اور اصل دولت مین اُسکا معاند تھا
تعذیب نہین کی ہے مگر اُسی شخص کو جو باوجود اعتراف ملک وعلو درجۂ ملک کے خدمت پادشاہ
مین قاصر رہا تھا خالی اُسیکو چھوڑا ہے جو معترف تھا رتبہ ملک کا لکن نہ مقصر تھا کہ اسکو عذاب
کیا جاتا اور نہ اُسنے کوئی خدمت کی تھی کہ اُسکو خلعت دیا جاتا خلعت اُسیکو دی ہے جسنے ساری
عمر اپنی خدمت ونصرت پادشاہ مین پوری کردی پھر یہ خلعات فائزین کے بھی بحسب مراتب
خدمت متفاوت الدرجات ہوتی ہین اسیطرح اہلاک ہالکین کا یا تحقیقاً ہوتا ہے مثل قطع رقبہ
یا تنکیلاً مثل مثلہ کرنے کے یہ اہلاک بھی بحسب درجات معاندت کے متفاوت ہوا کرتا ہے تعذیب
معذبین کی خفت وشدت وطول وقصر مدت و اتحاد انواع واختلاف اقسام مین بھی بحسب
درجات تقصیر کے ہوتی ہے اِس بنیاد پر ہر رتبہ منجملہ ان رتب کے منقسم ہوتا ہے
طرف درجات لاتحصی ولاتنحصر کے اِسی طرح حال عالم آخرت کا سمجھنا چاہیے کہ لوگ
وہان متفاوت الحال ہونگے کوئی ہالک ہوگا کوئی معذب تا ایک مدت کوئی ناجی نازل
دار السلامۃ کوئی فائز بنعیم مقیم پھر فائزین کے اقسام ہین کوئی نازل جنات عدن ہوگا
اور کوئی نازل جنات الماوی اور کوئی مہمان فردوس اِسی طرح معذبین کی انواع ہین کسیکو
تھوڑا سا عذاب ہوگا کسیکو ہزار برس تک کسیکو سات ہزار برس تک یہ سب سے پیچھے دوزخ سے
نکلیگا جسطرح کہ حدیث مین آیا ہے اسیطرح حال درکات ہالکین کا ہے جو رحمت خدا سے
ناامید ہوچکے ہین غرضکہ یہ سارے درجات ودرکات بحسب اختلاف طاعات ومعاصی کے
ہونگے اب ہم کیفیت توزع خلق کی ان مراتب پر بیان کرتے ہین **ف** پہلا رتبہ ہالکین کا

خلق الله للغروب رجالا		ورجالا بقصعة وثريد

سو یہ حال اُن لوگون کا ہوتا ہے جنکو صفات بہیمیہ و سبعیہ نے اپنا بندہ بنا لیا ہے اور ظہور صفات ملائکہ کا جو ضد ہین صفات مذکورہ کی اُنمین نہین ہوا ہے انسان مین جب صفت ملکیت کے ہوتی ہے تو پھر اُسکو بدون قرب الی اللہ کے مزا نہین ملتا اور نہ کوئی شی سوا بعد و حجاب کے سبب اُسکے رنج کی ہوتی ہے ؎

شان المحب عجیب فی صبابته		الهجر یقتله والوصل یحییه	

سو جسطرح کہ ہر عضو ایک وصف خاص کے لیے ہے مثلاً زبان ذائقہ کے لیے ہے اور کان استماع کے لیے اسیطرح یہ صفت واسطے دلکے بھی ہے جسکو دل نہین ہے اُسکو البتہ ادراک لذت قرب اور کلفت بعد کا بھی نہین ہے مثلاً اگر ایک شخص کے کان آنکھ نہون تو اُسکو کچھ مزا آواز اور خوبصورتی و رنگ کا بھی دریافت نہین ہو سکتا ہے بعض لوگون کو قوت شامہ نہین ہوتی ہے وہ جانتے ہی نہین کہ عطر کی خوشبو کیا ہوتی ہے یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ سارے انسان دل رکھتے ہون بلکہ اگر سب کے پاس ایسا ہی دل ہوتا تو اللہ تعالی یہ نہ فرماتا ان فی ذلك لذکری لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید یہ دل تو اہل نصیب کو ملتا ہے نہ ہر خسیس کو اسمین اشارہ ہے طرف اِسکے کہ جو کوئی نصیحت قرآن کی نہین مانتا وہ دل کی طرف سے نادار تہیدست ہے ہماری غرض اس دل سے وہ ٹکڑا گوشت کا نہین ہے جو سینے کی ہڈیون مین ہوتا ہے بلکہ مراد دل سے وہ لطیفہ ہے جو عالم امر سے آیا ہے اور یہ پارہ گوشت جو کہ عالم خلق سے ہے اُس لطیفہ کا عرش ہے اور یہ سینہ اُسکی کرسی ہے اور یہ سارے اعضا اُسکا جہان اور ملک ہے اور اگرچہ خلق و امر دونون طرف سے اللہ کے ہین لیکن لطیفہ مذکور جسکے حق مین قل الروح من امر ربی فرمایا ہے وہ ایک پادشاہ حکمران فرمان فرما ہے کیونکہ عالم امر اور عالم خلق مین ترتیب لگی ہوئی ہے اور رہیلا دستر پر امیر و سلطان ہے اور قلب وہ لطیفہ ہے کہ اگر اچھا ہوا تو سارا تن بدن اچھا ہو گیا اور جسنے اُسکو پہچان لیا اُسنے اپنے نفس کو

آخرت مین کیونکر ہوسکتا ہے حالانکہ یہ بات اِس دنیا مین بھی نظر آتی ہے غلبۂ عشق مین
آدمی آگ اور خار مین چلتا ہے اور بسبب صدمۂ قلب کے اس رنج جسمانی کو کچھ نہین سمجھتا
بلکہ حالت غضب مین اندر معرکۂ حرب وضرب کے گھس پڑتا ہے اور زخم پر زخم کھاتا ہے مگر اُسوقت
کچھ تکلیف اُسکی نہین پاتا کیونکہ غصّہ بھی اک آگ ہے جو دلمین بھڑکتا ہے جسطرح کہ حضرت نے
فرمایا ہے الغضب قطعة من النار رواہ الترمذی عن ابی سعید سو دل کا جلنا
بہ نسبت جلنے بدن کے سخت تر ہوتا ہے بڑے درد کے روبرو کچھ خیال چھوٹے درد کا
نہین رہتا ہے بلکہ چھوٹا درد دبجاتا ہے دیکھو جو تکلیف آدمی کو آگ یا تلوار سے حاصل
ہوتی ہے وہ ایذا اِسی وجہ سے ہے کہ یہ دونون اُن بدن کے ٹکڑون کو جو ملے جلے تھے جدا کردیتے
ہین تو پھر جس چیز سے کہ دل اور محبوب صاحبدل جدا ہوجاے تو اُس سے خواہی نخواہی
سخت رنج پہونچیگا حالانکہ اتصال دل کا محبوب سے بہ نسبت اتصال اجسام کے بہت زیادہ
ہوتا ہے بشرطیکہ آدمی شعور و بصیرت رکھتا ہو اور اگر سرے سے دل ہی نہین رکھتا ہے
تو اُس سے کچھ دور نہین ہے کہ وہ اِس شدت رنج کو کچھ نہ سمجھے اور بمقابلہ تکلیف جسم کے اس
رنج کو حقیر جانے ؎

دل ہی نہین رہا ہے کہ کچھ آرزو کرین	ہم تجھسے کس ہوس کی فلک جستجو کرین

مثلاً اگر کسی طفل سے کہین کہ تو سلطنت چھوڑ دے یا گیند ڈنڈا کھیلنا تو اُسکو کچھ رنج
ترک سلطنت کا نہوگا بلکہ وہ یہ کہیگا کہ مجکو میدان مین گیند ڈنڈا لیکر دوڑنا ہزار بار تخت
سلطنت سے بہتر ہے اسیطرح جس شخص پر شہوت شکم کی غالب ہے اگر اُس سے کہین کہ تو
ہریسہ یا حلوا کھا یا ایسا کام کر جس سے دشمن پست اور دوست رضامند ہو تو وہ بندہ
شکم اِسی ہریسہ اور حلوا کو ترجیح دیگا وجہ اِسکی یہی ہے کہ اس شخص مین وہ بات جس سے
خوبی جاہ وشوکت کی اُسکو معلوم ہوسکے نہین ہے اِسمین تو فقط وہ بات ہے
جس سے یہ مزا کھانے کا پا سکتا ہے ؎

وضعف ایمان دوسری کثرت وقلت اتباع ہوی آور چونکہ کوئی بشر غالب حال مین کسی ایک امر سے
منجملہ ان دو امر کے خالی نہین ہوتا ہے اسی لیئے اللہ پاک نے فرمایا ہے وان منکم الا
واردھا کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیہا
جثیا سلف خائفین نے کہا ہے ہم اسلیئے ڈرتے ہین کہ ہمکو ورود علی النار پر یقین حاصل ہے اور نجات
مین ہمکو شک ہے حکایت حسن نے جب یہ حدیث سنی کہ بعضا آدمی بعد ایک ہزار برس کے
آگ سے نکلیگا اور وہ یا حنان یا منان کہیگا تو کہنے لگے یا لیتنی کنت ذلک الرجل احادیث
مین اسپر بھی دلالت ہے کہ سب سے پیچھے جو شخص آگ سے باہر آئیگا وہ بعد سات ہزار برس کے
نکلیگا اختلاف مدت کا ایک لحظہ سے سات ہزار برس تک کا ہے کوئی آگ پر سے مثل بجلی کے
گزر جائیگا اسکو ذرا سا بھی توقف نہو گا پھر درمیان ایک لحظہ وسات ہزار برس کے تفاوت درجات کا
ہے ایک دن کا ایک ہفتہ کا ایک ماہ کا پھر باقی مدتون کا رہا اختلاف شدت کا سو اُسکے اعلی کے
کچھ نہایت نہین ہے ادنی اُسکا تعذیب ہے ساتھ مناقشہ کرنے کے حساب مین جسطرح بعض
پادشاہ بعض مقصرین فی الاعمال سے مناقشہ فی الحساب کرتے ہین پھر معاف کردیتے ہین اور
کبھی کوڑے مارتے ہین کبھی کسی اور طرح کی سزا دیتے ہین ان دو اختلاف کے سوا عذاب مین
ایک اور اختلاف ہے کہ وہ نہ مدت کا اختلاف ہے نہ شدت کا بلکہ جنس عذاب کا اختلاف ہے
کہ کسی پر مثلاً فقط جرمانہ کیا اور کسیکا مال ضبط ہوگیا کسیکی اولاد قتل کردی گئی کسیکے گھر کی عورتین
پکڑکر کنیز بنائی گئین اور رشتہ دارون کو تکلیف دیگئی زبان ہاتھ ناک کان کاٹ ڈالے گئے
الی غیر ذلک اسی طرح عذاب آخرت مین بھی اختلاف ہوگا جسطرح کہ ادلۂ شرعیہ سے ثابت
ہوتا ہے مگر یہ اختلاف عذاب کا مطابق اختلاف قوت وضعف ایمان وکثرت وقلت طاعات و
کمی وبیشی معاصی کے ہوگا پھر گناہون کی برائی جتنی سخت تر وزیادہ تر ہوگی اُتنا ہی عذاب بھی
شدید وکثیر تر ہوگا اور جس قسم کا گناہ ہوگا اُسی قسم کا عذاب بھی مختلف ہوگا اہل کشف کو یہ امر
علاوہ دلائل کتاب عزیز کے نور ایمان سے بھی منکشف ہوا ہے یہی مراد ہے اس آیت سے دمار علیہ

جان لیا وہ عارف اپنے رب کا ہوگیا غرضکہ درجہ ہلاک کا اُنھین لوگون کے لیے ہے
جو جاہل ہین اور اللہ کی تکذیب کرتے ہین رسولون سے منکر ہین اسپر دلائل کتاب عزیز
وسنت مطہرہ کے بہت موجود ہین اس جگہ کچھ حاجت اُنکے لکھنے کی نہین ہے **ف** دوسرا
رتبہ اُن لوگون کا ہے جنکو عذاب کیا جائیگا یہ وہ گروہ ہے کہ اصل ایمان رکھتا ہے مگر وفا
کرنے مین بمقتضاے ایمان کے قاصر رہا ہے سو اصل ایمان یہی توحید الوہیت ہے کہ سوا اللہ کے
کسیکی عبادت نکرے اب اگر کوئی شخص اپنی خواہش نفس کا پیرو ہوگا تو اُسکا معبود وہی اُسکی
ہواے نفس ٹہیرگی اور ایسا شخص فقط زبان سے موحد ہوا ہے اصل توحید اُسکو حاصل نہوئی
یہ اصل توحید جب اُسکو ہاتھ آسکتی ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ اور کریمہ قل اللہ ثم ذرھم
فی خوضھم یلعبون دونون کے معنی ایک سمجھے اسطرح پر کہ غیر اللہ کو بالکل چھوڑ دے اور
سوا اللہ کے کسیکو معبود ورب نہ جانے **ع**

	غیر حق ہر چہ دلت را بربود		سد راہ تو ہمان خواہد بود	

پھر کریمہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کے معنی بھی وہی جانے جو اُن دونون کے
جانے تھے اِس آیت مین علاوہ توحید کے ذکر استقامت کا بھی کیا ہے یہ صراط مستقیم کہ جسپر
قیام کرنے سے توحید بندہ کی کامل ہوتی ہے بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ہے جیسے کہ
پلصراط آخرت کا حال ہوگا ولہذا ہر ایک انسان مین کچھ نہ کچھ انحراف اِس راہ راست سے
ضروری ہوتا ہے اسلیئے کہ ہر ایک بشر کسیقدر پیروی ہواے نفس کی ضرور کرتا ہے اگرچہ ادنی امر ہی مین
کیون نہو اور اتباع خواہش نفس سے کمال توحید مین فرق آجاتا ہے یہ فرق بقدر اُسکے میل کے راہ راست سے
ہوتا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ درجات قرب مین بھی ضرور نقصان پڑجاتا ہے اور ہر نقصان کے
ساتھ دو آگین لگی ہوئی ہین ایک آگ جدائی کی اُس کمال سے جو کہ بسبب نقصان کے فوت ہوگیا ہے دوسری
آگ جہنم کی جسکو قرآن نے بیان کیا ہے پس ہر شخص جو کہ صراط مستقیم سے مائل ہے وہ دو بار معذب ہوگا
دو طرح سے لکن شدت وخفت اِس عذاب کی اور تفاوت اُسکا بحسب طول مدت کے دوسرے امر ہوگا ایک قوت

مین ہین منکشف ہو جاتے ہین اور یہ بات کھلجاتی ہے کہ سب کا مرجع طرف اللہ کے ہے والے
سرابك المنتہی کیونکہ سوا اللہ اور اُسکے افعال و صفات کی کوئی شے موجود نہین ہے ع الا کل شئے
ماخلا اللہ باطل سو اسطرح کے ایمان والے مقرب ہونگے اور نہایت درجہ کا قرب ملاء اعلے
سے رکھتے ہونگے اِنکا مقام فردوس اعلی مین ہوگا پھر انکے بھی بہت سے انواع ہونگے کوئی
سابق ہوگا کوئی سابق سے کمتر غرضکہ جتنا تفاوت انکی معرفت مین ہوگا اُتنا ہی اُنکے قرب مین فرق
ہوگا درجات عارفین کی معرفت مین بعید ہین کیونکہ کنہ جلال آلہی کا معلوم کرنا ممکن نہین ہے اُسکی شناخت
ایک دریاے ناپیدا کنار ہے جسکے نہ تھاہ ہے نہ کنارہ پھر جو لوگ اُسمین غوطے لگاتے ہین وہ
موافق اپنی طاقت کے ہاتھ پاؤن مارتے ہین یا جسقدر کہ ازل مین اُنکے نام پر لکھدیا ہے اُتنا ہی بہرہ
پاتے ہین ولکن ٥

توگر ساقی شوی در دنکظرفی نمیماند	٭	بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلها	
توره از کثرت اسباب بر خود تنگ میداری		سبکروحان چو بوے گل فرو بستند محملها	

سو جسطرح کہ منازل طریق الی اللہ کی بے نہایت ہین اسی طرح درجات سالکین کے بھی بے نہایت ہونگے
اب جو شخص ایمان تقلیدی رکھتا ہے وہ زمرۂ اصحاب یمین مین تو ہوگا لکن درجہ اُسکا درجہ مقربین سے کم ہوگا
پھر اصحاب یمین کے بھی بہت سے مدارج ہونگے اُنمین کا صاحب درجہ اعلی مقربین کے ادنی درجہ والے سے
لگ بھگ ہوگا **قف** یہ حال اُس شخص کا ذکر کیا گیا ہے جو تمام کبایر سے مجتنب تھا اور سب فرائض اسلام کو
مثل نماز روزہ حج زکوۃ و شہادت کلمہ طیبہ زبان سے بجالاتا تھا اب اُس شخص کا حال سنو جسنے ایک یا زیادہ
گناہ کبیرہ کیا ہے اور بعض ارکان اسلام کو چھوڑ دیا ہے ایسا شخص اگر وقت موت سے پہلے توبہ خالص کرلیگا
تو مثل اُس شخص کے ہو جائیگا جسنے کہ گناہ کبیرہ نہین کیا ہے حدیث مین فرمایا ہے التائب من الذنب
کمن لا ذنب لہٗ کپڑے کو جب دھوؤ تو وہ میلا نہین رہتا گویا سرے سے اُسپر میل لگا ہی نہ تھا اگر توبہ سے
پہلے مرگیا تب البتہ موت کے وقت اُسکے حال پر خوف ہے کیونکہ اگر موت اُس گناہ کے اصرار پر ہوئی
تو کیا عجب ہے کہ ایمان لڑکھڑا جاے اور انجام بُرا ہو بیان اسباب سوء خاتمہ و حسن خاتمہ کا رسالہ

بظلام للعبید والیوم تجزی کل نفس بما کسبت وان لیس للانسان
الا ما سعی و قولہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال
ذرۃ شرا یرہ اسکے سوا اور بہت آیات واحادیث ہین جنسے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ
جزاے اعمال مین ثواب وعقاب براہ عدل وانصاف ہوگا ذرہ برابر کسی پر ظلم نہوگا جانب عفو
ورحمت راجح ہوگی حدیث قدسی مین آیا ہے سبقت رحمتی غضبی اور قرآن مین فرمایا ہے
وان تک حسنۃ یضاعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما معلوم ہوا کہ ارتباط
درجات درکات کا حسنات و سئیات سے بدلائل شرعیہ و نور معرفت کلیۃً ثابت ہے
رہی تفصیل سو وہ نرے گمان سے پہچانی جاتی ہے اُسکا مستند ظواہر اخبار اور ایک طرح کا
حدس ہے جو مستمد ہوتا ہے انوار استبصار سے بعین اعتبار اب جو شخص اصل ایمان کو مضبوط
کرکے تمام کبائر سے بچیگا اور سب فرائض یعنی ارکان خمسہ اسلام کو اچھی طرح بجالا ئیگا
اور اُسکے ذمہ فقط چند صغیرہ ہی ہونگے جنپر وہ مصر نہ تھا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
اُس سے فقط جھگڑا حساب کا ہوگا اور کسی قسم کا عذاب اُسکو نہ دیا جائیگا حساب کے ہونے میں
پلہ حسنات کا سئیات پر بھاری پڑجائیگا کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ نماز پنجگانہ اور جمعہ اور
رمضان کے روزے پچھلی خطاؤن کا کفارہ ہوجاتے ہین اور کبائر سے بچنا تو خود قرآن مین آیا ہے
کہ وہ کفارہ صغائر ہوجاتا ہے ادنی درجہ کفارہ ہونے کا یہ ہے کہ اگر حساب کو دفع نہ کرے
تو عذاب کو تو دور ہی کردے سو جس کسی شخص کا یہ حال ہوگا اور اُسکا پلہ بھاری ہوگا تو مقتضا
قیاس کا یہ ہے کہ وہ بعد گرانی پلہ اور بعد فراغ کے حساب سے اچھے آرام و امن مین ہوجائیگا
ہان زمرہ مقربین یا اصحاب یمین مین اُسکا لاحق ہونا اور جنت عدن یا فردوس برین مین
جانا یہ منحصر ہے اقسام ایمان پر اسلیے کہ ایمان کی دو قسمین ہین ایک تقلیدی جیسے ایمان عوام کا کہ
جو کچھ سنتے ہین اُسکو سچ جانتے ہین اور ہمیشہ اُسی اعتقاد پر رہتے ہین دوسرا ایمان کشفی ہے
جو کہ نور الٰہی موجب شرح صدر ہوجاتا ہے اُسمین سارے موجودات جسطرح پر کہ اصل

بھی سوائے اِس بصر کے درکار ہے یہی وجہ ہے کہ اِس بات کو کوئی لڑکا یا گنوار نہ مانیگا بلکہ یون کہیگا کہ جوہر کا
وزن تو چند ماشہ ہے اور اونٹ کا وزن اُس سے ہزارون گنا زیادہ ہے تو یہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ میننے
دس گنا دیا جھوٹ بولتا ہے حالانکہ حقیقت میں یہی دونون جھوٹے ہین نہ وہ شخص یہ بات نزدیک انکے
جب سچے ٹھیرے کہ انکے دلمین وہ نور آجاے جس سے کہ روح جوہر ومال کی معلوم ہوتی ہے سو یہ بات
لڑکے کو بعد بلوغ کے اور گنوار کو بعد تعلم کے آتی ہے اُسوقت اُنکو راستی اِس قول کی معلوم ہوتی ہے
مین کہتا ہون راجح اِسجگہ بھی یہی قول ہے کہ ظاہر و باطن مثل دونون پر ایمان لاے کیونکہ جنت جسطرح
کہ بڑی قیمتی چیز ہے اُسی طرح اگر اُسکا عرض و طول بھی آسمان و زمین سے بڑا سمجھا جاے تو عین
مدلول کتاب و سنت ہے والقدرۃ صالحۃ لکل شیٔ واللہ اعلم پھر جسطرح انبیا کو منکرین سے کام پڑتا
اور اسی انکار سے اُنکی آزمائش ہوتی ہے اسیطرح اولیا علما کو بھی جاہلون سے کام پڑتا ہے
اور یہ باعث انکے امتحان کا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ علما او اولیا کسی نہ کسی طرح کی ایذا سے خالی نہین
ہوتے ہین اُنکا بھی امتحان لیا جاتا ہے کوئی شہر سے نکالدیا جاتا ہے کسی کی چغلی سامنے بادشاہ وقت کے
کھائی جاتی ہے کچھ لوگ اُنکے کفر پر گواہی دیتے ہن کچھ بد دین کہتے ہین **قف** بہرحال دوزخ سے
بجز موحد کے اور کوئی باہر نہ نکلیگا ہماری غرض توحید سے یہ نہین ہے کہ فقط زبان سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ
کہ لیا فارغ ہوے کیونکہ زبان عالم ظاہری سے ہے اُسکا فائدہ فقط دنیا ہی تک ہوتا ہے یعنی قائل کلمہ کے
گردن نہین مارے جاتے ہے اُسکا مال لوٹا نہین جاتا ہے سو گردن ومال کی مدت اِسی زندگی دنیا تک ہے
تو پھر جہان کہ نہ گردن ہے نہ مال و ہان زبان سے کلمہ کہنا کیا فائدہ دیگا و ہان توحید کا کمال اور
اُسکا سچا ہونا کام آئیگا اسطرح کہ تمام امور کو طرف سے خدا کے جانے اِسکی پہچان یہ ہے کہ خلق
میں سے کسی پر غصہ نہو گو اُسکے ساتھ کوئی بدسلوکی کرے کیونکہ جب سب چیزین طرف سے اللہ کے
ہین قل کل من عند اللہ تو خلق نری ذریعہ ٹھیری مسبب الاسباب سب کا وہی ایک
لا شریک لہ ہوا **سہ**

از خدادان خلاف دشمن و دوست		کہ دلِ ہر دو در تصرفِ اوست	

صدق اللجا مین کیا گیا ہے خصوصاً جبکہ ایمان تقلیدی ہے کیونکہ گو تقلید پختہ ہوتی ہے مگر ادنی شبہہ و خیال سے ڈھیلی پڑجاتی ہے۔

تو بار النفس باز پسین دست ردست	بخبر ویر رسیدہ دمحمل بستند

ہان عارف صاحب بصیرت پر خوف فسادِ خاتمہ کا نہین ہوتا ہے وہ اس خوف سے دور تر رہتا ہے اور یہ دونون اگر ایمان پر مرینگے تو معذب ہونگے مگر یہ کہ اللہ ایسا عذاب اُنکو نہ کریگا جو عذاب مناقشہ فی الحساب پر زیادہ ہوا ور کثرت عذاب کی من حیث المدۃ مطابق کثرت مدت اصرار کے ہوتی ہے اور من حیث الشدۃ موافق قبح کبائر کے اور من حیث اختلاف النوع بحسب اختلاف اصناف سیئات کے اور جب مدت عذاب کی گذر جائیگی تو بلہ مقلدین درجات اصحاب یمین مین نازل ہونگے اور عارفین متبصرین اعلی علیین مین کیونکہ حدیث مین آیا ہے اخر من یخرج من النار یعطی مثل الدنیا کلہا عشرۃ اضعاف رواہ البخاری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس سے کوئی پیمائش اجسام کی سمجھے کہ مثلاً اگر دنیا ایک ہزار کوس کی ہے تو اُسکو دس ہزار کوس زمین ملیگی اسمین جہل ہے ساتھ طریق ضرب مثل کے بلکہ اِسکو یون سمجھنا چاہیے کہ کوئی مثلاً یون کہے کہ اُسنے ایک اونٹ لیا اور اُسکو دس گنا اُس اونٹ کا دیا یعنے اگر اونٹ دس روپیہ کا تھا تو اُسکو سو روپیہ دیئے اور اگر اس مثل سے مثل ہی نہ سمجھے وزن و ثقل مین تو اگر سو روپے کو ایک پلہ ترازو مین رکھیگا اور دوسرے پلہ مین اونٹ رکھیگا تو بھی برابر عشر عشیر کے نہو گا مثال مین مقابلہ معانی وارواح اجسام کا ہوتا ہے نہ اُنکے اشخاص وہیاکل کا مثلاً غرض اونٹ سے وزن وطول وعرض اونٹ کا نہین ہے بلکہ اُسکی مالیت ہے سو وہ مالیت اونٹ کی روح ٹھیری اور گوشت دخون اُسکا جسم ٹھیرا تو سو روپیہ اُسکے دس گنے باعتبار اُسکے وزن روحانی کے ہین نہ باعتبار اُسکے وزن جسمانی کے اور جو شخص کہ مالیت نقدکی اور اونٹ کی جانتا ہے اُسکے نزدیک سو روپے کو دس گنا اونٹ کا کہنا صحیح ہے یہانتک کہ اگر اُسکو بعوض کعبدروپیہ کے ایک جوہر جسکا وزن چند ماشہ اور مول سو روپیہ ہوتا ہے دیدیتا اور کہتا کہ مینے اُسکو دس گنا دیا تو درست تھا مگر اِسقول کی راستی سوائے جوہری کے اور کوئی نہین جان سکتا ہے کیونکہ جوہر کی روح نری آنکھ سے نظر نہین آتی ہے اُسکے لیے تو ایک اور بصیرت

خفیف ہے اور اُسکے علاج بھی آسان ہے سو یہ قول طبیب کا حقیقین اُن دونون کے باعتبار اکثر احوال کے ہوتا ہے ورنہ بعض اوقات مین مریض قریب الموت زندہ رہجاتا ہے اور خفیف المرض چلدیتا ہے طبیب کو خبر نہین ہوتی سو یہ امور اللہ پاک کے اسرار خفیہ ہین جنکو مردم زندہ کی ارواح مین رکھا ہے اور ایسے اسباب باریک جنکو مسبب الاسباب نے ایک وقت و اندازہ مقرر پر مرتب کر رکھا ہے آدمی کی طاقت نہین ہے کہ اُنکی کنہ کو معلوم کرسکے اسیطرح نجات و فلاح آخرت کے لیے اسباب خفیہ ہین کہ اُنپر اطلاع پانا قدرت بشر سے خارج ہے جس سبب خفی سے نجات ملتی ہے اُسکو عفو و رضا کہتے ہین اور جو سبب موجب ہلاک کا ہوتا ہے اُسکو غضب و انتقام بولتے ہین انکے سوا ایک اور مشیت ازلی آلہی کا بھید ہے جسکی اطلاع خلق کو نہین ہوتی ہے اسلیئے ہمپر واجب ہے کہ ہم عفو کو گناہگار سے جائز جانین گو اُسکی خطائین ظاہری بہت ہون ؎

نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو	۰	کہ مستحق کرامت گناہگارانند	

اسیطرح غضب کو مطیع پر روا رکھین اگرچہ طاعات ظاہری اُسکی بہت کچھ ہون اسلیئے کہ اعتبار تقوی کا ہے تقوی ایک باریک چیز ہے اندر دل کے کہ خود متقی کو اُسپر اطلاع نہین ہوتی دوسرے کو کسطرح اُسپر آگاہی حاصل ہو پھر بھی اہل دل پر یہ بات منکشف ہوئی ہے کہ بندہ مین جب کوئی سبب خفی عفو کا مقتضی ہوتا ہے تب ہی عفو ہوا کرتا ہے اور غضب بھی جب ہی ہوتا ہے کہ کوئی سبب باطنی مقتضی بعد کا اللہ سے ہوتا ہے اور اگر یہ بات نہو تو عفو و غضب جزاء اعمال واوصاف نہ ٹھیرین اور اگر جزا نہو تو عدل نہوا اور اگر عدل نہو تو یہ آیت نہ بنے وما ربک بظلام للعبید وقولہ تعالی ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ حالانکہ یہ امور صحیح ہین اس سے ثابت ہوا کہ انسان کو وہی ملیگا جو اُسنے کیا ہوگا اور اپنے کمائے کو خود وہی بھگتے گا کردنی خویش آمدنی پیش اگر انسان کجروی کریگا تو اللہ اُسکو کج کردیگا جب وہ اپنے نفس کو بدلتا ہے تب ہی اللہ بھی اُسکی حالت بدل دیتا ہے کما قال سبحانہ وتعالی ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیر وا ما بانفسہم یہ سب باتین اہل دل کو آنکھ کے دیکھنے سے بھی زیادہ تر روشن ہوئی ہین

اِس توحید مین بھی لوگ مختلف الدرجات ہین بعض کی توحید پہاڑ کے برابر ہے اور بعض کی مثقال برابر اور بعض کی برابر ذرہ و دانہ خردل کے سو جسکی توحید برابر دنیا کے ہوگی وہ سب سے پہلے دوزخ سے باہر نکلیگا اور جسکے دلمین ذرہ برابر ایمان ہوگا وہ سب سے پیچھے نکلیگا اور درمیان مثقال و ذرہ کے بہت سے مدارج و تفاوت ہین کہ بموجب اُنکے اہل توحید نکلتے جاوینگے یعنی اول طبقہ مثقال کے لوگ پھر اُس سے کم پھر اُس سے کمتر حتی کہ آخر ذرہ برابر ایمان والون کی جماعت نکلیگی اور وزن مثقال و ذرہ کو بطور ضرب مثل سمجھنا چاہیے موحدین جو دوزخ مین جاوینگے اُسکی وجہ یہی ہے کہ لوگون کے حق اُسکے ذمہ پر ہونگے اور یہ حقوق بموجب حدیث شریف چھوٹنے کے نہین باقی اقسام گناہون کے قابل عفو و تکفیر ہین چنانچہ روایت مین آیا ہے کہ بندہ سامنے خدا کے کھڑا کیا جاویگا اُسکی نیکیان اتنی ہونگی کہ اگر اُسکے پاس رہتین تو وہ جنتی ہوتا مگر اُسدم اہل حقوق جنپر اُسنے ظلم کیا ہوگا کھڑے ہونگے کسیکو گالی دی ہوگی کسیکو مارا ہوگا کسیکا مال لیا ہوگا سو اُسکے حسنات سے اُنکو دینگے یہانتک کہ اُسکے پاس ایک نیکی بھی باقی نہ رہیگی فرشتے عرض کرینگے کہ اُسکی نیکیان تو ہو چکین اور ابھی مدعی بہت باقی ہین حکم ہوگا کہ اُنکی بدیون مین سے اُسکے سیئات پر اضافہ کرو اور دوزخ کے نام ایک قبالہ اُسکے لیے لکھدو سو جسطرح کہ ایک آدمی دوسرے کے بدلے بسبب اُسکے سیئات کے ہلاک ہوتا ہے اِسیطرح پاس مظلوم کے جب ظالم کی نیکیان بدلے مین آتی ہین تو اُسکو نجات ملجاتی ہے **حکایت** ابن جلاء صوفی کی کسینے غیبت کی تھی پھر اُسکے معاف کرانے کو اُنکے پاس ایک آدمی بھیجا اُنھون نے کہا مین معاف نہین کرونگا میرے نامۂ اعمال مین اس سے بڑھکے کوئی نیکی نہین ہے مین اِسکو کسطرح مٹادون یہ غیبت جو تمنے یا اور بھائیون نے میری کی ہے تمھارے اُنکے حقمین گناہ ہے مگر میرے لیے نیکی ہے مین چاہتا ہون کہ اپنے نامۂ اعمال کو اِس حسنہ سے زینت دون **فف** یہ بیان ہے لوگون کے مختلف ہونے کا آخرت مین بابت درجات سعادت و شقاوت کے جو حکم ہر فرقے کا اِسجگہ لکھا ہے وہ باعتبار ظاہر اسباب کے ہے جسطرح کوئی طبیب کسی بیمار کو کہدیتا ہے کہ وہ بیشک مرجائیگا اِسکا مرض علاج پذیر نہین ہے اور دوسرے بیمار کو کہدیتا ہے کہ اُسکا مرض

اس جہان مین نہین ہو سکتی اُسکو اللہ پاک نے بطور اجمال کے ارشاد کیا ہے قال تعالےٰ
فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین اور حدیث قدسی مین آیا ہے اعددت
لعبادی الصالحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر
اور مقصود عارفین کا وہی حالت ہے جو دل پر کسی بشر کے اس جہان مین نہین گذر سکتی ہے رہی
حور و قصور و میوہ جات اور شیر و شہد و شراب و کنگن و زیور جو جنت کی چیزین ہین سو
عارفون کو اُنپر کچھ حرص نہین ہوتی ہے یہ چیزین اگر انکو دیجائینگی تو وہ اُنپر قناعت نکرینگے
بلکہ طالب لذت دیدار الٰہی کے ہونگے کہ غایت سعادت و انتہاے لذت یہی دیدار خداوندی
کا ہے **حکایت** رابعہ عدویہ رح سے کہا تھا انکو جنت مین کتنی رغبت ہے کہا الجار ثم
الدار غرضکہ اس قوم کو حب رب الدار نے دار و زینت دار سے مشغول کر دیا ہے بلکہ ہر شی سے
جو سوا اسکے ہے یہانتک کہ اپنی جانون سے بھی وہ مشغول ہین۔ س

گدایانے از پادشاہی نفور		بامیدش اندر گدائی صبور	

انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق کے دیکھنے کی فکر مین ڈوبا ہوا کھویا ہو
ہو اس حال مین اُسکو کچھ خبر تن من کی نہین ہوتی اور جو صدمہ اُسکے بدن پر پہونچتا ہے وہ
ذرا بھی معلوم نہین ہوتا ہے اس حالت کو فنا فی المحبوب کہتے ہین یعنی اسکی نوبت اس درجہ کو
پہونچگئی ہے کہ سواے محبوب کے اور کوئی چیز اُسکے پیش نظر نہین ہے نہ دل مین غیر محبوب کے
گنجائش باقی ہے کہ اُسکی طرف التفات کرے خواہ وہ غیر اسکا نفس ہو یا اور کوئی شی اس حالت سے
آخرت مین اُسکو وہ کچھ ملیگا جو اس جہان مین کسی بشر کے دلمین نہین آسکتا ہے جسطرح کہ
صورت رنگ و آواز کی بہرے اندھے آدمی کے دل پر مفہوم نہین ہوتی ہے لکن اگر اسکے
کان اور آنکھ کا حجاب دور کر دیا جاے تو وہ حال ان چیزون کا معلوم کرنے لگگا اور
جان لیگا کہ واقع مین پہلے میرے دلمین انکا آنا منصور نہ تھا اسی طرح دنیا بھی
درحقیقت ایک حجاب ہے اسکے اُٹھجانے سے آدمی کو لذت حیات طیب کے معلوم ہوتی ہے

کیونکہ آنکھ کے دیکھنے مین غلطی کا احتمال ہے کہ کبھی بڑے کو چھوٹا دیکھتی ہے اور دور کو نزدیک
اور مشاہدۂ دل مین غلطی نہین ہوتی ہے یہ کیفیت اُسکو بعد حصول بصیرت کے کھلتی ہے اور
اُسکے بعد بھی اِسکو دکھیا کرتا ہے اسمین کذب کا تصور نہین ہوسکتا والیہ الاشارۃ بقولہ
تعالی ما کذب الفؤاد ما رای تیسرا رتبہ نجات والون کا ہے غرض ہماری نجات سے
فقط سلامت ہے نہ سعادت وفوز یہ لوگ وہ ہونگے جنھون نے نہ کوئی خدمت کی کہ خلعت پائین
اور نہ کوئی قصور کیا کہ عذاب سے غالبًا یہ حال مجانین وصبیان کفار اور معتوہین اہل کفر کا
ہوگا جنکو اطراف بلاد مین دعوت نہین پہونچی اُنکی زندگی اسی بیوقوفی و عدم معرفت مین گذر گئی
وہ نہ معرفت رکھتے تھے اور نہ جاحد تھے نہ طاعت کرتے نہ معصیت اُنکے لیے نہ کوئی وسیلہ ہے
جو تقرب بخشے اور نہ جنایت ہے جو انکو دور ڈالے سو وہ نہ اہل جنت مین نہ اہل نار بلکہ ایسی منزلت
مین ہونگے جو درمیان اِن دونون منازل کے ہے اور ایسے مقام مین ہونگے جو بین المقامین ہے
شرع نے اُسکو بلفظ اعراف تعبیر کیا ہے ع از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت ست
حلول ایک طائفہ خلق کا اعراف مین آیات واخبار وانوار اعتبار سے یقینًا معلوم ہی رہا حکم
علی التعیین مثلاً یہ کہ صبیان اُنھین مین سے ہین سو یہ حکم مظنون ہے کیچھ مستیقن نہین ہے
اطلاع اسپر تحقیقًا عالم نبوت مین ہے رتبہ اولیا و علما کی ترقی وہانتک بعید ہے احادیث
حق مین صبیان واطفال کے بھی متعارض آئے ہین ایک بچہ مرگیا تھا عایشہ نے کہا عصفور
من عصافیر الجنۃ حضرت نے انکار کیا اور فرمایا وما یدریك اس صورت مین اشکال و
واشتباہ اِس مقام مین اغلب ہے واللہ اعلم ف چوتھا رتبہ فائزین کا ہے یہ وہ لوگ ہین جو عارف
ہین مقلد نہین یہی گروہ مقربین سابقین کا ہے جنکا ذکر قرآن مین آیا ہے کیونکہ مقلد کے لیے اگرچہ
علی الجملہ کچھ فوز بسبب مقام فی الجنہ کے ہو لکن وہ اصحاب یمین مین ہے اور یہ مقربین ہین اور
جو کچھ انکو ملیگا وہ حد بیان سے باہر ہے اور جتنا بیان اسکا ہوسکتا ہے وہ وہی ہے جو
قرآن مین آیا ہے اللہ کے بیان سے بڑھکر کیا کوئی بیان کرسکتا ہے اور جس بات کی تعبیر

ان الحسنات یذہبن السیئات ذلک ذکری للذاکرین دوسری صفت شیطانی ہے
اس صفت سے حسد سرکشی حیلہ مکر جھگڑا بُری باتکا حکم کرنا پیدا ہوتا ہے اسیمین کھوٹا پن
ونفاق وبدعت کی طرف بلانا اور گمراہی داخل ہے تیسری صفت بہیمی ہے اس صفت سے
یہ قباحتین متفرع ہوتی ہین شدت حرص طمع شہوت شکم وفرج اسیکی شاخ ہین زنا اغلام چوری
اکل مال یتیم جمع مال حرام چوتھی صفت سبعی ہے اس صفت سے یہ برائیان نکلتی ہین غضب کینہ
مارپیٹ گالی گلوچ قتل کرنا مال ضایع کرنا اس سے بھی کئی گناہ پیدا ہوتے ہین اصل پیدایش
مین یہ چارون صفتین بتدریج آتی ہین اولاً صفت بہیمی غلبہ کرتی سے پھر بعد اُسکے صفت
سبعی ظاہر ہوتی ہے پھر یہ دونون جمع ہوکر عقل کو مکروفریب وحیلے مین لگاتے ہین اور اسی سے
صفت شیطانی کا زور ہوتا ہے پھر سبکے آخر مین صفت ربوبیت یعنی فخر وتعلی وعزت
کبر کی خواہش اور سب لوگون پر حاوی ہونے کا قصد اُبھرتا ہے فہذہ امہات الذنوب
ومنابعہا پھر ان منابع سے جریان ذنوب کا جوارح پر ہوتا ہے بعض گناہ خاص
دل سے تعلق رکھتے ہین جیسے کفر وبدعت ونفاق اور لوگون کی بُرائی جی مین رکھنا اور
بعض گناہ آنکھ وکان سے علاقہ رکھتے ہین اور بعض شکم وشرمگاہ سے اور بعض ہاتھ پاؤن
سے اور بعض تمام بدن سے ولا حاجۃ الی بیان تفصیل ذلک فانہ واضح
ہے۔ قوارع الانسان مین ذنوب قلوب کو کتاب زواجر سے یکجا جمع کیا ہے سب ۶۶ گناہ
گنتی مین آئے ہین اور قواطع البشر مین ذنوب جوارح کو لکھا ہے وہ سب چارسو ایک گناہ
ہوتے ہین ف قسمت ثانیہ گناہ دو قسم کے ہین ایک درمیان بندہ اور خدا کے دوسرے
وہ جنکا علاقہ حقوق عباد سے ہے سو وہ گناہ جو خاص بندہ سے متعلق ہین وہ ایسے ہین جیسے نماز
وروزہ وواجبات خاصلہ ورجو حقوق عباد سے تعلق رکھتے ہین وہ ایسے ہین جیسے ترک
زکوۃ وقتل نفس وغصب اموال ودشنام دہی وآبروریزی پس جو شخص کسی غیر کا حق
لیتا ہے تو وہ حق یا اُسکا نفس ہے یا طرف یعنی عضو یا مال یا آبرو یا دین یا جاہ ہے

اور اِس مضمون کا ادراک ہوتا ہے کہ ان الدار الاخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون فھذا القدر کاف فی بیان توزع الدرجات علی الحسنات واللہ الموفق بلطفہ

فصل ۳

اوصاف و اخلاق انسان کے بہت ہین مگر وہ اخلاق و اوصاف جنسے صدور گناہ کا ہوتا ہے منحصر چار صفتون مین ہین ایک ربوبیت دوسرے شیطانیت تیسرے بہیمیت چوتھے سبعیت وجہ اسکی یہ ہے کہ خمیر انسان کا اور سرشت اُسکی اخلاط مختلفہ سے ہوئی ہے ہر خلط انسان مین اپنا اثر علیحدہ دکھلانا چاہتی ہے مثلاً جب سکنجبین شکر و سرکہ و زعفران سے بنائی جائیگی تو اُسمین ہر ایک شی کا اثر جدا جدا ہوگا اسی طرح اِن چار صفتون کا اثر جدا جدا ہوتا ہے صفت ربوبیت مقتضی ایسے امور کی ہوتی ہے جیسے کبر و فخر و جبر و محبت مدح و ثنا و عزت و توانگری و محبت بقاے دائمی و علو علی الخلق ہے یہانتک کہ گویا یہ کہنا چاہتا ہے انا ربکم الاعلی اور اِس صفت سے ایسے گناہ کبیرہ نکلتے ہین کہ لوگون کو اُنکی خبر بھی نہین ہوتی بلکہ اُنکو گناہون مین شمار بھی نہین کرتے حالانکہ وہ بڑے مہلکات ہین بلکہ اکثر گناہون کے جڑ ہوتے ہین غزالی رح نے بیان انکا استیفا جلد سوم احیاء العلوم مین کیا ہے زواجر مین کہا ہے لقد قال بعض الائمۃ کبائر القلوب اعظم من کبائر الجوارح لانہا کلہا توجب الفسق والظلم و تزید کبائر القلوب بانہا تاکل الحسنات و توالی شدائد العقوبات ولما ذکر بعض الائمۃ الکبائر الباطنۃ واوصلھا الی اکثر من ستین قال والذم علی ھذہ الکبائر اعظم من الذم علی الزنا والسرقۃ والقتل و شرب الخمر لعظم مفسدتہا و سوء اثرھا و دوامہ فان اثارھا تدوم بحیث تصیر حالا للشخص و ھیئۃ راسخۃ فی قلبہ بخلاف اثار معاصی الجوارح فانہا سریعۃ الزوال بمجرد الاقلاع مع التوبۃ والاستغفار والحسنات الماحیۃ والمصائب المکفرۃ

کبیرہ ہے کسی نے کہا جسپر وعید نار آئی ہے وہ کبیرہ ہے بعض سلف نے کہا جسپر دنیا مین
حد آتی ہے وہ کبیرہ ہے کسی نے کہا گنتی کبائر کی مبہم ہے مثل شب قدر و ساعت روز جمعہ کے
ابن مسعود سے پوچھا کبائر کتنے ہین کہا اول سورہ نسا سے تیس آیت تک پڑھتا جا یہانتک
کہ یہ آیت آ جائے ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ سو جس چیز سے اللہ نے
اِس سورت مین نہی فرمائی ہے یہانتک وہ کبیرہ ہے ابو طالب مکی نے کہا مینے کبائر کو احادیث
سے جمع کیا تو سترہ کبیرہ ہوے قول ابن عباس و ابن مسعود و ابن عمر و غیرہم سے اجتماع کبائر کا یون
ہوتا ہے کہ چار کبیرہ دل مین ہین شرک باللہ و اصرار علی معصیۃ اللہ و قنوط من رحمۃ اللہ اور
امن من مکر اللہ اور چار زبان مین ہین شہادت زور و قذف محصن و یمین غموس و سحر یمین غموس
وہ سوگند ہے جس سے کسی حق کو ناحق یا کسی ناحق کو حق کیا جاے یا جس سے کسی مسلمان کا
مال ناحق لے لیا جاسے خواہ ایک مسواک ہی ہو گویا یہ قسم اپنے مرتکب کو آگ مین غوطہ دیتی ہے
جادو وہ کلام ہے جو کسی انسان یا جسم کو اُسکی اصلی خلقت سے بدل دے اور تین گناہ شکم سے
متعلق ہین شراب پینا اِسمین ہر نشہ کی چیز داخل ہے یتیم کا مال ظلم سے کھانا دیدہ و دانستہ
سود کھانا دو شرمگاہ سے متعلق ہین زنا و اغلام دو ہاتھون سے متعلق ہین قتل و چوری ایک
پائون سے متعلق ہے یعنی معرکہ جنگ سے بھاگنا جیسے ایک شخص دو کے سامنے سے یا دس
بیس کے سامنے سے بھاگ جائین اور ایک تمام بدن سے علاقہ رکھتا ہے یعنے نافرمانی والدین
کی اِسطرح کہ اگر وہ کسی حق بات پر قسم کھائین تو فرزند اُنکی قسم پوری نہ کرے اور اگر کچھ مانگین تو اُنکو
نہ دے اور اگر برا کہین تو اُنکو مارے اور اگر بھوکے ہون تو کھانا نہ دے یہ قول اگرچہ قریب ہے
مگر خوب تشفی اِس سے بھی نہین ہوتی ہے اسلیے کہ اس سے کمی و بیشی ہو سکتی ہے مثلاً اِس قول کے
رو سے سود کھانا مال یتیم کا کھانا گناہ کبیرہ ہے اور اِس گناہ کا تعلق مال سے ہے اور جس گناہ کا علاقہ
نفس سے ہے اُسکی مثال مین قتل کو ذکر کیا ہے آنکھ پھوڑنے اور ہاتھ کاٹنے وغیرہ انواع عذاب
اہل اسلام کو ذکر نہین کیا اسیطرح یتیم کا مارنا اور اُسکو عذاب دینا خواہ اُسکا کوئی ہاتھ کاٹ ڈالے

اور دین کا لینا یون ہوتا ہے کہ بہکا کر طرف بدعت کے لاے اور گناہون کی طرف مائل کرے
اور ایسے اسباب کا باعث ہو جنسے وہ اللہ پر جرأت کرنے لگے جیسے بعض واعظین کا دستور ہے
کہ جانب رجا کو جانب خوف پر اتنا غلبہ دیتے ہین کہ آدمی گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے غرضکہ جو گناہ
متعلق بندون سے ہین اُنمین سخت دشواری ہے اور جو گناہ درمیان اللہ اور بندے کے ہین
جبکہ وہ شرک نہون تو اُنمین توقع عفو کی زیادہ ہے حدیث شریف مین آیا ہے دیوان یعنے
نامۂ اعمال تین ہین ایک وہ دیوان ہے جو بخشدیا جاتا ہے دوسرا وہ دیوان ہے جو بخشا
نہین جاتا ہے تیسرا وہ دیوان ہے جو چھوڑا نہین جاتا ہے سو وہ دیوان جو بخشدیا جاتا ہے
گناہ ہین بندون کے درمیان بندہ اور خدا کے اور وہ دیوان جو نہین بخشا جاتا ہے وہ شرک
باللہ ہے اور وہ دیوان جو نہین چھوڑا جاتا ہے مظالم عباد کے ہین یعنی اُنکا مطالبہ ضروری
ہوگا یہانتک کہ معاف کیے جائین اس حدیث کو احمد و حاکم نے عایشہ سے روایت کیا ہے
ف تیسری تقسیم گناہون کی یہ ہے کہ گناہ دو طرح کے ہوتے ہین ایک صغیرہ دوسرے
کبیرہ انکی تعریف مین لوگون کا بڑا اختلاف ہے بعض نے کہا ہے نہ کوئی صغیرہ ہے نہ کبیرہ
بلکہ ہر مخالفت خدا کی کبیرہ گناہ ہوتی ہے یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اللہ نے کہا ہے ان تجتنبوا
کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم و ندخلکم مدخلا کریما وقال
تعالی الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم اور حضرت نے فرمایا
ہے الصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ یکفرن ما بینھن ان اجتنبت الکبائر
رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ دوسرا لفظ یہ ہے کفارات لما بینھن الا الکبائر اور حدیث ابن عمر سے فقط
آیا ہے الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس اور صحابہ نے
تعداد کبائر مین اختلاف کیا ہے چار سے سات تک پھر نو پھر گیارہ تک پھر اس سے بھی زیادہ
ابن مسعود نے چار کبیرہ بتائے ابن عمر نے سات کہے ابن عمرو نے نو کہے ابن عباس نے سات
سنکر کہا سات سے اقرب تر سات سو ہین کبھی کہا کہ جس چیز سے اللہ نے نہی فرمائی ہے وہ

اِسی لئے مبہم رکھا ہے کہ لوگ اُسکے لیے محنتین کرین ہان ہمسے اتنا ہو سکتا ہے کہ ہم اجناس کبائر کو
بتا دین اور اُسکے جزئیات کو ظن و تخمین سے سمجھا دین اور جو سب مین بڑا کبیرہ ہے اُسکی بھی تعریف
کر دین لیکن جو گناہ سب صغائر مین چھوٹا ہے ہم اُسکو نہین بتا سکتے ہین غرضکہ سب سے بڑا کبیرہ وہ ہے
جو معرفتِ الٰہی کا مانع ہوا اور اُس سے اُتر کر وہ ہے جو لوگون کی جان مین خلل ڈالے اور اُس سے
کمتر وہ ہے جس سے بابِ معیشت کا جسپر مدار حیات ہے بند ہو جاے یہ تین امر ایسے ہین کہ کسی
ملت مین درمیان انکے اختلاف نہین ہو سکتا ہے اِس سے ثابت ہوا کہ مراتب کبائر کے تین ہین
ف مرتبہ اول وہ ہے جو مانع ہے معرفت خدا و معرفت رسول سے یہ کفر ہے اور اس سے بڑھ کر
کوئی اور کبیرہ نہین ہے کیونکہ جو حجاب درمیان خدا و عبد کے ہے وہ جہالت ہے اور جس ذریعے سے
قرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے وہ علم و معرفت ہے جتنی معرفت ہوگی اُتنا ہی قرب ہیگا اور جتنی جہالت
ہوگی اُتنا ہی بُعد رہیگا اور قریب جہالت جسکو کفر بھی کہتے ہین امن ہونا ہے عذاب خدا سے اور نا امید ہونا ہے
اُسکی رحمت سے کیونکہ یہ عین جہل ہے جو کوئی اللہ کو جانے پہچانیگا اُس سے یہ نہین ہو سکتا ہے کہ وہ اُسکے عذاب سے
امن مین رہے یا اُسکی رحمت سے نا امید ہو جاے اِسی رتبہ کے قریب سارے اقسام بدعت کے ہین
جنکا تعلق ذات و صفات و افعالِ خدا سے ہے اِنمین بعض بدعتین سخت ترین اور انکا تفاوت
مراتب اُتنا ہی ہے جتنا کہ اُنسے جاہل رہنے مین فرق ہے اور جتنا کہ تعلق انکا ذات و شرائع و اوامر
و نواہی الٰہی سے ہے سو ہر چند مراتب اِنکے بے گنتی ہین لیکن باعتبار کتاب اللہ کے تین قسم ہے ایک وہ
جنکا داخل ہونا زیر ذکر کبائر قرآن معلوم ہے دوسرے وہ جنکا داخل نہونا بیچ اُن کبائر کے معلوم ہے
تیسرے وہ جنکے دخول و عدم دخول مین شک ہے سو طلب کرنا دفع شک کا اس قسم متوسط مین طمع فی
غیر مطمع ہے ف دوسرا مرتبہ کبائر کا وہ ہے جسکا تعلق نفوس سے ہے کیونکہ ابقاء و حفظ نفوس سے دوام
حیات و حصول معرفت بامہ ہوتی ہے تو لا محالہ قتل نفس کبیرہ ٹھہریگا گو بہ نسبت کفر کے کم ہو کیونکہ
کفر عین مقصود کو فوت کرتا ہے اور یہ فقط مفوت وسیلہ مقصود کا ہوتا ہے اسلیے زندگی دنیا کی
مراد نہین ہوتی ہے مگر واسطے آخرت کے اور توصل طرف آخرت کے اُسی اللہ کی معرفت سے ہوتا ہے

یا کوئی اور عضو بیشک بڑا گناہ ہے بہ نسبت اُسکے مال کھانے کے حدیث مین ایک گالی کے عوض دو گالی دینے کو بھی گناہ کبیرہ کہا ہے اسیطرح دست درازی کرنے کو کسی مسلمان کی آبرو مین حالانکہ یہ بات تہمت زنا سے علیحدہ ہے اور شرمگاہ مین نکاح بالید اور مساحقت اوعلت اُبنہ داخل ہے ابو سعید خدری کہتے ہین تم لوگ ایسے عمل کرتے ہو جو تمھاری نظرون مین بال سے زیادہ باریک ہین مگر ہم لوگ اُنکو عہد حضرت مین گناہ کبیرہ سمجھتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ جو گناہ آدمی عمدًا کرتا ہے وہ کبیرہ ہے اور جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے وہ کبیرہ ہے یہ تو اقوال ہین اور لفظ کبیرہ لفظًا مبہم ہے لغت مین خواہ شرع مین اسکے لیے کوئی معنی خاص نہین ہین کیونکہ صغیرہ وکبیرہ امور اضافی ہین ہر گناہ بہ نسبت بعض کے کبیرہ ہوسکتا ہے اور بہ نسبت بعض کے صغیرہ مثلًا اجنبی عورت کے ساتھ لیٹنا بہ نسبت زنا کے صغیرہ ہے اور بہ نسبت آنکھ سے دیکھنے کے کبیرہ ہے کلام مجید کی منصوصات مین بھی تفاوت درجات موجود ہے تعریف کبیرہ مین جو اقوال صحابہ کے آئے ہین وہ بھی کچھ ایسے ہی ہین جیسے اقوال علما کے بیان ہوا اسیلیے معلوم کرنا معنی کبیرہ کے ضرور ہے سوا مر محقق اس باب مین یہ ہے کہ باعتبار شریعت کے گناہ تین قسم پر ہین اول وہ جنکا بڑا ہونا معلوم ہے دوسرے وہ جنکا شمار صغیرہ مین ہے تیسرے وہ جنمین کوئی حکم شرعی معلوم نہین ہے سو ایسے مبہم گناہ کے دریافت کرنے کو کسے تعریف جامع مانع ملنے کی توقع کرنا گویا ایک امر ناممکن کی طمع کرنا ہے یہ بات تو جب ہی ممکن تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس باب مین کچھ فرماتے اور کہتے کہ کبائر تنے ہین دس یا پانچ پھر اُنکے نام بتاتے لکن ایسا اتفاق نہین ہوا بلکہ بعض روایات مین تین اور بعض مین سات فرمائے ہین پر عوض ایک گالی کے دو گالیان دینا کبیرہ فرمایا ہے حالانکہ یہ نہ اُن تین مین داخل ہے اور نہ اِن سات مین اس سے ثابت ہوا کہ شارع کو حصر کرنا کبائر کا مقصود نہ تھا پس جبکہ شارع نے خود تعداد اُسکی مقرر نہ کی تو اب دوسرا کسطرح طمع اُسکی کرسکتا ہے اور شاید شارع نے گنتی کبائر کی اسی لیئے مقرر نہین فرمائی ہے کہ لوگ کبائر سے ڈرتے رہین اور اُسکے خوف سے صغیرہ پر بھی مبادرت نہ کرین جیسے لیلۃ القدر کو

اطلاع کے تدارک نہین ہوسکتا ہے دوسرے یہ کہ کسی یتیم کا مال کھا جاے
تو یہ بھی حقیقۃ مین داخل ہے اِسکا بھی کبیرہ ہونا مناسب ہے اسلیے کہ اس مال کا حقدار
سواے اُس یتیم کے اور کوئی نہین ہے اور وہ بسبب خرد سالی کے نالشی نہین ہوسکتا ہے
اور نہ اُسکو کچھ خبر ہے کہ کیا ہوا بخلاف غصب و خیانت کے کہ غصب تو کھلم کھلا ہوتا ہے
اور خیانت مین مالک امانت مدعی ہو کر اپنا حق لے سکتا ہے اسلیے انکو کبیرہ نہین
کہہ سکتے تیسری صورت یہ ہے کہ جھوٹی گواہی سے کسیکا مال برباد کرادے چوتھی صورت یہ ہے
کہ جھوٹی قسم کھا کر کوئی مال ودیعت وغیرہ کا ہضم کر بیٹھے یہ چارون صورتین ایسی ہین
کہ انمین تدارک نہین ہوسکتا ہے اور نہ انکی تحریم مین اختلاف شرائع کا ممکن ہے پھر بعض
انمین بہ نسبت بعض کے بڑھ کر ہین مگر سبکے سب تبہ دوم سے جسکا تعلق نفوس سے تھا کم درجہ
ہین اور اگرچہ انمین بعض پر شرع نے کوئی حد واجب نہین کی ہے لیکن اسوجہ سے
کہ وعیدات بکثرت آئی ہین اور انتظام دنیاوی مین ان چارون کو بہت بڑا اثر ہے
اسلیے انکا کبیرہ گنا ٹھیک ٹہرتا ہے باقی کھانا سود کا سو اُسمین فقط یہی بات ہے کہ دوسرے کا
مال اُسکی رضامندی سے کھایا جاتا ہے مگر جو شرط کہ شرع نے مقرر کردی ہے اُسمین خلل
آتا ہے ایسے امر مین اگر اختلاف شرائع کا ہو تو کچھ محل عجب نہین ہے اور جبکہ غصب یعنے
کسیکے مال کا چھین لینا کبیرہ نہین ہے حالانکہ وہ کھانا ہے مال غیر کا بغیر اُسکی رضا کے
اور شرع کی رضا بھی اُسمین نہین ہے تو پھر کھانا سود کا جسمین مالک کی رضا موجود ہے
اور فقط رضاے شرع مفقود کیسے کبیرہ ہوگا کوئی یہ کہے کہ دربارۂ سود بڑا زجر آیا ہے
اسوجہ سے کبیرہ ٹھیرا تو غصب وغیرہ مظالم کے باب اور خیانت کے باب مین بھی
ایسا ہی زجر آچکا ہے اُنکا بھی کبیرہ ہونا چاہیے اور یہ کہنا کہ خیانت و غصب کی ایک
آدھ مثل بھی کبیرہ ہے اسمین تامل ہے ظن غالب کا میل اسی طرف ہے کہ کبائر مین نہو بلکہ
یون چاہیے کہ کبیرہ خاص اُسکو کہین جسمین اختلاف شرائع کا نہو سکے تاکہ امور ضروریہ

سوقتل کرنے مین اُسکے اضاعت ہے اور قریب بقتل کاٹ ڈالنا ہاتھ پاؤن کا ہے اور ہر وہ
کام کرنا ہے جو مفضی الی الہلاک ہو یہانتک کہ مار پیٹ کرنا پھر بعض افعال مین بعض سے
بڑے ہین اسی رتبہ مین تحریم زنا ولواطہ بھی داخل ہے اسوجہ سے کہ اگر فرضاً سارے آدمی
قضاء شہوت مردون ہی سے کرنے لگین تو نسل انسانی منقطع ہوجاے اور دفع موجود قریب ہے
قطع وجود سے یعنی جسطرح کہ نابود کرنا وجود انسان کا گناہ کبیرہ ہے ویسے ہی قطع کرنا اُسکی
نسل کا بھی کبیرہ ہی رہا زنا سو اُس سے اگرچہ اصل وجود ذیست و نابود نہین ہوتا ہے مگر وہ نسب کو
پریشان کردیتا ہے اور وراثت وتناصر اور بہت سے ایسے امور کو کہ انتظام زیست کا بے اُنکے
نہین ہوسکتا ہے باطل کرڈالتا ہے بلکہ اتمام انتظام کا ہمراہ اباحت زنا کے ہو ہی نہین سکتا ہے
امور بہائم تو منتظم ہوتے ہی نہین ہین جبتک کہ ایک نر اُنمین ساتھ ایک مادہ کے مختص نہو پھر
امور بشر کا کیا ذکر ہے اس سے ثابت ہوا کہ جس شریعت سے اصلاح مقصود ہوتی ہے اُسمین کسیطرح
زنا مباح نہین ہوسکتا ہے و لہذا زنا رتبہ مین قتل سے کمتر ہے کیونکہ وہ نہ مفوت دوام وجود ہے اور
نہ مانع اصل وجود ہان تمیز نسب کو برباد کرتا ہے اور ایسے اسباب کا محرک ہوتا ہے جو نوبت کشت و
خون کی لائین ہان زنا اغلام سے اشد ہے اسلیے کہ داعیہ شہوت زنا مین دونون طرف سے
ہوتا ہے و لہذا زنا کثیر الوقوع ہے اور اسی کثرت کی وجہ سے اثر اسکے ضرر کا عظیم ہوا کرتا ہے
ف تیسرا امر اموال کا ہے کیونکہ یہ اموال معایش خلق ہین اسلیے یہ بات جائز نہین ہوسکتی ہے
کہ لوگ ایک دوسرے کا مال جسطرح چاہین چوراکر یا چھینکر خواہ کسی اور طرح پر لے بیٹھین بلکہ لائق یہ ہے
کہ مال کی حفاظت کیجاے تاکہ جانین باقی رہین کیونکہ بقاء نفوس کا اسی مال کے سبب سے ہے مگر اتنی
بات ہے کہ اگر کوئی شخص کسیکا مال لے لیتا ہے تو اسکا واپس کرنا ممکن ہے اور اگر کھا جاتا ہے تو
اُس سے تاوان لے سکتے ہین اس خیال سے مال کسے لے لینے مین کچھ عظمت نہین پائی جاتی ہان
اگر اس ڈھب سے لیلے کہ تدارک مشکل پڑے تو اُسدم البتہ کبیرہ ہوسکتا ہے اور اسطرح کے
لینے کی چار صورتین ہین ایک یہ کہ چھپا کرلے اِسکو چوری کہتے ہین اسمین بسبب عدم

درست ہے، یا یہ خیال کرتا ہے کہ اس گواہی پر کوئی دوسرا شخص بھی میرا ساتھ دیگا تو ایسے شخص کے
حق مین کبیرہ قرار دینا اسکا زیبا نہتھا جادو کا یہ حال ہے کہ اگر اسمین کفر کی باتین نہون تو
گناہ کبیرہ ہے ورنہ اُسکی برائی اُتنی ہی ہوگی جتنا ضرر اُس سے پیدا ہوگا جان جانے یا
بیماری وغیرہ کا رہا فرار زحف سے اور نافرمانی والدین کی سو قیاس کی راہ سے انکا محل توقف
مین رہنا چاہیے اور جو کہ سوائے زنا کے لوگون کو اور کسی قسم کی گالی دینا مارنا ظلم کرنا یعنے
مال چھین لینا گھرون سے نکالدینا وطن و شہر چھڑا دینا داخل کبیرہ نہین ہے کیونکہ زیادہ سے
زیادہ گنتی کبائر ذنوب کی سترہ منقول ہے اور یہ امور اُن سترہ مین مذکور نہین ہین تو پھر کہا گنے
اور عقوق والدین کو بھی اگر کبیرہ کہنے مین توقف کیا جاسے تو کچھ دور نہین ہے لکن حدیث مین
نام انکا کبیرہ آیا ہے اسلیے انکو کبائر مین شمار کرنا چاہیے مین کہتا ہون اوپر گذر چکا کہ کبائر
ظاہرہ چارسو ایک کبیرہ ہین تو اب جمود سترہ کبیرہ پر باقی نہ رہا یہ سب معاصی مذکورہ داخل
کبائر رہینگے بالجملہ تنقیح غزالی رح کی اسجگہ یون ہے کہ وہ فرماتے ہین حاصل یہ ٹھیرا کہ مراد ہماری
کبیرہ سے یہ ہے کہ جس گناہ کا کفارہ نماز پنجگانہ نہو سکے اُسکی تین قسمین ہین ایک وہ کہ یقیناً ہم جانتے ہین
کہ صلوات خمس تدارک اُسکا نہین کرسکتے ہین دوسرے وہ کہ نماز پنجگانہ کو انکا مکفر ہونا چاہیے
تیسرے وہ جسمین توقف کیا جاتا ہے پھر یہ متوقف فیہ بھی دو قسم ہین ایک تو ایسے ہین جنکے
کبیرہ ہونے یا نہونے کا ظن غالب ہے دوسرے وہ ہین جنمین شک ہے اور یہ ایسا شک ہے کہ بدون
نص کتاب و سنت کے دور نہین ہوسکتا ہے اور اسوجہ سے کہ اب توقع آنے نص جدید کے باقی
نہین ہے طلب کرنا رفع شک کا محال ہے ف کریمہ ان تجتنبوا کبائر ما
تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم سے معلوم ہوتا ہے کہ بچنا
کبیرہ سے کفارہ ہوتا ہے صغیرہ کا سو یہ بات علی الاطلاق نہین ہے بلکہ اُس صورت مین ہے
کہ باوجود قدرت و ارادہ کے اجتناب کرے مثلاً اگر ایک شخص کسی عورت پر قادر ہے اور
اُس سے وقاع بھی کرسکتا ہے مگر اپنے نفس کو روک کر فقط دیکھنے اور ہاتھ لگانے پر

دین مین سے ہو آب اُن کبائر مین سے جنکو ابوطالب مکی نے گنا ہے دشنام دہی بادہ خواری جادوگری و گریز صف معرکہ سے اور عقوق والدین باقی رہے سو اُنمین سے مے نوشی لائق کبیرہ ہونے کے ہے تشدیدات شرع اسی پر دلیل ہین بلکہ نظر بھی اسلیے کہ جسطرح حفظ نفس کا درکار ہے اسیطرح حفظ عقل کا بھی درکار ہے لاخیر فی النفس دون العقل اسلیے ازالہ عقل کا کبیرہ ٹھیریگا لکن یہ حکم ایک قطرۂ خمر مین جاری نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اُس سے زوال عقل کا نہین ہوتا ہے اِسمین کچھ شک نہین ہے کہ اگر ایک شخص پانی پیے اور اُسمین ایک بوند شراب کی ہو تو یہ کبیرہ نہوگا اگرچہ ایک قطرۂ خمر محل شک ہے لکن اسوجہ سے کہ شرع نے اُسپر حد واجب کی ہے اُسکا کبیرہ ہونا معلوم ہوتا ہے بشر کی کیا تاب ہے کہ سارے اسرار شرع پر واقف ہوسکے پس اگر اسکے کبیرہ ہونے پر اجماع ثابت ہو تو اتباع اجماع کا واجب ہوگا ورنہ مجال توقف باقی ہے قذف کا یہ حال ہے کہ اُسمین فقط آبروریزی ہوتی ہے سو رتبہ آبرو کا بہ نسبت مال کے کم ہے پھر اسکے بہت سے مراتب ہین سب سے بڑا رتبہ یہ ہے کہ تہمت زنا کی لگاے شرع نے اسکو ایک امر عظیم جانا ہے یہانتک کہ اُسپر حد واجب کی ہے ہمارا گمان غالب یہ ہے کہ صحابہ ہر اُس امر کو جسمین ایجاب حد ہے کبیرہ گنتے تھے اس اعتبار سے قذف بھی گناہ کبیرہ ہوسکتا ہے یعنی ایسا گناہ ہے جسکا کفارہ نماز پنجگانہ نہین کر سکتی ہے اب مراد ہماری کبیرہ سے وہی گناہ ہے جسکا کفارہ نماز پنجگانہ نہ کر سکے لکن اس نظر سے کہ اختلاف شرائع کا اُسمین روا ہے نرا قیاس دلیل ہے اُسکے کبر و عظمت پر نہین ہوسکتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ شریعت کا حکم یون ہوتا کہ جب ایک مرد عادل کسی ایک مرد کو زنا کرتے دیکھ لے تو اُسپر گواہی دینا جائز ہوتا اور زانی کو فقط اُسی کی شہادت پر حد زنا دیجاتی اور اگر اُسکی گواہی پذیرا نہوتی تو نظر بمصالح دنیا بھی حد ضروری نہ ٹھیرتی کو علی الجملہ وہ حد منجملہ مصالح ظاہرہ واقعہ فی رتبۃ الحاجات کے ہوتی تو ایسی صورت مین اُس شخص کے حق مین جسکو حکم شرع معلوم ہوتا قذف بھی منجملہ کبائر کے ٹھیرتا مگر جو شخص فقط یہی گمان کرتا ہے کہ مجکو صرف گواہی دینا

اغنیا ایسے ہین کہ باوجود قدرت وآسودگی کے کچھہ محبت مال و دنیا کی اُنکے دلمین نہین ہے اگر
دنیا اُنکے پاس سے فرضًا چلی جاے تب بھی اُنکو کچھہ رنج اُسکی جدائی کا نہو اور باوجود
ثروت و مال کے وہ کبائر سے مجتنب رہتے ہین بلکہ سرے سے اُنکا دل ہی نہین چاہتا ہے کہ وہ
زنا کرین یا شراب پیین یا کوئی اور کبیرہ بجا لائین بلکہ اگر بوجہ ابتلاے دنیا کسی محفل خلاف شرع
یا کسی مجلس منکر مین پھنس جاتے ہین تو اُسکو سخت مکروہ رکھتے ہین تو اسصورت مین وہ فقیر حکم
اغنیاء عاصیین مین ہوسکتا ہے اور یہ غنی حکم فقراء مطیعین مین غرضکہ حال کبائر کا ئی طرح پر ہے
ایک وہ کبائر ہین جنپر دنیا مین حدود و تعزیرات شرع کے وارد ہین اُنسے پاک ہونے کی یہی صورت ہے
کہ اقامت حدو تعزیر کیجاے یہ توبہ اعلی درجہ ہے کفارہ کا پھر اگر وہ کبائر مستور رہے اور یہان اُنپر
بوجہ ستر کچھہ حدو تعزیر جاری نہوئی تو اللہ سے امید ہے کہ بصورت توبہ نصوح وہان بھی وہ
مستور رہین اور معاف ہوجائین بشرطیکہ دلمین ندامت اور آیندہ کے لیے عزم عدم عود اور
فی الحال اُنسے اقلاع حاصل ہوا ہے اور اگر مستور نہین ہے لکن بجہت عدم اجراے حدود شرعی
و دیگر موانع ملکداری یا بوجہ حکومت غیر اسلام وغیرہ اسباب اقامت حدود و تعزیرات کا اتفاق نہین
ہوا ہے تو وہ بدستور ذمہ مرتکب پر باقی رہینگے توبہ ظاہری تکفیر اُن کبائر کی نہین کرسکیگی بلکہ اُنپر ترتب
تعذیب کا ہوگا مثلاً ایک شخص متاہل کھلم کھلا عیاشی کرتا ہے تو شرعًا وہ لائق رجم کے ہوگیا ہے لکن
اُسکا رجم اسلیئے نہین ہوتا ہے کہ قانون ملک مین یہ سزا اُسکے لیے نہین لکھی ہے تو وہ نری توبہ سے ساقط
الحد نہوگا اسلیئے اُسکو بلنا سزاے زنا کا ضرور ہے یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالے اپنے فضل و رحمت عام سے
اپنا حق معاف کردے اور صاحب حق کو عوض مظلمہ کا دے کر اُس سے بھی معاف کرا دے
یا اُسکی توبہ کو اثر مغفرت کا بخشے اللّٰھم انی اسئلک الجنۃ بلا عمل عملتہ واعوذبک
من النار بلا ذنب ترکتہ ۞ دوسرے وہ گناہ کبائر ہین جنپر یہان کوئی حدو تعزیر شرعی
مقرر نہین ہے جیسے کذب و رشوت و اکل مال حرام وغیرہ اُنسے توبہ صحیح کرنا واسطے سقوط سزا کے
انشاء اللہ تعالی کافی ہوسکتا ہے شرائط توبہ کے بجا لاے اور تدارک ایسے معاصی کا بفعل

قانع ہوا ہے تو جو نا پکی اُسکے دلمین اس نظر و لمس کرنے سے ہوگی اُسکی نسبت نفس کو زنا سے
ساتھ مجاہدہ کے بچانے مین نور زیادہ ہوگا اور یہی معنی کفارہ کے ہین یعنی عوض ہونے کے
لکن اگر وہ شخص نامرد ہے یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے عاجز ہے یا کسی ڈر سے باز رہا ہے
تو اس حال مین وہ بچانا نفس کا زنا سے کفارہ نہین ہوسکتا ہے اسی طرح جو شخص خواہشمند شراب کا
نہین ہے یہانتک کہ اگر اُسکو شراب مباح بھی ہوجاوے تو بھی وہ نہ پیے تو ایسے شخص کا شراب
پینے سے محترز رہنا اُن چھوٹے گناہون کا کفارہ نہوگا جو ابتدا ے می نوشی مین ہوتے ہین جیسے مزامیر
وغیرہ کا سُننا ہان جو شخص کہ شراب پینے کی خواہش رکھتا ہے اور مزامیر بھی سننا چاہتا ہے مگر مزامیر سے
تو باز نہین آتا لکن نفس پر زور دیکر شراب نہین پیتا ہے تو البتہ ترک کرنا می نوشی کا غالب ہے کہ
اُسکے دل سے اُس ظلمت کو دور کردے جو راگ سننے سے دل پر آئی ہے اور یہ سب احکام
آخرت کے ہین اور ہوسکتا ہے کہ انمین سے بعض محل شک مین باقی رہین اور قسم متشابہات مین داخل
ہون کہ جنکی تفصیل بدون نص کے معلوم نہوا اور نص مین گنتی اور تعریف جامع گناہ کبیرہ کی کچھہ نہین
آئی ہے بلکہ الفاظ مختلفہ آئے ہین الحاصل صغیرہ گناہ مواظبت و اصرار سے کبیرہ ہوجاتا ہے
اور امر مباح اصرار سے صغیرہ بنجاتا ہے انتہی کلام الغزالی ملخصًا لکن قول محقق یہ ہے کہ اصرار کرنا
صغیرہ پر صغیرہ ہے اور کبیرہ پر کبیرہ ہے اور مباح پر مباح ہے کیونکہ اللہ کی رحمت اُسکے
غضب پر سابق ہے اور اس امر مین بھی تامل ہے کہ باوجود اجتناب کبائر کے کفارہ صغائر کا نہوگو یہ
اجتناب بسبب عجز کے ہو کیونکہ اگر باوجود عجز کے دل گناہ کو چاہتا ہے یہانتک کہ اگر
قدرت ملجاسے تو ہرگز باز نہ رہے لکن محض خوف خدا سے وہ ارادہ اجتناب کا رکھتا ہے
تو کوئی وجہ اسکی نہین ہے کہ اُسکے صغائر ذنوب صلوٰت خمس اور حسنات مفتعلہ سے مکفر نہون
اعتبار اعمال کا نیت پر ہے نہ صورت پر بہت سے فقیر ایسے ہین کہ وہ بحت محبت غنا کی اپنے دلمین رکھتے
ہین اگرچہ ظاہر مین زمانہ اُنکی مساعدت نہین کرتا ہے وہ اگر مالدار ہوجائین تو جن گناہون سے
بسبب فقر و عجز ظاہر ی کے ابتک علٰحدہ ہین یقینًا اُنمین مبتلا ہوکر سب کچھہ کرنے لگین اور بہت سے

کفر ہے جسطرح کہ اُس سے نا امید ہو جانا بھی کفر ہے ایمان ہمیشہ درمیان خوف و رجا کے ہوا کرتا ہے نری رجا شیوہ مرجیہ کا ہے اور نرا خوف شیوہ خارجیہ کا اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ مسلمان کو خائف و راجی ہونا چاہیے وباللہ التوفیق

فصل

گناہِ صغیرہ چند اسباب سے کبیرہ ہو جاتا ہے اُنمین سے ایک اصرار و مواظبت ہے اور اسی بنا پر یہ بات کہی گئی ہے کہ لا صغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار حاصل یہ ہے کہ اگر آدمی ایک کبیرہ کر کے باز رہے اور پھر دوسرا کبیرہ نہ کرے تو اگر یہ امر ممکن ہے تو توقع عفو کی اس صورت مین زیادہ تر ہے بہ نسبت گناہ ضعیف کے جسپر مداومت کیجاتی ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ اگر پتھر پر پانی کا ایک قطرہ پیاپے گرتا رہیگا تو اسمین نشان پڑجائیگا اور اگر سارا پانی اُتنا جتنا کہ قطرات مین گرا ہے ایکبارگی پتھر پر ڈالدیا جائیگا تو کچھ نشان اُسکا نہوگا اسی تاثیر کی وجہ سے حضرت نے فرمایا ہے خیر الاعمال ادومہا وان قل رواہ الشیخان عن عایشۃ لکن بلفظ احب الاعمال *

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمل دائم اگرچہ قلیل ہو نافع ہوتا ہے اور بہت سا عمل جو ایک ہی بار کیا جاے اُسسے دل کی روشنی و طہارت مین نفع قلیل ہوتا ہے اسی طرح گناہ صغیرہ پر اگر کوئی ہمیشگی کرے تو اُسکا اثر دل کے سیاہ و تاریک کرنے مین زیادہ ہوگا فقط اتنی بات ہے کہ آدمی کا گناہ کبیرہ پر ایکبارگی مرتکب ہو جانا بدون اِسکے کہ قبل و بعد اُسکے کوئی گناہ صغیرہ نہ کرے کمتر پایا جاتا ہے مثلاً زانی جب زنا کرتا ہے تو یہ کم ہوتا ہے کہ پہلے سے ارادہ زنا کا اور مقدمات زنا کے نہ کرے اسی طرح قاتل یکایک قتل نہین کر بیٹھتا جبتک کہ پہلے سے دشمنی و عداوت نہو اسیطرح ہر ایک کبیرہ کے ارتکاب مین ضمناً بدایت و نہایت مین گناہ صغیرہ بھی پائے جاتے ہین اور اگر بالفرض کوئی ایسا کبیرہ سرزد ہو کہ اُسکے کرنے مین صغیرہ نہ کرنا پڑے یکایک وہ کبیرہ ہی ہو جاے اور دوبارہ اُسکے کرنے کی نوبت نہ آئی تو غالباً اُسکے معاف ہونے کی توقع زیادہ ہے

حسنات کرے تیسرے وہ کبائر ہین جنپر مرتکب کو علم اُنکے کبیرہ ہونے کا سرے سے حاصل ہی
نہین ہوا ہے اگر علم ہوتا تو ہرگز دیدہ و دانستہ اُنپر اقدام و جرأت نہ کرتا تو ایسے کبائر کے لیے
بھی امید عفو کی ہے جسطرح کہ عمل بالحکم المنسوخ پر بصورت جہل کچھ مواخذہ نہین ہوتا ہے ایسی کل
مین جہل عذر خواہ عاصی ہو سکتا ہے اور اللہ کا رحم و کرم سب سے زیادہ وسیع فسیح ہے ہان شرک و
کفر مین بانواعہا عذر جہل کا بکار آمد نہوگا اور کوئی نوع شرک باللہ کی بغیر توبہ کے بخشی نہ جائیگی
رہے صغائر ذنوب سو وہ بموجب وعدہ الٰہی و بشارت رسالت پناہی کی انشاء اللہ تعالی
مرجو العفو ہین وضو و نماز و جمعہ و رمضان تا رمضان دیگر وغیرہ حسنات ہمیشہ اُنکی تکفیر
کرتے رہتے ہین اسمین کسیطرح کا شک و شبہہ نہین ہے معذلک مالک کو اختیار ہے جس صغیرہ پر
چاہے مواخذہ کرے اگرچہ ذرہ برابر ہو اور جس کبیرہ کو چاہے توبہ سے یا بے توبہ بخشدے کوئی اسکے لیے
مکرہ نہین ہے ایک شخص نے بنی اسرائیل مین سو قتل کیے تھے اُسکو توبہ کرنے پر بخشدیا حالانکہ ایک قتل اکبر کبائر ہے
چہ جائے اس اصرار کے کہ اُسنے بتدریج سو قتل کیے تھے ایک عورت کو بلی کے بھوکھا باندھ رکھنے پر دوزخ
مین بھیجدیا ایک مرد یا عورت فاحشہ کو ایک پیاسے کتے کے پانی لانے پر بخشدیا یہ ساری حکایات احادیث صحیحین
آئی ہین نکتہ نوازی نکتہ گیری دونون اُسکے کام ہین اور اُسکی حکمت اُسی کو معلوم ہے ہماری طاقت نہین ہے
کہ ہم مصالح ان حِکَم کے معلوم کر سکین یا اُنکے لیے کوئی قاعدہ کلیہ ٹھیرا سکین پھر شدت و خفت معصیت کے درجات
ہین اور مراتب اُنکے بہ نسبت فاعلین کے متفاوت ہوتے ہین جو سزا اجزا عالم بے عمل کے لیے ہوگی
وہ واسطے جاہل عاصی کے نہوگی اور جو عقوبت زاہد ریاکار کو ملیگی وہ فاعل مباح بے ریا کے لیے
نہوگی جو گناہ بطور تمرد و جرأت کے عمداً کیا جاتا ہے اُسکا عقاب نہایت شدید ہوتا ہے اور جو
گناہ جہل و سہو و نسیان سے ہو جاتا ہے اُسکی سزا بہ نسبت پہلے گناہ کے کم درجہ ہوتی ہے اسیلیے اہل
علم نے وہ اسباب بھی لکھے ہین جنسے صغائر کبائر بنجاتے ہین تاکہ انسان مرتکب صغیرہ اِس
گھمنڈ مین نہ رہے کہ مین مرتکب کبیرہ کا نہین ہون جب اُسکا صغیرہ کسی سبب سے کبیرہ ہوگیا تو اب
وہ کسطرح اپنے آپکو ارتکاب کبائر سے جدا سمجھکر یقین اپنی مغفرت کا کر سکتا ہے اللہ سے امن ہونا

علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الموبقات یعنے تم ایسے کام کرتے ہو
جو تمھاری نظرون مین بال سے بھی زیادہ تر باریک ہین یعنی بے حقیقت محض ہین ہم اُن کاموں کو
زمانۂ حضرت مین مہلکات سے سمجھتے تھے وجہ اُسکی یہ ہے کہ معرفت صحابہ کے ساتھ جلال
الٰہی کی تمامتر تھی اُنکے نزدیک صغائر بہ نسبت جلال خدا کے کبائر تھے اور اسی وجہ سے
فائدہ جو بات جاہل سے بڑی نہین معلوم ہوتی ہے وہ عالم سے بڑی معلوم ہوتی ہے اور جن
امور مین عامی سے تجاوز کیا جاتا ہے وہ تجاوز اُن جیسے امور مین عارف سے نہین کیا جاتا
کیونکہ گناہ اور خلاف اُتنا ہی بڑا ہوتا ہے جتنی کہ فاعل کی معرفت زیادہ ہوتی ہے تیسرا سبب
صغیرہ کے کبیرہ ہونے کا یہ ہے کہ گناہ کرکے خوش ہو اور فخر کرے اور جانے کہ مجھسے جو یہ
کام ہوا تو خدا کی نعمت کے سبب سے ہوا ہے اور اس بات سے غافل ہو کہ یہ خطا موجب بدبختی کی ہے
سو جتنا مزا صغیرہ کا آدمی کو معلوم ہوگا اُتنا ہی وہ صغیرہ بڑا ہوگا اور دل کے تاریک کرنے مین
اُسکی تاثیر قوی ہوگی یہانتک کہ بعض گناہگار ایسے ہوتے ہین کہ اپنے گناہ و قصور و خطا کی دُم
چاہتے ہین اور اُسکے ارتکاب کا فخر بیان کرتے ہین و شیخی بگھارتے ہین مثلاً مناظرہ کرنیوالا
کہتا ہے کہ کیون جی تمنے دیکھا کہ مین نے فلان شخص کو کیسا رسوا کیا اور کیسے اُسکے عیب
بیان کیے کہ وہ پشیمان ہوگیا اور کیسا اُسکو بنایا اور خفیف کیا اور تاجر کہتا ہے
کہ دیکھو ہمنے کھوٹی چیز کسطرح نکالدی اور خریدار کو فریب دیدیا اور اُسکے مال
مین کیسا اُسکو دم دیا اور اُلّو بنایا سو اس قسم کی باتین ایسی ہین کہ انسے صغیرہ کبیرہ ہوجاتا ہے
کیونکہ گناہ مہلکات ہین جب آدمی اُنمین پھنسجاے اور شیطان کی بن پڑے کہ اس سے حسب مرضی
خود کام لے تو یہ جگہ نہایت افسوس و مصیبت کی ہے کہ دشمن اپنے اوپر غالب ہوا اور اسکو
فائدہ خدا سے بُعد حاصل ہوا دیکھو اگر کوئی بیمار کسی برتن مین دوا پیتا ہے اور وہ برتن اتفاق سے
ٹوٹجاے اور اُسکے ٹوٹنے سے بیمار اس وجہ سے خوش ہو کہ اب رنج دوا پینے کا جاتا رہا تو اُس
بیمار کے اچھے ہونے کی کیا توقع باقی رہیگی چوتھا سبب جس سے صغیرہ کبیرہ ہوجاتا ہے یہ ہے

دہم ابر

بہ نسبت اُس صغیرہ کے جسپر انسان عمر بھر مواظبت رکھے دوسرا سبب صغیرہ کے کبیرہ ہوجانے کا یہ ہے کہ گناہ کو چھوٹا جانے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ آدمی جتنا اپنے گناہ کو زیادہ سمجھیگا اُتنا ہی وہ گناہ نزدیک اللہ کے چھوٹا ہوگا اور جتنا کہ یہ گناہ کو صغیر حقیر جانیگا اُتنا ہی وہ نزدیک خدا کے بڑا اور کبیرہ ہوگا کیونکہ گناہ کو بڑا سمجھنا اس بات کی دلیل ہے کہ دلمین کراہت و نفرت اُس گناہ کی موجود ہے ایسمین اُسکی تاثیر بھی دلمین خوب نہین ہوتی اور گناہ کے چھوٹا جاننے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دلکو اُسکے ساتھ الفت ہے اسی وجہ سے دلمین اُسکا اثر بہت ہوتا ہے اور طاعات سے مطلوب یہی ہے کہ دلمین روشنی ہو اور خطاؤن سے یہی ڈر ہے کہ دلپر سیاہی نہ آئے یہی وجہ ہے کہ جب آدمی سے کوئی بات غفلت مین ہوجاتی ہے تو اُسپر مواخذہ نہین ہوتا ہے کیونکہ غفلت مین دلپر اثر نہین ہوتا ہے اور حدیث حارث بن سعید مین فرمایا ہے کہ مومن اپنے گناہ کو ایسا جانتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ اُسکے اوپر آگیا اب سرپر گریگا اور منافق اپنی خطا کو ایسا سمجھتا ہے جیسے ناک پر مکھی بیٹھی اُسکو اوڑا دیا بعض اکابر نے کہا ہے جس گناہ کی مغفرت نہین ہوتی ہے یہ وہ گناہ ہے جسکے بعد آدمی یہ کہے کہ یالیت کل ذنب عملته مثل ھذا یعنے کیا اچھا ہوتا اگر تمام گناہ جو کہ مین نے کئے ہین سب ایسے ہی ہوتے ع بان ای شب وصل آنچنان باش کہ دوش ✤ اور ایماندار کے دلمین جو گناہ کی عظمت ہوتی ہے اُسکی یہ وجہ ہے کہ وہ اللہ کے جلال کا علم رکھتا ہے جب وہ یہ جانتا ہے کہ مین نے اِس گناہ سے کسکی نافرمانی کی ہے تو صغیرہ بھی اُسکی نظر مین کبیرہ سوجھتا ہے اللہ نے بعض انبیا کو وحی کی تھی کہ تو ہدیہ کی قلت پر نظر نکر یہ دیکھ کہ جسنے بھیجا ہے وہ کتنا بڑا ہے اور اپنی خطا کے صغیر ہونے کو مت دیکھ یہ دیکھ کہ اس خطا سے تونے کسکا مقابلہ کیا ہے اسی بنیاد پر بعض عارفین نے کہا ہے لاصغیرة بل کل مخالفة لله فهی کبیرة یعنے صغیرہ گناہ کا سرے سے وجود ہی نہین ہے جس امر مین خدا کی مخالفت کی ہے وہ کبیرہ ہے اسی طرح بعض صحابہ نے بعض تابعین سے کہا تھا انکم لتعملون اعمالا هی فی اعینکم ادق من الشعر کنا نعدها

کرے اور پھر اُس گناہ کو اُسپر سہل کر دکھاے چھٹا سبب صغیرہ کے کبیرہ ہو جانے کا یہ ہے کہ گناہ کرنے والا عالم مقتدا ہو تو عالم آدمی جب کوئی گناہ صغیرہ کا کرے اسطرح کہ اُسکی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی کرنے لگین تو یہ گناہ اُسکے حق مین کبیرہ ہو جاتا ہے مثلاً اگر ریشمی کپڑا پہنے یا مذہب و مطلا سواری مین سوار ہو یا مال شبہ کا لیلے یا بادشاہون کے پاس آمد و شد رکھے اور اُنکے حال کو بُرا نہ جانے بلکہ اُنکی موافقت کرے یا مسلمانون کی عزت مین زبان درازی کرے یا مناظرے مین سخت و سست بکے یا کسی کے خفیف کرنے کا ارادہ ہو یا ایسے علوم سیکھے جنسے فقط جاہ دنیا کے حاصل ہوتی ہے جیسے علم مناظرہ یا جدل سوا ایسے قصور شخص عالم کے ایسے ہوتے ہین کہ لوگ اُنکی سند پکڑتے ہین عالم تو مرجاتا ہے مگر اُسکی برائی باقی رہجاتی ہے اور مدتون تک جہان مین پھیلتی ہے فطوبی لمن اذا مات ماتت ذنوبہ معہ یعنے وہ بہت اچھا شخص ہے جب مرا تو اُسکے گناہ بھی اسی کے ساتھ مر گئے حدیث مین آیا ہے جو کوئی ایک طریق بد نکالے تو اُسپر خود اُسکے کرنے کا گناہ ہوگا اور اُن لوگون کا گناہ بھی ہوگا جو اُس فعل کے مرتکب ہونگے حالانکہ اُنکے وبال سے بھی کچھ کم نہ کیا جائیگا یعنی مجرم کو جدا گناہ ہوگا اور بانی جرم کو جدا گناہ قال تعالی ونکتب ما قدموا وآثارھم آثار انکے اعمال کو کہتے ہین کہ بعد گذر جانے عمل و عامل کے عامل کو پہونچتے رہین ابن عباس نے کہا ہے عالم کی خرابی دوسرون کے اتباع سے ہوتی ہے اُس سے اگر لغزش ہو جاتی ہے تو وہ توبہ کر لیتا ہے مگر لوگ اُس بات کو کیے جاتے ہین اور جہان مین منتشر کر دیتے ہین بعض نے کہا ہے کہ عالم کا قصور مثل لوٹنے کشتی کے ہے کہ وہ خود بھی ڈوبتی ہے اور جو لوگ اُسپر سوار ہوتے ہین اُنکو بھی ڈبوتی ہے حکایت بنی اسرائیل مین ایک عالم تھا وہ لوگون کو بدعت سکھا کر گمراہ کیا کرتا تھا پھر اُسکو توبہ نصیب ہوئی تو ایک مدت تک اصلاح خلق کیا کیا اللہ نے اُسوقت کے پیغمبر کو وحی بھیجی کہ اُس سے کہدو کہ اگر تو نے فقط میرا ہی قصور کیا ہوتا تو البتہ مین معاف کر دیتا لیکن اسکا کیا علاج ہے کہ تو نے میرے بندون کو گمراہ کیا اور انکو مین نے بسبب گمراہ ہو جانے کے دوزخ مین ڈالا اس سے ثابت ہوا کہ علما کے لیے بڑا خطرہ ہے اسلیے

کہ اللہ کی پردہ پوشی اور مہلت دینے اور حلم فرمانے کو اُسکی عنایت کا باعث سمجھے اور اس سے سمجھے
ترک گناہ مین کاہلی کرے اور یہ نجانے کہ اس مہلت دینے سے اُسکو یہ منظور ہے کہ اور زیادہ
گناہ کرے بلکہ یہ مہلت دلیل خفگی و ناراضی و غصہ کی ہے جسکو اس شخص نے موجب عنایات
و توجہات کا سمجھا ہے معلوم ہوا کہ یہ شخص خدا کے عذاب سے مامون ہے اور مکا من غرور
باللہ سے جاہل ہے قال تعالی و یقولون فی انفسہم لولا یعذبنا اللہ بما نقول حسبہم
جھنم یصلونھا و بئس المصیر یعنے کہتے ہین اپنے جی مین کیون نہین عذاب کرتا ہمکو
اللہ اسپر جو ہم کہتے ہین کافی ہے انکو دوزخ بیٹھینگے اُسمین سو بُری جگہ ہے وہ پانچوان سبب صغیرہ کے
کبیرہ ہو جانیکا یہ ہے کہ گناہ کرکے اُسکو لوگون سے کہتا پھرے یا وہ گناہ کسی شخص کے سامنے کرے
کیونکہ اسمین اول تو خدا کی پردہ پوشی کا دور کرنا ہے دوسرے غیر کو اس گناہ کی رغبت دلانا ہے
تو گویا ایک گناہ کے ضمن مین دو قصور ہوے اس سبب سے یہ قصور بڑا ہو گیا اور اگر اس دوسرے کو
رغبت دینے پر اتنی بات اور کی ہے کہ اُسکے لیے سامان اس قصور کا بھی جمع کر دیا ہے تو یہ چوتھا
قصور ہوا اور نہایت خراب کام ہوا حضرت نے فرمایا ہے سب آدمیون کے قصور معاف
ہونگے مگر ان لوگون کی جو گناہ کو ظاہر کرتے ہین رات کو ایک شخص اُنمین کا گناہ کرتا ہے جسکو
اللہ نے اُسپر پوشیدہ رکھا تھا صبح اُٹھکر کشف ستر خدا کر دیتا ہے اور اپنے گناہ کو بیان کرتا ہے
رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ سوا ایسے شخص کے قصور معاف ہونگے اسکی یہ وجہ ہے کہ اللہ
کی صفات و نعمتون مین ایک یہ صفت بھی ہے کہ وہ اچھی بات کو ظاہر کرتا ہے اور عیبون کو
چھپاتا ہے اور پردہ فاش نہین کرتا ہے تو اپنے عیب کو ظاہر کرنا اس نعمت کی ناشکری کرنا ہے
بعض اکابر نے کہا ہے کہ آدمی کو اول تو گناہ ہی کرنا نہ چاہیے اور اگر کیا ہے تو دوسرے کو
ترغیب نہ دے ورنہ دو گناہ کا مرتکب ہوگا اسی خیال سے اللہ نے فرمایا ہے المنافقون و المنافقات
بعضھم من بعض یأمرون بالمنکر و ینھون عن المعروف اور بعض سلف نے کہا ہے کہ
آدمی اپنے بھائی مسلمان کی پردہ دری اس سے بڑھ کر نہین کرتا ہے کہ اُسکی مدد کسی گناہ مین

فضیحت پر عیب

وہ شخص جو بہیمہ سے وقاع کرے ۶ - اور وہ جو عمل قوم لوط کرے یعنی اغلام اسمین
اُبنہ بھی داخل ہے ۷ - اور وہ جو پاس کسی کاہن کے آئے یعنی خبر غیب سننے کو یا پوچھنے کو یا اُسکی تصدیق
کرنے کو ۸ - اور وہ جو عورت کی دبر مین صحبت کرے - ۹ - اور وہ جو حائض کے پاس آئے
یعنی اُس سے جماع کرے حالت حیض مین - ۱۰ - اور وہ عورت جو مردہ پر نوحہ کرے اور
اُنپر جو اس عورت کے اردگرد بیٹھین - ۱۱ - اور وہ شخص جو امام نماز بنے ایسی قوم کا
جو اُس سے کراہت کرتے ہین - ۱۲ - اور وہ عورت جو سور ہے اور خاوند اُسکا اسپر خفا ہے
یا وہ بستر سے شوہر کے الگ ہو ۱۳ - اور وہ جسنے کوئی جانور واسطے غیر اللہ کے ذبح
کیا ۱۴ - اور وہ جو چوری کرتا ہے تھوڑی ہو یا بہت ۱۵ - اور وہ شخص جو سب
صحابہ رضی اللہ عنہم کرتا ہے ۱۶ - اور وہ مرد جو زنانہ وضع بناتا ہے ۱۷ - اور وہ عورت
جو مردانہ وضع بناتی ہے ۱۸ - اور وہ مرد جو مشابہ عورتون کے بنتا ہے ۱۹ - اور وہ عورت
جو مشابہ مردون کے بنتی ہے ۲۰ - اور وہ عورت جو لباس مردانہ پہنتی ہے ۲۱ - اور
وہ مرد جو لباس زنانہ پہنتا ہے ۲۲ - اور وہ شخص جو راہگذر مین پاخانہ پھرتا ہے
۲۳ - اور وہ عورت جو ہاتھ کو رنگین نہین کرتی ہے اور سرمہ نہین لگاتی ۲۴ - اور
وہ شخص جو جورو کو خاوند پر اور غلام کو سید پر بھڑکاتا ہے ۲۵ - اور وہ شخص جو ہتھیار سے
طرف اپنے بھائی کے اشارہ کرتا ہے یعنی تلوار وغیرہ سے اُسکو دھمکاتا ہے ۲۶ - اور وہ
شخص جو زکوۃ نہین دیتا ہے ۲۷ - اور وہ شخص جو اپنا نسب غیر پدر سے یا اپنی غلامی غیر مالک سے
جوڑتا ہے ۲۸ - اور وہ شخص جو منھ پر داغ دیتا ہے ۲۹ - اور وہ شخص جو کسی حد مین
حدود خدا سے سفارش کرتا ہے بعد اسکے کہ وہ حد حاکم تک پہونچ گئی ہے ۳۰ - اور
وہ عورت جو اپنے گھر سے بغیر اجازت شوہر کے باہر جاتی ہے ۳۱ - اور وہ شخص جو تارک
امر بمعروف و نہی عن المنکر ہے باوجود امکان کے ۳۲ - اور وہ شخص جو شراب پیتا ہے
یا پلاتا ہے یا فروخت کرتا ہے یا خرید کرتا ہے اور وہ شخص جسکے لیے شراب خرید کی گئی ہے

انکو دو باتین کرنا چاہیین اول یہ کہ سرے سے گناہ کو ترک کرین اصلا مرتکب کسی معصیت کے نہون دوسرے یہ کہ اگر گناہ ہو جاے تو مخفی رہے ظاہر نہونے پاے اور جسطرح کہ علما کو بسبب گناہون کے وبال زیادہ ہوتا ہے اسی طرح انکو نیکون کا ثواب بھی بسبب دوسرون کے اتباع کے زیادہ ملتا ہے مثلا اگر عالم زینت ظاہری اور رغبت فی الدنیا چھوڑ دے اور دنیا سے شیء یسیر پر قناعت کرے اور کھانا بقدر بسر وقت کھائے اور برا نا کپڑا پہنے اور یہ باتین اسکے اتباع سے اور لوگ اختیار کرلین خواہ عالم ہون یا عامی تو جتنا ثواب اورون کو ملیگا وہ سارا ثواب اسکو بھی ملیگا اور اگر خود عالم راغب ہے زینت مین تو اُس سے بھی کم رتبہ والے اسکی دیکھا دیکھی ضرور طرف اُس زینت کے مائل ہونگے اور تکلف ظاہری بدون خدمت حکام ظالم اور مال حرام جمع کرنے کے ہو نہین ہو سکتا ہے تو گویا یہی عالم ان امور کا باعث ہوا بالجملہ جسطرح حرکات عالم سے نفع زیادہ ہوتا ہے ویسا ہی نقصان بھی زیادہ ہوتا ہے

وهذا الفه ركاف فی تفاصیل الذنوب التی التوبه توبة عنها ف کبائر ذنوب مین وہ کبائر اکبر سمجھے گئے ہین جنکے مرتکبین پر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے یہ لعنت بالوصف احادیث شریفہ مین بغیر تعیین کے آئی ہے اور ایک جماعت پر بالتعیین بھی لعنت فرمائی ہے اُن کبائر سے بچنا اور اُنسے توبہ کرنا نہایت اہم ہے بعض ائمہ علم نے ذکر اُن ملاعین کا بغیر سند کے بغرض اختصار کلام کیا ہے ہم بھی اُسکو ویسا ہی نقل کرتے ہین اگر اصل احادیث پر اطلاع حاصل کرنا ہو تو کتب حدیث موجود ہین بلکہ یہ احادیث مطاوی ابواب کتاب زواجر مین مذکور ہین بالجملہ حضرت نے لعنت کی ہے اُس شخص پر جو سود کھاتا ہے اور دوسرے کو کھلاتا ہے اور گواہ و کاتب سود بنتا ہے ۲ اور تصویر بنانے والون پر ۳ اور اس شخص پر جو منار یعنی حدود زمین کو مٹا دے مثل اُس شخص کے جو ایک ٹکڑا سڑک کا یا مسجد لیکر اپنے گھر مین ملالے اور مکان وقف کو لیکر اپنی ملک ٹھیرا لے ۔ ۴ ۔ اور وہ جو کسی اندھے کو رستہ سے بہکا دے بصیر جاہل بھی اسی کے ساتھ ملحق ہے ۵ اور

۵۸- اور وہ شخص جو قرآن کو چھپاتا ہے یعنی اُسکا حکم ظاہر نہین کرتا ۵۹- اور وہ شخص جو اپنے
مان باپ پر یا ایک پر مان باپ کے لعنت کرتا ہے یعنی اُنکو بُرا کہتا ہے اور برائی سے یاد کرتا ہے
۶۰- اور وہ شخص جو کسی مسلمان سے مکر کرتا ہے یا اُسکو ضرر پہونچاتا ہے ۶۱- اور وہ شخص
جو گاتا ہے یا گانا سنتا ہے ۶۲- اور بوڑھا آدمی جو زناکار ہے فرمایا ہے ساتون آسمان
اور ساتون زمینین لعنت کرتی ہین شیخ زانی کو یہی حکم شیخہ زانیہ یعنی بوڑھی عورت بدکار کا
بھی ہے ۶۳- اور وہ شخص جو درمیان مان اور اولاد کے یا درمیان بھائیون کے جدائی
ڈالتا ہے ۶۴- اور وہ شخص جو درمیان حلقہ کے بیٹھا ہے ۶۵- اور وہ شخص جو حی علی الصلوٰة
سنکر جواب نہین دیتا یعنی حاضر مسجد نہین ہوتا بلا عذر شرعی کے ۶۶- اور وہ شخص
جو درخت بیر کو قطع کرتا ہے ابو الدرداء نے کہا مراد اس درخت سے وہ درخت ہے جو
راہون اور جنگلون مین ہوتا ہے مسافر اُسکے سایہ مین آرام پاتے ہین ۶۷- اور لعنت کیا ہے
اللہ لاعب شطرنج پر ۶۸- اور وہ شخص جو باریک کپڑے بغیر ازار چلتا ہے جس سے
ستر کھلی ہوئی نظر آتی ہے اُسپر فرشتے لعنت کرتے ہین یہانتک کہ گھر مین پھر آئے
یا توبہ کرے اور جب ظاہر ہون بدعات اور گالی دیجاے میرے اصحاب کو تو واجب ہے
عالم پر کہ ظاہر کرے علم اپنا اگر ایسا نہ کریگا تو اُسپر اللہ و ملائکہ و تمام لوگون کی لعنت ہے
اللہ نے مجکو اور میرے اصحاب کو پسند کیا اُنمین وزرا و انصار و اصہار ہین جو کوئی
گالی دیگا اُنکو اُسپر لعنت ہے اللہ و ملائکہ و سارے لوگون کی قبول نہین کرتا اللہ اُس سے
دن قیامت کو صرف اور نہ عدل سات شخص ہین کہ نظر نہ کریگا اللہ طرف اُنکے دن قیامت کو
اور نہ پاک کریگا اُنکو اور فرمائیگا اُنکو جاؤ آگ مین ہمراہ جانے والون کے فاعل و مفعول
ناکح ید ناکح بہیمہ ناکح زن فی الدبر جامع درمیان زن و دختر زن زانی ساتھ زن ہمسایہ کے
ایذا دینے والا ہمسایہ کا جو شخص والی ہو کسی امر کا میری امت سے پھر رحم نہ کیا اُسنے اُنپر
تو اُسپر لعنت ہے اللہ کی اور جسنے نکالی کوئی بدعت مدینہ منورہ مین یا جگہ دی یعنی ٹھہرنے دیا

اور وہ شخص جو اُسکو بناتا ہے اور نچوڑتا ہے اور جو اُسکو اُٹھاتا ہے اور وہ جسکے پاس اُسکو
اُٹھا کر لیجاتا ہے اور وہ جو قیمت شراب کی کھاتا ہے اور وہ جو رستہ شراب خانہ کا بتاتا ہے
یہ گیارہ شخص ہوسے جو زبان خاتم النبیین پر ملعون ہین اور خود شراب پر بھی لعنت فرمائی ہے
۳۳۔ اور وہ شخص جو زن ہمسایہ سے حرام کرتا ہے اس ایک زنا کا گناہ برابر دس زنا کے
ہوتا ہے ۳۴۔ اور وہ جو جلق لگاتا ہے یعنی ذکر کو قبض کرکے انزال کرتا ہے ۳۵۔ اور
وہ شخص جو مان سے صحبت کرتا ہے اور اُسکی بیٹی سے ۳۶۔ اور وہ شخص جو حکم مین رشوت
دیتا ہے یا لیتا ہے اور بیچ مین پڑکر رشوت دلاتا ہے ان تینون کا ایک حکم ہے ۳۷۔ اور
وہ شخص جو علم دین کو چھپاتا ہے ۳۸۔ اور وہ جو احتکار کرتا ہے یعنی غلات کو بامید گرانی
نرخ کے باوجود حاجت کے خلق کی روک رکھتا ہے ۳۹۔ اور وہ جو کسی مسلمان کو حقیر
کرتا ہے یعنی اُسکی مدد نہین کرتا بے مدد چھوڑ دیتا ہے ۴۰۔ اور وہ والی جسکے دل مین رحم
نہین ہے یعنی ستمگر ہے ۴۱۔ اور وہ مرد جو نکاح نہین کرتے یعنی بلا وجہ و بلا مانع شرعی
۴۲۔ اور وہ عورتین جو نکاح نہین کرتین یعنی بلا عذر شرعی ۴۳۔ اور وہ شخص جو کسی بیابان
مین تن تنہا اکیلا جاتا ہے ۴۴۔ اور وہ شخص جو کسی جاندار کو نشانہ تیر اندازی کا بناتا ہے
۴۵۔ اور وہ شخص جو دین مین کوئی بدعت و محدث نکالتا ہے یا کسی بدعتی و محدث کو جگہ دیتا ہے
۴۶۔ اور وہ شخص جو قبرون پر چراغ جلاتا ہے ۴۷۔ اور وہ شخص جو مقابر مین مسجد بناتا ہے
۴۸۔ اور وہ عورتین جو قبرون کی زیارت کرتے ہین ۴۹۔ اور وہ عورت جو چیخ کر روتی ہے
۵۰۔ اور وہ عورت جو سر منڈاتی ہے ۵۱۔ اور وہ عورت جو وقت مصیبت کے کپڑے پھاڑتی
ہے ۵۲۔ اور وہ لوگ جو کہ بات کو مثل شعر کے تقفیف کرتی ہین ۵۳۔ اور وہ شخص جو زمین
اور بلاد مین فساد کرتا ہے ۵۴۔ اور وہ شخص جو اپنے باپ کا انکار کرکے کسی اور کی طرف
انتساب کرتا ہے ۵۵۔ اور وہ شخص جو بیاہی عورت کو تہمت زنا کی لگاتا ہے ۵۶۔ اور وہ
شخص جو اپنے یارون پر لعنت کرتا ہے ۵۷۔ اور وہ شخص جو قطع رحم بلا موجب شرعی کرتا ہے

الا ان یکون لا یستحق اور جو شخص آمر بمعروف و ناہی عن المنکر ہو اسکو اور ہر مؤدب کو
چاہیے کہ جس شخص کو مخاطب بامر و نہی کرے بقصد زجر و تادیب تو یون کہے یا ضعیف
العقل یا قلیل النظر لنفسہ یا ظالم نفسہ و نحو ذلک کہ اسمین نہ کذب ہے نہ قذف
صریح یا کنایہ و تعریض کرے اگرچہ سچی بات کہتا ہو انتہی ما فی الزواجر ف کوئی یہ کہے
کہ گواہی اسکی قبول ہوتی ہے جو کبائر سے بچے اور قبول شہادت مین صغیرہ گناہون سے
بچنا شرط نہین ہے اور قبول شہادت ایک حکم دنیوی ہے اور کبیرہ پر کوئی حکم دنیوی متعلق
نہین ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ گواہی کا قبول نہونا کچھ خاص ساتھ کسی کبیرہ کے نہین ہے
بلکہ ہو سکتا ہے کہ صغیرہ گناہ سے بھی آدمی کی گواہی معتبر نہو مثلاً جو شخص مزامیر سنے اور ریشمی
کپڑا پہنے اور سونے کی انگشتری ہاتھ مین رکھے اور چاندی سونے کے برتنون مین کھاوے پیے
تو سب ائمہ کے نزدیک اسکی گواہی مقبول نہوگی حالانکہ ان چیزون مین کوئی بھی کسی کے نزدیک
کبیرہ نہین ہے امام شافعی نے کہا ہے اگر کوئی حنفی نبیذ پیے تو مین اسکو حد مارونگا مگر اسکی
شہادت کو رد نکرونگا اس مسئلہ مین حد مارنے کے اعتبار سے تو نبیذ پینے کو کبیرہ ٹھیرایا مگر
اسکے سبب سے شہادت کو رد نہین کیا یہ دلیل ہے اسپر کہ قبول و رد شہادت کچھ منحصر صغیرہ
یا کبیرہ پر نہین ہے بلکہ ہر قسم کے گناہ صغائر ہون یا کبائر ناقض عدالت ہوتے ہین
بجز ان امور کے جنسے انسان بحسب عادت بچ نہین سکتا مثلاً غیبت کرنا اور دوسرے
کی برائی کے جستجو مین رہنا اور بدگمان ہونا اور بعض باتون مین جھوٹ بولنا اور غیبت سننا
اور امر بمعروف و نہی منکر کو چھوڑنا اور شبہات کی چیزون کا کھانا اور لڑکی اور غلام کو گالی
دینا اور غصہ کے وقت ضرورت مصلحت سے زیادہ انکو مار بیٹھنا اور ظالم بادشاہ
کی تعظیم کرنی اور بدکارون سے دوستی رکھنا اور تعلیم کرنے مین زن و فرزند کے امور دین کو
سستی کرنا کہ یہ سب اس قسم کے گناہ ہین کہ ہر ایک گواہ مین انمین سے تھوڑے یا بہت
ضروری پائے جاتے ہین یہ اور بات ہے کہ کوئی شخص فقط آخرت کو مد نظر رکھکر لوگون سے

کسی بدعتی کو تو اُسپر لعنت ہے اللہ اور فرشتون اور تمام لوگون کی قبول نہ کریگا اللہ اُس سے دن قیامت کو
صرف اور نہ عدل اور جو غلام بنا غیر مولی کا اُسپر لعنت ہے اللہ و ملائکہ و سارے لوگون کی اور
جو عورت چھوڑ دیتی ہے بستر اپنے خاوند کا لعنت کرتے ہین اُسکو فرشتے صبح تک کیونکہ حق شوہر کا
بی بی پر یہ ہے کہ اگر وہ اُسکو بلاے اور عورت پشت پالان پر ہو تب بھی اُسکو اپنے جان سے زیادہ
دوسرا حق زوج کا زوجہ پر یہ ہے کہ روزہ نفل نہ رکھے مگر اُسکی اجازت سے اگر ایسا کریگی تو بھوکی
پیاسی رہیگی وہ روزہ اُس سے قبول نہوگا اور نہ نکلے اپنے گھر سے مگر اُسکی اجازت سے اگر نکلیگی
تو لعنت کرینگے اُسپر فرشتے رحمت کے اور فرشتے عذاب کے یہانتک کہ پھر آئے اور جسنے اشارہ
کیا طرف اپنے بھائی کے لوہے سے یعنے کسی ہتھیار سے وہ ملعون ہے اگرچہ وہ بھائی ایک ہی ماں باپ
کیون نہو لعنت کرے اللہ واصلہ مستوصلہ واشمہ مستوشمہ نامصہ متنمصہ پر چھہ شخص ہین جنپر نبی نے
لعنت کی ہے دوسری روایت مین یون آیا ہے کہ اللہ نے اُنپر لعنت کی ہے اور ہر نبی مجاب
الدعوۃ نے تحریف کرنے والا کتاب اللہ کا دوسرا لفظ یہ ہے زیادہ کرنے والا کتاب اللہ
مین اور جھٹلانے والا اللہ کی تقدیر کا اور تسلط کرنے والا ساتھ جبروت کے یعنے ظلم و زیادتی
کی تاکہ عزت دے اُسکو جسے اللہ نے ذلیل کیا ہے اور ذلیل کرے اُسکو جسے اللہ نے عزت دی ہے
اور حلال کرنے والا اللہ کی حرمت کا اور حلال کرنے والا میری عترت سے یعنی اُس چیز کا جو
منع ہے اور ترک کرنے والا میری سُنت کا تر ہے وہ لوگ جنکو حضرت نے بالاعیان لعنت کی ہے
وہ اِس حدیث مین مذکور ہین اللھم العن رعلا و ذکوان و عصیۃ عصوا اللہ و رسولہ
یہ تین قبیلے تھے قبائل عرب سے لکن ہوسکتا ہے کہ حضرت نے مرنا اُنکا یا اُنکے اکثر کا کفر پر
معلوم کرلیا ہو تب اُنکو لعنت کی ہے بعض علما نے کہا ہے کہ قریب بلعنت ہے دعاے شر کرنا
کسی انسان پر یہانتک کہ ظالم پر جیسے یون کہنا لا اصح اللہ جسمہ ولا سلمہ اللہ ونحو
ذلک اسی طرح ہر مذموم پر اور لعنت کرنا سارے حیوانات و جمادات پر مذموم ہے بعض
اہل علم نے کہا ہے جس شخص نے لعنت کی ہے غیر مستحق لعن پر تو وہ جلدی سے یون کہے

معلوم نہین ہے اِس اقرار و شہادت مین تصریح ایلاج فرج بالفرج کے ہونا لابدی ہے او شبہات محتملہ سے
سقوط حد کا ہو جاتا ہے مثلاً اقرار کرکے مکر جاوے یا عورت کواری ہو یا اُسکے بدن مین ہڈی ہو
یا مرد نامرد و مجبوب ہو دوسرا کبیرہ اغلام ہے اِسکی حد بھی قتل ہے اگرچہ کوارا ہو یہی حکم مفعول کا
بھی ہے کہ اُسکو بھی جان سے مارین جبکہ وہ مختار ہو نہ مجبور ہان ناکح بہیمہ کو تعزیر کیجائیگی نہ حد
تیسرا کبیرہ چوری کرنا ہے جب کوئی شخص مکلف مختار ہو کر مال محرز سے بقدر ربع دینار چورائیگا
تو اُسکا داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا بنص کتاب و سنت اور ایکبار کا اقرار یا دو شہادت کافی ہے
لکن اگر مسروق علیہ قبل بلوغ اِس مقدمہ کے تا سلطان معاف کردیگا تو حد ساقط ہو جائینگے نہ بعد
بلوغ کہ اسدم اقامت واجب ہو جاتی ہے ہان خائن و غاز نکرو اوچکے پر حد قطع ید نہین ہے
چوتھا کبیرہ جحد عاریت ہے اِسمین قطع ید آیا ہے خلافاً للجمہور پانچوان کبیرہ قذف محصنات ہے
اِسمین فقط اسّی کوڑے مارنا واجب آتا ہے اِسکا ثبوت اقرار واحد قاذف یا دو شہادت عدل سے
ہو جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کریگا تو اُسکی شہادت قبول نہو گی ہان اگر چار گواہ اپنے قذف کے
لے آئیگا تو حد ساقط ہو جائیگی یا مقذوف اقرار زنا کرلے تب حد ساقط ہو چھٹا کبیرہ شراب خواری ہے
اسکی حد رائے امام پر ہے چالیس کوڑے مارے یا کم زیادہ یا جوتے لگاوے ایکبار کا اقرار یا گواہی دو
مرد عدل شعار کی کفایت کرتی ہے اگرچہ قتے پر ہو اسمین حکم قتل کا منسوخ ہو چکا ہے **قف** تعزیر
ان معاصی مین ہوتی ہے جنمین وجوب حد کا نہین ہے یہ تعزیر کبھی حبس کے ساتھ اور کبھی ضرب کے
ساتھ اور کبھی نحو ہا کے ساتھ ہوتی ہے لکن دس کوڑون سے زیادہ نمارے ساتوان کبیرہ
رہزنی ہے اِسکی حد قرآن پاک مین قتل یا صلب یا قطع ید و رجل یا نفی زمین سے آئی ہے
امام جون ہی حد مناسب جانے قائم کرے لکن اگر وہ قبل قدرت کے تائب ہو جائیگا تو حد
ساقط ہو جائیگی **قف** وہ لوگ جو مستحق قتل کے ہین اُنمین ایک حربی دوسرا مرتد تیسرا ساحر چوتھا
کاہن پانچوان دشنام دہندہ خدا و رسول و اسلام و کتاب و سنت و طاعن فی الدین ہے
چھٹا زندیق لکن پہلے اِنسے توبہ طلب کرلین اگر تائب ہون تو مارے جائین ورنہ الا فلا ساتوان

کنارہ کش ہوجاے علیحدہ جا رہے اور مدت تک نفس کے ساتھ مجاہدہ کرے یہانتک کہ
اگر پھر لوگون مین آملے تب بھی ویسا ہی رہے جیسا کہ خلوت مین تھا تو ایسا شخص اس
قسم کے گناہون سے خالی ہوسکتا ہے اور گواہی مین ایسے ہی لوگون کا قول اگر معتبر ہو کرے
تو اول تو ایسے شخص کا ملنا مشکل ہے دوسرے سارے احکام و شہادات جاتے رہین
حاصل یہ کہ ریشم پہننا اور باجون کا سننا اور نرد کھیلنا اور شرابخوارون کے پاس وقت مینخوارئیکے
بیٹھنا اور اجنبی عورتون کے ساتھ علیحدہ رہنا وغیر ذلک من الصغائر اس قسم مین داخل
نہین ہے ولہذا قبول ورد شہادت مین نہ کبیرہ پر نظر کیجاے نہ صغیرہ پر مگر اتنی بات ہے
کہ ان صغائر مین سے بھی اگر کوئی شخص کسی پر مواظبت و اصرار کریگا تو ردشہادت مین اسکی
تاثیر ہوجائیگی مثلاً اگر کوئی لوگون کی غیبت اور عیب چینی کو اپنی عادت بنالیگا یا بدکارون
کی صحبت و اتحاد پر جما رہیگا تو شہادت اسکی معتبر نہو گی یہ تقریر غزالی رح کی ہے حاصل اسکا
مطابق انکے بیان کے یہی ٹھیرتا ہے کہ گناہ صغیرہ اصرار کرنے سے کبیرہ ہوجاتا ہے اور
امر مباح اصرار سے صغیرہ بنجاتا ہے لکن اسمین نظر ہے جسکی طرف پیشتر اشارہ ہوچکا ہے
اب ہم اُن کبائر کو ذکر کرتے ہین جنپر شرع شریف مین حدود و تعزیرات آے ہین ایک انمین زنا
ہے بلکہ اسکے کبیرہ ہونے پر سارے مسلمانون کا اتفاق ہے گو حد زنا مین اختلاف ہو قال
تعالٰی ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا سو جبکہ کوئی بکر حر زنا کریگا
تو اسکو بنص کتاب و حدیث مستطاب سو کوڑے مارے جائینگے پھر اسکو ایک سال تک
شہر سے نکالدینا چاہیے وہ اس شہر مین جہان اُس سے یہ کبیرہ صادر ہوا ہے نر ہے
اور اگر زانی بیاہا ہوا ہے نکاح کرچکا ہے تو اسکو بعد جلد مذکور کے رجم بھی کرینگے یہانتک
کہ مرجاے ایکبار کا اقرار کرنا زانی کا واسطے اجراے حد کے کفایت کرتا ہے اور جہان کہین
تکرار آئی ہے مراد اُس سے استثبات تھا نہ یہ کہ تکرار اقرار شرط اقامت حد ہو ہان شہادت
زنا کے لیے ہونا چار گواہ کا پر ضرور ہے کتاب و سنت اسپر دلیل ہین اور کسی کا خلاف

کہ اگر فرضاً وہ معاف بھی کردے یعنی کہہ سکے تونے جو زنا اُسکی زوجہ سے کیا ہے وہ مینے معاف کیا تو بھی حد شرعی اُس سے یہان ساقط نہوگی ورنہ توبہ واسطے اُسکے عفو کے کفایت کرسکتی ہے یہ معصیت جب ہی دور ہو کہ یا تو دنیا مین حد جاری ہو یا عقبیٰ مین معذب ہوکر نجات پاے یا اللہ رحم کرے اور کوئی صورت عفو کی بلا عقاب کے نکالدے لکن اسکی تصریح دلیلاً نظر سے نہین گذری ہان جزء ثالث حاشیۂ شامی صفحہ ۱۴ ۔ سطر ۳۲ مین لکھا ہے کہ بیری نے شرح اشباہ مین جواہر سے نقل کیا ہے رجل شرب الخمر و زنی ثم تاب ولم یحد فی الدنیا هل یحد له فی الآخرة قال الحدود حقوق الله تعالی الا انه تعلق بها حق الناس وهو الانزجار فاذا تاب توبة نصوحا ارجو ان لا یحد فی الآخرة فانه لا یکون اکثر من الکفر والردة وانه یزول بالاسلام والتوبة

تتمہ

اسجگہ ایک بحث یہ ہے کہ کونسا صبر اللہ کو زیادہ تر محبوب ہے وہ صبر جو ادائے اوامر و واجبات مین ہوتا ہے یا وہ صبر جو ترک نواہی و محارم الٰہی پر ہوتا ہے سو اس مسئلہ مین اہل علم کا تنازع ہے ہر طرف ایک جماعت علما کی گئی ہے اب ہم عدة الصابرین مین حافظ ابن القیم نے اس بحث کو مع ادلہ فریقین بہت بسط سے لکھا ہے اور ہمنے رسالۂ ادامة الشاکرین اُسکو ترجمہ کیا ہے صفحہ ۳۰ سے صفحہ ۴۰ تک یہی بحث ہے حاصل کلام کا اس مقام مین یہ ہے کہ صبر کرنا فعل مامورات پر افضل و اجل ہے صبر کرنے سے ترک محظور پر کیونکہ فعل مامورات محبوب تر ہے اللہ تعالی کو ترک محظور سے اسلئے صبر کرنا احب الامرین پر افضل و اعلی ہوگا اس دعوے پر بیس دلیلین ہین قال ابن القیم رحمہ واذا تبین ان فعل المامور افضل فالصبر علیه افضل انواع الصبر و به یسهل علیه الصبر عن المحظور

زانی محصن آٹھوان لوطی مطلقاً نوان محارب **ف** مطلب ہمارا بیان سے اِن کبائر کے اسجگہ فقط یہ ہے کہ اجرا و اثر توبہ کا اِن معاصی مین بھی ہوتا ہے اقامت حدود و تعزیرات کا اتفاق اگر طرف سے حاکم کی یا اسکی درخواست پر ہوا تو یہ توبہ سب سے بہتر ہے کفارہ و طہور حاصل ہوگیا اور اگر بوجہ لحوق شبہات وغیرہ اسباب کے ظاہر مین دراے حد ہوا اور اسنے درمیان اپنے اور ارحم الراحمین کے توبہ کر ڈالی حالانکہ نفس لامر مین مستحق حد کا ہو چکا تھا تو بھی امید ہے کہ جسطرح اللہ نے یہان اسکو مستور رکھا تھا اور تعذیب حدود سے بچا لیا تھا وہان بھی مستور و محفوظ رکھے اور اگر یہان مستور نہین رہا ہے تو وہان کا مواخذہ اسکے ذمہ قائم ہے شمار اُسکا معذبین مین ہوگا بشرطیکہ موحد ہے اور اگر مشرک ہے تو پھر بالیقین داخل ہالکین ہے عیاذاً باللہ جو کبائر ذنوب اِس قسم کے ہین کہ دنیا مین انپر کوئی حد و تعزیر وارد نہین ہوئی ہے بلکہ محض وعید آخرت آئی ہے تو وہ توبہ کرنے سے بخشدیئے جاتے ہین خصوصًا وہ کبائر جو خاص درمیان اسکے اور اکرم الاکرمین کے ہین رہے وہ کبائر ذنوب جو درمیان اُسکے اور ابناء جنس کے ہین جنکو حقوق عباد کہتے ہین سو اُنکی صورت یہ ہے کہ اگر دنیا مین اِسنے اقالہ انکا صاحبِ حق سے کرا لیا ہے تو وہ بھی معفو ہو جاتے ہین اور اگر اقالہ نہین کرایا ہے یا اصحابِ حقوق نے معاف نہین فرمایا ہے تو پھر توبہ کرنے سے معافی اُنکی نہین ہو سکتی ہے وہ بدستور اُسکے ذمہ پر باقی رہتے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے گناہون کو نہین بخشتا ہے جس سے تعلق کسیکے حق کا ہوتا ہے اِسکی معافی اللہ نے رضاے صاحب حق پر رکھی ہے وہ قیامت کے دِن اپنا حق ظالم سے لیگا یا اللہ اُس سے معاف کرا دیگا اگر اللہ کو اُسکا بخشنا منظور ہے ورنہ بعد عذاب و عقاب کے بقدر اُس جرم کے نظر بہ قلت و کثرت و شدت و خفت معصیت بشرط بقاے اصل ایمان کے توقع نجات کی ہوتی ہے پھر بعضا گناہ ایسا بھی ہوتا ہے جو کہ مشترک ہے درمیان رب و عبد کے جیسے زنا کہ اِسمین حق تلفی زوج کی بھی ہے اور ہتکِ حرمتِ شرعِ الٰہی کا بھی ہے آپ جب اِس نے مثلاً توبہ کی تو اللہ اپنا حق تو اُس سے معاف کر سکتا ہے رہا حق بندہ کا سو یہ ایسا حق ہے

صحت نامہ توزیع المعاصی

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
٢	١	ھل	اھل	٢٩	١	بقصعۃ	لقصعۃ
٣	٢	اسباب کا	اسباب کان	٣٦	٢	اعدوت	اعددت
"	١٨	مبغوض	مبغوض خدا	٣٧	٧	چاہتے	چاہتا
٦	١٥	تروھم	تردھم	"	٢٠	للکفرۃ	المکفرۃ
٨	٢٠	قسم مین	قسم ہین	٤٢	١٧	بیھن	بیٹھن
٩	٣	ادنل	ارذل	٤٣	١٨	اسلیے کہ اس	اسلیے کہ اس مقدار
١٠	١١	اصحاب مین	اصحاب ہین	٤٤	١٠	یہ عوض	بہر عوض
١٢	١٨	سی	سیئی ہے	٤٥	١٢	اسی تبہ	اسی رتبہ
١٣	١١	تارک	وتارک	"	١٨	ددم	دوام
١٩	١٠	لوگ	لوگ ہونگے	٤٦	١٦	دلیل ہے	ہے دلیل
٢٢	١١	لمقدسی	المقدسی	٥٠	١٣	کرتا	کرنا
٢٣	٧	ہولی	ہوتی	٥٢	١٣	بلانے	پلانے
"	١٤	ریت	زیت	"	١٣	اسکو	اوسکو
٢٦	٣	ناجین	ناہین	٥٤	٥	سکی	اوسکی
"	١٠	متفاو	متفاوت	"	١٣	گمر	اگر
"	١٧	فردوس	فردوس اعلی	٥٥	١٧	پھنسجاے	پھنس جاے
٢٨	٨	ایذاتے	ایذااسی	٥٦	١٨	گناہ ہے	گناہ ہے

والصبر على المقدور فان الصبر الاعلى يتضمن الصبرالادنی دون العکس قد ظهر لك من هذا ان الانواع الثلثة متلازمة وکل نوع منها یعین علی النوعین الاخرین وان کان من الناس من قوة صبره علی المقدور اقوی فاذا جاء الامر والنهی فقوة صبره هناك ضعیفة ومنهم من هو بالعکس فی ذلك ومنهم من قوة صبره فی جانب الامر اقوی ومنهم من هو بالعکس والله اعلم ٥

فکل مالاقیته سهل		ان خضرا الله یجمع انه	

واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین وصلی الله تعالیٰ علیٰ رسوله واٰله وصحبه اجمعین

تمت

خداوندتعالیٰ کے ہزارون احسان کہ جسنے ہمکو کتاب وسنت سے صراط المستقیم کا سالک بنایا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیشمار انعام جنکے طفیل سے اوامر ونواہی مین فرق پایا امّابعد یہ ایک رسالہ ہے جسکے پڑھنے سے مرأت قلوب زنگ ذنوب سے صاف ہوجاتے ہین اور ہر فصل وباب سے عاصی وگنہگار بعد توبہ واستغفار وعدہ جنت ونعیم پاتے ہین چنانچہ نام اس کتاب سراپا برکات کا توزیع المعاصی فی الطبقات الی انحاء الدرکات والدرجات ہو اور تائب وخائف کے لئے بشرط عمل یہ رسالہ سرمایۂ نجات ہے۔
الحمدلله علی احسانه کہ ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۲ ہجری مین چھپکر سرمۂ کش دیدۂ اولوالابصار اور مطبع مفید عام اس رسالہ کی برکت سے گویا مطلع الانوار ہوا

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۵۷	۹	جب	کہ جب
〃	〃	اسی	اوسی
〃	۱۸	کیا کیا	کرتا رہا
〃	۱۹	اسوقت	اُسوقت
۵۸	۱۸	سود	سود کا
۵۹	۹	بتاتا ہے	بناتا ہے
۶۰	۹	حاجت کے	حاجت
۶۱	۱۱	کرتی	پیراہن
۶۱	۱۱	آزار	اِزار
۶۳	۱۸	پادشاہو	پادشاہون
〃	۱۹	زن فرزند کے	امور دین کے
		امور دین کو	زن فرزند کو
۶۵	۷	ہوجاینگی	ہوجاۓ گی
۶۶	۴	وراو	درز
۶۷	۷	یجد	یجد
〃	〃	〃	〃